

پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی
ایڈیٹر:- سید عزیز حسن بقا



عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہ کا قابل قدر عطیہ

جمیلان

12 408
77.95

وہ نسخہ جس سے دو لاکھ مریضان جریان کو اب تک آرام و فائدہ ہو چکا ہے

جریان کا نتیجہ کیا ہے؟ دل، دماغ اور جگر کا کمزور ہو جانا، ہاضمہ کا بگاڑ۔ حافظہ کی خرابی۔ ہمت کی پستی۔ طبیعت کی سستی۔ اولاد سے محرومی۔ جوڑوں کا درد اور عام ناتوانی، پھر رفتہ رفتہ جنون یا کوئی سخت بیماری مثلاً دق دل وغیرہ اگر آپ کو جریان کی شکایت ہو تو فوراً توجہ کیجئے آج ہی اس بیش بہا اور کامیاب دوا کا استعمال شروع کر دیجئے۔ جمیلان مرض جریان کی بہترین اور کامیاب ترین دوا ثابت ہو چکی ہے جس سے اب تک دو لاکھ بیماروں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ جریان چاہے پرانا ہو چکا ہو یا نیا ہو ہر حالت میں اس سے فائدہ ہو جاتا ہے دل، دماغ کی کمزوری اور اعضاء کا اضمحلال دور ہو کر تندرستی اصلی حالت پر آ جاتی ہے ...
...ہے جریان کی دواؤں میں جمیلان سب سے بہتر ثابت ہو چکی ہے۔
...ل کریں، ترشی، تیل، گڑ اور ثقیل چیزوں سے پرہیز
... ۳۲ قرص چار روپے آٹھ آنے (علاوہ)

حب اجملان
... کی بہترین دوا ... خارش ... آتشک ... اور جذام ... کی خرابی سے پیدا ہونیوالی تمام بیماریوں کو دور کرتی ہے
قیمت شیشی ...

احتلال
نبض ... دوا ... معدہ کی خرابی



منیجر ہندوستانی دواخانہ ... دہلی

[illegible] دعائیں

[illegible] اس [illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible] واقف ہو جائیں تو پھر ان کے
[illegible] معمول ہو گا آپ کے اعمال
[illegible] ہو جائیں گے [illegible]
[illegible] ہوں گے۔ یہ یاد رکھئے گا فرق
[illegible] حاصل ہوں گے پریشان
[illegible] مطمئن ہو جائیں گے غرضیکہ آپ
[illegible] کی قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ اس میں
فرق [illegible] ساتھ قرآن پاک کی بہت سی
[illegible] معمول کتاب ہے قیمت ۸/

کلید قرآن

جو بچے کئی برس کی محنت کے بعد کلام الٰہی
نہ پڑھ سکے ان کو کلید قرآن پڑھانے والے دیکھیں یا
قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا آپ کے لئے [illegible]
لئے بچے ہیں قرآن مجید کی محنت کم ہو سکے
ان کو کلید قرآن پڑھائیے دو مہینے میں کام
پورا ہو جائیگا کلید قرآن دنیا میں سب سے
پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعویٰ
ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینے میں قرآن
پڑھنا آجاتا ہے۔ آپ بھی منگا کر تجربہ
کیجئے۔ قیمت ۲/
ایک روپے کے دس

قرآن ایک معجز نما کتاب

حقائق و معارف فصاحت بلاغت قرآن
پاک بہار دو میں پہلی اور سب سے انوکھی کتاب
ہے جو علامہ ابو البصیر قتادہ زادہ دمشقی کے ۱۰ سال
مطالعہ قرآن شریف و مقام و حالات معانی
کا نچوڑ ہے۔ قرآن پاک کے متعلق غیر مسلم دنیا
کے تبصرے سر الامان کفار قریش کے منکرین
کلام الٰہی کا اسکو سن کر مسلمان ہونا قرآن کے
سر الفتن المشہور اور [illegible] ہے پرسر کرائے
دلائل اشاعت قرآن حکیم تاریخ ہے یہ کتاب
تبلیغ اسلام کے لئے بہترین ہے۔ سفید چکنا
کاغذ۔ قیمت ۲/ علاوہ محصول

زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

[illegible] دنیا کی ہر لذت عیش کو دوجنت
کی کھیتی بنا سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم اپنے
اعمال کو اس سانچے میں ڈھال لو جس میں اللہ
نے اپنا نائب بنانے کے لئے قرآن نازل فرمایا
اور زندگی کا وہ سانچہ اصولی بتایا ہے کہ
ہے کہ تم معنی سمجھا کر قرآن کا مطالعہ کرو۔
تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کلام اللہ کی تلاوت
کرو تو تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا
نائب مقرر کرتے ہوئے جنت کی دعائیں [illegible]
حقدار [illegible] کیا کیا ہدایتیں فرمائی ہیں۔
اچھی لکھائی چھپائی صفحات [illegible]

قرآن مجید کی مکمل ڈکشنری

[illegible] القرآن، اردو میں سب سے پہلی کتاب
[illegible] قرآن پاک کے تمام الفاظ کو بہت ہی سہل
[illegible] سے اصول پر کیا ہے کہ پہلے قارئین لفظ
[illegible] معنی تحریر ہیں لفظوں سے متعلق ضروری
[illegible] کے ساتھ بعض دوسری اہم اور تفسیر
[illegible] درج کی گئی ہیں۔ مثلاً انبیاء کرام کے نام
جہاں جہاں آئے ہیں ان کے حالات بیان کئے گئے
[illegible] یہ کتاب مبالغہ ہے کہ لغت قرآن کی
[illegible] کے سلسلہ میں اردو زبان میں
[illegible] کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی کتابت
[illegible] عالی اللغہ

یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول اور بہترین
قاعدہ جو بچوں کو تین چار ماہ کو ہدیہ ہوتا ہے
اور جو درس کی خوبیوں سے واقف ہو چکا ہی
کو منگاتے ہیں یہ بہت ہی آسان قاعدہ ہے
اسمیں سب سے بڑھکر کتابت کی خوبی ہے
یعنی نقطہ زیر زبر پیش اور حروف کی بناوٹ ہجا
لینے کے بعد ہر کیات کے بتانے کی مطلق ضرورت
نہیں ہوتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھنے
کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ استاد کی مدد کے
بغیر قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے ضخامت ۳۲ صفحے
قیمت ۳/ ایک روپیہ کی آٹھ جلدیں۔

تفسیر موضح القرآن

رود العاصیرکے مولف اعلیٰ حضرت مولانا شاہ
عبد القادر محدث دہلوی کی عرق ریزی کا
شاندار کارنامہ اور ایسی تفسیر جس کو ہر مو قر
مفسر نے اپنی شمع راہ بنایا ہے اب بھی ایسی
ہی مقبول ہے جیسی پہلی تھی اس کے قدردان
اب بھی ہیں کہ زمانہ حال میں لاکھوں چھپتی
ہے اور سب ہدیہ ہو جاتی ہے۔ اتنی سستی
پورے قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر
نہیں چھپا اسے پوری دولتی تقطیع کے
۷۰۰ صفحے ہیں۔ قیمت مجلد تین روپے
محصول ایک عدد

تفسیر حسینی کامل

اصلی مع عمدہ کی لکھائی چھپائی کاغذ [illegible]
پورے کلام اللہ کی پوری [illegible]
تفسیر ہے۔ قرآن بھی سمجھنے کے لئے اس سے
بہتر اور اس سے سستی تفسیر ملنی مشکل ہے
پیشوا ہے [illegible] سائز ہے جدید مفسر یا
اس کو سامنے رکھ کر ہی تفسیر لکھتے ہیں
بہت ہدیہ ہوتی ہے۔ اگر قرآن شریف
پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی [illegible]
قیمت سات روپے
علاوہ محصول ڈاک
ملنے کا پتہ: مینجر رسالہ پیشوا [illegible]

تفسیر سورہ یٰسین

تفسیر [illegible] لکھی گئی ہے جو نباوٹ
[illegible] کا نمانہ ہے۔ اور مقدم قدم پر
[illegible] عقلی دلائل [illegible] گئے ہیں یہ تفسیر اس
[illegible] بہت [illegible] ہے کہ ہر بات کو معقول
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] محصول [illegible]

بخاری شریف کامل

مکررات کو حذف کرکے کامل بخاری
شریف کا سلیس عام فہم اردو میں
ترجمہ۔ اچھی لکھائی چھپائی۔
ضخامت ۵۰۰ صفحے نادر ولایتی
کاغذ۔ قیمت بلا جلد ایک روپیہ
مجلد پارچہ ایک روپیہ چار آنے۔
مجلد چرمی پشتہ ایک روپیہ آٹھ آنے
اعلیٰ اڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد
پارچہ [illegible] مجلد چرمی پشتہ سنہری
کام [illegible] خاص اڈیشن اعلیٰ درجہ کا
فیروزی کاغذ مجلد چرمی [illegible]

انتخاب صحاح ستہ

حدیث کی چھ کتابوں کا سلیس اور
عام فہم اردو میں ترجمہ۔ مع
اصل عربی۔ اچھی لکھائی اچھی
چھپائی۔ ضخامت تقریباً پانسو
صفحے۔ قیمت بلا جلد ۱۲/
مجلد پارچہ ایک روپیہ (عہ/)
مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ ایک روپیہ چار آنے
یہی کتاب چکنے کاغذ پر بلا جلد [illegible]
مجلد پارچہ ایک روپیہ چار آنے
مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ ایک روپیہ آٹھ آنے
ملنے کا پتہ: مینجر رسالہ پیشوا [illegible]

حقوق و فرائض اسلام

یہ ایک ایسی لاجواب کتاب ہے جس کی ہر مسلمان
کو اپنی زندگی میں ضرورت ہے۔ پیدائش سے
لیکر وفات تک جتنے حقوق و فرائض ایک
مسلمان کے ذمہ ہیں ان سب کا مفصل تذکرہ
قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ اور [illegible]
سے اس کتاب میں ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
قیمت مجلد پارچہ [illegible]

دینی معلومات

یہ کتاب [illegible] کی کتاب ہے اور [illegible]
کہ سب سے بڑی مستند کتاب ہے۔ امام [illegible]
خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب [illegible]
کا آسان سلیس اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب
ام [illegible] کہلاتی ہے اور [illegible] فقہ حنفی [illegible]
ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اس میں
عبادات نماز روزہ۔ حج زکوٰۃ۔ نکاح۔ طلاق
حقوق [illegible] شرعی [illegible]
[illegible] فوجداری۔ [illegible] قوانین۔ [illegible]
[illegible] حکومت [illegible]
[illegible] شرعی احکام [illegible]

اسلامی تعلیم

فقہ اسلام کی مستند [illegible] ہے جو
مفتی سید محمد [illegible] ندوی نے کمال محنت سے مرتب کی
فقہ اسلامی کا ایسا آسان [illegible] اس کا درجہ
بہت بلند ہے۔ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب
موجود ہے انہیں کسی مولوی سے کسی مسئلہ
فتویٰ لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوا کرتی
کہ ملک میں اس کا شہرہ ہو گیا۔ اپنی آسانی کیلئے
علمائے کرام کو بھی [illegible] مطالعہ [illegible]
ہر مذہب کی واقفیت ضروری ہے اور مذہبی
مسائل کے لئے [illegible]
قیمت بلا جلد [illegible] مجلد [illegible] محصول [illegible]

معلومات نماز

نئی تحقیقات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو
بہترین عبادت ثابت کیا ہے [illegible]
[illegible] تو وہ انسان کو بہترین انسان
بنا دیتی ہے چند عنوان یہ ہیں [illegible] اسلامی
کی حکمت [illegible] عبادات کے متعلق [illegible]
[illegible] تارک نماز کے لئے [illegible]
عبادات [illegible] نماز کے وقتوں [illegible]
[illegible] بے نمازوں کی [illegible]
نماز قرآن میں۔ اس کے بعد [illegible]
اور نماز کی ہر دعا کا ترجمہ [illegible]
[illegible] صفحے قیمت [illegible] علاوہ محصول

ضروریات دین

دفتر پیشوا نے ایک فاضل دینیات [illegible]
کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں [illegible]
نہایت سلیس [illegible]
لیا گیا ہے [illegible]
ایک مسلمان کا اسلام قائم [illegible]
دینی ضروریات [illegible]
دینی ضروریات [illegible] فرصت [illegible]
[illegible]
مسلمانوں کو پڑھنی چاہئے تاکہ بہت ہی
وقت میں اس اصل [illegible]
ہو جائے۔ ضخامت [illegible]

آفتاب رسالت

مورخ اعظم قاضی [illegible] صاحب بلند شہری نے
سرکار دو جہاں رسول خدا کے بہت سے
حالات دو حصوں میں لکھے ہیں پہلا حصہ [illegible] صفحات
اس میں پارہ حصہ تاریخ عرب اور بعثت
رسول سے پہلے کے حالات ہیں اور ولادت
و طفولیت رسول۔ حصہ دوم [illegible] صفحات
اس میں پہلی رسالت کے بعد کل حالات
مثل ہجرت شادی۔ تبلیغ۔ غزوات اور
سیاسی تعلقات اور متفرق واقعات کے ذکر
آخر میں حضور کی معاشرت ازواج مطہرات
کے حالات قیمت [illegible] حصہ [illegible] ۱۲

حضرت علیؓ کی شہادت

کیا ہوا [illegible] کیونکر ہوئی اس کا جواب [illegible]
کی مشہور کتاب ہے [illegible] رمضان [illegible] جس میں
بتایا گیا ہے [illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ [illegible]
[illegible] قتل کی سازش میں کون کون
شریک تھے۔ خارجی کون لوگ ہیں اور [illegible]
کیا کیا فتنہ و فساد برپا کئے۔ حضرت علی کی شہادت
کے دردناک واقعات [illegible]
[illegible]
سوز و ساز [illegible]
[illegible]
[illegible] صفحات [illegible] محصول [illegible]

خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت
عثمان غنیؓ حضرت مولا علیؓ حضرت امام حسنؓ
کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے کل حالات
ان کے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات
اور فتوحات کے مفصل حالات [illegible]
مطالعہ تاریخ کا تقاضا [illegible]
چھپائی ضخامت [illegible] صفحے [illegible] قیمت [illegible]
ہر مجلد [illegible] قیمت مجلد چرمی [illegible]
اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد [illegible]
[illegible] مجلد چرمی پشت [illegible]
محصول ڈاک علاوہ

سیدہ فاطمہ کا لال

اس [illegible]
شہادت نامہ [illegible]
پڑھنے سے [illegible]
سیدنا امام حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت
تو اپنی جگہ خود ہی [illegible]
[illegible] حالات [illegible]
[illegible]
[illegible]
کتاب کا ایک ہی باب [illegible]
[illegible]
آخری ہے۔ قیمت [illegible] محصول [illegible]

کربلا کے بعد

ایک ہزار سالہ خونی تاریخ

حضور سرور کائنات کے عہد مبارک سے
خلفائے راشدین کے زمانہ کے مفصل حالات
اور سلاطین بنو امیہ کے مظالم آل رسول پر
کربلا کے بعد کیا ہوئے۔ قاتلان حسینؓ
کا عبرتناک انجام اور بنو عباس کی حکومت
اور ان کے بے پناہ مظالم سادات بنو
فاطمہ پر مصر میں بنو فاطمہ کی خلافت کے
مفصل حالات۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی
چھپائی بہترین سفید چکنا کاغذ [illegible]
[illegible] ضخامت [illegible] صفحے [illegible] قیمت [illegible]

تاریخ اسلام

سنہری جلد خوشنما کتابت [illegible] لکھائی
چھپائی۔ سنہ ۱ ہجری سے لیکر [illegible] تک
اسلام کے عروج و زوال کے کل حالات
حجم [illegible] صفحے۔ پہلی جلد میں سیرت رسولؐ
دوسری میں خلفائے راشدین تیسری میں بنی
امیہ۔ چوتھی میں خلفائے عباسیہ [illegible]
خلفائے فاطمیہ اور ترکان احرار و سلطان
ابن سعود۔ قیمت صرف تین روپے
محصول الگ۔ آپ اس کتاب کو
دیکھ کر یقیناً خوش ہوں گے۔
ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ سب سے بہتر قرن حضور ہی کا ہے اسلام
و منازل ترقی قرون اولیٰ میں طے کئے وہ [illegible]
قرون [illegible] کے ساتھ نہیں [illegible] اگر آپ
اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے
ہیں تو تاریخ قرون اول فردوس آسیہ ملاحظہ
فرمائیے اس تاریخ میں [illegible] حالات [illegible]
لیکر آنحضرت کی وفات پھر خلفائے راشدین کے
حالات [illegible] ترقی اسلام۔ غزوات اسلامی
اسلامی نظام حکومت [illegible] تفصیل [illegible]
ہر آخر میں حضرت امام حسن و امام حسین کی [illegible]

تاریخ شاہان تغلق

یہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں [illegible] کتاب [illegible]
کی وہ مقبول کتاب ہے جو [illegible] حقیقت [illegible]
[illegible] ہزاروں [illegible]
جو شاہان تغلق کی تاریخ ہے بہت [illegible]
کیونکہ اس میں [illegible]
[illegible]
کے دلکش [illegible]
مولانا اکبر شاہ خاں کا نام ہی [illegible]
ہم [illegible] بڑی ضخامت [illegible]
پیشوا اس کو بہت پسند کریں گے۔
قیمت [illegible] محصول [illegible]

کیمیائے سعادت (اردو)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نورانی کتاب جس کی ورق گردانی دلوں کو منور کر دیتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ غفلت اور ظلمت کی ذرا جگہ باقی نہیں رہتی۔ تصوف اور معرفت کا خزانہ ہے۔
بڑی تقطیع بہت عمدہ خط ۵۲۰ صفحے
مجلد تین روپے ۲ آنے غیر مجلد
تین روپے (۳ر)
محصول الگ۔
بڑی اچھی کتاب ہے۔ اسلام تصوف اخلاق کا بے مثل گنجینہ۔

عالمگیر غازی

ہندوستان کا وہ درویش شہنشاہ جس نے اسلامی تحریک کو کامیاب کیا۔ صحابہ کرام کی سی زندگی بسر کرنے والا تاجدار شہنشاہ حضرت اورنگزیب عالمگیر غازی نور اللہ مرقدہ کی مفصل باتصویر سوانح عمری غازی عالمگیر کے نام سے شائع ہو گئی ہے۔ اس کتاب میں درویش صفت تاجدار کی مفصل سوانح حیات بیان کرنے کے علاوہ متعصب اور تنگ خیال متعصب مورخوں کی غلط اتہامات کی پوری تردید ہے۔ اس باتصویر عمر کی قیمت ۵ روپے کی بجائے ۲ روپے ہو گئی ہے۔

... ملکہ جہاں

اگر آپ کسی بیوہ کے اس درجے کی بھی تصویر دیکھنا ہو تو کتاب
آہ مظلوم پڑھئے۔ بد نصیب عورتوں کی المناک زندگی کا خونچکاں منظر ہے آہ جس عورت کے سر سے تاجدار کا سایہ اٹھ گیا اس کے لئے سوائے گور کے کہیں ٹھکانا نہیں۔ مظلوم بیوہ کی داستان غم سنکر کلیجہ منہ کو آئیگا۔ یہ حضرت علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے قیمت ...

کتاب التعویذات

یعنی علاج روحانی از عمدۃ المحققین زبدۃ المدققین نواب محمد صدیق حسن خاں بہادر مرحوم یہ ایک بے نظیر کتاب ہے اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کی تمام سورتوں کے اعمال اور تعویذ ہیں کوئی ضرورت دینی یا دنیوی ایسی نہیں ہوگی جس کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو۔ مصنف کی قابلیت اور تبحر علمی اس کے صحیح اور مجرب ہونے کا ضامن ہے ہر عمل مجرب ہے۔ دین و دنیا کی ہر ضرورت بفضلہ اس کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجربہ کی مشہور کتاب ہے جو ہر عامل کیلئے بے نظیر ہے۔ اس کے چار حصے ہیں اور ایک جگہ ہیں۔ حصہ اول میں ختم قرآن۔ بسم اللہ اور سورۃ یٰسین کے مجرب اعمال اور نقوش ہیں۔ حصہ دوم میں اسمائے باری تعالیٰ کے ختم عجائبات اور قرآن شریف کی ہر سورت کے اعمال خواص حصہ سوم میں ہر کلمات کے تابع ہونے کے اعمال اور حصہ چہارم اذکار کیلئے مخصوص ہے جس میں تمام مجربہ کے خواص اور ان کے چلوں میں استعمال ہیں۔ آخر میں متفرق نقوش ہیں۔ بڑی مجرب کتاب ہے جو پچاس سال سے مقبول ہے قیمت ۱۰ر

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی مقبول کتاب ہے۔ اول سات منزل کی اردو نظم میں بہت موثر مناجاتیں ہیں انگلینڈ کے طریقے اور دعاء کی قبولیت کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات منزل کی اولیائے کرام کی مجرب دعائیں جنکو حضرت مولینا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استغفار منزل۔ پھر دعائے استخارہ و شجرہ اولیاء نظم مترجم۔ درود شریف منظوم ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں کا دستور العمل ہیں۔ قیمت صرف ۲ر

اعمال قرآنی

آیات قرآنی مع تعویذات سلاطینی از علامہ حضرت اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی اور معرفت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو ایک جگہ کیا ہے اور دینی و دنیوی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو امراض کی شفا ہے عملیات کی قلع ہے متفرقات کی جیبت ہے۔ کشائش رزق ہے حسب کے وظیفے ہیں تسخیر کے نقش ہیں۔ ۲۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے۔ کاغذ اعلیٰ ہے اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۶ر محصول ایک ۹ر

چھیانوے اولیاء

کے حالات انکی کرامات ان کے خوارق انکی تعلیمات انکی ملفوظات تبلیغ اسلام کے اسرار باطنیہ کی اہمیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے اسکا نام ہی تذکرۃ الاولیاء ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں اس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی۔ عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی۔ جہاں کے بھی ہیں یمن کے بھی مشہور کرنے کے بھی ہیں اور شرق بعید کے بھی۔ یہ کتاب خاص عام لوگوں کا مجلا آئینہ ہے۔ بڑی تقطیع کے ... صفحات میں قیمت صرف عہ

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر چیز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کو سند و شرائط کے ساتھ پڑھا جائے اس کا اچھا بیان کرنے کیلئے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی ضرورت کبھی اٹکی نہیں رہتی اس کا عامل رسول کریم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ پھر ہم کیا لکھیں۔ نہایت اعلیٰ کاغذ ... سلسلہ میں بے نظیر کتاب ہے اعلیٰ سعید کاغذ پر ... سے چھپی ہے۔ قیمت مجلد عمدہ ... ایڈیشن ۱۰ر علاوہ محصول ڈاک

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو۔ مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو بڑے کا ہو دشمن کا ہو ہم دعوی سے کہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس پر عمل کریں گے تمام جہان کا مسخر کرنا۔ زن و مرد کا مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا۔ حاجات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کا ادنیٰ معمول ہے۔ عجیب کتاب ہے۔ قیمت ۶ر

تقدیر کا راز

معلوم ہو سکتا ہے کہ اکثر بزرگان اسلام کے تابعے اور آزمائے ہوئے طریقے سے ہر کام شروع کرنے سے پہلے روحانی فالنامہ میں فال دیکھ لیا کرو جس میں علم قیافہ استخارہ۔ قرآنی فالنامہ۔ دیوان حافظ کا فالنامہ مثنوی شریف کا فالنامہ۔ اسمائے الٰہی کا فالنامہ اسمائے نبی کا فالنامہ۔ انگریزوں کا فالنامہ فرانس کا فالنامہ مجرب فالنامہ مضامین کے علاوہ کہنے سے فالیں روحانی عملیات ہیں۔ قیمت بہت ہی کم یعنی صرف ۸ر محصول چار آنے۔

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے۔ بڑی مستند احادیث سے مستفید ہے ۲۰۰ صفحوں کی کتاب ہے۔ انبیاء کے حالات ایسے عجیب و غریب معلومات پر ہونگے اہم ترین جز اس کتاب کا یہ ہے کہ انبیاء کے سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ ... جامع مسجد دہلی

زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اسلامی تہذیب کے گہوارہ بادشاہوں کی پیاری نگری یعنی دہلی کے بیگمات کے لذیذ کھانوں سے واقفیت نہ ہو۔ دلی کا کمال با ورچیوں کا فخر بلکہ یہ ہیں قدیم مراد و شرفا دہلی کے تمام لذیذ اور نت نئے کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے درج ہیں۔ تیسرے ایڈیشن میں باورچی خانہ کا دوسرا حصہ اسلامی دسترخوان بھی شامل کر دیا ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی۔ کاغذ سفید چکنا۔ ضخامت [illegible] صفحے۔ قیمت ایک روپیہ

شریر لڑکی

ماں باپ کے لئے اس دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے مگر اس عذاب سے نجات پانے کا واحد ذریعہ اڈیٹر صاحب پیشوا کی علمی کتاب بچوں کی نفسیات ہے جو شریر بچوں کو پڑھنے لکھنے میں مصروف کر کے نیک اور سلیقہ مند بیبیاں بننے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اس کے مطالعے سے ہنرمندی اور نیز ہلدی سلیقہ شعاری آ جاتی ہے۔ اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر چین نہ آئیگا۔ سفید چکنا کاغذ اور اچھی لکھائی چھپائی۔ ضخامت [illegible] صفحے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۴ ؎

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آ جائے اس گھر کا اطمینان سکون اور آئی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے۔ بیوی کی تربیت کے لئے دولہا اسماعیل نے جو چیز تیار کی ہے وہ اڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر والی کی تربیت پڑھاؤ جس میں یہ راز بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں۔ انداز بیان اتنا دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے ہاتھ سے نہیں چھوٹیگی۔ ضخامت [illegible] صفحے۔ قیمت [illegible]

تعلیم خانہ داری

لڑکے گھر پر جو ہماری کل جائیداد ہے ہمارے ہی ہیں۔ [illegible] چاہو تو جنت بنا سکتی ہو۔ اسی لئے ضروری ہے کہ اُن خاندانی [illegible] کے جن کے ہاتھ میں ہم نے اپنے گھر کو سونپ دیا ہے وہ [illegible] سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں۔ سو ایک بہتر یہی ہے کہ گھر کی کتابیں پڑھتی ہیں [illegible] ہے۔ اس ضرورت میں آپ کی تعلیم [illegible] اس کتاب کا ایک دفعہ اپنی بیوی کو مطالعہ کرائیے۔

قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے

جلدی طلب فرمائیں بہت کم جلدیں باقی ہیں

درس معاشرت

یہ نازواش پر ولا کے قلم کی ایک نہایت عبرت خیز دلچسپ اور سبق آموز افسانوں کا دلکش مجموعہ ہے۔ ہر ایک افسانہ اسلامی معاشرت کی بولتی تصویر ہے۔ افسانے کے پیرایہ میں مسلمانوں کو موثر الفاظ میں اصلاح رسوم کی اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے۔ کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ سلامتی لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت [illegible] صفحے باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت صرف آٹھ آنے

جلد طلب فرمائیے بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے جو لوگ اچھے مذہبی، معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جنکو پڑھ کر نیکی پیدا ہو اور آپ اپنے گھروں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجئے۔ کئی افسانے فوٹو بلاک کی تصاویر سے مزین ہیں۔

قیمت آٹھ آنے

معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکے اگر معانی نہ بھی معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معانی ضرور معلوم ہو جائیں۔ عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا اس لئے ابتدائی صرف و نحو بھی چھڑا دیتے ہیں۔ معلم عربی میں صرف و نحو کے مشکل مسئلے چھوڑ کر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر شخص تھوڑے تامل سے ایک سبق روزانہ پڑھے تو تین مہینہ میں قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے۔ قیمت ۸ محصول [illegible]

فن کشیدہ کاری

اس کتاب میں نہ صرف فن ایجاد ہی ہے بلکہ ناموران فن کا بہترین شاہکار ہے اور اس کتاب کو پڑھ کر بہت [illegible] بیل بوٹے کا نہ شکار کی ہوا میں [illegible] آپ چاہیں اپنے ہاتھ سے کپڑے پر ایک دو نہیں بیسیوں قسم نہایت آسانی سے بنا لیں۔ بچے بڑے بیل و بوٹے چھاپ سکتے ہیں اور چھاپنے کا اصل راز [illegible] بتایا ہے۔ اس وقت تک ہندوستان میں کشیدہ کاری [illegible] جتنی کتابیں چھپی ہیں [illegible] کشیدہ کاری کا [illegible]

میاں بیوی کی [illegible]

اسلامی میاں بیوی [illegible] کیسا [illegible] ہو سکتے ہیں [illegible] بن سکتے ہیں۔ اگر آپ اس کتاب کے [illegible] بنا لیں۔ ایک [illegible] اور [illegible] جب ہی بن سکتے ہیں جب اسلامی [illegible] اور خدا کے بتلائے ہوئے [illegible] چلیں۔ [illegible] ہوگا جس [illegible] دنیا [illegible]

فن خطابت

اگر آپ نے خوانستہ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں تو اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو فن خطابت کو ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ آپ کے الفاظ طلسم بنے ہیں گے۔ آپ کی گفتگو میں تبادلہ کی خیر پیدا ہو جائیگی۔ ہر محفل میں لوگ سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ آپ ہزاروں کے مجمع میں بھی بے دھڑک تقریر کر سکیں گے۔ قیمت ۶

پیام خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب، فلسفی اور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات یورپ و امریکہ میں تو مختلف طرز تصویر اور ڈھنگ پر نگین ایڈیشن کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں مگر اس نامور حکیم کے مبسوط اور مفصل سوانح حیات ابھی تک گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے۔ بڑی تلاش و جستجو سے عمر خیام کے حالات فراہم کئے ہیں اور ہر رباعی کے تحت میں عمر خیام کی شاعری اور رباعیوں کی شرح نہایت جامع پیرایہ میں لکھی ہے۔ مشہور ہیں عمر خیام کا فوٹو اور تقریباً ایک سو دس رباعیوں کو معنون کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے عادی ہیں جو طلبا انگریزی میں کر دو بیوں اور جو بعیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جو تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہیئے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز اور دفتروں میں اونچے عہدوں پر بلند اور کاروبار میں ہوشمند ہو جائیں۔ اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا بہت طول طویل۔ اس کے ترجمہ میں آپ محنت نہ کیجئے۔ قیمت ۱۲

خوشنما ایک ترجمہ والا قرآن

تقطیع ۲۰×۳۰ اچھے اعلیٰ درجے کی لکھائی چھپائی۔ خاشدہ۔ کاغذ ولایتی مارکو کا۔ بامحاورہ ترجمہ حضرت علامہ ... حاشیہ پر آپ کی تفسیر موضح القرآن۔ مقدمۃ القرآن میں فضائل قرآن تلاوت خواص قرآن ... قرآنی قبیلہ۔ قرآنی فالنامہ وغیرہ وغیرہ۔ ہر پارہ علیحدہ علیحدہ۔ مجلد پارچہ گوٹا۔ جلد چرمی ... محصولڈاک علاوہ۔ جلدی طلب فرمائیے بہت کم باقی رہ گیا ہے۔

خوشنما دو ترجمہ والا قرآن

تقطیع ۲۲×۲۹ دو ترجمہ والا اول حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کا۔ دوسرا مولینا شاہ اشرف علی صاحب کا۔ حاشیہ پر بہت اچھی تفسیر ہے۔ ابتدا میں ایک بہت کامیاب و مفید مقدمہ۔ ہر پارہ علیحدہ۔ منقش چھپائی بہت صاف۔ کاغذ بنگال پیپر مل۔ ... نماشدہ جلد ... کی منقش نقرئی کار چرمی جلد چرمی کامل چار روپے۔ یہ کلام اللہ اپنی ارزانی اور بہترین کتابت اور اعلیٰ درجہ کی صحت کی وجہ سے بہت مقبول ہوا ہے۔ یہی کلام اللہ کاغذ پر مجلد ... بہترین چھپا ہے۔ جلدی طلب فرمائیے۔

آسان ید قرآن مجید

تقطیع ۱۱×۱۵ ۔ بہت ہی جلی قلم ۵ گز کے فاصلہ سے بے تکان پڑھ لیجئے۔ ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحت اللفظ چرمی پشتہ نقرئی مجلد۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ۔ ترجمہ کا قلم بھی خوب جلی ہے۔ ہدیہ مجلد چرمی پشتہ۔ نقرئی کار خاشدہ۔ کاغذ آسٹریلیا کا نہایت دیدہ زیب اور نہایت خوشخط۔

قیمت صرف چار روپے

علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

معجز نما متوسط بہ ترجمہ

تقطیع بڑی ہے۔ دو ترجمہ اور کامل تفسیر ہے۔ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے ایک ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین اور دوسرا مولانا اشرف علی صاحب کا ہے۔ حاشیہ بہت مفصل ہے۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ہے۔ ایک ہزار صفحے کی ضخامت ہے کاغذ عمدہ مضبوط کتابت اعلیٰ طباعت نہایت عمدہ کامل چمڑے کی نقرئی کار جلد ہدیہ صرف عہ محصولڈاک ... یہی قرآن شریف اعلیٰ درجے کے سفید چکنے کاغذ پر۔ قیمت للعہ

متوسط دو ترجمہ والا

تقطیع ۱۸×۲۲ ضخامت ۹۲۰ صفحے کا۔ سفید لائق نمبر کا بہت اچھی صحت۔ پہلا ترجمہ حضرت مولینا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا۔ دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا حاشیہ پر تمام تفاسیر کا خلاصہ سلیس اردو میں۔ شروع میں ۴۰ باب کا بیش بہا دیباچہ ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ مجلد چرمی کامل نقرئی کار قیمت صرف چار روپے۔ جلدی منگائیے۔ ورنہ چھٹے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

تلاوت آسان معری

۲۰×۲۶ سائز بہت جلی قلم ہے کتابت عمدہ ہے۔ سات سو صفحوں کی ضخامت ہے۔ کاغذ ولایتی گلیز ڈ۔ جن بچوں کا ذہن خراب ہو اور جو اردو خواں بھائی بغیر استاد کی مدد کے صاف صاف صحیح قرآن مجید پڑھنا چاہیں ان کو خاص طور سے تلاوت آسان قرآن مجید اپنی تلاوت میں رکھنا چاہیئے ہدیہ ایک جلد چرمی مجلد چرمی کامل نقرئی مجلد پارچہ ایک روپیہ آٹھ آنے محصول ایک قرآن پر ۱۲ / دو پر ۸ / ۔ زیادہ ریل سے منگائیے۔

بطرز لیسنا القرآن بلا ترجمہ

کتابت کا ہر لفظ خوب علیحدہ علیحدہ قلم خوب جلی۔ گویا اتنی بڑی تقطیع میں شاید دو دو سطریں ہیں۔ کاغذ بہت مضبوط اور سفید چھپائی۔ خوب سیاہ سطر ورق نہایت خوشنما۔ بچوں اور بوڑھوں اور ضعیف بصارت والوں کے لئے خصوصیت سے مفید مطلب ہے۔ چونکہ ہر لفظ الگ الگ ہے اس لئے تلاوت سہل ہوتی ہے۔ اور صحیح پڑھا جاتا ہے۔

یہ مجلد چرمی کامل ... ہے

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

مجلد پارچہ عہ محصولڈاک ۱۵ /

عکسی حبی حمائل مجلد

سوری۔ کارڈ سائز جدید الطبع۔ ایسی شاندار دیدہ زیب چھپائی اور کاغذ ہے کہ دیکھتے ہی روح خوش ہو جاتی ہے۔ جیبی بیبی کی جدوجہد میں کامیابی ہوئی ہے کہ اتنا سستا اشتہار ہو سکا آپ تعجب سے سنیں گے کہ جیسا اسکا اصل جیسا سفید اور چکنا کاغذ۔ چھپائی ایسی اچھی کہ آپ کے تصور میں بھی نہ آسکے۔

ہدیہ مجلد فی جلد آٹھ آنے

محصولڈاک آٹھ آنے

عکسی قرآن مجید مصری

... لمبا ... سولہ صفحوں کی ... صحت اور کتابت بہترین ولایتی چکنا کاغذ اور اعلیٰ ترین چھپائی ہے ایک ... کرکے اس کے فوٹو بلاک بنائے گئے ہیں۔ پانچ سال کی محنت اور ... کرنے کے بعد یہ اعلیٰ درجہ کا قرآن چھپا ہے جس کو دیکھ کر بے ساختہ ... بہترین مطبوعات شرمانی ہیں۔ ... اعلیٰ ہو سکا کہ آپ خیال بھی نہ کر سکیں قیمت مجلد ... عہ محصولڈاک علاوہ

بلا ترجمہ روشن دید

یہ قرآن شریف روشن دید کے نام سے ہدیہ ہو رہا ہے۔ اس کا قلم بہت ہی جلی ہے اور حروف خوب الگ الگ ہیں کاغذ بہت موٹا نہیں ہے۔ اس کا وزن چار سیر کے قریب ہے چھپائی بہت صاف۔ کاغذ خوب سفید تار دے کا ہے۔

بلا ترجمہ والا روشن دید قرآن شریف کا ہدیہ۔ مجلد چرمی پشتہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ) محصولڈاک ۶ /

تقطیع ۱۱×۱۵

معجز نما حمائل مترجم

اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ سستے سے سستا بہترین قرآن شریف دنیا کو تقسیم کریں گے معجز نما حمائل یا چھوٹی تقطیع کا ایک ترجمہ والا قرآن مترجم حضرت مولینا اشرف علی صاحب پہلی مرتبہ چھپا تھا تو کچھ روپے ہدیہ تھا۔ خدا کے فضل سے اب بھی ہزاروں بھائی زندہ موجود ہیں جو اس کے شاہد ہیں تدریجاً اسکا ہدیہ کم ہوتا گیا۔ یہ قرآن شریف اب سو میں تیسرا ہو کر آیا ہے اب یہ قرآن شریف دفتر رسالہ پیشوا سے مجلد چرمی کامل عہ میں ملتا ہے جو اڈیشن اول کا چوتھائی ہدیہ ہے۔ (ہدیہ لعہ)

بڑا معجز نما قرآن المجید مع پوری تفسیر

ہر قرآن مجید خط عربیہ دار خوشخط دو ترجمہ تقطیع ... یعنی متوسط بڑا ترجمے دو لکھی حروف علیحدہ علیحدہ ہیں تاکہ بچے جوان بوڑھے آسانی سے پڑھ لیں حاشیہ پر تفاسیر کتب احادیث سے اختصار کرکے پوری چھپائی گئی ہے۔ شروع میں ایک مقدمہ ہے ترجمہ اول حضرت مولینا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا لفظی ہے۔ دوسرا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا عام فہم ہے ۱۲۰۰ صفحہ میں لکھائی بہترین کتابت بھی ہے بہت کار عالم کر ایک ایک لفظ کی ذمہ داری قرآن مجید ...

محبوب آپ کے قدموں پر

جوانی بکتی ہے

اگر خریدنی ہو تو "سیکسول ٹانک پلز" استعمال کر کے قدرت کا کرشمہ دیکھئے جو یقیناً جادو اثر ثابت ہوں گی (انشاء اللہ) اس کے چند روز کے استعمال سے نئی زندگی پیدا ہو جائے گی اور آپ تعجب کریں گے کہ کیا تھے اور کیا بن گئے۔ یقین کیجئے کہ "سیکسول ٹانک پلز" سے بہتر دوبارہ جوان بنانے والی اور کوئی دوا آپ کو دستیاب نہیں ہو سکتی۔ قیمت سولہ گولی والی شیشی دو روپے (عہ/) بتیس گولی والی شیشی تین روپے بارہ آنے۔ (سہ/۱۲)

شیر کی طاقت

خلاف فطرت فعل یا جوانی کی بری حرکتوں کی وجہ سے عضو مخصوص بیکار ہو چکا ہے۔ کجی سستی لاغری کمی نامردی کا شکار ہو کر دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ اور زندگی سے لاچار ہو گئے ہیں۔ تو "سیکسول طلا" استعمال کیجئے جو عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو دور کر کے مردہ رگوں میں جوانی کی کوٹ کوٹ کر بھر دیتا ہے۔ اس کی پوری تعریف کرنے میں تہذیب مانع ہے منگا کر مشاہدہ کیجئے۔ قیمت چھوٹی شیشی عہ/ بڑی شیشی دو روپے آٹھ آنے (عہ/۸)

امساک کی زیادتی

کیلئے "سیکسول ریٹینو پلز" استعمال کیجئے جو خفیہ جذبات کو برانگیختہ کر کے دیر تک لطف عیش کی گھڑیاں طویل کرتی ہیں۔ قیمت ایک درجن ایک روپیہ بارہ آنے (عہ/۱۲) اور دو درجن تین روپے چار آنے۔ (سہ/۴)

عورت گرفتار

"آلہ تسخیر زن" سے مغرور سے مغرور محبوبہ اگر آپ کا دم نہ بھرنے لگے تو قیمت واپس۔ ترکیب استعمال بہت آسان بالکل بے ضرر ہے۔ منگا کر لطف اٹھائیے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے (عہ/۸)

اولاد کی بندش

ہر سال بچہ پیدا ہونے کی مشکلات سے بچنے کے لئے جرمنی کا تیار کردہ ربڑ کا خاص آلہ "مانع حمل" استعمال کریں۔ ضرورت کے وقت استعمال کرنے سے حمل قرار نہیں پاتا۔ آسان ترکیب۔ سو فیصدی کامیاب۔ مدت تک کام دیتا ہے۔ قیمت قسم اعلیٰ دو روپے (عہ/)

خاوند کو اپنا بنا لو

نئی شادی کا لطف اٹھانے کی ضرورت کے وقت ذرا سی "ورجینول" استعمال کیجئے۔ جس سے ہر رات شب عروسی معلوم ہوتی ہے۔ عورتیں ناراض خاوند کو اپنا بنا لیتی ہیں۔ غلط ثابت ہونے پر قیمت واپس۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/۸)

نوٹ: بیرون ہندوستان سے فرمائش کے ہمراہ پوسٹل آرڈر بھیجنا ضروری ہے۔ محصول ڈاک ایک دوا کیلئے بھی آٹھ آنے (۸/) ہے اور تمام ادویات پر بھی آٹھ آنے ہی ہوگا۔

تمام دوائیں منگانے کا پتہ

منیجر ویسٹرن میڈیکل اسٹور جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون ۲۰۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا

ایک ماہوار

مذہبی، اخلاقی، اصلاحی

ادبی رسالہ

مقام اشاعت

اردو بازار، جامع مسجد

دہلی

ماہنامہ پیشوا دہلی

جو

ہر قمری مہینہ کی ۱۰۔۱۱ تاریخ کو ۱۶ سال سے تبلیغ واشاعت کے لئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

اعلیٰ ایڈیشن دو روپے

ارزاں ایڈیشن ایک روپیہ

ممالک غیر سے

جس میں محصول بھی شامل ہے

اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ

ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

جلد ۱۷ | بابتہ ربیع الثانی ۵۹ھ مطابق مئی سنہ ۴۰ء | نمبر ۴

شذرات

(عزیز حسن بقائی)

پیشوا پر کیا بیتی؟

رسول نمبر میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ کن مشکلات کا سامنا رسول نمبر کو شائع کرنے کیلئے ہوا۔ اور کس طرح سے دیتی قرض کی ادائیگی کا وعدہ فروخت کتب کی امید پر کیا گیا مگر افسوس ہے کہ قارئین کرام میں سے دو فیصدی بھائیوں نے میری درخواست پر کتابیں طلب فرمائیں، اور بقیہ نے کوئی توجہ نہیں کی۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ اس رسول نمبر کا قرض ادا نہ ہوسکا، ایک طرف میری بات میں فرق آیا، دوسری طرف قرضہ کا بھوت مجھ پر مسلط ہوا، تیسری جانب ایک معقول رقم نہ معلوم کب تک سود کی ادا کرنی پڑے گی۔ اور اس کی ذمہ داری صرف قارئین پیشوا پر ہے، جو میری تحریروں پر توجہ نہیں کرتے۔ اور میری مشکلات کو کم کرنے کے لئے مستعدی سے آمادہ نہیں ہوتے۔

ایک طرف قرضہ کی ادائیگی، دوسری طرف کاغذ کی گرانی کا یہ عالم ہے کہ جو کاغذ ۲ روپے کا تھا، وہ اس وقت ۴ روپے کا ہے اور آئندہ مہینہ میں ۸ روپے کا ہو جائے گا۔ اور تیسری جانب ضخامت میں نہ کمی اور نہ قیمت میں اضافہ، اور ان سب پر مستزاد یہ کہ قارئین کرام کی اکثریت اپنے رسالہ سے سرد مہری کا ثبوت دے تو پھر کام چلے تو کیونکر؟ اور میں کب تک آپ سے اپیلیں کروں؟ اور آپ کی بے نیازی کا شکوہ، بے نتیجہ کئے جاؤں؟ میں کبھی یہ خیال بھی نہیں کرسکتا تھا کہ ضرورت کے وقت پیشوا کے خریدار ایسی لاپرواہی کا اظہار کریں گے۔ بہرحال ضرورت ہے اور شدید ضرورت ہے کہ قارئین کرام جدید خریدار فراہم کرنے اور کتابیں طلب کرنے میں زیادہ سے زیادہ سعی فرمائیں، تاکہ قرضہ ادا ہو اور کاغذ کی گرانی کا مقابلہ کیا جاسکے۔

آزاد مسلم کانفرنس دہلی

۲۷۔ اپریل کو دہلی میں ہندوستان کے قوم پرور مسلمانوں کی آزاد مسلم کانفرنس زیر صدارت خان بہادر اللہ بخش صاحب سابق وزیر اعظم سندھ منعقد ہوئی اور حسب ذیل تجاویز پاس ہوئیں۔

(۱) مسلمانوں کا یہ اجتماع جس میں تمام آزادی خواہ مسلم جماعتوں کے نمائندے اور ہر حصہ ملک کے جاں نثاران اسلام اور محب وطن مسلمان موجود ہیں، پورے غور و خوض کے بعد ذمہ دارانہ طریقہ پر حسب ذیل اعلان کرتا ہے:۔

ہندوستان اپنی جغرافیائی اور سیاسی حدود کے ساتھ ایک متحدہ ملک ہے جو اپنے تمام باشندوں کی، خواہ وہ کسی مذہب وملت سے ہوں مشترکہ ملکیت اور ہندو، مسلمان اور دوسری ملتوں کا مشترکہ وطن ہے، اس کے چپے چپے اور گوشے گوشے میں مسلمانوں کی ملکیت اور ان کے مذہبی اور ملی شعائر اور جان سے زیادہ عزیز یادگاریں موجود ہیں، اس مشترکہ

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے انصاری پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ متصل اردو بازار جامع مسجد دہلی سے شائع کی

دنیا میں تمام باشندوں کے حقوق اور ذمہ داریاں قومی اور شخصی زندگی کے تمام شعبوں میں یکساں طور پر قائم ہیں۔ وطنیت کے لحاظ سے ہندوستانی مسلمان باشندہ ہندوستانی ہے۔ اور وہ ہندوستان کے رہنے کے اور ملک کی حکومت اقتدار، ملازمت، اقتصادیات اور ہر قسم کی عام زندگی میں ان تمام حقوق کا مستحق ہے، جن کا کوئی دوسرا ہندوستانی مستحق ہو سکتا ہے، بعینہ اسی طرح وطن کی آزادی اور استقلال کے راستہ میں جد و جہد اور قربانیوں کی ذمہ داری بھی مسلمانوں پر اسی طرح عائد ہوتی ہے جس طرح ہندوستان کے دوسرے باشندوں پر۔ یہ مسئلہ ایک مسلمہ ہے جس کا کوئی صاحب انکار نہیں کر سکتا۔ مسلمان آزادی تامہ کو اپنا نصب العین قرار دیتے ہیں۔

اجلاس پوری قوت کے ساتھ حسب ذیل اعلان کرتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا نصب العین اپنے ملی اور مذہبی حقوق کی حفاظت کے ساتھ ہندوستان کی مکمل آزادی ہے، جسے وہ جلد از جلد حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔ اسی عقیدے اور جذبے کے ماتحت انہوں نے حصول آزادی کی جد و جہد میں بیش بہا قربانیاں پیش کی ہیں اور بر وقت پیش کرنے کو تیار ہیں۔

یہ کانفرنس اس بے بنیاد الزام کی تردید کرتی ہے جو بیوروکریسی اور دوسرے حلقوں سے مسلمانوں پر لگایا جا رہا ہے کہ ہندوستان کی آزادی کے راستہ میں مسلمان سنگ راہ ہیں پوری بلند آہنگی سے تردید کرتا ہے اور بصاف صاف اعلان کرتا ہے کہ مسلمان اپنی ذمہ داری کو کامل طور پر محسوس کرتے ہیں۔ اور وہ کسی دوسرے سے تحصیل آزادی کی جد و جہد میں پیچھے رہنے کو اپنے ملی وقار اور دیرینہ روایات کے خلاف سمجھتے ہیں۔

(۲) یہ موتمر کسی ایسی تجویز کو جو ہندوستان کو ہندو ہندوستان اور مسلم ہندوستان میں تقسیم کر دے۔ ناقابل عمل اور وطنی مفاد کے لئے خصوصاً مضر سمجھتی ہے اور اسے یقین ہے کہ اس تجویز کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی کے راستہ میں مشکلات پیدا ہوں اور برطانوی شہنشاہیت اس سے فائدہ اٹھائے۔

(۳) اس موتمر کی یہ قطعی رائے ہے کہ ہندوستان کی آئندہ حکومت کا دستور اساسی وہی قابل قبول ہوگا جو ہندوستانیوں کا ہی بنایا ہوا ہو۔ دستور ساز جماعت کے ارکان کا انتخاب ایسے اصول پر ہوگا جس میں ہر بالغ کو رائے دینے کا حق حاصل ہو۔ دستور اساسی میں مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کا تحفظ اسی طریقہ پر ہوگا، جو اس جماعت کے مسلم نمائندے منظور کریں گے۔ دوسری جماعت کے نمائندوں یا کسی بیرونی طاقت کو اس میں رائے دینے یا مداخلت کرنے کا حق نہ ہوگا۔

چونکہ ہندوستان کا دستور اساسی بنانے والی مجلس میں جس کی تشکیل کے متعلق یہ موتمر تجویز منظور کر چکی ہے۔ مختلف ملتوں کے ملی حقوق کا تصفیہ ہوگا۔ اور ان کی حفاظت کے ذرائع متعین ہوں گے اس لئے۔ موتمر اس امر کا اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ ہندوستان کا آئندہ دستور بنانے والی مجلس کے لئے مسلمان ارکان کا انتخاب صرف مسلمان ہی کریں گے۔

(۵) چونکہ دستور اساسی کی ایسی تجویز جو ہندوستان کے لئے مرتب کی جائے ہر شہری اور ہر جماعت کے لئے باعث اطمینان ہو تا استحکام حکومت اور ترقی ملک کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ یہ موتمر حسب ذیل بنیادی امور کے لئے تحت دفعات کی تفصیل مرتب کرے۔ جو مسلمانان ہند کے لئے باعث اطمینان ہو۔ بغرض مذکورہ ۲۰ نمبر کا ایک بورڈ قائم کیا جاتا ہے کہ وہ پورے غور و خوض اور وسیع تحقیقات اور مشورہ کے بعد اپنی سفارشات مرتب کرکے اس موتمر کے دوسرے اجلاس میں پیش کر دے تاکہ موتمر فرقہ وارانہ مسائل کا ایک مستقل اور پائیدار قومی حل بنانے کا موقع پیدا کرے۔ سفارشات زیادہ سے زیادہ پانچ مہینے میں مرتب ہو جائیں محولہ بالا بنیادی امور حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ مسلمانوں کے پرسنل لا اور ان کے مذہب اور تہذیب کی حفاظت۔

۲۔ مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور ان کی حفاظت۔

۳۔ آئندہ حکومت کی ایسی تشکیل جس میں صوبہ وار کامل خود مختاری کے ساتھ عدم مرکزیت کے اصول پر وفاق کے لئے لابدی وفاقی امور کی تشریح کی گئی ہو۔

۴۔ مسلمانوں کے اقتصادی، معاشرتی، تمدنی حقوق اور ملازمتوں میں تناسب کی تفصیل اور ان کے لئے تحفظات۔

اس بورڈ کو حق حاصل ہوگا کہ اگر کسی ممبر کی جگہ خالی ہو جائے تو اس کی جگہ دوسرا ممبر اس کی موجودہ پوزیشن کے لحاظ سے منتخب کرے۔ بورڈ کو یہ بھی حق ہوگا کہ متفقہ رائے سے اس تعداد میں اضافہ کرلے۔ یہ بھی حق ہوگا کہ مسلمانوں کی دوسری جماعتوں یا افراد سے مشورہ کرے اور ضرورت ہو تو ملک کی کسی دوسری ذمہ دار جماعت سے مشورہ کرے۔ بورڈ کے ارکان کی تعداد ۲۰ ہوگی جس کو جناب صدر موتمر نامزد کریں گے۔

(۶) اس موتمر کو نہایت افسوس ہے کہ بلوچستان ابھی تک اس نظام حکومت سے بھی محروم ہے جو دوسرے صوبوں کو حاصل ہو چکا ہے۔ موتمر کی قطعی رائے ہے کہ بلوچستان بھی ان تمام حقوق کا مستحق ہے جو دوسرے صوبوں کو حاصل ہوں، موتمر پورے زور کے ساتھ اس تحریک کی تائید کرتی ہے جو بلوچستان کو دوسرے صوبجات کے ساتھ مساوی درجے پر لانے کی غرض سے جاری ہے۔ اور بلوچستان کے حریت پسند باشندوں کو اپنی طرف سے ہر امکانی تائید کا یقین دلاتی ہے۔

ہندوستانی پارچہ بافوں کی خستہ حالی کے پیش نظر اور صنعت پارچہ بافی

کو مسلمانوں میں فرد بنادیتے ہیں [illegible] مسلم کانفرنس کا [illegible] مسلمانوں ۔ خصوصاً اور ہندوستانیوں سے عموماً [illegible] ہے کہ وہ [illegible] دیتی رنگ کے [illegible] کپڑے استعمال کیا کریں۔

(۲) یہ موتمر [illegible] حال کو دیکھ کر [illegible] ہے کہ [illegible] ایک سال کے [illegible] وزیرستان کی سرحد پر حالات بد سے بدتر ہوتے جاتے ہیں۔ یہ موتمر [illegible] کہ وزیرستان کی موجودہ صورت حالات کی تمام تر [illegible] داری حکومت کی [illegible] پالیسی اور [illegible] وزیرستان میں [illegible] بنانے کی حکمت عملی پر عائد ہوتی ہے جس کا نتیجہ [illegible] کی بدولت تباہی اور آزاد وزیریوں کی ناقابل برداشت [illegible] ہے۔ [illegible] لہذا یہ موتمر اس پالیسی کی پر زور مذمت کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ خدائی خدمتگاروں کے [illegible] کو وزیرستان جانے کی فوری اجازت ملنی چاہیئے۔

ڈاکٹر اشرف صاحب نے جنگ سے متعلق ایک [illegible] کیا جس [illegible] جنگ [illegible] سامراجی جنگ قرار دیا [illegible] ظاہر کی گئی تھی کہ اس جنگ کی لپیٹ میں اسلامی ملکوں کو لایا جا رہا ہے۔

خان بہادر صاحب [illegible] مسلمانوں نے [illegible] اس جلوس کو خراب کرنے کی مسلم لیگیوں نے انتہائی کوشش [illegible] کی [illegible] جھنڈیاں [illegible] کے کارکنوں کے صبر [illegible] نہیں بڑھا۔

جلسوں میں تخمینا [illegible] میں ڈیڑھ [illegible] ڈیلیگیٹ اور ایک ہزار بیرونی وزیٹرز شامل تھے۔

خطبۂ صدارت میں کانگریس اور مسلم لیگ کی [illegible] ہوئے مسلم لیگ کی ان حماقتوں کا دلیری سے تذکرہ کیا تھا جن سے ہمیں مسلمانوں میں کوئی باعزت سمجھوتہ نہ ہوسکا۔ تجاویز پر غور [illegible] تجاویز پر جو تقریریں ہوئیں اس کے بعد میرا خیال ہے کہ شاید مدرس مسلمانوں کو ہندوستان میں ایک باعزت زندگی گذارنے کی [illegible] اور مہلت دینا چاہتی ہے یہی وجہ تھی کہ بہت تھوڑے عرصے میں ہندوستان کے ہر صوبے سے مخلص اور باعمل مسلمان اس خراب موسم میں دور دراز کا سفر طے کرکے کانفرنس میں شریک ہوئے، اور پورے جوش اور انتہائی دوراندیشی اور کامل دیانتداری سے مسلمان قوم کے لئے جو کچھ مفید سمجھا وہ کیا اور مسلم لیگ کے اس واحد لوہے عمل نمائندگی کی پول کھول کر رکھدی جس کی وجہ سے مسلمان، ہندو اور حکومت کے سامنے شرمندہ ہوتے تھے۔

تجاویز تقریباً وہی ہیں جو مسلم لیگ اگر کانگریس سے سمجھوتہ کرنا چاہتی تو پیش کرتی اور جو بورڈ مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کرانے کے لئے بنا ہے وہ ان تمام شکایات کے ازالہ کی سعی کرے گا جو اس وقت تک مسلمانوں کو ہندوستان [illegible] ہیں اور [illegible] آئندہ پیدا ہونے کا امکان ہے اور [illegible] ہندوستانی مسلمانوں کے سمجھوتے کے متعلق [illegible] ہندوستان کی نمائندہ جماعت (آل انڈیا آزاد مسلم کانفرنس [illegible] کانگریس منظور کر لیگی، اور اس طرح [illegible] روز مرہ [illegible] جس کا انگریز اور لیگ کو موقع [illegible]

کانفرنس [illegible] طے کرلیا ہے کہ وہ جلسے کرنے کے بعد [illegible] فیصلوں کی تصدیق ہندوستان کے ہر صوبے میں جلسے کرکے کرائی جائے گی۔ اور کانفرنس کی شاخیں ہر شہر ہر ضلع میں قائم کرکے [illegible] تخریب سے مسلمانوں کو بچایا جائے گا [illegible] بعد ہوگا، اور دوسرا دو مہینے کے بعد [illegible] ہوگا اور [illegible] جاری رہے گا۔

[illegible] سال کی [illegible] کو اس لئے دی گئی تھی کہ [illegible] کی ہوس [illegible] وہ سامراج کے ہاتھوں میں کھیلے اور [illegible] انہوں نے سمجھوتہ کرنے کی کوشش [illegible] کی کوشش [illegible] سمجھوتہ کرنے والوں کو دھتکار دیا اور انگریز کے [illegible] شورانگیز اور مگر کنندہ [illegible] کی وجہ سے ہندوستان کی آزادی [illegible] مسلمانوں کے مفاد [illegible] [illegible] قوم پرور مسلمان [illegible] [illegible] مسلمانوں کے نمائندہ حصے میں پاکستان [illegible]

امید ہے کہ [illegible] آزاد مسلم کانفرنس کے فیصلوں کا [illegible] آزادی کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر کانگریس سے باعزت سمجھوتہ کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ انشاءاللہ۔

خاکساروں کی شورش

لاہور میں مسلم لیگ کے اجلاس پر جو ہنگامہ ہوا تھا اور اس میں پولیس سے مقابلہ کرنے میں مسلمانوں کا جو خون بہا تھا، اس کی تحقیقات چیف جسٹس پنجاب کی صدارت میں ایک کمیشن کر رہا ہے لیکن اس تحقیقات کے دوران میں خاکسار خاموش نہیں رہے۔ اور انہوں نے پھر شرارت شروع کردی۔ جس سے پنجاب کا امن مستقل طور پر خطرے میں پڑگیا۔ پنجاب کی حالت یہ ہے کہ ہر فرقے نے نیم فوجی اور مسلح جماعتیں تیار کر رکھی ہیں۔ حکومت پنجاب لڑائی کے اس نازک دور میں ان نیم فوجی جماعتوں کو پنجاب کے امن کو دھمکیاں دینے کے لئے آزاد نہیں چھوڑ سکتی اس لئے اس نے ان کا فوجی مارچ اور فوجی نشانات بند کر دیئے۔ لیکن خاکساروں نے مسٹر مشرقی کی زیر ہدایت بیلچہ اور فوجی ڈرل کو اسلام کا حصہ بنا لیا اور اس حکم کی خلاف ورزی

کرکے پولیس کا مسلح مقابلہ شروع کر دیا۔ جس سے حالات دن بدن بد سے بدتر ہوگئے ہیں۔

میں نے ہمیشہ پنجاب کے چیف منسٹر کی مذمت کی ہے اور میں اب بھی خاکساروں کے تشدد کے مقابلہ میں حکومت کی سختی کو قابل ملامت سمجھتا ہوں۔ لیکن مجھے چیف منسٹر پنجاب کی اس جرات اور دلیری کی تعریف کرنی چاہیئے کہ انہوں نے خاکساروں کی سرگرمیوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور یو پی کی کانگریسی حکومت کی طرح دب کر صلح کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے لیکن مسلم لیگ کے طریق کار کو میں نہیں سمجھ سکا کہ یو پی میں تو اور پنجاب میں

میں نہیں سمجھتا کہ یہ کون سا اسلامی اصول ہے کہ بیلچہ اور جنگ کے لئے پنجاب کے امن کو تباہ کیا جائے، اور بے گناہ مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپنے کی دعوت دی جائے۔ اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اسلام ان کو ناپسند کرتا ہے جو خدا کی وسیع زمین پر فساد کی ترغیب دیں ان اللہ لا یحب المفسدین ط اس لئے خاکساروں کی سرگرمیاں اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہیں۔ لہٰذا خاکسار اگر مسلمان ہیں تو ان کو اسلامی تعلیم کے خلاف ہرگز نہ چلنا چاہیئے اور صوبہ کے امن کو تباہ نہ کرنا چاہیئے۔

اگر بدقسمتی سے مسٹر مشرقی کے زیر ہدایت خاکسار اپنی جارحانہ سرگرمیاں کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو ان کو مسجدوں کی کمین گاہوں سے باہر نکل کر پُرامن طریقوں سے اپنے آپ کو گرفتاریوں کے لئے پیش کر دینا چاہیئے اور ان تمام بزدلانہ افعال کو ترک کر دینا چاہیئے جو اس وقت تک بطور سیاسی حربہ کے وہ استعمال کرتے رہے۔

یہ کوئی بہادری نہیں ہے کہ مسجدوں کو جو صرف خدا کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں، کمین گاہ کے طور پر استعمال کیا جائے، اور وہاں بیٹھ کر پولیس سے آنکھ مچولی کھیلی جائے۔ اور اس طرح گرفتاریوں سے بچنے کی بزدلانہ سعی جاری رکھنی نہیں چاہیئے۔

امید ہے کہ میری یہ مخلصانہ درخواست جو خاکساروں کے فائدہ اور پنجاب کے امن کیلئے ہے قبول کی جائے گی۔

ایک دوسرے قائداعظم کا ظہور

سر سلطان احمد بہار کے رہنے والے ہیں اور حکومت کے ممبر اور شیعہ ہیں، لکھنؤ میں ان کی زیر صدارت آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا جس میں شیعوں نے ان کو "قائداعظم" کا خطاب دیا اور سُنی مسلمانوں سے چار مطالبات تسلیم کرنے کی درخواست کی جو یہ ہیں:۔

(۱) سُنی تعزیوں میں مزاحمت نہ کریں۔
(۲) شیعوں کو جداگانہ حق انتخاب دیا جائے۔
(۳) شیعوں کے مذہبی مراسم میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا کی جائے۔
(۴) شیعوں کو حکومت کی ملازمتیں دی جائیں۔

سُنی مسلمانوں کی لیگ کے صدر مسٹر جینا شیعہ ہیں۔ اور وہ اپنے تئیں "قائداعظم" لکھ کر حضور سرور کائنات کی دانستہ توہین کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کائنات عالم کا قائداعظم ایک اور صرف ایک ہے اور وہ مدینہ کا تاجدار ہے۔ پھر مسٹر جینا کا اور ان کے متبعین کا قائداعظم لکھنا شرک فی الرسالت نہیں تو کیا ہے؟

مجھے نہیں معلوم کہ لیگ والے مسٹر جینا کے اس خطاب چھیننے پر کیا طرز عمل اختیار کریں گے۔ میرے نزدیک تو سر سلطان احمد اور مسٹر جینا دونو مدینہ کے اس قائداعظم کی گلیوں کے کتوں کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتے اور میں ان کو قائداعظم لکھنا حضور سرور کائنات کی اسی طرح توہین سمجھتا ہوں جس طرح راج پال نے کی تھی۔ تاہم شیعوں کے یہ گھر کا معاملہ ہے، وہ جس طرح جس کو چاہیں لیڈر بنائیں۔ مسٹر جینا بھی ان کے اور سر سلطان بھی ان کے، سنیوں سے ان دونوں کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور وہ کسی طرح بھی عبداللہ ابن سبا کے حامی کاروں کو اپنا لیڈر تسلیم نہیں کرینگے۔ مجھے شیعوں کے چاروں مطالبوں سے ہمدردی ہے۔ مگر ان چاروں مطالبوں کے جوابات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سُنی شیعوں سے زیادہ تعزیے نکالتے ہیں، اور جب کبھی ہندوؤں سے شیعوں کا مقابلہ ہوتا ہے تو سُنی اکثریت تعزیوں کی حمایت میں شہید ہوتی ہے اور شیعہ خانہ نشین ہوتے ہیں۔ سنیوں کو جس قدر محبت اہل بیت سے ہے، اس کا چوتھائی حصہ بھی شیعوں کو نصیب نہیں ہے۔ لیکن شیعوں کی تعزیہ داری اور حب رسول سے نفرت جس قدر شیعوں نے کرائی ہے آج تک خارجیوں نے بھی نہیں کرائی، کیونکہ کوئی سُنی کسی حالت میں بھی خلفائے راشدین پر تبرہ برداشت نہیں کرسکتا اور یہ تبرہ ہی کی لعنت ہے جس نے سنیوں میں محبت آل رسول کم کی، اور تعزیہ داری بھی کم کرنے کی ذمہ داری شیعوں پر ہوگی۔

۲۔ شیعوں کے لئے اگر جداگانہ حق انتخاب تسلیم کر لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اسلام کا نظام وحدت و تنظیم برباد ہو جائے مگر تاہم میری رائے میں شیعوں کو آبادی کے تناسب سے تجربہ کے طور پر پانچ سال کے لئے شیعوں کی یہ تجویز منظور کرنی چاہیئے۔

۳۔ شیعوں کے مذہبی مراسم میں سُنی مسلمانوں نے کبھی مزاحمت نہیں کی اور اگر تبرہ شیعوں کے مذہبی مراسم میں داخل ہے تو نہ صرف یہ کہ سُنی اس کی اجازت نہیں دے سکتے بلکہ اس لعنتی رسم کو طاقت کے ذریعے روکنے میں حق بجانب ہوں گے۔ کیونکہ اگر بزرگان مذاہب کو گالیاں دینے کا رواج اس ملک میں تسلیم کر لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آریہ سماج اور عیسائیت کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دینے کا وعوذ باللہ مسلمانوں نے لائسنس دیدیا۔ یہ قیاس محکم ہے۔

۴- اگر شیعوں کو حق جداگانہ دیا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ شیعوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے ملازمتیں نہ دی جائیں۔ مگر یہ سودا مہنگا پڑے گا، کیونکہ شیعہ اپنی آبادی سے بہت زیادہ سیٹوں اور ملازمتوں پر اس وقت قابض ہیں۔

بہرحال ضرورت ہے کہ شیعہ بھائی اپنے اُس غلط طریقہ کار پر نظرثانی کریں جو انہوں نے لکھنؤ میں اختیار کر رکھا ہے۔ اور جس کی وجہ سے لکھنؤ میں فسادات ہوگئے۔ اور مسلمانوں کا قیمتی خون پانی کی طرح بہا۔ در تبرہ جیسی لعنت کا حق ان کو نہ ایران میں حاصل ہے، اور نہ عراق میں، جو شیعوں کے مذہبی مرکز ہیں اور ہندوستان میں رام پور، خیرپور جیسی شیعی ریاستوں میں بھی تبرا نہیں ہوتا۔ پھر لکھنؤ میں اس پر اصرار کیوں ہے؟

اب فساد کون کراتا ہے؟

ہندوستان کے سات صوبوں میں جب کانگریسی حکومتوں کا دور دورہ تھا تو ہندو مسلم فسادات بھی شباب پر تھے، اور اس وقت مسلم لیگی اخبارات کانگریسی حکومت پر یہ تہمت لگاتے تھے کہ وہ فساد کراتی ہے اور بعض نے تو لکھنؤ کے شیعہ سنّی فساد کو بھی کانگریس کا کرشمہ سمجھا تھا۔

کانگریسی حکومتیں اپنے اصول کی خاطر ختم ہوگئیں، لیکن ہندو مسلم فسادات اور شیعہ سنّی تنازعات بدستور اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ اقلیتوں پر جس طرح کانگریسی وزرا کے زمانے میں اکثریت ظلم کرتی تھی اسی طرح گورنروں کی حکومت میں ظلم ہو رہا ہے۔ لیکن کتنے تعجب کا مقام ہے کہ کانگریسی حکومتوں کو گالیاں دینے میں جو مسلم لیگی اخبار دلیر تھے، وہ اب گورنروں کی حکومت کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں لکھتے۔

سرحدی صوبے کو جانے دیجئے خود پنجاب میں جہاں کے صدر اعظم مسٹر جناح کے لفٹنٹ مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر سر سکندر حیات ہیں، اور جہاں کہ اسلامی پریس کو اسلامی ہمدردی کا ہیضہ ہے۔ وہاں بھی مسجدیں ایسی ہیں جن کے محراب و منبر تکبیر و تحمید سے محروم ہیں۔ اور یہ اسلامی پریس جو چھ ہزار میں یونینسٹ حکومت کے ہاتھ بک چکا ہے، گونگا شیطان بنا ہوا ہے، کیونکہ حضور سرورِ عالم ؐ نے فرمایا ہے:-

الساکت عن الحق الشیطان الخرس یعنی حق پر خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ پس وہ لوگ جو پنجاب میں چھپن فیصدی ہیں اور اسمبلی میں مسلمانوں کے نمائندے ہیں، اور وہ لوگ جو مسلمانوں کے حقوق کے نام پر روٹی کھاتے ہیں کیا ہمیں بتائیں گے کہ انہوں نے ان مسجدوں کو چھنی ہوئی عزت واپس دلانے کی کیا کوشش کی؟ اور کیا وہ یہ بھی ظاہر کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ اب فسادات کون کراتا ہے؟

مسجد شہید گنج کا فیصلہ

مسجد شہید گنج جو پنجاب کے چھپن فیصدی مسلمانوں کی بے غیرتی اور ان کے لیڈروں کی بے اعمالی کی بدولت شہید ہوئی اور سکھوں نے اپنی اقبال مندی اور تنظیم کے طفیل اس کو گوردوارہ بنا کر مسلمانوں کے مذہبی شرف کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا، اس مسجد شہید گنج کا آخری فیصلہ بطالوی انصاف گاہ کی نہائی عدالت (پریوی کونسل) سے ہوگیا۔ اور آہ!

ثم آہ! کہ مسلمانوں کی بے ترتیبی، بزدلی اور بیہودگی خلافت کے طفیل مسجد شہید گنج گوردوارہ شہید گنج کے نام سے ہمیشہ کیلئے قائم ہوگیا جس کی ذمہ داری مسٹر جناح اور مولوی ظفر علی خاں اور سر سکندر حیات پر کیا ہے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے شاہ عالم سے جس وقت ہندوستان کے دیوانی اختیارات حاصل کئے تھے، اس وقت اس سمجھوتے کی ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ ہندوستان میں شرع اسلامی کے ماتحت فیصلے ہوں گے اور مساجد البیہ آزاد ہوں گی۔ اس معاہدہ کی رو سے مساجد اللہ کی حفاظت خود برٹش گورنمنٹ کے فرائض میں شامل تھی۔ لیکن مسلمانوں کی بدبختی کا کیونکر ماتم کیا جائے، اور اغیار کی شکایت کیوں کی جائے، جبکہ خود مسلمانوں نے مسجد شہید گنج کو فروخت کیا، اس کی دستاویزات کو سکھوں کے حوالے کیا اور اس کے ایجی ٹیشن کو حکومت سے رشوت لے کر بند کیا اور اس طرح مسجد کے محراب و منبر پر سکھوں کو قابض ہونے کا موقع انگریزی سنگینوں کے سایہ میں دے کر مسلمانوں کے ملّی شرف اور غیرت کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا۔

مسٹر جناح ڈکٹیٹر مسلم لیگ نے یہ وعدہ کر کے ایجی ٹیشن بند کرایا تھا کہ مسجد آئینی ذریعہ سے مسلمانوں کو ملے گی اور میں اس کو حاصل کر کے دم لوں گا۔ اور کلکتہ مسلم لیگ کی ایک قرارداد بھی یہی ہے۔

پریوی کونسل برطانوی عدالتوں میں انتہائی عدالت ہے۔ اس کا فیصلہ مسلمانوں کے خلاف ہوا۔ اب میں مسٹر جناح اور مولانا ظفر علی (جو شہدائے مسجد شہید گنج کے لاشوں کی سیڑھیاں بنا کر اسمبلی ہال میں داخل ہوئے ہیں) سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ اب مسلمان کیا کریں، کیا وہ ڈائرکٹ ایکشن کے لئے تیار ہیں؟

حیدرآباد میں پھر فساد

حیدرآباد کے علاقہ بیدر میں ہندو مسلم فساد ہوا، اور لوٹ مار و قتل و غارت گری تک نوبت پہنچی۔

جس وقت پرتاپ کے ایڈیٹر صاحب نے حیدرآباد کا دورہ کیا تھا، میرا ماتھا اسی وقت ٹھنکا تھا اور میں منتظر تھا کہ دیکھئے اب کیا گل کھلتا ہے۔ چنانچہ نتیجہ وہی ہوا جس کی توقع تھی، یعنی ہندو مسلمانوں میں فساد ہوا اور حیدرآباد کی حکومت کا یہ اندیشہ صحیح ثابت ہوا کہ باہر کے مقرر حیدرآباد میں آکر ہندو مسلم فسادات کراتے ہیں۔ اب

گرفتاریاں ہورہی ہیں، تحقیقات ہوگی، عدالتیں مجرموں کو سزائیں دیں گی اور چونکہ ساتھ گھن بھی پسے گا۔

میں حکومت حیدرآباد سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ فساد کے مرکز پر کیوں نہیں ہاتھ ڈالتی اور جو بیرونی لوگ حیدرآباد میں جاکر حیدرآباد کے ہندو مسلم تعلقات خراب کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں عدالت کے سپرد کیوں نہیں کرتی؟

رواداری اور درگذر اچھی چیز ہے، اور اسلام اسی کی تعلیم دیتا ہے، لیکن فساد اور بدامنی پھیلانے والوں سے درگزر کرنا نہ انصاف ہے نہ مصلحت اندیشی۔ اس لئے ضرورت ہے کہ حکومت ان مفسدہ پردازوں کا پتہ لگائے جو خود تو فسادات کے اثرات سے الگ رہتے ہیں لیکن جہلا کے مذہبی جذبات بھڑکا کران کو فساد کے جہنم میں دھکیل دیتے ہیں اور جب تک حکومت آصفیہ بیرونی آریہ سماجیوں کے خلاف موثر طریقہ سے قدم نہ اٹھائے گی، اس وقت تک حیدرآباد میں امن اور اتحاد کا دور دورہ نہ ہوگا۔

پیشوا کی چھپائی کا نیا انتظام

پیشوا کا اپنا برقی پریس نہ ہونا پیشوا کی چھپائی اور ترقی کے لئے بڑی روک ہے۔ اور اس روک کو میں گزشتہ پندرہ سال سے ہٹانے کی کوشش کررہا ہوں لیکن افسوس ہے کہ اس میں کامیابی آج تک نہیں ہوسکی۔

سال گزشتہ جس پریس میں پیشوا کی چھپائی کا انتظام کیا گیا تھا، افسوس ہے کہ اس پریس میں چھ ماہ سے چھپائی بد سے بدتر ہورہی تھی، اور باوجود تنبیہ اور وعدہ کے نہ سیاہی اچھی لگائی گئی اور نہ اچھے کاریگروں کا انتظام کیا گیا اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ پریس کے کام سے ناواقف لونڈے مشین پر کھڑے کردیئے جاتے تھے، اور دیسی وارنش میں معمولی کاجل ملاکر اور بعض اوقات کچے تیل میں دیسی کاجل ملاکر چھپائی کردی جاتی تھی جس کا اعلیٰ ترین نمونہ پیشوا کا رسول نمبر ہے۔ اور جس سے بھی آگے بڑھ کر میرا اپنا کاغذ

جس وقت یہ رسول نمبر چھپ کر میرے سامنے آیا ہے مجھے اتنا صدمہ ہوا گویا کہ میری جوان اولاد کی لاش میرے سامنے رکھی ہے۔ میرے پاس وقت اور روپیہ ہوتا تو اس رسول نمبر کو میں دریا برد کرادیتا اور نیا رسول نمبر چھاپ کر قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا، لیکن افسوس ہے کہ نہ میرے پاس روپیہ تھا اور نہ اتنا وقت تھا کہ رسول نمبر کو دوبارہ لکھوا کر چھپواتا، اور نہ مزید روپیہ قرض مل سکتا تھا، ایسی صورت میں سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ کلیجہ مسوس کے رہ جاؤں۔ اور مجبوراً پریس تبدیل کروں، چنانچہ پریس تبدیل کردیا گیا ہے اور اب انتہائی کوشش کی جائے گی کہ چھپائی بہتر ہو ورنہ آخری اور صحیح علاج یہی ہے کہ اپنا برقی پریس قائم کیا جائے۔ مگر اپنے پریس کے لئے کم از کم پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہے جس کے جمع ہونے کا میں اپنی زندگی میں خواب بھی نہیں دیکھ سکتا، لیکن اگر قارئین کرام چاہیں تو یہ خواب دیکھا بھی جاسکتا ہے اور شرمندۂ تعبیر بھی ہوسکتا ہے۔ اور اس کی صورت صرف یہی ہے کہ آپ لٹریچر اور کلام اللہ خریدتے وقت صرف پیشوا کے دفتر کو یاد رکھیں اور اپنے دوستوں اور عزیزوں میں نئے خریدار پیشوا کے لئے فراہم کریں۔

مسٹر ساورکر کا خوف

مسٹر ساورکر ہندو مہا سبھا کے صدر ہیں، اور ہندو مہاسبھا کا دعویٰ ہے کہ وہ بائیس کروڑ ہندوؤں کی اسی طرح نمائندہ جماعت ہے جس طرح مسلم لیگ دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی مدعی ہے لیکن یہ کس قدر دلچسپ بات ہے کہ ان بائیس کروڑ ہندوؤں کے واحد نمائندہ کو دس کروڑ مسلمانوں سے خوف ہے، اور وہ اکثریت میں ہونے کے باوجود اقلیت سے لرز رہا ہے اور اپنی پوری قوم کی بزدلی پر خود ہی مہر لگا رہا ہے (اسی قوم نے مسلم لیگ مسلمانوں کو ڈرا رکھی ہے)۔

دنیا میں اقلیتوں نے ہمیشہ ... شکایت ... ہندو مسلمانوں کے لئے اس تحفظ کو ان کی شجاعت پر ایک بدنما داغ سمجھتا ہوں، لیکن یہ بزدلی بھی ہندوؤں کو مبارک ہو کہ وہ مسلم اقلیت سے ... خوف زدہ ہیں، میری قوم اگر اکثریت میں ہوتی اور اقلیت سے خوف کا مظاہرہ کرتی تو میں غیرت قومی سے زمین میں گڑ جاتا اور ممکن ہوتا تو خودکشی کرلیتا۔

مسٹر ساورکر کو مسلمانوں کی تاریخ پڑھنی چاہیئے، جس میں انہوں نے ہمیشہ محکوم اور اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا ہے، ان کے ساتھ رواداری برتی ہے اور اگر وہ چاہیں تو اب بھی پنجاب اور بنگال کی حکومتوں میں ان کے جائز حق سے جو زیادہ دیا گیا ہے، اس سے سبق حاصل کرسکتے ہیں اس لئے ان کو مسلمانوں سے لرزنا نہیں چاہیئے۔ کہ رواداری اور محبت کا دوسرا نام اسلام ہے۔

جامع مسجد دہلی کی خستہ حالی

دہلی کی جامع مسجد جس کی امامت اور اہتمام کا پٹہ گورنمنٹ کی خوشنودی اور حکام کے رعب کے طفیل حاجی احمد امام جامع مسجد کے نام لکھا جاچکا ہے اور جن کی امامت کے لئے اگر مسلمانوں کی رائے حاصل کی جائے تو وہ فیصدی ووٹ بھی نہیں مل سکتے، انہوں نے اپنے ۴۰ سالہ دور میں ایک دفعہ بھی حساب شائع نہیں کیا، اور نہ مسلمانوں کو جامع مسجد کے اہتمام میں حصہ لینے دیا اور نہ مسلمانوں کو یہ بتایا کہ اس مسجد کا آمد و خرچ کیا ہے۔ ان امام جی کی خصوصیت یہ ہے کہ جب انہوں نے پہلے دن امامت کی تو مفلوک الحال تھے اور اب باوجود کوئی کاروبار نہ کرنے کے لاکھوں روپے کی جائداد کے مالک ہیں۔ انہوں نے اپنے سرکاری

رسوخ سے آج تک جامع مسجد کے لئے ایک روپیہ ماہوار بھی کسی مسلمان ریاست سے مقرر نہیں کرا سکے لیکن اپنی ذات کے لئے تقریباً سات سو روپے ماہوار مسلمان ریاستوں سے وصول کرتے ہیں (جس کی مجموعی تعداد تقریباً ساڑھے چار لاکھ روپے ہوتی ہے) ان کے دور انتظام کا یہ کرشمہ ہے کہ اندرون جامع مسجد میں کئی کئی انچ گرد و غبار اور تین تین انچ کبوتروں کی بیٹ جمی ہوئی ہے اور غدر ۱۸۵۷ء کے بعد سے آج تک مسجد کے اندر سے نہ صفائی ہوتی ہے نہ اس کو دھویا جاتا ہے مسجد میں نہ قابل اطمینان صفائی ہے نہ روشنی نہ دری نہ شامیانہ۔ گرمیوں میں صحن مسجد نماز پڑھنے کے قابل نہیں اور روکھوں روپے کی آمدنی ہونے کے باوجود ٹھنڈے پانی کے لئے مسلمان ترستے ہیں (حالانکہ امام جی مسجد کے طفیل برف گلاب پیتے ہیں) وہ غریب نمازی ٹھنڈے پانی کے لئے چندہ کرتے ہیں۔ کیونکہ مسجد کے فنڈ میں نمازیوں کی آسائش پر خرچ کرنے کے لئے امام جی کے پاس روپیہ نہیں۔ امام جی کے خلاف مسلمانوں میں عالمگیر نفرت ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ متعدد مرتبہ ان پر حملے ہوئے اور ان کو مسجد کی امامت سے علیحدہ کیا گیا اور جس نے ان کی حمایت کی وہ بھی پٹا (جس کی زندہ شہادت میرا واقعہ ہے) یہ اگر کسی جلسہ کے صدر ہوتے ہیں تو مسلمانوں کی اکثریت اُس جلسے کی شرکت سے انکار کر دیتی ہے۔ ان پر مختلف قسم کے شرمناک الزام لگائے گئے جن کی تردید کرنے کی ان میں ہمت نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام کے یہ وظیفہ خوار ہیں مگر اعلیٰ حضرت حضور نظام کے سب سے بڑے دشمن (لالہ نرائن دت آریہ) ان کے جگری دوست ہیں اور یہ اپنے آریہ دوست کی محبت میں ایسے مست ہوتے ہیں کہ طبیہ کالج کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے اپنے آریہ دوست سے اشتراک کر رہے ہیں اور ان میں جرأت نہیں ہے کہ لالہ نرائن دت کی مخالف اسلام اور مخالف سرکار نظام سرگرمیوں کے خلاف ایک لفظ کہہ سکیں۔ چنانچہ آج تک انہوں نے آریہ تحریک کے خلاف کوئی بیان شائع نہیں کیا، نہ اپنے سرکاری رسوخ کو حضور نظام کی حمایت میں استعمال کیا، اور ایک پیسہ کسی ایسے جلسے پر خرچ نہیں کیا جو سرکار نظام کی حمایت میں دہلی میں یا اس کے باہر ہوا ہو۔ امام جی کی اور لالہ نرائن دت کی دوستی اور تعلقات کی استواری کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ جب طبیہ کالج کے ٹرسٹیوں کے انتخاب کا وقت آتا ہے۔ تو امام جی لالہ نرائن دت آریہ سماجی اور لالہ دیش بندھو آریہ سماجی ڈائرکٹر تیج کے نام اس خالص اسلامی ادارے کی ٹرسٹی شپ کے لئے تجویز کرتے ہیں اور لالہ نرائن دت آریہ سماجی لیڈر جہاں اور اپنے ڈھب کے آریوں اور ہندوؤں کے نام پیش کرتے ہیں۔ وہیں مسلم لیگ کے چشم و چراغ، سرکار والا تبار کے نور نظر، اعلیٰ حضرت حضور نظام کے نمک خوار، شاہی جامع مسجد کے خود ساختہ شاہی امام کا نام بھی (اگر یہ سلوک امام (لالہ نرائن دت) اپنی فہرست میں اپنے قلم سے پیش کرتے ہیں۔ گویا سارے ہندوستان میں ساری مسلم لیگ میں کوئی مسلمان امام جی کے نزدیک لالہ جی کے برابر عاشق اسلام نہ تھا (امام جی اگر چاہیں تو اپنی اور اپنے آریہ دوست کی یہ تحریر دفتر پیشوا میں تشریف لاکر دیکھ سکتے ہیں) امام جی نے اور ان کے خاندان نے لاکھوں روپیہ جامع مسجد کے فنڈ سے تنخواہوں کی صورت میں حاصل کیا۔ اور اپنے بیٹے کے حق میں ریٹائر ہونے کا معاوضہ پانچ ہزار روپے جامع مسجد سے وصول کیا جو شرعاً اور قانوناً ناجائز ہے۔ لیکن جامع مسجد کی شکستگی کی حالت یہ ہے کہ دہلی کے نامور اور آزاد خیال اخبار دین دنیا نے جامع مسجد کے منارے اور چھجے کا فوٹو شائع کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسجد کی حالت قابل مرمت ہونے کے باوجود مرمت نہیں کی جاتی۔ اور مرمت نہ ہونے سے جامع مسجد کی ساری عمارت خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔

جلالۃ الملک اعلیٰ حضرت حضور نظام نے جامع مسجد کی مرمت کے لئے ایک لاکھ روپیہ مرحمت فرمایا تھا۔ لوگ دریافت کرتے ہیں کہ وہ ایک لاکھ روپیہ کہاں گیا؟ امام جی اپنی مصلحتوں کی بنا پر مسجد کے حسابات اور معاملات فری میسن لاج کی طرح عام مسلمانوں پر ظاہر کرنے مناسب نہیں سمجھتے۔ اس لئے میں اپنے ذاتی علم سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ امام جی بولتے نہیں۔ فرمایئے تمام مسلمانوں کو صحیح حالات کا علم ہو تو کیونکر؟

ایسی صورت میں کہ مسجد کے فنڈ میں ایک پائی مرمت کیلئے نہ ہو، اور امام جی کے چالیس سالہ دور حکومت کا یہ کرشمہ ہو کہ نہ حساب ہو نہ کتاب، نہ مرمت ہو نہ تعمیر، نمازیوں کی آسائش کا مطلق خیال نہ ہو، ہر صورت سے اپنے اور اپنے خاندان کے لئے روپیہ حاصل کرنے کی تدبیریں ہوں، مطلق العنانی کا ایک لامتناہی دور ہے جو امام جی کے دور میں شروع ہوا۔ اور اس کے ختم ہونے کی اس وقت تک کوئی توقع نہیں، جب تک گوردوارہ ایجی ٹیشن لائن پر مستقل ایجی ٹیشن شروع نہ کیا جائے۔ اور ہزاروں مسلمان مسجد کی آزادی کے لئے قید و بند کو دعوت نہ دیں، اور اپنی جداگانہ منتظمہ کمیٹی اور اپنا امام شریعت اسلامیہ کے فیصلہ کے مطابق خود منتخب نہ کریں۔ اور اس سرکاری کمیٹی اور اس سرکاری امام سے کوئی واسطہ نہ رکھیں۔ اور یہ قانوناً کوئی جرم نہیں ہے کہ مسلمان اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، جس پر ان کو اعتماد نہ ہو۔ دنیا کی کوئی طاقت اور تعزیرات ہند اور پولیس ایکٹ کی کوئی دفعہ مسلمانوں کو مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ اس سرکاری امام ہی کے پیچھے نماز پڑھیں، جس کے انتخاب میں مسلمانوں کی رائے عامہ کو

ناصح مشفق

جناب گاندھی جی کو جو مرتبہ ہندوستانی سیاست میں حاصل ہے اور جو انہوں نے اس غلام ملک میں بیداری پیدا کرنے کیلئے جو عظیم الشان قربانیاں کی ہیں اس نے ان کو عزت اور شہرت کے اس بلند مقام پر پہنچا دیا ہے جہاں بہت کم ہستیاں اپنی زندگی میں پہنچی ہیں۔

پیشوا کا مسلک حق پرستی رہا ہے اور اس راہ میں وہ کانگریس کو خوش رکھ سکا ہے نہ مسلم لیگ کو، وہ نہ ان سے متوسل افراد کو، یہی وجہ ہے کہ حق پرستی کی راہ میں تعلقات کی زنجیریں توڑنے کا جرم ہمیشہ مجھ سے سرزد ہوا ہے۔

میں گاندھی جی کی عزت کرتا ہوں اور یہ اس لئے کہ انہوں نے سامراج کے مضبوط قلعے پر نہایت ہوشیاری سے حملہ کیا اور بہت تھوڑے عرصہ میں اس کی بنیادیں ہلا دیں، لیکن وہ بھی ایک انسان ہیں اور انسان ہی غلطیاں کرتے ہیں، ایسی ہی غلطیاں ان سے بھی سرزد ہوتی رہتی ہیں جن پر خاموش رہنا میرا شعار نہیں۔ اس قسم کی غلطی کا تازہ ثبوت ان کا وہ بیان ہے جو انہوں نے ہریجن اخبار میں شائع کیا ہے۔

"ہندوستان کی تقسیم کے سلسلہ میں جو جذبہ بنیادی طور پر کام کر رہا ہے، وہ یہ عقیدہ ہے، کہ اسلام اخوت و برادری کی تعلیم سے معرا اور ہندوؤں کا دشمن ہے، اسلام کی اور مذہب کا بھی مخالف ہے اس لئے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ میرے پاس کسی اخبار کا تراشہ بھیجا گیا ہے جس میں ہندوستان کی تقسیم کی حمایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہندو اچھوت ہیں اور ہندوؤں سے کسی خیر و بھلائی کی امید نہیں ہو سکتی۔"

اس کے بعد گاندھی جی مسلمانوں سے سوال کرتے ہیں کہ

"کیا اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ وہ صرف مسلمانوں سے تعلق قائم کریں اور ہندوؤں کو اپنا دشمن سمجھیں؟ کیا پیغمبر اسلام کا یہی حکم ہے کہ مسلمان صرف مسلمان کے ساتھ امن و صلح سے رہے اور ہندو یا غیر مسلم سے جنگ کرتا رہے؟"

گاندھی جی کے اس بیان کو نہ تعصب کہا جا سکتا ہے نہ جہالت، سوائے اس کے کہ وہ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمان ہندوؤں کے حقوق میں اور اخوت کی تعلیم کو صرف اپنی قوم تک محدود رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ خیالات سادہ لوح ہوتے، یہ ناسمجھ کے ہوتے تو تعجب نہ ہوتا لیکن افسوس ہے کہ گاندھی جی جنہوں نے قرآن حکیم اور سیرت رسول کریم کے مطالعہ کا دعویٰ کیا ہے اور جو مسلمانوں سے قریبی تعلق رکھنے کی وجہ سے مسلمانوں کی معاشرت سے اور ان کے مذہب سے اور ان کی تاریخ سے بہ نسبت ہندوؤں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہونے کے مدعی ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ مسلمان نہ ہندو کو اچھوت سمجھتا ہے اور نہ اس کا دائرہ محبت صرف مسلمانوں کیلئے مخصوص ہے، اگر کسی احمق مسلمان اخبار نے اسلامی تعلیم کے خلاف یہ لکھ دیا کہ ہندو اچھوت ہیں، اور ہندوؤں سے کسی خیر و بھلائی کی امید نہیں ہو سکتی تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے نہ کہ اسلامی تعلیم، اور گاندھی جی جیسے مدبر اور ٹھنڈے دل و دماغ کے انسان کو اتنا متاثر ہونا یہ بتا رہا ہے کہ آج کل گاندھی جی مسلمانوں کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہندو ہر طبقہ کا مسلمان کو اچھوت سمجھتا ہے، اچھوت ہی نہیں بلکہ اچھوتوں سے بھی بدتر سمجھتا ہے، اونچے درجے کا ہندو ادنیٰ درجے کے چمار کے ہاتھ سے سودا خرید کر کھا سکتا ہے، لیکن اونچے درجے کے مسلمان کے گھر کھانے کی ذلت گوارا نہیں کرتا، اور احمق مسلمان اتنا ذلیل سمجھا جانے کے باوجود بھی ہندو کو خواہ اس کا معیار زندگی کتنا ہی پست کیوں نہ ہو، ناپاک نہیں سمجھتا، اور اس کو دیگر کھانے کی چیزیں خرید کر کھاتا ہے۔ کیا گاندھی جی ایمانداری سے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے صدیوں کے اس پاجیانہ برتاؤ کے خلاف اور اقتصادی بائیکاٹ کے خلاف کوئی آواز بلند کی؟ کیا انہوں نے کبھی ہندوؤں کے اس طرز عمل سے رنج ہوا؟ کاش یہ ممکن ہوتا کہ گاندھی جی انصاف اور عقل کی ترازو میں ہندوؤں کے ذلیل سلوک چھوت چھات اور اقتصادی بائیکاٹ کو تولتے اور پھر بولتے۔

گاندھی جی اور تمام ہندوؤں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام نسل انسانی کی کسی نوع سے دشمنی نہیں سکھاتا، وہ تو آیا ہی اس لئے ہے کہ نسل اور قومیت کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور محبت و رواداری اور اخوت و مساوات کو تمام نسل انسانی کی میراث قرار دے۔ اس سلسلے میں قرآن حکیم کا ارشاد بھی سن لیجئے۔

"جو لوگ تم سے مذہب کے بارے میں جنگ نہیں کرتے، اور تم کو تمہارے وطن سے نہیں نکالتے اور نکالنے والوں کے معاون بھی نہیں بنتے، ان کے ساتھ نیکی، بھلائی اور انصاف کرنے سے خدا تمہیں نہیں روکتا۔"

اسی کے ساتھ نسل انسانی کے سب سے بڑے محسن حریت اور مساوات کے سب سے بڑے علم بردار حضور آقائے نامدار کا ارشاد بھی سن لیجئے۔

"الٰہی میں گواہ ہوں کہ تیرے تمام بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

بہتر ہوتا کہ گاندھی جی مسلمانوں کو سمجھانے کی بجائے ہندوؤں کو سمجھاتے کہ وہ مسلمانوں کو اچھوت نہ سمجھیں اور مسلمانوں کے ساتھ انسانوں کا سلوک کریں۔

امر ار حرام پور — مولانا عبد ... [illegible]

احکام القرآن

(قرآن حکیم کے احکام فقہیات پر ایک اہم اور محققانہ بحث)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۵۹) بیت اللہ کے مقام امن ہونے اور فرضیت حج کا بیان

فیہ آیات بینات مقام ابراہیم ومن دخلہ کان آمنا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین

اس میں (یعنی کعبہ میں) کھلی کھلی نشانیاں ہیں منجملہ ان کے مقام ابراہیم ہے۔ یہاں جو پہنچا اسے امن ملا۔ جنہیں استطاعت راہ ہو ان پر فرض ہے کہ اللہ کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں اس سے جو کوئی منکر ہوگا تو کیا، اللہ دنیا جہان سے بے نیاز ہے۔

تفسیر۔ اس آیت میں بیت اللہ کے مقام امن اور حج کے فرض ہونے کا بیان کیا گیا ہے۔ ان دونوں کا ذکر کرنے سے پہلے آیت کے پہلے جملہ کی تفسیر ضروری ہے۔ ارشاد ہوا ہے کہ خانہ کعبہ میں خدا کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں منجملہ ان کے ایک مقام ابراہیم یعنی وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا تھا۔

مقام ابراہیمؑ کو بعض مفسرین نے اس حیثیت سے کہ اس پر حضرت ابراہیم کے قدم کے نشانات ہیں منجملہ نشانہائے قدرت کے مانا ہے۔ اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ مقام ابراہیمؑ میں قدرت کی متعدد نشانیاں ہیں مثلاً یہ کہ عرصہ دراز تک خدا نے اس پتھر کو پانی اور حوادث سے محفوظ رکھا اور یہ کہ اس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے نشانات قدم کو مٹنے نہیں دیا اور یہ کہ ابراہیمؑ کی اس یادگار کو محفوظ رکھا اور یہ کہ جو شخص مقام ابراہیمؑ میں داخل ہو جائے وہ محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔

اگر جملہ ومن دخلہ کان آمنا، کو علیحدہ مانا جاتا ہے اور مقام ابراہیم کو الگ جملہ تو اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ کعبہ میں خدا کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک مقام ابراہیم ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی نبوت کو ظاہر کرتا ہے اور دوسری نشانی یہ ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ محفوظ و مامون ہو جاتا ہے اور بقیہ نشانیوں کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ وہ خود نمایاں اور ظاہر ہیں۔ چنانچہ بقیہ نشانیوں کی نسبت مفسرین نے یہ بتایا ہے کہ مسلمان کا دل خانہ کعبہ کی طرف عموماً مائل رہتا ہے اور اس کی زیارت کا شوق ہر دل میں پایا جاتا ہے اور یہ کہ خانہ کعبہ کو دیکھ کر اکثر و بیشتر مسلمانوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور یہ کہ جمعہ کی رات کو اولیاء اللہ کی ارواح وہاں حاضر ہوتی ہیں اور یہ کہ جو شخص خانہ کعبہ کو خراب کرنے کا ارادہ رکھتا ہو خدا اس کو تباہ و برباد کر دیتا ہے اور یہ کہ پرندے خانہ کعبہ کے اوپر نہ تو بیٹھتے ہیں اور نہ اس کے اوپر پرواز کرتے ہیں۔

مقام ابراہیم یعنی اس پتھر کی نسبت جو حضرت ابراہیمؑ کا پتھر کہلاتا ہے مفسرین اور مورخین میں بڑا اختلاف ہے۔ اکثر کی رائے تو یہ ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی دیوار کو تعمیر کیا تھا اس پتھر پر کھڑے ہو کر متواتر کام کرنے سے حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کے نشان پڑ گئے تھے۔ اور یہی رائے صحیح و درست ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ ایک مرتبہ ملک شام سے زیارت بیت اللہ کے لئے آئے تھے آپ کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیلؑ کی بیوی نے آپ سے عرض کیا۔ سواری سے اتر آئیے تاکہ میں آپ کا سر دھو ڈالوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے سواری سے اترنا پسند نہیں کیا اور حضرت ابراہیمؑ کی بہو ایک بڑا پتھر اٹھا لائیں اور سواری کے دائیں طرف رکھ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دونوں پاؤں پتھر پر رکھ لئے اور سر دھلوا لیا۔ یہی وہ پتھر ہے جو مقام ابراہیم کہلاتا ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیمؑ ایک بڑا پتھر اٹھا کر لائے اور خانہ کعبہ کے قریب رکھ دیا اور اس پر چڑھ کر لوگوں کو حج اور طواف بیت اللہ کے لئے بلایا۔ یہی پتھر مقام ابراہیم کہلاتا ہے۔

آیت کے جز ومن دخلہ کان آمنا کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا وہ ہر قسم کے خطرات سے محفوظ و مامون ہو جائے گا۔ امن و حفاظت سے کیا مراد ہے۔ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ امن سے مراد دوزخ کی آگ سے امن ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ امراض برص و جذام سے امن مراد ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ قتل اور غارتگری کے خطرات سے امن مراد ہے۔ عرب کے ایام جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جو شخص خانہ کعبہ میں پناہ گزین ہو جاتا تھا اسکو ہر طرح کی امان مل جاتی تھی یہاں تک کہ قاتل کے پناہ گزین ہو جانے پر بھی اس سے

کچھ نہیں کیا جاتا تھا۔

امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ جو شخص کوئی جرم یا قتل کرکے حرم کعبہ میں پناہ گزیں ہو جائے تو اس آیت کے مطابق اس پر شرعی حد نافذ کی جائے گی جبتک کہ وہ حرم میں رہیگا۔ امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ قاتل کو حرم میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔ حرم کعبہ کو خدا نے امن کی جگہ کیوں قرار دیا ہے اس کا ذکر سورہ بقر میں کیا جا چکا ہے۔ اعادہ کی حاجت نہیں ہے۔

آیت کا جملہ وللہ علی الناس حج البیت حج کی فرضیت کو بتاتا ہے ہم اس سے پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ اسلام سے پہلے حج و عمرہ مستحسن اور مستحب تھے۔ اس آیت کے نازل ہونے پر حج فرض قرار پایا اور عمرہ کو علی حالہ مستحسن و مندوب رکھا گیا۔

آیت میں حج کے فرض ہونے کی شرط یہ قرار دی گئی ہے کہ حج کرنے والے کے پاس سفر کا کرایہ اور سامان خورد و نوش بھی ہو یعنی جس شخص کے پاس زاد راہ نہ ہوگا اس پر حج فرض نہ ہوگا۔

استطاعت سبیل سے مراد امام شافعیؒ کے نزدیک کرایہ اور زاد راہ ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضورؐ سے اس کی بابت پوچھا گیا تھا تو آپ نے سواری یا سواری کا کرایہ اور سامان خورد و نوش بتایا تھا۔ امام مالکؒ کے نزدیک استطاعت سبیل سے مراد صحت بدن۔ قوت رفتار اور وہ کسب ہے جس سے زاد و قوت حاصل کیا جا سکے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ صحت بدن۔ سواری اور زاد راہ تمام چیزیں شرائط حج میں داخل ہیں اور راستہ کا امن بھی ضروری چیز ہے۔

زاد و راہ یعنی سواری و خوراک کی بابت فقہا کا بیان ہے کہ وہ آمد و رفت دونوں کے لئے کافی ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ تاکہ اس کی عدم موجودگی میں وہ بیوی بچوں کے کام آئے اس لئے کہ بیوی بچوں کا نفقہ واجب ہے۔

اس موقع پر یہ بات بھی بتا دینی چاہئے کہ فقہا نے وجوب حج کے شرائط میں آزادی اور بلوغ کو بھی شامل کیا ہے اور حضور صلعم کے اس ارشاد کو دلیل میں پیش کیا ہے کہ

ایما عبد حج عشر حجج ثم اعتق فعلیہ حجۃ الاسلام ویقین	اگر غلام ایک حج نہیں دس حج بھی کرے تب بھی آزادی کے بعد اس پر
صبی حج عشر حجج ثم بلغ فعلیہ حجۃ الاسلام	اسلام کا حج واجب ہے۔ اسی طرح اگر بچہ ایک حج نہیں دس حج کرے

تب بھی بالغ ہونے کے بعد اس پر اسلام کا حج واجب ہے۔

پھر فقہا نے عورت کے لئے یہ شرط کی ہے کہ حج کے سفر میں اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم بھی ہو (محرم وہ شخص ہے جس سے نکاح کرنا اس کے لئے شرعی حرام ہو) جیسا کہ حضور صلعم نے فرمایا ہے۔

لا یحجن امراۃ الا ومعھا محرم	محرم عورت اس وقت تک حج نہ کرے جبتک اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو

(باقی)

ابن ماجہ شریف کامل اردو

(مترجمہ مولینا رشید اختر صاحب ندوی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۵۷) وہب بن خالد الحمصی ابن الدیلمی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرے دل میں اس تقدیر کے سلسلہ میں کچھ شک پیدا ہوا۔ اور مجھے ڈر ہوا کہ کہیں میرا دین ہی خراب نہ ہو جائے تو میں حضرت ابی بن کعبؓ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابا المنذر میرے دل میں اس تقدیر کے متعلق شک پیدا ہوا۔ اور میں ڈرا کہ کہیں میرا دین اور دنیا خراب نہ ہو جائے۔ پس آپ مجھے اس سلسلہ میں کچھ فرمائیے شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس سے کچھ فائدہ پہونچائے۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین کی مخلوق کو عذاب دے یا تو وہ ظالم نہیں ہوگا۔ اور اگر اس نے ان پر رحم کیا تو اس کی یہ رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہو گی۔ اور اگر تمہارے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور تم اس تمام کو اللہ کی راہ پر خرچ کر دو تو یہ تم سے اس وقت تک قبول نہیں کیا جائیگا۔ جب تک تم تقدیر پر ایمان نہیں لاؤگے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہیں جو چیز ملنے والی ہے وہ ل کر ہی رہیگی۔ اور جو چیز تم سے گم ہونے والی ہے وہ گم ہو کر ہی رہیگی اور اگر تم اس عقیدہ کے سوا کسی اور عقیدہ پر مرے تو دوزخ میں جاؤگے تمہیں اس میں کیا عذر ہے کہ تم میرے بھائی عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی ملو۔ ابن الدیلمی کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ کے پاس حاضر ہوا۔ تو میں نے ان سے وہی پوچھا جو حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا تھا۔ تو انہوں نے اس کے جواب میں وہی کہا جو حضرت ابی بن کعب نے کہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ حضرت حذیفہؓ کے پاس کیوں نہیں جاتے۔ میں حضرت حذیفہ رضہ کے پاس حاضر ہوا تو ان سے بھی وہی سوال کیا۔ جو پہلے دونوں بزرگوں سے کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا حضرت زید بن ثابت رضہ کے پاس جاؤ اور اُن سے پوچھو۔ میں حضرت زید بن ثابتؓ کے پاس آیا اور اُن سے یہی سوال کیا۔ تو انہوں نے رسول اللہ صلعم کے حوالے سے حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت دہرا دی۔

(۵۷) ابو عبدالرحمٰن السلمی حضرت علیؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے تھے رسول اللہ کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ نے اسے زمین پر مارا۔ اور سر اٹھایا پھر فرمایا۔ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں۔ جس کا جنت اور دوزخ میں ٹھکانہ نہ لکھ دیا گیا ہو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسولؐ کیا ہم توکل نہ کریں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ عمل کرو۔ توکل نہیں کرنا چاہیئے حضورؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فاما من اعطیٰ واتقیٰ وصدق بالحسنیٰ فسنیسرہ للیسریٰ واما من بخل واستغنیٰ وکذب بالحسنیٰ فسنیسرہ للعسریٰ

(۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوی مومن اللہ کے نزدیک ضعیف سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ سے مدد مانگو اور اپنے نفس پر اعتماد نہ اور نہ ہی عجز کا اظہار کرو۔ اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہونچے کہو کہ اگر میں ایسا کرتا تو مجھ پر مصیبت نہ آتی۔ لیکن کہو کہ اللہ جو مقدر فرما دیا تھا وہی کیا۔ یہ کہنا کہ ایسا ہوتا اور ایسا نہ ہوتا تو یہ کرتا اور یہ نہ کرتا۔ یہ شیطانی کام ہے۔

(۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ حضرت آدم اور موسیٰ آپس میں جھگڑ پڑے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ اے آدم تم ہمارے با تھے۔ تم نے ہمیں اپنے گناہ کی بنا پر جنت سے نکلوایا۔ حضرت آ جواب دیا اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خود سے ہمکلام ہونے شرف بخشا اور اپنے ہاتھ سے تمہارے لئے توریت لکھی۔ کیا تم مجھے ایک چیز پر ملامت کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چا سال پہلے مقدر کر دیا تھا (پس اپنے اس طریق بحث سے حضرت آ حضرت موسیٰ پر فتح پا گئے)

(۶۰) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول ا نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب ان چار چیزوں پر ایمان نہ لائے۔ اللہ لاشریک لہ پر اور مجھ پر کہ اللہ کا رسول ہوں اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور تقدیر پر

(۶۱) حضرت عائشہ رضہ ام المومنین روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے ایک لڑکے کے جنازہ پر بلایا گیا۔ عرض کیا۔ حضور جنت کی اس چڑیا کو مبارک ہو کہ گناہ کرنے سے پا رہی۔ حضورؐ نے فرمایا اے عائشہ رضہ جو کوئی بھی میت ا

وہ دوزخ کا اہل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے باپ کی پشت ہی میں اس کا اہل بنا دیتا ہے۔

(۶۲) حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ مشرکین قریش حضورؐ کے پاس آئے اور تقدیر کے بارے میں جھگڑا کیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی یوم یسحبون فی النار ... ذوقوا مس سقر انا کل شیء خلقناہ بقدر

(۶۳) ابن ابی ملیکہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے تقدیر کے متعلق کچھ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کوئی بھی تقدیر کے مسئلہ میں کوئی بحث کرے گا اُسے قیامت کے دن جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اور جو اس پر بحث نہیں کرے گا اس سے جواب طلب نہیں کیا جائیگا۔

(۶۴) عمرو بن شعیب کے والد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار صحابہ کے پاس تشریف لائے اور وہ تقدیر کے مسئلہ پر بحث کر رہے تھے۔ حضورؐ یہ صورت حال دیکھ کر بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا کیا مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ یا کیا تم اس کے لئے پیدا ہوئے ہو کہ قرآن کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکرا دو۔ ؟ اسی وجہ سے تم سے پہلی اُمتیں ہلاک ہو گئیں۔

اس پر حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ میری خواہش تھی کہ میں اس مجلس میں نہ ہوتا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصے ہوئے کیونکہ ... شریک نہ ہوا ہوتا۔

(۶۵) حضرت ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے اور نہ ہی جانوروں کے اُڑانے سے سفر میں برکت یا نحوست ہوتی ہے اور نہ ہی بوم کے بولنے سے ہی کوئی اثر ہوتا ہے۔ اس پر ایک اعرابی اُٹھا اور اس نے کہا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ ایک اونٹ کو خارش ہوئی تو اس کی وجہ سے تمام اونٹ اسی مرض میں مبتلا ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ تقدیر الٰہی ہے اور اگر یہ تقدیر نہیں ہے تو پہلے کو کس نے اس مرض میں مبتلا کیا۔

(۶۶) حضرت شعبیؓ سے روایت ہے کہ جب عدی بن حاتم کوفہ آئے تو ہم فقہائے کوفہ کے ایک وفد میں ان کے پاس گئے اور کہا کہ ہمیں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بتائیے۔ پس انہوں نے کہا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ اے عدی بن حاتم اسلام لے آ یا سلامت پا جائیگا۔ میں نے عرض کیا حضور اسلام کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ تو شہادت دے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور میں اللہ کا رسول ہوں اور تقدیر کے خیر و شر اور شیریں اور تلخ ہر ایک چیز پر ایمان لے آ۔ (باقی)

نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۷۶) اچھی طرح وضو کرنے کی فضیلت۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی بھی اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر اچھی طرح وضو کرے تو اس کی پانچوں نمازیں اس کے ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے جو نمازوں کے درمیانی وقفہ میں اس سے سرزد ہوئے۔

(۷۷) وضو کے بعد کی دعا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مسنون طریقہ پر وضو کیا اور وضو کے بعد یہ دعا پڑھی "اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہٗ ورسولہٗ" تو قیامت کے دن جنت کے آٹھوں دروازے اس پر کھول دیے جائینگے تاکہ وہ جس دروازے سے چاہے اندر داخل ہو سکے۔

(۷۸) وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کا ثواب۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل طمانیت قلب کے ساتھ پڑھے گا اس پر جنت واجب ہو جائے گی۔

(۷۹) مذی وضو توڑ دیتی ہے۔ حضرت رافع فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ سے فرمائش کی کہ وہ حضورؐ سے مذی کے خروج کے متعلق مسئلہ پوچھیں۔ حضرت عمارؓ نے حضورؐ سے پوچھا تو حضورؐ نے فرمایا۔ مذی کے خروج کے بعد شرمگاہ کو دھو کر وضو کر لینا کافی ہے۔

(۸۰) پیشاب و پاخانہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت صفوانؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور سفر میں ہم کو حکم دیتے تھے کہ پیشاب اور پاخانہ کرنے کے بعد وضو کرتے وقت موزے نہ اتاریں۔

(۸۱) ہوا کا خروج وضو توڑ دیتا ہے۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے شکایت کی کہ میں بسا اوقات نماز پڑھتا ہوں تو مجھے وہم ہوتا ہے کہ ہوا خارج ہو گئی۔ حضورؐ نے فرمایا جب تک بدبو یا آواز نہ آئے اس وقت تک نماز پڑھتے رہو۔

(۸۲) نیند وضو توڑ دیتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ سو کر اٹھنے کے بعد تین دفعہ ہاتھ دھوئے۔ برتن میں ہاتھ نہ ڈالو کیونکہ سوتے وقت معلوم نہیں ہوتا کہ ہاتھ کہاں سے کہاں پہونچا۔

(۸۳) اونگھ کی صورت میں نماز پڑھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نماز کی حالت یہ ہے جب نیند آنے لگے اور انسان کو اونگھ آ جائے تو نماز ترک کر دینی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ مدہوشی میں اپنے لئے بد دعا کر دے۔

(۸۴) کیا شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ میں مروان کے ہاں گیا۔ وہاں وضو کے ناقضات پر بحث ہو رہی تھی، مروان بولا، شرمگاہ کے چھونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ثبوت میں بسرہؓ کی یہ روایت پیش کی کہ بسرہ نے حضورؐ سے سنا کہ شرمگاہ کو چھونے کے بعد وضو کرنا چاہیئے۔

(۸۵) شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حضرت طلقؓ فرماتے ہیں کہ ہم اپنی قوم کی طرف سے وفد کی صورت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے حضورؐ سے بیعت کی۔ پھر حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ایک بدوی نے حضورؐ سے پوچھا کہ اگر ہماری شرمگاہ پر ہاتھ لگ جائے تو کیا نماز ٹوٹ جاتی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا شرمگاہ بھی تمہارے بدن کا ایک حصہ ہے۔

(۸۶) شہوت کے بغیر بیوی کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ جب رات کو نماز پڑھا کرتے تو میں حضورؐ کے آگے مصلیٰ پر لیٹ جاتی۔ حضورؐ جب سجدہ کرتے تو میرے پاؤں آگے سے ہٹا دیتے۔

(۸۷) بیوی کا منہ چومنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وضو کے بعد حضورؐ بعض دفعہ اپنی کسی حرم کا بوسہ لے لیتے تو دوبارہ وضو کئے بغیر نماز پڑھ لیتے۔

(۸۸) آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کیا کرو۔ (یہ حدیث اگلی حدیث کی بناء پر منسوخ ہے۔ مترجم)

(۸۹) آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے آخر عمر میں فرمایا۔ آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۹۰) ستو کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حضرت سویدؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ خیبر کی لڑائی کے سال کسی سفر میں تھے صہبا کے قریب نماز عصر کے لئے قیام کیا۔ نماز کے بعد حضورؐ نے کھانا طلب

[illegible]

طلب فرمایا۔ کھانے کے لئے ستو کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ حضورؐ نے ستو بنانے کا حکم دیا۔ ستو بنائے گئے۔ حضورؐ نے بھی کھائے اور ہم لوگوں نے بھی ستو کھانے کے بعد حضورؐ نے کلی کی اور تازہ وضو کے بغیر نماز پڑھ لی۔

(۹۱) دودھ پی کر کلی کرنا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؐ نے دودھ پیا۔ اس کے بعد کلی کی اور فرمایا۔ دودھ میں چکنائی ہوتی ہے۔

(۹۲) قبول اسلام کے وقت غسل۔ حضرت قیس بن عاصمؓ فرماتے ہیں کہ جب میں اسلام لایا تو حضورؐ نے مجھے بیری کے پتوں کو پانی میں ملا کر غسل کرنے کا حکم دیا۔

(۹۳) مشرک کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں جب ابوطالب کو دفن کرنے کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؐ نے فرمایا۔ نہالو۔

غسل جنابت

وجوب غسل

(۹۴) مرد اور عورت کی شرمگاہیں باہم چھونے سے غسل ضروری ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت اور مرد کی شرمگاہیں باہم مل جائیں تو دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔

(۹۵) خروج منی میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے خروج مذی کی شکایت تھی۔ حضور سے مسئلہ پوچھا گیا تو حضورؐ نے فرمایا خروج مذی کے بعد شرمگاہ کو دھونا اور وضو کر لینا کافی ہے اور خروج منی کے بعد غسل ضروری ہے۔

(۹۶) عورت پر احتلام کے باعث غسل واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیمؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا کرے۔ حضورؐ نے فرمایا نہالے۔

(۹۷) احتلام ہو مگر منی خارج نہ ہو۔ حضرت ابوثؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ غسل اس صورت میں واجب ہوتا ہے۔ جبکہ منی نکلے۔

عورت اور مرد کی منی کا فرق

(۹۸) مرد کی منی گاڑھی سفید ہوتی ہے اور عورت کی پتلی زرد۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے اور عورت کی پتلی اور زرد۔ جماع کے وقت دونوں میں سے جس کسی کی منی کا خروج پہلے ہوگا، بچہ اسی کی صورت پر ہوگا۔

حیض سے غسل واجب ہو جاتا ہے

(۹۹) حیض سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہیں حیض آئے تو نماز نہ پڑھو۔ اور جب خون آنا بند ہو جائے تو نہالو اور پاک ہو جاؤ۔

(باقی)

مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب اردو ترجمہ جسکی تحریر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی بہ زبان فارسی ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(مترجمہ جناب مولانا عبدالفتاح صاحب فضلی)

پس اگر اس خطرہ و الہام کے بارے میں کتاب و سنت کے اندر حرام لکھا ہے جیسے تمہارے دل میں خطرہ زنا کرنے سود کھانے یا نامعقول فاجروں یعنی احمقوں و حکم خدا کے نافرمانوں و جھوٹ بولنے والوں و تباہی کرنے والوں سے میل ملاپ رکھنے اور اسی طرح کے گناہوں کے متعلق گذرا ہو تو اس کو اپنے دل سے نکال ڈالو اور پسند مت کرو اور نہ اس پر عمل کرو اور اس بات پر مضبوطی کے ساتھ یقین رکھو کہ اس قسم کے خطرات شیطان ملعون کی طرف سے ہوا کرتے ہیں جو خدا کی رحمت سے محروم کر دیا گیا اور راندہ ہو گیا ہے۔ اور اگر کتاب و سنت میں اس خطرہ کے متعلق مباح لکھا ہے جیسے مباح طور پر شہوات و خواہشات دکھانے پینے و جمع کرنے کا خطرہ تو اسکو بھی چھوڑ دو اور قبول مت کرو اور سمجھ لو کہ اس قسم کے خطرات نفس کی طرف سے ہیں اور اس کے شہوات و خواہشات کے اندیشے ہیں اور یقیناً نفس کی مخالفت اور اس سے دشمنی کرنے کے لئے تم کو حکم دیا گیا ہے۔ اور اگر کتاب و سنت میں اس خطرہ کے متعلق نہ حرمت کا حکم ہے نہ اباحت کا بلکہ وہ خطرہ ایسے کام کے متعلق ہے کہ اس کی بابت تمکو احکام نہیں ملتے کہ آیا وہ حرام ہے یا مباح ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ خطرہ شیطان کی طرف سے ہے یا نفس کی طرف سے مثلاً تم سے کہا جائے کہ فلاں مقام پر جاکر ایک مرد صالح سے ملاقات کرو۔ حالانکہ تم کو کوئی ضرورت اس مقام پر جانے اور کسی مرد صالح سے ملنے کی نہیں ہے۔ کیونکہ تم کو خود اللہ تعالیٰ نے نعمت علم و معرفت کی عطا فرمائی ہے اور اس لئے تم اس مرد صالح کی ملاقات سے بے نیاز ہو ایسی حالت میں جلدی مت کرو اور اس پر عمل کرنے میں توقف کرو اور دل میں سوچو کہ کیا یہ واقعی اللہ کی طرف سے الہام ہے جس پر عمل کر دوں؟ اور صرف ایک ہی دفعہ تامل کرنے پر کفایت نہ کرو اور جلدی نہ کرو بلکہ اس فعل کے اختیار کرنے اور قبول کرنے کے متعلق خدا کے حکم و اس کے فعل کا انتظار کرو تاکہ تم پر ظاہر ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر فعل کا اختیار کرنا ضروری ہے اور تم کو اللہ تعالیٰ اپنے اختیار و فعل سے کس طرف لیجانا چاہتا ہے کرنے کی طرف یا نہ کرنے کی طرف تم خود اپنے اختیار و خواہش سے اس کام میں نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ کے اختیار و فعل کا حال تم کو پورا معلوم ہو گا کہ خطرہ و الہام ذکر و تو قف کرے پھر بار بار وہ مکرر دل پر وارد ہو گا اور تم اس کام کی طرف دوڑ کر جانے اور سعی کرنے کی بابت حکم دیئے جاؤ گے۔ یا جن کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا علم ہے اُن پر علامت کا اظہار ہوتا ہے اُن علامات کو اولیاء اللہ اپنی خدا داد ذہنی قوت سے سمجھ جاتے ہیں اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے صفائی اور نورانیت پیدا کی ہے اور اُن پر دلیلیں اور نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس سے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کا مقصد سمجھ جاتے ہیں کہ کیا ہے اور وہ لوگ بھی جان جاتے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے ابدال ہونے کے ذریعہ قوت فہم و ادراک دیا ہے۔ پس تم کو اس کام کے کرنے کی طرف عجلت نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس کام کا آخری نتیجہ تم کو نہیں معلوم ہے کہ اسکا اثر کس طرف پڑے گا۔ آیا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طرف یا ناراضگی کی طرف۔ تم کو کیا معلوم کہ اس کام میں آزمائش ہے ہلاکت ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکر ہے یا کسی امتحان میں ڈالنا منظور ہے۔ لہذا صبر کرو یہانتک تمہارے اندر اللہ تعالیٰ خود کام جاری فرما دے بلا تمہارے اختیار کے۔ پس جب تمہارے اختیار فعل سے کوئی واسطہ نہ رہیگا اور اللہ تعالیٰ کا فعل خالص ہو جائیگا تب تم اُٹھا کر اس مقام پر ڈالدیئے جاؤ گے جو تمہارے دل میں بطور خطرہ و الہام ڈالا گیا تھا اور آزمائش و بلا تمہاری طرف متوجہ ہو گی مگر تم اس آزمائش و بلا سے محفوظ رہو گے۔ گویا تم تخت پر سوار کئے اور غالب کئے جاؤ گے یہ زمانہ ہو گا کہ تم اس کو اُٹھاؤ اور اس کے بوجھ کے نیچے پریشان ہو اور تم محمول ہو عنایت و لطف الٰہی تمہارے حامل و حافظ ہیں کہ تم کو اس کام کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فعل پر یا ہر اس چیز پر جس کو اس نے خود تمہارے لئے اختیار کیا ہے تم کو عذاب نہ فرمائے گا۔ عذاب عقوبت تو تمہارے فعل پر مترتب ہوتی ہے۔ جس کام کا ارتکاب تم خود کرو گے اور جس کو تم خود اختیار کرو گے اُسی پر مواخذہ و باز پرس ہے اور جب تمہارا قدم درمیان میں نہیں ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمہارے لئے ایک کام اختیار کیا ہے پھر عذاب و عتاب کیوں۔ ۰۶

چراکہ از دہ دیراں کسے خراج نگیرد

یہ بیان حرام و مشتبہ و مباح سے پرہیز کرنے کا تھا تجھیں

[illegible] صفحہ ۱۲۰ [illegible]

بیان کیا گیا ہے اس میں اُن لوگوں کے لئے حکم ہے جو مقام
واقتصار (ایک چیز پر قائم) یں پابند ظاہر احکام و اعمال
کے ہیں۔ اگرچہ ان کو بھی حظ نفس ہوتا ہے لیکن حال اہل
ولایت کا اُن سے بالاتر ہے جو کہ حظ نفس سے پرہیز کرتے
اور بقدر ضرورت اقتصار کرتے ہیں اس کا ذکر آگے آتا ہے

اور اگر تم حالت حقیقت میں ہو اور تمہارا عمل ظاہر احکام پر

بلا اقتصار کے ہے اور یہی حالت ولایت اور مقام اولیاء کا ہے جو کہ
اعلیٰ مرتبہ تقویٰ کے ہیں ہیں۔ پس ہوائے نفس کی مخالفت کرو اور تمام ظاہر
اور باطن کی پیروی کرو اور پیروی امر دو قسم ہے ایک یہ کہ تم دنیا میں
سے صرف اسقدر پر کفایت کرو جو پرورش بدن کے لئے ضروری ہو کہ یہ
نفس کا حق ہے اور اس کا ترک کرنا نفس پر ظلم کرنا ہے لیکن حظ نفس
کو ترک کرو یعنی مقدار ضروری سے زیادہ حصہ مت لو کہ عیش و تنعم میں
مبتلا ہو جاؤ۔ تم صرف فرض (اور سنتیں جو اس سے ملحق ہیں) کو ادا کرو
تم کو ترک معصیت ظاہری و باطنی میں مشغول رہنا چاہیئے۔
اس کلام میں ہر قسم کی گناہوں سے اجتناب و استقصاء
اہتمام کی طرف اشارہ ہے جیسے محرمات۔ مکروہات تحریمی

و تنزیہی اور اس کے افراد اور استقصا نفل عبادتوں کے
اقسام میں کہ جبتک پرہیز میں احتیاط نہ کی جائے بیکار ہے
ہیں۔ اگر ایک شخص صرف فرائض پر اقتصار کرتا ہے اور محرمات
و مکروہات سے پرہیز کرنے میں انتہا درجہ کی کوشش کرتا ہے تو
وہ منزل مقصود کو پہنچے گا اور اس کو قرب باری تعالیٰ نصیب
ہوگا۔ لیکن جمیع اقسام نوافل میں استقصا کرنا ممکن نہیں اور ترک
محرمات و مکروہات میں تقصیر کرے یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ جیسے ایک شخص
بیمار ہے جو پرہیز میں تو مبالغہ کرتا ہے لیکن دوا اور معجون نہیں استعمال کرتا
ہے بیشک اس کی بابت امید شفا کی ہے چاہے مدت دراز میں حاصل ہو
بخلاف اس کے دوسرا بیمار ہے جو دوا تو کھاتا ہے۔ مگر پرہیز مطلق نہیں
کرتا۔ اس کی حالت روز بروز تباہ ہوتی چلی جائیگی۔ اور اگر دوا و پرہیز
دونوں کرے تو نہایت عمدہ ہے۔ زیادہ مناسب نافع و مفید ہے
اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ منتہی اپنے اختیار کی چوتی
نفلی عبادتوں کے متعلق ہاتھ میں کتاب بعد فرائض و سنن پر
اقتصار کرتا ہے وہ جس حال میں ہے اس سے نیچے نہیں گرتا۔
اگرچہ ترقی بھی نہیں کرتا۔ جیسا کہ شیخ نے عوارف میں فرمایا ہے تمام (باقی)

ضروریات دین

کیا اسلامی تمدن خطرہ میں ہے؟

(از حضرت علامہ سید نذیر الحق صاحب قادری)

ہندوستان میں جب کبھی قوائے عمل کی بیداری کا وقت آتا ہے اور روح عمل خوابیدہ و بخت مسلمانوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے اوپر بھروسہ کرنے اور اشیاء نہ زبانی سے کام کرنے کی قابلیتیں پیدا کریں۔ ان کا مصلحت اندیش۔ حد سے زیادہ محتاط اور خطرہ میں دماغ صحیح فکر و عمل کے راستہ سے ہٹا کر ذہنی انتشار کے جہنم میں جھونک دیتا ہے اور یہ سوختہ سامان قوم جہاں ہے وہیں کی وہیں رہتی ہے۔

درد مندان قوم یہ تو خوب سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے خفتہ قوائے عمل کو بیدار کرنا مذہبی و سیاسی ترقی و کامرانی کا پہلا قدم ہے۔ مگر مصیبت یہ آپڑتی ہے کہ وہ اپنی زبان اور قلم کی تمام طاقتیں محض قوائے عمل کے بیدار کرنے میں صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن اُن کے لئے صحیح مصرف اور صحیح راہِ عمل متفقہ طور پر پیش نہیں کرتے یہ ہے ہماری تباہی، بد نظمی اور لامرکزیت کی خشت اولیں۔ جب تک ہمارے فکر و عمل کی عمارت اسی اینٹ پر قائم رہیگی اس وقت تک ہماری فلاح و بہبود کا سوال یونہی کھینچا تانی لیڈر گردی اور جائز و ناجائز کے چکر میں پھنسا رہیگا۔

جو لوگ قوموں کے عروج و زوال کے اسباب و محرکات سے کچھ واقفیت رکھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ محض قوائے عمل کو بیدار کرنے سے کام نہیں چلتا جب تک اس کے لئے صحیح مصرف بھی پیش نہ کیا جائے نری بیداری کسی کام کی نہیں۔ بلکہ بعض اوقات وہ موجب ہلاکت بنجاتی ہے۔ افغانستان پر جو تباہی آئی وہ اسی لئے آئی کہ وہاں کے کوتاہ نظر رہنماؤں نے ان کے قوائے عمل کو بیدار کرکے غلط مصرف میں لگا دیا۔ یہی تباہی مسلمانوں پر ہندوستان میں بھی آنے کو ہے اس لئے کہ ایک طرف تو اقوام ہند کے ولولۂ آزادی اور جمہوری کی سیاسی و معاشی بیداری کی تڑپتی ہوئی روان سے ٹھیک نہیں کر رہی ہے اور دوسری طرف ان پر اندرونی اختلافات، انتشار، اختلال، تساہل، تذبذب طریق کار اور بزدلانہ مصلحت جوئی کی وہی پرانی بلا مسلط ہے جس نے اُنہیں ایک صدی سے ہندوستان میں ذلیل و ناکام بنا رکھا ہے۔

ان کے ذی بصیرت و صاحب اثر اہل قلم جمود و تعطل کا راستہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جو درحقیقت موت اور بےحسی کا مرادف ہے۔ آنے والا انقلاب تیزی سے آرہا ہے اور اقوام ہند شاہراہ ترقی پر گامزن ہیں۔ لیکن ہمارے مصلحت کوش بزرگ ہیں کہ ابھی بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھے ہوئے سوچ بچار کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو ملک کی موجودہ سیاست میں کیا روش اختیار کرنی چاہئیے۔ بتلائیے۔ تباہی کا راستہ نہیں تو اور کیا ہے!

چاہئیے تو یہ تھا کہ دردمندان قوم اپنے ذہن و دماغ کی قوتوں کا جائزہ لیتے ہوئے اس امر کو سمجھنے کی کوشش کرتے کہ ملک کے مشترکہ نظام اور مشترکہ پروگرام میں شامل ہونے میں یا اس سے الگ رہنے میں اور مقتضیات وقت کیا ہیں۔ موجودہ سیاسی صورت حالات کیا ہے۔ مگر ہو یہ رہا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل کئے جا رہے ہیں اور ہندو اکثریت کے غلبہ سے ڈرا ڈرا کر ان کے دست و بازو شل کئے جا رہے ہیں۔

ایک عام گمراہی اور غلط فہمی

جو لوگ موجودہ سیاسیات اور جنگ آزادی سے الگ ہوکر انگریزی اقتدار کے دامن میں سر چھپانے کی ذلت آفریں پالیسی پر قناعت کئے رہنے کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں جن کی ذہنیت ہندو اکثریت کے خیالی بھوت سے لرز رہی ہے اور جو عافیت دنیوی عیش و عشرت کے ایوانوں میں خاموش بیٹھے رہنے میں اپنی اور مسلمانوں کی خیر دیکھ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو کانگریس میں شریک ہونے سے پہلے اپنی قومی انفرادیت کو مستحکم کر لینا چاہئیے اور ہندوؤں سے اپنے حقوق و تحفظات کا پروانہ لکھوا لینا چاہئیے اگر وہ اس کے بغیر آزادی وطن کی تحریک میں شامل ہو گئے تو وہ الحاد و دہریت کے سیلاب میں بہہ جائیں گے۔ اشتراکیت کا بپھرا ہوا شیر اُن کی اسلامیت کو کچا چبا جائیگا۔

ہندوستان آزاد ہونے کے بعد اس پر ہندو حکمرانی کریںگے۔ پنڈت جواہرلال نہرو نو کروڑ مسلمانوں کو شدھ کر لیں گے۔ ہندو اکثریت ان کے جسد قومی کو پارہ پارہ کرکے رکھ دیگی۔ اُنکی تہذیب ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑیگی اور اُن کا تمدن طبعی موت مر جائیگا۔ یہ ہے وہ پراسرار اور ہلاکت آفریں پروپیگنڈا جو مسلمانوں کو مردہ دل بےعمل اور پست حوصلہ بنا رہا ہے اور اُن کی عقابی روح پر نیم خوابی کی حالت طاری کر رہا ہے۔

سب سے زیادہ افسوسناک حالت اُن رہنمایان قوم کی ہے جو زعم خویش قرآن و حدیث کے مقلد و پیرو ہیں جو رازی و غزالی کی طرح مفسر و محدث بنے ہوئے ہیں اور جن کی اسلامیت آنے والے انقلاب سے حد سے زیادہ سراسیمہ اور خوف زدہ ہے۔ وہ قرآن و حدیث کا نام لیکر اس

اس قسم کی ذہنیت وہ پھیلا رہے ہیں کہ ہم اگر آزادی کی جنگ میں شریک ہوگئے تو ہمارا مذہب، قومیت، کلچر اور تہذیب سب کچھ فنا ہو جائیگا۔ حالانکہ اِنہی معترضین کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنے اندرونی اختلافات اور اکثریت کے غیر منصفانہ طرزِ عمل کے باوجود ہمارے خفتہ قوائے عمل کو بیدار کرکے ان کے لئے صحیح مصرف اور صحیح راہِ عمل پیش کرتے۔ کتاب و سنت کی عالم افروز اور حیات آفریں روشنی و حرارت کے ذریعہ مسلمانوں میں عالی حوصلگی جرات و استقلال اور ایثار و قربانی کی صفتیں پیدا کرتے۔ ہندوستان کی موجودہ سیاسیات میں جرأت کے ساتھ آگے بڑھنے کا صور پھونکتے قومی و ملی میدان میں بیباک و نڈر سپاہی کی طرح اُترتے اور حیدرؓ و عباسؓ کی صف شکن بن کے جب اُٹھتے پر ہندوستان کی بساطِ سیاست اُلٹ کر رکھدیتے کہ انکے پاس اسلام تھا۔ اسلام نوکری و غلامی کی زندگی سے بیزار ہے لیکن ہمیں افسوس ہے پر ماتم کرنا چاہیئے کہ آجکل جتنے بھی عافیت پسند اور خود غرض وہ افراد ہی ہیں جو قرآن و حدیث کے علمبردار ہیں۔

آہ یہ دیکھکر جگر شق ہوتا ہے کہ ان کا پرایمان قلب ہندو اکثریت کے تصور سے ڈوبا جا رہا ہے وہ محض نافہمی اور اوہام کے استحکام کا نام لیکر نادانستہ انگریزی اقتدار کا تحفظ کر رہے ہیں اور ان کو تباہی کے راستہ پر لگا رہے ہیں۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ ان کا یہ وحشت انگیز پروپگنڈہ کامیاب ہوگیا تو ذرا تصور کیجئے کہ اُن کا اور مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا۔ سنیئے کہ جرأتِ عمل اور خود اعتمادی کا یہ فقدان انہیں بالآخر ہندوستان کی نئی طاقت کے آگے جھکنے پر مجبور کر دے گا۔ اس وقت حقوق کے تحفظ کی کوئی چیخ و پکار کام نہ دے سکے گی اور جو بھی اکثریت برسراقتدار ہوگی مسلمانوں کو اسی کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرنی پڑیگی۔ دیکھا آپ نے قومی تہذیب و تمدن کے خطرہ کا پہلا الارم بجانے والوں کے نقطۂ نگاہ اور ان کے طرزِ عمل سے مستقبل کتنا بھیانک، تاریک، مجہول اور ذلت آفریں ہوا جاتا ہے۔

مسلمان اگر دنیا میں زندہ اور خود دار قوم بنکر رہنا چاہتے ہیں تو ان کا پہلا قومی فرض یہ ہے کہ وہ جلد از جلد اس نوع کے وحشت انگیز اور خوفناک پروپگنڈہ کا سدباب کردیں ورنہ پوری قوم ایک مردہ ساکن، جامد، بزدل اور غیر متحرک جماعت بن کر رہجائے گی۔

یہ مآل اندیشی ہے یا بزدلی ؟

مآل اندیشی اور حزم و احتیاط بہت اچھی چیز ہے اور حفاظت خود اختیاری کا اعلیٰ حربہ۔ لیکن یہ کہاں کی مآل اندیشی ہے کہ جس کام میں منفعت و ملت کا امکان زیادہ اور نقصان کا احتمال کم اور موہوم ہے اس میں صرف نقصان کا پہلو دکھایا جا رہا ہے اور نفع کے پہلو کو نظر انداز اور حقائق سے گریز کیا جا رہا ہے۔ یاد رکھئے جو لوگ اسلام کے اصول و مبادی کو خطرہ میں مبتلا سمجھتے ہیں جنکو موجودہ سیاسی جنگ میں نقصان و ناکامی ہی کے پہلو زیادہ نظر آرہے ہیں اور جو اتفاقی خطرات کے احتمالی خطرہ میں بھی اپنے آپ کو ڈالنا نہیں چاہتے وہ مآل اندیش نہیں بلکہ بزدل کم ہمت اور عافیت کوش ہیں۔

مآل اندیش اور کامیاب ہونے والی ہستیاں وہ ہوتی ہیں جو پہلے کام پر نگاہ ڈالتی ہیں اور پھر اپنے بازوؤں کو تولتی ہیں۔ اُن کا دل امیدوں اور اُمنگوں سے بھر جاتا ہے ان کی قوتِ عمل ناکامی کے خوف اور احتمالی خطرہ سے مرعوب نہیں ہوتی بلکہ خطرات کی مناسب روک تھام کے بعد وہ چند ہو جاتی ہے۔ جو لوگ اپنے بازوؤں کی طرف سے پہلے ہی سے مایوس ہیں ان میں کام کرنے کی اُمنگ اور قوتِ عمل کی تحریک کہاں سے آئیگی؟ آنیوالے انقلاب میں اپنی تہذیب اور اپنی قومیت کو محفوظ رکھنے اور کامیاب ہونے کے لئے جس چیز کی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ اپنی قوت اور اپنے کام پر بھروسہ و اعتماد ہے۔ جو حضرات کہ اس بزرگ انقلاب سے خود بھی لرزاں و ترساں ہیں اور مسلمانوں کے دماغوں پر بھی خوف و ہراس کی موت طاری کر دینا چاہتے ہیں وہ اسی قوت اور خود اعتمادی کو تباہ کر رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ آج مسلمان ہزاروں خطرات میں گھرا ہوا ہے آپس میں انفرادیت اور لامرکزیت روز افزوں ترقی کر رہی ہے اور اس میں اجتماعی عمل کی کوئی صلاحیت باقی نہیں رہی۔ اندریں حالات مسلمان اپنے آپ کو ہندو دیت کے غلبہ کی دستبرد سے کسی طرح نہیں بچا سکتے۔ اس لئے پہلے مسلمانوں کو واقعی مسلمان بنالو۔ اپنے گھر کی صلاح کرلو اور تعمیری کام کرو جب اُن کی اخلاقی حالت درست ہو جائے گی اس وقت شوق سے آزادی کی جنگ میں حصہ لینا۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ چونکہ ابھی گھر سے باہر اشتراکیت کا بھوت منہ کھولے ہڑپ کرنے کو کھڑا ہے اور الحاد و دہریت کی آندھیاں چل رہی ہیں اور مسلمانوں میں اس بھوت اور آندھیوں سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں اس لئے گھر ہی میں آنکھیں بند کئے بیٹھے رہو اور جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو کا وظیفہ پڑھتے رہو جب صدیوں کے بعد کبھی مقابلہ کی طاقت آگئی تو پھر اپنی خانقاہوں مدرسوں یا حجروں اور عشرتکدوں سے نکل کر ساری دنیا پر چھا جانا۔ ابھی تو ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے ہونے دو جو طاقت برطانوی امپیریلزم کے ہاتھوں سے منتقل ہوکر ہندوستانیوں کے ہاتھ آرہی ہے آنے دو۔ اگر ہندو برسراقتدار آرہے ہیں تو آنے دو تم وقت کی پکار سے اپنے کان بند کرکے اپنے مستقبل کو بھول جاؤ جب ہندوستان کے واحد مالک ہندو بنجائیں گے تو تم رگڑ رگڑ کر رہنا اور اپنی تہذیب و قومیت کو شہد لگا کر چاٹنا۔

خدا کے لئے کوئی مسلمانوں کے منہ سے ان زہر کے پیالوں کو ہٹائے ورنہ وہ مسلمان جس کے خلاف حق پرستی نے کبھی توہم پرستوں کی قسمتیں

بدل دی تھیں اور جس کی صدائے اللہ اکبر سے کبھی قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں لرزہ آ جاتا تھا۔ اپنی موت آپ مر جائیں گے۔ ان کی تہذیب اپنے خنجر سے خودکشی کر لیگی۔ اور اُن کی قومیت ہی اُن کا گلا گھونٹ دیگی۔ ذرا خیال تو فرمائیے یہ الفاظ ان لوگوں کے منہ سے نکل رہے ہیں جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جن کے سامنے اسوۂ رسول کی روشنی ہے جو مذہبیت کے علمبردار ہیں اور جو اپنی قومی روایات کا تحفظ کرنے اٹھے ہیں۔ اگر وہ واقعی ایسے ہی اسلامیت کے علمبردار ہیں تو ان کو تو چاہیئے تھا کہ وہ خدا کے سوا دنیا کی کسی طاقت سے مرعوب و خائف نہ ہوتے۔ آندھی کی طرح اٹھتے اور ہندوستان کی بساط سیاست الٹ کر رکھ دیتے اور خطرات و مصائب میں کود کر اپنی مردانہ اولوالعزمی عالی حوصلگی اور بہادری کا ثبوت دیتے۔ کیونکہ قرآن و حدیث سے قدم قدم پر وہ حیات و حرارت ملتی ہے جس کے فقدان نے انہیں ہندو اکثریت کے ہوّے سے اس درجہ مرعوب و خائف بنا رکھا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے اور اسلام کے اس پیغام حیات سے یکسر کان بند کر لئے۔

مایوس و ملت سے ہو اندازِ کرم دیکھ	ہاتھوں میں چھلکتا ہوا اک ساغرِ جم دیکھ
آسان نہیں مرحلۂ تجدیدِ دین کی قوت	بیتاب ہو جاتی ہے تعمیرِ حرم دیکھ
یہ عرصہ کی حرارت سے نہیں بچ کی جنبش	اس نبض کی حرکت کو تجھے تب کی قسم دیکھ
آتی ہے تجھے واسطے "بردا و سلاما"	یہ کس نے کہا جانب اندوہ و الم دیکھ

کچھ جانتے بھی ہو کہ یہ خطرہ کا الارم کون سن رہے ہیں! وہ جنہوں نے شیطانی اور استبدادی طاقتوں کو نظر میں نہ لاتے ہوئے قیصر و کسریٰ کے محل میں خاک اڑا دی۔ جوش اعدا کا ڈر کن کو ہے؟ جنکو فاروق کی شمشیر جہانگیر حیدرؓ و عباسؓ کی صف شکن ہیبت۔ خالدؓ کا جوش جہاد۔ ابو القاسمؓ کی اولوالعزمی جیسا کہ اسپرٹ اور طارقؓ کی فاتحانہ بیخوفی ورثہ میں ملی تھی جو روم و شام کے دل یا دل میں یکہ و تنہا چلنے کے عادی تھے۔ جنہوں نے لق و دق بیابانوں کو طے کرکے اس ملک میں اپنی عظمت کا ڈنکا بجایا تھا اور جو مٹھی بھر اور بے سر و سامان ہونے کے باوجود ساری دنیا کو فتح کرنے کی بیتاب تمنائیں اپنے سینوں میں رکھتے تھے۔ آج اگر یہ علمبردارانِ حق و صداقت اور مجاہدین باطل کی قوتوں کو دیکھ دیکھ کر سراسیمہ اور بدحواس ہیں تو سمجھ لیجئے وہ اپنی شان حجازی کھو چکے اور اُن کے دل نور حقیقت سے خالی ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ دوسروں کو راستہ بتلانے کے دعویدار یہی شاید سمجھے ہوئے حضرات یہ نکتہ کہدیں کہ رونا تو اسی بات کا ہے کہ مسلمان اپنے اوصاف و خصائص کھو چکے۔ اُن کی تمام صلاحیتیں فنا ہو چکی ہیں ان میں حیات و حرارت کا کوئی شمہ باقی نہیں رہا ان میں ایمان و عمل کی وہ روح باقی نہیں رہی جس کے بل بوتے پر انہوں نے ایک عالم کو زیر و زبر کیا تھا۔ اسی لئے تو ہم روتے ہیں کہ ایسے مردہ مسلمان ہندو تہذیب میں جذب ہو جائیں گے۔ اور ہماری قومیت بالکل فنا ہو جائے گی یعنی اگر ہندوستان آزاد ہو گیا تو دو تین صدیوں کے بعد نو کروڑ کے نو کروڑ مسلمان ہندو ہو جائیں گے اور ہندوستان سے اسلام بصد حسرت و یاس رخصت ہو جائیگا۔ اگر واقعی اُن کا یہ اندازہ اور اندیشہ صحیح ہے اور مسلمان اتنے ہی انحطاط پذیر ہیں تو اس کا علاج تو صرف یہ ہے کہ ہم عرب کو سدھار جائیں ورنہ اس ملک میں تو ہمارا بچاؤ بہر حال محال ہے۔ یاد رکھئے یہ محض دھوکہ اور فریب ہے کہ مسلمان اس درجہ انحطاط پذیر ہیں کہ وہ ہندو مذہب میں جذب ہو جائیں گے۔ درحقیقت یہ وہم ان کو اس بنا پر پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اسلام کو صرف ظاہری رسوم و عوائد سمجھے بیٹھے ہیں وہ اپنے آپ کو نو کروڑ مسلمانوں کا محافظ جانتے ہیں وہ اس خبط میں پڑ گئے ہیں کہ اسلام اور مسلمان دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی ذلت اسلام کی ذلت ہے مسلمانوں کی تباہی اسلام کی تباہی ہے اور اگر نو کروڑ مسلمانوں سے اچھا سلوک نہ کیا گیا اور کانگریس نے انہیں اسلامی اصول کے مطابق داخلی تنظیم کا اختیار نہ دیا تو ہندوستان میں اسلام تباہ ہو جائے گا۔ یہ ہے وہ گمراہی غلط فہمی اور ابلہ فریبی جس نے قرآن و حدیث کے پیرووں کو بدحواس بنا رکھا ہے لہٰذا آئیے اس امر کا اندازہ لگائیں اور غور کریں کہ اسلام کیا ہے؟ اس کا مستقبل کیا ہے مسلمانوں کی موجودہ حالت کیا ہے؟ مسلمانوں کی موجودہ حالت کیا ہے۔ اور ماضی نے ان کو موجودہ حالت تک کیونکر پہونچایا ہے۔

اسلام کی غیر محسوس ترقی اور مسلمانوں کی حالت

ایک مسلمان کا یہ عقیدہ کبھی کمزور نہیں ہو سکتا کہ اسلام ایک عالمگیر زندہ صداقت و حقیقت کا نام ہے جو دنیا سے کبھی فنا نہیں ہو سکتی جس روز دنیا سے اسلام فنا ہو گیا اس روز دنیا بھی فنا ہو جائیگی۔ اگر ہمارے زمانہ ساز مفسر و محدث اس حقیقت کے علم و ادراک سے قاصر ہیں اور قرآن و حدیث سے یہ ایمان و یقین حاصل نہیں کر سکتے تو ایک مغربی پروفیسر مسٹر فابردان ڈنمارک یونیورسٹی کے خیالات ہی سے اسلام کی زندہ حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

مسٹر موصوف فرماتے ہیں۔

"اسلام کسی ایسے مذہب کا نام نہیں ہے جو فطرتاً چہار دیواری میں رہنے پر مجبور ہو بلکہ وہ نام ہے ایسے اصول اور آئین حیات کا جو زمان و مکان کی قیود سے بالاتر ہے اور جس پر نوع انسانی کی فکری اور عملی زندگی کا دارومدار ہے۔ ہر وہ اصول جو قانون جاریہ کے لازوال چشمہ سے نکلا ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جذب و کشش کی ایک دنیا اپنے اندر رکھتا ہو اور جس کے آئین اور مقررہ ضوابط علم قائم رکھ

انسانی زندگی میں نامعلوم کیفیت کے ساتھ مل جل جائیں کیونکہ قدرت کا مخفی ہاتھ کبھی جھوٹے نزاعین کی آبیاری نہیں کرتا اور باطل حق کی طرح کبھی فروغ نہیں پاتا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام اپنے دور اوّل سے ہی انسانی دماغ پر قبضہ کر چکا ہے اور وہ غیر محسوس کیفیت کے ساتھ ہر سوسائٹی میں اثر و نفوذ کرتا جا رہا ہے"۔ یہ مغربی فاضل آگے چل کر کہتا ہے۔

" اسلام کی حقیقی روح اب بھی اسی طرح موجود ہے جس طرح خلفاء اسلام کے زمانہ میں موجود تھی"۔

ان حقیقت نوازانہ الفاظ سے ناظرین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مذاہب عالم میں اسلام کا درجہ کتنا بلند ہے اور اصلیت کے اعتبار سے اس کے اصول کس قدر محفوظ اور ناقابل تغیر و انقلاب ہیں۔ ہمارے اسلامی مفکروں سے بڑھ کر حقیقت شناس تو یہ مغربی فلاسفر ہیں جن کی نظر میں اسلام کے اصول اور اس کی وسعت پذیر طاقت محفوظ و بے پناہ اور وسیع ہے۔ جبکہ ہمارے مفکر اسلام کو ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ سمجھ رہے ہیں جو ہوا کے جھونکے سے بجھ جائیگا۔ سچ ہے۔

"میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گیا"

خدا کی شان ہے کہ وہ الفاظ جو ایک مسلمان کی زبان سے ادا ہونے چاہئیے تھے وہ ایک غیر مسلم کی زبان سے نکل رہے ہیں۔ اور جو الفاظ ایک مشرک کی زبان سے نکلنے تھے وہ ایک مسلمان کی زبان سے ٹپک رہے ہیں۔ اب میں اپنے خیال اور مضبوط عقیدے کو پڑے زور سے ظاہر کرتا ہوں کہ اسلام کی روحانیت اور اس کی ناقابل تغیر حقیقت کو ہرگز ہرگز یورپ کی موجودہ دہریت، مادیت اشتراکیت وغیرہ سے خطرہ نہیں۔ اس کی وسعت پذیر طاقت اور غیر محسوس ترقی کے سامنے لامذہبیت و اشتراکیت کی شمع بالآخر مدہم پڑ جائے گی اسلامی حقائق و معارف کی قبولیت کا موجودہ علوم و فنون نے راستہ کھول دیا ہے اور موقعہ ہے کہ فرزندان توحید اسلام کی مشعل ایزد افروز کو لیکر ہر خطرہ، ہر مصیبت اور ہر تاریکی میں گھس جائیں اور قلوب انسانی پر اپنا قبضہ کر لیں۔ اس کے برخلاف اگر بعض قرآن و حدیث کے مقلد و پیرو اور داعیان اسلام اشتراکیت کے بھوت اور ہنود و اکثریت کے غلبہ سے کانپ رہے ہیں اور اسلام کو خطرہ میں دیکھ رہے تو سمجھ لیجئے کہ ان کی آنکھیں نور حقیقت کے مشاہدے اور ان کے دل صداقت کے ادراک و احساس سے عاجز ہیں۔ ان کے دماغوں پر الٰہی رعب و جلال سایہ فگن نہیں بلکہ خوف غیر اللہ مسلط ہے انکے عقیدے کمزور ہیں اور ان کے اجسام ایثار و قربانی کی تکالیف سے گریز اں ہیں اور یہی کمزوریاں وہ مسلمانوں کے دل و دماغ میں بھی اُتار دینا چاہتے ہیں۔ اب خدارا اندازہ لگائیے وہ اسلام کے

اور خیرخواہ ہیں یا اپنے نفس خادع کے نمائندہ؟

اگر یہ لوگ عقیدۃً اور عملاً سچے مسلمان اور مضبوط دل گردہ کے خوددار انسان ہوتے تو خطرات و مصائب کے سمندر کے کنارے کھڑے ہوئے نہنگ اجل سے خوفزدہ نہ ہوتے بلکہ اس میں کود کر نہنگ اجل کا منہ پھیر دیتے جب ایسا نہیں تو معلوم ہوا کہ حقیقت میں وہ مومن اور حق پرست نہیں اور اسلام کی حقیقی اسپرٹ کے جانے کے بغیر اسلامیت کا علم بلند کرتے ہیں خود شمع نبوت سے مستنیر نہیں اور اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں لیکن دوسروں کو راستہ بتلانے کے مدعی ہیں۔ مسائل حاضرہ کی جو حقیقت اُن کی فہم و فراست میں نہیں آئی اسے اسلام کے حق میں خطرہ سمجھ کر لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پس یاد رکھئے کہ جب اسلام خطرہ میں نہیں تو اس کی تہذیب اور اس کا تمدن کیوں خطرہ میں ہو؟

یہ بالکل صحیح ہے کہ آئیندہ انقلاب کے جلو میں بہت سے ایسے اسباب و دواعی بھی نظر آتے ہیں جو اسلام کی روح کے منافی اور اس کو کچلنے والے ہیں لیکن نفس اسلام کو پھر بھی کچھ خطرہ نہیں۔ گو اسلام کا ڈھانچہ بدل جائے گا روح تو وہی رہیگی اور یہ ڈھانچہ کا بدل جانا خود ہماری کمزوری ہوگی کہ زمانہ کی شکایت اور اغیار کا گلہ۔ اگر ہمیں اپنا ڈھانچہ عزیز ہے تو دل و جان سے اس کی حفاظت کرنی چاہئیے نہ کہ اغیار کی دشمنی اور ملک سے غداری۔ میں جو یہ کہہ رہا ہوں کہ اسلام کی روح ہر طرح مامون و مصئون ہے۔ اس لئے نہیں کہ میں اغیار کے اُن افکار و خیالات اور مخالف اسلام اسباب و محرکات سے یکسر بے اعتنائی برت رہا ہوں جو حقیقتاً اسلام اور اسلامی تہذیب و تمدن کے لئے خطرہ نہیں بلکہ اس لئے کہ مسلمانوں میں ایسے حقیقت شناس مستقیم نظر اور بیدار مغز روشن دماغ رکھنے والے زبردست مبصر و مفکر پیدا ہو گئے ہیں جو اقیانوس جانب کی خفیہ و علانیہ ریشہ دوانیوں سے باخبر اور ان سے وابستہ ہوتے ہوئے بھی قوم کے دل و دماغ کی پوری پوری حفاظت اور نگرانی کر سکتے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد و حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب جیسے مبصرین و حقیقت کی نظروں سے وہ اسباب و محرکات مخفی ہیں جو ہماری اسلامیت پر اثر انداز ہو سکتے ہیں یا اُن کے کان اُن افکار و خیالات سے نا آشنا ہیں جن کی تہ میں چھپا ہوا ذہنیت اور "رام راج" کی روح کام کر رہی ہے؟ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں یا آپ کو یہی سمجھایا گیا ہے تو یہ ہزرنگ زمین جال ہے جو مدعی عصری اور موجودہ سیاسیات سے بے خبر مسلمانوں کے پھانسنے کے لئے بچھایا جا رہا ہے۔ اگر مسلمان اس فریب کا شکار ہو گئے تو اُن کی سیاسی موت یقینی ہے۔ خدارا سنبھلئے اور یقین کیجئے کہ یہ حضرات نقل مچانے والے خطرہ بیں حضرات سے کہیں زیادہ حقیقت شناس، عاشق اسلام اور خیرخواہ ملت ہیں کیونکہ ان کی اسلامیت ان کے ظاہر و باطن سے عیاں ہے اور خطرہ بیں حضرات کے باطن کا حال تو اللہ

ہی بہتر جانتا ہے مگر یہ یقینی ہے کہ ان کا ظاہر ان کے باطن کا مظہر نہیں۔ ساتھ ہی دعوے کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ان کی طرف سے جو آوازیں بلند ہو رہی ہیں ان کے واقعی محرکات عشق اسلام اور ہی خواہی ملت کا جذبہ نہیں۔ بلکہ کچھ اور ہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اسلام کی حقیقی حفاظت کے رستہ کو جان کر بھولے ہوئے ہیں اور اُن کا زاویہ نظر وہ نہیں جو ایک سچے مسلمان کا ہونا چاہیئے۔

اسلامی سیاست کی رفتار

میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ اسلام کی ملت اور اسلامی تہذیب تمدن کو اس لئے خطرہ نہیں کہ قدرت نے ہم میں مذکورہ بالا حضرات جیسے عاشق اسلام و ہمدرد ملت حقیقت شناس و حقیقت نگر مجاہدین حق و حریت پیدا کر دئے ہیں جو ملت مسلمہ کی حفاظت و پاسبانی کا فرض کما حقہ ادا کر رہے ہیں۔ دوسرے اس لئے کہ اس وقت اسلامی سیاست انحطاط پذیر نہیں بلکہ ترقی کے دور سے گذر رہی ہے۔ آج سے کچھ سال پہلے اسکی حالت بیشک ردی اور مایوس کن تھی۔ مگر اب بفضل الٰہی اس کی بیداری اور ہمہ گیری کا ہر موافق و مخالف معترف ہے۔ ترکی جو مغرب کی اصطلاح میں مرد بیمار تھا اب جوان اور قوی ہو گیا ہے۔ مصطفٰے کمال کی قوت معجزانہ طریق پر ترقی کے مدارج طے کر رہی ہے۔ ایران کی حالت اطمینان بخش ہے اس کا داخلی استحکام اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ وہ عنقریب یورپ کے لئے خطرہ بن جائیگا۔ افغانستان نے کافی طور پر اس بات کا ثبوت بہم پہونچا دیا ہے کہ وہ بھی زندہ، ترقی پذیر اور مہذب ملک ہے اور وہ اپنی داخلی سیاست میں کسی حد تک وحدہ لاشریک بھی ہے۔ والی حجاز سلطان ابن سعود نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد ڈالدی ہے جو اسلام کے دور اولین کی یادگار اور قرآنی احکام کی حامل ہے اور غربی ممالک کا مستقبل شاندار معلوم ہوتا ہے نیز جزیرہ عرب کے دیگر والیان و امراء اخوت اسلامیہ عربیہ کے رشتہ سے منسلک ہو رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہی مشترک احساس عرب کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی پشتی بانی کر رہا ہے۔ فلسطین میں اگرچہ بےچینی و اضطراب دکھائی دیتا ہے لیکن وہاں کے فرزندان توحید کے مجاہدانہ عزائم اور بگڑے ہوئے تیور بتلا رہے ہیں کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت خود کرینگے اور اجنبی اثر ناکام ہو کر رہیگا۔ اسی طرح مصر کے راستہ میں بھی کچھ کانٹے ہیں جو اس کے دامن آزادی و ترقی سے اُلجھ رہے ہیں۔ لیکن وہ رفتہ رفتہ ہٹا دئے جائیں گے اور بالآخر مصر آزادی و ترقی کی اس منزل پر یقیناً پہونچ کر رہیگا۔ جہاں ایران ترکستان نظر آ رہے ہیں۔

اِدھر اسلامی سیاست ہند کروٹ لے رہی ہے جس کے آثار و علائم بتلا رہے ہیں کہ مسلم مفاد قطعاً محفوظ ہے، وہ لوگ جو ملک کے مشترکہ نظام کے ساتھ آزادی کی جنگ میں ہندو اکثریت کے دوش بدوش حصہ لے رہے ہیں وہ مسلمانوں کے مذہبی۔ تمدنی مجلسی تعلیمی اور انفرادیت، کلیت کے احترام و استحکام میں زیادہ سے زیادہ سرگرم ہیں۔ ہندوستان کے تبدیل شدہ حالات کے مطابق مسلمانوں کے بہترین دماغ سیاسی اور اقتصادی تعمیر کر رہے ہیں۔ وہ موجودہ سیاسیات میں جرات کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں، اپنی قوم کے اخلاقی اور مادی ارتقا کی سچی تڑپ سے بیقرار ہیں۔ انگریز کی آستان بوسی اب کسی ہندوستانی مسلمانی جماعت یا فرد کے لئے قابل عزت چیز نہیں ہی۔ ہر طبقہ قومی زندگی کے حقائق سامنے رکھے ہوئے ہے۔ غلامی کی لعنت سے کوئی مطمئن نہیں اور ہر ایک جماعت میدان ترقی میں قدم بڑھاتی نظر آتی ہے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو جمہور کی سیاسی و معاشی بیداری کی بڑھتی رو کو دیکھکر بدحواس ہیں اور اپنی ہر چیز کو خطرہ میں دیکھ رہے ہیں۔ مگر مسلمان ان کے خطرناک اور وحشت انگیز نظریوں سے متفق نہیں۔ بعض سطحی خیال کے لوگ اقلیت و اکثریت کو دیکھ رہے ہیں لیکن یہ محض ایک دہوکہ ہے اور صرف جہالت کی پیداوار ہے۔

اسلامی ممالک کی نشأۃ ثانیہ اور اسلامی ہند میں حیات و ترقی کے اس نئے دور کے ماتحت میں اپنے خیال کا مکرر اعادہ کرتا ہوں کہ اصلیت کے اعتبار سے اسلام غیر محسوس طور پر ترقی کر رہا ہے۔ اس کی کامیابی کے لئے میدان ہموار ہو رہے ہیں اور مستقبل میں اسلامی سیاست ہی کو غلبہ حاصل ہونے والا ہے۔ اب اگر کسی کو یہ روشن حقائق نظر نہ آئیں اور اسلام مٹتا ہوا نظر آئے تو یہ اس کی عقل کا فتور اور آنکھوں کا قصور ہے۔ الغرض اسلام ایک صداقت ہے اور صداقت کبھی فنا نہیں ہو سکتی اور یہ بالکل اور یقینی طور پر ناممکن ہے کہ اسلام تباہ ہو جائے اس کی تباہی حق و صداقت کی تباہی ہے جس کے بعد یقیناً دنیا تباہ ہو جائے گی۔

اس کے بعد اب یہ دیکھنا باقی رہ گیا کہ مسلمانوں کی گذشتہ و موجودہ مذہبی و اخلاقی حالت کیا ہے؟ وہ کس حد تک دوسری تہذیبوں کا اثر قبول کر سکتے ہیں؟ اور برادران وطن کے انکار و خیالات کیا ہیں ان امور پر بھی میں تفصیلی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ سنیئے۔

مسلمانوں کی مذہبی حالت

آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے خدائے واحد نے مسلمانوں کے ہاتھ میں اپنی کتاب مقدس قرآن حکیم دیکر تاکید و ہدایت کر دی تھی کہ اگر وہ اسلام کے اصولوں کو مضبوطی سے پکڑے رہے تو وہ دنیا میں کبھی مغلوب و مقہور نہیں ہو سکتے۔ اگر انہوں نے اپنے اندر ایمان و عمل صالح کی حقیقی روح پیدا کر لی تو دنیا کی کوئی طاقت اُن کو تسخیر نہیں کر سکتی۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان اس تاکید

ہدایت پر عمل پیرا ہے اس وقت تک وہ دنیا میں غالب و حکمران بنکر رہے لیکن جب انہوں نے کتاب و سنت کو اُٹھا کر طاق نسیاں پر دھر دیا اسلام کا بخشا ہوا دل و دماغ کھو دیا۔ اور قرآنی علم و عمل سے محروم ہو گئے تو صد ہا قسم کی کمزوریوں کا شکار ہو گئے۔ توحید کی جگہ شرک کیا قول و اعمال نے لے لی۔ عقائد بھی بگڑ گئے۔ اعمال میں بھی خرابی آگئی۔ ذہنیت بھی بگڑ گئی۔ اخلاقی پستی بھی انتہا کو پہونچی اور اب اُنکی جو حالت ہے ظاہر ہے۔

اسلام کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ ہمیں بہتر سے بہتر انسان بنا کر ہماری زندگی کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنا دے لیکن افسوس کہ ہماری نظروں سے مذہب کی صحیح تعریف و تصویر اوجھل ہو گئی اور اس میں فضولیات و لغویات کو دخل ہو گیا۔ مسلمانوں میں عام طور پر اسلامی تعلیمات کے متعلق ایسی مہلک غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں جو اُن کی دنیاوی اور اُخروی کامیابیوں میں مخل ہو رہی ہیں۔ جو وہ بیدار خیال کئے جاتے ہیں وہ مذہب کی پابندی کے دھوکہ میں جاہل توہمات اور لغو اعمال میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا اور عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ پس آج اگر ہم دنیا میں کامیاب و سرفراز نہیں تو اس کا باعث صرف یہی ہے کہ ہمارا عمل مذہب کی ہدایتوں پر نہیں۔

علاوہ ازیں ہمارے اندر معاشرتی، تمدنی اور سیاسی کمزوریاں خرابیاں بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ جو ہماری ترقیوں اور کامیابیوں میں مانع ہو رہی ہیں۔ حاکم قوم کے تمدن نے ہماری قومی زندگی کی تمام بنیادیں ہلا دی ہیں۔ ہم نے حاکموں کے طرز معاشرت کی نقالی بھی خوب خوب کی ہے۔ سیاسی۔ اقتصادی۔ اجتماعی اور مذہبی یکجہتی کی کوئی صورت بنتی ہی نظر نہیں آتی ہے۔ ہر طرف انتشار پھیلا ہوا ہے۔ ہمارے رہنماؤں کی خود غرضی اور بے عملی بھی ظاہر ہے۔ ہماری جماعتی زندگی پریشان و آوارہ ہے وہ یکسر غیر اسلامی ہو گئی ہے ہماری ذاتی حالت اس سے بھی زیادہ پریشان ہے۔ ہماری قوم کے بعض افراد مذہب سے بے تعلقی کا اظہار بھی کر رہے ہیں۔ مذہب پر بیجا نکتہ چینی اور استہزا بھی عام ہے۔ الغرض مذہب کی جو عملی تصویر اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے وہ حد درجہ مایوس کن ہے اس آجکل کے تعلیمیافتہ گروہ کے لئے مطلوبہ کشش و جاذبیت اور گرفت باقی نہیں رہی۔ گویا آجکل کے حالات کے لحاظ سے یہ مسلمانی در کتاب و مسلمان در گور، کا مقولہ صادق و برمحل ہے۔

مسلمانوں کی تباہی کے حقیقی اسباب

مسلمانوں میں عام شکایت ہے کہ دنیا مذہب سے بے نیاز و بیزار ہوتی جا رہی ہے۔ اور ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ مذہب سے علیحدگی اختیار کرتا جا رہا ہے۔ کبھی آپ نے ان تباہیوں کے حقیقی اسباب پر بھی غور کیا۔ اس کے لئے مغربیت کو مطعون کیا جاتا ہے اور یہ شکایت بیجا بھی نہیں۔ مغربیت نے ہماری اسلامیت کو بُری طرح مجروح و خستہ بنا دیا ہے۔ لیکن محض یہ کہکر آپ اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ آپ کو جبر سالہ تباہی کے منبع تک چلنا ہوگا۔ اور میں آپ سے پوچھوں گا کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟ یعنی مغربیت نے ہمیں بگاڑا اور اچھی طرح بگاڑ دیا۔ مگر سوال تو آپ سے ہے کہ آپ کیوں بگڑ گئے۔ آپ کا رنگ دنیا کی قوموں نے لیا تھا۔ آپ کیوں مغربیت سے رنگے گئے مغربیت کو مطعون کرکے آپ اپنے قصور پر پردہ نہیں ڈال سکتے آپکو چار و ناچار تسلیم کرنا پڑے گا کہ جب ہم نے مذہب کی صحیح روح کھو دی اور اسلامی اصولوں کی پابندی ترک کر دی تو مغربیت نے آسانی کے ساتھ ہم پر قبضہ پا لیا۔ سچ ہے ؎

"میں الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا"

آج اگر بعض نوجوان اس گمراہ کن وہم اور خیال کا شکار ہو رہے ہیں کہ مسائل مذہب فرسودہ ہو چکے ہیں۔ اب دنیا بدل گئی ہے اور اس ترقی یافتہ عہد میں نعوذ باللہ ان پر عمل بے سود ہے۔ اس کے ذمہ دار بھی آپ ہی ہیں۔ شروع عمر میں ان نوجوانوں کے بزرگوں نے خود انہیں مذہب اس کی روشنی اور اس کے اثر سے دور رکھا۔ ان میں حق و باطل میں تمیز کرنے کی لیاقت پیدا نہیں کی اور اُن کی تعلیم و تربیت غیر اسلامی ماحول میں کی گئی۔ بڑوں کی اس کوتاہی و غفلت کے ساتھ ساتھ قوم کا نو تعلیم یافتہ طبقہ بھی بری الذمہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اگر اُن کے بڑوں نے ان کی مذہبی تعلیم و تربیت سے غفلت برتی تھی تو بڑے ہو کر بحیثیت ایک صاحب علم ہونے کے ان کا فرض تھا کہ وہ بطور خود مذہب کا صحیح مطالعہ کرنے کی کوشش کرتے حق و باطل میں تمیز کرتے اور سیدھے راستہ کی تلاش اپنا نصب العین قرار دیتے۔ الغرض ہماری زندگی کے استحکام کی شرط اول مذہب کا مطالعہ تھا۔ اس کا انتظام نہ بڑوں کی طرف سے کیا گیا اور نہ نوجوانوں نے خود کیا۔ اب اگر مغربیت نے ایسے ناآشنا مذہب افراد کو اپنا شکار بنا لیا تو یہ خود ہمارا اپنا قصور ہے۔

قومیں کیونکر تباہ اور ذلیل کیجاتی ہیں!

ہندوستان سے جب سے مسلمانوں کے سیاسی اقتدار اور مادی طاقت و قوت کا جنازہ اُٹھا تو وہ اجنبی اقتدار جو تاک میں بیٹھا تھا، اپنی پوری قہرمانی و استبدادی قوتوں کے ساتھ ان پر مسلط ہو گیا۔ وہ خوب سمجھتا تھا کہ ہندوستان میں ہماری حکومت کے قیام و استحکام کی صرف یہ صورت ہے کہ ہندوستانیوں کی بالخصوص مسلمانوں کی

ذہنی اور فکری قوتوں کو نظام تعلیم اپنے ہاتھ میں لیکر برباد کر دیا جائے چنانچہ انگریزی اقتدار نے اپنی تعلیم کے ذریعہ ہمیں اسقدر پسپا کہ تمام ذہنی و فکری قوتیں اور قومی خصوصیتیں خاک میں مل گئیں۔ اور ہم جسد بے روح بنکر رہ گئے۔

اغیار کو سب سے بڑا خطرہ صرف مسلمانوں کا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے پاس حیات افروز اور معین جہانداری و حکمرانی دستور حیات یعنی قرآن پاک موجود ہے جس نے گڈریوں کو عالم کا سلطان بنایا تھا اور جو اب بھی قدم قدم پر ان کو غلامی و محکومی اور ذلت و نامرادی سے بچا کر تر و تازگی حیات نو اور زندگی بخشتا ہے اور ان کے افراد میں اب بھی مذہب کے نام پر متحد و متفق ہو جانے اور کٹ مرنے کی صلاحیت و تڑپ موجود ہے۔ اس لئے اگر ان کے موجودہ سیاسی زوال اور سیاسی غفلت و پسماندگی اور کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ان کو ہمیشہ کے لئے نہ سلا دیا گیا تو وہ کسی نہ کسی دن اپنی پوری قوت کے ساتھ بیدار ہو کر دنیا کی طاغوتی اور مادی طاقتوں و حکومتوں کو زیر و زبر کر دیں گے۔ اس بنا پر انہوں نے اس قسم کے تمام ذرائع اختیار کئے جن سے مسلمانوں کی مذہبیت، صلاحیت، جوانمردی اور سادگی کے تمام جوہر آہستہ آہستہ مٹ گئے۔ اور وہ اپنے کھوئے ہوئے اقتدار و عروج کو دوبارہ واپس لانے کے قابل نہ رہے۔

جب کوئی قوم دوسری قوم کو تباہ و ذلیل کرنا چاہتی ہے تو وہ عموماً یہی طریقے اور ذرائع اختیار کرتی ہے جیسے کہ انگریزوں نے اختیار کئے یعنی غلامی کی خشت اولیں یہ ہے کہ قوموں کی ذہنی و فکری قوتوں کو برباد کر دیا جائے۔ مغربیت کو یہی کرنا تھا اور کر دیا۔ دوسری طرف ترقی دولت کے ہم پر تمام ابواب مسدود کر دیئے گئے اس مذہبی پامالی اور اقتصادی بربادی سے قوم پر جو تباہیاں آئیں وہ آج سب کے سامنے ہیں۔

علماء کے خلاف پروپیگنڈہ کی ابتدا

اغیار جانتے تھے کہ مسلمانوں کی تمام تبلیغ کی باگ ڈور اور ان کی بیداری و ترقی کی ذمہ داری علماء کے ہاتھ میں ہے اگر یہ آزاد رہے اور ان کا اثر و اقتدار قائم رہا تو ان پر پوری طرح قبضہ پانا ناممکن ہے۔ اس لئے ان کے دل و دماغ پر جبر و استبداد کا لرزہ طاری کیا گیا۔ غدر کے بعد علماء حق پر وہ وحشیانہ مظالم روا رکھے گئے جن کے تصور سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ان کو اسقدر مجروح و مضمحل کیا گیا کہ ان میں سر اٹھانے اور اپنے فرائض سرانجام دینے کی سکت باقی نہ رہی اور وہ اپنے مدرسوں اور حجروں میں پناہ گزیں ہو جانے پر مجبور ہو گئے۔

ایک طرف تو حکومت کے خوف سے علماء گوشہ نشینی پر مجبور ہو گئے دوسری جانب خود مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا یا کر دیا گیا جن کے دل پیشوایان مذہب کی طرف سے پھر گئے اور انہوں نے جائز ناجائز طور پر علماء کو مطعون کرنا اپنا شعار بنا لیا۔ اس جماعت کا مشغلہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ علماء کے خلاف پروپیگنڈہ کر کے لوگوں کو ان سے نفرت دلائیں۔ اس جماعت نے بے دینی کی تاریکی اور تعلیم کی روشنی کو لازم و ملزوم سمجھ لیا۔ اس پر مغرب کی تہذیب کا بھوت بری طرح سوار ہو گیا۔ وہ اس چمکیلی تہذیب پر دل و جان سب کچھ قربان کر چکی۔ اپنی تہذیب اپنی روایات اور اپنے ماضی سے رشتہ منقطع کر لیا۔ اس فریب خوردہ جماعت میں چند مخلص بے راہ ایسے بھی تھے جو نیک نیتی سے یہ سمجھے ہوئے تھے کہ مسلمان صرف اسی صورت سے زندہ رہ سکتے ہیں کہ وہ سر سے پیر تک انگریز بنجائیں۔ مگر نتیجہ کے اعتبار سے دونوں قسم کی جماعتوں کا انجام علماء کی آواز پر ضرب کاری ہوا۔ مغربی تہذیب کے پجاریوں نے علماء کے خلاف پوری شدت و قوت کے ساتھ آواز اٹھائی نتیجہ یہ ہوا کہ قومی پلیٹ فارم سے علماء پسپا ہو گئے اور نام نہاد روشن خیالوں نے اس پر قبضہ پا لیا۔ قومی پلیٹ فارم سے علماء حق کیا پسپا ہوئے مسلمانوں کی دینداری، اسلامی اخلاق اور تہذیب و معاشرت کی بیخ کنی کر دی گئی اور ان کے دوبارہ ابھرنے کی امید ایسی روٹھی کہ آج تک بنتے نہ بنی تھی۔

غدر کے بعد عام طور پر مسلمانوں کی پالیسی یہ تھی کہ حکومت کے ساتھ ملکراپنی وفاداری اور تعاون کا ثبوت بہم پہنچایا جائے تاکہ وہ اپنے آپ کو بغاوت و غداری کے بھیانک نتائج سے محفوظ کر لیں اور حکومت کو ہر طرح یقین دلا دیں کہ وہ وفادار اور اطاعت گذار ہیں۔ جب کوئی قوم اپنا تخت و تاج کھو دیتی ہے اور کسی اجنبی قوم کی غلامی کے جال میں پھنس جاتی ہے تو غلامی و وفاداری سے کچھ ایسی مانوس ہو جاتی ہے کہ مذہب کی روشنی میں ہی کمزوری و غلامی اور اغیار نوازی کی راہیں تلاش کر کے سکون و عافیت کے مزے لوٹتی ہے۔ مسلمان بھی اس گمراہی میں پھنس گئے جو مذہبی پیشوا زبردست بصیرت کے مالک تھے یا جو اسلام کی اصلی روح سے واقف نہ تھے انہوں نے مذہبی احکام کی صورتوں کو مسخ کر کے رکھدیا۔

مذہب کے نام پر حکومت کی وفاداری

اس زمانہ میں جو جماعت سیاسی پلیٹ فارم سے مسلمانوں کی نمائندگی کا حق ادا کر رہی تھی اور حکومت کی نظروں میں ممتاز حیثیت حاصل کرنا چاہتی تھی وہ دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ ایک جماعت نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ مسلمانوں کو یہ یقین دلانے کی زبردست کوشش کی کہ علماء نے مذہب کا جو مفہوم عوام تک پہونچایا ہے وہ غلط ہے۔ سیاست مذہب سے الگ چیز ہے اسلام چند باطنی حقیقتوں کا نام ہے۔ ظواہر سے اس کا کیا تعلق؟ علماء کو سیاسی امور کی رہنمائی سے مجتنب رہنا چاہئے انہیں تو صرف نماز روزہ کے

مسائل تبلا دینے تک اپنی رہنمائی کو محدود رکھنا چاہیئے۔ حکومت وقت کی اطاعت و فرماں برداری بھی اپنا فرض ہے اور انگریز "اولی الامر منکم" میں شامل ہیں۔ بعض کج فہموں، خانہ ساز محققوں اور غلامی کے اقاروں نے تو یہانتک ظلم کیا کہ متقدمین و متاخرین کی تفاسیر کو رد کر کے دور از کار تاویلات کا ایک طوفان بپا کر دیا۔ اس انفیار نواز و باطل پرست گروہ میں علماء سو بھی ہوئے۔ خان بہادر امراء بھی۔ لاکھوں مریدوں والے سجادہ نشین و پیر بھی اور خانہ ساز امامت و نبوت کاذبہ کے مدعی بھی۔ ان دشمنان ملک و ملت و غداروں نے قرآن و حدیث سے انگریزوں کو اولی الامر ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اور مسلمانوں کے دل و دماغ پر غلامانہ لعنت کو مسلط کیا۔

ان مصنفین و مؤلفین کے علاوہ دوسرا گروہ غلامی پسند و رجعت پسند تجدد پسندوں کا عالم وجود میں آگیا۔ ان کا مقصد صرف علماء کو مطعون کر کے ان بالواسطہ صاف آزاد و وابستہ یا ناوابستہ طور پر برطانیہ کی اپنی گرفت کو مضبوط کرنا تھا۔ انہوں نے یہ وطیرہ اختیار کیا کہ جب کبھی ملکی یا سیاسی حالات پر کوئی تقریر کرتے یا اخبار میں کوئی مضمون لکھتے تو ان کی تحریر و تقریر کا محور و مرکز یہ جذبہ ہوتا کہ علماء کی گوشہ نشینی اور خاموشی پر ان کو مطعون کریں اور مسلمانوں کو یہ بتائیں کہ دیکھو یہ حالت زمانہ سے ناواقف اور بیچ عصری سے ابلہ ہیں اور اپنے حجروں میں بیٹھے ہوئے تکبیر کی مشین چلا رہے ہیں۔ ان خیالات کی اشاعت اس شدت و قوت کے ساتھ کی گئی کہ خود علماء نے اپنے متعلق یہ غلط خیال قائم کر لیا کہ واقعی ہم میں سیاسی رہنمائی کی اہلیت و صلاحیت نہیں۔ انہیں اپنی کس مپرسی، کمزوری اور بے بسی کا یقین ہوگیا۔ اپنے دائرہ عمل کو محدود سمجھ لیا۔ مذہب و سیاست کو علیحدہ کر دیا، مسجدوں اور خانقاہوں میں سیاسی جلسوں اور تقریروں کی مخالفت ہونے لگی، پبلک زندگی سے کنارہ کش ہوگئے اور اپنے فرائض کو بھول گئے۔

اس بے موقعہ سکوت، غلط فہمی، پسپائی اور علیحدگی سے ان کے متعلق غلط فہمیوں اور غلط اندیشیوں میں اور بھی زیادہ اضافہ ہوگیا۔ عوام کو مغالطہ دینے کے لئے ان کے دشمنوں کی زبانیں پہلے سے زیادہ آزاد و بیباک ہوگئیں اور آج ان کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے سب جانتے ہیں۔

علماء کی جماعت میں انقلاب انگیز حرکت

جنگ عظیم کے اختتام کے بعد مسئلہ خلافت اور تحریک آزادی ہند کے رونما ہوتے ہی حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ علماء کی مقدس جماعت میں یکایک ایک ہیجان آفرین اور انقلاب انگیز حرکت پیدا ہوئی۔ اور مسلمانان ہند نے دیکھا کہ علماء بھی اپنے سینوں میں درد بھرا دل رکھتے ہیں اور ان کے بغیر قوم میں زندگی کی حرکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ علمائے اسلام نے مسئلہ خلافت اور تحریک آزادی میں جوش و سرگرم اور نمایاں حصہ لیا اس کو ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ رہنمایان ملک نے حالات کا صحیح اندازہ کر لیا تھا۔ علماء کو مطعون کرنے والے ہندوستان کی بدقسمتی پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ ان میں قوت عمل کا فقدان تھا، وہ نتیجہ خیز قوت سے بے بہرہ تھے۔ ان کے ارادوں پر بے بسی کی اوس پڑی ہوئی تھی اُنکے حوصلے پست تھے اور مسلمانوں کی یہ کیفیت تھی کہ عوام پر جمود و سکوت طاری تھا۔ خوف و ہراس نے اُن کے دماغوں کو مختل کر رکھا تھا۔ جاہ پسند لیڈر۔ جاہ پسندی، عیش پرستی، عاقبت کوشی اور حکومت نوازی کے مرض میں مبتلا تھے۔ اپنے عشرت کدوں میں غفلت کی میٹھی نیند سو رہے تھے۔ ایسے موقعہ پر بالآخر اسلام کی عزت و حرمت کے دیرینہ پاسبان ملک و ملت کے حقیقی خیرخواہ اور شریعت محمدی کے محافظ علماء ہی کام آئے جنکو سیاست سے بے بہرہ کہا جاتا تھا وہ مرد میدان بن کر عمل میں نکل آئے اور انہوں نے حصول آزادی کی کوششوں اور قربانیوں سے مسلمانان ہند کی لاج رکھ لی چنانچہ سنہ ۱۹۱۹ء سے لیکر آج تک جمعیۃ العلماء ہند نے ہر مذہبی و سیاسی مسئلہ میں ہوشمندی اور تدبر و دوراندیشی کا ثبوت دیا اور مسلمانان ہند کی صحیح ترین رہنمائی کر کے ثابت کر دیا کہ امت مسلمہ کی کشتی کے ناخدا حقیقت میں یہی ہیں۔

مگر صد ہزار افسوس کہ مسلمانان ہند نے علماء امت کی عدیم النظیر خدمات کو فراموش کر دیا اور بزعم خویش قرآن و حدیث کے نقلہ و بیرنا افراد کی طرف سے اب یہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ وہ کانگریس کے ہاتھ پر بکے ہوئے ہیں مسلمانوں کو تباہی کے راستہ پر لیجا رہے ہیں اسلامی تہذیب و تمدن کے مٹانے میں جواہر لال کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ سبحان اللہ کل تک ان کا یہ قصور تھا کہ وہ مجاہدانہ حق و حریت میں حصہ نہیں لیتے اور آج جبکہ وہ نہایت بیباکی و دانش و بینش اور ذہنی و فکری قوتوں کے ساتھ جنگ آزادی میں حصہ لے رہے ہیں تو یہ قصور بتلایا جاتا ہے کہ وہ ہمیں ہندو اکثریت کے رحم و کرم پر چھوڑ رہے ہیں۔

دینی اور مذہبی تعلیم کا فقدان

ہم نے سرسری طور پر آپ کے سامنے مسلمانوں کی تباہی کے حقیقی اسباب و علل رکھ دئیے ہیں اور کسی قدر ان کی حرکت و عمل پر بھی روشنی ڈالدی ہے تباہی کی مذکورہ بالا دردناک داستان کو سامنے رکھئے اور بتلائیے کہ مسلمانوں کی بربادی کا آغاز کس نقطہ سے ہوا۔ وہ مغربیت کا کیوں شکار ہوئے! اُنکی اسلامیت کی تباہی میں غیروں نے کیا کیا اور اپنوں کا کہاں تک ہاتھ ہے؟ مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری بربادی و ذلت کا تمام تر دارومدار دینی اور مذہبی تعلیم کا نقصان ہے۔ غالباً آپ بھی میری رائے سے متفق ہو سکے کہ جہاں ہم الحاد و دہریت کو دیکھکر مغربیت کو مطعون

کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنے نفسوں کو بھی ملعون کرنا چاہیئے۔ اپنی قوم کی تباہی میں انگریزوں کے ساتھ ہم بھی برابر کے شریک ہیں اور اس اعتبار سے ہم سخت مجرم و ملزم ہیں کہ ہم نے اپنے سیاسی زوال کے بعد کبھی اصلاح حال کی کوشش نہیں کی۔ اس کے خلاف ہمیشہ غیروں کی شکایتیں کرتے رہے۔ روتے رہے اور خطرات و مصائب کا کبھی باہمت قوموں کی طرح مقابلہ نہیں کیا اور سکون و عافیت کے گوشے تلاش کرتے رہے۔

پس یاد رکھئے کہ مسلمان بحیثیت قوم جہاں اور جب بھی برباد ہوئے اس لئے ہوئے کہ غیروں نے اُن کی ذہنی اور فکری قوتوں کو خود اُن کے ہاتھوں برباد کرایا۔ اُن میں کمال ضعف و اضمحلال کی وبائی بیماری پیدا ہوئی اور وہ یکایک کانگرس جیسے خطرات سے ننگے ہو۔ حالانکہ ان کو یہ فیصلہ ہی کرنا چاہئے تھا۔

جس وقت ہندوستان میں انگریزی حکومت قائم ہوئی تھی اس وقت وہ مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ اپنے آپ کو غیر ضروری خطرات اور غلطیوں سے محفوظ رکھتے، اپنے حریفوں کی ہر خفیہ و علانیہ حرکتوں اور افکار و خیالات کا علم رکھتے ہوئے سیاسیات میں جرأت کے ساتھ آگے بڑھتے، مغربی تہذیب جہاں تک مفید ہو سکتی تھی اس حد تک اس سے استفادہ کرتے اور جہاں سے مذہبیت اور تہذیب و تمدن کی تباہی کے سیلاب پھوٹتے تھے ان کو بند کرنے کی واقعی طور پر کوشش کرتے اور مذہبی تعلیم و تربیت کا ایسا صحیح، مناسب، اور نتیجہ خیز نظام قائم کرتے کہ نوجوان الحاد و دہریت کی مسموم ہواؤں سے محفوظ رہتے مگر افسوس انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

ہندوستان میں جب ۱۸۵۷ء کا انقلاب رونما ہوا۔ اس وقت مسلمانوں میں دو قسم کے لوگ تھے۔ کچھ تو ایسے تھے کہ زمانہ کا سیلاب جس رخ پر بہہ رہا تھا خس و خاشاک کی طرح اسی سمت کو بہہ گئے اور کچھ لوگ ایسے تھے جو اپنی جگہ قائم رہے اور اپنے لئے زندگی کا کوئی راستہ متعین نہیں کیا۔ جمہور ہمیشہ امراء اور علماء کے زیر اثر رہے ہیں اور امراء و علماء کی اکثریت یا تو تجدد پرور تھی اور یا قدامت پسند۔ تجدد پروروں کی زندگی کا مقصد حکومت کے مناصب اور عزو جاہ حاصل کرنا قرار پایا۔ انہیں نہ مذہبی اقتدار کی حفاظت کا خیال تھا اور نہ اسلامی تہذیب کی نگہداشت کا فکر۔ رہے قدامت پسند مذہبی پیشوا انہوں نے ملکی معاملات اور سیاسی امور سے کنارہ کشی اختیار کر کے اس غفلت و بے پروائی کے جرم عظیم کا ارتکاب کیا جس نے ہماری قومی بنیادوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا وہ اسلامی تہذیب اور مذہبی وقار کی حفاظت میں سینہ سپر تو رہے مگر اس طرح کہ انہوں نے نہ تو اسلامی علوم کی تعلیم کا حالات زمانہ کے مطابق کوئی صحیح نظام قائم کیا۔ نہ اشاعت اسلام کی کوئی خاص متفقہ و متحدہ کوشش کی۔ علماء و صوفیاء کا ایک مختصر گروہ بلا شبہ ان امور کو نہایت

تندہی، قابلیت اور بصیرت کے ساتھ سر انجام دیتا رہا۔ مگر یہ گروہ زمانہ کے سیلاب کا کیا مقابلہ کر سکتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ اس وقت ایک طرف تو وہ آزادانہ فکری کی آزادانہ اُڑان تھی جو مذہبی حدود و قیود کو توڑ کر رکھ دینا چاہتی تھی اور دوسری طرف تقلید جامد کی زنجیریں تھیں جو شعور قومی کو بے دست و پا بنائے ہوئے تھیں اس ذہنی انتشار اور قومی اختلال بدنظمی کا نتیجہ یہی ہونا تھا اور ہوا کہ نئی نسلوں کی اسلامی نشو و نما کی امیدیں پوشیدہ ہو گئیں۔ بیشمار خارجی عناصر و اثرات کو مسلمانوں کے دل و دماغ پر چھا جانے کا موقع مل گیا۔ اسلامی تہذیب بدعت و مداہنت کی آغوش میں آ گئی۔ بدعات و فتن کے ظہور سے اسلام کے سرچشموں پر قبضہ لیا خارجی تہذیبوں نے اسلامی تہذیب کو کچلنے پر کمر ہمت باندھ لی۔ مختلف فرقوں کی ضلالت و بے راہ روی پوری قوتوں کے ساتھ رونما ہو گئی اجتماعی طاقت فنا ہو گئی قومیت کا احساس مٹ گیا اور خود غرضی انفرادیت، ذاتیت اور نفس پرستی کا غلبہ ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ جب قوم کی تعلیم اپنی قومی تہذیب کی حفاظت سے یوں دست کش ہو جائے۔ سیاسی جمعیت کا شیرازہ یوں بکھر جائے اجتماعی مفاد کا تصور دماغوں سے اس طرح نکل جائے تو اس کو زوال و انحطاط سے کوئی قوت نہیں بچا سکتی۔

سیاسی زوال کے بعد مسلمانوں کی بنیادی غلطیاں

جو لوگ اسلامی ہند کی گزشتہ تاریخ سے واقفیت رکھتے ہیں۔ ان سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اس ملک میں اسلامی تہذیب کی بنیاد ابتدا ہی سے کمزور رہی۔ جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو اس وقت انکے مسلمان ہونے کی حیثیت میں ایک اور حیثیت کا اضافہ ہو گیا۔ پہلے وہ صرف مسلمان تھے اب وہ ہندوستانی بھی ہو گئے۔ کچھ فرائض انپر بحیثیت مسلمان ہونے کے عائد ہوتے تھے اور کچھ ہندوستانی ہونے کے اعتبار سے اُن سے بنیادی غلطی بلکہ خودکشی یہ ہوئی کہ ان کے رہنماؤں نے ان دونوں حیثیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے لئے کوئی نصب العین اور راہ عمل متعین نہ کی۔ مذہبی پیشواؤں جماعتوں اور اداروں کا یہ فرض تھا کہ وہ اسلامی علوم کی تعلیم کا صحیح نظام قائم کرتے اشاعت اسلام کا انتظام کرتے اسلامی تہذیب کی ترویج اور اس کی حدود کی حفاظت و نگہداشت کرتے اور مسلمانوں میں اتباع شریعت کا جذبہ پیدا کرتے اور سیاسی رہنماؤں اور جماعتوں کا فرض یہ تھا کہ ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے جتنے مسائل ہمارے اور دوسرے باشندگان ہند کے درمیان مشترک تھے۔ ان کے حل کرنے کے لئے مشترک طور پر جد و جہد کرتے۔ غلامی کی وجہ سے بحیثیت مجموعی جو مصیبتیں اور جتنی لعنتیں ہم پر نازل تھیں اُن کے ازالہ کی متفقہ کوشش کرتے۔

سیاسی و معاشی مسائل کی تلاش و بہبود اور دوسرا تجارتی کاسلی پروگرام وضع کرنے اور بجائے حق و ربیت میں بہتر حصہ لینے کے تم غازی پیشوا نے اپنے فرائض ادا کئے اور سیاسی رہنما رہے اپنے فرض کو پہچان کر صحیح رہنمائی کی۔ اور عوام کا بیشتر حصہ سیاسی رہنماؤں کی ہی ناکامیاں بقلیتوں اور پشت راہ اور اس روش پر قربانی کی بلی گئیں۔

مسلمانوں نے قومی حیثیت سے کبھی بھی اپنی قومیت کے تمام اجزا کو درست کرنے کی کوشش نہیں کی ان کے پیش نظر یا تو انقلابی روحانی قومیت کی تشکیل اور اسلامی زندگی کا استحکام رہا اور وہ بھی عقل و بصیرت کے ساتھ نہیں بلکہ بغاوت اور انکار و نفرت کے ساتھ ناقص اور بھونڈی شکل میں اور یا مادی تحریکات اور قومیت کی تعمیر رہی۔ اور اس طرح وہ اپنے مسلمان ہونے کی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے قومیت کی تعمیر میں کبھی اپنی قوم کے شایان شان حصہ نہیں لیا۔

شاید آپ میرا مافی الضمیر نہ سمجھ سکے ہوں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں اس لئے دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیے کہ مسلمانان ہند کے نصب العین کے تین عناصر ہیں (۱) اسلام (۲) قومیت (۳) انسانیت۔ ہم نے ان تینوں عناصر کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے نصب العین کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش نہیں کی۔ اور اپنی قومیت کو بین الاقوامی مفاہمت کا زینہ نہیں بنایا۔ اس کے خلاف ملکی حقوق کو نظر انداز کرتے رہے ہم اپنی اخلاقی اور روحانی بربادی۔ عقاید و افکار کی گمراہی آداب و اطوار کی اسلام سے بغاوت۔ ذہنی غلامی کی لعنت۔ زنانہ انفعال اور تاثر کی ذلت باطنی انقلاب اور تدریجی انجذاب کی کیفیت اور سیاسی و اقتصادی درماندگی کو شدت کے ساتھ محسوس تو کرتے رہے مگر یہ احساس کسی صحیح طریق کار اور درست طرز عمل تک رہنمائی کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ ہمارا علم و عمل زیادہ تر ہنگامی شور و غل اور ہیجانی غوغہ آرائی تک محدود رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مذہبی اقتصادی درماندگی کے احساس کی بنا ہی غلط تھی۔

انگریزوں کے متعلق ان کے احساس کی گمراہی اور حرکت و عمل کی افراط و تفریط یہ تھی کہ جاہ اور عزت کے بھوکے برٹش امپیریلزم کے مستقل اتحاد کو ہی معراج کمال سمجھتے تھے اور بعض لوگ اُن سے انتہائی نفرت کرتے اور قطعاً علیحدہ رہنا چاہتے تھے۔ کیونکہ ان کو اپنا بدترین دشمن اور بدخواہ جانتے تھے۔ رہے ہندو ان کے متعلق ہمارے احساس و عمل کی گمراہی یہ تھی کہ یا تو ان میں بالکل ہی گھل مل جانا چاہتے تھے یا قطعاً علیحدہ۔ ہندوؤں نے بھی تنہا مسلمانوں کے خلاف جو معاندانہ تحریکیں چلائیں ان کے انفعالی تاثرات نے مسلمانوں کے اندر خاص قسم کے جذبات و احساسات پیدا کئے۔ مثلاً ایک جذبہ یہ تھا کہ ہندو قوم سے دولت بہ تجارت میں نرغے میں ہیں اور ہماری جیبوں سے دولت نکل نکل کر ان کی جیبوں اور تھیلیوں میں جا رہی ہے۔ لہٰذا اس کو روکنا چاہیئے۔ اس جذبہ کا اظہار اس شکل میں ہوا کہ مسلمان ہندوؤں سے سودا نہ خریدیں اور اپنی دوکانیں کھولیں۔ اور تمام تجارت کی نکاسی کا انحصار بجائے اشیاء کی خوبی اور اصول تجارت کے اسلامی اخوت پر رکھا گیا۔ چونکہ اس قسم کی تحریکیں اور دکانیں ہنگامی جوش اور حاسدانہ مسابقت پر چلیں اور ان کی پشت پر کافی سرمایہ اور وسیع تجارتی کاروباری اسپرٹ بھی نہ تھی اس لئے اس کا لازمی نتیجہ ناکامی کی شکل میں نکلا اور ان کی اقتصادی حالت پہلے سے بھی زیادہ گر گئی۔ اسی طرح سیاسی حقوق اور حصول ملازمت میں بھی حاسدانہ تنگ نظری و مسابقت کی روح کام کرتی رہی۔ اس حاسدانہ تنگ نظری اور جذبۂ مخاصمت نے یہاں تک ترقی کی کہ ملک کے مشترکہ مسائل اور حصول آزادی سے چشم پوشی کر کے انگریزوں کو اپنا مامن و ملجا سمجھتے اور غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرتے رہے۔ اس وقت سے لیکر اب تک مسلمانوں کا یہ خیال قطعاً غلط اور سراسر غلط ہے کہ ہندو من حیث الجماعت ہماری اسلامیت، ہماری قومیت اور ہماری تہذیب کے دشمن ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ مسلمان اس ملک میں سیاسی و اقتصادی ترقی کریں۔ ہاں کچھ تنگ دل اور تنگ نظر افراد ایسے ضرور ہیں جن کی یہ خواہش تھی اور اب بھی ایسے افراد موجود ہیں اور افسوس ہے کہ مسلمانوں کی غفلت کا نگرس میں جو ہیا ہیں نے مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کی مثال اور بروا کرنیکی کوشش کی ہے کہ مسلمانان ہند گذشتہ نصف صدی سے اپنی مذہبی کمزوری۔ اخلاقی پستی۔ اقتصادی درماندگی اور سیاسی زوال و انتشار کو شدت کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں مگر ابھی تک احساس کسی صحیح طریق کار اور درست طرز عمل تک رہنمائی کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے بیشتر استحکام اور داخلی تنظیم کا شور و غل مچایا مگر داخلی تنظیم کا خواب اب تک شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اور انہوں نے ہر انقلاب کے موقعہ پر خطرات و مصائب کا الارم بجایا مگر ان کے سدباب سے عاجز رہے۔ سوچیئے آخر اس ناکامی کی وجہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ ہمارا احساس زیادہ تر ہنگامی شور و غل اور ہیجانی غوغا آرائی تک محدود رہا ہے۔ ہمارے احساس کی بنا غلط تھی اگر صحیح وجوہ اس احساس کی محرک ہوتیں تو شاید صحیح طرز عمل اختیار کرنے کی توفیق ملتی۔

انفعالی تاثرات کی وجہ اور خاص قسم کے جذبات و احساسات

کی بنا پر جو جو تحریکیں ہندوستان میں شروع ہوئیں وہ قریب قریب سب کی سب ہنگامی جوش و ہیجان اور معاصرانہ مسابقت و تنگ نظری کی پیداوار تھیں۔ ہر ایمان وطن کی ترقیوں اور کامیابیوں کو دیکھ کر ہمارے دل امیدوں اور امنگوں سے بھر جاتے تھے اور خواہش ترقی کی ایک زبردست لہر ہمارے دماغ سے اٹھ اٹھ کر ہمیں مصروف عمل بھی کر دیتی رہی ہے لیکن طلب صادق، مسلسل کوشش، انہماک کامل اور اپنے اوپر پورے پورے اعتماد کا ہمیشہ فقدان رہا ہے۔

دنیا میں ہمیشہ دو قسم کے آدمی ہوتے رہے ہیں ایک تو وہ جو قوم کے سامنے بڑے بڑے پر شکوہ پروگرام اور نظریے پیش کیا کرتے اور دوسروں کو بہت اچھی اچھی باتیں سنایا کرتے ہیں اور دوسرے وہ جن کی زبان تو خاموش رہتی ہے لیکن دماغ اور ہاتھ پاؤں مصروف عمل رہتے ہیں۔ جتنے کم وہ کرتے زیادہ وہ بہت اچھے کام کیا کرتے ہیں۔ ہماری قوم میں قسم اول کے لوگ تو کثرت سے ہیں اور قسم دوم کے لوگ مفقود۔ اتنک زندہ اور باعمل مسلمان رہنماؤں کی زندگی کا بہت کم حصہ ہماری نگاہوں کے سامنے آیا ہے۔

ناکامی کے ان روشن وجوہات کے علاوہ سب سے بڑی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تمدنی و سیاسی امور کی سرانجام دہی میں کتاب و سنت سے تمسک کرنے میں ہمیشہ غفلت و کوتاہی برتی ہے اور اپنے ملکی و وطنی فرائض کی طرف بہت کم توجہ دی ہے۔

مسلمان اور ان کا ملکی و وطنی فرض

بحیثیت مسلمان ہونے کے مسلمانوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے دینی فرائض سے واقف اور قدم قدم پر ان کی بجا آوری میں سرگرم عمل رہیں اور اپنی قومی تہذیب کی حفاظت سے ایک منٹ کے لئے بھی غافل نہ ہوں اس کے بعد بحیثیت ہندوستانی ہونے کے ان کا دوسرا فرض یہ ہے کہ ملکی و وطنی فرائض کو بھی نظر انداز نہ کریں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور فرمان ہے کہ "وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے" ان دونوں حیثیتوں کے احکام کو بیک وقت پیش نظر رکھیں لیکن افسوس ایسا نہیں ہوا جن لوگوں نے اس ملک میں دینی خطرات کو محسوس کیا انہوں نے مسلمانوں کی زندگی کا صرف دینی پہلو مضبوط کرنے کی فکر میں مسلمانوں کو سیاسیات سے علیحدہ رہنے کا نہ صرف مشورہ دیا بلکہ سیاسی جماعتوں سے تصادم پیدا کر لیا ان کے نزدیک مسلمانوں پر ملکی و وطنی فرائض تھے ہی نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی تمدنی اور سیاسی زندگی کا پہلو کمزور ہوتا چلا گیا اور برادران وطن کی سیاسی و اقتصادی حالت بہتر ہوتی چلی گئی۔ ان کے مقابلہ میں سیاسی مذاق کے لوگوں نے یہ کیا کہ اپنے سامنے مسلمانوں کی سیاسی زندگی کا پہلو اور ملکی حقوق رکھے۔ انہوں نے مذہب، تمدن کے پہلو کو نظر انداز کر دیا۔ گر لیجئے

لوگ بہت تھوڑے رہے۔ ان کے طرز عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجموعہ کا دماغ، دل اور جسم سب اپنا رنگ بدلتے چلے گئے۔ کیونکہ سیاسی رہنماؤں کا سواد اعظم اپنی قومی تہذیب اور اس کی امتیازی خصوصیات سے ناواقف رہا۔ اسلامی قومیت اور اسلامی تہذیب کی حفاظت کے دعویدار اپنے ملکی و وطنی فرائض کے دشمن بن گئے اور ملک و وطن کے بہی خواہ ملک کے مشترکہ نظام سے منسلک ہو کر اپنی طاقت اور قربانی کا شایان شان مظاہرہ کرتے۔ مذہبی لوگ اپنا کام کرتے اور سیاسی لوگ اپنا محاذ مضبوط کرتے۔ مگر آہ! مسلمانوں پر مسلسل مصیبتیں نازل ہوئیں اور سخت خطرات ان کے سامنے آئے لیکن ان کو کوئی ایک چیز بھی اشتراک عمل کے لئے جمع نہ کر سکی۔

ہر قسم کی ترقی و کامیابی کا راز تین چیزوں کے اندر مضمر ہے صحیح احساس۔ درست طرز عمل اور مسلسل و انتھک جدوجہد۔ جو قوم اپنے احساس کی بنا صحیح اور درست طرز عمل اور محنت و قربانی کی تنظیم و فراہمی کرے اس کے لئے ہر طرف ترقی کی راہیں کھلی ہوئی ہیں اور اس کو علما نہ رہنمائی کی ضمانت ہے [illegible] و نظم سے کوئی روک نہیں سکتا۔ [illegible] نفرت و عناد کو ابھارا جائے۔ نہ ملک کے مشترکہ نظام سے مقابلہ کی کشمکش کی جائے۔ صحیح طریق اور درست اصولوں کے ماتحت مخلص کارکنوں کو اتحاد عمل اور مخلصانہ و بے لوث عمل پیہم پر آمادہ کرو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

ان اصولوں کے ماتحت مسلمانان ہند کو چاہیے تھا کہ اگر مقتضائے وقت کا تقاضا ہوتا تو ملک و قوم کے مشترکہ امور کے لئے اشتراک عمل کرتے ورنہ تقسیم عمل کے اصول کے مطابق اپنی جداگانہ مذہبی و سیاسی خدمات کو جاری رکھتے۔ اگر ایسا کیا جاتا تو ہمارا شیرازہ قومیت کیوں پارہ پارہ ہوتا۔ اجتماعی عمل کی صلاحیت کیوں فنا ہوتی۔ اور آج ہماری لامرکزیت کا مرثیہ اس بری طرح ہندوستان کے گلی کوچوں میں کیوں پڑھا جاتا۔ جب کوئی قوم اپنے دل و دماغ کی پختگی دلگنشگی، مستقیم نظر، عقل حقیقت رس اور دینی و سیاسی بصیرت کھو دیتی ہے تو اس کا مذہب نہ اس کی سیاست چند رسمی اور رسمی باتوں کے سوا اور کچھ نہیں رہتی۔ یہی ہوا جب ہمارے دل [illegible] نے اپنی جگہ چھوڑ دی تو نہ مذہب صحیح اصولوں پر قائم رہا نہ سیاست۔ آہ! یہ امت مسلمہ کی کیسی بدبختی اور محرومی ہے کہ وہ ایک دین کامل اور شاندار روایات رکھتے ہوئے بھی دنیا میں یوں خائب و خاسر ہے اور اس کی زندگی کے کل تمام پرزے بگڑے ہوئے ہیں۔

مختصر یہ کہ مذکورہ بالا افراط و تفریط نے مسلمانوں کی قومی طاقت کو اندر ہی اندر گھن کی طرح کھا لیا۔ ہنگامی و ہیجانی محرکات کی وجہ سے آجتک نہ ان کی دینی تنظیم و اصلاح ہو سکی اور نہ سیاسی طور پر انکی حالت سدھر سکی۔ بسلمان ہونے کی حیثیت سے تو انہوں نے کسی نہ کسی حد تک اپنے مذہبی فرائض کو ہمیشہ پورا کیا۔ لیکن اس نقطۂ نظر سے مسلمان وطن عزیز کے مجرم ہیں کہ انہوں نے آجتک ملکی و وطنی فرائض کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے سیاسی و اقتصادی ترقی کے لئے اور حصول آزادی کے مجموعی حیثیت سے صحیح اصولوں کے ماتحت جد و جہد کرنے کی بہت ہی کم کوشش کی ہے اور اُن کی سیاسی و اقتصادی بدحالی و درماندگی کی اصلی اور حقیقی وجہ یہی ہے۔ وہ اس غلط فہمی میں ہمیشہ مبتلا رہے یا کر دیئے گئے کہ ان کی سیاسی و اقتصادی ترقی میں ہندو حارج ہیں۔

مسلمانوں کی ایک ہلاکت آفریں غلط فہمی

اس غلط فہمی اور سخت مغالطے نے ہی مسلمانوں کو غلامی پسند اغیار نواز۔ بزدل۔ کم ہمت۔ بے غیرت اور بندۂ نفس بنایا ہے اسی فریب نے ان کو ملکی و وطنی فرائض کی ادائیگی سے باز رکھا ہے اور ان کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگایا ہے۔ یہ مغالطہ جسقدر جلد دور ہو جائے اسی قدر اچھا ہے۔ کیونکہ یہ غلط خیال بجائے کسی قسم کا فائدہ پہونچانے کے اُلٹا نقصان پہونچاتا ہے۔ اس قسم کے جذبات و احساسات کے ماتحت جو تنظیم اور تحریک بھی شروع ہوگی وہ صحیح اصول ترقی کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوگی بلکہ اس کی تمام جد و جہد حاسدانہ مسابقت اور غلط خیال پر مبنی ہوگی۔

مسلمانوں کے لئے یہ نہایت ضروری تھا اور ہے کہ وہ سیاسیات میں ہوشمندی اور جرأت کے ساتھ حصہ لیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اور نہ اب ہو رہا ہے۔ وہ عام طور سے سیاسیات سے علیحدہ رہے ہیں اور اب بھی علیحدہ ہی رہنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کوئی دلچسپی لیتے بھی ہیں تو رجعت پسندانہ رنگ میں یا پھر مذہبی رنگ میں۔ مگر یہ دونوں نہایت غلط۔ گمراہ کن اور مضرت رساں ہے۔ وہ اس بات کے عادی ہو چکے ہیں کہ جب کبھی اس ملک کی سیاسیات میں مسلمانوں کی شرکت کا سوال آئے تو جھٹ اپنے اندرونی اختلافات کا رونا لیکر بیٹھ جائیں۔ ہندوؤں کی متعصبانہ تنگ نظری کا ڈھول پیٹنے لگیں اور خطرات کا صور پھونکدیں۔ اور یہ گمراہ کن پروپیگنڈا مسلمانوں کے سیاسی مقاصد اور ان کی آزادانہ ترقی میں فائدے کی بجائے ہمیشہ نقصان کا باعث ہوا ہے۔

وہ اس طرح کہ اس قسم کے ہنگامی جوش و ہیجان کی پشت پر اتحاد خیال اور استحکام عمل کی کوئی اجتماعی قوت تو ہوتی نہیں اس لئے فرقہ وارانہ تحریکات کی گرم بازاری جوں جوں سرد پڑتی جاتی ہے اُن کی داخلی تنظیم کی خوغا آرائی بھی کم ہوتی جاتی ہے۔ اور وہ پست ہمت ہو کر جمود و [illegible] راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کے برعکس ہندو اپنی طلب صادق مسلسل کوشش اور زبردست ایثار و قربانی سے ہم سے اور بھی آگے بڑھ جاتے ہیں پس جب تک ہماری داخلی تنظیم اور سیاسی سرگرمی کی بنیاد انفعالی تاثرات اور فرقہ وارانہ نفرت و عناد کی انگیخت پر رہیگی اس وقت تک ہماری سیاسی پوزیشن یوں ہی کمزور اور تنگ خورد ہ بھیگی بھیس کرآ رہ ہے۔

خارجی موثرات و محرکات سے متاثر ہو کر سیاسیات میں حصہ لینا یا اس سے علیحدہ رہنا دونوں کا ایک ہی نتیجہ برآمد ہوگا۔ وہ یہ کہ مسلمان فہم و ادراک میں معذور رہیں گے اور جسقدر حصہ لیں گے وہ مذہبی ہنگامی کے جوش یا داخلی تنظیم کی دھن میں خود کشانہ طریق پر بے سوچے سمجھے حصہ لیں گے۔ یا اس سے علیحدہ رہ کر ہندوؤں کو موقعہ دیں گے کہ وہ اس ملک کی سیاسیات پر پوری آزادی کے ساتھ قابض و متصرف ہو جائیں۔ پس یاد رکھو جب تک ہماری مذہبی و سیاسی تحریکات سے خارجی موثرات و محرکات کا ارتفاع نہ ہوگا ہماری سیاسی پوزیشن کبھی صحیح نہ ہوگی۔

ایک حقیقت نفس الامری

یاد رکھئے مسلمانوں کے جذبات مشتعل کر کے ہنگامہ طوفان برپا کرنے کا کام لینا بہت آسان ہے مگر ان کے جوش و ہیجان کو صحیح رستہ پر لگانا اور ان کو کسی صحیح طریق کار اور درست طرز عمل تک رہنمائی کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کیلئے بہت بڑی ہوشمندی اور مجتہدانہ غور و فکر کی ضرورت ہے اور اسی چیز کی ہماری قوم میں کمی ہے۔ جہل مرکب نے سیاست صرف ہنگامہ آرائی کا نام رکھ لیا ہے۔ سیاسی فہم و ادراک کا وجود کیا ہے اب یہ احساس کہ وہ بہیں ہے کہ مسلمان سیاسی مسائل پر غائر نظر ڈالتے ہی نہیں اور ان کو سیاسی ہوشمندی سے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ جو لوگ سیاسی یا مذہبی ہنگامہ آرائی کر کے مسلمانوں سے کچھ کام لیتے ہیں مجھے ان کے خلوص پر اعتماد ہے لیکن شکایت ان کے طریق کار کی ہے۔ وہ یہ کہ وہ چونکہ برادران وطن کی بیداری و ترقی سے خائف ہو کر تنظیم و تبلیغ کا صور پھونکتے ہیں اور ان کے عمل کی بنیاد خارجی موثرات پر ہوتی ہے اس لئے وہ نادانستہ طور پر ملک کے مشترکہ مفاد کو نقصان پہونچاتے غلامی کی زنجیریں مضبوط کرتے اور مسلمانوں کی سیاسی بصیرت کو چھین لیتے ہیں۔

ان کا عمل طبعی جوش سے اور ان کے دل صدق و طلب سے خالی ہوتے ہیں

وہ کام کرتے ہیں اور اچھا کام کر سکتے ہیں لیکن صرف اس لئے کہ ان پر کسی شست، غلامی پسند اور خود غرض ہونے کا الزام عاید نہ ہو۔ وہ محنت کرتے ہیں مگر صرف قطع حجت کے طور پر اور کام کرنے کی علمی صلاحیت سے محروم ہیں۔

جو لوگ ہندوستان کی سیاسی تاریخ سے واقفیت رکھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب کبھی ہندوستان کی آزادی کا کوئی معرکہ درپیش ہوتا ہے اور سیاسیات کی کشتی منزل مقصود سے قریب ہوتی نظر آتی ہے اسی وقت مسلمان اپنے سیاسی زوال و انتشار کا رونا روتے ہیں، اسلامی قومیت کے استحکام کی فکر میں گھلنے لگتے ہیں اور تنظیم و اصلاح کے شاندار پروگرام لیکر میدان عمل میں آجاتے ہیں۔ لیکن جب آزادی ہند کا معاملہ کھٹائی میں پڑ جاتا ہے تو تنظیم و اصلاح کا خیال بھی کسی کونے میں جا کر سو جاتا ہے ہم قومی فلاکت و نکبت کا رونا تو بہت روتے ہیں۔ اغیار کے حملوں سے پریشان و بدحواس ہو کر ان کو برا بھلا کہنے کی بھی بہت عادی ہو چکے ہیں لیکن غیرت و حمیت، شجاعت و بہادری، محنت جفاکشی، عزم و استقلال اور اپنے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق خود ہاتھ پاؤں مارنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ تعلیم کا دارومدار حکومت پر ڈالے ہوئے ہیں۔ تجارت میں ہمسایہ قوموں کے دست نگر ہیں اور سیاست میں میثاق و معاہدہ پر اعتماد کئے ہوئے ہیں۔ کوئی حکومت کا دست نگر بننا چاہتا ہے اور کوئی ہندوؤں کا۔ پس جس چیز کی ہماری قومی زندگی میں کمی ہے وہ نظم و ضبط، تنظیم کار، احساس فرض، احساس ذمہ داری، خوداعتمادی اور ایثار و قربانی جیسی خوبیاں ہیں۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

یہ ذلت، یہ پستی، یہ رجعت، یہ پسپائی اور یہ ناکامی ہیں سب کچھ گوارا ہو جاتی اور ہم پھر خدا کا نام لیکر کسی نہ کسی طرح اٹھ کھڑے ہوتے لیکن جن خرابیوں نے ہماری بدنصیبیوں و محرومیوں کی انتہا کر دی آج وہی بیان پھر ہمارے سامنے پیش ہیں۔ آج سے پندرہ سولہ سال پہلے ہم میں تحریک ملی پیدا ہوئی تھی اور آج پورے دس سال کے بعد ہم ایک افسوسناک نظارہ دیکھ رہے ہیں کہ پہلے ہم جس مقام کو پستی سمجھتے تھے اب وہی بلند نظر آرہا ہے اور ہم پہلے غار سے بھی زیادہ گہرے غار میں گرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں یعنی جب ہندوستان میں انگریز آئے تو اس وقت انگریزی تعلیم حاصل کرنا نہ کرنے کی بحث میں اور نئے نظام میں حصہ لینے یا نہ لینے کی تکرار میں نصف صدی برباد کر دی۔ ہم انگریزوں سے لڑے تو ایسے کہ ان کے الحاد و چشم پوشی پر اپنا دین و مذہب تک قربان کیا اور اگر ان سے نفرت و عناد کا اظہار کیا تو اس طرح کہ ان سے استفادہ کرنے کی تمام راہیں بند کر دینے کی ٹھان لی۔ اب جبکہ ہندوستان سے انگریز جا رہا ہے اور ہندو برسر اقتدار آرہا ہے تو اب "سلطنت در سلطنت" کی فکر پڑ گئی ہے اور جب تک وہ موہوم سلطنت قائم ہو اس وقت تک مسلمانوں کو مشورہ دیا جا رہا ہے کہ وہ کانگریس سے علیحدہ رہیں۔ پہلے انگریزوں کی دشمنی کو روگ سمجھتے تھے اور اب ہندوؤں کی مخالفت کا شوق ہو گیا ہے۔ اور انگریز کی دشمنی سے جو نقصان ہم کو پہنچا وہی ہندو کی دشمنی سے

اس وقت ہندوستان بڑے نازک دور سے گذر رہا ہے مسلمانوں کی موت و حیات کا سوال درپیش ہے اور ہندوؤں نے اپنی قومی زندگی کا ایک مقصد بنا لیا ہے اور ان کا ہر طبقہ آزادی کی راہ پر تیزی سے قدم بڑھاتا نظر آتا ہے لیکن مسلمانوں کی حالت اس کے بالکل خلاف ہے۔ ان کی اجتماعی زندگی پریشان ہے۔ ان کے رہنما افراط و تفریط کا بری طرح شکار ہیں اور قومی زندگی کے حقائق کو مجروح کیا جا رہا ہے۔

ابتک کانگریس کی مخالفت کیجئے جب تک کانگریس ہمارے چند نکات کو تسلیم نہ کرے تو ہر طرح کی سازمیں پھر وہ نزاع زندگی کا شوشہ ہندوستان پاکستان پر ہوتی۔ اس گروہ کی ذہنیت اور ذلیل طرز عمل نے جس طرح ان کو ذلیل و رسوا کیا ہے اس کو ہر سنجیدہ اور باخبر مسلمان جانتا ہے۔ ابھی اس قسم کے معقولی لیڈروں سے پیچھا چھوٹا تھا کہ کانگریس کے خلاف ایک نئی ذہنیت اور نئی قسم کے لیڈر پیدا ہو گئے جن کے دلائل اسقدر بے پناہ اور طرز استدلال اتنا دلفریب ہے کہ اس سے ایک سیاسیات سے بے خبر مسلمان کا اپنے آپ کو محفوظ رکھنا بظاہر ناممکن ہے یہ لوگ کانگریس سے اس قدر خائف و ترساں ہیں کہ گویا یہ ہندو مسلمانوں کو ایک ڈبیہ میں بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کے لئے انگریز کی غلامی یا وطن کی آزادی کا سوال نہیں ہے کوئی مسلمان غلامی کا طرفدار نہیں ہو سکتا۔ سوال ہے تو صرف آزادی وطن کی نوعیت کا۔ ہم مسلمان ہیں، اسلام سے نکلنے کی ہم لاکھ کوشش کریں لیکن نہیں نکل سکتے۔ ہماری قومی روایات، جماعتی طرز معاشرت، افکار و خیالات اور علم و فلسفہ جو ہم کو اپنے باپ دادوں سے وراثت میں ملے ہیں ان کے اثرات سے آزاد ہونا کسی قوم یا جماعت کے لئے اتنا آسان نہیں جتنا ہمارے کانگریسی بھائی سمجھتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک کانگریسی بننا ہماری قومی روایات اور افکار و خیالات کے دشمن ہیں اور ان کے اثرات سے مسلمانوں کو آزاد کرنا بھی کانگریس کے نصب العین میں داخل ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ رحم کرے ان کے دل و دماغ کی حالت پر۔ چونکہ قبل ازیں ہم اس قسم کے خطرات و خدشات پر بقدر ضرورت روشنی ڈال آئے ہیں اس لئے اس سے زیادہ کچھ کہنا موجب طوالت ہے۔

ہاں اس سلسلہ میں غور طلب بات یہ ہے کہ آزادی کامل کا بلند مقصد قوم کے لئے کن طریقوں سے قابل حصول بنایا جائے اس امر پر یہ خطرہ بیں حضرات غور نہیں کرتے اور نہ کوئی پروگرام پیش کرتے ہیں۔ سارا زور اس بات پر صرف کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو کانگریس سے علیحدہ

کیا جائے اور سیاسی مقاصد کو نقصان پہونچایا جائے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم کی جداگانہ شخصیت زندہ رہے تو ان کو چاہئے کہ قوم کے سامنے کوئی مقصد رکھیں کسی نصب العین کے حصول کیلئے کوشاں ہوں۔ مگر یہ مقصد ایسا ہونا چاہئے کہ جو ایک طرف ان کی اسلامیت کا استحکام کرے تو دوسری طرف ملکی و وطنی فرائض کی بجا آوری کے لئے بھی افراد قوم کو تیار کرے۔ افسوس یہ ان کے سامنے کوئی ایسا مقصد

قومی زندگی کا صحیح نصب العین

اگر مسلمان غلامی کی لعنت پر مطمئن نہیں۔ آزادی کا ان کو ذوق ہے اور اپنا آزادی و اخلاقی ارتقاء چاہتے ہیں تو ان کی قومی زندگی کا صحیح نصب العین یہی ہو سکتا ہے کہ وہ کانگریس میں شامل ہو کر سیاسی آزادی حاصل کریں اور تمدنی و جماعتی زندگی کے تحفظ و بقا کے لئے اپنے اندر ایک ایسا نظم اور اجتماعی قوت پیدا کریں جو ہمارے طرز معاشرت، تہذیب، اطوار اور عقاید و افکار کا تحفظ کرے۔ قومی امتیازات کو مٹنے نہ دے۔ مذہبی انجذاب کی روک تھام کر سکے اور افراد کی صحیح ذہنی تربیت کرے۔ یعنی انہیں سیاسی آزادی کے ساتھ ساتھ تمدنی آزادی کے لئے بھی جد و جہد کرنی چاہئے۔ یہ ہلاکت کی راہ اور خودکشی کا مشورہ ہے کہ مسلمان پہلے مسلمان بنیں اور اپنی تمدنی آزادی کی جد و جہد کریں۔ بعد میں سیاسی آزادی کی تحریک میں حصہ لیں۔

ہمارے وہ بزرگ جو کانگریس کے ساتھ ہیں اور جن کے خلوص و دیانت پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ مقدم چیز سیاسی آزادی ہے۔ حصول آزادی کی جنگ میں بھی حصہ لو اور اپنی تمدنی و جماعتی زندگی کا تحفظ بھی کرو، جس طرح ہندو قومیت کے ساتھ ان کی ہندوانہ تمدنی روایات بھی زندہ ہو رہی ہیں۔ اسی طرح اسلامی قومیت کو بھی پیدا ہونا اور اسلامی روایات کو زندہ کرنا چاہئے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دو جداگانہ تمدنوں کا تصادم ناگزیر ہے۔ مسلمان جس طرح سیاست میں انگریز کا غلام ہو سکتا ہے اور ہندو کا اسی طرح اسے ہندو کی تمدنی غلامی کے جوئے کو بھی برداشت نہیں کرنا چاہئے۔ وہ اسلامی تمدن کو خطرہ بتلانے والوں اور کانگریس کے خلاف اپنی داخلی تنظیم و اصلاح کے بہانہ محاذ قائم کرنے والوں سے زیادہ جانتے اور مانتے ہیں کہ اسلامی تمدن ایک عالمی تمدن ہے اور اس کی بقا و استحکام انسانیت کی بقا و استحکام ہے اور قومی زندگی کے تمام حقائق ان کے سامنے ہیں۔

وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ غالب قوم کے مقابلہ میں مغلوب قوم کو طوعاً اس کے فضل و کمال کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہی حسن اعتقادی اس کو غالب قوم کی تقلید پر مجبور کرتی ہے اور وضع لباس۔ اخلاق۔ عادات نشست برخاست غرض ہر چیز میں غالب قوم ہی کے نقش قدم پر چلتی ہے اور اس طرح ایک عظیم الشان تمدنی اور اخلاقی انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ سیاسی آزادی کے بعد مسلمانوں پر ضرور یہ انقلاب آئیگا اور پوری انجذابی کیفیت کے ساتھ آئیگا۔ لیکن یہ ہمارا اپنا فرض ہے کہ ہم پوری یکجہتی و ہم آہنگی کے ساتھ اپنی قوم کے دل و دماغ کی محافظت و نگرانی کریں لیکن اس کے معنی یہ تو نہیں کہ ہم اس محافظت کے جوش میں ملکی و وطنی فرائض سے ناواقف ہو کر طور پر غداری کرنے لگیں۔ ملک کے مشترکہ نظام سے علیحدہ ہو جائیں اور ہندوستان کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا دیں۔ اپنی داخلی تنظیم کرو اور ضرور کرو مگر اس کو کانگریس سے متصادم کر کے ملکی و سیاسی مقاصد کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ کیونکہ بحالت موجودہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ہم سیاسیات سے کنارہ کش ہو کر اور مسلمانوں کو لیکر علیحدہ ایک کونہ میں جا بیٹھیں کہ ہم پہلے مسلمانوں کو مسلمان بنا لیں پھر کانگریس میں شریک ہوں گے۔ اس وقت تمام ہندوستان اور ہندوستان کی تمام قومیں سیاسیات کے ایک ایسے رشتے میں منسلک ہیں کہ جس نے سب کو ایک دوسرے کے حالات و معاملات سے وابستہ کر رکھا ہے اور کوئی قوم اس وقت تک صحیح طور پر ترقی کی تجاویز پر عامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ دوسروں کے معاملات سے واقف و آگاہ نہ ہو۔ اسی واقفیت کا اور اس واقفیت سے صحیح طور پر کام لینے کا نام سیاست ہے۔ اب سوچئے کہ کیا مسلمانوں کو سیاست سے علیحدہ رکھا جا سکتا ہے اور بغیر خارجی آزادی کے ان کی داخلی تنظیم کامیاب ہو سکتی ہے؟

یہ انتہائی بیباکی اور ظلم و ناانصافی ہے کہ کانگریسی بزرگوں کے ان روشن دلائل سے چشم پوشی کر لی جائے ان کو نہ صرف خود غرض اور عقل و خرد سے نا آشنا بتلایا جائے اور ان کو منافق کہا جائے۔ یہ قوم کے درخشندہ ستاروں کو خاک میں ملا دینے کی ادنیٰ کوشش

کانگریسی رہنماؤں کا نظریہ

ذرا سوچو اور سمجھو کہ کانگریسی بزرگ کیا کہہ رہے ہیں۔ افراد کی کن اصول پر تربیت کرنا چاہتے ہیں اور کس چیز کی طرف قوم کو دعوت دے رہے ہیں۔ اس چیز کو مکرر دوسرے لفظوں میں بیان کرتا ہوں تاکہ آپ جلدی میں کوئی غلط رائے نہ قائم کر بیٹھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جماعت کی سیاسی اور اجتماعی یکجہتی نتیجہ ہے افراد کی فکری یکجہتی کا اور اس کے لئے قومی روایات سے وابستگی اور نئے حالات سے ہم آہنگی پہلی شرط ہے۔ لیکن آپ کی تنظیم اور سلطنت و سلطنت کا نقص یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کو قومی روایات سے تو وابستہ کر دینا چاہتے ہیں مگر نئے حالات سے ہم آہنگی پیدا نہیں کرتے اور یہی مسلمانوں کی سیاسی بربادی کا باعث بنتا ہے۔ پس اس وقت صحیح راستہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگی کا رشتہ نہ تو ماضی سے ٹوٹنے پائے اور نہ حال

مستقبل کے حقائق سے آنکھیں بند رکھی جائیں اور اب ماضی کا رشتہ تو ضرور مضبوط کرنا چاہتے ہیں مگر حال و مستقبل کے حقائق کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ الحاصل اس وقت مسلمانوں کا غصب امین بھی ہو سکتا ہے کہ وہ قومی روایات سے وابستگی بھی پیدا کریں اور نئے حالات سے ہم آہنگ بھی ہوں۔ بہر حال مسلمانوں کو اگر اپنی فلاح و بہبود مطلوب ہے تو ان کو سیاسیات میں ہوشمندی کے ساتھ حصہ لینا چاہئیے کیونکہ ہندوستان کی حکومت و غلامی نے برادران وطن سے کہیں بڑھ کر ان کو برباد کیا ہے۔ وہ اپنے مادی و اخلاقی ارتقاء میں کہیں زیادہ آزادی کے محتاج ہیں جمہور کی سیاسی و معاشی بیداری کی بڑھتی ہوئی رو کو دیکھ کر بحیثیت مسلمان ہمیں مسرت ہونی چاہیئے۔ اپنے اندرونی اختلافات، صدہا کمزوریوں اور اکثریت کے غیر منصفانہ طرز عمل کے باوجود ہندوستان کی موجودہ سیاسیات میں ہمیں جرات کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے ہمارا الگ رہنا نا ممکن ہے۔

خطرات اور دردمندان قوم کا فرض

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کو اس ملک میں طرح طرح کے خطرات درپیش ہیں۔ لیکن خطرات کا علاج یہ نہیں کہ ہم ان سے مشتعل ہو کر بیٹھ رہیں۔ بلکہ موثر، آزمودہ، کامیاب اور معقول علاج یہ ہے کہ خطرات کے سمندر میں کود پڑیں اور مسلسل عمل، بہادرانہ اقدام مجاہدانہ بصیرت، مومنانہ ہمت و استقامت سے انقلابی طوفان کا مقابلہ کریں دردمندان قوم کا بیشک یہ فرض ہے کہ اپنے آپ کو غیر ضروری خطرات اور غلطیوں سے محفوظ رکھیں۔ انہیں اپنے حریفوں کی ہر مخفی اور ظاہر حرکت کا علم ہونا چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کم ہمتی، بزدلی اور جمود و تعطل کا راستہ اختیار کر لیں۔

کون کہتا ہے کہ آپ اپنے عوام کو اسلامی تہذیب کے حدود میں رکھنے کا بندوبست اور ان کو غیر اسلامی اثرات سے بچانے کا انتظام نہ کریں۔ آپ یہ ضرور کریں مگر کانگریس سے تصادم کر کے غلامی کی زنجیروں کو مضبوط نہ کریں کیونکہ یہ مسلمانوں کی حفاظت و حمایت کے ساتھ انگریز کی حمایت و حفاظت بھی ہے۔ اسی طرح آپ اپنے خدا، دل اور دماغ سے فتنے کا علاج بھی ضرور سوچیں لیکن متامل، متذبذب طریق کار اور بزدلانہ مصلحت جوئی سے جمہور اسلام میں مزید نفاق و شقاق، بے معنی اور بے محل جوش و خروش اور ایک غلط دنیا کا مذہبیت کا زور پیدا کریں۔ کیا ہمارے مصلحت کوش و خطرہ بین حضرات سمجھتے ہیں کہ جمہور اسلام جدید دنیا کے سیاسی و معاشی عوامل و موثرات کی کار فرمائی سے متاثر نہ ہوں گے اور ملک کے مشترکہ نظام سے ان کا الگ رہنا ان کے حق میں اچھا ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ وہ خود بھی کہہ رہے ہیں کہ ہمارا کانگریس میں شریک ہونا ناگزیر ہے مگر ابھی نہیں۔ خدا ہم تیار ہو جائیں پھر شریک ہوں گے۔ لیکن یاد رکھئے یہ اگر مگر کا متذبذب طریق سخت مشتبہ اور مضر ہے۔ جس طرح اس امر سے انکار کرنا ناممکن ہے کہ مسلمانوں کا موجودہ حالات سے الگ رہنا ناممکن ہے اور ان کے بغیر اسلام کی کوئی خدمت انجام دی جا سکتی ہے نہ اپنی۔ اسی حقیقت کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسلمان صرف اسی وقت کچھ کر سکتے ہیں جب اس کشمکش میں ارادتاً خود متعین کریں۔ وہ ہو سکتا ہے نہ قومی روایات سے وابستگی اور نئے حالات سے ہم آہنگی۔ شاید میں اپنا مافی الضمیر آپ کو اچھی طرح نہ سمجھا سکا ہوں۔ اور اس چیز کو میں اور زیادہ وضاحت کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ فی الحال کانگریس میں شامل ہو جانا چاہیئے اور علمبرداران تہذیب اور دردمندان قوم کو صرف یہ دیکھتے رہنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی تربیت اور ان کے جو حقیقی اقدامات کے ساتھ ساتھ شریعت اسلامی مقصود و منشا ہندوستان کے مخصوص حالات میں کیونکر پورا کیا جا سکے اس سلسلہ میں جن مشکلات، جن رکاوٹوں، جن دقتوں اور جن خطرات سے دو چار ہونا پڑے وہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں۔ لیکن رونے والے یہ بتلائیں کہ مسلمان بحیثیت مسلمان کب تک ہمت کا دامن چھوڑ سکتا ہے۔ کیا اسلام اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ وہ آزادی و ترقی کی جنگ میں خاموش بیٹھے رہیں۔ انقلاب و تغیر کا دور ہے مبتلائے خطرات و آلام ہو کر امید کے دامن کو چھوڑ دیں اور جدوجہد سے منہ موڑ کر بھی دل کو شکست خوردگی کے مصائب و مشکلات کے بھوت کے سامنے ہتھیار ڈال دیں۔

کیا تم سیاسیات سے اس لئے الگ رہنا چاہتے ہو اور یا تم یہ بات ہار چکے ہو کہ تمہاری عزیز ترین امیدوں پر پانی پھر گیا ہے؟ اکثریت تمہاری زبان، تمہارا لباس اور تمہارا تمدن مٹانے کی فکر میں ہے اور تمہاری قوم کے بعض افراد کانگریسی جھنڈے کے سامنے سر کو خم کئے بیٹھے ہیں۔ برادر! یہ کوئی وجہ نہیں کہ تم صرف اس بنا پر مایوس ہو کر کانگریس سے الگ ہو جاؤ۔ بلکہ تمہارے بیان کردہ خطرات کا مداوا تو یہ ہے کہ تم اپنی دگنی طاقت سے اپنے ارادوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے مصروف کار ہو جاؤ۔ تمہیں مرد بنانے کے لئے مایوسی، درحقیقت وہ بھی خطرات کا بھوت اور غم و الم کا عوتی لشکر تمہارا راستہ روکے کھڑا ہے ان کے چکموں میں نہ آؤ۔ ان کے دام فریب میں نہ پھنسو۔ مردمی سے خطرات کے نقاب کو چیر ڈالو۔ مومنانہ استقامت کا مظاہرہ کرو۔ انقلابی طاقتوں سے ٹکرا جاؤ۔ اسلام میں مایوسی اور بزدلی کفر ہے۔ کتاب و سنت کی روشنی تمہارے سامنے ہے۔ خدائے واحد کی دی ہوئی قوتوں سے کام لو۔ حیات اور آزادی کی جدوجہد میں سب سے بڑھ کر رہنے کی کوشش

اعجاز نما قرآن مجید پر علمائے کرام کی چند اور رائیں

حضرت مولینا سید رئیس احمد صاحب جعفری ندوی ایڈیٹر اخبار خلافت بمبئی ارشاد فرماتے ہیں

جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر "پیشوا"، دہلی عرصے سے مفید اور اصلاحی مذہبی اور علمی کتابیں نہایت سستے داموں پر شائع کر رہے ہیں۔ انکی کتابیں اقتصادی اعتبار سے جتنی سستی ہوتی ہیں، افادی اور معنوی حیثیت سے اتنی ہی گرانمایہ اور قابل قدر ہوتی ہیں۔

حال میں موصوف نے "اعجاز نما قرآن مجید" شائع کر کے واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اس کلام پاک کی کتابت جلی حرفوں میں کرائی گئی ہے۔ بوڑھے اور بچے بھی بآسانی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی مدظلہ کا مفید عام فہم اور بامحاورہ ترجمہ بھی بین السطور میں موجود ہے۔

محترم ناشر نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علامہ فرید وجدی کی تفسیر "بیان القرآن" کا مکمل اردو ترجمہ بھی ہے جو حاشیہ پر درج کر دیا ہے جس سے اس نسخہ کی افادیت اور بڑھ گئی ہے۔

مذکورہ بالا خصوصیات کے علاوہ ایک اور سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ آغاز میں مقدمۃ القرآن کے عنوان سے ایک مفصل بسیط، پر مغز اور عالمانہ دیباچہ بھی درج کیا گیا ہے۔ جو علمی اور کلامی اعتبار سے ایک خاص چیز ہے ہماری رائے میں اس مقدمہ کو اگر خیالات لاطائل سے قطع نظر کر کے خالی الذہن ہو کر غیر جانبداری اور سنجیدگی کے ساتھ پڑھا جائے تو بہت سی غلط فہمیاں رفع ہو سکتی ہیں۔ قرآن اور دیباچہ قرآن سے متعلق کسی اہم نکتہ اور تشریح کو چھوڑا نہیں گیا ہے اور حتی الامکان مسئلہ کے ہر ہر گوشہ پر قابلیت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ مقدمہ حسب ذیل ابواب و فصول پر مشتمل ہے۔

(۱) قرآن مجید کلام الٰہی ہے	(۶) اماکن قرآنی کی تاریخ
(۲) قرآن مجید کی خصوصیات	(۷) تلاوت قرآن
(۳) قرآن مجید کے مضامین	(۸) فضائل قرآن
(۴) امثال قرآن	(۹) خواص و اعمال قرآنی
(۵) قرآنی تاریخ	(۱۰) قرآن حکیم کی اشاعت دنیا میں کیونکر ہوئی۔

ان عنوانات ہی سے مقدمہ کی جامعیت کا اندازہ ہو سکتا ہے لوح کی طباعت خاص طور پر دیدہ زیب ہے اور نقش و نگار میں ایک بالکل نیا خیال پیش کیا ہے

ان تمام خصوصیات کے باوجود ہدیہ بہت کم یعنی صرف چھ روپیہ مجلد کے شایان شان جلد بھی نہایت خوبصورت کپڑے کی ہے اور طلائی نقش و نگار ہیں۔ جو لوگ اس قرآن شریف کو اپنے مطالعہ میں رکھیں گے وہ یقیناً اس کی افادیت کے قائل ہونگے۔

خلافت اخبار ۲۹ ستمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۲ کالم ۴

حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمن صاحب فاضل دیوبند ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین دہلی ارشاد فرماتے ہیں

جناب محترم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا دہلی نے پچھلے دنوں مکتبہ پیشوا سے "اعجاز نما قرآن شریف" شائع کر کے مسلمانوں کے نادار و غریب طبقہ کی نہایت قابل قدر خدمات انجام دی ہے۔ حافظ صاحب محترم کا سینہ اس جذبہ سے معمور ہے کہ وہ قرآن و سنت کو زیادہ سے زیادہ عام فہم زبان میں کم سے کم ہدیہ کے ساتھ پیش کرنا چاہتے ہیں چنانچہ کتب صحاح کے تراجم، اساق عزیزہ والا قرآن شریف، اعجاز نما قرآن شریف وغیرہ حافظ صاحب کے اس جذبہ پر شاہد عادل ہیں۔

اعجاز نما قرآن شریف کا جو ہدیہ مقرر کیا گیا ہے اس کے اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ اتنے کم ہدیہ پر اس سے بہتر چیز پیش نہیں کی جا سکتی تھی مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ حافظ صاحب نے اتنا کم ہدیہ کس طرح رکھا ہے۔ مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر تقریباً ڈیڑھ سو صفحوں کا مبسوط مقدمہ تفسیر ایسے علمی ہدایا ہیں کہ ان کے مقابلہ میں یہ ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔ میں حافظ صاحب کو اس کامیاب سعی تبلیغ پر مبارکباد دیتا ہوں اور مسلمانوں سے پرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ اس قرآن شریف کے زیادہ سے زیادہ نسخے منگا کر حافظ صاحب کی خدمت کی ہمت افزائی کریں۔

حضرت مولینا ڈاکٹر سید محی الدین قادری مدیر اعلیٰ رسالہ "سب رس" حیدرآباد دکن کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر، اردو ترجمہ از محمد اشرف علی صاحب تھانوی مقدمہ تفسیر از آغا رفیق صاحب بلند شہری، ۰۰ صفحات، ناشر حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی۔ اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل، مذہب اسلام کی حقیقت، نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس قسم کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات، قرآن کے اعمال، فضائل، قصص امثال، تاریخ، فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے، مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست دی ہے یہ مقدمہ ۰۰ صفحوں پر مشتمل ہے اس کے بعد قرآن مجید مترجم شروع ہوتا ہے۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم علامہ فرید وجدی کی تفسیر "بیان القرآن کامل" کا ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے باوجود ان تمام خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ صرف چھ روپیہ مجلد پانچ روپیہ غیر مجلد

ادب نبوی صلعم

حضور سرور کائنات کی اخلاقی معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۱۴) ارواح کے اتحاد و اختلاف کا بیان

عن عائشۃ رضی قالت سمعت النبی صلعم یقول الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا اختلف (بخاری)

حضرت عائشہ رضی کہتی ہیں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے سنا ہے کہ (ازل میں) ارواح ایک لشکر کی شکل میں جمع ہیں ان میں جو روحیں ایک دوسرے سے واقف ہو گئیں ان میں اتحاد ہو گیا اور جو کافر ہیں ان میں اختلاف ہے۔

تشریح۔ روح اس شے کو کہتے ہیں جس سے حرکت اور زندگی وابستہ ہے۔ جنود جند کی جمع ہے۔ اصل معنی اعوان و انصار کے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کو جیش اور لشکر بھی کہتے ہیں مجندۃ کے معنی ہیں مجموعہ۔

تعارف بعض کا بعض کو شناخت کرنا۔ معرفت کے اصل معنی تامل پر غور و فکر کے بعد چیز کا ادراک کرنا ہیں۔ تناکر اس کی ضد ہے۔

ائتلاف اجتماع مع التیام یعنی ملاقات باہمی دوسرے الفاظ میں اس کو انسیت اور محبت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں اور اس کی ضد اختلاف ہے۔

تشریح معانی۔ عام اجتماعات میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہر شخص اس شخص سے مانوس ہوتا ہے یا اس شخص کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے۔ جو روح خلق۔ دین۔ ادب۔ مبدء۔ مذہب۔ حرفت اور عمل میں اس کا ہم شکل یا اس سے مناسبت رکھتا ہو۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ مجالس و محافل یا عام اجتماعات میں اشخاص اُن لوگوں کی طرف متوجہ رہتے ہیں یا اُن سے مانوس ہوتے ہیں یا اُن کی قربت و معیت کو پسند کرتے ہیں۔ جو اُن کے ہم پیشہ ہم مذہب اور ہم مشرب ہوتے ہیں۔ مثلاً دیندار لوگ دینداروں کے پاس بیٹھتے ہیں کاروباری اشخاص کاروباری آدمیوں کے ساتھ رہتے ہیں اور آزاد منش آزادی پسند اشخاص میں شامل ہوتے ہیں یا یہ کہ ہر شخص اس شخص کے پاس بیٹھتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔

اور جب جلسہ ختم ہوا اور اُدھر حاضرین جلسہ مختلف جماعتوں میں منقسم ہو کر اپنی اپنی راہ اپنے مخصوص معاملات۔ اور مشترک امور پر گفتگو کرتے ہوئے روانہ ہوئے پھر ان جماعتوں میں سے اگر کسی جماعت میں کوئی

ایسا شخص اگر شامل ہو گیا جس سے اس کے افراد کا کسی قسم کا بھی تعلق نہ ہو تو وہ اس سے اظہار نفرت کریں گے اور اس کی معیت کو بُرا سمجھیں گے۔

اسی طرح عام سواریوں یعنی مثلاً ریلوے میں۔ ٹرمیوے میں جہاز میں یا اور کسی قسم کی گاڑی میں یا مخصوص مجالس میں جب لوگ داخل ہوتے یا سوار ہوتے ہیں تو ہر شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ ایسے شخص کے قریب بیٹھے یا اپنا ہم سفر ایسے شخص کو بنائے جو کسی نہ کسی حیثیت سے اس کے مزاج اخلاق و عادات۔ کاروبار یا قومیت کے لحاظ سے اس سے مناسبت رکھتا ہو اور اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسافر بعض اشخاص سے فوراً مانوس ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اشخاص سے ان کو اسقدر نفرت ہوتی ہے کہ اُن کی قربت ان کو کسی اعتبار سے بھی بہتر و مناسب نظر نہیں آتی۔ حالانکہ اس سے پہلے نہ تو ان لوگوں میں باہم کوئی تعارف و تعلق تھا نہ انسیت و محبت تھی اور نہ نفرت و عداوت اس اُنسیت اور نفرت کا سبب کیا ہے اور اس اتحاد و اختلاف کا کیا باعث ہے۔ اسی کو حضور صلعم نے اس حدیث میں بیان کیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ "بندوں کی ارواح اور نفوس مجتمع لشکر ہیں ان میں سے جن کے درمیان تعارف پیدا ہو جائے۔ یا جو ہم شکل ہوں۔ یا جن میں توافق و تناسب پایا جائے وہ ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتے ہیں باہمی اجتماع سے خوش ہوتے ہیں اور باہمی ملاقات سے اُن کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ ابتداء یا ازل میں اُن کے درمیان تعارف و اُنس پیدا ہو چکا تھا اور ان کی روحیں ایک دوسرے سے تقرب حاصل کر چکی تھیں۔

مسند ابو یعلیٰ میں عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "مکہ میں ایک خوش طبع یا ظریف عورت رہتی تھی۔ وہ جب مدینہ میں آئی تو اپنی ہی جیسی خوش طبع اور ظریف عورت کے ہاں ٹھہری۔ حضرت عائشہ رضی کو اس کی خبر لگی تو آپ نے فرمایا میرے محبوب حضور صلعم نے سچ فرمایا تھا کہ ارواح ایک لشکر کی مانند ہیں پھر جن روحوں کے درمیان تعارف دنیا میں پایا جاتا تھا وہ دنیا میں آ کر بھی آپس میں مختلف و متفرق رہتی تھیں۔ ان کے درمیان

نہ تو اتحاد و انسیت پیدا ہوتی ہے اور نہ باہمی ملاقات کی خواہش اُن کے قلب میں پیدا ہوتی ہے۔

حضور صلعم کے اس ارشاد عالی کی بنا پر جو لوگ نیک صالح اور پاکیزہ شریعت ہوتے ہیں اجتماعات میں ایک دوسرے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور بہت جلد اُن میں ربط و اتحاد پیدا ہو جاتا ہے اور وہ باہمی ملاقات سے خاص لطف و سرور حاصل کرتے ہیں پھر اُن میں اتحاد و محبت کے تعلقات مضبوط ہو جاتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اخوت و مودت کی بنیاد پر وہ ایک دوسرے کے شریک حال ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح حضور صلعم کے ارشاد کے مطابق ازل میں جو روحیں ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہوئی تھیں یا جن میں نفرت و بیزاری پائی جاتی تھی وہ دنیا میں آکر بھی ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہوتیں۔ اور اُن میں نفرت و بیزاری موجود ہوتی ہے۔ مثلاً بد سرشت۔ بدکار اور شریر لوگ جب کبھی اجتماع میں شریک ہوتے ہیں تو نیک و صالح اور پاکیزہ سرشت انسانوں کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ اُن سے ملاقات کرنا اُن کو پسند نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اتفاق سے بات چیت کا موقع پڑ جائے تو ناگواری کے ساتھ اُن سے گفتگو کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس مضمون کو یوں ادا کیا جا سکتا ہے کہ بدکار اور شریر لوگ صالح انسانوں سے نفرت رکھتے اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور کسی طریقہ پر بھی اُن سے تعلقات قائم کرنا یا رکھنا پسند نہیں کرتے۔

اَے انسان! اس حدیث کی بنا پر جب تو اپنے آپ کو اس شکل میں پائے کہ تجھکو نیک و صالح آدمیوں سے نفرت ہو۔ اور اخیار پیشہ و متقی انسانوں کی صحبت تجھ کو پسند نہ آئے۔ تو سمجھ لے کہ تجھ میں کوئی عیب و نقص پایا جاتا ہے۔ تیرے دل و دماغ پاکیزگی میں اُن سے کمتر ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تیری روح علیل و کمزور ہے۔ اس صورت میں تیرا فرض ہے کہ تو اپنی روح کا علاج کر۔ اپنے نفس کو گناہوں کی ناپاکی سے صاف کر اور اس قابل بنا کہ پاکیزہ سرشت اور صالح انسانوں کی صحبت تجھکو پسند آنے لگے۔ اُن کی طرف تیرا دل متوجہ رہے اور تو۔ اُن کے طرز زندگی کو کامیابی کا مرادف خیال کرنے لگے تاکہ تیری روح کی ابتدائی نفرت۔ محبت و الفت میں تبدیل ہو جائے اور بدکاری و شرارت کے جراثیم تیری روح اور نفس سے خارج ہو جائیں۔

اور اے سادہ لوح انسان۔ جب تو اپنے آپ کو اس حال میں پائے کہ تیری طبیعت بدکار اور شریر انسانوں کی طرف مائل ہو۔ اُنکی صحبت میں تجھکو لطف و مسرت حاصل ہو اور اُن سے صحبت و انسیت کے جذبات تیرے دل و دماغ میں موجزن ہوں تو تو سمجھ لے کہ تو بھی اُنہیں میں سے ہے یعنی تو بھی بد سرشت بدکار اور شریر انسان ہے اور ایسی حالت میں تیرا اپنے آپ کو صالح سمجھنا یا صاحب ِ کمال صوفی خیال کرنا۔ یا اپنے آپ کو پرہیزگار تسلیم کرنا بالکل غلط ہے تو اپنے آپ کو اس فریب سے نکال اور اپنی اصلاح کی طرف فوراً متوجہ ہو۔ اپنے دل کو ٹٹول یقیناً اس کے گوشوں میں باطل چھپا ہوگا۔ شیطانی وساوس ضرور کہیں پنہاں ہوں گے اور فساد و شرارت کے جراثیم لوگوں میں کہیں نہ کہیں ضرور مخفی ہوں گے اور یہی وہ چیزیں ہیں جو تجھکو اشرار کی جانب متوجہ رکھتی ہیں۔ تو بدکاروں کی صحبت کو پسند کرتا ہے۔ اُن کی جانب تیرا دل مائل رہتا ہے اور تو ہر وقت اُن کے خیال میں مبتلا ہے ہاں ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھکر یہ فیصلہ کر کہ اللہ نے تجھ میں خیر و بھلائی کا مادہ تو رکھا ہے۔ لیکن تیری طبیعت اس کی طرف مائل نہیں ہوتی بلکہ شرارت و بدکاری کی جانب متوجہ رہتی ہے اگر تو اس نتیجہ پر پہونچے گا۔ خیر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ علماء کی صحبت کو اختیار کر لیا۔ بدکاری اور بد خلقی کے جراثیم کو اپنی جد و جہد سے فنا کر دیا تو یقیناً تو کامیاب ہو جائیگا اور اپنی زندگی کو درست کر لیگا۔ ہاں تیرا فرض ہے کہ تو اپنی طبیعت کے رجحان کو دیکھکر یہ فیصلہ کرے کہ شیطان نے تیرے جسم میں پھونک مار کر بدکاری کے جراثیم کو بھر دیا ہے اور یہ جراثیم کافی قوت حاصل کر چکے ہیں اور پھر ان جراثیم کو جسم سے خارج کر دینے کی پوری کوشش کر اور ایک لمحہ کے لئے اس سے غافل نہ ہو اور ہر وقت یہ کہتا رہ کہ،

قل اعوذ برب الفلق من	اے محمد تم یوں دعا مانگا کرو کہ صبح
شر ما خلق۔ ومن شر غاسق	کے شر سے۔ شب تار کی ظلمت کے
اذا وقب ومن شر النفثٰت	شر سے۔ گرہوں میں پھونکنے والی
فی العقد ومن شر حاسد	عورتوں کے شر سے اور حاسد
اذا حسد	کے حسد کے شر سے میں مالک صبح
	کی پناہ مانگتا ہوں۔

اسلامی فتوحات

(اسلام کے عہد اول کی فتوحات پر ایک محققانہ تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گزشتہ سے پیوستہ)

بقیہ جنگ قادسیہ

دوسرے دن حضرت سعد بن وقاص نے تین آدمیوں کا ایک وفد رستم کے پاس روانہ کیا جب یہ رستم کے پاس پہونچکر کہا: "ہمارے افسر نے تمہارے سامنے ایک ایسی تجویز پیش کی ہے۔ جو تمہارے اور ہمارے دونوں کے لئے بھلائی کی موجب ہے اگر تم ہمارے افسر کی تجویز منظور کر لوگے تو ہم اپنے ملک کو واپس چلے جائیں گے اور تم بھی اپنے گھروں کو خوشی خوشی واپس چلے جاؤگے۔ تمہارا ملک تمہارے ہاتھ میں رہیگا اور تم بھی اس پر حکمران ہوگے رستم کے مصائب وآفات سے تم محفوظ رہوگے اور جو شخص بھی تمہاری لعنت کرے گا۔ ہم اس کے خلاف تمہاری مدد کریں گے۔ تم خدا سے ڈرو ایسا کرو کہ تمہارے ہاتھوں سے تمہاری قوم ہلاک وبرباد ہو جائے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان جو چیز مصالحت میں حائل ہے وہ حقیقت میں غرور وتکبر ہے جو شیطان نے تم میں پیدا کر رہا ہے"۔ رستم نے اس کے جواب میں کہا کہ "تم نے جسقدر باتیں کی ہیں وہ تقریباً بیکار اور فضول ہیں اور ان کی وقعت فضول گوئی سے زیادہ نہیں۔ تمہاری حقیقت کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہر شخص کو معلوم ہے کہ تم لوگ محنت ومشقت سے روزی پیدا کرنے والے اور معمولی زمیندار ہو۔ نہ تو تم میں عدل وانصاف پایا جاتا ہے اور نہ تم میں اتنی قوت ہے کہ تم اپنے دشمنوں کی مدافعت کر سکو۔ تم نے ہمسائگی کے حقوق اور ہماری نوازشات کو بھلا دیا ہے۔ ہم تمہارے خورونوش کے لئے تم کو سامان دیتے رہتے تھے اور ہمیشہ تمہارے ساتھ احسان کرتے رہتے تھے۔ لیکن تم نے اس کی پرواہ نہ کی۔ ہمارا دیا ہوا کھانا تم نے کھایا اور ہمارا عطا کیا ہوا پانی تم نے پیا۔ اور اب پھر بھی تم ہمارے ملک پر چڑھ دوڑے۔ تمہاری اور ہماری مثال وہی ہے۔ کہ ایک باغ کے مالک اور لومڑی کی ہے

پھر کر مار ڈالا۔ مجھکو معلوم ہے جو چیز تم کو ہمارے ملک میں لائی ہے وہ تمہاری فاقہ کشی اور پھر حرص ولالچ ہے بہتر یہ ہے کہ تم لوگ اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ۔ ہم حسب دستور تم کو کھانے پینے کی چیزیں دیدیں گے اور یہ اس لئے کہ میں تمہارے قتل کو پسند نہیں کرتا ہوں تمہاری مثال اس مکھی کی سی ہے جو شہد کو دیکھکر یہ کہے کہ جو شخص مجکو شہد تک پہونچا دے گا اس کو دو درہم دئیے جائیں گے پھر جب وہ شہد کے پاس پہونچ گئی اور شہد میں داخل ہوکر لتھڑ گئی تو کہنے لگی جو شخص مجکو شہد سے نکال دے گا میں اس کو چار درہم دوں گی۔ اور پھر تمہاری مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بوریوں میں غلہ بھر کر رکھا۔ چوہے آئے اور بوریوں کو کاٹ کر ان میں داخل ہو گئے۔ مالک نے بوریوں کے سوراخ کو بند کرنا چاہا تو لوگوں نے کہا ایسا نہ کرو بلکہ سوراخوں کے قریب چوہے دان لگا دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور تمام چوہوں کو پکڑ کر مار ڈالا گیا۔ تمہاری حالت بھی ایسی ہے۔ تم ہمارے ملک میں آکر ہمارے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئے اور اب تمہارے واپس جانے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اسلامی وفد نے جواب میں اول تو اپنی بدحالی کو بیان کر کے یہ بتایا کہ خدا نے تنگی وتکلیف کے بعد ان پر رحم فرمایا اور اپنا رسول بھیجکر ان پر اپنا فضل نازل کیا جس نے مختلف ومتفرق لوگوں کو رشتہ اتحاد میں منسلک کیا اور پھر ہم میں طاقت پیدا کی اسلام کے بعد وفد نے جہاد کے حکم اور فضائل کو بیان کیا۔ اور پھر جو مثالیں رستم نے دی تھیں اس کے جواب میں کہا "تم نے اپنی اور ہماری جو مثالیں بیان کی ہیں وہ حقیقت میں مختلف ہیں۔ ...

اس کے بعد قرآن مجید مترجم شروع ہوتا ہے ترجمہ سلیس ودلنشیں حضرت علامہ اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم علامہ وجدی کی تفسیر ہے ... کامل کا ترجمہ جس سے قرآن شریف سمجھ میں آتا ہے باوجود ان ساری خوبیوں کے ... قرآن مجید کا ہدیہ مجلد ... مجلد چرمی کامل ... خاص ایڈیشن چکنا کاغذ ... ہے۔ محصول علاوہ ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا۔ جامع مسجد دہلی

کہتے ہیں کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم لوگوں کی ہدایت کے لئے وعظ کہا کرو اور واقعہ یہ ہے کہ میں اجتماع عام میں تقریر کرتے جھجکتا اور گھبراتا تھا اور اپنے آپ کو اس کا اہل بھی نہ سمجھتا تھا۔ انہیں ایام میں ایک روز میں نے حضور صلعم کو خواب میں دیکھا جمعہ کی رات تھی حضور صلعم نے

لوٹ لیا اور جن کو باغ کے اندر بسایا تھا وہ اپنی خدمات کو خوبی کے ساتھ ادا کرنے لگے اور مالک کے غلام بنے رہے۔ لیکن آخر اپنی خدمات سے عاجز آ گئے اور نکالے گئے۔ اسی طرح برابر سلسلہ جاری رہا۔ خدا کی قسم! جو باتیں ہم نے تم سے کہی ہیں اگر وہ بھی نہ ہوتیں اور ہم اپنی نادار و نزار حالت پر صبر کرتے تو یقیناً اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ تم اس طرح عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے نہ ہوتے اور نہ ہم ابتلاء و آزمائش کی زندگی کو صبر و شکر سے بسر کرتے ہوتے۔''

رستم کو جب اس امر کا یقین ہو گیا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر مضبوطی سے قائم ہیں اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی ناممکن ہے تو اس نے جنگ پر آمادہ ہو کر اسلامی وفد سے دریافت کیا "جنگ کے لئے دریا کے پل کو عبور کر کے تم ادھر آنا چاہتے ہو یا ہم کو ادھر آنے کی اجازت دیتے ہو۔" اسلامی وفد نے کہا "تم ہی دریا کو عبور کر کے ہماری طرف آؤ۔" یہ کہکر شام کے وقت اسلامی وفد اپنے لشکر میں چلا گیا۔ اور حضرت سعد بن وقاص کو فیصلہ سے آگاہ کیا۔ حضرت سعد بن وقاص نے فوج کو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر مضبوطی سے قائم رہو اور دشمنوں کے عبور دریا کی حالت کو دیکھتے رہو۔ بعض لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ ہم پل کو توڑ دیں لیکن سعد بن وقاص نے اس کو پسند نہیں کیا البتہ یہ حکم دیدیا کہ دوسرے موقعہ پر دریا کو مٹی وغیرہ سے بھر کر پاٹ دو چنانچہ رات بھر یہ کام جاری رہا اور صبح کو اپنا راستہ تیار کر لیا۔

دوسرے دن رستم مغموم و محزون حالت میں بستر سے اٹھا اور جسم پر دو زرہیں پہنیں اور ملبوس جائے پھر اچک کر گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج کو مخاطب کر کے کہا "ہم مسلمانوں کو کچل کر رکھدیں۔" اس کے جواب میں ایک شخص نے کہا "اگر خدا نے چاہا۔" رستم نے کہا "اگر خدا نے نہ چاہا تب بھی۔" شیر (یعنی کسریٰ) کے مرنے کے بعد لومڑی نے میدان کو خالی پاکر اپنا دخل کر لینا چاہا ہے۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ اس کا وبال مسلمانوں پر پڑے گا۔" رستم نے یہ الفاظ مسلمانوں کی توہین کے لئے استعمال کئے تھے تاکہ سپاہ کے دل قوی ہو جائیں۔ ورنہ حقیقت یہ تھی کہ اس پر مسلمانوں کا رعب چھایا ہوا تھا۔

فوج کو اس نے اس طرح مرتب کیا کہ تیرہ ہزار آدمیوں کی فوج مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے تھی اور بیس ہزار کی فوج پیدل تھی۔ ہاتھی بھی ساتھ تھے۔

جنگ قادسیہ کا پہلا معرکہ

بیرونی کی تحت سپاہ کو اپنے تخت اور دائیں بازو کے درمیان رکھا۔ ملک کے بادشاہ یزدگرد نے ایک بڑی فوج اپنے اور رستم کے درمیان رکھی یعنی دارالسلطنت سے لیکر رستم کے تخت تک اس طرح فوج کو مقرر کیا کہ فوج کا پہلا دستہ یزدگرد کے محل کے دروازہ پر تھا اور آخری دستہ رستم کے قریب اور درمیان میں مسلسل سپاہی لگے ہوئے تھے اور یہ انتظام اس لئے کیا گیا تھا کہ رستم کے کارناموں اور جنگ کی خبر ہر وقت یزدگرد کو معلوم ہوتی رہے اور سپاہی ایک دوسرے کو اطلاع دیکر دم کے دم میں میدان جنگ کی خبروں کو پہنچاتے رہیں۔

دوسری طرف مسلمانوں نے بھی اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ اس زمانہ میں فوج کے سپہ سالار حضرت سعد بن وقاص کے جسم میں دمل نکلے ہوئے تھے اور وہ عرق النساء کے درد میں بھی مبتلا تھے اٹھنا، بیٹھنا اور چلنا پھرنا ان کے لئے ممکن نہ تھا۔ سر کے نیچے تکیہ رکھکر وہ اوندھے پڑے رہتے تھے۔ اسی حالت میں ان کو ایک قصر کی چھت پر پہنچا دیا گیا اور وہیں سے انہوں نے فوج کی رہنمائی کی۔ جو لوگ حضرت سعد کے مخالف تھے انہوں نے ان کی شان میں ہجو کے طور پر چند شعر لکھے جنمیں سے دو شعر یہ تھے۔

فقاتل حتی انزل اللہ نصرہ	ہم لڑتے رہے یہاں تک کہ خدا نے اپنی مدد
وسعد بباب القادسیۃ معصم	نازل کی اس حال میں کہ سعد قادسیہ کے
فأبنا وقد آمت نساء کثیرۃ	دروازہ میں پناہ گزیں تھے بہت سی
ونسوۃ سعد لیس فیھم ایم	عورتیں بیوہ ہو گئیں لیکن سعد کی

عورتوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہیں ہوئی۔

صحابہ کرام میں حضرت سعد مستجاب الدعوۃ تھے۔ یعنی خدا ان کی دعا قبول فرما لیا کرتا تھا۔ لوگوں نے جب یہ اشعار ان کو سنائے تو انہوں نے فرمایا کہ "اے اللہ اگر یہ شخص (جس نے یہ شعر کہے ہیں) جھوٹا ہے تو اس کی زبان کو قطع کر دے۔" تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک تیر آیا اور شاعر کی زبان میں پیوست ہو گیا اور پھر چند لمحوں کے بعد اس کی روح جسم عنصری سے پرواز کر گئی۔

اس کے بعد حضرت سعد قصر کی چھت سے اتر کر نیچے آئے اور سپاہ میں بیٹھکر لوگوں کو اپنے زخم دکھائے جو ان کی رانوں اور ...

... سے تیری روح کی ابتدائی نفرت، محبت و الفت میں تبدیل ہو جائے اور بدکاری و شرارت کے جراثیم تیری روح اور نفس سے خارج ہو جائیں۔

اور اے سادہ لوح انسان جب تو اپنے آپ کو اس حال میں پائے کہ تیری طبیعت بدکار اور شریر انسانوں کی طرف مائل ہو۔ ان کی صحبت میں تجھکو لطف و مسرت حاصل ہو اور ان سے صحبت

سالکان طریقت

(تصوف اور تعلیم تصوف پر ایک لاجواب تصنیف)

(سید عزیز حسن بقائی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۱۱۶) باطنی فراست کا ایک واقعہ

ابوالعباس بن مسروق رح کہتے ہیں کہ ہماری جماعت میں ایک بزرگ صورت شخص آیا اور تصوف کے موضوع پر قابل تحسین بحث و گفتگو کی اور اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کیا کہ جو بات یا خیال تمہارے دل و دماغ میں پیدا ہوگا میں اسکو بتا دونگا۔ اس کے یہ الفاظ سنکر مجھے تعجب ہوا اور میرے قلب میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص یہودی ہے۔ واقعہ یہ ہے جو خیال میرے قلب میں پیدا ہوا تھا وہ لمحہ بہ لمحہ ترقی پذیر رہا۔ اور کسی طرح اس میں کمی پیدا نہیں ہوئی۔ میں نے آہستہ سے اپنے اس خیال کو جریری (نام ایک شخص) پر ظاہر کیا۔ اس نے ناگواری سے سنا اور اس کو تہمت خیال کیا۔ میں نے کہا اپنے اس خیال کو ضرور اس شخص پر ظاہر کر دونگا۔ چنانچہ میں نے اس شخص کو مخاطب کر کے کہا "تم نے یہ کہا تھا کہ جو بات تمہارے دل میں پیدا ہو اس کو بیان کرو۔ میں حقیقت سے آگاہ کر دونگا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ تم یہودی ہو"

میرے الفاظ سنکر اس شخص نے سر جھکا لیا اور تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا "تم نے سچ کہا۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے سچے رسول ہیں" اس کے بعد اس نے کہا "میں نے تمام مذاہب کی تعلیم کو دیکھا اور دل میں یہ فیصلہ کیا کہ اگر سچائی کسی جماعت میں ہو سکتی ہے تو وہ یہی اہل اللہ کی جماعت ہے۔ چنانچہ میں امتحان کی غرض سے اس جماعت میں داخل ہوا اور اس کو حق پر پایا۔ آخر میں نے اسلام کو قبول کر لیا۔" ابوالعباس کا بیان ہے کہ اس شخص کا اسلام بہتر ثابت ہوا اور اس نے اہل حق کی بڑی خدمت کی۔

(۱۱۷) مومن کی فراست سے ڈرو

جنید بغدادی رح کہتے ہیں کہ حضرت سری سقطی رح مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے وعظ کہا کرو اور واقعہ یہ ہے کہ میں اجتماع عام میں تقریر کرتے جھجکتا اور گھبراتا تھا اور اپنے آپ کو اس کا اہل ہی نہ سمجھتا تھا۔ انہیں ایام میں ایک روز میں نے حضور صلعم کو خواب میں دیکھا جمعہ کی رات تھی۔ حضور صلعم نے مجھ سے فرمایا: "لوگوں کو وعظ سنایا کرو" صبح کو اٹھکر میں حضرت سری سقطی رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت سری سقطی رح نے فرمایا: "تم نے ہماری بات نہ مانی یہاں تک کہ تم کو حضور صلعم کی طرف سے اس کی ہدایت کی گئی"... جنید بغدادی کا بیان ہے کہ حضور صلعم کے ارشاد اور حضرت سری سقطی کی تنبیہ کے بعد میں اسی روز جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد میں منبر پر بیٹھا اور وعظ شروع کیا۔ سارے شہر میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت جنید رح نے وعظ کہنا شروع کر دیا ہے۔ میں وعظ کہہ رہا تھا کہ ایک مسیحی شخص نے جو مسلمانوں کی شکل پر مسجد کے اندر موجود تھا کھڑے ہو کر یہ کہا۔ "شیخ! حضور صلعم کے اس ارشاد کے کیا معنی ہیں کہ اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله تبارك وتعالیٰ۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ نور الٰہی سے ہر چیز کو دیکھتا ہے" حضرت جنید بغدادی رح کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور پھر اس کی طرف دیکھکر کہا۔ "اے شخص! مسلمان ہو جا۔ تیرے اسلام قبول کرنے کا وقت آگیا ہے"۔ فوراً اس شخص نے اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں میں شامل ہو گیا۔ میں نے کہا کہ مومن کی وہ فراست یہی ہے جس سے ڈرنے کا حکم ہے۔ (باقی)

ملفوظاتِ باقیؒ

(سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سالار حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات عالیہ در سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیم)

(جامع سید عزیز حسن بقائی نبیرۂ حضور خواجہ باقی باللہؒ)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۱۲۸) فرقہ ملامتیہ کے بعض شیوخ کا ذکر

حضرت خواجہ نے فرمایا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے حضرت بایزید بسطامیؒ، ابو سعیدؒ، خرازؒ، ابو مسعودؒ اور خود اپنے آپ کو فرقہ ملامتیہ میں شمار کیا ہے اور اس فرقہ کا ان کو سردار مانا ہے۔ لیکن دوسرے بزرگوں کی نسبت انہوں نے خاموشی اختیار کی ہے۔

(۱۲۹) فرقہ ملامتیہ کا مسلک

حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ "فرقہ ملامتیہ میں سے وہ لوگ جو اپنے آپ کو خلقت کے نگاہ میں ملامت کے طور پر ظاہر کرتے ہیں شریعت پر اعتماد کر کے بعض ایسے امور کو اختیار کر لیتے ہیں جو بظاہر ممنوع ہیں یعنی وہ لوگ امور شریعت کے پابند تو ہیں لیکن عوام کی نظروں میں قابل ملامت بننے کے لئے بعض ایسے امور کو اختیار کر لیتے ہیں جو بظاہر ممنوع نظر آتے ہیں مثلاً ایام سفر میں وہ رمضان کے روزے نہیں رکھتے اور رمضان کے دنوں میں بازاروں میں اس لئے کھاتے پیتے رہتے ہیں کہ انسانی مخلوق ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے اور وہ اُن کی نظر میں حقیر و ذلیل ہو جائیں۔ یہ لوگ مرتبہ کے لحاظ سے صوفیوں سے کم درجہ رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ مخلوق الٰہی ان کی نظروں میں اُن کی قابل وقعت ہے اور وہ اس کی پروا کرتے ہیں۔

(۱۳۰) نغمہ یا سماع کی بحث

حضرت خواجہؒ کے حضور میں نغمہ یا سماع کی گفتگو شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ "فقہاء سماع کو مکروہ جانتے ہیں اور بعض مشائخ طریقت نے اس کو مباح قرار دیا ہے۔ لیکن مبتدی کو بھی وہ اس کا اہل نہیں سمجھتے۔ جو لوگ نغمہ و سماع کو جائز یا مباح سمجھتے ہیں اُن کا خیال ہے کہ نغمہ کی سماعت سے طبیعت کو سکون حاصل ہوتا ہے اور طبیعت کے سکون سے معانی کا ادراک بخوبی ہوتا ہے یعنی محبوب حقیقی کی معرفت میں سکون طبیعت سے معقول مدد ملتی ہے۔ گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ محبوب کو خیال ہوتے ہی اور نغمہ محبوب کا زیادہ ہوتا ہے۔ نفس نغمہ سے ان لوگوں کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

(۱۳۱) نغمہ و سماع کے شرائط

حضرت خواجہؒ نے نغمہ و سماع کی گفتگو میں فرمایا کہ "حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رضہ نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ نغمہ سننے کی چند شرائط ہیں منجملہ اُن کے ایک شرط یہ ہے کہ سامع پر محبت الٰہی غالب ہو۔ یعنی سالک اس حال میں ہو کہ خدا کی محبت کے سوا اور کسی چیز کی بھی خواہش اس کے قلب میں نہ ہو۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔ "یا حضرت! خدا کے محب حق کی علامت کیا ہے" حضرت خواجہ نے فرمایا "محب الٰہی کی علامت یہ ہے کہ وہ حضور صلعم کی اطاعت و فرمانبرداری میں کامل ہو۔" عرض کیا گیا "یہ بھی تو ممکن ہے کہ حضور صلعم کا کامل پیرو طالب بہشت ہو۔ یعنی اتباع سے اس کی غرض بہشت کی طلب ہو۔" حضرت خواجہ نے فرمایا "ایسا شخص جو بہشت کی طلب میں اتباع کرے ہمارے مسلک میں کامل متبع نہیں کہلاتا اور نہ اس کو اہل اللہ کے حلقہ میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ اتباع ظاہری کا مطلب تو یہ ہے کہ تمام ظواہر میں کامل متبع ہو اور باطن کے اتباع کا مطلب یہ ہے کہ باطن میں خدا کے سوا اور کسی چیز کا شائبہ تک نہ ہو۔

شرح مثنوی مولانا روم

از معاون اڈیٹر

(گزشتہ سے پیوستہ)

در یکے گفتہ کہ آں جت داد حق | بر تو شیریں کردہ در ایجاد حق
بر تو آساں کردہ و خوش آں را بگیر | خویشتن را در مشقت در مگیر

ترجمہ۔ یہودی وزیر نے جو عیسائی پیروؤں کو جو احکام دیئے تھے۔ ان میں سے ایک حکم میں یہ لکھا تھا کہ تجھکو جو چیز خدا نے عطا کی ہے یا جو چیز خدا تجھکو دیتا ہے اس کو شیریں خوش گوار سمجھ اور یہ خیال کر کہ خدا نے تیرے ہی لئے پیدا کیا ہے اور جو چیز خدا نے تیرے لئے خوشگوار پیدا کی ہے اور تجھپر آسان کی ہے اس کو لیلے، اور اپنے آپ کو رنج و تکلیف میں نہ ڈال۔

تشریح۔ ایک حکم میں یہ لکھا گیا کہ خدا نے جسقدر چیزیں تیرے لئے پیدا کی ہیں اور ان کے حصول میں تیرے لئے آسانیاں رکھی ہیں ان سے فائدہ اٹھا۔ اُن کو خوشگوار سمجھ اور حرام وحلال کے فضول تکالیف میں اپنے آپکو مبتلا نہ کر یعنی ہر چیز تیرے لئے جائز و حلال ہے اور خدا نے اس کو تیرے فائدے لئے پیدا کیا ہے۔

در یکے گفتہ کہ بگذر زاں خود | کاں قبول طبع تو ردست و بد
راہ ہائے مختلف آساں شدہ | ہر یکے را ملتے چوں جاں شدہ
گر میسر کردن حق رہ بدے | ہر جہود و گبر ازو آگہ شدے

ترجمہ۔ ایک حکم میں لکھا کہ اپنی خواہشات کو ترک کر دے۔ اس لئے کہ کسی چیز کو تیری طبیعت کا پسند کرنا رد ہے۔ یعنی تیری طبیعت کا کسی چیز کو جائز و حلال خیال کرنا درست نہیں ہے۔ اگر مختلف اصولوں کا آسان ہونا درست ہوتا تو تمام مذاہب حق پر ہوتے اور اگر پسندیدگی ہی صحت کا معیار ہوتا یا حق کی علامت ہوتی تو یہود و آتش پرست وغیرہ تمام مذہب حق پر ہوتے۔

تشریح۔ ایک حکم میں یہ لکھا کہ خواہشات کو ترک کر دینا چاہئیے اس لئے کہ جن چیزوں کی طرف تیری طبیعت راغب ہوتی ہے ان کا حلال و درست ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ بعض اوقات وہ چیزیں بری اور ممنوع ہوتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خواہش طبع اور میلان طبعی حلت و جواز کی دلیل نہیں ہے۔ اس لئے اس سے بدگمان رہنا چاہئیے کسی چیز کی طرف طبیعت کا راغب ہونا یا آسانی سے اس کا میسر آجانا اس کی خوبی کی دلیل نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو تمام مذاہب حق ہوتے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے مذہب کو پسند کرتا ہے اس کی طرف مائل ہوتا اور اس کو آسان خیال کرتا ہے۔

یہ حکم پہلے حکم کے خلاف ہے۔ پہلے حکم میں لکھا تھا کہ خدا نے جو چیزیں پیدا کی ہیں وہ آسانی سے میسر ہو جاتی ہیں تو سمجھ کہ حلال ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھا اور حرام و ممنوع کی زحمت میں اپنے آپ کو نہ ڈال۔ اس حکم میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو خوشگوار ہو اور آسانی سے مل جائے اس کو جائز و حلال نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ خوشگواری اور سہولت جواز کی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ اکثر اوقات ایسی چیزیں بری اور ممنوع ہوتی ہیں۔

مختصر یہ کہ مقبول طبع اشیاء کو درست و صحیح تسلیم کر لینا مناسب نہیں ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تمام مذاہب حق پر ہیں حالانکہ تمام مذاہب کا درست اور حق پر ہونا غلط ہے۔

شرح دیوان حافظؒ

(از معاون ایڈیٹر)

(گزشتہ سے پیوستہ)

زاہد ظاہر پرست از حال ما آگاہ نیست　　در حق ما ہر چہ گوید جائے ہیچ اکراہ نیست

ترجمہ- چونکہ ظاہری [illegible] ہماری باطنی حالت یا ہمارے مرتبے سے واقف نہیں ہے۔ اس لیے وہ جو کچھ ہمارے حق میں کہتا ہے وہ ناگوار نہ ہونا چاہیے۔

تشریح- سلوک کی بعض منازل پر سالک سے بعض اوقات ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو بظاہر شرع کی نظر میں پسندیدہ اور جائز نہیں ہیں اور علماء ان پر اعتراض کرتے یا ان کو قابل ملامت قرار دیتے ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ علمائے ظاہر کا اعتراض کرنا حقیقت میں سالک کے مرتبہ سے ناواقفیت پر مبنی ہے اور اس صورت میں اعتراض قابل توجہ نہیں ہے۔ مسئلہ کی حقیقت یہ ہے کہ سالک سے جو افعال جذب کی حالت میں صادر ہوتے ہیں وہ قابل اعتراض نہیں ہیں۔ اس لئے [illegible] ایسے اشخاص کو احکام شرع سے بری قرار دیا ہے اور وہ جو کچھ کرتے ہیں غیر مکلف ہونے کی حیثیت میں کرتے ہیں۔ ظاہر پرست، چونکہ سالک کے باطن یا حقیقی حالت سے واقف نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن پر اعتراض کر دیتے ہیں۔

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست　　در صراط المستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

ترجمہ- طریقت میں سالک کے سامنے جو چیز بھی آئے اس میں اس کے لئے بھلائی ہے اس لئے کہ صراط مستقیم میں کوئی شخص گمراہ نہیں ہوتا۔

تشریح- سلوک میں چار منزلیں ہوتی ہیں شریعت۔ طریقت حقیقت۔ معرفت حافظ دل کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ جو شخص صراط مستقیم پر قائم ہو جس کی ایک صفت طریقت ہے وہ بھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ طریقت صراط مستقیم ہے جب تک سالک اس پر قائم رہتا ہے گمراہ نہیں ہوتا۔ سالک سے اس موقع پر وہ شخص مراد ہے جو ہوش و حواس رکھتا ہو اور تقرب الٰہی کا طالب ہو۔ مجذوب اس میں شامل نہیں ہے۔

ایں چہ استغناست یارب وایں چہ قادر حکمت است　　کایں چنیں زخم نہانست و مجال آہ نیست

ترجمہ- اے پروردگار کیسی بے پروائی اور کیسی نادر حکمت ہے کہ دل زخم سے چور ہے اور آہ کی طاقت نہیں ہے۔

تشریح- [illegible]

آہ نکل جاتی ہے۔ لیکن سالک کی حالت اس سے مختلف ہے۔ وہ جب تقرب الٰہی کے حصول میں تکالیف برداشت کرتا ہے تو خوف الٰہی کے سبب آہ کی جرأت ہی نہیں کر سکتا۔ حافظؒ نے اسی مفہوم کو اس شعر میں ادا کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سالک وہ ہے جو شدائد کو برداشت کرے اور کسی نوع سے بے صبری اور شکوہ و شکایت کا اظہار نہ کرے۔

ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو　　گیر و دار و حاجب و دربان دریں درگاہ نیست

ترجمہ- اللہ کی درگاہ میں حاضری کے لئے نہ تو کوئی روک ٹوک ہے نہ وہاں محافظ اور دربان ہیں جس کا جی چاہے آئے اور جس کا جی چاہے واپس جائے۔

تشریح- خدا کا عشق یا تقرب الٰہی کے حصول کی کوشش جس کا جی چاہے کرے اور جس کا جی چاہے نہ کرے اس کی درگاہ میں کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔

بر در میخانہ رفتن کار یکرنگاں بود　　خود فروشاں را بکوئے میفروشاں راہ نیست

ترجمہ- میخانہ میں جانا یکرنگ لوگوں کا کام ہے مغرور و متکبر لوگوں کے لئے اس راہ میں چلنا ناممکن ہے۔

تشریح- یکرنگ سے مراد وہ سالک ہیں جن کا باطن معرفت خداوندی کے رنگ میں رنگا ہوا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ معرفت کے میخانہ میں صرف وہی لوگ بار پاتے ہیں جن کے قلوب میں محبت الٰہی کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ خود فروش یعنی مغرور و متکبر لوگ اس میں داخل نہیں ہو سکتے۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى

اور زمین میں پاس پاس (پھر مختلف) قطعے ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور ہیں جن میں بعضے تو ایسے ہیں کہ ایک تنے سے جاکر اوپر دو تنے

بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ

ہو جاتے ہیں اور بعضے میں دو تنے نہیں ہوتے سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور میں سمجھداروں کیواسطے دلائل ہیں اور اگر

تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

آپ کو تعجب ہو تو ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم خاک ہو گئے کیا ہم پھر از سر نو پیدا ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کے

بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

ساتھ کفر کیا اور ایسے لوگوں کی گردنوں میں طوق ڈالے جاویں گے اور ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ

رہیں گے اور یہ لوگ عافیت سے پہلے آپ سے مصیبت کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے واقعات عقوبت گذر چکے ہیں

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کی خطائیں باوجود ان کی بیجا حرکتوں کے معاف کر دیتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت سزا دیتا ہے

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝

اور یہ کفار یوں کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہیں

ع

تفسیر۔ اللہ الذی سے قوم ھاد تک۔ اللہ ایسا ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدون ستون کے اونچا کھڑا کر دیا چنانچہ تم ان کو دیکھ رہے ہو پھر عرش پر قائم ہوا اور آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگا دیا ہر ایک ایک وقت معین پر چلتا رہتا ہے۔ وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کر لو اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں کی دو دو قسم کے پیدا کئے شب سے دن کو چھپا دیتا ہے ان امور میں سوچنے والوں کے واسطے دلائل ہیں اور زمین میں پاس پاس (اور پھر) مختلف قطعے ہیں (جن کا باوجود تلاصق کے مختلف الاثر ہونا عجیب بات ہے) اور انگوروں کے باغ ہیں اور (مختلف) کھیتیاں ہیں اور کھجور (کے درخت) ہیں جن میں بعضے تو ایسے ہیں کہ ایک تنے سے اوپر جاکر دو تنے ہو جاتے ہیں اور بعضے میں دو تنے نہیں ہوتے (بلکہ جڑ سے شاخوں تک ایک ہی تنہ چلا جاتا ہے اور) سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور باوجود اس کے پھر بھی) ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور (مذکورہ) میں (بھی) سمجھداروں کے (سمجھنے کے) واسطے توحید کے) دلائل (موجود) ہیں ربط اوپر توحید کا اثبات تھا آگے جواب ہے کفار کے شبہات کا جو نبوت کے متعلق تھے مع وعید کے اور وہ تین شبہے تھے اول بعث و نشر کو وہ لوگ محال سمجھتے تھے اور اس سے نفی نبوت پر استدلال کرتے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے ہل ندلکم علی رجل ینبئکم اذا مزقتم کل ممزق انکم لفی خلق جدید۔ دوسرا شبہ یہ تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو انکار نبوت پر جس عذاب کی آپ وعید سناتے ہیں وہ کیوں نہیں آتا لقولہ تعالیٰ ان کان ہذا ہو الحق من عندک الخ تیسرا شبہ یہ تھا کہ جن معجزات کی ہم فرمائش کرتے ہیں وہ کیوں نہیں ظاہر کئے جاتے آیت وان تعجب الخ میں اول شبہ کا رد ہے اور آیت ویستعجلونک الخ میں دوسرے شبہ کا جواب اور آیت ویقول الذین کفروا الخ میں تیسرے شبہ کا جواب ہے۔

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ کو (ان لوگوں کے انکار بعث سے) تعجب ہو تو (واقعی) ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم (مرکر) خاک ہو گئے کیا (خاک ہو کر) ہم پھر (قیامت کو) از سر نو پیدا ہوں گے (تعجب کے لائق اس لئے کہ جو ذات ایسی اشیاء مذکورہ کے خلق ابتداءً قادر ہے اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اور اسی سے جواب ہو گیا استبعاد بعث کا اور انکار نبوت کا بھی جس کا مبنی وہ استبعاد تھا ایک کے جواب سے دوسرے کا جواب ہو گیا آگے ان کے لئے وعید ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا (کیونکہ انکار بعث سے اس کی قدرت کا انکار کیا و نیز انکار نبوت سے جو لازم تھا انکار بعث سے حق تعالیٰ کی صفت تصدیق الحق کا انکار کیا الخ۔

معجزات بد کا ذب پر ایک قسم ہے تائید باطل و تلبیس حق کی) اور ایسے لوگوں کی گردنوں میں (دوزخ میں) طوق ڈالے جاویں گے اور ایسے لوگ دوزخی ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ عافیت کی میعاد ختم ہونے) سے پہلے آپ سے مصیبت (کے نازل ہونے) کا تقاضا کرتے ہیں (کہ اگر آپ نبی ہیں تو جلدی عذاب منگا دیجئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عذاب کے وقوع کو بڑا بعید سمجھتے ہیں) حالانکہ ان سے پہلے (اور کفار پر) واقعات عقوبت گذر چکے ہیں (تو ان پر آجانا کیا مستبعد ہے) اور (اللہ تعالیٰ کے غفور اور رحیم ہونے کو سنکر یہ لوگ مغرور نہ ہو جاویں کہ اب ہم کو عذاب نہ ہوگا کیونکہ صرف غفور رحیم ہی نہیں ہیں اور پھر سب کے لئے غفور رحیم نہیں ہیں بلکہ دونوں باتیں اپنے اپنے موقع پر ظاہر ہوتی ہیں یعنی) یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کی خطائیں باوجود ان کی (ایک خاص درجہ کی) بیجا حرکتوں کے معاف کر دیتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت سزا دیتا ہے (یعنی اس میں دونوں صفتیں ہیں اور ہر ایک کے ظہور کی شرطیں اور اسباب ہیں پس انہوں نے بلا سبب اپنے کو مستحق رحمت و مغفرت کیسے سمجھ لیا بلکہ کفر کی وجہ سے ان کے لئے تو اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہے) اور یہ کفار (بقدح نبوت کی غرض سے) یوں (بھی) کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ (جو ہم چاہتے ہیں) کیوں نہیں نازل کیا گیا (اور ایسی فرمائش محض حماقت ہے کیونکہ آپ مالک معجزات نہیں بلکہ) آپ صرف (عذاب خدا سے کافروں کو) ڈرانے والے (یعنی نبی) ہیں (اور نبی کے لئے مطلق معجزہ کی ضرورت ہے جو کہ ظاہر ہو چکا ہے نہ کہ خاص معجزہ کی) اور (کوئی آپ انوکھے نبی نہیں ہوئے بلکہ) ہر قوم کے لئے (امم ماضیہ میں) ہادی ہوتے چلے آئے ہیں (ان میں بھی یہی قاعدہ چلا آیا ہے کہ دعوے نبوت کے لئے مطلق دلیل کو کافی قرار دیا گیا خاص دلیل کا التزام نہیں ہوا) **ف** آیت میں ہادی عام ہے نبی اور نائب نبی کو پس ہند میں مطلق ہادی کے آنے سے اس کا نبی ہونا لازم نہیں البتہ محتمل ہے اس میں زیادہ بحث ضرور نہیں **ربط** اوپر بحث نبوت سے پہلے توحید کا مضمون تھا آگے پھر عود ہے اسی طرف کہ اللہ یعلم الخ میں اپنا وسیع العلم ہونا اور لہ معقبات الخ میں اپنا حافظ خلق ہونا اور ہو الذی یریکم الخ میں اپنا عظیم الشان ہونا اور لہ دعوۃ الخ میں اپنا مجیب الدعوات ہونا اور وللہ یسجد الخ میں اپنا قادر مطلق ہونا اور قل من رب الخ میں اپنا خالق ہونا مذکور فرمایا ہے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ

اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے اور ہر شے اللہ کے نزدیک ایک خاص انداز سے ہے

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ

وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے سب سے بڑا عالیشان ہے تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر

جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ

کہے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ جاوے اور جو دن میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں ہر شخص کے لئے کچھ فرشتے ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اس کے آگے اور

يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ

کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے اور جب

اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ

اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں اور کوئی خدا کے سوا ان کا مددگار نہیں رہتا وہ ایسا ہے کہ تم کو

يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ

بجلی دکھلاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہ بادلوں کو بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے

وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاۗءُ وَهُمْ

ہوتے ہیں اور رعد اسکی تعریف کے ساتھ اسکی پاکی بیان کرتا ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے اور وہ لوگ

يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ ۝ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن

اللہ کے باب میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا شدید القوت ہے سچا پکارنا اسی کے لیے خاص ہے اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں

دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ

وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کر سکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو تاکہ

وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ۚ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

وہ اس کے منہ تک آجاوے اور وہ اس کے منہ تک آنیوالا نہیں اور کافروں کی درخواست کرنا محض بے اثر ہے اور اللہ ہی کے سامنے سب سر جھکاتے ہیں جتنے آسمانوں میں

طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُم بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

ہیں اور جتنے زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اور ان کے سائے بھی صبح اور شام کے وقتوں میں۔ آپ کہیے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے

قُلِ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُم مِّن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہے آپ یہ کہیے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے سوا دوسرے مددگار قرار دے رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ أَمْ

آپ یہ کہیے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے یا کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے یا

جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

انہوں نے اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے پھر ان کو پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو آپ کہہ دیجئے کہ اللہ

وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی واحد ہے غالب ہے

تفسیر:- (اللّٰہُ یَعْلَمُ سے وھو الواحد القہار تک) اللہ تعالیٰ (کا علم ایسا وسیع ہے کہ اس) کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے یعنی لڑکا ہے یا لڑکی ہے) اور جو کچھ (ان عورتوں کے) رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے (بچہ میں یا مدت میں مثلاً کبھی ایک بچہ ہوتا ہے کبھی زیادہ کبھی جلدی ہوتا ہے کبھی دیر میں) اور ہر شئے اللہ کے نزدیک (یعنی اس کے علم میں) ایک خاص انداز سے (مقرر) ہے وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے سب سے بڑا (اور) عالی شان ہے تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ جاوے اور جو دن میں چلے پھرے یہ سب (خدا کے علم میں) برابر ہیں (یعنی سب کو یکساں جانتا ہے اور جیسا تم میں سے ہر شخص کو جانتا ہے اسی طرح ہر ایک کی حفاظت بھی کرتا ہے چنانچہ تم میں سے) ہر شخص (کی حفاظت) کے لئے کچھ فرشتے (مقرر) ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا (بہت بلاؤں سے) اس کی حفاظت کرتے ہیں (اور اس سے کوئی یوں نہ سمجھ جاوے کہ جب فرشتے ہمارے محافظ ہیں پھر جو چاہے کرو معصیت خواہ کفر کسی طرح عذاب نازل ہی نہ ہوگا یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کیونکہ واقعی اللہ تعالیٰ (ابتداءً تو کسی کو عذاب دیتا نہیں چنانچہ اس کی عادت ہے کہ وہ) کسی قوم کی (اچھی) حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی (صلاحیت کی) حالت کو نہیں بدل دیتے (مگر اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جب وہ اپنی صلاحیت میں خلل ڈالنے لگتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان پر مصیبت و عقوبت تجویز کی جاتی ہے) اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں (وہ واقع ہو ہی جاتی ہے) اور (ایسے وقت میں) کوئی خدا کے سوا (جن کی حفاظت کا ان کو زعم ہے) ان کا مددگار نہیں رہتا (حتیٰ کہ فرشتے بھی اُن کی حفاظت نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی تو حفاظت ان کی کام نہ آسکتی) وہ ایسا (عظیم الشان) ہے کہ تم کو (بارش کے وقت) بجلی (چمکتی ہوئی) دکھلاتا ہے جس سے (اس کے گرنے کا) ڈر بھی ہوتا ہے اور (اس سے بارش کی) امید بھی ہوتی ہے اور وہ

بادلوں کو (بھی) بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد (فرشتہ) اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور (دوسرے
فرشتے بھی اس کے خوف سے (اس کی تحمید و تسبیح کرتے ہیں) اور وہ (زمین کی طرف) بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے اور وہ
لوگ اللہ کے باب میں (یعنی اس کی توحید میں باوجود اس کے ایسے عظیم الشان ہونے کے) جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا شدید القوت
ہے کہ جس سے ڈرنا چاہیئے مگر یہ لوگ ڈرتے نہیں اور اس کے ساتھ شریک ٹھیراتے ہیں اور وہ ایسا مجیب الدعوات ہے کہ) سچا پکارنا
اسی کے لئے خاص ہے (کیونکہ اس کو قبول کرنے کی قدرت ہے) اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ (اپنے حوائج و مصائب میں) پکارتے
ہیں وہ (بوجہ عدم قدرت کے) ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کرسکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو
اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہو (اور اس کو اشارہ سے اپنی طرف بلا رہا ہو) تاکہ وہ (پانی) اس کے منہ تک (اڑ کر) آجاوے
اور وہ (از خود) اس کے منہ تک (کسی طرح) آنے والا نہیں (پس جس طرح پانی ان کی درخواست قبول کرنے سے عاجز ہے اسی طرح
ان کے معبود عاجز ہیں اگر وہ غیر ذی روح ہیں تب تو ظاہر ہے اور اگر وہ ذی روح ہیں تب بھی قادر حقیقی کے روبرو تو عاجز ہی ہیں)
اور (چونکہ وہ معبودین ان کی درخواست کے قبول کرنے سے عاجز ہیں اس لئے) کافروں کی (ان سے) درخواست کرنا محض بے اثر
ہے اور اللہ ہی (ایسا قادر مطلق ہے کہ اسی) کے سامنے سب سر خم کئے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں (بعضے) خوشی
سے اور (بعضے) مجبوری سے (خوشی سے یہ کہ باختیار خود عبادت کرتے ہیں اور مجبوری کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس مخلوق میں
جو تصرف کرنا چاہتے ہیں وہ اس کی مخالفت نہیں کرسکتا) اور ان (زمین والوں) کے سائے بھی (سر خم کئے ہیں) صبح اور شام کے وقتوں
میں (یعنی سایہ کو جتنا چاہیں بڑھائیں جتنا چاہیں گھٹائیں اور صبح و شام کے وقت چونکہ امتداد اور تقلص ان کا زیادہ ظاہر ہوتا ہے اس
لئے تخصیص کی گئی ورنہ سایہ بھی بایں معنے ہر طرح مطیع ہے اور چونکہ مثل صفات بالا کے وہ تمام عالم کا خالق بھی ہے اس لئے اس مضمون
کی تقریر و تحقیق کے لئے) آپ (ان سے یوں) کہیئے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار (یعنی موجد و مبقی یعنی خالق و حافظ) کون ہے اور
چونکہ اس کا جواب متعین ہے اس لئے جواب بھی (آپ ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ ہے (پھر) آپ یہ کہیئے کہ کیا (یہ دلائل توحید سنکر) پھر بھی
تم نے خدا کے سوا دوسرے مددگار (یعنی معبودین) قرار دے رکھے ہیں جو (بوجہ غایت عجز کے) خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی
اختیار نہیں رکھتے (اور پھر شرک کے ابطال اور توحید کے احقاق کے بعد اہل توحید و اہل شرک اور خود توحید و شرک کے درمیان
اظہار فرق کے لئے) آپ یہ (بھی) کہیئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوسکتا ہے (یہ مثال ہے مشرک اور موحد کی) یا کہیں تاریکی
اور روشنی برابر ہوسکتی ہے (یہ مثال ہے شرک اور توحید کی) یا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی (کسی
چیز کو) پیدا کیا ہو جیسا خدا (ان کے اعتراف کے موافق بھی) پیدا کرتا ہے پھر (اس وجہ سے) ان کو (دونوں کا) پیدا کرنا ایک سا معلوم
ہوا ہو (اور اس سے استدلال کیا ہو کہ جب دونوں یکساں خالق ہیں تو دونوں یکساں معبود بھی ہوں گے سو اس کے متعلق بھی) آپ
(یہی) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی (اپنی ذات و صفات کمال میں) واحد ہے (اور سب مخلوقات پر) غالب ہے۔

ف جواب کے لئے گو صرف واذا اراد اللہ بقوم سوء الخ کافی ہے مگر ان اللہ لا یغیر الخ کا فائدہ یہ ہے کہ یہ بھی ایک منشا تھا اس شبہ
کا۔ بعض لوگوں کو وسوسہ ہوا ہے کہ باوجود حفاظت ملائکہ کے پھر کیوں بعض حوادث کا وقوع ہوتا ہے جواب ظاہر ہے کہ من امر اللہ کی
اس میں قید ہے پس جب کسی حکمت کی وجہ سے جس کی تعیین کا علم ہونا ہم کو ضرور نہیں حکم حفاظت کا نہیں ہوتا وہ ملائکہ اپنا کام نہیں کرتے اور
اگر کسی کو یہ وسوسہ ہو کہ حفاظت تو ویسے بھی ہوسکتی تھی ملائکہ کے مقرر ہونے کی کیا ضرورت جواب یہ ہے کہ ضرورت کی نفی سے حکمت کی نفی
لازم نہیں آتی مثل دوسرے اسباب کے اس میں بھی حکمتیں ہوں گی اور اگر کسی کو یہ وسوسہ ہو کہ بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ باوجود ارتکاب
معاصی کے عافیت اور نعمت زائل نہیں ہوتی اور بعض اوقات باوجود اجتناب معاصی کے عافیت اور نعمت زائل ہوجاتی ہے اور یہ دونو
امر مقتضائے ان اللہ لا یغیر الخ کے منافی ہیں جواب یہ ہے کہ امر اول تو ظاہراً بھی منافی نہیں کیونکہ آیت کا مدلول یہ نہیں کہ ان کی
تغییر حالت سے ہم ضرور تغییر کردیں گے بلکہ اس کا مدلول یہ ہے کہ بدون ان کی تغییر کے ہم تغییر نہ کریں گے سو امر اول ظاہر ہے کہ اس
مدلول کے منافی نہیں اور امر ثانی بھی تامل کے بعد منافی نہیں کیونکہ ما بقوم سے مراد رحمت الٰہیہ اور اس کی تغییر سے مراد غضب اور ناراضی
ہے جیسا ما بانفسہم سے مراد طاعۃ اور اس کی تغییر سے مراد معصیت ہے پس حاصل مدلول آیت یہ ہوا کہ بدون معصیت کے ہم ناراض
نہیں ہوتے پس اجتناب معاصی میں ناراضی کی نفی یقینی ہے نعمت اور عافیت کی نفی کا وعدہ نہیں پس امر ثانی کو مدلول آیت سے کوئی

منافی نہیں اور اس بنار پر امر اول کے عدم منافی کی اور بھی تقریر ممکن ہے وہ یہ کہ ارتکاب معاصی سے گو نعمت اور عافیت ظاہری زائل نہ ہو لیکن حق تعالیٰ کی ناراضی کسی درجہ میں تو ضرور مرتب ہو جاتی ہے چنانچہ روح المعانی میں حضرت علیؓ سے مرفوعاً ایک حدیث قدسی نقل کی ہے جو اس مضمون میں مصرح ہے اس کے الفاظ یہ ہیں وعزتی وجلالی وارتفاعی فوق عرشی ما من اہل قریۃ ولا اہل بیت ولا رجل بباديۃ کانوا علی ما کرہت من معصیتی ثم تحولوا عنہا الی ما احببت من طاعتی الا تحولت لہم عما یکرہون من عذابی الی ما یحبون من رحمتی وما من اہل قریۃ ولا اہل بیت ولا رجل بباديۃ کانوا علی ما احببت من طاعتی ثم تحولوا عنہا الی ما کرہت من معصیتی الا تحولت لہم عما یحبون من رحمتی الی ما یکرہون من عذابی اور اس تفسیر پر ایک اور دوسرا سوال زائل ہو گیا وہ یہ کہ بعض آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذنوب خاصہ سے کبھی مواخذہ عامہ بھی ہوتا ہے تو غیر عاصی کا ماخوذ ہونا بظاہر منافی ہے مدلول ان اللہ لا یغیر الخ کے وجہ زوال ظاہر ہے کہ اگر یہ ماخوذین باوجود قدرت کے مداہنت کرتے تھے تب تو یہ بھی ایک معصیت کے مرتکب تھے تو کچھ اشکال ہی نہیں اور اگر اس سے بھی محفوظ تھے تو وہ مواخذہ صورۃ ہے غضب اور ناراضی نہیں ہے۔ پس دونوں میں کچھ منافی نہ ہوئی اور ظاہر آیت سے کہ رعد کا ذکر ملائکہ کے ساتھ کیا گیا اور ترمذی کی حدیث مرفوع کی تصریح سے رعد کا ایک فرشتہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور اسی حدیث سے برق کا اس فرشتہ کے ہاتھ میں ایک ناری تازیانہ ہونا معلوم ہوتا ہے اس میں بعض سلف ایک اشکال نقلی کیا ہے اور ایک اشکال عقلی اول یہ کہ سورۃ بقرہ میں رعد نکرہ آیا ہے سو اگر یہ علم ہوتا تو نکرہ نہ آتا دوسرا یہ کہ فلاسفہ نے اس کے خلاف ذکر کیا ہے۔ اول کا جواب یہ ہے کہ رعد جیسا فرشتہ کا نام ہے ایسے ہی رعد اس فرشتہ کی آواز کو بھی کہتے ہیں پس نکرہ سے مراد اس کی صورت ہے اور دوسرے کا جواب یہ ہے کہ اگر اس آواز کا سبب ظاہری فلاسفہ کے قول کے موافق ہو اور سبب حقیقی اخبار شرع کے مطابق ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں چنانچہ انسان کی آواز کا ظاہری سبب قلع و قرع خاص ہے اور حقیقی سبب اس کی روح ہے اسی طرح یہاں ہونا بھی مستبعد نہیں اور یہ بھی کہنا مضائقہ نہیں کہ کا ہے سبب ہو اور گا ہے وہ ہو کیونکہ مسبب واحد کے اسباب کا متعدد ہونا جائز ہے اسی طرح برق کی حقیقت تو وہی ہو جو فلاسفہ کہتے ہیں مگر وہ اس فرشتہ کے قبضہ میں ہو تو اس میں کوئی استبعاد نہیں پایا گیا ہے یہ ہو گا ہے وہ ہو خوب سمجھ لو ربط اوپر توحید کا حق ہونا شرک کا باطل ہونا مذکور تھا آگے اس حق اور اس باطل کی دو مثالیں مذکور ہیں جیسا اوپر بھی ایک تمثیل نور و ظلمات کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے۔

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَ

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر نالے اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے پھر وہ سیلاب خس و خاشاک بہا لایا جو اس کے

مِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ

اوپر ہے اور جن چیزوں کو آگ کے اندر زیور یا اور اسباب بنانے کی غرض سے تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی میل کچیل ہے اللہ تعالیٰ حق اور

اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ

باطل کی اسی طرح مثال بیان کر رہا ہے سو جو میل کچیل تھا وہ تو پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے کارآمد ہے وہ دنیا میں

فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ۝

رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان کیا کرتے ہیں۔

تفسیر:- انزل من السماء سے الامثال تک. اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر (اس پانی سے) نالے (بھر کر) اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے (یعنی چھوٹے نالے میں تھوڑا پانی اور بڑے نالے میں زیادہ پانی، پھر وہ سیلاب (کا پانی) خس و خاشاک کو بہا لایا جو اس (پانی) کی (سطح کے) اوپر (آرہا) ہے (ایک کوڑا کرکٹ تو یہ ہے) اور جن چیزوں کو آگ کے اندر (رکھ کر) زیور یا اور اسباب (ظروف وغیرہ) بنانے کی غرض سے تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی میل کچیل (اوپر آجاتا) ہے (پس ان دو مثالوں میں دو چیزیں ہیں ایک کارآمد چیز کہ اصل پانی اور اصل مال ہے اور ایک ناکارہ چیز کہ کوڑا کرکٹ میل کچیل ہے غرض) اللہ تعالیٰ حق (یعنی توحید و ایمان وغیرہ) اور باطل (یعنی کفر و شرک وغیرہ) کی اسی طرح کی مثال بیان کر رہا ہے (جس کی تکمیل اگلے مضمون سے ہوتی ہے) سو (ان دونوں مذکورہ مثالوں میں) جو میل کچیل تھا

وہ تو پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے کارآمد ہے وہ دنیا میں (نفع رسانی کے ساتھ) رہتی ہے (اور جس طرح ان حق و باطل کی مثال بیان کی گئی) اللہ تعالیٰ اسی طرح (ہر ضروری مضمون میں) مثالیں بیان کیا کرتے ہیں **ف** حاصل دونوں مثالوں کا یہ ہے کہ جیسا ان مثالوں میں میل کچیل برائے چندے اصلی چیز کے اوپر نظر آتا ہے لیکن انجام کار وہ پھینک دیا جاتا ہے اور اصلی چیز رہ جاتی ہے۔ اسی طرح باطل گو برائے چندے حق کے اوپر غالب نظر آوے لیکن آخر کار باطل محو اور مغلوب ہو جاتا ہے اور حق باقی اور ثابت رہتا ہے۔

ربط اوپر مثالوں کے ضمن میں حق اور باطل کا حال بیان فرمایا تھا آگے اہل حق اور اہل باطل کا حال باعتبار صفت یعنی ہدایت وضلالت و بعض اعمال حسنہ وسیئہ کے اور نیز باعتبار جزا یعنی ثواب وعقاب کے مذکور ہے جیسا کہ اوپر تمثیل باعمی و بصیر میں بھی ان کا حال ہدایت وضلالت کا اجمالاً مذکور ہوا تھا۔

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا
جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا ان کے واسطے اچھا بدلہ ہے اور جن لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا ان کے پاس اگر تمام دنیا بھر کی چیزیں
فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ
ہوں اور اس کے ساتھ اسی کی برابر اور بھی ہو تو وہ سب اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں ان لوگوں کا سخت حساب ہوگا
وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۞ أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ
اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا قرارگاہ ہے جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے
كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۞ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ
کیا ایسا شخص اس کی طرح ہو سکتا ہے جو کہ اندھا ہے پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرتے
الْمِيثَاقَ ۞ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ
ہیں اور عہد کو توڑتے نہیں اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے ان کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور
يَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۞ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ
سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے
وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ
ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرتے ہیں اور بدسلوکی کو حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں اس جہان میں
عُقْبَى الدَّارِ ۞ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَ
نیک انجام انہی لوگوں کے واسطے ہے یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں باپ اور بی بیوں اور اولاد
ذُرِّيَّاتِهِمْ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ۞ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ
میں جو لائق ہوں گے وہ بھی داخل ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازہ سے آتے ہوں گے کہ تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے کہ تم مضبوط
فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۞ وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ
رہے تھے سو اس جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے معاہدوں کو ان کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جن علاقوں
مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۙ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۞
کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے ان کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور ان کے لئے اس جہان میں خرابی ہوگی

تفسیر:- للذین استجابوا سے سوء الدار تک۔ جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا (اور توحید و اطاعت کو اختیار کر لیا) اُن کے واسطے اچھا بدلہ (یعنی جنت مقرر) ہے اور جن لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا (اور کفر و معصیت پر قائم رہے) ان کے پاس (قیامت کے دن) اگر تمام دنیا بھر کی چیزیں (موجود) ہوں اور (بلکہ) اس کے ساتھ اُسی کی برابر اور بھی (مال دولت) ہو تو وہ سب اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں ان لوگوں کا سخت حساب ہوگا (جس کو دوسری آیت میں حساب عسیر فرمایا ہے) اور ان کا ٹھکانا (ہمیشہ کے لئے) دوزخ ہے اور وہ بُرا قرارگاہ ہے جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اس کی طرح ہو سکتا ہے جو کہ (اس علم سے محض) اندھا ہے (یعنی کافر و مومن برابر نہیں) پس نصیحت تو سمجھ دار ہی لوگ قبول کرتے ہیں (اور) یہ (سمجھ دار) لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں اور (اُس) عہد کو توڑتے نہیں اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے ان کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں (جو کہ کفار کے ساتھ خاص ہوگا اس لئے کفر سے بچتے ہیں) اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضا مندی کے جویاں رہ کر (دین حق پر) مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کر کے بھی (جیسا موقع ہوتا ہے) خرچ کرتے ہیں اور (لوگوں کی) بدسلوکی کو (جو ان کے ساتھ کی جاوے) حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں (یعنی کوئی ان کے ساتھ بدسلوکی کرے تو کچھ خیال نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ سلوک کرتے ہیں) اُس جہان میں (یعنی آخرت میں) نیک انجام ان لوگوں کے واسطے ہے یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کی) لائق (یعنی مومن) ہوں گے (گو ان موصوفین کے درجہ کے نہ ہوں) وہ بھی (جنت میں ان کی برکت سے ان ہی کے درجوں میں) داخل ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس ہر (سمت کے) دروازہ سے آتے ہوں گے (اور یہ کہتے ہوں گے) کہ تم (ہر آفت اور خطرہ سے) صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے کہ تم (دین حق پر) مضبوط رہے تھے سو اس جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے (یہ تو عمل اور مآل ہوا مطیعین کا آگے ان کے اضداد کا ذکر ہے) اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے معاہدوں کو ان کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے ان کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور ان کے لئے اس جہان میں خرابی ہوگی **ف** چونکہ ایسے مضامین مومنین اور کفار کے متعلق قرآن میں اب تک متعدد مواقع پر آچکے ہیں اس لئے تفصیل کی ضرورت نہ سمجھی گئی البتہ یہ بات شاید اب تک کہیں مذکور نہیں ہوئی کہ مقربین کی برکت سے ان کے آباء و ازواج و اولاد بھی اسی درجہ میں بالتبع داخل ہوں گے سو یہ مضمون اس آیت کی تفسیر میں ابن جبیرؒ سے منقول ہے۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں یدخل الرجل الجنة فیقول این ابی این امی این زوجتی فیقال لم یعملوا مثل عملک فیقول کنت اعمل لی ولہم ثم قرأ الآیۃ اور مولانا صلح کی تفسیر میں اس نقل کی ہے اور مراد آباء و اولاد سے وہ ہیں جو بلا واسطہ ہوں ورنہ تمام اہل جنت کا ایک ہی درجہ میں ہونا لازم آتا ہے اور وہ منتفی بالنصوص ہے۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ بلا واسطہ میں بھی یہی امر لازم آتا ہے کیونکہ ان تابعین کے بھی آباء و اولاد کچھ بلا واسطہ ہوں گے وعلیٰ ہذا جواب یہ ہے کہ جو شخص بالتبع صاحب درجہ ہوگا اس کی تبعیت سے دوسرا صاحب درجہ نہ ہوگا **ربط** اوپر کفار کا ملعون یعنی رحمت سے بعید ہونا مذکور ہوا ہے چونکہ اکثر کفار باعتبار ثروت دنیوی کے خوش حال تھے اس لئے خود ان کو یا دوسرے دیکھنے والوں کو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ اگر یہ لوگ رحمت سے بعید ہوتے تو آثار رحمت یعنی دولت و ثروت سے کیوں کامیاب ہوتے آگے اس شبہ کا جواب ہے۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۠

اللہ جس کو چاہے زیادہ رزق دیتا ہے اور تنگی کر دیتا ہے اور یہ لوگ دنیوی زندگی پر اتراتے ہیں اور یہ دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک متاع قلیل کے

تفسیر:- اللہ یبسط سے الا متاع تک (یعنی ظاہری دولت و ثروت کو دیکھ کر یہ دھوکہ نہ کھانا چاہیئے کہ یہ لوگ مورد رحمت ہیں کیونکہ رزق کی تو کیفیت یہ ہے کہ) اللہ جس کو چاہے زیادہ رزق دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگی کر دیتا ہے (رحمت و غضب کا یہ معیار نہیں) اور یہ (کفار) لوگ دنیوی زندگانی پر (اور اس کے عیش و عشرت پر) اتراتے ہیں اور (ان کا اترانا بالکل فضول و غلطی ہے کیونکہ) یہ دنیوی زندگی (اور اس کا عیش و عشرت) آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک متاع قلیل کے اور کچھ بھی نہیں **ربط** اوپر ذکر جزائے فریقین و بیان توحید سے پہلے آیات وان تعجب الخ میں نبوت کے متعلق مضمون تھا آگے پھر عود ہے اُسی طرف۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي

اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ کہہ دیجئے کہ واقعی اللہ تعالیٰ جسکو چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں اور جو شخص

إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا

انکی طرف متوجہ ہوتا ہے اسکو اپنی طرف ہدایت کر دیتے ہیں مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے انکے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۝ كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن

دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کیلئے خوشحالی اور نیک انجامی ہے اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس سے پہلے

قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا

اور بہت سی امتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو وہ کتاب پڑھ کر سنا دیں جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے اور وہ لوگ ایسے بڑے رحمت والے کی ناسپاسی

إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ۝ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ

کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ میرا مربی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعے

بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ

پہاڑ ہٹا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے زمین جلدی جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعہ سے مردوں کے ساتھ کسی کو باتیں کرا دی جاتیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے بلکہ سارا اختیار

اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ

خاص اللہ ہی کو ہے کیا پھر بھی ایمان والوں کو اس بات میں دلجمعی نہ ہوئی کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو تمام آدمیوں کو ہدایت کر دیتا اور یہ کافر تو ہمیشہ اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان

قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

کے کرداروں کے سبب ان پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے یا ان کی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجاوے یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے اور بہت

بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝

سے پیغمبروں کے ساتھ جو کہ آپ کے قبل ہو چکے ہیں استہزاء ہو چکا ہے پھر میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر میں نے ان پر دار و گیر کی سو میری سزا کس طرح کی تھی

تفسیر: ویقول الذین سے کان عقاب تک۔ اور یہ کافر لوگ (آپ کی نبوت میں طعن و اعتراض کرنے کے لئے یوں) کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر کوئی معجزہ (ہمارے فرمائشی معجزوں میں سے) ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ کہہ دیجئے کہ واقعی (تمہاری ان بیہودہ فرمائشوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں (وجہ معلوم ہونے کی ظاہر ہے کہ باوجود معجزات کافیہ کے جن میں سب سے اعظم قرآن ہے پھر بھی فضول باتیں کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسمت ہی میں گمراہی لکھی ہے) اور (جس طرح ان معاندین کو گمراہی جو اعظم معجزات ہے ہدایت کے لئے کافی نہ ہوا اور گمراہی ان کو نصیب ہوئی اسی طرح) جو شخص ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے (اور طریق حق کا طالب ہوتا ہے جس کا مصداق آگے آتا ہے الذین آمنوا وتطمئن الخ) اس کو اپنی طرف (رسائی دینے کے لئے) ہدایت کر دیتے ہیں (اور گمراہی سے بچا لیتے ہیں) مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (اللہ کے ذکر سے (جس کی بڑی فرد قرآن ہے) ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے (جس کی بڑی فرد ایمان ہے یعنی وہ قرآن کے اعجاز کو دلالت علی النبوۃ کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور واہی تباہی فرمائش نہیں کرتے پھر خدا کی یاد اور طاعت میں ان کو ایسی رغبت ہوتی ہے کہ متاع حیٰوۃ دنیا سے مثل کفار کے ان کو رغبت اور فرحت نہیں ہوتی اور) خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے (یعنی جس مرتبہ کا ذکر ہوا اسی مرتبہ کا اطمینان چنانچہ قرآن سے ایمان اور اعمال صالحہ سے وطاعت سے شدت تعلق و توجہ الی اللہ میسر ہوتا ہے غرض) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے (جن کا اوپر ذکر ہوا) ان کے لئے (دنیا میں) خوشحالی اور (آخرت میں) نیک انجامی ہے (جس کو دوسری آیت میں فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینہم اجرہم الخ سے تعبیر فرمایا ہے خلاصہ یہ کہ کفار کے لئے قرآن کے اعجاز کو ناکافی سمجھنا اور ضلال اور اس کے قبیل رغبت الی الدنیا اور اس کے حظ کا فنا اور اس کے مقابلہ میں مومنین

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۱۵ — رسالہ پیشوا دہلی — بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۹ ہجری

ماء طہور واقل طہور
غسل مسنون
احکام متعلق ...
وضو توڑنے والی چیزیں
... کے مسائل
بیان غسل
غسل کا طریقہ
غسل کی سنتیں
استنجا کے مسائل
جنبی اور حیض والی کے احکام
تیمم کے مسائل
موزوں پر مسح کے مسائل
حیض و نفاس کے مسائل

کتاب الصلوٰۃ

نماز کے اوقات
اذان و اقامت کے مسائل
نماز کی شرائط
نماز کا طریقہ
جماعت کے مسائل
امامت کے مسائل
مسبوق کے احکام
سجدہ سہو کے مسائل
نماز وتر
سنن و نوافل
قضا نماز کے مسائل
نماز جمعہ کے مسائل
نماز عیدین
نماز مسافر

کتاب الجنائز

میت کو غسل دینے کا طریقہ
کفن کے مسائل
نماز جنازہ کے احکام
دفن کے مسائل

کتاب الصوم

روزہ کی فضیلت
روزہ کی نیت
روزہ توڑنے والی چیزیں
روزہ کا کفارہ
اعتکاف کے مسائل

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کے مسائل
صدقہ فطر کے مسائل

کتاب الحج

کتاب النکاح

کتاب الطلاق

طلاق کی تعریف
خلع کے مسائل
عدت کے مسائل

کتاب الذبائح

قربانی کے مسائل

کتاب الاشربۃ والاطعمۃ

کتاب اللباس

کتاب الحقوق

حقوق والدین
حقوق زوجین
حقوق ہمسایہ

کتاب المیراث

عصبات
ذوی الفروض
ذوی الارحام

متفرقہ

قیمت تین روپے

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا دہلی


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر: سید عزیز حسن بقائی

خطبات دین محمدی

وہ مقبول عام حنفی خطبے ہیں جو صرف چھ ماہ میں پشاور کے ذریعہ سے جدید ۹ مساجد میں پڑھے جانے لگے ہیں۔ یہ خطبات ہیں جو کئے پشت در پشتے پڑھا رہے منسوخ ہو گئے کیونکہ ان میں پہلے سوائے خطبہ میں پھر خطبے کے متعلق وعظیں اور آخر میں نظم پھر خطبہ ثانی اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کی بہت بڑی ضرورت رفع ہو گئی ہے۔ کتاب میں ہر ماہ کے پانچ خطبے ہیں اس کے علاوہ دو عیدین کے ہیں ہر خطبہ میں طرز کا ہے پورا عربی پورا اردو پورا منظوم قیمت ۸

کربلا کے بعد

ایک ہزار سالہ خونی تاریخ

حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد سادات کے ظلم و ستم واقعات اور ان کے عامل بنو امیہ اور بنو عباس کے مظالم کے واقعات دل پر اثر کرنے والے ہیں۔ بنو عباس کی حکومت اور ان کے بعد مظالم سادات بنو فاطمہ پر مصر میں خلافت کے مفصل حالات۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ بہترین سفید چکنا کاغذ۔ ضخامت ۴۰۰ صفحے قیمت ۲ رعایتی ۸

فتاوی رشیدیہ

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے فتاویٰ کی کتاب بے نظیر مجموعہ ہے جو خاص مقبولیت کے ساتھ بکثرت فروخت ہوتا ہے۔ کل تین جلدیں ہیں جن کی قیمتیں یہ ہیں۔ جلد اول ۱۲؍ جلد دوم ۱۲؍ جلد سوم ۱۲؍ یکمشت خریدنے والے کو بہت رعایت ملے گی

فتاوی عزیزی اردو

اردو میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے فتاویٰ کا مجموعہ بہت بہترین چیز ہے قیمت ۲

بخاری شریف کامل

مکررات کو حذف کرکے کامل بخاری شریف کا سلیس عام فہم اردو میں ترجمہ۔ اچھی لکھائی چھپائی۔ ضخامت ۵۰۰ صفحے نارنجی رنگ کا کاغذ۔ قیمت بلا جلد ۸ مجلد پارچہ ۸ مجلد چرمی پشتہ ۸ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ ۸ مجلد چرمی پشتہ سنہری کام ۸ خاص ایڈیشن اعلیٰ درجہ کا فیروزی کاغذ مجلد چرمی ۸

دیوان حافظ مترجم

خواجہ حافظ کا دیوان مترجم مسائل تصوف کا نمونہ اور جواہر معرفت کا گنجینہ ہے مگر مشکل زبان ہونے کی وجہ سے عوام اس سے فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے قیمت ۲

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۲۰ ہزار الفاظ کی سستی کتاب جدید کریم اللغات منگوا کر اپنے مطالعہ میں رکھیے۔ دو چار مہینہ میں آپکی بول چال اور تقریر میں نہایت برجستہ اور برمحل الفاظ آ جائیں گے قیمت ۸ رعایتی ۲

انتخاب صحاح ستہ

حدیث کی چھ کتابوں کا سلیس اور عام فہم اردو میں ترجمہ مع اصل عربی اچھی لکھائی اچھی چھپائی۔ ضخامت قریب پانسو صفحے قیمت بلا جلد ۱۲ مجلد پارچہ ایک روپیہ ۸ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ ایک روپیہ چار آنہ یہی کتاب چکنے کاغذ پر بلا جلد ۸ مجلد پارچہ ایک روپیہ چار آنے۔ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ ایک روپیہ آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ

محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے آپ اپنے عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور ایسے خطوط کے لکھنے کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری نئی کتاب محبت کے پیغام پڑھیے اس میں عاشق مزاج لوگوں کے وہ خطوط ہیں جن کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے اور تمام خطوط نہایت مہذب و شائستہ ہیں۔ متعدد حسین تصاویر بھی ہیں۔ قیمت صرف ۸

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے عادی ہیں جو طلبا انگریزی میں کمزور ہیں جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور تجارت پیشہ انگریزی خط وکتابت نہیں کر سکتے ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہئے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز، مدرسوں میں اور بچے کلبوں میں بلند اور کامیاب ہیں دشمند بن جائیں۔ اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا بہت طول عمل ہے پھر آپ کیوں نہیں یہ کتاب منگا لیتے جو بے عنایت تعلیم میں یگانہ ہے [illegible] قیمت ۸

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو یا عورت کا ہو، خاوند کا ہو بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، بڑے کا ہو، بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے۔ اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں گے تو احباب کا محبوب بننا۔ زن و مرد کا مطیع کرنا۔ آقا و افسر پر قابو پانا۔ مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے عجیب کتاب ہے قیمت ۸

سیدہ کا لال

اس شاہکار کو علامہ راشد الخیری کا لکھا ہوا شہادت نامہ سمجھئے فرضی افسانے نہیں پڑھ کر سخت دل دہل جاتے ہیں اور سیدنا امام حسین کا واقعہ شہادت تو اس جگہ خود ہی بہت درد انگیز ہے اب اس کا تصور کیجئے کہ یہ درد انگیز حالات جب مولانا کے قلم سے لکھے گئے ہوں تو ہے کوئی سخت سے سخت دل انسان جو اس کا دعویٰ کرے کہ اس کو پڑھ کر اس کی آنکھیں بھر نہ آئیں گی۔ یقین فرمائیے کہ ذریعہ کہ یہ کتاب پہلی اور آخری ہے۔ قیمت ۱۲ محصول ۸

خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیق رضی، حضرت عمر فاروق رضی، حضرت عثمان غنی رضی، حضرت مولا علی، حضرت امام حسن کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے مکمل حالات ان کے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات اور فتوحات کے مفصل حالات یہ مستند تاریخ کا محققانہ شاہکار اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۵۰۰ صفحے گلیز کاغذ بلا جلد ۸ مجلد پارچہ ۸ قیمت مجلد چرمی پشتہ ۸ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ ۸ مجلد چرمی پشتہ ۸ محصول علاوہ

آفتاب رسالت

حضرت مولانا محمد عارف صاحب بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خدا کے بہت سے حالات دو حصوں میں لکھے ہیں پہلا حصہ ۲۰۰ صفحات اس میں زیادہ حصہ تاریخ عرب اور بعثت رسالت سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت و طفولیت رسول۔ حصہ دوم ۲۲۴ صفحات اس میں پوری رسالت کے زندگی حالات مثل بلوغت، شادی، تبلیغ، غزوات اور بیاہ کی بشارات اور متفرق واقعات کے تذکرے آخر میں حضور کی معاشرت اور ازواج مطہرات کے حالات ہیں قیمت ہر دو حصہ ۱۲

شریر لڑکی

ماں باپ کے لئے اس دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے مگر اس عذاب سے نجات پانے کا واحد ذریعہ ایڈیٹر صاحب پیشوا کی علمی کتاب بچی کی اصلاح ہے جو شریر بچیوں کو پڑھنے لکھنے پڑھنے میں ہوشیار کرکے نیک اور سلیقہ مند بیوی اور ماں بننے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہنر مندی اور سگھڑ داری سلیقہ شعاری آ جاتی ہے۔ اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کرکے ختم کئے بغیر چین نہ آئے گا۔ ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ ر

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آ جاتی ہے اس گھر کا اطمینان اور سکون لڑائی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے۔ بیوی کی تربیت کے لئے دولہا اور ساس نندیں بے چین رہتی ہیں ان کو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر داری کی تربیت پڑھاؤ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں۔ انداز بیان اتنا دلچسپ کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپ کے ہاتھ سے نہیں چھوٹے گی۔ ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ ر

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت سے برباد ہیں عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے اور چاہے تو دوزخ سوائے ان خاندانی عورتوں کے جن کی مائیں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں۔ ایک مہینہ میں آپ کے گھر کی کایا پلٹ سکتی ہے اور صرف ۵ میں آپ تعلیم خانہ داری منگا کر ایک دفعہ اپنی بیوی کے مطالعہ سے نکلوا دیجئے اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت ۵

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے۔ جو لوگ اچھے مذہبی، معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جنکو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجئے کئی افسانے فوٹو بلاک کی تصاویر سے مزین ہیں قیمت ۸ ر

فن کشیدہ کاری

اس میں تمام ڈیزائن نقش اصل میں یہ ملک کے نامور آرٹسٹ کا بہترین شاہکار ہے۔ اس کتاب کی ہر ایک شیٹ میں جمپر کالر، دوپٹہ، تکیہ اور شلوار کی بیلیں غرض جو چیز آپ چاہیں اپنے ہاتھ سے کپڑے پر ایک منٹ میں بیسیوں مرتبہ نہایت آسانی سے چھاپ سکتے ہیں بچہ بوڑھا مرد عورت چھاپ سکتے ہیں اور چھاپنے کو اصل ڈیزائن محفوظ رہتا ہے۔ اس وقت تک ہندوستان میں کشیدہ کاری کی مستقل کتابیں تیار ہوئی ہیں ان سب میں یہ کتاب بہتر ہے کشیدہ کاری [illegible]

فن خطابت

اگر آپ خدانخواستہ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں۔ گو آپ کی گفتگو شیریں ہے۔ اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو فن خطابت کو ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور دیکھئے کہ آپ کے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ کی گفتگو میں وہ جادو کی تیزی پیدا ہو جائیگی۔ [illegible] آنکھوں پر بٹھائیں گے آپ ہزاروں۔ [illegible] میں بعد مشرف تقریر کرینگے قیمت ۶ ر

دینی معلومات کامل

یہ تین سو چالیس صفحہ کی کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ امام ابوحنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان سلیس اور مربوط ترجمہ ہے یہ کتاب امام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اور کتابیں ہیں سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق آداب معاشرت بیع وشریٰ لباس نکاح دیوانی فوجداری دینی قوانین، زراعت تجارت حکومت صنعت غرض کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق شرعی احکام اس کتاب میں نہ ہوں قیمت مع محصول ۱ر

مسلمان میاں بیوی کے حقوق

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر ہو سکتے ہیں یہ آپ کو کتاب میاں بیوی کے فرائض سے معلوم ہوگا آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بنجائیں ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی ہو سکتا ہے جب اسلامی احکام و ہدایات کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر چلیں۔ اسلامی جوڑہ ایک عمدہ جوڑہ ہوگا جس سے کوئی نسلیں بہتر ہونگی۔ دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اس میں دونوں کے فرائض شرعی بتائے گئے ہیں اس پر عامل ہونے کے بعد کبھی لڑائی نہ ہوگی

وعظ کی سب سے بڑی کتاب

خیر المواعظ اردو واعظوں کیلئے نہایت کار آمد وعظ و نصیحت کی دوسری سب کتابوں سے بے نیاز کرنیوالی ہے۔ اس کا ایک بیان ایسا بسیط اور مسلسل ہے جس کو کافی عرصہ تک بیان کیا جا سکتا ہے ہر باب و فصل کو جس عنوان سے شروع کیا ہے اس کے مناسب نصوص قرآنیہ سے استدلال کرکے احادیث صحیحہ مع حوالہ کتب بیان کئے ہیں پھر صحابہ کرام اور اکابر بزرگان ملت کی اس کے متعلق حکایتوں اور واقعات کی [illegible]

امام ابوحنیفہ رح

کے حالات معلوم کرنا ہر حنفی مسلمان کیلئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی تقلید سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بیخبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات اور علمی کارناموں مناظروں اور دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے علمی نکات بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا بہ پایہ الامتیاز فوق ہے ضخامت ۴۶۰ صفحہ قیمت عہ رعایتی ۸ ر

مسدس حالی

عالم اسلام و ہندمیں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سر سید مرحوم نے کہا تھا کہ خدا کے سامنے صرف یہی کتاب لیکر جاؤنگا، یہ مسدس اسلام کی تاریخ ہے اور مدو جزر اسلام ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپی اور فروخت ہوئی۔ زیر اشتہار ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا ہے ابتدا میں بڑا دیباچہ ہے جس میں گویا شرح مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانحعمری ہے بچوں کو مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت مع محصول [illegible]

تذکرہ اولیائے ہند

کفرستان ہندمیں ۔۔۷ اولیائے کرام تو ایسے دفن ہیں جن کا حال اس کتاب میں ہے یہ کتاب تیموریہ خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور اس میں حالات اور کرامات کے ساتھ اقوال اولیاء اللہ کا وہ خزانہ بھی شامل ہے جو شاید اور کہیں بھی نہ ملے یہ کتاب اپنی جگہ خود صاحب تعارف ہے کیونکہ ہندو پریس نے اسکو پہلے پہل چھاپا اور اس کے ذریعہ مالدار ہو گیا اگر یہ کتاب ملاحظہ کا مطالعہ سے گذری تو انکو دماغ چکرا رہا ہوگا

[illegible]

خوش نما ایک ترجمہ والا قرآن

تقطیع ۲۰×۲۶ انچ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی حاشیہ دار کاغذ ولایتی نارویے کا۔ محاورہ ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ہے۔ حاشیہ پر آپکی تفسیر موضح القرآن ہے۔ شروع میں ایک مقدمۃ القرآن ہے جس میں فضائل قرآن۔ قرآنی تعبیرات۔ قرآنی فالنامہ وغیرہ ہر پارہ علیحدہ علیحدہ مجلد پارچہ ۲ مجلد چرمی ۳ محصولڈاک علاوہ۔ جلد طلب فرمائیں بہت کم باقی رہ گئے ہیں۔

خوش نما دو ترجمہ والا قرآن

تقطیع ۲۲×۲۹ دو ترجمہ والا۔ اول مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ دوسرا مولانا شاہ اشرف علی صاحب۔ حاشیہ پر بہت اچھی تفسیر ہے۔ اسکا میں ایک بہت کمیاب لوح مطبوعہ ہر پارہ علیحدہ نقش تجلیاتی بہت صاف کامذ بجا بیرل سفید حاشیہ دار جلد چمڑے کی منقش نقرئی کا ہدیہ مجلد چرمی کامل للعہ۔ کلام اللہ اپنی اعلیٰ اور بہترین کتابت اعلیٰ ترجمہ کی صحت کی وجہ سے بہت مقبول ہو رہا ہے ہیں کلام اللہ کا غذ پر مجلد سے سال دس ہزار چھپتا ہے۔

آسان دید قرآن مجید

تقطیع ۱۸×۱۱ انچ بہت ہی جلی قلم اور کے فاصلہ سے بے تکان پڑھ لیجئے۔ ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحت اللفظ حروف بہت عربی مجلد۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ترجمہ کا فہم بھی خوب سہل ہے بدیہ مجلد نقرئی کارخانہ کا غذ سرخ کا بہت دیدہ زیب اور بہت خوش نما۔ قیمت صرف چار روپے علاوہ محصولڈاک

معجز نما متوسط بدو ترجمہ

تقطیع بڑی ہے۔ دو ترجمہ اور کامل تفسیر ہے۔ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے ایک ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدینؒ اور دوسرا مولانا اشرف علی صاحب کا ہے حاشیہ بہت مفصل ہے۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ہے ایک بڑا ضمیمہ کی شش مستحب ہے کاغذ عمدہ۔ مضبوط کتابت اعلیٰ طباعت نہایت عمدہ کامل چمڑے کی نقرئی کا جلد ہے بدیہ للعہ محصولڈاک ۲ نمونہ کی بدیہ ہے یہی قرآن شریف اعلیٰ درجہ کے سفید چکنے کاغذ پر قیمت للعہ

متوسط دو ترجمہ والا

تقطیع ۱۰×۷ انچ ضخامت ۹۲۸ صفحے کاغذ سفید ولایتی نارویے کا بہت اچھی صحت حاشیہ دار پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا حاشیہ پر تمام تفاسیر کا خلاصہ بلیس اردو میں۔ شروع میں ۱۶ باب کا پیش لفظ دیباچہ ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ مجلد چرمی کامل نقرئی کار قیمت صرف چار روپے۔ جلد منگائیے

تلاوت آسان معرّیٰ

۲۰×۳۶ سائز ہے بہت جلی قلم ہے کشادہ کتابت ہے۔ ۷۲ صفحے کی ضخامت ہے۔ کاغذ ولایتی گلیز ڈ۔ جس کو ساکا دٹ تراب ہو اور جو اردو خواں بھائی بغیر استاد کی مدد کے صاف اور صحیح قرآن مجید پڑھنا چاہیں۔ ان کو خاص طور سے تلاوت آسان قرآن مجید اپنی تلاوت میں رکھنا چاہئے۔ ہدیہ ایک جلد ۸ مجلد چرمی کامل نقرئی مجلد پارچہ ایک روپیہ بارہ آنے محصول ایک قرآن پر ۱۲ اور ہر زیادہ ریل سے منگائیے۔

بلطرز لیسرنا القرآن بلا ترجمہ

کتابت کا بہترین نمونہ خوب علیحدہ علیحدہ قلم خوب جلی۔ گویا اتنی بڑی تقطیع میں شاید چودہ سطریں ہیں۔ کاغذ بہت سفید علاوہ ازیں چھپائی خوب سیاہ ہے بڑی خوب خوش نما۔ بچوں اور بوڑھوں اور ضعیف مریدوں کے لئے خصوصیت سے غیر مطلب ہے چونکہ ہر لفظ الگ الگ ہے اس لئے تلاوت سہل ہوتی ہے اور صحیح پڑھا جاتا ہے یہ مجلد چرمی کامل بہت مضبوط ہے قیمت ۳ مجلد پارچہ ۲ محصولڈاک ۵

عکسی جیبی حمائل مجلد

معرّیٰ کارڈ سائز جدید التقطیع۔ ایسی شاندار دیدہ زیب چھپائی اور کاغذ ہے کہ دیکھتے ہی روح خوش ہو جاتی ہے۔ ہم جینے کی جد و جہد میں اب کامیابی ہوتی ہے کہ اتنا سستا اشتہار ہو سکا۔ آپ تعجب سے سنیں گے کہ پیشوا کی حمائل جیبی سفید اور چکنا کاغذ۔ چھپائی ایسی کہ آپکے تصور میں بھی نہ آسکے۔ ہدیہ مجلد فی جلد آٹھ آنے محصول

عکسی قرآن مجید معرّیٰ

۱۲ انچ لمبا ۸ انچ چوڑا۔ ساڑھے آٹھ سو صفحے۔ اعلیٰ درجہ کی صحت اور کتابت بہترین ولایتی چکنا کاغذ اور اعلیٰ ترین چھپائی ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے اس کے بلاک بنوائے گئے ہیں۔ پانچ سال کی محنت۔ ایک لاکھ روپیہ خرچ کرنے کے بعد اعلیٰ درجہ کا قرآن تیار ہوا ہے جس کو دیکھ کر یورپ امریکہ کی اعلیٰ ترین مطبوعات شرماتی ہیں۔ کاغذ اتنا اعلیٰ درجہ کا کہ آپ خیال نہیں کر سکتے قیمت مجلد قسم اول ۳

بلا ترجمہ روشن دید

یہ قرآن شریف روشن دید کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کا قلم بہت ہی جلی ہے اور حروف خوب الگ الگ ہیں۔ کاغذ بہت موٹا نہیں ہے۔ اس لئے اس کا وزن چار سیر کے قریب ہے۔ چھپائی بہت صاف۔ کاغذ خوب سفید نارویے کا ہے۔ بلا ترجمہ والا روشن دید قرآن شریف کا ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک ۶ تقطیع ۱۱×۱۵

معجز نما حمائل مترجم

اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ سستے ہدیہ کے بہترین قرآن شریف عزیزوں کو تقسیم کریں گے معجز نما حمائل یا چھوٹی تقطیع کا ایک ترجمہ والا قرآن مترجم حضرت مولینا اشرف علی صاحب پہلی مرتبہ چھپا تھا تو چھ روپے ہدیہ تھا۔ خدا کے فضل سے اب بھی ہزاروں بھائی زندہ موجود ہیں جو اس کے شاہد ہیں۔ تدریجاً اس کا ہدیہ کم ہوتا گیا یہ قرآن شریف اب دسویں مرتبہ چھپکر آیا ہے۔ اب یہ قرآن شریف دفتر رسالہ پیشوا سے مجلد چرمی کامل ۳ میں ملتا ہے۔ جو ایڈیشن اول کا چوتھائی ہدیہ ہے

بڑا معجز نما قرآن مجید مع پوری تفسیر

ہر قرآن مجید کے خط سے زیادہ خوش خط اور ترجمہ تقطیع موزوں یعنی متوسط بدو ترجمے دو رنگی حروف علیحدہ علیحدہ ہیں۔ تاکہ بچے، عورتیں، بوڑھے آسانی سے پڑھ لیں حاشیہ پر تفاسیر و کتب احادیث سے اختصار کر کے پوری تفسیر چڑھائی گئی ہے۔ شروع میں ایک مقدمہ ہے ترجمہ اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ دہلوی کا لفظی ہے۔ دوسرا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب کا عام فہم ہے ۹۱۲ صفحہ میں لکھائی بہترین کاتبوں کی ہے صحت کا یہ عالم کہ ایک

میلاد نامہ
اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے۔ اس میں محفل میلاد کے آداب اور حضور سرور عالمؐ کے بچپن سے لیکر وفات تک کے حالات لکھے گئے ہیں اور حضور سرور عالمؐ کی ہجرت کے متعلق قدیم کی پیشین گوئیاں بھی درج ہیں۔ قیمت عہ

محرم نامہ
اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں حضور سرور عالمؐ کی وفات چاروں خلفائے کا حال۔ خلافت کے جھگڑے یزید کی ظالمانہ کارروائیاں۔ امام حسینؑ کی شہادت۔ کربلا کے دل ہلا دینے والے واقعات ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

یزید نامہ
یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے۔ اس میں قاتلان امام حسینؑ سے انتقام اور یزید کی مصیبتیں۔ خاندان بنی امیہ کے تمام بادشاہوں کے حالات نہایت تصدیق کے بعد درج کئے گئے ہیں قیمت ایک روپیہ

طمانچہ برخسار یزید
اگر خاندان بنی امیہ کے مردوں اور عورتوں کے شرمناک حالات دیکھنے ہوں تو یہ کتاب منگوائیے عورتوں کو یہ کتاب نہ دکھانی چاہیئے۔ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

سیپارۂ دل
حضرت خواجہ صاحب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ۔ مذہبی اخلاقی اور معاشرتی تعلیم کا بہترین ذریعہ کہے جاسکتے ہیں قیمت عکر

بیگمات کے آنسو
اس میں دہلی کے مغلیہ شہزادوں اور بیگمات پر جو ظلم توڑے گئے ہیں ان کے واقعات نہایت دردناک پیرایہ میں بیان ہیں۔ قیمت عہ

انگریزوں کی بپتا
اس کتاب میں انگریز مردوں، عورتوں اور بچوں کی ان مصیبتوں کا حال ہے جو ان کو غدر میں پیش آئیں۔ قیمت آٹھ آنے۔

محاصرۂ دہلی کے خطوط
ان انگریزی خطوط کا ترجمہ جو انگریز افسروں نے دہلی کے محاصرہ کے وقت پنجاب کے افسروں کو لکھے تھے قیمت ۸ر

بہادر شاہ کا مقدمہ
دہلی کے آخری بادشاہ پر جو بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اس کے دردناک واقعات قیمت دو روپے

گرفتار شدہ خطوط
اس مجموعہ میں وہ تمام خطوط و کتابت درج ہے جو غدر کے موقع پر بادشاہ اور غدر کرنے والوں کے درمیان ہوئی تھی۔ قیمت عہ

غدر دہلی کے اخبار
اس میں غدر ۵۷ء کے ان اخبارات کے اقتباسات درج ہیں جو غدر کے زمانہ میں اور اس سے پہلے شائع ہوتے تھے جن کو انگریزی گورنمنٹ نے بغاوت کا سبب قرار دیا تھا

غالب کا روزنامچہ
غدر کے متعلق نواب اسد اللہ خاں غالب کی تحریریں جو انہوں نے اپنے دوستوں کو روانہ کی ہیں اور غالب کی مشہور کتاب دستنبو کا اردو ترجمہ قیمت ۱۲ر

دہلی کی جانکنی
اس کتاب میں اہل دہلی کے مصائب اور دردناک واقعات درج ہیں شاہ عالم بادشاہ کے زمانہ سے لیکر واقعات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ عہ

دہلی کی آخری سانس
یہ نہایت دردناک واقعات ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول

غدر کی صبح و شام
اس میں غدر کے دردناک حالات نہایت موثر انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

آخری شمع
اس آخری مغل بادشاہ کے دردناک افسانے ہیں جو غدر میں پیش آئے تھے۔ قیمت ایک روپیہ

سلاطین عباسیہ
عباسی سلطنت کی ابتدا سے لیکر انتہا تک تاریخ نہایت دلچسپ انداز میں یہ کتاب لکھی گئی ہے ضخامت ہر دو جلد ۸۰۰ صفحات قیمت ۳ر

فاطمی دعوت
ابتدائے اسلام سے لیکر اس وقت تک آل رسولؐ اور بنی فاطمہؓ کے کارناموں کی زبردست تاریخ اردو میں بہتر اور لاجواب کتاب ہے۔ قیمت عہ

محمدؐ کا درشن
اس کتاب میں خواجہ صاحب نے ہندوؤں کا وہ نعتیہ کلام جمع کیا ہے جو حضور سرور دوجہاں کی شان میں ہے قیمت ۸ر

سلاطین بہمنی
دکن کے ابتدائی بادشاہوں کے دلچسپ حالات جنہوں نے دکن میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی ہے۔ قیمت ۸ر

تاریخ مسیحؑ
حضرت عیسیٰ کی زندگی کے حالات اور آپ کے زمانہ کے حیرت انگیز واقعات کا اردو زبان میں نیا اضافہ قیمت عکر

کرشن بیتی
سری کرشن جی کی زندگی کے نہایت عجیب حالات جن سے اس زمانہ کے ہندو بھی ناواقف ہیں۔ قیمت عہ

مجالس حسنہ
خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے البیلے مخصوص انداز میں روحانی اور اسلامی امور کو اس میں بیان کیا ہے۔ قیمت ۱۰ر

خطوط اکبر الہ آبادی
اکبر الہ آبادی کے ان دلچسپ اور کارآمد خطوط کا مجموعہ خطوط نویسی کی مکمل تعلیم ہے۔ حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

کائنات بیتی کائنات کی ہر ایک چیز نے اپنی داستان آپ بیان کی ہے اور اس البیلے انداز میں خواجہ حسن نظامی صاحب نے لکھا ہے گویا یہ دنیا کی ایک مکمل داستان ہے قیمت ۱۲ر

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

جواہر خمسہ کامل

حضرت خواجہ محمد غوث کی کتاب ہے جو ہر عامل کیلئے بہت بہتر ہے۔ اس کے پانچ حصے ہیں جن میں حصہ اول میں ختم قرآنؐ ہر ہفتہ سورہ یٰسین کے مجرب اعمال اور خواص ہیں۔ حصہ دوم میں اسماء باری تعالے کے وظائف اور قرآن شریف کی ہر سورت کے اعمال و خواص۔ حصہ سوم میں موکلات کے نام پڑھنے کے اعمال وارد ہیں۔ حصہ چہارم دعوت کا طریقہ ہے جس میں تمام طریقے ... حصہ پنجم میں اعمال ہیں اور آخر میں ... قیمت ۱۰/

اعمال قرآنی

آیات قرآنی معہ تعویذات لا ثانی از علامہ حضرت اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے ... واقفیت اسرار روحانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دنیوی و دینی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو ... عملیات کی ... کے وظیفے ... تسخیر کے عمل ہیں۔ ۱۴۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے کاغذ اعلیٰ ہے اصلی قیمت ۱/ رعایتی ۱۲/ محصول ڈاک ۲/

غیبی نوشتہ

علم نجوم، علم رمل، علم اعداد ... و شگون علم قیافہ تعبیر خواب ... کی رسائی ... انسانی ہے کہ وہ اپنے آئندہ ... معلوم کرسکے ... [illegible] ... کتاب ہذا ... اچھی ... چھپائی سفید چکنا کاغذ ...

غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ اپنے روپیہ کے زور سے علاج کرا لیا کرتے ہیں غریبوں میں اتنا بوتا کہاں ان کو تو دو چار پیسے بھی خرچ کرنے گراں ہیں۔ یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب میں جڑی بوٹیوں کے نسخے ہیں تیار کریں اور بیماروں کو مفت تقسیم کردیں ... خدمت ... رسول کریمؐ کا فرمان ہے کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر شخص کو رکھنی چاہئے ... علاج کی ضرورت ... محفوظ رکھنے ...

سہاگن کا سہاگ

ان سہیلیوں کا تجربہ، سات سہیلیاں ... کی لذت میں ... کمالات لکھے ہیں ... زبان سے شب عروسی کی داستانیں ازدواجی زندگی کے اہم ترین پوشیدہ راز ... کتاب سہاگن کا سہاگ دیتی ہے ... حسن و شادی کے جلسہ میں سات دلہنوں نے ... کتاب بڑی نایاب اور پُر لطف کتاب ہے بہت کم جلدیں رہ گئی ہیں قیمت عہ

برتھ کنٹرول با تصویر

عورت کی ... ہوتی ہے جبکہ ... محفوظ رکھنے کا اگر بچوں اور اولاد کی کثرت سے صرف ملک حسن کا باغ جمال برخزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کیلئے انکی پرورش دو بھر ہو جاتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی لذت سے محروم ہو جاتا ہے۔ برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسم کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد ... عورت کی زندگی کی حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے اور ... اولاد کی پیدائش ... اختیاری ہوگی قیمت عہ

دوشیزہ سے لطف با تصویر

... حاصل کرنے کیلئے دوشیزہ کو مطالعہ میں رکھئے ... آخر ... عورت کے جذبات ... [illegible] ... سالہا سال تک ... ممکن ہیں قیمت ۸/

سیدہ فاطمہ زہرا

پیارے نبیؐ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہرا کے ... جو مورخ اعظم ... نے لکھے ہیں حضرت سیدہؓ کے حالات ہماری ... ماں باپ کی محبت شوہر کی اطاعت بچوں کی خدمت ... خدا کی عبادت سب کا ... زندگی ... یہ کتاب ہر مسلمان گھر کی زینت بنیگی قیمت ۶/

چھیانوے اولیا

کے حالات ان کی کرامات ان کے خوارق انکی تبلیغات، انکی والہانہ تبلیغ اسلام۔ ان کے اسرار ... کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے اس کا نام بھی تذکرۃ الاولیا ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں اولیا اللہ کے حالات ہیں ان میں ہندوستان کے بھی ہیں، ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی، حجاز کے بھی ... کے بھی ہیں اور مشرق بعید کے بھی یہ کتاب ... بڑی تقطیع کے ... صفحات ہیں قیمت صرف ...

بہشتی زیور کامل

مجلد چرمی یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس میں گیارہ حصے ہیں حصہ الف اور ب اور کچھ عقائد حصہ ... اور طہارت اور نماز کے مسائل حصہ زکوۃ حج قربانی حصہ طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ حصہ معاملات حقوق معاشرت زوجین حصہ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق حصہ اصلاح رسوم مروجہ شادی غمی حصہ ... حصہ ضروری اور مفید علاج حصہ دنیاوی ہدایتیں حصہ مردوں کیلئے خاص مسائل ... مجلد میں ضخامت ۱۰۹۰ صفحہ قیمت اصلی ... رعایتی مجلد چرمی ...

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن میرا ہے اسلام نے جو منازل ترقی قرون اولیٰ میں طے کئے وہ دوسرے قرون میں اس شد ومد کے ساتھ نہیں ہوئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اولیٰ فردوس آسیہ ملاحظہ فرمایئے اس تاریخ میں ... سے لیکر آنحضرتؐ کی وفات بعد خلفاء راشدین کے حالات ... اسلامی نظام حکومت ... حضرت امام حسین ...

ضروریات دین

دفتر پیشوا نے ایک فاضل دینیات سے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں ان مسائل کو لیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر کوئی مسلمان کا اسلام تام نہیں ہوسکتا۔ ... تقسیم کرنی چاہئے ... کم فرصت ... تجارت پیشہ ... زمیندار ... مسلمانوں کو پڑھنی چاہئے تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصل اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے ضخامت ... صفحے قیمت ...

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱ ــــ کہ حج ٹریفک میں کام کرنے والی کمپنیوں میں سے ایک سو فیصدی ہندوستانی کمپنی ہے۔ جس کے حصے بلا قید کھلے بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں۔ اور دوسری خالص برطانوی کمپنی ہے جس کے ۹۸ فی صدی حصے انگریزوں کے پاس اور صرف ڈیڑھ فی صدی ہندوستانی مسلمانوں کے پاس ہے۔

۲ ــــ کہ بمبئی سے جدہ تک کا راستہ بیشتر جہازات ۹ سے ۱۲ دن میں طے کیا کرتے تھے لیکن ہندوستانی کمپنی کے جہاز نے اسی سفر کو ½ ۷ دن میں پورا کر کے حج ٹریفک کی تاریخ میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔

۳ ــــ کہ مندرجہ ذیل نقشہ سے ہر دو کمپنیوں کے جہازات کے وزن اور حجاج لے جانے کی تعداد ظاہر ہے۔ جن کا اگر مقابلہ کیا جائے تو بخوبی اندازہ ہو سکیگا۔ کہ کون سی کمپنی کے جہازات وزنی ہونے کے باوجود کم تعداد لے جانے کے باعث زیادہ آرام دہ ہو سکتے ہیں۔

ہندوستانی کمپنی کے جہازات			برطانوی کمپنی کے جہازات		
نام جہاز	وزن ٹن میں	مسافر لیجانے کی تعداد	نام جہاز	وزن ٹن میں	مسافر لیجانے کی تعداد
			اکبر	۴۰۴۳	۱۳۹۶
المدینہ	۴۱۰۰	۸۹۷	خسرو	۴۰۴۳	۱۳۹۶
			علوی	۳۵۶۶	۱۰۳۰
انگلستان	۴۸۰۰	۸۳۸	جہانگیر	۳۵۶۶	۱۰۳۰
			رحمانی	۵۲۹۱	۱۶۰۱
الہند	۵۳۱۹	۹۱۲	رضوانی	۵۲۰۷	۱۵۸۷
			اسلامی	۵۸۷۹	۱۶۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، ادبی
رسالہ

پیشوا دہلی

مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۱۔ تاریخ کو
۱۶ سال سے تبلیغ و اشاعت کے
لئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
ارزاں ایڈیشن ایک روپیہ

ممالک غیر سے
جس میں محصول بھی شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

جلد ۱۷ | بابتہ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ مطابق جون ۱۹۴۰ء | نمبر ۴

شذرات

گذشتہ مہینہ کی رپورٹ

(عزیز حسن بقائی)

کاغذ اور مہنگا ہو گیا۔ اور کتابوں کی خریداری بے حد گھٹ گئی۔ پرانے خریدار کم ہوئے۔ نئے خریدار بڑھے نہیں۔ البتہ خرچ ضرور بڑھا۔ فرمایئے کام چلے تو کیونکر؟

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پیشوا مفید پرچہ ہے۔ آپ کو اس کی ضرورت ہے، اور اس قیمت میں سستا بھی ہے، تو پھر اس کی زندگی کے لئے کوشش بھی کیجئے۔ اور وہ یہی ہے کہ آپ اپنے دوستوں کو رسالہ کا خریدار بنائیں۔ اور وہ خود بھی کتابیں خریدیں۔ اور اپنے حلقۂ احباب کو بھی آمادہ کیجئے کہ وہ پیشوا کے دفتر ہی سے ضرورت کے وقت کتابیں خریدیں۔

مجھ سے ہرگز یہ توقع نہ رکھئے کہ میں مسلمان والیان ریاست کے دربار میں پیشوا کو موت کے منہ سے بچانے کے لئے گداگری کے لئے جاؤں گا۔ مجھے جو کچھ کہنا ہے وہ خریداران پیشوا ہی سے کہنا ہے۔

اگر یہ ممکن ہوتا کہ میں والیان ریاست کی دربارداری کر سکتا۔ تو یقین کیجئے کہ پیشوا کبھی مالی مشکلات کے بھنور میں نہ پھنستا، اور مجھے بار بار آپ کو توجہ دلانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ مگر چونکہ ریاستوں کی دربارداریاں مجھ سے نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے اگر آپ نے بھی میری درخواست پر توجہ نہ فرمائی تو سمجھ لیجئے کہ پیشوا کا کیا حشر ہوگا؟

امید ہے کہ ناظرین کرام اپنی نظر میں بہ حیثیت درخواست پر آج ہی غور کریں گے۔

کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ

۱۵۔ جون ۱۹۴۰ء کو کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ وارددھا میں ہوگا جس میں ممبران کے علاوہ چند اور لیڈروں کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔ جن میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔

کانگریس کی ورکنگ کمیٹی میں مسلمانوں کی نمائندگی بالکل ناکافی ہے اور چونکہ یہ جلسہ بہت ہی اہم مسائل کے فیصلے کرے گا۔ اس لئے اس جلسہ میں مسلمان رہنماؤں کی شرکت بہت ضروری تھی۔

ہمیں افسوس ہے کہ کانگریس مسلمانوں کو جس اہمیت کے وہ مستحق ہیں، وہ اہمیت نہیں دیتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی رائے عامہ سے وہ بے خبر رہتی ہے۔ اور مسلمانوں کو جائز طور سے شکایات پیدا ہوتی ہیں۔

اگر کانگریس ہائی کمانڈ ان اہم اور ضروری بات کو سمجھ لے تو مسلمانوں کی کانگریس سے زیادہ دلچسپی بڑھے۔ اور مسلمانوں کی پچاس فیصدی شکایات کم ہوں اور لیگ کا رسوخ کم ہو۔ اور ملک کی فضا درست ہو۔

من انصاری الی اللہ

دہلی کی جامع مسجد پر غدر ۱۸۵۷ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی اور شاہ عالم بادشاہ کے معاہدہ کے خلاف انگریزی حکومت نے قبضہ کیا

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے لاجائی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی سے شائع کیا

اور امن قائم ہونے کے بعد اس کو واگذار کرکے اس کا اہتمام ایک نامزد کمیٹی کے سپرد کر دیا جس میں آج تک کوئی اصلاح نہیں ہوئی۔ وہی ڈھرا جو غدر کے بعد تھا، وہی اب بھی ہے۔ گورنمنٹ کا نظام حکومت اس عرصہ میں ہر مرتبہ تبدیل ہوا۔ لیکن جامع مسجد کمیٹی میں کوئی تغیر نہ ہوا۔ عام مسلمانوں نے ۱۹۲۱ء سے اصلاح کا مطالبہ زیر سر کر دیا مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ، مولانا محمد علی ؒ ایڈیٹر کامریڈ و ہمدرد، مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار، مسیح الملک حکیم اجمل خاں ؒ، ڈاکٹر انصاری ؒ مولانا شوکت علی ؒ وغیرہ کیا۔ لیکن سرکار پرستی کے زور میں ان مطالبات کو ٹھکرا دیا گیا۔

اب پیشوا، حریت، دین دنیا، انصاری، زمیندار، مدینہ وغیرہ اخبارات اور پبلک جلسے بذریعہ جتا فہمی اور مسلمانوں کی نمایندگی میں قواعد وضوابط میں ترمیم، انتظام و اہتمام میں اصلاح کا مطالبہ مسلمان کر رہے ہیں۔ مگر جامع مسجد کے مختار کل حاجی سید احمد امام لاالفت سکریٹری کسی کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ مسجد کی حالت یہ ہے کہ ستر اسی ہزار روپے سالانہ کی آمدنی ہونے کے باوجود اور حضور نظام سے مرمت کے نام پر لاکھوں روپیہ حاصل کرنے کے باوجود قابل مرمت حصوں کی مرمت نہیں کی جاتی، صفائی، روشنی، فرش، شامیانوں کا انتظام قابل اطمینان نہیں، حساب شائع نہیں کیا جاتا۔ اور نہ مسلمانوں کو اسے چیک کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ مسلمانوں میں عام بے چینی اور جامع مسجد کو سرکاری اثر سے محفوظ رکھنے، اور وقف کے روپے کے تحفظ کے لئے اور درستی انتظام کے لئے فوراً قدم اٹھانے کا مطالبہ ہے

میں چونکہ سنہ ۲۶ء سے جامع مسجد کمیٹی کی اصلاح پر مضامین شائع کر رہا ہوں اور ۲۸ء سے اصلاح کا حامی ہوں۔ اسلئے مسلمانوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں قدم آگے بڑھاؤں۔ میں مسلمانوں کا خادم ہوں، اس لئے اس مطالبہ پر سر تسلیم خم کرتا ہوں۔

میں ایک مدت سے جامع مسجد کے حالات پر غور کر رہا ہوں اور چونکہ پیشوا کا دفتر جامع مسجد کے بالمقابل ہے۔ اس لئے جامع مسجد کے حالات سے ممبران کمیٹی سے زیادہ باخبر ہوں۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ میدان عمل میں آنے سے پہلے حامیان اصلاح کی ایک بڑی تعداد اپنے گرد و پیش جمع کر لوں۔ اس وجہ سے اعلان کرتا ہوں کہ "من انصاری الی اللہ" ترجمہ۔ کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرے۔

اللہ کے گھر کی صفائی، اللہ کے گھر کے انتظام کی درستی۔ نمازیوں کی مدد، وقف کے روپے کا تحفظ اس سے زیادہ نیکی کا کام اور کیا ہوگا؟ اور پھر کون بدبخت ہوگا جو دین اور دنیا کی اس سب سے بڑی نعمت کے حاصل کرنے کے لئے پروانہ وار نہ دوڑے؟

میں بہت آہستہ اور آئینی اور پرامن طریقہ سے قدم اٹھانا چاہتا ہوں، اور اگر اس میں روڑے اٹکائے گئے تو مجبوراً اس میں ترمیم کرنی ہوگی۔ اس لئے جو لوگ میری رائے سے متفق نہ ہوں اور اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں، وہ اس تحریک میں شامل ہونے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں۔ یا جو لوگ اس قسم کی تحریکات سے چندہ حاصل کرنا چاہیں وہ بھی شریک نہ ہوں۔

میں نہ تیز چلنا چاہتا ہوں، نہ ہنگامہ برپا کرنا چاہتا ہوں، نہ چندہ کرنا چاہتا ہوں، اور نہ چندہ کی اجازت دے سکتا ہوں اس لئے صرف وہی حضرات شامل ہوں جو اپنا خرچ خود برداشت کر سکیں۔ میری تحریک اصلاح میں وہ شریک ہوں جو حامیان استبداد کے مظالم برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ کیونکہ ہمیں جامع مسجد کمیٹی کے ہیڈ گڈشیل کا اور اگر ضرورت ہوئی تو حکومت کا تشدد سہنا ہے۔ تشدد کرنا نہیں ہے۔ لہذا جو بھائی ان شرائط کی پابندی نہ کر سکیں، وہ تحریک سے ہمدردی تو کریں لیکن شمولیت سے باز رہیں۔

تحریک اصلاح کے کارکنوں کے لئے دہلی کا باشندہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ دہلی کے باہر کے مسلمان بھی اگر شریک تحریک ہونا چاہیں تو اپنے اسماء گرامی سے دفتر پیشوا کو مطلع فرما دیں۔ جب ان کی ضرورت ہوگی طلب کر لیا جائے گا۔ کم از کم ایک ہزار فدایان مسجد کی تعداد پوری ہونے پر میں اپنی اسکیم پیش کروں گا اور مختار کار کے مشورہ پر پہلے قافلہ میں شمولیت کروں گا۔ وباللہ التوفیق۔

گائے اور باجہ کا فیصلہ

الہ آباد کے سیشن جج نے حال میں مسجد کے آگے باجہ بجانے کا حق ہندوؤں کا تسلیم کیا ہے۔ اور اسی کے ساتھ مسلمانوں کے لئے گائے کی قربانی کا حق ہر مقام پر تسلیم کیا ہے۔

اگرچہ مسجد کے آگے باجہ بجانے کے حق کے خلاف متعدد ہائی کورٹوں کی نظیریں ہیں اور احترام مسجد کے لئے مذہبی اور اخلاقی دلائل کی بھی کمی نہیں ہے۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے جو معاہدہ شاہ عالم بادشاہ دہلی سے کیا تھا، اور جس کو برقرار رکھنے کا ملکہ معظمہ آنجہانی وکٹوریہ نے اعلان کیا تھا اس سے بھی مسجد کے احترام کی تائید نکلتی ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ مسجد کے آگے باجہ بجانے پر ہندوؤں کو اصرار کیوں ہے؟ ایک جماعت مسلمان فرقہ پرستوں کی ہے، اور وہ یہ کہتی ہے کہ اگر ہندوؤں کی اس فرقہ وارانہ ذہنیت کو تسلیم کر لیا جائے گا تو اس کا بدرقہ یہی ہو سکتا ہے کہ جس مسجد

کے آگے باجہ بجانے پر بیجا اصرار کریں، اور مسجد میں مسلمان گائے کی قربانی کریں۔ اور اس کا پلاؤ پکا کر غربا کو کھلا دیں۔ تا کہ ہندوؤں کی شرارت کا ازالہ ہو سکے۔

میں مسلمانوں کی اس تجویز کو جس کا قانونی حق ان کو حاصل ہے امن عامہ اور اسلام کی تعلیم رواداری کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اور اسی طرح ہندوؤں کا مسجد کے آگے باجہ بجانے کے اصرار کو ملک کے امن اور ہندوؤں کے مذہبی احکام کے خلاف سمجھتا ہوں البتہ یہ ضرور چاہتا ہوں کہ ملک میں بدامنی نہ ہو اور ہر فریق اپنے حقیقی مذہبی مراسم کی ادائگی بلا کسی دقت اور ادنیٰ مداخلت کے انجام دے سکے۔

افسوس ہے کہ کانگریس ہائی کمانڈ نے اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش نہیں کی۔ ورنہ یہ قضیہ آسانی سے طے ہو جاتا۔ اور اس کے ساتھ پچاس فی صدی ہندو مسلم تنازعات پیدا ہی نہ ہوتے۔

مسٹر جینا کے لئے یوم عذاب

۱۲۔ جون کو بمبئی میں صوبوں کے کانگریسی وزرا کا اجتماع ہو رہا ہے اور حالات بتا رہے ہیں کہ نئے وزیر ہند جنہوں نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ "خاتمہ جنگ کے دو سال بعد ہندوستان کو درجہ نوآبادیات حاصل ہوگا۔ اور جو کانسٹی ٹیوشن بنایا جائے گا، اس کا مشورہ ہندوستانیوں سے ضرور کیا جائے گا" اس کے بعد جزوی مطالبات کانگریس کے اور رہ گئے ہیں، جن کے تسلیم کرنے کے لئے وزیر ہند ایک اور اعلان کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد سات صوبوں کا جمود ختم ہو جائے گا۔ اور کانگریسی وزرا مسلم لیگ کے "یوم نجات" منانے کے باوجود اپنے اپنے صوبوں کے قلمدان وزارت سنبھالیں گے۔ اور وہ دن مسلم لیگ کے صدر مسٹر جینا کے لئے یوم عذاب ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنے اصول کی خاطر واپس ہوئی تھیں، اور جن کے مظالم کی تحقیقات کانگریس کرانے کے لئے تیار تھی، لیکن مسٹر جینا رائل کمیشن کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور اس مطالبہ کے ٹھکرائے جانے پر ان میں ہمت نہ تھی کہ حکومت سے ٹکراتے۔ اس لئے بیچارے خاموش ہو گئے۔ اگر حکومت یہ جانتی کہ اس مطالبہ کی پشت پر کم سے کم دس ہزار سرفروش مسلمانوں کی طاقت ہے۔ جو مسٹر جینا کی آواز پر سر اور دھڑ کی بازی لگا سکتے ہیں، تو قطعی ناممکن تھا کہ وائسرائے مسٹر جینا کے مطالبہ کو ٹھکراتے۔ مگر چونکہ وائسرائے مسٹر جینا سے اور مسلم لیگ سے زیادہ مسلم لیگ کے تن آسانی اور جاگیردار کارکنوں سے واقف تھے اس لئے انہوں نے مطلق پروا نہ کی۔ اگرچہ مسٹر جینا نے کانگریسی وزارتوں کے تعطل پر یوم نجات منا کر یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ اب واپس نہ آئیں گی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وائسرائے کی طرح خداوند قدوس نے بھی مسٹر جینا کی التجا نہ سنی۔ اور اب بیچارے کو اپنی زندگی میں اور اس بڑھاپے میں یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا کہ کانگریسی وزارتیں بغیر رائل کمیشن کے واپس آ رہی ہیں۔ اور مسٹر جینا اس "یوم عذاب" کو ٹک ٹک دیکھ رہے ہیں۔

بڑی مشکوٰۃ ختم

حدیث کی تمام کتابوں کے خلاصہ کا نام مشکوٰۃ المصابیح ہے۔ جس کے جامع حضرت علامہ خطیب عمری ہیں، جو چوتھی صدی ہجری کے سب سے بڑے محقق اور سب سے زیادہ مستند جامع احادیث ہیں ان کی مشکوٰۃ المصابیح سب سے بڑی، سب سے مستند، سب سے زیادہ مقبول ہے۔ اور اسی کا سلیس، با محاورہ، مستند ترجمہ ادارہ پیشوا نے "بڑی مشکوٰۃ" کے نام سے شائع کیا۔ جس کو علماء ہند نے متفقہ مستند تسلیم کیا۔ اس کے پہلے اڈیشن کی چند کاپیاں رہ گئی ہیں، اور نہیں کہا جا سکتا کہ دوسرا اڈیشن کب شائع ہو۔ اس لئے کلام رسول اللہؐ کے اس سب سے بڑے اور سب سے مستند مجموعہ کے جو حضرات شائق ہوں وہ پیشوا کے اس پرچہ کو دیکھتے ہی اپنی فرمائش بھیج دیں جو فرمائش پہلے آئے گی، اسی کو مقدم سمجھا جائے گا۔ اور اسٹاک میں اگر مجلد ہے اور فرمائش بلا جلد کی ہے تو مجلد ہی بھیج دی جائے گی۔ ایک فرمائش کے لئے جلد نہ اتاری جائے گی۔ اور نہ بندھوائی جائے گی۔ سب سے بہتر ترکیب تو یہ ہے کہ آپ مع محصول کے منی آرڈر بھیج دیں۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل ہو جائے گی۔ فرمائش بھیجنے میں سستی کرنے والے بڑی مشکوٰۃ سے محروم رہیں گے۔

زندہ باد سحر البیان بخاری

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کلابی عقیدہ کے وہابی ہیں، ۱۹۱۲ء سے جہاد آزادی میں مصروف ہیں عمر کا بڑا حصہ قید فرنگ میں گذرا ہے۔ ان کی تقریر مسمریزم کی طرح دماغ پر اثر کرتی ہے۔ وہ بلا مبالغہ تقریر کے ذریعہ جادو کرتے ہیں ان کی تقریر کے بعد دس فی صدی سامعین اپنی ذاتی رائے سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ وہ آٹھ گھنٹہ تک مسلسل بول سکتے ہیں اور یہ کمال ہے کہ مجمع پُر سکون، پُر جوش، جس طرح یہ چاہیں بیٹھا رہتا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو بیدار کرنے میں بڑا حصہ لیا ہے۔ غرضکہ وہ اس دور کے بہترین اور ایثار پیشہ مسلمان ہیں، چونکہ بدقسمتی سے اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے مفلس ہیں اگر ہندو قوم میں ہوتے تو لاکھوں کے لال ہوتے۔ سونے میں تولے

جاتے۔ اور امیرانہ زندگی بسر کرتے۔ مگر چونکہ آزاد خیال مسلمان ہیں۔ اس لئے منافقوں اور سامراج کے ایجنٹوں کے نزدیک یہ قابل گردن زدنی ہیں۔ مگر کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لئے بے پناہ جذبہ عقیدت ہے۔

سال گزشتہ پنجاب کی مسلم لیگی حکومت نے ان کے خلاف دو مقدمے قائم کئے۔ جن میں سے ایک گجرات (پنجاب) کی تقریر کی بنیاد پر جس میں سرکاری رپورٹر (للہ رام) نے اپنی شہادت میں بے حد شرمناک الزام حکومت پنجاب نے ذریعہ الزام پر (جو مسلم لیگ کا ایک رکن ہے) لگانے اور ہائیکورٹ سے شاہ صاحب بری ہوئے۔ اس مقدمہ میں پھانسی اور کالے پانی کی سزا ہو سکتی تھی۔ ایسا ہی دوسرا مقدمہ راولپنڈی کی تقریر پر چلا۔ جس سے لاہور کے سشن جج نے بری کر دیا۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

میں صمیم قلب سے اپنے دوست حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو اس **حیاتِ نو** پر مبارک باد دیتا ہوں۔ کاش اس گلابی وہابی مولوی کو علم ہوتا کہ کتنے بدعتیوں نے اس کی رہائی کے لئے چلے پڑھے۔ مزارات پر جائز منتیں مانیں۔ بزرگان کرام کی ارواح پاک کا واسطہ و کرامات کے صدقے میں دعائیں مانگیں۔ تب جا کر کہیں یہ رہا ہوئے۔ اگرچہ دعا کے ساتھ مقدمہ کی پیروی بھی زبردست ہوئی اور ہزارہا روپیہ پانی کی طرح بہایا گیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے شہادتیں دیں اور جنہوں نے حضرت شاہ صاحب کو اپنی شہادت سے پھانسی کے تختہ پر پہنچا دیا۔ کیا ان سے کوئی باز پرس نہ ہوگی؟

میری رائے میں اس معاملہ کو یہیں تک نہ ختم کرنا چاہیئے بلکہ پنجاب اسمبلی، مرکزی اسمبلی اور پارلیمنٹ کے ممبران کے پاس اس مقدمہ کی سمری بھیجنی چاہیئے۔ اور ان تمام مقامات پر سوالات کر کے گورنمنٹ ہند کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ آزادانہ تحقیقات کرے اور شاہ صاحب کو ہرجہ اور خرچہ کا مقدمہ فوراً حکام متعلقہ کے خلاف شروع کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے اس قسم کے مقدمات کا خاتمہ ہو جائے۔

پاکستان

یہ وہ لفظ ہے جو اپنے یوم پیدائش سے آج تک شرمندہ معنی نہیں۔ یہ وہ خواب ہے جس کی آج تک صحیح تعبیر دینے والا نہیں پیدا ہوا۔ پاکستان انگریز کے دماغ کی ایجاد ہے۔ جس کو سر وا اقبال علی شاہ جرنلسٹ نے انگریزی مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنایا۔ اور علامہ اقبال مرحوم کی آڑ لے کر سامراج کے ایجنٹوں نے اس کو شہرت دی۔ ڈاکٹر لطیف صاحب حیدرآبادی نے ایک خاکہ تقسیم ہند کا پیش کیا۔ چودہ نکات والے مسٹر جناح نے جب یہ طے کر لیا کہ کسی طرح ہندو مسلمانوں کا اتحاد نہ ہو تو انہوں نے ۱۹۴۰ء میں پاکستان کا ریزولیوشن پیش کر کے اس ملک کی غلامی کی میعاد میں اور اضافہ کر دیا۔

پاکستان کی تشریح کے لئے اور اس کے حصول کے لئے کوئی اسکیم نہ مسٹر جناح نے پیش کی اور نہ سامراج کے کسی ایجنٹ نے۔ اگرچہ بمبئی نے مسلم لیگیوں نے دعوت بھی دی کہ وہ پاکستان پر تقریر کریں لیکن انہوں نے دعوت کو قبول نہیں کیا۔

البتہ ہنگلی میں راجہ صاحب محمود آباد نے پاکستان قائم ہونے کے بعد رنگ کہ پاکستان قائم کرنے کا طریق کار: پاکستان میں اسلامی حکومت ہوگی لیکن وہ بھول گئے کہ پاکستان میں (اگر وہ قائم ہوا) اسلامی حکومت قائم ہوئی تو لیگ کے جو بڑے لیڈر شراب پیتے ہیں ان کے درے لگائے جائیں گے۔ مغربی ڈانس میں غیر محرموں کے ساتھ ان کی عورتیں (بالڈ روم) ناچ نہ سکیں گی۔ اور بعض لیگی لیڈروں نے بہنوں اور سوتیلی بیٹیوں اور بھانجیوں سے بے ضابطہ میاں بیوی کے تعلقات قائم کئے ہیں وہ سنگسار ہوں گے۔ بعض لیگی رہنما لوطی ہیں، ان کو شرعی سزا دی جائے گی، چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور جو لیگی لیڈر صحیح کلمہ نہیں پڑھ سکتے انکو آمنت باللہ پڑھائے جائے گی، اور جو لیگی روزہ اور نماز سے بے نیاز ہیں اور محافظ اسلام بنے ہوتے ہیں، ان کو روزہ بھی رکھنا پڑے گا، اور نماز بھی پڑھنی پڑے گی۔ اور جن لیگی لیڈروں نے آج تک زکوٰۃ کی ایک پائی بھی نہیں دی۔ اگر ان کی یہی حالت پاکستان میں بھی رہی تو ان پر جہاد کیا جائے گا۔ بشرطیکہ پاکستان کا پریسیڈنٹ مسٹر جناح کی بجائے صدیق اکبر رضہ اور فاروق اعظم کی سنت کا متبع ہو۔ اور ان کی طرح عاشق اسلام ہو۔ عاشق سامراج نہ ہو۔

خود جناح صاحب کی حالت قابل رحم ہوگی۔ کروڑوں روپے کی زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ ان کو ڈاڑھی رکھنے اور نماز روزے کی پابندی کے لئے مجبور کیا جائے گا اور جب وہ پاکستانی عدالت میں پیش ہوں گے تو ان کی ساری عمر کی محنت جو انگریزی قانون کی موشگافیوں میں گذری ہے، برباد ہو جائے گی۔ اور اس کی جگہ ان کو اسلامی قانون یاد کرنے پڑیں گے۔ اور یہ ان کے لئے سب سے بڑی مصیبت ہوگی۔

مگر یہ کس قدر دلچسپ بات ہے کہ ایک شخص عنایت اللہ نامی لاہور سے دہلی میں آتا ہے اور خود بخود پاکستان کانفرنس کا صدر بن جاتا ہے۔ اور دوسری پاکستان کانفرنس دہلی میں منعقد کرنے کا اعلان کرتا ہے۔ تاریخیں وہی رکھی جاتی ہیں جو اجلاس جمعیتہ العلماء

جون پوری میں رخنا ہے یہ اس لئے کہ کارکنان جمعیۃ واحرار اس زمانہ میں جونپور میں تھے) دہلی کے کسی عام جلسہ میں مجلس استقبالیہ نہیں بنائی گئی ... دہلی کے مسلم لیگیوں نے اور ممتاز شہریوں نے پاکستان کانفرنس کی مخالفت کی۔ لیکن دہلی مسلم لیگ کی چھوکرا پارٹی پراونشل مسلم لیگ کے صدر کی مخالفت کرتے ہوئے اس کانفرنس میں شریک ہوئی۔

... پروپگنڈہ کیا گیا۔ جھوٹے سچے اعلانات نکالے گئے۔ ... کے جمادی ... لیڈروں کے نام استعمال کئے گئے۔ مسلمانوں میں جوش پیدا کرنے کے تمام ممکن وغیرممکن ذرائع استعمال کئے گئے۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ دس روپے کے ٹکٹ بھی فروخت نہیں ہوئے۔ دو آدمیوں سے زیادہ شریک نہیں ہوئے۔ اور ... صدارت پر ڈاکٹر عالم کی بجائے ... دوسرتبہ کے معافی مانگے ہوئے ایک ملا کو جو ہر پیچ مستقبل تھا لاکھڑا کیا۔ جس نے حضرت مولانا محمود حسن صاحب۔ حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب اور خان بہادر اللہ بخش کے خطبوں پر اپنے خیال میں تنقید کی رچا ہے وہ ان خطبوں کو سمجھا ہی نہ ہو)

مسلمان قوم ... یہ قرارداد مسلم لیگ کے لیڈروں کے نام پر کیا گیا اور پہلے جلسہ میں ان میں سے ایک نے بھی شرکت نہیں کی۔ تعجب ہے اس جرم ... پر حکام نے توجہ کیوں نہیں کی۔

چونکہ اس وقت تک (۲ جون) اس کانفرنس کی تجاویز شائع نہیں ہوئی ہیں اس لئے ان پر بحث نہیں کی جا سکتی۔

البتہ اس "اجتماع عظیم" میں ایک عجیب پروفیسر صاحب نے پرچم کشائی کے وقت یہ تاریخی انکشاف کیا کہ جو جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہے "یہ رسول اللہ کا جھنڈا ہے"! طبری اور خلدون جیسے مانے ہوئے مورخ رسول اللہؐ کے اس جھنڈے کے متعلق پتہ نہیں لکھتے۔ لیکن دنیا کا یہ نرالا مورخ دہلی میں ایک ایسے کپڑے کو جس کی عمر سال بھر سے زیادہ نہیں ہے۔ رسول اللہؐ کا جھنڈا بتاتا ہے۔ جس کو تاریخ کا ایک مبتدی بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ کیونکہ رسول اللہؐ کا جھنڈا کبھی ہندوستان میں نہیں آیا۔ جس پر علمار تاریخ کا اتفاق ہے۔ اور نہ رسول اللہؐ کا کوئی جھنڈا کبھی سبز رنگ کا تھا اور نہ رسول اللہؐ کے جھنڈے پر کبھی چاند تارے کا نشان بنایا گیا۔ اور نہ رسول اللہؐ کے جھنڈے پر کبھی کلابتون کی بہار لگائی گئی۔ پس اس عجیب وغریب پروفیسر کا یہ "تاریخی انکشاف" کانفرنس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ کب تک مسلمان قوم اس قسم کے لوگوں کے ہاتھوں میں فٹ بال بنی رہے گی اور دنیا کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع دیگی۔

بیدر کے بعد گلبرگہ میں فساد

۵- جون کو گلبرگہ (ملک حضور نظام) میں ہندو مسلم فساد ہوا۔ ایک مسلمان شہید ہوا۔ متعدد زخمی ہوئے اور کئی ہندوؤں کی دوکانیں جلیں۔

اس فساد کی ابتدا بھی ہندوؤں نے کی۔ اگرچہ آتش زدگی میں پانچ سات ہزار سے زیادہ کا نقصان نہیں ہوا لیکن حکومت آصفیہ امداد کے لئے تیار ہے۔

حیدرآباد دکن میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات جیسے خوشگوار تھے، ویسے ہندوستان کے کسی حصے میں نہ تھے۔ اس قابل رشک اتحاد کو بیرون ہندوستان سے آریہ سماج کے منہ پھٹ اور بدتمیز لیکچراروں نے اپنی اشتعال انگیز اور توہین آمیز اور انتہائی فرقہ وارانہ تقریروں سے تباہ کر دیا۔ اور اس کا نتیجہ سالہا ئے گذشتہ اور حال کے فسادات ہیں۔ جنہوں نے حیدرآبادی ہندوؤں کے حوصلے اتنے بڑھا دیئے ہیں کہ وہ اب اسلامی سلطنت میں مسلمانوں کو امن سے نہ بیٹھنے دینے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ اور بات بات میں مسلمانوں پر لٹھ لے کر اپنی اکثریت کے زعم میں ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور پروپگنڈہ کی بے پناہ طاقت سے مسلمان کو ظالم اور ہندو کو مظلوم ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں۔

ہندوؤں کی اکثریت کو حیدرآباد میں ختم کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ حیدرآباد کے اچھوتوں میں صحیح تبلیغ اسلام کی جائے جو انسانیت کی بہترین خدمت ہے۔ کیونکہ پست اقوام صحیح اخوت اور مساوات صرف اسلام کے زیر سایہ آکر حاصل کر سکتی ہیں۔ افسوس ہے کہ یہ فرض علماء اور مشائخ کا تھا جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں ایک گھنٹے کے لئے بھی اپنا یہ فرض انجام نہیں دیا۔ اگر فرض شناس علماء اور مشائخ اس میدان میں اب بھی آجائیں تو بہت کام ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ سندھ۔ بلوچستان۔ سرحد پنجاب کے مضبوط مسلمان ہندوؤں کے اس قلعہ کے گرد حصار باندھنے کے لئے اپنے ڈیرے ڈالیں اور مستقل طور سے وہاں سکونت اختیار کریں۔ اور اس طرح ہندو اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر کے سلطنت آصفیہ کی بہت بڑی خدمت انجام دیں۔ جس سے یہ ملک آئے دن کے فسادات سے محفوظ رہ سکے۔ ورنہ اگر مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں اور اس بڑھتی ہوئی بیماری کا تدارک نہیں کیا گیا تو۔ ایک دن حیدرآباد پر ایسا آئے گا کہ اس کا خیال حیدرآباد کے باہر والے کر بھی نہیں سکتے۔

گھبرانے کی ضرورت نہیں

جرمن ریڈیو کی جھوٹی خبروں اور ہندوستان کے بے فکرے گپ بازوں کی بدولت ہندوستان کے احمق سرمایہ داروں کی حالت بہت دلچسپ ہو گئی ہے۔ ان لوگوں نے بنک اور سرکاری عمارتوں میں اپنے روپے کو محفوظ نہ سمجھتے ہوئے بنکوں اور خزانوں سے روپیہ نکالنا اور زمین میں دفن کرنا شروع کر دیا۔ جس کے معنے یہ ہوئے کہ ان سرمایہ داروں نے اپنی حماقت سے نہ صرف یہ کہ دشمن کے مقصد کو تقویت پہنچائی، ملک میں گھبراہٹ پیدا کی۔ کاروبار میں تعطل اور بے روزگاری شروع کی۔ بلکہ اپنے روپے اور اپنی جانوں کو بھی گنڈوں کے چہرے اور لاٹھی کے رحم پر چھوڑا۔ اور سرکاری طاقت کے بجائے اپنی ذاتی طاقت پر اعتماد کیا۔ جو سرکاری طاقت کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

اس گھبراہٹ اور بے اعتمادی اور بزدلی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بنکوں سے روپیہ نکالا جانے لگا۔ اور نوٹوں کو چاندی کے روپوں کی صورت میں تبدیل کیا جانے لگا۔ روپے کی اس سمیٹ کا نتیجہ لازمی طور سے یہ ہوا کہ تجارت رہی سہی بھی ختم ہو گئی۔ بالآخر حکومت نے گپ باز اور شگوفہ سازوں کے خلاف قدم اٹھایا۔ جو موثر ثابت ہوا۔ یعنی جس نے نوٹ لینے سے انکار کیا یا بٹہ مانگا۔ اس کو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا۔ یہ قدم اگر ابتدا ہی سے حکومت اٹھاتی تو جو گھبراہٹ اور پریشانی پیدا ہو گئی تھی وہ پیدا ہی نہ ہوتی۔

میرے خیال میں گھبرانے اور پریشان ہونے کی مطلق ضرورت نہیں۔ بنکوں سے روپیہ نکلوانا اپنی جان اور اپنے مال دونوں کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ اور نوٹوں کی بجائے چاندی کے روپے کو سمیٹنا نہ کوئی دانشمندی ہے اور نہ ضرورت ہے۔ حکومت کے پاس نوٹوں سے زیادہ چاندی کا روپیہ ہے۔ اور وہ اگرچہ برابر روپیہ دے رہی ہے۔ لیکن بلاضرورت چاندی کا روپیہ طلب کر کے دشمن کو تقویت پہنچانا کہاں کی عقلمندی ہے؟ اس لئے اپنے روپے کو بنکوں اور نوٹوں کی صورت میں قطعی محفوظ سمجھنا چاہیے۔ اور شرارت پسندوں کی افواہوں کا مطلق خیال نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ ایسے شرارتیوں کی اطلاع اپنے ضلع کے افسر اعلیٰ یا حلقہ کے تھانہ دار کو کرنی چاہیئے تاکہ وہ مناسب انتظام کرے۔

گاندھی جی کا دلچسپ مطالبہ

بیدر (ملک حضور نظام) کے فساد میں حکومت آصفیہ کے تخمینہ کے مطابق آتش زدگی سے زیادہ سے زیادہ پچاس ہزار روپے کا نقصان ہندوؤں کا ہوا ہوگا، اور اس سے بہت زیادہ جلالت الملک نظام کی گورنمنٹ نے بیدر کے ہندو دوکانداروں کو دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ اور ہندوستان میں یہ پہلی نظیر ہے۔ جو اعلیٰ حضرت کی حکومت نے قائم کی ہے۔

ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ برٹش انڈیا میں بھی ہوتے ہیں۔ ہندو ریاستوں میں بھی ہوتے ہیں، کانگریسی حکومتوں میں بھی ہوئے۔ لیکن کسی جگہ نقصانات کا معاوضہ حکومت نے کسی فریق کو خواہ وہ کتنا ہی مظلوم کیوں نہ ہو نہیں دیا۔ اور مہاتما گاندھی نے بھی کسی فساد زدہ رقبہ کے لئے معاوضہ کا مطالبہ نہیں کیا لیکن یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ مہاتما جی بیدر کے ہندوؤں کیلئے تاوان کا مطالبہ حکومت آصفیہ سے کر رہے ہیں۔

حالانکہ یہی گاندھی جی ان تمام فسادات کے مواقع پر خاموش رہے جن میں مسلمانوں کا کروڑہا روپے کا نقصان ہوا۔ اگرچہ ہم ان کو بے ایمان، یا متعصب تو نہیں کہہ سکتے، لیکن وہ سٹھیا ضرور گئے ہیں۔ اور ان کے نادان آریہ دوست (دیش بندھو اینڈ کمپنی) ان کو غلط راستہ پر لے جا کر ان کو انصاف پسندوں کی نظر میں عموماً اور مسلمانوں کی نظروں میں خصوصاً گرا کر ہندوستان کے اول درجہ کے لیڈر کی بجائے ایک ذلیل، تنگ نظر، اور انتہائی فرقہ پرست لیڈر بنانا چاہتے ہیں۔ جو ان کی اخلاقی موت ہے۔

ضرورت ہے کہ مہاتما جی کے مخلص دوست جرأت کر کے آگے بڑھیں اور ان کو آریہ سماج کا ٹول بننے سے روکیں۔ اور ان کو مجبور کریں کہ وہ فرقہ پرستوں کی ہمت افزائی کی بجائے صرف کانگریس کا کام کریں۔ اور مسلمانوں کا زیادہ سے زیادہ اعتماد حاصل کریں۔

ایڈیٹر وقت کی مناسب تجویز

بیدر کے فساد پر جو مبالغہ آمیز بیانات مسٹر گاندھی، جواہر لال نے آریوں کے یک طرفہ بیان کی روشنی میں شائع کئے۔ اُن سے متاثر ہو کر حیدرآباد کے قوم پرست اخبار (وقت) کے ایڈیٹر صاحب نے مہاتما گاندھی کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ حیدرآباد آیئے۔ اور آریوں کی فتنہ ساز تحریک کی تحقیقات کیجیے۔

مہاتما جی کے لئے بہترین طریق کار یہ تھا کہ وہ اس دعوت کو بلا شرط قبول کر لیں اور حیدرآباد پہنچ کر تحقیقات شروع کر دیں لیکن تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ وہ اپنے بے ایمان اور مفسد آریہ دوستوں سے اتنے متاثر ہو چکے ہیں کہ انہوں نے اصول انصاف اور حق پرستی کو بھی خیرباد کہہ دیا، اور حکومت آصفیہ کی اجازت کی پخ لگا کر تحقیقات کو دلدل میں ڈال دیا۔

میں مہاتما جی سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کاٹھیاواڑ کی ایک چھوٹی سی ریاست راجکوٹ میں جب آپ تشریف لے گئے تھے تو کیا آپ نے اجازت

طلب کی تھی؟ اور جلالۃ الملک حضور نظام کی گورنمنٹ کو غرض کیا پڑی ہے کہ وہ آپ سے تحقیقات کی درخواست کرے؟

حکومت آصفیہ نے اپنے ذمہ دار عہدہ داروں کی تحقیقات کا نتیجہ اعداد و شمار سے شائع کر دیا ہیں اگر آپ کے پاس اس کے خلاف کوئی وزنی شہادت ہو تو شائع کیجیے۔ اور حکومت کی تحقیقات کو چیلنج کیجیے ورنہ اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارنے چھوڑ دیجیے۔ آپ کو فرقہ پرستی کی گندہ نالی میں جن بدمعاشوں اور مفسدوں نے گرایا ہے۔ کیا وہ آپ کی غیر جانبداری اور انصاف پسندی اور بلا تعصب شخصیت کا خاتمہ ہی کر کے دم لیں گے؟ کیا ستیہ اور اہنسا کے یہی معنی ہیں؟

شکلا کے خلاف تحقیقات

سی۔ پی میں ڈاکٹر کھارے کی وزارت کے زمانہ میں مسٹر شریف نے جو مسلم منسٹر نے ایک مسلمان کو جو کسی ہندو لڑکی کے اغوا کے سلسلہ میں قید بھگت رہا تھا۔ چند یوم پہلے رہا کر دیا تھا۔ اس پر تمام ہندوستان کے مہا بھائیوں نے جو کھدر پسندی کے طفیل کانگریسی بن گئے ہیں۔ ایک طوفان مچا دیا۔ اور کانگریس ہائی کمانڈ نے ایک فرقہ پرست ہندو جج کے سپرد تحقیقات کی۔ اور جیسا کہ توقع تھی مسٹر شریف کو اس جرم کی سزا میں استعفیٰ دینا پڑا۔ اگرچہ ڈاکٹر کھارے نے بہت زور لگایا۔ لیکن وہ مسٹر شریف کو نہ بچا سکے۔ اور اس کے بعد ڈاکٹر کھارے مستعفی ہوئے اور پنڈت شکلا جیسے کٹر ہندو مہا سبھائی کانگریس ہائی کمانڈ کے اندھیر نگری چوپٹ راج کی بدولت چیف منسٹر مقرر ہوئے۔ جن کی منسٹری کو یہ فخر حاصل ہوا کہ اس میں کوئی مسلمان نہ تھا۔ ان شکلا صاحب کے ایک دوست مسٹر مصرا وزیر پبلک ورکس تھے۔ جن پر ایک مسلمان نابالغ لڑکی کے اغوا اور زنا جیسے شرمناک الزامات لگائے گئے۔ اور پولیس کی رپورٹ اخبارات میں شائع ہوئی لیکن کانگریس ہائی کمانڈ کی دیانتداری دیکھیے کہ اس شرمناک الزام کے باوجود کوئی تحقیقات مسٹر مصرا کے خلاف نہیں کی گئی۔ اور نہ انہوں نے کوئی بیان شائع کیا۔

اتفاق سے چاندور ضلع بہارہ میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ اور اس میں ایک ہندو مارا گیا۔ ایسے فسادات ہندوستان میں روزانہ ہوتے رہتے ہیں، لیکن اس فساد کی خصوصیت یہ تھی کہ سی۔ پی میں مسٹر شکلا کی وزارت تھی۔ انہوں نے ایک نہایت بے تکی تقریر وزیر اعظم کی حیثیت سے کی جس میں تمام ذمہ داری مسلمانوں پر ڈالی گئی۔ اور ایک دم پورے قصبہ کے مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور ان پر وہ سفاکانہ اور وحشیانہ مظالم توڑے گئے کہ قرون اولیٰ کے مظالم کی یاد تازہ ہو گئی۔ عدالت سشن نے اڑتالیس مسلمانوں کو سزا دی جس میں چند کو پھانسی اور کالا پانی کی سنگین سزائیں دی گئیں۔ ان سزاؤں سے مسلمانوں میں کہرام مچ گیا۔ سی۔ پی کے مسلمان مسلم لیگ کے بیرسٹر (مسٹر جناح) کی خدمت میں دہلی آئے اور ہائی کورٹ میں مفت پیروی کی درخواست کی۔ چونکہ جناح صاحب نے آج تک کبھی کسی اسلامی کام کی مفت پیروی نہیں کی تھی۔ اس لئے اس مقدمہ کی مفت پیروی سے بھی انکار کر دیا۔ اور مسلمان منہ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ اور ان پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مسٹر جناح کو کس ڈگری کی ہمدردی مسلمانوں سے ہے

بہر حال مقدمہ سی پی ہائی کورٹ میں پہنچا اور تمام ملزمان بری ہوئے اور مسٹر شکلا کے خلاف ہائیکورٹ کے ججوں نے نہایت سخت نکتہ چینی کی اور آج کل ہائی کورٹ کی تجویز اور گورنر کے حکم سے تحقیقات ہو رہی ہے۔

لیکن کتنے تعجب اور شرم کا مقام ہے کہ کانگریس ہائی کمانڈ نے اس وقت تک اس انتہائی فرقہ پرست اور سخت متعصب اور بالکل غیر ذمہ دار وزیر اعظم کے خلاف کوئی تحقیقات شروع نہیں کی۔ جس نے بہت سے بے گناہ مسلمانوں کو پھانسی کے تختہ پر لا کھڑا کیا اور جس نے اپنی گندی ذہنیت سے مسلمانوں پر ہیبت طاری کرنے کی کوشش کی۔ اور جس نے اپنی کمینہ فطرت سے کانگریس کے کاز کو سی۔ پی میں نہیں تمام ہندوستان میں ایسا زبردست نقصان پہنچایا ہے کہ اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے مار آستین کے خلاف اب تک تحقیقات کیوں نہیں کی گئی۔ کیا یہ ایمانداری ہوگی کہ ایسے خود غرض اور ایسے متعصب اور سفاک انسان کو جو صوبہ کے مسلمانوں کا اعتماد کھو چکا اور جس نے کانگریس کے کاز کو شدید نقصان پہنچایا۔ اور جس نے انصاف کی مٹی پلید کی۔ اس کو پھر وزارت کا قلمدان دیا جائے؟

میں چاہتا ہوں کہ تمام صوبہ کے مسلمان متحد ہو کر کانگریس ہائی کمانڈ سے دو مطالبے کریں۔ ایک شکلا کے خلاف تحقیقات، اور دوسرے آئندہ کے لئے شکلا کی وزارت سے نجات۔ اگر کانگریس ہائی کمانڈ ان مطالبات کو تسلیم نہ کرے، تو پھر ہر ممکن ذریعے سے شکلا کی وزارت کو ناکام بنانے کے لئے ابھی سے تیاریاں شروع کر دی جائیں۔ اور اس وقت تک خاموش نہ ہوا جائے جب تک دونوں مطالبات کے آگے کانگریس گھٹنے نہ ٹیک دے۔ ہمت کرو، آگے بڑھو اپنے مطالبات پر سختی سے قائم رہو۔ اور ان کے تسلیم کرانے کے لئے بھیڑ بکریوں کی طرح ممیاتے نہ بچاؤ۔ بلکہ ایثار و قربانی کی راہ اختیار کر کے اپنی زندگی کا ثبوت دو کہ زندہ قوموں کے مطالبات کوئی طاقت و حکومت تسلیم کرنے سے انکار نہیں کر سکتی ورنہ مردوں کی کھوپڑیاں زندہ قومیں ٹھکرایا کرتی ہیں۔

میں کانگریس اور مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس تجویز پر عمل کریں۔

دفاع ہند

ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند اور کمانڈر انچیف نے مئی کے آخری ہفتہ میں دو تقریریں براڈکاسٹ کیں۔ جن میں تحفظ ہند کے لئے اپیل کی گئی ہے، اور ایک لاکھ ہندوستانی فوج بھرتی کرنے، اور ہوائی اور بحری طاقت بڑھانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور ان اخراجات کے لئے مالی امداد بصورت قرضہ دینے کی درخواست ہے۔

دفاع ہند کے لئے عرصہ سے کانگریس فوجی بھرتی، اور بحری اور فضائی بیڑے میں اضافہ کی درخواست کر رہی تھی لیکن افسوس ہے کہ حکومت سے جب فرصت تھی تو توجہ نہ کی۔ اور اب جبکہ خطرہ قریب آگیا ہے تو یہ ناکافی اسکیم پیش کی گئی ہے۔

ہندوستان اگر خطرہ میں نہ ہو، تب بھی اس کو ایک مضبوط اور طاقتور فوج، فضائی اور بحری بیڑے کی اشد ضرورت ہے اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ ہندوستان خطرے سے باہر نہیں ہے ایک لاکھ ہندوستانی فوج کی بھرتی قطعی ناکافی ہے۔

ہندوستان کی آبادی ۳۵ کروڑ ہے۔ اور اس کثیر آبادی اور بے روزگاری کی حالت میں بہت آسانی سے ۵۰ لاکھ فوج بھرتی ہو سکتی ہے، اور ایک کروڑ ریزرو رہ سکتی ہے۔ اور ۱۵ کروڑ انسان فوجی قواعد سیکھ سکتے ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ حکومت ہند دفاع ہند کے لئے ایسے ناکافی انتظام کرے۔

دفاع ہند کے لئے جو قرضہ حکومت نے طلب کیا ہے اس کو نہایت خوشی سے جلد از جلد پورا کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ہندوستان کی حفاظت کا مکمل سامان ہو سکے۔

اس سلسلہ میں حکومت ہر صوبہ اور ضلع میں وار کمیٹیاں قائم کر رہی ہے۔ اور سول گارڈ کی بھرتی ہوگی۔ یہ دونوں تجویزیں بہت مفید ہیں۔ اور ہر ہندوستانی کو اپنے ملک کی حفاظت کے لئے حکومت سے بلا شرط تعاون کرنا چاہیئے۔

قیام امن اور اتحاد عمل کیلئے

اس وقت جبکہ ہندوستان خطرے سے باہر نہیں ہے، اس وقت جبکہ انگلستان ایک خوفناک لڑائی میں مصروف ہے، اس وقت جبکہ حکومت ہند کو داخلی امن کی اشد ضرورت ہے، اس وقت جبکہ حکومت کو بھرتی اور روپے کی ضرورت ہے، اس وقت جبکہ قیام امن کے لئے اتحاد عمل کی راعی اور رعایا کو اشد ترین ضرورت ہے، اور اس وقت جبکہ ہر ممکن قیمت پر حکومت کانگریس کا تعاون حاصل کرنا چاہتی ہے، ہر صوبہ میں کانگریسی رہنماؤں کی گرفتاریاں دانشمندی کا ثبوت نہیں ہیں۔

نیز اس وقت تک حکومت کا اپنی ناکام فارورڈ پالیسی پر اڑے رہنا اور بلا ضرورت ہندوستان کے روپے اور فوج کو غارت کرنا تدبر کی کوئی اچھی مثال نہیں ہے۔

اگر حکومت صوبہ سرحد میں اپنی فارورڈ پالیسی ترک کردے اور کانگریس کے وفد کو آزاد قبائل سے ملنے، اور ان کو راہ راست پر لانے اور ان کی غلط فہمیاں دور کرنے کی اجازت دیدے تو آزاد قبائل سے یقینی طور سے صلح ہو سکتی ہے اور پھر ہندوستان کی فوجی طاقت صحیح راستہ پر صرف ہو، ہندوستان کا کروڑ ہا روپیہ ضائع ہونے سے بچے۔ اور ایک بہادر قوم (آزاد سرحدی) کی دوستی حاصل ہو جو ہندوستان کی مصیبت کے وقت معاون ہو سکتے ہیں۔

ہندوستان حیران ہے کہ اتنی موٹی اور اتنی چھوٹی سی بات کو حکومت اب تک کیوں نہیں سمجھی۔ اور آخر وہ وقت کب آئے گا کہ حکومت ضد اور جھوٹے پرسٹیج کو چھوڑے؟

ضرورت ہے

آگرہ سے ایک رسالہ شمع زیر ادارت مسٹر محمد حبیب آکسن بیرسٹر نکلا کرتا تھا۔ اس رسالہ شمع کا اگست ۱۹۲۳ء کا پرچہ درکار ہے جن بھائی کے پاس ہو مطلع فرمائیں۔ اگر وہ اس پرچہ کو علیحدہ نہ کرنا چاہیں، تو بھی ایک کارڈ کے ذریعہ اگست ۱۹۲۳ء کے شمع کی موجودگی سے مطلع فرمائیں۔

حکومت نظام کے غدار اور نمک حرام

افسوس ہے کہ جلالۃ الملک اعلیٰ حضرت حضور نظام نے جن لیڈروں اور ایڈیٹروں کے منصب مقرر کر رکھے ہیں، ان میں سے اکثر اعلیٰ حضرت کی حکومت کے دشمنوں کے دوست اور ان کے نمک خوار ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ حکومت آصفیہ اپنے ان غدار اور نمک حرام لیڈروں اور ایڈیٹروں کے متعلق غیر جانب دار اور دیانت دار عہدہ داروں کے ذریعہ ایسے کمینہ پاجی، اور سود خوروں کے متعلق تحقیقات کرے۔

اس سلسلہ میں دہلی کے ایک ایڈیٹر اور ایک خود پرست مسلم لیگی لیڈر کے متعلق میرے پاس جو ثبوت موجود ہے۔ میں اس کو پیش کرنے کے لئے حاضر ہوں۔

کیا نظام گورنمنٹ اس مفید تجویز پر غور کرے گی۔ تاکہ اس کا روپیہ غداروں پر خرچ نہ ہو۔ وہ نمک حراموں کو پہچان سکے۔ اور ان آستین کے سانپوں سے واقف ہو۔

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی ہے)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از حضرت علامہ فارقیں صاحب بلندشہری)

(۱۰) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون	تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلائے اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے

ایسے ہی لوگوں کے لئے فلاح ہے۔

تفسیر - علماء حق کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے۔ فرضیت تو لفظ لتکن سے ثابت ہوتی ہے اور کفایت منکم کے لفظ سے۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ امت مسلمہ میں بعض پر یہ فرض ہے یا مسلمانوں میں سے ایک جماعت کا فرض یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ان نیک کاموں کی طرف بلائے جو شریعت کے موافق ہیں اور امور معروف کا حکم دے یعنی ان کاموں کو کرنے کی ہدایت کرے جن کو شرع اور عقل دونوں بہتر سمجھتے ہوں اور بری باتوں سے منع کرے یعنی ان امور سے لوگوں کو باز رکھے جو شرع اور عقل کے موافق نہ ہوں۔

علماء کا بیان ہے کہ اس آیت میں فرض کفایہ کی صحیح تعبیر ان الفاظ میں کی جا سکتی ہے کہ جماعت میں سے اگر ایک شخص نے بھی اپنے فرض کو ادا کر دیا تو جماعت کے بقیہ تمام افراد بری الذمہ ہو جائیں گے اور اگر کسی شخص نے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا نہیں کیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ جیسا کہ سلام اور چھینک کا جواب دینا۔

اس اعتبار سے یہ فرض کفایہ نماز جنازہ کی مانند نہ ہوگا کہ اس کا اعتبار سارے محلہ بلکہ شہر پر کیا جا سکتا ہے یعنی محلہ یا شہر میں سے ایک شخص بھی جنازہ کی نماز پڑھ لے گا تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا۔

فرض کفایہ کے جو معنٰی آیت بالا کے مفہوم کے سلسلہ میں بیان کئے گئے ہیں، اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ:

قال النبی صلعم مامن قوم عملوا بالمعاصی وفیھم من یقدر ان ینکر علیھم فلم یفعل الا یوشک ان یعمھم اللہ بعذاب من عندہ	حضور نے فرمایا ہے جو قوم یا لوگوں کی جماعت معصیت کا ارتکاب کرے اور ان میں ایک شخص بھی باز رکھنے یا منع کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور وہ منع نہ کرے تو بہت ممکن ہے سب پر خدا

کا عذاب نازل ہو جائے۔

اس سلسلہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے کہ:۔

قال رسول اللہ صلعم من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان	حضور نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی خلاف شرع امر کو دیکھے اس کو چاہیئے کہ ہاتھ کی قوت سے اس کو بدل دے

اگر اتنی قوت نہ ہو تو زبان سے روکے۔ اور اتنی قوت بھی نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ کمزور ایمان کی علامت ہے۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ:۔

قال رسول اللہ صلعم ایاکم والجلوس فی الطرقات قالوا مالنا منہ بدّ انما ھی مجالسنا نتحدث فیھا قال اذا ابیتم الا ذالک فاعطوا الطریق حقھا قالوا وما حق الطریق قال البصر	حضور نے فرمایا ہے لوگو! راستوں اور سڑکوں پر نہ بیٹھا کرو۔ صحابہ نے یہ سنکر عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ وہاں بیٹھتے ہیں مجبوری ہے ہم لوگ وہاں مشورات اور باتیں کیا کرتے ہیں حضور نے فرمایا اگر تم راستوں

[illegible]

ماشیہ: فرض کفایہ وہ فرض ہے جس کو امت میں سے بعض لوگ ادا کریں تو تمام کے ذمہ سے اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوتے ہیں۔ ۱۲ مؤلف۔

ن الاذی و رد السلام پر تھنے کے لئے مجبور ہو تو
راستہ کے حقوق ادا کیا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا" یا
ل اللہ! راستہ کا حق کیا ہے؟" حضور نے فرمایا نگاہیں
رکھنا۔ راستہ سے اذیت رساں چیز کو دور کرنا، کسی کو
ت نہ دینا۔ سلام ۔ ولام بالمعروف والنہی عن المنکر کا
ب دینا۔ اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے
نا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس مقام پر کوئی خلاف
ع امر وقوع میں آئے وہاں کے لوگوں میں سے اس شخص
اس کے روکنے کی قدرت رکھتا ہے۔ فرض ہے کہ وہ اس
کے اور خلاف شرع بات نہ ہونے دے۔

فقہاء کا بیان یہ ہے کہ یوں تو امر بالمعروف اور نہی
المنکر فرض کفایہ ہے لیکن جب کوئی شخص اس کام کو اپنے
قرار دے لے، یا امام وقت کسی شخص کو اس کام پر مقرر
ے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس پر فرض عین ہو جا
اور اصطلاح شرع میں اس شخص کو محتسب کہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ امر بالمعروف
نہی عن المنکر کے لئے اول تو یہ شرط ہے کہ انسان اس کی
ت رکھتا ہو۔ اگر قدرت نہیں ہے تو خاموشی بہتر ہے۔
ا کہ حضرت ابو سعید خدری رض کی حدیث سے ظاہر ہو
۔ دوسری شرط یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
وفساد کے موقع پر یا ایسی حالت میں کہ اس سے فتنہ اٹھ
ا ہوگا اور معاصی کا ارتکاب بڑھ جائے گا، مناسب نہیں ہے
حالت میں خاموشی بہتر ہے۔ پھر انسان کا فرض یہ نہیں ہے
ہ اس سلسلہ میں لوگوں سے یہ پوچھتا پھرے کہ تم فلاں کام
ے ہو یا نہیں۔ مثلاً یہ کہ تم شراب پیتے ہو۔ یا زنا کرتے ہو یا
۔ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تجسس ہے۔ اور تجسس
شرعاً ممانعت ہے۔ اسی طرح جو شخص خود کسی امر کا عامل نہ
اس شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو اس کی
یت کرے۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے

ایھا الذین امنوا لم	مومنو! تم ایسی باتیں کیوں
ولون ما لا تفعلون	کہتے ہو جن پر خود عمل نہیں کرتے
امرون الناس بالبر و	تم لوگوں کو تو نیک کاموں
سون انفسکم	کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ

بھولے ہوئے ہو۔

آخری آیت کی نسبت قاضی بیضاوی کا خیال یہ ہے کہ
اس سے مراد واعظ اور نصیح لوگ ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے
کہ واعظ و ناصح کو سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرنی چاہیئے
اور اسی آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فاسق کو وعظ سے روکنا
جائز ہے۔

مختصر یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے آیات
قرآنی اور احادیث نبوی دونوں سے ثابت ہے اور علماء حق
کا بھی اس پر عام اتفاق ہے۔ اب رہی قرآن مجید کی یہ آیت

یا ایھا الذین امنوا علیکم	مومنو! تم اپنی خبر رکھو جب
انفسکم لا یضرکم من ضل	تم راہ راست پر ہو تو تم کو
اذا اھتدیتم	دوسروں کی گمراہی ضرر نہ پہنچائے گی

بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر
ضروری نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کا نزول
ایک خاص واقعہ سے تعلق رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور
کے صحابہ ابتدائے اسلام میں اس امر کے متوقع تھے اور دعا
کیا کرتے تھے کہ تمام کافر و مشرکین مسلمان ہو جائیں۔ خداوند تعالیٰ
نے صحابہ رض کی اس آرزو اور دعا کے جواب میں یہ آیت نازل
فرمائی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانو! جب تم اپنے ایمان پر
مضبوطی سے قائم ہو تو کافروں کا کفر تم کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچائیگا
اور حضرت ابن مسعود رض کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد وہ زمانہ
ہے جبکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف کوئی توجہ نہ کریگا
اور نہ کوئی ان باتوں کو سننا گوارا کرے گا۔ اس وقت مومن کا
فرض یہ ہوگا کہ وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے۔ کافروں کا کفر
اس کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ (باقی)

ادبِ نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور سرور کائنات صلعم کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیم پر ایک نایاب عربی کتاب کا ترجمہ و تشریح جو صرف پیشوا کیلئے مخصوص ہے

(گزشتہ سے پیوستہ)

(از حضرت علامہ فاروقی صاحب بلند شہری)

(۴۲) ماں باپ کو گالی دینے کا بیان

عن عبد اللہ بن عمروؓ قال۔ قال رسول اللہ صلعم ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یا رسول اللہ و کیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب الرجل ابا الرجل فیسب اباہ و یسب امہ (رواہ البخاری و مسلم)

عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت کرتا ہے "پوچھا گیا یا رسول اللہ! آدمی اپنے ماں باپ پر کیونکر لعنت کر سکتا ہے؟" حضورؐ نے فرمایا "ایک آدمی دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اُس کے جواب میں اس کے باپ کو اور اس کی ماں کو بھی گالی دیتا ہے" (لعنت سے یہی مراد ہے)

تشریح الفاظ:۔ لعن کے دو معنے ہیں۔ اگر لعنت خدا کی طرف سے ہو تو اس کے معنی غیظ و غضب کی حالت میں دور کر دینے اور پھینک دینے کے ہیں۔ جس کا واضح مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص خدا کے غیظ و غضب کا مستحق اور رحمت خدا سے دور رکھے جانے کے لائق ہے۔ اور انسان کی طرف سے لعنت ہو تو اُس کے معنے بددعا اور گالی کے ہیں۔ اور سب درد ناک یا اذیت رساں گالی کو کہتے ہیں۔

تشریح معانی: بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کا ضرر بڑا اور انسانی اجتماع کے لئے اُس کا اثر بہت برا ہوتا ہے۔ مثلاً ناحق کسی کو مار ڈالنا، زنا کرنا، شراب پینا، جھوٹی گواہی دینا قطع رحمی رشتوں کو منقطع کر دینا، اور یتیم کا مال کھا جانا وغیرہ۔ گناہ کی یہ قسم کبائر یعنی بڑے گناہ کہلاتی ہے۔ اس لئے کہ اس کا فساد اہم اور عظیم ہوتا ہے اور خدا کی جانب سے اس پر سخت وعید ہوئی ہے۔ پھر کبائر کی یہ قسم ضرر کے اعتبار سے مختلف درجات رکھتی ہے کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا ضرر محدود ہوتا ہے۔ یہ معمولی درجہ کا کبیرہ ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا ضرر وسیع اور بہت وسیع ہوتا ہے اور افراد سے گذر کر جماعتوں تک اس کا ضرر پہنچ جاتا ہے۔ ایسا گناہ اکبر الکبائر یعنی بڑے سے بڑا کبیرہ گناہ کہلاتا ہے اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیئے کہ جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہ ہے لیکن جھوٹ پر جھوٹ بولنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اسی طرح جن گناہوں کا ضرر خفیف اور معمولی ہوتا ہے، اُن کو صغائر یعنی چھوٹے گناہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص سے منہ بگاڑ کر بات کرنا، کسی شخص کے جواب میں اس کی حقارت کے خیال سے زبان سے جواب دینے کے بجائے سر کو جنبش دینا وغیرہ

حدیث مذکورہ بالا میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں ایک بڑا گناہ ہے، یا سب سے بڑا گناہ ہے، اس لئے کہ ماں باپ احسان و سلوک کے مستحق ہیں، اور قدر و منزلت کے حقدار ہیں۔ اس کے بجائے اُن کو برا بھلا کہنا یقیناً بہت بڑا گناہ ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان و سلوک کے بجائے ناشائستہ اقوال و حرکات سے پیش آنا حقیقت میں اُن کی تربیت کی نعمت کا کفران ہے۔ اُن کے حقوق کی پامالی ہے، انتہا درجہ کی ذلیل حرکت ہے، اور انتہا طبعی نجاست ہے۔

کیا تم اس شخص سے جو اپنے ماں باپ سے بُری طرح پیش آتا ہے، ہاں اُن ماں باپ سے جنہوں نے اس کی پرورش کی ہے، جنہوں نے اس کو ہر طرح کی تکلیف اٹھا کر آرام پہنچایا ہے اور جنہوں نے اس کی تربیت و تعلیم میں اپنی آسائشوں کو قربان کر دیا ہے، یہ امید رکھتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کوئی احسان یا سلوک کرے گا۔ اگر تم ایسے شخص سے یہ امید رکھتے ہو تو یہ تمہاری غلطی ہے، وہ ہرگز تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ایسا شخص حقیقت میں شرارت کا مرکز اور فساد کا مصدر ہے، اور اس کی ذات مجسم فتنہ ہے، ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ اس کا یہ جرم یعنی ماں باپ سے بدسلوکی ایک بڑا گناہ ہے، بلکہ ایک جرم عظیم ہے

حضور صلعم نے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرکے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ ماں باپ کو برا کہنا ہے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ کے ارشاد پر سخت تعجب ہوا۔ اس لئے کہ ان کی تہذیب، انسانیت اور شرافت ایک مسلمان کا ماں باپ کو برا کہنا ناممکن بات تھی۔ یعنی ان کے خیال میں یہ ناممکن ہے کہ جس فعل کا صدور محال تھا۔ حضور نے ان کی حیرت اور تعجب کو محسوس کیا اور پھر ان کے دور کرنے کے لئے یہ بتایا کہ یہ بات شرافت، انسانیت اور دین کے خلاف ہے۔ مسلمان اپنے ماں باپ کو برا بھلا نہیں کہہ سکتا۔ لیکن وہ بہت سی صورتوں سے برا کہلوانے کا سبب پیدا کرتا ہے اور اس کا یہ فعل گویا خود ماں باپ کو برا کہنے کا مرادف ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ آدمی کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا یا برا بھلا کہتا ہے، اس کے جواب میں وہ شخص اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے یعنی اپنی بدزبانی کا اس سے انتقام لیتا اور اپنے دل کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب ماں باپ کو برا کہلوانے کا سبب بننا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے تو خود ماں باپ کی شان میں گستاخی کرنا، ان سے ناشائستہ طریق پر پیش آنا اور بدسلوکی کرنا تو اس سے بھی بڑا گناہ ہوگا۔ اور اس سے بھی بڑا گناہ ماں باپ کو جسمانی اذیت پہنچانا یعنی مارنا پیٹنا ہوگا۔ چنانچہ مفسرین اور محدثین کا بیان ہے کہ بلا واسطہ ماں باپ کو برا بھلا کہنا، ان کی شان میں گستاخی کرنا، ان سے ناشائستہ طریق پر پیش آنا، بدسلوکی کرنا اور مارنا پیٹنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کے بعد صرف شرک کا درجہ ہے۔

اس حدیث کی اصل خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم	مسلمانو! (یہ مشرک لوگ) اللہ کے سوا جن معبودوں کی پرستش کرتے ہیں تم ان کو برا نہ کہو کہ

یہ لوگ ناحق اللہ کو بے سمجھے بوجھے برا کہہ دیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ مشرکوں کے معبودوں کو برا نہ کہیں۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے معبودوں کی برائی سن کر اللہ کو برا کہنے لگیں۔ اور اپنے معبودوں کی عظمت کا انتقام خدا کو بے سمجھے بوجھے برا کہہ کر لیں۔

(باقی)

ملفوظاتِ باقی باللہؒ

ایک اہم اور محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ بخاری دہلوی کے ملفوظات تصوف اور اخلاق کی تبلیغ سے قلمبند کی گئی ہے

رجامع عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۳۲) حضرت علیؓ کے فضائل کتابوں میں زیادہ کیوں ہیں

حضرتِ خواجہ رح کے حضور میں فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم کے موضوع پر گفتگو جاری تھی۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ "صحابہ میں سے خلفائے اربعہ ترتیب وار اقطاب مطلق تھے۔ لیکن ان میں سے حضرت علیؓ کے فضائل کتابوں میں زیادہ لکھے گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بنو امیہ کے خلافت کے زمانہ میں خوارج کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ اور وہ حضرت علیؓ پر طرح طرح کے اتہامات لگایا کرتے تھے۔ بزرگانِ سلف نے ان کی یاوہ گوئی کا زہر مٹانے کے لئے حضرت علیؓ کے فضائل زیادہ تعداد میں کتابوں کے اندر لکھے۔

(۱۳۳) خوارقِ عادات کا ظہور

تصوف اور امورِ خوارق عادات پر گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت خواجہ صاحب رح نے فرمایا "صحابہ کرام کے زمانہ میں خوارق کا اتنا ظہور نہ تھا۔ جتنا کہ بعد کو ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کمالات کی انتہا کے باعثوں کوئی واقعہ خدا کے حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ پیغمبروں سے جو معجزات ظہور میں آتے، ان میں ان کے ارادہ کا کوئی دخل نہ تھا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ منکرین توحید و رسالت نے نبوت کا انکار کیا ہے اور نبی سے ان کے تصرف اور خواہش کے بغیر معجزہ ظہور میں آ گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خوارق خدا کی مرضی پر موقوف ہیں کمالات کی انتہا کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ جب خدا چاہتا ہے کسی ولی اللہ کے ذریعہ خوارق کو ظاہر کر دیتا ہے۔ ولایت کو اس میں دخل نہیں ہوتا۔

(۱۳۴) اولیاء اللہ سے کبیرہ گناہوں کا صدور ممکن ہے

مشائخ طریقت کے افکار پر گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت خواجہ صاحب رح نے فرمایا "اولیاء اللہ کبیرہ گناہوں سے محفوظ و مامون نہیں ہیں۔ اگر ان سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو ان کے انکار کے بجائے اُن کے احوال پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ یعنی ان کے گناہ کے سبب ان کی ولایت کا انکار جہالت پر مبنی ہے۔ جب ان سے کوئی گناہ صادر ہو تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ جس منزل یا مقام پر ہیں۔ خواہ یہ مقام دائمی ہو یا عارضی وہ حقیقت میں کون سا مقام ہے۔ اس منزل یا مقام میں اگر بشریت کے سبب اُن سے کوئی قصور سرزد ہو جائے، تو ان کو معذور سمجھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ جو کچھ ہوا ہے ولایت کے تقاضے سے نہیں بلکہ بشریت کے اقتضاء سے ہوا ہے اور یہ صورت معذوری کی ہے۔"

(۱۳۵) مشائخ کو ہمیشہ بے دین اور زندیق کہا گیا ہے

اوپر کی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا کہ حضرت خواجہ رح نے فرمایا: "ہر زمانے میں لوگ مشائخ کو بے دین اور زندیق کہتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت ذوالنون مصری رح کی شان میں بھی ایسا ہی کہا گیا۔ لیکن حضرت ذوالنون رح کی وفات کے بعد لوگوں کو ان کے باطنی کمالات کا علم ہوا، اور اس کے بعد انہوں نے غیر معمولی قبولیت حاصل کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انسان جب تک دنیا میں رہتا ہے خواہ وہ کتنا ہی نفس اور دنیا سے پاک و مبرا ہو لیکن لوگوں کے طعن سے محفوظ نہیں رہتا ہے صحابہ کرام میں اس قسم کے اختلافات نہ تھے، اور یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے ان کو منصب خلافت کے لئے منتخب کیا، اور اُن کے کاموں پر کسی نے نفسانیت سے طعن و حزن نہیں کیا۔ (باقی)

سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب، جو صرف قارئین پیشوا کیلئے لکھی گئی ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(از عزیز حسن بقائی)

(۱۱۸) بندوں کے رزق کا خداوند تعالیٰ کفیل ہے

شیخ شبلی رح فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے دوستوں کے پاس گیا جن کی تعداد چالیس تھی، اور ان کو مخاطب کرکے کہا: "لوگو! خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق کا کفیل ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے کہ

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ	جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کا راستہ نکال دیگا اور بے سان وگمان اسے روزی دے گا۔ جو شخص اللہ پر

بھروسہ رکھتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

پس تم کو چاہئیے کہ خداوند تعالےٰ پر بھروسہ کرو، اسی کی طرف متوجہ رہو اور کسی دوسرے کی طرف توجہ نہ کرو۔" یہ کہہ کر شیخ شبلی واپس چلے گئے اور تین دن تک نہ آئے۔ ان ایام میں ان لوگوں کو کہیں سے کچھ نہ ملا۔ چوتھے روز شیخ شبلی آئے اور جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا: "خداوند تعالےٰ نے سبب کو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقہ	لوگو! اسی اللہ نے تمہارے لئے زمین کو نرم بنایا ہے کہ تم اس کے اطراف میں چلو اور

اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ

پس تم کو چاہئیے کہ جو شخص تم میں سے سچی نیت رکھتا ہو وہ جائے اور روزی کو تلاش کرے۔" چنانچہ ایک آدمی کو منتخب کیا گیا اور وہ شہر بغداد کے اطراف میں گھومتا رہا لیکن کچھ نہ ملا۔ بھوک سے وہ اتنا کمزور ہوگیا تھا کہ آخر ایک مسیحی طبیب کی دوکان کے سامنے پہنچ کر بیٹھ گیا۔ وہاں بہت سے آدمی جمع تھے اور طبیب ان کے سامنے دواؤں کے خواص بیان کررہا تھا۔ طبیب کی نظر فقیر پر پڑی تو پوچھا: "تم کیسے ہو اور کس بیماری میں مبتلا ہو؟" فقیر نے ایک مسیحی کے سامنے بھوک کی شکایت مناسب نہ سمجھی اور اپنا ہاتھ طبیب کے ہاتھ میں دے دیا۔ طبیب نے نبض دیکھ کر کہا: "تمہاری بیماری کا حال مجھ کو معلوم ہوگیا ہے اور میں اس کی دوا بھی جانتا ہوں۔" یہ کہہ کر اُس نے غلام کو بلایا اور حکم دیا کہ فوراً بازار سے ایک رطل (آدھ سیر) روٹی ایک رطل شوربا اور ایک رطل حلوا لے آؤ۔" غلام فوراً یہ چیزیں لے آیا۔ طبیب نے فقیر سے کہا: "میرے خیال میں تمہاری بیماری کی یہی دوا ہے۔" فقیر نے کہا: "اگر تمہاری تشخیص وتجویز درست ہے تو اسی بیماری میں چالیس آدمی مبتلا ہیں۔" طبیب نے فوراً غلام کو حکم دیا کہ "چالیس چالیس رطل یہی چیزیں لے آؤ۔" غلام یہ چیزیں لے آیا اور طبیب نے فقیر سے کہا: "ان چیزوں کو مزدور کے ہمراہ لیجاؤ اور بیماروں کو کھلا دو۔" چنانچہ فقیر تمام سامان کو لے کر روانہ ہوا اور اس کے پیچھے تھوڑے فاصلے سے فقیر کی تصدیق کے خیال سے طبیب روانہ ہوا۔ فقیر سامان کو اس مکان میں لے گیا جہاں اس کے ساتھی تھے اور طبیب مکان کے باہر ایک کھڑکی کے قریب کھڑا ہوگیا تاکہ مکان کے اندر کی باتیں سن سکے۔ فقیر نے تمام سامان کو رکھ کر شیخ شبلی کو اطلاع دی۔ جب وہ آئے تو کھانا ان کے سامنے پیش کیا۔ شیخ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر رک کر کہا: "اے جماعت فقراء اس کھانے میں ایک عجیب راز ہے۔" اس کے بعد اس فقیر کو جو کھانا لایا تھا اور اس سے واقعہ پوچھا۔ اس نے تمام واقعہ بیان کردیا۔ شیخ شبلی نے کہا: "کیا تم اس بات کو پسند کروگے کہ نصرانی کو اس کے کھانے کا بدلہ دیئے بغیر تم اس کھانے کو کھالو؟" لوگوں نے پوچھا: "شیخ اس کا بدلہ کیا ہوسکتا ہے؟" شیخ نے فرمایا: "کھانا کھانے سے پہلے نصرانی کے لئے دعا کرو۔" چنانچہ تمام لوگوں نے خلوص قلب سے نصرانی کے لئے دعا کی۔ جس کو وہ باہر کھڑا سنتا رہا۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو دروازہ پر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھول دیا گیا۔ نصرانی نے اندر داخل ہوکر مسیحیت کے زنار کو توڑ ڈالا اور کہا: "شیخ اپنا ہاتھ بڑھائیے، میں اسلام قبول کرتا ہوں اور اعتراف کرتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ محمد خدا کے سچے رسول ہیں۔" یہ کہہ کر نصرانی طبیب مسلمان

اسلامی فتوحات

(اسلامی فتوحات پر ایک محققانہ تصنیف جو صرف ناظرین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گزشتہ سے پیوستہ)

بقیہ جنگ قادسیہ

حضرت سعد بن وقاص رضؓ نے جب خالد بن عرفطہ کو لشکر اسلام کا سپہ سالار مقرر کر دیا تو ایک جماعت نے ان کی سپہ سالاری سے اختلاف کیا۔ حضرت سعد رضؓ نے اس اختلاف کو فتنہ سمجھا اور مخالفت کرنے والوں کو گرفتار کرا کے نظر بند کرا دیا ان لوگوں میں ابو محجن ثقفی بھی تھے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ حضرت ابو محجن ثقفی رضؓ کو شراب پینے کی علت میں نظر بند کیا گیا تھا۔

جب فریقین کی فوجیں مقابل ہوئیں تو حضرت سعد رضؓ نے فوج کو مخاطب کر کے ایک تقریر کی۔ جس میں اول یہ بتایا کہ میں نے علالت کے سبب فوج کا سپہ سالار خالد بن عرفطہ کو مقرر کیا ہے۔ تم اُن کے احکام کو سُنو اور اطاعت کرو۔ اور اس کے بعد موثر الفاظ میں جہاد کی ترغیب دی۔ فوجیں آراستہ ہو چکیں تو عرب کے مشہور شعرا میں شماخ۔ خطیئہ۔ اوس بن مغرا عبدہ بن الطبیب۔ عمرو بن معدیکرب اور مقررین میں قیس بن ہبیرہ۔ غالب بن الہذیل۔ بسر بن ابی رہم۔ عاصم بن عمرو وغیرہ جو عرب کے مشاہیر تھے۔ ان کے بعد دیگر لشکر کا سردار آتے تھے اور اپنے ماتحت دستہ کو جہاد کی فضیلت سے آگاہ کیا۔

پیر کا دن اور محرم ۱۴ھ کا زمانہ تھا۔ میدان جنگ صورت یہ تھی کہ مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان خندق حائل تھی اور مسلمان قدیس اور خندق کے بیچ ایرانیوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار اور مسلمانوں کی تیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی۔

فریقین ایک دوسرے کے مقابل صف باندھ کر کھڑے ہو گئے تو ایرانی فوج کا سپہ سالار رستم سامان جنگ سے آراستہ ہوا۔ دو ہری زرہیں پہنیں۔ سر پر خود رکھا۔ ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آیا۔ اور جوش میں فوج سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کل عرب کو چکنا چور کر دوں گا"۔ ایک سپاہی نے کہا۔ "ہاں اگر خدا نے چاہا"۔ رستم نے کہا "خدا نے نہ چاہا تب بھی"۔

اُدھر حضرت سعدؓ نے جو محل کی چھت پر بیٹھے میدان جنگ کی حالت کو دیکھ رہے تھے اور مناسب وقت احکام کاغذ پر لکھ کر گولی بنا کر خالد بن عرفطہ کی طرف پھینکتے جاتے تھے۔ جب یہ دیکھا کہ رستم ہتھیار سج کر آ گیا ہے تو خالد بن عرفطہ کو حکم دیا کہ قاریوں کو جمع کر کے سپاہیوں کے سامنے سورۂ انفال پڑھواؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور سورۂ انفال کے سننے سے مسلمانوں میں جہاد کا ناقابل مدافعت جوش پیدا ہو گیا۔ جب سورۂ انفال پڑھی جا چکی تو حضرت سعدؓ نے حکم دیا کہ "ظہر کی نماز تک اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ نماز کے بعد میں پہلی تکبیر کہوں تو حملہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ دوسری تکبیر کہوں تو ہتھیاروں کو درست کر لو۔ تیسری تکبیر کہوں تو سوار گھوڑوں پر سوار ہو جائیں۔ اور چوتھی تکبیر کہوں تو سارا فوج یکبارگی حملہ کر دے۔ دشمنوں پر شیروں کی طرح جا پڑے۔ اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتی رہے۔

بادشاہ ایران نے میدان جنگ کی دم دم کی خبریں پانے کے لئے یہ انتظام کیا تھا کہ مدائن سے میدان جنگ تک تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آدمی کھڑے کر دیئے تھے۔ میدان جنگ کا آدمی چلا کر واقعہ بیان کرتا۔ اور دوسرے آدمی یکے بعد دیگرے اس واقعہ کو مدائن تک پہنچا دیتے۔

مختصر یہ کہ ظہر کی نماز کے بعد حضرت سعد رضؓ نے پہلی تکبیر کہی اور فوج حملے کے لئے تیار ہو گئی۔ دوسری تکبیر سنکر سپاہی اپنے جوش کو نہ روک سکے اور ایرانیوں پر حملہ کر دیا اور پورے جوش سے فریقین کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اسلامی فوج میں سے غالب بن عبداللہ اسدی ایک بہادر نکلا اور پُر جوش اشعار پڑھ کر ایرانیوں سے مقابل کو طلب کیا۔ اُدھر سے شہر یار جو حاکم ہرمز نکلا غالب نے اس پر حملہ کیا اور اس کو

قتل کر دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ پھر عاصم بن عمرو تمیمی صف سے باہر نکلے۔ ادھر سے ایک سوار آیا۔ عاصم نے اس پر حملہ کیا۔ لیکن وہ حملہ کی تاب نہ لا سکا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ عاصم نے تعاقب کیا اور ایرانیوں کے قریب پہنچ کر ان کے ایک شخص کو جو خچر پر سوار تھا گرفتار کر کے لے آئے۔ یہ شخص رستم کا باورچی تھا۔ پھر ایرانیوں کی طرف سے ایک بہادر نکلا اور مسلمانوں سے مقابل کو طلب کیا۔ عمرو بن معدیکرب اس کے مقابلہ پر گئے اول تیراندازی سے مقابلہ ہوتا رہا، پھر عمرو نے گھوڑے کو بڑھا کر ایرانی کے کمربند میں ہاتھ ڈالا اور گھوڑے سے ایرانی کو اٹھا لیا پھر زمین پر دے مارا اور تلوار سے اس کی گردن اتار لی اور اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا "یوں لڑا کرتے ہیں"؟ لوگوں نے کہا "ہر شخص معدیکرب نہیں ہو سکتا"۔

ایرانیوں نے جنگ کا یہ رنگ دیکھ کر مسلمانوں کے مشہور بہادر قبیلہ بجیلہ کی طرف سترہ کوہ پیکر ہاتھیوں کو بڑھایا۔ قبیلہ بجیلہ کے گھوڑے ہاتھیوں کو دیکھ کر بدکے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور قبیلہ کے عام آدمیوں میں اس سے انتشار پیدا ہو گیا اور قریب تھا کہ ایرانی اس انتشار سے فائدہ اٹھا کر قبیلہ بجیلہ کے آدمیوں کو تلواروں پر رکھ لیں کہ فوراً حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے قبیلۂ بنو اسد کے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ جلد سے جلد قبیلہ بجیلہ کی مدد کو پہنچیں۔ فوراً بنو اسد کے سردار طلیحہ بن خویلد اور حمال بن مالک اپنے آدمیوں کو لیکر بڑھے اور قبیلہ کے آدمیوں سے کہا "بنو اسد! سعد رضی اللہ عنہ نے کچھ سمجھ کر ہی تم سے مدد طلب کی ہے تم ان کی خواہش کو پوری کر کے دکھا دو"۔ اس کے بعد بنو اسد نے ایرانیوں کے ہاتھیوں پر حملہ کیا اور طلیحہ نے آگے بڑھ کر ایک بڑے ہاتھی کو مار ڈالا۔ ایرانیوں نے بنو اسد کی یورش کو دیکھا تو بجیلہ کو چھوڑ دیا اور بنو اسد کی طرف پورا زور دیدیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فوراً قبیلۂ تمیم کو حکم دیا کہ بنو اسد کی مدد کو پہنچو۔ بنو تمیم کے سردار اشعث بن قیس نے یہ حکم پا کر اپنے لوگوں سے کہا "بنو تمیم! کیا ان ہاتھیوں کی بلا کو روکنے کے لئے تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے"؟ بنو تمیم نے کہا "ہاں۔ خدا کی قسم! ہم تیروں کی بارش سے ان کو ہلاک کر دیں گے"۔ چنانچہ بنو تمیم کے تیرانداز جوش کے ساتھ آگے بڑھے اور تیروں کی بارش سے ہاتھیوں کے سواروں کو نیچے گرا دیا اور پھر ہاتھیوں پر ٹوٹ پڑے ان سے ہودج اور عماریاں الٹ دیں۔ قبیلۂ بنو کندہ کے لوگوں نے بھی بنو تمیم کو مدد پہنچائی اور دم کے دم میں قبائل بجیلہ، بنو اسد، بنو کندہ اور بنو تمیم کی کوششوں سے ہاتھیوں کی آفت سے اسلامی لشکر کو نجات ملی۔ یعنی کئی ہاتھیوں کو مار ڈالا گیا اور بقیہ بھاگ گئے۔

غروب آفتاب تک یہ سخت مقابلہ جاری رہا۔ اس جنگ میں قبیلہ اسد کے پانچسو آدمی شہید ہوئے، اور ایرانیوں کے بے شمار آدمی مارے گئے۔ یہ قادسیہ کا پہلا معرکہ تھا جس کا نام مورخین نے یوم الارماث رکھا۔

مورخین نے یوم الارماث کے واقعات میں ایک عجیب واقعہ یہ لکھا ہے کہ جس وقت ایرانیوں نے اسلامی لشکر پر ہاتھیوں سے حملہ کیا اور مسلمان اس ناگہانی آفت سے بچنے کے لئے پیچھے ہٹے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ غصہ سے بیتاب ہو گئے اور پہلو بدلتے رہے ان کی بیوی اس وقت ان کے پاس بیٹھی تھیں۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر انہوں نے کہا "آہ آج مثنیٰ بن حارثہ نہ ہوئے"۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا "مثنیٰ ہوتے تو کیا کر لیتے"؟ بیوی نے کہا "سبحان اللہ! بزدلی کے ساتھ غیرت بھی ہے"۔ یہ طعن تھا اس بات پر کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ خود لڑائی میں شریک نہ تھے۔

باقی آئندہ

خلاصۂ موضوعات کبیر ملّا علی قاری

معہ

تاریخ و تدوین حدیث

(از جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبرآبادی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

عبد اللہ بن عمر سے لوگوں نے سوال کیا کہ تم بھی ابوہریرہ کی طرح حدیثیں کیوں نہیں بیان کرتے انہوں نے کہا ابوہریرہ میں جسارت ہے اور ہم میں نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ کو شرف صحبت سرور کائنات صرف ساڑھے تین برس تک رہا، مگر صحاح میں آپ سے ۵۳۷۴ احادیث مروی ہیں[1]

زید بن ثابت کے پاس بہت سے لوگ آئے اور کہا کہ آپ کچھ حدیثیں پیغمبر خدا صلعم کی ہم کو سنائیے، انہوں نے جواب دیا کہ جب آں حضرت صلعم پر وحی نازل ہوتی تو مجھے آپ بلاتے اور میں لکھ لیتا اور بانی پیغمبر خدا کے سامنے جب دنیا کا ذکر ہوتا تو وہ ہمارے ساتھ اس کی باتیں کرتے، جب آخرت کا ذکر ہوتا وہ اس کا ذکر کرتے، جب کھانے پینے کا ذکر آتا، آں حضرت بھی اس کی باتیں کرتے، پس کیا ان سب باتوں کا ذکر میں تم سے کروں اور یہ سب حدیثیں تمہیں سناؤں؟

واقعہ یہ ہے کہ کل صحابہ ہر وقت اور ہمیشہ صحبت نبوی میں حاضر نہیں رہتے تھے اور وہ باتیں جو حضرت فرماتے، اور وہ کام جو آپ کرتے از سب اپنے کانوں سے سنتے، نہ اپنی آنکھ سے دیکھتے، بلکہ جو حاضر صحبت ہوتا وہ سنتا اور دیکھتا اور پھر نقل اور روایت سے اوروں کو علم ہوتا مگر نقل و روایت کی صحت پر درجہ یقین کا نہ تھا، اور یہ بھی کہ بڑے سے بڑے صحابی نے سہو کیا ہے۔

جناب رسول اللہ صلعم چلے جاتے تھے کہ (راہ میں) ایک یہودیہ مرگئی تھی اور لوگ اس کے لئے رو رہے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ وہ تو قبر میں مبتلائے عذاب ہے، اور یہ لوگ رو رہے ہیں، مگر عبد اللہ ابن عمر کا یہ قول تھا کہ مردہ کو بہ سبب رونے زندوں کے عذاب ہوتا ہے جب حضرت عائشہ رض نے یہ سنا تو فرمایا کہ خدا ابن عمر کو بخشے، وہ جھوٹ نہیں کہتے مگر وہ بھول گئے ان سے چوک ہوگئی۔ اصل حال اس کا یہ ہے پھر انہوں نے اصل حال جو اوپر گذرا تھا وہ بتادیا۔ (بخاری و مسلم)

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رض سے کہا کہ ابن عمر کہتے ہیں کہ مرگ مفاجات سختی ہے، اور پر مومنوں کے تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا بخشے ابن عمر کو پیغمبر خدا نے تو یہ فرمایا ہے کہ مرگ مفاجات تخفیف ہے مومنین پر اور سختی ہے کافروں پر۔

بخاری میں حضرت ابن عمر سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے بدر کی لڑائی فتح ہونے کے بعد کافران مقتول کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم نے پایا جو کچھ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا، اور پھر فرمایا کہ اب وہ میری باتوں کو سنتے ہیں مگر جب حضرت عائشہ نے یہ سنا تو آپ نے کہا کہ نہیں پیغمبر خدا نے یہ فرمایا تھا۔ اب ان کو معلوم ہوگیا کہ جو کچھ میں نے ان سے کہا تھا وہ حق ہے۔

یہ عبد اللہ بن عمر وہ ہیں جو بے انتہا حدیث کے بیان کرنے میں محتاط ہیں۔ امام شعبی کا بیان ہے کہ میں عبد اللہ بن عمر کے ساتھ سال بھر تک رہا۔ اس مدت میں ان سے صرف ایک حدیث سنی[2] مگر اصحاب صحاح ستہ نے ۱۱۶۳۰ احادیث اپنی کتب میں آپ کے نام سے جمع کی ہیں[3]

صحابہ کرام روایت حدیث میں نہایت حزم و احتیاط سے کام لیتے تھے۔ بعض صحابہ سے فتویٰ لیا جاتا تو بغیر سند کے دے دیتے مگر حدیث کے بیان کرنے میں خوف زدہ تھے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود کوفہ کے مدرس و مفتی مقرر ہوئے ان سے کوئی فتویٰ دریافت کرتا تو آپ بلا سند کے فتویٰ دیتے۔ مگر کبھی مسند و متصل روایت ارشاد فرماتے تو لوگوں کا بیان ہے کہ پیشانی پسینہ سے تر ہو جاتی اور کانپنے لگتے تھے۔ ایک طرف یہ عالم تھا دوسری طرف حضرت عثمان رض کے مقرر کردہ عمال بنی امیہ کی بدعنوانیوں سے

---

[1] حضرت ابوہریرہ نے اپنی مرویات اور احادیث لکھی ہوئی دکھائیں جو کسی اور کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں۔ فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۳

[2] دارمی [3] الندوہ

منافقین نے فائدہ اٹھا کر فتنہ بپا کر دیا۔ سرخیل گمراہاں عبداللہ ابن سبا یہودی نے حضرت علیؓ کی تائید میں کہا "یہی حقدار خلافت اور وصی رسول ہیں۔ دوسرے ناحق خلیفہ ہو گئے" اس شور وشر کا انجام خلیفہ ثالث کی شہادت پر ہوا۔ اسی دن سے جماعت اسلام میں فرقہ بندی ہوئی حضرت علیؓ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ پر آشوب وقت تھا۔ اختلاف وفتن رونما ہو چکے تھے۔ شیعان عثمان رضؓ شیعان علیؓ اور شیعان علیؓ سے جدا ہو کر خوارج کی جماعت پیدا ہو چکی تھی۔ امیر معاویہ کی ملکی ہوس نے حضرت علیؓ کی خلافت حقہ کو ناکامیاب بنایا۔ سیاسی بساط بچھتے ہی مذہب کی گرفت بھی ہلکی ہونے لگی۔ اہل بدعت کو فروغ ہونے لگا اور بلا روک ٹوک احادیث کے نام سے جو چاہا وہ کہا گیا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک بار بشیر بن کعب عدوی حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس آئے اور حدیث بیان کرنی شروع کی۔ انہوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ بشیر نے کہا ابن عباس! میں رسول اللہ صلعم سے روایت کر رہا ہوں اور تم متوجہ نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک زمانہ میں ہمارا یہ حال تھا کہ کسی کو قال رسول اللہ صلعم کہتے سنتے تو فوراً جاری نگاہیں اٹھ جاتی تھیں۔ اور کان لگا کر سنتے تھے۔ لیکن جب سے لوگوں نے نیک وبد میں تمیز نہیں رکھی ہم صرف ان حدیثوں کو سنتے ہیں جن کو ہم خود جانتے ہیں۔

ریاض النضرت میں ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن عباس رضؓ کے پاس کتاب لکھ کر اصلاح کے لئے لایا۔ آپ نے اسے لیکر پانی سے دھو ڈالا۔ اس وقت شیعہ وخوارج وغیرہ کی بدولت حالت اس قدر دگرگوں تھی کہ زبانی روایات میں تو تصرف کرتے ہی تھے تحریرات میں جعل سازی کرنے لگے۔

مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس حضرت علیؓ کے ایک فیصلہ کی نقل لے رہے تھے۔ بیچ بیچ میں الفاظ چھوڑتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ واللہ علیؓ نے ہرگز یہ فیصلہ نہیں کیا ہوگا۔ اسی طرح ایک دفعہ اور عبداللہ بن عباس نے حضرت علیؓ کی ایک تحریر دیکھی تو تھوڑے سے الفاظ کے سوا باقی سب عبارت مٹا دی حضرت علیؓ کے فیصلوں کے مجموعہ کو کتاب القضایا کہا گیا ہے

ایک رسالہ کتاب الصدقہ میں حضرت علیؓ کی ہے۔ ایک صحیفہ جس میں متعدد حدیثیں متعلقہ احکام قلم بند تھیں جو تلوار کے نیام میں رہتا تھا۔ اسی وقت میں سمرہ بن جندب فزاری صحابی نے ایک مجموعہ حدیث تیار کیا تھا جس کو اس کے بیٹے سلمان اور پوتے حبیب نے روایت کیا ہے

امیر معاویہ کو حدیث وغیرہ سے زیادہ اعتنا نہ تھا۔ البتہ ان بزرگوار نے عبید بن شریح یمنی سے اخبار الماضیین ضرور مرتب کرائی البتہ مروان ظالم وفتنہ گر کے عہد حکومت میں سعید بن جبیر نے تفسیر القرآن لکھی جو اس کے خزانہ میں داخل کی گئی جو عطا بن دینار کے نام سے مشہور ہے۔

عبادہ بن صامت نے امیر معاویہ سے کہا کہ یہ لوگ چاندی کے ٹکڑوں کو درہم سے اور سونے کے ٹکڑوں کو دینار سے فروخت کرتے ہیں۔ یہ سود ہے۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔

لا تبایعوا الذهب بالذهب الا مثلا لمثل۔ امیر معاویہ نے کہا کہ میں اس کو ربا نہیں جانتا۔ تو وہ غصہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میں تو پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا قول بیان کرتا ہوں۔ اور تم اپنی رائے بیان کرتے ہو۔ اگر خدا نے مجھے اس جگہ سے نکالا تو کبھی میں وہاں نہ رہوں گا جہاں تم امیر ہو۔

امیر معاویہ کے بعد سے عبدالملک بن مروان کے عہد تک کشت وخون، ظلم وتشدد کا عہد رہا۔ حضرت امام حسینؓ شہید کئے گئے۔ عبداللہ بن زبیر کو سولی دی گئی۔ غرضکہ صدہا ہزار ہا صحابہ اور ان کا خاندان تہ تیغ کیا گیا۔ حجاج بن یوسف کی یہ ظلم آرائیاں اس کے مرنے پر ختم ہوئیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ میں سنہ ۹۹ھ میں خلافت آئی تو آپ نے دیکھا کہ صحابہ سے بہت قلیل عرصہ میں دنیا خالی ہونے والی ہے تو اسعد بن ابراہیم کو مقرر کیا کہ صحابہ سے احادیث اخذ کرکے اس کی نقول تمام ممالک اسلامیہ میں جگہ بجگہ بھیجی جائیں۔

قاضی مدینہ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری مدنی تابعی جو حدیث وخبر کے بڑے امام تھے۔ آنحضرت صلعم کے سنن واخبار کی تحریر کے وتدوین کے لئے حکم ہوا۔ انہوں نے ایک مجموعہ حدیث مرتب کیا۔

(باقی)

صحیح مسلم صفحہ ا

ؔ اس کے بعد نہج البلاغہ کی حقیقت صاف عیاں ہے کہ بیشتر حصہ جعلی ہے۔ اور بار شیعہ کی سعی مشکور ہے۔ علامہ شریف رضی ادیب کامل ہے محقق نہیں۔ جو حضرت علیؓ کے نام سے حدیث وتفسیر وغیرہ میں ملا جمع کر دیا شائع مشہور۔ ابی الحدید معتزلی ہے جو علقمی وزیر احمد خلیفہ عباسیہ کا تھا اور جس نے ہلاکو خان

(بقیہ کالم ایک) اور محقق طوسی کے ذریعہ بغداد کو تباہ کرایا۔ اس کا نمک خوار ہے یہ کذاب ومفتری ہے۔

ؔ تہذیب ج ۴ ص ۱۹۸ ۔ ؔ بیان العلم از علامہ ابن عبدالبر

ؔ طبقات ابن سلاجر ثانی۔

ابن ماجہ شریف کامل اردو

(مترجمہ مولینا رشید اختر صاحب ندوی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۶۷) حضرت ابوموسیٰ اسوی روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انسانی دل کی مثال پَل کی طرح ہے کہ ہوا کا جھونکا اسے جس طرف چاہتا ہے اڑائے جاتا ہے۔

(۶۸) حضرت جابر رضہ روایت فرماتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میرے پاس ایک لونڈی تھی جس سے میں نے جماع کرتے وقت ضبط اولاد کا خیال رکھا۔ حضور م نے فرمایا جو مقدر ہو چکا ہے وہ ہو کر رہیگا اس کے کچھ دیر بعد وہ پھر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ لونڈی حاملہ ہو چکی ہے۔ حضور م نے فرمایا۔ جس شخص کے مقدر میں جو چیز ہو وہ ہو کر ہی رہتی ہے۔

(۶۹) حضرت ثوبان روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عمر میں کوئی چیز اضافہ نہیں کر سکتی۔ مگر نیک کام اور تقدیر کو کوئی چیز رد نہیں کر سکتی مگر دعا۔ انسان اپنے برے عمل کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

سراقہ بن جعشم روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور م آیا مستقبل پر بھی تقدیر کا اثر پڑتا ہے۔ حضور م نے فرمایا بلکہ ہر اس چیز پر تقدیر کا اثر ہوتا ہے جس کے متعلق لوح محفوظ کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور ہر شخص کے لئے جو چیز بھی پیدا کی گئی ہے اسے مل کر ہی رہتی ہے۔

(۷۰) حضرت جابر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو تقدیر الہٰی سے منکر ہیں۔ اگر یہ لوگ بیمار پڑیں تو تم ان کی عیادت کو نہ جاؤ۔ اگر مر جائیں تو ان کے جنازوں میں شرکت نہ کرو۔ اور اگر ان سے ملو تو ان کو سلام نہ کرو۔

(۱۷) اصحاب رسول اللہ صلعم کے فضائل

فضائل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۱) حضرت عبداللہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمام دوستوں کی دوستی سے برأت ظاہر کرتا ہوں۔ اگر میں کسی کو اپنا دوست بناتا تو صرف صدیق اکبرؓ کو بناتا۔ مگر تمہارے ساتھی نے اللہ کو دوست بنا لیا ہے (اور اب کسی اور کو دل میں بٹھانے کی گنجائش نہیں)

(۷۲) حضرت ابوہریرہ رضہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے صدیق رضہ کے مال نے جتنا فائدہ پہنچایا اتنا کسی کے مال نے نہیں پہنچایا۔ یہ سنکر صدیق رضہ رو دیئے اور عرض کیا حضور م کیا میں اور میرا مال حضورؐ کی ملک نہیں؟

(۷۳) حضرت علی رضہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور م نے فرمایا ابوبکر اور عمر ماسوائے انبیاء باقی تمام پہلے اور آخر درمیانی عمر کے جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ مگر اے علی رض ان کو جب تک وہ زندہ رہیں اس روایت کی خبر نہ دینا۔

(۷۴) حضرت ابوسعید خدری روایت فرماتے ہیں کہ حضور م نے فرمایا کہ بلند منزلت اشخاص کو ان سے کم تر درجہ کے لوگ اسی طرح دیکھ سکیں گے (جس طرح افق آسمان پر ایک روشن ستارہ کو ہر کوئی دیکھ لیتا ہے) ابو بکرؓ اور عمر رضہ بھی ان تمام بلند منزلت اشخاص سے ممتاز ہوں گے۔

(۷۵) حضرت حذیفہ بن یمان رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں تم میں کب تک زندہ رہوں۔ پس وہ لوگ جو میرے بعد میری جگہ ہوں گے ان کا اقتدا کرنا اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ کی طرف اشارہ کیا۔

(۷۶) حضرت ابن عمر رضہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور عمر فاروق رضہ کی معیت میں گھر سے باہر نکلے اور فرمایا۔ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

(۷۷) حضرت انس رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو لوگوں میں سے کون سب سے زیادہ عزیز ہے تو آپ نے فرمایا عائشہ۔ پوچھا گیا مردوں میں سے کون زیادہ عزیز ہے۔ فرمایا اس کا باپ۔

فضائل حضرت عمر فاروق رضہ

(۷۸) ابن ملیکہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت عمرؓ کو نہلانے کیلئے تختہ پر لٹایا گیا تو لوگ تختہ کے چاروں طرف جمع ہوگئے۔ اور آپ کی تعریف اور آپ کے لئے دعا کرنے لگے۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا مجھے ان میں کسی شخص نے زحمت نہ دی۔ مگر ایک شخص نے جس نے پیچھے سے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے اُسے مڑکر دیکھا۔ یہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے۔ اور حضرت عمرؓ کے لئے بڑے بے چین تھے۔ آپ نے حضرت عمرؓ کی روح سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

اے عمرؓ تم نے اپنے پیچھے کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جس کے متعلق میں یہ کہوں کہ میں اس جیسے کام کرکے اللہ کے ہاں جاؤں! خدا کی قسم مجھے یہ گمان ہوا کرتا تھا کہ تم اپنے دونوں ساتھیوں سے بہت جلد مل جاؤگے اور یہ اس سے کہ میں رسول اللہؐ سے اکثر سنا کرتا تھا کہ فرمایا کرتے "میں اور ابو بکر و عمر وہاں گئے میں اور ابو بکر و عمر وہاں داخل ہوئے۔ میں اور ابو بکر و عمر وہاں سے نکلے"۔

(۷۹) عبد اللہ بن شقیق رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضورؐ کو اپنے صحابہ میں سے کون سب سے پیارا تھا؟ فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ میں نے پوچھا اس کے بعد فرمایا عمرؓ میں نے پوچھا اس کے بعد فرمایا ابو عبیدہ رضؓ

(۸۰) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا:-

اے محمدؐ! آسمان والے آپ کو عمر رضؓ کے اسلام پر مبارک باد دیتے ہیں اور خوش ہیں۔

(۸۱) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی تھی کہ اے اللہ اسلام کو حضرت عمرؓ کے ایمان سے خاص طور پر عزت بخش۔

(۸۲) حضرت عبد اللہ بن سلمہ رضؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علیؓ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیقؓ ہیں اور ان کے بعد عمر فاروق رضؓ۔

(۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ میں نے خود کو جنت میں پایا کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی میں نے پوچھا یہ محل کس کے لئے ہے کہا عمر رضؓ کیلئے۔ مجھے عمرؓ کی غیرت یاد آگئی اور میں واپس ہوگیا۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ یہ سنکر عمرؓ رو پڑے اور عرض کیا اے آقا آپ پر میری ماں اور باپ قربان ہوں۔ کیا میں آپ

نسائی شریف کامل اُردو

(مترجمہ حضرت مولانا رشید اختر صاحب)

گزشتہ سے پیوستہ)

جریان خون

(۱۰۰) **استحاضہ کا غسل**۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ایک عورت کو جریان خون کی بیماری تھی۔ حضور نے اُس سے فرمایا۔ جریان خون کا باعث یہ ہے کہ بدن میں ایک رگ ایسی ہے کہ کبھی اس کا خون بند نہیں ہوتا۔ اگر ایسی صورت ہو تو تمہیں ظہر کی نماز آخر وقت میں اور عصر کی نماز شروع وقت میں ایک ساتھ پڑھ لینی چاہیئے۔ اور دونوں کے لئے ایک غسل کرنا چاہیئے اسی طرح مغرب اور عشا کی نماز کے لئے بھی ایک ہی غسل کیا کرو اور انہیں بھی ایک ساتھ پڑھ لیا کرو۔ البتہ صبح کی نماز کے لئے علیحدہ غسل کیا کرو۔

(۱۰۱) **عذر کی صورت میں مستحاضہ کیلئے وضو کافی ہے۔**

حضرت فاطمہ بنت حبیش رضہ فرماتی ہیں کہ مجھے جریان خون کا مرض تھا۔ حضور صلعم سے رجوع کیا گیا تو حضور م نے فرمایا حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور عورتیں اسے پہچانتی ہیں۔ جب سیاہ رنگ کا خون آئے تو نماز چھوڑ دینی چاہیئے۔ اور جب سیاہ رنگ کا خون نہ آئے تو ہر نماز کے لئے وضو کرکے نماز پڑھو۔

(۱۰۲) **جنبی کو ٹھہرے پانی کے اندر نہانے کی ممانعت**

حضرت ابو ہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ حضور م نے حکم دیا کہ جس شخص پر غسل واجب ہو اُسے ٹھہرے پانی کے اندر داخل ہو کر نہیں نہانا چاہیئے اور نہ ہی اس میں پیشاب کرنا چاہیئے۔

(۱۰۳) **رات کے اول اور آخر میں غسل کی اجازت**

جناب غضیف فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا کہ آیا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے شروع حصہ میں غسل فرمایا کرتے یا آخر حصہ میں؟ حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کبھی پہلے حصہ میں غسل فرماتے اور کبھی آخر میں۔ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے دین میں آسانی پیدا کی۔

(۱۰۴) **نہاتے وقت پردہ کرنے کا حکم**:۔ حضرت ام ہانی رضہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے روز میں حضور م کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ میں حضور صلعم کی خدمت میں جس وقت پہنچی۔ اس وقت حضور م غسل فرما رہے تھے۔ اور حضرت فاطمہ رضہ ایک چادر کا پردہ کئے ہوئے کھڑی تھیں تاکہ حضور م کو لوگ نہاتے ہوئے نہ دیکھیں۔

(۱۰۵) **غسل کے لئے پانی کی مقدار**۔ حضرت انس رضہ فرماتے ہیں کہ حضور م پانچ مُد سے نہایا کرتے۔

(۱۰۶) **عورت کا غسل جنابت**:۔ حضرت ام سلمہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور م سے عرض کیا کہ حضور م میں سر کے بال بناتے وقت انہیں خوب زور سے گوندھتی ہوں۔ کیا غسل جنابت کے وقت انہیں کھول لیا کروں؟ حضور م نے فرمایا۔ بال کھولنے کی ضرورت نہیں۔ سر پر پانی کے تین چلو بھر بھر کر ڈال لینا کافی ہے۔

حضور کا غسل جنابت

(۱۰۷) **غسل جنابت کا مسنون طریقہ**۔ حضرت ام سلمہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا کہ حضور م کس طرح جنابت کا غسل فرمایا کرتے؟

حضرت عائشہ رضہ نے جواب دیا کہ حضور م پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین دفعہ ان کو خوب اچھی طرح مل مل کر دھوتے پھر شرم گاہ کو دھوتے، پھر دوبارہ ہاتھ دھوتے پھر وضو کرتے اور اس کے بعد نہاتے۔

(۱۰۸) **حیض سے پاک ہونے کا غسل**۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کس طرح حیض سے پاک ہونے کا غسل کرنا چاہیئے۔ حضور م نے اس غسل مسنون کی تفصیل بتلانے کے بعد فرمایا۔ ایک روئی کا پھویہ خوشبو میں بھگو کر اس سے طہارت حاصل کرو۔ اس عورت نے پوچھا اس روئی کے پھویہ سے کس طرح طہارت حاصل کروں؟ حضور م نے اس کا سوال سُنا اور شرما گئے۔ اور مُنہ پر ہاتھ رکھ لیا حضرت عائشہ رضہ نے یہ کیفیت دیکھی تو اس عورت کو اپنے پاس بلا کر اُس سے فرمایا۔ خوشبو کا پھویہ خون جاری ہونے کے مرکز پر رکھا کرو۔

(۱۰۹) **غسل کے بعد علیحدہ وضو کی ضرورت نہیں۔**

حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ حضور م غسل کرنے کے بعد علیحدہ وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

(۱۱۰) غسل کے بعد تولیہ کا استعمال ضروری نہیں
حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ حضور ؐ نے ایک دفعہ غسل کیا۔ غسل کے بعد حضور ؐ کی خدمت میں بدن صاف کرنے کے لئے تولیہ پیش کیا گیا۔ حضور ؐ نے تولیہ استعمال نہیں کیا۔

(۱۱۱) جنبی جنابت کی حالت میں وضو کرکے کھانا کھا سکتا ہے
حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ حضور ؐ جنابت کی حالت میں اگر کبھی کھانا کھانا چاہتے یا سونے کا ارادہ کرتے تو پہلے وضو کر لیتے۔

(۱۱۲) جنبی سونے سے پہلے وضو کرکے بلا غسل سو سکتا ہے
حضرت عمر فاروق رض فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم جنابت کی حالت میں سو سکتے ہیں؟ حضور ؐ نے فرمایا ہاں سو سکتے ہو لیکن اس صورت میں جبکہ وضو کر لو۔

(۱۱۳) جنابت کی حالت میں بغیر وضو کے سونے کی ممانعت
حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ؐ کا ارشاد ہے۔ کہ جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنبی ہو۔ وہاں رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہوتا

(۱۱۴) بلا غسل دوبارہ جماع کیا جا سکتا ہے۔
حضرت ابو سعید رض فرماتے ہیں کہ حضور ؐ نے فرمایا جب جنبی ایک دفعہ جماع کرنے کے بعد دوبارہ جماع کا ارادہ کرے تو اسے وضو کر لینا چاہیئے۔

(۱۱۵) کئی بیویوں سے جماع کرنیکے بعد ایک غسل کافی ہے
حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ایک رات میں اپنی کئی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کے بعد ایک ہی دفعہ غسل فرماتے۔

(۱۱۶) جنبی قرآن کی تلاوت نہ کرے۔
حضرت عبداللہ رض فرماتے ہیں کہ حضور ؐ قضائے حاجت سے فراغت کے بعد ہمارے ساتھ بیٹھ کر تلاوت فرماتے اور قرآن پڑھنے سے سوائے جنابت کے اور کوئی چیز حضور ؐ کو نہ روکتی۔

(۱۱۷) جنبی سے ملنا جائز ہے۔
حضرت حذیفہ رض فرماتے ہیں کہ حضور ؐ کی عادت تھی کہ جب کسی ساتھی سے ملتے تو شفقت و محبت کی بناء پر اس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے اور اس کے لئے دعا فرماتے۔ ایک دفعہ صبح کے وقت میں نے حضور ؐ کو دیکھا مگر ملے بغیر نکل گیا۔ سورج نکلنے کے بعد جب میں حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ؐ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا میں نے تمہیں صبح دیکھا تھا اور تم بغیر ملے چلے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ؐ اس وقت میں جنبی تھا اور مجھے ڈر تھا کہ حضور ؐ [illegible]

مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب کا اردو ترجمہ جس کی شرح عبد الحق محدث دہلوی نے کی ہے جو علاحدہ چھپوا کر بھیجا جائے گا)

گزشتہ سے پیوستہ

(مترجمہ جناب مولانا عبد الفتاح صاحب نقشبندی)

ظاہری گناہ وہ ہیں جو اعضاء سے سرزد ہوں، اور باطنی وہ ہیں جن کا تعلق صرف دل سے ہے، یا ظاہری و باطنی خلا و ملا کا مرادف ہے۔ دوسری قسم اتباع کی امر باطن سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ حق جل شانہٗ کا حکم ہے کہ بندوں کو کسی کام کا حکم دیتا ہے اور کسی کام سے روکتا ہے۔ اور یہ امر باطن مباح ہی میں ثابت و تحقیق ہوتا ہے۔ جس کے لئے شریعت میں کوئی حکم بیان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ نہ تو وہ ان اقسام کے حکم میں ہے جن کی بابت نہی کی گئی ہے اور نہ وہ حکم امر واجب کی قسم میں ہے۔ اس لئے کہ اگر منہیات یا واجبات سے ہوتا تو دعویٰ امر باطن ہونے کا غلط ہوتا جیسا کہ آئندہ بعض مقالات میں فرمایا ہے۔ اگر کسی کو خلاف حکم شریعت کچھ کشف ہو اور وہ اس پر امر ہونے کا دعویٰ کرے تو یہ دعویٰ باطل ہوگا، اور اگر اس پر امر ہونے کا اعتقاد بھی کرے تو نعوذ باللہ وہ کافر و زندیق ہو جائے گا۔ ہاں امر مباح کے لئے ایسا جائز ہے کہ اگر شریعت میں کوئی حکم اس کے لئے نہ ہو تو وہ مورد امر باطن سمجھا جائے گا۔ یعنی امر باطن وہ چیز ہے کہ نہ منہیات میں اور نہ واجبات میں بلکہ وہ حکم چھوڑ دیا گیا ہے کہ بندہ باختیار خود اس کے کرنے یا نہ کرنے کی بابت تصرف کرے۔ اور اس کا نام مباح رکھا گیا ہے۔ "مباح" بوح سے مشتق ہے بمعنی کشادگی۔ فراخی و ظہور۔ پس چاہیئے کہ بندہ اپنی طرف سے اس میں کچھ نہ کرے، نہ فعل نہ ترک۔ بلکہ اس کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق ورود حکم کا انتظار کرے، اور جب حکم کیا جائے تعمیل کرے۔ پس اس کے سارے حرکات و سکنات خدائے عز و جل کے حکم ہی سے ہوں گے۔ یعنی جس بات کا حکم شریعت میں وارد ہے، اس کو تو شرع کے حکم سے کرتا ہے۔ اور جس بات کا حکم شریعت میں وارد نہیں ہے، اس کو امر باطن سے کرتا ہے۔ ایسی حالت میں وہ بندہ "اہل حقیقت" ثابت ہو جائے گا۔ اور جس چیز کے واسطے کوئی حکم شریعت میں نہیں اور نہ وہ امر باطن سے ہے۔ تو وہ مجرد فعل الٰہی ہے۔ جس کو تقدیر محض کہنا چاہیئے۔ وہ حالت تسلیم کی ہے۔ یعنی تمام خواہشوں اور ارادوں سے باہر آنا اور خالی ہونا۔ علم الٰہی کا جاری ہونا جو مقدر ہو چکا ہے۔ ایسی حالت میں بندہ حالت سوم میں آتا ہے۔

اور جب تم حالت حق الحق میں ہوگے اور وہی حالت جمیع ارادات و حرکات سے محو و فنا ہونے کی ہے۔ اور یہ حالت "حالت حقیقت" سے بالاتر ہے کہ اس میں امر باطن ہے اور امتثال امر ہے۔ اور ارادہ فعل و حرکت کا اس کی طرف ہے۔ اور وہ حالت اولیا کی ہے۔ لیکن حالت "حق حق" میں ان باتوں میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ حالت ابدال شکستہ دلوں کی ہے۔ جن کے دل اللہ تعالےٰ کے لئے شکستہ ہو چکے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے فعل و ارادت میں فانی ہو چکے ہیں۔ موحد و عارف کامل ہیں۔ علم والے اور صحیح عقل والے ہیں۔ سردار ہیں۔ حاکم ہیں۔ شہروں پر نگہبان ہیں۔ کارگزار، کفایت شعار ہیں، بدرقہ اور خلق کے نگہبان ہیں، اللہ تعالےٰ کے نائب ہیں، اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں کہ ان کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت مرکوز ہے، اس کے مقبول دیدہ بان اور جاسوس ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے خاص دوست ہیں کہ درجہ محب سے درجہ محبوب میں پہنچنے میں (علیہم السلام) اس حالت میں امر قہری و ارادی دونوں ہوتے ہیں۔ پس اتباع امر و تعمیل و پیروی حکم بھی ہو سکتی ہے جبکہ تم حول و قوۃ یعنی توانائی و حیات سے باہر آجانے اور قصد و ارادت سے نکل جانے میں خود اپنے مخالف ہو جاؤ کہ کسی چیز میں یہاں تک کہ دنیا و عقبیٰ میں بھی کوئی خواہش مطلقاً باقی نہ رہے۔ پھر تم بادشاہ کے خالص بندے ہو جاؤ گے نہ کہ بادشاہی کے بندے۔ یعنی تمہارا معاملہ ذات حق و شہود سے متعلق ہو جائے گا نہ کہ افعال عالم و وجود حق سے۔ اور آمر حقیقی کے بندے ہو جاؤ گے۔ نہ کہ بندۂ ارادت و خواہش (کہ امر تشریعی میں ہوتا ہے) جیسے بچہ شیرخوار دایہ کے ہاتھ میں، یا مُردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں، یا مریض بے طاقت و بے ہوش و حواس طبیب کے ہاتھ میں۔ لیکن یہ بے قصدی و بے ارادتی تسلیم و بے اختیاری وغیرہ ماسوائے امر و نہی میں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جن امور میں امر و نہی صادر ہو چکے ہیں۔ ان میں تو فرماں برداری ہی لازم ہے۔ اور اگر تعمیل حکم اور امتثال امر میں قصد

ارادہ کو دخل دیا جائے تو وہ بھی اس طور پر ہوگا کہ شارع نے ارادہ لیا ہے کہ بندہ ارادہ کرے یعنی مطابق خواہش شارع کے خواہش رہے۔ یہ بھی محویت و فنا کی ایک قسم ہے۔ فقط۔

مقالہ (۱۱)

"تدبیر" جبکہ مفلسی میں خواہش نکاح ہو۔

محتاجی و فقر کی حالت میں اگر تم کو عقد زناشوئی یا جماع کی طرف رغبت و میل ہو جبکہ تم اس بارگراں کو برداشت کرنے کے تحمل نہیں ہو تو صبر کرو اور جناب باری سے اس غم و رنج کی کشائش کی امید رکھو اور انتظار کرو کہ یا تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے جس قدرت سے یہ خواہش تم میں پیدا کی ہے۔ اس خواہش کو تم سے دور کر دے گا۔ واپس لیگا (یعنی جس طرح ابتدا از اپنی قدرت سے اس نے تم میں شہوت ڈالی ہے اس پر بھی قادر ہے کہ اس کو تم میں سے نکال لیوے) پس اللہ تعالیٰ تم کو اس بارگراں کے برداشت کرنے میں تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور تم کو اس خواہش سے محفوظ رکھے گا۔ (شہوت کا دور رکھنا، اس سے باز رکھنا بھی مدد و حفاظت میں داخل ہے) اور یا اپنی مہربانی و بخشش سے اللہ تعالیٰ تم کو وہ عورت میسر کرے گا جس سے تمہاری پیدا شدہ خواہش کو تعلق ہے۔ بحالیکہ تمام بارگراں کی بابت تم کفایت کئے گئے اور مبارک باد دیئے گئے ہو بلا کسی بوجھ کے دنیا و آخرت میں (جب تم میں خواہش نکاح پیدا کی جائے اور تم دونوں میں سے کسی ایک کشادگی کے لئے اللہ تعالیٰ سے انتظار کروگے) تو اللہ تعالیٰ تم کو صابر و شاکر کے لقب سے ملقب کرے گا کیونکہ تم نے شہوت پر صبر کیا (صبر درحقیقت تمام انواع طاعت میں شامل ہے۔ شکر میں بھی اور غیر شکر میں بھی۔ اور تمام طاعتیں صبر کی افراد ہیں اور اسی وجہ سے صراحۃً وجہ شاکریت کی ذکر نہیں فرمائی) اور نعمت کشادگی پر صبر کیا ہے اور چونکہ تم نے اضطراب نہیں کیا اور حصول شہوت کی فکر میں خود نہیں پڑے اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا نام "راضی بقسمت" ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تم میں گناہوں سے بچنے کی اور عبادت پر توانائی کی قوت زیادہ کرتا ہے۔ صبر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس شہوت کو تمہاری طرف ہنک مارے گا اور پہنچا دے گا، اگر وہ تمہاری قسمت نصیب میں مقدر ہو چکی ہے اور تم کفایت بھی کر سکتے ہو۔ پس صبر کی صورت شکر کی ہو جاتی ہے۔ درحقیقت ہمیشہ صبر بالآخر شکر ہی کی طرف لے جاتا ہے اور صبر کی تلخی جب زائل ہو جاتی ہے تو مقام رضا حاصل ہوتا ہے ؏ صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد

گرچہ حصول مطلب بھی شیریں و خوش گوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے والوں کو زیادتی بخشش کی خوش خبری دی ہے جیسا کہ فرمایا ہے:۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ — شکر کرنے پر تم کو زیادہ دوں گا۔

شکر پر زیادہ دینے کا صرف وعدہ ہی نہیں فرمایا بلکہ کفران نعمت پر وعید فرما کر تاکید کی ہے۔

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ — اگر کفران نعمت کیا تو یاد رکھو میرا عذاب بھی سخت ہے۔

اور اگر وہ شہوت تمہاری قسمت میں نہیں ہے اور تم کو پہنچ نہیں سکتی تو اس کو دل سے نکال دینا ہی اس سے بے نیاز کرتا ہے۔ چاہے نفس خواہش کرے یا نہ کرے۔

کیونکہ جو چیز نصیب میں نہیں ہے، اس کی فکر کرنا بلکہ خیال میں لانا ہی فضول ہے اور پریشانی اور تفرقہ خاطر اور قضا میں نزاع کا باعث ہے۔

حاصل کلام یہ کہ صبر کو لازم پکڑو اس معاملہ میں بھی اور نیز جمیع معاملات میں، اور ہوائے نفس کی مخالفت کرو اور شریعت کے حکم کو اپنی گردن میں ڈال لو اور اس میں لٹک جاؤ اور قضا و قدر پر راضی رہو اور فضل و عطا کے امیدوار رہو، اور پروردگار تعالیٰ کی بخشش و کرم پر تمسک کرو کہ خلاصہ کار مسلمانی یہی دو چیزیں ہیں۔ امتثال امر تشریعی و تسلیم حکم ارادی۔ جیسا حکم دے کر اور جس حالت میں رکھے ہو وہ عبادت ہے اور یہ عبودیت اور دونوں کا مرجع و اصل صبر ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ — طاعت الٰہی پر صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جاتا ہے۔

ابیات

صبر کن صبر کہ جز صبر دوائے نبود
ہر کہ از دست غم عشق رگ جاں گیرد
چکند گر سر تسلیم ندارد در پیش
ہر کرا پنجۂ عشق تو گریباں گیرد (مترجم)

صبر ست علاج دل رنجور تو واقف — افسوس کہ کم داری و بسیار ضرورست

(باقی)

تقدیر کا راز معلوم ہو سکتا ہے اگر تم بندگان اسلام کے ثبات اور آزمائے ہوئے طریقہ سے ہر کام کرنے سے پہلے روحانی فالنامہ میں فال دیکھ لیا کرو جس میں علم قیافہ، استخارہ قرآنی فالنامہ، پیغمبری فالنامہ، دیوان حافظ کا فالنامہ، مثنوی شریف کا فالنامہ۔ اسماء الٰہی کا فالنامہ، اسماء نبی کریم کا فالنامہ۔ انگریزوں کا فالنامہ، جرمنوں کا فالنامہ، اعضاء کے پھڑکنے سے فالیں اور روحانی عملیات درج ہیں۔ قیمت بہت ہی کم یعنی صرف ۶؍ محصول ڈاک ۴؍

مذہبی معلومات

(از حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی)

اسلام اور دعوتِ انقلاب

" اسلام " افرادِ انسانی کے لئے اخوت، صلح و آشتی، اور امن عالم کا انقلابی و روحانی عالمگیر پیغام " ہے۔

قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔ (آل عمران)

آپ کہہ دیجئے اے اہلِ کتاب تم سب اس کلمہ پر جمع ہو جاؤ جو تمہارے اور ہمارے سب کے لئے یکساں ہے وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض، بعض کو اللہ کے ماسوا رب نہ بنائیں۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (آل عمران)

اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم سب ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ پس تم اس کے انعام کی بدولت بھائی بھائی ہو گئے۔

وہ دنیا کی مذہبی روایات، معاشرت، سیاست، ہر شعبہ میں انقلاب کا خواہشمند ہے اس لئے انقلابی ہے، وہ انسانی زندگی کے ان تمام شعبوں میں جد و جہد کی بنیاد، اور اساس، خدائے برتر کی رضا و خوشنودی کے حصول اور مالک حقیقی کی ربوبیت و مالکیت علی الاطلاق کے اعتراف پر رکھتا ہے اور اس کے لئے مخصوص عقیدہ (آئیڈیا) بتلاتا ہے۔ اس لئے روحانی ہے۔ اور وہ اپنے نظریوں کی صداقت، اور ان کے عملی تجربوں کی حمایت کے لئے تمام عالم کو اپنی دعوتِ حق میں سمیٹنا چاہتا ہے۔ اس لئے " عالمگیر پیغام " ہے۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ (الفرقان)

برتر ہے خدا کی وہ ذات جس نے حق و باطل میں امتیاز دینے والی کتاب اپنے بندہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اس لئے نازل کی کہ وہ تمام عالم کے لئے پیغامبر ہو۔

وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمة لقوم یومنون (النحل)

اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب محض اس لئے نازل کی ہے کہ تو ان سے وہ باتیں بیان کرے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اور یہ کتاب ایمان دار لوگوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔

خدا کی مخلوق مختلف قوموں میں تقسیم ہے، قوموں کے مختلف امتیازات ہیں۔ ملکوں کے مختلف خصوصیات ہیں، اس لئے عالمگیر انقلاب کے داعی کو متضاد حالات۔ متناقض امتیازات و خصوصیات اور متنوع کیفیات سے دو چار ہونا ناگزیر ہے، اور ہمہ گیر انقلابی پروگرام میں ان تمام امور کا لحاظ عین فطرت (نیچرل) ہے۔

" اسلام " اپنا ایک نصب العین (کریڈ) بیان کرتا، اور اس کے مطابق اپنا نظامِ عمل (پروگرام) پیش کرتا ہے، اور نصب العین و نظامِ عمل دونوں کی جانب دلائل (ریزنس) کی روشنی میں تمام عالم کو دعوت دیتا اور ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنا چاہتا ہے۔

یا ایھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا (النساء)

لوگو بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف صاف اور کھلا ہوا نور اتارا ہے۔

اس کا نشان امتیازی (Isiamic emblem) " ان الحکم الا للہ " ہے۔ یعنی " حکم " کا حق صرف خدا کی ذات کو حاصل ہے، مخلوق خدا میں سے مخلوق کا خدمت گذار بن کر خدا کے حکم کو نافذ کرنے اور " خلیفۃ اللہ " کہلانے کا حق تو انسان کو مل سکتا ہے اور ملا ہے، لیکن حاکم و آقا بن کر " حکم " کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔

اسی لئے اس نے اپنی دعوتِ انقلاب کی تعمیر کو دو ستونوں پر قائم کیا۔ ایک تبلیغ (Preachin) اور دوسرا جہاد (Holy war) وہ اپنی تبلیغ کے لئے مادی طاقت اور تلوار کو ناجائز قرار دیتا اور حسبِ ذیل پروگرام پر اس کو قائم کرتا ہے۔

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (البقرہ)

دین کے بارہ میں کوئی جبر اور زبردستی نہیں، بلاشبہ گمراہی سے ہدایت الگ صاف اور روشن ہو چکی۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمة

اپنے پروردگار کی راہ کی جانب بلاؤ

والموعظة الحسنة، وجادلهم بالتی ھی احسن (النحل)

حکمت اور دانائی اور عمدہ پند و نصائح کے ساتھ اور بحث و مناظرہ نہایت عمدہ اور بہترین طریقوں پر کرو۔

وان احد من المشرکین استجارك فاجرہ حتیٰ یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالك بانھم قوم لا یعلمون (براۃ)

اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص "اسلام کے فوائد و برکات کی جانب راغب ہو کر تلاش حق کے لئے" آپ سے پناہ چاہے" تاکہ قریب سے اسلام کو جانچے" تو آپ اس کو پناہ دیجئے تاکہ وہ اللہ کے کلام کو سنے اور اس کو سوچنے کا موقع ملے پھر اس کو امن کے ساتھ اس کے مقام تک پہنچا دیجئے یہ اس لئے کہ (کفار) ایسی قوم ہیں جو اسلام کی خوبیوں سے بالکل نا آشنا ہیں۔

اور اپنی جماعتی طاقت کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے اور مقدس دعوت انقلاب کو عام کرنے نیز حائل شدہ مفسدانہ رکاوٹوں کو صاف کرنے کے لئے "جہاد" کو ضروری اور دائمی قرار دیتا ہے۔ اور اس کے لئے دفاع (Defence) اور ہجوم (Violation) کا کوئی فرق نہیں کرتا۔

وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنة ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین

اور دشمنوں سے جنگ کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے، پھر اگر وہ لڑائی سے باز رہیں تو زیادتی سوائے ظالموں کے کسی پر نہیں چاہیئے۔

پس ایسے عام انقلاب کا داعی اپنے پروگرام کی کامیابی کے لئے نہ عدم تشدد کو کریڈ بان سکتا ہے اور نہ تشدد کو، اور اس کا نصب العین نہ معاہدہ (پیکٹ) قرار پا سکتا ہے اور نہ عدم معاہدہ۔ اور اس کا مقصد عظمیٰ نہ جنگ و پیکار ہو سکتا ہے اور نہ عارضی صلح و ہدنہ۔

کیونکہ اس کا پیغام "حق کا پیغام ہے" اور اس کا نظام عمل "صداقت کا نظام" اور یہ تمام امور ان ہر دو صداقتوں کی کامیابی کے لئے زمانہ انقلاب کے آلات و اسلحہ ہیں نہ کہ مقاصد اور نصب العین۔

اس کی دعوت انقلاب کا مکی دہ سالہ پروگرام جو حصول مقصد اور کامیابی نصب العین کے لئے بنیاد و اساس ثابت ہوا، اور جس نے دشمنوں کے ذہنی افکار، مذہبی معتقدات، سیاسی خیالات، اور معاشرتی توجہات میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا، قرآن عزیز کے نظام عمل کے مطابق یہ تھا۔

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لھم (احقاف)

پس تو صبر کر جس طرح اولوا العزم پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اور ان مشرکین کے بارہ میں جلدی کا خواہش مند نہ بن۔

ولقد کذبت رسل من قبلك فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتیٰ اتٰھم نصرنا

اور بیشک تجھ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے ہیں، تو انہوں نے اپنے جھٹلائے جانے اور ستائے جانے پر صبر کیا، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری امداد آن پہنچی۔

گالیاں، مذاق و تمسخر، جنون و سحر اور کہانت کی پھبتیں، طعنہ ہائے دل خراش، زد و کوب غرض ہر قسم کی ایذاؤں کے باوجود حکم یہی رہا کہ صبر کرو اور زندگی کے دوسرے پہلو کے منتظر رہو گویا دشمن کی ظالمانہ طاقت کی مقاومت ترکی بہ ترکی نہ کرو، بلکہ صبر آزما طاقت کے ذریعہ کرو۔ اس لئے کہ اس مقدس زندگی کے لئے یہی بہتر اور کامیابی کی راہ ہے۔

اس پروگرام کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ مقصد کی کامیابی اور پروگرام کی کامرانی کے حصول کی خاطر انقلاب کے "رہنمائے اعظم" صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان انقلاب "دعوت بعثت" کے بعد ایک عرصہ تک خواجہ ابوطالب اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کی غیر اسلامی زندگی کے باوجود ان کی استعانت کو ضروری سمجھا، اور ان کے اقتدار کی حمایت نے کر دوسرے مشرکین مکہ کی جابرانہ پالیسی کا صبر آزما طریقہ پر مقابلہ کیا۔ ابوطالب کی حمایت، اور مقاطعہ کے زمانہ میں بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کی شرکت، اور بقیہ مشرکین سے جدائی اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے۔ کیونکہ وحی الہی سے مستفیض، دنیوی ہوا و ہوس سے معصوم، ثقلین کے ہادی، اسلامی انقلاب کے داعی، محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسباب ظاہری کے پیش نظر یقین رکھتے تھے کہ مقصد بلند ہے، مگر حالات نا مساعد، نظام عمل بے نظیر ہے مگر حامیوں کی تعداد مخالفین کے مقابلہ میں کم ہے اور کمزور، لہذا تقاضائے مصلحت یہی ہے کہ مقصد و نظام عمل (کریڈ و پروگرام) دونوں میں اختلاف کے باوجود مشرکین کی زبردست مخالف جماعت کے مقابلہ میں دوسری جماعت کی حمایت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ یقیناً اس وقت بھی اس ذات اقدس نے مقصد اور اعلان حق کو ایک لمحہ کے لئے بھی ٹھیس نہ لگنے دی۔ جیسا کہ خواجہ ابوطالب اور داعی اسلام کے درمیان اس گفتگو سے بخوبی ظاہر ہے۔ جو سرداران قریش کے اس وفد کے متعلق ہوئی جس نے ابوطالب سے داعی حق کے اعلان حق کے بارہ میں جوش و خروش کی شکایت کی تھی اور آپ نے ابوطالب کو جواب دیا تھا: "بخدا اگر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند رکھ دیا جائے اور کہا جائے کہ میں اس دعوت و پیغام کو ترک کر دوں تو یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ اور میں ہرگز ہرگز اس کو نہ چھوڑوں گا" تاآنکہ

سامنے کی حالات کو سامنے رکھا اور جو کچھ کرنا تھا وہ آج نہیں کیا بلکہ اس کو آئندہ ظاہر بھی نہیں فرمایا۔

یہاں نہ معاہدہ کا سوال اٹھایا نہ عدم معاہدہ کا، نہ شرطی بحث فرمائی نہ عدم شرط کی اور وہ مصیبتوں کو سامنے رکھ کر "اَہْوَنُ البَلِیَّتَین" آسان مصیبت کو اختیار فرمایا۔

انقلاب کے اس دہ سالہ پروگرام کے بعد خدا کی جانب سے ایک نئے پروگرام کا آغاز ہوا جس کا نام اسلامی اصطلاح میں "ہجرت" ہے۔ یہ انقلابی پارٹی کے گھر اور وطن میں رہ کر ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے بعد آزمائش کاری صداقت کا اگلا قدم ہے۔ جس میں مال و دولت، اہل و عیال اور وطن کو چھوڑ کر خانماں برباد ہونا پڑتا ہے اور مقصد و نظام عمل کی کامیابی کے لئے سب کچھ تج دینا ہوتا ہے۔

والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔ الذین صبروا وعلی ربھم یتوکلون۔

اور جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہم ان کو ضرور دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے اگر وہ جانیں یعنی جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

انقلاب کی راہ بہت کٹھن ہے۔ اور اگر کہیں یہ انقلاب کسی عظیم الشان مقصد اور عظیم المرتبہ نظام عمل کے لئے ہو تو پھر اس کی جدوجہد کے لئے اسی درجہ کی صعوبتوں، قربانیوں، جان سپاریوں کے پہاڑ سامنے آجایا کرتے ہیں، چنانچہ اسلام کی داعی (انقلابی پارٹی) کو بھی یہی پیش آیا۔ اور اب ہجرت کے بعد مدینہ میں انقلابی جماعت کو ایک دشمن "قریش" کی بجائے چار دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑا مشرکین، یہود، نصاریٰ اور منافقین۔

مگر "مکی" زندگی کے مقابلہ میں یہاں حالت مختلف ہے۔ فی الجملہ قوت ہے، اقتدار ہے اور انقلابی جماعت کو اپنے پاک اور مقدس منصوبوں کو پورا کرنے کے لئے بڑی حد تک بے روک ٹوک آزادی حاصل ہے۔ اس لئے انقلابی دعوت کے خدائی نظام نے اب اپنے پروگرام اور نظام عمل میں ایسی توسیع کر دی جو اس کے شایان شان اور قبول تسلیم فطرت مستقیم کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ یہی مقام اس کے کمال کا علمبردار بننے اور کامیابی کی معراج اعلیٰ تک پہنچنے کا مرکز ہے۔ یعنی اب یہ سوال ... مقصد اور ... نظام ... مضبوط و مستحکم رہتے ہوئے انقلاب کے آگے آنے والی جماعتوں ...

جماعت کی اصطلاح میں "کافر" یا "غیر مسلم" کہلاتی ہیں۔ حسب ذیل اقسام پر تقسیم کر کے ان کے لئے جدا جدا احکام نافذ کر دیئے ہیں۔

محارب۔ ذمی۔ مستامن۔ مسالم۔

(۱) محارب اس جماعت کا نام ہے جو اسلام کے ماننے والے صادق انقلاب کی راہ میں جنگ کر کے آڑے آجائے۔ اور "ہل من مبارز" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے انقلابی جماعت کو فنا کر دینے کے درپے ہو جائے، یا خود انقلابی جماعت، اس باغی جماعت کے طور طریق اور رنگ ڈھنگ دیکھ کر، اندازہ کرے کہ اعلان جنگ نہ کرنے اور بظاہر صلح میں اس کی زندگی کی نمائش کرنے کے باوجود انقلابی مقصد کے لئے اس کا وجود زبردست خطرہ اور مار آستین کی طرح انقلابی پروگرام کے لئے خوفناک خدشہ بنا ہوا ہے۔ تو ان دونوں حالتوں میں اس کے ساتھ نبرد آزما ہونا ازبس ضروری ہے۔ اور حسب ذیل انقلابی پروگرام پر عمل کرنا لازم و فرض ہے۔

الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون (التوبہ)

جو لوگ ایمان لے آئے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کیا۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑے درجہ والے ہیں اور یہی کامیاب ہیں۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ (الحج)

جن لوگوں سے ناحق لڑائی کی جائے ان کو جہاد کی اجازت اس لئے دی جاتی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے۔ ان کو جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اس قصور پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم ماوٰھم جھنم وبئس المصیر (التوبہ)

اے نبی کافروں اور منافقوں سے جنگ کر اور ان پر سختی دکھلا اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم واقعدوا لھم کل مرصد (توبہ)

اور مشرکین کو جہاں کہیں قتل کر ڈالو اور ہر گھات میں ان کے لئے بیٹھو۔

کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم ...

تم پر جنگ کرنا (جہاد) فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند ...

ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم (البقرہ) | کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔

(۲) "ذمی" اس جماعت کو کہتے ہیں جو اسلام کی انقلابی پارٹی سے جنگ کرنے سے عاجز آکر لڑائی کے بعد یا بغیر لڑے ہوئے اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرلے اور اپنے آپ کو اس کی حفاظت میں دیدے۔

ایسی جماعت کے لئے اس مقدس انقلابی جماعت کا نظام عمل (پروگرام) بھی ایسا منصفانہ اور عادلانہ ہے جس کی نظیر غالب و مغلوب کی تاریخ میں نہ صرف عنقا ہے بلکہ صفحۂ ہستی پر معدوم ہے۔

قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتٰب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون ۹ | اہل کتاب میں سے جن لوگوں کا یہ حال ہے کہ نہ خدا پر سچا ایمان رکھتے ہیں نہ آخرت کے دن پر نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے ان کی کتاب میں حرام ٹھہرا دیا ہے اور نہ سچے دین ہی پر عمل پیرا ہیں۔ تو مسلمانو ان سے بھی جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اپنی خوشی سے جزیہ دینا قبول کرلیں اور حالت ایسی ہوجائے کہ ان کی سرکشی ٹوٹ چکی ہو اور گھمنڈ جاتا رہا ہو۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لھم ما لنا و علیھم ما علینا | رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان (ذمیوں) کے لئے وہ سب حقوق ہیں جو ہمارے لئے ہیں اور ان پر وہ تمام ذمہ داریاں ہیں جو ہم پر ہیں (یعنی معاملات شہری و ملکی میں برابر ہیں)

ولنجران وحاشیتھا ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ علی دماءھم واموالھم وملتھم وبیعھم ورھبانیتھم واساقفتھم وشاھدھم وغائبھم و کل ما تحت ایدیھم من قلیل او کثیر (الاموال لابی عبید صفحہ ۱۹۰) | اور اہل نجران اور اس کے اطراف و جوانب کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔ ان کی جان، مال، مذہب، گرجا، پادری، لاٹ پادری، حاضر و غائب سب اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں ہیں اور جو کچھ تھوڑا یا بہت ان کے قبضہ میں ہے وہ سب بھی (نجران کے ذمیوں کے لئے امان نامہ)

وامنع المسلمین من ظلمھم والاضرار بھم واکل اموالھم | اور مسلمانوں کو ان پر ظلم کرنے اور ان کو نقصان پہنچانے اور ناحق ان کے مال کو کھانے سے منع کرو

الا بحلھا ووف لھم بشرطھم الذی شرطت لھم فی جمیع ما اعطیتھم (مختصر کتاب الخراج) | اور ان کی وہ تمام شرطیں پوری کرو جو تم نے ان سے کی ہیں۔
(حضرت عمر کا مکتوب حضرت ابو عبیدہؓ کے نام بوقت فتح شام)

واوصیہ بذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ ان یوفی لھم بعھدھم وان یقاتل من ورائھم وان لا یکلفوا فوق طاقتھم (بخاری صفحہ ۱۹۵) | میں ان لوگوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں جن کو خدا اور اس کے رسول کا ذمہ دیا گیا ہے (یعنی ذمیوں کے لئے) ان کے عہد کو پورا کیا جائے اور ان کی حمایت میں جنگ کی جائے اور ان کو کسی معاملہ میں ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے (وصیت حضرت عمرؓ)

ذمی کے ان مساویانہ حقوق کو سامنے رکھ کر کسی بھی روحانی یا سیاسی انقلابی جماعت کے اُن عطاء حقوق کی فہرست مطالعہ کر دیکھے جو غالب نے مغلوب کو عطا کئے ہوں تو ہماری ان سطور کے ایک ایک حرف کو صحیح تسلیم کرنا پڑے گا جو ہم نے ابھی ذمی کے حقوق کے سلسلہ میں اسلامی انقلابی جماعت کے متعلق لکھی ہیں۔

ذمی کی طرح تیسری قسم "مستامن" ہے یعنی جو شخص یا جو جماعت مغلوب ہو کر مستقل طور پر اسلام کے اقتدار اعلیٰ کی ذمہ داری میں تو نہیں آتی مگر تاجر، سیاح، سفیر یا اسی طرح کے دوسرے اشخاص اور جماعتیں تھوڑے سے عرصے کے لئے اسلامی اقتدار اعلیٰ کے امن اور ذمہ داری سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، ان کو اس روحانی انقلاب کی اصطلاح میں "مستامن" کہا جاتا ہے۔

قرآن عزیز نے (جو اسلامی انقلاب کا مکمل نظام عمل ہے) ایفاء عہد کا ایک عام حکم دے کر اور مسلم و کافر کا فرق ملحوظ نہ رکھ کر حسب ذیل حکم دیا ہے۔

اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا (بنی اسرائیل) | جو عہد کرو اس کو پورا کرو اس لئے کہ عہد خدا کے دربار میں مسئول ہے۔ یعنی اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔

اور روایات حدیث میں (جو قرآنی نظام کا باقی الذہن ہے) [illegible] امیر یا کسی ادنیٰ مسلمان کے امن دے دینے کی حرمت پر اتفاق [illegible] دیا گیا ہے اور ایسے شخص کو بھی امن دے دینے کی [illegible] اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ میں دیا گیا ہے [illegible] میں اللہ اور اس کے رسول کے [illegible] کوئی بالغ اور صفار [illegible] کا لحاظ اعلیٰ شان کیا گیا ہے [illegible]

عن عمرو بن الحمق قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم یقول من امن رجلا علی نفسہ فقتلہ اعطی لواء الغدر یوم القیمۃ (رواہ الشرح السنۃ مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۹)

عمرو بن حمق کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، فرماتے تھے "جو شخص اپنی ذمہ داری پر کسی کو امان دیدے اور پھر قتل کر دے قیامت کے دن اس کے ہاتھ میں غدر کی رسوائی کا جھنڈا ہوگا۔

عن معاویۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم یقول من کان بینہ وبین قوم عہد فلا یحلن عہداً ولا یشدنہ حتی یمضی امدہا الخ ترمذی (مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۷)

حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جس شخص اور کسی قوم کے درمیان عہد ہو جائے وہ اس کی مدت سے پہلے ہرگز ہرگز نہ توڑے اور نہ خلاف ورزی کرے۔

اور "مسالم" یا معاہد اس غیر مسلم فرد یا جماعت کا نام ہے جو نہ مسلمانوں کے مقابلہ میں نبرد آزما اور برسر پیکار ہے، اور نہ اس کے اقتدار اعلیٰ کی حمایت میں رہنے کے لئے خود کو ان کے سپرد کر دیتی ہے۔ بلکہ اپنی جدا حیثیت کو باقی رکھتے ہوئے اسلام کے اقتدار اعلیٰ اور انقلابی جماعت کی حکومت سے معاہدہ کر کے امن واطمینان کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔

اسلام اپنے انقلابی مصالح کے خلاف نہ سمجھتے ہوئے ان کے اس مطالبہ کو منظور کر لیتا ہے، اور اس طرح دونوں جانب سے امن واطمینان کی ذمہ داری رکارنٹی ہو جاتی ہے۔

یہ معاہدہ کبھی آزادانہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ مساویانہ سلوک پر مبنی قرار پاتا ہے۔ اور کبھی اسلام کی انقلابی جماعت کے بڑھتے ہوئے اقتدار کے سامنے باجگذار بن کر اور "جزیہ" دے کر اس معاہدہ کو انجام دیا جاتا ہے، اور اس طرح ایک معنی میں دوسری قسم "ذمی" میں مخالف کا شمار ہونے لگتا ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے انقلابی جماعت اپنی جماعتی مصلحت اور انقلابی مفاد کی خاطر اس قسم کا معاہدہ بھی کر لیتی ہے جس کی ظاہر سطح انقلابی جماعت کی مغلوبیت اور کمزوری پر دلالت کرتی ہے، لیکن انقلاب کے "اہل حل وعقد" نگاہوں کی نگاہ میں وہ کسی بڑی کامیابی اور کامرانی کا پیش خیمہ ہے۔

قرآن عزیز نے معاہدہ مسالم کے بارہ میں اپنی جماعت کو ... کیا ہے۔

الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینہم میثاق او جاءوکم حصرت صدورہم ان یقاتلوکم او یقاتلوا قومہم ولو شاء اللّٰہ لسلطہم علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللّٰہ لکم علیہم سبیلا (سورۃ نساء)

مگر وہ لوگ جو ان لوگوں سے جا ملیں کہ تم سے اور ان کے درمیان عہد ہے یا وہ تمہارے پاس ایسی صورت سے آئیں کہ ان کے دل اس بات سے تنگ ہوں کہ وہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں اور اگر اللّٰہ چاہتا تو ان کو تم پر غالب کر دیتا پھر وہ ضرور تم سے لڑتے، سو اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں اور تم سے نہ لڑیں اور تمہاری طرف صلح کا پیغام ڈالیں تو اللّٰہ نے تم کو ان پر مسلط ہونے کی راہ نہیں دی۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لہا وتوکل علی اللّٰہ انہ ہو السمیع العلیم وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللّٰہ ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین (انفال)

اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی اس کی طرف جھک جا اور اللّٰہ پر بھروسہ رکھ، بیشک وہی سننے والا، جاننے والا ہے اور اگر وہ تجھے دھوکا دینا چاہیں گے تو بیشک تیرے لئے اللّٰہ کافی ہے، وہ وہی ہے جس نے تجھے اپنی مدد اور مومنوں سے قوت دی۔

مگر یہ بہت ممکن ہے کہ آج اسلام کی انقلابی طاقت سے مرعوب ہو کر تقاضائے وقت کو پورا کرنے کے لئے غیر مسلم جماعتیں عہد صلح کر لیں لیکن مدت سے پہلے ہی نقض عہد اور خیانت پر آمادہ ہو جائیں تو ایسی حالت میں انقلاب روحانی کا آخری پیغام، قرآن عزیز کیا رہنمائی کرتا ہے، کیا مسلمانوں کو اجازت دیتا ہے کہ مصالحین کے عہد کی پرواہ کئے بغیر اچانک ان سے مقابلہ شروع کر دیں، اور ان پر حملہ آور ہو جائیں، یا ان کو متنبہ کرنا ضروری بتاتا ہے کہ تمہاری حرکات ناقابل اعتماد سمجھ کر ہم اس معاہدہ کو ختم کرنے اور "نبذ علی سواء" کے پیش نظر تم کو مطلع کئے دیتے ہیں تاکہ عہد شکنی کے جرم کے مجرم نہ قرار پائیں۔

واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیہم علی سواء ان اللّٰہ لا یحب الخائنین (انفال)

اور اگر تم کو کسی قوم کے متعلق خیانت اور نقض عہد کا خوف ہے تو ایسی صورت میں ان کے عہد کو ان کی جانب پھینک دو یعنی ختم کر دو اور ان کو آگاہ کر دو۔ بلا شبہ اللّٰہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

انقلاب اسلامی کے دور اول یعنی عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو معاہدات ہوئے ان میں معاہدہ حدیبیہ ظاہر سطح میں مغلوبیت کا معاہدہ ہے اور نصاریٰ نجران، بنی ثقیف، اہل ہجر، اہل ایلہ، بنی عمرو، بنی خزاعہ وغیرہ کے معاہدات دوسری قسم میں داخل ہیں۔

ان تمام معاہدات میں معاہدۂ یہود مدینہ اور معاہدۂ حدیبیہ خاص شان کے معاہدے ہیں اور اسلامی انقلاب کے بہت سے نازک اور پیچیدہ مسائل کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیتے ہیں۔

اگرچہ یہ معاہدات طویل ہیں لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اہم نکات سے متعلق دفعات وعبارات کو درج کر دیا جائے۔

عن البراء بن عازب قال صالح النبی صلی اللہ علیہ وسلم المشرکین یوم الحدیبیۃ علی ثلثۃ اشیاء علی من اتاہ من المشرکین ردہ الیہم ومن اتاہم من المسلمین لم یردوہ علی ان یدخلھا من قابل و یقیم بھا ثلثۃ ایام ولا یدخلھا الا بجلبان السلاح والسیف والقوس ونحوہ فجاء ابوجندل یحجل فی قیودہ فردہ الیہم متفق علیہ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۵)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین مکہ سے جو معاہدہ کیا اس کی تین دفعات تھیں (۱) مشرکین میں سے جو آپ کے پاس (مسلمان ہو کر) آئے اس کو مشرکین ہی کی طرف واپس کرنا ہوگا، اور مسلمانوں میں سے جو ان کے پاس جائے گا وہ اس کو واپس نہیں کریں گے (۲) اس سال مکہ میں داخلہ کی اجازت نہیں۔ اگلے سال داخل ہونے کی اجازت ہوگی اور صرف تین دن قیام کر سکیں گے (۳) مکہ میں آئندہ سال داخلہ اس طرح ہوگا کہ تلوار، کمان وغیرہ ہتھیار نیام اور تھیلوں کے اندر ہوں گے۔ معاہدہ کے ختم پر ابوجندل مسلمان ہو کر مشرکین کے ہاتھوں سے بیڑیاں پہنے ہوئے بھاگ کر مسلمانوں میں آگیا۔ حسب معاہدہ اس کو مشرکین کے حوالہ کر دیا۔

صحیفۂ سیرت اسلام، مرتبہ ناز الفضیہ، صحیفہ اسلام کی تاریخ، طبع ۱۱۹۲ صفحہ ۱۸۶

اس معاہدہ میں سب سے زیادہ قابل توجہ اس کی دفعہ (۱) ہے۔

اسلامی انقلاب نے اب کی زندگی کی جگہ مدنی زندگی تک ترقی کر لی ہے۔ وہ یثرب میں ایک حد تک با اقتدار آزاد جماعت ہے۔ دشمنوں کے مقابلہ میں بدر، احد، خندق وغیرہ کے متعدد امتحانات سے گذر چکی، اور کامرانی کا تمغہ حاصل کر چکی ہے۔ خود حدیبیہ میں بیعت رضوان کے ذریعہ اپنی جماعتی طاقت کا مظاہرہ "موت پر بیعت" کے نام سے کیا جا چکا ہے۔ باایں ہمہ داعی انقلاب سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معاہدہ میں ایسی دفعہ کو منظور فرماتے ہیں جو اپنے ظاہری رنگ وروپ میں شکست ومرعوبیت کی واضح مثال ہے

بخوشی ورغبت سے اسلامی دعوت انقلاب کو قبول کر لینے والا فرد مشرکین کو واپس کیا جائے گا اور معاہدہ کی مدت کے اندر ان ہی کے رحم وکرم یا ظلم وستم کے نیچے رہے گا، اور اگر مسلمان مرتد ہو کر (العیاذ باللہ) مشرکین میں آکر شامل ہو جائے گا تو وہ ان کا مال غنیمت ہے، اور مسلمانوں کو مطالبہ کا کوئی حق نہیں ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بے چین ومضطرب ہوتے۔ اور داعی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہماری یہ دعوت، حق کی دعوت نہیں اگر ہے تو یہ مرعوبیت کیوں ہو گا؟ نبوت کے زیر لب تبسم کے ساتھ جواب ملتا ہے۔ یہ دعوت بلاشبہ دعوت حق ہے، اور اے عمر تم نہیں جانتے کہ اس میں کیا مصلحت ہے، ظاہری یہ مرعوبیت نتیجہ میں فتح وکامرانی کا پیش خیمہ ہے۔ صبر کرو اور نتیجہ کا انتظار کرو۔

آپ کا دعویٰ ہے کہ میں داعی انقلاب ہوں اور خدا کے آخری انقلاب کا ایلچی اور رسول ہوں، مگر دشمن معاند ہیں، لفظ رسول اللہ لکھنے پر آمادہ نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم ہوتا ہے کہ محمد بن عبد اللہ لکھ دو۔ حضرت علیؓ مچل جاتے اور عرض کرتے ہیں کہ علیؓ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اس جملہ کو مٹائے۔ مگر اسلام کا داعی، انقلاب کا مبلغ، ہنستے ہوئے بہ تقاضائے مصلحت دعوت وتبلیغ خود اپنے دست مبارک سے یہ کام انجام دیتا ہے۔ یہ کیوں ہوا اور کس کے ہاتھوں ہوا؟ ٹھیک ہوا اور بلاشبہ ٹھیک ہوا، اس مقدس ہستی کے سامنے تعلی، مشیخت، اور نمود ونمائش نہ تھی۔ نصب العین کی کامرانی پیش نظر تھی۔ نظام عمل کی تکمیل مطمح نظر تھی، ہنگامی اور وقتی جوش وخروش اور ادعا محض کا مظاہرہ مقصود نہ تھا، جماعتی مصالح اور مضبوط وٹھوس عزائم پر انقلاب کی تعمیر قائم کرنا تھی۔

آخر وہی ہوا جو داعی حق نے کہا، اور سوچا تھا اور تھوڑی ہی مدت میں "فتح عظیم" فتح مکہ نے مخالفانہ اقتدار کا خاتمہ کر دیا اور سرزمین حجاز میں ہمیشہ کے لئے اس کا جنازہ نکل دیا۔

ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الالباب۔ بلاشبہ اس میں عقل والوں کے لئے بہت کچھ سامان عبرت ہے۔

اس کے بعد معاہدہ یہود پر بھی ایک نظر ڈالئے اور اس کے چیدہ چیدہ فقروں پر غور فرمایئے۔

ھذا کتاب من محمد النبی رسول اللہ بین المؤمنین والمسلمین من قریش واھل یثرب ومن تبعھم فلحق بھم وجاھد معھم

یہ کتاب ہے خدا کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے قریشی مسلمانوں اور اہل یثرب کے مسلمانوں اور جو ان کے تابع ہو کر ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں

انهم امة واحدة دون الناس

اور ان کے ساتھ ہو کر جہاد کرنے ہیں۔ یہ سب آپس میں دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں ایک قوم رجماعت ہیں۔

والمومنون بعضهم موالی بعض دون الناس وانه من تبعنا من اليهود فان له المعروف والاسوة غير مظلومين ولا متناصر عليهم وان سلم المومنين واحد

اور دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں مسلمان ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں اور یہود میں سے جو ہمارے تابع ہو گئے ہیں ان کے لئے حسن سلوک اور برابری ہے۔ نہ ان پر ظلم جائز ہے اور نہ ان کے مقابلہ میں کسی کی مدد کی جاسکتی ہے اور مسلمانوں میں سے ہر ایک مسلمان کا صلح کر لینا برابر حیثیت رکھتا ہے۔

وان اليهود ينفقون مع المومنين ما داموا محاربين، وان يهود بني عوف موالیهم وانفسهم امة من المومنين لليهود دينهم وللمومنين دينهم الا من ظلم واثم فانه لا يوتغ الا نفسه واهل بيته۔

اور بلاشبہ یہود خرچ و صرف مال میں مسلمانوں کے ساتھ شامل رہیں گے جب تک وہ جنگ میں مصروف رہیں اور یہود بنی عوف اور ان کے موالی مسلمانوں ہی کے گروہ میں سے شمار ہوں گے باقی یہود اپنے دین کے ذمہ دار ہیں اور مسلمان اپنے دین کے ذمہ دار اور جو شخص بھی ظلم کرے گا یا نافرمانی ہو وہ اپنے نفس اور خاندان پر پاداش مول لے گا یعنی جماعتی معاہدہ پر اس کا اثر نہیں پڑے گا۔

وان لا يخرج احد منهم الا باذن محمد صلى الله عليه وسلم، وان بينهم النصر على من حارب اهل هذه الصحيفة وان بينهم النصيحة والنصر للمظلوم وان المدينة جوفها حرم لاهل هذه الصحيفة۔

اور ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر یہاں سے نکل بھاگنے کا ارادہ نہ کریگا (کہ دشمنوں کا مددگار بن جائے) اور جو بھی اس معاہدہ والوں کے ساتھ جنگ کرے گا تمام اہل معاہدہ کا فرض ہوگا کہ ایک دوسرے کی مدد کریں اور اہل معاہدہ کو ایک دوسرے کا خیر خواہ رہنا چاہئے اور بلا امتیاز مذہب مظلوم کی مدد کرنی چاہئے اور اس معاہدہ کی رو سے اہل معاہدہ پر مدینہ حرم ہے۔ یعنی کوئی غدر نہیں کرے گا۔

وان بينهم النصر على من دهم يثرب

اور اگر کوئی باہر سے مدینہ پر حملہ کرے گا تو ہم پر ایک دوسرے کی مدد کرنا اور مدینہ کی حفاظت کرنا فرض ہے

(البداية والنهاية جلد ۳)

حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان بن يزيد بن جابر عن الزهري قال كان اليهود يغزون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فيسهم لهم

زہری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ یہود جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے تو آپ مجاہدین کے ساتھ ان کا حصہ بھی نکالا کرتے تھے۔

"مدینہ میں" اسلام کا اقتدار اعلیٰ بڑی حد تک موجود ہے باہمہ طاقت و شوکت کو مضبوط کرنے اور "مدینہ" کو دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھنے اور امن و اطمینان کی زندگی قائم کرنے کے لئے یہود مدینہ اور اہل یثرب کے ساتھ معاہدہ کیا جاتا ہے اور دین و مذہب کی الگ الگ ذمہ داری تسلیم کرتے ہوئے باہمی اعانت و اشتراک عمل کے لئے مدینہ کے مسلم و غیر مسلم باشندوں کو ایک ہی "جماعت" شمار کیا گیا ہے۔

اس معاہدہ میں یہ بھی صراحت ہے کہ افراد و احاد کے ظلم و سرکشی یا عہد شکنی کی پاداش افراد و احاد ہی کو ملے گی مجموعی معاہدہ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ پھر اس کے علاوہ غیر مسلموں سے اشتراک و عدم اشتراک عمل کو ایک عام قانون کی شکل دینے کے لئے اس انقلابی پیغام نے ہم کو حسب ذیل فرمان بخشا ہے :-

لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم وتقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين انما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين واخرجوكم من دياركم وظاهروا على اخراجكم ان تولوهم ومن يتولهم فاولئك هم الظالمون۔

خدا تم کو ان لوگوں کے بارہ میں جو تم سے دین میں نہیں لڑے اور تم کو انہوں نے تمہارے گھروں سے بے گھر نہیں کیا" اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان سے نیک سلوک کرو اور ان سے منصفانہ برتاؤ کرو، بلاشبہ خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے خدا تم کو صرف ان لوگوں کے ساتھ دوستی رکھنے سے روکتا ہے جو تم سے تمہارے دین پر لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے پر ایک دوسرے کی مدد کی، اور جو ان سے دوستی رکھے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

بہرحال اسلام کی دعوت انقلاب میں غیر مسلموں کے ساتھ جو طرز عمل انقلاب روحانی کے مکمل دستور "قرآن عزیز" میں بتایا گیا ہے اور داعی انقلاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی زندگی سے ثابت ہے اور کتب احادیث و سیرت و تاریخ کے اوراق جس کے شاہد عدل ہیں، ان کا پیش کردہ خاکہ ہم پر یہ واضح

کرتا ہے کہ دراصل "اسلام" ایک روحانی اور ربانی دعوت انقلاب ہے۔ جو تمام عالم میں مذہبی، سیاسی، معاشرتی، اقتصادی، اور اخلاقی نوعیت کے ہمہ گیر انقلاب کا داعی ہے۔ اس لئے اس کا اپنے نصب العین (کریڈ) اور نظام عمل (پروگرام) کو قبول نہ کرنے والوں (غیر مسلموں) کے ساتھ وہی دعوت انقلاب کے مصالح و مقتضیات کے مناسب معاملہ رکھتا ہے جو عقل و فطرت کی روشنی میں کسی انقلابی جماعت کے لئے لابد اور ضروری ہے۔

وہ کسی وقت بغیر غیر مسلموں کی حمایت کا خواہش مند ہے اور اس پر عمل پیرا نظر آتا ہے۔ جیسا کہ مکی زندگی کے ابتدائی دور کی شکل ظاہر کرتی ہے اور کبھی "عدم تشدد" کے حربے اپنی جنگ کو کامیاب بناتا ہے جو مکی زندگی کے دہ سالہ پروگرام کا حاصل ہے اور کبھی مادی طاقت کا جواب مادی طاقت سے دیتا ہے، اور اس میں کبھی غیر مسلموں کو "محارب" کا خطاب دیتا ہے اور کبھی ذمی و مستامن بناتا، اور کبھی مسالم و معاہد قرار دیتا ہے، اور معاہدہ میں شرطیں لگاتا اور تعاون و اشتراک میں دونوں جانب برابر کی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ کبھی غالب بن کر معاہدہ کرتا ہے اور کبھی بظاہر مغلوب بن کر اور کبھی مساویانہ حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ جیسا کہ مدنی زندگی کے مختلف ادوار اس کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اور ان تمام حالتوں میں اس کے پیش نظر ایک اور صرف ایک ہی چیز رہتی ہے۔ اور اسی کی خاطر وہ یہ سب کچھ کہتا اور کرتا نظر آتا ہے یعنی انقلابی نصب العین اور اس کے کامل و مکمل نظام عمل کی کامیابی جس کا دوسرا نام "اعلاء کلمۃ اللہ" ہے۔

وہ جانتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ کوئی بھی اشتراک عمل شرط کے ساتھ ہو یا بغیر شرط کے جنگ ہو یا صلح، غالبانہ رنگ میں ہو یا مغلوبانہ رنگ میں، یہ سب مقصد کے وسائل و ذرائع ہیں عین مقصد نہیں ہیں۔ اس لئے مقصد کی تکمیل کے لئے انقلابی مصالح و مقتضیات کے مطابق جو صورت بھی مناسب ہو بشرطیکہ اس میں انسانیت، اخلاق اور عدل و انصاف کے خلاف ادنیٰ سا شائبہ بھی نہ پایا جاتا ہو، ان کا اختیار کرنا ازبس ضروری ہے۔

وہ جب غالب ہوتا اور برسر اقتدار آتا ہے۔ تو دین و دنیا کے ہر شعبہ میں انسان کی انفرادی اور جماعتی زندگی کو بلند کرتا، اور انسانیت کو انتہائے معراج پر پہنچاتا ہے، اور اگر مختلف مصائب میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اول ان سے نکلنے اور آزاد ہونے کی سعی بلیغ کرتا، اور خدا کے پیدا کردہ اسباب دنیوی کے اعتبار سے اگر ان سب سے آزاد ہونے میں کامیاب نہیں ہوتا تو فطرت کے بنائے ہوئے قانون "اذا ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما" (جب کوئی دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جائے تو چھوٹی مصیبت کو اختیار کرلے) کے مطابق ایک مدت کے لئے وہ بڑی مصیبت کو ختم کرنے کے لئے چھوٹی مصیبت اختیار کرلیتا ہے۔ مگر مقصد اور نصب العین کی کامیابی کو اس حالت میں بھی ایک لمحہ کے لئے فراموش نہیں کرتا اور بشارت الٰہی کے اس پیغام فرحت التیام کو ہر وقت پیش نظر رکھتا ہے

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین (آل عمران)

اور غمگین نہ ہو اور حزن وملال نہ کرو اور (نتیجہ یہ) تم ہی کا سر بلند ہو۔ اگر سچے مسلمان ہو (یعنی انقلاب ربانی کے مخلص فدائی ہو)

شرحِ دیوانِ حافظؒ

(از مدیر معارف)

آں پیک نامور کہ رسید از دیارِ دوست
آورد حرزِ جاں زخطِ مشکبارِ دوست

ترجمہ:- وہ نامور قاصد۔ جو دوست کے شہر سے آیا ہے جان کا محافظ مشکبار خط لایا ہے۔

تشریح:- بعض اشخاص کا خیال ہے کہ حافظ رح نے یہ غزل اپنے ایک دوست کے خط کے جواب میں لکھی ہے۔ شعر کا ترجمہ اسی مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن شعر کے اصلی معنی یہ ہیں کہ پیک نامور سے مراد جبرئیل ؑ ہیں اور خط مشکبار سے مراد قرآن مجید ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جبرئیل ؑ درگاہ رب العزت سے قرآن مجید لاتے ہیں۔ جو شیطان کے مکر و فریب سے بچانے کا تعویذ اور حرز جاں ہے۔

خوش میدہد نشانِ جلال و جمالِ یار
خوش میکند حکایتِ عز و وقارِ دوست

ترجمہ:- یہ خط جو قاصد لایا ہے، یار کے جلال و جمال کا مظہر ہے اور بڑی خوبی کے ساتھ یار کی عزت اور وقار کو بیان کرتا ہے

تشریح:- عام معنی ترجمہ سے واضح ہیں۔ خاص مطلب یہ ہے کہ یہ شعر قرآن مجید کی صفت ہے۔ یعنی قرآن مجید میں خداوند تعالےٰ کے جمال و جلال کا نشان ملتا ہے، اور یہی کلام الٰہی خدا کے عز و وقار کی دلنشیں حکایت کرتا ہے۔ ایک اور معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ دوسرا شعر حضرت جبرئیل ؑ سے متعلق ہو اور جلال و جمال یار کی نشاں دہی اور یار کے عز و وقار کی حکایت جبرئیل ؑ کرتے ہوں۔

جاں دادمش بمژدہ و خجلت ہمی برم
زیں نقدِ کم عیار کہ کردم نثارِ دوست

ترجمہ:- خط پانے کی خوشی میں میں نے دوست پر اپنی جان قربان کردی لیکن شرمندہ ہوں کہ میں نے بہت ہی کم قیمت چیز دوست پر نثار کی۔

تشریح:- مذکورۂ بالا تینوں شعر قطعہ بند ہیں۔ تیسرے شعر کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے جو اپنا کلام جبرئیل ؑ کی معرفت بھیجا ہے ہمارے لئے یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کے پانے کی خوشی میں میں نے اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کردی اور افسوس یہ ہے کہ بہت ہی کم قیمت چیز اس نعمت کے مقابلہ میں میں نے قربان کی۔

سیرِ سپہر و دورِ قمر را چہ اختیار
در گردش اند بر حسبِ اختیارِ دوست

گر بادِ فتنہ ہر دو جہاں را بہم زند
ما و چراغِ چشم و رہِ انتظارِ دوست

ترجمہ:- آسمان اور چاند کی رفتار و گردش کوئی اختیار نہیں رکھتی ساری دنیا یا آسمان و چاند وغیرہ سب یار کی خواہش کے مطابق گردش میں ہیں۔ فتنہ کی ہوا دونوں جہانوں کو بھی درہم و برہم کردے تب بھی ہم اور ہماری آنکھ کی روشنی دوست کے انتظار میں راہ پر لگی ہوگی۔

تشریح:- غالباً دوست نے حافظ صاحب کو یہ لکھا ہوگا کہ فلک کی گردش نے ہم دوستوں کے درمیان جدائی ڈال دی۔ اسی کے جواب میں حافظ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ فلک کی گردش کوئی چیز نہیں۔ ساری کائنات خدا کے حکم سے گردش میں ہے اور اس کی خواہش کے بغیر ایک پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔ دوسرے شعر میں اس خیال کو ترقی دے کر بتایا ہے کہ فتنہ و فساد کی ہوا اگر ساری دنیا کو بھی برباد کردے، تب بھی ہماری نظر دوست کے انتظار میں راہ پر لگی ہوگی۔ یعنی کسی حال میں بھی دوست کا خیال دل سے محو نہ ہوگا۔

دشمن بقصدِ حافظ اگر دم زند چہ باک
منت خدائے را کہ منم شرمسارِ دوست

ترجمہ:- حافظ کو ہلاک کر دینے کا اگر دشمن ارادہ کرے تو اس کا اندیشہ نہیں خدا کا شکر ہے کہ اس معاملہ میں میں دوست کے احسان کا شرمندہ نہیں ہوں

تشریح:- یعنی دشمن اگر حافظ کو ہلاک کرنا چاہے تو ہلاک کردے، اس کی پروا نہیں خدا کا شکر اس بات پر ہے کہ دوست کے ہلاک کرنے کے احسان سے میں شرمندہ نہیں ہوں یعنی دوست حافظ کو ہلاک کرتا تو حافظ پر اس کا احسان مند ہوتا۔ دشمن کے ہلاک کرنے کا چونکہ کوئی احسان نہیں۔ اس لئے اس کی پروا بھی نہیں۔ باقی آئندہ۔

اپنی دل توجہ الی اللہ کا چراغ روشن ہو جائے تو تم وہ چیزیں دیکھو گے جنہیں تمہارے کانوں نے نہ اب تک سُنا ہوگا اور نہ آنکھوں نے دیکھا ہوگا تم کہہ سکتے ہو کہ جو چیز ہمیں دکھائی نہیں دیتی، جس کی آواز ہم سُن نہیں سکتے، وہ کب دیکھی اور سُنی جا سکے گی؟ ٹھیک اس طرح جس طرح آج سے پہلے تم لندن میں کھڑے ہوئے اپنی تقریر ہندوستان والوں کے کانوں تک نہیں پہنچا سکتے تھے۔ مگر آج پہنچا سکتے ہو۔ کل کا یہ ناممکن آج ممکن ہے۔

ہم میں ایسے بہت سے ہیں جن کے من کی دنیا روشن ہے۔ جن کی روح کان بھی رکھتی ہے اور آنکھیں بھی، جو ایسی باتیں سُن سکتے ہیں، جو ابھی تک زبان پر نہ آئی ہوں۔ ان میں یہ استعداد کہاں سے آتی ہے۔ وہ اپنے دل کو توجہ الی اللہ سے بیدار کرتے ہیں۔ ان کا دل خدا سے لگاؤ رکھنے کی وجہ سے اتنا قوی ہو جاتا ہے، کہ وہ چھپی باتیں سُن بھی لیتا ہے اور دیکھ بھی سکتا ہے۔ یہ ساری قوت وہ عطا کرتا ہے، جو بہت قوی اور بہت قادر ہے۔ وہ جس نے ہماری دنیا میں عجیب عجیب صلاحیتیں پیدا کیں۔ وہ جس نے پانی کی روانی میں تاریکی کو نور میں بدلنے کی صلاحیت رکھی، وہ جس نے ہماری زبان سے ادا کئے گئے الفاظ کو فضا میں زندہ رکھا، وہ جس نے لوہے شیشے اور اس قسم کی دھاتوں میں یہ قوت پیدا کی کہ وہ فضا میں اڑنے والی آوازوں کو پکڑ سکیں۔ اور نہ صرف پکڑ سکیں بلکہ جہاں چاہیں انہیں پھیلا سکیں۔ ہم میں یہ ساری مادی قوت کوشش اور محنت سے پیدا ہوئی۔ اگر ہم اپنے دل کو سنوارنے اور اسے بیدار کرنے کے لئے بھی کوشش اور محنت کریں، تو ہماری روح بیدار ہو کر ہمیں ساری الجھنوں سے نجات دے سکتی ہے۔

جانتے ہو نبیؐ کی روح کیوں بیدار ہوتی ہے؟ وہ کیوں چھپی باتوں کو دیکھ اور سُن لیتا ہے؟ محض اس لئے کہ وہ خدا کا ہو جاتا ہے۔ وہ ہاتھ میں کنکریاں کر پھینکتا ہے تو خدا کہہ دیتا ہے کہ یہ کنکر تم نے نہیں ہم نے پھینکے، وہ بیعت لیتا ہے، تو خدا کہتا ہے یہ بیعت تم نے نہیں لی، ہم نے لی، جو شخص خدا کا ہو جائے، خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ اور سچ پوچھو تو خدا جس کا ہو جائے، اس کے نزدیک یہ مادی سامان، مادی آنکھیں اور کان، یہ مادی ریڈیو، تار برقی، بجلی، ٹیلی فون اور ٹیلی فون کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ نبیوں میں حضورؐ کی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ اور ہم قدم قدم پر عجیب باتیں دیکھتے ہیں۔ آخر یہ کیا تھا کہ جبرائیل کو حضورؐ تو دیکھ لیتے مگر ساتھ والے انہیں نہ دیکھ سکتے! یہ کیا تھا کہ دشمن حضورؐ کو قتل کرنے کے لئے ننگی تلواریں لئے کھڑا ہے۔ باہر جانے کے تمام راستے بند ہیں۔ مفر کی کوئی جا نہیں، مگر حضورؐ نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا کر دروازہ سے باہر نکلتے ہیں۔ اور نکلتے ہی چلے جاتے ہیں۔ دشمن جاگتے اور آنکھیں رکھنے کے باوجود حضورؐ کو جاتے دیکھ نہیں پاتے۔ ان کی بصارت کیا ہوئی ان کی روشن آنکھیں کیوں ایک مادی جسم رکھنے والے انسان کو جاتے نہ دیکھ سکیں؟ اس لئے کہ اس وقت ان آنکھوں کی بینائی چھین لی گئی تھی۔ اور چھیننے والا وہ تھا جو اندھوں کو بینا اور بیناؤں کو اندھا کر سکتا ہے۔

حضورؐ اور صدیق رضؓ غار حرا میں چھپے ہیں۔ ان دونوں مقدس وجودوں کے نقوش پا زمین کی چھاتی پر چھپے ہیں، دشمن ان کو دیکھ کر غار حرا کے منہ تک پہنچتا ہے۔ نقوش پا غار کے دہانہ پر پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اور یہ صاف اور واضح بات ہے کہ بھاگنے والے یہیں چھپے ہیں۔ لیکن وہ ذات پاک جس نے پاؤں میں یہ طاقت پیدا کی کہ وہ چلتے وقت زمین کی چھاتی میں اپنے نشان چھوڑ جائیں اس میں یہ طاقت بھی تھی کہ وہ تعاقب کرنے والوں کے دلوں میں اپنی آنکھوں دیکھی بات پر یقین نہ آنے دے اور وہ ان کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دے:-

"اس تاریک اور خطرناک غار میں نہ آج تک کوئی چھپا ہے اور نہ چھپ سکتا ہے۔ گو نقوش پا یہاں تک آکر ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ محمدؐ اور صدیق رضؓ آسمان کو اڑ گئے ہوں"

آسمان کی طرف اڑنا اس آنکھوں دیکھی بات سے کتنا زیادہ ناممکن اور غیر بدیہی ہے۔ مگر عرب اس پر یقین کرتے ہیں۔ آنکھوں دیکھی بات پر نہیں جمتے۔

یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ گھوڑا میدان میں بھاگتا ہے۔ اور پھر پتھریلی زمین کے سینہ پر بھاگتے وقت تو اس کے پاؤں زمین میں نہیں دھنس سکتے، مگر تاریخ کہتی ہے کہ محمدؐ اور صدیق رضؓ کے تعاقب کرنے والے کے گھوڑے کو عین اس وقت جبکہ وہ ان پر تیر برسانے والا تھا، پتھریلی زمین پیٹ تک پکڑ لیتی ہے۔ اور اس وقت تک پکڑے رہتی ہے جب تک سوار کے دل سے تعاقب کا فاسد خیال نہیں نکلتا، وہ اپنی حرکت پر نادم ہوتا ہے۔ زمین اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیتی ہے۔

پتھریلی زمین میں جذب کی استعداد کس نے پیدا کی، اور پھر تھوڑی دیر بعد کس نے چھینی؟ اس قادر مطلق نے جس نے گھوڑے کے پاؤں کو دوڑنے کی قوت عطا فرمائی۔

آج تو خیر یہ ریڈیو اور ٹیلیفون ایجاد ہو گئے ہیں۔ مگر آج سے تیرہ سو اٹھاون سال پہلے ریڈیو اور ٹیلیفون کہاں تھے۔ عربوں کے مجرد داغوں میں یہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ دنیا کبھی ایسے آلات پیدا کر سکے گی۔ مگر حضورؐ سید کون و مکان مدینہ میں مکہ سے تقریباً دو سو میل دور حضرت میمونہؓ کے گھر میں بیٹھے وضو کر رہے ہیں۔ کہ اچانک آپ کی زبان پاک پر "لبیک لبیک" کے الفاظ آ جاتے ہیں۔ میمونہؓ حیرت و استعجاب سے پوچھتی ہیں۔ حضورؐ کیا ہوا؟ حضورؐ جلال نبوت میں فرماتے ہیں۔

"بنو خزاعہ کے چند اشخاص نے مجھے مدد کے لئے پکارا ان پر ظلم کیا گیا"

تھوڑے دنوں بعد بنو خزاعہ کا وفد حضور نبویؐ میں حاضر ہوتا ہے۔ اور اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ ان کے چند اشخاص نے حضورؐ کو مدد کے لئے پکارا تھا۔ یہ کون سی طاقت تھی، جس نے بنو خزاعہ کی اپیل کو حضورؐ کے کانوں تک پہنچایا۔ یہ حضور کی بیدار روح کا کرشمہ تھا۔

حضورؐ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ مدینہ سے مکہ کیلئے روانہ ہونے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ حاطب ایک صحابی جن کے بیوی بچے مکہ میں ہیں۔ اس ڈر سے کہ کہیں قریش حملہ کی خبر سنکر انتقام میں ان کے بیوی بچوں کو قتل نہ کر دیں، ایک عورت قاصد کے ہاتھ قریش کو ایک خط بھیجتے ہیں۔ ادھر عورت روانہ ہوتی ہے۔ ادھر حضورؐ کا بیدار دل اس عورت کو جاتے دیکھ لیتا ہے۔ حضرت علیؓ اور چند دوسرے صحابہؓ اس عورت کو پکڑنے جاتے ہیں۔ اس کی تلاشی لی جاتی ہے۔ مگر خط نہیں ملتا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ نبیؐ غلط اطلاع دے۔

آخر عورت کی چوٹی میں خط بالوں کے اندر چھپا ملتا ہے۔

حضورؐ کی زندگی میں اور بھی ایسے بہت سے واقعات ہمیں ملتے ہیں جن سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ روح جب بیدار ہو جاتی ہے تو ہم وہ چیزیں دیکھ اور سن پاتے ہیں جنہیں ہماری ظاہری آنکھ اور کان دیکھ اور سن نہیں سکتے۔

شیطان کو کون دیکھ سکتا ہے۔ مگر حضورؐ نماز پڑھاتے وقت شیطان کو دیکھ لیتے ہیں۔ اور اُسے پکڑنے کے لئے اپنے ہاتھ بڑھا دیتے ہیں۔ ساتھ کے لوگوں کو کیا علم تھا کہ حضورؐ کی بیدار آنکھیں کس غیر مرئی چیز کو دیکھ رہی ہیں۔ مگر جب معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ شیطان کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے تھے تو سب کو تعجب ہوتا ہے۔

نماز میں اسی قسم کا ایک واقعہ ہوا۔ حضورؐ تلاوت فرماتے فرماتے کچھ قدم آگے بڑھے اور تھوڑی دیر بعد کپ کپاتے پیچھے ہٹے۔ نماز کے بعد لوگوں نے پوچھا۔ حضور آپ آگے کیوں بڑھے اور پیچھے کیوں ہٹے؟

حضورؐ نے فرمایا "مجھے جنت اور دوزخ دکھائے گئے جنت کے استقبال کو میں آگے بڑھا اور دوزخ سے ڈر کر پیچھے ہٹا۔"

جنت اور دوزخ اور دونوں ہی نہ ہمی ہم مسلمانوں میں کتنی غیر مرئی چیزیں ہیں۔ لیکن یہ غیر مرئی چیزیں حضورؐ کے لئے مرئی بن جاتی ہیں۔ یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ حضورؐ کے دل میں اتنی قوت تھی کہ وہ غیر مرئی چیزوں کو بھی دیکھ سکتا تھا۔

جو لوگ حضورؐ کی روزمرہ زندگی کے حالات سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ حضورؐ کے گھر میں تین تین مہینے تک آگ روشن نہیں کی گئی۔ لیکن اس کے باوجود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ جب گھر میں ہوتے تو ان کے جسم سے کچھ ایسا نور چھنتا کہ ہم سوئی کے ناکے میں دھاگہ ڈال لیا کرتیں۔ تاریکی کو نور میں بدل دینے والی یہ کیا چیز تھی۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا نور وجود، جہاں یہ آفتاب موجود ہوتا، وہاں مٹی کے چراغ کی کیا حاجت تھی؟

حضورؐ کی زندگی کے واقعات سے اگر قطع نظر کر لیا جائے تو ہمیں تاریخ میں اسی قسم کے اور بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ مثلاً عمر فاروقؓ مدینہ میں ہیں۔ اور مسجد نبوی میں کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ آواز دیتے ہیں:۔

"اے ساریہ! پہاڑی کے اس طرف ہو جا"

یہ آواز شام کے ایک میدان میں کھڑی مسلمان فوج سنتی ہے، اور تقلید کرتی ہے۔ یہ تاریخی واقعہ ہے۔ اور اسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ یہ کیا بات تھی کہ حضرت عمرؓ کی آنکھوں نے سینکڑوں میل دور کے ایک منظر کو دیکھ لیا۔ اور ایک ذمہ دار سپہ سالار کی طرح سینکڑوں میل دور سے اپنی فوج کی اس وقت رہنمائی فرمائی جبکہ فوج ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار ہونے والی تھی۔

مصر کے سرکش دریا نیل کی طغیانیوں اور سرکشیوں سے پناہ لینے کے لئے سواحل نیل کے باشندے ہر سال اپنا ایک عزیز فرد نیل کی بھینٹ چڑھایا کرتے۔ مسلمان وہاں پہنچے تو انہوں نے یہ مکروہ رسم بند کر دی۔ اس سال نیل سواحل کے باشندوں سے روٹھ گیا۔ حضرت عمرؓ کے دربار میں نیل کی شکایت پہنچی انہوں نے نیل کے نام ایک نامہ لکھا۔ اور نیل وہ نامہ پاتے ہی پھر اُبلی

حالت پر آگیا اور پھر کبھی سرکشی نہیں کی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ انہوں نے دریا کی سطح پر اپنا مصلےٰ بچھا دیا۔ اور کفار کو اس مصلیٰ پر بیٹھنے کی دعوت دی۔ مگر کسی کو بھی یہ دعوت قبول کرنے کی ہمت نہ ہوئی حضرت امام شافعی رضہ اس مصلےٰ پر اس بے تکلفی سے بیٹھ گئے جیسے یہ زمین کی چھاتی پر بچھایا گیا ہو۔

قرآن حکیم کی روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا پر قدرت حاصل تھی، وہ پرندوں کی زبان سمجھتے تھے۔ ہدہد ان کا نامہ بر تھا۔ جن ان کے چاکر تھے۔ ملکہ سبا کا تخت آنکھ جھپکاتے میں سینکڑوں میل کی مسافت سے ان کے پاس پہنچ گیا۔ انہیں یہ ساری نعمتیں کیوں حاصل تھیں؟ محض اس لئے کہ ان کی روح بیدار تھی۔ وہ خدا کے ہو گئے تھے، یہ سب فیض تھا اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا۔

حضرت امام ابن تیمیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ انہوں نے زنداں کی دیوار کی طرف غضب آلود نگاہ سے دیکھا۔ اور دیوار شق ہوگئی۔ یہ مجدد وقت کی نگاہِ غضب تھی۔ اس کی تاب، دیوار کیا پہاڑ بھی نہیں لا سکتے تھے۔ مجدد وقت کی نگاہ میں یہ طاقت کہاں سے پیدا ہوئی؟ ریاضت و عبادت اور توجہ الی اللہ سے۔

حضرت موسیٰؑ کے معجزات کے باب میں قرآن حکیم کا بیان ہے کہ ان کے عصا نے اژدہا کی صورت اختیار کر لی، ان کا سرخ اور میلا ہاتھ سفید ہوگیا۔ پتھر کے سینہ سے عصا کی ایک ہی ضرب سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ حضرت موسیٰؑ کو نیل عبور کرنا تھا۔ نیل نے اپنی روانی روک کر اس مقدس نبیؑ اور اس کی قوم کو رستہ دیا۔ تھوڑی ساعت بعد فرعون تعاقب کرتا ہوا نیل کے کنارے پر پہنچا۔ نیل میں ابھی تک رستے بنے تھے۔ فرعون سمجھا اس کی خدائی کے اعتراف میں نیل کی روانی رک گئی ہے۔ اس کی فوج ان رستوں پہ سے گذر رہی تھی۔ مگر بند ٹوٹ گئے۔ پانی کا ایک تیز و تند سیلاب آیا۔ فرعون اور اس کی فوج غرق ہوگئی۔ یہ ساری چیزیں اصطلاح شریعت میں معجزات کا نام پاتی ہیں۔ اور یہ سارے معجزات موسیٰؑ کو اس لئے دیئے گئے کہ وہ خدا کے بن گئے تھے، اور جو خدا کا ہو جاتا ہے یہ کائنات اور اس کی تمام چیزیں اس کی ہو جاتی ہیں۔

تم مردہ کو زندہ نہیں کر سکتے۔ تمہاری ہزار کوششیں بھی مردے میں زندگی کی حرارت نہیں پیدا کر سکتیں۔ لیکن حضرت عیسےٰؑ کو خدا کی طرف سے یہ قدرت دی گئی تھی کہ وہ مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے۔

قرآن کریم میں اصحاب کہف کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ کئی سو سال تک سوتے رہے۔ اور پھر جاگ اٹھے۔ کئی سو سال تک سوتے رہنا ایک معجزہ ہے۔ ریڈیو کی ایجاد سے بھی بڑا معجزہ۔ مگر اس کے لئے جس نے اس کائنات کو صرف کُن کر بنا دیا۔ یہ بہت معمولی سی چیز ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے پرندوں کو ذبح کرنے کے بعد ان کا گوشت ایک ساتھ ملا دیا۔ مگر خدا کو چونکہ انہیں اپنی قدرت دکھانی تھی، اس لئے یہ پرندے پھر زندہ کر دیئے گئے۔ یہ کتنا بڑا عجیب قصہ ہے۔ جو بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ مگر قرآن حکیم اس کی شہادت دیتا ہے۔ اور جس کی قرآن شہادت دے، اس کی واقعیت پر کیسے شبہ کیا جا سکتا ہے۔

مرد اور عورت کے ازدواجی تعلق کا نتیجہ اولاد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ہماری زندگی کا یہ پرانا نظام ہے۔ مگر ہم اس میں تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے۔ مگر حضرت عیسیٰؑ بن باپ کے پیدا ہوئے۔ ان کی ماں حضرت مریمؑ کنواری اور انتہائی درجہ کی پاک دامن تھیں۔ عیسیٰؑ ان کے شکم سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس وقت کی دنیا اس پر تعجب کرتی ہے۔ حضرت مریمؑ پر شبہے کئے جاتے ہیں مگر یہ شبہات سب غلط تھے۔ یہ اُن لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے جو قدرت کی وسعتوں اور اختیارات سے واقف نہ تھے۔ عورت اور مرد کے ملاپ سے جو خدا اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ وہی خدا صرف عورت کے پیٹ سے بچہ پیدا کر سکتا ہے۔

اوپر کی مثالیں محض اس لئے پیش کی گئی ہیں کہ آپ یہ سمجھ جائیں کہ وہ باتیں جو ہمیں بظاہر ناممکن نظر آتی ہیں، خدا کے نزدیک ممکن ہیں۔ اس کے ہاں کوئی بات ناممکن نہیں۔ وہ جو دو مادی آنکھوں کو دیکھنے کی قوت عطا کر سکتا ہے، وہ جو دو کانوں کو سننے کے قابل بنا سکتا ہے، وہ جو زبان کو قوت گویائی عطا کر سکتا ہے، وہ ہماری روح میں اتنی قوت پیدا کر سکتا ہے کہ ہم ظاہری آنکھوں کی مدد کے بغیر دیکھ سکیں، ظاہری کانوں کے بغیر سُن سکیں۔ تلوار اٹھانے کے بغیر صفوں کی صفوں کو اُلٹ سکیں۔ لیکن یہ ساری قوتیں اُسی وقت ملتی ہیں جب ہم اللہ کے ہو جائیں۔ اوپر ہم نے جو مثالیں پیش کیں، ان سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم جیسے ہاتھ پاؤں رکھنے والے انسانوں کو توجہ الی اللہ کے فیض سے کیسی کیسی عجیب قوتیں عطا ہوئیں۔

اگر ہم بھی اللہ کے ہو جائیں، خدا ہمارے دل میں بس جائے تو یقین جانئے کہ ہم ریڈیو، تار برقی، اور ٹیلیفون کے بغیر بھی ہزاروں کوس دور کی آوازیں سن سکتے ہیں۔ بجلی کے بغیر دیکھ سکتے ہیں۔ اور ہوائی جہاز کے بغیر اڑ سکتے ہیں۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

بخاری شریف کامل

مکررات کو حذف کرکے کامل بخاری شریف کا سلیس، عام فہم اردو میں ترجمہ اچھی لکھائی چھپائی۔ ضخامت ۵۰۰ صفحے، ناروے کا کاغذ، قیمت بلا جلد ایک روپیہ۔ مجلد پارچہ عہر، مجلد چرمی پشتہ ۱؎؍۔ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ ۲؎؍ مجلد چرمی پشتہ سنہری کام ۲؎؍ خاص ایڈیشن اعلیٰ درجہ کا فیروزی کاغذ مجلد چرمی ۳؎؍

انتخاب صحاح ستہ

حدیث کی چھ کتابوں کا سلیس اور عام فہم اردو میں ترجمہ مع اصل عربی اچھی لکھائی، اچھی چھپائی ضخامت تقریباً پانسو صفحے۔ قیمت بلا جلد ۱۲؍ مجلد پارچہ عہر، مجلد چرمی پشتہ ایک روپیہ چار آنے۔ یہی کتاب چکنے کاغذ پر بلا جلد ایک روپیہ مجلد پارچہ ایک روپیہ چار آنے مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ ایک روپیہ آٹھ آنے۔ علاوہ محصولڈاک

تاریخ اسلام

سنہری جلد، خوش خط کتابت، عمدہ لکھائی چھپائی۔ سنہ ۱ھ سے سنہ ۱۹۳۰ء تک اسلام کے عروج و زوال کے مکمل حالات بحجم ۲۷۰ صفحے، پہلی جلد میں سیرت رسولؐ، دوسری میں خلفائے راشدین۔ تیسری میں بنی امیہ، چوتھی میں خلفائے عباسیہ۔ پانچویں میں خلفائے عثمانیہ اور ترکان احرار اور سلطان ابن سعود قیمت عہر علاوہ محصول۔ آپ اس کتاب کو دیکھ کر یقیناً خوش ہوں گے۔

تاریخ شاہان تغلق

یہ مرزا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کی وہ مقبول کتاب ہے جو آئینہ حقیقت نما کے نام سے ہزارہا فروخت ہو چکی ہے۔ یہ حصہ شاہان تغلق کی تاریخ ہے بہت مقبول ہے کیونکہ اسی زمانہ میں ہندوؤں کا کشمکش پاش پاش ہوا اور یہ خلوص فی الدین اللہ فوراً جاگ گیا۔ نمائش سناظر میں عہد جب بے نظیر تھے۔ سلطان اکبر شاہ خاں کا نام ہی اس کتاب کے اہم ہونے کی بڑی ضمانت ہے۔ قیمت ۱؎

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے عادی نہیں، جو طلبہ انگریزی میں کمزور ہیں اور جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جو تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہئے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز اور مدرسوں اور کلبوں میں چند روز کاروبار میں ہوشمند ہو جائیں۔ اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور مدرسہ میں داخل ہو کر پڑھنا بہت مشکل ہے۔ یہی تین حصے ہیں اور نہایت ہی قیمت ۱۰؍

کیمیائے سعادت

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نورانی کتاب دین و دنیا کی برکتوں کا مجموعہ دل کو ایسا دھو دیتی ہے کہ غفلت اور غرور کا ذرا بھی میل باقی نہیں رہتا تصوف اور روحانیت کا خزانہ ہے۔
بڑی تقطیع بہت عمدہ خط ضخامت ۲۵۲ صفحے۔ قیمت تین روپے مجلد تین روپے آٹھ آنے۔
محصول الگ۔ کتاب بہت اچھی ہے۔ اسلام تصوف اخلاق کا بیش بہا گنجینہ

آفتاب رسالت

مورخ اعظم آغا رفیق صاحب بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خداؐ کے بہت مبسوط حالات دو حصوں میں لکھے ہیں پہلا حصہ ۳۰۰ صفحات۔ اس میں پہلا حصہ تاریخ عرب اور بعثت رسولؐ سے پہلے کے حالات ہیں اور پھر ولادت و خصوصیت رسولؐ حصہ دوم ۴۴۴ صفحات۔ اس میں پوری حیات کے جزئی کل حالات مثل بلوغ، شادی، تبلیغ غزوات اور سیاسی تدبر اور متفرق واقعات کے تذکرے۔ آخر میں حضورؐ کی معاشرت اور ازواج مطہرات کے حالات قیمت ہر دو حصہ ۱۲؍

خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت مولا علیؓ، حضرت امام حسنؓ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے مکمل حالات، ان کے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات اور فتوحات کے مفصل حالات۔ چار سو صفحات کا مطالعہ تاریخ کا محققانہ شاہکار اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۵۰۰ صفحے مجلد کاغذ قیمت بلا جلد ۱؎ مجلد پارچہ ۲؎ نئی قیمت مجلد چرمی پشتہ ۲؎ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ ۳؎ مجلد چرمی پشتہ ۳؎

حضرت علیؓ کی شہادت

کہاں، کیوں، کیونکر ہوئی، اس کا جواب جرجی زیدان کی مشہور کتاب ۱۷ رمضان میں ملے گا جس میں بتایا گیا ہے کہ خود حضرت علیؓ امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کے قتل کی سازش میں کون کون شریک تھے خارجیوں کی کیا تعداد ہے ... حضرت علیؓ کی شہادت کے دردناک واقعات کا عبرتناک انجام ... اسکا ترجمہ سو سوا سو صفحات کا ... میں ایک تاریخی ناول ہے ... قیمت ہر دو حصہ ۱؎

سیدہ فاطمہؓ کا لال

اس شاہ شریک زادی کا لکھا ہوا شہادت نامہ جس کے زخمی اصلاحی فقرے پڑھتے ہی سخت دل بھی دہل جاتے ہیں اور سیدنا امام حسینؓ کا واقعہ شہادت تو اپنی جگہ خود ایک درد انگیز ہے اب اس کا تصور کیجئے کہ یہ درد انگیز حالات جب مولانا کے قلم سے لکھے گئے ہوں تو ہے کوئی بدبخت سخت دل انسان جو اس کا دعوٰی کرسکے کہ اس کتاب کا ایک بھی باب بلا روئے پڑھ لیگا بالیقین خون کے آنسو رلانے والی کتاب پہلی اور آخری ہے۔ قیمت ۱؎ محصول ۱؍

اسلامی تعلیم

فقہ اسلام کی وہ مستند اور مقبول عام کتاب جو مفتی سید محمود الوری نے کمال محنت سے مرتب فرمائی فقہ اسلامی کا اور آسان طرز ادا میں اس کی وجہ سے یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب موجود ہے انہوں نے کسی مولوی سے کبھی کوئی مسئلہ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی یہی وجہ ہے کہ ملک میں اس کی شہرت ہو گیا اپنی تصنیف کے لئے علمائے کرام بھی اسے زیر مطالعہ رکھتے ہیں آپ مسلمان ہیں تو مذہب کی واقفیت ضروری ہے اور مذہبی معلومات کے لئے یہ کتاب بہترین ذریعہ ہے۔ ضخامت ۵۰۰ صفحے قیمت بلا جلد ۱۲؍ مجلد پارچہ ۱؎ مجلد چرمی پشتہ ۱؎ محصول ۱؍

معلومات نماز

نئی ترتیب کا نئی ساخت بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے۔ چند عنوان یہ ہیں، مذہب، اسلامی عبادت کی حکمت، احکام عبادت، عبادت کے منافع، قرآن عبادت، قرأت، آنحضرتؐ کی نماز کے مختلف طریقے، افضل عبادت، نماز کے وقتوں کا قرآن شریف سے ثبوت، سب نمازوں کی رکعتیں، نماز قرآن میں اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان اور نماز کی پوری دعاؤں کا ترجمہ مع اصل عربی۔ ضخامت ۱۴۴ صفحے قیمت ۸؍

کے لئے قرآن کو کافی سمجھنا اور ہدایت اور رغبت الی الآخرۃ اور اس کے ثمرہ کا بقا ثابت فرمایا ہے اور اصل مقصود مقام کا بحث رسالت ہے آگے تسلی بحث کا تتمہ ہے۔ یعنی یہ لوگ جو آپ کی رسالت پر شبہات کرتے ہیں تو آپ کی رسالت کوئی انوکھی چیز تو ہے نہیں پہلے بھی رسول ہوتے رہے ہیں) اور (جس طرح ہم نے پہلے رسولوں کو ان کی امتوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا) اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس (امت) سے پہلے اور بہت سی امتیں گذر چکی ہیں (اور آپ کو ان کی طرف اس لئے رسول بنا کر بھیجا ہے) تاکہ آپ ان کو وہ کتاب پڑھ کر سنادیں جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے اور (ان کو چاہئے تھا کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرتے اور اس کتاب پر کہ وہ معجزہ بھی ہے ایمان لے آتے مگر) وہ لوگ ایسے بڑے رحمت والے کی ناسپاسی کرتے ہیں۔

(اور قرآن پر ایمان نہیں لاتے) آپ فرما دیجئے کہ (تمہارے ایمان نہ لانے سے میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ جس بنا پر نیت کہ میرے ساتھ مخالفت کروگے سو اس سے مجھ کو اس لئے اندیشہ نہیں کہ) وہ میرا مربی (اور نگہبان) ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں (پس لامحالہ وہ کامل الصفات ہوگا پس وہ حفاظت کے لئے بھی کافی ہوگا اس لئے) میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے (اس لئے توکل کی جزا کی بھی توقع ہے یعنی مبدأ و معاد دونوں مقتضی ہیں توکل کو خلاصہ یہ کہ میری حفاظت کے لئے تو اللہ تعالیٰ کافی ہے تم مخالفت کرکے میرا کچھ نہیں کرسکتے البتہ تمہارا ہی ضرر ہے) اور (اے پیغمبر اور اے مسلمانو! ان کافروں کے عناد کی یہ کیفیت ہے کہ قرآن کی جو موجودہ حالت ہے کہ اس کا معجزہ ہونا محتاج تدبر ہے بجائے اس کے، اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا (خواہ تو وہ یہی ہوتا جو معجزات آئندہ کا بھی مظہر ہو جاتا یا کوئی دوسرا قرآن ہوتا) جس کے ذریعہ سے پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے زمین جلدی جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعہ سے مردوں کے ساتھ کسی کو باتیں کرادی جاتیں (یعنی مردہ زندہ ہوجاتا اور کوئی اس سے باتیں کر لیتا اور یہ وہ معجزے ہیں جن کی فرمائش اکثر کفار کیا کرتے تھے بعضے مطلقاً بعضے اس طرح سے کہ قرآن کو بحالت موجودہ تو ہم معجزہ مانتے نہیں۔ البتہ اگر قرآن سے ان خوارق کا ظہور ہو تو ہم اس کو معجزہ مان لیں مطلب یہ کہ اگر قرآن سے ایسے ایسے معجزات کا بھی ظہور ہوتا جس سے دونوں طرح کے لوگوں کی فرمائش پوری ہو جاتی یعنی جو شخص خوارق مذکورہ کے مستدعی تھے اور جو ان کا ظہور قرآن سے چاہتے تھے) تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے (کیونکہ یہ اسباب موثر حقیقی نہیں) بلکہ سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے (وہ جس کو توفیق عطا فرماتے ہیں وہ ہی ایمان لاتا ہے اور ان کی عادت ہے کہ طالب کو توفیق دیتے ہیں اور معاند کو محروم رکھتے ہیں اور چونکہ بعضے مسلمانوں کا جی چاہتا تھا کہ ان معجزات کا ظہور ہو جاوے شاید یہ ایمان لے آئیں اس لئے آگے ان کا جواب ہے کہ) کیا (یہ سنکر کہ یہ معاند ہیں ایمان نہ لاویں گے اور یہ کہ سب اختیار خدا ہی کو ہے اور یہ کہ اسباب موثر حقیقی نہیں ہیں کیا یہ سب سنکر پھر بھی) ایمان والوں کو اس بات میں دلجمعی نہیں ہوئی کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو تمام (دنیا بھر کے) آدمیوں کو ہدایت کر دیتا (مگر بعض حکمتوں سے مشیت نہیں ہوئی تو سب ایمان نہ لاویں گے جس کی علت قریبہ عناد ہے پھر ان معاندین کے ایمان کی فکر میں کیوں لگے ہیں) اور (جب محقق ہوگیا کہ یہ لوگ ایمان نہ لاویں گے تو اس امر کا خیال آتا ہے کہ پھر ان کو سزا کیوں نہیں دی جاتی اس کے متعلق ارشاد ہے کہ) یہ (مکہ کے) کافر تو ہمیشہ (آئے دن) اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے (بد) کرداروں کے سبب ان پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے (کہیں قتل کہیں قید کہیں ہزیمت) یا (بعض حادثہ اگر ان پر نہیں بھی پڑتا مگر) ان کی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے (مثلاً کسی اور قوم پر آفت آئی اور ان کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں ہم پر بھی یہ بلا نہ آوے) یہاں تک کہ (اسی حالت میں) اللہ کا وعدہ آجاوے گا (یعنی آخرت کے عذاب کا سامنا ہوجاوے گا اور) یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے (پس عذاب کا وقوع ان پر یقینی ہے گو بعض اوقات توقف سے ہی) اور (ان لوگوں کا یہ معاملہ تکذیب و استہزاء کچھ آپ کے ساتھ خاص نہیں اور اسی طرح ان کے عذاب میں توقف ہونا کچھ ان کے ساتھ خاص نہیں اور اسی طرح ان کے عذاب میں توقف ہونا کچھ ان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ پہلے رسل اور پہلی امم کے ساتھ بھی ایسا ہو چکا ہے چنانچہ) بہت سے پیغمبروں کے ساتھ جو کہ آپ سے قبل ہو چکے ہیں (کفار کی طرف سے) استہزاء ہو چکا ہے پھر میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر میں نے ان پر دار و گیر کی سو (دیکھنے کی بات ہے کہ) میری سزا کس طرح کی تھی (یعنی نہایت سخت تھی) ف ایک آیت میں ذکر اللہ کی خاصیت میں خوف کو بیان کیا ہے اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم اور یہاں اطمینان قلب بیان کیا ہے سو اس میں تعارض نہ سمجھا جاوے کیونکہ اطمینان کے جو معنی بیان کئے گئے ہیں کہ دوسری چیز کی طرف رغبت و توجہ کرنے سے کافی ہو جاوے، یہ خوف کے ساتھ عقلاً بلا اجتماع ہے ربط اوپر اثبات ذکر رسالت میں بل للہ الامر جمیعا میں توحید کا ذکر آگیا تھا آگے اس کے مقابلہ میں شرک اور اہل شرک کی تقبیح ہے۔

أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ أَمْ

پھر کیا جو ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو اور ان لوگوں کے شرکاء برابر ہو سکتے ہیں اور ان لوگوں نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کئے ہیں آپ کہئے کہ ان کا نام

تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ

تو لو کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا میں اس کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو یا محض ظاہری لفظ کے اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو بلکہ ان کافروں کو اپنے

كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

مغالطہ کی باتیں مرغوب معلوم ہوتی ہیں اور یہ لوگ راہ سے محروم رہ گئے ہیں اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں رکھے اس کا کوئی راہ پر لانے والا نہیں ۔

تفسیر أَفَمَنْ هُوَ سے مِنْ هَادٍ تک (جب حق تعالیٰ کی شان معلوم ہو گئی کہ وہی مختار کل ہیں تو اس کے معلوم اور ثابت ہونے کے بعد پھر بھی) کیا جو (خدا) ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو اور ان لوگوں کے شرکاء برابر ہو سکتے ہیں اور (باوجود اس کے) ان لوگوں نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کئے ہیں آپ کہئے کہ (ذرا) ان (شرکاء) کا نام تو لو (میں بھی سنوں کون ہیں کیسے ہیں) کیا (تم حقیقتاً ان کو شرکاء سمجھ کر دعوے کرتے ہو تب تو یہ لازم آتا ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا (بھر) میں اس (کے وجود) کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اسی کو موجود جانتے ہیں جو واقع میں موجود ہو اور معدوم کو موجود نہیں جانتے کیونکہ اس سے علم کا غلط ہونا لازم آتا ہے گو انکشاف میں دونوں یکساں ہیں غرض ان کو حقیقی شریک کہنے سے یہ امر لازم آتا ہے اور وہ محال ہے پس ان کا شریک ہونا بھی محال ہے) یا (یہ کہ ان کو حقیقتاً شریک نہیں کہتے بلکہ) محض ظاہری لفظ کے اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو (اور مصداق واقعی اس کا کہیں نہیں ہے اگر یہ شق ثانی ہے تو ان کے شریک نہ ہونے کو از خود تسلیم کرتے ہو پس مطلوب کہ بطلان اشراک ہے دونوں شقوں پر ثابت ہو گیا اول شق میں دلیل سے دوسری شق میں تمہاری تسلیم سے اور یہ تقریر باوجودیکہ اعلیٰ درجہ میں کافی ہے مگر یہ لوگ نہ مانیں گے) بلکہ ان کافروں کو اپنے مغالطہ کی باتیں (جن سے تمسک کر کے مبتلائے شرک ہیں) مرغوب معلوم ہوتی ہیں اور (اسی وجہ سے) یہ لوگ راہ (حق) سے محروم رہ گئے ہیں اور (اصل وہی بات ہے جو اوپر بل للہ الامر سے مفہوم ہو چکی ہے یعنی) جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں رکھے اس کا کوئی راہ پر لانے والا نہیں (البتہ وہ اسی کو گمراہ رکھتا ہے جو باوجود وضوح حق کے عناد کرتا رہے) **ف** فی الارض اس لئے کہا کہ آسمان میں وجود شرکاء کے وہ بھی قائل نہ تھے **ربط** اوپر طریقہ مشرکین کی تقبیح تھی آگے ان کی سزا کا بیان ہے اور مقابلہ کے لئے مومنین کی جزا وصلہ کا بیان ہے۔

لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ أَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ

ان کے لئے دنیوی زندگانی میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے اور اللہ سے ان کا کوئی

اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ؕ

بچانے والا نہیں ہو گا جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی

أُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝

اس کا پھل اور اس کا سایہ دائم رہے گا یہ تو انجام ہو گا متقیوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ ہو گا

تفسیر لَهُمْ عَذَابٌ سے وَعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ تک۔ ان کافروں کے لئے دنیوی زندگانی میں (بھی) عذاب ہے (وہ عذاب قتل و قید و ذلت یا امراض و مصائب ہے) اور آخرت کا عذاب اس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے (کیونکہ شدید بھی ہے اور دائم بھی ہے) اور اللہ (کے عذاب) سے ان کا کوئی بچانے والا نہیں ہو گا (اور) جس جنت کا متقیوں سے (یعنی شرک و کفر سے بچنے والوں سے) وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس (کے عمارات اور اشجار) کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی اس کا پھل اور اس کا

سایہ دائم رہے گا یہ تو انجام ہوگا متقیوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا **ف** عذاب دنیوی کی تفسیر میں جو امراض و مصائب کہا گیا تو کافروں کے حق میں یہ امور عقوبت ہیں اور مومنین کے لئے رحمت کہ ان کے لئے رفع درجات و کفارہ سیئات کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور میووں کے دائم رہنے سے مراد یہ ہے کہ نوع ان کی باقی رہے گی گو بعض افراد فنا ہو جاویں یعنی اگر ایک بار میوہ کھالیا دوسرا اس کی عوض درخت پر اور لگ جاوے گا اور سایہ کے دوام کی وجہ یہ ہے کہ وہاں آفتاب نہ ہوگا اور اس سے یہ وسوسہ نہ ہو کہ کوئی اور روشنی بھی نہ ہوگی کیونکہ نور منحصر آفتاب میں نہیں **ربط** اوپر آیت وان تعجب الخ اور آیت ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ الخ میں نبوت کی بحث آچکی ہے آگے اسی کے متعلق اہل کتاب کی حالت اور ان کے بعض شبہات کا جواب مذکور ہے

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور ان ہی کے گروہ میں بعضے ایسے ہیں کہ اس کے بعض حصہ

بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ

کا انکار کرتے ہیں آپ فرمائیے کہ مجھ کو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی

مَاٰبِ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا

طرف مجھ کو جانا ہے اور اسی طرح ہم نے اس کو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے عربی زبان میں اور اگر آپ ان کے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں بعد اس کے

جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا ع

کہ آپ کے پاس علم پہنچ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے

مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ

رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں اور بچے بھی دیئے اور کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت بھی بدوں

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝

خدا کے حکم کے لا سکے ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ہی جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب انہی کے پاس ہے

تفسیر:۔ والذین سے ام الکتاب تک۔ اور جن لوگوں کو ہم نے (آسمانی) کتاب (یعنی توریت و انجیل) دی ہے (اور وہ اس کو پورے طور سے مانتے تھے) وہ اس (کتاب) سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے (کیونکہ اس کی خبر اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور خوش ہو کر مان لیتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں جیسے یہود میں عبد اللہ رضؓ بن سلام اور ان کے ساتھی اور نصاریٰ میں نجاشی رضؓ اور ان کے فرستادے جن کا ذکر اور آیات میں بھی ہے) اور ان ہی کے گروہ میں بعضے ایسے ہیں کہ اس (کتاب) کے بعض حصہ کا (جو ان کی کتاب کے خلاف احکام ہیں) انکار کرتے ہیں (اور کفر کرتے ہیں) آپ (ان سے) فرمائیے کہ (احکام دو قسم کے ہیں اصول اور فروع اگر تم اصول میں مخالف ہو سو وہ تو سب شرائع میں مشترک ہیں چنانچہ) مجھ کو (توحید کے متعلق) صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں (اور نبوت کے متعلق یہ بات ہے کہ) میں (لوگوں کو) اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں (یعنی نبوت کا حاصل یہ ہے کہ میں داعی الی اللہ ہوں) اور (معاد کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے کہ) اسی کی طرف مجھ کو (دنیا سے لوٹ کر) جانا ہے (یعنی اعظم اصول یہ ہیں سو ان میں ایک بات بھی قابل انکار نہیں۔ چنانچہ توحید سب کے نزدیک مسلم ہے جیسا یہی مضمون دوسری آیت میں ہے تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا الخ اور نبوت میں اپنے لئے مال و جاہ نہیں چاہتا جس پر انکار کی گنجائش ہو محض دعوت الی اللہ کرتا ہوں سو ایسے لوگ پہلے بھی ہوئے ہیں جن کو تم بھی مانتے ہو جیسا یہی مضمون دوسری جگہ بھی ہے ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب الخ اسی طرح معاد کا عقیدہ مشترک اور مسلم غیر قابل انکار ہے) اور (اگر فروع میں مخالف ہو تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ یوں دیتے ہیں

کہ ہم نے جس طرح اور رسولوں کو خاص خاص زبانوں میں خاص خاص احکام دیئے) اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے عربی زبان میں (عربی کی تصریح سے اشارہ ہو گیا دوسرے انبیاءؑ کی دوسری السنہ کی طرف اور اختلاف السنہ سے اشارہ ہو گیا اختلاف امم کی طرف تو حاصل جواب کا یہ ہوا کہ اختلاف فروع بسبب اختلاف امم کے ہوا کیونکہ مصالح امم کے ہر زمانہ میں جدا جدا ہیں پس یہ اختلاف شرائع کا مقتضی مخالفت کو نہیں چنانچہ خود تمہاری شرائع مسلمہ میں بھی ایسا اختلاف فروع کا ہوا ہے تو تہاری مخالفت و انکار کی کیا گنجائش ہے) اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ (بالفرض محال) ان کے نفسانی خیالات کا (یعنی احکام منسوخہ یا احکام محرفہ کا) اتباع کرنے لگیں بعد اس کے کہ آپ کے پاس (احکام مقصودہ کا) علم (صحیح) پہنچ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا (اور حبیب نبی کو ایسا خطاب کیا جا رہا ہے تو اور لوگ انکار کرکے کہاں رہیں گے سو اس میں تعریض ہے اہل کتاب کے ساتھ پس دونوں شقوں پر منکرین و مخالفین کا جواب ہو گیا) اور (اہل کتاب میں سے بعضوں کا جو نبوت پر یہ طعن ہے کہ ان کے پاس بیبیاں متعدد ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ) ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں اور بچے بھی دیئے (یہ کون سا امر منافی رسالت ہے۔ ایسا ہی مضمون دوسری آیت میں ہے ام یحسدون الناس علی ما آتاہم اللہ الخ) اور (چونکہ اختلاف شرائع کا شبہ اور شبہات سے زیادہ مشہور اور اوپر محض اجمال کے ساتھ مذکور تھا اس لئے اس کو آگے مکرر مفصل ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی پر اختلاف شرائع کا شبہ کرتا ہے وہ در پردہ نبی کو مالک احکام سمجھتا ہے حالانکہ) کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت (یعنی ایک حکم) بھی بدون خدا کے حکم کے (اپنی طرف سے) لاسکے (بلکہ احکام کا مقرر ہونا اذن و اختیار خداوندی پر موقوف ہے اور خدا تعالےٰ کی حکمت و مصلحت کے اعتبار سے یہ معمول مقرر ہے کہ) ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں (پھر دوسرے زمانہ میں بعض امور میں دوسرے احکام آتے ہیں اور پہلے احکام موقوف ہو جاتے ہیں اور بعضے بحالہا باقی رہتے ہیں پس) خدا تعالےٰ (ہی) جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) ان ہی کے پاس (رہتی) ہے (اور یہ سب احکام ناسخ و منسوخ و مستمر اس میں درج ہیں۔ وہ سب کی جامع اور گویا میزان الکل ہے یعنی جہاں سے یہ احکام آتے ہیں وہ اللہ ہی کے قبضہ میں ہے پس احکام سابقہ کے موافق یا مغایر احکام لانے کی کسی کو گنجائش اور دسترس ہی نہیں ہو سکتی) ف آیت یمحو اللہ ما یشاء الخ کی سہل اور بے تکلف اور مناسب مقام یہی تفسیر ہے جو مذکور ہوئی اور حکما عربیا کی تقریر سے صرف اہل عرب کا امت ہونا متوہم نہ ہو وجہ تخصیص عربی کی باوجود عموم بعثت کے عنقریب شروع سورۂ ابراہیم میں آتی ہے۔ ربط اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب میں سے منکرین نبوت کے متعلق کلام تھا آگے دوسرے کفار منکرین نبوت کے متعلق کلام ہے۔

وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَ

اور جس بات کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھلا دیں خواہ ہم آپ کو وفات دیدیں پس آپ کے ذمہ تو صرف

عَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ

پہنچا دینا ہے اور دارو گیر کرنا تو ہمارا کام ہے کیا اس امر کو نہیں دیکھ رہے کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ حکم

يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے اور ان سے پہلے جو لوگ ہو چکے ہیں انہوں نے تدبیریں

فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ

کیں سو اصل تدبیر تو خدا ہی کی ہے اس کو سب خبر رہتی ہے جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہے اور ان کفار کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم میں نیک انجامی کس کے حصہ میں ہے

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ

اور یہ کافر لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ آپ پیغمبر نہیں آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے

عِلْمُ الْكِتٰبِ ۠

کے پاس کتاب کا علم ہے کافی گواہ ہیں۔

ع ۱۲

تفسیر وَاِنْ مَّا سے عِلْمُ الْكِتٰبِ تک۔ اور (یہ لوگ جو اس بنا پر انکار نبوت کرتے ہیں کہ اگر آپ نبی ہیں تو انکار نبوت پر جس عذاب کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ عذاب کیوں نہیں نازل ہوتا تو اس کے متعلق سن لیجئے کہ) جس بات کا (یعنی عذاب کا) ہم ان سے (انکار نبوت پر) وعدہ کر رہے ہیں اس میں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھلا دیں (یعنی آپ کی حیات میں کوئی عذاب ان پر نازل ہو جاوے) خواہ (قبل نزول اس عذاب کے) ہم آپ کو وفات دے دیں (پھر بعد میں وہ عذاب واقع ہو خواہ دنیا میں یا آخرت میں تو دونوں حالتوں میں آپ فکر و اہتمام نہ کریں کیونکہ) بس آپ کے ذمہ تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے اور دار و گیر کرنا تو ہمارا کام ہے (آپ اس فکر میں کیوں پڑیں کہ اگر واقع ہو جاوے تو بہتر ہے شاید یہ ایمان لے آدیں اور ان لوگوں سے بھی تعجب ہے کہ وقوع عذاب علی الکفر کا کیسے بک تحت انکار کر رہے ہیں) کیا (مقدمات عذاب میں سے) اس امر کو نہیں دیکھ رہے کہ ہم (رفع اسلام کے ذریعے ان کی) زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں (یعنی ان کی عملداری بسبب کثرت فتوحات اسلامیہ کے روز بروز گھٹتی جا رہی ہے سو یہ بھی تو ایک قسم کا عذاب ہے جو مقدمہ ہے اصلی عذاب کا جیسا دوسری آیت میں ہے۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر) اور اللہ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں (پس عذاب ادنیٰ خواہ عذاب اکبر جو ہو اس کو کوئی ان کے شرکا ریا غیر شرکا ریں سے رد نہیں کر سکتا) اور (اگر ان کو چندے مہلت بھی ہو گئی تو کیا ہے) وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے (وقت کی دیر ہے پھر فوراً ہی سزائے موعود شروع ہو جاوے گی) اور (یہ لوگ جو ایذاء رسول یا تنقیص اسلام میں طرح طرح کی تدبیریں کرتے ہیں تو ان سے کچھ نہیں ہوتا چنانچہ) ان سے پہلے جو (کافر) لوگ ہو چکے ہیں انہوں نے (بھی ان ہی اغراض کے لئے بڑی بڑی) تدبیریں کیں سو (کچھ بھی نہ ہوا کیونکہ) اصل تدبیر تو خدا ہی کی ہے (اس کے سامنے کسی کی نہیں چلتی سو اللہ نے ان کی وہ تدبیریں نہ چلنے دیں اور) اس کو سب خبر رہتی ہے جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہے (پھر اس کو وقت پر سزا دیتا ہے) اور (اسی طرح) ان کفار (کے اعمال کی بھی سب اس کو خبر ہے سو ان) کو (بھی) ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم میں نیک انجامی کس کے حصے میں ہے (آیا ان کے یا مسلمانوں کے لیے عنقریب ان کو اپنی بد انجامی اور سزائے اعمال معلوم ہو جاوے گی) اور یہ کافر لوگ (ان سزاؤں کو بھولے ہوئے) یوں کہہ رہے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ پیغمبر نہیں آپ فرما دیجئے کہ (تمہارے انکار بے معنی سے کیا ہوتا ہے) میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے (جس میں میری نبوت کی تصدیق ہے) کافی گواہ ہیں (مراد اس سے علماء اہل کتاب جو منصف تھے اور نبوت کی پیشین گوئی دیکھ کر ایمان لے آئے تھے۔ مطلب یہ ہوا کہ میری نبوت کی دو دلیلیں ہیں عقلی اور نقلی۔ عقلی تو یہ کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو معجزات عطا فرمائے جو دلیل نبوت ہیں اور اللہ کے گواہ ہونے کے یہی معنی ہیں اور نقلی یہ کہ کتب سماویہ سابقہ میں اس کی خبر موجود ہے۔ اگر یقین نہ آوے منصف علماء سے پوچھ لو وہ ظاہر کر دیں گے پس دلائل نقلیہ و عقلیہ کے ہوتے ہوئے نبوت کا انکار کرنا بجز شقاوت کے اور کیا ہے۔ کسی عاقل کو اس سے شبہ نہ ہونا چاہیے۔ **ف** اگر یہ سورت مکی ہو تو خصوصاً کی تفسیر پر ظاہراً یہ اشکال ہوگا کہ قبل ہجرت فتوحات اسلامیہ نہ تھیں اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ یہ آیت خاص مدنی ہو دوسرے یہ کہ فتوحات عام ہو طوعاً یا کرہاً کو پس قبول اسلام فتح اسلامی ہے طوعاً اور غلبۂ اسلام بعد القتال فتح اسلامی ہے کرہاً اور یقینی بات ہے کہ قبل ہجرت بھی اسلام پھیل رہا تھا اور قبائل عرب سے گذر کر اسلام حبشہ تک پہنچ چکا تھا اور یہی جواب ہے اس آیۃ کے متعلق جو اسی قسم کی سورۃ انبیاء کے ربع کے قریب واقع ہے اور وہ سورۃ علی المشہور مکی ہے۔

سورة ابراهيم مكية وهى اثنتان وخمسون اية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے تاکہ آپ تمام لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے تاریکیوں سے روشنی کی طرف یعنی

اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ

خدائے غالب ستودہ صفات کی راہ کی طرف لاویں وہ ایسا خدا ہے کہ اسی کی ملک ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور بڑی خرابی

لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ

یعنی بڑا سخت عذاب ہے ان کافروں کو جو دنیوی زندگانی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۞ وَمَآ اَرْسَلْنَا

اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی کے متلاشی رہتے ہیں ایسے لوگ بڑی دور کی گمراہی میں ہیں اور ہم نے تمام پیغمبروں

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ

کو ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ ان سے بیان کریں پھر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گمراہ کرتے ہیں اور جس کو

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞

چاہیں ہدایت کرتے ہیں اور وہی غالب ہے حکمت والا ہے

سورة ابراهيم اس سورت کا خلاصہ یہ مضامین ہیں شروع سے رسالت کی بحث اور اسی سے اس کا آغاز سورۃ رعد کے اختتام سے متناسب ہوگیا اور من ورائہ جہنم سے کفار کی سزا کا بیان اور ادخل الذین سے مومنین کی جزا کا بیان ہیں یہ دونوں مضمون معاد کے متعلق ہوگئے اور الم تر کیف سے توحید کا ذکر اور اسی کی تقریر کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ جس میں اس نعمت کا بھی کسی قدر بیان ہے جو آیت الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ میں اجمالاً مذکور ہے پھر لا تحسبن سے عود مضمون معاد کی طرف اور ختم کی آیت ان سب مضامین کی جامع ہے اور تناسب مضامین مذکورہ کا کہ رسالت اور معاد اور توحید ہے ظاہر ہے اور متعدد دفعہ مذکور بھی ہو چکا ہے۔

تفسیر:- الٓر سے ھو العزیز الحکیم تک. الٓر (اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے تاکہ آپ (اس کے ذریعہ سے) تمام لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے (مرتبہ تبلیغ میں کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان وہدایت کی) روشنی کی طرف یعنی خدائے غالب ستودہ صفات کی راہ کی طرف (کہ وہ شکل سے یہی مراد ہے) لاویں (روشنی میں لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ راہ بتلا دیں) وہ ایسا خدا ہے کہ اسی کی ملک ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور (جب یہ کتاب خدا کا رستہ بتلاتی ہے تو) بڑی خرابی یعنی بڑا سخت عذاب ہے ایسے کافروں کو جو (اس راہ

کو نہ تو خود قبول کریں بلکہ) دنیوی زندگانی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں (اس لئے دین کی جستجو نہیں کرتے) اور (نہ دوسروں کو اس راہ اختیار کرنے دیں بلکہ) اللہ کے (اس) راہ (مذکور) سے روکتے ہیں اور اس میں کجی (یعنی شبہات) کے متلاشی رہتے ہیں (کہ ان کے ذریعہ سے دوسروں کو گمراہ کرسکیں) ایسے لوگ بڑے دور کی گمراہی میں ہیں (یعنی وہ گمراہی حق سے بڑی دور ہے) اور (اس کتاب کے منزل من اللہ ہونے میں جو بعض کفار کو یہ شبہ ہے کہ یہ عربی کیوں ہے جس سے احتمال ہوتا ہے کہ خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصنیف کرلیا ہوگا عجمی زبان میں کیوں نہیں تاکہ یہ احتمال ہی نہ ہوتا اور قرآن دوسری کتب سماویہ جیسے عجمی ہونے میں متوافق بھی ہوتا تو یہ شبہ محض لغو ہے کیونکہ) ہم نے تمام (پہلے) پیغمبروں کو (بھی) ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ (ان کی زبان میں) ان سے (احکام الٰہیہ کو) بیان کریں (کہ اصل مقصود تبیین ہے نہ کہ السنہ کا توافق پھر بیان کرنے کے بعد) جس کو اللہ تعالے چاہیں گمراہ کرتے ہیں (کہ وہ ان احکام کو قبول نہیں کرتا) اور جس کو چاہیں ہدایت کرتے ہیں (کہ وہ ان احکام کو قبول کرلیتا ہے) اور وہی (سب امور پر) غالب ہے (اور) حکمت والا ہے (پس غالب ہونے سے سب کو ہدایت کرسکتا تھا مگر بہت سی حکمتیں اس کو مقتضی نہ ہوئیں) ف غرض جب سب پیغمبر اپنی اپنی قوم میں احکام لے کر آئے تو آپ کے لئے بھی یہی قاعدہ رکھا گیا کہ آپ کی قوم عرب ہیں گو امت سب ہیں اس لئے عربی زبان میں یہ کتاب نازل کی گئی پس شبہ محض لغو ہے یہ تو حکمت ہوئی عربی زبان میں قرآن کے ہونے کی اور عجمی میں نہ ہونے کی اور سورہ فصلت میں ایک اور وجہ بھی مذکور ہے ولو جعلناہ قرآنا اعجمیا لقالوا لولا فصلت آیاتہ ءاعجمی وعربی۔ رہا عربی میں یہ احتمال کہ شاید خود تصنیف کرلیا ہو سو یہ اس کے معجز ہونے سے مدفوع ہے بقولہ تعالے فأتوا بسورۃ من مثلہ ان کے شبہ کے جواب کی تقریر یہاں تک ختم ہوئی جس سے وہ شبہ بالکلیہ رفع ہوگیا ربط اوپر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا مضمون تھا آگے اسی کی تائید کے لئے دوسرے رسل کا ذکر ہے۔ جس سے یہ معلوم ہو جاوے کہ رسالت کوئی انوکھی چیز نہیں کہ اس کا انکار کیا جاوے پہلے بھی رسول ہوتے آئے ہیں نیز اس میں ما ارسلنا من رسول کے اجمال کی تفصیل بھی ہے پھر موسیٰ علیہ السلام کے متعلق زیادہ مضمون ہے بوجہ ان کے زیادہ مشہور اور نیز صاحب کتاب ہونے کے اور دوسروں کا بعض کا مجمل جیسے نوح اور ہود و صالح علیہم السلام اور بعض کا مبہم جیسے والذین من بعدہم الخ اور مضمون رسالت کے ساتھ ہر مقام پر انکار کا وبال بھی ساتھ ساتھ مذکور ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْ

اور ہم نے موسیٰ کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو

هُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ

اللہ تعالیٰ کے معاملات یاد دلاؤ بلاشبہ ان معاملات میں عبرتیں ہیں ہر صابر شاکر کے لئے اور اس وقت کو یاد کیجئے کہ جب موسیٰ نے

اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم کو فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے

وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝

اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝

اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے تم کو اطلاع فرمادی کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے

وَقَالَ مُوسَىٰٓ إِن تَكْفُرُوٓا۟ أَنتُمْ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ ٱللَّهَ لَغَنِىٌّ حَمِيدٌ ۝

اور موسیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے آدمی سب کے سب مل کر بھی ناشکری کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ بالکل بے احتیاج ستودہ صفات ہیں۔

تفسیر ولقد ارسلنا سے لغنی حمید تک۔ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ حکم دیکر بھیجا کہ اپنی قوم کو (کفر و معاصی کی) تاریکیوں سے (ایمان و طاعت کی) روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے معاملات (نعمت اور نقمت کے) یاد دلاؤ بلاشبہ ان معاملات میں عبرتیں ہیں ہر صابر شاکر کے لئے (کیونکہ نعمت کو یاد کرکے شکر کرے گا اور نقمت کو پھر اس کے زوال کو یاد کرکے آیندہ حوادث میں صبر کرے گا اور یاد دلانے کا یہ ایک فائدہ ہے) اور اس وقت کو یاد کیجئے کہ جب (ہمارے اس ارشاد بالا کے موافق) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم کو فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (یعنی لڑکیوں کو جو کہ بڑی ہو کر عورتیں ہو جاتی تھیں) زندہ چھوڑ دیتے تھے (تاکہ ان سے کار خدمت لیں سو یہ بھی مثل ذبح ہی کے ایک عقوبت تھی) اور اس (مصیبت اور نجات دونوں) میں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا (یعنی مصیبت میں بلا تھی اور نجات میں نعمت تھی اور بلا اور نعمت دونوں بندہ کے لئے امتحان ہیں پس اس میں موسیٰ علیہ السلام نے ایام اللہ یعنی نعمت و نقمت دونوں کی تذکیر فرمادی) اور (موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ اے میری قوم) وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے (میرے ذریعہ سے) تم کو اطلاع فرمادی کہ اگر (میری نعمتوں کو سنکر) تم شکر کروگے تو تم کو (خواہ دنیا میں بھی یا آخرت میں تو ضرور) زیادہ نعمت دونگا اور اگر تم (ان نعمتوں کو سنکر) ناشکری کروگے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے (ناشکری میں اس کا احتمال ہے) اور موسیٰ (علیہ السلام نے یہ بھی) فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے آدمی سب کے سب مل کر بھی ناشکری کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ (کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ وہ) بالکل بے احتیاج (اور اپنی حد ذات میں) ستودہ صفات ہیں (استکمال بالغیر کا وہاں احتمال نہیں پس اللہ تعالیٰ کا ضرر محتمل ہی نہیں اور تم اپنا ضرر سن چکے ہو۔ ان عذابی لشدید۔ اس لئے شکر کرنا ناشکری مت کرنا) ف شکر میں ایمان اور ناشکری میں کفر بھی داخل ہے ربط آیات بالا کی تمہید میں مذکور ہو چکا۔

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا۟ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَٱلَّذِينَ مِنۢ بَعْدِهِمْ ۛ

کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہیں

لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا ٱللَّهُ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَرَدُّوٓا۟ أَيْدِيَهُمْ فِىٓ أَفْوَٰهِهِمْ وَقَالُوٓا۟

جن کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ان کے پیغمبر ان کے پاس دلائل لے کر آئے سو ان قوموں نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں

إِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ أُرْسِلْتُم بِهِۦ وَإِنَّا لَفِى شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَآ إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝ قَالَتْ

دیدیئے اور کہنے لگے کہ جو حکم دیکر تم کو بھیجا گیا ہے ہم اس کے منکر ہیں اور جس امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہم تو اسکی جانب سے بڑے شبہ میں ہیں جو تردد میں ڈالے

رُسُلُهُمْ أَفِى ٱللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ

ہوئے ہیں انکے پیغمبروں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کے بارہ میں شک ہے جو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے وہ تم کو بلا رہا ہے کہ تمہارے گناہ معاف کردے

وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ قَالُوٓا۟ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا

مدت تک تم کو حیات دے انہوں نے کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں تم یوں چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

اجداد جس چیز کی عبادت کرتے تھے اس سے ہم کو روک دو سو کوئی صاف معجزہ دکھلاؤ ان کے پیغمبروں نے کہا کہ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہی ہیں



کتاب الصلوٰۃ

متفرق مسائل
نماز سو ذتسبیح کا بھولنا
آمین کو بے موقع پڑھنا
سجدہ میں پاؤں اٹھانا وغیرہ
چند ضروری مسائل
نماز کی پوری ترکیب
جو شیوں کی قرات مسنونہ
اوقات کے ماتحت ضروری مسائل
نماز کے لئے نیت کا طریقہ
شرائط امام و مقتدی
عورت کے برابر کھڑے ہونا
چند مسئلے کٹھنے کے
مسائل جماعت
سنتوں میں ترتیب
امام کہاں کھڑا ہو
امام کی غلطی پر مقتدی کا بتانا
مقتدی کا امام سے پہلے رکوع وغیرہ
دن عام کا مطلب
وقت ثابت

وفات کے احکام
وعاقنوت میں ایک نکتہ
مسائل نماز عیدین
ان کا وقت طریقہ چند وہ
مسائل خذ عید و عیدین میں
سجدہ سہو کا طریقہ اور اس کے
مسائل تفصیل وار سجدہ تلاوت
قرآن کے سجدے
سجدہ تلاوت
میں آیت سجدہ پڑھنے
قضا نمازوں کے مسائل
مسافر کی تعریف
سنن و نوافل سنت کی قسمیں
سواری پر نماز کے مسائل
صلوٰۃ التسبیح صلوٰۃ الاسرار
کے مسائل
احکام وغیرہ

کتاب الجنائز

مسائل تعزیت وعدہ کرنا
ماتم کرنا سیاہ لباس پہننا
احکام حدید کفن نماز کعبہ میں نماز

کتاب الصوم

روزہ کی فرضیت اس کے فضائل
فرض روزہ واجب نفل
مکروہ حرام روزہ کی تعریف
روزہ کی نیت اور اس کے احکام اور چند مسائل
کی ضرورت ہے
قضائی ادا اور چند مسئلے چاندی
شہادت کا اعتبار
کی گواہیاں
روزہ توڑنے اور نہ توڑنے والی چیزیں
اور مسئلے
روزہ کے کفارات
مسائل اعتکاف

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت اس کے مسائل
زکوٰۃ کی تعریف وجوب کی شرطیں
مسائل

صدقہ فطر کے مسائل
بھیک مانگنا و بھیک دینا

کتاب الحج

چند اصطلاحی الفاظ اور مقامات
کے نام مفصل
محرم احرام تلبیہ
قران تمتع افراد
حج کی تعریف
حج بدل
حج میں والدین کی اجازت
مسائل حج
سعی
ارکان حج
کے مسائل

کتاب النکاح

کتاب الطلاق

طلاق کے معنی اور اس کی قسمیں
طلاق رجعی و بائن
طلاق کی تعریف
حکم طلاق رجعی
تفویض طلاق
طلاق مغلظہ
عدت کی توضیح
سوگ کی پابندی
شوہر کے لئے حکم
پرورش اطفال کا حکم
نفقہ کے احکام و مسائل
حقوق بیوی اور شوہر
پیدائش کے وقت کے مسائل
عقیقہ اور ختنہ کے مسائل

کتاب الذبائح

جانوروں کے ذبح کرنے کا طریقہ
حلال و حرام جانوروں کی تفصیل
احکام قربانی کی ترتیب اور اس کے
تمام مسائل

کتاب الاشربۃ والاطعمۃ

آداب طعام کھانے کا مسنون طریقہ

کتاب اللباس

کونسا کپڑا پہننا درست ہے
آنحضرت کا لباس
جامہ اور پاجامہ وغیرہ
چند مسائل

کتاب الحقوق

حقوق والدین
حقوق اولاد
حقوق میاں بیوی
حقوق ہمسایہ
حقوق مسلمین
حقوق مہمان

کتاب المیراث

ترکہ و میراث
ماں باپ کا حصہ
دادا کا حصہ
اخیافی بہن بھائی کا حصہ
شوہر کا حصہ
عورتوں کا حصہ
بیوی کا حصہ
بیٹی کا حصہ
پوتی کا حصہ
حقیقی بہن کا حصہ
سوتیلی بہن کا حصہ
ماں کا حصہ
نانی دادی کا حصہ
عصبات
عصبات کی قسمیں اور ان کی توضیح
باب العول
ذوی الارحام
مناسخہ
مسائل میراث

عرض حکیم

قیمت تین روپے

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دھلی


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر:- سید عزیز حسن بقائی

[illegible]

[illegible]
عذاب ہے [illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] کی استانی [illegible]
بچیوں کو پڑھنے لکھنے [illegible]
کے ٹانکے اور سلیقہ مندی [illegible]
قابل ہوتی ہے۔ اور لڑکی کے مطالعہ سے
ہنر مندی اور تمیز داری سلیقہ شعاری آ
جاتی ہے۔ اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو
ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر جی نہ
آئے گا۔ ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ر

[illegible] دلہن

جس گھر [illegible] ہو جاتے ہیں گھر کا اطمینان
اور سکون [illegible] جھگڑوں کے قبرستان میں
دفن ہو جاتا ہے۔ بیوی کی تربیت کے لئے
[illegible] درسگاہیں نہیں [illegible] رہتی ہیں
ان کو ایڈیٹر صاحب [illegible] کی لکھی ہوئی کتاب
گھر والی کی تربیت پڑھاؤ جس میں بتلا۔
یا گیا ہے کہ [illegible] کیونکر گھر
سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے
گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں۔ انداز بیان
اتنا دلچسپ کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپ کے ہاتھ سے
نہیں چھوٹے گی ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ر

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر بہو بیٹی کی جہالت سے [illegible]
عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے
اور چاہے تو دوزخ سو ان خانہ داری
عورتوں کے جن کی مائیں باوجود کوشش کے
بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں
اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کو [illegible]
سلیقہ کس کو کہتے ہیں [illegible] مہینے میں آپ کے
گھر کی کایا پلٹ سکتی ہے اور صرف [illegible] آپ
تعلیم خانہ داری منگا کر ایک دفعہ اپنی بہو کے
مطالعہ سے گذروا دیجئے اچھی لکھائی چھپائی
سفید چکنا کاغذ ضخامت [illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible]
ایک حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
ترجمہ کیا ہے۔ جو لوگ اچھے [illegible]
معاشرتی، اصلاحی [illegible]
[illegible]
اپنے گھروں میں ان کو [illegible]
سکیں تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجئے
کتنی افسانے [illegible] کی تصانیف [illegible]
[illegible] قیمت ۸ر

فائن کشیدہ کاری

اس میں تمام [illegible] کے
نمونے [illegible] بہترین [illegible] اور [illegible]
کام [illegible]
تکیہ اور شلوار کی [illegible]
اپنے ہاتھ سے کپڑے پر ایک منٹ [illegible]
نہایت آسانی سے بنا سکیں۔ بچے بوڑھا
مرد عورت چھاپ سکتے ہیں اور چھاپے کا
عمل [illegible] محفوظ رہتا ہے۔ اس وقت
تک ہندوستان میں کشیدہ کاری کی جتنی کتابیں
تیار ہوئی ہیں ان سب میں یہ کتاب بہتر ہے [illegible]
[illegible]

فن خطابت

اگر آپ خدانخواستہ تقریر کی خوبیوں سے
محروم ہیں۔ اور آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے۔ اگر آپ کی
گفتگو لوگوں کے دلوں کو مسخر کرنے کی قوت نہیں
رکھتی اگر آپ چاہتے ہیں کہ [illegible]
الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو فن خطابت کو ملاحظہ
فرمائیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور پھر
دیکھئے کہ [illegible] آپ کی
گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی۔
ہر محفل میں لوگ سر آنکھوں پر بٹھائیں گے آپ
ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کریں گے
قیمت ۶ر

دینی معلومات کامل

یہ تین سو چالیس صفحہ کی کتاب ہے اور فقہ
اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب امام محمد [illegible]
خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق
کا آسان سلیس اور مربوط ترجمہ ہے یہ کتاب تمام
فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اور کتابیں ہیں
سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز
روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق۔ حقوق آداب
معاشرت [illegible] لباس شکار [illegible]
دینی قوانین، زراعت تجارت حکومت [illegible]
کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق شرعی
احکام اس کتاب میں نہ ہوں قیمت [illegible]

مسلمان میاں بیوی کے حقوق

اسلامی میاں بیوی کیسے [illegible]
ہو سکتے ہیں یہ آپ کو کتاب میاں بیوی کے
[illegible] سے معلوم ہو گا [illegible]
بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کا [illegible]
ایک اچھی بیوی کا اور اچھا خاوند جب ہی
بن سکتا ہے جب اسلامی احکام [illegible] کے
[illegible]
[illegible] دنیا میں اسلام کا [illegible]
[illegible]
[illegible]

وعظ کی سب سے [illegible] کتاب

خیر المواعظ [illegible] کیلئے
نہایت کارآمد وعظ و نصیحت کی دوسری
کتابوں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔ اس کا ایک
ایک بیان ایسا بسیط اور مسلسل ہے جس کو
کافی عرصہ تک بیان کیا جا سکتا ہے [illegible]
فصل کو [illegible] شروع کیا ہے [illegible]
کے مناسب نصوص قرآنیہ سے استدلال کر کے
احادیث [illegible] کتب بیان کئے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]

امام ابو حنیفہؒ

کے حالات [illegible] ہر حنفی مسلمان کیلئے ضروری ہیں
کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے
حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے سیرۃ
النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب
کے حالات زندگی کارنامے مناظرے اور فقہ
اور مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے
فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے علمی نکات
بیان ہوئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے [illegible]
حقیقت میں امام موصوف کا پورا امتیاز [illegible]
ضخامت [illegible] صفحہ قیمت [illegible]

مسدس حالی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور فروخت ہوئی۔ [illegible]
اعلیٰ کاغذ [illegible]
دیباچہ ہے جس میں گویا [illegible]
[illegible] حالی کی سوانح عمری [illegible]
[illegible]
پیدا ہوتا ہے ضخامت [illegible]

تذکرہ اولیائے ہند

[illegible] ہندوستان [illegible] اولیائے کرام [illegible]
ایسے دفن ہیں [illegible] اس کتاب [illegible]
یہ کتاب [illegible] خاندان کے [illegible]
لکھی ہوئی کتاب ہے اور اس میں حالات
اور کرامات کے ساتھ اقوال اولیاء [illegible]
وہ خزانہ بھی شامل ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] القرآن

[illegible]
چھپنے [illegible] کاغذ [illegible]
[illegible] شاہ [illegible]
[illegible] تفسیر [illegible] القرآن [illegible]
[illegible] القرآن [illegible]
ترجمہ قرآن [illegible] قرآنی [illegible]
[illegible] مجلد پانچ
[illegible] محصول ڈاک علاوہ
[illegible] بہت کم باقی
رہ گیا ہے۔

خوش نما دو ترجمہ والا قرآن

[illegible] دو ترجمہ والا اول مولانا
شاہ رفیع الدین محدث دہلوی مولانا شاہ
[illegible] حاشیہ بہت اچھی تفسیر ہے
میں ایک بہت کامیاب [illegible] مقدمہ [illegible]
علیحدہ [illegible] چھپائی بہت صاف کاغذ [illegible]
[illegible] سفید [illegible] جلد چمڑے کی منقش
نقری [illegible] مجلد چمڑی کا [illegible]
[illegible] اور بہترین کتابت [illegible]
کی [illegible] وجہ سے بہت مقبول [illegible]
یہی کلام الشرف کا [illegible]
سال دس ہزار چھپتا ہے۔

آسان دید قرآن مجید

تقطیع [illegible] بہت ہی جلی قلم کا [illegible]
فاصلہ سے بے تکان پڑھ سکتے ہیں
حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب
تحت اللفظ چمڑی پشت نقرئی مجلد۔
ابتدا میں ایک طویل مقدمہ۔ ترجمہ کا
قلم بھی خوب جلی ہے۔ ہدیہ مجلد [illegible]
نقرئی کار خانہ شدہ کاغذ [illegible]
کتابت دیدہ زیب اور نہایت
خوش خط۔ قیمت صرف [illegible] روپے
علاوہ محصول ڈاک۔

[illegible] مطبوعہ دو ترجمہ

تقطیع [illegible] دو ترجمہ [illegible]
ہے [illegible] چھپنے [illegible] ہے
ایک ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین اور
دوسرا مولانا اشرف علی صاحب کا ہے
حاشیہ بہت [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] مقدمہ [illegible]
ضخامت ہے کاغذ [illegible] مضبوط کتابت
اعلیٰ طباعت نہایت عمدہ کال [illegible]
کی نقرئی [illegible] محصول ڈاک
[illegible]
[illegible]

متوسط دو ترجمہ والا

تقطیع [illegible] ضخامت [illegible] صفحے
کاغذ سفید ولایتی [illegible] کا بہت
[illegible] حاشیہ پہلا ترجمہ حضرت مولانا
شاہ رفیع الدین صاحب [illegible] دوسرا
ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب
تھانوی کا حاشیہ پر تمام تفاسیر کا [illegible]
[illegible] شروع میں [illegible] باب کا
[illegible] چھپائی
سفید [illegible] کاغذ [illegible]
کل قیمت صرف چار روپے۔ [illegible]

تلاوت آسان مصری

۲۰×۲۶ سائز ہے بہت جلی قلم [illegible]
کشادہ کتابت ہے۔ ۷۲۰ صفحوں کی ضخامت
ہے کاغذ ولایتی [illegible] جن بچوں کا دماغ
خراب ہو اور جو اردو خواں عبارت بغیر
استاد کی مدد کے صاف اور صحیح قرآن
مجید پڑھنا چاہیں۔ ان کو خاص طور سے
تلاوت آسان قرآن مجید اپنی تلاوت میں
رکھنا چاہیئے۔ ہدیہ ایک جلد [illegible] مجلد چمڑی
کالی نقرئی جلد پانچ [illegible] آنے
محصول ایک قرآن [illegible] زیادہ
ریل سے منگانا ہے۔

ابراز [illegible] القرآن [illegible]

کتابت کا [illegible] خوب [illegible]
قلم خوب جلی۔ گویا اتنی بڑی تقطیع [illegible]
چودہ سطریں ہیں۔ کاغذ بہت [illegible]
سفید چھپائی خوب سیاہ [illegible]
خوش نما۔ بچوں [illegible] اور ضعیف [illegible]
کے لئے خصوصیت سے مفید [illegible] ہے
چونکہ ہر لفظ الگ الگ ہے اس لئے تلاوت
میں سہل ہوتی ہے اور صحیح پڑھا جاتا ہے
یہ [illegible] کالی بہت مضبوط ہے قیمت [illegible]
مجلد پانچ روپے۔ محصول ڈاک [illegible]

عکسی [illegible] حمائل مجلد

[illegible] عمدہ [illegible]
ایسی [illegible] دیدہ زیب چھپائی۔
[illegible] کاغذ ہے [illegible]
[illegible] جاتی ہے۔ [illegible]
[illegible]
سستا [illegible] ہو سکا۔ آپ تعجب
[illegible] چھوٹی [illegible] جیسا
سفید اور [illegible] چھپائی ایسی
کہ آپ تصویریں بھی [illegible]
مجلد فی جلد آٹھ آنے محصول [illegible]

عکسی قرآن مجید مصری

[illegible] اسلامی [illegible]
[illegible] صحت اور کتابت۔
بہترین ولایتی چکنا کاغذ اور اعلیٰ ترین
چھپائی ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے اس کے
[illegible] بنوائے گئے ہیں۔ پانچ سال کی
محنت اور ایک لاکھ روپیہ خرچ کرنے کے بعد
[illegible] قرآن تیار ہوا ہے جس کو دیکھ کر
[illegible]
[illegible] آپ خیال
[illegible]

بلا ترجمہ روشن دید

یہ قرآن شریف روشن دید کے نام سے
شائع ہو رہا ہے۔ اس کا قلم بہت ہی جلی
ہے اور حروف خوب الگ الگ ہیں۔
کاغذ بہت موٹا نہیں ہے۔ اس لئے
اس کا وزن چار سیر کے قریب ہے۔ چھپائی
بہت صاف۔ کاغذ خوب سفید [illegible]
کا ہے۔ بلا ترجمہ والا روشن دید قرآن
شریف کا ہدیہ مجلد چمڑی کا [illegible] صرف
[illegible] روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک [illegible]
تقطیع [illegible]

معجز نما حمائل مترجم

اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ سستے ہدیہ کے
بہترین قرآن شریف مع [illegible] تقسیم کر رہے ہیں
حمائل یا چھوٹی تقطیع کا ایک ترجمہ والا قرآن
مترجم حضرت مولانا اشرف علی صاحب [illegible]
[illegible] روپے [illegible]
اب بھی ہزاروں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مجلد چمڑی کالی [illegible]
[illegible]

بڑا معجز نما قرآن مجید پوری تفسیر

یہ قرآن مجید کے [illegible] زیادہ خوش خط اور
ترجمہ تقطیع [illegible] متوسط [illegible]
[illegible] حروف [illegible]
[illegible] آسانی سے پڑھ سکیں [illegible]
و کتب احادیث سے اختصار کر کے پوری
[illegible] ایک مقدمہ
ترجمہ اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب
[illegible] دوسرا ترجمہ مولانا اشرف
علی صاحب کا [illegible] صفحے [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] کا پہلا حصہ ہے۔ اس میں حضور [illegible] کے آداب [illegible] سرور عالم کے بچپن سے لیکر وفات [illegible] کے حالات لکھے گئے ہیں اور حضور کے [illegible] غلاموں کی ہجرت کے متعلق قدیم کتابیں [illegible] بھی درج ہیں۔ قیمت [illegible]

محرم نامہ

اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں حضور سرور عالم کی وفات [illegible] خلافت کے جھگڑے [illegible] کی شہادت۔ کربلا کے دل ہلا دینے والے واقعات ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

یزید نامہ

یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے۔ اس میں قاتلان امام حسین سے انتقام اور یزید کی [illegible]۔ خاندان بنی امیہ کے بادشاہوں کے حالات نہایت [illegible] کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

[illegible]

آخر خاندان بنی امیہ [illegible] اور [illegible] دیکھنے ہوں تو یہ کتاب [illegible] ملاحظہ کرو۔ یہ کتاب [illegible] چاہیے۔ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

سیپارۂ دل

حضرت خواجہ [illegible] صاحب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ۔ مذہبی اخلاقی اور معاشرتی تعلیم کا بہترین ذریعہ [illegible] ہیں۔ قیمت [illegible]

بیگمات کے آنسو

اس میں دہلی کے مغلیہ شہزادیوں اور بیگمات پر جو ظلم توڑے گئے ہیں ان کے واقعات نہایت دردناک پیرایہ میں ہیں۔ قیمت [illegible]

انگریزوں کی بپتا

اس کتاب میں انگریز مردوں عورتوں اور بچوں کی ان مصیبتوں کا حال ہے جو ان کو غدر میں پیش آئیں۔ قیمت آٹھ آنے۔

محاصرۂ دہلی کے خطوط

ان انگریزی خطوط کا ترجمہ جو انگریز افسروں نے دہلی کے محاصرہ کے وقت پنجاب کے افسروں کو لکھے تھے۔ قیمت [illegible]

بہادر شاہ کا مقدمہ

دہلی کے آخری بادشاہ پر جو بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اس کے دردناک واقعات۔ قیمت [illegible] روپے

گرفتار شدہ خطوط

اس مجموعہ میں وہ تمام خطوط و کتابت درج ہے جو غدر کے موقع پر بہادر شاہ اور غدر کرنے والوں کے درمیان ہوئی تھی۔ قیمت [illegible]

غدر دہلی کے اخبار

اس میں غدر [illegible] کے ان اخبارات کے اقتباسات درج ہیں جو غدر کے زمانہ میں اور اس سے پہلے شائع ہوتے تھے جن کو انگریزی گورنمنٹ نے بغاوت کا سبب قرار دیا تھا۔

غالب کا روزنامچہ

غدر کے متعلق نواب اسد اللہ خاں غالب کی تحریریں جو انہوں نے اپنے دوستوں کو روانہ کی ہیں اور غالب کی مشہور کتاب دستنبو کا اردو ترجمہ۔ قیمت [illegible]

دہلی کی جانکنی

اس کتاب میں دہلی کے مصائب و دردناک واقعات درج ہیں۔ شاہ عالم بادشاہ کے زمانہ سے [illegible] کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ [illegible]

دہلی کی آخری سانس

یہ نہایت دردناک واقعات ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول

غدر کی صبح و شام

اس میں غدر کے دردناک حالات نہایت موثر انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت [illegible]

آخری شمع

اس آخری مغل بادشاہ کے دردناک افسانے ہیں جو غدر میں پیش آئے تھے۔ قیمت ایک روپیہ

سلاطین عباسیہ

عباسی سلطنت کی ابتداء سے لیکر انتہا تک تاریخ نہایت دلچسپ انداز میں۔ یہ کتاب لکھی گئی ہے [illegible]۔ قیمت [illegible]

فاطمی دعوت

ابتدائے اسلام سے لیکر اس وقت تک آل رسول اور بنی فاطمہ کے کارناموں کی زبردست تاریخ اردو میں [illegible]۔ قیمت [illegible]

محمدؐ کا درشن

اس کتاب میں خواجہ صاحب نے ہندوؤں کا وہ نعتیہ کلام جمع کیا ہے جو حضور سرور دو جہان کی شان میں ہے۔ قیمت [illegible]

سلاطین بہمنیہ

دکن کے ابتدائی بادشاہوں کے دلچسپ حالات جنہوں نے دکن میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی ہے۔ قیمت [illegible]

تاریخ مسیح

حضرت عیسیٰ کی زندگی کے حالات اور آپ کے زمانہ کے حیرت انگیز واقعات [illegible]۔ قیمت [illegible]

کرشن بیتی

سری کرشن جی کی زندگی کے نہایت دلچسپ حالات جن سے اس زمانہ کے ہندو بھی ناواقف ہیں۔ قیمت [illegible]

مجالس حسنہ

خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں روحانی اور اسلامی [illegible] کو اس میں بیان کیا ہے۔ قیمت [illegible]

خطوط اکبر الہ آبادی

اکبر الہ آبادی کے ان دلچسپ [illegible] خطوط کا مجموعہ [illegible] تعلیم [illegible]۔ قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جمال

[illegible] کتاب [illegible] جمال
[illegible] بہت ہیں [illegible]
[illegible] حصہ [illegible]
[illegible] اعمال اور
[illegible]
[illegible]
[illegible] برکات
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت ۱ر

اعمال قرآنی

آیات قرآنی [illegible] ثانی از [illegible]
اشرف علی صاحب حضرت مولانا [illegible]
[illegible]
آپ [illegible] کے حضور میں [illegible]
[illegible] ضروریات ہیں ایک
[illegible] چیز [illegible] ہے جس کا مطالعہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
محصول ڈاک ۱ر

[illegible] کرشمے

[illegible] علم [illegible] پامسٹری کمال
اور [illegible] علم قیافہ تعبیر خواب اور [illegible]
کہ [illegible] یا کچھ [illegible] انسان [illegible]
وہ اپنے آئندہ واقعات معلوم کرنے کے
[illegible] دیتا ہے اور [illegible] اور [illegible]
[illegible] کر [illegible] ہے واقعات
اپنا مستقبل [illegible] کر لیتا ہے۔ یہ کتاب [illegible]
[illegible] بعد آپ اپنے مستقبل کو درست کر سکتے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کتاب میں [illegible]
اور غریبوں کو مفت تقسیم کر [illegible]
خدمت الناس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سہاگن کا سہاگ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] داستانیں
ازدواجی زندگی کے اہم ترین پوشیدہ راز
[illegible] سہاگن کا سہاگ رہتا ہے
صفحات میں [illegible] کتاب ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت ۱۲ر

برتھ کنٹرول باتصویر

[illegible]
[illegible] کے خزانہ کو
محفوظ رکھنے کا راز [illegible] اولاد کی کثرت سے
[illegible]
[illegible]
ہوتی ہے اور انسان [illegible]
[illegible] ہو جاتا ہے۔ برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز
[illegible]
[illegible] کی زندگی کی حقیقت [illegible]
[illegible] اولاد کی پیدائش [illegible]
[illegible] قیمت ۱۲ر

دوشیزہ سے لطف باتصویر

[illegible] دوشیزہ کو [illegible]
وہ نایاب کتاب ہے جس میں [illegible]
[illegible] تمام کیفیات عورت کے جذبات
[illegible] یہ کتاب معاشرتی [illegible]
[illegible]
ترتیب [illegible] اور سادہ تصاویر ہیں۔ تمام
[illegible]
تمام جسمانی حصوں [illegible] تصاویر
[illegible]
[illegible] کے بعد آپ [illegible]
[illegible] قیمت ۸ر

سیدہ فاطمۃ زہرا

[illegible]
کے حالات [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible]
اطاعت [illegible] خدمت [illegible]
[illegible] عبادت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] یہ کتاب [illegible]
قیمت ۸ر

چہل تذکرۂ اولیا

[illegible] کرامات ان کے [illegible]
[illegible] اسلام [illegible]
[illegible] اس کتاب میں
[illegible] تذکرۃ الاولیا [illegible]
[illegible] اولیا [illegible] کے حالات
[illegible] ہندوستان [illegible] ایران [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بہشتی زیور کامل

[illegible]
[illegible] حصہ الف اور ب اور [illegible] حصہ
[illegible] طہارت و نماز کے مسائل حصہ زکوٰۃ حج
[illegible] نکاح [illegible]
[illegible] اصلاح [illegible]
[illegible] اصلاح رسوم [illegible]
[illegible] حصہ [illegible]
[illegible]
[illegible] ضخامت [illegible]
[illegible]

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے
[illegible] بہترین [illegible] اسلام نے جو
منازل ترقی قرون اولیٰ میں طے کئے وہ دوسرے
قرون میں اس [illegible] کے ساتھ نہیں ہوئے
اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف
ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اول فردوس آسیہ
ملاحظہ فرمائیے [illegible]
[illegible]
[illegible] اسلامی نظام [illegible]
[illegible]

ضروریات دین

دفتر [illegible] ایک فاضل [illegible] سے
اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں [illegible]
کو نہایت سلیس [illegible] مسائل
[illegible]
ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں ہو سکتا [illegible]
[illegible] تقسیم کرنی چاہئے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کتابیں ملنے کا پتہ — [illegible] جامع مسجد — دہلی

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۔۔۔ کہ حج ٹریفک میں کام کرنے والی کمپنیوں میں سے ایک سو فیصدی ہندوستانی کمپنی ہے۔ جس کے حصے بلا قید کھلے بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں۔ اور دوسری خالص برطانوی کمپنی ہے جس کے ۹۸، فی صدی حصے انگریزوں کے پاس اور صرف ڈیڑھ فی صدی ہندوستانی مسلمانوں کے پاس ہے۔

۲۔۔۔ کہ بمبئی سے جدہ تک کا راستہ بیشتر جہازات ۹ سے ۱۱ دن میں طے کیا کرتے تھے لیکن ہندوستانی کمپنی کے جہاز نے اسی سفر کو ۷½ دن میں پورا کر کے حج ٹریفک کی تاریخ میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔

۳۔۔۔ کہ مندرجہ ذیل نقشہ سے ہر دو کمپنیوں کے جہازات کے وزن اور حجاج لے جانے کی تعداد ظاہر ہے۔ جن کا اگر مقابلہ کیا جائے تو بخوبی اندازہ ہو سکیگا کہ کون سی کمپنی کے جہازات وزنی ہونے کے باوجود کم تعداد لے جانے کے باعث زیادہ آرام دہ ہو سکتے ہیں۔

ہندوستانی کمپنی کے جہازات			برطانوی کمپنی کے جہازات		
نام جہاز	وزن ٹن میں	مسافر لیجانے کی تعداد	نام جہاز	وزن ٹن میں	مسافر لیجانے کی تعداد
			اکبر	۴۰۴۳	۱۳۹۶
المدینہ	۴۱۰۰	۸۹۷	خسرو	۴۰۴۳	۱۳۹۱
			علوی	۳۵۶۶	۱۰۳۰
انگلستان	۴۸۰۰	۸۳۸	جہانگیر	۳۵۶۶	[illegible]۳۰
			رحمانی	۵۲۹۱	[illegible]
الہند	۵۳۱۹	۹۱۲	رضوانی	[illegible]۲۰۷	[illegible]
			اسلامی	[illegible]۸۶۹	[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، ادبی
رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

ماہنامہ پیشوا دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو
۱۲ سال سے تبلیغ و اشاعت کے
لئے دہلی سے شائع ہوتا ہے۔
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
ارزاں ایڈیشن ایک روپیہ
ممالک غیر سے
جس میں رہبر بھی شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

جلد ۱۷ | بابتہ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق جولائی ۱۹۴۰ء | نمبر ۴

شذرات

(عزیز حسن بقائی)

کاغذ کی گرانی کا اثر

ناروے کا کاغذ جو اخبارات کے لئے بہ افراط، اگرچہ اس کی کمی سویڈن کاغذ سے پوری ہو رہی ہے۔ لیکن کاغذیوں نے جنگ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی اسپرٹ میں تقریباً چار گنی قیمت مقرر کر رکھی ہے۔ رہ گیا دیسی کاغذ اس کی گرانی کا یہ عالم ہے کہ سال گزشتہ ٹیٹاگڑھ پیپر ملز کو تین لاکھ روپے نفع ہوا تھا، اور اس سال ۱۲ لاکھ نفع ہوا ہے، اور یہ وہ گرانی ہے جو کہ سلسلہ جنگ یورپ میں تقریباً چوتھے سال پر پہنچی تھی، حالانکہ گزشتہ جنگ عظیم اچانک شروع ہوئی تھی اس لئے کاغذ کا ذخیرہ جمع کرنے کا زیادہ موقع نہ تھا۔ اور اس مرتبہ جنگ شروع ہونے کا ہر لمحہ سالہا سال سے امکان تھا، اس لئے کافی ذخیرہ جمع کر لیا۔ اور پھر زیادہ سے زیادہ نفع اٹھایا گیا۔ نیز ایسی صورت میں کہ دیسی کاغذ بنانے کے لئے کسی قسم کا میٹریل غیر ممالک سے نہیں آتا۔ دیسی کاغذ کا ایک آنہ ۷ پائی فی پونڈ سے ۵ روپے پونڈ کا نرخ ایک سال کے قلیل عرصہ میں ہو جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ کاغذ کی گرانی میں سو فیصدی لالچ کا جذبہ ہے۔

کاغذ کتابوں میں خرچ ہوتا ہے، اور اخباروں میں۔ کتابوں اور اخباروں کے ساتھ اس ملک کی حکومت اور اس کا ڈاک خانہ سوتیلی ماں کا سلوک کرتا ہے۔ چار آنے کی کتاب اگر وہ وی۔ پی کے ذریعہ طلب کی جائے۔ تو خریدار کو ۶ محصول کے ادا کرنے پڑتے ہیں، گویا کتاب کے داموں سے تقریباً دو گنا زائد محصول۔ یعنی سونے سے گھڑائی مہنگی۔ اتنا گراں محصول دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے۔ اس طرح محصول بڑھا کر لٹریچر کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔ اور لاکھوں آدمیوں کے وسائل معاش کو تباہ کیا جاتا ہے، کیونکہ لاکھوں مزدور پریسوں میں ملازم ہیں، ہزاروں کاپی نویس ہیں، ہزاروں دفتری ہیں، ہزاروں اہل قلم ہیں، جو محض کتابوں کے کاروبار کی بدولت اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ پال رہے ہیں۔ اور کاغذ کی گرانی اور زیادتی محصول کا اثر ان لاکھوں مزدوروں اور ان کے متعلقین پر پڑتا ہے، جس کا دور کرنا حکومت کا فرض ہے۔

چونکہ جنگ یورپ کا اثر تجارت کتب پر غیر معمولی پڑا ہے۔ اور تجارت کتب تقریباً فنا ہو گئی ہے۔ اس لئے یہ تو ٹھیک ہے کہ ایک کتاب جو آج چھپنے والی ہے، اس کی طباعت کو کل اور پرسوں پر ملتوی کر دیا جائے، لیکن اخبارات کا التوا اس جنگ کے زمانہ میں اگر لاکھوں غریبوں کے لئے پریشانی کا باعث ہو سکتا ہے تو اس سے زیادہ حکومت کے امن اور مفاد عامہ کے لئے مضر ہے، کیونکہ صحیح خبروں کی عدم موجودگی میں غلط خبروں اور سینہ بسینہ کی اشاعت ملک کے امن اور حکومت کے مفاد کے لئے سم قاتل ہے۔

لہذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ کاغذ کی بڑھتی ہوئی گرانی کو روکے اور انگلستان کی طرح اس ملک میں بھی اخبارات کی ضخامت کو محدود کر دے۔ نیز ڈاک خانہ کے محصول میں کمی کر کے لاکھوں بے روزگاروں کے لئے روزگار مہیا کرنے میں اعانت کرے۔ ورنہ اگر کاغذ کی بڑھتی ہوئی خوفناک گرانی کو نہ روکا گیا تو بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ ملک کو حکومت کی اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

میں اس اہم ضرورت پر حکومت ہند کو توجہ دلا کر ملک کے لاکھوں بے روزگاروں اور ہونے والے بے کاروں کی نمائندگی اور اس سے پیدا ہونے والے تباہ کن اثرات سے باخبر کرنے کا فرض ادا کر رہا ہوں۔

وائسرائے سے لیڈروں کی ملاقات

پورے چھ مہینے کے بعد ہز ایکسی لینسی لارڈ لن لتھگو وائسرائے ہند نے پھر میسرز گاندھی، جینا کو بلایا ہے تاکہ ہندوستان کے جمود کا حل تلاش کیا جائے۔ کیونکہ ہز ایکسیلنسی کو اس مرتبہ پورے اختیارات لندن سے حاصل ہیں۔ اس لئے توقع ہے کہ شاید کوئی حل نکل آئے۔

لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسٹر جینا کو کیوں بلایا گیا ہے۔ کیونکہ مسلم لیگ ہائی کمانڈ (سر سکندر (پنجاب) مسٹر فضل الحق (بنگال) اور دوسرے مقتدر لیڈروں نے وار بورڈ میں مسٹر جینا کی مرضی کے خلاف شرکت کر کے مسٹر جینا کی واحد نمائندگی پر کاری ضرب لگا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسٹر جینا دس کروڑ مسلمانوں کے واحد نمائندے تو کیا ہوں گے، ان کو تو مسلم لیگ کا بھی اعتماد حاصل نہیں، ان کی بات تو مسلم لیگ ہائی کمانڈ بھی نہیں مانتا۔ پھر ان کو دس کروڑ مسلمانوں کی طرف سے بولنے کا کیا حق ہے؟

تعجب ہے کہ ہز ایکسیلنسی نے آزاد مسلم کانفرنس کے صدر، مجلس احرار کے صدر، اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر محترم کو کیوں نہیں بلایا۔ حالانکہ یہ سب جماعتیں لیگ سے زیادہ مسلمانوں کی نمائندہ ہیں، انہوں نے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے ایثار و قربانی سے کام لیا ہے۔ ان کی ایک آواز پر ہزاروں مسلمان قید و بند کو دعوت دیتے ہیں۔

کیا ہز ایکسیلنسی اب اس کی تلافی کریں گے؟

امام جی کا مرثیہ

اصلاح اوقاف کی جو تحریک پیشوا کے صفحات پر ۱۳۵۲ھ میں شروع کی گئی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ بازآور ہو رہی ہے۔ اور اس سلسلہ میں چونکہ ابتدا دہلی کی جامع مسجد سے کی گئی تھی، اس لئے اس وقت تک ہندوستان کے درجنوں اخبارات نے جامع مسجد کی اصلاح پر مضامین شائع کئے۔ اور امام جی کی ہٹلر شاہی کی مذمت کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امام جی نے گھبرا کر "اظہار حق" کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا۔ جس کو متعدد دوستوں نے "امام جی کا مرثیہ" کا خطاب دیا۔ اس پمفلٹ میں نہایت دھوکہ بازی سے کام لیا گیا ہے۔ اور اگر کچھ ہے، تو امام جی کی تعریف اپنی زبان سے۔

فن مناظرہ کا مبتدی بھی اس سے بخوبی واقف ہے کہ بحث کے وقت مخالف کے اعتراض کو نقل کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے الفاظ کی عقلی اور نقلی دلائل سے تردید کی جاتی ہے۔

لیکن امام جی بیچارے نہ فن مناظرہ سے واقف، نہ انہوں نے کبھی ڈبیٹ کو دیکھا۔ نہ ان کے صلاح کاروں میں سے کسی میں یہ اہلیت۔ اس لئے امام جی نے سب سے پہلے پیشوا پر توجہ فرماتے ہوئے، بغیر حوالہ کے بطور خود ایک اعتراض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے وضع کر لیا۔ اور اس اعتراض کا جواب دینے کی بجائے اپنی تعریف، اور اپنی بزعم خود "اسلامی خدمات"، گنانی شروع کر دیں جن کا نہ وجود ہے، نہ سر ہے نہ پیر۔ اس پمفلٹ میں مسلمانوں کی شکایت بھی کی گئی ہے کہ وہ امام جی جیسے خادم اسلام کی قدر نہیں کرتے جنہوں نے مسلمانوں کی خدمت کے صلہ میں شمس العلماء کا خطاب حاصل کیا اور نمود کے شوق میں شمس العلماء ہند بن گئے۔ حالانکہ حکومت ہند کے ہاں شمس العلماء ہند کا کوئی خطاب نہیں ہے۔ لیکن مسلمانوں کے امام کا شوق دروغ گوئی دیکھئے کہ وہ بطور خود ایک خطاب وضع کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے اپنی اس لغویت کو حکومت کے سر تھوپ دیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس قماش کے امام نے مجھ پر کتنے اتہام لگائے ہوں گے۔ جو شخص اتہام لگانے میں اتنا دلیر ہو وہ میری کیا حقیقت سمجھے گا۔

بہرحال امام جی کا یہ احسان ہی کیا کم ہے کہ انہوں نے جامع مسجد کا حساب چالیس سال سے شائع نہیں کیا۔ اور خود بخود نکمہ بن گئے۔

مسلمانوں کی جن خدمات کا بانگ دہل اعلان کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کا بھی ثبوت نہیں دیا گیا۔ اس لئے جو دعویٰ بغیر ثبوت کے ہوگا خارج ہوگا۔

رہ گیا پیشوا کے لکھنے کا اثر تو اگر امام جی چمگادڑ کی طرح آنکھیں بند کر کے دن کی روشنی سے انکار کر دیں۔ تو دنیا میں کوئی احمق ہی ان کی تائید کرے گا۔

اگر وہ دنیا کو دھوکہ نہیں دے رہے تو ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ملت عامہ کے اظہار کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک پریس۔ دوسرا اسٹیج۔ پریس کی کیفیت یہ ہے کہ زرخیز اخبارات ان کے خلاف لکھ رہے ہیں اور اسٹیج سے بیانے بھی شروع ہو جائیں گے۔

میں پیشوا کے ہزارہا قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دہلی کی جامع مسجد کے امام اور اس کی ڈمی کمیٹی پر عدم اعتماد کی تجویزیں پاس کریں۔ اور اس کی نقول میرے نام اور اخبار دین و دنیا دہلی کے نام بھیجدیں۔ اس کے بعد تیسرا قدم اسمبلی میں سوالات کا ہوگا۔ چوتھا ایک ہزار والنٹیرز کی فراہمی کے بعد مارچنگ کا ہوگا۔

البتہ امام جی اگر یہ چاہتے ہوں کہ مسلمان پریشانیوں سے بچیں تو ان کو کمیٹی کا نظام تبدیل کرنا چاہیئے۔ ممبران کمیٹی کے انتخاب کا حق مسلمانوں کو دینا چاہیئے۔ چالیس سال کا حساب سمجھانا چاہیئے۔ امام مسلمانوں کی عام رائے سے انتخاب کرنا چاہیئے، جو وظائف وہ ریاستوں سے حاصل کرتے رہے ہیں، ان کو مسجد کے نام منتقل کرنا چاہیئے۔ مسجد کے نام پر بہت کما لیا ہے۔ اب تو اس کا پیچھا چھوڑنا چاہیئے۔

پیشوا کی امداد کس طریقہ سے ہو؟

کاغذ کی گرانی اور کساد بازاری نے پیشوا کو ہی نہیں ہر رسالہ اور اخبار کو لب گور پہنچا دیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ رسالہ کے بقاء کے لئے غور کرنا پڑ رہا ہے۔

منگلور سے پیشوا کے ایک ہمدرد محمد محسن صاحب نے پیشوا کی امداد کا ایک مفصل پروگرام پیش کیا ہے۔ میں قارئین کرام کے غور و فکر اور مشورے کے لئے اس کو شائع کرتا ہوں۔ مہربانی کر کے مجھے مطلع فرمایئے کہ کتنے حضرات کو اس طریقہ امداد سے اتفاق ہے۔

"کاغذ کی گرانی اور آمدنی کی کمی کا بار پہلے ہی سے ناقابل برداشت ہے۔ کتابوں کی خریداری کی اپیل ہر رسالہ میں ہوتی ہے لیکن بیکار۔ رؤسا یا والیان ریاست کے دروازہ پر رسائی رجھوٹی سچی باتیں بنا کر حاصل کرنا آپ کا مسلک نہیں۔ خریداران کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح پیشوا کے خریداران میں اضافہ کیا جائے لیکن ان کی یہ کوشش کارگر ہو تو کیسے؟ یہ اپنے بس کی بات ہے۔ اگر آپ میری یہ تجویز پسند فرمائیں تو آئندہ ماہ کے رسالہ میں چھاپ دیجئے رسالہ کا ہر خریدار ایک سال کے لئے رسالہ کی قیمت میں ۵۰ فیصدی اضافہ تصور کرتے ہوئے ۸ر کا مزید قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیج دے۔ لیکن یہ اضافہ عارضی رکھا جائے۔ سال آئندہ میں اگر ضرورت ہو تو رکھا جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا جائے کہ جو صاحب اس بار کو برداشت نہ کر سکیں وہ کم از کم ایک خریدار بنانے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی خریدار اس سے زیادہ حوصلہ مندی سے کام لے تو اس کی استطاعت پر منحصر ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا۔"

۲۔ ہر خریدار کو ایک کتاب کم از کم عہ قیمت کی بذریعہ وی پی بھیجی جائے۔ بہتر ہے کہ تجرید بخاری شریف بھیجی جائے جس کو کوئی مسلمان خریدار واپس کرنا گوارا نہ کرے گا۔

۳۔ دفتر پیشوا سے چندہ کی رسید بہی کا اجرا کیا جائے۔ اور باقاعدہ ان کا حساب رکھا جائے۔ جو صاحبان رسید بہی طلب کریں وہ اس کی رسید بھیج دیں اور چندہ وصول کر کے "اشاعت فنڈ" کے نام سے دفتر پیشوا میں بھیجے رہیں — رسید بہی میں سو صفحہ ہونا چاہئیں جس میں عہر ۸ر ۴ر ۲ر ار والے ٹکٹ ہوں گے۔ یعنی ہر بہی سو صفحہ پر مشتمل ہوگی۔

عہر	والے	۵ ٹکٹ	صہر
۸ر	والے	۱۰ ٹکٹ	صہر
۴ر	والے	۱۰ ٹکٹ	۲ر
۲ر	والے	۲۰ ٹکٹ	۲ر
ار	والے	۵۵ ٹکٹ	عہ
		میزان	للعہ

جو ٹکٹ فروخت ہوں گے، ان کا مثنیٰ موجود رہے گا۔ جس میں چندہ دینے والے کا نام وغیرہ درج ہوگا۔ اس قسم کی رسید بہی کہ جس میں رقم وصول شدہ درج کی جائے نہ جاری کی جائے کیونکہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔"

دہلی میں نئی قسم کی اخبار نویسی

دہلی بعض غیر دہلوی اخبارات کی شرمناک حرکتوں سے بدنام ہو رہی ہے۔ یہ دیسی اخبارات نے بلیک میل اور وائٹ میل کو پیشہ تو عرصہ سے بنا رکھا تھا۔ اب ایک نئی قسم کی اخبار نویسی کا وجود ہوا ہے۔ جو دھوکہ بازی تو کہا جا سکتا ہے۔ لیکن جرنلزم سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

۱۔ جار سو نمبر کے اخبار کا ایڈیٹر صرف مشتہرین کے لئے اخبار چھپواتا ہے۔ اور اس طرح بڑی سے بڑی اشاعت والے اخبارات سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے۔

اس چار سو میں اخبار کا دفتر بھی مشتہرین کو ملے گا۔ اشتہار کا معاملہ کرتے وقت اس کا ایڈیٹر، منیجر، پرنٹر، پبلشر، محرر، چپراسی جو خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ خود بر سر آں کوزہ خریدار برآمد کا مصداق ہو کر مشتہرین کو اخبار یا رسالہ کی اشاعت دس ہزار سے کم نہیں بتلائے گا۔ لیکن اخبار یا رسالہ جب شائع ہوگا تو صرف اتنا جتنے مشتہرین ہوں گے۔ کیونکہ اس اخبار کے نہ تو مستقل خریدار ہوتے ہیں۔ اور نہ ایجنسیوں میں جاتا ہے۔ اور نہ مفت ہی کوئی پڑھنا پسند کرتا ہے۔ البتہ مقامی سینما والے، یا ڈسٹری بیوٹر، اور کچھ چار بیس قسم کے مشتہرین جو بازار سے کم قیمت اشیاء نیکر دس گنی قیمت کا اشتہار دیتے ہیں، اور اس قسم کے اخبارات کے بلوں کی رقوم ادا کرنے کا پہلے ہی سے تہیہ کر لیتے ہیں، خدا کی اس نئی مخلوق کی چالبازی کا شکار ہوتے ہیں۔

افسوس ہے کہ دہلی پولس بلیک میل اور وائٹ میل اور اس نئی قسم کے جرائم پیشہ اخبار نویسوں سے پبلک کے روپے کی حفاظت کرنے میں ناکام رہی۔ حالانکہ یہ تمام جرائم قابل دست اندازی پولس ہیں۔ اور پبلک سیفٹی اور امن عامہ کے لئے خطرناک ترین ہیں۔

اگر حکومت چاہے تو گنڈا ایکٹ کے ماتحت اس قسم کے اخبار نویسوں کا اخراج دہلی سے کرکے دہلی کو اس بدنامی کے داغ سے پاک کر سکتی ہے۔ لیکن توقع نہیں کہ دہلی پولس کے افسر اعلیٰ مسٹر گلبرٹ جرنلزم کے اس سڑے ہوئے حصہ کا آپریشن کریں۔

وظائف پر نظر ثانی

جلالۃ الملک اعلیٰ حضرت حضور نظام کی گورنمنٹ برٹش انڈیا کے اکثر اخبارات اور اشخاص کو وظائف دیتی ہے۔ جو اگر کسی صورت سے جائز بھی ہوں تو بھی ان پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

کیونکہ اکثر نااہل اور غدار عیاری کے ساتھ حکومت نظام سے وظائف حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے، حکومت نظام کے دشمنوں کے بھی دوست ہیں جو اصولاً غلط ہے۔

مثلاً دہلی کی جامع مسجد کے امام جی کو تین سو روپے ماہوار وظیفہ ملتا ہے جو کسی خدمت کا صلہ نہیں ہے۔ لیکن امام جی مسٹر دیوان سنگھ ایڈیٹر ریاست کے اُن دعوتوں میں شریک ہوتے ہیں جو مسٹر دیشبندھو ایڈیٹر تیج کا نام بورڈ آف ٹرسٹیز طبیہ کالج کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ لالہ نرائن دت کی دوستی کا اعتراف اپنے پمفلٹ میں کر چکے ہیں۔ اور یہ سب حضرت نظام گورنمنٹ کے جتنے خیرخواہ ہیں اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن پبلک مفاد کے لئے امام جی سے یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ آپ کا ان لوگوں سے دوستی کا تعلق کیوں ہے جو اعلیٰ حضرت کو بدنام کریں، ان کی حکومت میں عیب نکالیں۔ بندگان عالی کی حکومت کے نظم کو خراب کرنے کے لئے برٹش انڈیا سے جتھے بھیجیں۔

پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ان امام جی کا وظیفہ کن اغراض کے ماتحت بند نہیں کیا جاتا۔

اگر امام جی کا وظیفہ جاری رکھنا ضروری ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ مسٹر نرائن دت، دیشبندھو کا وظیفہ کیوں نہ کیا جائے؟

اسی طرح ایک اخبار ہے، اس کو نظام گورنمنٹ نے پانچ ہزار روپے بالاقساط دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

اس اخبار کے ایڈیٹر کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں نظام گورنمنٹ کے دشمن اخبار کا ایڈیٹوریل بھی لکھتا ہے اور پھر دوغلے پن کا ثبوت دینے کے لئے اپنے اخبار میں اعلیٰ حضرت کی شان میں قصیدہ خوانی بھی کرتا ہے۔ اس دوغلے اخبار کی حالت یہ ہے کہ یہ صرف حیدرآباد کے ایجنٹ اور چند مشتہرین کے لئے چھپتا ہے، جو کھلی ہوئی چار سو بیسی ہے۔

اگر اس اخبار کو وظیفہ دینا ضروری ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ ملاپ، پرتاپ، تیج اور اس قسم کے دوسرے اخبارات کو حکومت نظام نظر انداز کرے۔

افسوس ہے کہ وظائف مقرر کرتے وقت صرف سفارشوں اور سازشوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور نااہلوں اور غداروں کو حکومت نظام کے خلاف زہر پھیلانے کی اجرت دی جاتی ہے۔

میں اعلیٰ حضرت حضور نظام کو اس اہم اور ضروری مسئلہ پر خصوصیت سے توجہ دلا کر بندگان عالی سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی فرمائیں۔

یہ دو مثالیں تو میں نے بطور نمونہ پیش کی ہیں۔ اگر کسی دیانتدار اور محنتی کمیشن نے خفیہ تحقیقات کی تو صدہا نمک حراموں کے کچے چٹھے سامنے آئیں گے۔

جب پیشوا نہ پہنچے

کوئی ہفتہ مشکل سے ایسا گذرتا ہوگا جس میں سو، دو سو، پیشوا۔ خریداروں کے پاس نہ پہنچنے کی شکایت نہ آتی ہو۔

اس قسم کے تقریباً پانسو خطوط میرے پاس موجود ہیں، اور بیسیوں ہر ہفتہ دہلی کے پوسٹ ماسٹر کے حوالے کر دیے جاتے ہیں۔ جہاں تحقیقات کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ اور یہ تحقیقات بہی دلچسپ ہوتی ہے۔ کہ آج تک اس تحقیقات کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ تاہم میں اپنی کوششوں سے غافل نہیں ہوں۔

ماہ رواں کے پہلے ہفتہ میں میری ملاقات اتفاقاً ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانہ جات سے ہوگئی تھی۔ میں نے ان کو توجہ دلائی۔ انہوں نے ہمدردی کا اظہار کیا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ان کی ہمدردی کے باوجود تمیسو دہی اٹھے گا کیونکہ آر۔ ایم۔ ایس اور دیہاتی پوسٹ آفس اور دیہاتی پوسٹ مین اگر بے ایمان ہیں تو ان کا علاج اور ان پر گرفت آسان نہیں ہے۔

لیکن پوسٹ آفس کے لئے یہ بڑا ہی انتہائی شرم ناک ہے کہ وہ ڈاک کے ڈاکوؤں سے پیشوا کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا۔

تاہم خریداران پیشوا سے اتنی گذارش ہے کہ وہ پیشوا نہ پہنچنے کی صورت میں یہ خیال بھی نہ کریں کہ پیشوا شائع نہیں ہوا۔ یا قصداً پیشوا ان کو روانہ نہیں کیا گیا۔

پیشوا ہر قمری مہینہ کی ۷، ۸ تاریخ تک دہلی سے شائع ہو جاتا ہے۔ اور یہ قطعی ناممکن ہے کہ پیشوا شائع ہو اور کسی خریدار کو نہ بھیجا جائے۔ وہ شائع ہی خریداروں کے لئے کیا جاتا ہے۔ پھر خریداروں کو نہ بھیجنا چہ معنی؟

بہرحال انتہائی طور سے ۱۵ قمری تاریخ تک انتظار کیجئے اور ڈاک خانہ کے بے ایمان ملازموں کو دعائے خیر دیتے ہوئے ایک شکایتی خط پیشوا آفس میں اپنے نمبر خریداری کے ساتھ لکھ دیجئے۔ تاکہ کارکنان پیشوا آپ کے پتہ اور حساب کو چیک کرکے آپ کی شکایت کی تعمیل فوراً کرسکیں۔

بغیر نمبر خریداری لکھے جو بھائی شکایتی خط لکھتے ہیں، ان کا نہ جواب دیا جاتا ہے، نہ اس کی تعمیل کی جاتی ہے۔ کیونکہ پچاس ہزار ناموں کے رجسٹر میں سے محض حافظہ کی مدد سے کسی صاحب کا پتہ نکالنا قطعی ناممکن ہے۔

خریداری کا نمبر پتے کی چٹ پر داہنی جانب چھپا ہوا ہے اور اس نمبر سے کارکنان پیشوا یہ پتہ چلاتے ہیں، کہ شکایت کنندہ پیشوا کا خریدار بھی ہے یا نہیں؟ اکثر وہی لوگ نمبر خریداری نہیں لکھتے جو وی۔ پی واپس کر دیتے ہیں۔ اور دفتر کو دھوکہ دیکر مفت میں رسالہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک نئے آرڈیننس کی ضرورت

چونکہ اس وقت ملک کا امن خطرہ میں ہے۔ اور ہندوستان کو جنگی تیاریوں کے لئے سکون کی ضرورت ہے۔ لیکن بعض فرقہ پرست دیسی میلا اخبارات اپنی سرگرمیوں کو بند نہیں کرتے۔ اور اس کا اثر جرمنی۔ اور جنگو فتنہ کی امداد کے لئے [illegible] ثابت ہو رہا ہے۔ اس لئے ملک کی سب سے مقتدر جماعت انڈین نیشنل کانگریس نے اپنی تمام مخالفانہ سرگرمیاں باوجود حکومت سے ناراضگی کے بند کردیا۔

لیکن فرقہ پرست اخبارات بدستور ایسے مضامین شائع کررہے ہیں، جو ملک کے امن کے لئے مضر ہیں۔ اور بلیک میلر اخبارات اصلاح کے نام پر روپیہ حاصل کرنے کے لئے والیان ریاست کے خلاف ایسے مضامین شائع کررہے ہیں جن سے ریاست میں بے چینی پیدا ہو۔ اور ریاست کا حکمران فوج بھرتی اور جنگی فنڈ میں جس قدر امداد سکون کی حالت میں کرسکتا ہے شورش اور بے چینی کی حالت میں قطعی ناممکن ہے۔

اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ آرڈیننس کے ذریعہ اس قسم کی تمام سرگرمیاں جو جرمنی کے پانچویں کالم کا مصداق ہیں فوراً بند کیوں نہ کی جائیں اور خلاف ورزی کی صورت میں اخبار تا اختتام جنگ بند کردینا چاہیئے۔

مسلمانوں کا فرض

ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد حالیہ مردم شماری میں دس کروڑ سے زیادہ ہوگی۔ اور یہ وہ تعداد ہے۔ جو کسی ایک اسلامی سلطنت میں بھی مسلمانوں کی نہیں ہے۔ مسلمان ایک شجاعت پیشہ قوم ہے۔ اس وقت جبکہ مادر وطن کو مسلمانوں کی شجاعت اور دلیری کی ضرورت ہے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس ملک میں امن قائم رکھنے کی انتہائی کوشش کریں۔ اور اگر کوئی احمق ہندو کسی قسم کا ظلم بھی کرے تو انتہائی اشتعال کے باوجود قانون کو ہاتھ میں ہرگز نہ لیا جائے، بلکہ نزدیکی پولیس اسٹیشن پر خبر کردی جائے۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو صحیح حالات سے باخبر کیا جائے۔ تاکہ فتنہ آگے نہ بڑھے، اور اس کا انسداد ہوسکے۔

نیز ملک کی حفاظت کے لئے سرکاری فوج میں بکثرت بھرتی ہونا چاہیئے۔ سول گارڈ میں مسلمانوں کی اکثریت ہونی چاہیئے۔ اور اگر کانگریس اگر ملک کے امن کے لئے بھرتی کرے تو اس کے رضاکاروں میں بھی مسلمانوں ہی کی اکثریت ہونی چاہیئے۔

جو لوگ ملک کے امن کو خطرہ میں ڈالنے کی حرکات کے مرتکب ہوں گے ان کا ممکن ہے کہ جرمنی کے پانچویں کالم سے تعلق نہ ہو، لیکن وہ جرمنی کے ہمدرد ضرور ہوں گے۔ اور دشمن کی ہمدردی کے لئے کام کرنا ملک کے جنگی قانون کی خلاف ورزی ہے جس کی خلاف ورزی پر سنگین ترین سزا دینے کا آرڈیننس نافذ ہوچکا ہے۔

مسلمانوں کو یہ فرض اس لئے بھی انجام دینا چاہیئے کہ اس وقت تمام آزاد اسلامی حکومتیں جرمنی کی مخالف اور انگریزوں کی دوست ہیں نیز اس لئے بھی اس ملک کے امن کی حفاظت کرنا چاہیئے کہ اس ملک کا مستقبل انگریزوں کے بہترین مستقبل ہے۔ البتہ یہ

حکومت ہند نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ جنگ کے بعد ہندوستان کو درجۂ نوآبادیات دے دیا جائے گا جس کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ اس ملک میں جمہوری حکومت قائم ہوگی۔ اس میں مسلمان برابر کے حصہ دار رہیں گے۔ اور مسلمانوں کے لئے بھی اس میں امن قائم رہنا چاہیئے کہ اسلام فساد و بدامنی سے بیزار ہے۔ ان اللہ لایحب المفسدین۔

ہندوستان میں ایک نیا مذہب

گذشتہ مہینہ دو اہم واقعات مسلمانوں میں ایسے پیش آئے ہیں ان پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔

حضور سرورِ کائنات نے مسلمانوں کے لئے ایک دستور العمل عطا کیا، لیکن ہندوستان کا مسلم لیگی مسلمان حضور سرورِ کائنات کے دستور العمل کو ٹھکرا کر (نعوذ باللہ) ایک نیا مذہب جاری کر رہا ہے۔ جس میں قرآن و حدیث کی بجائے اپنے خود ساختہ اصولوں کی پیروی کی جاتی ہے۔ اس نئے مذہب میں غیر مسلموں کے لئے رواداری ہے یا نہیں۔ لیکن اس مسلمان کے لئے جو مسلم لیگ پر ایمان نہ لایا ہو۔ نہ رواداری ہے، نہ انصاف ہے، نہ شرافت ہے۔ نہ انسانیت ہے۔ اور مسلم لیگ کی اس شریعت حقہ میں اسلام کے اصول رواداری، محبت، درگذر کو کوئی دخل نہیں ہے۔

اگر مثال کے متلاشی ہو تو صرف دو صوبوں کی دو مثالیں خواجہ حسن نظامی صاحب (جو مسلم لیگ کے لئے مسٹر جینا سے کم کام نہیں کرتے) کی زبانی سن لو۔

(۱) صوبۂ بمبئی کے شہر احمد آباد میں حضرت خواجہ صاحب کے مریدین کا بہت بڑا حلقہ ہے۔ اور یہ سب اس طرح رہتے ہیں جیسے ایک کنبہ۔ ایک کے دکھ درد کو دوسرا اپنا دکھ درد سمجھتا ہے۔ یہی ان کے شیخ کا حکم ہے۔ ان مریدوں کی اکثریت مسلم لیگ کے اس پنتھ کو قبول کر چکی ہے جس کی تشریح میں نے مندرجہ بالا سطور میں کی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کے ان مریدوں میں ایک شخص بدر الدین راحتی کانگریسی خیال کا ہے، پڑھا لکھا پابند صوم و صلوٰۃ مسلمان ہے۔ وہ مسلم لیگ پر ایمان نہیں لایا۔ اس جرم میں اسلام کے ان مفروضہ علم برداران اسلام نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اس کی نابالغ بھانجی کی وفات پر اس کے جنازے میں شرکت نہیں کی۔ اور تمام مراسم میں اس غریب کا کانگریسی ہونے کے جرم میں بائیکاٹ کیا گیا۔

(۲) صوبہ بہار کے شہر پٹنہ میں ڈاکٹر سید محمود صاحب ایم۔ اے پی۔ ایچ۔ ڈی بیرسٹر کی صاحبزادی کا نکاح ہوا، سرکاری، نیم سرکاری، کانگریسی، نیم کانگریسی، اچھوت، عیسائی، ہندو، سکھ، پارسی، جینی سب ہی ہندوستانی شریک شادی ہوئے۔ لیکن مسلم لیگ کے ممبروں نے اس شادی کا بائیکاٹ کیا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے خلافت کی تحریک میں جیل خانہ کی آبادی میں اضافہ کیا، اپنی کامیاب پریکٹس کو مسلمانوں کی خدمت کے لئے چھوڑا، آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے آنریری جنرل سکرٹری کی حیثیت سے مسلمانوں کی خدمت کی۔ کانگریسی وزارت کے زمانہ میں پانسو روپے جیسی حقیر رقم پر وزارت قبول کی۔ (اس سے زیادہ تو ڈاکٹر صاحب کے مہمان خانے کا خرچ ہے) اور اس وزارت کے دور میں زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کی اور اردو کی خدمت کی، چونکہ وہ صوم و صلوٰۃ، ادائیگی زکوٰۃ وغیرہ میں مسٹر جینا سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔ اور وقت پر پابندی سے مذکورہ ارکان اسلام ادا کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ لیگ کے نئے مذہب کو نہیں مانتے۔ اس لئے ان کی معصوم بچی کی شادی کا بائیکاٹ ان مفروضہ علم برداران اسلام نے کیا، جو صحیح کلمہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ جن کو نماز پڑھنی بھی نہیں آتی جنہوں نے ساری عمر کبھی روزہ نہیں رکھا۔ جن کو ادائیگی زکوٰۃ کی کبھی توفیق نہیں ہوئی۔ ان محافظین اسلام نے اس آل رسولؐ کی خوشی اور اس معصوم سیدانی کے نکاح مسنونہ کا بائیکاٹ کر کے حضور سرورِ عالمؐ کا اتباع تو نہیں کیا۔ البتہ شعب ابی طالب کے محاصرین کا اتباع ضرور کیا۔

کیونکہ حضور سرورِ عالمؐ کی زندگی میں تو یہودیوں، اور منافقوں کے ساتھ بھی رواداری، محبت، اور درگذر کی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں لیکن عبداللہ ابن ابی، اور عبداللہ ابن سبا کے ماننے والے جو کریں اس سے اسلام بری ہے۔ اور اس کا چالیسواں حصہ بھی حضور سرکار دو عالمؐ کی زندگی میں تلاش کرنے سے نہیں ملتا۔ اور قرآن حکیم نے صرف رسول اللہؐ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع کا حکم دیا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

پھر کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ مسلمانوں کے اس غیر اسلامی کردار پر سختی سے گرفت کی جائے۔ اور مسلم لیگیوں کو صحیح اسلام سے آشنا کرایا جائے اور قول کے ان غازیوں کو عمل کے غازیوں کی زندگی سے روشناس کرایا جائے۔

گورنر یو۔ پی کو الٹی میٹم

گذشتہ مہینہ یو۔ پی کے گورنر صاحب کو ایک دلچسپ الٹی میٹم مسلمانوں کی جانب سے دیا گیا تھا جس میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ شیعہ سنی قضیہ کو جلد از جلد طے کرا دیں۔ ورنہ یہ غازیان اسلام لکھنؤ پہنچ کر اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیں گے، اور قید و بند کو دعوت دیں گے۔ ان دستخط کنندگان میں بہت سے خطاب یافتہ بھی تھے اور شمس العلماء امام جامع مسجد بھی تھے۔

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے (غالب)

اللہ اللہ! امام جی اور گورنر صاحب کو الٹی میٹم! "سستی شہرت حاصل کرنے" اور مفت میں خادم اسلام بننے" میں کچھ تباہی کیا تھا؟ جامع مسجد کے سلسلہ میں مسلمانوں کی مخالفت کا رُخ پھیر نے کا اس سے سستا نسخہ ملنا مشکل تھا۔ چنانچہ ہلدی لگی نہ پھٹکری رنگ چوکھا آیا۔ لیکن اسے کیا کیجئے کہ لکھنؤ کے کم بخت شیعہ، سنی کسی طرح مانتے ہی نہیں۔ جن لوگوں نے مسٹر جینا کو دھتکار دیا ہو، ان سے یہ توقع رکھنی کہ امام جی کی دھمکی میں آئیں گے۔ بھلا امام جی جن کا اثر اپنی گلی اور اپنے نمازیوں پر تو پھوٹی کوڑی کے برابر بھی خاک نہیں، لکھنؤ والے ان کا کیا اثر قبول کرتے۔

بیچارے بُری طرح پھنسے ہیں، نہ الٹی میٹم واپس لے سکتے ہیں اور نہ میدان میں آنے کی ہمت ہے۔ دیکھیے گرگٹ کی طرح اب کونسا رنگ بدل کر اس جنجال سے نجات پاتے ہیں۔

مسٹر جینا چاروں شانے چت

بمبئی میں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے دو تجویزیں پاس کیں۔

(۱) مسلم لیگ کا کوئی ممبر وار بورڈ میں تا اطلاع ثانی شرکت نہ کرے۔

(۲) مسلم لیگ کا کوئی ممبر ہندو مسلم سمجھوتے کے متعلق کسی کانگریسی سے گفتگو نہ کرے۔

جب مسلم لیگ ہائی کمانڈ نے یہ تجویزیں پاس کی تھیں، اُسی مسلم لیگ ہائی کمانڈ نے ان تجویزوں کو ۲۴ گھنٹہ گذرنے سے پہلے توڑا۔ اور اس کے بعد اسّی فی صدی مسلم لیگیوں نے تمام ہندوستان میں لیگ ہائی کمانڈ کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ اس کے برعکس کانگریس کے ایک فرد نے بھی کانگریس ہائی کمانڈ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لیگ کا اپنے ممبروں پر کہاں تک کنٹرول ہے۔ اور کانگریس میں کتنا ڈسپلن ہے۔

تازہ اطلاع یہ ہے کہ سر سکندر حیات پریمیر پنجاب حضرت علامہ ابوالکلام آزاد سے ہندو مسلم سمجھوتہ پر گفتگو کرنے نینی تال تشریف لے گئے۔

کیا لیگی حلقوں کی یہ خود غرضیاں، یہ انتشار یہ ثابت نہیں کرتا کہ خود مسٹر جینا کو مسلم لیگ کا بھی اعتماد حاصل نہیں۔ وہ کروڑ مسلمانوں کی تو کیا خاک نمائندگی کریں گے؟

پراونشیل آزاد مسلم کانفرنس

جولائی کے آخری ہفتہ میں لکھنؤ میں یو۔پی آزاد مسلم کانفرنس کا اجلاس ہوگا۔ اور اگست میں سندھ پراونشیل کانفرنس کا اجلاس ہوگا اور ستمبر میں بمبئی پراونشیل کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

کیونکہ ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر ہر لمحہ حالات تبدیل ہو رہے ہیں، اس لئے آزاد خیال مسلمانوں کا یہ اجتماع اگرچہ نام کو صوبہ وار ہو رہا ہے، لیکن ہوگا آل انڈیا۔ تاکہ جو سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں یا پیدا ہوں، ان کو سلجھانے کے لئے آزاد خیال مسلمان ایک جگہ سر جوڑ کر بیٹھ سکیں۔

افسوس ہے کہ آزاد کانفرنس کے بورڈ کا کوئی جلسہ ابھی تک نہیں ہوا۔ حالانکہ اس جلسہ میں مسلمانوں کے مطالبات کانگریس کے سامنے پیش کرنے کے لئے طے کرنے تھے۔

امید ہے کہ کارکنان بورڈ جلد از جلد جلسہ منعقد کر کے اس اہم کام کو جلد از جلد انجام دیں گے۔

حکومت پنجاب کی بدحواسی

خاکساروں سے پنجاب میں ایک عرصہ سے کشمکش جاری ہے لیکن حکومت پنجاب کی بدحواسی ملاحظہ ہو کہ اس نے حضرت مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین کو گرفتار کر لیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ حکومت پنجاب عدالت میں مولانا کے خلاف کس نوعیت کا ثبوت پیش کرے گی۔ لیکن یہ اطلاع کس قدر شرمناک ہے کہ حضرت مولانا جیسے متبحر، موڈریٹ، با اثر اور اونچی پوزیشن کے عالم کو حوالات میں سی کلاس میں رکھا گیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ مولانا لاکھوں دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اور خصوصاً درس قرآن کے سلسلے میں انہوں نے ہزاروں نوجوان تعلیم یافتہ مسلمانوں کو راہِ ہدایت دکھائی۔ ان کا طرزِ معاشرت کافی بلند ہے۔ اور اگر حکومت ان کو بی کلاس میں جگہ دے دیتی تو نہ اس کا کوئی برا اثر ہوتا۔ پنجاب میں گرفتاریوں کا جو سلسلہ جاری ہے، وہ حکومت پنجاب کی بدحواسی کو بخوبی ظاہر کرتا ہے۔ پنجاب کی اس نیم مسلم لیگی حکومت نے جو زیادتی مسلمانوں پر کی ہے۔ کیا اس کے عشر عشیر بھی کسی کانگریسی حکومت میں ہوئی؟

حکومت بنگال کا شاندار کارنامہ

بنگال میں مسلم لیگی حکومت ہے، اور اس کے چیف منسٹر اپنے تئیں "شیر اسلام" کہلوانا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ ان "شیر اسلام" سے اسلامی پریس نے متعدد مرتبہ "بک آف تاریخ" کو ضبط کرنے کی درخواست کی۔ اس ملعون کتاب میں حضور سرور کائنات ﷺ کی شان میں نہایت دلیری سے گستاخی کی گئی تھی، لیکن مفروضہ "شیر اسلام" نے مسلمانوں کی اس آواز کو اپنے بہرے کانوں سے سننے کی بھی

دسمبر [illegible] فرمائی. کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اسی بنگال میں [illegible] آف انڈیا نامی اخبار جو وزارت کا حامی اخبار کہا جاتا ہے اور محافظت اسلام کے غم میں اس کا اڈیٹر گھلا جاتا ہے۔ اس نے سری کرشن جی کی شان میں کچھ گستاخی کی۔ شیر اسلام کی رگ اسلام پھڑکی تو انہوں نے اسٹار آف انڈیا سے فوراً ضمانت طلب کر لی۔

میں ان اخبارات کے ایڈیٹروں کو قابل گردن زدنی سمجھتا ہوں، جو بزرگان مذاہب کی توہین کرتے ہیں، لیکن یہ بات اب تک سمجھ میں نہیں آئی کہ سری کرشن جی کی توہین پر فوراً نوٹس لیا گیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین پر چیف منسٹر ٹس سے مس نہ ہوئے۔

کیا بنگال میں کوئی مسلم لیگ ہے؟ کیا بنگال میں مسلمان آباد ہیں؟ اور کیا بنگال کے مسلمان سُن رہے ہیں؟

اوچھے ہتھیار

میری مخالفت میں بہت ہی کمینے، اور ذلیل طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ تاکہ میں اصل مقصد سے ہٹ کر ان کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس جاؤں، اور مخالفین کا مقصد حاصل ہو جائے میں اگر ان الزامات کو اور ان سازشوں کو شائع کروں، جو میرے خلاف کی جا رہی ہیں تو مشیر کی کئی اشاعتیں بھی کافی نہ ہوں۔ لیکن کتے بھونکتے ہیں، اور قافلہ منزل پر پہنچتا ہے کے اصول پر عمل کرتے ہوئے سردست خاموش ہوں، اور ان تمام ابلیسانہ سازشوں سے بچنے کی دعا مانگتا ہوں، اور اس خداوند قدوس کی پناہ چاہتا ہوں، جس نے اب تک میری حفاظت کی ہے۔

چونکہ مجھے مختلف طریقوں سے سرکاری حلقوں میں امام جی بدنام کرتے ہیں، اور غیر سرکاری حلقوں میں ان کے شورہ دے جن کو غالباً شستہ وقتی طرح دس دس، پانچ پانچ روپیہ مہینہ مسجد کے فنڈ سے دیا جا رہا ہے بدنام کرتے ہیں۔ اس لئے میں پھر ان شرائط کو جن پر امام جی سے صلح ہو سکتی ہے شائع کرتا ہوں، اور یہی شرائط ہیں جن سے عوام مطمئن ہو سکتے ہیں۔ اور یہی شرائط میں نے تمام "پیس میکر" حضرات کے سامنے اب تک پیش کی ہیں۔

(۱) جامع مسجد کمیٹی کے ممبر کم سے کم ۲۵ ہوں۔ اور ان کو عام مسلمان ۳ سال کے لئے انتخاب کیا کریں۔

(۲) امام متقی ہو، ذی علم ہو، متدین ہو، اصل نسل سے سید ہو، مسجد کا منتظم نہ ہو، عام مسلمانوں کی رائے سے منتخب ہو،

(۳) گذشتہ چالیس سال کا حساب گورنمنٹ کے سند یافتہ اڈیٹر سے چیک کرایا جائے اگر غبن ثابت ہو تو موجودہ ممبران سے وصول کیا جائے۔

(۴) تاجدار افغانستان کے عطیہ (چاندی کے جھاڑ) کی چوری کی تحقیقات بذریعہ آزاد کمیشن کی جائے، جس کی سازش یا غفلت ثابت ہو اس سے وصول کیا جائے۔

(۵) تمام مسلمان ریاستوں کے وظائف مسجد کے اخراجات کے لئے منتقل کئے جائیں۔

(٦) مسجد کے سموسوں کو صاف کر کے چمن بندی کی جائے۔

(۷) دار الافتاء اور کتب خانہ قائم کیا جائے۔

(۸) خیراتی شفاخانہ کھولا جائے (پوری دہلی میں مسلمانوں کا ایک بھی خیراتی ہسپتال نہیں ہے، اور غریب مسلمان بے غیرتی سے ہندوؤں کے خیراتی ہسپتال میں جاتے ہیں۔

(۹) کمرشل اور صنعتی کالج قائم ہو (پورے صوبہ میں ایک بھی درسگاہ مسلمانوں کی نہیں ہے)

(۱۰) کپڑے اور شوگر اور بناسپتی گھی کے مل کھولے جائیں (پورے صوبہ دہلی میں مسلمانوں کا ایک بھی مل نہیں ہے۔ اور مسلمان کاریگر ہندو ملوں سے صرف مسلمان ہونے کے جرم میں نکالے جا رہے ہیں۔

ان تمام شرائط سے میری ذات کو کیا نفع پہنچتا ہے؟ پھر امام جی کے گرگوں کا یہ کہنا کہ میں ذاتی اغراض کے لئے ان کی مخالفت کر رہا ہوں، بکواس، خباثت، دھوکہ اور فریب نہیں تو کیا ہے؟

اس اسکیم سے جامع مسجد کا انتظام صحیح اسلامی اصول پر ہوتا ہے، مسجد کے روپے کا تحفظ ہوتا ہے۔ چوروں یا غفلت شعاروں کا قلع قمع ہوتا ہے، مسلمانوں کو مفت کتابیں اور اخبار پڑھنے کو ملتے ہیں، مسجد کی خوب صورتی قائم رہتی ہے، آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ فتوے کیلئے دہلی ایک مرکزی مقام ہونے کی وجہ سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ غریب مسلمان مریض ہندوؤں کے خیراتی شفاخانوں میں جانے کی بے غیرتی سے بچتے ہیں۔ غریب مسلمان طالب علم تجارتی اور فنی تعلیم حاصل کرتے ہیں، ہندوؤں کے ملوں سے نکالے ہوئے بے سہارے اور بے روزگار مسلمان مزدور اسلامی ملوں میں کام سے لگتے ہیں۔

اس اسکیم سے صرف امام جی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور وہ اپنے نقصان کی حفاظت کے لئے مختلف طریقوں سے مختلف افراد کے ذریعہ ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ حتیٰ کہ سرکاری مشنری کو بھی کام میں لانے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اور کوئی طریقہ ایسا نہیں ہے جو ان کے امکان میں ہو اور اسے میری تباہی کیلئے وہ اختیار کرنے کیلئے تیار نہ ہوں۔

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین مجاہد کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ غازی صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۶۱)

اجماع کے حجت ہونے اور امر بالمعروف کا بیان

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ	مسلمانو! تم بہتر امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا ہوئی ہو تم ان سب سے بہتر ہو کہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے منع کرتے

ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

تفسیر:۔ امام زاہد رح کہتے ہیں کہ مسلمانان مدینہ یہود سے کہا کرتے تھے کہ ہمارا دین تمہارے دین سے اور ہم (یعنی مسلمان) تم (یعنی یہود) سے بہتر و افضل ہیں۔ اس پر خداوند تعالےٰ نے تصدیق قول کے طور پر یہ آیت نازل فرمائی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! خدا کے علم میں یا لوح محفوظ میں تم بہترین امت ہو۔ یا یہ کہ امم سابقہ میں سے ان امتوں میں جن کو خدا نے بہترین امت بتایا ہے، تم بہترین ہو اور تم کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تم انبیاء سابق کی دعوت دین کی شہادت دو یا تم کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تم کافروں سے قتال کرو، اور عام مسلمانوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے رہنمائی کرو۔ اس موقع پر امر بالمعروف سے مراد حضور ؐ اور قرآن پر ایمان لانا اور طاعات پر قائم رہنا ہے، اور نہی عن المنکر سے مراد کفر اور تمام معاصی سے اجتناب کی ہدایت ہے اور ایمان باللہ سے یہ مراد ہے کہ تم خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ تمام احکام الہی اور تمام رسل و کتب الہی کو تسلیم کرنے میں مستقل رہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی شکوک و شبہات پیدا نہ ہونے دو۔

آیت بالا سے واضح ہوتا ہے کہ امت محمدی ؐ بہترین امت ہے اور یہ شرف اس امت کو اس بنا پر حاصل ہوا ہے کہ اس کا دین دین کامل ہے۔ پھر اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب امت محمدی ؐ تمام امتوں میں بہتر ہے تو اس کا نبی بھی تمام انبیا میں افضل و بہتر ہے۔ پھر اسی آیت سے امر بالمعروف کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

امام فخر الاسلام بزدوی رح لکھتے ہیں کہ اسی آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اجماع امت شرع میں مقبول ہے، یعنی علماء حق کا کسی امر عام اتفاق شرعی حیثیت سے معتبر و مستند ہے۔

(۶۲)

سود کی حرمت جنت دوزخ کے مخلوق ہونے وغیرہ مسائل کا بیان

یاایھا الذین امنوا لاتاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفہ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ واتقوا النار التی اعدت للکافرین۔ واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون۔	ایمان والو! دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ۔ اللہ سے ڈرو کہ تمہارا بھلا ہو۔ اس آگ سے جو کافروں کے لئے مہیا کی گئی ہے بچو۔ اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم مانو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر:۔ اس آیت میں سود کی بابت یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمانو! سود کا کھانا حرام ہے تم سود کھانے کے معاملہ میں خدا سے ڈرو تاکہ تم کو دوزخ سے نجات مل جائے۔ اور سود کے حرام ہونے کے معاملہ میں یا سود کو حرام ماننے میں خدا و رسول کے حکم کی اطاعت کرو۔

آیت میں اضعافاً مضاعفہ (دوگنا چوگنا) کا لفظ آیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں اور حرمت سود کا حکم نازل ہونے سے پہلے عرب میں یہ دستور تھا کہ جب قرض کی میعاد گذرجاتی تھی تو قرض خواہ یہ کہہ دیتا تھا کہ یا تو فوراً روپیہ ادا کردو، اور یا سود کی مقدار بڑھادو تاکہ میں ادائے قرض کی مدت بڑھادوں اور اسی طرح قرض کی مدت کے ساتھ ساتھ برابر سود بڑھتا رہتا تھا یہاں تک کہ دگنا چوگنا سود ہوجاتا تھا۔ خداوند تعالےٰ نے آیت میں اسی کا ذکر کیا ہے مطلب یہ ہے کہ سود تو مطلقاً بغیر کسی قید کے حرام و ممنوع ہے لیکن اس کی یہ صورت جو عرب میں رائج تھی بدترین صورت ہے اور وہ ہر حال میں حرام ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت باشندگان طائف کے حق میں
زل ہوئی تھی جو ایک روپیہ کو دو روپے کے بدلہ میں لوگوں کو سود
ر دیا کرتے تھے۔ اس آیت میں محض اس طریقہ کی حرمت بیان کی گئی ہے
ور مطلق سود کی حرمت پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

سود کی مطلق حرمت کا ذکر اوپر کی آیات میں ہو چکا ہے۔ اس
وقع پر اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ جو دوسرے مسائل
احکام اس آیت سے مستنبط ہوتے ہیں اُن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

علمار نے اس آیت سے یہ ثابت کیا ہے کہ گناہ کبیرہ کے ارتکا
سے مومن ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا اس لئے کہ سود خوری گناہ
کبیرہ ہے۔ اور آیت بالا میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مومنین تم سود کو
کھاؤ۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ سود خوری کے بعد بھی ایمان باقی رہتا ہے۔

امام زاہدی رح کہتے ہیں کہ اس آیت سے فرقہ مرجیہ کے
س عقیدہ کی بھی تردید ہو جاتی ہے کہ گناہ ایمان کے لئے ضرر
ساں نہیں ہے اور گنہگار مومن کو دوزخ میں نہ ڈالا جائے گا اور
ں کو آخرت میں عذاب نہ ہوگا۔ امام زاہدی رح فرماتے ہیں کہ خداوند
الے نے اس آیت میں مومنوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر انہوں
، محارم سے اجتناب نہ کیا اور خدا کے احکام کی خلاف ورزی
، تو ان کو اُس آگ (دوزخ) سے ڈرنا چاہیئے جو کافروں کے
، تیار کی گئی ہے اور اسی بنا پر حضرت امام ابو حنیفہ رح نے یہ فرمایا
، کہ قرآن مجید کی آیات میں یہ آیت سب سے زیادہ خوف دلانے
لی ہے"

علامہ تفتازانی رح فرماتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ نے اپنے
م میں یہ بتایا ہے کہ دوزخ و جنت کافروں اور مومنوں کے لئے
کر لی گئی ہیں۔ اس ارشاد خداوندی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
ت و دوزخ موجود ہیں اور خداوند تعالےٰ نے ان کو پیدا کر دیا

ہے اور حق یہی ہے کہ دوزخ و جنت کو خدا نے پیدا کر دیا ہے
اور وہ موجود ہیں۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ دوزخ و جنت اس وقت موجود نہیں
ہیں بلکہ خداوند تعالے قیامت کے دن ان کو پیدا کرے گا اور
وہ یہ آیت اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں:-

تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا۔
یہ دار آخرت ہم نے انہیں کے لئے بنایا ہے جو زمین میں سرکشی اور فساد نہیں کرتے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ معتزلہ کا یہ خیال باطل ہے اور جس
آیت کو وہ ثبوت میں پیش کرتے ہیں، اس سے یہ عقیدہ ثابت نہیں
ہوتا۔ اس لئے کہ آیت مذکورہ سے متقین کے انجام کا ثبوت ملتا ہے
یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ان کو جنت میں داخل کیا
جائے گا، اور ان کے نیک اعمال کا بدلہ ان کو ملیگا۔ یہ ثابت نہیں
ہوتا کہ جنت و دوزخ کو بھی قیامت کے دن پیدا کیا جائے گا۔

پھر قرآن مجید میں جگہ جگہ متقین کے لفظ کو کافرین کے مقابلہ
میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت متقین کے لئے
ہے اور دوزخ کافروں کے لئے۔ اب ایک اور درمیانی چیز
یہ رہ جاتی ہے کہ جو لوگ نہ تو متقی ہوں اور نہ کافر، ان کے لئے کون
سی جگہ ہوگی۔ یعنی مثلاً جو مسلمان گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے،
انکو دوزخ و جنت میں سے کسی ایک جگہ بھیجا جائیگا یا وہ اعراف میں رکھے
جائیں گے، اس کا جواب علمار اہل سنت والجماعت نے یہ دیا ہے کہ گناہ کبیرہ
کے مرتکب مسلمان کو اول دوزخ میں بھیجا جائیگا اور جب وہ اپنے گناہ کے
بقدر دوزخ میں عذاب کا ذائقہ چکھ لیگا تو اس کو دوزخ سے نکال کر جنت
میں داخل کر دیا جائیگا۔ اس جواب سے یہ معلوم ہوا کہ جو چیز ایک کیلئے وضع کی گئی ہے
اس میں تبعاً دوسرا بھی شریک ہو سکتا ہے۔ مثلاً جنت کو پرہیزگاروں کیلئے بنایا گیا ہے

ادب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(حضور سرور کائنات کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیم پر ایک نایاب عربی کتاب کا ترجمہ و تشریح جو صرف پیشوا کیلئے مخصوص ہے)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۴۳)

صلہ رحم۔ عمر کو بڑھاتا اور رزق میں زیادتی کرتا ہے

عن ابی هريرة رضؓ انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول من سره ان يبسط له فی رزقه وان ينسأ له فی اثره فليصل رحمه رواه الترمذی بلفظ ان صلة الرحم محبته فی الاهل مثراة فی المال. منساة فی الاثر۔

ابو ہریرہ رضؓ (یا انس رضؓ) کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند آئے کہ اس کی روزی میں کشادگی رہے اور اس کی موت دیر سے آئے تو اس کو چاہیئے کہ وہ رحمی رشتہ داروں سے سلوک کرے اور صحیح ترمذی میں یہ روایت ان الفاظ سے ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ صلہ رحم خاندان میں محبت پیدا کرتی اور مال کو بڑھاتی ہے اور موت دیر سے آتی ہے۔

تشریح الفاظ:۔ بسط کے معنی ہیں پھیلانا اور وسعت دینا، یعنی کشادگی پیدا ہونا۔

رزق عطا جاری کو کہتے ہیں یعنی جس کا سلسلہ برابر جاری رہے جیسے تنخواہ دار ملازم کی تنخواہ یا روزینہ اور رزق اس چیز کو بھی کہتے ہیں جو غذا کے طور پر استعمال میں آتی ہے۔

النساء کے معنی تاخیر اور دیر کے ہیں کسی شے کا اثر اس کو کہتے ہیں جو اس سے پیدا ہو یا اس کے وجود پر دلالت کرے۔ ان معنی کے اعتبار سے رفتار یا چلنے کا اثر قدم کے وہ نشانات ہیں جو زمین پر پائے جائیں۔ اس موقع پر اثر یا انساء سے مراد عمر کی مدت ہے یعنی زندگی کا بقیہ حصہ۔ بقیہ عمر کو اثر اس لئے کہتے ہیں کہ ایام عمر کا سلسلہ رفتار کی طرح جاری رہتا ہے اور روزانہ اس کے گذرنے کے نشانات۔ نشانات قدم کی طرح محسوس ہوتے ہیں۔ یعنی انسان جب تک زندہ رہتا ہے حرکت میں رہتا ہے اور حرکات کے نشانات باقی رہتے ہیں اور جب انسان مرجاتا ہے حرکات ختم ہوجاتی ہیں اور کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ یا اثر سے مراد انسانی خوبیوں کا ذکر ہو۔

رحم کے معنی قرابت کے ہیں۔ یعنی وہ قرابت جس کا تعلق رحم سے وابستہ ہو۔ اس قرابت کو رحمی قرابت اس لئے بھی کہتے ہیں کہ وہ رحم اور ہمدردی کی داعی ہوتی ہے اور صلہ رحم کا مطلب قرابت داروں سے ملنا جلنا۔ جسمانی اعانت کرنا۔ اگر وہ غریب و مفلس ہوں تو صدقہ کے مال سے ان کی مدد کرنا اور خوش حال و دولت مند ہوں تو ہدیہ دینا ہیں۔

تشریح معانی:۔ حضورؐ نے اپنے اس ارشاد میں صلہ رحم کے دو نتیجے بتائے ہیں ایک تو رزق میں کشادگی اور وسعت اور دوسرے اثر یعنی بقیہ زندگی میں تاخیر یا زیادتی۔ پہلے نتیجہ کی صورت یہ ہے کہ صلہ رحم یعنی قرابت داروں سے سلوک و احسان کے سبب قرابت داروں کی محبت و مودت اس سے بڑھ جاتی ہے اور وہ اس کے کاموں میں اس کو مدد دے کر اس کی ثروت کے بڑھنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ یعنی جب انسان اپنے قرابت داروں سے احسان و سلوک کرتا ہے تو قرابت دار اس کے کاروبار میں ترقی کے کوشاں رہتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی سعی کرتے ہیں۔ مثلاً اس کی دوکان کے مال کی تعریف لوگوں میں کرتے ہیں۔ اس کی دیانت اور شرافت کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور خریداروں کو اس کی دوکان پر بھیج کر اس کا مال بکواتے ہیں اور یہ صورت یقیناً منافع کی زیادتی اور ثروت میں اضافہ کی موجب ہے۔ یا ثروت و دولت کی زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب اپنے قرابت داروں سے احسان و سلوک کرتا ہے تو ان کی عداوت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور عداوت سے محفوظ ہو جانے کے معنی یہ ہیں کہ وہ دشمنوں کی دشمنی سے مامون ہو کر اپنا پورا وقت اپنے کاروبار میں صرف کرتا ہے اور اس سے اس کو خاطر خواہ نفع ہوتا ہے برخلاف مخالف صورت کے کہ قرابت داروں کی عداوت ہر وقت اس کو پریشان رکھتی ہے اور وہ دشمنوں کے مکر و فریب سے محفوظ رہنے کے لئے اپنا کافی وقت صرف کرتا ہے۔ اور یعنی

عدالتی کارروائیوں میں روپیہ کی بڑی تعداد کو بھی ضائع کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زر نقد بھی برباد ہوتا ہے اور کاروبار بھی خراب ہو جاتا ہے، اور نقصان ہی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

پھر صلۂ رحم یعنی قرابت داروں سے احسان و سلوک کرنا یعنی ان کی مالی اعانت کرنا گویا خداوند تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دینا ہے۔ جس کا صلہ مال میں برکت و زیادتی کی صورت میں خدا کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔

پھر صلۂ رحم کرنا یعنی قرابت داروں کی مدد کرنا تقویٰ کی بھی ایک صورت ہے اور اس طریق سے انسان متقیوں کے زمرہ میں شامل ہو کر خداوند تعالیٰ کے اس صلہ کا مستحق بن جاتا ہے۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ — جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے
مخرجا ویرزقہ من حیث — اللہ اس کے لئے نجات کا راستہ
لا یحتسب — نکال دیگا اور بے سان و گمان دے گا
ومن یتق اللہ یجعل لہ من — جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے
امرہ یسرا۔ — اللہ اس کا کام آسان کرتا ہے۔

پھر صلۂ رحم اعمالِ صالحہ میں بھی داخل ہے اور اعمالِ صالحہ کی نسبت خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے

ولو ان اھل القری امنوا — اگر بستی کے لوگ ایمان لاتے اور
واتقوا لفتحنا علیھم برکات — ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین
من السماء والارض ولکن — کی برکتیں کھول دیتے۔ لیکن انہوں
کذبوا فاخذناھم بما کانو — نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم
یکسبون — نے انکی شامت اعمال کی سزا دی۔

اب رہا صلۂ رحم کا دوسرا نتیجہ یعنی عمر کی زیادتی، اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ اگر ہم اثر کے معنے مرنے کے بعد انسانی خوبیوں کے ذکر کے لیں اور انساء کے معنے تاخیر اور طوالت کے تو مطلب یہ ہوگا مرنے کے بعد اس کی خوبیوں اور صفات کا ذکر لوگ کریں گے۔ اس کے احسانات پر دعائے خیر میں اس کو یاد رکھیں گے۔ اور عرصہ دراز تک اس کا سلسلہ جاری رہے گا۔ گویا مرنے والے انسان کا ذکر زندہ انسانوں میں مدتوں جاری رہے گا۔ اور اگر اثر کے معنے عمر کے بقیہ حصہ کے لیں تو مطلب یہ ہوگا کہ صلۂ رحم سے انسان کی عمر بڑھ جاتی ہے لیکن اس صورت میں حدیث کا یہ مفہوم خداوند تعالیٰ کے اس ارشاد کے موافق ہوگا۔

ولن یؤخر اللہ نفسا اذا — جب کسی کی موت آجاتی ہے تو
جاء اجلھا — اللہ کبھی اسے مہلت نہیں دیتا

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ بلا شبہ موت کا وقت معین ہے لیکن وقت کا یہ تعین اسباب کے ساتھ وابستہ ہے یعنی مدت کے اوقات بعض اسباب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً خدا نے یہ قاعدہ یا سبب مقرر کر دیا ہے کہ جو شخص صلۂ رحمی کرے گا اس کی عمر ساٹھ سال کی ہوگی اور جو صلۂ رحمی نہ کریگا یا قطعِ رحم کا مرتکب ہوگا اس کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ اس بنا پر اگر انسان صلۂ رحم کرے گا تو اللہ اس کی عمر کو چالیس سال سے بڑھا کر ساٹھ سال کر دے گا اس صورت میں موت کا وقت تو معین رہیگا لیکن یہ تعین اسباب یعنی صلۂ رحم یا قطعِ رحم سے وابستہ ہوگا۔

ایک اور لطیف تشریح طوالتِ عمر کی یہ ہو سکتی ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کی عمر میں اس طرح برکت عطا فرمائے کہ اس کی جسمانی صحت و قوت کو قائم رکھے عقل و تدبر مرحمت فرمائے، عزم و ارادہ کو مضبوط بنائے اور اعمالِ صالحہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ ایسی زندگی اگرچہ مختصر ہے لیکن حقیقت میں طویل ہوتی ہے کہ ہر شخص اس کی ذات سے فائدہ اٹھاتا ہے اس کو فائدہ پہنچاتا ہے، اس کا ہمدرد رہتا ہے، اور ہر کام میں اس کا ساتھ دیتا ہے، اور اس کے مرنے کے بعد مدتوں تک اس کو یاد رکھتا ہے۔ زندگی کی طوالت کے معنے یہ نہیں ہیں کہ وہ عرصہ دراز تک زندہ رہے بلکہ حقیقی طوالت اس زندگی کی ہے جس میں عظیم الشان کام عمل میں آتیں اور اعمالِ صالحہ کی یادگاریں قائم ہو جائیں۔ بہت سے لوگ سو سو برس تک زندہ رہتے ہیں لیکن بے عملی کی یہ زندگی ہر شخص کی نظر میں بیکار ہوتی ہے اور بہت سے اشخاص تیس چالیس کی عمر پاتے ہیں۔ لیکن اس عرصہ میں ان سے اس قدر شاندار کام اور امور انجام پذیر ہوتے ہیں جن کی یاد، جن کے منافع اور جن کے فوائد کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہتا ہے۔ حقیقت میں یہ مختصر عمر اعمال کے اعتبار سے بڑی طویل ہوتی ہے اور بے اعمالی کے سبب طویل زندگی مختصر زندگی کے برابر بھی نہیں ہوتی۔

خداوند تعالیٰ نے صلۂ رحم کا نتیجہ عمر میں برکت کو اس لئے قرار دیا ہے کہ جب انسان اپنے قرابتداروں اور عزیزوں سے احسان و سلوک کرتا ہے تو اعزہ و اقربا اس کی غیر معمولی عزت و عظمت کرتے ہیں اور اس سے اس کو غیر معمولی مسرت حاصل ہوتی ہے اور وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کی یہ عزت و حرمت اس کے اعمالِ صالحہ کی بدولت ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ کوشش اعمالِ صالحہ کی کرتا ہے اور اعزہ و اقربا کی نظر میں معزز و محترم رہنے کی کسی تدبیر کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور ہر وقت خوش رہتا ہے اور دوسروں کو خوش رکھتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو زندگی کو خوشگوار بناتی اور انسان کو زندگی کے حقیقی لطف سے آشنا کرتی ہے کیا ایسی زندگی قابلِ رشک نہیں ہے۔ کیا ایسی مختصر زندگی بیکار طویل زندگی سے بہتر نہیں ہے۔ کیا ایسی زندگی ہزاروں جیسی طویل زندگیوں سے شاندار نہیں ہے۔

حدیث مذکورہ بالا ہم کو بتاتی ہے کہ ایمان و اسلام میں راسخ العقیدہ بزرگ

ملفوظاتِ باقی باللہ رح

(ایک اہم اور معتبر کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ بخاری علوی کے ملفوظات تصوف کے نادر قلمی کتابوں سے اخذ کی گئی)

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۱۳۶) مشیخت خدا کی طرف سے عطا ہوتی ہے

آخر عمر میں حضرت خواجہ صاحب نے فرائض مشیخت سے کنارہ کشی کر لی تھی اور گوشۂ عافیت میں زندگی کے ایام بسر کرنے لگے تھے۔ مریدوں اور عقیدت مندوں نے جب ترک مشیخت کے ضرر کو محسوس کیا اور حضرت خواجہ کی گوشہ نشینی سے ان کو اذیت پہنچی تو ایک روز حاضر خدمت ہو کر ترک مشیخت اور انقطاع تعلق کا سبب پوچھا۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔

"ہم نے ایک واقعہ (یعنی تحریر) دیکھا جس کے آخر میں یہ عبارت تھی فبقیت وحیداً طریداً فریداً یعنی اب تم تنہا سب سے الگ اور خلوت میں رہو۔ اسی قسم کے اور واقعات بھی دیکھنے میں آئے، جن سے واضح ہوا کہ مریدوں اور عقیدت مندوں کو ایک وضع پر مقرر کر دیا جائے۔"

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ

"جب اللہ تعالیٰ کا فرمان اور مرضی یہ ہے کہ مشیخت کو ترک کر دیا جائے تو مریدوں، عقیدت مندوں اور دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ہم کو اپنی تربیت کے لائق نہ سمجھیں۔ اور اپنا مقصود حاصل کرنے کے لئے جہاں چاہیں چلے جائیں۔"

حضرت خواجہ رح کے اس ارشاد سے مرید بہت متاثر ہوئے اور حزن و ملال کے آثار ان کے چہروں سے ظاہر ہونے لگے تو حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔

"میں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم ضرور یہاں سے چلے جاؤ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تم مجھ کو تربیت سے بری الذمہ خیال کرو۔"

حضرت خواجہ صاحب کے ان ارشادات کا مطلب یہ تھا کہ مشیخت اور ترک مشیخت خدا کی مرضی پر موقوف ہے۔

(۱۳۷) شیخ کو اپنی موت کا علم ہو جاتا ہے

جن ایام میں حضرت خواجہ رح نے ارشاد و ہدایت کو ترک کر دیا تھا اور گوشۂ عافیت کو اختیار کر لیا تھا ایک عزیز نے عرض کیا کہ "تجرد و تنہائی اختیار کر لینے کا کیا سبب ہے؟" حضرت خواجہ رح نے اس کے جواب میں فرمایا کہ

"ہم کو ایک ایسا مقام دکھایا جاتا ہے جہاں پہنچنے کے لئے ہم کو مدتوں سے انتظار تھا۔"

عزیز مذکور نے پوچھا "اس مقام پہنچنے کا وقت کب ہے اور اس کے لوازم و آثار کیا ہیں؟" حضرت خواجہ رح نے جواب میں فرمایا کہ

"یہ اس وقت ہوگا جبکہ ہماری عمر چالیس سال کی ہو جائے گی اور اس کے لوازم و آثار یہ ہیں کہ اس وقت جو شخص ہم کو دیکھے گا سجدہ میں گر پڑے گا۔ (یعنی ہم کو دیکھ کر وہ رب العزت میں اپنا سر جھکا دے گا)"

اس کے بعد حضرت خواجہ رح نے مریدوں کی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا کہ

"جو لوگ اس وقت ہماری طرف متوجہ ہیں ان کے لئے ہمارا حاضر اور غائب رہنا دونوں یکساں ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ اپنے کام میں لگے رہیں۔ ہمارا غائب رہنا اور ان کے حالات دریافت نہ کرنا ان کی ترقیوں کے مانع نہیں ہے۔ البتہ اب ہم شیخ یا مرشد نہیں ہیں کہ اپنے اختیار سے ہم کسی کو کوئی فائدہ پہنچائیں۔ یہ بات اب ہمارے اختیار سے باہر ہے اور ہمارے درمیان سے یہ بات اٹھا لی گئی ہے۔"

(باقی)

سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی ہے)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۱۱۹) طبیب جسمانی اور طبیب روحانی

شیخ شبلی رح بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہوا اور لوگ مجھ کو شاہی شفاخانہ میں لے گئے۔ علی بن عیسیٰ وزیر نے خلیفہ سے میری علالت کا ذکر کیا اور خلیفہ نے سب سے بڑے طبیب کو میرے علاج کے لئے شفاخانہ میں بھیجا۔ طبیب نے پوری توجہ سے علاج کیا لیکن کسی دوا سے مجھ کو فائدہ نہ ہوا۔ طبیب نے علاج سے عاجز ہو کر کہا "اگر میرے جسم کا گوشت بھی آپ کی علالت اور مرض کے لئے مفید ثابت ہو تو مجھ کو اس سے عذر نہ ہوگا۔" طبیب نصرانی تھا میں نے اس کے جواب میں کہا "مجھ کو تو ایک معمولی چیز سے آرام ہو سکتا ہے۔" طبیب نے پوچھا "وہ کون سی چیز ہے؟" میں نے کہا "تم اپنا زنار توڑ ڈالو اور اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ پڑھ لو۔" طبیب نے فوراً زنار توڑ ڈالا اور کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ خلیفہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ رو پڑا اور کہا "ہم نے طبیب کو مریض کے پاس بھیجا تھا ہم کو یہ معلوم نہ تھا کہ ہم مریض کو طبیب کے پاس بھیج رہے ہیں۔" میں نے خلیفہ کے حضور میں یہ کہلا بھیجا کہ "طبیب وہ بھی تھا اس کی حکمت یا طب جسمانی امراض کے علاج پر مشتمل تھی اور اہل اللہ کی طب و حکمت اندرونی اسقام کے علاج پر مشتمل ہوتی ہے۔" کسی نے خوب کہا ہے۔

"جسمانی طبیب (طبیب تو ہے لیکن اس) کا قلب
بیمار ہے، ایسے طبیب کا طبیب کون ہے۔ وہ لوگ
اس کے طبیب ہیں جن کو خدا نے اپنے پاس سے علم
دیا ہے اور حکمت الہیہ عطا کی ہے کہ وہ ان کے
ذریعہ بیماروں کو شفا بخشتے ہیں۔"

(۱۲۰) بیت اللہ کی ایک خاصیت کا ذکر

ابراہیم خواص رح کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ جب کبھی سفر پر جاتے تو کسی کو اطلاع دیئے بغیر چھاگل ہاتھ میں لیکر روانہ ہو جاتے

حامد اسود رح کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ابراہیم خواص نے اپنی چھاگل اٹھائی اور روانہ ہو گئے میں ان کے پیچھے ہو لیا جب ہم دونوں مقام قادسیہ کے مقابل پہنچ کر ایک دوسرے سے ملے تو ابراہیم خواص نے مجھ سے پوچھا "حامد کہاں کا ارادہ ہے؟" میں نے عرض کیا "میں آپ ہی کے ساتھ چلا ہوں اور آپ ہی کے ساتھ رہوں گا۔" ابراہیم خواص رح نے کہا "میں تو مکہ جانا چاہتا ہوں" میں نے کہا "اور میں بھی مکہ ہی کا ارادہ رکھتا ہوں۔" مختصر یہ کہ دونوں روانہ ہوئے۔ تین روز کے بعد ہم کو ایک نوجوان ملا اور ایک دن رات ہمارے ساتھ خاموشی سے سفر کرتا رہا۔ لیکن اس عرصہ میں اس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی۔ ابراہیم خواص نے اس سے پوچھا "تم نماز کیوں نہیں پڑھتے نماز تو حج سے مقدم ہے۔" نوجوان نے کہا "شیخ مجھ پر نماز فرض نہیں ہے" ابراہیم خواص نے پوچھا "کیا تو مسلمان نہیں ہے؟" نوجوان نے کہا "میں مسیحی ہوں لیکن خدا پر پورا پورا بھروسہ رکھتا ہوں میرے نفس نے توکل پر اعتماد نہیں کیا تو میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے جنگل میں ڈالدیا جہاں خدا کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی تاکہ میں اپنے توکل کا امتحان کر سکوں۔"

ابراہیم خواص نے یہ سنکر اس سے کچھ نہ کہا اور وہ ہمارے ساتھ سفر کرتا رہا یہاں تک کہ ہم بطن مرو میں پہنچ گئے۔ ابراہیم خواص نے نوجوان سے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟" نوجوان نے کہا "عبدالمسیح"۔ ابراہیم خواص نے کہا "عبدالمسیح! یہ مقام مکہ کی دہلیز ہے یعنی حرم میں داخل ہے۔ خداوند تعالیٰ نے تم جیسے لوگوں کو حرم میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی ہے۔ اس لئے اب تم آگے نہ بڑھو کسی اور طرف چلے جاؤ۔"

چنانچہ ہم لوگوں نے اس نوجوان کو وہیں چھوڑ دیا اور مکہ میں داخل ہو گئے ایک روز ہم عرفات میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص غور سے ہم لوگوں کو دیکھتا ہوا ہمارے پاس آیا اس کے جسم پر احرام کے دو کپڑے تھے یعنی وہ احرام باندھے ہوئے تھا آخر اس نے ہم کو پہچان لیا اور ابراہیم خواص کے سر پر بوسہ دیا۔ ابراہیم خواص نے کہا "عبدالمسیح کیا بات ہے؟" نوجوان نے کہا "اب تو میں اس ذات کا غلام ہوں جس کا غلام مسیح ہے۔" ابراہیم خواص نے کہا "اپنا واقعہ بیان کرو۔" نوجوان نے کہا "تمہارے چلے آنے کے بعد

شرح دیوان حافظ رح

(از مدیر معاون)

زلفت ہزار دل بیکے تار مو بہ بست راہ ہزار چارہ گر از چار سو بہ بست

ترجمہ :- تیری زلف نے ہزاروں دلوں کو ایک بال کے تار میں باندھ رکھا ہے اور ہزاروں چارہ گروں کے راستوں کو چاروں طرف سے بند کر رکھا ہے۔

تشریح :- زلف سے مراد دنیا ہے اور تار مو سے مراد دنیا کے سامان عیش و عشرت ہیں اور چارہ گروں سے مراد اہل علم اور عقلا ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا نے اپنے اسباب تنعم کے ذریعہ عقلاء اور دولت مندوں کو ایسا پھانس رکھا ہے کہ نجات کی راہ ان پر بند ہو گئی ہے۔ یا یہ کہ اسباب عیش و عشرت نے ان کی تمام راہوں کو بند کر دیا ہے اور وہ دنیا میں اس قدر گھرے ہوئے ہیں کہ آخرت کی فکر ان سے دور ہو گئی ہے یعنی آخرت کو بالکل بھول گئے ہیں۔ یا یہ کہ دانشمند اور اہل علم اشخاص کو دنیا نے اپنا اتنا گرویدہ کر لیا ہے کہ انہوں نے مجازی کو حقیقت سمجھ لیا ہے اور حقیقت کی طرف ان کی توجہ بھی نہیں رہی ہے۔

تا عاشقاں ببوئے نسیمش دہند جاں بکشود نافہ و در ہر آرزو بہ بست

ترجمہ :- دنیا نے نافہ کو کھول دیا ہے تاکہ اس کے عاشق اس کی خوشبو یا نسیم کی آرزو میں اپنی جان کو قربان کر دیں لیکن ساتھ ہی آرزوؤں کے تمام دروازوں کو بند کر دیا ہے۔

تشریح :- یعنی دنیا نے آسائشوں اور لذتوں کے نافہ کو تو کھول دیا ہے تاکہ اس کی فرحت ناک نسیم لذتوں اور دلکشیوں کے حصول میں دنیا کے عاشق یا دنیادار اپنی جانوں کو قربان کر دیں اور آخرت کی آرزو اور خواہشات کے دروازوں کو بند کر دیا ہے کہ لوگ ادھر متوجہ ہی نہ ہوں مطلب یہ کہ دنیا نے اپنی تمام کیفیتوں اور دلچسپیوں کو دنیاداروں کے سامنے رکھ دیا ہے اور وہ ان میں اس قدر مشغول و منہمک ہیں کہ ہر قسم کی لذتوں کے حصول پر جان کی بازی لگا رہے ہیں لیکن آخرت کے دروازوں کو ان پر بند کر دیا ہے۔ تاکہ وہ ادھر متوجہ نہ ہوں۔ یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں اور مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ دنیا ایک ایسی چیز ہے کہ جو شخص اس کا شیدا ہو جاتا ہے وہ حقیقت سے بیگانہ بن جاتا ہے اور مجازی میں عمر کو صرف کر دیتا ہے۔

من دیوانہ شدم کہ نگارم چو ماہ نو ابرو نمود و جلوہ گری کرد و رو بہ بست

ترجمہ :- میں محبوب کا شیدا یا دیوانہ اس وجہ سے ہوا کہ اس نے نئے چاند کی مانند اپنی ابرو کو دکھایا۔ جلوہ گری کی یعنی اپنے حسن و جمال کی ایک جھلک دکھائی اور پھر اپنے منہ کو چھپا لیا۔

تشریح :- یعنی میں اس لئے پریشان و بدحواس ہوں کہ میرے معشوق نے (مجازی یا حقیقی) نئے چاند کے مانند اپنی ابرو کو دکھایا۔ حسن و جمال کی ایک جھلک دکھائی اور پھر روپوش ہو گیا۔ اب میں اس کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مضطرب ہوں۔ اگر مراد محبوب حقیقی لیا جائے تو ابرو کے دکھانے اور جلوہ گری کرنے سے مراد یہ ہوگی کہ مظاہر قدرت میں اس کا جلوہ نظر آیا اور مجھ کو حیرت کے عالم میں ڈال گیا۔ اب میں عالم حیرت میں پڑا ہوں اور دیدار کے حصول کی کوششیں اضطراب و حیرت سے کر رہا ہوں۔

ساقی بچند رنگ مے اندر پیالہ ریخت ایں نقشہا نگر کہ چہ خوش در کدو بہ بست

ترجمہ :- ساقی نے کتنی رنگ کی شراب پیالہ میں انڈیلی، ذرا ان نقش و نگار کو تو دیکھو جو اس نے کدو میں بنائے ہیں۔

تشریح :- ساقی سے مراد عام طور پر وہ شخص ہوتا ہے جو عاشق و معشوق کے درمیان کام کرتا ہے یا مراد محبت کی وہ تجلی ہے جس کی ایک جھلک نظر آ جائے۔ اس موقع پر اس سے مراد قضا و قدر سے ہے۔ اور کدو سے مراد آسمان ہے۔

یارب چہ سحر کرد صراحی کہ خون خم با نغمہائے قلقلش اندر گلو بہ بست

ترجمہ :- اے اللہ صراحی نے کیا جادو کیا کہ خم کے خون (شراب) کو اس کے قلقل کے نغموں نے گلے کے اندر بند کر دیا۔

تشریح :- اوپر کے دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ دوسرے شعر میں صراحی سے مراد وہ مقام ہے جس میں سالک حیرت زدہ رہتا ہے اور فتوحات کے آثار اس کے قلب پر نازل ہوتے رہتے ہیں اور خم سے مراد عشق و محبت ہے اور قلقل سے مراد فصاحت و بلاغت ہے۔

دونوں شعر کا مطلب یہ ہے کہ عشق کے ساقی یا قضا و قدر نے دنیا کے اندر اس کثرت سے مختلف چیزیں ظاہر کی ہیں کہ انسان ان کو دیکھ کر حیران ہے۔ آسمان کے نیچے جس قدر چیزیں رنگا رنگ موجود ہیں، ان کو کس خوبی سے آراستہ کیا ہے۔ اس پر غور تو کرو۔ اے اللہ صراحی نے یعنی سالک کے مقام تحیر نے کیا سحر کیا ہے کہ وہ باوجود فصیح و بلیغ ہونے کے اس مقام میں گونگا خاموش ہے اور اس کی زبان سے ایک حرف نہیں نکلتا ہے۔ یہ گویا اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ من عرف [illegible]

اسلامی فتوحات

(اسلامی فتوحات پر ایک محققانہ تصنیف جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گزشتہ سے پیوستہ)

قادسیہ کا دوسرا معرکہ

دوسرے دن صبح کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے مقتولین کی نعشوں کو میدان جنگ سے اٹھوا کر دفن کرایا اور زخمیوں کو مرہم پٹی کے لئے عورتوں کے حوالہ کیا اور اس کے بعد جنگ کی تیاریاں شروع کیں ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی کہ شام کی طرف سے غبار اٹھا اور شام کی امدادی فوج آ پہنچی۔

دمشق چونکہ قادسیہ سے پہلے فتح ہو چکا تھا، اس لئے عراق سے جو امدادی فوج آئی تھی اس کی نسبت حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہؓ کو یہ حکم دیا کہ عراق واپس بھیجدی جائے۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے عراقی فوج کا افسر ہاشم بن عتبہ بن وقاص (حضرت سعد کے بھتیجے) کو مقرر کیا اور عراق کی جانب روانہ کر دیا۔ یہ فوج عین موقع پر پہنچی۔ اس کے مقدمہ (ہراول) کا افسر قعقاع بن عمرو تمیمی ایک مشہور بہادر تھا۔

قعقاع ایک بہادر فوجی افسر تھے۔ انہوں نے قادسیہ کے قریب پہنچکر فوج کو جس کی تعداد چھ ہزار تھی چھ حصوں میں تقسیم کیا اور یہ حکم دیا کہ ایک حصہ لشکر اسلام کی طرف روانہ ہو۔ اور جب وہ میدان جنگ میں پہنچ جائے تو دوسرا آگے بڑھے اس کے بعد تیسرا۔ اس تدبیر سے ایک ایک ہزار کے دستے شام تک میدان جنگ میں پہنچتے رہے اور اللہ اکبر کے نعروں سے میدان جنگ کو ہلا دیا۔ اس تدبیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ قادسیوں پر مسلسل امدادی فوجوں کی آمد سے رعب طاری ہو گیا۔

قعقاع ہر دستہ کے پہنچنے پر اس کے ساتھ ہو جاتے اور دشمنوں پر سخت حملہ کرتے اور قادسیوں کی ہمت پست کر دیتے۔ میدان جنگ میں سب سے پہلے قعقاع ہی کا دستہ پہنچا اور انہوں نے فوراً میدان جنگ میں پہنچ کر ایرانیوں کو پکارا کہ کوئی بہادر ہو تو سامنے آئے۔ قعقاع کی آواز سنکر ایرانیوں میں سے ذو الحاجب یا بہمن نکلا۔ قعقاع نے اس کو پہچان لیا اور پکار کر کہا "ابو عبید سلیط اور جسر کے معرکہ کے مسلمانوں کا قاتل یہی ہے۔ ہاتھ سے نکلنے نہ پائے"! یہ کہہ کر پوری قوت سے اس پر حملہ کیا اور مار ڈالا اور اس کے بعد گھوڑے کو صفوں کے درمیان دوڑا کر مسلمانوں کو سکون و اطمینان کی ہدایت کی۔ اسلامی فوج کے دل خوش ہو گئے اور کل جو مصیبت انہوں نے برداشت کی تھی اس کا اثر دور ہو گیا۔ خصوصاً ذو الحاجب کے قتل نے ان میں مسرت کی لہر دوڑا دی۔ قعقاع اسلامی لشکر میں ایک گشت لگا کر پھر میدان جنگ میں پہنچے اور مقابل کو طلب کیا۔ ایرانی لشکر سے فیرزان اور بندوان دو بہادر نکلے۔ فوراً اسلامی لشکر سے حارث بن ظبیان آگے بڑھا اور قعقاع کے پاس پہنچ کر ایرانی افسروں پر حملہ شروع کر دیا۔ قعقاع نے فیرزان کو اور حارث نے بندوان کو مار ڈالا۔ اس کے بعد قعقاع نے پھر اسلامی لشکر میں ایک گشت لگایا اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا "مسلمانو! تلواروں کو نیام سے کھینچ لو۔ دشمن کے آدمیوں کی کھیتی انہیں سے کاٹی جاتی ہے"۔ اس کے بعد قعقاع پھر صفت سے باہر نکلے اور ایرانیوں سے مخاطب ہو کر کہا "کوئی بہادر ہو تو مقابلہ میں آئے"۔ ایرانی فوج میں سے بزرجمہر ہمدانی نکلا۔ قعقاع نے اس پہ حملہ کیا اور مار ڈالا۔ پھر سیستان کا شہزادہ شہر براز میدان میں آیا اور اعلاء بن قطبہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ دوپہر تک اسی طرح مقابلہ ہوتا رہا اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بہت سے ایرانی بہادر مارے گئے۔

قعقاع بن عمرو نے ہاتھیوں کا واقعہ سنکر ان کے خلاف یہ تدبیر کی کہ اونٹوں پر جھول اور برقعے ڈال کر ان کو ہاتھیوں سے زیادہ خوفناک بنا دیا۔ یہ مصنوعی ہاتھی دشمن کی فوج میں جس طرف جاتے تھے اس کے گھوڑے بدک کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور اپنی فوج کو سخت نقصان پہنچاتے تھے۔

مختصر یہ کہ دوپہر بعد عام حملہ شروع ہوا۔ مسلمانوں نے تازہ دم امدادی فوجوں کے ساتھ ایرانیوں پر اس قدر سخت حملے کئے کہ ان کے حواس باختہ کر دیتے۔ لڑائی کا یہ سلسلہ دوپہر سے آدھی رات تک جاری رہا اور اسلامی لشکر کی امدادی فوج کے دستوں کے ساتھ قعقاع بن عمرو نے آج کی جنگ میں ایرانیوں پر تیس حملے

لئے اور ایرانیوں کو سخت نقصان پہنچایا۔

قادسیہ کے دوسرے معرکہ کے دن جو یوم اغواث کے نام سے مشہور ہے ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ حضرت سعد رضؓ نے ابو محجن ثقفی مشہور بہادر اور شاعر کو قید کر دیا تھا۔ بعض مورخین کا بیان تو یہ ہے کہ شراب پینے کی علت میں ان کو قید کیا گیا تھا۔ لیکن صحیح روایت وہ معلوم ہوتی ہے جو خود حضرت ابو محجن سے اس سلسلہ میں نقل کی گئی ہے اور جس کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

دوپہر کو جب عام حملہ شروع ہوا اور ابو محجن نے کھڑکی سے مسلمانوں کو لڑتے دیکھا تو شجاعت نے ان کو بے چین کر دیا۔ اور انہوں نے حضرت سعدؓ کی بیوی سلمہ سے کہا "کیا یہ ممکن ہے کہ تم اس وقت مجھ کو چھوڑ دو اور بلقا (حضرت سعد رضؓ کے گھوڑے کا نام) میرے حوالہ کر دو تاکہ میں جنگ میں شریک ہو سکوں۔ میں خدا کی قسم کھا کر تم کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں زندہ بچا تو واپس آ کر خود بیڑیاں پہن لوں گا" سلمیٰ نے ان کی خواہش کو پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ مجبور ہو کر ابو محجن اپنی جگہ پڑے رہے اور حسرت کے ساتھ یہ اشعار پڑھتے رہے۔

کفی حزناان تردی الخیل بالقنا — اس سے زیادہ اور کون سا غم ہوگا
واترك مشدوداً علی وناقیا — کہ سوار نیزہ بازیاں کر رہے ہیں اور
اذاقمت عنانی الحدید واغلقت — میں زنجیروں میں بندھا ہوا پڑا ہوں
مصاریع من دونی تقم المنادیا — جب میں اٹھنا چاہتا ہوں تو زنجیر اٹھنے نہیں دیتی اور دروازے اس طرح بند کر دئے جاتے ہیں کہ پکارنے والا پکارتے پکارتے تھک جاتا ہے۔

ان اشعار سے سلمیٰ بہت متاثر ہوئیں اور زنجیریں کھول کر پاکاٹ کر ابو محجن کو چھوڑ دیا اور سعد کا گھوڑا حوالے کر دیا۔ ابو محجن گھوڑے پر سوار ہو کر خاموشی سے میدان جنگ میں پہنچے اور اسلامی لشکر کے داہنے بازو پر پہنچ کر ایرانیوں کے بائیں بازو پر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر سخت حملہ کیا اور اس کو پیچھے ہٹا دیا۔ پھر دشمن کے داہنے بازو پر پہنچے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر حملہ کیا اور اس کو بھی پیچھے ہٹا دیا یہاں تک کہ اسی طرح ایرانیوں کے مختلف مقامات پر متعدد حملے کئے اور ایرانیوں کو ان کے مقامات سے ہٹا دیا۔ لوگ ان کے حملوں سے حیران تھے اور ایک دوسرے سے دریافت کر رہے تھے کہ یہ کون شخص ہے۔ بعض کہتے تھے یہ شخص امدادی فوج کے افسر ہاشم کے ساتھیوں میں سے ہے۔ کسی نے کہا خود ہاشم ہی ہے۔ خود حضرت سعد رضؓ قصر کی چھت پر ان کے حملوں کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ حملوں کا انداز خواجہ محجن کا سا ہے۔ اگر وہ قید میں نہ ہوتے تو میں یہ کہتا کہ یہ ابو محجن ہی ہیں اور جس گھوڑے پر وہ سوار ہیں وہ میرا گھوڑا بلقا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال یہ تھا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں، بعض یہ بھی کہہ رہے تھے کہ اگر فرشتے انسانی شکل میں لڑا کرتے تو ہم ضرور یہ کہتے کہ یہ شخص فرشتہ ہے۔

غرض آدھی رات تک جنگ پوری شدت سے جاری رہی۔ جب دونوں فریق تھک گئے تو جنگ بند کر دی گئی اور ایرانی اور مسلمان اپنے اپنے مقامات پر چلے گئے۔ ابو محجن واپس آئے اور قید خانہ میں پہنچ کر اپنے ہاتھوں سے بیڑیاں اپنے پاؤں میں ڈال لیں۔ حضرت سعدؓ کی بیوی نے ان سے پوچھا "سعد رضؓ نے تم کو کس جرم میں قید کیا ہے؟" ابو محجن نے کہا "خدا کی قسم! نہ تو میں نے کوئی حرام چیز کھائی ہے اور نہ پی ہے۔ البتہ میں جاہلیت میں کثرت سے شراب پیتا تھا اور پھر میں شاعر آدمی ہوں۔ جاہلیت کے خیالات اور شاعری نے میری زبان سے یہ دو شعر نکلوا دیئے۔

اذامت فادفنی الی اصل کرمة — جب میں مر جاؤں تو مجھ کو انگور
تروی عظامی بعد موتی عروقها — کی جڑوں میں دفن کرنا، تاکہ میری
ولاتدفنی فی الفلاة فاننی — ہڈیاں مرنے کے بعد انگور کی
اخاف اذامامت ان لاذوقها — جڑوں سے تری حاصل کرتی رہیں
مجھ کو میدان یا جنگل میں دفن نہ کرنا کہ مرنے کے بعد میں اس کے ذائقہ سے قطعی محروم ہو جانے کا اندیشہ رکھتا ہوں۔

ان اشعار میں چونکہ شراب کی تعریف تھی اس لئے حضرت سعدؓ نے یہ سمجھ کر کہ ابو محجن شراب پیتے ہیں۔ ان کو قید کر دیا۔ صبح کو جب حضرت سعد رضؓ سلمیٰ سے ملے تو انہوں نے سارا واقعہ ان کو سنایا۔ حضرت سعد رضؓ نے فوراً ان کو آزاد کر دیا اور فرمایا "جاؤ میں تم سے اس وقت تک مواخذہ نہ کروں گا جب تک کہ تم کہتے رہو گے۔ البتہ اگر عمل کیا تو مواخذہ کروں گا" ابو محجن نے کہا "خدا کی قسم! اب میری زبان سے کوئی قبیح جملہ کبھی نہ نکلے گا۔

قادسیہ کے اس معرکہ میں مسلمانوں کے دو ہزار آدمی شہید اور زخمی ہوئے اور ایرانیوں کے دس ہزار سے زیادہ مارے گئے۔ مسلمانوں نے اپنے مقتولوں کو دفن کیا اور زخمیوں کو مرہم پٹی کے لئے عورتوں کے حوالہ کیا۔ قعقاع بن عمرو نے جنگ بند ہو جانے کے بعد اپنے ساتھیوں اور فوجی افسروں کو جمع کیا اور کل کی جنگ کی بابت مشورہ کیا۔

(باقی)

شرح مثنوی مولانا رومؒ

(از مدیر معاون)

دربیکے گفتہ کہ استادے طلب عاقبت بینی نیابی در حسب

ترجمہ:- ایک میں لکھا کہ استاد (مرشد) کو طلب کر. حسب ونسب یا مال ودولت عاقبت میں کام نہیں آتی.

عاقبت دیدند ہر گوں امتے لاجرم گشتند اسیر ذلتے

ترجمہ:- گذشتہ اقوام میں سے بہت سی قوموں نے مرشد کے بغیر عاقبت بینی کی کوشش کی لیکن وہ سب ذلیل ہوئیں. یا سب غلطی پر رہیں.

عاقبت دیدن نباشد دست باف ورنہ کے بودے ز دینہا اختلاف

ترجمہ:- عاقبت بینی اپنے ہاتھوں کا یا اپنی رائے کا کام نہیں اگر ایسا ہوتا تو ادیان میں اختلاف نہ ہوتا.

تشریح:- یہودی وزیر نے مسیحیوں کا پیشوا بن کر جو ہدایت نامے مختلف جماعتوں کو روانہ کئے تھے، ان میں سے ایک ہدایت نامہ کا مضمون یہ تھا کہ عاقبت بینی کے لئے کسی استاد. مرشد یا رہبر کو تلاش کرنا چاہیئے. اس لئے کہ ذاتی کمال یا علم ودرائے سے عاقبت بینی حاصل نہیں ہوتی. یعنی انسان کتنا ہی فاضل ہو رہنما کے بغیر حقیقت کو نہیں پا سکتا. گذشتہ قوموں نے اپنی رائے سے عاقبت بینی کی تھی یعنی انبیاء کا اتباع نہیں کیا تھا خود اپنی رائے سے ایک طریقہ اختیار کر لیا تھا. اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امر حق ان پر ظاہر نہ ہوا اور وہ ذلیل وخوار رہیں یا گمراہ رہیں. اگر عاقبت بینی رہنما کے بغیر حاصل ہو جایا کرتی تو پھر دینوں میں اختلاف واقع نہ ہوتا.

دریکے گفتہ کہ استا ہم توئی زانکہ استا را شناسا ہم توئی

ترجمہ:- دوسرے ہدایت نامہ یہ لکھا کہ استاد. رہنما اور مرشد تو خود تو ہی ہے. اس لئے کہ استاد کو شناخت کرنے والا بھی تو ہے. ڈھونڈنے کا کام بھی تو تم ہی کرتے ہو.

مرد باش و سخرۂ مرداں مشو رو سر خود گیر و سرگرداں مشو

ترجمہ:- مستقل مرد یعنی اہل رائے بنو. دوسرے آدمیوں کے محکوم نہ بنو. اپنے کام میں لگو. اور مرشد کی تلاش میں سرگرداں نہ ہو.

چشم بر سرّت بدار و از خلاف دور شو تا یابی از حق ایتلاف

ترجمہ:- اپنے راز یعنی اپنے قلب اور رائے پر نظر رکھو اور اس کے خلاف عمل نہ کرو تاکہ حق تعالےٰ کا وصال نصیب ہو جائے.

تشریح:- یہ ہدایت نامہ پہلے ہدایت نامہ کے خلاف ہے. پہلے استاد بنانے کی ہدایت تھی اور اس میں یہ ہدایت ہے کہ استاد بنانا بیکار ہے. تم خود ہی استاد ہو اس لئے کہ استاد کا انتخاب تم خود ہی اپنی رائے سے کروگے. اگر تمہاری تحقیق اور رائے قابل عمل نہیں ہے تو استاد کی شناخت بھی صحیح نہ ہوگی اور اگر تمہاری تحقیق اور رائے قابل عمل ہے تو استاد کی ضرورت ہی نہیں ہے. تم اپنی رائے اور تحقیق پر مضبوطی سے قائم رہو اور دوسرے آدمیوں کا کھلونا یعنی محکوم نہ بنو. اپنا کام کئے جاؤ اور استاد کی تلاش میں سرگرداں نہ ہو. اپنے قلب اور رائے پر نظر رکھو اور اس کی مخالفت سے دور رہو. یعنی اپنی تحقیق اور رائے کے خلاف عمل نہ کرو تاکہ تم کو خداوند تعالےٰ کا وصال نصیب ہو جائے.

مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ امور شریعت میں استاد یعنی پیغمبر کی متابعت ضروری چیز ہے اور اپنی تحقیق اور رائے پر عمل کرنا کفر ومعصیت ہے. البتہ علماء حق کو اجتہاد کی اجازت ہے اور مجتہد کی تقلید واجب ہے.

خلاصہ موضوعات کبیر ملا علی قاری

معہ

تاریخ و تدوین حدیث

(از جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب الشہابی اکبر آبادی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

امام شہاب زہری یہ خود ذوق علم میں جمع حدیث میں لگے ہوئے تھے کہ ان سے بھی خلیفہ نے کتاب المغازی فرمائش سے مرتب کرائی۔ زہری نے ہشام اموی کی فرمائش پر اس کے لڑکے کے لئے چار سو احادیث کا مجموعہ تیار کیا۔[1]

علامہ شبلی نے مقدمہ سیرت النبی میں لکھا ہے۔ خلیفہ ولید بن یزید کے قتل کے بعد احادیث و روایات کا دفتر ولید کے کتب خانہ سے منتقل ہوا تو صرف امام زہری کی مرویات اور تالیفات گھوڑوں اور گدھوں پر لاد کر لائی گئیں۔

سعید بن جبیر اسدی کوفی متوفی ۹۵ھ کا مجموعہ حدیث[2] ابوقلابہ تابعی[3] بشیر بن نہیک بصری تابعی[4] رجاء بن حیاۃ فلسطینی تابعی[5] خالد بن معدان شامی کلاعی[6] عبد الرحمن نبیرہ عبد اللہ بن مسعود صحابی[7] جابر بن عبد اللہ تحریری سلمان بن قیس[8] صالح بن کیسان جامع سنن رسول[9] وہب بن منبہ بن کامل ایمانی صنعانی[10] خلاص بن عمرو الہجری البصری متوفی ۱۱۰ھ[11] نے یکے بعد دیگرے احادیث کے مجموعے تیار و مرتب کئے۔ اس سے حدیث ترویج پا رہی تھی۔

صحابہ کی تعداد جس قدر کم ہوتی جاتی تھی اسی قدر ان کی قدر اور ان کی طرف عام التفات بڑھتا جاتا۔ تمدن میں بہت کچھ ترقی ہو گئی تھی۔ نئی نئی قومیں مسلمان ہو چکی تھیں اور ہوتی جارہی تھیں۔ نومسلموں کو ادھر اسلام کا نیا جوش تھا۔ ادھر قوم فاتح کے مجمع میں عزت و اثر پیدا کرنے کی اس سے بڑھ کر کوئی اور تدبیر نہ تھی۔ ان باتوں نے ان کو معلومات مذہبی کا اس قدر شائق بنا دیا تھا کہ خود عرب ان کی ہمسری کا دعوی نہیں کر سکے۔ غرض تمام ممالک اسلامیہ میں گھر گھر حدیث و روایت کے چرچے پھیل گئے۔ اور سینکڑوں ہزاروں درسگاہیں قائم ہو گئی تھیں اور کثیر التعداد احادیث کے مجموعے تیار ہو چکے تھے لیکن جس قدر حدیث کی اشاعت کو وسعت حاصل ہوتی جاتی تھی، اعتماد اور صحت کا معیار کم ہوتا جاتا تھا۔ ارباب روایت کا دائرہ اس قدر وسیع ہو گیا تھا کہ اس میں مختلف خیال، مختلف عادات، مختلف عقائد، مختلف قوم یہود، نصاریٰ، مجوس سے لوگ شامل تھے۔ اہل بدعت (شیعہ، خوارج، قدریہ، جبریہ وغیرہ) جا بجا پھیل گئے تھے، اور اپنے مسائل کی ترویج میں مصروف تھے[12] سب سے زیادہ یہ کہ پوری

---

[1] تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۹۱ [2] مسند دارمی باب من رخص فی کتابۃ العلم [3] تذکرۃ الحفاظ ص ۸۵ ج ۱ [4] مسند جلد ۱ ص ۸۴ [5] تاریخ حدیث [6] تہذیب ج ۶ ص ۲۱۳ [7] تذکرۃ الحفاظ [8] تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۸ [10] ابن سعد ص ۱۹۸

(نوٹ[9]) حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایتوں کا مجموعہ وہب تابعی نے تیار کیا تھا جو اسمٰعیل بن عبد الکریم کے پاس تھا (تہذیب ج ۱ ص ۳۱۷) انہی جابر کی روایات کا مجموعہ سلمان بن قیس لشکری نے تیار کیا تھا ابو سفیان طلحہ نے سنا تھا (تہذیب ج ۶ ص ۲۱۲)

(نوٹ[11]) حضرت ابوہریرہ کی روایتوں کا مجموعہ (بقیہ کالم ۲ میں)

(بقیہ کالم ایک) ہمام بن منبہ نے تیار کیا تھا جو صحیفہ ہمام کے نام سے ہے امام احمد بن حنبلؒ نے اس کی نقل اپنی مسند میں کی ہے۔

[12] چنانچہ نومسلم یہود نے اپنے یہاں کی خرافات جو اسرائیلیات کے نام سے ہے احادیث کی صورت میں ڈھال دیں۔ مجوس نے عرب فاتحین کے عناد اور کینہ پروری سے گو مسلمان کی صورت بن کر حدیث میں بہت کچھ اپنا عقیدہ شامل کر دیا، جیسا کہ مجوس کا خیال تھا گھوڑے کی نعل بابرکت ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں خوبی اور برکت ہے۔

عہدی گذر جانے پر بھی جانچ پڑتال نہ تھی۔ اور عام طور سے کتابت کا طریقہ بھی مروج نہ ہوا تھا۔ تھا بھی تو بہت ہی محدود دائرہ تھا۔

بول اپنے سامنے سیاہ کتے کے نکل جانے کو بہت بڑا شگون سمجھتے تھے۔ سیاہ کتے کو وہ اہرمن کا ہاتھی یا مرکب جانتے تھے۔

ایک حدیث ہے حضور نے فرمایا۔ سیاہ کتا اور عورت سامنے سے نکل جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مجوس کا عقیدہ تھا کہ دوزخ کے اوپر ایک پل ہے جس سے گذر کر یہاں لوگ بہشت میں جاویں گے۔ اس کو وہ ... شنواد کہتے تھے۔

قرآن مجید میں اس پل (صراط) کا کہیں ذکر نہیں۔ مگر احادیث میں متعدد جگہ پل صراط کا ذکر ہے۔

مجوس میں مردے کو چھو جانے کے بعد آدمی کو طہارت کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ شیعہ کے یہاں اس پر عمل ہے۔

غرضکہ مجوس کے اکثر معتقدات احادیث میں منتقل ہو گئے ... یہی یہود کی خرافات ہے۔ وصی اور امامت کا مسئلہ ہے ... یہ ہے کہ یہود کا اعتقاد ہے کہ نبوت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون میں مشترک تھی۔ اور ہارون موسیٰؑ کے وصی تھے مگر

جب موسیٰ کی زندگی میں ان کا انتقال ہو گیا تو موسیٰؑ نے یوشع بن نون کو وصیت کی کہ توراۃ اور الواح کے اسرار شبر اور شبیر کو پہنچا دیں جو ہارون کے فرزند ہیں کیونکہ مستقل امامت انہی کے لئے مقرر تھی اور یوشع تو وصی تھے مگر منصب وصیت و ودیعت ان کو دیا گیا تھا اصل وصی اور امام وہ دونوں صاحبزادے تھے یہی چیز یہود کے ذریعہ حدیث میں حضرت علیؓ کے لئے آئی۔

میرا وصی اور میرے بھید کی جگہ اور میرے اہل میں میرا خلیفہ اور بہتر ان سے جو اپنے بعد میں اپنا خلیفہ بناؤں علیؓ ہے

تفسیر میں ادریس کا قصہ، ہاروت و ماروت وغیرہ لغو قصے یہودی کی بدولت حدیث میں آئے۔ نصاریٰ کی کرم فرمائی بھی کچھ کم نہیں ہے۔ قصہ اپالوسیس یا ملاحم و آثار قیامت۔ نزول عیسیٰ۔ خروج دجال، دجال و نزول مسیح کا قصہ حدیث میں متضاد روایتوں سے جمع ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی۔ عجیب المخلوق کا کارنامہ اور دجال کا تصور آیا۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۰ میں دجال کے ذکر میں لکھتے ہیں۔ کچھ عجب نہیں کہ ان لوگوں نے با وجود ثقات ہونے کے ان مضامین کو اہل کتاب کی بعض کتابوں سے لیا ہے۔ (باقی)

ابن ماجہ شریف کامل اردو

(مترجمہ مولینا رشید اختر صاحب ندوی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۸۴) حضرت ابوذر رض روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے حق کو عمر رض کی زبان کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ یہ ہمیشہ حق بات ہی کہتے ہیں۔

فضائل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸۵) حضرت ابوہریرہ رض روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کا جنت میں کوئی نہ کوئی رفیق ہوگا اور میرے رفیق عثمان بن عفان ہوں گے۔

(۸۶) حضرت ابوہریرہ رض روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان بن عفان رض کو مسجد کے دروازہ پر ملے اور فرمایا اے عثمان مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالے نے ام کلثوم کو رقیہ کی جگہ اور ان ہی شرائط پر تمہارے ساتھ بیاہ دیا ہے۔

(۸۷) نعمان بن بشیر رض حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمان رض اللہ تعالے تمہیں کسی دن مسلمانوں کا حاکم بنائے گا، لیکن منافق یہ ارادہ کریں گے کہ تیرے اس لباس کو جو اللہ نے تمہیں پہنایا ہے تمہارے بدن سے اتار لیں، لیکن تم اسے نہ اتارنا۔ حضور م نے اسے تین بار دہرایا۔ نعمان نے حضرت عائشہ رض سے عرض کیا کہ آپ کو کیا چیز مانع ہوئی کہ لوگوں تک آپ نے اسے نہیں پہنچایا، حضرت عائشہ رض نے جواب دیا۔ میں اسے بھول گئی تھی۔

(۸۸) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض کے وقت فرمایا، میں چاہتا ہوں کہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی شخص میرے پاس ہو۔ ہم لوگوں نے عرض کیا، حضور م کیا ہم ابوبکر رض کو نہ بلالائیں۔ حضور م خاموش رہے پھر ہم نے کہا کہ کیا عمر رض کو نہ بلالائیں۔ پھر بھی حضور م خاموش رہے۔ پھر ہم نے کہا کہ کیا عثمان رض کو نہ بلالائیں تو حضور م نے فرمایا ہاں۔ حضرت عثمان رض بلائے گئے تو حضور م نے ان کے ساتھ خلوت فرمایا۔ حضور م ان سے باتیں کر رہے تھے اور حضرت عثمان کا چہرہ رنگ بدل رہا تھا۔ قیس اس حدیث کے راوی نے کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان رض کے غلام ابوسہلہ نے کہا کہ جس دن حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو اس وقت حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں اس پر صابر رہوں، تو میں اس پر صبر کروں گا۔ قیس نے یہ بھی کہا کہ لوگوں نے انہیں اس دن ایسا ہی پایا۔

حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے فضائل

(۸۹) زر بن حبیش حضرت علی ع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا کہ مجھ سے مومن تو محبت کریں گے مگر منافق بغض رکھیں گے۔

(۹۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ع سے فرمایا کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ ع سے تھی۔

(۹۱) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ وہ حجۃ الوداع کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حضور م رستہ میں ایک جگہ اترے اور نماز باجماعت کا حکم دیا اور حضرت علی ع کا ہاتھ پکڑ کر مسلمانوں کے سامنے آئے اور فرمایا۔ کیا میں مسلمانوں کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں ہوں۔ مسلمانوں نے کہا۔ ہیں حضور پھر حضور م نے فرمایا کیا میں ہر مسلمان کو اس کی جان سے زیادہ عزیز نہیں ہوں۔ مسلمانوں نے عرض کیا جی حضور کیوں نہیں۔ حضور م نے فرمایا یہ میرا ولی ہے جس نے اسے دوست رکھا، میں اس کا دوست ہوں، اے اللہ جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ، اور جو اس کو دشمن رکھے تو اس کا دشمن بن جا۔

(۹۲) عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ابو لیلیٰ حضرت علی ع کے ساتھ سفر میں رہا کرتے تھے اور آپ سردیوں کے کپڑے گرمیوں میں اور گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں پہنا کرتے تھے ہم لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ خیبر کے دن حضور نے مجھے بلا بھیجا اور میں آشوب چشم میں مبتلا تھا۔ میں نے عرض کیا۔

حضورؐ میں آشوب چشم کا مریض ہوں۔ حضورؐ نے میری آنکھ پر دم کیا۔ پھر فرمایا اے اللہ! اس کا گرمی اور سردی کا احساس ختم کردے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد مجھے کبھی گرمی اور سردی کا احساس نہیں ہوا۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ میں آج ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا، جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوگا اور جسے اللہ اور اس کے رسولؐ بھی چاہتے ہوں گے، اور جو بھاگنے کا نام نہیں لے گا۔ اس پر لوگوں نے بہت اشتیاق کا اظہار کیا۔ اور حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اس کام پر بھیج دیا اور یہ علَم انہیں عطا فرما دیا۔

(۹۳) حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں بھائی جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہے۔

(۹۴) حبشی بن جنادہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور میری طرف سے علیؓ ذمہ دار ہے۔

(۹۵) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں علی اللہ کا بندہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا ساتھی ہوں۔ اس چیز کا دعویٰ میرے بعد کذاب

کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی (یعنی نماز فرض ہونے سے پہلے)

(۹۶) عبد الرحمٰن سعدؓ بن ابی وقاص رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ حج کے موقع پر آئے اور حضرت سعدؓ ان کے پاس گئے تو لوگوں نے حضرت علیؓ کا ذکر کیا اور معاویہ نے انہیں بُرا بھلا کہا تو حضرت سعد رضؓ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا تم اس شخص کے متعلق یہ کہتے ہو۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جس شخص کا میں دوست ہوں اس کا علیؓ دوست ہے۔ میں نے حضورؐ سے یہ بھی سُنا کہ اے علیؓ مجھ سے تیری نسبت وہی ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، میں نے حضورؐ سے یہ بھی سُنا کہ میں آج ایک ایسے شخص کو علَم دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں۔

حضرت زبیر رضؓ کے فضائل

(۹۷) حضرت جابر رضؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے قریظہ کے دن فرمایا۔ ہمارے پاس دشمنوں کی کون خبر لائے گا۔ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا میں۔ حضورؐ نے تین دفعہ یہی جملہ دہرایا اور حضرت زبیرؓ نے تینوں دفعہ

نسائی شریف کامل اُردُو

(مترجمہ حضرت مولینا رشید اختر صاحب ندوی)
(گذشتہ سے پیوستہ)

حائضہ عورت سے کام لینا جائز ہے

(۱۱۸) حائضہ عورت سے اس کا شوہر کام لے سکتا ہے
حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ حضور مسجد میں تھے، اور وہیں سے مجھ سے فرمایا عائشہ! مجھے مصلےٰ دے دو، میں نے عرض کی حضور میں تو حیض سے ہوں، حضور نے فرمایا تمہارے ہاتھوں میں تو حیض نہیں ہے۔ یعنی حیض سے ہو تو کیا ہوا۔

حائضہ کے ساتھ سونا، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا جائز ہے

(۱۱۹) حائضہ کا جسم ناپاک نہیں ہوتا حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ ہم حیض سے ہوتیں تو حضور ہماری گود میں سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرمایا کرتے۔
حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں حیض سے ہوتی اور حضور کا سر مبارک اپنے ہاتھوں سے دھویا کرتی۔

(۱۲۰) حائضہ عورت کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے
جناب شریح رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا کہ کیا حائضہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتی ہے؟ حضرت عائشہ رضہ نے جواب دیا کیوں نہیں. حضور مجھے جبکہ میں حیض سے ہوتی تو اپنے پاس بلایا کرتے اور کھانے پر بٹھاتے۔ اور حضور ہڈی دار بوٹی اٹھا کر مجھے دیتے، میں گوشت کھانے کے بعد ہڈی خالی پلیٹ میں رکھ دیتی. حضور اس ہڈی کو اٹھا کر اسی جگہ منہ لگا کر چوستے جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا، اس کے علاوہ میں جس گلاس یا پیالہ سے پانی پیتی، حضور اسی پیالہ سے اور اسی جگہ سے جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا منہ لگا کر پانی پیتے۔

(۱۲۱) حائضہ عورت کے ساتھ سونا جائز ہے. حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں حضور کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سوتی. اگر میرا خون حضور کے کپڑوں میں لگ جاتا تو حضور اس جگہ کو جہاں خون لگتا، دھوتے اور پھر ان ہی کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے۔

حائضہ عورت سے جماع جائز نہیں

(۱۲۲) "یسئلونک عن المحیض" کی تفسیر حضرت انس فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا رواج تھا کہ جب ان کی کسی عورت کو حیض آتا تو وہ نہ تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے اور نہ ہی ایک گھر میں رہتے، یہ حالت دیکھ کر حضور نے صحابہ رضہ سے پوچھا کہ مسلمانوں کا طریق عمل کیا ہونا چاہیئے، اس وقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "یسئلونک عن المحیض" اور آخر میں فرمایا حیض ایک ناپاکی ہے اور اس حالت میں عورت سے جماع جائز نہیں. البتہ ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا اور ایک گھر میں رہنا جائز ہے۔

(۱۲۳) حائضہ سے جماع کرنے کا کفارہ. حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو شخص اپنی حائضہ بیوی سے جماع کرے تو اُسے ایک دینار یا نصف دینار بطور کفارہ صدقہ کرنا چاہیئے۔

(۱۲۴) عورت کو احرام کی حالت میں اگر حیض آجائے
حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ ہم عورتیں حضور کے ساتھ حج کی نیت سے گھر سے نکلیں. جب ہمارا قافلہ مکہ کے قریب ایک مقام "سرف" پر پہنچا تو مجھے حیض آگیا، میں رونے لگی. حضور میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا عائشہ کیوں روتی ہو؟ کیا حیض آگیا. میں نے عرض کیا جی حضور. حضور نے فرمایا تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ یہ تو عورت کی فطرت ہے۔ اب جو حاجی کریں وہی تم کرو لیکن طواف نہ کرنا۔

(۱۲۵) نفاس کی حالت میں حج. حضرت جابر رضہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ذیقعدہ کی پچیس ۲۵ تاریخ کو حج کے ارادہ سے نکلے. جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو حضرت ابوبکر رضہ کی بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا. انہوں نے حضور کی خدمت میں ایک آدمی بھیجا اور پوچھا کہ حضور میرے متعلق کیا حکم ہے؟ حضور نے فرمایا کہ نہا کر لنگوٹ کس لو، اور پھر لبیک پکارو۔

حیض یا منی والے کپڑوں کو صاف کرنے کا طریقہ

(۱۲۶) حیض کے خون کو دھونے کا طریقہ. حضرت ام قیس رضہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور سے پوچھا کہ اگر حیض کا خون کپڑے پر

لگ جائے تو اسے کس طرح دھونا چاہیئے. حضورؐ نے فرمایا پہلے خون کو کسی لکڑی سے کھرچ دو. اور پانی میں بیری کے پتے ملاکر کپڑے کو اس سے دھو ڈالو۔

(۱۲۷) منی والے کپڑے کو دھونے کا طریقہ. حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کے کپڑے سے منی کو دھو دیا کرتی اور حضورؐ اسی کپڑے کو پہن کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے. اور کپڑا ابھی خشک بھی نہ ہونے پاتا۔

(۱۲۸) کپڑے سے منی کا کھرچ دینا. حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتی اور آپ سے دھوتی نہ تھی۔

(۱۲۹) دودھ پیتے بچے کا پیشاب. حضرت ام قیس رضؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے دودھ پیتے بچے کو ساتھ لئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی، حضورؐ نے بچے کو گود میں اٹھالیا. اس نے حضورؐ پر پیشاب کر دیا. حضورؐ نے پانی منگواکر کپڑے پر چھینٹے دیدیئے

(۱۳۰) بچی کا پیشاب. حضرت ابوالسمح رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا دودھ پیتی بچی اگر کپڑوں پر پیشاب کر دے تو انہیں دھونا چاہیئے۔

(۱۳۱) حلال جانوروں کا گوبر ناپاک نہیں. حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے. سامنے قریش کے کچھ لوگ بیٹھے تھے. ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ آج جو اونٹ ذبح ہوا ہے، اس کی اوجھڑی اگر کوئی شخص (حضورؐ) کی پیٹھ پر رکھ دے تو کیا اچھا ہو. یہ کام کون کرے گا؟ یہ سنکر ایک شخص اٹھا اور اوجھڑی اٹھالایا اور حضورؐ جب سجدہ میں گئے تو اس نے اوجھڑی حضورؐ کی پشت مبارک پر ڈال دی، حضرت فاطمہؓ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ بھاگی ہوئی آئیں اور حضورؐ کی پشت مبارک سے اوجھڑی اٹھاکر باہر پھینک دی. حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے تو تین دفعہ فرمایا اے اللہ تو قریش سے سمجھ. راوی کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے ان سب لوگوں کو جنگ بدر میں ایک کنوئیں کے اندر گرا پایا۔

تیمم کی ابتدا

(۱۳۲) پانی نہ ملے تو تیمم جائز ہے. حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، جب ہمارا قافلہ "بیدا" (ایک جگہ کا نام ہے) پر پہنچا تو میرا گلوبند ٹوٹ کر گر پڑا. حضورؐ اسے تلاش کرنے کے لئے رک گئے، اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ہی ٹھیر گئے، نہ تو قافلہ والوں کے پاس پانی تھا اور نہ ہی اس جگہ ہی پانی ملا، لوگ پانی نہ ملنے کی شکایت لے کر حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس آئے اور کہا دیکھا آپ نے آپ کی صاحبزادی نے ہمیں اور حضورؐ کو کس جگہ روک دیا جہاں پانی کا ایک قطرہ میسر نہیں. یہ سنکر حضرت ابوبکر رضؓ میرے پاس تشریف لائے. اس وقت حضورؐ سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ران پر سر رکھے آرام فرما رہے تھے، اور غصے میں مجھے بہت کچھ سخت و سست کہا، اور میری کمر میں ہاتھ کی انگلیاں چبھوئیں. مگر میں اس وجہ سے نہ ہلی کہ کہیں حضورؐ جاگ نہ جائیں.

حضورؐ رات بھر سوتے رہے. صبح بیدار ہوتے تو پانی نہ تھا. اس حالت میں اللہ تعالےٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی. (باقی آئندہ)

مفتاح الفتوح

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب کا اردو ترجمہ جس کی شرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو رسالہ پیشوا کے لئے مخصوص ہے

(ترجمہ جناب مولانا عبدالصلاح صاحب فضلی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مقالہ (۱۲)

سالکان مالدار کے لئے طریق عمل

جب اللہ تعالےٰ عزوجل تم کو مال عطا فرماتا ہے تو تم اس مال کی محبت میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری سے اور اس کے ادائے حق سے غافل ہو جاتے ہو۔ تب اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس مال کی وجہ سے تم کو اپنی نزدیکی و رحمت سے باز رکھتا اور محجوب کر دیتا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مال تم سے سلب کرلے اور واپس لے لے اور تمہاری حالت کو بدل دے، یعنی فقیر و محتاج کر دے۔ اس قصور میں سزا دے اور عذاب کرے کہ تم نعمت پاکر اس میں مشغول ہو گئے اور نعمت دینے والے کو بھول گئے۔ اور اگر تم باوجود اس مال کے طاعت خدائے عزوجل اور اس کے ادائے حق میں مشغول رہتے تو اللہ تعالےٰ تمہارے حق میں اس مال کو بخشش و موہبت کر دیتا اور ایک ذرہ برابر بھی اس میں کمی نہ کرتا۔ چاہو جتنا صرف کرتے رہو (کار خیر میں) ایسی حالت میں مال تمہارا خادم ہوتا اور تم اللہ تعالےٰ کے خادم ہوتے۔ پس دنیا میں بھی ناز و نعمت سے زندگی بسر کرتے اور آخرت میں بھی بزرگی و خوش حالی کے ساتھ جنت الماویٰ میں جہاں متقی و شہداء کی ارواح رہتی ہیں صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں کے ساتھ رہتے۔

انبیاء کا ذکر اس لئے نہیں ہے کہ وہ تو متبوع کل ہیں اور یہاں تابعین کا بیان کیا گیا ہے۔

مقالہ (۱۳)

تسلیم قضا و قدر

ناز و نعمت کو حاصل کرنے اور محنت و سختی کو دور کرنے کے لئے تم کچھ بھی سعی و تدبیر اختیار نہ کرو، یعنی اپنی تدبیر و اختیار سے نفس کے نفع و ضرر کے متعلق کچھ کوشش نہ کرو کیونکہ نعمت جو تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے وہ تم کو ضرور ہی ملے گی، تم چاہو اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرو یا اس کے [illegible] نے کی سعی کرو۔ اسی طرح بلا و سختی جو تمہارے نصیب کی ہے وہ بہرحال تم پر اترے گی۔ کیونکہ اس کا حکم ہو چکا ہے۔ چاہو تم اس کو برا مانو اور دعا و زاری سے اس کا دفعیہ چاہو یا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے صبر کرو۔ بلکہ تم کو مناسب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے علم قضا و قدر کے سامنے گردن ڈال دو اور اپنے کو ہر کاموں میں نعمت ہو یا بلا اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دو تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے جو چاہے تمہارے اندر کام جاری کرے پس اگر نعمت ملی ہو تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرو اور اس کی ثنا و صفت میں مشغول ہو اور اگر بلا نازل ہو تو صبر کرو اور اس صبر کرنے میں اگر نفس مخالفت کرے تو زبردستی تکلف سے صبر کرو۔ اور اگر نفس نے سرکشی کرنا چھوڑ دی ہے اور وہ موافقت کرتا ہے تو بے تکلف صبر کرو۔ یا محبت الٰہی کے غلبہ و ذوق کے باعث تم کو اس بلا و مصیبت میں نعمت کا مزا آتا ہے یا رویت تجلی و شہود حاصل ہو جانے سے تم اس بلا و مصیبت میں فانی و جذب ہو جانا چاہو جس مقدار میں جو درجہ و حالت تم کو عطا کی گئی ہے۔ نزدیکی کی منزلوں اور قرب کے مقامات میں تم سیر و سلوک کرائے جاتے ہو اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جاتے ہو، اس پاک پروردگار کی راہ میں کہ جس کی اطاعت و فرماں برداری و دوستی پر ہمیشہ قائم رہنے کے لئے تم کو حکم دیا گیا ہے تاکہ تم انبیاء و رسل و ملاء اعلیٰ کے فرشتوں کی جماعت میں جا ملو۔

حدیث شریف اخترت الرفیق الاعلےٰ میں بعض نے ذات مقدس باری تعالےٰ مراد لی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رفیق کے معنی رحمت و رافت کے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہی پر بولا جاتا ہے۔ یہ تو آخر والی شق یعنی بلا سے متعلق ہے۔ یا دونوں شقوں نعمت و بلا سے متعلق ہے یعنی شکر۔ صبر۔ موافقت۔ رضا و فنا سے قرب مولا کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

پس تم صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں کے جو تم سے پہلے جا چکے ہیں

کے مقام پہ قائم کئے جاؤ گے۔ میری مراد اس مقام سے ہے جو قرب مولا کا مقام کہا جاتا ہے، اور اس سے زیادہ بلند قدر و مراتب کوئی مقام نہیں کیونکہ علیت کا سلسلہ وہیں جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے اوپر کوئی علیت ہی نہیں تاکہ تم ان لوگوں کا مقام دیکھ لو جو تم سے پہلے بادشاہ علی الاطلاق جل جلالہٗ کے حضور میں پہنچ چکے ہیں۔ اور اس کی درگاہ عزت سے قریب ہو گئے ہیں اور وہاں پہنچ کر ہر قسم کے تازہ بتازہ نعمتوں نصیب کامل۔ خوشی۔ امن، بزرگی اور دوسری نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ نازل شدہ بلا کو آنے دو۔ اس کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ اس کے سامنے دعا کے لئے مت رکو تاکہ وہ تمہاری زیارت کرے۔

(۱) کلام میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ "بلا" گویا کوئی شخص ہے جو تمہاری زیارت و ملاقات کو آیا ہے یا نازل ہوا ہے۔ بیشک اس کے آنے یا نازل ہونے میں کوئی حکمت یا مصلحت ہوگی۔
اس کے لئے دروازہ بند مت کرو، اس کو آنے دو۔ تاکہ ظاہر ہو کہ کس کام کو آئی ہے۔ اور اس کے آنے میں کیا مصلحت ہے

بلا کے آنے اور اس کے نزدیک ہونے سے بے صبر و پریشان نہ ہو اور اس کی آفت سے خوف نہ کھاؤ کہ آخر کار تمہارا نور ایمان اور تمہارا صبر و رضا اس بلا کی آگ کو بجھا کر رہے گا۔ اور ایمان کی قوت اور صبر کے غلبہ کی بدولت تم آفت سے محفوظ رہو گے۔ کیونکہ اس بلا کی آگ دوزخ کی آگ کی سوزش و لپٹ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ اور حدیث میں روایت ہے ان سے جو بہترین خلائق تھے، اور ان سے بہتر زمین کی سطح پر اور آسمان کے سایہ تلے نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ آپ کا نام نامی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جو جمیع مخلوقات میں بے منتخب و مقبول ہیں۔ وہ فرماتے ہیں اِنَّ نَارَ جَهَنَّمَ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ نَفَذْ اَطْفَأَ نُوْرُكَ لَهَبِي دوزخ کی آگ مسلمانوں سے جبکہ وہ پل صراط سے گذرتے ہیں، کہتی ہے کہ اے مومن تیزی سے گذر جاؤ کیونکہ تمہارے ایمان کا نور میری آگ کے شعلہ کو بجھا دیتا ہے۔ پس امید ہے کہ وہ نور ایمان جو شعلہ آتش دوزخ کو بجھا دیتا ہے، وہی نور ہے جو دنیا میں اس کے ساتھ موجود تھا، اور جس سے طاعت گذار و گنہگار ایک دوسرے سے پہچانے جاتے تھے۔

مذہبی معلومات

(ماخوذ)

اسلام کا نظریہ مساوات

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

حریت ومساوات۔ قرآن مجید تعلیم دیتا ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ تمام افراد انسانی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ سب کا نسب ایک ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھما رجالاً کثیراً و نساءً (پ ۴، رکوع ۲ آیت اول سورۂ نساء)

اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ اور اس شخص سے اس کی بیوی کو بھی پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے ظاہر کیا بہت مردوں اور بہت عورتوں کو۔

اس آیت کے مضمون کو اسلام کے مشہور حکیم حضرت سعدی نے اپنی مشہور کتاب گلستان میں جس کو آج سے کچھ پہلے ہندو مسلمان سب پڑھتے تھے اس طرح نظم کیا ہے۔

بنی آدم اعضائے یکدیگرند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند

قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ ایک انسان کو دوسرے انسان پر بوجہ کسی نسب یا کسی پیشہ کے یا کسی اور سبب سے کوئی فضیلت اور بزرگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ فضیلت اور بزرگی کا انحصار ایمان اور تقویٰ پر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم

اے انسانو ہم نے تم سب کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا (یعنی تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو ایک باپ ماں کی اولاد ہو) اور تم کو خاندانوں اور قبیلوں پر محض شناخت کے لئے تقسیم کیا (ورنہ) تم میں زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

ان آیات کے علاوہ احادیث میں بھی یہ مضمون بڑی تفصیل سے آیا ہے۔ انہی آیات و احادیث کے مضمون کو عارف جامی یوں نظم فرماتے ہیں۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

آیات و احادیث کے بعد عملی نمونے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین اور دوسرے صحابۂ کرام کے ملتے ہیں۔ ان پر نظر ڈالی جائے تو دنیا محو حیرت ہو جاتی ہے۔ ان واقعات میں سے صرف دو ایک واقعے یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

سب لوگ جانتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں ایک بزرگ حضرت بلال رضؓ تھے۔ جو غلام تھے۔ اور غلام بھی کیسے یعنی حبشی۔ غلاموں کو جس قدر ذلیل سمجھا جاتا ہے ظاہر ہے خصوصاً زمانہ قبل اسلام میں غلاموں کا شمار انسانوں میں ہوتا ہی نہ تھا۔ عرب میں بعض غلام کچھ صنعت و حرفت بھی جانتے تھے۔ کوئی بڑھئی کا کام جانتا تھا، کوئی لوہار کا، کوئی کھانا پکانے میں ہوشیار تھا کوئی حجامت یعنی بالوں کے درست کرنے میں ماہر تھا۔ حضرت بلال رضؓ ان چیزوں سے بھی مبرا تھے۔ پھر صورت شکل کی حالت یہ تھی کہ حبشی تھے۔ اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مگر اسلام نے ان کی یہ قدر افزائی کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشارہ پاکر آپ کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ان کو بڑی گراں قیمت میں خرید کر آزاد کیا اور بالآخر وہ ایمان یا نیکی میں یا بالفاظ دیگر علم و عمل میں اس رتبہ پر پہنچے کہ بڑے بڑے شرفاء عرب ان کو اپنی بیٹی دینا اپنے لئے موجب عزت سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کو۔ چنانچہ ان کے بھائی کو یہی کہہ کر قبیلہ بنی بکر نے اپنی بیٹی دی کہ جس کا آپ جیسا بھائی ہو اس کو بیٹی دینے میں ہمیں انکار نہیں ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سابق الحبشہ یعنی سردار حبش کا خطاب دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے جلیل القدر خلیفہ حضرت عمر رضؓ ان کو اپنا سید یعنی سردار فرماتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نانہالی رشتہ داروں میں جو عرب کا شریف خاندان تھا ان کا نکاح ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو جب حضرت بلال پکارتے تو حضرت صدیق رضؓ ان کو "لبیک" کے ساتھ جواب دیتے تھے جو ایک نہایت احترام کا کلمہ ہے۔ یہ تمام واقعات طبقات ابن سعد مطبوعہ جرمنی جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ تا صفحہ ۱۷۰ میں مع سند موجود ہیں۔ اس قسم کے واقعات خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین

کے زمانہ میں بکثرت ہوتے۔ ازانجملہ ایک واقعہ وہ ہے جس کو قرآن مجید میں ذکر فرمایا یعنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی پھوپی کی بیٹی حضرت زینبؓ کا حضرت زیدؓ کے ساتھ جو حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے نکاح کر دیا۔ اس موقع پر قرآن مجید میں حضرت زیدؓ کا نام مذکور ہے فلما قضیٰ زید منھا وطرا (پ ۲۲ سورۂ احزاب رکوع پنجم آیت سوم)

حضرت زیدؓ کے سوا کسی صحابی کا نام قرآن مجید میں نہیں ہے غالباً اس کی وجہ یہی ہو کہ اسلام کی مساوات و حریت کی اس زریں مثال کو حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں ذکر کر کے قیامت تک کے لئے زندہ رکھنا چاہا اور اس غلام کا نام بھی لے لیا۔ پھر ان ہی زیدؓ کو خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متبنیٰ بنایا۔ اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں فرمایا۔

کیا انصاف کو یاد نہیں ہے کہ اسلام کی اس حریت و مساوات کی کوئی مثال کسی دوسری جگہ پیش کی جا سکتی ہے؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ کھانا کھلاؤ اور جیسا لباس خود پہنو ویسا ہی لباس ان کو بھی پہناؤ اور (دیکھو مشکوٰۃ شریف باب النفقات وحق المملوک صفحہ ۲۹۰)

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فلیعنہ علیہ (متفق علیہ)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا صنع لاحدکم خادمہ طعامہ ثم جاءہ بہ وقد ولی حرہ ودخانہ فلیقعدہ معہ فلیاکل فان کان الطعام مشفوھا قلیلا فلیضع فی یدہ منہ اکلۃ او اکلتین (مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۱)

یہ واقعہ بھی تاریخ عالم سے مٹ نہیں سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے خلیفہ جب کہ وہ عرب وعجم کے بادشاہ تھے، بیت المقدس تشریف لے گئے۔ اور ان کے ساتھ ان کا غلام تھا اور سواری ایک ہی تھی جس پر باری باری آپ سوار ہوتے تھے اور آپ کا غلام (دیکھو ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۷۱ بحوالہ تاریخ یافعی)

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پیشہ وروں کے یہاں جن کو آج کل "پنچ" قوم کہتے ہیں کھانے کی دعوت بھی قبول فرمائی۔

عن انس ان خیاطا دعا النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقرب خبز شعیر ومرقا فیہ دباء وقدید فرأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یتتبع الدباء من حوالی القصعۃ فلم ازل احب الدباء بعد یومئذ (متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۴)

یہودیوں اور بت پرست اقوام کی دعوت بھی قبول فرمائی اور ان کے ہاتھ کا تیار کیا ہوا کھانا تناول فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک یہودی عورت نے کھانے میں زہر بھی دیا جس کی مضرت سے خدا نے بچا لیا (دیکھو مشکوٰۃ باب المعجزات صفحہ ۵۴۱)

شریعت اسلامیہ میں ہر انسان کا جھوٹا پاک قرار دیا گیا ہے خواہ مومن ہو خواہ کافر۔ حتی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود استعمال کیا اور صحابہ کرام کو استعمال کرایا۔ (دیکھو ہدایہ اولین صفحہ ۲۸ حاشیہ ۱۲)

کیا اس حریت و مساوات کی کوئی مثال کہیں اور مل سکتی ہے؟

آج کل ہندوستان میں بعض مسلمانوں کو جو دیکھا جاتا ہے کہ بعض پیشوں کو یا بعض نسب کو ذلیل سمجھتے ہیں، اور اس وجہ سے بعض لوگوں کو پنچ اقوام قرار دیتے ہیں۔ یہ صرف یہاں کے ماحول اور ہمسایہ اقوام کا اثر ہے۔ اسلام کی تعلیم سے اس کو دور کا بھی تعلق نہیں، لیکن اس اجنبی اثر کو مسلمانوں سے دور کر دینا مشکل نہیں۔ اس گئے گذرے وقت میں بھی کسی مسلمان کو آیت قرآنی یا حدیث نبوی سنائی جاتی ہے تو اس سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ چند روز سے علماء اسلام کو اس کا احساس ہوا ہے۔ گو ابھی کوئی خاص کوشش نہیں ہوئی لیکن اس احساس ہی کا نتیجہ ہے کہ متعدد مثالیں اس کی موجود ہیں کہ شرفاء نے پنچ قوموں کو لڑکی دی اور لڑکی لی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس مذہبی حکومت یا خدائی بادشاہت کی بنیاد ڈالی تھی اس کے اصول و قواعد بھی تمام تر حریت و مساوات پر مبنی تھے گویا تھا مالی نے ایک باغ ایسا لگایا نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

جس میں بڑائی اور سرداری کا معیار کسی قومیت اور خاندان کو نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ اس بادشاہت کا سب سے زیادہ مستحق اس کو مانا گیا، جو نیکی اور پرہیزگاری میں فوقیت رکھتا ہو۔ چنانچہ اسی اصول کی بنا پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کے لئے باوجودیکہ آپ کے چچا اور کئی چچازاد بھائی اور داماد موجود تھے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ منتخب ہوئے اور یہ انتخاب خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایماء سے ہوا۔ پھر حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنی جانشینی کے لئے حضرت عمر رضؓ کو اور حضرت عمر رضؓ نے اپنی جانشینی کے لئے چھ اشخاص میں سے کسی ایک کو منتخب کیا، جن میں کوئی ان کا قریبی رشتہ دار نہ تھا۔ حالانکہ یہ دونو خلیفہ صاحب اولاد تھے اور ان کی اولاد میں خلافت کی قابلیت بھی موجود تھی۔ اسلام کی اسی حریت و مساوات کی بنیاد پر ایک زمانہ میں غلاموں کی سلطنت و بادشاہت بھی قائم

ہو چکی ہے۔ مصر وغیرہ دور دراز مقامات کو چھوڑیئے خود ہندوستان میں غلاموں کی بادشاہت پر شہادت موجود ہے۔

اسلام کی بے نظیر حریت و مساوات کا ایک عجیب کرشمہ یہ ہے کہ خلیفہ اسلام کا وظیفہ معمولی رعیت کے وظیفے سے زائد نہ ہوتا تھا اور رعیت کے معمولی سے معمولی شخص کو خلیفہ پر نکتہ چینی کرنے کا یا اس بات کا شبہ ہوا کہ خلیفہ نے اپنے آپ کو کچھ فوقیت دی ہے تو سر دربار ٹوک دینے کا حق تھا۔ چنانچہ یہ واقعہ سنہرے حرفوں سے تاریخ عالم میں منقش رہے گا کہ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے پاس کچھ چادریں آئیں۔ ایک ایک آپ نے تمام صحابہ رضؓ کو تقسیم کی اور خود بھی ایک ہی لی۔ اس کے بعد جمعہ کے دن خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو سلمان فارسی رضؓ اٹھے اور کہنے لگے ہم آپ کی بات نہ سنیں گے حضرت عمرؓ نے پوچھا کیوں؟ تو حضرت سلمان رضؓ نے جواب دیا کہ تم نے سب کو ایک ایک چادر دی اور خود دو چادریں لیں۔ ایک آپ نے اوڑھی اور ایک کا تہبند باندھا ہے۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ مسکرائے اور فرمایا اللہ تم پر رحم کرے۔ میں نے اپنے پرانے کپڑے دھو کر خشک ہونے کے لئے پھیلائے ہیں۔ اتنی دیر کے لئے عبد اللہ ابن عمرؓ کی چادر میں نے عاریتاً مانگی اور ایک چادر میری تھی۔ اس طور پر دو چادریں میرے پاس تم کو نظر آ رہی ہیں۔ یہ سنکر حضرت سلمان رضؓ کہنے لگے ہم اب آپ کی بات سنیں گے (دیکھو ازالۃ الخفا حصہ دوم صفحہ ۳۰۶ بحوالہ قوت القلوب تصنیف ابی طالب)

اسلام کی اس حریت و مساوات کا یہ اثر آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے، کہ مساجد میں کسی شخص کے لئے خواہ وہ دینی بزرگی رکھتا ہو یا دنیوی کسی قسم کی امتیازی شان نہیں ہوتی، ایک ہی مسجد میں ایک ہی صف میں سب لوگ مل کر نماز پڑھتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو پہلے پہنچ جاتے، وہ پہلی صف میں جگہ پاتے۔

اسی حریت و مساوات کا ایک نمونہ یہ ہے کہ بادشاہان اسلام کو یہ نصیحت کی گئی اور بادشاہوں نے اس نصیحت کو سنا اور عمل کیا۔

چو حاجت کنی لبس شاہی بپوش   چو در دست مسکین برآید خروش
که پروردگارا توانگر توئی   توانا و درویش پرور توئی
دگر کشور کشایم نه فرماندهم   یکے از گدایان این درگهم

اسلامی حریت و مساوات کا عدیم المثال ہونا ایک ایسا واقعہ ہے کہ غیر مسلمین کو بھی اس کا اعتراف ہے چنانچہ آنریبل سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب "لائف آف محمد" (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں لکھتے ہیں کہ

"بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ غلاموں کے ساتھ انتہائی شفقت برتنی چاہیئے" (منقول از رسالہ معجزہ قرآن مجید مطبوعہ نظامی پریس بدایوں صفحہ ۵۴)

ریورینڈ کینن آئزک ٹیلر صاحب اپنے ایک مضمون "افریقہ میں اسلام کی ترقی" جو اخبار لندن ٹائمز اور سینٹ جیمس گزٹ لندن مورخہ ۸۔ اکتوبر ۱۸۸۷ء میں شائع ہوا تھا تحریر فرماتے ہیں:-

"اسلام حقیقی اخوت اور مساوات سکھاتا ہے۔ یہ سب سے بڑی رشوت ہے جو اسلام غیر مسلموں کے سامنے پیش کرتا ہے نو مسلم فوراً پسندہ کردہ افراد کی برادری کا حقیقی رکن بن جاتا"

تاریخ ہند

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کا نظام عدل

(از جناب مولانا عطاء اللہ صاحب سجاد بی۔ اے)

ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا زمانہ ایک بھولا بسرا خواب بن کر رہ گیا ہے۔ ان کی باعظمت روایات اور شاندار تمدن سالوں اور قرنوں کے دھندلکے میں گم ہوگئے ہیں اور ہم میں سے اکثر لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کا عظمت وجلال صحیفۂ ماضی کے کتنے ہی ابواب کا طرز عنوان ہے۔

وہ اہل دنیا مٹی ہوئی قوموں سے انصاف کرنا نہیں جانتی کیونکہ اس کے قانون کے مطابق کسی قوم کا اقتدار کی موت، بجائے خود اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے ارتکاب کے بعد زندگی پر اس کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔ اس کی سزا یہی ہے کہ اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی داستانیں لوگوں کے کانوں تک پہنچائی جائیں۔ اس لئے اگر مغربی مصنفوں اور ان ہندوستانیوں نے جو مغربی انداز تحریر سے متاثر ہوئے ہندوستان کے مسلمان فرمانرواؤں سے انصاف نہیں کیا تو اس کے خلاف شکایت تو ہو سکتی ہے۔ لیکن اظہار تعجب کوئی معنی نہیں رکھتا۔

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کے خلاف جو غلط بیانیاں ہوئیں۔ ان کی سیاسی وجوہ کے علاوہ ایک وجہ سلطنت مغلیہ کا آخری دور تھا۔ یہ وہی دور تھا۔ جب مرکزی حکومت کمزور ہو چکی تھی طوائف الملوکی نے ملک کو مختلف جماعتوں اور علاقوں میں منقسم کر رکھا تھا۔ تخت طاؤس دہلی سے ایران منتقل ہو چکا تھا۔ لال قلعہ پر مرہٹوں کے اقتدار کا سایہ چھا رہا تھا اور عدل وانصاف اور انتظام وانصرام کے تمام شعبے قریباً معطل ہو چکے تھے۔ اس دور میں مغربیوں نے اہل ہند پر اپنا سیاسی تفوق قائم کرنے کی کوشش کی، اور انہیں کوششوں کے دوران میں انہیں ہندوستان کے نظام سلطنت کو مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے طوائف الملوکی کے اس دور کو سامنے رکھ کر مغلوں کے انتظام اور تدبر کے متعلق اندازے لگانے شروع کئے۔ اور انہیں اندازوں سے اکثر ہندوستانی مصنفین بھی متاثر ہوئے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج سکولوں میں تاریخ کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان سے یہ پتہ تو ضرور چلتا ہے کہ جہانگیر شاہزادگی کے زمانے میں بے حد ظالم تھا۔ اور شہنشاہ ہونے کے بعد صرف ایک میخوار رہ گیا تھا۔ شاہجہان ایک متعصب مسلمان تھا، اور اپنی ملکہ کی وفات کے بعد لہو ولعب میں ڈوب گیا تھا۔ عالمگیر ہندوکش اور ستمگر تھا۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے عہد میں رعایا کی حالت کیا تھی۔ ان کے شعبۂ انتظام کے تہ رے کیا تھے۔ اور لوگوں کی دادرسی کے لئے عدالتوں کی تشکیل کس صورت میں کی جاتی تھی۔ اور مغلوں کے خلاف صرف پیشہ ور دوسری مصنفوں کا قلم ہی زہر نہیں ٹپکاتا۔ بلکہ ہمارے ملک کا مشہور محقق اور مورخ پروفیسر سرکار بھی اپنی تصنیف "مغلوں کا نظام حکومت" میں مغل بادشاہوں کی روحوں کو طنز وہجو کے تیروں کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتا ہے کہ "مغلوں نے ہندوستان کے سروں پر ایسا قانون مسلط کر دیا جو ترشا ترشایا غیر ممالک سے آیا تھا۔" اور پھر ارشاد ہوتا ہے "بادشاہ تک بہت کم فریادیوں کی رسائی ہو سکتی تھی۔ اور وہ بہت کم مرافعوں کا فیصلہ کرنے کے لئے وقت نکال سکتا تھا۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ متعدد مغل بادشاہوں اور خصوصاً جہانگیر نے اپنے احساس فرض کی نمائش کے لئے اپنے محل میں فریادیوں کے کھینچنے کے لئے زنجیریں لگا دی تھیں۔

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

سب سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ پروفیسر سرکار کے اس قول کی صداقت مشتبہ ہے کہ "مسلمانوں نے ایک ترشا ترشایا غیر ملکی قانون ہندوستانیوں پر مسلط کر دیا۔"

ہندوستان میں ہندوؤں اور غیر مذاہب کے قانون کا پورا پورا احترام کیا گیا۔ وراثت، ازدواج، وصیت، وقف، دان وغیرہ کے معاملے میں غیر مذاہب کے لوگ اپنے قانون پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ ملک کی کوئی عدالت اس بات کی مجاز نہیں تھی کہ ازدواج، وراثت وغیرہ کے معاملہ میں کسی غیر مسلم کے مذہبی قانون کو نظر انداز کر دے۔ بلکہ قاضی اور بادشاہ کے مشورے کے لئے پنڈت اور برہمن مقرر ہوتے تھے اور انہیں کے مشوروں سے اس قسم کے

مقدمات کا فیصلہ ہوتا تھا۔

تعزیری قانون کے اطلاق میں بھی ہندو اور مسلمان کا فرق ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ مثلاً شراب نوشی کے لئے صرف مسلمانوں کو ہی شرعی سزا دی جاتی تھی۔ البتہ زنا، چوری، ڈاکہ وغیرہ کے جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان، یکساں طور پر سزا دی جاتی تھی۔ قانون آراضی اور قانون محاصل کی ترتیب تو بالکل ہندوستانی رسم و رواج کے مطابق ہوتی تھی۔ قانون میں مناسب تغیر و تبدل کے لئے شاہی اعلانات جاری ہوتے تھے اور ان کا اطلاق سب رعایا پر یکساں ہوتا تھا۔ کیا ان تمام باتوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کی معاشرتی آزادی اور ان کے مذہبی قانون میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی؟

اب ذرا پروفیسر سرکار کی زبان ہی سے ان کے دعوےٰ کی تکذیب سن لیجئے۔ آپ "مغلوں کا نظام" کے صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں۔ سنسکرت کے کچھ فیصلے ابھی تک باقی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اکبر کے عہد میں برہمنوں کی عدالتیں قائم تھیں۔ جن میں مقدمات کے فیصلے منو کے قانون کے مطابق کئے جاتے تھے۔

نمائش یا خلوص

اس کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا مسلمان بادشاہ احساس فرض کی نمائش کے لئے محلوں میں زنجیریں لگوانا ہی جانتے تھے۔ یا انہوں نے عدل و انصاف کے مقاصد کو مقدس سمجھ رکھا تھا دائرہ مضمون کی تنگی مجھے اجازت نہیں دیتی کہ میں فرداً فرداً ان تمام اصلاحات کا ذکر کروں جو ہر مسلمان بادشاہ کے عہد میں محکمہ قضاۃ میں رونما ہوئیں۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ اس مضمون کو پڑھ کر اسلامی بادشاہوں کے محکمہ عدل و انصاف کی تشکیل اور ترتیب کے متعلق ایک بے لاگ رائے قائم کر سکیں۔ اس لئے اگر میں قطب الدین ایبک۔ سلطانہ رضیہ۔ بلبن۔ محمد تغلق اور سکندر کے ذکر سے صرف نظر کرتے ہوئے سب سے پہلے شیر شاہ سوری کے محکمہ قضاۃ کا ایک خاکہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں تو امید ہے کہ آپ مجھے معاف کریں گے۔ شیر شاہ اس لئے بھی ہماری توجہ کا مستحق ہے کہ اس نے دیوانی اور فوجداری مقدمات میں تمیز کر کے اُن کی سماعت کے لئے علیحدہ علیحدہ عدالتیں مقرر کیں۔ اس نے ملک کو مختلف اضلاع (سرکار) اور پرگنوں میں تقسیم کیا۔ فوجداری مقدمات کے لئے شقہ دار اور دیوانی مقدمات کے لئے منصف مقرر کئے، قاضیوں کے فرائض صرف شرعی مقدمات تک محدود رہ گئے۔ ہر ضلع یا سرکار میں ایک شقہ دار حلقہ داران اور ایک منصف منصفان مقرر تھا۔ ان کی عدالتوں میں پرگنہ کے شقہ داروں اور منصفوں کے فیصلہ کے خلاف اپیل ہو سکتی تھی۔ اگر سائل ان عدالتوں کے فیصلوں سے بھی مطمئن نہ ہوتا، تو بادشاہ کی عدالت کا دروازہ اس کے لئے کھلا تھا۔

اکبر کا عہد حکومت

اکبر نے تخت نشین ہونے کے بعد ملک کو چھبیس صوبوں میں تقسیم کیا۔ اور ہر صوبہ میں صوبیدار اور فوجدار کو فوجداری مقدمات کی سماعت کے لئے معین کیا۔ شیر شاہ نے دیوانی مقدمات کیلئے منصف اور منصف منصفان مقرر کئے تھے۔ اکبر نے ان ناموں کو بدل کر دیوانی مقدمات سننے والوں کو عادل اور میر عدل کا خطاب دیا۔ قاضی، مفتی اور محتسب بدستور قائم رہے۔ دارالخلافہ میں شاہی عدالت اور شاہی دیوان کی عدالت کے علاوہ عادل، میر عدل، قاضی، اور قاضی القضاۃ کی عدالتیں بھی تھیں۔ بادشاہ اور دیوان فوجداری اور دیوانی مقدمات کی سماعت بھی کیا کرتے اور مرافعوں کا فیصلہ بھی کیا کرتے تھے۔ عادل اور میر عدل کو دیوانی مقدمات اور قاضی اور قاضی القضاۃ کو شرعی مقدمات کی سماعت کے فرائض تفویض کئے گئے تھے۔ صوبوں میں صوبیدار اور فوجدار فوجداری مقدمات کے فیصلے کرتے۔ اور اپیلیں سنتے، عادل اور میر عدل دیوانی مقدمات سنتے تھے۔ قاضی شرعی مقدمات کا فیصلہ کرتا۔ اور بعض صوبوں میں قاضی القضاۃ بھی مقرر کئے جاتے تھے۔

آئین اکبری کا مصنف ہمیں بتاتا ہے کہ اکبر کے عہد میں مقدمات کی سماعت کا کیا انداز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ قاضی۔ عادل یا فوجدار کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام واقعات کے متعلق استفسار کرے۔ تمام گواہوں کے بیانات علیحدہ علیحدہ قلم بند کرے اور ایک ہی مسئلہ پر جرح کر کے صداقت معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کسی گواہ کے بیان کی وجہ سے فیصلہ میں غلطی ہو گئی ہو تو افسر مجاز اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر سکتا ہے۔ بادشاہ معین ایام میں دن کو نو بجے دولت خانہ میں آ کر مقدمات اور اپیلوں کی سماعت کرتا۔ لیکن کبھی کبھی یہ مجلس شام کو بھی منعقد ہوتی۔ پروفیسر سرکار اپنی کتاب "مغلوں کا نظام حکومت" کے بارھویں باب میں لکھتے ہیں کہ "جب بادشاہ دولت خانہ میں مقدمات کی سماعت کے لئے آتا۔ تو ارکان دولت، ماہرین قانون، داروغۂ عدالت اور کاتب وغیرہ پہلے سے موجود ہوتے۔ ہر مقدمہ کا فیصلہ ماہرین قانون کے مشورہ کے بعد کیا جاتا۔ منشی شہادتیں قلمبند کرتا اور میر منشی

میر عدل کی نگرانی میں فیصلہ لکھتا۔ جب ایسے مقدمہ کا فیصلہ کیا جاتا جس کا تعلق بیرونی صوبوں سے ہوتا تو فیصلہ نقل کرکے اس پر شاہی مہر ثبت کی جاتی۔

ان تمام شہادتوں کے باوجود مسٹر ونسنٹ سمتھ کی جہالت اور ہٹ دھرمی دیکھئے کہ وہ اکبر کے عہد کا ذکر کرتے ہوئے کسی دلیل اور حوالہ کے بغیر ارشاد فرماتے ہیں "شہنشاہ کبھی کبھی اہم دیوانی مقدمات کی سماعت کرتا تھا۔ عام مقدمات میں خواہ وہ فوجداری ہوں یا دیوانی کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔ اور ہر چیز زبانی طے ہوتی، قانون کی کوئی خاص کتاب مقرر نہ تھی اور میر عدالت جس طرح چاہتا تھا واقعات پر آیات قرآنی کا اطلاق کر دیتا تھا۔

جہانگیر۔ شاہ جہاں اور اورنگ زیب

جہانگیر۔ شاہ جہاں اور خصوصاً اورنگ زیب کے عہد میں شعبۂ عدلیہ کے نظام میں کافی خوشگوار تبدیلیاں ہوئیں۔ اور اورنگ زیب نے تو ایک اعلان کے ذریعہ عوام کو حکومت کے خلاف دعویٰ کرنے کی اجازت بھی دیدی۔ اور اس مقصد کے لئے سرکاری وکیل مقرر کئے، جہانگیر نے ناک اور کان کاٹنے اور زندہ آدمی کی کھال اتارنے کی سزاؤں کو ممنوع قرار دیا۔ اور یہی نہیں بلکہ ایک فرانسیسی سیاح موسیو تھیوی نوٹ کے روزنامچہ سے پتہ چلتا ہے کہ قتل کی کوئی سزا بادشاہ کی تصدیق کے بغیر بروئے کار نہیں آسکتی تھی۔ شاہ جہاں ہر چہارشنبہ کو عدالت کیا کرتا تھا۔ چونکہ ہر ضلع اور اہم قصبہ میں عدالتیں قائم تھیں۔ رعایا کو اپنے معاملات سلجھانے کی پوری آزادی تھی۔ اور ملک میں امن و امان کا دور دورہ تھا۔ اس لئے بادشاہ کے سامنے بہت کم مقدمات آتے تھے۔ چنانچہ لعبت تواریخ ہند کا مصنف رائے بہارا مل لکھتا ہے کہ ایک دفعہ جب وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو بادشاہ داروغۂ عدالت سے استفسار کر رہے تھے کہ فریادیوں کی اتنی قلیل تعداد کیوں آئی ہے۔ داروغہ نے عرض کیا کہ اگر میں ایک فریادی کو پیش کرنے سے قاصر رہوں تو حضور کا معتوب ٹھہروں لیکن پروفیسر سرکار مقدمات کی اس قلت سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بادشاہ عدل و انصاف کے فرض سے پہلو تہی کرتا تھا۔ حالانکہ اس سے دوسرا نتیجہ بھی نکالا جا سکتا تھا۔

اورنگ زیب نے ہر روز عدالت قائم کرنے کا دستور رائج کیا۔ جھوٹے مقدمے دائر کرنے والوں کے لئے جرمانہ کی سزا مقرر کی۔ اور قاضیوں اور عادلوں پر جاسوس مقرر کئے۔ تاکہ عدل و انصاف خود غرضی کی قربان گاہ کی بھینٹ نہ ہو جائیں۔ علاوہ ازیں اس نے دیوان اعظام کے نام سے ایک اعلیٰ فوجداری عدالت قائم کی۔

عدالت کی تشکیل

اسلامی عدالت کو جو چیز ہندوستان کی برطانوی عدالتوں سے ممیز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی عدالت کم از کم دو ججوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ قاضی، عادل یا صوبیدار کے ساتھ ایک مفتی یا پنڈت کا ہونا لازمی تھا برطانوی عدالت میں صرف ایک ہی جج مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے۔ البتہ ہائی کورٹ میں اپیلوں کی سماعت کے لئے دو ججوں کا ایک ڈویژن بنچ مقرر کیا جاتا ہے۔

سماعت کا طریق

سماعت کا طریق یہ تھا کہ مدعی کاتب کے پاس اپنا دعویٰ زبانی یا تحریری پیش کرتا۔ کاتب مدعی کا دعویٰ۔ قاضی کا نام، فریقین کے نام۔ ان کی ولدیت اور سکونت اپنی کتاب میں لکھتا۔ اس کے بعد فریقین سے گواہ طلب کئے جاتے۔ اگر اس وقت گواہوں کے پیش کرنے میں کوئی دقت ہوتی تو مقدمہ ملتوی ہو جاتا۔ قاضی اپنے ہاتھ سے شہادتیں قلم بند کرتا۔ اگر کسی وجہ سے وہ خود نہ لکھ سکتا تو اپنے الفاظ میں منشی کو گواہوں کے بیانات لکھوا دیتا۔ قاضی مفتی یا پنڈت کے مشورہ سے فیصلہ کرتا۔ لیکن اگر ان کے نظریوں میں تصادم ہو جاتا تو مقدمہ اعلیٰ عدالت کے سامنے پیش کیا جاتا اس کی سماعت ایک مجلس قضاۃ کے سامنے ہوتی۔

مرافعہ اور نظر ثانی

فریادیوں کے لئے مرافعہ کی تین عدالتیں کھلی تھیں۔ ابتدائی عدالت کے فیصلہ کے خلاف صوبائی عدالت میں اپیل ہو سکتی تھی اور اگر یہ فیصلہ بھی قابل قبول نہ ہوتا تو قاضی القضاۃ اور شاہی دیوان کی عدالت میں مرافعہ دائر ہو سکتا تھا۔ اور ان عدالتوں کا فیصلہ بھی فریادی کو مطمئن نہ کر سکے تو وہ بادشاہ کی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا تھا۔ اگر کسی قانونی سقم کی وجہ سے مقدمہ غلط ہو گیا ہو تو عدالت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر سکتی تھی۔ علاوہ ازیں ہندسہ اور الفاظ کی غلطیاں بھی درست ہو سکتی تھیں۔ مقدمہ دائر کرنے کے لئے عدالت مجاز کا انتخاب لازم تھا۔ عدالتوں کے اختیارات ان کے تقررناموں میں درج ہوتے تھے۔ اور ان میں صرف وہی مقدمات پیش ہو سکتے تھے جن کی سماعت کا انہیں اختیار ہو۔ عدالت کا اجلاس ہر ایک کے لئے کھلا تھا۔ اور اسلامی قانون کے مطابق دو گواہوں کا پیش ہونا ضروری تھا۔ ازدواج حمل اور دیگر معاملات میں ماہر عورتوں کی شہادت لی جاتی تھی۔ مدعا علیہ کو جرح کرنے

کا حق تھا اور اگر وہ خود جرح کے قابل نہ ہوتا تو اپنی طرف سے کوئی وکیل مقرر کر سکتا تھا۔

یک طرفہ ڈگری۔ ثالثی اور کورٹ فیس

یک طرفہ ڈگری صرف اسی صورت میں ہو سکتی تھی۔ جب ایک فریق عدالت کے تین دفعہ بلانے کے باوجود حاضر نہ ہو سکے اس صورت میں عدالت اپنی طرف سے غیر حاضر فریق کا کوئی نمائندہ مقرر کر دیتی جو اس کے حقوق کے تحفظ کا خیال رکھتا۔ ثالثی اور تحکیم کا رواج بھی عام تھا۔ فریقین کسی معتبر اور عالم کو حکم مان کر اپنا مقدمہ اس کے سامنے پیش کرنے کے لئے آزاد تھے۔ اگر فریقین غیر مسلم ہوں تو وہ اپنے مذہب کے آدمی کو حکم مقرر کر سکتے تھے۔ اسلامی قانون کے مطابق عرضی دعویٰ پر کورٹ فیس لگانے کی اجازت نہیں کیونکہ انصاف کی کوئی ایسی جنس نہیں جسے بازار و دکان کی رونق بنایا جائے۔ چونکہ ہندوستان میں اسلامی قانون کو مقامی اثرات بھی قبول کرنے پڑتے تھے۔ اس لئے قدیم زمانہ کی طرح مسلم بادشاہوں کے عہد میں بھی کامیاب فریق سے اس جائداد یا روپیہ کا ایک قلیل حصہ وصول کیا جاتا جو اُسے عدالت کی وساطت یا اس کی ڈگری کی بنا پر حاصل ہوتی۔ مقدمہ کے آخر میں فیس وصول کرنے کا یہ رواج موجودہ قانون سے اس طرح بہتر تھا کہ آج کل دونوں فریق پہلے خرچ کر کے تباہ ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد اگر قصوروار فریق کی کوئی جائداد نہ ہو تو بیچارے بے قصور آدمی کے نقصان کی کوئی تلافی نہیں ہوتی۔

ایک شان دار نظام عدل

اسلامی بادشاہوں کے شعبہ عدلیہ کے اس مختصر سے خاکہ کو دیکھ کر آپ کو یقیناً معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں نے ایک شاندار نظام عدل بخشا۔ اور یہی نہیں بلکہ انگریزی عدالتوں کی ترتیب و تشکیل میں بھی اس کے اثرات موجود ہیں۔ میر عدل۔ شاہی دیوان اور صوبائی دیوان کی عدالتیں موجودہ ہائی کورٹ اور ڈسٹرکٹ کورٹ سے ملتی ہیں۔ ان میں مقدمے اور اپیلیں پیش ہو سکتی تھیں اور ان کے فرائض میں ماتحت عدالتوں کی نگرانی بھی شامل تھی قاضی القضاۃ کی حیثیت ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے ملتی جلتی تھی۔ وہ اسی طرح اسیسر منتخب کرتا۔ اور فوجداری اور دیوانی مقدمات کی سماعت کرنے کے علاوہ ماتحت عدالتوں کی اپیلیں بھی سنتا۔ فوجدار کی حیثیت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا سب ڈویژنل آفیسر کی سی تھی۔ صدر۔ دیوان اور عادل کی عدالتیں محکمہ مال کی عدالتیں بھی تھیں اور آج کل کے مال، افسروں اور ڈپٹی کلکٹروں سے ان کی حیثیت کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی۔ آخر میں شاہی عدالت کا ذکر آتا ہے۔ جس کا نظام پریوی کونسل سے اس صورت میں بہتر تھا کہ آج کل کی پریوی کونسل میں فیصلے تو بادشاہ کے نام سے سنائے جاتے ہیں۔ حالانکہ بادشاہ خود مقدموں کی سماعت نہیں کرتا۔ مسلمان بادشاہ اپنے اجلاس کی صدارت خود کیا کرتے اور خود ہی فیصلے سُناتے تھے۔ پریوی کونسل میں صرف اپیلوں کی سماعت ہو سکتی ہے لیکن ہندوستان کے سلاطین اپیلوں کے علاوہ ابتدائی مقدمات بھی سُنا کرتے تھے۔

یہ سب کچھ جاننے کے بعد اب ہم بڑی آسانی سے ان لوگوں پر ہنس سکتے ہیں جو ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے شاندار تمدن اور باعظمت پس منظر کو دانستہ نظر انداز کر دینے کے عادی ہیں۔

افسانے

شیطان

(از جناب محمد امین صاحب خرقپوری)

حضرت لال شاہ کو کون نہیں جانتا۔ آستانہ مبارک پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ آپ کی کرامات کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ کیوں نہ ہو بے اولادوں کو اولاد اور حاجت مندوں کی حاجت روائی آپ کے ادنیٰ کرشمے تھے۔ اس کے علاوہ پیری مریدی کا کاروبار خوب چلتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ایک ہفتہ غائب رہے ان کے یکایک غائب ہونے سے غرض مندوں میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ گنتی کے وہ لوگ جو آپ کی کرامات سے آگاہ تھے جانتے تھے کہ جناب کی روپوشی خالی از مصلحت نہیں ضرور کوئی راز کی بات ہے معتقدین کا خیال تھا کہ یہ بھی آپ کا معجزہ تھا کیونکہ انسان جب عشق حقیقی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس پر آسمانوں کی کھڑکیاں کھل جاتی ہیں اور وہ رموز و نکات سے واقف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت پیر لال شاہ صاحب آج کل عشق کی کھڑکی کھول کر باغ حسن کی سیر کر رہے تھے۔ ایک دن حضرت مریدوں کے حلقہ میں سرگشت کر رہے تھے کہ اچانک نگاہ ایک مریدنی پر پڑی۔ شومیٔ قسمت سے مریدنی جوان تھی، حضرت وہیں دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ دل میں ٹھان لی کہ جب تک یہ قتالہ ہاتھ نہیں آئے گی، ایک قدم آگے نہیں بڑھوں گا حسینہ کا باپ حضرت صاحب کے غیر معمولی التفات سے بہت خوش ہو رہا تھا، آپ کا ورود مسعود سادہ لوح دیہاتی کے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھا، غریب خانے پر حضرت بن بلائے ہی چلے آئے۔ بیچارے کو کیا معلوم کہ حضرت کی اس نظر عنایت کے سلسلہ میں کتنی بڑی قربانی دینی پڑے گی۔ شاہ صاحب کے لئے مکان کا ایک حصہ مخصوص کر دیا گیا۔ لوگ دست مبارک پر بیعت ہونے کے لئے جوق در جوق آ رہے تھے۔ آپ کے تعویذ گنڈے کبھی خالی نہیں جاتے تھے۔ عورتوں کے مخصوص امراض کے آپ بہت بڑے ماہر تسلیم کئے جاتے تھے درد جسم کے خواہ کسی حصہ میں کیوں نہ ہو، ایک ہی پھونک سے ہوا ہو جاتا، بانجھ پن کا نسخہ کبھی خطا نہیں ہوتا تھا۔ کئی اندھیرے گھروں میں آپ کے دم سے اجالا ہو گیا، ہزاروں کی گود آپ کی دعا سے بھر گئی۔ اتفاق کی بات صاحب خانہ کی لڑکی جس کی نگاہ کے تیروں سے آپ گھائل ہوئے تھے، سکتہ کے عارضہ میں مبتلا تھی، غریب بہت پریشان تھا۔ دوپہر کو موقع پا کر اور آپ کو خوش دیکھ کر بولا "حضور آپ کی بیٹی کا مزاج بہت چڑچڑا ہو گیا ہے، رات کو نیند کی حالت میں ڈرا کرتی ہے، چہرہ اترا اترا رہتا ہے۔ متلی اور اُبکائیاں آتی ہیں، جب غشی کا دورہ پڑتا ہے تو ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے ہیں، بالکل بے ہوش ہو جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مردہ پڑی ہے۔ کچھ دوائی دیجئے حضور کے ہاتھ میں شفا ہے بزرگ ہیں۔ بزرگ کے قابو میں دنیا کی تمام طاقتیں ہوتی ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی، توجہ فرمایئے، ایک ہی بیٹی ہے، تندرست ہو جائے تو کہیں بیاہ دوں، اٹھارہ برس کی عمر ہے، جوان بیٹی گھر میں کب تک بٹھائے رکھوں گا، حضور کا انتظار کر رہا تھا۔ امید ہے کہ آپ میرے حال پر رحم فرمائیں گے، امام دین کی آواز بھر آگئی، آنسو امنڈ آئے، شاہ صاحب تڑپ کر بولے "کچھ فکر کی بات نہیں، یہ بیماری ایک چٹکی میں دور ہو جائے گی۔ جوان کنواری لڑکیوں کو عموماً اس مرض کی شکایت ہو جاتی ہے۔ گھبراؤ نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا" غریب کو کسی قدر تسلی ہو گئی۔ شاہ صاحب خوش تھے کہ شکار جال میں پھنس گیا، زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی، ایسا نادر موقع قسمت سے ہاتھ آتا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ رات کو جب سب لوگ چلے جائیں، لڑکی کو ہمارے روبرو لانا، ہم دیکھ کر بتائیں گے غریب خوشی خوشی بیوی کے پاس آیا، بیٹی کی صحت کا مژدہ سنایا۔ پھر کیا تھا شاہ صاحب دیوتا کی طرح پجنے لگے، کڑاہی چڑھی، مرغن اور لذیذ انواع و اقسام کے کھانے پکنے لگے، شاہ صاحب کی خاطر و مدارات کے لئے ساہوکار کا مقروض ہونا پڑا، بڑی رقم سود پر لی گئی۔ شاہ صاحب کے لئے اگر زمین بھی فروخت کرنی پڑتی تو کم تھا۔ ان کی تواضع جنت کی کھلی سفارش تھی، اعمال کی بخشش کا ذریعہ تھی۔

(۲)

حضرت کی طرح طرح کے مال کھا کر توند نکل آئی تھی، چہرہ چقندر ہو رہا تھا، ڈاڑھی منڈاتے تھے، کیونکہ یہ پرانی بدعت ہے۔ آپ نئی وضع کے دلدادہ تھے، مونچھیں بڑی بڑی تھیں، کیونکہ مردانگی

کی شان موچھوں ہی سے ٹپکتی ہے، بھاری بھرکم جسم تھا، بیماری ان سے کوسوں بھاگتی تھی، عمر میں بمشکل ایک آدھ مرتبہ بیمار پڑے تھے، وہ بھی بچپنے میں، جب تک جوان رہے ہر روز نت نیا رنگ رہتا تھا، لباس موسم کے مطابق پہنتے تھے، مگر اُجلا اور صاف ستھرا عطر میں بسا ہوا، نماز روزہ کے قائل نہیں تھے، کیونکہ یہ عام لوگوں کے لئے ہے، آپ کی ذات ان پابندیوں سے آزاد تھی، ہر وقت تسبیح ہاتھ میں رکھتے، اونگھتے ہوئے بھی ہاتھ چلتا رہتا تھا۔ اکثر سوتے میں لوگوں نے وظیفہ پڑھتے ہوتے دیکھا ہے۔ صحت وجوانی کی منہ بولتی تصویر تھے، آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے، جس سے ایک کشش سی پیدا ہو جاتی، کبھی کبھار خضاب کر لال پری سے بھی گلے مل لیتے۔ آنکھیں انگارے کی طرح چمکتیں، جو ایک مرتبہ آنکھ ملا لیتا۔ آنکھ چرانے کی تاب نہیں لاتا تھا۔ یہ تھی آپ کی شان یہی وجہ تھی کہ عورتوں میں بہت مقبول تھے، ہر ایک کو پسند تھے، شرفاء کی عورتیں جو اکثر چار دیواری میں بند رہتیں جن کی ایک جھلک غیر محرم نہیں دیکھ پاتے۔ آپ کے پاس بے پردہ چلی آئیں، گھر میں ایک چھوڑ کئی بیویاں تھیں، پھر بھی آئے دن تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا، اکثر کو جھگا کر لاتے تھے، کئی گھر آپ کے طفیل اجڑ گئے۔ کئی سے آپ مخصوص رشتہ جوڑے ہوئے تھے کیونکہ بیعت کرنے کے بعد آپ کو ان کے تن من دھن پر پورا پورا اختیار تھا۔ عاقبت کی طرف سے آپ نے سند راہداری دیکر بے نیاز کر دیا تھا۔ اس لئے انہیں گناہ اور ثواب کی تمیز نہیں تھی، آپ من مانی رنگ رلیاں مناتے رہتے تھے، علاقہ کے تھانہ دار آپ کے مرید تھے، کسی کو آپ کے خلاف کچھ کہنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی، جو جرأت کرتا مُنہ کی کھاتا۔ آپ کی طاقت سے ٹکرانا، پہاڑ سے سر پھوڑنا تھا، آپ کی مالی حالت قلعہ کی طرح مستحکم تھی، ایک گاؤں کے بلا شرکت غیرے مالک تھے، کئی مکان اور حویلیاں تھیں، بڑے بڑے نامی بدمعاش آپ کے روبرو آتے ہوئے شرماتے تھے، کیونکہ کئی مرتبہ مشہور ساہوکاروں کے ہاں ان کی معرفت ڈاکے ڈلوا چکے تھے، غنیمت کے مال میں آدھے کے ساجھی تھے، راز فاش ہوتا تو مخصوص وسیلوں سے بری ہو جاتے۔ رشتہ کاروں پر آنچ نہیں آنے دیتے تھے۔ سب آپ کا کلمہ پڑھتے تھے۔ ان حالات میں آپ کے حلم کی سرتابی ظاہر ہے کن مصائب کا پیش خیمہ ہوتی ہوگی۔ ان کے ٹھکرائے ہوئے کتنے کالے پانی کی سیر کر رہے ہیں، کتنے پھانسی کے تختہ پر لٹک گئے کتنے جیل کی ہوا کھا رہے ہیں، غرض ان کی خوبیاں کہاں تک بیان کی جائیں، آپ کی ذات میں صفات ہی صفات نظر آتی تھیں، سادہ لوح دیہاتی اور شاطر شہریوں کو چکمے دیتے، ان کی جیبوں پر ڈاکے ڈالتے، ان کی عزت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بھی نہیں شرماتے تھے، ان سب باتوں کے باوجود آپ رہنما تھے، پیر تھے، مشکل کشا تھے، اور منبع سخا تھے۔

(۴)

شاہ صاحب رات کا انتظار بڑی بے چینی سے کر رہے تھے تاکہ خلوت ہو اور ملاقات کا شرف حاصل ہو، کسی کی پیاری پیاری صورت آنکھوں کے آگے رقص کر رہی تھی، پہلو میں میٹھا میٹھا درد بھی تھا۔ جب زنان خانہ کا دروازہ کھلتا تو گمان ہوتا کہ "وہ" آگئی چاہے وہ صاحب خانہ کی صد سالہ بوڑھی ماں ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ کئی مرتبہ بڑی بی سلام اور زیارت کے بہانے تشریف لا چکی تھیں، دل میں پیر صاحب کی زیارت کا کمال اشتیاق تھا، پاؤں قبر میں تھے نہیں معلوم آنکھ کب بند ہو جائے، بزرگوں کی زیارت سے محروم ہونا جیتے جی بخشش سے محرومی تھی، پیر صاحب ہر مرتبہ ٹال دیتے، بیعت ہونا چاہتی تھیں تاکہ جنت میں چلی جائیں، کیونکہ عمر بھر کبھی نماز روزے کی صورت نہیں دیکھی تھی، گھر میں کوثر کی نہر جاری تھی، پیاسی کیونکر رہتیں۔ خدا خدا کرکے رات ہوئی۔ تاریکی پھیل گئی، کمرے میں گھی کے چراغ جل رہے تھے۔ اگر کی خوشبو دماغ کو معطر کر رہی تھی۔ مگر لوگوں کا تانتا ختم ہی نہیں ہوتا تھا، ایک سیلاب تھا جو اُمنڈا چلا آرہا تھا، گرد و نواح کے دیہاتی ٹوٹ رہے تھے، آپ گھبرا گئے، بگڑ کر بولے "امام دین پھاٹک بند کر دو، ان کمبختوں نے تو ناک میں دم کر دیا، دو گھڑی آرام بھی نہیں کرنے دیتے"!

"حضور بہت دور سے آئے ہیں، ہمیں زیارت سے محروم نہ رکھا جائے" یک زبان ہو کر بولے۔

نہیں نہیں جاؤ۔ کل صبح آنا" آپ کا حکم کیونکر ٹالا جاتا، لوگ مایوس ہو کر پلٹ گئے۔ میدان صاف دیکھ کر آپ کی جان میں جان آئی۔ صاحب خانہ سے بولے "ہاں یاد آیا، لڑکی کو لے آؤ" مُنہ سے کہنے کی دیر تھی۔ عقب کا دروازہ کھلا۔ ایک نازک اندام حسینہ بدن چرائے ڈرتے ڈرتے داخل ہوئی۔ جوانی کی تصویر کیا اگر روح کہا جائے تو بجا ہوگا، فرشی سلام کرکے دوزانو ہو کر بیٹھ گئی۔ آپ نے امام دین سے کہا "مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم ذرا چلے جاؤ ہم بلا لیں گے پھر، کیونکہ تمہاری موجودگی میں یہ صاف صاف نہیں کہے گی" وہ باہر نکل گیا، آپ کی ذات سے کسی قسم کی بدگمانی کرنا فرشتہ سے بدگمانی کرنا،

فرشتہ سے بدگمانی ہوتا تھا، پھر پارسائی کا نقاب چہرہ پر تھا، اس قسم کے شبہات کی یہاں گنجائش نہ تھی۔ اس کے جانے کے بعد آپ نے دست شفقت پھیرنا شروع کیا، آپ کے ہاتھوں میں مسیحائی تھی یا اس حسینہ کے بدن میں کوئی جوہر پوشیدہ تھا کہ چھوتے ہی حیا آمیز سرخی گالوں پر دوڑ گئی، آپ نے چاندی سا سفید اور مخمل سا نرم و گداز ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا جیسے انگلیوں کی نبضیں دیکھ رہے تھے، حسینہ ذرا سہم گئی۔ دبی کی آواز منہ سے نکلی، "کیوں بہت تکلیف ہے؟" آپ نے موٹی موٹی سرخ آنکھوں میں کشش پیدا کرتے ہوئے کہا، حسینہ خاموش تھی، شرما رہی تھی، آپ صنفِ نازک کے نفسیات کے ماہر تھے، بولے "شرماتی کیوں ہو۔ صاف صاف بتاؤ۔ اب میرے تمہارے سوا یہاں کون ہے، صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ ہے، تھوڑی دیر میں یہ بھی نہیں ہوگا تمہاری ساری بیماری دور ہو جائے گی۔ یہ گال پہلے سے زیادہ چمک اٹھیں گے، نئی جوانی اور نئی طاقت بدن میں دوڑ جائے گی" سیدھی سادھی لڑکی پچھے دار باتوں کا مطلب خاک بھی نہ سمجھ سکی، دھیمی مگر شیریں آواز سے بولی "رات کو نیند نہیں آتی، ڈراؤنے خواب دکھائی دیتے ہیں، گلا گھٹتا ہے، درد بھی ہوتا ہے۔"

آپ جھٹ بولے "کہاں ہوتا ہے۔؟"

"۔۔ میں اور ۔۔" حسینہ رک گئی۔ "بولو شرماؤ نہیں، ہم سے کوئی عورت نہیں شرماتی، "پیٹ میں" جیسے دو نازک لبوں سے خود بخود نکل گیا تھا، آپ نے جھٹ ہاتھ بڑھا دیا، پیٹ ٹٹولنے لگے، جانے ان کے ہاتھوں میں کیا جادو چھپا ہوا تھا کہ حسینہ خاموش بیٹھی رہی، ہاں چہرہ مارے شرم کے لال پیلا ہو رہا تھا۔ اصل میں اسے کوئی بیماری نہیں تھی، یہ ابھی تک شادی نہ کرنے کی وجہ تھی، امام دین کا خیال تھا کہ کسی کھاتے گھر بیاہ ہو، لڑکی چونکہ ناخواندہ تھی اس لئے کھاتے پیتے گھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، اگر شادی ہو جاتے تو بیماری پہلے ہی روز دور ہو سکتی تھی، مگر ان جاہل لوگوں کو سمجھائے کون، شاہ صاحب ایک لذت محسوس کر رہے تھے، آپ نے بازو پکڑ کر کھینچ کر سینے سے لگا لیا لڑکی بہت ڈری، زور سے چلانا چاہتی تھی، آپ نے منہ بند کر دیا اور بولے "خبردار جو زبان ہلائی، ابھی دوزخ میں پہنچا دوں گا، خیر اسی میں ہے کہ خاموشی سے جیسے کہوں کرو۔" ساتھ ہی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ سونے کی طلائی زنجیر نکال کر اس کے گلے میں ڈال دی بولے سر سے پاؤں تک سونے میں لاد دوں گا، میری برابر کوئی کیا تمہیں خوش رکھے گا" حسینہ بے خود پڑی تھی، آپ خاموش دیکھ کر بولے "پیاری پچھلی رات تیار رہنا، اسی دروازے سے چلی آنا، کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوگی کہ کہاں ہو، جنت میں لے جاؤں گا مگر کسی سے ذکر مت کرنا، اب جا کر آرام کرو، کیواڑ کی زنجیر آہستہ سے کھینچوں گا، اسی دم چلی آنا، اگر چوک گئی تو ایک سیاہ دیو تمہارے ٹکڑے اڑا دے گا، بوٹی بوٹی نوچ لے گا حسینہ بہت ڈری۔ ڈر کے مارے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، خاموشی سے چارپائی پر جا کر گر پڑی۔

امام دین کو آواز دی، بیچارہ ڈرتے ڈرتے آیا، مسکرا کر بولے "اسے کوئی خاص شکایت نہیں۔ ہم نے دم کر دیا ہے آج ہی رات کو صحت ہو جائے گی۔" غریب پاؤں پر گر پڑا، میاں بیوی دونوں آدھی رات تک شاہ صاحب کے پاؤں دباتے رہے، آج شاہ صاحب ان کے لئے رحمت کا فرشتہ تھے، جیب سے گھڑی نکال کر دیکھی، دو بجے تھے۔ بولے "جاؤ اب تم آرام کرو۔ مجھے بھی نیند آ رہی ہے، ہاں ہمارا گھوڑا کہاں بندھا ہوا ہے۔ قفل کی چابی دے دو"، وہ سمجھا کہ شاید آپ گھوڑے کی طرف سے مطمئن نہیں، چابی نکال کر دے دی آج شاہ صاحب کو نیند نہیں آتی تھی، کروٹیں بدل رہے تھے بار بار گھڑی کو دیکھتے، چار بجے مسکرا کر اٹھے، نوکر سے کہا۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ دروازہ کے ساتھ کان لگا کر سنا، سب لوگ گہری نیند سو رہے تھے۔ خراٹوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی، آہستہ سے زنجیر کھینچی، حسینہ جس کے دل میں ہول بیٹھا ہوا تھا، تڑپ کر اٹھی، انکار کی صورت میں سیاہ دیو سر پر کھڑا تھا۔ دوزخ اور انگارے تھے۔ کانپتی ہوئی آئی۔ شاہ صاحب نے ہاتھوں میں اٹھا لیا۔ چپکے سے دروازے بند کرتے ہوئے نکل گئے۔

(۴)

جاڑے کی رات صبح چھ بجے ختم ہوئی، میاں بیوی غفلت کی نیند سے چونکے، لڑکی کی چارپائی خالی پڑی تھی، سمجھے کہیں ضروریات میں مصروف ہوگی، جلدی سے شاہ صاحب کے کمرے میں آئے، معاملہ صاف تھا، بستر خالی پڑا تھا، کیا اندھیرے ہی میں چلے گئے؟ امام دین دوسرے کمرے میں آیا، گھوڑے کا تھان خالی پڑا تھا، ایک گھنٹہ گذرا، دو گذرے، دن گذر گیا، شاہ صاحب اور لڑکی دونوں لاپتہ تھے، سر پہ دوہتڑ مار کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا، کسی سے ذکر کریں تو ناک کٹتی ہے۔ بیٹی کا غم اندر ہی اندر گھلا جا رہا تھا، آبرو اور عزت کا سوال تھا، غریب لہو کے گھونٹ پی کر رہ گئے۔

زبیدہ کا لال

(از جناب نور کمال صاحب)

صبح کے وقت ایک بہادر نوجوان افغان سرحدی گاؤں کے ایک ٹیلے پر بعالم اضطراب میں کھڑا تھا، وہ شاید کسی کا منتظر تھا۔

وسیع میدان پر سفید برف کی ایک تہہ جم گئی تھی۔ یکایک اس سخت زمین پر گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی اور مشرق کی طرف سے ایک نوجوان افغان گھوڑے پر آتا دکھائی دیا۔ نوجوان کو آتا دیکھ کر شہزاد کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس نے اپنا لمبا خنجر نکال لیا۔ دوسرے نوجوان نے بھی خنجر نکال کر شہزاد پر حملہ کیا۔ شہزاد کا خوب صورت چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ دونوں افغان اپنی خاندانی عزت اور وقار کا فیصلہ کرنے کے لئے یہاں آئے تھے۔ دیر تک کشمکش جاری رہی پھر فضا میں ایک چیخ کی آواز گونجی۔ شہزاد ایک بار تڑپا اور پھر زمین پر گر پڑا۔ خنجر سے اُسے گردن پر کاری زخم لگا تھا۔ اس کے خون سے برف پر دور دور سرخی پھیل گئی تھی۔

خاندانی عزت اور وقار کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ فاتح اپنی کامیابی پر مسرور گھوڑے پر سوار ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اور مفتوح زمین پر دم توڑ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد شہزاد نے دم توڑ دیا۔ اس کی فوج کے ہر آدمی کو اس کی موت کی خبر بھی مل گئی۔ صرف اس کی ماں تک یہ روح فرسا خبر پہنچانا باقی تھا۔ جو نوجوان ابھی ابھی اپنی عزت کی خاطر دشمن کے ہاتھوں ہلاک ہوا تھا، اپنی بوڑھی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا، کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ شہزاد اپنے دشمن کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گا۔ وہ اپنے دشمن سے کہیں زیادہ قوی اور شجاع تھا۔ تمام سپاہیوں کو اس سے محبت تھی، اور وہ اس کی بہادری کے قدردان تھے۔ لیکن اب اس کی ماں کو یہ منحوس خبر کون سنائے؟ یہ سب سے مشکل کام تھا، کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ شہزاد کی بوڑھی ماں تک یہ خبر پہنچا سکے۔ آخر کار شاہ گل کو اس کام کے لئے مقرر کیا گیا، وہ سخت دل تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کے سینے میں دل کی بجائے پتھر کا ایک ٹکڑا ہے۔ شاہ گل یہ منحوس خبر شہزاد کی ماں تک پہنچانے کے لئے شہزاد کے گاؤں کو روانہ ہو گیا۔

(۲)

زبیدہ کو بیدار ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا، وہ ہاتھ منہ دھو کر قہوہ بنا رہی تھی کہ شاہ گل اداس و مغموم، اور افسردہ و مضمحل کمرے میں داخل ہوا۔

"خوش آمدید، بیٹھو کہو اچھے تو ہو بیٹا!" بوڑھی زبیدہ نے شاہ گل کو مخاطب کیا۔

"ہم اچھی تو ہیں اماں؟" شاہ گل نے آہستہ سے کہا۔

"تم شاید شہزادے سے ملنے کے لئے یہاں آئے ہو؟" بڑھیا نے شاہ گل کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں اماں میں ذرا ادھر سے گذر رہا تھا، سوچا ذرا تم سے مل لوں" شاہ گل نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"جیتے رہو۔ لو یہ قہوہ کی پیالی پی لو، شہزاد ابھی سو رہا ہے۔ وہ تمام رات نہیں سویا، بس بے چینی سے ادھر اُدھر ٹہلتا رہا ہے میں نے بہت کہا کہ سو جاؤ، لیکن نہ جانے کیا بات تھی، اب وہ سویا ہوگا۔ میں نے خادمہ سے کہہ دیا ہے کہ اُسے بیدار نہ کرے، کل عید ہے نا، آج آرام کر لے، کل تو صبح سویرے جاگنا ہی پڑیگا لیکن بیٹا اگر تم اس سے ملنا ہی چاہتے ہو، تو میں اسے بیدار کر دیتی ہوں"

"نہیں نہیں اُسے سونے دو اماں! وہ میٹھی نیند سو رہا ہوگا" شاہ گل نے غم میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

بڑھیا پھر نہ جانے کیا سوچ کر شہزادے کے کمرے کی طرف چلی گئی، شاہ گل بے چینی سے اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ وہ اپنے ہاتھوں کو بڑی بے چینی سے مل رہا تھا۔ وہ حیران تھا کہ بڑھیا کو ایسی منحوس خبر کیونکر سنائے۔ وہ سوچنے لگا، کیوں نہ وہ صاف طور پر بڑھیا کو یہ کہہ دے کہ اس کا بیٹا اپنے خاندان کی عزت کی خاطر مر چکا ہے، لیکن اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ وہ کانپ اٹھا۔

"اب تم ہی بتاؤ نا! تم جوان نوجیوں پر بھلا کیسے اعتبار آئے" زبیدہ نے شاہ گل کو کمرے سے باہر آ کر مخاطب کیا۔

"یہاں میں نے بہت کوشش کی کہ پیالیاں آپس میں نہ بجنے پائیں چمچوں کو میں نے خاص احتیاط سے دھویا، مگر دیکھو شاہ گل تمہارا دوست مجھے بتائے بغیر ہی کہیں چلا گیا ہے۔ لیکن تم ذرا بیٹھ جاؤ، تھوڑا سستا لو، وہ بھی آتا ہی ہوگا" زبیدہ مسکرا کر بولی۔ مجھے تم سے بہت سی باتیں کرنی تھیں۔ شاہ گل تم بہت عرصہ کے بعد ملے ہو، لیکن نہیں شہزاد نے تم سے ان باتوں کا ذکر کر دیا ہوگا بڑا بھولا اور نادان ہے۔ جب کل رات وہ نہیں سویا تو میں سوچتی رہی کہ اس کی بے قراری کی وجہ کیا ہے۔ بعض دفعہ تو وہ بالکل نہیں سوتا۔

"شاہ گل! میری تو بہت پرانی آرزو ہے کہ اس کی شادی زہرہ سے کر دوں، بڑھاپے میں یہ خوشی تو دیکھ لوں۔ تم جانتے ہی ہو جب شہزاد کے والد اس جہان سے سدھارے تو شہزاد صرف دو سال کا تھا۔ بس اس وقت سے آج تک میں اس کی پرورش کرتی

رہی ہوں۔ دُکھ، درد سہہ سہہ کر اُسے جوان کیا ہے، اور اب میری آخری آرزو ہے کہ اس کی شادی زہرہ سے ہو جائے، اس کی پریشانی کا باعث زہرہ کی محبت ہے" بڑھیا کی آواز یہ کہتے ہوئے بھرا گئی۔ اس کی چندھیائی ہوئی آنکھوں سے آنسو ڈھلک کر اس کے گالوں پر رک گئے۔ بڑھیا نے مسکرانے کی کوشش کی اور اپنی چادر سے آنسو پونچھ کر بولی۔

"تمہیں معلوم ہے شاہ گل! مجھے شروع شروع میں کس قدر مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ روپے کی قلت کی وجہ سے۔ تم پولیس کے افسروں کو بڑی شان سے شادی کرنے کا چاؤ ہوتا ہے۔ اس لئے تو شہزاد کہتا ہے کہ شادی کے موقع پر تمام سپاہیوں کو بلاؤں گا۔ اب میں نے پانچ ہزار روپے کا انتظام کر لیا ہے، میرا ارادہ ہے کہ عید کے چند دن بعد اپنے لال کی شادی کر دوں۔ اب مجھ سے گھر کا بندوبست نہیں ہوتا۔ بوڑھی ہو گئی ہوں بیٹا! اچھا دیکھو مجھے زہرہ نے کس پیار سے خط لکھا ہے"

بڑھیا نے یہ کہہ کر اپنی جیب میں سے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کچھ نکالا، اور شاہ گل کو دکھانے کے بعد پھر اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"وہ کتنی پیاری لڑکی ہے" بڑھیا نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ شاہ گل بڑی بےچینی سے بڑھیا کی باتیں سن رہا تھا بڑھیا کی باتوں کے ساتھ ساتھ اس کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے یہ کس طرح کہے کہ تیرا بیٹا، جس کی تعریف ہی تیری زندگی کا پہلا اور آخری مقصد ہے، اب اس دنیا میں موجود نہیں وہ سوچنے لگا کہ تھوڑی دیر کے بعد بڑھیا کی امیدوں کا قصر ٹوٹ کر گر جائے گا۔ قسمت کا ہاتھ اس کی چمکتی ہوئی آرزوؤں پر سیاہی مل دے گا، لیکن وہ کچھ نہ کہہ سکا اور چپ چاپ بڑھیا کی باتیں سنتا رہا۔

"لیکن آج تم اتنے اداس کیوں ہو؟" بڑھیا نے شاہ گل کو متفکر دیکھ کر پوچھا۔

"تمہارا چہرہ آج خزاں زدہ پتے کی طرح کیوں زرد ہے شاہ گل" بڑھیا نے دوبارہ پوچھا۔

شاہ گل چاہتا تھا کہ کہہ دے۔ بڑھیا تیری کوکھ اُجڑ گئی تقدیر تیری دشمن بن گئی۔ لیکن وہ کچھ نہ کہہ سکا۔ بڑھیا پھر بولی۔

"اور زہرہ نے تمہیں بھی تو سلام لکھا ہے، یقین نہ آئے تو خود پڑھ لو، تم سمجھے ہو گے بڑھیا جھوٹ کہتی ہے" زبیدہ نے پھر جیب کو ٹٹولا، اور چٹھی نکال کر پڑھنے لگی۔

پیاری ماں!

وہ وقت کب آئے گا جب میں تمہیں صحیح معنوں میں ماں کہہ کر پکار سکوں گی، میں بڑی بےچینی سے اس وقت کا انتظار کر رہی ہوں، میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ وقت بہت جلد آ جائے گا۔ شاہ گل کو میرا سلام اور اس کے دوست کو ہزار سلام۔

تمہاری بیٹی

"زہرہ"

زبیدہ نے سر اٹھایا۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے دو بیتاب قطرے چمک رہے تھے۔

بڑھیا شاہ گل کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"تم بہت خوش ہو گے شاہ گل! تم اور شہزاد تو ایک دوسرے کے بھائی ہوتے نا؟" فرطِ انبساط سے بڑھیا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ شاہ گل بہت پریشان تھا۔ جب اس نے سنا کہ بڑھیا اس کے متعلق ایسی اچھی رائے رکھتی ہے تو شرم سے اس کا سر جھک گیا دوست ہو کر وہ اپنے دوست کو دشمن کے پنجے سے نہ چھڑا سکا اگر شہزاد کی جگہ خنجر اس کے جگر سے پار ہو جاتا، تو یقیناً اُسے بہت مسرت ہوتی۔ پھر وہ سوچنے لگا کہ بڑھیا آدھ گھنٹے کے بعد اس کے متعلق کیا خیال کرے گی۔ احساسِ ندامت سے اس کی آنکھیں نیچے جھک گئیں، وہ سوچنے لگا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ بڑھیا کو اب وہ اس کے بیٹے کے متعلق سب کچھ بتا دیگا۔ لیکن وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ وہ بڑھیا کی یہ عارضی خوشی بھی نہ چھیننا چاہتا تھا، اُسے شجاعت سے نفرت ہو گئی، جنگ و جدل سے بیر ہو گیا، عزت سے اُسے بےعزتی پیاری معلوم ہونے لگی۔

"لو یہ قہوہ پی لو نا! اس وقت سے رکھا ہوا ہے۔ میں ذرا اندر ہو آؤں" بڑھیا یہ کہہ کر اندر چلی گئی۔ اور شاہ گل چپکے سے باہر نکل گیا اور گھوڑے پر بیٹھ کر نہ جانے کہاں چلا گیا۔ بڑھیا جب باہر واپس آئی، تو قہوے کی پیالی میز پر پڑی تھی، اور شاہ گل کا کوئی پتہ نہ تھا۔ بڑھیا مستقبل کی رنگینیوں میں کھو گئی۔

قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین پیشوا کیلئے بڑی آسانی

ہوگئی اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی

لاگت

سے بھی کم ہو لیکن یہ رعایت صرف ناظرین پیشوا کیلئے ہے اور یہ ان کے احسان کا ادنیٰ کرشمہ ہے جو کہ پیشوا کی ہر اپیل کو گوش شنوا سے سنتے اور پیشوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں۔ خدا کے فضل سے آپ کی امداد اور میری محنت سے اب دوسرا قرآن شریف مترجم مفسر تیار ہوگیا ہے۔ اور اس مرتبہ میں نے بشکرانۂ فضل ایزدی اور بامتنان و معاونین پیشوا نے یہ تہیہ کرلیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں۔ تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دے دوں جو خالصاً میرا خرچ ہوا ہے۔ جس کا اشتہار اور اسٹاف کا بھی کوئی خرچ آپ سے نہ لوں۔ مگر یہ سب کچھ پیشوا کے خریداروں کے ساتھ ہوگا جس کے لئے ان کا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ غریبوں کے لئے

آسان ترجمہ والا قرآن مجید

ہے ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے حاشیہ پر انہی کی تفسیر موضح القرآن ہے۔ بڑی تقطیع ہے۔ شروع میں بے شمار خوبیوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں۔ پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتائے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اوقاف اور اشارات قرآنی کی تشریح ہے۔ پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورت کے مجرب اور اد و وظائف لکھے گئے ہیں جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے۔ چھٹے باب میں قرآن حکیم کی ہر سورۃ کا نقش اور کلام اللہ کے تعویذ لکھے گئے ہیں۔ ساتویں باب میں پورے کلام اللہ کی فہرست مضامین بطور ابواب لکھی گئی ہے۔ قلم جلی ہے صحت ایسی علماء اور قاریوں نے کی ہے۔ سفید اور دبیز کاغذ ہے۔

ہدیہ بلا جلد ۸ر مجلد نقرئی کار ۱۰ر شدہ ارغوانی بلا جلد ۱۱ر مجلد نقرئی کار ۱۲ر۔ چند سطریں ذیل میں بطور نمونہ درج ہیں۔

الۤمّۤ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا
کیا یہ سمجھے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ
یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ
نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ
صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ
سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے ف۲ کیا یہ سمجھے ہیں جو لوگ کرتے ہیں برائیاں
اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ
کہ ہم سے آگے نکل جاویں بری بات چکاتے ہیں ف جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ
لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ
آتا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے اور جو کوئی محنت اٹھاتا ہے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ
اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ
کو پروا نہیں جہان والوں کی اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتاریں گے

تفسیر موضح القرآن کامل

ف۲ پہلی دو آیتیں ایمان والوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ آیت جو کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو ۱۲ منہ

ف۳ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ ۱۲ منہ رح

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا

لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرمادے اور یہ بات قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں بغیر

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا

خدا کے حکم کے اور اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہوسکتا

سُبُلَنَا ۭ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ع وَقَالَ

ہے حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے رستے بتلادیئے اور تم نے جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کریں گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے اور ان

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى

کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ پس ان

اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ

رسولوں پر ان کے رب نے وحی نازل فرمائی کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کردیں گے اور ان کے بعد تم کو اس سرزمین میں آباد رکھیں گے

لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝

یہ ہر ایسے شخص کے لئے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے اور کفار فیصلہ چاہنے لگے اور جتنے سرکش ضدی تھے وہ

تفسیر:- اَلَمْ يَاْتِكُمْ سے جَبَّارٍ عَنِيْدٍ تک (اے کفار مکہ) کیا تم کو ان لوگوں (کے واقعات) کی خبر (گو اجمالاً ہی) نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں یعنی قوم نوح اور عاد (قوم ہود) اور ثمود (قوم صالح) اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہیں جن (کی مفصل حالت) کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا (کیونکہ ان کے حالات تفصیلاً منضبط و منقول نہیں ہوئے اور وہ واقعات یہ ہیں کہ) ان کے پیغمبر ان کے پاس دلائل لے کر آئے سو ان قوموں (میں جو کفار تھے انہوں) نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دے دیئے (یعنی مانع ہوئے تو گویا یہ کوشش کرتے تھے کہ ان کو بات تک نہ کرنے دیں) اور کہنے لگے کہ جو حکم دے کر تم کو (بزعم تمہارے) بھیجا گیا ہے (یعنی توحید و ایمان) ہم اس کے منکر ہیں اور جس امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو (یعنی وہی توحید و ایمان) ہم تو اس کی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں جو (ہم کو) تردد میں ڈالے ہوئے ہے (مقصود اس سے توحید و رسالت دونوں کا انکار ہے توحید کا تو ظاہر ہے اور رسالت کا تدعوننا میں جس کا حاصل یہ ہے کہ تم خود اپنی رائے سے دعوت توحید کررہے ہو مامور و مرسل من اللہ نہیں ہو) ان کے پیغمبروں نے (اس بات کے جواب میں) کہا کیا (تم کو) اللہ تعالیٰ کے بارے میں (یعنی اس کی توحید میں) شک (وانکار) ہے جو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے (یعنی اس کا ان چیزوں کا پیدا کرنا خود دلیل اس کی ہستی اور وحدانیت کی ہے پھر اس دلیل کے ہوتے ہوئے شک کرنا بڑے تعجب کی بات ہے اور تم جو دعوت الی التوحید کو استقلالاً ہماری طرف منسوب کرتے ہو یہ بھی محض غلط ہے گو توحید بوجہ حق ہونے کے اس قابل ہے کہ اگر کوئی اپنی رائے سے بھی اس کی دعوت کرے تو بھی زیبا ہے لیکن محل متنازع فیہ میں تو ہماری دعوت بحکم خداوند تعالیٰ ہے پس) وہ (ہی) تم کو (توحید کی طرف) بلا رہا ہے تاکہ (اس کے قبول کرنے کی برکت سے) تمہارے (گذشتہ) گناہ معاف کردے اور (تمہاری عمر کی) معین مدت تک تم کو (خیر و خوبی کے ساتھ) حیات دے (مطلب یہ کہ توحید علاوہ اس کے کہ فی نفسہ حق ہے تمہارے لئے دونوں جہان میں نافع بھی ہے دنیا میں تو تاخیر الی اجل مسمّٰی بالمعنی المذکور اور آخرت میں مغفرت اور اس جواب میں دونوں امر کے متعلق جواب ہو گیا توحید کے متعلق بھی افی اللہ شک الخ میں اور رسالت کے متعلق بھی یدعوکم میں جیسا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے) انہوں نے (پھر دونوں امر کے متعلق گفتگو شروع کی اور) کہا کہ تم (پیغمبر نہیں ہو بلکہ) محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں (اور بشریت منافی رسالت ہے جب پیغمبر نہیں ہو تو تم جو کچھ توحید کے بارے میں کہتے ہو وہ من اللہ نہیں ہے (بلکہ) تم (اپنی رائے ہی سے) یوں چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جس چیز کی عبادت

کرتے تھے (یعنی بت) اس سے ہم کو روک دو سو (اگر رسالت کے مدعی ہو تو علاوہ اُن دلائل و بینات مذکورہ جاءتہم
رسلہم بالبینات کے جواب تک نبوت پر تام ہو چکے ہیں اور) کوئی صاف معجزہ دکھلاؤ (جو ان سب سے واضح تر ہو اس میں نبوت
پر تو کلام ظاہر ہے اور یعبد آباؤنا میں توحید پر کلام کی طرف اشارہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ شرک کے حق ہونے کی دلیل یہ ہے
کہ ہمارے بزرگ اس کو کرتے تھے) ان کے رسولوں نے (اس کے جواب میں) کہا کہ (تمہاری تقریر کے کئی جز ہیں۔ انکار توحید
دلیل نقل آباء انکار نبوت بدعوی تنافی نبوت و بشریت مطالبہ سلطان مبین علاوہ بینات سابقہ سو امر اول کے متعلق تو فاطر
السموات والارض میں جواب ہو گیا کیونکہ دلیل عقلی کے رو برو رسم و عرف کوئی چیز نہیں امر دوم کے متعلق ہم اپنی بشریت کو تسلیم
کرتے ہیں کہ واقعی) ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہی ہیں لیکن (بشریت اور نبوت میں تنافی نہیں کیونکہ نبوت ایک اعلیٰ درجہ کا احسان
خداوندی ہے اور) اللہ (کو اختیار ہے کہ) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (وہ) احسان فرما دے (اور احسان کے غیر
بشر کے ساتھ مختص ہونے کی کوئی دلیل نہیں) اور (امر سوم کے متعلق یہ ہے کہ دعوے کے لئے جس میں دعوی نبوت بھی داخل
ہے نفس دلیل اور مطلق بینہ جو دعوی نبوت کی صورت میں معجزہ ہوگا ضرور ہے جو کہ پیش کی جا چکی ہے رہا دلیل و معجزہ خاص جس کو
تم سلطان مبین یعنی صاف دلیل سے تعبیر کر رہے ہو سو اولاً حسب قواعد مناظرہ ضروری نہیں ثانیاً) یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں
کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں بغیر خدا کے حکم کے (پس تمہارے تمام شبہات کا جواب ہو گیا پھر اگر اس پر بھی تم نہ مانو اور مخالفت
کئے جاؤ تو خیر ہم تمہاری مخالفت سے نہیں ڈرتے بلکہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں) اور اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے
(چونکہ ہم بھی با ایمان ہیں اور ایمان مقتضی ہے توکل کو اس لئے ہم بھی اس کو اختیار کرتے ہیں) اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا
کون امر باعث ہو سکتا ہے حالانکہ اس نے (ہمارے حال پر بڑا فضل کیا کہ) ہم کو ہمارے (منافع دارین کے) رستے بتلا دیئے
(جس کا اتنا بڑا فضل ہوا اس پر تو ضرور بھروسہ کرنا چاہئے) اور (ضرر خارجی سے تو یوں بے فکر ہو گئے رہا ضرر داخلی کہ تمہاری مخالفت
کا غم و حزن ہوتا سو) تم نے (عناد و خلاف کر کے) جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کریں گے (پس اس سے بھی ہم کو ضرر
۱۱۵ نہ رہا اور حاصل اس صبر کا بھی وہی توکل ہے) اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو (ہمیشہ) بھروسہ رکھنا چاہئے (اور ان تمام
اتمام حجت کے بعد بھی کفار نرم نہ ہوئے بلکہ) ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا یہ
ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ (پھر آنا اس لئے کہا کہ سکوت قبل بعثت سے وہ یہی سمجھتے تھے کہ ان کا اعتقاد بھی ہم ہی
جیسا ہوگا) پس ان رسولوں پر ان کے رب نے (تسلی کے لئے) وحی نازل فرمائی کہ (یہ بیچارے تم کو کیا نکالیں گے) ہم (ہی) ان
ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے اور ان کے (ہلاک کرنے کے) بعد تم کو اس سرزمین میں آباد رکھیں گے (اور) یہ (وعدہ آباد
رکھنے کا کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں بلکہ) ہر اس شخص کے لئے (عام) ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور
میری وعید سے ڈرے (مراد یہ کہ جو مسلمان ہو جس کی علامت خوف موقف اور خوف وعید ہے سب کے لئے یہ وعدہ
عذاب سے نجات دینے کا عام ہے) اور (پیغمبروں نے جو یہ مضمون کفار کو سنایا کہ تم نے دلائل کے فیصلہ کو نہ مانا اب عذاب
سے فیصلہ ہونے والا ہے یعنی عذاب آنے والا ہے جیسا آیت انی اخاف علیکم عذاب یوم و امثالہا سے معلوم ہوتا ہے تو کفار
(چونکہ جہل مرکب و عناد میں غرقاب تھے اس سے بھی نہ ڈرے بلکہ کمال بے باکی سے وہ) فیصلہ چاہنے لگے (جیسا آیت فاتنا
بما تعدنا و امثالہا سے معلوم ہوتا ہے) اور (جب وہ فیصلہ آیا تو) جتنے سرکش (اور) ضدی (لوگ) تھے وہ سب (اس فیصلہ
میں) بے مراد ہوئے (یعنی ہلاک ہو گئے اور جو ان کی مراد تھی کہ اپنے کو اہل حق سمجھ کر فتح و ظفر چاہتے تھے وہ حاصل نہ ہوئی
ربط اوپر منکر رسالت کے عذاب دنیوی کا ذکر تھا آگے اس کے عذاب اخروی کا ذکر ہے۔

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْ

اس کے آگے دوزخ ہے اور اس کو ایسا پانی پینے کو دیا جاوے گا جو کہ پیپ لہو ہوگا جس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیوے گا اور گلے سے آسانی

تِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝

کے ساتھ اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور ہر طرف سے اس پر موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مرے گا نہیں اور اس کو اور سخت عذاب کا سامنا

تفسیر: من ورائہ سے عذاب غلیظ تک (جس جبار عنید کا اوپر ذکر ہوا ہے علاوہ دنیوی عذاب کے) اس کے آگے دوزخ (کا عذاب آنے والا) ہے اور اس کو (دوزخ میں) ایسا پانی پینے کو دیا جاوے گا جو کہ پیپ لہو کے مشابہ) ہوگا جس کو (غایت تشنگی کی وجہ سے) گھونٹ گھونٹ کرکے پیویگا اور (غایت حرارت وکراہت کی وجہ سے) گلے سے آسانی کے ساتھ اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور ہر (چہار) طرف سے اس پر (سامان) موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مرے گا نہیں (بلکہ یوں ہی سسکتا رہے گا) اور (پھر یہ بھی نہیں کہ یہی عذاب مذکور ایک حالت پر رہے بلکہ) اس (شخص) کو اور (زیادہ) سخت عذاب کا سامنا (برابر) ہوا کرے گا (جس سے عادت پڑنے کا احتمال ہی نہیں ہوسکتا کقولہ تعالیٰ کلما نضجت جلودہم بدلناہم جلودا غیرہا) **ف** یتجرعہ اور لایکاد کے اجتماع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بعض کرکے گلے سے اترے۔ پس اتر جانے کے اعتبار سے یجرع کا حکم صحیح ہوا اور بے چینے نہ اترنے کے اعتبار سے لایکاد کا حکم صحیح ہوا۔ دوسری صورت یہ کہ بعض کرکے رہ جاوے اترے نہیں پس لایکاد کا حکم تو ظاہر ہے اور تجرع کا حکم باعتبار قصد کے صحیح ہوا یعنی پینا چاہے گا مگر پی نہ سکے گا واللہ اعلم **ربط** اوپر منکر رسالت کے عذاب کا ذکر تھا چونکہ بعض منکرین رسالت اپنے زعم میں کچھ اعمال قربت وثواب کے بھی کرتے تھے جن میں بعض تو فی نفسہ بھی قربت نہ تھے جیسے بت پرستی اور بعض ان کے اعتبار سے قربت نہ تھے جیسے اعتاق۔ صلہ رحم۔ مہمان داری وغیرہا کہ فی نفسہ تو قربت ہیں مگر شرط یعنی ایمان کے فقد ان سے ان کے حق میں قربت نہیں رہے پس ان اعمال پر نظر کرکے ان کو شبہ ہوسکتا تھا کہ یہ اعمال ہمارے کام آویں گے اور عذاب سے بچالیں گے۔ اسی طرح یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ قیامت میں ہمارا زندہ ہونا ہی محال ہے پھر گنجائش عذاب کی کہاں۔ اسی طرح یہ وسوسہ ممکن تھا کہ ہم جن کے کہنے سے اس طریق کو اختیار کئے ہوئے ہیں وہ ہمارے کام آویں گے۔ اسی طرح یہ احتمال ہوسکتا تھا کہ معبودین غیر اللہ ہم کو بچالیں گے اس لئے آگے اولاً ان اعمال کا محض بے اثر ہونا آیت مثل الذین کفروا الخ میں اور ثانیاً قیامت کا امکان وتوقع آیت الم تر ان اللہ الخ میں اور ثالثاً اکابر کا کام نہ آنا آیت وبرزوا للہ الخ میں اور رابعاً معبودین غیر اللہ کی معبودیت کا جو اصل سرمنشا ہے یعنی شیطان اس کا قیامت کے روز صاف جواب دے دینا بیان فرماتے ہیں پس حاصل مجموعہ کا
٤١١ تمام طرق نجات کا مسدود ہو جانا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ﰳاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ

جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کی حالت باعتبار عمل کے یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی کے دن میں تیزی کیساتھ ہوا اڑالیجاوے

لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

ان لوگوں نے جو کچھ عمل کئے تھے اس کا کوئی حصہ ان کو حاصل نہ ہوگا یہ بھی بڑی دور دراز کی گمراہی ہے ‏ کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ○ وَّمَا

تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ہے اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کردے اور ایک دوسری نئی مخلوق پیدا کردے اور

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ○ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں ‏ اور خدا کے سامنے سب پیش ہوں گے پھر چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے لوگوں سے

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ

کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ جزو ہم سے ہٹا سکتے ہو ‏ وہ کہیں گے کہ اگر اللہ

هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ○

ہم کو کوئی راہ بتلاتا تو ہم تم کو بھی راہ بتلا دیتے ہم سب کے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ

اور جب تمام مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدہ کئے تھے اور میں نے بھی

فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ

تم سے وعدے کئے تھے سو میں نے وہ وعدے تم سے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر اور تو کچھ زور نہ چلتا تھا بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا سو

لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ

تم نے میرا کہنا مان لیا تو تم مجھ پر ملامت مت کرو اور ملامت اپنے آپ کو کرو نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو

اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس کے قبل مجھ کو شریک قرار دیتے تھے یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

تفسیر: مثل الذین سے عذاب الیم تک (ان کافروں کو اگر اپنی نجات کے متعلق یہ زعم ہو کہ ہمارے اعمال ہم کو نافع ہوں گے تو اس کا قاعدہ کلیہ تو یہ سن لو کہ) جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کی حالت (باعتبار عمل کے) یہ ہے (یعنی ان کے اعمال کی ایسی مثال ہے، جیسے کچھ راکھ ہو (جو اڑنے میں بہت خفیف ہوتی ہے) جس کو تیز آندھی کے دن میں تیزی کے ساتھ ہوا اڑا لیجاوے (کہ اس صورت میں اس راکھ کا نام و نشان بھی نہ رہے گا اسی طرح) ان لوگوں نے جو کچھ عمل کئے تھے اس کا کوئی حصہ (یعنی اثر و نفع کے قبیل سے) ان کو حاصل نہ ہوگا (اس راکھ کی طرح ضائع و برباد جاوے گا) یہ بڑے دور دراز کی گمراہی ہے (کہ گمان تو ہو کہ ہمارے عمل نیک اور نافع ہیں اور پھر ظاہر ہوں بد اور مضر جیسے عبادت اصنام یا غیر نافع جیسے اعتاق و صلہ ارحام اور چونکہ حق سے اس کو بہت بعد ہے اس لئے بعید کہا گیا پس اس طریق سے تو نجات کا احتمال نہ رہا اور اگر ان کا یہ زعم ہو کہ قیامت ہی کا وجود محال ہے اور ٦١
اس صورت میں عذاب کا احتمال نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ) کیا (اے مخاطب) تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک (یعنی مشتمل بر منافع و مصالح) پیدا کیا ہے (اور اس سے قادر ہونا اس کا ظاہر ہے پس جب قادر مطلق ہے تو اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک دوسری نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ خدا کو کچھ مشکل نہیں (پس جب نئی مخلوق پیدا کرنا آسان ہے تو تم کو دوبارہ پیدا کر دینا کون مشکل ہے پس اس میں خلق سموات و ارض سے تو قدرت علی خلق جدید پر استدلال کیا اور اس سے اعادہ خلق قدیم پر قادر ہونے پر استدلال کیا۔ غرض یہ زعم بھی طریق نجات کا باطل ہوا) اور (اگر یہ وسوسہ ہو کہ ہمارے اکابر ہم کو بچا لیں گے تو اس کی حقیقت سن لو کہ قیامت کے دن) خدا کے سامنے سب پیش ہوں گے پھر چھوٹے درجہ کے لوگ (یعنی عوام و تابعین) بڑے درجے کے لوگوں سے (یعنی خواص و متبوعین سے بطور ملامت و عتاب) کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے (حتی کہ دین کا جو راہ تم نے ہم کو بتلایا ہم اسی پر ہو لئے اور آج ہم پر مصیبت ہے) تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ جزو ہم سے ہٹا سکتے ہو (یعنی اگر بالکل نہ بچا تو کسی قدر بھی بچا سکتے ہو) وہ (جواب میں) کہیں گے کہ (ہم تم کو کیا بچاتے خود ہی نہیں بچ سکتے ہیں البتہ) اگر اللہ ہم کو کوئی راہ بچنے کا بتلاتا تو ہم تم کو بھی (وہ) راہ بتلا دیتے (اور اب تو) ہم سب کے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں (جیسا کہ تمہاری پریشانی قیل اتم مغنون سے ظاہر اور ہماری پریشانی تو بدلنا اللہ سے ظاہر ہی ہے) خواہ ضبط کریں (دونوں حالتوں میں) ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں (پس اس سوال و جواب سے معلوم ہو گیا کہ طریق کفر کے اکابر بھی تابعین کے کچھ کام نہ آویں گے۔ یہ طریق بھی نجات کا محتمل نہ رہا اور اگر اس کا بھروسہ ہو کہ یہ معبودین غیر اللہ کام آدیں گے اس کا حال اس حکایت سے معلوم ہو جاوے گا کہ) جب (قیامت میں) تمام مقدمات فیصل ہو چکیں گے (یعنی اہل ایمان جنت میں اور کفار دوزخ میں بھیج دیئے جاویں گے) تو اہل دوزخ سب شیطان کے پاس کہ وہ بھی وہاں ہوگا جا کر ملامت کریں گے کہ کمبخت تو تو ڈوبا ہی تھا ہم کو بھی اپنے ساتھ ڈبویا اس وقت شیطان (جواب میں) کہے گا کہ (مجھ پر تمہاری ملامت ناحق کی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے تم سے جتنے وعدے کئے تھے سب سچے وعدے کئے تھے (کہ قیامت ہوگی اور کفر سے ہلاکت ہوگی اور ایمان سے نجات ہوگی) اور میں نے بھی تم سے کچھ وعدے

کہتے تھے (کہ قیامت نہ ہوگی اور تمہارا طریقہ کفر بھی طریقہ نجات ہے) سو میں نے وہ وعدے خلاف تم سے کئے تھے (اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے حق ہونے پر اور میرے وعدوں کے باطل ہونے پر دلائل قطعیہ قائم تھے سو باوجود اس کے تم نے میرے وعدوں کو صحیح اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کو غلط سمجھا تو اپنے ہاتھوں تم ڈوبے) اور (اگر تم یوں کہو کہ آخر سچے وعدوں کو جھوٹا سمجھنے اور جھوٹے وعدوں کو سچا سمجھنے کا سبب بھی تو میں ہی ہوا تو بات یہ ہے کہ واقعی میں اغوا کے مرتبہ میں سبب ضرور ہوا لیکن یہ دیکھو کہ میرے اغوا کے بعد تم مجبور تھے یا مختار تھے یا مضطر و مجبور سو ظاہر ہے کہ) میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے تم کو (گمراہی کی طرف) بلایا تھا سو تم نے (اپنے اختیار خود) میرا کہنا مان لیا (اگر نہ مانتے تو میں بزور تم کو گمراہ نہ کر سکتا تھا جب یہ ثابت ہے) تو تم مجھ پر (ساری) ملامت مت کرو (اس طرح سے کہ اپنے کو بالکل بری سمجھنے لگو) اور (زیادہ) ملامت اپنے آپ کو کرو (کیونکہ اصل علت عذاب کی تمہارا ہی فعل ہے اور میرا فعل تو محض سبب ہے جو بعید اور غیر مستلزم ہے پس ملامت کا تو یہ جواب ہے اور اگر مقصود اس قول سے استعانت و استمداد ہے تو میں کسی کی کیا مدد کروں گا خود ہی مبتلائے مصیبت و محتاج امداد ہو رہا ہوں لیکن جانتا ہوں کہ کوئی میری مدد نہ کرے گا اور نہ میں بھی تم سے اپنے لئے مدد چاہتا کیونکہ زیادہ مناسبت تم سے ہے پس اب تو) نہ میں تمہارا مددگار (ہو سکتا) ہوں اور نہ تم میرے مددگار (ہو سکتے) ہو (البتہ اگر میں تمہارے طریقہ شرک کو حق سمجھتا ہوتا تو بھی اس تعلق کی وجہ سے نصرت کا مطالبہ کرنے کی کسی درجہ میں گنجائش تھی لیکن) میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں (اور اس کو باطل سمجھتا ہوں) کہ تم اس کے قبل (دنیا میں) مجھ کو (خدا کا) شریک قرار دیتے تھے (یعنی دربارہ عبادت اصنام وغیرہ) میری ایسی اطاعت کرتے تھے جو اطاعت کہ خاصہ حق تعالیٰ ہے پس اصنام کو شریک ٹھہرانا باین معنے شیطان کو شریک ٹھہرانا ہے پس مجھ سے تمہارا کوئی تعلق نہیں نہ تم کو استمداد کا کوئی حق ہے بس) یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب (مقرر) ہے (پس عذاب میں پڑے رہو نہ مجھ پر ملامت کرنے سے نفع کی امید رکھو اور نہ مدد چاہنے سے جو تم نے ظلم کیا تھا تم بھگتو جو میں نے کیا تھا میں بھگتوں گا پس گفتگو قطع کرو یہ حاصل ہوا جواب ابلیس کا پس اس سے معبودین غیر اللہ
۲۲ کا بھروسہ بھی قطع ہوا کیونکہ جب ان معبودین کی عبادت کا اصل بانی و محرک ہے اور درحقیقت عبادت غیر اللہ سے زیادہ راضی وہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر قیامت کے دن دوزخ میں اہل نار اسی سے کہیں سنیں گے اور کسی معبود غیر اللہ سے کچھ بھی نہ کہیں گے، جب اس نے صاف جواب دے دیا تو اوروں سے کیا امید ہو سکتی ہے پس نجات کفار کے سب طریقے مسدود ہو گئے اور یہی مضمون مقصود تھا جیسا سرخی میں ظاہر کیا گیا ہے) **ف** یہ جو آیا ہے ماکان لی علیکم من سلطٰن یہ حصر محققین کے نزدیک باعتبار اضلال کے ہے یعنی گمراہ کرنے میں اس سے زیادہ زور نہیں چلتا کہ اغوا کر دے یہ نہیں ہو سکتا کہ جبراً کسی کو گمراہ کر دے۔ پس اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شیاطین کوئی دوسری مضرت انسان کو نہ پہنچا سکیں بلکہ نصوص و مشاہدات سے اس کا امکان اور وقوع ثابت ہے کہ بعض امراض میں شیاطین کو دخل ہو سکتا ہے، وہ بیہوش کر سکتے ہیں۔ وہ آدمی کو اٹھا لے جا سکتے ہیں۔ وہ پتھر برسا سکتے ہیں مگر چونکہ اکثر اوقات فرشتے محافظ رہتے ہیں اس لئے ایسے واقعات بکثرت نہیں ہوتے **ربط** اوپر کفار کے عذاب کا ذکر تھا آگے تتمیم مضمون کے لئے اہل ایمان کے ثواب کا ذکر ہے کیونکہ وبرزوا للہ جمیعا میں لفظ جمیعا سب کو شامل ہے کفار اور مومنین کی تفصیل سے اس کی تتمیم ہو گئی۔

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے وہ ایسے باغوں میں داخل کئے جاویں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ

اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہاں ان کو سلام اس لفظ سے کیا جاوے گا السلام علیکم

تفسیر وادخل الذین سے فیہا سلٰم تک۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے وہ ایسے باغوں میں داخل کئے جاویں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور) وہ ان میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) وہاں

ان کو سلام اس لفظ سے کیا جاوے گا السلام علیکم (یعنی باہم بھی اور فرشتوں کی طرف سے بھی لقولہ تعالے الا قیلا سلاماً سلاماً و لقولہ تعالے والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم الآیۃ) (ربط اوپر شروع سے بیان تک رسالت اور معاد کا ذکر ہو چکا آگے توحید کا بیان ہے پس اول کلمہ توحید کی فضیلت اور کلمہ کفر و شرک کی مذمت مثال سے بھی الم ترکیف الخ میں اور اثر سے بھی یثبت اللہ الخ میں ذکر کی گئی پھر مشرکین کی مذمت کہ نعم الٰہیہ کا مقابلہ کفر سے کیا الم تر الی الذین الخ میں اور موحدین کی فضیلت اشارۃً اور ان کو نعم الٰہیہ کے شکر کی تاکید قل یا عبادی الخ میں بیان کی گئی پھر توحید کے دلائل مع تعداد بعض نعم الٰہیہ اللہ الذی الخ میں مذکور ہوتے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی

وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ

ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہو اور اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کے

الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ

واسطے اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ خوب سمجھ لیں اور گندہ کلمہ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ

اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ

وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے اور اس کو کچھ ثبات نہ ہو اللہ تعالے ایمان والوں کو اس پکی ۲۱

الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝

بات سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے اور ظالموں کو بچلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے

تفسیر:۔ الم ترکیف سے ما یشآء تک۔ کیا آپ کو معلوم نہیں (یعنی اب معلوم ہو گیا) کہ اللہ تعالے نے کیسی (اچھی اور موقع کی) مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ کی (یعنی کلمہ توحید و ایمان کی) کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے (مراد کھجور کا درخت ہے) جس کی جڑ (زمین کے اندر) خوب گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں (اور) وہ (درخت) خدا کے حکم سے ہر فصل میں (یعنی جب اس کی فصل آجاوے) اپنا پھل دیتا ہو (یعنی خوب پھلتا ہو کوئی فصل ماری نہ جاتی ہو اسی طرح کلمہ توحید یعنی لا الٰہ الا اللہ کی ایک جڑ ہے یعنی اعتقاد جو مومن کے قلب میں استحکام کے ساتھ جاگیر ہے اور اس کی کچھ شاخیں ہیں یعنی اعمال صالحہ جو ایمان پر مرتب ہوتے ہیں جو بارگاہ قبولیت میں آسمان کی طرف لیجائے جاتے ہیں پھر ان پر رضائے دائمی کا ثمرہ مرتب ہوتا ہے) اور اللہ تعالیٰ (اسی قسم کی) مثالیں لوگوں (کے بتلانے) کے واسطے اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ (لوگ معانی مقصودہ کو) خوب سمجھ لیں (کیونکہ مثال سے مقصود کی خوب توضیح ہو جاتی ہے) اور گندہ کلمہ کی (یعنی کلمہ کفر و شرک کی) مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو (مراد درخت حنظل ہے) کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے (اور) اس کو (زمین میں) کچھ ثبات نہ ہو (خراب فرمایا باعتبار اس کی بو اور مزہ اور رنگ کے یا اس کے پھل کے بو اور مزہ اور رنگ کے یہ صفت طیبہ کے مقابل ہوئی اور اوپر سے اکھاڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جڑ اس کی دور تک نہیں ہوتی اوپر ہی رکھی ہوتی ہے یہ اصلہا ثابت کے مقابل فرمایا اور مالہا من قرار اسی کی تاکید کے لئے فرمایا اور اس کی شاخوں کا اونچا نہ جانا اور پھل کا نکلنا مطلوب نہ ہونا ظاہر ہے یہی حال کلمہ کفر کا ہے کہ گو کافر کے دل میں اس کی جڑ ہے مگر حق کے سامنے اس کا مضمحل و مغلوب ہو جانا مشابہ اسی کے ہے جیسے اس کی جڑ ہی نہیں قال تعالے جہنم واحضۃ اور شاید مالہا من قرار کی تصریح سے کفر کا یہی اضمحلال و مغلوبیت بتلانا مقصود ہو اور چونکہ اس کے اعمال مقبول

نہیں ہوتے اس لئے فروع فی السماء بھی منتفی ہے اور چونکہ اس کے اعمال پر رضائے الٰہی مرتب نہیں ہوتی اس لئے پھل کی نفی بھی ظاہر ہے اور چونکہ قبول و رضا کا قرینہ اصلاً احتمال نہیں شاید اسی لئے مشبہ بہ کی جانب میں فروع اور ثمر کا ذکر قطعاً مطروح و متروک فرما دیا ہو بخلاف نفس کفر کے کہ اس کا وجود محسوس بھی ہے اور احکام جہاد وغیرہ میں معتبر بھی ہے یہ تو وجہ نفی کی مثال ہو گئی آگے اثر کا بیان ہے کہ) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ ثابت الاصل کی برکت) سے (جس کا اوپر ذکر ہوا) ایمان والوں کو دنیا اور آخرت (دونوں جگہوں) میں (دین میں اور امتحان میں) مضبوط رکھتا ہے اور (اس کلمۂ خبیثہ کی نحوست سے) ظالموں (یعنی کافروں) کو (دونوں جگہ دین میں اور امتحان میں) بچلا دیتا ہے اور (کسی کو ثابت رکھنے اور کسی کو بچلا دینے میں ہزاروں حکمتیں ہیں پس) اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتا ہے کرتا ہے ف حنظل تنہ دار نہیں ہوتا اس کو شجرہ مجازاً فرما دیا گیا اور شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ کی یہ تفسیر جو حدیث میں آئی ہیں کہ خرما کا طیب ہونا تو ظاہر ہے اور حنظل کو خبیث باعتبار بو اور مزہ اور بعض مضرتوں کے فرمایا جو کتب طبیہ میں مذکور ہیں اور یثبت فی الحیوۃ الدنیا سے مراد یہ ہے کہ شیاطین الانس والجن کے اضلال و اغوا کا اس پر اثر نہیں ہوتا اور مرتے دم تک ایمان پر قائم رہتا ہے اور یثبت فی الآخرۃ سے مراد قبر میں نکیرین کے سوال کا صحیح اور اطمینان سے جواب دے دیتا ہے۔ اور اسی کے مناسب اضلال فی الدنیا و فی الآخرۃ کی تفسیر ہو جاوے گی۔ چنانچہ دنیا میں ان کی ضلالت ظاہر ہے اور قبر میں حسب تصریح احادیث ان سے جواب نہ بن پڑے گا بلکہ تحیرانہ جواب دے گا ہاہ ہاہ ۔ اور ربط آیات بالا کی تمہید میں مذکور ہو چکا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِۙ جَهَنَّمَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے بجائے نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچایا

415 يَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوْا

وہ اس میں داخل ہونگے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے ساجھی قرار دیئے تاکہ اس کے دین سے گمراہ کریں آپ کہہ دیجئے

فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا

کہ چندے عیش کر لو کیونکہ اخیر انجام تمہارا دوزخ میں جانا ہے۔ جو میرے خاص ایمان والے بندے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کی پابندی رکھیں اور ہم

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝

نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور آشکارا خرچ کیا کریں ایسے دن کے آنے سے پہلے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی

مذمت کفار بر ناشکری و مدح مومنین

تفسیر:۔ اَلَمْ تَرَ سے وَلَا خِلٰلٌ تک۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی ان کا حال عجیب ہے) جنہوں نے بجائے نعمت الٰہی (کے شکر) کے کفر کیا (مراد اس سے کفار مکہ ہیں کذا فی الدر المنثور عن عباس رضؓ) اور جنہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچایا (یعنی ان کو بھی کفر کی تعلیم کی جس سے) وہ اس (جہنم) میں داخل ہوں گے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے (اس میں اشارہ ہو گیا کہ ان کا داخل ہونا قرار اور دوام کے لئے ہوگا) اور (اوپر جو کہا گیا ہے کہ ان لوگوں نے شکر نعمت کی جگہ کفر کیا اور اپنی قوم کو جہنم میں پہنچایا اس کفر اور پہنچانے کا بیان یہ ہے کہ) ان لوگوں نے اللہ کے ساجھی قرار دیئے تاکہ (دوسروں کو بھی) اس کے دین سے گمراہ کریں (پس ساجھی قرار دینا کفر ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنا جہنم میں پہنچانا ہے) آپ (ان سب سے) کہہ دیجئے کہ چندے عیش کر لو کیونکہ آخر انجام تمہارا دوزخ میں جانا ہے (عیش سے مراد حالت کفر میں رہنا کیونکہ ہر شخص کو اپنے مذہب میں لذت ہوتی ہے یعنی اور چندے کفر کر لو یہ تہدید ہے اور مطلب کیونکہ کنایہ ہے کہ چونکہ جہنم میں جانا تو تمہارا ضروری ہے۔ اس واسطے کفر سے باز آنا تمہارا مشکل ہے۔ خیر اور چندے گذار لو۔ پھر تو اس مصیبت کا سامنا ہو ہی گا اور) جو میرے خاص ایمان والے بندے ہیں (ان کو اس کفر نعمت کے وبال پر متنبہ کر کے اس سے محفوظ رکھنے کے لئے) ان سے کہہ دیجئے کہ وہ (نعمت الٰہی کے

اسی طرح شکر گذار ہیں کہ) نماز کی پابندی رکھیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے (حسب قواعد شرعیہ) پوشیدہ اور آشکارا (جیسا موقع ہو) خرچ کیا کریں ایسے دن کے آنے سے پہلے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی ہوگی (مطلب یہ کہ عبادات بدنیہ و مالیہ کو ادا کرتے رہیں کہ یہی شکر ہے نعمت کا) رابط تمہید بالا میں مذکور ہو چکا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے

الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ

تمہارے لئے رزق پیدا کیا اور تمہارے نفع کے واسطے کشتی کو مسخر بنایا تاکہ وہ خدا کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَاٰتٰىكُمْ

اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو مسخر بنایا جو ہمیشہ چلنے ہی میں رہتے ہیں اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو مسخر بنایا اور جو چیز

مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۳۴ ع ۱۶

تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف بڑا ناشکرا ہے

تفسیر:۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ سے لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ تک۔ اللہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی (یعنی مینہ) برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا اور تمہارے نفع کے واسطے کشتی (اور جہاز) کو (اپنی قدرت کام) مسخر بنایا تاکہ وہ خدا کے حکم (و قدرت) سے دریا میں چلے (اور تمہاری تجارت اور سفر کی غرض حاصل ہو) اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا (تاکہ اس سے پیو اور آبپاشی کرو اور اس میں کشتی چلاؤ) اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا جو ہمیشہ چلنے ہی میں رہتے ہیں (تاکہ تم کو روشنی اور گرمی وغیرہ کا فائدہ ہو) اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا (تاکہ تم کو معیشت اور آسائش کا نفع حاصل ہو) اور جو چیز تم نے مانگی (اور وہ تمہارے مناسب حال ہوئی) تم کو ہر چیز دی اور (اشیاء مذکورہ ہی پر کیا منحصر ہے) اللہ تعالیٰ کی نعمتیں (تو اس قدر بے شمار ہیں کہ) اگر (ان کو) شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے (مگر) سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف بڑا ہی ناشکرا ہے (کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر اور شکر نہیں کرتا بلکہ اور بالعکس کفر و معصیت کرنے لگتا ہے جیسا اوپر آیا ہے الم تر الی الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا) ف آتاکم من کل ما سالتموہ میں جو یہ قید لگائی کہ وہ مناسب حال ہو اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ بعض اشخاص ہم مانگتے ہیں اور وہ نہیں ملتی سو وہ حکمت الٰہیہ میں اس سائل کے مناسب نہ ہو گی۔ ربط اوپر توحید اور نعم الٰہیہ کا ذکر تھا آگے حضرت ابراہیمؑ کے بعض واقعات مذکور ہیں جن میں شرک کی مذمت اور بعض نعم الٰہیہ متعلقہ باہل مکہ کا ذکر ہے جس سے مضمون سابق کی تقریر ہو گئی خصوص اہل مکہ کے لئے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے پس ان کو تنبیہ ہو گئی کہ تمہارے جد امجد شرک کو برا کہتے تھے اور تمہارے لئے بعض نعم کی دعا کر گئے تھے کہ تم شکر کرو گے جیسا لعلہم یشکرون سے معلوم ہوتا ہے مگر تم نے بجائے شکر کے کفر کیا بدلوا نعمۃ اللہ کفرا میں مذکور ہوا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ

اور جبکہ ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا دیجئے اور مجھ کو اور میرے [illegible]

رمز
فرمایا
ے اللہ
اسی کی تاکہ
کافر کے دل پر
جہنم واحضر ا



سیدۂ فاطمہ کا لال

کربلا کے میدان ستم پر جانثاران رسالت کی بربادی، درسرزمین نینوا کے جیتے ہوئے گلستان میں فاطمی شہیدوں کی بے گور و کفن لاشوں کے ترتیب کا خونچکاں مرقع

مظلوم کربلا ایسی پیش کیا گیا ہے کتاب کیا ہے، کربلا کے المناک واقعات کی منہ بولتی تصویر، اور عہد نبوت و عہد خلافت کی دو در ناک اور مکمل تاریخ ہے جس کا ایک ایک حرف ... دامن کو ... خونیں سے سرخ کر دیتا ہے دنیائے ادب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے "مظلوم کربلا" کے مصنف نے ... اگر روتے روتے ہچکیاں بندھ جائیں تو وہ ایسی کتاب کی شرط ہے۔ وہ جاں بدستی کے ساتھ آج تک کسی نے صفحۂ قرطاس پر نہیں کھینچے

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم یہ کتاب ہے اسلام کے دور ... اگر دونوں کے درمیان تیرہ سو برس کے بعد ... پلیٹ فارم تیار کیا ہے اس میں بغیر جانب جانبداری کے تمام واقعات پر تاریخ کی روشنی میں مدلل بحث کی گئی ہے یہ کتاب شیعوں کے لئے ... قابل دید ہے اور اہل سنت کے لئے بھی۔

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد حضور مولا علی کا خلافت سے محروم ہونا، خلیفۂ ثالث کے عہد میں خواہ ... کی باپاک ریشہ دوانیاں، جنگ جمل و جنگ صفین کے ... امیر شام کی ... چالیس ... کی فتنہ طرازیاں، حضرت امام حسن کی خلافہ ... دستبرداری، یزید کی پرفریب ولی عہدی، بیعت یزید پلید ... امام عالی مقام کا انکار، فرزند رسول کی ... حضرت مسلم بن عقیل ... کوفہ ... کوفیوں کی غداری، حضرت مسلم اور ان کے ... کی دردناک شہادت، مظلوم کربلا میدان کربلا میں ... غریب الوطن مسافروں کا ... ہزار فوج سے مقابلہ

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

کربلا میں ... تشنہ لبوں کی پامالی ... حضرت امام زین العابدین ... عترت رسول کی واپسی، مدینہ ... خاندان حسین کا عبرتناک انجام ... کتاب ... مظلوم کربلا ... جس خوبی کے ساتھ ... منتخب کئے گئے ہیں ... علاوہ ازیں ... مراثی ... قیمت ... باوجود ... کی ضخامت ... صفحات ... سفید چکنا کاغذ ... کربلا کے مقدس مقامات کے فوٹو ... قیمت ان تمام مصارف کے مقابلہ میں بہت ہی کم ... کتاب مظلوم کربلا ... کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمایئے:

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ پیشوا دہلی


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی

حجت اللہ کے پیغام

الحکمۃ کو بہ حکمت ہے اور اس کے [illegible] الا قلیلاً [illegible] والا ترجمہ [illegible] کتاب حجت کے پیغام [illegible] ہیں عاطفی مزاج ہوگی و [illegible] ہر لفظ سے بیتابی اور [illegible] ہے اور تمام خطوط نہایت [illegible] و شائستہ ہیں بہت مد [illegible] اور کم قیمت [illegible] ہیں۔ لکھائی چھپائی بہت عمدہ قیمت صرف ۸ر

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک [illegible] منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا اردو ہے اردو میں حضرت مولانا عبدالمجید سالک نے [illegible] سے ترجمہ کیا ہے۔ جو لوگ اچھے، مذہبی معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جن کو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں [illegible] رکھ سکیں تو مصری افسانے مطالعہ کیجئے کئی افسانے [illegible] کی تصاویر سے مزین ہیں، جس کی رعایتی قیمت صرف ۸ر ہے۔

چھیانوے اولیا

کے حالات ان کی کرامات ان کے ملفوظات ان کی تعلیمات ان کی والہانہ تبلیغ اسلام ان کے اسرار باطنی اور بہت کا [illegible] ہر شخص بہت بڑا ہے اس کا نام ہی تذکرۃ الاولیا ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں۔ اس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی، عراق کے بھی ہیں شام کے بھی حجاز کے بھی بغداد کے بھی مشرق قریب کے بھی اور مشرق بعید کے بھی۔ یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کی کھلی تاریخ ہے ضخامت ۔۔۴ صفحات قیمت ۱۲ر

غریبوں کا حسنِ علاج

[illegible] چند پیسوں کی دوا [illegible] کر اپنا علاج کرتے ہیں [illegible] اگر تو چاہے بھی غریب [illegible] کئی بہت [illegible] کر سکتے ہیں۔ اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں تلاش کریں اور غریبوں کو مفت تقسیم کریں۔ افضل الناس [illegible] الناس [illegible] کا فرمان ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ [illegible] قیمت ۳ر

تذکرہ اولیائے ہند

ہندوستان میں ۔۔۔ اولیائے ہند [illegible] ہیں جن کا حال اس کتاب میں ہے۔ یہ کتاب تیموریہ خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی ہے اور اس میں حالات و کرامات کے ساتھ اقوال اولیاء اللہ کا وہ خزانہ بھی شامل ہے، جو شاید اور کہیں بھی نہ ملے۔ یہ کتاب اپنی جگہ خود صاحب تصرف ہے کیونکہ ہندوستان میں اس کے پہلے [illegible] اور [illegible] مالا مال ہو گیا [illegible] سے [illegible] قیمت [illegible]

بہشتی زیور

یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہے۔ اس کے کل گیارہ حصے ہیں ایک مسلمان عورت کو ایک صحیح مسلمان عورت بنانے کیلئے دین اخلاق۔ معاملات۔ فرائض۔ خانگی کاروبار اور زنانہ امراض کے متعلق جتنا بھی علم ضروری ہے وہ سب کا سب ان گیارہ حصوں میں آگیا ہے، یہ کتاب مسلمان عورتوں کیلئے ایک مکمل اسلامی کتب خانہ کا علم رکھتی ہے تمام جلدوں کی قیمت مجلد چھ روپیہ دو روپے ۔۔ (۔۔) علاوہ محصول

دلائل الخیرات

حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر چیز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کو پورے [illegible] کے ساتھ ہی پڑھی جائے۔ اس کے ادعیات بیان کرنے کیلئے وقت کے دفتر درکار ہیں۔ جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے، اسکی ضرورت کبھی کوئی نہیں رہتی اس کے عامل، رسول کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں بہت سے لوگوں نے [illegible] دعا کے سلسلے میں بے نظیر کتاب ہے اعلی درجہ کے کاغذ پر [illegible] سے چھپی ہے جس کی قیمت قسم اعلی مجلد [illegible] علاوہ محصول ڈاک

کتاب التعویذات

یا علاج روحانی از [illegible] مصنفہ نواب محمد صدیق حسن خاں مرحوم [illegible] ۔۔۲ صفحوں کی کتاب ہے۔ اس میں ہر مرض کا دعا سے علاج ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کی آیتوں کے اعمال و تعویذ ہیں، اس لئے ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہ ہو گی جس کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو مصنف کی قابلیت اور تجربہ [illegible] کے نسخے اور مجرب ہونے کا ضامن ہے ہر گھر میں رہنا [illegible] ضرورت [illegible] قیمت [illegible]

مسدس حالی

عالم اسلام میں [illegible] دینے والی کتاب [illegible] مرحوم نے لکھا تھا [illegible] کتاب [illegible] مسلمانان اسلام کی [illegible] تاریخ ہے اور [illegible] اسلامیہ [illegible] لاکھوں [illegible] اور فروخت [illegible]

[illegible]

جواہر خمسہ

عملیات مجربہ کی مخصوص کتاب ہے جو ہر [illegible] کیلئے تیر بہدف ہیں اس کے چار حصے ہیں اور ایک ہی جگہ ہیں، حصہ اول میں ختم قرآنی بسم اللہ اور سورہ یٰسین کے مجرب اعمال و نقوش ہیں، حصہ دوم میں اسماء باری تعالی ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورۃ کے اعمال و خواص، حصہ سوم میں موکلات کے تابع ہونے کے اعمال وارد ہیں حصہ چہارم [illegible] ہے جس میں [illegible]

[illegible]

حضرت علیؓ کی شہادت

کہاں ہوئی، کیونکر ہوئی اس کا جواب [illegible] کی مشہور کتاب ۱۷۔ رمضان میں ملیگا جس میں بتایا گیا ہے کہ شیر خدا حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ اور عمرو بن عاص کے قتل کی سازش میں کون کون شریک تھے خارجی کون لوگ ہیں اور انہوں نے کیا فتنہ و فساد برپا کئے حضرت علیؓ کی شہادت کے دردناک واقعات ابن ملجم وغیرہ کا انجام

[illegible]

نبیوں کے قصے

حضرت آدمؑ سے لیکر رسول کریم ﷺ تک [illegible] مبعوث ہوئے ہیں اور ان [illegible] سب کی مکمل سوانح عمری ہے۔ بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۰۰ صفحوں کی کتاب ہے، انبیاء کے حالات [illegible]

[illegible]

غیبی نوشتے

علم نجوم، علم رمل، علم اعداد یا علم [illegible] فال [illegible] شگون، علم قیافہ، تعبیر خواب [illegible] فالنامہ کی اشاعت [illegible] غرض [illegible] وہ [illegible] واقعات معلوم کرنے کیلئے [illegible] رہتا ہے [illegible] اور رسالہ کے [illegible] جن [illegible] واقعات کا پتا [illegible] ایک [illegible] ہے۔ یہ کتاب منگانے کے بعد آپ اپنے مستقبل کی حالت کر سکتے ہیں [illegible] معلوم کر سکتے ہیں [illegible] چھپائی [illegible] صفحے [illegible]

آفتاب رسالت

مورخ اعظم آغا رفیق صاحب بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خدا کے بہت سے حالات دو حصوں میں لکھے ہیں۔ پہلا حصہ ۵۰۰ صفحات۔ اس میں زیادہ حصہ تاریخ عرب اور بعثت رسول سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت و طفولیت رسول۔ حصہ دوم ۴۴۰ صفحات۔ اس میں پیغام رسالت کے جزو کل حالات مثل بلوغت، شادی، تبلیغ، غزوات اور سیاسی تبصرہ اور متفرق واقعات لکھے گئے ہیں۔ آخر میں حضور کی معاشرت اور معراج [illegible] کے حالات۔ قیمت ہر دو حصہ ۱۲ر

تسخیر القلوب

کسی کا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، افسر کا ہو، چھوٹے کا ہو، بڑے کا ہو، ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا لیں۔ لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں گے تو احباب کا مسخر کرنا، زن و مرد کا مطیع کرنا، آقا و افسر کو قابو پانا، مقدمات اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کے عامل کیلئے معمولی بات ہے۔ قیمت ۲ر

درس معاشرت

[illegible] خیز، عجیب اور سبق آموز [illegible] ہے یہ ایک افسانہ اسلام کے طرز معاشرت کی اصلی تصویر ہے۔ افسانے کے پیرایہ میں مسلمانوں کو موثر الفاظ میں اصلاح رسوم کی تعلیم دی گئی ہے کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہئے۔ کاغذ، کتابت، چھپائی عمدہ۔ ضخامت ۲۰۰ صفحے باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت صرف ۸ر

تفسیر سورہ یسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جو بغاوت و طغیانی کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کیلئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں۔ یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ سے سمجھایا گیا ہے۔ یہ تفسیر علامہ عبدہ [illegible] کی تفسیر القرآن سے ماخوذ ہے اور ایسے عجیب پیرایہ میں مذہب کے اصول کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ [illegible] سورت [illegible] تفسیر بہت اہم ہے اور ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے۔ قیمت ۸ر

فن خطابت

اگر آپ خداداد قوت تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں، اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے، اگر آپ کی گفتگو لوگوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو فن خطابت کو ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ آپ کے الفاظ طلسم بن جائیں، آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائیگی۔ ہر محفل میں لوگ سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کر سکیں گے۔ قیمت ۱۲ر

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے عادی نہیں، جو طلبا انگریزی میں کمزور ہیں اور جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جو تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہئیے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز، مدرسہ میں اونچے [illegible] اور کاروبار میں ہوشمند ہو جائیں۔ اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے اور مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا بہت طول عمل ہے۔ اس کے تین حصے ہیں اور تینوں یک جا۔ قیمت ۱۲ر محصول ۸ر

تقدیر کا راز

معلوم ہو سکتا ہے اگر تم بزرگان اسلام کے بتائے ہوئے طریقے سے کام کرنے سے پہلے روحانی فالنامہ میں فال دیکھ لیا کرو۔ جس میں علم قیافہ، استخارہ، قرآنی فالنامہ، دیوان حافظ کا فالنامہ، مثنوی شریف کا فالنامہ، اسماء الہی کا فالنامہ، [illegible] کا فالنامہ، انگریزی کا فالنامہ، فارسی کا فالنامہ، جرمنوں کا فالنامہ، اعضا پھڑکنے سے فالیں اور روحانی عملیات درج ہیں۔ قیمت بہت کم یعنی صرف [illegible]

شرح رباعیات عمر خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب و فلسفی اور نامور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات [illegible] مختلف طریقوں اور رنگ برنگ کی [illegible] کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں لیکن اس نامور حکیم کے مبسوط اور مفصل سوانح حیات ابھی تک گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے۔ [illegible] تلاش و جستجو سے عمر خیام کے حالات [illegible] رباعیات [illegible] شرح [illegible]

سائیں انکھیاں پھیریاں سویری ملک جہان

اگر [illegible] اس کے اس روپے کی سچی تصویر دیکھنا ہو تو کتاب آہ مظلوم پڑھئے۔ بدنصیب عورتوں کی المناک زندگی کا خونچکاں منظر ہے جس عورت کے سر سے ابھی [illegible] کا سایہ اٹھ گیا اس کے [illegible] گوشہ [illegible] مظلوم بیوہ کی داستان غم [illegible] حضرت علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے۔ قیمت ۸ر

تاریخ شاہان تغلق

یہ حضرت مولانا اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی کی وہ مقبول کتاب ہے جو آئینہ حقیقت نما کے نام سے ہزاروں فروخت ہو چکی ہے۔ [illegible] حصہ جو شاہان تغلق کی تاریخ ہے بہت مقبول ہے کیونکہ اسی زمانہ میں ہندوؤں کا [illegible] پاش پاش ہوا اور [illegible] کے دلکش مناظر اس عہد [illegible] بے نظیر تھے۔ مولانا اکبر شاہ خان کا نام ہی اس تاریخ کے اہم ہونے کی بڑی ضمانت ہے [illegible] شوق سے پسند کریں گے۔ قیمت [illegible]

خطبات دین محمدی

یہ وہ مقبول عام [illegible] خطبے ہیں جو حضرت [illegible] ماہ میں [illegible] پڑھے جانے لگے۔ یہ دینی خطبات ہیں جن کے پڑھنے اور سننے [illegible] مستفیض ہونگے کیونکہ [illegible] خطبے کے متعلق [illegible] اور آخر میں [illegible] ثانی۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے [illegible] بہت [illegible]

مناجات مقبول

حضرت مولانا اشرف علی صاحب [illegible] کی مقبول کتاب ہے۔ اس میں سات دن کی [illegible] پڑھنا چاہیں [illegible] اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی [illegible] قرآن شریف سے سات دن کی اولیائے کرام کی مجرب دعائیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے جمع کیا ہے۔ پھر استغفار منزل پھر درود شریف [illegible] ترجمہ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] قیمت صرف ۸؍

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر قرن میرا ہے۔ اسلام نے جو شاندار ترقی قرون اولیٰ میں کی وہ بعد کے قرون میں اس شدومد کے ساتھ نہیں ہوئے۔ اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اولیٰ فردوس آسیہ ملاحظہ فرمایئے اس میں پیدائش رسالت سے لیکر آنحضرت کی وفات پھر خلفائے راشدین کے حالات مع ترقی اسلام غزوات اسلامی۔ اسلامی نظام حکومت سب بالتفصیل درج ہیں آخر میں حضرت امام حسن و امام حسین کی [illegible]

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی۔ اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا مقبول ہے۔ اگر آپ بے اولاد ہونگے تو صاحب اولاد ہو جائیں گے مقروض ہیں تو [illegible] ہونگے۔ بے کار ہیں تو روزگار ملیگا رزق [illegible] ہیں تو صاحب حال ہونگے۔ پریشان ہیں تو [illegible] ہو جائیں گے۔ غرضکہ آپ کی ہر مراد دلی [illegible] دعائیں ہیں کیونکہ اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں ہیں۔ بہت مقبول کتاب ہے۔ قیمت ۸؍

کلید قرآن

جو بچے کئی برس کی محنت کے بعد کلام [illegible] نہ پڑھ سکے۔ انکو کلید قرآن پڑھا کر دو مہینے میں قرآن پڑھنا اور سمجھنا [illegible] جو بڑے اپنے بچے میں قرآن مجید کی نعمت سے محروم ہیں انکو کلید قرآن پڑھ کر دو مہینے میں کلام اللہ پڑھنے پر حاوی کیجیے قرآن دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینے میں قرآن پڑھنا آجاتا ہے۔ آپ بھی منگا کر تجربہ کیجیے۔ قیمت ہر ایک روپیہ کے دس

قرآن مجید کی مکمل ڈکشنری

مصباح القرآن اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے تمام لفظوں کو [illegible] مکمل ترتیب کے ساتھ اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے خانہ میں لفظ دوسرے میں معنی تیسرے میں لفظوں کے متعلق ضروری تشریح اس کے ساتھ بعض دوسری اہم اور مفید باتیں درج کی گئی ہیں مثلاً انبیائے کرام کے نام جہاں آئے ہیں انکے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب بالکل صحیح ہے کلمات قرآن کی تشریح [illegible] سلسلہ میں اردو زبان میں ایسی کوئی کتاب شائع [illegible] ہوئی۔ قیمت اصلی [illegible] رعایتی [illegible]

یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے۔ اور جو مدرس اسکی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں۔ یہ بہت ہی آسان قاعدہ ہے۔ اس میں سب سے بڑھ کر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے زیر زبر پیش اور حروف مرکبات پہچان لینے کے بعد مرکبات کو بتلانے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی مصنف دعویٰ ہے کہ یہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں بغیر استاد کی مدد کے بغیر قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے۔ قیمت ۳؍ ایک روپیہ کے آٹھ

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے مورث اعلیٰ حضرت علامہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی عرق ریزی کا شاندار کارنامہ ہے اسی تفسیر جس کو ہر مفسر نے اپنی شمع راہ بنایا ہے۔ اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی۔ اس کے قدردان اب بھی اس کو ڈھونڈتے ہیں۔ لاکھوں چھپتی ہے اور ہاتھوں ہاتھ ختم ہو جاتی ہے اتنی سستی پورے قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر نہیں۔ پیشوا پریس کی رنگین مطبوعہ کے ۱۲۰۰ صفحے ہیں۔ قیمت [illegible] تین روپے محصول ڈاک ایک روپیہ

تفسیر حسینی کامل

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ کاغذ گلیز پورے کلام اللہ کی پوری مدلل و مشرح تفسیر ہے۔ قرآن فہمی کیلئے اس سے بہتر اور اس سے سستی تفسیر ملنی مشکل ہے۔ پیشوا سے دوگنا سائز ہے۔ جدید مفسرین اس کو سامنے رکھ کر ہی تفسیر لکھتے ہیں۔ بہت بڑی ہوتی ہے۔ اگر قرآن شریف پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی یہ تفسیر منگا لیجئے۔ قیمت سات روپے محصول ہر دو جلد [illegible]

انتخاب صحاح ستہ

حدیث کی چھ کتابوں کا سلیس اور عام فہم اردو میں ترجمہ مع اصل عربی۔ اچھی لکھائی اچھی چھپائی ضخامت قریباً پانسو صفحے۔ قیمت بلا جلد [illegible] مجلد پانچ روپے مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ تیس [illegible] کتاب چکنے کاغذ پر بلا جلد [illegible] مجلد پارچہ ایک روپیہ چار آنے مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ علاوہ محصول ڈاک

تاریخ اسلام

سنہری جلد۔ خوشنما کتابت۔ عمدہ چھپائی۔ [illegible] سے لیکر [illegible] تک اسلام کے عروج و زوال کے مکمل حالات حجم ۴۲۲ صفحے پہلی جلد میں سیرت رسولؐ۔ دوسری میں خلفائے راشدین تیسری میں بنی امیہ چوتھی میں خلفائے عباسیہ پانچویں میں خلفائے عثمانیہ اور ترکان احرار اور سلطان ابن سعود۔ قیمت صرف تین روپیہ آٹھ آنہ محصول الگ آپ اس کتاب کو ملاحظہ فرماکر یقیناً خوش ہوں گے

کیمیائے سعادت (اردو)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نورانی کتاب دین و دنیا کی برکتوں کا مجموعہ دل کو ایسا دھو دیتی ہے کہ غفلت اور غرور کی ذرا بھی میل باقی نہیں رہتی۔ تصوف اور روحانیت کا خزانہ ہے۔ بڑی تقطیع بہت عمدہ خط ۱۰۲ صفحے مجلد [illegible] غیر مجلد [illegible] علاوہ محصول

بڑی اچھی کتاب ہے۔ اسلام تصوف اخلاق کا بے مثل گنجینہ۔

اعمال قرآنی

آیات قرآنی مع تعویذات لاثانی از علامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تجربوں اور دعا قبولیت اسرار بیان [illegible] قائل نہیں ہے۔ آپنے قرآن شریف کی [illegible] میں اعمال کو یک جا کیا ہے اور [illegible] میں ایک [illegible] جس کا مطالعہ [illegible] [illegible] ضخامت ۱۷۰ صفحات [illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible] اس میں [illegible] صاحب [illegible] ہے [illegible] ایڈیٹر صاحب [illegible] کتاب [illegible] ہے جو [illegible] ہے ہر عورت کے نیک اور سلیقہ مند بیوی بننے کے قابل بنا دیتی ہے [illegible] اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے [illegible]

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آ جائے اس گھر کا اطمینان [illegible] سکون [illegible] جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے۔ بیوی کی تربیت کیلئے جو کتابیں اب تک شائع ہوئی ہیں ان سب سے بہتر ہیں۔ ان کو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر والی کی تربیت پڑھئے جس میں یہ راز بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر گھر بن سکتی ہے۔ اور [illegible] بیبیاں کیونکر اپنے گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں۔ طرز بیان اس قدر دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے [illegible] [illegible]

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر بیہودہ بیوی کی جہالت سے برباد ہیں۔ عورت گھر کو جنت بنا سکتی ہے [illegible] چاہے تو دوزخ سوائے ان خانہ [illegible] کے جو کلی باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انکو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں۔ ایک مہینہ میں آپکے گھر کا پلٹ سکتی ہے اور صرف یہ ہی آپ کی تعلیم خانہ داری منگا کر ایک دفعہ اپنی بیوی کے مطالعہ سے گذروا دیجئے۔ قیمت صرف [illegible]

میاں بیوی کے فرائض

اسلامی میاں [illegible] [illegible] آپ کا [illegible] نمونہ بن سکتے ہیں۔ اگر آپ اس کتاب کو [illegible] ایک اچھی بیوی کا [illegible] جب ہی بن سکتی ہے جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے بہت سے [illegible] پر چلیں۔ یہ اسلامی جوڑہ ایک [illegible] ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہتر ہوں گی [illegible] اسلام کا بول بالا ہو [illegible] شرعی [illegible] قیمت [illegible]

خوش نما ایک ترجمہ والا قرآن

تقطیع [illegible] انچ [illegible] چھپائی۔ منا شدہ۔ کاغذ ولایتی نادر [illegible] [illegible] ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب [illegible] حاشیہ پر [illegible] مختصر [illegible] مقدمۃ القرآن [illegible] قرآنی تلاوت و خواص قرآن۔ اسرار قرآن۔ قرآنی تعبیر نامہ۔ قرآنی فال نامہ وغیرہ وغیرہ۔ سرپاؤ [illegible] مجلد [illegible] محصول الگ [illegible] طلب فرمائیں کم [illegible] باقی رہ گئی ہیں

خوش نما دو ترجمہ والا قرآن

تقطیع [illegible] دو ترجمہ والا۔ ایک مولانا شاہ اشرف علی صاحب حاشیہ پر بہت اچھی تفسیر ہے [illegible] ایک بہت کامیاب اور مفید مقدمہ سر ورق [illegible] منقش چھپائی بہت صاف۔ کاغذ بنگال پیپر سفید عاشدہ جلد چرمی منقش نقرئی کار جبہ مجلد چرمی کامل [illegible] یہ کلام اللہ اپنی ارزانی و بہتر کتابت اور اعلیٰ درجہ کی صحت کی وجہ سے بہت مقبول ہوا ہے۔ یہی کلام اللہ دفتر [illegible] کاغذ پر مجلد ہر سال دس ہزار چھپتا ہے

آسان ریڈ قرآن مجید

تقطیع ۱۱ × ۱۵ انچ بہت ہی جلی قلم۔ ۵ گز کے فاصلہ سے بے تکان پڑھ لیجئے۔ ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحت اللفظ۔ چرمی پشت نقرئی مجلد۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ترجمہ کا قلم بھی خوب جلی ہے۔ ہدیہ مجلد چرمی پشت۔ نقرئی کار حاشیہ۔ کاغذ آسٹریلیا کا نہایت دیدہ زیب اور نہایت خوش خط۔ قیمت صرف چار روپے علاوہ محصول ڈاک۔

معجز نما متوسط [illegible] ترجمہ

تقطیع بڑی ہے۔ دو ترجمہ اور کامل تفسیر لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے۔ ایک ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا اور دوسرا مولانا اشرف علی صاحب کا ہے۔ حاشیہ بہت مفصل ہے۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ہے ایک ہزار صفحے کی ضخامت ہے کاغذ عمدہ مضبوط کتابت اعلیٰ طباعت نہایت عمدہ کامل۔ جلد چمڑے کی نقرئی کار [illegible] صرف [illegible] محصول ڈاک [illegible] ایسا قرآن شریف اعلیٰ درجہ کے سفید [illegible] کاغذ پر [illegible] قیمت [illegible]

متوسط دو ترجمہ والا

تقطیع ۷ × ۱۰ انچ ضخامت ۹۲۸ صفحے کاغذ سفید ولایتی نادر [illegible] کا بہت [illegible] بہت صاف [illegible] ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا۔ دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا۔ حاشیہ پر تمام تفاسیر کا خلاصہ سلیس اردو [illegible] [illegible] کا بے مثل دیا ہے [illegible] چھپائی۔ سفید چکنا کاغذ [illegible] کامل نقرئی کار۔ قیمت [illegible]

تلاوت آسان معرّیٰ

۲۰ × ۲۶ سائز بہت جلی قلم ہے کشادہ کتابت ہے۔ ۲۰۰ صفحہ کی ضخامت ہے کاغذ ولایتی گلیز۔ جن بچوں کا ذہن خراب ہے اور جوان و بوڑھے بھائی بغیر استاد کی مدد کے صاف اور صحیح قرآن مجید پڑھنا چاہیں ان کو خاص طور سے تلاوت آسان قرآن مجید اپنی تلاوت میں رکھنا چاہئے۔ ہدیہ ایک جلد [illegible] مجلد چرمی کامل نقرئی مجلد پارچہ [illegible] محصول ایک قرآن پر ۱۲ / [illegible] [illegible] زیادہ ریل سے منگائیے۔

بطرز تیسیر القرآن بلا ترجمہ

کتابت کا ہر ہر لفظ خوب علیحدہ علیحدہ قلم خوب جلی۔ گویا اتنی بڑی تقطیع میں شاید پچیدہ سطریں ہیں۔ کاغذ بہت مضبوط اور سفید چھپائی۔ خوب سیاہ سرورق نہایت خوش نما۔ بچوں اور عورتوں اور ضعیف مردوں کیلئے خصوصیت سے مفید مطلب ہے۔ چونکہ ہر لفظ الگ الگ ہے اس لئے تلاوت سہل ہوتی ہے اور صحیح پڑھا جاتا ہے۔ مجلد چرمی کامل بہت مضبوط ہے۔ ہدیہ [illegible] مجلد پارچہ [illegible] محصول [illegible]

عکسی قرآن مجید معرّیٰ

۱۰ انچ لمبا ۷ انچ چوڑا ساڑھے آٹھ سو صفحے اعلیٰ درجہ کی صحت اور کتابت [illegible] ولایتی چکنا کاغذ اعلیٰ درجہ کی چھپائی [illegible] لاکھ روپے خرچ کر کے اس [illegible] [illegible] سال کی [illegible] ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے [illegible] [illegible] قرآن تیار ہوا ہے [illegible] [illegible] کاغذ اتنا اعلیٰ درجہ کا [illegible] [illegible] قیمت مجلد قسم اول [illegible]

ضروریات دین

حضرت [illegible] ایک فاضل [illegible] اس کتاب کو مرتب [illegible] ہے [illegible] کو بنایا [illegible] علم فہم اسعد میں اور مسائل کو بیان کیا ہے جس سے [illegible] کے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں رہ سکتا۔ دینی ضروریات کو [illegible] تقسیم کرنا چاہیے دینی ضروریات کو [illegible] کل [illegible] واقف [illegible] چاہیے تاکہ بہت ہی کم وقت میں [illegible] اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے [illegible]

معلم عربی

مسلمانوں کی [illegible] خواہش ہوتی ہے کہ وہ اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن مجید کو [illegible] کر [illegible] [illegible] معلوم ہو [illegible] ضرور معلوم ہو جائیں۔ عربی پڑھنے کا [illegible] طریقہ بہت دیر طلب تھا۔ اس کے ابتدائی صرف و نحو ہی میں چھوڑ دیتے ہیں معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلے سے چھوڑ کر عربی پڑھنے کا طریقہ [illegible] ہے کہ ہر شخص [illegible] سے ایک سبق روزانہ پڑھے تو تین مہینے میں وہ خاص قرآن کا مطلب [illegible] سکتا ہے۔ قیمت [illegible]

بلا ترجمہ روشن دید

یہ قسم [illegible] شریف روشن دید کے [illegible] بہت پسند ہو رہا ہے اس کا قلم بہت [illegible] ہے اور حروف [illegible] [illegible] اس لئے اس کا وزن چار سیر کے قریب ہے۔ چھپائی بہت صاف۔ کاغذ بہت سفید [illegible] کا ہے۔

بلا ترجمہ والا روشن دید قرآن شریف کا ہدیہ مجلد چرمی پشت [illegible]

محصول ڈاک [illegible] تقطیع [illegible]

[illegible] قرآن مجید [illegible]

[illegible] قرآن مجید کے [illegible] خوش [illegible] [illegible] [illegible] سے پڑھے ہیں حاشیہ پر تفاسیر [illegible] احادیث سے اختصار [illegible] ہے۔ شروع میں ایک مقدمہ [illegible] حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب [illegible] کا لفظی ہے۔ دوسرا ترجمہ [illegible] اشرف علی [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

قرآن ایک معجزنما کتاب ہے

حقائق و معارف فصاحت و بلاغت قرآن پاک پر اسعد میں پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو علامہ [illegible] البصیر [illegible] عتیقی کے [illegible] مطالعہ قرآن شریف اور [illegible] آسمانی کا [illegible] ہے۔ قرآن کے متعلق غیر مسلم [illegible] کے تعصب سرداران کفار قریش کے منکرین کلام الٰہی کا اسکو سنکر مسلمان ہو [illegible] قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجزنما ہو [illegible] [illegible] [illegible] یہ کتاب تبلیغ اسلام کیلئے بہترین ہے۔ سفید چکنا کاغذ قیمت [illegible]

زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

کھیتی خواہ دنیا کی ہو خواہ عقبیٰ کی وہ جنت کی کھیتی بن سکتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اپنے اعمال کو اس سانچے میں ڈھال دیں جس میں اللہ نے اپنا نائب بنانے کے لئے قرآن نازل فرمایا اور زندگی کا وہ سانچہ اس طرح تیار ہو سکتا ہے کہ [illegible] معلومات قرآن کا مطالعہ کرو تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کلام اللہ کی تلاوت کرو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب مقرر کر کے [illegible] [illegible] ہدایات [illegible] ہیں۔ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۵۰۰ صفحے قیمت ۱۲

خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت مولا علی حضرت امام حسن کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے مکمل حالات ان کے [illegible] اسلام کی ترقیات اور فتوحات اسلام کے مفصل حالات [illegible] [illegible] تاریخ کا محققانہ شاہکار [illegible] چھپائی ضخامت [illegible] صفحے کاغذ قیمت [illegible] مجلد [illegible] قیمت مجلد چرمی پشت [illegible] [illegible] سفید چکنا کاغذ [illegible] مجلد چرمی پشت [illegible] علاوہ محصول

عکسی جیبی حمائل

معریٰ۔ کارڈ سائز جدید الطبع۔ ایسی شاندار اور دیدہ زیب چھپائی اور کاغذ ہے کہ دیکھتے ہی روح خوش ہو جاتی ہے۔ تین مہینے کی جدوجہد سے اب کامیابی ہوئی ہے کہ اتنا سستا شائع ہو سکا۔ آپ تعجب سے دیکھیں گے کہ پیشوا کے [illegible] جیسا سفید اور چکنا کاغذ۔ چھپائی ایسی [illegible] کہ آپ کے تصور میں بھی نہ آسکے۔ ہدیہ [illegible] جلد [illegible] محصول ڈاک [illegible]

اسلامی تعلیم

[illegible] اسلام [illegible] معتبر [illegible] علم کتاب [illegible] [illegible] کمال محنت سے [illegible] [illegible] [illegible] بہت [illegible] پاس یہ کتاب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

وعظ کی سب سے بڑی کتاب

خیر المواعظ اردو واعظوں کیلئے نہایت [illegible] وعظ و نصیحت کی دوسری سب کتابوں سے بے نیاز کرنے والا ہے۔ اس کا ہر ایک بیان ایسا بیہودہ [illegible] جس کو کافی عرصہ تک بیان کیا جا سکتا ہے۔ ہر بیان [illegible] سے شروع کیا ہے اس کے مناسب نصوص قرآنیہ سے استدلال کر کے احادیث صحیحہ مع حوالہ کتب بیان کئے ہیں پھر [illegible] [illegible] کے متعلق [illegible] [illegible] صفحات

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کیلئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت پر وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات [illegible] بہت [illegible] ہے [illegible] النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے۔ امام صاحب کے حالات [illegible] اور فقہ کے مسائل کے معلوم کرنے کیلئے [illegible] بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں [illegible] علمی نکات بیان کئے گئے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] امام موصوف کا [illegible]

معجزنما حمائل مترجم

اب وہ وقت آگیا ہے کہ [illegible] یہ کہ بہترین قرآن شریف [illegible] حمائل [illegible] [illegible] کا ایک ترجمہ قرآن شریف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قرآن شریف [illegible] [illegible] [illegible]

معجون مقوی رحم

یہ اکسیری دوا عورتوں کی عام صحت جسمانی کو ٹھیک کرنے کے علاوہ ان کی شکایتوں کو کھو دیتی ہے۔ سیلان الرحم (لیکوریا) سیلان غددی اور عام عورتوں کے اندرونی اعضاء تناسل کے ورموں کو حیرت انگیز طریقہ سے دور کر دیتی ہے۔ رحم اور اس کے متعلقہ اعضاء مثلاً خصیۃ الرحم اور نلوں کو قوت پہنچاتی ہے۔ ایام ماہواری کی خرابیاں اس کے استعمال سے کافور ہو جاتی ہیں اگر خون زیادہ یا کم آتا ہو تو اس کو ٹھیک مقدار میں کر دیتی ہے۔ اختناق الرحم (ہسٹریا) کی مریض عورتوں کو بھی اس سے بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے عورتوں کو اس عجیب دوا کے فائدوں سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے قیمت فی شیشی ۸؍

ملنے کا پتہ:۔ ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی (رجسٹرڈ)

معجون شباب آور (رجسٹرڈ)

قوت مردمی اور دل دماغ کی کمزوری کیلئے مشہور دوا ہے

زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے۔ مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے۔ قیمت فی شیشی فی تولہ پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ...

تار کا پتہ ——— ہمدرد دہلی

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

اسلامی ہندوستان کا اشاعتی دہلی کا

ایک ماہوار

مذہبی، اخلاقی، اصلاحی و ادبی

رسالہ

مقام اشاعت

اردو بازار جامع مسجد دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشوا دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو ۲۴ سال سے تبلیغ و اشاعت کے لئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

اعلیٰ ایڈیشن　عـہ

ارزاں ایڈیشن　عـر

ممالک غیر سے

جس میں برہما بھی شامل ہے

اعلیٰ ایڈیشن　۵ شلنگ

ارزاں ایڈیشن　۳ شلنگ

جلد ۱۷ | بابت رجب ۱۳۵۹ھ مطابق اگست ۱۹۴۰ء | نمبر ۵

شذرات

(از عزیز حسن)

جمعیۃ علماء کا اشتہار اور ہماری زبان

انجمن ترقی کے کرتا دھرتا لیڈر کے جنب ڈاکو شیخ ضیاء الحق کے بڑے بھائی شیخ عبدالحق صاحب ہیں، جو مذہبی معلومات اور مذہبی ذوق میں مسٹر جناح سے کچھ زیادہ ہیں۔ اس انجمن کا نہ کوئی جلسہ اپنی پوری زندگی میں وہ انتخاب کے لئے کر سکے۔ نہ حساب شائع کیا۔ لاکھوں روپیہ حضور نظام اور دوسری ریاستوں سے اردو کے تحفظ کے لئے لیا ہے۔ کام یہ ہے کہ دو چار دیوان شائع کئے ہیں۔ جن کے پہلے ایڈیشن ہی آخری ایڈیشن ثابت ہوئے ہیں، یا اسٹنڈرڈ ڈکشنری کا ترجمہ شائع کیا ہے جس کی قیمت اتنی زیادہ رکھی ہے اگر غریب ہی نہیں متوسط درجہ کا مسلمان بھی سولہ روپے میں اس کو خرید نہیں سکتا۔ جبکہ اگر اس کو شائع کرتا تو زیادہ سے زیادہ تین روپے قیمت رکھتا۔

ان نام نہاد انجمن کے خود کاشتہ سکریٹری اردو کی خدمت کے لئے لاکھوں روپیہ اپنے نام سے بنک میں جمع رکھتے ہیں، اور چار سو روپے ماہوار کی کوٹھی میں قوم پر احسان کرکے رہائش اختیار کر رکھی ہے اس انجمن کا ایک اخبار "ہماری زبان" پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے جس میں جمعیۃ علماء ہند پر نہایت سوقیانہ اور غیر ذمہ دارانہ حملے "ایک اہد ہوا تعجبی" کے عنوان سے کئے گئے ہیں۔

جمعیۃ علماء کا سالانہ اجلاس جو نپور میں ہوا تھا [illegible] کے ۱۲ [illegible]

آبادی ہندی کے علاوہ دوسری زبان بہت ہی کم جانتی ہے۔ اس جلسہ میں عوام کی شرکت سیاسی بیداری کے لئے بہت ہی ضروری سمجھی گئی جس کے لئے مقامی باشندوں میں سے محمد رؤف صاحب جعفری نے ایک اشتہار ہندی میں شائع کر دیا۔ جعفری صاحب نہ جمعیۃ علماء کے سکرٹری ہیں نہ ورکنگ کمیٹی کے ممبر۔ لیکن اس دیانت داری کو دیکھئے کہ اس اشتہار کو جس کا کوئی واسطہ دفتر جمعیۃ علماء یا اس کے کارکنوں سے نہ تھا، کس خوب صورتی سے جمعیۃ علماء کے سر تھوپا جاتا ہے ملاحظہ ہو:-

(الف) "جمعیۃ علماء ہند ایک ایسی جماعت ہے جس کے مقاصد میں ہندوستانی مسلمانوں کی فلاح و بہبودی اور مذہب اسلام کی تبلیغ و فروغ کی کوشش سب سے بڑا مقصد ہے۔ اب جہاں تک ہندوستانی مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا تعلق ہے باسانی کہا جا سکتا ہے کہ ہندی رسم الخط اور ایسی کٹھن زبان میں اشتہارات کی اشاعت ایک سعی لاحاصل ہے"

(اخبار ہماری زبان صفحہ ۱ کالم ایک یکم جولائی)

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:-

(ب) "مسلمانوں کی ایسی جماعت کی طرف سے جیسی کہ جمعیۃ علماء ہند ہے کوئی ایسا اقدام کہ ایسے اشتہارات

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے کمال ہند برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد سے شائع کیا

شیر بنگال نے ہتھیار ڈال دیئے

بنگال کے پیغوان صورت چیف منسٹر المعروف بہ شیر بنگال جو اپنی بے تکی تقریروں کی بدولت کافی سے زیادہ مشہور ہیں۔ جنہوں نے اپنی ہر تقریر کے بعد مجدد صبور دعا کی) داکر کا ریکارڈ بیٹ کر دیا ہے، اور جن کو آج تک انسداد شراب نوشی کے لئے کوئی ہلکا سا قدم اٹھانے کی بھی توفیق نہ ہوئی، اور جنہوں نے بک آف نالج جیسی کتاب (جس میں سرور دو عالم ؐ کی توہین کی گئی ہے) کی اشاعت بند نہیں کی، اور جنہوں نے سراج الدولہ کے خلاف بنگال کورس کے جھوٹے الزامات کی اصلاح نہیں کی، اور جو مسلمانوں کی حماقت سے مسلم لیگ کے چوٹی کے لیڈر ہیں۔

ان شیر بنگال نے سرکاری طور سے اعلان کیا تھا کہ ”بلیک ہال“ کی یادگار ہٹانے کے متعلق اس وقت غور کیا جائے گا، جب ستیہ گرہ بند کر دیا جائے۔

یہ ستیہ گرہ مسلمانوں کے حقوق کی واحد علمبردار مسلم لیگ نے نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس کی رہنمائی بنگال کے قوم پرور ہندو کر رہے تھے کیونکہ وہ سراج الدولہ پر یہ جھوٹا الزام زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ اور اس ستیہ گرہ میں تین سو ہندو اور بنگال کے ۵۴ فیصدی مسلمانوں میں سے صرف پانچ مسلمان گرفتار ہوئے تھے لیکن شیر بنگال تین سو ستیہ گرہوں کو بھی برداشت نہ کر سکے۔ اور ۲۴ جولائی کو انہوں نے اس ”بلیک ہال“ کو بند کرنے کا فیصلہ کر لیا، جس کو وہ ستیہ گرہ جاری رہنے کی صورت میں بند کرنا اپنی اقتدار پسندی کے خلاف سمجھتے تھے۔

شیر بنگال کی اس شاندار پسپائی یا ہتھیار ڈالنے پر کیا کسی مبارک باد کی ضرورت ہے؟

مبارک باد اور شکریہ کے مستحق ہیں مسٹر بوس اور ان کے ہندو رفقائے کار جنہوں نے اپنی شاندار قربانی، جرأت، استقلال سے وہ کام کیا جو در اصل مسلمانوں اور صرف مسلمانان بنگال کو کرنا چاہئے تھا اور آہ حرم آہ کہ مسلمانوں نے اپنے لئے اس شرف کو مخصوص نہ کیا۔

نیز دلی شکر گذاری کے مستحق ہیں وہ بنگالی یورپین جنہوں نے مسٹر جیننا سے زیادہ اس مسئلہ میں مسلمانوں سے ہمدردی کی۔

جلالت الملک نظام، امام جی، عزیز حسن

(۱) شمس العلما حاجی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی گذشتہ پچاس سال سے دولت آصفیہ سے تین سو روپے ماہوار حاصل کر رہے ہیں۔ اور اس طرح انہوں نے مسجد کی امامت کے طفیل جلالت الملک اعلیٰ حضرت بندگان عالی کے دست سخا سے لاکھوں روپیہ وصول کیا۔

سرکار عالی کی حکومت کے خلاف دہلی سے سخت ایجی ٹیشن آریہ سماج نے کیا امام جی نے جلالت الملک کا نمک خوار ہونے کی نہ اعلیٰ حضرت کی حکومت کی حمایت میں نہ کوئی بیان دیا، نہ کوئی پمفلٹ شائع کیا، نہ کوئی جلسہ کیا، نہ اپنے سرکاری رسوخ سے ان مخالفوں کو روکنے کی کوشش کی جو نظام بر باد کے نعرے بلند کرتے ہوئے دکن کو گئے اور جیلوں میں گرفتار ہوئے۔

برخلاف اس کے اس تحریک کے سب سے بڑے رہنما لالہ دیش بندھو گپتا اور ان کے اس وقت بھی گہری دوست تھے، اور ابھی ابھی لالہ دیش بندھو ایڈیٹر تیج اور لالہ نرائن دت کا نام طبیہ کالج کے ٹرسٹیوں کے لئے پیش کیا۔ مسٹر دیوان سنگھ ایڈیٹر ریاست سے دوستانہ تعلقات رکھے، ان کے ہاں دعوتوں میں شریک ہوئے، غالباً یہ سب کچھ سرکار عالی کا حق نمک کے طور پر کیا ہوگا؟

اللہ اللہ کیا انقلاب ہے کہ آقا (اعلیٰ حضرت) کے دشمن نمک خوار (امام جی) کے دوست ہوں۔ اور آقا پرورش ہو، لیکن نمک حلال وظیفہ خوار آقا کے دشمنوں سے دوستی ترک نہ کرے۔ کیا شریف سید ایسے ہی ہوتے ہیں؟

(۲) عزیز حسن گذشتہ سے پیشوا کے ذریعہ بندگان عالی اور حکومت آصفیہ کی خدمت بلا غرض کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ نہ وظیفہ یاب ہے، نہ امیدوار، اور نہ آئندہ کے لئے توقع، جب ہندوستان کے کسی غیر مسلم اخبار میں جلالت الملک کے خلاف لکھا گیا، پیشوا میں اس کا جواب مدلل طریقہ سے دیا گیا۔

سال گذشتہ آریہ شورش کے زمانہ میں عزیز حسن نے پیشوا اور حریت میں آریہ سماج کی شورش پر ملیرز نرائن دت ہگپتا ایڈیٹر کمپنی، ادر ملاپ، تیج، پرتاب، ریاست وغیرہ کے سخت اور مدلل مضامین لکھے۔ اور بڑے سے بڑے کانگریسی لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو مسٹر راجندر پرشاد، مہاتما گاندھی کو نظام دکن پر ٹوٹنا ان کے خلاف اخبارات میں لکھا، ذاتی خطوط میں ان کو توجہ دلائی۔ حتیٰ کہ اکثر ہندو دوستوں سے اسی سلسلہ میں ذاتی تعلقات بھی خراب ہوگئے بالخصوص ایڈیٹر دلیش بندھو وغیرہ سے یہ تمام خدمت کسی صلہ کی توقع پر نہیں کی۔ نہ کچھ ملا۔ نہ ایسے وسائل کہ آئندہ کے لئے توقع ہو۔ پھر فرمائیے حکومت حیدر آباد کا اور جلالت الملک کا مخلص اور خیر خواہ امام جی ہوئے یا عزیز حسن؟ اور حیدر آباد کے لئے عزیز حسن مستحق ہے یا امام جی؟

فتنہ نگار

پیشوا کی اس اشاعت میں بنا نعیم پور کا کے رسالہ نگار میں شائع شدہ ایک مضمون کی تردید صفحہ ۲۵ پر شائع ہو رہی ہے جو [illegible] مدلل و محکمت آدرلاجواب اور ضروری ہے

۱۹۱۹ء میں خلافت تحریک دہلی میں حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خاں ... کے ہاں ملازم تھے۔ اور یہ بھی واحدی صاحب کے ہاں ملازم تھا۔ اس وجہ سے مجھ کو نیاز صاحب کے حالات کا کافی سے زیادہ موقع ملا تھا، وہ شراب پیتے تھے لیکن چھپ کر، روزہ اور نماز کا مضحکہ اڑاتے تھے لیکن علانیہ نہیں، وہ خدا اور رسول کے منکر تھے لیکن پیٹ پالنے کے لئے خدا اور رسول کی تعریف میں خطیب اور نظام المشائخ اور ریاست میں مضامین لکھتے تھے، اور اکثر عربی اور فارسی کے مطبوعہ مضامین کی اجرت اور مکمل مضامین بتا کر وصول کر لیتے تھے۔ اگرچہ شروع میں یہ راز نہ کھلا، لیکن جب حقیقت کھل گئی، تو اس علمی حلقہ میں (جو واحدی صاحب کے گرد پھیلا تھا) ان کی بڑی سبکی ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ نیم مذہبی کتابیں اجرت پر صوفی کمپنی کو لکھ کر دیں۔ اور اسی زمانہ میں علامہ عمادی کے ایک محققانہ علمی شائع شدہ مضمون کو اپنے نام سے شائع کیا جس پر علامہ عمادی نے الصباح میں بڑی لے دے کی۔ اس کے بعد مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ترجمان القرآن کو یہ شکایت پیدا ہوئی کہ ان کی ایک کتاب یہ غیر مسلموں کے علاوہ مانگ کر لے گئے لیکن تھوڑے عرصہ بعد وہ کتاب حق تصنیف لے کر اپنے نام سے صوفی کمپنی کو اشاعت کے لئے دیدی۔

اس کے بعد یہ آج کل کے سوشلسٹ نواب بھوپال کے ملازم رہے اور ان کی قصیدہ خوانی کرتے رہے۔ رام پور اور حیدرآباد میں بھی کوشش کی۔ ناکامی کی صورت میں لکھنؤ سے نگار نامی رسالہ شائع کیا۔ جس میں سوال و جواب کا ایک مستقل باب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکثر سوال خود ہی مرتب کرتے ہیں اور جواب انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا سے اخذ کر کے اپنے نام سے دے دیا کرتے ہیں۔

غالباً دو سال گذرے کہ نیاز فتحپوری نے مذہب اسلام کو، خدا کو بازیچۂ اطفال بنایا تھا۔ اسلامی ہند میں ایک آگ لگ گئی۔ اور اس آگ کا مقابلہ نیاز نہ کر سکے، انہوں نے نہایت گڑگڑا کر معافی مانگ لی، اور آئندہ نہ لکھنے کا وعدہ کیا، اور مسلمانوں نے اپنی ناتجربہ کاری سے یہ سمجھ لیا کہ یہ ایک شریف اور پڑھے لکھے انسان کا وعدہ ہے۔

بہر حال نگار میں ایک عرصہ کی خاموشی کے بعد پھر شرارت شروع ہو گئی اور اس مرتبہ کلام اللہ پر ہاتھ صاف کیا گیا ہے۔

علمی نقطہ نظر سے حضرت مولانا محمد اویس صاحب ندوی کا جواب نہایت تشفی بخش مدلل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں نیاز صاحب کو ایک اور مسئلہ پر توجہ دلاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ اگر کوئی آدمی آج آپ سے حلفیہ ثبوت مانگے کہ وہ آپ ہی باپ کے نطفہ سے ہیں، جس کا نام وہ اپنی ولدیت کی جگہ میں لکھتے ہیں تو ان کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟

اگر وہ معقول طریقہ سے مع شہادت کے اس کا ثبوت دے سکیں، تو پھر میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں قرآن حکیم کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت ان کو اطمینان بخش طریقہ سے دوں گا۔

مجھے اپنے محترم دوست جناب مولانا رئیس احمد صاحب ندوی مدیر روزنامہ ہندوستان بمبئی اور جناب مولانا فارقلیط صاحب مدیر زمزم لاہور کے اس بیان سے اتفاق نہیں ہے کہ نیاز کی ہفوات پر توجہ نہ کی جائے، اور ان کی تخیلات کا کوئی جواب نہ دیا جائے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ نیاز کو اکثر غیر مسلم، دہریئے اسلام کا بڑا عالم سمجھتے ہیں۔ اور ان کی تحریرات کو اپنے لغو اعتراضات کے سلسلہ میں بطور دلیل کے لکھتے ہیں۔ اس لئے ان لوگوں کے اس حربہ کو ناکارہ بنانے کے لئے نگار کی ہر تحریر کو خواہ وہ کتنی ہی لغو ہو، کافی اہمیت دے کر اس کا مدلل، اور مسکت جواب دینا چاہیئے۔

پیشوا کے صفحات اس قسم کے تمام جوابات کے لئے کھلے رہیں گے۔

اصلی شاہجہانی امام کا پتہ چل گیا

حضرت علامہ مفتی انتظام اللہ صاحب آگرہ سے مجھے مطلع فرماتے ہیں کہ:

"جامع مسجد دہلی کے اصلی شاہی امام کا پتہ چل گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں بہت جلد ایک محققانہ مضمون جامع مسجد کے متعلق مکمل، مفصل، مدلل جلد بھیجوں گا۔"

میں اس علمی مقالہ کو جو تاریخ کا ایک نادر شاہکار ہو گا، بہت جلد پیشوا میں شائع کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی شمس العلماء حاجی سید احمد صاحب امام جامع مسجد کو پھر چیلنج کرتا ہوں کہ اگر شاہی امام ہونے اور سید ہونے کا ان کے پاس ثبوت ہو تو وہ پیش کریں، میں اس کو بھی پیشوا میں شائع کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

بات بھی کھوئی التجا کر کے

پیشوا کی گذشتہ اشاعت میں جناب مولوی محمد محسن صاحب منگلوری کی ایک تجویز پیشوا کی اعانت کے مشورہ کے لئے شائع کی تھی۔ اس تجویز کی تائید میں ایک بھائی نے ۵ روپیہ بھیج دیئے اور دو حضرات نے خط ارسال فرما دیئے۔ حالانکہ پیشوا کو مطالعہ کرنے والے دس ہزار سے زیادہ ہیں۔ درکاغذ کی گرانی اور کساد بازاری مسلمہ ہے۔ اگر یہ بدل اور ہندوؤں کے لکھ پتی پرچوں نے اپنی ضخامتیں گھٹا دیں، اور قیمتیں بڑھا دیں۔ مگر پیشوا کی قیمت اور ضخامت بدستور اپنی اپنی جگہ قائم ہیں۔ لیکن یہ صورت کب تک قائم رہ سکتی ہے؟ کساد بازاری اور کاغذ کی گرانی سے بڑے بڑے سرمایہ دار اخباروں کی حالت خراب ہو چکی ہے۔ تو پھر پیشوا تو غریبوں کا ہے۔

اس سلسلہ میں جناب مولوی محمد محسن صاحب کا نامۂ گرامی نامہ حسب ذیل ہے۔

" مکرم بندہ جناب بقائی صاحب السلام علیکم
پیشوا کی امداد کی تجویز میری لکھی ہوئی تھی، جو ابھی رسالہ میں شائع ہو چکی ہے، چونکہ اس میں خریداران سے مشورہ طلب کیا گیا ہے، اس لئے میں اپنی تجویز کی تائید میں صرف یہ لکھتا ہوں کہ سب سے مفید تجویز چندہ کی بیع ہی کا اجرا ہے۔ اگر پیشوا کے قارئین میں سے ایک ہزار کی تعداد ایسی نکل آئے کہ جو ایک سال میں ایک پوری کتاب کے ٹکٹ تقسیم کر سکے تو پیشوا کی سالانہ آمدنی اٹھارہ ہزار سے زائد ماسی مد سے ہو سکتی ہے اگر ۵۰۰ خریداران بھی اس اسکیم کو چلانے کا فرض انجام دیں تو کم از کم نو، دس ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے، جو اشاعت کے لئے ایک اچھی خاصی رقم ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں ایکسال میں دو درسید ہی کے ٹکٹ تقسیم کر سکوں گا۔ دیگر تجاویز سے بھی مجھے اتفاق ہے، اور جو امداد میں کر سکتا ہوں، اس کے لئے میں حاضر ہوں۔ فقط۔ والسلام۔

میں چاہتا ہوں کہ ہر خریدار بھائی اپنی رائے سے مجھے مطلع فرمائیں۔

محصول ڈاک میں اضافہ

جنگ کے بڑھتے ہوئے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ڈاک کے محصول میں اضافہ کی خبر آئی ہے۔

ہندوستان دنیا کا سب سے زیادہ مفلس ملک ہے۔ لیکن ڈاک کے اخراجات یورپ کے متمول ترین ملکوں سے بھی زیادہ ہیں۔ جو ہند متعلق غربا کے لئے قطعی ناقابل برداشت ہیں، ایسی حالت میں کہ کساد بازاری بڑھ رہی ہے، بے روزگاری کا دور دورہ ہے، اور گذشتہ دس سال میں پچاس فیصدی تک محصول ڈاک میں اضافہ ہو چکا ہے۔ اب مزید اضافہ کرنا دانش مندی، اصول حکمرانی کے خلاف ہے، کیونکہ اس کا تعلق غربا سے ہے۔ اور جس ٹیکس کا بار غریبوں پر پڑتا ہے، اس سے بے چینی پیدا ہوتی ہے، اور موجودہ حالت میں غربا میں بے چینی پیدا کرنی امن عامہ کے خلاف ہے۔

جنگ کے اخراجات پورے کرنے کے لئے سو روپے سے اوپر والے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں عارضی طور سے گھٹا دینی چاہئیں تاکہ غریبوں میں بے چینی بھی پیدا نہ ہو، اور حکومت کو جنگ کے بھاری اخراجات پورے کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ روپیہ بغیر کسی دقت کے مل جائے۔

امید ہے کہ ہنر ایکسی لینسی وائسرائے اور وزیر مال اور وزیر ریل و رسائل اس اہم مسئلہ پر غور فرما کر عوام پر اضافۂ محصول سے ناقابل برداشت بوجھ نہ ڈالیں گے۔

" امام غائب "

(۱) آغا خانی خوجے امام غائب کو مانتے ہیں، اور ان کی تمنا ہے دیکھئے۔
(۲) شیعہ امام غائب کو اس طرح مانتے ہیں کہ " امام مہدی " پیدا ہو چکے اور وہ حالات ظہور و خروج کے لئے خدا کے حکم کے منتظر ہیں "

لیکن میں جس امام کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، وہ نہ آغا خانی ہیں، نہ شیعہ ہیں۔ بلکہ سنیوں کے خود ساختہ غائب امام جمعیہ میں جو بڑا مشہور ہے نماز پڑھانے کی تنخواہ لیتے ہیں۔ اور مسجد میں پانچ وقت نماز پڑھانے پر ملازم ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ سنیوں کے غائب امام ہیں، جو اکثر پانچ وقت ہی غائب رہتے ہیں۔ اس لئے ان کو غائب امام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ البتہ کبھی کبھی مغرب کی نماز پڑھانے تشریف لاتے ہیں تو ننانوے فیصدی سجدۂ سہو ادا کر کے مقتدیوں کی نماز بھی خراب کرتے ہیں۔

یہ غائب امام امامت کے علاوہ مختلف مشاغل اختیار کئے ہوتے ہیں، یعنی تنخواہ تو لیتے ہیں نماز پڑھانے کی، لیکن نماز عام طور سے بیچارے موذن یا ان کا بچہ پڑھاتا ہے۔ اور یہ سوائے مغرب کی نماز کے بہت کم جامع مسجد میں جاتے ہیں۔ تیس ہزار روپے کے محل میں رہتے ہیں۔ اور لکھ پتی ہونے کے باوجود نہ پوری نماز ادا کرتے ہیں۔ اور نہ حج جیسے اہم رکن اسلام کی ادائیگی کی توفیق ہوئی ان کے حلقۂ احباب میں پڑھے لکھے اور شرفا کا قحط ہے۔

ان کو شمس العلماء کا خطاب حاصل کرنے اور دولت کمانے کا بڑا شوق ہے، اور اس شوق کی تکمیل کے لئے ان کو نماز پڑھانے کی بجائے دوسرے کاروبار کرنے پڑتے ہیں۔ مثلاً

(۱) تجارت کتب
(۲) جنگلات کے ٹھیکے (مشترکہ)
(۳) کیمیاگری (تیل نکالنے کا فرقہ ذکر کرتے ہیں)
(۴) جائداد کا کاروبار (مشترکہ)
(۵) جواہرات کی تجارت (مشترکہ)
(۶) جائداد کی خرید و فروخت

ظاہر ہے کہ یہ تمام کاروبار دس، پانچ روپے سے نہیں چل سکتے اور ان کاموں کی نگرانی کافی وقت اور روپیہ چاہتی ہے۔ اس سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان غائب امام کے پاس یہ روپیہ کہاں سے آیا؟ اور نماز کے علاوہ دوسرے کاروبار کرنے کے لئے انہوں نے کیونکر

مسجد سے اجازت لی یا نہیں؟ اگر اجازت لی تو کن شرائط کے ماتحت؟ اگر اجازت دی گئی تو کیوں؟ کیا ایک ہزار دو پچاس ماہوار مسجد کے اس امام کے لئے کافی نہیں ہیں؟ جبکہ اس کے دوسرے ہم پیشہ امام دو دو روپیہ ماہوار پر گذارہ کر لیتے ہیں۔ اور کیا مسلمان ریاستوں سے جو وظائف حاصل کئے جاتے ہیں، اس وسیع کاروبار کی موجودگی میں اس کی ضرورت ہے؟

میں چاہتا ہوں کہ غائب امام" خود اس پر تفصیل سے بحث کریں۔ کیا امام غائب بتائیں گے کہ وہ ان تجارتوں پر کتنا انکم ٹیکس دیتے ہیں؟

بڑے حملہ کے بعد

جنگ شروع ہوئے ایک سال ہو گیا۔ تیرہ آزاد سلطنتیں یورپ کے نقشہ سے حرف غلط کی طرح مٹ گئیں۔ جن میں سے زیادہ ہٹلر کی خون آشامی کا شکار ہو گئیں۔ بقیہ اسٹالن کی بھینٹ چڑھیں۔

لیکن اصل لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کس وقت شروع ہوگی؟ اور وہ لڑائی انگلستان کے بحری اور فضائی مستقروں پر ہوگی۔ اور یہی دنیا کی سب سے بڑی، سب سے اہم اور فیصلہ کن لڑائی ہوگی، جس میں ہٹلر کے خونی ارادوں کا قبرستان انگلش چینل میں بنے گا۔ اور جن قوموں کی آزادی چھینی گئی ہے، وہ واپس ملے گی۔ اور انگلستان ایک مرتبہ پھر دنیا کی تہذیب، امن، اقوام کی آزادی، معاہدوں کے احترام کا علم بردار ہو کر، ڈکٹیٹروں کی خون آشامی سے مظلوم قوموں کو آزادی دلائے گا۔ اور تقریباً ایک صدی تک پھر بیسویں صدی کے ہلاکو خاں کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوگی۔

لندن پاس مجوزہ بڑے حملہ کی تیاری ہٹلر بڑے زور شور سے کر رہا ہے، لیکن یہ فرانس، بلجیم، ہالینڈ، ناروے، زیکوسلاکیہ نہیں ہے، یہ برٹش قوم سے مقابلہ ہے، جو صدیوں سے ملک بحر ہے اور اس کو معلوم ہے کہ ہٹلر جیسے دیوانے کتوں کا علاج کیونکر کیا جاتا ہے اور ایسے حملہ آوروں کی تواضع کے لئے صرف لندن میں ایک کروڑ سے زیادہ فوج جمع ہو چکی ہے۔ جس کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور جو بہترین آلات حرب دنیا کی اس بہترین فوج کے پاس ہیں، وہ ہٹلر کو بتا دیں گے کہ یہ فرانس کا میدان نہ باشد۔

بہرحال اس بڑے حملہ میں جو انگلستان پر جرمنی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے ناکامی کے بعد ایک اور بڑا حملہ ہوگا، جو فرانس سے شروع ہو کر جرمنی پر ختم ہوگا۔ اور اس میں حملہ آور فوج انگریزوں کی ہوگی اور مدافعت جرمنی کے حصہ میں آئے گی، جس کی زبردست ناکہ بندی دنیا کے سب سے بڑے اور سب سے بہتر انگریزی بیڑے نے کر رکھی ہے، اور اس کی وجہ سے بہت جلد پہلی جنگ کی طرح ہٹلر کے خلاف ہوگی۔ جرمنی فوج اور رعایا بغاوت کرے گی۔ اور اسی وقت دنیا کی اس سب سے بڑی لڑائی کو برٹش قوم جیت لیگی۔

ہندوستان اس لڑائی کے بعد آزاد ہوگا۔ اور شریف برٹش قوم نے جو وعدے ہندوستان سے کئے ہیں، وہ پورے ہوں گے۔ اس لئے اس لڑائی میں ہر ممکن طریقہ سے ہر ہندوستانی کو انگریزوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہندوستان آزاد ہو۔

سیوک گارڈ اور مسلمان

ہندوستان میں داخلی امن کی حفاظت کے لئے سیوک گارڈ کی اسکیم ترقی پر ہے۔ لیکن مسلمان اس اسکیم کی اہمیت سے غافل ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ یہ اسکیم جو آج ابتدائی حالت میں ہے مستقبل میں کتنی اہمیت اختیار کرے گی۔ کاش یہ ممکن ہوتا کہ ایک شجاعت پیشہ اور محافظ امن جماعت کو اس کے فرائض مذہبی اور ملکی سے آگاہ کیا جا سکتا۔

ہندوستان پر حملہ ہو یا نہ ہو، سیوک گارڈ ایک نیم فوجی جماعت ہوگی، جس کے ذمہ شہری بد امنی کا انسداد ہوگا۔ اور مستقبل میں یہ عارضی انتظام مستقل ہوگا۔ جو اختیارات کے اعتبار سے پولیس کے ہم پایہ ہوگا۔

پس اس جماعت (سیوک گارڈ) میں شریف خاندانی مسلمانوں کو بکثرت بھرتی کے لئے خود پیش ہونا چاہیئے کہ امن کی حفاظت ہمسایہ اقوام سے بہتر سلوک کا حکم قرآن حکیم نے دیا ہے۔ اور اس قرآن حکیم کی تکمیل اگر "سیوک گارڈ" کے ذریعہ ہو رہی ہے، تو غفلت شعار مسلمان کیوں چادر تانے سو رہے ہیں؟

کیا وہ اس وقت جاگیں گے جبکہ ہندو اس کی اہمیت کے پیش نظر سیوک گارڈ پر قابض ہو جائیں گے۔ اور مسلمان پھر گداگروں کی طرح چیخ کر کہیں گے کہ پنچتن کے نام پر ہمیں بھی حقوق دیجئے ہندو ہم کو نقصان پہنچا رہا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ سیوک گارڈوں میں مسلمان نہ اپنی مقدار کے لحاظ سے نہ بھرتی ہوں۔ بلکہ اپنی تاریخی شجاعت اور قرآنی احکام کے ماتحت، امن کی حفاظت کے فرائض انجام دینے کے لئے اسی فی صدی سیوک گارڈ میں بھرتی ہوں۔ تاکہ ملک کے داخلی امن کی حفاظت میں سب سے زیادہ ان کا حصہ ہو۔

کیا وہ جماعتیں جو خود بخود آج مسلمانوں کے حقوق کی محافظ بن گئی ہیں، اور مسلمانوں کی ترجمانی کا حق رکھتی ہیں اس پر غور کریں گی کہ مسلمان قوم کے مستقبل، مسلم حقوق کی حفاظت، اور وطن عزیز کے امن اور ہمسایہ اقوام کے جان و مال کی حفاظت کے لئے مسلمان

بھیک کا رڈ میں اپنی آبادی کا سے زیادہ بھرتی ہوں۔

حیدرآباد میں ہندو کانفرنس

۲۷ جولائی کو حیدرآباد میں پہلی ہندو کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر مونجے منعقد ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطبہ میں جلالت الملک اعلیٰ حضرت خسرو دکن کو خراج تحسین ادا کیا۔ اور اصلاحات کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کو سراہا۔ اور ہندوؤں کو مشورہ دیا کہ وہ اصلاحات کو قبول کریں۔

حیدرآباد ہی ایک ایسا ملک ہے جس کے تاجدار نے نہایت رواداری کے ساتھ ان ہندوؤں کو جلسہ کرنے کی اجازت دیدی، جن کو برٹش انڈیا میں بھی ان کی فرقہ پرستی کی وجہ سے بمشکل اجازت دی جاتی ہے۔

بہرحال حیدرآباد کی اس پہلی ہندو کانفرنس نے حسب ذیل تجاویز پاس کیں۔

(۱) حیدرآباد گورنمنٹ نے جو اصلاحات دی ہیں، ان کو قبول کر لیا جائے۔

(۲) حضور نظام اپنی ہندو رعایا کی جانب سے نمائندگی کا حق رکھتے ہیں۔

اگرچہ حاجی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی کے جگری دوست لالہ نرائن دت، اور دلیش بندھو کے چیلوں نے چاہا تھا کہ جلسہ کامیاب نہ ہو، لیکن ڈاکٹر مونجے، اور مقامی صائب الرائے ہندوؤں کے تدبر سے ان کی کچھ بھی پیش نہ گئی۔ اور کانفرنس ہر حیثیت سے کامیاب رہی۔

امید ہے کہ امام جی اپنے دوست لالہ نرائن دت صاحب کو اس پر راضی کریں گے کہ وہ اصلاحات کی مخالفت نہ کریں، اور اگر لالہ جی امام جی کا کہنا نہ مانیں تو پھر امام جی ان سے تعلقات و دوستی کو اس حکومت کی خوشنودی کے لئے ختم کر دیں، جو ان کو اور ان کے خاندان کو بلا کسی خدمت کے پچاس سال سے تین سو روپے ماہوار دے رہی ہے۔ کیا امام جی اس درخواست کو قبول کرنے کا اعلان فرمائیں گے؟

مسٹر جینا بھاگ گئے

امیر الہند حضرت علامہ ابو الکلام آزاد نے بحیثیت صدر انڈین نیشنل کانگریس مسٹر جینا سے دریافت کیا کہ "آیا مسلم لیگ کسی ایسے سمجھوتے پر متفق ہو سکتی ہے جو دونوں اقوام کی اسکیم پر مبنی ہو" اس کے جواب میں مسلم لیگ کے صدر کا اسلامی اخلاق ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں کہ "آپ نہ مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہیں، نہ ہندوؤں کی اور آپ نے مسلمانوں کا اعتماد کھو دیا ہے جس کا آپ ... کے بحث کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ آپ کو فوراً کانگریس سے مستعفی ہو جانا چاہیے" فرمائیے کیا اسلام اسی اخلاق کی تعلیم دیتا ہے؟ جس کا مظاہرہ اسلامی کلچر کے اس واحد ٹھیکیدار نے کیا۔ کیا اس تار کے بعد بھی اس کی ضرورت باقی رہ گئی کہ اس شخص کا ڈاکٹری معائنہ کرایا جائے، جس کو اسلام کے مبادیات کا بھی علم نہیں ہے اور جو اس قدر دلیری سے حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔

کتنی بدنصیبی ہے مسلمان قوم کی کہ حضرت علامہ جمال الدین افغانی مرحوم کے بعد پورے عالم اسلامی میں ایک مفکر عالم آزاد پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ سیاسی بصیرت اس کی اتنی وزنی ہے کہ اس کے بے پناہ دلائل کے سامنے جینا کے لئے ٹھہرنا قطعی ناممکن ہے اس لئے وہ شخص (جینا) جو اسلامی معلومات کے اعتبار سے صفر ہے، اس کے سامنے آنے سے گھبراتا ہے۔ اور کچھ اس کی بھی کسک ہے کہ مسٹر جینا کے دونوں بازو (سر سکندر، فضل الحق) علامہ ابو الکلام کے تدبر سے ٹوٹ گئے ہیں۔ اور مولانا ہی ... کانگریس کا رشتہ جوڑنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

اس مغرور اور بے دماغ شخص (جینا) نے عالم اسلام کے سب سے بڑے مفکر اور سب سے بڑے عالم دین اور ہندوستان کے سب سے بلند مقام رہنما حضرت علامہ آزاد کی جو توہین کی ہے اس کا بدلہ یہی ہو سکتا ہے کہ تینتالیس ملین مسلمان ایک تاریخ مقرر کر کے "یوم آزاد" منائیں اور علامہ آزاد پر اعتماد اور مسٹر جینا پر عدم اعتماد کی تجاویز پاس کر کے اس کی نقل مسلم لیگ کے صدر دفتر دہلی اور وائسرائے ہند کو شملہ بھیجنی چاہیے۔ تاکہ مسلم لیگ کے نام پر مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی پول کھلے۔

ہندو لیگ

ہندوستان میں فرقہ پرستی کے زہریلے جراثیم پھیلانے کیلئے ہندو مہاسبھا ہی کچھ کم نہ تھی کہ مسٹر ... ممبر اسمبلی کی صدارت میں ہندو لیگ کا کھیل رچایا گیا یہ غالباً پاکستانی اسکیم کا جواب دینے کے لئے وجود میں آئی ہے۔ اگرچہ مسٹر ... سابق چیف منسٹر بمبئی نے ہندو لیگ کی سخت مخالفت کی ہے۔ لیکن ضرورت ہے کہ لبا تما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو جیسے محب وطن حضرات اس فتنہ ساز ہندو لیگ کی سڑی ہوئی لاش پر ٹھوکر لگائیں۔

شکایت کرنے والے

پیشوا نہ پہنچنے کی جو شکایت کرنے والے اپنا نمبر خریداری نہیں لکھتے ان میں اکثر ایسے بھائی ہوتے ہیں جو دی پی واپس کر دیتے ہیں۔ لیکن شکایت کرتے ہیں پیشوا نہ پہنچنے کی۔ ... [illegible]
ایسے تمام حضرات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ... [illegible]

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلندشہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور مثلاً دوزخ کو کافروں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ غیر کافر بھی اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس بنا پر گناہ کبیرہ کے مرتکب مسلمان کو اول کافروں کی تبعیت میں دوزخ کے اندر داخل کیا جائے گا۔ اور پھر پرہیزگاروں کی تبعیت میں جنت کے اندر اور یہ تشریح اس صورت میں درست ہوگی جبکہ متقی اس مسلمان کو مانا جائے جو شرک اور تمام معاصی سے محترز رہے۔ اور اس صورت میں جبکہ متقی صرف اس شخص کو کہا جائے جو شرک سے بچتا ہو تو وہ دوزخ میں نہ جائے گا بلکہ اس کی جگہ جنت ہی ہوگی۔

اب رہا اعراف اس کی نسبت علماء کا بیان یہ ہے کہ اعراف میں صرف وہ لوگ جائیں گے، جن کی نیکیاں اور برائیاں مساوی ہوں گی اور پھر ان کو بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

(۶۳)

علم کو سکھانے اور خبر واحد کے حجت ہونے کا بیان

واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظہورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون۔

اے محمدؐ (اہل کتاب کی) وہ وقت یاد دلاؤ جبکہ اللہ نے ان سے یہ قول و قرار لیا تھا کہ وہ لوگوں سے کتاب کا مطلب صاف صاف بیان کریں گے۔ اور کوئی بات اس میں نہ چھپائیں گے لیکن قول کو تو انہوں نے پس پشت ڈال دیا۔ اور اس کے بدلے میں تھوڑے دام حاصل کئے برا ہے وہ سودا جو یہ خرید رہے ہیں۔

تفسیر:۔ اس آیت میں خداوند تعالےٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ علم کو سکھاؤ چنانچہ حضورؐ کو مخاطب کر کے ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمدؐ! تم اہل کتاب کو وہ وقت یاد دلاؤ جبکہ اللہ نے ان سے یعنی ان کے علماء سے یہ عہد لیا تھا کہ تم کتاب الٰہی کے مضمون و احکام الٰہی سے لوگوں کو آگاہ کرو اور کسی بات کو چھپاؤ نہیں۔ لیکن انہوں نے اپنے عہد کی پروا نہ کی احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا اور ارشادات خداوندی پر عمل نہیں کیا صرف یہی نہیں بلکہ احکام الٰہی کو تھوڑا سا معاوضہ لے کر بدل ڈالا۔

آیت کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ علماء پر یہ امر واجب ہے کہ وہ حق بات کو لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ حق بات کو سکھائیں اور اپنی کسی ذاتی غرض سے حق بات کو نہ چھپائیں۔ چنانچہ اسی موضوع پر ایک حدیث ہے جس کے معانی یہ ہیں کہ "جس شخص نے اہل و مستحق شخاص سے علم کو مخفی رکھا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی" حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ "جاہل انسانوں سے خدا نے یہ عہد لیا ہے کہ وہ علم کو سیکھیں اور علماء سے خدا نے یہ عہد لیا ہے کہ وہ علم کو سکھائیں"

مختصر یہ کہ آیت مذکورہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علماء پر علم کا سکھانا واجب ہے اور عوام پر اس علم کے موافق عمل کرنا فرض ہے پھر اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خبر واحد عمل کے معاملہ میں حجت و دلیل قطعی کے برابر ہے۔

سورۃ النساء کے احکام و مسائل

(۶۴)

چار عورتوں اور ایک عورت سے نکاح کرنے کا بیان

فان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث ورباع۔ فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ۔ او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنیٰ ان لا تعولوا۔

اگر تمہیں ڈر ہے کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو تین تین۔ چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمہیں یہ ڈر ہے کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی بیوی یا جو لونڈی تمہارے قبضہ میں ہو اسی پر قناعت کرنا کیا کرو۔ تم قریب اس کے ہو جاؤ گے کہ نا انصافی نہ کرو۔

تفسیر:۔ اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک مرد چار عورتوں تک سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر چار عورتوں یا دو تین عورتوں سے

نکاح کرسکے تو وہ ان کے درمیان عدل وانصاف سے کام نہ لے سکے یا نکاح سے قبل اس کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ ایک عورت سے زیادہ نکاح کرکے بیویوں کے درمیان انصاف نہ کرسکے گا، تو اس کے لئے ایک عورت سے زیادہ نکاح میں رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

اس آیت کے نزول کا سبب کیا ہوا۔ اس کی بابت مختلف روایات ہیں۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ جب یتامیٰ کے مال کے متعلق آیات نازل ہوئیں تو لوگوں نے یتامیٰ کے مال میں انتہائی احتیاط سے کام لیا لیکن یتیم بچیوں سے نکاح کے معاملہ میں احتیاط نہ برتی۔ اس پر یہ حکم نازل ہوا کہ اگر تم یتیم لڑکیوں سے نکاح کرکے ان کے حقوق کو ادا نہ کرسکو یا بیویوں کے درمیان عدل وانصاف سے کام نہ لے سکو تو تم دوسری پسندیدہ عورتوں سے نکاح کرلو۔ چار عورتوں تک سے تم کو نکاح کی اجازت ہے لیکن اس اجازت سے اس وقت تک فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جب تک کہ تم اپنی بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کرسکو۔ اگر تم ایسا نہ کرسکو تو پھر ایک عورت سے زیادہ تم کو نکاح میں رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس صورت میں آیت کے لفظ ماطاب (یعنی پسندیدہ عورتوں) سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام نہیں ہے۔

بعض مفسرین نے آیت کے نزول کا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ آیت کے نزول سے پہلے جو یتیم لڑکیاں خوب صورت اور مالدار ہوتی تھیں لوگ ان سے اپنے بچوں کا یا اپنا نکاح کرلیا کرتے تھے اور اس طرح متعدد یتیم لڑکیاں ایک ایک شخص کے نکاح میں رہا کرتی تھیں۔ چونکہ یہ لڑکیاں نابالغ ہوتی تھیں۔ اس لئے شہوت رانی کے کام نہ آتی تھیں اور پھر ضعیف اور ناسمجھ بھی ہوتی تھیں۔ اس لئے لوگ ان سے نکاح کرکے یوں ہی چھوڑ دیتے تھے۔ اور ان کے حقوق کی پروا نہ کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر تم یتیم لڑکیوں سے نکاح کرکے ان کے حقوق ادا نہ کرسکو، یا ان کے درمیان عدل نہ کرسکو تو تم دوسری پسندیدہ اور بالغ عورتوں سے نکاح کرلیا کرو کہ وہ تمہاری خواہشات کو پوری کرسکیں۔ لیکن ان آزاد اور بالغ عورتوں سے بھی چار تک اجازت اس شرط سے ہے کہ تم ان کے درمیان عدل وانصاف کرسکو۔ اس صورت میں ماطاب کے معنے بالغ کے ہوں گے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یتامیٰ کے حقوق مالی کی آیت کے نزول کے بعد عرب یتامیٰ کے مال کی سخت نگرانی کرتے تھے لیکن عورتوں سے نکاح کرنے کے معاملہ میں اس قدر آزاد تھے کہ دس دس عورتیں نکاح میں رکھتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور خداوند تعالےٰ نے لوگوں کو یہ حکم دیا کہ اگر زیادہ عورتوں سے نکاح کرکے تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے حقوق کو ادا نہ کرسکو گے یا ان سے نکاح کرکے تم ان پر ظلم وزیادتی کروگے، تو تم ان سے نکاح نہ کرو۔ بلکہ دوسری بالغ اور پسندیدہ عورتوں سے چار کی حد تک نکاح کرلو۔ لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ متعدد عورتوں سے اس وقت نکاح کرو جبکہ تم کو اس کا یقین ہو کہ تم ان کے درمیان عدل وانصاف کرسکو گے۔

علماء نے بتایا ہے کہ آیت میں فانکحوا کا لفظ امر ہے جو وجوب کے معنی رکھتا ہے۔ یعنی یہ حکم دیتا ہے کہ تم عورتوں سے نکاح کرو اور نکاح شرعاً مباح ہے واجب نہیں۔ اس لئے آیت کا مطلب یہ ہے کہ نکاح تو واجب ہے لیکن دو۔ تین اور چار عورتوں تک سے نکاح کرنا مباح ہے واجب نہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

پھر اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ بیویوں کے درمیان عدل فرض ہے۔ خواہ بیوی نئی ہو یا پرانی۔ باکرہ ہو یا غیر باکرہ۔ مسلمہ ہو یا کتابیہ۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ بیویاں سب کی سب آزاد ہوں۔ رہی وہ صورت جبکہ کچھ آزاد ہوں اور کچھ لونڈیاں تو اس صورت میں علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آزاد بیوی دو تہائی کا حق رکھتی ہے اور لونڈی ایک تہائی کا۔

عدل وانصاف سے کیا مراد ہے احادیث میں اس کی تشریح لباس۔ نفقہ۔ مکان اور معاشرت سے کی گئی ہے۔ یعنی ان چیزوں میں تمام بیویوں کو مساوی رکھنا چاہیئے۔ رہی قلبی محبت اور جماع وہ اس میں شامل نہیں ہے اس لئے کہ ان چیزوں کا تعلق دل سے ہے اور اس معاملہ میں انسان فطرت سے مجبور ہوتا ہے اسی طرح سفر میں بیوی کو ساتھ لے جانے کا معاملہ یعنی اس معاملہ میں شوہر مختار ہوتا ہے، جس کو چاہے ساتھ لے جائے۔ لیکن فقہاء نے اس کی بہترین صورت یہ تجویز کی ہے کہ اس معاملہ میں قرعہ سے کام لے اور قرعہ میں جس بیوی کا نام نکل آئے اس کو ساتھ لیجائے۔

(باقی آئندہ)

ادبِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(حضور سرورِ کائنات ؐ کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیم پر ایک نایاب عربی کتاب کا ترجمہ و تشریح جو صرف پیشوا کیلئے مخصوص ہے)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۴۶)

بیوہ اور مسکین کی مدد کرنے کا بیان

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال۔ قال النبیؐ الساعی علی الارملة والمسکین کالمجاھد فی سبیل اللہ (رواہ البخاری ومالك)

ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے بیوہ اور مسکین کی اعانت کی کوشش کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے

تشریح الفاظ:۔ الساعی۔ ساعی اُس شخص کو کہتے ہیں جو مصالح کی تکمیل میں اِدھر اُدھر دوڑتا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ تکمیل مصالح کی پوری کوشش کر رہا ہو۔

ارملہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر مر گیا ہو یعنی بیوہ عورت۔

مسکین وہ محتاج ہے جس کو احتیاج نے عاجز کر دیا ہو۔

سبیل اللہ سے مراد دین و شرع الٰہی ہے۔

تشریح معانی۔ مجاہد فی سبیل اللہ وہ شخص ہے جو اپنے دین کی اپنی جان اور اپنے مال۔ اپنے مرتبہ اور اپنی قوت۔ اپنے علم اور اپنے فن سے پوری پوری خدمت کرے۔ اس شخص کی اس خدمت کا صلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور اسی کے ساتھ دنیا میں ذکرِ خیر اور عوام میں اس کے درجہ کی انتہائی بلندی یہی جزا اور بدلہ اس شخص کا ہے جو بیوہ اور مسکین کی خدمت کرتا ہے یعنی پوری محنت کرتا اور تعب و مشقت اٹھاتا، جد و جہد کرتا۔ اور ہر ممکن طریقہ سے جائز طور پر اپنی آمدنی کو بڑھاتا اور اس سے بیوہ اور مسکین کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے تاکہ وہ اس بیوہ کو جس کا سرپرست اور عزیز شوہر جو ہر وقت اُس کی دلداری کرتا اور اس کو خوش رکھتا تھا مر گیا ہے۔ مصیبت و اذیت سے دوچار نہ ہونے دے۔ غمگساری کر کے اس کے غم کو ہلکا کرے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے اس کو باز رکھے۔ اور اس کی عزت و عصمت اور آبرو کو محفوظ رکھے۔ اسی طرح وہ اس مسکین کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے جس کا مال و اسباب ضائع ہو گیا ہے۔ یا کسی وجہ سے وہ کسبِ معاش سے عاجز ہو گیا ہے یا باوجود تلاش کے کوئی ذریعہ معاش اُس کو بہم نہیں پہنچا ہے۔

ہاں وہ مجاہد فی سبیل اللہ جو اپنی پیشانی کے پسینہ سے مال کو جمع کرتا ہے اس لئے نہیں کہ وہ اس سے خود متمتع ہو یا اپنی بیوی بچوں کو فائدہ پہنچائے۔ یا عیش و عشرت میں اُس کو صرف کرے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اس سے مسکین کی بھوک کو دفع کرے۔ دوسروں سے مدد طلب کرنے یا بھیک مانگنے کا موقع اُس کو نہ دے۔ اس کی عزت و آبرو کو محفوظ رکھے یقیناً مجاہد فی سبیل اللہ کے مانند ہے اور مجاہدین کا مرتبہ رکھتی ہے۔ لوگو! اپنے مال اور اپنے وقت اپنی قوت اور اپنی سعی سے حاجت مندوں کو مدد دو۔ اور مسکینوں کی اعانت کرو۔ یقیناً خداوند تعالےٰ تم کو مرتبۂ عالی مرحمت فرمائے گا اور تم کو جنت میں داخل کر دے گا۔

(۴۷)

مہمان کی عزت اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنے اور بھلی بات کہنے یا خاموش رہنے کا بیان

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال۔ قال رسول اللہ صلعم من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفه۔ ومن کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیحسن الی جارہ ومن کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرًا اولیصمت (اخرجه الشیخان وابن ماجه)

ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے۔ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرے اور جو شخص اللہ اور روزِ جزا پر ایمان رکھتا ہو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے (بخاری مسلم۔ ابن ماجہ)

تشریح معانی۔ حضورؐ نے اپنے اس ارشاد میں اُن تینوں باتوں کا ذکر کیا ہے جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے کی مقتضی ہیں۔ یعنی مہمان کی عزت۔ پڑوسی کے ساتھ احسان، اور بھلی بات کہنا یا خاموش رہنا۔ حدیث میں صرف خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ اور بہت سی چیزیں ہیں جن پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ پر ایمان رکھنے میں رسولؐ، و کتب

آلیبہ پر ایمان رکھنا بھی شامل ہے۔ کیونکہ خدا ہر چیز کا معیار ہے اور اسی کے ہاتھ میں خیر و شر ہے اور روز آخرت چونکہ دنیا کی زندگی کا خاتمہ ہے۔ اس لئے اس میں بعث و نشر حشر و حساب اور جنت و دوزخ سب شامل ہیں اور یوم آخرت پر ایمان رکھنا گویا ان تمام چیزوں پر ایمان رکھنا ہے۔

حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اللہ پر اور روز آخرۃ پر ایمان رکھنا تین باتوں کا مقتضی ہے۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی تصدیق کرے گا۔ اور اس امر کا اعتقاد رکھے گا کہ جو اعمال وہ کرتا ہے، خدا ان سے واقف ہے اور ان کا حساب لے گا، اور اسی کے ہاتھ میں ثواب و عتاب ہے، وہ یقیناً نیک اعمال کو اختیار کرے گا اور بری باتوں کو ترک کر دے گا۔ اور جو شخص اس دن پر ایمان رکھے گا، جس میں اللہ تمام مُردوں کو زندہ کرے گا اور ان کے اچھے برے اعمال کی تحریر ان کے ہاتھ میں دے گا، اور ان کے اعمال کے موافق ان کو جنت و دوزخ کا بدلہ دیا جائے گا، وہ یقیناً حصول ثواب کی پوری کوشش کرے گا اور عذاب الٰہی سے بچنے کی انتہائی جدوجہد کرے گا۔

اب ہم مذکورۂ بالا تینوں باتوں کی تشریح کرتے ہیں، جو یقیناً نافع ہوگی۔

(۱) مہمان کی عزت کرنا۔ مہمان کی عزت اس طرح کرنی چاہیئے کہ جب وہ آئے تو خوشی سے اس کا استقبال کیا جائے۔ بشاش چہرہ سے اس سے ملاقات کی جائے اور اس کے سامنے اس کی آمد پر اظہار مسرت کیا جائے۔ گھر میں عمدہ سے عمدہ کھانے پینے کی جو چیزیں ہوں، اس کے سامنے رکھی جائیں، اس کی راحت کے ہر ممکن ذریعہ کو کام میں لایا جائے۔ اگر مہمان مفلس، و نادار ہو اور میزبان خوش حال و مالدار تو اس کی مدد بھی کرنی چاہیئے۔ اور پھر اس کو اسی طرح رخصت کرنا چاہیئے، جس طرح اس کا استقبال کیا تھا۔ علماء کا بیان ہے کہ شرعی مہمان داری تین دن کی ہے، تین دن سے زیادہ مہمان داری کی جائے گی تو وہ صدقہ میں شامل ہوگی۔ اس بنا پر حضورؐ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم تین دن تک مہمان کی ہر قسم کی خاطر و مدارات کریں اور تین دن سے زیادہ کی مہمان داری کو مہمان پر احسان خیال کریں۔

۲۔ پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا۔ پڑوسی وہ شخص ہوتا ہے، جو جار یعنی بغل میں رہتا ہو۔ پڑوسی اس کو بھی کہتے ہیں جو کسی کی حفاظت میں زندگی بسر کرتا ہو۔ اور پڑوسی وہ شخص بھی ہے جو ہمسایہ ہو یعنی جس کا گھر اس کے گھر سے ملا ہوا ہو۔

جار (پڑوسی) کا لفظ شرع میں عام ہے، جس میں مسلمان اور کافر۔ عابد اور فاسق۔ دوست اور دشمن۔ قریب و بعید مانوس و غیر مانوس سب شامل ہیں۔ یعنی وہ تمام لوگ پڑوسی ہیں جو مکان کے اطراف میں اور محلہ میں رہتے ہوں۔ خواہ وہ کوئی ہوں اور ان سے کسی قسم کے بھی تعلقات ہوں۔ لیکن پڑوسیوں کے درجات مختلف ہوتے ہیں، بعض پڑوسی اعلیٰ ہوتے ہیں، بعض ادنیٰ۔ وہ مسلمان جو عابد اور دوست ہو اور مکان کے قریب رہتا ہو اس شخص سے بہتر و افضل ہے جس میں یہ خوبیاں نہ ہوں۔

پڑوسی کے ساتھ احسان ہر نیک کام سے جو ممکن ہو کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً وہ قرض مانگے تو قرض دیکر احسان کیا جائے۔ مدد طلب کرے تو مدد دی جائے۔ حاجت مند ہو تو حاجت پوری کردی جائے۔ بیمار ہو تو علاج و امداد کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اس کو کوئی اچھی خبر ملے تو اس پر مبارک باد دی جائے۔ کوئی مصیبت پیش آئے تو تعزیت کی جائے۔ اس کے اسرار کی پوری پوری حفاظت کی جائے۔ ہدیہ اور تحفہ سے اس کا دل خوش کیا جائے۔ اس کے مصالح کا اسی طرح خیال رکھا جائے، جس طرح اپنے مصالح کا خیال رکھا جاتا ہے۔

پھر یہ امر کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے کہ جب پڑوسی کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو ان چیزوں سے اس کو بچانا بھی اس میں شامل ہے جو اس کو اذیت و تکلیف یا نقصان پہنچانے والی ہوں۔ بخاری میں حضرت عائشہ رضؓ سے منقول ہے کہ حضورؐ نے یہ فرمایا کہ "جبرئیل مجھ کو برابر پڑوسی کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بار بار اس کی تاکید کرنے پر میں نے یہ خیال قائم کر لیا کہ شاید وہ پڑوسی کو میراث کا وارث قرار دے دیں گے"۔

قرآن مجید میں پڑوسی کے ساتھ احسان کی متعدد جگہ تاکید کی گئی ہے۔ ایک آیت یہ ہے:۔

وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل۔	ماں باپ سے۔ قرابت داروں سے۔ یتیموں اور مساکین سے قرابت دار ہمسایوں سے۔ اجنبی ہمسایوں سے پاس کے بیٹھنے والوں سے اور مسافروں سے سلوک کرتے رہو۔

۳۔ بھلی بات کہنا یا خاموش رہنا۔ انسان کی سعادت و شقاوت اس کی زبان کے کنارے پر ہے۔ اگر انسان اپنی زبان کو امور خیر میں حرکت کرنے پر محدود و موقوف کرے گا۔ مثلاً نیک کاموں کی ہدایت کرنا۔ صدقہ و خیرات کی تنبیہ کرنا۔ لوگوں کے درمیان صلح کرا دینا علم پڑھنا اور ادب کی تعلیم دینا تو وہ بھلائی کو پالے گا اور زبان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر زبان دائرہ خیر سے باہر ہو گئی تو مصائب و مشکلات میں مبتلا ہو جائے گا اور زبان اس کو کسی تاریک گڑھے میں دھکیل دیگی (باقی آئندہ)

ملفوظاتِ باقی باللہ رح

(ایک اہم اور محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ بخاری دہلوی کے ملفوظات تصوف کے نادر و بعض قلمی کتابوں سے اخذ کی گئی)

(جامع عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۳۸) علم غیب پر ایمان کا بیان

مرض وفات کے ایام میں ایک مخلص مرید نے جو تیمارداری پر مامور تھا حضرت خواجہ رح سے پوچھا "قرآن مجید میں جو غیب پر ایمان رکھنے کا حکم ہے، وہ غالباً عام مسلمانوں یا اہل ظواہر کے لئے ہوگا اہل مشاہدہ کے لئے نہیں، اس لئے کہ اہل مشاہدہ اپنے مشہود پر ایمان رکھتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ اہل اللہ جو کشف کے ذریعہ یا تجلی الٰہی کی روشنی میں غیب پر نظر رکھتے ہیں اور غیبی اسرار کو مشاہدہ کر لیتے ہیں، ان کے لئے امور غیب پر ایمان کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ امور غیب آن کی باطن کی روشنی سے ان کے سامنے ہوتے ہیں) حضرت خواجہ رح نے جواب میں فرمایا کہ "یہ بات نہیں ہے امور غیب پر ایمان رکھنے کا حکم عام ہے ہر مومن کو خواہ وہ ولی ہو یا عام انسان غیب پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

(۱۳۹) رضائے الٰہی ہر حال میں مقدم ہے

ایام رحلت میں جبکہ نئی اور پرانی بیماریوں نے حضرت خواجہ رح کو بہت مضمحل کر دیا تھا اور سخت کرب و بے چینی میں مبتلا تھے کہ اندرونی یعنی قلبی سوزش میں اور اضافہ ہوگیا۔ اور حضرت خواجہ رح کو اس سے سخت اذیت ہوئی۔ ایک مخلص نے اس حال کو دیکھ کر دل سوزی کے لہجہ میں کچھ شکایتی الفاظ کہے۔ حضرت خواجہ رح نے آنکھیں کھول دیں اور مخلص مرید کو جھڑک کر فرمایا: "خداوند تعالیٰ اپنے ملک کا مالک ہے جس طرح چاہتا ہے اپنے ملک میں تصرف کرتا ہے، کسی کو اعتراض یا شکایت کا موقع نہیں ہے۔ ہر حال میں بندہ کو چاہیئے کہ رضائے الٰہی کو مقدم رکھے۔"

(۱۴۰) والدین کی اطاعت ضروری ہے

مرض الموت میں جبکہ حضرت خواجہ رح کی حالت خراب ہوگئی تھی، ایک ہندو طبیب کو لایا گیا اور دکھایا گیا۔ حضرت خواجہ رح نے ہندو طبیب کی طبی استعانت کو مکروہ جانا اور آپ کی مزاج پر اس کا غیر معمولی اثر ہوا۔ آپ نے طبیب کی طرف سے منہ پھیر لیا خواجہ نظام الدین احمد نے عرض کیا: "حضور والا! یہ گستاخی حضرت والدہ ماجدہ کی رضامندی سے ہوئی ہے۔ اگرچہ ہم کو اس کا علم تھا کہ آپ اس کو پسند نہیں فرماتے ہیں" حضرت خواجہ رح ان الفاظ کو سنکر خوش ہوگئے۔ یعنی جو کراہت چہرۂ مبارک پر تھی وہ دور ہوگئی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ والدہ ماجدہ کی رضامندی ضروری چیز ہے۔ اور ان کے احکام کی اطاعت لازمی ہے۔

(۱۴۱) محبوب کے نام کی لذت و مسرت

ایام رحلت کی علالت میں ایک روز حضرت خواجہ رح غافل پڑے تھے کہ ایک مخلص مرید نے یا الٰہ العالمین پکار کر کہا۔ فوراً حضرت خواجہ رح نے آنکھیں کھول دیں۔ اور کہنے والے شخص کی طرف منہ کر لیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: "محبوب کا نام سنکر حضور کو اس قدر لذت و مسرت حاصل ہوئی کہ بے اختیار ادھر متوجہ ہوگئے اور غفلت سے ہوش میں آ گئے" حضرت خواجہ رح پر ان الفاظ سے رقت طاری ہوگئی اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔

(۱۴۲) حضرت خواجہ رح نے اپنی قدرت کا اظہار کبھی نہیں کیا

اکثر بزرگوں کی زبان سے بعض مواقع پر ایسے کلمات نکلے ہیں جن میں اپنی قدرت کی نمائش کا ذکر ہوا ہے۔ لیکن حضرت خواجہ رح نے بجز چند خاص مواقع کے کبھی کوئی ایسا جملہ استعمال نہیں فرمایا جس میں اپنی طاقت اور قدرت کا ذکر ہو۔ ان مواقع میں سے ایک موقع یہ تھا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رح کا ایک مرید ذکر و مراقبہ میں مشغول تھا کہ بعض لوگوں نے اس پر طعن کئے۔ مرید ان طعنوں سے متاثر ہوا اور اپنی ناکامی یا نااہلی اور لوگوں کے لعن و طعن کا حضرت خواجہ رح سے ذکر کیا۔ حضرت خواجہ رح نے مرید کی تسکین و تسلی کے لئے فرما دیا کہ "تو جس طرح رہنا چاہتا ہے، اسی طرح رہ" اور طعن

کرنے والوں کی پست ہمتی اور مخلص مرید کے قلب کی نورانیت کو ملاحظہ فرما کر کہا: "جی میں آتا ہے کہ متوجہ ہو کر اس شخص کو ایک ساعت میں درجات طے کرا دوں اور بلند مرتبہ پر پہنچا دوں، لیکن ضعف کے سبب کچھ نہیں ہو سکتا (ضعف سے غالباً مرید کی کمزوری مراد ہے)"۔ ایک اور موقع پر حضرت خواجہ رح نے کسی خاص حکمت یا مصلحت سے ایک خاص دوست سے یہ فرمایا تھا کہ: "میں جب اپنے یقین کا تصور کرتا ہوں تو اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کے بحر وجود کا ایک قطرہ پاتا ہوں اور اسی یقین پر زندگی بسر کرتا ہوں"۔

(۱۴۳) حضرت خواجہ امر بالمعروف سے احتراز کرتے تھے

حضرت خواجہ رح جب کسی شخص کو کوئی خلاف شرع بات کرتے دیکھتے تو نرمی کے ساتھ احکام شرع بتاتے۔ اور ضرورت ہوتی تو اشارہ یا مثال سے مسئلہ کی حقیقت کو سمجھاتے۔ لیکن بطور خود امر بالمعروف نہ کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خواجہ رح اپنے آپ کو عام انسانوں کی مانند سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر علماء اور محتسبوں کا کام ہے"۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ اس موقع پر قابل ذکر ہے۔ ایک مرتبہ آپ کی بیویوں میں سے ایک بیوی نے آپ کی بے ادبی کی۔ حضرت خواجہ رح نے خود کوئی فیصلہ اس معاملہ میں مناسب نہ سمجھا، اور علماء سے دریافت کیا یا کرایا کہ اگر ہماری بے حرمتی و بے ادبی سے بیوی کے ایمان میں کچھ فرق آ گیا ہو تو نکاح کی تجدید کر لی جائے۔ اسی واقعہ کے سلسلہ میں کسی مرید نے حضرت خواجہ رح سے دریافت کیا کہ "اگر کوئی شخص اسی قسم کی بے ادبی علماء کے ساتھ کرے تو اس کا کیا حکم ہے"؟ حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ "ہم علماء کے زمرہ میں شامل نہیں ہیں، دینی کتابوں میں دیکھو اس کا کیا حکم ہے۔ یعنی کوئی مومن دوسرے مومن کی بے حرمتی کرے تو دینی کتابیں اس کی بابت کیا حکم دیتی ہیں"۔

(۱۴۴) حضرت خواجہؒ انتہا درجہ کے پابند شریعت تھے

حضرت خواجہ رح انتہا درجہ کے پابند شریعت تھے۔ جب کوئی ایسا خاص مسئلہ پیش آتا جس میں کسی قسم کا شبہ ہوتا تو پوری پوری تحقیق فرماتے، اور جب تک اطمینان نہ ہو جاتا، اس پر عمل نہ کرتے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت خواجہ رح تشریف فرما تھے، کہ نماز کا وقت آ گیا۔ فوراً مصلےٰ طلب فرمایا۔ ایک مرید نے کمرسے پٹکہ کھول کر بچھا دیا۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا: "تمہارے کپڑے پر نماز ادا کرنا بے ادبی ہے"۔ یہ کہہ کر کپڑا اٹھا کر الگ رکھ دیا۔ اور زمین پر نماز پڑھ لی۔ بعد میں تحقیق سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس کپڑے سے اس شخص نے وضو کے بعد اپنے اعضاء کو پاک و صاف کیا تھا۔

(۱۴۵) حضرت خواجہؒ کو مسلمان کی حقارت پسند نہ تھی

حضرت خواجہ رح کی مجلس میں جب کسی مسلمان کا ذکر حقارت یا برائی سے کیا جاتا تو حضرت خواجہ رح فوراً اس کی تعریف و توصیف شروع کر دیتے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حقارت اور برائی کرنے والے گفتگو کا رخ بدل دیتے۔ اور حضرت خواجہ رح کی تعریف و توصیف کا اعادہ کرنے لگتے۔ ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کا ذکر مجلس میں نکلا جس نے بہت ہی برے افعال کا ارتکاب کیا تھا، یہاں تک کہ اس کے ماں باپ نے اس کے حق میں یہ شہادت دے دی تھی کہ وہ گردن زدنی ہے۔ اس شخص کے ایک عزیز نے اس کا ذکر نہایت حقارت اور برائی کے ساتھ حضرت خواجہ رح کے سامنے کیا۔ حضرت خواجہ رح نے اس ذکر کو توجہ کے ساتھ نہ سنا۔ اور اس شخص کے حق میں ایسے الفاظ فرمائے جن سے شفقت و مہربانی کا اظہار ہوتا تھا۔ اس شخص کا عزیز یہ دیکھ کر حیرت میں رہ گیا اور عرض کیا: "سبحان اللہ! جب حضرت خواجہ رح ایک مخلوق ہو کر اس درجہ شفیق و مہربان ہیں، تو خدا کی جو کہ ارحم الراحمین ہے رحمت و شفقت کس درجہ کی ہوگی"۔ اس کے بعد اس عزیز نے حضرت خواجہؒ کی طرف دیکھ کر عرض کیا: "حضرت خواجہ رح آپ کے اس طرز سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جس کا مرتکب دوزخ کا قطعی مستحق ہو جائے"۔ حضرت خواجہ رح نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: "تم چونکہ اس کے عزیز ہو اس لئے اس کی برائیاں تمہاری نظر میں حیرت و تعجب کے قابل ہیں۔ اور ہم چونکہ اس کو اپنے نفس کا مقابل خیال کرتے ہیں، اس لئے اس کی برائیاں ہمارے لئے تعجب کے قابل نہیں"۔

سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۲) ایک حق آگاہ غلام کا واقعہ

عبدالواحد بن زید رح کہتے ہیں، میں نے خدمت کے لئے ایک غلام خرید کیا۔ رات ہوئی تو میں نے غلام کو گھر میں تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا۔ گھر کے تمام دروازے بند تھے۔ مجھ کو تعجب ہوا کہ غلام کہاں گیا اور کیونکر گھر سے نکل گیا۔ صبح کو غلام میرے پاس آیا اور ایک درہم جس پر سورہ اخلاص لکھی ہوئی تھی میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔ میں نے پوچھا: "تو یہ درہم کہاں سے لایا ہے؟" غلام نے کہا: "اگر آپ رات کو مجھے تلاش نہ کریں تو میں ایک درہم روزانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا کروں گا۔" میں نے منظور کر لیا۔ غلام دن بھر گھر میں کام کرتا۔ رات کو غائب ہو جاتا، اور صبح کو حاضر ہو کر ایک درہم میرے ہاتھ پر رکھ دیتا۔ چند روز اسی طرح گذر گئے۔ ایک روز میرے پڑوسی میرے پاس آئے اور کہا "عبدالواحد! اپنے غلام کو بیچ ڈالو وہ تو کفن چور ہے۔" یہ بات سنکر مجھ کو بڑا رنج ہوا اور میں نے پڑوسیوں سے کہا: "آج رات کو میں اس کی تحقیقات کروں گا، آپ اطمینان رکھیں۔" چنانچہ رات کو عشا کے بعد غلام باہر جانے کیلئے کھڑا ہوا، دروازہ پر پہنچا۔ کچھ اشارہ کیا دروازہ کھل گیا۔ باہر نکل کر پھر اس نے اشارہ کیا اور دروازہ اسی طرح بند ہو گیا۔ اسی طرح گھر کے تمام دروازوں سے وہ نکل گیا اور دروازے بند کر گیا۔ میں اس کی ان تمام باتوں کو خاموشی سے دیکھتا رہا۔ پھر جب غلام مکان سے باہر نکل گیا تو میں اپنی جگہ سے اٹھا۔ باہر نکلا اور غلام کے پیچھے ہو لیا۔ غلام نے آبادی سے باہر نکل کر ایک صاف و ستھری جگہ پر اپنا کپڑا اتار کر بچھایا اور صبح تک نماز پڑھتا رہا۔ نماز صبح سے فراغت کے بعد اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا: "اے بڑے آقا میرے چھوٹے آقا کی اجرت مرحمت فرما دے۔" معاً آسمان کی طرف سے ایک درہم آ کر گرا۔ غلام نے اس کو اٹھا لیا اور جیب میں ڈال لیا۔ میں یہ واقعہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ نہ صرف حیران بلکہ مجھ پر ایک قسم کی دہشت طاری ہو گئی۔ فوراً میں اپنی جگہ سے اٹھا، وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے اس خیال سے توبہ کی جو غلام کی نسبت پڑوسیوں کے کہنے سے میرے دل و دماغ میں پیدا ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعد میں نے غلام کو آزاد کرنے کا ارادہ کر لیا۔

میں نے غلام کو ادھر ادھر تلاش کیا لیکن اس کا پتہ نہ چلا۔ مجھ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میں اس وقت کہاں ہوں، اور یہ کون سی جگہ ہے میں حیران و پریشان اپنی جگہ بیٹھا تھا کہ ایک سوار ادھر سے گذرا اور مجھ سے پوچھا "عبدالواحد! یہاں کیوں بیٹھے ہو؟" میں نے واقعہ بیان کیا۔ سوار نے کہا "تم کو معلوم ہے تمہارے وطن اور اس جگہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟" میں نے کہا "مجھ کو معلوم نہیں۔" سوار نے کہا "تیز رفتار سوار اس فاصلہ کو دو سال میں طے کر سکتا ہے۔" اس کے بعد سوار نے کہا "تم یہیں ٹھیرو اس وقت تک کہ تمہارا غلام تم سے آکر ملے۔ امید ہے کہ وہ آج ہی رات آئے گا۔" سوار چلا گیا اور میں غلام کا انتظار کرنے لگا۔ رات کو غلام آیا جس کے ہاتھوں میں کھانے کی کشتی تھی اور کشتی کو میرے سامنے رکھ کر کہا: "میرے آقا کھانا کھا لیجئے اور اس کے بعد یہاں آنے کا ارادہ نہ کیجئے۔" مختصر یہ کہ رات بھر غلام نماز پڑھتا رہا۔ صبح کی نماز کے بعد اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ایسی زبان میں گفتگو کی جس سے میں واقف نہ تھا۔ اور پھر مجھ کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ تھوڑا فاصلہ طے کیا تھا کہ میں آبادی میں داخل ہوا اور مجھ کو گھر کے دروازے پر پہنچا کر غلام نے مجھ سے کہا۔ "میرے آقا! کیا آپ نے مجھ کو آزاد کر دینے کا ارادہ نہیں کیا ہے؟" میں نے کہا: "ہاں میں نے تم کو آزاد کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔" غلام نے کہا: "میرا زر قیمت مجھ سے لے لیجئے اور مجھ کو آزاد کر دیجئے۔" یہ کہہ کر اس نے دروازہ کے قریب سے ایک پتھر اٹھایا اور میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے دیکھا تو وہ سونے کا ٹکڑا تھا۔

غلام چلا گیا۔ میں عرصہ دراز تک اس کی جدائی پر اشکبار رہا اور غلام کو یاد کرتا رہا۔ غلام کے چلے جانے پر پڑوسی پھر میرے پاس آئے اور پوچھا "تم نے کفن چور غلام کا کیا کیا؟" میں نے کہا "وہ کفن چور نہیں خدا کا نور لوٹنے والا تھا۔" اس کے بعد میں نے واقعہ بیان کیا

پڑوسی حیران رہ گئے اور اپنی بدظنی پر دیر تک اشک بار رہے ۔

(۱۲۲) ایک اور اہل اللہ غلام کا واقعہ

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے ایک غلام خریدا۔ ایک روز اس سے پوچھا "تیرا نام کیا ہے؟" غلام نے کہا "میرا نام نہیں رکھا گیا" پھر میں نے پوچھا "تو کیا کام کرتا ہے؟" غلام نے کہا "میرا آقا جو حکم دیتا ہے، اس کو بجا لاتا ہوں"۔ پھر میں نے پوچھا "تو کیا کھاتا ہے؟" غلام نے کہا "میرے آقا جو کچھ مجھ کو کھلایا جاتا ہے کھا لیتا ہوں" پھر میں نے پوچھا "تمہارا کوئی خاص قصد و ارادہ بھی ہے؟" غلام نے کہا "ایک غلام کا ارادہ اپنے مالک کے ارادہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے"

بزرگ کا بیان ہے کہ غلام کے ان الفاظ کو سنکر مجھ پر رقت طاری ہوگئی۔ میں دیر تک روتا رہا اور اس امر پر غور کرتا رہا کہ مالک حقیقی کے ساتھ ہمارا کیا طرز عمل ہے۔ اور اس کے بعد میں نے یہ خیال قائم کر لیا کہ یہ غلام۔ غلام نہیں۔ میرا آقا ہے۔ جس نے مالک کے ساتھ ادب و احترام کے برتاؤ کا سبق مجھ کو دیا ہے"

(۱۲۳) اہل اللہ کی خاص صفات

ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے کئی بار اُن کی دعوت کی، اور جب وہ وقت مقررہ پر اس کے دروازے پر پہنچے تو دعوت کرنے والے نے ان سے کوئی عذر کر دیا اور وہ واپس چلے آتے لیکن کئی بار ایسا واقعہ پیش آنے پر بھی ان کے قلب میں کدورت پیدا نہ ہوئی اور وہ اظہار مسرت کرتے رہے۔ ان کی اس بردباری اور صبر کا اس شخص پر بڑا اثر پڑا اور بزرگ سے معذرت کی بزرگ نے کہا۔ یہ تو کوئی خاص بات نہیں ہے۔ یہ صفت تو کتے میں بھی پائی جاتی ہے۔ جب اس کو بلایا جاتا ہے، دوڑ کر آتا ہے۔ اور جب دھتکار دیا جاتا ہے، خاموشی سے واپس چلا جاتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ کتے میں دس باتیں پائی جاتی ہیں، اور وہ ایسی صفات ہیں کہ ہر مومن اور اہل اللہ میں ہونی چاہئیں، اور وہ یہ ہیں (۱) اہل اللہ بھوکا رہے اور بھوک کی پروا نہ کرے کہ یہ آداب صالحین میں سے ہے (۲) اہل اللہ کا کوئی خاص مکان یا قیام گاہ نہ ہونی چاہیئے کہ یہ متوکلین کی علامت ہے (۳) رات کو بہت تھوڑا سونا چاہیئے کہ یہ محبین کی صفت ہے (۴) اہل اللہ مرنے کے بعد میراث نہ چھوڑے کہ یہ زاہدین کی صفت ہے (۵) اہل اللہ اپنے مولا و آقا کو چھوڑ دے۔ اگرچہ وہ اس پر ظلم و زیادتی کرے اور اسے پیٹے بھی کہ یہ مریدین صادق کی صفت ہے (۶) زمین پر معمولی اور پست جگہ میں بیٹھے کہ یہ علامت متواضعین کی ہے (۷) جب کسی جگہ تصرف اقتدار قائم ہو جائے یا کسی جگہ اثر بڑھ جائے، اس جگہ کو چھوڑ دینا چاہیئے کہ یہ علامت رضا اور راضیین کی ہے (۸) جب اس کو مارا پیٹا جائے یا کسی جگہ سے نکالا جائے تو اس کی پروا نہ کرے اور نہ انتقام کا جذبہ پیدا ہونے دے کہ یہ علامت خاشعین کی ہے (۹) جب کسی کے ہاں کھانا کھانے جائے تو ایسی جگہ بیٹھے کہ عوام کی نظروں سے دور رہے یعنی گوشہ میں بیٹھے کہ یہ علامت سالکین کی ہے (۱۰) جب کسی جگہ سے روانہ ہو تو پھر مڑ کر اس پر نظر نہ ڈالے کہ یہ علامت محزونین کی ہے ۔

(۱۲۴) خدمت جنس کا ایک واقعہ

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کی ایک جماعت کسی شہر میں مقیم تھی۔ ایک روز ہم سب کے سب شہر کے دروازے سے باہر نکلے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک کتا ہمارے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ دروازے سے باہر نکل کر ہم نے ایک چارپائے کو مردہ پڑا ہوا پایا۔ کتا اس کے قریب پہنچا، مردار کو سونگھا اور شہر کی طرف دوڑ گیا۔ ہم لوگ خاموش کھڑے دیکھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد کتا واپس آیا جس کے پیچھے تقریباً بیس کتے تھے وہ کتا مردار کے قریب خاموش کھڑا ہو گیا، اور وہ کتے جو اس کے ساتھ آئے تھے مردار کو کھانے میں مشغول ہو گئے جب سب نے پیٹ بھر لیا تو شہر کو واپس چلے گئے۔ ان کی واپسی کے بعد وہ کتا مردار کے قریب پہنچا اور جو ہڈیاں اور جھوٹا گوشت رہ گیا تھا اس سے اپنا پیٹ بھر لیا۔ اور شہر کی طرف چلا گیا۔ ہم لوگ اس منظر سے بہت متاثر ہوئے، اور دیر تک ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ غالباً ہم میں سے ہر شخص کے دل میں یہ خیال تھا کہ خدمت جنس کا جو نمونہ کتے نے پیش کیا ہے، وہ اپنی نوعیت میں عجیب و غریب ہے۔ کتا ایک ایسی جنس ہے جس میں جنسی ہمدردی بہت کم ہوتی ہے۔ بایں ہمہ وہ اپنی جنس کی خدمت سے غافل نہیں ہے۔ ہم کو اس کی جنسی ہمدردی سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور اپنی جماعت کی خدمت اسی طرح کرنی چاہیئے۔

کتے کی جنسی ہمدردی نے جو سبق ہم کو دیا تھا، ہماری جماعت میں عرصۂ دراز تک اُس پر بحث ہوتی رہی۔ اور اکثریت اس نتیجہ پر پہنچی کہ کتے کی یہ ہمدردی کسی خاص امر پر مبنی ہے۔ ممکن ہے اس جنس میں بھی کچھ ایسی ہستیاں ہوں جو خدا کی طرف سے جنسی خدمت پر مامور ہوں ۔

(باقی آئندہ)

ضروریاتِ دین

فہم قرآن کے اصول و شرائط

(از جناب مولانا شاہ معین الدین صاحب ندوی)

کلام اللہ کی اہمیت اور اس کی خصوصیات

قرآن پاک خدا کی آخری کتاب ہے، جو خاتم الانبیاء کے ذریعہ سارے عالم کی دائمی رہنمائی کے لئے بھیجی گئی۔ آسمانی صحیفوں میں یہ امتیاز و خصوصیت صرف کلام مجید کو حاصل ہے کہ وہ تنہا اخلاق و روحانیت کا درس اور نجات اخروی کا راستہ نہیں ہے بلکہ دین کے ساتھ وہ مسلمانوں کی دنیاوی کامرانیوں کا دستور العمل بھی ہے۔

رسول اللہ صلعم کی بعثت کا مقصد اسی پیام الٰہی کی تبلیغ اور اس کا قیام تھا، اس لئے آغاز وحی میں "بلغ ما انزل الیک" "فاصدع بما تؤمر" کے احکام ملے۔

اس قانون کی بقا و تحفظ پر ساری دنیا کی ہدایت اور ایک برگزیدہ امم قوم کی جو دنیا کے لئے نمونہ بنا کر بھیجی گئی، موت و حیات کا دارو مدار تھا۔ اس لئے خدا نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون	بیشک ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور رسولؐ نے اس کے ایک ایک حکم اور ایک ایک آیت کی تشریح کی۔ اس کے قوانین و تعلیمات کو عملاً برت کر دکھایا اور اپنے بعد اپنی تعلیم دی ہوئی حامل قرآن جماعت چھوڑ گیا کہ قرآن کی تعلیم کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہنے پائے۔

رسول اللہ صلعم کے بعد صحابۂ کرام، تابعین و تبع تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی نور نبوت کی روشنی میں قرآن کو سمجھتے اور دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے، اور علمائے اسلام قرآن پاک کے ہر جزئی سے جزئی پہلو پر تحقیق کا اتنا عظیم الشان ذخیرہ چھوڑ گئے جس کی مثال مذاہب عالم کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

کلام اللہ آسان بھی ہے اور مشکل بھی

کلام اللہ جاہل بدؤں اور حکماء و فلاسفہ دونوں کی رہنمائی کے لئے آیا تھا، اس لئے اس میں بقدر عقل صاف و سادہ تعلیمات بھی ہیں، جنہیں ہر بدوی سمجھ سکتا ہے اور حکماء کے غور و فکر کے لئے اسرار و حکم اور امثال و مواعظ بھی ہیں، اس لئے قرآن آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔

قرآن آسان ہے۔

فانما یسرناہ بلسانک لعلھم یتذکرون (دخان)	بیشک ہم نے اس کو (قرآن) تمہاری زبان میں آسان کر دیا تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔
فانما یسرناہ بلسانک لتبشر بہ المتقین وتنذر بہ قوما لدا (مریم-۸)	بیشک ہم نے اس کو (قرآن) تمہاری زبان میں آسان کر دیا تاکہ تم اس کے ذریعہ پرہیزگاروں کو بشارت دو اور جھگڑالو قوم کو ڈراؤ۔

قرآن مشکل ہے۔

ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابھات (آل عمران-۱)	اسی خدا نے تم پر کتاب اتاری اس کی بعض آیتیں محکمات (آسان و واضح) ہیں یہی اصل کتاب ہیں اور دوسری متشابہات (جن کے کئی پہلو ہیں)

اس کی تاویل صرف خدا جانتا ہے یا راسخون فی العلم،

وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون آمنا بہ کل من عند ربنا (آل عمران-۱)	اور اس کی تاویل کو صرف خدا جانتا ہے اور راسخون فی العلم کہتے ہیں کہ ہم ہر اس چیز پر ایمان لائے جو ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔

اگرچہ اس آیت کے معنی میں مفسرین کا اختلاف ہے، زیادہ لوگ وما یعلم تاویلہ الا اللہ کو الگ ایک جملہ مانتے ہیں اور ما بعد سے اسے متعلق نہیں کرتے، اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ متشابہات کی تاویل سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا راسخون فی العلم اس کی بحث و تحقیق میں نہیں پڑتے اور کہتے ہیں کہ خدا کی جانب سے جو کچھ ہے خواہ وہ محکمات ہوں یا متشابہات ہوں ہم سب پر بے چون و چرا ایمان لائے، لیکن ایک جماعت والراسخون فی العلم کا عطف سابق جملہ پر مانتی ہے۔ اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ متشابہات کی تاویل خدا جانتا ہے اور راسخون فی العلم جانتے ہیں

بہرحال اگر معنی نہ بھی لئے جائیں تو قرآن کو سمجھنے کے لئے علم عقل اور فہم وتدبر کی ضرورت ہے۔ قرآن پاک میں بکثرت ان چیزوں پر زور دیا گیا ہے۔

اس کے امثال وحکم سے عبرت وبصیرت حاصل کرنے کے لئے عقل ودانش کی ضرورت ہے۔

کذالک نفصل الآیات لقوم یعقلون (روم۔۴)

اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے آیات کی تفصیل بیان کرتے ہیں جو سوچتے سمجھتے ہیں۔

ان فی ذالک لآیات لقوم یعقلون (روم۔۳)

اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سوچتے سمجھتے ہیں۔

علم کی ضرورت ہے۔

تلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العلمون

یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں جنہیں صرف علم رکھنے والے سمجھتے ہیں۔

فکر وتدبر کی ضرورت ہے،

ان فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون (روم)

بیشک اس میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں

کذالک نفصل الآیات لقوم یتفکرون (یونس۔۳)

ہم ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں اسی طریقہ سے آیات کی تفصیل کرتے ہیں

تلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون (حشر۔۳)

یہ مثالیں ہم ان لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔

کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب (ص۔۳)

ہم نے تمہاری طرف مبارک کتاب اتاری کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں، اور عقل والے نصیحت حاصل کریں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ قرآن کے تنہا لفظی معنی سمجھ لینا کافی نہیں ہے کہ اسے بربدوی سمجھتا تھا بلکہ ان پر غور وفکر اور تدبر کی ضرورت ہے۔

قرآن کی تعلیم کی ترغیب اس لئے رسول اللہ صلعم نے تعلیم قرآن کی ترغیب دلائی۔

ان افضلکم من تعلم القرآن وعلمہ (بخاری وترمذی وابن ماجہ)

تم میں افضل وہ ہے جس نے خود قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو تعلیم دی۔

قرآن کی تعلیم وتعلم کی یہ تمثیل بیان فرمائی۔

تعلموا القرآن واقرؤہ فان مثل القرآن ومن تعلمہ فقام بہ کمثل جراب محشو مسکا یفوح کل مکان ومثل من تعلمہ فرقد وھو فی جوفہ کمثل جراب اوکئ علی مسک (ابن ماجہ)

قرآن کو سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ کیونکہ جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس پر عمل کیا اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جس میں مشک بھرا ہوا ہے اور ہر طرف اس کی خوشبو آرہی ہے اور جس نے اس کو سیکھا اور غافل ہوگیا اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جس میں مشک بھرا ہے لیکن اس کا منہ بند کردیا گیا ہو۔

عن ابی ذر قال۔ قال رسول اللہ صلعم یا اباذر لان تغدوا فتعلم آیات من کتاب اللہ خیر لک من ان تصلی مائة رکعة (ابن ماجہ)

ابوذر روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے اے ابوذر تم اس حالت میں صبح کرو کہ قرآن کی ایک آیت سیکھو، دو سو رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

الماھر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة (ترمذی)

قرآن کا ماہر قیامت میں بزرگ اور نیکوکاروں کے ساتھ ہوگا۔

تعلموا الفرائض والقرآن وعلموہ الناس فانی مقبوض (ترمذی)

فرائض اور قرآن کو سیکھ لو اور اس کو دوسروں کو سکھاؤ کہ میں وفات پانے والا ہوں۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تعلیم قرآن کا تعلق آپ کی ذات گرامی سے تھا۔

قرآن کی تعلیم وتعلم کی ترغیب کی یہ صرف چند حدیثیں نقل کی گئی ہیں، ورنہ کتب حدیث میں ان کی بڑی تعداد ہے۔

تعلیم قرآن کا انتظام اس ترغیب کے ساتھ آپ نے تعلیم قرآن کا خاص اہتمام فرمایا تھا، یوں تو آپ کی ذات گرامی قرآن کی زندہ درس گاہ تھی، آپ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہروقت تعلیم دیتے تھے لیکن اس کے علاوہ تعلیم قرآن کے لئے صفہ کی درس گاہ تھی۔ اس میں صحابۂ کرام قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

"اس میں دو حلقے تھے، ایک اصحاب ذکر وفکر کا، دوسرا قراء کا، آپ جب تشریف لاتے تو بحیثیت معلم قرآن کے قراء کے حلقہ میں بیٹھتے اور فرماتے میں معلم بناکر بھیجا گیا ہوں" (ابو داؤد فضل القصاص والحث علی طلب العلم)

اصحاب صفہ کو تعلیم دینے کے ساتھ ان کو ترغیب بھی دلاتے تھے،

ابن عامر کا بیان ہے کہ ایک دن آنحضرت صلعم تشریف لائے، ہم لوگ صفہ میں تھے، آپ نے فرمایا تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز بطحان اور عقیق جاکر بغیر کسی گناہ اور قطع رحم کے موٹے کوہان والی دو اونٹنیاں حاصل کرے ہم لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ہم سب چاہتے ہیں، فرمایا تو تم میں سے کوئی صبح کو کیوں مسجد نہیں جاتا کہ وہاں (قرآن کی) تعلیم حاصل کرے اور قرآن کی دو آیتیں پڑھے جو اس کے لئے دو اونٹنیوں سے اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے، اسی طریقہ سے جس سے زیادہ آیتیں اس سے زیادہ اونٹنیوں سے بہتر ہیں" (مسلم)

اس درسگاہ میں آں حضرت صلعم کے علاوہ قراء صحابہ بھی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت عبادہ رضی ابن صامت جو حفاظ قرآن صحابہ میں نہایت ممتاز تھے، اس درسگاہ کے معلم تھے، آپ کا بیان ہے

علمت ناسًا من اهل الصفة القرآن والكتابة[1] الخ	ہم نے چند اہل صفہ کو قرآن اور کتابت کی تعلیم دی تھی۔

جن لوگوں کو کاروبار کی مشغولیت کی وجہ سے دن کو تعلیم کا موقع نہ ملتا تھا، وہ رات کو حاصل کرتے تھے۔

كانوا اذا جنهم الليل انطلقوا الى معلم لهم بالمدينة يدرسون الليل حتى يصبحوا (مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۲۴)	جب رات ہو جاتی تھی تو یہ لوگ (اصحاب صفہ) مدینہ کے ایک معلم کے پاس جاتے تھے اور صبح تک پڑھنے میں مشغول رہتے تھے۔

جدید الاسلام اشخاص اور بدّوں کی تعلیم کا انتظام

مکی اور مدنی مسلمانوں کو تو ہر وقت مہبط وحی والہام کی صحبت حاصل تھی ان کے لئے ہر طرح کی سہولتیں تھیں، لیکن ان جدید الاسلام اشخاص، اور قبائل کو جو مرکز قرآن سے دور رہتے اور ان کو مدینہ آنے کا صرف ایک دو مرتبہ اتفاق ہوتا تھا، اس کا موقع میسر نہ آتا تھا اس لئے ان کی تعلیم کا خاص انتظام کیا گیا تھا۔

جو لوگ مدینہ آتے تھے انہیں آں حضرت صلعم عموماً انصار کے سپرد کر دیتے تھے، جو ان کی میزبانی کے ساتھ انہیں قرآن کی تعلیم بھی دیتے، وفد عبد القیس کا بیان ہے۔

كان الانصار يعلمونا كتاب ربنا وسنة نبينا[2]	انصار ہم کو ہمارے رب کی کتاب اور ہمارے نبی کی سنت کی تعلیم دیتے تھے

وفد تمیم نے کچھ دنوں مدینہ میں قیام کرکے قرآن کی تعلیم حاصل کی[3]

اسی طریقہ سے جدید الاسلام قبائل کے جو وفود مدینہ آتے تھے ان میں سے بیشتر کچھ دنوں یہاں ٹھہر کر بقدر ضرورت قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے، ان کے حالات حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

جو قبائل یا اشخاص کسی معذوری کی بنا پر مدینہ نہیں پہنچ سکتے تھے یا تعلیم کی مدت کے بقدر یہاں قیام نہیں کرسکتے تھے، ان کی تعلیم کے لئے کبھی مستقل معلمین بھیجے جاتے تھے اور کبھی یہ خدمت ان عمال اور قضاۃ کے سپرد کی جاتی تھی جو ان کے پاس بھیجے جاتے تھے وہ اس کے ساتھ تعلیم کی خدمت بھی انجام دیتے تھے، جن میں عموماً ممتاز صحابہ ہوتے تھے، چنانچہ انصار کی پہلی بیعت کے بعد جب مدینہ کے کچھ گھرانوں میں اسلام پھیلا تو ان کی تعلیم قرآن کے لئے حضرت مصعب رضی ابن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی بھیجے گئے[1] آں حضرت صلعم نے جب حضرت معاذ رضی بن جبل کو یمن کا قاضی مقرر کرکے بھیجا تو قرآن اور شرائع اسلام کی تعلیم بھی ان کے سپرد کی[2] اسی طریقہ سے مختلف مقامات اور قبائل میں حفاظ صحابہ بھیجے جاتے تھے،

تعلیم قرآن کی نوعیت

صحابہ کی تعلیم قرآن کی صرف یہ نوعیت نہ تھی کہ آں حضرت صلعم سے محض چند سورتیں سیکھ لیں، یا پورا قرآن ناظرہ کرلیا یا قرأت کی تصحیح کرلی، بلکہ بقدر ذوق و استعداد پوری محنت اور جاں فشانی سے ابتدائی تعلیم سے لیکر انتہائی تعلیم تک حاصل کرتے تھے۔

حضرت ابی رضی بن کعب نے پورا قرآن آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے سن کر یاد کیا تھا[3] حضرت عبد اللہ رضی بن مسعود نے آپ سے ستر سورتیں سیکھی تھیں (بخاری ج ۲ ص ۷۴۸) اور اس شفقت اور جامعیت کے ساتھ کہ ان دونوں کا خود بیان ہے کہ "رسول اللہ صلعم جب ہم کو قرآن کی دس آیتیں پڑھاتے تھے تو جب تک ہم ان پر عمل نہ سیکھ لیتے تھے اس وقت تک اگلی دس آیتوں کی طرف نہ بڑھتے تھے، اس طریقہ سے ہم نے قرآن اور اس پر عمل دونوں کو ساتھ ساتھ سیکھا"[4]

یہی طریقہ عام تعلیم کا تھا، ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ رضی بن عباس کا بیان ہے،

منا اذا تعلم عشر آيات لم يجاوزهن حتى يعرف معانيهن والعمل بهن (ابن جریر ج ۱ ص ۲۷)	جب ہم میں سے کوئی شخص دس آیتیں سیکھ لیتا تھا تو اس وقت تک ان سے آگے نہ بڑھتا تھا جب تک ان کے معنی اور ان پر عمل نہ سیکھ لیتا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر نے سورۂ بقرہ کی تعلیم پر کامل آٹھ

---

[1] مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۲۴ [2] اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۰۸۔

[1] بخاری کتاب التفسیر [2] استیعاب تذکرہ معاذ بن جبل۔
[3] مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۱۱۳ [4] ابن جریر و تفسیر قرطبی ج اول ص ۳۲

سال صرف کئے[1]

اس محنت کا نتیجہ یہ تھا کہ قرآن کے متعلقات میں سے کوئی شے مفسر قرآن صحابہ کی نظر سے پوشیدہ نہ رہی تھی، پھر بھی ان کے ذوق و جستجو کو تسکین نہ ہوتی تھی، ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے[2]

والذی لا الٰہ غیرہ ما نزلت آیۃ فی کتاب اللہ الا وانا اعلم فیمن نزلت واین نزلت ولو اعلم مکان احد اعلم بکتاب اللہ منی تنالہ المطایا لاتیتہ	اس ذات کی قسم جس کے سوا دوسرا معبود نہیں کتاب اللہ میں کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جس کے متعلق میں یہ نہ جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارہ میں نازل ہوئی، اور کہاں نازل ہوئی (اس کے باوجود)

اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ مجھ سے زیادہ قرآن کا کوئی جاننے والا موجود ہے اور وہاں تک میری پہنچ ہو سکے تو میں ضرور اس کے پاس جاؤں۔

تمام اکابر حفاظ قرآن صحابہ نے اسی ذوق و جستجو، اسی محنت و جانفشانی اور اسی جامعیت کے ساتھ قرآن کی تعلیم حاصل کی تھی، حضرت ابیؓ بن کعب معاذؓ بن جبل، عبادہ بنؓ صامت، ابو ایوبؓ انصاری، عبداللہؓ بن مسعود، عبد اللہ بنؓ عمرو بن العاصؓ وغیرہ قرار دینا یہ کی تعلیم قرآن کے، حدیث کی کتابوں میں سینکڑوں واقعات ہیں جنہیں نقل کرنے کے لئے مستقل کتاب چاہیئے، اس لئے انہیں ہم قلم انداز کرتے ہیں۔

تابعین کے زمانہ میں بھی تعلیم قرآن کا یہی انداز تھا، ابو عبدالرحمٰن السلمی تابعی کا بیان ہے،

"جب ہم قرآن کی دس آیتیں سیکھ لیتے تھے تو اس وقت تک آگے نہ بڑھتے تھے جب تک اس کے حلال و حرام اور امر و نہی سے واقف نہ ہو جاتے تھے (تفسیر قرطبی ج اول ص ۳۴ بحوالہ ابن ابی شیبہ)

مشہور تابعی مفسر مجاہدؒ بن جبیر نے ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ سے کامل تیس مرتبہ قرآن کا دورہ کیا تھا،[3] اور اس تحقیق کے ساتھ کہ ہر سورہ کے شانِ نزول اور اس کے جملہ متعلقات کی تحقیق کرتے جاتے تھے[4]۔

خلفائے راشدینؓ کا تعلیم قرآن میں اہتمام

آں حضرت صلعم کے بعد چاروں خلفا نے بھی قرآن کی تعلیم اور اس کی اشاعت کو اپنا مقدم فرض تصور کیا، حضرت عمرؓ نے خصوصیت کے ساتھ تعلیم قرآن کی بڑی اشاعت کی، تمام ممالک مفتوحہ میں قرآن کے مکاتب قائم کئے اور ان میں تعلیم کے لئے قرا صحابہ کو بھیجا۔

[1] ابن جریر بتفسیر قرطبی بحوالہ موطا امام مالک [2] ابن جریر جلد اول صفحہ ۲۷ [3] ابن سعد ج ۵ ص ۳۴۳ [4] تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۳

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت، معاذ بن جبل اور ابو درداء رضی اللہ عنہم کو شام بھیجا، حضرت عبادہؓ نے حمص میں قیام کیا، ابو درداءؓ نے دمشق کو مستقر بنایا اور معاذ بنؓ جبل نے فلسطین میں اقامت اختیار کی، پھر عبادہ رضؓ بھی یہیں چلے آئے[1] عمرانؓ بن حصین کو قرآن اور فقہ کی تعلیم کے لئے بصرہ بھیجا،[2] ایک قاری ابو سفیانؓ کو خاص بدوؤں کی تعلیم کے لئے مقرر کیا کہ وہ قبائل کا دورہ کرکے ہر شخص کا امتحان لیں، اور جس کو قرآن یاد نہ ہو اس کو سزا دیں[3] جن سورتوں میں احکام و فرائض ہیں مثلاً سورہ بقرہ، مائدہ، حج اور نور کا سیکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری قرار دیا تھا، حفاظ قرآن کے وظائف مقرر کئے[4]۔

خود آپ کی مجلسوں میں تفسیر قرآن پر بحث و گفتگو ہوتی تھی، جس میں اکابر صحابہ اظہار خیال کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ اگرچہ کم سن تھے، لیکن ان کے ذوق اور علم کی وجہ سے انہیں آپ اس مجلس میں شریک کرتے تھے۔ بعض صحابہ کو اس پر اعتراض ہوا کہ ابن عباسؓ کی برابر ان کے لڑکے ہیں، ان کو اس مجلس میں کیوں شریک کیا جاتا ہے، اس اعتراض پر آپ نے حاضرین کو ابن عباس رضؓ کے فہم قرآن کا مشاہدہ کرانے کے لئے حاضرین سے اذا جاء نصر اللہ والفتح کا مقصد پوچھا، لوگوں نے مختلف جوابات دیئے، آخر میں آپ نے ابن عباس رضؓ سے پوچھا انہوں نے کہا اس میں آں حضرت صلعم کی وفات کا اشارہ ہے، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے[5]

حضرت عمر رضؓ نے قرآن کی تعلیم کی اشاعت کا جس پیمانہ پر انتظام کیا اس کی تفصیلات بہت ہیں، حضرت علیؓ اور حضرت عثمان رضؓ بھی اپنے اپنے زمانہ میں اس فرض کو انجام دیتے رہے، لیکن تعلیم قرآن کی تاریخ لکھنا ہمارا مقصود نہیں، اس لئے انہیں قلم انداز کرتے ہیں۔

بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ فہم قرآن اور اس کی تفسیر و تاویل کے لئے محض عربی زبان کا جاننا کافی نہیں ہے کہ عربی تو ہر بدوی کی مادری زبان تھی، متعدد صحابہ نوشت و خواند بلکہ دوسرے مذاہب کا بھی علم رکھتے تھے، اگر تنہا عربی زبان کا جاننا کافی ہوتا تو تعلیم قرآن کے لئے اتنے اہتمام و انتظام کی ضرورت نہ تھی، لیکن رسول اللہ صلعم جس طرح سلمانؓ فارسی اور بلال رضؓ حبشی کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے، اسی طرح علیؓ ہاشمی و مطلبی کو بھی، جس طرح دیہات کے جاہل بدوؤں کو قرآن کی آیات سمجھاتے تھے، اسی طرح ابو بکر رضؓ صدیق اور عمر فاروق رضؓ کو بھی گو اس کی نوعیت مختلف ہوتی تھی۔ اکابر صحابہ کی تعلیم قرآن کے

[1] اسد الغابہ تذکرہ عبادہؓ بن صامت [2] فتوح البلدان بلاذری ص ۱۵۶ [3] اصابہ تذکرہ اوسؓ بن خالد [4] کنز العمال ج اول ص ۲۴۴
[5] ایضاً [5] بخاری کتاب التفسیر باب قولہ فسبح بحمد ربک

حالات حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ کسی زبان کے معمولی معنی سمجھ لینے اور اس کی بلند پایہ علمی اور فنی کتابوں کے سمجھنے کے لئے مختلف استعداد وں کی ضرورت ہے، اردو زبان کی معمولی کتابیں تو ہر معمولی پڑھا لکھا سمجھ سکتا ہے، لیکن علمی کتابوں کے دقیق مباحث سمجھنے کے لئے تنہا اردو سمجھ لینا کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے ادبیت سے علوم اور خاص استعداد و قابلیت کی ضرورت ہے، علمی مباحث کو جانے دیجئے وہ اردو شاعری کے نکات و لطائف نہیں سمجھ سکتا، ایسی حالت میں قرآن کی تعلیمات اس کے اوامر و نواہی اور اس کے اسرار و حکم تنہا عربی زبان کی مدد سے کس طرح سمجھے جا سکتے ہیں۔

قرآن کا ترجمان رسولؐ ہے

دنیا کے تمام علوم و فنون کے خاص اصول و قواعد ہوتے ہیں، اور ان کی ایک روح ہوتی ہے، جسے ہم موجودہ اصطلاح میں ان فنون کی سائنس کہہ سکتے ہیں، جب تک اس روح اور اس سائنس سے واقفیت نہ ہوگی اس وقت تک ان علوم کو نہیں سمجھا جا سکتا، یہی حال کلام اللہ کا ہے، اس کی روح کا سب سے بڑا عارف رسولؐ ہے کہ وہی اس کلام کا مخاطب اول و مبلغ تھا، اور اسی کے ذریعہ سے قرآن کو دنیا کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا تھا، اس لئے وہی اس کا سب سے بہتر ترجمان بھی ہو سکتا ہے، قرآن بھی اس کا شاہد ہے، رسولؐ پر نزول قرآن کی مصلحت کے بارہ میں خدا فرماتا ہے۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون (نحل-۶)	اور ہم نے تمہاری طرف اس لئے نصیحت (قرآن) اتاری ہے کہ تم اس چیز کو جو ان لوگوں کیلئے اتاری گئی ان سے کھول کر بیان کردو کہ وہ اسے سوچیں۔

اس آیت پاک میں رسولؐ کا فرض "قرآن" کی "تبیین" بتایا گیا ہے "تبیین" کے معنی لغت میں ظاہر کرنے، واضح کرنے اور تشریح و توضیح کے ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ تین معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

(۱) کسی چیز کو واضح اور مشرح کرنے کے معنی میں،

کذلک یبین اللہ ایاتہ للناس (بقرہ-۲۳)	اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات (احکام) کو کھول کر بیان کرتا ہے
کذلک یبین اللہ لکم ایاتہ (بقرہ-۲۱)	اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیات (احکام) کو کھول کر بیان کرتا ہے۔

(۲) پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرنے کے معنی میں،

یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیراً مما کنتم تخفون من الکتاب (مائدہ-۳)	اے اہل کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس آچکا ہے اور کتاب (توریت) میں سے تم جو کچھ چھپاتے ہو اس کو وہ ظاہر کرتا ہے۔

اس آیت کا تعلق اہل کتاب سے ظاہر ہے، اس "تبیین" سے مراد توریت کے ان احکام کا اظہار ہے جنہیں یہود اپنی خود غرضی سے چھپاتے تھے، اور قرآن نے ان کو ظاہر کیا۔

(۳) ان مختلف فیہ امور میں اظہار حق کے لئے جن میں کفار محض اپنی جہالت اور گمراہی سے اختلاف کرتے ہیں۔

ولیبین لکم یوم القیامۃ ما کنتم فیہ تختلفون (نحل-۳)	اور جن چیزوں میں تم لوگ اختلاف کرتے ہو، قیامت کے دن خدا ضرور تم پر اس کی حقیقت ظاہر کر دیگا۔
ولیبین لھم الذی یختلفون فیہ ولیعلم الذین کفروا انھم کانوا کاذبین۔ (نحل-۵)	جن چیزوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں ان کی حقیقت ضرور ظاہر کر دی جائے گی تاکہ کافروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے۔

اس اظہار اور "تبیین" کا تعلق قیامت سے ہے یعنی کفار دنیا میں اپنی جہالت اور گمراہی سے جن چیزوں میں اختلاف کرتے ہیں خدا قیامت میں اس کی حقیقت ظاہر کر دے گا، ان تینوں معنی کے معلوم ہو جانے کے بعد "لتبین للناس" میں تبیین کے معنی خود بخود متعین ہو جاتے ہیں کہ اس کا تعلق نہ اہل کتاب کے "کتمان حق" کے اظہار سے ہے اور نہ مختلف فیہ امور میں اظہار حقیقت کے لئے، اس لئے صرف تیسرے معنی یعنی قرآن کی تشریح و وضاحت مراد ہے اور یہی سنت ہے۔

رسولؐ کی یہ تشریح و توضیح بھی اگرچہ وحی کی شکل میں نہ تھی لیکن درحقیقت یہ بھی منجانب اللہ تھی، اس لئے خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ قرآن کا سمجھانا ہمارے ذمہ ہے، نزول وحی کے وقت رسول اللہ صلعم اس کو محفوظ کرنے کے لئے جلدی جلدی پڑھتے تھے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ، اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَ قُرْاٰنَہٗ فاذا قراْنٰہُ فاتبع قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ (قیامت)	قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو اس لئے حرکت نہ دو کہ اس کو جلدی سے یاد کرلو، تمہارے سینے میں اس کا جمع کرانا اور اس کا پڑھوا دینا ہمارا ذمہ ہے، جب ہم پڑھ چکیں (یعنی پڑھوا چکیں)

تو اس کے بعد تم بھی اس کی قرأت کرو۔ پھر اس کا سمجھانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ قرآن کی عبارت کو محفوظ کرا دینے کے بعد اس کے سمجھانے کے معنی

صرف اس کے احکام و تعلیمات کے سمجھانے کے ہی ہو سکتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ وغیرہ مفسر صحابہ کا بھی یہی خیال ہے، اس سے معلوم ہوا کہ رسولؐ کی تشریح و توضیح بھی منجانب اللہ تھی۔

بعض حدیثوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

ما کان النبی صلعم یفسر شیئا من القرآن الا آیا تعد علمهن ایاہ جبریل	رسول اللہ صلعم (بھی) گنی ہوئی آیات کی تفسیر فرماتے تھے جنہیں آپ کو جبریلؑ سکھاتے تھے۔

(ابن جریر ج ۱ ص ۲۸)

رسولؐ کے بعد صحابہ ترجمان تھے

یہ ایک بالکل فطری اور علمی اصول ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد قرآن کی ترجمان وہی جماعت ہو سکتی ہے، جو نزول قرآن کے وقت مکتب نبویؐ میں موجود تھی، جس کے سامنے نزول قرآن کی پوری تاریخ تھی، جس کی زبان عربی تھی، جو عرب کے عقائد، رسوم و معاشرت سے واقف تھی، جس کی نگاہوں کے سامنے قرآن نے ان کی اصلاح کی، جس نے سالہا سال تک خود رسولؐ سے قرآن کی ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ کو سمجھا، رسول اللہ نے بڑے اہتمام سے اس کی تعلیم و تربیت کی، اور قرآنی تعلیمات کو عملاً برت کر اسے سمجھایا اور اس کو ان کا پابند بنایا، پھر اسی اہتمام سے صحابہ نے تابعین کو اور تابعین نے تبع تابعین کو یہ امانت پہنچائی۔

صحابہ کی قرآن کی ترجمانی کسی مذہبی عقیدہ کی بنا پر نہیں بلکہ خالص علمی اصول پر ماننا پڑے گی، فرض کیجیے آج سے چند سو برس پہلے ایک قانون بنتا ہے، کئی صدیوں کے بعد اس کی کسی دفعہ کے مفہوم و منشا کے سمجھنے میں اختلاف ہوتا ہے تو خالص علمی اصول پر اس کی شارح کون جماعت مانی جائے گی، وہ جماعت مانی جائے گی جس کے سامنے یہ قانون بنا، جو اس کے اصول اور اس کے اسباب سے واقف تھی، خود اس قانون کے شارح اول کی زبان سے اس کی ایک ایک دفعہ کے مفہوم اور منشا کو سمجھا، اس نے خاص اہتمام سے سمجھایا، اور عملاً نافذ کر کے اور برت کر دکھایا، اور اسی طریقہ سے علی التواتر صدیوں اس پر عمل ہوتا رہا، یا صدیوں بعد کی وہ نوپیدا جماعت جس کو نہ قانون کی تاریخ سے ذاتی واقفیت ہے نہ حالات سے، نہ اس ماحول سے، نہ مادری زبان کی حیثیت سے قانون کی زبان سے، کو جو کچھ بھی علم ہے وہ اس پہلی جماعت کے وسیلہ سے، ظاہر ہے پہلی جماعت اس قانون کی بہتر ترجمان اور شارح سمجھی جائے گی اور اس کی تاویل و تشریح میں اسی کا قول مستند مانا جائے گا، اس اصول کے لحاظ سے کلام پاک کے سب سے بہتر اور مستند ترجمان اور شارح صحابہ کرام ہیں اور ان کے بعد ان کی وہ روایات جو انتہائی بشری احتیاط کے ساتھ اب تک محفوظ چلی آتی ہیں۔

اصول شہادت کی رو سے روایات صحابہ کا پایہ

اس موقع پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام کی تفسیریں صحیح، لیکن ہمارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ موجودہ تفسیری روایات صحابہ کرام کی ہیں اور ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا۔

اس کو بھی خالص علمی اصول اور اصول شہادت کی رو سے جانچنا چاہیے، اس عالم محسوس، اور مادی دنیا میں کسی چیز کے علم یقین کے صرف دو ہی ذرائع ہیں، عینی مشاہدہ جس میں آنکھ سے دیکھنے کے ساتھ کان سے سننا بھی شامل ہے اور مستند شہادت، پہلی صورت اپنے زمانہ کے واقعات کے ساتھ مخصوص ہے، اپنے سے قبل کے واقعات کے علم یقین کی صرف ایک صورت ہے، مستند شہادت، اس شہادت کے بھی دو پہلو ہیں، ایک ان کی صداقت و استناد کا درجہ، دوسرے ان کی کثرت و تواتر، ان ہی دونوں چیزوں پر تمام گذشتہ قوموں اور ملکوں کی تاریخ کے علم کا دارومدار ہے، اگر اسے نہ مانا جائے تو پھر ساری دنیا کی تاریخ افسانہ بن جائے گی۔ ہمارے پاس اس کا ثبوت کیا رہ جائے گا کہ یونان، روما اور مصر وغیرہ کوئی تاریخ بھی رکھتے تھے، پرانی تاریخوں کو جانے دیجیے، اپنے زمانہ کو لیجیے، اس میں بھی بہت سے امور میں ہمارے علم یقین کا دارومدار صرف شہادت پر ہے، جو شخص یورپ نہیں گیا ہے، اس کے پاس جرمنی، فرانس اور روس کے وجود کے یقین کا شہادت کے علاوہ اور کیا ذریعہ ہے، یہی نہ کہ ہم بچپن سے ان کے حالات سنتے آتے ہیں، کتابوں میں پڑھتے ہیں، اخبارات میں دیکھتے ہیں، آنے جانے والوں سے سنتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک ذریعہ صرف شہادت ہے، عینی مشاہدہ نہیں، اس کے باوجود ہم کو ان کے وجود کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اپنی ذات کا، یہ کیا ہے صرف شہادت کا درجہ استناد اور اس کا تواتر۔

ایک اور مثال لیجیے، دنیا کا سارا نظام عدالت اسی شہادت پر ہے، ایک حاکم عدالت کی کرسی پر بیٹھتا ہے، اس کے سامنے سیکڑوں قسم کے مقدمات پیش ہوتے ہیں جن کے متعلق اس کو کوئی ذاتی علم اور عینی مشاہدہ نہیں ہے لیکن وہ صرف شہادت کے درجہ استناد اور اس کے تواتر سے علم یقین حاصل کر کے فیصلہ کر دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا سارا نظام شہادت پر قائم ہے، اس کے بغیر تو ہم ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔

البتہ علم یقین کے لئے شہادت کا درجہ استناد اور اس کا تواتر ضروری ہے، اس کو بھی اسی عملی اصول سے جانچئے، اس لحاظ سے روایت حدیث کے مقابلہ میں دنیا کی کون سی شہادت پیش کی جا سکتی ہے، اس موقع پر میں رجال اور اصول حدیث کی تفصیلات میں پڑنا نہیں چاہتا کہ یہ بحث بہت لمبی ہے، اور اس مضمون کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو اس سے واقف ہیں، اس لئے سوال ہے کہ حدیث کی صحت اور روایت کے اصولِ شہادت کے مقابلہ میں وہ دنیا کی کون سی شہادت اور کس تاریخی سرمایہ کو پیش کر سکتے ہیں، اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو جس اصول کو ساری دنیا کی تاریخ کے علم یقین کے لئے مانا جاتا ہے۔ اسے روایت حدیث میں کس طرح غلط یا ناقابل یقین ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم روایات صحابہ کو ناقابل اعتبار سمجھتے ہیں تو ہمارے پاس خود اسلام کی تاریخ کا کیا ثبوت اور کیا ذریعہ رہ جاتا ہے۔ کلام اللہ عہد رسالت کی تاریخ کی حیثیت سے بالکل ناکافی ہے۔ اس میں خاص خاص اہم واقعات کے صرف اشارات ہیں، یا زیادہ سے زیادہ مجمل بیانات ہیں، پھر اسلام کی ابتدائی تاریخ کہاں سے مرتب ہوتی ہے۔ عرب جاہلی کے عقائد کیا تھے، رسوم کیا تھے، معاشرت کیا تھی، اسلام نے اس میں کیا اصلاح کی، رسول اللہ صلعم کو تبلیغ اسلام میں کیا کیا واقعات پیش آئے، دعوت اسلام، اس راہ کے شدائد، مشرکین کی مخالفت، ہجرت، مدنی زندگی، غزوات، مشرکین، منافقین اور یہود و نصاریٰ کا طرز عمل، انصار و مہاجرین اور اکابر صحابہ کی قربانیاں، غرض نبوت کی پوری ۲۳ سالہ تاریخ کس چیز سے مرتب ہوئی ہے، حدیث سے اور صرف حدیث سے، اور اس پر ایسا ہی یقین ہے جیسے اپنے زمانہ کے عینی مشاہدات پر، پھر اسلام کی تاریخ میں تو حدیث کو علم یقین کا درجہ دیا جائے اور قرآن کی تفسیر میں اس کو ناقابل اعتماد ٹھہرایا جائے، آخر کس اصول پر، صرف من مانی تاویلات کے لئے حدیثیں طبری اور ابن اثیر سے بھی گئی گذری ہوئیں، کہ ان سے تو ثبوت لایا جائے، ان کے بیانات کو تو یقین کا درجہ دیا جائے، لیکن حدیث کو یہ درجہ بھی حاصل نہیں، اس تفصیل سے یہ واضح ہو گیا کہ خالص علمی اور فطری اصول سے بھی ہم احادیث کو نظر انداز نہیں کر سکتے بلکہ ان کی صداقت کے اعتراف پر مجبور ہیں اور اسلام کی تاریخ میں بغیر اس کے چارہ کار ہی نہیں ہے۔ (باقی)

شرح دیوانِ حافظؒ

(از مدیر معاون)

مرحبا اے پیک مشتاقاں بدہ پیغام دوست

تاکنم جاں از سر رغبت فدائے نام دوست

ترجمہ :- مشتاقوں کے نامہ بر مرحبا۔ دوست کا پیغام سنا، تاکہ میں اپنی جان کو دوست کے نام پر فدا کردوں۔

تشریح :- عاشق جو محبوب کے پیام کے لئے سراپا اشتیاق ہے پیام بر کو دیکھ کر کہتا ہے شاباش، خوش باش تم انتظار میں آئے اور خوب آئے۔ اب دوست کا پیام سناؤ تاکہ میں اپنی جان کو دوست کے نام پر فدا کردوں کہ میں اس کے پیغام ہی کا منتظر تھا اور اجازت کا خواستگار۔

قرب محبوب ایک بڑی نعمت ہے اور بڑی ریاضت کے بعد بھی اس وقت نصیب ہوتی ہے جبکہ محبوب قربت کی اجازت دیدے عاشق با مالک اجازت کا خواستگار رہے اور پیام بر کو پاکر خوش ہوجاتا ہے اور بے چینی سے پیام محبوب سننا چاہتا ہے تاکہ اجازت پاکر قرب محبوب حاصل کرنے کے لئے اس پر اپنی جان فدا کردے

سر ز مستی بر نگیرد تا بہ صبح روز حشر

ہر کہ چوں من در ازل یک جرعہ خورد از جام دوست

ترجمہ :- جس شخص نے میری طرح ازل کے دن دوست کے جام میں سے ایک گھونٹ بھی پی لیا ہے، وہ روز قیامت کی صبح تک مستی و بیہوشی سے ہوش میں نہ آئے گا۔

تشریح :- شراب محبت یا شراب عہد الست کے خمار کا ذکر شاعر اس شعر میں کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ جس شخص نے سچی محبت کی شراب کا ایک گھونٹ بھی پی لیا ہے، وہ دنیا اور مافیہا سے بیگانہ بن گیا ہے غیریت کا جذبہ اس میں باقی نہیں رہا ہے، اور وہ محبت الٰہی میں اس قدر بیخود و بیہوش ہے کہ روز قیامت کی صبح تک کوئی چیز بھی اس کے خمار کو دور نہیں کرسکتی۔

واقعہ یہ ہے کہ محبت الٰہی کی شراب اس قدر تیز و تند ہے کہ جب انسان پر اس کا خمار چڑھتا ہے، تو پھر خدا کے سوا کوئی چیز اس کو نظر نہیں آتی۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے، سب کی سنتا ہے لیکن جلوۂ محبوب میں ہر وقت گم رہتا ہے۔ کھاتا پیتا ہے لیکن دھیان خدا ہی میں لگا رہتا ہے۔

میل من سوئے وصال و قصد او سوئے فراق

ترکِ کام خود گرفتم تا بر آید کام دوست

ترجمہ :- میں وصال کا خواہش مند ہوں، اور دوست فراق پسند کرتا ہے۔ میں نے دوست کی خواہش پوری کرنے کے لئے اپنی خواہش کو ترک کر دیا ہے۔

تشریح :- اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دوست کی خواہش عاشق کی خواہش کے خلاف ہوتی ہے۔ مثلاً عاشق چاہتا ہے کہ دیدار محبوب، وصالِ یار اور ہم کلامی نصیب و میسر ہو۔ لیکن محبوب ان باتوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس لئے نہیں کہ عاشق کو اذیت ہو۔ اس لئے نہیں کہ عاشق بر وقت تکلیف اٹھاتا رہے بلکہ محبت کے جذبہ کو بڑھانے۔ محبت میں استوار رکھنے۔ اور سب کچھ محبت کے نام پر قربان کردینے کے لئے عاشق اگر اپنے جذبہ میں صادق ہے، راحت و تکلیف اور مسرت و اذیت سب کو دوست کا عطیہ سمجھتا ہے اور گھبراتا نہیں۔ شاعر اسی کیفیت کا اظہار اس شعر میں کرتا اور بتاتا ہے کہ عاشق وصال یار کا خواہش مند ہے اور محبوب فراق کا، چونکہ محبوب کی خواہش تمام خواہشات سے بالاتر ہے۔ اس لئے عاشق اپنی خواہش کو ترک کردیتا ہے۔ اور فراق کو خوشی سے برداشت کرلیتا ہے۔ خاصان خدا کی بدحالی۔ بے سرو سامانی اور ابتلاء جسمانی وغیرہ اسی کیفیت کی تفسیر ہیں۔ جس قدر قرب زیادہ ہوگا۔ اسی قدر بعد نظر آئیگا۔

حافظ اندر درد و غم میسوز و با درمان ساز

زانکہ درمانی ندارد درد بے درمان دوست

ترجمہ :- حافظ محبوب کے درد و غم میں جلتا رہ اور علاج نہ کر۔ اس لئے کہ دوست کا درد لاعلاج ہے۔

تشریح :- محبت و عشق کا مرض لاعلاج مرض ہے، اس لئے جو لوگ اس مرض میں مبتلا ہوں ان کو چاہیئے کہ ازالۂ مرض کی کوشش نہ کریں یعنی جو لوگ طریقت کی راہ اختیار کرچکے ہیں، وہ صبر و استقامت سے کام لیں شوق زیارت پورا نہ ہو تو صبر کریں، کسی خاص مقام تک پہنچنے میں خرابی پیش آئیں تو گھبرائیں نہیں۔ یہ راستہ مشکلات سے پر ہوتا ہے، اور کسی مشکل کا

ابن ماجہ شریف کامل اردو

(از ترجمہ جناب مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۹۸) حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اپنے والد بزرگوار سے روایت فرماتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے فرمایا کہ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

(۹۹) حضرت عروہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضہ نے مجھ سے کہا کہ اے عروہؓ! تیرے دونوں باپ ابو بکرؓ اور زبیرؓ وہ لوگ ہیں جنہیں مصیبت کے وقت اللہ اور اس کے رسولؐ نے مدد دی

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کے فضائل

(۱۰۰) حضرت جابر رضہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت طلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گذرے۔ حضورؐ نے فرمایا شہید زمین پر چل رہا ہے۔

(۱۰۱) حضرت معاویہ بن سفیان روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلحہؓ کو دیکھا اور فرمایا یہ وہ شخص ہے جو اپنی موت سے پہلے مر چکا ہے، اور اسے موت کی کوئی پروا نہیں۔

(۱۰۲) حضرت قیسؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت طلحہؓ کے اس بیکار ہاتھ کو دیکھا جس سے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احد کے دن بچایا۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے فضائل

(۱۰۳) حضرت سعیدؓ بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے سُنا، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن مجھ پر اپنے ماں باپ قربان کئے اور فرمایا۔ اے سعدؓ تیر چلائے جا تجھ پر میرے ماں اور باپ دونوں قربان ہوں۔

(۱۰۴) حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے میں وہ پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کے رستہ میں تیر اندازی کی۔

(۱۰۵) سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد رضہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے میں اس وقت اسلام لایا جبکہ کوئی اسلام نہیں لایا تھا۔ اور میں نے اس پر سات دن غور کیا۔ اور میں اسلام قبول کرنے والوں میں سے تیسرا شخص ہوں۔

اصحاب عشرہ مبشرہ کے فضائل

(۱۰۶) سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابو بکرؓ جنتی ہیں، عمرؓ جنتی ہیں، عثمانؓ جنتی ہیں، علیؓ جنتی ہیں، طلحہ رضہ جنتی ہیں، زبیر رضہ جنتی ہیں، سعدؓ جنتی ہیں، عبد الرحمنؓ بن عوف جنتی ہیں۔ عرض کیا گیا نویں کون ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں۔

(۱۰۷) سعید بن زید رضہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ذمہ داری کے ساتھ کہا کہ میں نے حضورؐ کو فرماتے سُنا حرا ٹھیر جا تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا اور کوئی نہیں اور حضورؐ نے ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہ رضہ زبیرؓ، سعدؓ، ابن عوف رضہ اور سعید بن زید رضہ کے نام لئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کی فضیلت

(۱۰۸) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل نجران سے فرمایا میں تمہارے ساتھ ایک ایسے آدمی کو بھیجنے والا ہوں جو سچا اور امانت دار ہے۔ لوگوں نے عرض کیا، حضورؐ! پھر ہمیں اس سے شرف بخشیے حضورؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو ان کے ساتھ بھیجا۔

(۱۰۹) حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ رضہ کے متعلق فرمایا۔ یہ اس امت کے امین ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی فضیلت

(۱۱۰) حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں کسی شخص کو خلیفہ بناتا تو ابن ام عبد کو بناتا (ام عبد حضرت عبد اللہ بن مسعود کی والدہ تھیں)

(۱۱۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضہ اور حضرت فاروق رضہ نے مجھے خوش خبری سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی قرآن حکیم کو صحیح و درست پڑھنا چاہتا ہے وہ ابن ام عبد کی قرأت پر پڑھے (ام عبد حضرت عبدؓ اللہ ابن مسعود کی والدہ تھیں)

حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کی فضیلت

(۱۱۲) حضرت عباس بن عبد المطلبؓ فرماتے ہیں کہ ہم قریش کی ایک جماعت کے پاس سے گذرا کرتے تھے اور وہ باتیں کرتے ہوتے تھے، مگر جب ہم ان کے قریب پہنچے تو وہ خاموش ہو جاتے۔ ہم نے یہ قصہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں۔ خدا کی قسم کسی دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوگا، جب تک وہ میرے اہل بیت کو میری قرابت کی وجہ سے عزیز نہیں رکھے گا۔

(۱۱۳) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے مجھے دوست بنالیا ہے۔ اسی طرح جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا تھا۔ میری اور حضرت ابراہیمؑ کی جگہ جنت میں آمنے سامنے ہوگی۔ اور دو خلیلوں کے درمیان حضرت عباسؓ ایک مومن ہوں گے۔

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی فضیلت

(۱۱۴) حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت حسنؓ کے متعلق فرمایا۔ اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر، اور اس سے بھی محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ یہ فرمایا اور حضرت حسنؓ کو سینے سے لگالیا۔

(۱۱۵) حضرت ابو ہریرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے نفرت کی۔ سعید بن ابی راشدؓ فرماتے ہیں کہ ان سے یعلیٰ بن مرہ نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ایک کھانے پر گئے جس پر انہوں نے حضورؐ کو مدعو کیا تھا کہ راستہ میں حضرت حسینؑ کھیلتے دکھائی دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بازو پھیلا لوگوں سے آگے بڑھ آئے اور صاحبزادے کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھاگتے رہے، اور حضورؐ انہیں ہنساتے رہے۔ یہاں تک کہ حضورؐ نے انہیں پکڑ لیا۔ اور دہنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی اور دوسرا سر کے آخر میں رکھا اور منہ چوما اور فرمایا حسینؑ میرے ہیں اور میں حسینؑ کا ہوں اے اللہ تو بھی دوست رکھ جو حسینؑ کو دوست رکھے۔ حسینؑ میری اولاد ہیں۔

(۱۱۶) زید بن ارقم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسن و حضرت حسین علیہم السلام سے فرمایا کہ جو تم سے مصالحت رکھے میں ان کا دوست ہوں، اور جو تم سے دشمنی رکھے میں ان کا دشمن ہوں۔

(باقی آئندہ)

نسائی شریف کامل اُردو

(مترجمہ حضرت مولینا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۳۴) حضرت عبد الرحمٰنؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ مجھے ضروری نہانا ہے مگر پانی نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ایسی صورت میں نماز نہ پڑھو (حضرت عمارؓ پاس ہی کھڑے تھے) انہوں نے فرمایا۔ امیر المومنین آپ کو یاد نہیں کہ میں اور آپ ایک دفعہ سفر میں تھے۔ اتفاق سے دونوں کو نہانے کی حاجت ہوگئی لیکن نہانے کے لئے پانی نہیں تھا۔ آپ نے نماز نہ پڑھی۔ مگر میں نے پورے جسم کو خاک آلودہ کر لینے کے بعد نماز پڑھ لی۔ ہم دونوں جب واپس لوٹے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو یہ واقعہ سنایا حضورؐ نے فرمایا۔ سارے جسم کو خاک آلودہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر تم زمین پر اس طرح ہاتھ مار لیتے تو کافی ہوتا۔ یہ فرما کر حضورؐ نے زمین پر ہاتھ مارے اور مٹی کو پھونک کر ہاتھوں کو منہ اور ہاتھوں پر مل لیا۔

حضرت عمر رضؓ نے یہ سنکر فرمایا، اس قصہ کی صداقت و عدم صداقت کی تمام تر ذمہ داری تم ہی پر عائد ہوتی ہے۔

ایک تیمم سے کئی نمازیں پڑھنا

(۱۳۵) حضرت ابوذر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا پانی نہ ملنے کی صورت میں پاک مٹی مسلمان کے لئے وضو ہے، خواہ دس سال تک پانی نہ ملے۔

(۱۳۶) **پانی پاک ہے**۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضورؐ نے اس پانی سے وضو کر لیا، جو حضورؐ کے ایک حرم کے غسلِ جنابت سے بچا تھا، حضورؐ وضو فرما چکے تو حرمِ محترم نے عرض کیا کہ حضورؐ یہ تو غسلِ جنابت سے بچا ہوا پانی تھا۔ حضورؐ نے فرمایا پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔

(۱۳۷) حضرت ابوسعید رضؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضؓ نے حضورؐ سے مدینے کے ایک کنوئیں "بضاعہ" کے پانی سے وضو کر لینے کے متعلق پوچھا، اس کنوئیں میں کتوں کے گوشت، حیض کے کپڑے اور دوسری بدبودار چیزیں ڈالی جاتی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔

حیض کے دنوں کی نماز قضا نہ کی جائے

(۱۳۸) **حیض کے دنوں کی نماز** حضرت معاذہ عدویہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا کیا حائضہ حیض کے دنوں کی نماز حیض سے پاک ہونے کے بعد قضا کرے، حضرت عائشہ رضؓ نے جواب دیا کیا تو خارجی عورت ہے۔ ہمیں حضورؐ کی موجودگی میں حیض آتا تھا۔ مگر ہم نے تو حیض کے دنوں کی نماز حیض سے پاک ہونے کے بعد کبھی قضا نہیں کی، اور نہ حضورؐ نے ہی ہمیں قضا کا حکم دیا۔

(۱۳۹) **حائضہ عورتیں عیدگاہ تک جا سکتی ہیں۔**

حضرت ام عطیہ رضؓ فرماتی ہیں کہ سرورِ کون و مکان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میرے ماں اور باپ قربان ہوں، حضورؐ نے فرمایا جوان لڑکیوں، پردہ میں بیٹھنے والیوں اور حائضہ عورتوں کو مسلمانوں کے ساتھ عیدگاہ میں جانا چاہیے البتہ حیض والی عورتیں نماز نہ پڑھیں۔

پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی تفصیل

(۱۴۰) **معراج کی رات کتنی نمازیں فرض ہوئیں ؟**

حضرت صعصعہ بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھ سے معراج کا قصہ بیان فرمایا اور آخر میں فرمایا معراج کی رات مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ میں یہ حکم سنکر حضرت موسیٰؑ کے پاس پہنچا انہوں نے کیفیت پوچھی۔ میں نے کہا۔ مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ میرے دوست! میں تم سے زیادہ لوگوں کی حالت سے واقف ہوں۔ میں نے بنی اسرائیل کی حالت بہتر بنانے کے لئے بڑی جد وجہد کی ہے۔ تمہاری امت اتنی نمازیں ادا نہ کر سکے گی، تم اللہ کے حضور میں واپس جاؤ، اور نمازوں میں تخفیف کراؤ۔

حضورؐ نے فرمایا میں موسیٰؑ کے مشورہ پر اللہ کے حضور میں حاضر ہوا، اور تخفیف کی درخواست پیش کی۔ اللہ تعالےٰ نے پچاس کی بجائے چالیس نمازیں کر دیں۔ میں واپسی میں جب حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا، انہوں نے حالت دریافت کی۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا پھر اللہ کے

پاس جاؤ۔ میں پھر اللہ کے حضور میں حاضر ہوا اور تخفیف کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کر دیں میں واپسی میں حضرت موسیٰؑ کے پاس پھر گیا۔ انہوں نے مجھے پہلے کی طرح واپس لوٹا دیا اور مزید تخفیف کا مشورہ دیا۔ میں پھر اللہ کے حضور میں حاضر ہوا اور تخفیف کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کر دیں۔ میں واپسی میں پھر موسیٰؑ کے پاس پہنچا۔ انہوں نے پھر مجھے مزید تخفیف کی خاطر لوٹا دیا۔ میں پھر اللہ کے حضور میں حاضر ہوا۔ اللہ نے دس نمازیں اور کم کر دیں۔ پانچویں دفعہ حضرت موسیٰؑ کے کہنے سے میں پھر اللہ کے حضور میں حاضر ہوا اور تخفیف کی درخواست کی۔ اللہ نے پانچ اور کم کر دیں، حضرت موسیٰؑ نے پانچ نمازوں کا حکم سنکر مجھے پھر لوٹانا چاہا۔ مگر میں نے اللہ کے حضور بار بار جانے میں شرم محسوس کی اور کہا کہ اب تو میں نہیں جا سکتا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے ندا آئی کہ میں نے پانچ نمازیں فرض کر دیں۔ میرا حکم جاری ہے اور میں نے بندوں سے تخفیف کر دی ہے۔ میں ایک نیکی کے بدلے میں دس گنا ثواب دونگا۔

(۱۴۱) **کتنی رکعت نماز فرض ہے؟** حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سرورِ کون و مکاں کی زبان سے حضر میں چار رکعتیں، سفر میں دو رکعت اور خوف کے عالم میں ایک رکعت فرض کی۔

(۱۴۲) **دن اور رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں؟** حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ ایک نجدی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ حضورؐ سے باتیں کر رہا تھا۔ ہمیں یہ تو نظر آ رہا تھا کہ وہ حضورؐ سے باتیں کر رہا ہے، لیکن کیا باتیں کر رہا ہے، یہ ہم سن نہ سکے۔ جب قریب ہوا تو سنا کہ اس نے حضورؐ سے پوچھا اسلام کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا۔ یہ کہ تم دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھو، اس نے عرض کیا اس کے سوا اور کوئی نماز فرض نہیں۔ فرمایا نہیں۔

(۱۴۳) **پانچ نمازوں کی تاکید۔** حضرت عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضورؐ نے فرمایا تم لوگ بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیئے اور عرض کیا حضورؐ ہم نے بیعت تو کر لی لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ بیعت کس چیز کے لئے کی۔ حضور نے فرمایا خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھنا۔ اور تیسری بات آہستہ سے کہی کہ کسی سے سوال نہ کرنا۔

(باقی آئندہ)

خلاصہ موضوعاتِ کبیر مُلّا علی قاریؒ

معہ
تاریخ و تدوین حدیث

(از جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب الشہابی اکبر آبادی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

غرضکہ بے احتیاطیوں کی بدولت "صحیح کے ساتھ "موضوعات" اور اغالیط کا ایک دفتر بے پایاں تیار ہوگیا[۱]۔

لوگوں کو وضع حدیث کی زیادہ جرأت اس وجہ سے اور ہوتی تھی کہ اس وقت تک اسناد روایت کا طریقہ جاری نہیں ہوا تھا۔ جو شخص چاہتا قال رسول اللہؐ کہہ دیتا۔ اور اثبات سند کے مواخذہ سے بری رہتا!"

ترمذی نے کتاب العلل میں امام ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ پہلے زمانہ میں لوگ اسناد نہیں پوچھا کرتے تھے۔ جب فتنہ پیدا ہوا تو اسناد کی پوچھ گچھ ہوئی۔ تاکہ اہل سنت کی حدیثیں لی جائیں اور اہل بدعت کی ترک کی جائیں۔ لیکن حدیث کی بے اعتباری اہل بدعت پر موقوف نہ تھی۔ اس لئے یہ احتیاط چنداں مفید نہ ہوئی اور غلطیوں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نزہۃ النظر میں لکھتے ہیں۔ ابن صلاح کا بیان ہے کہ حدیث متواتر نادر الوجود ہے۔

وضع حدیث کے بعد مسامحات۔ غلط فہمیاں۔ بے احتیاطیاں جن کی وجہ سے ہزاروں اقوال حکمائے یونان و ایران رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب ہوگئے۔ جیسے مثلاً مجوس میں نحوست و نظر بد کا عقیدہ تھا۔ حدیث میں جابجا نحوست و نظر بد کی تائید ہے اور اس کے اثر کو زائل کرنے کے وہی طریقے ہیں جو مجوس میں مروج تھے مسلم میں ہے رسول اللہؐ نے فرمایا نظر لگنا حقیقت ہے۔ اور جو کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھ گئی تو نظر ہی ہے۔ اور تم سے کہا جائے کہ غسل کرو تو غسل کرلو (مجوس کا طریقہ تھا کہ نظر بد کو دور کرنے کے لئے غسل کرتے اور اسپند آگ میں جلاتے)

بعض محدثین کا قاعدہ تھا کہ حدیث کے ساتھ حدیث کی تفسیر بھی بیان کرتے جاتے تھے۔ اور اکثر حروف تفسیر حذف کر دیتے تھے، جس سے سامعین کو دھوکا ہوتا، اور وہ ان کے تفسیری جملوں کو بھی حدیث مرفوع سمجھ لیتے تھے۔ تعجب یہ ہے کہ اس قسم کے مسامحات بڑے بڑے ائمۂ حق سے صادر ہوئے[۲]۔

امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک دن ہرم قرشی نے امام شافعی سے کہا کہ آپ وہ حدیثیں لکھوائیے جو رسول اللہؐ سے ثابت ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ارباب معرفت کے نزدیک صحیح حدیثیں کم ہیں۔ کیونکہ ابوبکر صدیق رضؓ نے جو حدیثیں رسول اللہ سے روایت کیں ان کی تعداد سترہ سے زیادہ نہیں ہے۔ عمر بن الخطابؓ باوجود اس کے کہ رسول اللہ کے بعد مدت تک زندہ رہے۔ ان کی روایت سے پچاس حدیثیں بھی ثابت نہیں۔ حضرت عثمانؓ کا بھی یہی حال ہے حضرت علیؓ اگرچہ لوگوں کو حدیث سیکھنے کی ترغیب دلاتے تھے لیکن ان سے بھی کم حدیثیں مروی ہیں۔ کیونکہ وہ مطمئن نہیں رہے۔ ان سے جو حدیثیں مروی ہیں اکثر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کی ہیں۔ ان لوگوں کے سوا اور صحابہ سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ لیکن اہل معرفت کے نزدیک وہ تمام روایتیں صحیح سند سے ثابت ہیں[۳]۔

میمون کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے سنا ہے وہ کہتے تھے، تین کتابوں کی کچھ اصل نہیں ہے۔ مغازی۔ ملاحم۔ تفسیر۔

حضرت امام احمد بن حنبل نے تفسیر کلبی کے لئے کہا، اول سے آخر تک کذب ہے۔ ایسے ہی مقاتل بن سلیمان کے تفسیری نکات کا درجہ ہے۔ امام شافعی نے فرمایا کتب واقدی کذب ہیں البتہ مغازی میں موسی بن عقبہ کی کتاب سے کوئی زیادہ صحیح نہیں۔

علامہ سیوطی نے ابن جوزی سے حکایت کی ہے کہ جن کی حدیثوں میں وضع اور کذب اور قلب واقع ہوا ہے کئی قسمیں ہیں۔ بعض ان سے

علہ سیرت النعمان صفحہ ۸۲

علہ سیرت النعمان علہ مناقب الشافعی از امام رازی فصل ثامن شرح مذہب شافعی۔

وہ ہیں جن پر زہد غالب ہوا، تو حفظ سے غافل ہوتے یا کتابیں جاتی رہیں تو یاد سے ہی حدیثیں بیان کرنے لگے تو نقل میں غلطی. اور بعض ثقہ لوگ ہیں لیکن آخر عمر میں ان کی عقل مختلط ہو گئی. اور بعض جگہ سہو سے خطا ہوا. پھر اس نے صواب معلوم کیا تو بسبب حمیت کے نہ لوٹ سکا. تاکہ لوگ اس کو غلطی کی طرف منسوب نہ کریں. اور بعض ان میں سے زندیق ہیں جنہوں نے شریعت میں فساد ڈالنے کے لئے اور دین میں شک اور تکمیل کرنے کے لئے قصداً حدیثیں بنائیں.

اور بعض زندیقیوں نے تبلیغ کہلانے کے لئے ایسی حدیثیں بیان کیں جو کتاب میں نہیں تھیں. اور بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنے دین کی نصرت کے لئے حدیثیں بنائیں، اور بعض نے ترغیب اور ترہیب کے لئے بنائیں. اور بعضوں نے حسین کلام کرنے کیلئے سندیں وضع کیں. اور بعضوں نے بادشاہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے. بعض قصہ خوانوں نے ایسی حدیثیں جن میں نرمی اور خرچ کا ذکر تھا وضع کیں خطیب بغدادی نے اپنی سند سے حماد بن سلمیٰ سے روایت کی ہے کہ مجھ کو ایک شیخ سے خبر ملی کہ وہ حدیث وضع کرنے میں کمیٹیاں کرتے تھے.

اخبرنی الشیخ من الرافضہ انہم کانوا یجتمعون علی وضع الاحادیث.

داستان وضع حدیث

جھوٹی حدیثیں بنانے کی غرض مختلف ہیں. جیسا کہ علامہ ابن جوزی نے فرمایا. الحاد و زندقہ کے سبب سے زیادہ اس کا ارتکاب کیا جن میں ابن سعد کوفی اور محمد بن سعید شامی مشہور ہیں. ان لوگوں نے حدیث بنائی اور اس کو صحیح حدیث کی طرح بیان کیا جیسا کہ محمد بن سعید نے انس بن مالک سے اس حدیث کو روایت کیا.

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی الا ان یشاء اللہ

پس اس نے اپنے الحاد کے سبب اس اشتباہ کو زیادہ کر دیا. ایسے ہی ابو عینا نے کہا کہ میں نے اور جاحظ نے حدیث رباغ فدک[1] بنائی، اور اس کو بڑے بڑے شیوخ بغداد نے نقل کیا کہ سبھوں نے اس کو مانا. سوائے ابن شیبہ علوی کے کہ انہوں نے کہا کہ اس حدیث کا آخر اول سے نہیں ملتا اور اس کے قبول کرنے سے انکار کیا.

[1] جناب عروہ سے صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۹۱ میں حدیث فدک مروی ہے اس کی سند میں عقیل بن خالد زہری اور لیث ہے. میزان الاعتدال میں ہے. امام احمد و یحییٰ بن قطان کے نزدیک عقیل ضعیف الحدیث ہے.

مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ہے جس کی شرح حضرت عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو رسالہ پیشوا کیلئے مخصوص ہے)

(ترجمہ مولانا عبدالفتاح صاحب فضلی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

بیشک وہ نور بلا و مصیبت کی سوزش و تیزی و تلخی کو بجھا دے گا۔ اور نیز تمہارے صبر و موافقت حکم خدا کی سردی بجھا دیگی۔ اور اس سوزش و جلن کو ٹھنڈا کر دے گی، جو بلا کی صورت میں تم پر نازل ہوئی یا تم سے نزدیک ہوئی ہے۔ وہ بلا اس لئے نہیں نازل ہوئی ہے کہ تم کو ہلاک کر ڈالے۔ بلکہ وہ اس لئے آئی ہے کہ تمہاری آزمائش کرے اور اس سے تمہارا ایمان ثابت و قائم ہو جائے، اور تمہارے یقین کی بنیاد مضبوط ہو جائے، اور تمہارا دل تم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے خوشخبری سناوے کہ تمہارے بلا پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی و خوش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

ولنبلونکم حتیٰ نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلو اخبارکم — میں تم کو اس لئے مبتلا کرتا اور تکلیف میں ڈالتا ہوں کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو جہاد و صبر کرتا ہے۔ اور تمہاری آزمائش کرتا ہوں جس اعمال کا حسن و قبح کھل جائے۔

پس جب اللہ تعالےٰ کے ساتھ تمہارا ایمان ثابت و مضبوط ہو جائے اور حق تعالےٰ کے فعل پر تمہارے یقین کی موافقت ہو جائے۔ اور یہ سب محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل و نعمت و احسان سے ہوتا ہے۔ پس تم ایسے موقع پر ہمیشہ صبر کرتے رہو اور قضا و قدر کی موافقت اور اس کے احکام کو تسلیم کرتے رہو۔ اپنے یا غیر کے لئے کوئی ایسی نئی بات پیدا نہ ہونے دو جو دائرہ امر و نہی سے باہر ہو۔ لہٰذا جو حکم اللہ تعالیٰ کا ہو، فوراً اس کو کان لگا کر سنو اور اس کی تعمیل و فرماں برداری کے لئے اپنی طاقت سے عجلت کرو۔ آرام، سستی، کسل کو چھوڑ دو۔ کوشش عمل کے بغیر تقدیر الٰہی پر بھروسا نہ کرو (جہل میں نہ پڑو) بلکہ ادائیگی امر حق میں اپنی طاقت و کوشش کو صرف کرو۔ لیکن اگر اوائے امر حق کما حقہ تم سے نہیں ہو سکتا تو اپنے مولا عزوجل کی پناہ پکڑو۔ اپنی ناطاقتی اور تقصیر پر عذر خواہی کرو۔ عاجزی کرو۔ اور روؤ۔ اور تلاش و تحقیقات کرو کہ ادائے امر حق میں جو تم سے تقصیر و ناتوانی ہوئی، اس کا باعث کیا ہے۔ اور طاعت الٰہی میں سرفراز حاصل کرنے سے کونسی چیز تمہاری سد راہ ہوئی ہے۔ یعنی دل میں سوچو کہ اس بے توفیقی و نارسائی کا کیا سبب ہے۔ ممکن ہے کہ یہ عجز و درگردانی تمہارے دعوے کی نحوست سے ہو جو تم قرب حق و وصول مقامات علیہ کی بابت جھوٹے و بے دلیل دعوے کرتے ہو اور طاعت حق کے ادب کا لحاظ نہ کرنے اور جیسا کہ چاہیئے ادا نہ کرنے سے ہو۔ اور تمہاری حماقت و سستی سے اور اپنی قوت و قدرت پر بھروسہ کرنے سے ہو اور اپنے عمل خیر پر غرہ کرنے اور حق تعالےٰ میں اپنے نفس و ہوا و خلائق کو شریک کرنے (بطور ریا و سمعہ) سے ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے دروازے سے کھدیڑ دیا، لوٹا دیا، بیکار کر دیا۔ اور تم کو اپنی طاعت و خدمت سے خارج کر دیا اور اپنی مدد و توفیق کا سلسلہ تم سے منقطع کر لیا اور تمہاری طرف سے منہ پھیر لیا یعنی اپنی مہربانی و رعایت و کرم کو پھیر لیا۔ اور تم پر غصہ ہوا اور دشمن سمجھا، دھتکار دیا۔ اور تم کو اس نے دنیا، ہوا، خواہش اور آرزو میں مشغول کر دیا۔ اور یہی وہ بلائیں و فتنیں ہیں جن میں اللہ تعالےٰ نے تم کو پھانس رکھا ہے، اور اپنی درگاہ قرب و رضا سے دور ڈال رکھا ہے۔ کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہی چیزیں تم کو تمہارے خدا سے دور پھینکنے والی اور جدا کرنے والی ہیں۔ اور تم کو اس کی چشم عنایت سے گرا دینے والی ہیں جس نے تم کو پیدا کیا اور ابتدائے پیدائش سے آخر تک تمہاری پرورش کی، اور تم کو مال و دولت کا مالک بنا دیا۔ اور بلا معاوضہ کسی خدمت کے محض اپنی مہربانی سے نعمتیں بخشیں۔ ڈرو۔ پرہیز کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ تم کو کسی غیر مولا کی طرف مشغول کر دیوے۔ ہر چیز جو اللہ تعالےٰ کے سوا ہے وہی غیر ہے۔ اور چونکہ غیر کی طرف توجہ و التفات اور طاعت مولا کے ذکر پر غیر کو ترجیح دینے اور قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ پس تم اللہ تعالےٰ پر غیر کو مت قبول کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تم کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس تم اپنے اوپر ظلم مت کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے امر کی طرف سے روگردانی کر کے دوسرے کی طرف مشغول ہو جاؤ (اگر ایسا کرو گے) تو تم کو وہ دوزخ میں ڈالے گا جس کے ایندھن پتھر اور آدمی ہیں، اس وقت تم پچھتاؤ گے اور پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا۔ اور تلافی نہ ہو سکے گی۔ تم عذر کرو گے مگر

معذور نہ سمجھے جاؤ گے۔ فریاد کروگے مگر فریاد رسی نہ کی جائے گی۔ رضا مندی چاہو گے مگر حاصل نہ کر سکو گے۔ دنیا میں واپس آنے کی خواہش کرو گے تاکہ خراب شدہ اعمال کو درست کرو اور نیک اعمال کی کمی کو پھر سے کرکے پوری کرو لیکن دنیا میں واپس نہ کئے جاؤ گے تم اپنی جان پر شفقت و مہربانی کرو۔ اور جو آلات و اوزار تم کو اللہ تعالےٰ کی فرماں برداری کے لئے عطا کئے گئے ہیں ان کو استعمال کرو اور کام میں لاؤ۔ وہ آلات کیا ہیں؟ "عقل" ہے کہ اس کی مدد سے شریعت کے احکام کو سمجھ سکتے ہو۔ اللہ تعالےٰ کے وجود ذات وصفات پر دلیل پیدا کر سکتے ہو۔ "ایمان" ہے کہ جس سے امر و نہی کو قبول کرو گے "معرفت" ہے کہ اس سے ذات و صفات حق کو جو عقل نے بتایا اور ایمان نے پہنچوایا ہے معلوم کر لوگے۔ "علم" ہے یعنی علم کتاب وسنت کہ اس سے اللہ کے راستہ پر چلنے کا طریقہ معلوم کرو گے۔ پس چاہیئے کہ ان سب سے کام بیکار نہ جانے دو۔ ان چیزوں کی روشنی سے حوادث عالم کی تاریکی میں نور حاصل کرو۔ یہ حوادث بھی تقدیر الہی سے آتے ہیں اور مصائب و مہالک کی وجہ سے دلوں کو تنگ و تاریک کرتے ہیں۔ تم اللہ تعالےٰ کے امر و نہی پر چنگل مارو اور اپنے مولا کی قرب و وصول کی راہ میں امر و نہی کے موافق سیر و سلوک کرو۔ اور جو چیز امر و نہی کے سوا احکام قضا و قدر سے ہے، یا اپنی معاش کے احوال و اوضاع سے ہے، اس کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کرو، جس نے تم کو پیدا کیا اور نشو و نما دیا۔ جس نے تم کو خاک سے پیدا کرکے پرورش کیا ہے، اس کے ساتھ کفر مت کرو۔ اس نے تم کو ایک نطفہ (قطرۂ منی) سے پیدا کیا پھر ایسی ترتیب سے برابر و معتدل و مضبوط کیا کہ ایک مکمل انسان تم کو بنا دیا تم اس کے حکم کے خلاف کسی چیز کی خواہش نہ کرو۔ اور اس کی نہی کے سوا کسی چیز کو برا نہ جانو، دنیا و آخرت سے صرف امر حق پر قناعت کرو۔ اور دنیا و آخرت میں صرف اس چیز کو مکروہ رکھو اور برا جانو جس کی بابت نہی ہے۔ یعنی چاہیئے کہ جہاں تم کے لئے مکلف کئے گئے ہو۔ اور آخرت میں جہاں اس کا ثواب ملے گا، تم اپنی خوشی و ناخوشی کو امر و نہی الہی پر اور بجا آوری عبادت و تعمیل حکم پر رکھو اور بس۔

پس ہر مراد اسی مراد کے تحت میں ہو اور ہر مکروہ، اسی مکروہ کے تحت میں رہے۔ جب تم زیر فرمان خدا رہو گے تو تمام کائنات تمہارے زیر فرمان رہے گی۔ اور جب تم اللہ تعالےٰ کے منہیات کو (ان چیزوں کو جن کی بابت نہی ہے) برا سمجھو گے اور ان پر عمل نہ کرو گے تو تمام ناخوشیاں و مکروہات تم سے بھاگ جائیں گی

چاہے تم جہاں رہو اور جہاں منزل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے بعض صحائف میں جو اپنے پیغمبروں پر بھیجا ہے فرمایا ہے :۔

یا ابن آدم انا اللہ لا الہ الا	اے بنی آدم میں خدا ہوں اور میرے
انا اقول لشئ کن فیکون اطعنی	سوا کوئی خدا نہیں ہے جس چیز کو
اجعلک تقول لشئ کن فیکون	پیدا کرنا چاہتا ہوں لفظ "کن"

کہتا ہوں اور وہ چیز پیدا ہو جاتی ہے۔

اور فرمایا ہے :۔

یا دنیا من خدمنی فاخدمیہ	تم میری فرماں برداری کرو تو تم میں
ومن خدمک فاتعبیہ	بھی یہ صفت پیدا کر دوں گا کہ جس چیز

کو چاہو گے "کن" کہہ کر پیدا کر لوگے۔

کیونکہ جب تم میری اطاعت کروگے اور بالکلیہ امر و نہی کے تابع ہو گے اور اپنے سے فانی اور مجھ سے باقی ہو گے۔ تب میری قدرت کے انوار تم میں ظاہر ہوں گے، اور اس کے آثار تم سے پیدا ہوں گے۔ نیز اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "اے دنیا جو کوئی میری خدمت کرے تو بھی اس کی خدمت کر اور جو کوئی تیری خدمت کرے اس کو رنج و بلا میں مبتلا رکھ"! پس جب اللہ تعالیٰ کی نہی صادر ہو تو تم ایسے سست ہو جاؤ کہ گویا تمہارے جسم کے جوڑ جوڑ جدا کر دیئے گئے ہیں۔ اور تمہارے حواس پنجگانہ میں کوئی حس باقی نہیں، نہ ان میں حرکت ہے، سست، دیواٹ چہرے کھائے ہوئے تنگ سینہ، دل گرفتہ، عاجز، مردہ جسم ہوائے نفس زائل، رسوم بشریت ناپید، طبیعت کی نشانیاں مٹی ہوئی، آثار میل وشہوت کے بجھے ہوئے، فضا میں تاریکی۔ مکان خالی، چھت گری ہوئی۔ ہوش و حواس کا نشان نہیں۔ پس گویا تمہارے کان بہرے ہیں اور تم پیدائشی بہرے ہو۔ تمہاری آنکھیں ایسی ہیں گویا بصارت پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ تمہارے ہونٹ ایسے ہیں گویا ان پر زخم ہیں اور ورم نکل آئے ہیں اور زبان ایسی ہے گویا گنگ اور گونگی ہے اور دانت ایسے ہیں گویا ان میں زخم ہوکر مواد اور پیپ پڑ گئی ہے اور اس میں درد و پراگندگی ہے۔ اور ہاتھ ایسے ہیں گویا وہ شل ہو گئے ہیں اور ان سے کسی چیز کو پکڑنے کی طاقت زائل ہو گئی ہے۔ پاؤں ایسے ہیں گویا ان میں کپکپی و اضطراب زخم ہیں۔ شرم گاہ ایسی ہے گویا اس سے رجولیت زائل ہو چکی ہے، اور وہ بدکار کام میں مشغول ہے۔ پیٹ ایسا ہو گیا ہے گویا بھرا ہوا ہے اور کھانے سے بے نیاز ہے۔ اور عقل ایسی ہو گئی ہے گویا تم پاگل و فاتر العقل ہو جسم ایسا ہے گویا مر گئے ہو اور تمہارا جنازہ قبر کی طرف لیجاتے ہیں۔ پس سننا اور دوڑنا تعمیل حکم و امتثال امر کیلئے ہے۔ اور ہمیشہ رہنا، سست ہونا اور کوتاہی کرنا نہی کیلئے ہے اور اپنے کو سرا ہوا سمجھنا اور معدوم و فانی جاننا حکم قضا و قدر کیلئے ہے۔ پس تم اس شربت کے شیشہ کو پیو۔ یہی تمہاری دوا ہے۔ اور اسی غذا سے اپنی

شرح مثنوی مولانا روم

(از مدیر معاون)

در یکے گفتہ کہ ایں جملہ توئی ‏ ‏ ‏ می نگنجد درمیانِ ما دوئی

ایں ہمہ آغاز ما و آخر یکیست ‏ ‏ ‏ ہر کہ او دو بیند احول مردکیست

ترجمہ :- ایک ہدایت میں یہ لکھا کہ یہ تمام (دنیا) تو ہی ہے۔ ہم میں دوئی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہماری ابتدائی اور آخری حالتیں سب ایک ہی ہیں۔ جو شخص ان کو علیحدہ علیحدہ خیال کرتا ہے وہ احول ہے۔

تشریح :- یہودی وزیر نے مسیحیوں کا رہنما بن کر مختلف فرقوں کو جو ہدایت نامے روانہ کئے تھے، ان میں سے ایک ہدایت نامہ میں یہ لکھا کہ تمام موجودات عالم تمہارا عین ہے اور تمہارے ساتھ متحد ہے۔ دوئی کی ہم میں گنجائش نہیں۔ جو شخص ان موجودات کو الگ الگ کہتا ہے احول یعنی نابینا یا بے وقوف ہے۔

یہودی وزیر کا مطلب یہ ہے کہ تمام موجودات ذات الہی کا عین ہیں۔ یعنی ذات الہی سے علیحدہ ان کا وجود نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر دوئی لازم آئے گی، جو باطل ہے۔ سلوک کا مسئلہ یہ ہے کہ عالم لاتعین میں تمام موجودات ایک تھیں یعنی لاشئے محض وجود میں آنے کے بعد ان میں کثرت اور تعدد واقع ہو گیا ہے۔ مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ موجودات عین ذات باری نہیں ہو سکتی۔ ذات باری اپنی ذات میں منفرد ہے اور اس کا وجود واجب الوجود ہے۔ موجودات عالم واجب الوجود نہیں۔

در یکے گفتہ کہ صد یک چوں بود ‏ ‏ ‏ ایں کہ اندیشہ مگر مجنوں بود

ترجمہ :- ایک ہدایت نامہ میں لکھا کہ سو چیزیں ایک کیونکر ہو سکتی ہیں۔ جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ دیوانہ ہے۔

تشریح :- اس ہدایت میں اوپر کے مضمون کے خلاف یہ ظاہر کیا کہ چیزیں مختلف ہیں، اور مختلف چیزیں ایک نہیں ہو سکتیں۔ اس کی تشریح اگلے شعروں میں ہے۔

ہر یکے قولیست ضد یکدگر ‏ ‏ ‏ ایں بضد از پایاں تا بسر

ترجمہ :- ہر قول دوسرے قول کی ضد ہے، اور سرتاپا ایک قول دوسرے کے مخالف ہوتا ہے۔

تشریح :- یعنی اس کی مثالیں دیکھو کہ سو چیزیں ایک نہیں ہو سکتیں ایک تو قول ہے کہ ایک قول دوسرے کے مخالف ہوتا ہے۔ یہ مثال عرض کی ہے۔ آئندہ جواہر کی مثال ہے۔

چوں یکے باشد بگو زہر و شکر ‏ ‏ ‏ مختلف در معانی و ہم در صور

ترجمہ :- بھلا زہر اور شکر کہو تو ایک کیونکر ہو سکتے ہیں۔ دونوں چیزیں خواص میں بھی مختلف ہیں اور صورت میں بھی۔

تشریح :- یہ جواہر کی مثال ہے، یعنی زہر اور شکر کو دیکھو کہ صورت اور سیرت دونوں میں ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

در معانی اختلاف و در صور ‏ ‏ ‏ روز و شب بیں خار و گل سنگ و گہر

ترجمہ :- صورت و سیرت میں مختلف چیزوں کی اور مثالیں دن اور رات ہیں اور خار و گل ہیں اور سنگ و گہر ہیں۔

تشریح :- یعنی دن رات، خار و گل اور سنگ و گہر کے اختلاف کو دیکھو کہ ایک دوسرے سے کوئی نسبت ہی نہیں رکھتا۔ مطلب یہ ہے کہ اشیاء میں اتحاد نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ موجودات میں بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن میں اشتراک پایا جاتا ہے، اور بعض چیزیں ایسی ہیں جو باہم ممتاز ہیں۔ اس بنا پر وہ چیزیں جن میں اشتراک کے درجہ میں اتحاد درست ہے، اتحاد کہا جائے گا، اور جن میں اشتراک درست نہیں ہے ان میں اتحاد نہ ہوگا۔ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ حق اور درست ہیں۔ اس موقع پر اتحاد سے مراد اشتراک ہے، حقیقی اتحاد مراد نہیں۔ اس لئے کہ حقیقی اتحاد اشیاء میں محال و ناممکن ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر ایک اور دو کا امتیاز باقی نہ رہتا۔

مذہبی معلومات

"نگار" فتنۂ روزگار

(از جناب مولانا محمد اویس صاحب ندوی رفیق دار المصنفین اعظم گڈھ)

نیاز صاحب فتحپوری کو مذہب کے ساتھ جس قدر "عشق خاطر" ہے علم دوست حلقہ اس سے ناواقف نہیں ہے۔ عرصہ ہوا کہ مذہبی طبقہ کی "رقابت" سے تنگ آکر انہوں نے اس "کوچہ" میں قدم رکھنے ہی سے توبہ کر لی تھی لیکن کچھ تو بات ہے کہ

جمتی نہیں ہے ساغر و مینا کہے بغیر

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کو درمیان میں لائے بغیر ان کے "نگارخانہ" کی رونق ہی باقی نہیں رہتی ہے، اس لئے وہ اپنا جبہلاؤ سے مذہب کو سرفراز فرماتے رہتے ہیں۔

نگار جون سنہ۴۰ء کے باب الاستفسار میں کوئی محمد صالح صاحب مراد آباد سے دریافت فرماتے ہیں:۔

"حضرت ابراہیم کے اس واقعہ کے متعلق کہ نمرود نے انہیں آگ میں پھینک دیا تھا، اور آگ نے کوئی اثر نہ کیا آپ کا کیا خیال ہے؟ کلام مجید میں اس واقعہ کا ہونا اس کا ثبوت ہے کہ یہ واقعہ سچا ہے۔ کیونکہ یہ الہام خداوندی ہے، اور الہام غلط نہیں ہو سکتا؟"

نیاز صاحب فرماتے ہیں کہ اس استفسار نے بحث کے تین پہلو پیش کر دیئے ہیں۔ ایک یہ کہ کلام مجید الہام خداوندی ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ قرآن میں اس واقعہ کا پایا جانا اس کی صداقت کا ثبوت ہو سکتا ہے یا نہیں؟ تیسرے یہ کہ نفس واقعہ کی تاریخی یا علمی حیثیت کیا ہے؟

کلام مجید کے کلام الٰہی ہونے کے متعلق نیاز صاحب کا فتویٰ ہے:۔

"کلام مجید کو نہ میں کلام الٰہی سمجھتا ہوں نہ الہام ربانی بلکہ ایک انسان کا کلام جانتا ہوں"

نیاز صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا۔ وہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ نادانوں کی ایک جماعت اس سے پہلے بھی یہی خیال ظاہر کر چکی ہے۔ قرآن میں ہے:۔

فقال ان ھذا الا سحر یؤثر ان ھذا الا قول البشر (مدثر)
پھر بولا اور کچھ نہیں یہ جادو ہے چلا آتا ہے اور کچھ نہیں یہ کہا ہوا ہے آدمی کا۔

فرق یہ ہے کہ اگلوں نے جو کہا تھا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر اور آج کا "حق گو" اس عقیدہ کے باوجود اپنے کو مسلمان، مصلح امت اور مجدد وقت سمجھتا ہے۔ حالانکہ کلام الٰہی کو کلام بشر کہنے والے کے لئے خدا کا یہ فیصلہ ہے:۔

ساصلیہ سقر (مدثر) | اب اس کو ڈالوں گا آگ میں

قرآن عزیز ایسے ہی لوگوں کے لئے تحدی کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (بقرہ)
اور اگر تم کو اس میں کچھ شک ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا ہے۔ تو اس جیسی ایک ہی سورۃ بنا لاؤ۔

ام یقولون افتراہ قل فاتوا بسورۃ من مثلہ (یونس ۴)
کیا یہ کفار کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے ان سے کہہ دیجئے کہ اس جیسی ایک سورۃ تم بھی لاؤ۔

ام یقولون تقولہ بل لا یومنون فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانو صادقین (طور ۲)
کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو گھڑ لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کو ایمان نہیں اگر وہ سچے ہیں تو اس جیسی ایک بات بھی وہ پیش کریں

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا (بنی اسرائیل)
کہہ دیجئے اے پیغمبر اگر تمام جن و انس مل کر بھی چاہیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو نہیں لا سکتے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کی امداد پر کیوں نہ ہوں۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین (بقرہ-۳)
تو اگر تم ایسی سورت بنا کر نہ لا سکو اور یقیناً نہ لا سکو گے تو اس آتش دوزخ سے بچو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جو کافروں کیلئے تیار رکھی گئی ہے۔

کیا نیاز صاحب بتلائیں گے کہ قرآن اگر انسان ہی کا کلام ہے تو دنیا میں اس شدید ترین تحدی کے باوجود اب تک اس کی مثال لانے سے کیوں عاجز ہے؟

یہ تحدی آج بھی اپنی پوری صداقت کے ساتھ نیاز صاحب اور ان کے ہم مشربوں پر قائم ہے۔ اس تحدی کے سوا بے شمار آیات میں

قرآن نے اپنے کو کلام اللہ ثابت کیا ہے۔ ایک جگہ تو صاف صاف ارشاد فرمایا:۔

افلا یتدبرون القرآن و لو کان من عند غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلافاً کثیراً (النساء ۱۱)	کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ بہت اختلاف پاتے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کو کلام بشر وہی کہہ سکتا ہے جو تدبر قرآن کی نعمت سے محروم ہے۔

و ان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ (توبہ)	اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیدے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔
یریدون ان یبدلوا کلام اللہ	چاہتے ہیں بدل دیں اللہ کا کلام

نیاز صاحب بتائیں کہ ان آیتوں میں کلام اللہ سے مراد کیا قرآن مجید کے سوا اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا

تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم (مومن)	اتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار۔
انک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم (نمل)	اور تجھ کو تو قرآن پہنچتا ہے ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے۔
انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا (دہر)	ہم نے اتارا تجھ پر قرآن سہج سہج اتارنا۔
ھو الذی ینزل علی عبدہ آیات بینات و آمنوا بما نزل علی محمد (محمد)	وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے بندہ پر آیتیں صاف اور ایمان اس پر جو اتارا گیا محمدؐ پر
و انہ لتنزیل رب العالمین (شعراء)	اور بے شک وہ اتارنا ہے تمام جہان کے پروردگار کا۔

اگر قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ بشر کا کلام ہے تو بار بار اس کی تنزیل اور تلقی کی نسبت اللہ کی طرف کیوں ہو رہی ہے اور انا نحن نزلنا (بے شک ہم نے اتارا) ھو الذی ینزل (وہی ہے جو اتارتا ہے) کے تاکیدی جملے کیوں استعمال کئے جا رہے ہیں؟

نیاز صاحب کو قرآن کے کلام الٰہی تسلیم کرنے میں جو دقت نظر آئی وہ ان کے الفاظ میں یہ تھی:۔

"کلام کا مفہوم اس وقت تک معین نہیں ہو سکتا۔ جب تک نطق اس سے متعلق نہ ہو۔ اور نطق نام ہے مخصوص عضلات کی حرکت کا، اس لئے ہم اگر خدا سے کسی کلام کو منسوب کریں گے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے لئے نطق بھی لازم ہوگا جس کا تعلق یکسر مادیات سے ہے"

شرک کے اندیشہ سے قاضی دبلا رہتا ہے، یہی حال ہے نیاز صاحب اللہ تعالیٰ کو مادیات سے بچانے کے لئے اسی فکر میں ہیں، کہ ان پر نطق کا داغ لگنے نہ پائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مصلحت معلوم نہیں کیا ہے کہ ان کو اپنے متکلم ہونے پر اصرار ہے۔ فرماتے ہیں۔

من ھم من کلم اللہ (بقرہ)	ان پیغمبروں میں سے بعض نے خدا سے باتیں کیں۔
و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً (نساء)	اور خدا نے موسیٰ سے باتیں کیں
و کلمہ ربہ (اعراف)	اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے:
قال یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی و بکلامی (اعراف)	فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھ کو امتیاز دیا لوگوں سے اپنے پیغام بھیجنے اور اپنے کلام کرنے کا۔
و اذ قال ربک للملائکۃ (بقرہ)	اور جب تیرے رب نے کہا فرشتوں سے
اذ ناداہ ربہ (نازعات)	جب پکارا اس کو اس کے رب نے
انما قولنا لشیٔ اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون	ہمارا کہنا کسی چیز کو جب ہم اس کو کرنا چاہیں یہی ہے کہ کہیں اس کو ہو جا تو وہ ہو جاتی۔
قالوا ماذا قال ربکم الحق و ھو العلی الکبیر (السبا)	کہا کیا فرمایا تمہارے رب نے یہ کہ اس پر مقرب فرشتے کہتے ہیں اللہ نے وہی کہا جو حق تھا۔ وہ بزرگ و برتر ہے۔
سلام قولاً من رب رحیم (یٰسین)	سلام ہوتا ہے رب مہربان سے

اہل دوزخ کی محرومی ہوگی کہ

ولا یکلمھم اللہ (البقرۃ)	نہ بات کرے گا ان سے اللہ

حیرت کا مقام ہے کہ یا تو خدا کو مادیات سے بلند رکھنے کی اس قدر کوشش کہ ان کے متکلم ہونے ہی سے انکار۔ اور یا مادی مخلوقات ہی پر قیاس کرکے ان کو حرکت عضلات کے بغیر تکلم بے مقدور و مجبور ٹھہرا دینا؟ ایں چہ بو العجبی است!

حالانکہ صاف ارشاد ہے

لیس کمثلہ شیٔ	اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔

جب اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے تو اس کو دوسروں پر قیاس کرنا اور اس کے لئے بھی وہی احکام ثابت کرنا، جو دوسروں کے لئے ہے۔ کہاں تک درست ہوگا؟

خدا تو صاف فرماتا ہے کہ قرآن میرا کلام ہے۔ اس کو میں نے وحی کیا ہے۔ ارشاد ہوا:۔

ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک (یوسف)	یہ خبریں ہیں غیب کی ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس۔

الملاوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ

اے محمد ہم نے تمہارے پاس ویسی ہی وحی بھیجی جیسی نوح اور ان کے بعد کے پیغمبروں کے پاس بھیجی۔

بما اوحینا الیک ھذا القرآن (یوسف)

اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن۔

لیکن نیاز صاحب کو اصرار ہے کہ قرآن خدا کا کلام نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فہم و فراست کا نتیجہ ہے۔ فرماتے ہیں۔

"الہام یا وحی سے مراد وہ تاثرات ہوں گے جو ایک انسان یا رسولؐ کے دل و دماغ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور جنہیں وہ مروجہ زبان میں نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کر دیتا ہے"۔

نتیجہ یہ نکلا کہ

"کلام مجید کو وحی کہتے ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ اس کو بھی رسولؐ کی فہم و فراست سے تعبیر نہ کیا جائے"۔

معلوم نہیں وحی اور الہام کی اس تعریف کی سند کیا ہے؟ اگر وحی کے معنی "قلبی تاثرات" اور "فہم و فراست" ہی کے ہیں۔ تو فرمایئے آیاتِ ذیل کے کیا معنی ہوں گے؟

یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول (انعام)

یہ ایک دوسرے کو چکنی چپڑی بات وحی کرتے ہیں۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم (انعام)

اور شیطان لوگ اپنے دوستوں کو وحی کرتے ہیں۔

گذشتہ آیات میں بھی آپ نے پڑھا ہے کہ "ایحا (وحی کرنا)" کی نسبت خدا نے اپنی طرف کیا ہے۔ وہاں "قلبی تاثرات" یا "فہم و فراست" کے معنی کیا بنیں گے؟

"تاثیر" ایک تو انفعالی کیفیت ہے اور "ایحاء" (وحی کرنا) انفعالی کیفیت نہیں ہے۔ پھر دونوں میں تطبیق کیسے ہوگی؟

قرآن پاک بتلاتا ہے کہ اللہ کی ایک مخلوق ملائکہ ہیں۔ ان کا ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ خالق کے احکام اور مرضی کو مخلوقات تک پہنچا دیں فرمایا۔

اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلا (حج)

خدا ہی ہے جو فرشتوں میں پیام رساں منتخب کرتا ہے۔

جاعل الملٰئکۃ رسلا (فاطر)

فرشتوں کو پیام رساں بنانے والا ہے۔

او یرسل رسولاً فیوحی باذنہ ما یشاء

یا وہ کسی قاصد کو بھیجے تو اس کے حکم سے وہ جو کچھ چاہتا ہے آدمی کو پہنچا دیتا ہے۔

نزل بہ الروح الامین

روح الامین نے اس کو تیرے

... (شعراء)

قلب پر اتارا ہے۔

من عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ (بقرہ ۱۲)

جو جبریل کا دشمن ہے وہ ہو کیونکہ وہی تو تیرے قلب پر خدا کے حکم سے اتارتا ہے۔

اگر وحی رسولؐ کی فہم یا قلبی و دماغی تاثرات ہی کا نام ہے تو نزول کے درمیان میں ملائکہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

عربی زبان میں وحی کے معنی حسب ذیل بتلائے گئے ہیں۔

الوحی الاشارۃ والکتابۃ والرسالۃ والالہام وکل ما القیت الی غیرک (لسان العرب)

وحی کے معنی اشارہ کرنا۔ لکھنا۔ پیغام دینا۔ دل میں ڈالنا۔ چپکے سے کہہ دینا۔ اور جو کچھ تم دوسرے کے خیال میں ڈالو۔

دیکھئے اس میں "قلبی تاثر" کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ البتہ پیغام دینا، کلام کرنا، اس کے معنی میں داخل ہے۔ آپ کو آیت (اوحی ربک الی النحل تیرے پروردگار نے شہد کی مکھیوں کی طرف وحی کیا) سے اشتباہ ہوا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا۔

"ظاہر ہے کہ شہد کی مکھیوں پر عربی، عبرانی میں تو وحی نازل نہ ہوئی ہوگی۔ بلکہ اس سے مراد مکھی کی وہ فہم و ذکاوت ہوگی جس کے زیر اثر وہ پھولوں کا رس چوستی ہے"۔

درست فرمایا ہرگز شہد کی مکھی پر عربی، عبرانی میں وحی نازل نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کے دل میں یہ بات ڈالی گئی (جیسا کہ وحی کے ایک معنی دل میں ڈال دینے کے بھی ہیں) لیکن اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ وحی النحل اور وحی الانبیاء دونوں ایک ہیں۔

قرآن وحی الانبیاء کی بابت کہتا ہے۔

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیاً او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء (شوریٰ)

کسی بشر کی یہ تاب نہیں کہ خدا اس سے رو بہ رو کلام کرے۔ لیکن وحی کے ذریعہ سے یا پردے کی آڑ سے یا وہ کسی قاصد کو بھیجتا ہے۔ تو اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ آدمی کو پہنچا دیتا ہے۔

یعنی بشر سے مکالمہ الٰہی کی تین شکلیں ہوئیں۔ (۱) کلام بالوحی (۲) کلام پس پردہ (۳) کلام بذریعہ قاصد۔

کلام پاک کا نزول اسی آخری طریقہ سے ہوا ہے۔ یعنی فرشتہ خدا کا پیغام لایا۔ اس کے منہ سے جو الفاظ ادا ہوئے پیغمبرؐ نے ان کو محفوظ کر لیا۔ اس طرح صرف معانی و مطالب نہیں، بلکہ قرآن کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف وحی ہے۔ آیت ذیل اس مفہوم کی طرف بصراحت اشارہ کر رہی ہے۔

لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا

نہ چلا اس کے پڑھنے پر اپنی زبان تاکہ جلدی اس کو سیکھ لے وہ تو ہمارا

نوناہ فاتبع قرآنہ (قیامہ)	ذمہ ہے۔ اس کو جمع کرنا (تیرے سینہ

میں) اور پڑھانا (تیری زبان سے) پھر جب ہم پڑھنے لگیں (فرشتہ کی زبانی) تو پیروی کر اس کے پڑھنے کی۔

حضرت جبریل قرآن لے کر آتے۔ ان کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دل میں پڑھتے جاتے تھے تاکہ جلد یاد کرلیں۔ اس صورت میں آپ کو سخت مشقت ہوتی تھی۔ خدا نے فرمایا کہ اس وقت پڑھنے اور زبان ہلانے کی ضرورت نہیں۔ اس کا تمہارے سینہ میں حرف بحرف جمع کردینا اور تمہاری زبان سے پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔

غور کیجئے کہ اگر قرآن کے حروف و الفاظ کی بھی وحی نہیں ہوتی تھی "تحریک لسان" کی ضرورت کیوں پیش آتی تھی۔ اور منجانب اللہ "جمع" اور "قرآن" کی تسلی کیوں دی گئی؟

اسی طرح آیت ذیل پر غور کیجئے:۔

انا انزلناہ قرآنا عربیا (یوسف)	ہم نے اتارا اس کو عربی زبان میں
انزلناہ حکما عربیا (رعد)	ہم نے اتارا اس کو عربی حکم
اوحینا الیک قرآنا عربیا (شوریٰ)	عربی قرآن کو تیری طرف وحی کیا۔
وھذا کتاب مصدق لسانا عربیا (احقاف)	یہ کتاب ہے جو تصدیق کرتی ہے عربی زبان میں۔
بلسان عربی مبین (شعراء)	یہ عربی مبین زبان میں ہے۔

بار بار قرآن کے ساتھ عربی زبان کی قید کیوں لگائی جا رہی ہے کیا اس کا انتہائی واضح مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن کے مفہوم و مطالب کی طرح عربی زبان بھی الہامی ہے۔

قرآن پاک کی آیات تحدی (جو پہلے نقل ہوچکی ہیں) پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔ بار بار کہا گیا کہ اگر تم کو قرآن کے کلام الہی ہونے میں شبہ ہے تو اس کے مثل لے آؤ۔ یہ مثلیت کس چیز میں ہو؟ اس کی کوئی خاص تصریح نہیں ہے۔ علماء محققین کہتے ہیں کہ مثلیت قرآن کے تمام اوصاف میں مطلوب ہے۔ قرآن کے اوصاف کثیرہ میں فصاحت و بلاغت بھی ایک وصف ہے۔

چنانچہ معتزلہ میں سے جاحظ اور تمام اشاعرہ قرآن مجید کو فصاحت و بلاغت ہی کے اعتبار سے معجزہ قرار دیتے ہیں۔ یہ چیز بھی واضح رہے کہ "فصاحت" کا تعلق الفاظ سے ہوتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن کے الفاظ و حروف اور اس کا نظم منجانب اللہ نہیں تھا تو باوجود سخت ترین تحدی کے دنیا اس کے مثل کیوں ایک سورہ بھی نہ لاسکی؟

الغرض یہ تمام چیزیں اس امر کی کافی دلیل ہیں کہ قرآن رسول کی فہم و فراست کا نتیجہ نہیں بلکہ الفاظ اور معانی و مطالب ہر حیثیت سے وحی الہی ہے۔

آگے چل کر نیاز صاحب فرماتے ہیں:۔

"الہام خداوندی کو کسی ایک یا ایک سے زائد مخصوص زبانوں میں محدود کردینا خدا کی صفت کو محدود کردینا ہے"

سبحان اللہ! یہ تحدید صفات کا مسئلہ آپ نے خوب چھیڑا لیکن اس پر بھی تو غور فرمایئے کہ جس طرح وحی کرنا اللہ کی ایک صفت ہے۔ اسی طرح خلق، رزق، احیاء (زندہ کرنا)، اماتت (مارنا) وغیرہ بھی صفات خداوندی ہیں۔ اور ان کے مظاہر بھی دنیا میں محدود ہی ہیں۔ تو کیا صفات بھی محدود ہوگئیں؟

صفات خداوندی کی یہ تحدید اضطراری ہے یا اختیاری؟ اگر اختیاری ہے یعنی خدا نے جس زبان میں چاہا، جس ملک میں چاہا، جس شخص پر چاہا وحی کیا۔ اور جس پر نہ چاہا نہ کیا تو اس میں سقم کیا لازم آیا؟ جیسا کہ فرمایا:۔

واللہ یختص برحمتہ من یشاء (بقرہ)	اور اللہ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے مخصوص کرتا ہے۔

اور اگر یہ تحدید اضطراری ہے۔ یعنی اس تخصیص کے لئے خارج سے کوئی قوت کارفرما ہے۔ تب البتہ جائے سخن ہے۔

اسی ضمن میں نیاز صاحب فرماتے ہیں:۔

"صرف اہل عرب کی زبان میں اپنا کلام نازل کرنا اور تمام دنیا کے انسانوں کو مجبور کرنا کہ وہ اسے سمجھیں اور کلام ربانی قرار دیں۔ کسی طرح قرین انصاف نہیں قرار دیا جاسکتا"

اس کا اصولی جواب تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت جس طرح تمام عالم کے لئے تھی اسی طرح اپنی قوم کے لئے بھی تھی۔ رسول اللہ سے پہلے اس قوم (عرب) میں کوئی نبی نہیں آیا تھا قرآن میں ہے:۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم (جمعہ)	وہی خدا جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

اس آیت میں لفظ "امیین" قابل غور ہے۔

لتنذر قوما ما انذر اباؤھم فھم غافلون (یٰس)	تاکہ تو اس قوم کو آگاہ کرے جن کے اسلاف کو آگاہ نہیں کیا گیا اور اس سے وہ غفلت میں پڑے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہے کہ ہر نبی کے پاس اسی کی قوم کی زبان میں وحی آتی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ (ابراہیم)	اور ہم نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم کی بولی میں بھیجا۔

اس اصول کے پیش نظر قرآن کا عربی زبان میں ہونا عین قانون

خداوندی کے موافق ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ تمام اقوام عالم کو کیوں مجبور کیا گیا کہ وہ اس زبان کو سیکھیں؟ تو یہ سرے سے غلط ہے۔ قرآن یا حدیث میں کہاں حکم ہے کہ ہر شخص پر عربی پڑھنا فرض ہے؟ کیا دنیا کے جتنے مسلمان ہیں، سب عربی داں ہیں؟ اور بغیر عربی کے ان کا ایمان مسلم نہیں ہے؟ اس کے سوا کیا حصول عربی تکلیف مالا یطاق ہے؟ اگر نہیں ہے تو قرآن کا عربی میں ہونا کون سی نا انصافی ہے؟

ہم یہاں ان مباحث کو نہ چھیڑیں گے کہ عربی زبان اپنی جامعیت و کاملیت کے لحاظ سے تمام دوسری زبانوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ اور وحی الٰہی کی مکمل تشریح کے لئے یہی زبان مناسب تھی۔

ان مباحث سے فارغ ہونے کے بعد نیاز صاحب بحث کے دوسرے پہلو پر آتے ہیں یعنی:۔

"کلام مجید میں اسرائیلیات کا حصہ کوئی تاریخی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور نہ اُسے کلام مجید میں درج ہونے کی وجہ سے صحیح کہا جا سکتا ہے۔ عہد نبوی ؐ میں اس قسم کی روایتیں توریت اور انجیل کے حوالے سے لوگوں کو سمجھانے اور ڈرانے کے لئے یہود و نصاریٰ کی طرف سے عام طور پر بیان کی جاتی تھیں۔ اور چونکہ توریت و انجیل کے الہامی ہونے کا غلط خیال پہلے ہی قائم تھا اس لئے رسول اللہ نے ان کو اعتبار و بصیرت کے لئے بیان کر دیا۔ اور اس سے کوئی بحث نہیں کہ وہ صحیح ہیں یا غلط"؟

خلاصہ یہ ہوا کہ نیاز صاحب کے نزدیک (۱) قصص قرآن تاریخی نہیں ہیں (۲) قصص قرآن بائبل سے ماخوذ ہیں۔

قصص قرآن کی تاریخیت کے متعلق اولاً خود قرآن پاک کی تصریحات ملاحظہ ہوں:۔

ارشاد فرمایا

لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه (یوسف)	البتہ ان کے احوال سے اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو کچھ بنائی ہوئی بات نہیں ہے لیکن موافق ہے اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے
واتل علیهم نبأ ابنی ادم بالحق (مائدہ)	اور سنا ان کو حال واقعی آدم کے بیٹوں کا۔
نحن نقص علیك نبأهم بالحق (کہف)	ہم سنا دیں تجھ کو ان کا حال تحقیق۔
نتلو علیك من نبإ موسیٰ وفرعون بالحق (قصص)	ہم سناتے ہیں تجھ کو احوال موسیٰ اور فرعون کا تحقیق۔

ملاحظہ فرمائیں کہ قرآن کس بلند آہنگی کے ساتھ اپنے قصص کی واقعیت اور تاریخیت کا اعلان کر رہا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ طبع زاد افسانے نہیں ہیں۔

قرآن عزیز نے صرف یہی نہیں کیا کہ قصص قرآن کی صداقت اور تاریخیت کا محض دعویٰ کر دیا ہو۔ بلکہ اس نے دعوت دی کہ تم خود ان باقی ماندہ مقامات کو جا کر دیکھ لو جہاں "ایام اللہ" کے اس قدر شاندار تاریخی واقعات گذرے ہیں۔ فرمایا:۔

افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلهم (مومن)	کیا پھرے نہیں وہ ملک میں کہ دیکھتے کیا انجام ہوا ان سے پہلوں کا۔
ذالك من انباء القریٰ نقص علیك منها قائم وحصید (ہود)	یہ تھوڑے حالات ہیں بستیوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو بعض ان میں سے اب تک قائم ہیں اور بعض کی جڑ کٹ گئی۔
وترکنا فیها اٰیة للذین یخافون العذاب الالیم (ذاریات)	اور باقی رکھا ہم نے اس میں نشانیاں ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں عذاب دردناک سے۔
وانکم لتمرون علیهم مصبحین وبالیل افلا تعقلون (صافات)	اور تم گذرتے ہو ان پر صبح کے وقت اور رات کو بھی۔ پھر کیا نہیں سمجھتے

ذرا غور کیجئے قرآن ان مقامات کے مشاہدۂ عینی کی دعوت دیتا ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ ان میں سے اکثر مقامات اب بھی موجود ہیں۔ یہی نہیں بلکہ تم صبح و شام اپنے سفر میں ان مواقع سے گذرتے بھی ہو۔

لیکن کیا بات ہے کہ ان بلند دعاوی کے مقابلے میں کٹر سے کٹر سخت ترین دشمنوں کی زبان پر حرف انکار نہیں آتا ہے، حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے تن، دھن، من سے رسول اللہؐ کی تکذیب و تذلیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر ان واقعات پر ان کو یقین نہ تھا یا ان میں سے بعض کو وہ خود حسب شہادت قرآن اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے تھے، تو اس کے خلاف آواز بلند کرنے سے ان کو کون چیز مانع تھی؟ اس کے بعد علماء آثار قدیمہ کو لیجئے کہ جیسے جیسے ان کی تحقیقات کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ زمین اپنا سینہ چاک کر کے ان کے سامنے قرآنی بیانات کی تصدیق کر رہی ہے۔ اگرچہ قرآن اپنی صداقت میں کسی دوسرے کی تائید کا محتاج نہیں ہے۔

نیاز صاحب کا دوسرا خیال یہ ہے کہ قصص قرآن بائبل سے

ماخذ ہیں۔ یہ وہ خیال ہے جس پر صحف سماوی کا طالب علم ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پہلے قرآن کے اس دعویٰ کو سن لیجئے کہ یہ سارے تاریخی احوال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ پہنچے ہیں۔ فرمایا:۔

نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القرآن وان کنت من قبلہ لمن الغافلین (یوسف)	ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس بہت اچھا بیان اس لئے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن اور تو تھا اس سے البتہ بے خبروں میں۔
ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم وما کنت لدیھم اذ یختصمون (آل عمران)	یہ گذشتہ زمانہ کی خبروں میں سے ہیں جس کو ہم تیری طرف وحی کر رہے ہیں تو ان کے پاس اس وقت موجود نہ تھا جب وہ اپنا اپنا قلم ڈال رہے تھے کہ کون مریم کی

کفالت کرے گا۔ اور نہ تو ان کے پاس اس وقت تھا، جب وہ جھگڑا کر رہے تھے۔

وما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الیٰ موسی الامر وما کنت من الشاھدین ولکن انشأنا قروناً فتطاول علیھم العمر وما کنت ثاویاً فی اھل مدین تتلوا علیھم آیاتنا ولکن کنا مرسلین وما کنت بجانب الطور اذ نادینا ولکن رحمۃ من ربک (قصص)	اور تو نہ تھا غرب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو حکم اور نہ تھا تو دیکھنے والا لیکن ہم نے پیدا کیں کئی جماعتیں، پھر دراز ہوئی ان پر مدت، اور تو نہ تھا مدین والوں میں کہ ان کو سناتا ہماری آیتیں، پر ہم رہے ہیں رسول بھیجتے اور تو نہ تھا طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے تیرے رب کا۔
ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیھم اذ اجمعوا امرھم (یوسف)	یہ خبریں ہیں غیب کی ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس اور تو نہیں تھا ان کے پاس جب وہ ٹھہرانے لگے اپنا کام

آپ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے ذریعے سے جو باتیں پہنچی تھیں، حضورؐ نے انہیں کو بلا تحقیق بیان کر دیا۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ نبوت سے پہلے کی حضورؐ کی تمام زندگی مکہ معظمہ میں گذری اور مکہ معظمہ میں ان واقعات کا کوئی واقف کار نہ تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ امم ماضیہ کے حالات زیادہ تر مکی سورتوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن میں ہے:۔

تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا ولا	یہ گزشتہ زمانے کی باتیں ہیں جن کو بذریعہ وحی ہم تجھ کو تعلیم کرتے ہیں

قومک من قبل ھذا (ہود)	تو خود اور تیری قوم اس سے پہلے آگاہ نہ تھی۔

قرآن نے بائبل کے واقعات کو نقل نہیں کیا۔ بلکہ ان میں سے بعض کی تصدیق، بعض کی تکذیب اور بعض کی تصحیح کی۔ قرآن کے دعویٰ پر غور کیجئے۔

ان ھذا القرآن یقص علیٰ بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون (نمل)	یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو بہت چیزیں جن میں وہ جھگڑ رہے ہیں۔
یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب (مائدہ)	اے کتاب والو تحقیق آیا ہے تمہارے پاس رسول ہمارا، ظاہر کرتا ہے تم پر بہت سی چیزیں جن کو تم چھپاتے تھے کتاب سے۔

اگر قرآن بائبل کا ناقل ہی تھا تو آخر کس علم کی بدولت اس نے اہل کتاب کی تحریفات کا راز فاش کیا اور علی الاعلان کہا:۔

یحرفون الکلم عن مواضعہ (نساء)	پھیرتے ہیں بات کو اس کے ٹھکانے سے
فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ (بقرہ)	پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو کتاب کو لکھتے ہیں اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے

بائبل اور قرآن دونوں آپ کے سامنے موجود ہیں۔ دونوں کے قصص و واقعات کا مقابلہ کر لیجئے۔ حقیقت خود بخود آشکار ہو جائیگی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

انجیل نے اپنے طرز بیان سے ظاہر کیا کہ حضرت عیسیٰ اپنی ماں کی عزت نہیں کرتے تھے۔ (لوقا باب [illegible])

وبرا بوالدتی (مریم)	اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنیوالا

حضرت سلیمان پر الزام لگایا کہ وہ نعوذ باللہ غیر عورتوں سے مانوس تھے۔ غیر معبودوں کی طرف مائل تھے۔ (سلاطین باب [illegible])

قرآن نے کہا:۔

وما کفر سلیمان (بقرہ)	اور سلیمان نے کفر کا کام نہیں کیا۔

حضرت داؤد کے لئے بائبل نے بیان کیا کہ وہ اپنے ایک نوجی کی مہ جبین عورت کو غسل کرتے دیکھ کر عاشق ہو گئے۔ (کتاب سموئیل باب [illegible])

اس کے برخلاف قرآن حضرت داؤد کی توبہ و انابت کے حال سناتا ہے:۔

واذکر عبدنا داؤد ذا الاید انہ اواب (ص)	اور یاد کرو ہمارے بندے داؤد قوت والے کو، وہ تھا رجوع رہنے والا

بائبل حضرت نوح کو مے نوش بتاتی ہے (پیدائش)

لیکن قرآن حضرت نوحؑ کی صفائی دیتا ہے۔

یاقوم لیس بی ضلالۃ (اعراف) | بھلا اے میری قوم ہرگز بہکا نہیں

بائبل نے حضرت لوطؑ کو مے نوش کہا۔ اور لکھا کہ ان کی دونوں بیٹیاں ان سے حاملہ ہوئیں (نعوذ باللہ من ذالک) (پیدائش ۱۹)

لیکن قرآن حضرت لوطؑ کا اسوہ یہ بتلاتا ہے:۔

ولوطا اذ قال لقومہ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بھا من احد من العالمین (اعراف)	اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو ایسی بے حیائی کہ تم سے پہلے نہیں کیا اس کو کسی جہان میں۔

اس بحث کو جس قدر طول دیجئے طول ہوتی جائے گی (مقصود تو صرف یہ دکھلانا ہے کہ قرآن اپنی تعلیمات و واقعات میں وحی الٰہی کے سوا ہرگز کسی دوسرے کا مرہون منت نہیں ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ جو کہ زیر بحث ہے۔ اسی کو دیکھ لیجئے کہ حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی، قوم کے ساتھ مناظرہ، باپ کو نصیحت بادشاہ وقت سے مناظرہ، آگ میں ڈالا جانا، اس سے نجات پانا۔ الغرض ان تمام واقعات کو قرآن کس تفصیل کے ساتھ بیان کر رہا ہے لیکن بائبل ان تمام باتوں سے بالکل خاموش ہے۔ لیکن پھر بھی نیاز صاحب کو اصرار ہے کہ قصص قرآن بائبل سے ماخوذ ہیں۔

اور اگر کہیں واقعہ بھی ہو کہ کسی مسئلہ یا کسی واقعے میں قرآن اور بائبل دونوں متفق ہوں تو سوال یہ ہے کہ یہ اتفاق واقعہ یا مسئلہ کی تغلیط کا سبب کس اصول عقلی یا شرعی سے بن سکتا ہے۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ

اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا پھر جو شخص میری راہ چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص میرا کہنا نہ

فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ

مانے سو آپ تو کثیر المغفرت کثیر الرحمت ہیں اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل

بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ

نہیں آباد کرتا ہوں اے ہمارے رب تاکہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے اور ان کو پھل کھانے

وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا

کو دیجئے تاکہ یہ لوگ شکر کریں اے ہمارے رب آپ کو سب کچھ معلوم ہے جو ہم اپنے

نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

دل میں رکھیں اور جو ظاہر کریں اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں تمامی حمد خدا کے لئے ہے

وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِيْ

جس نے مجھ کو بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق عطا فرمائے حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے اے میرے رب مجھ کو بھی

مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ ۶۱۷

نماز کا اہتمام کرنے والا رکھیئے اور میری اولاد میں بھی بعضوں کو اے ہمارے رب اور میری دعا قبول کیجئے اے ہمارے رب میری مغفرت کر دیجئے اور میرے

لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

ماں باپ کی بھی اور کل مومنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن

تفسیر رَبِّ اِنَّهُنَّ سے يَقُوْمُ الْحِسَابُ تک۔ اور (وہ وقت قابل یاد کرنے کے ہے) جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے (حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ کو بحکم الٰہی میدان مکہ میں لاکر رکھنے کے وقت دعا کے طور پر) کہا کہ اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجئے (کہ اس کے رہنے والے مستحق امن رہیں یعنی حرم کر دیجئے) اور مجھ کو اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے (جو کہ اس وقت جہلا میں شائع ہے) بچائے رکھیئے (جیسا اب تک بچائے رکھا) اے میرے پروردگار (میں بتوں کی عبادت سے بچنے کی دعا اس لئے کرتا ہوں کہ) ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا (یعنی ان کی گمراہی کا سبب ہو گئے اس لئے ڈر کر آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور میں جس طرح اولاد کے بچنے کی دعا کرتا ہوں اسی طرح ان کو بھی کہتا سنتا رہوں گا) پھر (میرے کہنے سننے کے بعد) جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی (اور اس کے لئے وعدہ مغفرت ہے ہی) اور جو شخص (اس باب میں) میرا کہنا نہ مانے سو (اس کو آپ ہدایت فرمائیے کیونکہ) آپ تو کثیر المغفرت (اور) کثیر الرحمۃ ہیں ان کی مغفرت اور رحمت کا سامان بھی کر سکتے ہیں کہ ان کو ہدایت کر دیں، مقصود اس دعا سے شفاعت مومنین کے لئے اور طلب ہدایت غیر مومنین کے لئے ہے) اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو (یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کو اور ان کے واسطہ سے ان کی نسل کو) آپ کے معظم گھر (یعنی خانہ کعبہ) کے قریب (جو کہ پہلے یہاں بنا ہوا تھا اور ہمیشہ سے لوگ اس کا ادب کرتے آتے تھے) ایک (کف دست) میدان میں جو (بوجہ سنگستان ہونے کے) زراعت کے قابل (بھی) نہیں آباد کرتا ہوں اے ہمارے رب (بیت الحرم کے پاس اس لئے آباد کرتا ہوں) تاکہ وہ لوگ نماز کا (خاص) اہتمام رکھیں (اور چونکہ یہ اس وقت کف دست میدان ہے) تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے (کہ یہاں آکر

رہیں ہیں تاکہ آبادی پُررونق ہو جاوے) اور (چونکہ یہاں زراعت وغیرہ نہیں ہے اس لئے) ان کو (محض اپنی قدرت سے) پھل کھانے
کو دیجئے تاکہ یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر کریں اے ہمارے رب (یہ دعائیں محض عبودیت و افتقار کے لئے ہیں آپ کو اپنی حاجات کی
اطلاع کے لئے نہیں کیونکہ) آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے جو ہم اپنے دل میں رکھیں اور جو ظاہر کر دیں اور (ہمارے ظاہر و باطن پر کیا
حصر ہے) اللہ تعالیٰ سے (تو) کوئی چیز بھی مخفی نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں (کچھ دعائیں آگے آویں گی اور بیچ میں بعض نعم سابقہ
پر حمد و شکر کیا تاکہ شکر کی برکت سے یہ دعائیں اقرب الی القبول ہو جاویں چنانچہ فرمایا کہ) تمامی حمد (وثنا) خدا کے لئے (سزاوار) ہے جس
نے مجھ کو بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق (دو بیٹے) عطا فرمائے حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا (یعنی قبول کرنے والا) ہے (کہ
عطائے اولاد کے متعلق میری یہ دعا رب ھب لی من الصلحین قبول کر لی پھر اس نعمت کا شکر ادا کر کے آگے بقیہ دعائیں پیش کرتے ہیں
کہ) اے میرے رب (جو میری نیت ہے اپنی اولاد کو بیت محرم کے پاس بسانے سے کہ وہ نمازوں کا اہتمام رکھیں اس کو پورا کر دیجئے
اور جیسا ان کے لئے اہتمام نماز میرا مطلوب ہے اسی طرح اپنے لئے بھی مطلوب ہے اس لئے اپنے اور ان کے دونوں کے لئے دعا
کرتا ہوں اور چونکہ مجھ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہے کہ ان میں بعض غیر مومن بھی ہوں گے اس لئے دعا سب کے لئے نہیں کر سکتا ہوں
پس ان مضامین پر نظر کر کے یہ دعا کرتا ہوں کہ) مجھ کو بھی نماز کا (خاص) اہتمام کرنے والا رکھئے اور میری اولاد میں بھی بعضوں کو (نماز کا
اہتمام رکھنے والا کیجئے) اے ہمارے رب اور میری (یہ) دعا قبول کیجئے (اور) اے ہمارے رب میری مغفرت کر دیجئے اور میرے
ماں باپ کی بھی اور کل مومنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن (یعنی قیامت کے روز سب مذکورین کی مغفرت کر دیجئے) ف اس مقام پر
ابراہیم علیہ السلام کی کئی دعائیں ہیں اور بجز مغفرت کے سب قبول ہوئیں اول مکہ کو امن والا بنانا چنانچہ وہ اس طرح قبول ہوئی کہ وہ
حرم ہو گیا جس میں قتل و غارت حتیٰ کہ وحوش اور بعض نباتات کا تلف کرنا حرام ہو گیا اور حدیث میں اسی کو فرمایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے
مکہ کو حرم بنوایا۔ اور میں نے ترجمہ میں مستحق امن سے اس لئے تفسیر کی کہ اگر کوئی امن کو توڑے تب بھی ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا قبول نہ
ہونا اس سے لازم نہیں آتا اور اس دعا سے کہ رب اجعل ہذا البلد الخ یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت وہ شہر کی صورت میں ہو بلکہ ایسی مثال
ہے کہ کوئی شخص سنار کے پاس سونا یا چاندی لے جا کر کہے اجعل ہذا الخاتم حسنا یعنی اس انگوٹھی کو اچھا بنا دو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ۴۱/۱
کہ وہ انگوٹھی بالفعل تیار ہو بلکہ ایسی ترکیب سے مقصود یہ بتلانا ہے کہ زیادہ محط فائدہ مفعول ثانی ہے پس اجعل ہذا بلدا اور اجعل ہذا البلد
میں تعارض نہیں ہے اور رہا یہ کہ انہوں نے دونوں لفظ کہے تھے یا ایک سو دونوں احتمال ہیں کہ اول بلدا آمنا کہا ہو جس میں بلد بنوانے
کی بھی دعا ہو پھر البلد کہا جس میں زیادہ مقصود امن کی دعا ہو یا ایک لفظ کہا ہو جس میں بلدیت کی بھی درخواست مقصود تھی اور امنیت کی زیادہ
مقصود تھی اس لئے حکایت میں دونوں تعبیریں صحیح ہو گئیں اول تعبیر دونوں کی مقصودیت کی بنا پر اور دوسری تعبیر امنیت کی زیادہ
مقصودیت کی بنا پر دوسری دعا اجنبنی وبنی الخ یہ اس طرح قبول ہوئی کہ ان کے خاص صلبی فرزند اس سے محفوظ رہے پس اولاد اللہ
کے شرک سے کوئی اشکال لازم نہیں آتا رہا یہ امر کہ اپنے لئے اجنبنی کہنے کے کیا معنی حالانکہ وہ ہمیشہ سے منزہ تھے جواب یہ ہے کہ مقصود
دوام حفظ کا تھا جیسا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے پھر یہ کہ دوام حفظ بھی بوجہ نبوت و عصمت کے امر یقینی تھا پھر اس کی طلب کے کیا
معنی جواب حسب تحقیق روح المعانی یہ ہے کہ عصمت کا لزوم بتوفیق الٰہی ہے امر طبعی نہیں اس لئے طلب حفظ ضروری ہے تیسری دعا
لیقیموا الصلوٰۃ جس کی تصریح رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ الخ میں ہے۔ اس کا قبول ہونا ظاہر ہے کہ آپ کی اولاد میں بہت سے عابد ہوئے
بلکہ سید العابدین ہوئے چوتھی دعا فاجعل افئدۃ یہ بھی قبول ہوئی چنانچہ اول قبیلہ جرہم نے وہاں آکر سکونت اختیار کی پھر مختلف بلاد
میں لوگ آفاق سے آ آ کر وہاں بس گئے پانچویں دعا وارزقہم الخ یہ دو صورت سے واقع ہوا ایک طائف میں پیداوار کی کثرت دوسرے
اور بلاد و امصار سے آمد۔

اب یہاں دو اشکال ہیں۔ ایک مومن عصاۃ کے لئے دعائے مغفرت اس کا جواب تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے۔ دوسرا اشکال والدین
کے لئے دعا کرنا سو اہل سیر نے والدہ کا اسلام تو نقل کیا ہے۔ اور باپ کے لئے دعا کرنے کی توجیہ پارہ یازدہم کے رکوع دوم آیت وما کان
استغفار ابراہیم الخ کے ذیل میں گذر چکی ہے کہ مقصود دعائے ہدایت ہے البتہ ایک وسوسہ باقی ہے وہ یہ کہ یہ دعا بڑھاپے کی حالت
میں ہوئی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس وقت باپ زندہ نہ ہوگا پھر دعائے ہدایت کیسے مقصود ہے سو اگر اس کے مرنے کی خبر ان کو نہ پہنچی ہو
تو معنے یہ ہوں گے اغفر لہ ان مات مومنا پھر وحی سے جب علم موت علی الکفر کا ہوا تو تبری فرمائی ہو واللہ اعلم اور اگر والدہ کا ایمان ثابت

: ہو تو یہی جواب وہاں ہے اور ثمرات کے ساتھ پانی نہ مانگنے کی وجہ حالانکہ اس کی بھی ضرورت تھی اور اس وقت موجود بھی نہ تھا یہ تھی ہے کہ وادی میں پانی تو جمع ہو ہی جاتا ہے اور اسی وجہ سے غیر ذی زرع فرمایا اور غیر ذات ماء نہ فرمایا واللہ اعلم اور ہر چند کہ ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ اسمٰعیل و اسحٰق کے اور فرزند بھی تھے جیسا روضۃ الصفا میں منقول ہے کہ آپ نے بعد وفات سارا کے کسی کنعانی بی بی سے نکاح کیا اور اس سے چھ فرزند ہوئے لیکن دعا میں ان دو کا نام لینا یا اس وجہ سے ہوگا کہ اس وقت یہی دو ہوں یا اس وجہ سے کہ سب سے اشرف تھے اور جاننا چاہیئے کہ ان سب دعاؤں کا ایک جلسہ میں ہونا ضرور نہیں پس یہ شبہ نہ رہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کے بچپن میں کہ متبادر اسکنت سے معلوم ہوتا ہے اسحٰق کہاں تھے ربط اوپر من ورائہ جہنم آلخ میں کفار کا عذاب مذکور تھا آگے پھر وہی مضمون ہے اور درمیان میں جو توحید و رسالت کا ذکر تھا اس سے تناسب ظاہر ہے کہ انہی کے انکار سے یہ عذاب ہوتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ

اور جو کچھ یہ ظالم لوگ کر رہے ہیں اس سے خدا تعالیٰ کو بے خبر مت سمجھ ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں ان لوگوں کی

الْاَبْصَارُ ۙ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ

نگاہیں پھٹی رہ جاویں گی دوڑتے ہوں گے اپنے سر اوپر اٹھا رکھے ہوں گے ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آویگی اور ان کے دل بالکل بدحواس

هَوَآءٌ ؕ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ

ہوں گے اور آپ ان لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آ پڑے گا پھر یہ ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ایک

اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ ۶۱۹

مدت قلیل تک ہم کو مہلت دے دیجئے ہم آپ کا سب کہنا مان لیں گے اور پیغمبروں کا اتباع کریں گے کیا تم نے اس کے قبل قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تم کو

مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ

کہیں جانا ہی نہیں ہے حالانکہ تم ان لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا

لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۝ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ

اور تم کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں اور ان لوگوں نے اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی

مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ

تدبیریں کی تھیں اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جاویں پس اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں

رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ؕ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ

سے وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست پورا بدلہ لینے والا ہے جس روز دوسری زمین بدل دی جاوے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝

بھی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے اور تو مجرموں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا

ان کے کرتے قطران کے ہوں گے اور آگ ان کی چہروں پر لپٹی ہوگی تاکہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے کئے

کے ساتھ ہی) حقیقت معلوم ہوتی جاتی ہے (اور دنیا میں جو ان کو جلدی سزا نہیں ملتی اس کی وجہ یہ ہے کہ سزا کا وقت مقرر نہیں آیا) اور ہم نے جتنی بستیاں (کفر کی وجہ سے) ہلاک کی ہیں ان سب کے لئے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے (اور ہمارا قاعدہ ہے کہ) کوئی امت اپنی میعاد مقررہ سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے اور نہ پیچھے رہی ہے (بلکہ وقت مقرر پر ہلاک ہوئی ہے پس اسی طرح جب ان کا وقت آجاوے گا ان کو بھی سزا دے دی جاوے گی) (ربط اوپر کفار کے بعض احوال بدمآل مذکور تھے آگے ان کے بعض اقوال متضمنہ انکار رسالت مع جواب اور ان کے عناد کے مذکور ہیں۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ

اور ان کفار نے یوں کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تم مجنون ہو اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس

إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝

فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے ہم فرشتوں کو صرف فیصلہ ہی کے لئے نازل کیا کرتے ہیں اور اس وقت ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ

ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں اور ہم نے آپ کے قبل بھی پیغمبروں کو اگلے لوگوں کے بہت سے

الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ

گروہوں میں بھیجا تھا اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزا نہ کیا ہو اسی طرح

نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝ ٦

ہم یہ استہزا ان مجرمین کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور یہ دستور پہلوں سے ہی ہوتا آیا ہے

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ

اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں پھر یہ دن کے وقت اس میں چڑھ جاویں تب بھی یوں کہہ دیں کہ ہماری

أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ۝ ع

نظر بندی کر دی گئی تھی بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے

تفسیر وقالوا سے مسحورون تک۔ اور ان کفار (مکہ) نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) یوں کہا کہ اے وہ شخص جس پر (بزعم اس کے) قرآن نازل کیا گیا ہے تم (نعوذ باللہ) مجنون ہو (اور نبوت کا غلط دعوی کرتے ہو ورنہ) اگر تم (اس دعوی میں) سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے (جو ہمارے سامنے تمہارے صدق کی گواہی دیں کقولہ تعالے لولا انزل علیہ ملک فیکون معہ نذیرا اللہ تعالے جواب دیتے ہیں کہ) ہم فرشتوں کو (جس طریق پر وہ درخواست کرتے ہیں) صرف فیصلہ ہی کے لئے نازل کیا کرتے ہیں اور (اگر ایسا ہوتا تو) اس وقت ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی (بلکہ جب ان کے آنے پر بھی ایمان نہ لاتے جیسا ان سے یہ امر متیقن ہے تو فوراً ہلاک کر دیئے جاتے جیسا کہ سورۂ انعام کے اول رکوع کے اخیر آیتوں میں اس کی وجہ مذکور ہو چکی ہے اور یہ جو تنزیل قرآن کے منکر ہیں سو یہ انکار بھی محض باطل ہے) ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور (یہ دعویٰ بلا دلیل نہیں ہے بلکہ اس کا معجز ہونا اس پر دلیل ہے پھر اس کے معجز ہونے کی ایک دلیل تو دوسری سورتوں میں مذکور ہے کہ اس کے مثل کوئی ایک سورت بنالاوے اور دوسری دلیل اس کے معجز ہونے کی یہ ہے کہ ہم قبل از وقوع خبر دیتے ہیں کہ) ہم اس (قرآن) کے محافظ (اور نگہبان) ہیں (اس میں کوئی شخص کمی بیشی نہیں کر سکتا جیسا اور کتابوں میں ہوتا ہے کہ باوجود کسی مخالف کے نہ ہونے کے اس کے نسخوں میں اختلا

کمی وبیشی کا ہو جاتا ہے اور اس میں باوجود مخالفین کی کوششوں کے یہ بات نہیں ہوئی پس یہ ایسا صریح معجزہ ہے کہ جو باوجود بلاغت کے اعتبار سے قرآن اور غیر قرآن میں تمیز نہ کرسکے اس فن کا تو وہ بھی انکار نہیں کرسکتا پس باوجود دلیل کے کہ اعجاز ہے انکار کرنا محض عناد ہے) اور اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کی تکذیب سے غم نہ کیجئے کیونکہ یہ معاملہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے چنانچہ) ہم نے آپ کے قبل بھی پیغمبروں کو اگلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا اور (اُن کی یہ حالت تھی کہ) کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو (جو کہ تکذیب کی قبیح تر قسم ہے پس جس طرح ان لوگوں کے دلوں میں یہ استہزاء پیدا ہوا تھا) اسی طرح ہم یہ استہزاء ان مجرمین (یعنی کفار مکہ) کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں (جس کی وجہ سے) یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور یہ دستور پہلوں ہی سے ہوتا آیا ہے (کہ انبیاء کی تکذیب کرتے رہے ہیں پس آپ مغموم نہ ہوں) اور (ان کے عناد کی یہ کیفیت ہے کہ فرشتوں کا آسمان سے آنا تو درکنار اس سے بڑھ کر) اگر (خود ان کو آسمان پر بھیج دیا جاوے اس طرح سے کہ) ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں پھر یہ دن کے وقت (جس میں اونگھ نیند وغیرہ کا بھی شبہ نہ ہو) اس (دروازہ) میں (سے آسمان کو) چڑھ جاویں تب بھی یوں کہہ دیں کہ ہماری نظربندی کر دی گئی تھی (جس سے ہم اپنے کو آسمان پر چڑھتا ہوا دیکھ رہے ہیں اور واقع میں نہیں چڑھ رہے، اور نظربندی میں کچھ اس واقعہ کی تخصیص نہیں) بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے (اگر ہم کو اس سے بڑھ کر بھی کوئی خارق دکھلایا جائے گا وہ بھی واقع میں خارق نہ ہوگا) ربط اوپر رسالت کے متعلق مضمون ہدایت مضمون تھا آگے توحید کے متعلق ہے کہ وہ لوگ اس کے بھی منکر تھے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝

اور بیشک ہم نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے پیدا کئے اور دیکھنے والوں کیلئے اسکو آراستہ کیا اور اس کو ہر شیطان مردود سے محفوظ فرمایا

۲۰ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

ہاں مگر کوئی بات چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہو لیتا ہے اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ

ڈال دیئے اور اس میں ہر قسم کی چیز ایک معین مقدار سے اگائی اور ہم نے تمہارے واسطے اس میں معاش کے سامان

لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ

بنائے اور انکو بھی معاش دی کہ جنکو تم روزی نہیں دیتے اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے کے ہیں اور ہم اس کو ایک معین مقدار

مَّعْلُوْمٍ ۝ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ

سے اتارتے رہتے ہیں اور ہم ہی ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو کہ بادل کو پانی سے بھر دیتی ہیں پھر ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہیں پھر وہ پانی تم کو پینے کو دیتے

اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ

ہیں اور تم اتنا پانی جمع کر کے نہ رکھ سکتے تھے اور ہم ہی ہیں کہ زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہی رہ جاویں گے اور ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں

مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ ع

اور ہم تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں اور بیشک آپ کا رب ہی ان سب کو محشور فرماویگا بیشک وہ حکمت والا ہے علم والا ہے

تفسیر ولقد جعلنا سے حکیم علیم تک۔ اور بے شک ہم نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے پیدا کئے اور دیکھنے والوں کے لئے اس (آسمان) کو (ان ستاروں سے) آراستہ کیا (کہ دیکھنے میں اچھا معلوم ہوتا ہے) اور اس (آسمان) کو (ان ستاروں کے ذریعہ سے) ہر شیطان مردود سے محفوظ فرمایا (کہ وہاں تک ان کی رسائی نہیں ہونے پاتی) ہاں مگر کوئی بات (فرشتوں کی) چوری چھپے

سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہو لیتا ہے (اور اس کے اثر سے وہ شیطان ہلاک یا بدحواس ہو جاتا ہے اور رجیم اسی معنی کو باعتبار مآل کے فرمایا اور اس طرح وہ آسمانی خبر اور کسی تک نہیں پہنچتی آسمان کی حفاظت سے یہی مقصود ہے) اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس (زمین) میں بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے اور اس (زمین) میں ہر قسم کی (ضرورت کی نباتی) چیز ایک معین مقدار سے اگائی اور ہم نے تمہارے واسطے اس (زمین) میں معاش کے سامان (ماکولات ومشروبات وملبوسات کے قبیل سے) بنائے اور (نہ صرف تم ہی کو یہ سامان معاش دیا بلکہ) ان کو بھی معاش دی کہ جن کو تم روزی نہیں دیتے (یعنی تمام مخلوقات جو ظاہر میں بھی تمہارے ہاتھ سے خورد ونوش کا سامان نہیں پاتے) اور جتنی چیزیں (از قبیل معاش ورزق) ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں اور ہم (حسب حکمت) اس (چیز) کو ایک معین مقدار سے اتارتے رہتے ہیں اور ہم ہی ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو کہ بادل کو پانی سے بھر دیتی ہیں پھر ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہیں پھر وہ پانی تم کو پینے کو دیتے ہیں اور تم اتنا پانی جمع کر کے نہ رکھ سکتے تھے (کہ ہمیشہ کے لئے بارش سے مستغنی ہو جاتے پس اگر بارش نہ ہوتی بڑی مصیبت میں پڑتے) اور ہم ہی ہیں کہ زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور (سب کے مرنے کے بعد) ہم ہی (باقی) رہ جاویں گے اور ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں اور بیشک آپ کا رب ہی ان سب کو (قیامت میں) محشور فرماوے گا (یہ اس لئے فرما دیا کہ اوپر توحید ثابت ہوئی ہے اس میں منکر توحید کی سزا کی طرف اشارہ کر دیا) بیشک وہ حکمت والا ہے (ہر شخص کو اس کے مناسب بدلہ دیگا اور) علم والا ہے (سب کے اعمال کی اس کو پوری خبر ہے) **ف** استراق سمع کے باب میں بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث مرفوعاً روایت کی ہے اس میں تصریح ہے کہ ملائکہ بادل میں آکر آسمانی خبروں کا تذکرہ کرتے ہیں اور شیاطین کچھ سن لیتے ہیں یعنی تذکرہ فی السماء کے بعد سنتے ہیں گو سحاب میں سہی اب یہ اشکال نہ رہا کہ بعد ولادت یا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ روک دیئے گئے ہیں پھر اس کے کیا معنے یعنی آسمان سے بالکل روک دیئے گئے اور سحاب میں سے کچھ سنتے ہیں باقی یہ امر کہ پھر آسمان سے روک دینے سے فائدہ کیا ہوا جبکہ سننے کا دوسرا ذریعہ موجود رہا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ سموات میں امور عظام کا تذکرہ ہوا کرتا ہو اس کو بالکل مسدود کر دیا کہ علوم عظیمہ کے انکشاف کا کوئی طریق بجز وحی کے نہ رہے اور سحاب میں واقعات جزئیہ کا تذکرہ ہوتا ہو کہ وہ علوم مقصودہ نہیں (ربط) اوپر توحید کا پیرایۂ انعام میں ذکر تھا اور اس کے قبل کفار کے نکال ووبال کا ذکر تھا آگے قصہ آدم علیہ السلام میں خالق ہونے کے ضمن میں توحید اور انعام ظاہری اور امر بالسجود میں انعام باطنی اور نافرمانی و بدانجامی ابلیس کے ضمن میں منکرین کا نکال ووبال مذکور ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ع وَالْجَانَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ

اور ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا اور جن کو اس کے قبل آگ سے کہ وہ ایک

مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ

گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب آپ کے رب نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے

حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ

ہوئے گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں سو میں جب اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی جان ڈال دوں تو تم سب اس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا پس سارے

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ

کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ اس بات کو قبول نہ کیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو اللہ تعالیٰ

يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ

نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھ کو کون امر باعث ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا [illegible]



غیبی نوشتے

[illegible]

اس کتاب میں [illegible] غیبی نوشتے کا [illegible]

پہلا حصہ

علم نجوم [illegible]

بروج آسمانی [illegible]

(۱) آفتاب
(۲) قمر
(۳) مریخ
(۴) عطارد
(۵) مشتری
(۶) زہرہ
(۷) زحل

(الف) احکام آفتاب — آفتاب بخانہ اول، بخانہ دوم، بخانہ سوم، بخانہ چہارم، بخانہ پنجم، بخانہ ششم، بخانہ ہفتم، بخانہ ہشتم، بخانہ نہم، بخانہ دہم، بخانہ یازدہم، بخانہ دوازدہم

(ب) احکام قمر — قمر بخانہ اول، بخانہ دوم، بخانہ سوم، بخانہ چہارم، بخانہ پنجم، بخانہ ششم، بخانہ ہفتم، بخانہ ہشتم، بخانہ نہم، بخانہ دہم، بخانہ یازدہم، بخانہ دوازدہم

(ج) احکام مریخ — مریخ بخانہ اول، بخانہ دوم، بخانہ سوم

(د) احکام عطارد — عطارد بخانہ اول، بخانہ دوم، بخانہ سوم، بخانہ چہارم، بخانہ پنجم، بخانہ ششم، بخانہ ہفتم، بخانہ ہشتم، بخانہ نہم، بخانہ دہم، بخانہ یازدہم، بخانہ دوازدہم

(ہ) احکام مشتری — مشتری بخانہ اول، بخانہ دوم، بخانہ سوم، بخانہ چہارم، بخانہ پنجم، بخانہ ششم، بخانہ ہفتم، بخانہ ہشتم، بخانہ نہم، بخانہ دہم، بخانہ یازدہم، بخانہ دوازدہم

(و) احکام زہرہ — زہرہ بخانہ اول، بخانہ دوم

(ط) احکام عقرب [illegible] بخانہ اول

دوسرا حصہ

[illegible]

تیسرا حصہ

[illegible]

چوتھا حصہ

[illegible]

پانچواں حصہ

[illegible]

ملنے کا پتہ: مینجر رسالہ پیشوا دہلی

BASHIR

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۵ ... ماہنامہ رسالہ پیشوا دہلی — بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۵۹ ھجری



سیدہ فاطمہ کا لال

کربلا کے میدان ستم میں خاندان رسالت کی بربادی اور سرزمین نینوا کے جلتے ہوئے ریگستان میں فاطمی شہیدوں کی بے گور و کفن لاشوں کے تڑپنے کا خونچکاں مرقع ——

مظلوم کربلا نہایت بیش قیمت کتاب ہے۔ کربلا کے المناک واقعات کی منہ بولتی تصویر اور عہد نبوت و عہد خلافت کی وہ دردناک و دلگداز تاریخ ہے جس کا ایک ایک حرف محبان اہلبیت کے دلوں کو ایک خونیں سرخی سے سرخ کر دیتا ہے۔ دنیائے ادب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے مظلوم کربلا کے مصنف سے زیادہ بے باک دہلی کے ساتھ آج تک کسی نے صفحۂ قرطاس پر نہیں کھینچے اگر روتے روتے ہچکیاں نہ بندھ جائیں تو واپسی کتاب کی شرط ہے۔

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم اس کتاب نے اسلام کے دو فرقوں کے درمیان تیرہ سو برس کے بعد ایک مشترکہ پلیٹ فارم تیار کیا ہے جس میں بغیر جانب داری کے تمام واقعات پر تاریخ کی روشنی میں مدلل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب شیعوں کے لئے بھی قابل دید ہے اور اہل سنت کے لئے بھی۔

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد حضور مولا علی کا خلافت سے محروم ہونا۔ خلیفۂ ثالث کے عہد میں بنو امیہ کی ریشہ دوانیاں، جنگ جمل و جنگ صفین کے نظارے، امیر شام کی پولیٹکل چالیں، مروان کی فتنہ طرازیاں، حضرت امام حسنؑ کی خلافت سے دستبرداری، یزید کی فریب دہی، یزید کی بیعت سے امام عالی مقام کا انکار، فرزند رسولؐ کی جلاوطنی، حضرت مسلم بن عقیل کی روانگی کوفہ، کوفیوں کی غداری، حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی دردناک شہادت، مظلوم کربلا میدان کربلا میں، غریب الوطن مسافروں کا دشمنوں کی بہتر ہزار فوج سے مقابلہ

حضرت امام مظلومؑ کی تقریریں میدان جنگ میں

کربلا میں بستان رسولؐ کے گل بوٹوں کی پامالی، ناموس محمدؐ کی گرفتاری، حضرت امام زین العابدینؑ کی اسیری، دربار شام میں عترت رسولؐ کی واپسی مدینہ، قاتلان حسینؑ کا عبرتناک انجام غرضکہ کتاب بہ حیثیت ... میرانیس و مرزا دبیر کے دردناک مرثیے اس کتاب مظلوم کربلا میں برخوبی کے ساتھ منتخب کئے گئے ہیں جس نے مظلوم کربلا کی الم انگیزی میں غیر معمولی اضافہ کر دیا ہے۔ علاوہ بریں مراثی نثر کی جدت نے توقیامت برپا کر دی ہے۔ ضخامت ... صفحات سے زائد۔ اچھی لکھائی، اچھی چھپائی، سفید چکنا کاغذ، کربلائے مقدس کے مقامات کے فوٹو۔ قیمت ان تمام محاسن کثیرہ کے مقابلہ میں بہت ہی کم یعنی ... محصول ... کل ... کتاب مظلوم کربلا کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے:—

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ پیشوا دہلی


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی


قائم شدہ ۱۹۰۳ء
ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس دہلی
حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم
عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہ
عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہ کا قابل قدر عطیہ
جمیلان
وہ نسخہ جس سے ۲ لاکھ مریضان جریان کو اب تک آرام و فائدہ ہو چکا ہے
جریان کا نتیجہ کیا ہے؟ دل، دماغ اور جگر کا کمزور ہو جانا ہاضمہ کا بگاڑ حافظہ کی خرابی۔ ہمت کی پستی۔ طبیعت کی سستی اولاد سے محرومی جوڑوں کا درد اور عام ناتوانی، پھر رفتہ رفتہ جنون یا کوئی سخت بیماری مثلاً دق دسل وغیرہ
اگر آپ کو جریان کی شکایت ہو تو فوراً توجہ کیجئے آج ہی اس بیش بہا اور کامیاب دوا کا استعمال شروع کر دیجئے۔ جمیلان مرض جریان کی
بہترین اور کامیاب ترین دوا ثابت ہو چکی ہے جس سے اب تک دو لاکھ بیماروں
نے فائدہ اٹھایا ہے۔ جریان چاہے پرانا ہو چکا ہو یا نیا ہو ہر حالت میں اس سے فائدہ ہو جاتا ہے
دل و دماغ کی کمزوری اور اعضا کا اضمحلال دور ہو کر تندرستی اصلی حالت پر آجاتی ہے قبض
پیدا نہیں ہوتا بھوک خوب لگتی ہے جریان کی دواؤں میں جمیلان سب سے بہتر ثابت ہو چکی ہے۔
دو قرص صبح دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ ترشی۔ تیل گڑ اور ثقیل چیزوں سے پرہیز
قیمت شیشی ۳۲ قرص چار روپے آٹھ آنے (طبیہ)
احمدلان
قبض کی سب سے نادر دوا ہے
حب جلان
طبیہ کالج
ملنے کا پتہ۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس دہلی

[illegible] نما قرآن مجید مترجم

مترجم با محاورہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب [illegible]
کے فوائد موضح القرآن [illegible] ہیں [illegible]
اپنے مقام پر [illegible] عبارت پڑھنے میں غلطی نہ ہوگی [illegible]

[illegible] اسرار القرآن [illegible] خواب نامہ، فالنامہ قرآنی [illegible]
[illegible] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سوانح عمری [illegible] نبوت و ولادت، غزوات وغیرہ [illegible]
[illegible] کاغذ [illegible] خاشہ مجلد [illegible]

[illegible]	من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون ولئن متم او قتلتم لالی اللہ
	[illegible] بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں اور اگر تم مر گئے [illegible] اللہ ہی کے پاس
[illegible]	[illegible] فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب
[illegible]	سو اللہ کی کچھ مہر ہے جو تو نرم دل ملا ان کو اور اگر ہوتا تو سخت گو اور سخت قلب

خوشنما قرآن مجید دو ترجمہ والا

بس یہی وہ قرآن شریف ہے جو چھپنے سے پہلے ہزاروں [illegible]
اب جب چھپ کر آیا ہے تو سبحان اللہ کیسی مقبولیت ہے

[illegible] ہندوستان بھر میں اس سے بہتر قرآن شریف اس ہدیہ کا نہیں ہے [illegible] اس قدر محنت کوئی نہیں کر سکتا [illegible]
[illegible] کاغذ [illegible] سے قرآن شریف بہت اچھا ہے کیونکہ [illegible] کتابت [illegible]
[illegible] قرآن شریف کو ہی دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ ناپسند ہونے پر فوراً واپس کر دیجئے سویڈن کا کاغذ مجلد [illegible]

[illegible] وہ ہر وقت آپ [illegible] ساتھ رکھتا تھا ایک موقعہ [illegible] بادشاہ سے کہا کہ [illegible] آتے تھے اور بتوں کے خلاف [illegible] بیان [illegible] کہا کہ [illegible] دشمنوں [illegible]	دونہ الھۃ ان یردن الرحمن بضر لا تغن عنی
	[illegible] معبود اگر چاہے خدا میرے تئیں ایک نقصان نہ کفایت کرے مجھ سے
	[illegible] اگر خدائے رحمن مجھ کو کوئی [illegible] پہنچانا چاہے تو [illegible] معبودوں کی سفارش میرے کام [illegible]
	[illegible] شیئا ولا ینقذون انی اذا لفی ضلل مبین
	[illegible] اور نہ چھوڑا دیں مجھ کو تحقیق میں اس وقت البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے ہوں
	[illegible] مجھ کو چھڑا سکیں اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑوں

[illegible] العمر اور بچوں کیلئے جوبی قلم کشادہ بلا ترجمہ قرآن مجید
[illegible] کہ اس کا قلم اتنا موٹا ہے [illegible]

[illegible]
[illegible]

... میں قرآن کا ... بے مثال ...

حیرت سے پڑھیے اور دیکھئے ایک پارہ ... تیسوں پارے مجلد ...

[illegible]

... ہے کہ جیسے ... کہ ... پارہ ... قرآن ...

دو ترجمہ والا اعجاز نما قرآن مجید مترجم معہ پوری تفسیر

[illegible]

... والزکوٰۃ وذٰلک دین القیمۃ

زکوٰۃ کو ... اور یہ ہے ... دین لوگوں قائم رہنے والوں کا

... اور ... طریقہ ہے ... مضامین ... کا ...

... من اھل الکتٰب

اہل کتاب ...

آسان دید قرآن شریف

مترجمہ تحت اللفظ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی

حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ۔ چھپائی خوب سیاہ چمکدار کاغذ سفید ولایتی سپید کافی بہت موٹا ، وزن پانچ سیر [illegible] حاشیہ والا نسخہ ۔ بڑے بڑے کلام کرنے والے [illegible] کسی حساب سے بھی اس قدر بڑی قلم اتنی ضخامت کا قرآن شریف [illegible] میں نہیں چھپ سکتا ۔ عمدہ کتابت ہے [illegible] حروف کشادہ ہیں ۔ قلم کا نمونہ سامنے موجود ہے ۔ ترجمہ نمونہ سے بھی زیادہ [illegible] ہے اور ٹھیک سطر کے نیچے جس عربی الفاظ کے معنی ٹھیک سطر سے معلوم ہو جاتے ہیں ۔ قرآن شریف [illegible] ہے ۔ اس نسخہ میں بھی جو ایک نمبر کی عینک لگاتا ہوں ، چار گز کے فاصلہ سے پڑھ لیتا ہوں اور اچھی نگاہ والے [illegible] دور رکھ کر پڑھ سکتے ہیں اور **ضعیف العمر بزرگ ہلکی روشنی اور چاندنی میں بے تکان تلاوت کر لیتے ہیں** یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کا نام آسان دید قرآن شریف ہے ۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی ابتداء میں ایک [illegible] لگا ہے اور جس قدر قرآن بڑا ہے اسی نسبت سے مقدمہ بہت اہم معلومات سے پُر ہے ۔ ہدیہ مجلد حاشیہ دار [illegible]

محصول ڈاک علاوہ ۔ ریل کے ذریعہ منگانے تو ہدیہ سے ۸ر زائد کا منی آرڈر بھیجیں ۔

یہی قرآن شریف بلا ترجمہ روشن دید

کے نام سے ہدیہ ہو رہا ہے ۔ اس کا قلم [illegible] سے بنایا ہے ۔ اور حروف خوب [illegible] ہیں کاغذ اتنا موٹا نہیں اس لئے اس کا وزن چار سیر کے قریب ہے ، بہت صاف چھپائی ہے کاغذ سفید نادرے [illegible] ہے ۔ بلا ترجمہ قرآن شریف کا ہدیہ مجلد چرمی [illegible] روپے [illegible] محصول ڈاک [illegible] تقطیع ۱۱×۱۵

ہدایت نما متوسط قرآن مجید مترجم بدو ترجمہ مع کامل تفسیر

اس قرآن شریف کا ترجمہ اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ہے جو ہندوستان کے تمام عقائد کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے ۔ ترجمہ دوم حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب چشتی تھانوی کا ہے جو [illegible] سمجھنے کے واسطے [illegible] اور نہایت سلیس ہے ۔ خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر تمام تفاسیر مثل تفسیر کبیر ، ابن جریر [illegible] ابن کثیر ، مدارک ، موضح القرآن از شاہ عبدالقادر ، درِّ منثور ، مسند حاکم ، ابن مردویہ ، ابن ابی حاتم [illegible] شانِ نزول [illegible] اور تمام کتب احادیث مثل بخاری ، مسلم ، ترمذی وغیرہ وغیرہ کے [illegible] مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت محنت و کوشش کے ساتھ عام فہم اردو میں لکھی گئی ہے ۔ نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ [illegible] جس میں حضرت آدم سے لیکر پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور ان کی امتوں کے حالات ہیں ۔ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لیکر وفات تک مکمل سوانح عمری اور دیگر تمام [illegible] کی تفصیل ہے [illegible] کے حالات [illegible]

وَلَا يَتَعٰادُ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ [illegible]

[illegible] اور اللہ وہی ہے سننے والا جاننے والا [illegible]

[illegible] الْحَقِّ وَ [illegible]

ایک ترجمہ والا معجز نما قرآن شریف چوتھائی ہدیہ میں

[illegible] ایک ترجمہ والا معجز نما [illegible] قرآن شریف جب پہلی مرتبہ چھپا تھا [illegible]

[illegible] یہ قرآن شریف وہی ہے اور اسی سال چھپ کر [illegible]

[illegible] اب یہ قرآن شریف دفتر رسالہ [illegible] سے بجلد [illegible] جو ایڈیشن اول کا تقریباً چوتھائی ہدیہ ہے [illegible]

[illegible] کتابت و تفسیر [illegible]

وہ آیتری — منزل ۲ — ۳۹۲ — یوسف

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَ

[illegible]

قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ۝ وَ

[illegible]

رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا وَقَالَ

[illegible]

[illegible] حضرت آدم سے لیکر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور ان کی امتوں کا حال، اسلام سے قبل عرب کی تمام قدیم قوموں کی تاریخ ہے اور رسول کریم کی پیدائش سے لیکر وفات تک مفصل سوانح عمریاں اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپ کے خلاف [illegible] [illegible] فضائل قرآن [illegible]

[illegible]

ڈھائی روپے میں مولوی نور محمد صاحب والا دو ترجمہ کا قرآن مجید

[illegible] ہے یہ ہندوستان کا سب سے پہلا اور سب سے بہتر دو ترجمہ کا قرآن مجید ہے [illegible]

تفاسیر کا عطر ہے جو صرف اسی قرآن شریف کے لئے مخصوص ہے۔ اس کا ہدیہ [illegible]

اب نصف ہدیہ ہے۔ اسی لئے بے تحاشا اس کی طلبی ہے، [illegible]

[illegible] اس قرآن مجید کی [illegible] ضخامت ایک ہزار [illegible] صفحات ہیں۔ اور تقطیع اس رسالہ کے برابر ہے۔ کاغذ سفید [illegible]

[illegible] دو ترجمہ ہیں۔ پہلا ترجمہ مولینا شاہ رفیع الدین صاحب کا تحت اللفظ ہے، دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔ [illegible]

[illegible] جس کا اندازہ نمونہ ذیل سے ہو سکتا ہے۔ ابتدا میں [illegible] صفحوں کا ایک [illegible] مقدمہ ہے جس میں قرآن کی بڑی معلومات ہیں۔ [illegible]

[illegible] اسی قرآن شریف کا اعلیٰ ایڈیشن [illegible] کاغذ اعلیٰ [illegible] (بطور نمونہ ذیل کی دو سطریں ملاحظہ ہوں)

وما ابری نفسی — منزل ۳ — ۳۵۰ — یوسف ۱۲

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا

[illegible]

[illegible] اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ۝ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ

[illegible]

معجون مقوی رحم

یہ بے نظیر دوا عورتوں کی عام صحت جسمانی کو ٹھیک کرنے کے علاوہ ان کی شکایتوں کو کم کر دیتی ہے سیلان الرحم (لیکوریا) سیلان غددوی اور عام عورتوں کے اندرونی اعضاء تناسل کے ورموں کو حیرت انگیز طریقہ سے دور کر دیتی ہے۔ رحم اور اس کے متعلقہ اعضا مثلاً خصیۃ الرحم اور نلوں کو قوت پہنچاتی ہے۔ ایام ماہواری کی خرابیاں اس کے استعمال سے کافور ہو جاتی ہیں۔ اگر خون زیادہ یا کم آتا ہو تو ٹھیک مقدار میں کر دیتی ہے۔ اختناق الرحم (ہسٹریا) کی مریض عورتوں کو بھی اس سے بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔ عورتوں کو اس عجیب دوا کے فائدوں سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے۔ قیمت فی شیشی ۲ر

ملنے کا پتہ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی (رجسٹرڈ)

معجون شباب آور (رجسٹرڈ)

قوت مردمی اور دل و دماغ کی کمزوری کیلئے مشہور دوا ہے

زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے۔ مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے

تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے۔ قیمت فی شیشی فی تولہ پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی ایک روپیہ

تار کا پتہ —— ہمدرد دہلی

مہتمم ہمدرد دواخانہ یونانی۔ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد - دہلی

پیشوا دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو ۱۴ سال سے
تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن ۵ روپے ارزاں ایڈیشن ایک روپیہ
ممالک غیر سے
جس میں برہا بھی شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

نمبر ۶	بابت شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۴۰ء	جلد ۱۷

شذرات

(از عزیز حسن)

کاغذ کی گرانی کا مقابلہ کیونکر ہو؟

کاغذ کی گرانی شباب پر ہے، اور شباب کسی کا ہو جان لیوا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اسٹیٹسمین، سول ملٹری، ہندوستان ٹائمز وغیرہ معتدد اخبارات جو لاکھوں روپے کے سرمایہ سے جاری ہوئے اور جن کا لاکھوں روپیہ ریزرو فنڈ میں محفوظ ہے۔ انہوں نے اپنے تحفظ کے لئے اپنی ضخامتیں نصف کردی ہیں۔

پیشوا باوجود سرمایہ نہ ہونے کے اب تک اپنی ضخامت پر قائم ہے، لیکن کب تک؟ ایک سال میں نے بغیر کسی اعانت کے کاغذ کی گرانی کا مقابلہ کیا۔ کئی مہینہ سے قارئین پیشوا سے مشورہ طلب کر رہا ہوں۔ لیکن پانچ فیصدی خریداروں نے بھی توجہ نہیں فرمائی۔ محسن صاحب منگلوری نے ایک اسکیم گذشتہ اشاعت میں پیش کی، جس کی تائید ایک فیصدی خریداروں نے بھی نہیں کی۔ فرمایئے اس فرض شناسی، اس مذہبی جوش، اس خدمت دین کی اس ہمت افزائی کی مثال کسی دوسری قوم میں مل سکتی ہے؟ اور کیا زندہ قومیں اپنے مذہبی پرچوں کے ساتھ یہی سلوک کیا کرتی ہیں؟ اور کیا اس غفلت شعاری، اس تساہل، اس لاپرواہی کا کوئی اچھا اثر خدمت گذاران علم و مذہب پر پڑ سکتا ہے؟

جو کاغذ اس مرتبہ پیشوا کے ارزاں ایڈیشن میں لگایا گیا ہے، اعلیٰ ایڈیشن بھی [illegible] اور یہ اس وقت تین گنی قیمت پر بصد مشکل دستیاب ہوا ہے۔ [illegible] اس گرانی کا مقابلہ کیونکر کیا جائے؟ خریداروں کی [illegible] کہ وہ مشورہ دیں، یا گرانی کے زمانہ میں کسی قسم کی اعانت کا خیال بھی کرنا نہیں چاہتے۔ اور کاغذ کی گرانی کی کیفیت یہ ہے کہ جو ریم ۶ روپے کا آتا تھا، وہ اس وقت چھ روپے کا ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کل کس قیمت پر ملے گا۔ نہ میرے پاس پہلے کوئی خزانہ تھا، نہ اب ہے۔ پھر فرمایئے کہ تبلیغ اور اصلاح کا یہ کام (پیشوا) کیونکر چلے؟

اگر آپ حقیقتاً یہ سمجھتے ہیں کہ پیشوا کا جاری رہنا ضروری ہے تو آپ کو اس کے زندہ رکھنے کے اسباب اور وسائل بھی پیدا کرنے ہوں گے۔ اور اگر ایمانداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ پیشوا کوئی مفید کام نہیں کر رہا۔ اس کا زندہ رکھنا ضروری نہیں ہے، تو اس کے بعد مجھے آپ سے کچھ کہنا نہیں ہے۔ لیکن اگر حقیقت یہ نہیں ہے (جیسا کہ مجھے یقین ہے کہ نہیں ہے) تو پھر اس انتظار اس پریشانی اور بحث ترین آزمائش کی گھڑی میں آپ کا دور سے کھڑے ہو کر تماشا دیکھنا کیا معنی رکھتا ہے؟

جی نہیں چاہتا کہ ضخامت گھٹاؤں، حالانکہ یورپ، امریکہ اور ہندوستان کے بڑے بڑے ملکی اخبار اور رسالے اپنی ضخامتیں گھٹا چکے ہیں۔ لیکن اگر آپ نے میرا ہاتھ نہ بٹایا تو آخری چارہ کار یہی ہوگا۔ مگر اس کی تمام تر ذمہ داری خریداروں پر ہوگی۔ بہرحال اس وقت میں نہ تو ضخامت گھٹانی چاہتا ہوں، اور نہ قیمت بڑھانی چاہتا ہوں، اور نہ محسن صاحب منگلوری کی اسکیم پر زور دیتا ہوں کہ اس کی تائید ایک فی صدی خریداروں نے بھی نہیں کی) لیکن امداد و اعانت کی چند نئی تجویزیں پیش کرتا ہوں —

سید عزیز حسن [illegible] پرنٹر و پبلشر نے کمال ہند برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی سے شائع کیا۔

تاکہ آپ ان پر عمل کر سکیں۔ اور تبلیغ اسلام کا کام برابر جاری رہے۔

(۱) جو صاحب ایک وقت میں پانچ خریداروں کی قیمت وصول کر کے منی آرڈر کے ذریعہ بھیجیں، ان کو ایک روپے کی کتابیں یا ایک روپیہ نقد پیش کیا جائے گا۔

(۲) سر دست سو حضرات دس دس روپے قرض حسنہ کے طور پر دیدیں۔ اور جس وقت چاہیں اپنے اس روپے کی کتابیں (مطبوعات پیشوا میں سے علاوہ کلام اللہ کے) طلب فرمالیں۔ قرض حسنہ دینے والے بھائیوں کو ۳۳ فیصدی کی رعایت۔

(۳) پچاس بھائی پچیس پچیس روپے قرض حسنہ مرحمت فرمادیں اور اس روپے کی جب چاہیں مطبوعات پیشوا (علاوہ کلام اللہ) کے طلب فرمالیں۔ ان کو پچاس فیصدی کی رعایت۔

امید ہے کہ اس رعایتی اعلان سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے گا۔ یعنی کتب فروشوں کے لئے یہ اعلان نہیں ہے۔ صرف خریداران پیشوا میں سے وہی حضرات اس قرض حسنہ کی اسکیم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، جو مجھ پر اعتماد رکھتے ہیں، اور پیشوا کی زندگی اور موت کی اس کشمکش میں پیشوا کو زندہ رکھنے کی ضرورت کے معترف ہیں۔

اور کوئی صاحب بطور امداد مفت کوئی رقم نہ بھیجیں، ورنہ واپس کر دی جائے گی۔

مطبوعات پیشوا کی فہرست صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیے۔

اگر آپ نے قرض حسنہ دینے میں جلدی نہ کی تو ممکن ہے کہ مقررہ میعاد پوری ہو جائے۔ اور آپ کا منی آرڈر واپس کر دیا جائے۔

اس قرض حسنہ سے جو رقم جمع ہوگی، اس کا کاغذ آئندہ رسالہ کے لئے خریدا جائے گا۔ اس لئے دین کی اس سب سے بڑی سعادت میں شرکت کے ساتھ دنیا کا بھی فائدہ اٹھائیے۔ وی۔ پی کے ذریعہ کتابیں پوری قیمت پر بھیجی جائیں گی۔ قرض حسنہ نہ دینے والوں کے لئے کوئی رعایت نہیں ہے۔

صرف ڈیڑھ سو بھائیوں کو قرض حسنہ کے لئے پکارتا ہوں اور ان کے ساتھ بھی وہ رعایت کرتا ہوں، جو پیشوا کے اجراء سے آج تک نہیں کی گئی۔ دین کی اس سعادت کے ساتھ دنیا کا فائدہ بھی ہے۔ پھر دیکھنا ہے کہ اولیت کا مجدد شرف کن سعید روحوں کے حصہ میں آتا ہے۔

فتنہ نگار

نیاز فتحپوری کی علمی قابلیت، انسانی شرافت پر گذشتہ اشاعت میں لکھ چکا ہوں۔ اس کے بعد دیوبند میں ایک جلسہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر مدرس کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں سرکار عالی کی حکومت سے درخواست کی گئی کہ وہ نگار کا داخلہ حیدرآباد میں بند کر دے۔ اور اگر کسی جگہ پر نیاز کا تقرر ہونے والا ہو تو اس کو منسوخ کر دے۔

حضور نظام کی گورنمنٹ نے ایک اعلان کے ذریعہ بتایا ہے کہ نیاز کے لئے حیدرآباد میں کوئی جگہ نہیں۔ لیکن ابھی تک اسلامی ہندوستان کے سب سے بڑے مذہبی مرکز کی یہ درخواست قبول نہیں کی گئی کہ نگار کا داخلہ حیدرآباد میں بند کیا جائے۔

کفر و الحاد اور زندقہ، دربار گاہِ خداوندی سے استہزا اور حضور سرور کائنات صلعم پر تہمت تراشنا اتنا بڑا جرم تھا کہ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو نیاز فتحپوری کو حقیقت معلوم ہو جاتی۔ لیکن انگریزی حکومت میں خیالات کی اشاعت کی جو آزادی ہے، اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ڈالنا اور ان کے مذہبی جذبات سے کھیلنا اتنا آسان ہو گیا ہے کہ اس کا تصور بھی اب سے بیس برس پیشتر نہیں کیا جا سکتا تھا۔

تعجب اور تاسف کا مقام ہے کہ بنگال اور پنجاب کی اسلامی حکومتوں نے اس دجالی فتنہ کے استیصال کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ حالانکہ ان دونوں حکومتوں کے چیف منسٹر مسلمان ہیں۔ اسلامی کلچر کے خود کاشتہ محافظ ہیں۔ اسلامی روایات کے خود ساختہ علمبردار ہیں۔ اور اسلام ہی کے نام پر انہوں نے یہ سب عزتیں حاصل کی ہیں۔ لیکن اگر وہ اسلام کے درد کی ایک ہلکی سی ٹیس بھی محسوس کریں تو ان کو کم سے کم پنجاب اور بنگال میں نگار کا داخلہ بند کر کے اپنی اسلام دوستی اور الحاد دشمنی کا ثبوت دینا چاہیئے۔

مسلمان ریاستوں کے حکم رانوں کو اگر لہو و لعب سے فرصت ہو اور ایک شائبہ بھی اسلام سے تعلق ہو تو ان کو اپنی اولین فرصت میں الحاد و زندقہ کے اس سب سے بڑے داعی (نگار) کا داخلہ اپنی ریاستوں میں بند کر دینا چاہیئے۔

مسلمانوں کو مشتعل ہونے کے بجائے ٹھوس کام کرنا چاہیئے۔ اور وہ ٹھوس کام یہی ہے کہ نگار کے بائیکاٹ کے لئے موثر قدم اٹھایا جائے، تاکہ اس بیسویں صدی کے فتنہ پرور افسانہ نویس کا دماغ درست ہو۔

اگر مسلمان اسلام کے اس چھپے ہوئے دشمن اور اسلام کے لئے راج پال سے زیادہ خوفناک دشمن سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے، اور وہ یہ کہ نگار کے بائیکاٹ کی مستقل تحریک جاری رکھی جائے اور اس وقت تک قدم پیچھے

دیا جائے۔ جب تک نیاز نگار کا ایڈیٹر اپنے کفریہ عقائد سے حقیقی معنوں سے تائب نہ ہو۔

پیشوا کا ولی اللہ نمبر

پیشوا کا آئندہ پرچہ ہندوستان کے سب سے بڑے فلسفی سب سے بڑے حکیم اور سب سے بڑے مذہبی ریفارمر حضرت علامہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی کے اذکار سے لبریز ہوگا۔

ولی اللہ نمبر کو اکبر آباد کے مشہور عالم دوست حضرت مولینا مفتی انتظام اللہ صاحب مرتب کر رہے ہیں، جن کا ایک محققانہ اور مورخانہ مضمون امیر الامراء نواب نجیب الدولہ کے متعلق اس اشاعت میں دیا گیا ہے۔

ولی اللہ نمبر میں حضرت شاہ صاحبؒ اور ان کے بیٹے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ محدث دہلوی اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ محدث دہلوی کے علمی اور مذہبی کارنامے درج ہوں گے، جو اس سے پہلے اردو میں ناپید تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کی علمی خدمات کا مفصل تذکرہ اور اہم تصانیف کا خلاصہ بھی ولی اللہ نمبر میں ہوگا۔ غرض یہ کوشش کی جائے گی کہ ولی اللہ نمبر ہر حیثیت سے مکمل جامع اور نافع ہو۔

فیصلہ کن گھڑی

۱۵ ستمبر کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا جلسہ بمبئی میں ہوگا اور یہ جلسہ ایک فیصلہ کن گھڑی ہندوستان کے لئے ثابت ہوگا۔ کیونکہ وائسرائے اور وزیر ہند کے اعلان پر جو ریزولیوشن کانگریس ورکنگ کمیٹی نے پاس کئے ہیں، ان کی تصدیق اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل طے کرنا اس جلسہ کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔

نیز حکومت نے ناعاقبت اندیشی سے جو نیا قدم کانگریسی رہنماؤں کی گرفتاری کے لئے اٹھایا ہے، اس پر بھی اس اجلاس میں غور کیا جائے گا۔ اور اگر ہندوستان کی بدقسمتی سے لارڈ لنلتھگو اور حضرت علامہ ابو الکلام آزاد میں کوئی تصفیہ نہ ہوا اور ہندوستان کے جائز مطالبات حکومت ہند نے پورے نہ کئے تو کون کہہ سکتا ہے کہ ۱۵ ستمبر کے بعد ہندوستان میں گرفتاریوں اور نظر بندیوں کا سیلاب کس وقت آجائے۔

ہندوستان کے مطالبات میں سب سے بڑا روڑا اسول سروس کے بعض خود غرض اراکین اور انگلستان کے بعض خود غرض اور ناعاقبت اندیش امراء ہیں۔ جو نہیں . . .

چاہتے کہ ہندوستان کی غلامی کی بیڑیاں کٹیں اور انگلستان کی اس آڑے وقت میں بحیثیت خود مختار دوست کے مدد کرے اور یہی ہندوستان اور انگلستان کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے۔

حکومت کو چاہیئے کہ وہ ٹھنڈے دل سے ہندوستان کے جائز مطالبات کو پورا کرے۔ اور مسلم لیگ اچھوت والیان ریاست کی آڑ لیکر کوئی ایسا غلط قدم نہ اٹھائے جو دنیا میں اس کی بدنامی کا باعث ہو۔

ہندوستان سے سب سے بڑی مدد

جلالت الملک سلطان العلوم اعلیٰ حضرت حضور نظام کی حکومت اس وقت تک پانچ کروڑ روپے سے زیادہ گورنمنٹ برطانیہ کو لڑائی جاری رکھنے کے لئے دے چکی ہے اور تقریباً ایک کروڑ روپیہ حیدرآباد کی رعایا سے مل جائے گا۔ اور یہ وہ امداد ہے جو غالباً ہندوستان کی تمام ریاستوں نے ملکر بھی اس وقت تک نہیں دی۔ اور کسے خبر ہے کہ اگر لڑائی جاری رہی تو بندگان عالی کے عطیات کی تعداد کیا ہوگی۔

گذشتہ جنگ عظیم میں خسرو دکن نے جوش مانہ امداد دی تھی اس کا اعتراف گورنمنٹ برطانیہ نے "ہِز ایگزالٹڈ ہائی نس (یارِ وفادار)" کا خطاب دیکر کیا تھا۔

جنگ شروع ہوئے ایک سال ہوچکا حکومت ہند نے دیکھ لیا کہ یارِ وفادار نے وفاداری اور دوستی کا حق ادا کیا۔ اس لئے کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ملک معظم خسرو دکن کو (جن کا ملک اٹلی اور فرانس سے بڑا ہے) سرکاری طور سے بادشاہ تسلیم نہ کریں کیونکہ ہندوستان کے شہنشاہ کے لئے بادشاہ کا ہونا ضروری ہے۔

یوں تو ایسٹ انڈیا کمپنی اور ملک معظم کی گورنمنٹ سے آصف جاہی خاندان کے حالات مساوی درجے کے ہیں۔ اور رعایا حیدرآباد اعلیٰ حضرت کو ظل اللہ اور بادشاہ سمجھتی ہے۔ اور حضور نظام اپنے ملک میں وہ اختیارات بھی رکھتے ہیں، جو ایک بادشاہ کو حاصل ہوتے ہیں لیکن مسلمانانِ عالم اور خصوصاً مسلمانانِ ہند کی یہ دلی تمنا ہے کہ آصف جاہی سلطنت (جو مغل سلطنت کی آخری نشانی اور قائم مقام ہے) کے سر پر تاج رکھ کر بادشاہ عالی جاہ کے نام سے موسوم ہونے کی اجازت ہو۔

امید ہے کہ برطانوی مدبرین مسلمانانِ ہند کی اس دیرینہ آرزو کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

شعبان کی ایک مقدس رات

۱۴ شعبان کی رات ایک مقدس رات ہے، جس میں مسلمانوں کے

اعمال خداوند قدوس کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس رات کے خیر مقدم کے لئے ڈیڑھ مہینہ پہلے سے تیاریاں کیا کرتے تھے۔ اور اس مقدس رات میں خود بھی عبادت کرتے اور خدا سے دعا مانگتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس رات میں عبادت کا حکم دیا ہے۔

لیکن ہندوستان میں مسلمانان شعبان کی اس مقدس رات کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اس کا جواب دینے سے پہلے شرم وندامت سے گردنیں جھک جاتی ہیں۔

اگر حضور اس ملک میں اس رات کو جسم اطہر کے ساتھ تشریف لے آئیں تو واللہ یقین کیجئے کہ ایک فیصدی مسلمان تلاش کرنے سے بھی سرکار کو مشکل سے ملیں۔ فیا ویلنا ویا حسرتا۔

کتنی بدنصیبی ہے مسلمان قوم کی کہ افلاس، کساد بازاری، بے روزگاری کے اس ہولناک دور میں رجب کے پہلے ہفتہ سے شعبان کی اس مقدس رات کی بے حرمتی کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اور ہزاروں روپے کی آتش بازی روزانہ فروخت ہو رہی ہے جس کو روکنے کے لئے کوئی احراری، کوئی لیگی، کوئی کانگریسی رہنما میدان میں نہیں آتا۔

ابھی شب برات بہت دور ہے۔ لیکن ہندوستان کے ہر گوشہ و بازار میں نونہالان اسلام رات کے ۱۲ بجے تک آتش بازی چھوڑ کر اپنی بدنصیبی اور افلاس پر مہر لگاتے ہیں۔ اور لوگوں کے آرام میں خلل ڈالتے ہیں۔ اگرچہ بعض میونسپل کمیٹیوں نے سوائے ایک روز کے (نہ معلوم یہ ایک روز کی اجازت کیوں ہے) آتش بازی چھوڑنے اور بلا لائسنس فروخت کرنے کی ممانعت کر رکھی ہے۔ لیکن یہ مصیبت رجب سے شروع ہو کر رمضان کے آخری ہفتہ تک نازل رہتی ہے۔ اور اللہ ہی کو علم ہے کہ ہندوؤں کی یہ مشرکانہ رسم کب سے اور کیوں اور کس مقصد کے لئے مسلمانوں میں آئی ہے؟ تاہم میں لیگی۔ احراری۔ کانگریسی اور سرکاری مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آتش بازی کے انسداد کے لئے کھڑے ہوں۔ اور مسلمان قوم کا لاکھوں روپیہ برباد ہونے سے بچائیں۔ یہ کوئی مذہبی یا سیاسی اختلافی مسئلہ نہیں ہے کہ اس میں تصادم کا اندیشہ ہو۔ لیکن مجھے توقع نہیں کہ مسلمانوں جیسی بے عمل قوم کسی اصلاحی مرکز پر مجتمع ہو سکے۔ اور مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ بچانے کے لئے کوئی موثر قدم اٹھایا جاسکے۔

حج کا تارک امام

احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ حج کی استطاعت رکھتا ہوا "جو مسلمان حج ترک کرے گا۔ اس کی موت یہود و نصاریٰ کی موت ہوگی"

میں امام مسجد سے جو ۲۰ ہزار روپے کی حویلی میں رہتے ہیں اور خود کاشتہ امام ہیں اور جن کے نام سے فلسفہ تعلیم اسلام نامی کتاب شائع ہوئی ہے (اس کتاب پر علمی تبصرہ بہت جلد شائع ہوگا جس میں بتایا جائے گا کہ اس کے مضامین کس کس کتاب اور اخبار سے اخذ کئے گئے ہیں) یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ حدیث غلط ہے؟ کیا آپ پر یہ الزام غلط ہے کہ آپ پر حج فرض نہیں ہے؟ اگر ان دونوں سوالوں کا جواب اثبات میں ہے تو پھر کیا آپ اپنے ترک حج کا فلسفہ بیان کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟

ڈاک خانہ کا حسن انتظام

حریت کے دو پرچے ہر اشاعت کے دوسرے اخبارات کی طرح دہلی کے سنسر آفس میں مفت بھیجے جاتے ہیں۔ اگر یہ دو پرچے مفت نہ بھیجے جائیں تو جرم ہے۔ اور کیونکہ ڈاک خانہ کے اکثر ملازم بغیر پیسہ خرچ کئے اخبارات اور رسائل پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لہٰذا حکومت کے عتاب سے بچنے کے لئے میں نے حریت کے اسٹاف کو ہدایت کر رکھی ہے کہ سنسر کے نام دونوں پرچے پوسٹل سرٹیفکیٹ لیکر بھیجے جایا کریں۔ چنانچہ سال گزشتہ بھی اس پر عمل رہا اور سال رواں میں بھی یہی دستور ہے۔ لیکن دہلی کے ڈاک خانہ کا حسن انتظام دیکھئے کہ حریت کا ایک پرچہ پہنچتا ہے اور ایک راستہ میں غائب ہو جاتا ہے۔ حالانکہ پوسٹل سرٹیفکیٹ پر دو پرچے لکھے ہوتے ہیں۔ اگر کسی گاہک کا پرچہ نہ پہنچتا تو وہ دستور کے مطابق دس بیس گالیاں دیکر اپنا پرچہ دوبارہ منگوا لیتا۔ لیکن یہ سنسر صاحب کا پرچہ تھا۔ جو ڈاک خانہ والوں نے تلف کیا۔ مگر عتاب نامہ اڈیٹر حریت کے نام پہنچا کہ "وجہ بتاؤ کہ تمہارے خلاف مقدمہ کیوں نہ قائم کیا جائے" خوب پرچہ ڈاک خانہ نہ پہنچائے اور قصوروار اڈیٹر حریت کو گردانا جائے۔

اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ڈاک خانہ کے اس حسن انتظام پر ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانہ جات ہند کو توجہ دلانے سے کچھ بھی نہ ہوگا۔ سوائے اس کے کہ ایک چھپا ہوا فارم آجائے گا۔ جس میں لکھا ہوگا کہ "آپ کی شکایت پہنچی۔ تحقیقات ہو رہی ہے" لیکن اس تحقیقات کا نتیجہ نہ پہلے کبھی نکلا ہے اور نہ آئندہ نکلے گا۔ تاہم پھر بھی ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانہ جات ہند ہی کو قاعدہ کے مطابق توجہ دلاتی ہے کہ جب پوسٹل سرٹیفکٹ والے پرچہ کو اور وہ بھی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب جو چیف سنسر ہیں کے نام کے اخبار کو غائب کیا جا سکتا ہے، تو غریب خریداروں کا کیا حشر ہوتا ہوگا۔ جن کے پرچے پوسٹل سرٹیفکٹ لیکر نہیں بھیجے جا سکتے۔

اس قسم کی شکایتیں ڈاک خانہ کے حسن انتظام اور خفیہ نالی

پر سیاہ داغ ہیں جن کو جتنی جلدی دھویا جاسکے دھونا چاہیئے اور ان لوگوں کو جو ڈاک خانہ کی بدنامی کا باعث ثابت ہوں عبرتناک سزا دینی چاہیئے۔

بعض پیشوا کے ناظرین جو پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت لکھتے وقت اپنے صفحہ کے پوسٹ مین یا پوسٹ ماسٹر کو فرشتہ ظاہر کرتے ہیں اور سیدھے پیشوا آفس کو پرچہ نہ بھیجنے کا ملزم گردانتے ہیں، وہ غور کریں کہ جب [illegible] کے ڈپٹی کمشنر دہلی کو بھیجا ہوا پرچہ دہلی کی دہلی ہی میں غائب کر دیا گیا تو وہ بیچارے کس شمار و قطار میں ہیں؟

میرا ہمیشہ کا یہ دستور رہا ہے کہ جس بھائی کو پرچہ نہ پہنچے اور وہ شکایت کرتے وقت بدتمیزی سے کام لیں تو سب سے پہلے ان کی [illegible] کو معاف کرتا ہوں۔ اور پھر دوبارہ بلاقیمت پرچہ ارسال کر دیا کرتا ہوں۔ لیکن اس کا بہت ہی دکھ ہوتا ہے۔ جب وہ یہ لکھتے ہیں کہ "آپ نے پرچہ نہیں بھیجا" جو سراسر جھوٹ ہوتا ہے۔ کیونکہ پرچہ چھپتا خریداروں ہی کے لئے جاتا ہے، پھر نہ بھیجنے کے کیا معنی؟

نمبر خریداری

جو لوگ رسائل اور اخبارات کے کام سے ناواقف ہیں۔ وہ ان مشکلات کا اندازہ نہیں کرسکتے جو دفاتر کے کارکنوں کو نمبر خریداری نہ لکھے جانے کی صورت میں پیش آتی ہیں۔ کوئی صاحب یہ لکھ دیتے ہیں کہ "میرے نام کا اس گاؤں یا قصبہ یا شہر میں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے"۔ کوئی صاحب یہ لکھ دیتے ہیں کہ "میرا نام بجلدت رجسٹر سے نکال لیجئے"۔ کوئی صاحب یہ لکھ دیتے ہیں کہ "رجسٹر میں تلاش کیجئے۔ میرا نام مل جائے گا"۔ کوئی صاحب یہ لکھ دیتے ہیں کہ "صوبہ وار یا ضلع وار رجسٹروں میں دیکھ لیجئے" وغیرہ۔

یہ سب طریقہ کار ممکن ہیں لیکن اس طریقے سے رجسٹر رکھنے کی صورت میں کم از کم دو اور کلرک ملازم رکھنے پڑیں گے، جو صرف یہی کام کریں گے۔ اور ان کلرکوں کی تنخواہ بیس روپے ماہوار رکھی جائے تو چالیس روپے ماہوار کا بلاضرورت اور مزید خرچ ہے۔ جو موجودہ آمدنی اور موجودہ گرانی کے زمانہ میں نکلنا قطعی ناممکن ہے۔

پیشوا آفس کی حالت یہ ہے کہ ایک میں ہوں اور ایک کلرک جس کو منی آرڈر اور وی۔ پی کی کوپن تین رجسٹروں میں چڑھانا، خارج کرنا، اور پرچہ نہ پہنچنے والوں کی شکایتیں پوری کرنا، نمونہ طلب کرنے والوں کو نمونہ بھیجنا اور اگر اتفاق سے کوئی نیا خریدار یا کسی کتاب کا وی۔ پی کسی روز آجائے تو اس کی تعمیل۔ پتے تبدیل کرنا اور جو حضرات وی۔ پی واپس کریں، ان کے نام ساڑھے تین آنے کا نقصان درج کر کے خارج کرنا۔ یہ تو ہوا کلرک کا کام۔ میری مصروفیات کی حالت یہ ہے کہ رسالے کے لئے مضامین لکھنا، نئی تصانیف جن سے دفتر کا تعلق ہو، ان کو خود لکھنا، جو دوسرے اہل علم حضرات سے متعلق ہیں ان کے خاکے بنا کر دینا۔ کاپیوں اور پروفوں کی صحت، چھپائی کا انتظام، اور سب سے بڑی مصیبت یہ کہ نقصان کو پورا کرنے کے لئے روپے کی فراہمی۔

میری عمر پچاس سال سے زیادہ ہوچکی ہے۔ زندگی کی تمام [illegible] ہوگئی۔ ذہنی کلفت [illegible] ہے، اور موت کی جانب [illegible] ہے۔ متعدد امراض نے مستقل طور پر میرے نحیف جسم میں ڈیرے ڈال لئے ہیں۔ دل اور دماغ تھک چلے ہیں، میری مصروفیات بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور جو بھائی نمبر خریداری نہیں لکھتے وہ میری مصروفیات اور بڑھاتے ہیں۔ حالانکہ جسم و روح کا تعلق قائم رکھنے کے لئے مجھے کام بھی کم کرنا چاہیئے اور سوچنا بھی کم چاہیئے۔

لہذا ناظرین پیشوا سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اس خریداری نمبر کو جو چٹ پر ان کے نام کے ساتھ چھپا ہوا ہے اپنے کسی یادداشت کے کاغذ میں نوٹ کرلیں۔ اور جب کبھی کسی قسم کا خط پیشوا کے دفتر کو لکھیں تو اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیں۔ پیشوا کے دفتر میں صرف سلسلہ وار رجسٹر ہے۔ اور جب تک نمبر خریداری نہ لکھا ہو کسی قسم کی تعمیل ممکن ہی نہیں، بلکہ قطعی ناممکن ہے۔ گو بغیر نمبر خریداری کے جو بھائی خط لکھتے ہیں، وہ [illegible] ضائع کر دینے میں کیونکہ نمبر خریداری کے بغیر جو خط آفس میں آتا ہے، ایک لمحہ کا توقف کئے بغیر ضائع کر دیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین پیشوا اس بہت ہی اہم درخواست کو جس میں ان کا کچھ بھی نقصان نہیں ہے قبول کرلیں گے۔ اور آئندہ نمبر خریداری کے لئے مجھے نہ لکھنا پڑے گا۔

پیشوا کی امداد کی چند اور صورتیں

ناظرین پیشوا میں سے جو بھائی صاحب زکوٰۃ ہیں یا صاحب نصاب ہیں، وہ شعبان میں زکوٰۃ اور صدقات کی رقومات مختلف طریقوں سے ادا کرتے ہیں، اور ان میں بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ پیشوا کو نادار مسلمانوں کے نام جاری کرایا جائے۔ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم (بخاری، مسلم، ترمذی، مشکوٰۃ) کو زکوٰۃ اور صدقات کے روپے سے خرید کر نادار مسلمانوں کو دیا جائے۔ یا مساجد میں پڑھنے کے لئے وقف کر دیا جائے۔ یہ صورت صدقہ جاریہ کی ہے۔ اور جب تک یہ کتابیں پڑھی جائیں گی۔ واقف کو ان کے پڑھنے کا ثواب ملتا رہے گا۔

پس جو بھائی اس تجویز سے متفق ہوں اور صاحب نصاب ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت

اپنے ان نادار بھائیوں کا ضرور خیال رکھیں جو رسالہ پیشوا پڑھنا چاہتے ہیں۔ یا احادیث رسول اللہ ﷺ کے مطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں۔ مگر ناداری کی وجہ سے ان کو خرید نہیں سکتے۔ اور اس لئے اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جو حضرات کسی نادار مسلمان بھائی کے نام رسالہ جاری کرائیں یا کتابیں طلب فرمائیں، ان کو منی آرڈر میں یہ تصریح کر دینی چاہیئے کہ یہ رقم زکوٰۃ کی ہے۔ تاکہ مستحقین کے نام پیشوا جاری کر دیا جائے۔ یا کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ ان کے نام بھیج دی جائیں۔

مسلم لیگ ہائی کمانڈ کا اجلاس بمبئی

۳۱۔ اگست سے ۲ ستمبر تک مسلم لیگ ہائی کمانڈ کا اجلاس مسٹر جینا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل تجاویز پاس ہوئیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ چونکہ ملک معظم کی حکومت نے مسلم لیگ کا یہ مطالبہ منظور کر لیا ہے کہ ملک کا آئین خواہ وہ عارضی طور پر ہو یا ہمیشہ کے لئے ہم سے مشورہ کئے بغیر نہیں بنایا جائے گا۔ اور اس سلسلہ میں بڑی حد تک ہمارا مطالبہ پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۲۔ وائسرائے کے اس اعلان پر جو انہوں نے اپنی ایگزیکٹو کونسل میں توسیع کرنے کے سلسلہ میں دیا ہے۔ اظہار اطمینان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جنگی کاموں کے مشورہ کے لئے جس کونسل بنانے کا اعلان وائسرائے نے کیا ہے۔ اس پر بھی اطمینان کیا گیا ہے نیز وائسرائے سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے بیان کی بعض باتوں کی تشریح فرمائیں۔ اس کے علاوہ قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ وائسرائے سے کچھ نکات کی تشریح چاہیں۔

(۳) لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ نے تجویز تقسیم کے مطابق جو ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں پھر پاکستان کے عقیدے کو دوہرایا گیا ہے۔

(۴) جو مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ جنگی کمیٹیوں میں شرکت کر کے وہ مفید کام انجام دے سکتے ہیں۔ وہ جنگی کمیٹیوں میں شرکت کر سکتے ہیں۔

ان تجاویز پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے "کھودا پہاڑ نکلی چوہیا" کہاں تو آزادی کامل کے دعوے تھے، پاکستان کا مطالبہ تھا، رائل کمیشن کے ذریعہ کانگریسی مظالم کی تحقیقات کا شور تھا۔ نئے آئین میں مسلمانوں کے ان حقوق کا مطالبہ تھا جو کانگریس نے پورے نہیں کئے تھے لیکن تان اس پر ٹوٹی کہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے جو کچھ کہا وہ بجا و درست ہے۔

اگر مسلم لیگ کی حیات ثانیہ سے اس وقت تک کے بلند بانگ دعاوی کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی واحد و خالص نمائندہ جماعت صرف غریب مسلمانوں کے لئے کانگریس جیسی "ظالم اور ہندو" جماعت سے لڑ رہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ چند امراء اور خطاب یافتہ لوگوں کے لئے مسٹر جینا اسلام کے نام پر چند عہدے حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جس سے غریب مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں۔

مسلم لیگ کی پالیٹکس قدر مضحکہ خیز ہے کہ پہلے تو وار کمیٹیوں میں عدم شرکت کا حکم ہوتا ہے۔ لیکن جب پنجاب اور بنگال اور دوسرے صوبوں کے وزراء اور سرکار پرست مسلمان وار کمیٹیوں کی عدم شرکت کے لئے تیار نہیں ہوتے، اور ایک حقیر ترین قربانی سے بزدلانہ طریقہ سے فرار ہوتے ہیں، تو مسٹر جینا میں جرأت نہیں ہے کہ وہ کانگریس کی طرح ایکشن لیں۔ اور لیگ کے باغیوں کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں۔ اور اس کش مکش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی رٹ لگانے والی مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوتا ہے تو مسٹر جینا چاروں شانے چت نظر آتے ہیں۔ اور وزراء بنگال و پنجاب مسٹر جینا کی لگام اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں اور یہ دلچسپ ریزولیوشن پاس ہوتا ہے کہ جو مسلمان وار کمیٹی میں شریک ہونا چاہے شریک ہو سکتا ہے۔ سبحان اللہ۔

فرمائیے جس جماعت کی یہ حالت ہو کہ صبح کو اس کا ریزولیوشن کچھ ہو، دوپہر کو کچھ ہو اور شام کو کچھ ہو، تو وہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے اور خدا کی اس وسیع زمین پر مسلمانوں جیسی غیور اور خود دار اور ایثار پیشہ قوم کے لئے لعنت نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر لیگ کو خود غرضی اور غلامی کا یہ ڈرامہ کھیلنا ہی تھا تو آزادی کامل کا نعرہ لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ کیوں نہیں پہلے ہی روز اعلان کیا کہ وہ سیٹیں وائسرائے کی کونسل میں دے دو مسلمان قوم کو سوراج حاصل ہو جائے گا۔ آخر اس مذاق کی ضرورت؟

بہرحال مجھے تو خوشی ہے کہ لیگ کے چہرے سے نقاب اتر گئی اور اس کو مسلمان قوم نے برہنہ دیکھ لیا۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ دہلی کی مسلم لیگ نے جن پرانے مسلم لیگروں کو ذاتی عداوتوں کی آڑ میں وار کمیٹیوں کی شرکت کے جرم کے نام پر مسلم لیگ دہلی سے خارج کیا تھا۔ ان کا حشر کیا ہوگا؟

آزاد لنلتھگو خط و کتابت

حضرت علامہ ابوالکلام آزاد اور ہز ایکسیلنسی لارڈ لنلتھگو کی خط و کتابت شائع ہو گئی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گورنر جنرل

بلکہ وہ مسٹر جناح کو مسلمانوں کا نمائندہ سمجھ کر ان سے گفتگو کرنے کی ضرورت سمجھتے تھے۔ اور ان کا بار بار اصرار تھا کہ حضرت علامہ آزاد ملاقات کریں۔ لیکن حضرت ممدوح یہ فرماتے تھے کہ جب وائسرائے نے اعلان میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں تو ملاقات بے سود ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسٹر جناح کے نزدیک ہز ایکسیلنسی وائسرائے حضرت علامہ آزاد کے متعلق صحیح رائے نہ رکھتے۔ مسٹر جناح حضرت آزاد کو ہوسے تشبیہ دیکر مسلم لیگ سے "اعلیٰ اسلامی اخلاق" کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور اپنی بے دماغی اور مسلمان قوم کی تاریخ اور اسلامی تعلیم اور اسلامی اخلاق سے ناواقفیت اور اپنے کنزرویٹو ہونے پر خود ہی مہر لگاتے ہیں۔ بس ایک غیر جانبدار انسان کو یا تو مسٹر جناح کے عدم تدبر کا قائل ہونا پڑے گا یا ہز ایکسیلنسی وائسرائے کا۔ ظاہر ہے کہ ہز ایکسیلنسی اپنی معلومات، اپنے تدبر، اپنی دور اندیشی اور اپنے اعلیٰ اخلاق سے اس قابل ہیں کہ ان پر دوراندیشی کا اعتماد کیا جائے۔ چونکہ مسٹر جناح کا رویہ سرکاری اعلانات کی رو سے غلط ثابت ہوا کہ حضرت علامہ آزاد کسی کے نمائندے نہیں کیونکہ اگر ان کی نمائندگی مسلمہ ہوتی، تو ہز ایکسیلنسی وائسرائے ان سے ملاقات کی خواہش بار بار کیوں کرتے؟

ریل پارسل منگانے والے

جو حضرات کتابوں اور کلام اللہ کا ریل پارسل منگواتے ہیں، ان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ریل کا پارسل بغیر پیشگی قیمت آئے کسی حالت میں بھی نہیں بھیجا جاتا۔ کیونکہ ہم کو سال کے تجربے اور ہزاروں روپے کے نقصان کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ریل کا پارسل وی پی کے ذریعہ نہ بھیجا جائے۔ اگرچہ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سب خریدار صاحبان پر خدانخواستہ بے اعتمادی ہے۔ کیونکہ اکثر حضرات نے ریل کے ذریعہ پارسل منگوائے اور پارسل اسٹیشن پر پڑا رہا۔ اور دی۔ پی وصول نہیں کیا گیا۔ اس لئے ریلوے نے پارسل واپس کر کے آمدورفت کا کرایہ دفتر پیشوا سے وصول کیا۔ جس کا نتیجہ اکثر یہ ہوا کہ پارسل میں جتنی کتابیں تھیں۔ ان سے زیادہ ریل کا محصول ادا کیا گیا۔ لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ کوئی ریل پارسل بغیر پیشگی قیمت وصول ہوئے نہ بھیجا جائے۔ ریل کے ذریعہ پارسل منگانے والے آٹھ آنے زائد بھیجیں۔ کیونکہ یہ بلٹی کی رجسٹری کا محصول اور دفتر پیشوا سے دہلی کے ریلوے اسٹیشن تک کی روانگی کا خرچہ۔ ریل پارسل کا پیکنگ مفت۔

امید ہے کہ جو حضرات زیادہ تعداد میں کتابیں اور کلام اللہ طلب فرمائیں گے، وہ اس ضروری گذارش کا خیال رکھ کر بذریعہ منی آرڈر کے ذریعہ ارسال فرمائیں گے

رعایت کا مطلب

یہ فخر پیشوا کے دفتر ہی کو حاصل ہے کہ اس نے کاغذ کی چار گنی سے زائد قیمت ہونے کے باوجود کتابوں کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ حالانکہ بڑے بڑے کتب خانوں نے ۵۰ فیصدی۔ ۷۵ فیصدی اور اکثر نے سو فیصدی تک قیمتیں بڑھا دیں۔

چونکہ اکثر کتب فروش محض مدت زائد مقرر کرتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ جھوٹے رعایتی اعلان کریں تو ان کو زیب دیتا ہے۔ لیکن میرا اصول کم نفع اور زیادہ فروخت کا ہے۔ اس لئے میں قیمت مقرر کرتے وقت ممکن رعایت کر دیتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جتنے رعایتی اعلانات ہوتے ہیں۔ ان سب میں کوئی تاجر اپنا نفع ہرگز نہیں چھوڑتا۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ دوسرے جھوٹ بول کر اپنی روزی کماتے ہیں۔ خود بھی گنہگار ہوتے ہیں۔ اور گاہک کو بھی گناہ میں شامل کرتے ہیں۔ اور میں اس کو اسلامی تعلیم کے خلاف سمجھتا ہوں۔ لہٰذا جو حضرات رعایتی قیمتوں کے لئے خط لکھتے ہیں ان کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آج کل تو رعایت در رعایت ہے کیونکہ قیمت مقرر کرتے وقت کم سے کم نفع تک کا خیال کیا گیا تاکہ "ز کریما بآب می خور و دمی گزرد" پر عمل ہو سکے۔ نیز کاغذ کی ہوشربا گرانی کے باوجود قیمتوں میں اضافہ نہ کرنا رعایت در رعایت ہوئی۔ پھر آپ ہی فرمائیے کہ اور رعایت کی گنجائش کہاں سے نکالی جائے؟

امام حمید تبلیغ کرتے ہیں

مولانا امداد صابری کے مقدمہ میں خان صاحب نواب علی ٹھیکیدار نے بحیثیت سکرٹری جامع مسجد کمیٹی دہلی کی عدالت میں بیان دیتے ہوئے فرمایا۔

"امام حمید کو چالیس روپے ماہوار الاونس تبلیغ اور وعظ کا دیا جاتا ہے"

میں دہلی کی پیدائش ہوں۔ امام حمید نے میرے ساتھ کلام اللہ ایک ہی استاد سے ایک ہی وقت میں حفظ کیا۔ اور تقریباً تیس سال میرے ان کے تعلقات بہت ہی خوش گوار رہے ہیں اور جولائی ۱۹۳۶ء تک میں نے نہایت پابندی سے جامع مسجد میں نمازیں پڑھی ہیں۔ مجھے امام حمید کے مبلغ علم، قوت تقریر اور قوت تحریر دونوں کا علم ہے۔ میرا مشاہدہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان میں نہ یہ اہلیت ہے کہ دس سطریں کسی عنوان پر سلاست اور روانی کے ساتھ لکھ سکیں۔ اگرچہ ان کے نام سے ایک کتاب "فلسفہ تعلیم اسلام" کے نام سے شائع ہو چکی ہے جس کی حقیقت

بہت جلد شائع کی جائے گی) نہ دس منٹ کوئی تقریر کر سکیں گے، اور نہ ایک رکوع کلام اللہ کا صحیح پڑھ سکتے ہیں۔ اور نہ میں نے ان کو جامع مسجد میں تقریر کرتے سنا۔ مولانا نے عمر میں کسی تبلیغی جلسے میں تقریر کی۔

دہلی میں لاکھوں مسلمان آباد ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ بڑی جامع مسجد کمیٹی کا یہ بیان کہ امام تمہید تبلیغ ورد ہا کرتے ہیں کس حد تک صحیح ہے۔

دوستو! جس طرح چاہو وقف کے روپے کو برباد کرلو۔ جس کو چاہو جائز وناجائز پیش کرنے کے لئے اسلامی وقف کا روپیہ کھلادو۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ حکام پرستی کی راہ اختیار کرنے کے بعد تمہارے لئے نہ عاقبت میں مواخذہ ہے نہ دنیا میں لیکن قیامت سے پہلے اور یوم حساب سے پہلے تم کو اسلامی اوقات کا حساب دینا پڑے گا۔ اور تم ذاتی اغراض کے لئے اور ذاتی عداوتیں نکالنے کے لئے لاکھ مقامی حکام کو غلط فہمیوں میں مبتلا کردو، لیکن جامع مسجد کی اصلاح اور وقف کے روپے کے تحفظ کی تحریک دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ اور جنہوں نے کھایا ہے انہیں اگلنا پڑے گا۔

حج کی مشکل حل ہوگئی

اس وقت جبکہ عالمگیر جنگ کی وجہ سے ہندوستان میں یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ شاید حج کا راستہ محفوظ نہ ہو۔ یہ خبر زائرین حج بیت اللہ کے لئے طمانیت کا باعث ہوگی کہ برطانیہ نے سلطان ابن سعود والی حجاز کو اطمینان دلایا ہے کہ جہاں تک بھی موجودہ حالات اجازت دیں گے کسی بھی اسلامی ملک سے مکہ شریف جانے والے حجاج کے جہاز میں کوئی مداخلت نہیں کی جائیگی بلکہ برطانیہ کا بحری بیڑہ تمام برطانوی مسلمانوں کے ایسے جہازوں کی حفاظت میں پورا زور صرف کردیگا۔

نہ خبر ہے ہے کہ برطانیہ کے مقبوضوں کے جہازوں کی بھی اسی طرح حفاظت کی جائے گی۔ دوسرے ملکوں کے حاجیوں کے جہاز سے بھی کوئی دخل در معقولات عمل میں نہیں لائی جائے گی بشرطیکہ مقامی برطانوی حکام کو ان کے بارے میں اطمینان ہو جائے۔

الحمد للہ کہ جہاں عازمین حج کو اطمینان ہوگا۔ اور وہ سکون قلب سے حجاز مقدس میں جاکر اپنا مذہبی فریضہ ملا روک ٹوک

اور بغیر کسی خدشہ کے ادا کرسکیں گے۔ وہاں یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ سمندر پر بدستور برطانیہ ہی حکمراں ہے، جو اس خوفناک جنگ کے زمانہ میں بھی اپنے وسیع بحری بیڑے کے ذریعہ اپنی مسلمان رعایا کے مذہبی فریضہ کے ادا کرنے میں حفاظت کرسکتا ہے۔

لاریب برٹش گورنمنٹ کے اس اعلان سے مسلمان مشکور ہوں گے کہ حکومت ان کے مذہبی فرائض کی ادائیگی کا اس خوفناک جنگ کی مشغولیت میں کتنا خیال رکھتی ہے۔

امید ہے کہ جو مسلمان حج بیت اللہ کا ارادہ کرچکے ہوں گے وہ جنگ کی وجہ سے مذبذب نہ ہوں گے۔ اور حکومت برطانیہ کی اس پیش کش کے بعد تو زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو حج بیت اللہ کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ تاکہ ان کے ذریعہ ساکنان حجاز کی مشکلات رفع ہوں۔ اور ارض مقدس کے رہنے والوں کی روزی کا سامان ہو۔

مسٹر فضل الحق کا خط

بنگال کے پہلوان صورت وزیر اعظم شیر اسلام مسٹر فضل الحق نے ایک خط مہاتما گاندھی کے نام شائع کیا ہے جس میں سی۔ پی کے قصبہ چاندور بسوا کے ایک ہندو کے قتل کے مقدمہ میں جو مسٹر شکلا کانگریسی وزیر اعظم کے زمانہ میں جو زیادتیاں مسلمانوں پر ہوئیں، اور جن کی تصدیق سی۔ پی ہائی کورٹ کے ججوں نے کردی ہے۔ اس پر مہاتما جی کی خاموشی اور کانگریس ہائی کمانڈ کا اپنے وزیر سے جواب طلب نہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

مسٹر فضل الحق کا یہ خط یقیناً اس قابل ہے کہ کانگریس ہائی کمانڈ اور گاندھی جی اس کا جواب دیں۔ اور قبل اس کے وہ جواب دیں۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ کسی صورت میں بھی صفائی نہیں پیش کرسکیں گے۔ اور یہ واقعہ اپنی سفاکی بربریت، درندگی، ناانصافی اور تعصب کی ایسی بولتی ہوئی تصویر ہے کہ اس پر ہر شریف کانگریسی کی گردن شرم وندامت سے جھک جاتی ہے۔

حیدرآباد میں بے چینی پھیلانے کی سازش

حیدرآباد کی کسی فرضی نیشنل کانفرنس زیر عکس نام زنگی کافور کے سکریٹری نے وردھا میں مہاتما گاندھی اور صدر کانگریس کو حیدرآباد کی سلطنت کے خلاف ورغلانے کی کوشش کی تاکہ دوبارہ شورش پیدا کرنے کیلئے زمین تیار کیجائے تعجب ہے۔ ایک طرف ڈاکٹر موسنجے حیدرآباد کی نمائندہ ہندو کانفرنس جن اصلاحات کو قبول کرچکے ہوں، اور حیدرآباد کی انصاف پسندی بلکہ رواداری کا اعتراف کرچکے ہوں۔ پھر اس حیدرآباد کے خلاف جھوٹی اطلاعیں کانگریس کو دینا کہاں کی شائستگی ہے؟

فرقہ پرستوں اور بلیک میکروں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کی یورش کبھی کی... درآاں اس مرتبہ پھر شورش کی گئی تو مسلمانان ہند برٹش انڈیا ہی میں جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہندوستان کی آخری عہد اسلامی کی تاریخ بھی عجیب و غریب نیرنگیاں اپنے میں پنہاں رکھتی ہے۔ اب تک تو یہ ہوتا رہا تھا کہ بیرونی مسلمان دست بہ گریباں ہوا کئے۔ مگر ہندوستان میں خود مسلمانوں نے مسلمانوں کو دشمنان اسلام کے ہاتھوں پٹوایا۔ کیا ان تاریخی واقعات سے انکار کیا جا سکتا ہے ؟ مغلیہ سردار اکبر کی خانماں سوز پالیسی کہ اپنوں کو گرا دیا، غیروں کو بڑھایا فراموش کرنے کے قابل ہے۔ راجپوت انتہائے پستی کی حالت میں پٹھانوں کے ہاتھوں پہنچ چکے تھے۔ مگر مغلوں نے اپنی قیادت کی خاطر جنگجو اور طاقتور قوم کو پامال کرانے میں اپنے پہلو بہ پہلو راجپوتوں سے کام لیا۔ اس سے بڑھ کر یہ طیفہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مغلوں کے نئے عمال اور قطب شاہیوں نے ایک مرہٹہ جماعت کو نوازا کہ وہ مغلوں کے منہ آئے۔ مغلیہ حکومت اپنے امرا اور وزراء کے ہاتھوں بدحالی کی راہ لگے۔ بلکہ نمک حراموں نے حکومت کو تہ و بالا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور نیچا دکھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ حتیٰ کہ مرہٹوں کو اس قابل بنایا کہ وہ مغل حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ اور آثار اسلامی کی تخریب کریں۔ یہاں تک کہ دہلی کی جامع مسجد منبر کے بجائے بیاؤ بت نصب کرنے کا ارادہ ہو ۔ اس گروہ کا سرغنہ ایک مسلمان توپچی ابراہیم گاردی تھا۔ مرہٹوں کو مدد دینے والا اودھ کا مسلم صوبہ دار تھا۔ مگر اس سیلاب بلا سے ملک ہندوستان کی جن مٹھی بھر پٹھانوں نے کی۔ انہی پٹھانوں کا رکن علی نواب نجیب الدولہ تھا۔ مگر مورخین نے روہیلوں اور مرہٹوں کی نبرد آزمائی کی داستانیں لکھیں لیکن اس عظیم الشان ہستی کا ذکر جیسا چاہئے تھا نہیں کیا گیا۔ غداران ملک کے حالات میں صفحے کے صفحے رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مگر ملک و قوم کے صحیح خدمت گذار کے لئے ان تاریخوں میں چند سطور سے زیادہ جگہ نہیں۔ مگر یہ قابل مبارکباد ہے کہ ہندوستان کا ہر دل عزیز رسالہ پیشوا نجیب الدولہ نمبر نکال رہا ہے۔ اور ایک بڑی کمی کو اس طرح پورا کر رہا ہے۔ ۱۷

اس مجاہد اعظم کے کارنامہ کو بیان کرنے سے پہلے عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے لے کر نجیب الدولہ کی شروع زندگی تک کی سیاسی سرگرمیوں کا مختصر نقشہ قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

انتظام اللہ شہابی

مدیر دائرہ معارف قرآنیہ (آگرہ)

تمہید

شاہنشاہ عالمگیر نے کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک اور افغانستان کی ایرانی سرحد سے آسام و خلیج بنگال تک تمام برِ اعظم زیرِ نگین اسلام چھوڑا۔ نہ کسی مرہٹہ کی تلوار کہیں چمکنے کے قابل رکھی تھی، نہ کسی راجپوت کی کٹار کہیں نظر آ سکتی تھی، نہ کوئی خود سر نمک حرامی کرنے پاتا تھا، غرضکہ کوئی بغاوت باقی نہ تھی لیکن اورنگ زیب کے مرتے ہی شہزادہ معظم بہادر شاہ اور شہزادہ اعظم شاہ باہم سنہ ۱۷۰۷ء صوبہ آگرہ کے حدود میں دست بگریباں ہوئے اعظم شاہ کام آیا۔ سنہ ۱۷۰۸ء میں کام بخش بہادر شاہی سورماؤں کے ہاتھوں تیر و تلوار سے زخمی ہو کر موت کے گھاٹ اترا۔ بہادر شاہ تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی ایرانیوں کے دام میں ایسے پھنسے کہ باپ دادا کا طریقہ بھی بھلا دیا۔ باطل مسلک اختیار کیا۔ گو جیسے عالم اور بہادر تھے۔ مگر میراث بڑھا ہوا تھا۔ مجوسی طور مروج ہونے لگے۔ شعائر اسلام رخصت ہوئے۔ رفض کو ترقی ہوئی۔ بدعات سیئہ کا زور ہوا۔ تعزیہ پرستی ہونے لگی۔ بہادر شاہ اس قدر بہک گئے کہ جامع مسجد
۱۸ لاہور میں خطبہ میں خطیب سے علی ولی اللہ وصی رسول اللہ شمول کر کے پڑھوایا۔ عام شورش برپا ہو گئی۔ خطیب تلوار سے کاٹ کر پھینکا گیا۔ بادشاہ سہم گئے۔ رفضیت بھسکی پڑ گئی۔ پانچ سال حماقتوں کا شکار ہو کر ۱۱۲۴ھ / ۱۷۱۲ء میں چل بسے۔ عالمگیر سے عالی مرتبہ بزرگ کی مرتب و مہیا کی ہوئی شاہنشاہی قائم نہ رہ سکی۔ بلکہ سلطنت تیموریہ کے لئے بد بختانہ یادگار چھوڑ گیا۔ یہ اپنے تساہل و تغافل سے مرہٹوں کو پھر بیدار کر گیا ورنہ اورنگ زیب تو میٹھی نیند سلا چکا تھا۔

مرہٹوں کی ابتدائی تاریخ

اس وقت مرہٹہ عموماً　　میں شمار کئے جاتے تھے۔

مگر نظام شاہیوں اور عادل شاہی ریاستوں نے شیعہ سنی رقابت پرانی کو نوازا۔ شاہ طاہر کے شیعی مفاد نے دکن میں آگ لگائی اور انہی مرہٹوں سے کام لیا۔ ابراہیم عادل شاہ بھی دیکھا دیکھی ان کے سرپرست بنے حتیٰ کہ فوج کا افسر ایک مرہٹہ سردار کو بنایا جس سے مرہٹہ قوم کو سر بلندی نصیب ہوئی۔ مگر مرہٹوں نے پہلے اپنے ان محسنوں ہی پر ہاتھ صاف کیا۔ سنہ ۹۹۹ھ میں بالاجی اور سنبھاجی مرہٹہ سرداروں نے جو قطب شاہی سلطنت میں فوجی سردار و جاگیردار تھے علم بغاوت بلند کیا۔ ابتدائی درجہ بغاسہ کوہی سے پیچھے ہٹ گئے۔ الغرض کا کر ندی لوٹ مار قائم رکھی۔ ملک عنبر نے بھی اس قوم سے کام لینا جانا

[اور ان] کی سرپرستی کی۔ مگر سنہ ۱۶۲۷ء میں جہانگیر نے عبدالرحیم خانخاناں کو دکن کی مہم پر مامور کیا۔ اس کا لڑکا ایرج خاں بالاپور برار میں مقیم تھا۔ ملک عنبر کی مرہٹہ فوج کے سردار جادو رائے، اودے رائے، بابو رائے ملک عنبر سے کٹ کر ایرج خاں سے آملے۔ خلعت و منصب پائے۔ یہاں بھی غداری کی۔ اودے رائے شہزادہ شاہجہاں کے قدموں پر آجھکا۔ منصب جلیلہ عطا ہوا۔ اب دربار شاہی میں باریابی ہوئی۔ ساہوجی (پدر سیواجی) کو بھی دربار کی عزت ملی۔ مگر اس نے غداری کی۔ شاہجہاں نے مزاج پرسی کرا دی اور اس کا علاقہ ملک عنبر کے بیٹے کو دیا گیا۔ ساہو ہاتھ پیر مارتا ہی رہا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا سیواجی مرہٹوں کا سردار بنا اور چاروں طرف لوٹ مار برپا کر دی مسلم ریاستیں باہمی خانہ جنگیوں میں مبتلا تھیں جس نے سیواجی کو بہت زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا۔ اورنگ زیب نے اس کی بہادری کی قدر کی مگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ بادشاہ نے شاہانہ و شجاعانہ ایسے حملے کئے جن کے صدمات سے سیواجی کی طاقت ریزہ ریزہ ہو کر غبار بن گئی۔ مگر سیاہ بخت بہادر شاہ کی بدولت اس مردہ طاقت میں پھر زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ اس کے زمانے میں سکھوں کے درویشانہ جتھے ایسے بڑھے کہ شاہی سرداروں اور بانام و نشان سپہ سالاروں کی ٹکر جھیلنے پر آمادہ ہوئے۔ بہادر شاہ کے بعد اس کے بیٹوں میں خوب چلی۔ معزالدین شاہ، جہاں شاہ، رفیع الشان، عظیم الشان، معزالدین شاہ کامیاب رہا۔ سب بحر فنا میں غرق ہوئے۔ جہاندار شاہ کے لقب سے حکومت ہندپر فرماں روائی کی۔ احمق، عیاش، بزدل تھا۔ چند ماہ بادشاہ کہلا کر عظیم الشان کے بیٹے اپنے برادر زادہ فرخ سیر (جو بنگالہ کا صوبہ دار تھا) کے ہاتھوں سنہ ۱۷۱۳ء میں ختم ہوا۔

فرخ سیر تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ سید عبداللہ خاں اور سید حسن علی کا حکومت مغلیہ میں بڑا رسوخ تھا۔ یہ بھائی اپنی آبائی فطرت سے مجبور تھے۔ حکومت کی جڑیں اپنی حسن تدبیر سے کھوکھلی کر رہے تھے۔ بغاوت علقمی سے ان کا پایہ کچھ کم نہ تھا۔ بادشاہ ایرانی نژاد وزراء سے خوف زدہ تھے۔ سید عبداللہ کو قطب الملک خطاب دیکر وزیر لیا اور سید حسین علی خاں امیر الامراء کئے گئے۔ ان کی ریشہ دوانیوں سے مضطرب ہو کر بادشاہ نے ان کو دکن کا صوبہ دار کر کے بھیجا کہ یہ وہیں رہیں۔ مگر اس نے صوبہ داری کے فرائض انجام دینے کے بجائے

مرہٹوں سے ساز باز کیا۔ محرم ۱۱۳۱ھ کو اورنگ آباد سے بعزم دہلی پچیس ہزار سوار، دس ہزار برق انداز اور عظیم الشان توپ خانہ لے کر چلے۔ مرہٹوں کی فوج دبھاڑے کی سرداری میں تھا۔ راجہ ساہو کی طرف سے بشوناتھ سنا جی امداد کے لئے تھا۔ یہ فوج دہلی پہنچی۔ فیروز شاہ کی لاٹ کے پیچھے خیمہ زن ہوئے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ حسن علی کی بدولت مرہٹہ فوج بادشاہ کے خلاف دارالحکومت میں آئی۔ عوام سے یہ رنگ دیکھ کر سید کی فوج کو غنڈے سے نوازا۔ ہزارہا مرہٹے بے آئی مرے۔ غرض حسن علی نے ان کو دکن واپس کیا اور راجہ ساہو کے لئے دہ ہزاری منصب و خلعت بادشاہ سے جو کٹ پتلی بنا ہوا تھا بھجوایا دکن کے صوبہ کی چوتھ اور عطا ہوئی۔ اب پیشوا علانیہ مرتبت پر فائز نظر آیا۔ چھ سال فرخ سیر بادشاہ رہا۔ عبداللہ نے یہ نمک حلالی کی کہ ان کو قلعہ میں قید کیا، اور شمس الدین رفیع الدرجات کو بادشاہ بنایا۔ چار ماہ کے بعد یہ لقمہ اجل ہوا رفیع الدولہ تخت نشین بنایا گیا۔ وہ تین ماہ سے زیادہ یہ بھی نہ چلا۔ جہاں شاہ کا بیٹا روشن اختر ۱۷۱۹ء میں محمد شاہ کے لقب سے تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ غرضکہ دو برس میں امرائے سلطنت کی بدخواہی کے بدولت چھ بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے۔ مگر حکومت مغلیہ کی عظمت اور ہیبت طاری ضرور تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ شاہ دہلی کی اطاعت کے جوئے کو اپنی گردن سے اتار کر خود مختار بن جاتا۔ سید برادران نے بہت سعی کی کہ اقتدار حکومت کا اٹھ جائے۔ اسی کشمکش کے نذر ہر دو بھائی ہوئے اور اپنے کردار کو پہنچے۔

مرہٹوں کی ہمت بلند ہو چکی تھی۔ دکن میں لوٹ مار کرتے ہوئے جی بڑھے ہوئے تھے حسین علی کی بدولت دلی تک قدم پہنچ چکے تھے۔ ان کے ارادے اور آگے بڑھنے کے تھے کہ آصف جاہ سے اور بادشاہ سے شکر رنجی ہوئی۔ صوبہ داری سے بڑھ کر خود مختاری کی تمنا تھی۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد علانیہ دربار دہلی کی سیادت سے منحرف ہو کر خود مختاری کا اعلان کر گذرے۔ ادھر مرہٹہ گجرات کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور نواح احمد آباد کو لوٹ کھسوٹ کر ویران کر ڈالا۔ نظام الملک آصف جاہ مرہٹوں کی حرکت کو دیکھتے رہے۔ مگر جب دکن میں ان کے علاقہ میں دست درازی ہونے لگی تو ہوشیار ہوئے اور یہ نظر آنے لگا کہ تھوڑی غفلت سے کام لیا تو علاقے نظام پر ہاتھ صاف ہوگا حکومت مغلیہ کی طرف جھکے۔ محمد شاہ بادشاہ نے نظام الملک کی خطاؤں کو معاف کیا اور دکن کے صوبہ کی سند حکومت اور آصف جاہ کا خطاب اور خلعت بھیج دیا۔

نظام الملک نے اپنے لڑکے غازی الدین خاں کو دربار دہلی میں وکیل وغیرہ بنا کر بھیجا۔ اور خود اپنے پروان چڑھائے مرہٹوں کی سرکوبی پر آمادہ ہوئے۔ مگر تدبیر کارگر نہ ہوئی، مرہٹے روز بروز ترقی کرتے گئے۔

بالاجی بشوناتھ جس کا ذکر سید حسین علی کے بیان میں آچکا ہے اول پیشوا نے اپنی قابلیت سے راجہ ساہو کے کاروبار کو ایسی ترقی دی کہ گویا پھر ریاست مانڈ پڑ گئی۔ حسین علی خاں کی سعی سے مرہٹوں کو دربار دہلی سے حقوق ملے جو آئندہ مرہٹہ قوم کے فرمانروا بننے کی تعلیم و ترغیب ہوئے۔

پیشوا

یہی بالاجی بشوناتھ تھا جس نے عرصہ دراز تک سید حسن علی کی خدمت میں رہ کر رموز جہانبانی سیکھے اور مرہٹوں کی لوٹ مار کو آئین و قوانین کے سانچے میں ڈھالا، اور اپنے خاندان میں پیشوا کی جڑ جما گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا باجی راؤ پیشوا بنا جس نے نظام الملک سے ۱۷۲۸ء میں مچیٹھ لیا اور فتح یاب ہوا۔ آخرش نظام نے دب کر صلح کی۔ اس فتح سے باجی راؤ کی تمام دکن میں دھاک بیٹھ گئی، اور یہی وہ عظیم الشان پہلی فتح تھی، جو میدانی لڑائی میں مرہٹوں کو حاصل ہوئی۔ اور جس کی وجہ سے مرہٹے مسلمانوں کی عظیم الشان سلطنت کے خلاف میدانی لڑائیوں کے لئے کمربستہ ہونے لگے۔ اور مسلمانوں کا
مرہٹوں کے دل سے بالکل خوف جاتا رہا۔ 19

باجی راؤ اور نظام الملک گتھ گئے۔ اور اس نے اپنے وفادار نوکروں میں سے ملہار راؤ اور رانا جی سیندھیا کو مرہٹوں کی زبردست جمعیتوں کے ساتھ خاندیس اور مالوہ کی طرف لوٹ مار کرنے اور وہاں سے چوتھ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ اور خود فوج گراں کے ساتھ راجپوتانہ اور اجمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ مالوہ کے حصہ پر مرہٹے قابض ہو گئے۔ تو بادشاہ نے غضنفر جنگ محمد خان بنگش بانی فرخ آباد کو مالوہ کی صوبہ داری پر مامور کیا۔ مگر اس کے تغافل سے پیشوا باجی راؤ نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ روہیلکھنڈ کے پٹھان پل پڑے۔ مرہٹے ناکام ہوئے۔ محمد خاں بنگش معزول ہوا۔ راجہ جے سنگھ والی جے پور مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ مگر راجہ نے باجی راؤ پیشوا کو بادشاہ سے مالوہ کی صوبہ داری دلوادی۔ اس طرح گجرات کے بعد مالوہ میں بھی مرہٹے پھیل گئے۔ نظام الملک کی تحریک و ترغیب سے گوالیار اکبر آباد و الہ آباد و راجپوتانہ تک ان کی تاخت و تاراج وسیع ہو گئی۔ نظام الملک نے محمد شاہ سے یہ انتقام لیا۔ مگر حکومت مغلیہ کا وقار ٹوٹا پھر اسلامی حکومت کو زوال آیا۔ غرضکہ ۱۱۴۱ھ سے ۱۱۷۹ھ کے آخر تک مرہٹے پنجاب و دہلی، روہیلکھنڈ، اودھ بہار و بنگال کے سوا تمام ہندوستان میں پھیل گئے۔

۱۱۵۰ھ میں ملہار راؤ ہلکر اور باجی راؤ تغلق آباد تک آئے اور ریواڑی کو لوٹ کر واپس گئے۔ ادھر نظام الملک نے نادر کو مطلع کیا کہ یہاں کی بد امنی سے فائدہ اٹھاؤ، وہ آمادہ تو تھا ہی ہندوستان آکودا۔ محمد شاہ نے اپنی ہوا خیزی دیکھکر وزیر قمر الدین خاں کی تحریک سے دکن سے نظام الملک کو بلایا۔

غرضکہ نادری حملہ میں صمصام الدولہ کام آیا۔ نظام الملک محمد شاہ کو لے کر نادرشاہ سے ملنے دلی آئے۔ یہاں شہری و نادری فوج میں چپقلش ہو گئی، جس سے نادر نے قتل عام کرادیا۔ دلی کے خزائن واموال، تخت طاؤس نادرشاہ کے قبضہ میں آئے۔ اور وہ ایران گیا۔ نظام الملک کو خلعت امیر الامرائی ملا۔ وزارت بدستور قمر الدین خاں کے قبضہ میں رہی۔ ادھر نادر وطن لوٹا۔ کابل سندھ سے جدا ہو کر قندھار کی طرح سلطنت ایران میں شامل ہوا۔ پنجاب میں ذکریا خاں کی خود مختارانہ حکومت قائم ہوئی۔ سعادت خاں، برہان الملک جانشین صفدر جنگ اودھ میں خود مختار ہوا۔ دکن میں نظام الملک نے اپنی حکومت قائم کی اور یہ سب برائے نام دہلی کے فرماں بردار تھے ۱۱۶۰ھ میں نادرشاہ ایران میں مارا گیا۔ احمد شاہ ابدالی افغانستان کا فرماں روا ہوا۔ پنجاب کی حکومت پر اس وقت ذکریا
۲۰ خاں کا بیٹا شہنواز خاں تھا۔

اس سے احمد شاہ نے پنجاب کا ملک فتح کرلیا۔ سرہند پر متصرف ہوا۔ یہاں سے شہزادہ احمد ابن محمد شاہ قمر الدین خاں وزیر اور صفدر جنگ صوبہ دار اودھ جے پور کا راجہ ایسری سنگھ مشترکہ فوج لے کر درانی کے مقابل ہوئے۔ مگر راجہ جے پور نے راہ فرار اختیار کی۔ میر منو ابن قمر الدین نے مقابلہ کیا۔ درانی سرہند سے ۱۱۶۱ھ میں اپنے ملک واپس گیا۔ شاہزادہ احمد سرہند سے واپس دہلی ہوا۔ راہ میں خبر سنی۔ محمد شاہ بادشاہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوا۔ احمد شاہ تخت نشین ہوا۔ نظام الملک نے دکن میں انتقال کیا۔ ابو المنصور صفدر جنگ خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے نظام کے بڑے بیٹے غازی الدین خاں کو مشرف دیوان اور رسالہ شاہی کی بخشی گری عطا ہوئی۔ میر معین الملک عرف منو ابن قمر الدین خاں پنجاب کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

روہیلے نادرشاہ کے حملے سے پہلے ہی پٹھانوں نے روہیلکھنڈ میں اپنی حکومت قائم کرلی تھی۔ فرخ آباد میں محمد خاں بنگش کی حکومت بھی اچھی تھی۔ نادرشاہ کے بعد روہیلکھنڈ میں پٹھانوں کا زیادہ زور ہوگیا۔ صفدر جنگ نے پہلے باہمی چپقلش کرانا چاہی مگر کارگر نہ ہوئی تو یہ بھی مرہٹوں سے ساز باز کرنے لگا اور مرہٹوں سے روہیلوں کا خاتمہ کرنا چاہا۔ صفدر جنگ اپنے عہد کا حجاج ابن یوسف سے کم نہ تھا۔ اب آگے نواب نجیب الدولہ کے عہد کی تاریخ شروع ہوگی مرہٹہ سلطنت اور پانی پت کے نقشے اس کے سمجھنے کے لئے حاضر ہیں۔

امیر الامرا نواب نجیب الدولہ ثابت جنگ

نام ونسب نجیب خاں مخاطب نواب نجیب الدولہ ثابت خاں صاحب ابن اصالت خاں ولد عنایت خاں قبیلہ عمر خیل سے تھے۔ وطن مانیری مضافات پشاور تھا۔[1]

سوانح نوعمری میں نجیب خاں اپنے چچا بشارت خاں اور چند ہم عمر احباب کے ساتھ وطن کو خیرباد کہہ کر عازم ہند ہوئے۔ اباسین جہلم۔ چناب۔ راوی۔ بیاس۔ ستلج کو عبور کرتے ہوئے دلی پہنچے۔ ان پردیسیوں کی مہمان نواز جامع مسجد تھی۔ چند روز یہاں رہ کر گنگشری میرٹھ اور روہیلکھنڈ کے علاقہ میں سپاہی گری کا پیشہ اختیار کر بیٹھے[2] پرانے پاپی۔ ڈاکو اور جرائم پیشہ جرگے بھی ان کی ہمت اور بہادری سے مرعوب ہو کر ان کے ساتھ ہوگئے۔ یہ تمام کا تمام گروہ بسرکردگی نجیب خاں ریاست سوبلی کے حدود کو اپنے ظلم کا تختۂ مشق بنانے کو تھا کہ نواب دوندے خاں برادر حافظ رحمت خاں روہیلے نے نجیب خاں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم پٹھان ہو اور ہم بھی پٹھان ہیں۔ ہمارے علاقہ میں تم کو کسی قسم کی دست اندازی نہ کرنا چاہیئے۔ اور مناسب یہ ہے کہ غریب خانہ کو اپنا گھر سمجھنا چاہیئے اور میرے پاس چلے آیئے۔ برادری کے حقوق کا پورا لحاظ رہے گا۔ نجیب خاں یہ پیغام سنتے ہی نواب کے پاس آگئے۔ چندروزہ قیام میں یہاں وہ مہمان داری اور مدارات ہوئی کہ نواب کی تمنا پر نوکری کے لئے آمادہ ہوگئے چنانچہ فوج کی رسالداری ملی اور دارانگر کی تحصیل سپرد ہوئی[3]

دارانگر نجیب خاں نے دارانگر (نزد امروہہ) کو اپنا مستقر قرار دیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں اپنے حسن لیاقت سے

[1] اخبار الصنادید ج ۱ صفحہ ۳۱۶ [2] رسالہ نمبر ۳ سنہ ۱۹۲۶ء [3] رسالہ عبرت سنہ ۱۹۲۶ء۔

اس حصہ ملک کو ایسا بنایا کہ قرب وجوار کے لوگ کثرت سے آکر بسنے لگے جب آبادی معقول ہوگئی تو جملہ رفاہ عام کے کام انجام دیئے۔

تعلیمی ترقی

جس دارا نگر کے نام سے لوگ ناواقف تھے۔ اُن کے لئے درس گاہ کا انتظام کیا گیا۔ برہان الملک محمد امین سعادت خاں نیشاپوری اور اس کے ہمشیرزادہ و داماد صفدر جنگ نے اودھ اور الہ آباد کے قصبوں میں خاندانی علماء کی جاگیریں شاہجہاں اور عالمگیر کے زمانہ کے مقرر شدہ مدارس اور مدرسین کے روزینہ بند اور ضبط کر دیئے تھے جس سے اودھ کے علمی خاندان بے خانماں ہوکر سرگرداں پھر رہے تھے۔ وہ نجیب خاں کی علم پروری کا شہرہ سنکر دارا نگر پہنچے۔ اور اس درس گاہ میں مقرر کر لئے گئے۔ اس مدرسہ نے اکثر مدرس علمائے فرنگی محل کے شاگرد تھے[1] غرض دارا نگر روہیلکھنڈ میں قابل ذکر جگہ تھی۔

نجیب خاں کی شادی

نواب دوندے خاں بُردبار اور شریف شناس تھا۔ اس نے نجیب خاں کی حسن قابلیت دیکھ کر اپنی صاحبزادی کا عقد ان سے کر دیا۔ اور اپنی بقیہ ریاست سے جملہ مہمات میں اپنا مشیر اور مدار المہام بنایا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حکومت مغلیہ اپنے صوبہ داروں کے ہاتھ تباہی کی راہ لگ چکی تھی۔ پیش پیش ابو المنصور خاں صفدر جنگ تھا۔ ادھر وہ پٹھان جن کے باپ دادا کی حکومت ایک عرصہ تک ہندوستان پر رہی، اور اس کی ہی بنیادوں پر مغلیہ حکومت قائم ہوئی، باوجودیکہ کئی صدی تک مغلوں کے ہاتھوں پامال رہے۔ مگر جوہر مردانگی پھر بھی باقی تھا۔ موجودہ وقت کو غنیمت جان کر انہوں نے بھی ہاتھ پیر نکالے اور روہیل کھنڈ میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کیں۔ ان میں نواب محمد خاں بنگش والی فرخ آباد کی حکومت زبردست تھی۔ نادر شاہ کے حملہ کے بعد روہیل کھنڈ میں پٹھانوں کا زیادہ زور بندھ گیا تھا صفدر جنگ صوبہ دار اودھ نے اپنے پہلو میں نوابان روہیل کھنڈ کی طاقت بڑھتے ہوئے دیکھ کر اپنے لئے خطرہ محسوس کیا اور ان کے درپے تخریب ہوا۔ پہلے تو فرخ آباد اور روہیل کھنڈ کے پٹھانوں کو آپس میں لڑا دینا چاہا۔

علی محمد خاں فرماں روائے روہیل کھنڈ ۳۔ شوال ۱۱۶۲ھ کو اور محمد خاں بنگش والی فرخ آباد ۳۔ ذیقعدہ ۱۱۵۶ھ کو انتقال کر چکے تھے[2] صفدر جنگ نے قطب الدین محمد خاں نبیرہ عظمت اللہ سابق ملازم نواب سید علی محمد خاں کو کٹھر کی سند حکومت دے کر اس لئے بھیجا کہ وہ نوابان روہیل کھنڈ کی اٹھتی ہوئی طاقت کو پامال کر دے۔

چنانچہ قطب الدین محمد خاں دھام پور کے قریب نجیب خاں اور دوندے خاں سے مقابل ہوا جس میں خود مارا گیا۔ اس کے بعد صفدر جنگ کے اشارہ سے محمد خاں بنگش کا لڑکا قائم خاں روہیلکھنڈ پر حملہ آور ہوا۔ مگر وہ بھی بدایوں کے قریب کام آیا۔ جس کے بعد اس کے ملک پر صفدر جنگ قابض ہوگیا۔ اور اپنی طرف سے فرخ آباد کا حاکم نول رائے کالیستھ کو مقرر کیا جس نے ابتداءً دار الصدر قنوج کو بنایا اور ظالمانہ حکومت کرنے لگا۔ قائم خاں کے بھائی احمد خاں بنگش نے اپنے ہم قوم پٹھانوں کی امداد سے نول رائے پر دھاوا کیا کہ وہ ۱۱۶۳ھ میں بمقام سمدھن پرگنہ ٹلگرام میں شکست یاب ہوکر قتل ہوا۔ صفدر جنگ سورج مل جاٹ راجہ بھرت پور کو اپنا معین و مددگار بناکر فرخ آباد دھر دوڑا۔ مگر روہیل کھنڈ کے پٹھانوں نے احمد خاں کی امداد کی۔ اور مارہرہ کے قریب صفدر جنگ اور سورج مل جاٹ کو ایسی شکست دی کہ دہلی آکر دم لیا۔ مگر ادھر احمد خاں مغرور صفدر جنگ کے علاقہ پر حملہ آور ہوا۔ اور لکھنؤ پر محمود خاں ابن احمد خاں قابض ہوگیا۔ الہ آباد کا خود احمد خاں نے محاصرہ کیا۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھ کر مرہٹوں سے خط و کتابت شروع کی۔ اور سندھیا و ملہار کو ۲۱
۲۵ ہزار روپیہ روزانہ ادا کرنے کا وعدہ کرکے اپنی امداد پر بلایا۔ اور سورج مل کو ۲۵ ہزار روپیہ روزانہ کا وعدہ کرکے اپنے ہمراہ لیا۔ مع آباد اور طیسر میں یہ لشکر جمع ہوگئے۔ اور احمد خاں کے عامل شادل خاں کو سعد آباد میں ان سے شکست اٹھانی پڑی۔ تو احمد خاں الہ آباد سے فرخ آباد آیا اور نواب روہیل کھنڈ، نواب حافظ رحمت خاں نواب دوندے خاں، نواب سعد اللہ خاں وغیرہ سے امداد طلب کی۔ دوندے خاں کی طرف سے نجیب خاں بہولی کی فوج لے کر نواب فرخ آباد کی امداد کے لئے پہنچا اور لشکر عظیم کے مقابل ہوا۔ مگر صفدر جنگ نے منہ کی کھاکر صلح کر لی[3]

محمد شاہ کے مرنے پر تخت دہلی پر احمد شاہ متمکن ہوا اس کا وزیر صفدر جنگ تھا۔ پہلی مرتبہ احمد شاہ درانی ہندوستان پر حملہ آور ہوا تھا تو بمقام لاہور صفدر جنگ احمد شاہ بادشاہ دہلی کے ساتھ شریک معرکہ رہا۔ اور پھر احمد شاہ کو نذر پیش کی، تو فرط مسرت میں بادشاہ نے کہا۔ سلطنت بہ ما وزارت بہ شما مبارک۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد وزارت ان سے چھن گئی تو حکومت کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے لگے۔ اور راجہ سورج مل اور صوبہ دار

[1] درس نظامیہ اور خاندان فرنگی محل از علامہ شبلی رح
[2] تاریخ مرتبہ صفحہ ۲
[3] اخبار الصنادید جلد اول

باونی۔ کیاری پور کا فوجدار اللہ کشاتیں وغیرہ کو اپنی حمایت کو بلوایا اور نوابان روہیل کھنڈ کو صفدر جنگ نے لکھا۔ مگر یہ لوگ شریک نہ ہوئے۔ ادھر بادشاہ دہلی نے بھی نواب حافظ رحمت خاں اور نواب دوندے خاں کی طلبی و استعانت کے لئے حکم جاری کیا۔ دوندے خاں نے نجیب خاں سے کہا کہ جاٹ اور مرہٹے صفدر جنگ کے طرف دار ہیں۔ اگر وہ ان دونوں کو ہمارے ملک کی طرف متوجہ کردے تو بہت کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ دوسری طرف بادشاہ اور انتظام الدولہ ہماری کوئی امداد اور اعانت نہیں کرسکتے۔ لیکن صفدر جنگ اور بادشاہ کا مقابلہ نوکر اور آقا کا مقابلہ ہے۔ اس سے صفدر جنگ۔ اگر راستی پر بھی ہو پھر بھی باغی اور نمک حرام کہلائے گا اور جو بھی اس کے شریک ہوں گے وہ بھی اس الزام سے نہیں بچ سکتے مناسب یہ ہے کہ شاہی شقہ حکم کی تعمیل کی جاوے۔ چنانچہ لبولی کی کئی ہزار فوج لے کر نجیب خاں دہلی روانہ ہوگئے۔ راہ میں جس قدر ڈاکو، لٹیرے اور خانماں برباد لوگ تھے، وہ سب نجیب خاں کے جھنڈے تلے آچھے۔ اس کی ہمدردی و خلوص اور بہادری کی شہرت کا نتیجہ تھا کہ دہلی پہنچتے پہنچتے بیس ہزار کی جمعیت نجیب خاں کے ساتھ تھی۔ شعبان سنہ ۱۱۶۶ھ کو دربار شاہی میں اطلاع پہنچائی گئی کہ لبولی کا رسالدار نجیب خاں معہ کثیر التعداد جاں نثاروں کے حاضر خدمت ہے۔ غازی الدین خاں عماد الملک آکر ان سے ملے۔ ادھر باغی صفدر جنگ اپنے ولی نعمت کے مقابل حق نمک خواری یہ ادا کر رہے تھے کہ کوٹلہ سے دو میل کے فاصلہ پر مورچے جماتے پڑے تھے۔ دہلی کی شہر پناہ پر شاہی توپیں اور رہکلے چڑھے ہوئے تھے۔ نجیب خاں روزانہ صبح اٹھ کر دشمن کے مورچوں پر حملہ اور شام کو شہر کے نیچے آکر آرام کرتا۔ آخرش کوٹلہ کی جنگ میں گشت بر جو صفدر جنگ کا سپہ سالار تھا نجیب خاں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس واقعہ سے صفدر جنگ اور اس کے حمائتیوں کا حوصلہ پست ہوگیا۔ ایک دن اس کے مضبوط مورچے پر ایسا حملہ کیا کہ سورج مل جاٹ اور صفدر جنگ کو پسپا ہی ہونا پڑا۔ بادشاہ کو اس کارگذاری کی خبر پہنچی۔ جوش مسرت میں بادشاہ کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔ نجیب خاں رسالدار نہیں بلکہ نواب نجیب الدولہ نے مورچہ فتح کیا۔ شام کو نجیب خاں واپسی پر دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ تو نوبت معہ خلعت اور نوابی کا علم عطا ہوا۔ باوجودیکہ لڑائی کا رنگ بدل چکا تھا۔ مگر بادشاہ اور وزیر کی یہ لڑائی چھ ماہ تک رہی تھی۔ مگر تمام بیرونی افواج کی اعلیٰ سرداری نواب نجیب الدولہ کے سپرد تھی۔ آخر صفدر جنگ نے معافی کی درخواست کی اور اس کو بہت غنیمت سمجھ کر اودھ کی صوبہ داری پر قانع ہو کر اپنے علاقہ میں چلا جائے۔ چنانچہ راجہ سورج مل جاٹ دُم دبا کر بھرت پور چلتا بنا۔

خطاب

اس فتح یابی کے بعد احمد شاہ نے وزیر غازی الدین کی سفارش سے نجیب خاں کو خطاب اور منصب ہفت ہزاری اور نقارہ و نشان اور منصب بخشی گیری اور سہارن پور کی باونی دی۔ جیت سنگھ نے بڑا فساد اور لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ نواب کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اور یہ تمام منطقہ مظفر نگر اور اس کے مضافات پر قابض ہوگئے۔ اس طرح دو آبہ گنگ و جمن اور گنگ کے مشرقی جانب کا روہیل کھنڈ کا مغربی حصہ بھی نواب نجیب الدولہ کے حصہ میں آگیا۔ سنہ ۱۱۶۸ھ میں مالن ندی کے بائیں کنارے پر اپنے نام سے شہر نجیب آباد آباد کیا۔ سنہ ۱۱۷۰ھ میں غازی الدین خاں حکومت دہلی کے سیاہ و سفید کا مالک بنا ہوا تھا۔ جس نے پنجاب کو بھی بہ آسانی اپنے زیر فرمان کرلینا چاہا۔ صوبہ دار پنجاب جو احمد شاہ درانی کی طرف سے مامور تھا۔ اس کی بہن کے ساتھ شادی کرنے کے بہانے سے لاہور گیا اور اس کی والدہ کو اپنے لشکر میں قید کرلایا۔ احمد شاہ درانی اس خبر کے سنتے ہی نہایت غضب ناک ہوا۔ اور فوج جرار لے کر ہندوستان پر چڑھ دوڑا۔

> وارد ہندوستان شد چوں بادشاہ بلغار کردہ بکوچ از راہ سرہند طلوع دار الخلافہ شاہجہاں آباد گشت۔ نواب نجیب الدولہ بہادر قریب کرنال بہ ملازمت والا احمد شاہ مستفیض گشت و عماد الملک غازی الدین خاں وزیر معہ عالم گیر ثانی بادشاہ ہندوستان بطریق رفتہ در قصبہ نریلہ بہ احمد شاہ درانی ملاقات نمود۔ چہل روز احمد شاہ درانی در دہلی مقام نمود۔ حضرت بیگم صاحب چہیتی محمد شاہ را کہ از بطن ملکہ کل بود۔ بعدلات عالمگیر ثانی بعقد خود درآمدہ بسر دفتر حرامی حرم فرمود۔[1]

اور اس فتح کی یادگار میں احمد شاہ کا سکہ چلا دیا گیا جس میں سنہ ۱۱۷۰ھ ڈالا گیا۔ اسی سلسلہ میں احمد شاہ درانی نے شہر متھرا کو لٹوا دیا۔ اور سورج مل جاٹ کی بھی گوشمالی کرادی۔ اور کابل جاتے وقت عالمگیر ثانی نے یہ کہا کہ آپ ہم کو غازی الدین خاں کے پنجے سے نکالتے جاویں۔ چنانچہ اس نے نجیب الدولہ کو سلطنت مغلیہ کا کارپرداز مقرر کیا اور تمام اختیارات اسی کے ہاتھ میں دے دیئے۔

> "نواب نجیب الدولہ را بمرتبہ امیر الامرائی سرفراز فرمودہ در خدمت بادشاہ موصوف گذاشت و خود روانہ ولایت شد"[1]

احمد شاہ قندھار جاتے وقت پنجاب کی حکومت اپنے بیٹے تیمور شاہ کے سپرد کرتا ہوا گیا تھا۔ غازی الدین خاں فرخ آباد کی طرف

[1] تاریخ احمدی صفحہ

تھا۔ وہ نجیب الدولہ کے امیر الامرا ہونے سے بہت رنجیدہ ہوا اور احمد خاں بنگش کو بہکا کر ہمراہ لیا اور رگھنا تھ راؤ اور ہلکر ملہار راؤ کو تاکیدی خطوط سے دکن سے بلایا۔ ان سب نے دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ نجیب الدولہ ۵ دن تک خوب مقابلہ کرتا رہا۔ عالمگیر ثانی گھبرا گیا۔ اور اس نے ملہار راؤ سے صلح کر لی۔ اس پر نجیب الدولہ ناراض ہو کر اپنے علاقہ کو چلا گیا۔ اور بادشاہ نے قلعہ کے دروازہ کھول دیئے۔ اور غازی الدین خاں کو اپنا وزیر تسلیم کر لیا۔ شاہزادہ عالی گہر (شاہ عالم) دلی سے چلتا بنا۔ کنج پورہ ہو کر سہارن پور آیا۔ نواب نجیب الدولہ نے اپنے یہاں ٹھہرا کر آٹھ ماہ شایان شان مہمان داری کی۔ اس کے بعد تسخیر بنگالہ کے لئے مشرق کی طرف روانہ ہو گیا۔ غازی الدین نے دلی پر تسلط بٹھا کر بالاجی راؤ کے بھائیوں رگھنا تھ اور شمشیر بہادر اور ہلکر کو پنجاب کی طرف متوجہ کیا۔ سب سے پہلے صفدر جنگ اور نظام الملک نے مرہٹوں کو شمالی ہند کی چاٹ لگائی تھی۔ اب غازی الدین دلی اور پنجاب پر بھی ان کو حکمراں بنا کر حوصلہ بڑھا رہا تھا۔ چنانچہ دتیا مرہٹہ ایک لاکھ فوج سے نجیب الدولہ پر حملہ آور ہوا۔ یہ بھی اپنی بساط کے مطابق دس ہزار فوج سے مقابل آئے۔ اور احمد شاہ درانی کو اطلاع ان واقعات کی دی۔

من احمد شاہ درانی از ولایت بلیدہ ام

مرہٹے تو نواب اودھ کی پشت پناہی سے اسلامی ممالک کو زیر نگیں لا ہی رہے تھے۔ سکھوں نے بھی ہاتھ پیر نکالے۔ امرتسر پر قبضہ کیا، اور سرہند سا بارونق شہر لوٹ کر تباہ و برباد کر دیا۔ مرہٹوں نے اٹک پر حملہ کیا ہی تھا کہ احمد شاہ درانی ۱۷۶۰ء میں اپنے پانچویں حملہ کی تیاری کر کے عازم ہند ہوا۔

ادہر غازی الدین نے عالمگیر ثانی کو قتل کرا ڈالا۔ اور ان کا بیٹا نوعمر شہزادہ علی گوہر جان بچا کر دلی سے چلتا بنا تو اس نے حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے محی السنہ بن کام بخش کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور شاہجہاں ثانی جس کا لقب قرار پایا۔ یہ چند ماہ تک بادشاہت رہی کہ مرہٹوں نے دہلی پر قبضہ کر کے خوب لوٹا اور خود اپنی شاہنشاہی تمام ہندوستان پر قائم کرنے کے درپے ہوئے احمد شاہ پشاور اور وہاں سے لاہور ہوتا ہوا دلی آ موجود ہوا۔ اور مرہٹوں پر ایسی ضرب لگائی کہ بدحواس ہو کر بھاگے اور دہلی پر خود متصرف ہو گیا۔ اس کے تصرف کا مقصد یہ تھا کہ دہلی کی اسلامی شہنشاہی کو مرہٹوں کی دست برد سے بچائے۔ نجیب الدولہ نے احمد شاہ کو اطلاع دی کہ مرہٹے اسلام کے دشمن ہیں۔ اگر آپ نے مستعدی سے

کام نہ لیا تو دولت مغلیہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔

چنانچہ مرہٹوں کو شکست دے کر دہلی ٹھہر رہا کہ کسی مغلیہ شاہزادے کو تخت پر بٹھا کر خبر لی۔

بنائے دکن کہ بیش از مور و ملخ انتامی ساختہ سامان حرب
برائے انہدام مبانی اہل اسلام و محاربہ نمودن با احمد شاہ
درانی عازم ہندوستان گردیدہ بنواح شاہجہاں آباد رسید۔

چونکہ مرہٹوں نے پانی پت کے میدان میں ایک پڑاؤ ڈال دیا اور احمد شاہ کی رسد روک دی۔ مگر اس نے بھی اپنی حسن قابلیت سے اپنی رسد کا انتظام کر ہی لیا۔

مرہٹوں کی مدد پر تمام رجواڑے تھے۔

راجہ سورج مل جاٹ شریک تھا اور سکھ بھی ساتھ تھے۔ اس وقت مرہٹوں کی جمعیت کاکشی رائے کے بیان سے پانچ لاکھ تھی۔ اور درانی فوج چالیس ہزار تھی۔

مرہٹی فوج کا سردار اعظم سداشیو بھاؤ تھا۔ یہ حال دیکھ کر تمام مسلمان سردار احمد خاں بنگش۔ حافظ رحمت خاں بریلوی و دیگر خوانین برخوردار خاں و عبدالرحیم خاں وغیرہ اور نجیب الدولہ بھی اپنا لشکر لے کر نجیب آباد سے چل کھڑا ہوا۔ ادھر شجاع الدولہ شرماشرمی سے فیض آباد سے آکر ان سب کے ساتھ شریک ہو گئے ۳
اور احمد شاہ درانی کے پرچم اسلام کے نیچے یہ سب لوگ آ جمع ہوئے۔

ان سب کی فوج معہ احمد شاہ کی فوج کے ۶۰-۷۰ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اور ادھر پانچ لاکھ فوج تھی۔ اور مرہٹوں کے ساتھ دو سو توپیں اور سب سے بڑی چیز یہ تھی کہ مرہٹوں کی طرف سے ابراہیم خاں گاردی کا باضابطہ لشکر تھا۔

"ابراہیم خاں گاردی با فوج سوار و دوازدہ پلٹن کہ در ہر پلٹن نشان ہزار سپاہی با بندوق چقماق بطور اہل فرنگ است و این ابراہیم خاں مردے بود جری و شجاع در ملک دکن بہادری و جرأت اوصاف کل مرہٹہ مسلم الثبوت بود"

غرض کہ چند روز تک جانبین میں خفیف لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بھاؤ نے شجاع الدولہ کو جو اصل بانی و مبانی اس مصیبت کے تھے۔ ان کی معرفت صلح کا پیغام بھیجا۔

شجاع الدولہ کے کہنے سے امرائے ہند کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ۔ احمد خاں بنگش۔ حافظ رحمت خاں۔ دوندے خاں۔ فیض اللہ خاں۔ عنایت خاں وغیرہ سب لوگ صلح ہو جانا پسند کرتے تھے۔ مگر نواب نجیب الدولہ رضامند نہ ہوا۔ اور اس نے کہا کہ مرہٹہ ایسی قوم ہے جس کے قول و فعل اور اقرار و عہد

کا کوئی اعتبار نہیں ہے ۔ اس وقت حسن اتفاق سے ہم سب ایک جگہ جمع ہیں ۔ مرہٹوں سے نبرد آزمائی کر کے حوصلے دل کے نکال لو اور عزت کے ساتھ مر جانا زیادہ مناسب ہے ، ورنہ جو بھاؤ ارادہ کر کے چلا ہے وہ آنکھوں کے سامنے گذرے گا ۔

فرط غرور و نخوت بہ زبان بہاؤ و دیگر سرداران مرہٹہ گذشتہ کہ بعد از فتح جنگ بادشاہ و قتل سرداران افاغنہ و انہدام بنیان مسلمانان و سوار را و رابادشاہ ہندوستان خواہم ساخت و ایں بت سنگین کلاں را کہ ہمراہ ماست در جامع مسجد گذاشتہ معبد قوم ہنود خواہم گردانید بجائے بانگ نماز آواز ناقوس بلند خواہم نمود علہ ۔

غرضکہ نجیب الدولہ کا کہنا تمام نوابان روہیل کھنڈ نے مجبوراً مانا کہ احمد شاہ درانی نجیب الدولہ کا موافق تھا ۔

آخرش ۶ جمادی الآخر ۱۱۷۴ھ کو مرہٹوں نے پوری فوج سے دھاوا بولا ۔ ابراہیم خاں گاردی آگے آگے شرر باری کرتا ہوا احمد شاہ کی فوج کے داہنے بازو پر جا پڑا ۔ جہاں تمام نوابین روہیل کھنڈ کے لشکر دکھن بدرقہ صفیں جمائے کھڑے تھے ۔

ابراہیم خاں کی آتش باری کے ساتھ جب مرہٹہ لشکر بھی ادھر ہی ٹوٹ پڑا ۔ نوابین کے کل لشکروں کی شکست ہو گئی ۔ نجیب الدولہ چند گھنٹے پیشتر تک مرہٹوں سے ساز باز کرتا رہا ۔ ان کے لشکر نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی ۔

نجیب الدولہ کی فوج بائیں طرف سب کے آخر میں تھی ۔ مگر احمد شاہ کے ولایتی لشکر کے کمال شجاعت و جاں نثاری سے توپوں کی مار اور مرہٹوں نے ریلے کو روک رکھا تھا ۔ ساتھ ہی احمد شاہ نے جو فوج کے پیچھے ایک بلند ٹیکری پر سے بیٹھا فوج کا رنگ دیکھ رہا تھا ۔ اپنے سواروں کے ایک رسالہ کو حکم دیا ۔ اور شجاع الدولہ کی فوج میں سے نکل کر حملہ کرنا تھا کہ قیامت بپا ہو گئی ۔ ملہار راؤ کا لشکر بدحواس ہو کر بھاگا ۔ ساتھ ہی سارے مرہٹہ لشکر کا قدم اکھڑ گیا ۔ بھاؤ بھی قتل ہوا ۔ ۱۵ - ۲۰ میل تک مرہٹے بھاگتے ہوئے قتل ہوئے ۔ ۵ لاکھ میں دو ڈھائی لاکھ مرتے گرتے اپنے وطن پہنچے ۔ تیس چالیس برس تک ارسٹرا میں اس کشت و خون کا ماتم رہا ۔

اس فتح کے بعد احمد شاہ ابدالی نجیب الدولہ کو امیر الامرا سپہ سالار افواج مقرر کر کے ۱۶ شعبان ۱۱۷۴ھ کو رخصت ہوا ۔ وہ ہدایت کر گیا کہ بنگالہ سے شاہ عالم کی واپسی کے بعد اس کو دہلی کا تخت نشین کیا جائے ۔ اور شاہزادہ جوان بخت کو اس کا ولی عہد قرار دیا جائے ۔

علہ ۔ تاریخ ابدالی صفحہ [illegible]

اس نیک طبیعت وزیر نے نو برس دہلی میں رہ کر نہایت نیک نیتی سے تمام مہمات سلطنت کو انجام دیا ۔ سورج مل نے پھر سر اٹھایا تھا ، اس کا بھی قلع قمع کر دیا ۔ مسٹر اروان صاحب تاریخ فرخ آباد میں لکھتے ہیں کہ نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے گرمی ہل بھائی بھی تھے نجیب الدولہ باعتبار شرافت ، سخاوت ، مروت ، تحمل ، دور اندیش ، حمیت و دین داری ۔ پاک دامنی میں بے نظیر تھا ۔ باوجودیکہ نجیب خاں مخاطب نواب نجیب الدولہ بے علم تھے ۔ مگر قابلیت و لیاقت خدا داد رکھتے تھے ۔ شجاعت اور شہامت اور سرداری میں نشان بلکہ بے نشان قدرت الٰہی کے تھے ۔

وفات

دہلی میں نجیب الدولہ بیمار ہوئے اور بغرض تبدیل آب و ہوا نجیب آباد روانہ ہوئے ۔ ۲۴ ذی الحجہ ۱۱۸۳ھ کو باپڑلے مقام پر وفات پائی ۔ ناظم ملک بقا ۔ ان کی تاریخ وفات ہے ۔

زمیں را شیوہ شیون بپا شد ۔۔۔ فلک را گریہ دنداں نما شد
پئے [illegible] داد ندایں رمز ۔۔۔ نجیب الدولہ واصل با خدا شد

اولاد

نجیب الدولہ کے تین بیٹے تھے ۔ ضابطہ خاں ۔ کلو خاں ۔ منو خاں ۔ بادشاہ کی طرف سے وکیل مرہٹوں کے کیمپ کے تھے ۔ ضابطہ خاں کی شادی نواب سید علی محمد خاں بہادر کی بیٹی کے ساتھ ہوا جو نواب فیض خاں کی حقیقی بہن تھی ۔

امرائے سلطنت

انہی امرا کے ہاتھوں سلطنت مغلیہ تباہی کی راہ لگی ۔

عمدۃ الملک امیر الامرا محمد ابراہیم اسد خاں

باپ کا نام قلندر خاں تھا ۔ ایرانی دربار میں صاحب قدر و منزلت تھے ۔ عباس صفوی کی چیرہ دستی سے قلندر خاں مع اسد خاں کے ہند آ گئے ۔ جہانگیر کا آخر عہد تھا ۔ بڑی آؤ بھگت ہوئی ۔ یمین الدولہ صادق خاں کی لڑکی سے عقد ہوا ۔ شاہجہاں نے ان کو ذوالفقار خاں کا خطاب دیا ۔ منصب سہ ہزاری مرحمت ہوا ۔ پٹنہ عظیم آباد میں گوشہ نشین ہوئے ۔ وہیں ۱۰۷۰ھ میں فوت ہوئے ۔ اسد خاں ان ہی کے خلف اکبر تھے ۔ شاہجہاں نے وزیر آصف خاں (ابو طالب شائستہ خاں کے والد) کی لڑکی سے ان کا عقد کیا ۔ بخشی دوم ہو گئے ۔ رفتہ رفتہ سہ ہزاری ہو گئے ۔ عالمگیر نے چہار ہزاری منصب پر سرفراز کیا ۔ ۱۰۸۶ھ میں وزارت عظمیٰ ملی اور عمدۃ الملک خطاب ملا ۔ ان کی وزارت نے عہد عالمگیری میں چار چاند لگا دیئے ۔

یہ وزیر اور مدار المہام ہی نہیں ، بلکہ عالمگیر کے جلوت و خلوت کے بیٹھنے والے تھے ۔ امیر الامرا آصف الدولہ کا خطاب ملا ۔ مرہٹوں کی سرکوبی اور بڑے بڑے زبردست قلعوں کی تسخیر میں

ان کا ہاتھ تھا۔ ۱۷۰۷ء میں محاربہ اعظم و معظم میں شریک تھے۔ معظم کے وزیر بھی تھے۔ مگر اعظم کی درشت مزاجی سے علیحدہ ہوگئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اعظم کام آیا۔ معظم شاہ نے از راہ قدردانی اسدخاں کو وکیل سلطنت کیا۔ جہاندار شاہ کا زمانہ آیا۔ فی الحقیقت کا زور تھا، مگر ان کی قدر و منزلت برقرار تھی، فرخ سیر نے حملہ کیا تو انہوں نے جہاندار شاہ کو نظربند کردیا۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ فرخ سیر نے فتح کے بعد جہاندار شاہ اور عمدۃ الملک کے بیٹے نواب نصرت جنگ ذوالفقار خاں کو قتل کردیا۔ اور فتح کے شادیانے بجاتا ہوا شاہانہ جلوس کے ساتھ ۲۳ ذی الحجہ ۱۱۲۴ھ کو دہلی میں داخل ہوا۔ جلوس میں جہاندار کی نعش ہاتھی پر تھی اور ہاتھی کی دم میں امیر الامرا نصرت جنگ کا سر بندھا ہوا تھا۔ ہاتھی کے پیچھے اسدخاں ننگے سر پیدل سر جھکائے دہلی کی سڑکوں پر سے گذر رہے تھے۔ فرخ سیر نے اسد خاں کو پنشن دے کر نظربند کر دیا۔ اسی نظربندی کی حالت میں بعمر نوے سال انتقال کیا۔

امیر الامرا خان نصرت جنگ ذوالفقار خاں

محمد اسمٰعیل نام تھا۔ اسد خاں عمدۃ الملک کے بیٹے
[illegible]

ان کی شادی اپنے ماموں نواب شائستہ خاں امیر الامرا کی لڑکی سے ہوئی تھی، جو عالمگیر کے خالہ زاد بھائی تھے۔ عالمگیر کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت ہوئی۔ ان کے ہاتھوں دکن اور کرناٹک کے قلعے فتح ہوئے۔ اور مرہٹوں کا اس درجہ استیصال ہوا کہ پاؤں ٹکنے کی جگہ باقی نہ رہی تھی۔ عالمگیر نے اعتقاد خاں نصرت جنگ خطاب دیا۔ علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ شش ہزاری منصب دار ہوئے۔ بخشی الملک سربلند خاں کے انتقال کے بعد عالمگیر نے ان کو اس عہدہ پر سرفراز کیا۔ بہادر شاہ نے امیر الامرا صمصام الدولہ خطاب دے کر ہفت ہزاری کیا۔ دکن کی صوبہ داری پر مامور ہوئے بادشاہ کو ان کی مفارقت گوارا نہ ہوئی۔ دکن سے بلا لیا۔ بہادر شاہ کے انتقال کے بعد جہاندار کے رفیق رہے۔ اس نے وزیر سلطنت بنایا۔ یہی جہانداری کرتے تھے۔ بادشاہ بزدلی اور نالائقی کی بدولت لال کنور کے عشق میں مبتلا تھے فرخ سیر نے جو کچھ سلوک کیا وہ اسد خاں کے حال میں لکھا جا چکا ہے۔ ۱۱۲۴ھ میں قتل کئے گئے۔

سید حسین علی و سید حسن علی بادشاہ گر

(سید عبداللہ خاں بارہ عرف سید میاں کے لڑکے)

عہد عالمگیری میں خانی اور منصب ہشت صدی سے سرفراز ہوئے۔ حسن علی دکن کے صوبہ دار تھے معظم شاہ نے منصب سہ ہزاری پر سرفراز کیا طبل و علم عطا ہوئے بخشی گری فوج کے عہدہ پر ممتاز کئے گئے محاربہ اعظم شاہی میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ الٰہ آباد کے صوبہ دار ہوگئے تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی حسین علی بہار کے صوبہ دار تھے۔ فرخ سیر بھی دونوں بھائیوں کی مدد سے تخت نشین ہوا نصرت جنگ کے قتل اور ان کے والد معظم کے زوال کا باعث یہی ہر دو بزرگوار تھے تیموری رقابت کارفرما تھی۔ فرخ سیر نے سید حسن علی کو عبد اللہ خاں قطب الملک بہادر یار وفادار ظفر جنگ کے خطابات دیئے قلمدان وزارت سپرد کیا۔ ہفت ہزاری منصب عطا کیا

سید حسین علی امیر الامرا ہفت ہزاری بنائے گئے ان دونوں بھائیوں نے اپنی جاہ و حشمت اور فطری بغض و عناد [illegible] سے سلطنت مغلیہ کا بیڑا غرق کر دیا۔

اپنی امداد کے لیے مرہٹوں کو لاتے۔ ان دونوں بھائیوں نے یکے بعد دیگرے کئی بادشاہ تخت طاؤس پر بٹھائے آخر میں میر حیدر نے سید حسین علی کو ان کے کردار کی سزا ۲۰ ذیقعدہ ۱۱۳۲ھ
میں بصورت قتل دی۔ اور عبداللہ خاں قید میں رہ کر اپنے اعمال ۲۵
کی سزا بھگت کر ۔ محرم الحرام ۱۱۳۵ھ کو قید میں فوت ہوئے۔ اسلامی حکومت کی تباہی کا باعث یہ دونوں بھائی کہے جاتے ہیں۔

اعتماد الملک محمد امین خاں

محمد امین خاں میر بہاء الدین کے صاحبزادے تھے۔ میر بہاء الدین وہ بزرگ تھے جنہوں نے بلخ و بخارا کی مہم میں شاہزادہ عالمگیر کی قابل قدر خدمت کی تھی۔

محمد امین ۱۰۹۸ھ میں وطن سے ہند آئے۔ منصب دار ہوئے۔ علم و قابلیت سے ترقی کرتے ہوئے سہ ہزاری منصب تک پہنچے۔ مگر ان کو ملال تھا کہ حسب لیاقت قدردانی نہیں کی گئی۔ محرم خاں کی معرفت بادشاہ عالمگیر کی خدمت میں عرضی پیش کی اور لکھا۔

دونوں بخشی گیری انہیں کو دی گئی ہیں۔ جو ہند نسب
اور دو سید ہیں۔

غرضکہ فرخ سیر کے عہد میں اعتماد الملک خطاب ہوا صوم و صلوٰۃ کا پابند متشرع آدمی تھا۔ سکھوں کا زور گھٹانے میں خصوصیت سے حصہ لیا۔ سکھوں کے گرو بندا سنگھ جی کو بھی گرفتار کیا تھا محمد شاہ کے عہد میں مشیر خاص ہوئے۔

سادات بارہ کے زوال کے بعد ۱۱۳۳ھ میں خلعت وزارت سے سرفراز کئے گئے۔ اور خطاب اعتماد الدولہ مرحمت ہوا۔ ان کے بیٹے قمر الدین خاں وزیر مشہور و معروف ہیں۔ ۲۶۔ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو انتقال کیا۔

نوٹ:۔ میر بہاؤ الدین اور خواجہ عابد (مورث نظام الملک) کے حقیقی بھائی تھے۔

چین قلیج خاں نظام الملک آصف جاہ کے حالات

نظام الملک کے ذریعہ عام شہرت رکھتے ہیں۔ کمالات حاصل ہیں۔

محمد امین المخاطب بہ سعادت خاں برہان الملک

نیشاپور جائے پیدائش ہے۔ ایک سوداگر کی حیثیت سے بہادر شاہ کے عہد میں وارد ہند ہوا۔ پھر چھوٹے چھوٹے سرکاری عہدوں پر ملازم رہا۔ نظام الملک نے ہم مذہبی سے نوازا۔

فرخ سیر کے عہد میں ہنڈون بیانہ کے صوبہ دار ہوئے۔ محمد شاہ کے وقت میں سعادت خاں خطاب پایا۔ اپنے مربی حسن علی خاں کے قتل میں برابر کے شریک تھے۔ آگرہ کے بھی صوبہ دار رہ چکے تھے۔ حسن علی خاں کے مارے جانے کے بعد محمد شاہ نے برہان الملک خطاب دیا۔ اور صوبہ دار آگرہ و اودھ کے کئے گئے۔ اودھ کے انتظام کے لئے گئے۔ اور اکبر آباد میں راجہ نیل کنٹھ کو اپنا نائب بنا گئے۔ ایک جاٹ نے راجہ صاحب کو گولی کا نشانہ بنایا آگرہ کی صوبہ داری جے سنگھ سوائی کو ملی۔ برہان الملک صرف اودھ کے صوبے دار رہے۔ باقی حالات تاریخ اودھ میں دیکھئے۔

راجہ اجیت سنگھ راجہ رتن چند بھی اسی وقت کی بساط کے نرد یا مہرے تھے۔

ضروریات دین

فہم قرآن کے اصول وشرائط

(از جناب مولانا شاہ معین الدین صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

تفسیر بالرائے کی وعید اور صحابہ اور تابعین کی احتیاط

اوپر جو کچھ لکھا گیا، وہ محض نقطۂ نظر سے تھا۔ اب اس کو دوسرے پہلو یعنی نقطۂ نظر سے سمجھئے۔ قرآن کی صحیح

تفسیر بالرائے کی بڑی وعید فرمائی ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین عظام تفسیر میں کتنی احتیاط بلکہ کتنا خوف کرتے تھے اور تفسیری روایات ہمارے پاس کس احتیاط سے پہنچی ہیں۔ اس کا اندازہ آئندہ سطور سے ہوگا۔

من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار (بخاری) — جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کچھ کہا، اس کو چاہیئے کہ دوزخ میں ٹھکانے کے لئے تیار رہے۔

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار (ترمذی) — جس نے قرآن میں بغیر علم کے کچھ کہا اس کو چاہیئے کہ دوزخ میں ٹھکانے کے لئے تیار رہے۔

ایک اور روایت میں ہے

من قال برایہ فاخطاء فقد کفر (ابو داؤد) — جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کہا اور غلطی کی تو کافر ہوگیا۔

ان وعیدوں کے بعد صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین عظام نے قرآن کی تفسیر میں کیا کچھ احتیاط نہ کی ہوگی۔ تفسیر قرآن کا درجہ تو بہت بڑی چیز ہے۔ وہ مطلق روایتِ حدیث میں اتنے محتاط تھے کہ اس میں تغیر وتبدل کے خیال سے رسول اللہ صلعم سے سُنی ہوئی حدیثوں کو بھی آپ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ حدیث بیان کرنے میں خوف واحتیاط کرتے تھے۔ بہت سے صحابہ اس سے پہلو بچاتے تھے، روایت کرتے وقت شدتِ خوف سے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا، تو جب قولِ رسول میں وہ اتنے محتاط تھے تو قولِ خدا میں جس پر کفر و ایمان کا دارومدار تھا، اور جس کے متعلق ایسی صریح وعید موجود تھی کیا کچھ احتیاط نہ کی ہوگی، محرمِ اسرارِ قرآنی ابوبکر صدیق رضہ فرماتے تھے

ای ارض تقلنی وای سماء — کون زمین میرا بار اٹھائے گی اور

تظلنی اذا قلت فی القرآن برایی او بما لا اعلم (ابن جریر ج اول ص ۲۷) — کون آسمان مجھے اپنے سایہ میں لے گا، اگر میں قرآن میں اپنی رائے سے یا بغیر علم کے کچھ کہوں۔

حضرت علیؓ سے بھی اسی قسم کا قول مروی ہے، ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضہ معمولی معمولی آیات کی تفسیر میں احتیاط کرتے تھے، ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباس رضہ سے ایک معمولی آیت کی تفسیر پوچھی گئی کہ اگر تم میں سے کسی سے پوچھی جاتی تو وہ بیان کر دیتے۔ لیکن انہوں نے اس کے متعلق کچھ کہنے سے انکار کیا۔ (ابن جریر ج ۱ ص ۲۸)

اکابر تابعین جن میں متعدد مفسر قرآن بزرگ تھے تفسیر بیان کرنے میں بڑے سخت محتاط تھے، عبید اللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ فقہائے مدینہ میں سالم بن عبد اللہ، قاسم بن محمد، سعید بن مسیب اور نافع تفسیر بیان کرنا بڑی جسارت کا کام سمجھتے تھے (ابن جریر ج ۱ ص ۲۸)

۲۷ ابو عبد اللہ قرطبی لکھتے ہیں کہ "اسلاف میں سعید بن مسیب اور عامر الشعبی وغیرہ تفسیر قرآن کو بڑی جرات اور ذمہ داری کا کام تصور کرتے تھے اور اس میں علم و فضل کے باوجود محض احتیاط اور تورع کی بنا پر توقف کرتے تھے۔ گذشتہ تمام ائمہ مفسرین بڑے محتاط تھے۔ (الجامع الاحکام القرآن ج ۱ ص ۲۹)

اب ان کو واقعات سے ملاحظہ کیجئے۔

تابعین میں حضرت سعید بن مسیب تفسیر کے ممتاز عالم تھے لیکن اس میں اتنی احتیاط کرتے تھے کہ ان کے صاحبزادے یحییٰ کا بیان ہے کہ جب ان سے تفسیر کے متعلق کوئی سوال کیا جاتا تو جواب دیتے کہ قرآن کے بارہ میں کچھ نہ کہوں گا۔ (ابن جریر ج ۱ ص ۲۸)

حضرت عمرؓ کے پوتے سالم بن عبد اللہ جو جلیل القدر امام اور مدینہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک تھے۔ تفسیر قرآن میں بالکل خاموش رہتے تھے۔ (تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۲۷)

امام شعبی فرماتے تھے کہ میں تین چیزوں کے بارہ میں تا عمر نہ بولوں گا۔ قرآن، روح اور رائے (ابن جریر ص ۲۸)

صحابہ اور تابعین کی تفسیری احتیاط کے یہ چند واقعات بطور مثال لکھے گئے ہیں، ان سب کا استقصار مقصود نہیں ہے۔ اس احتیاط کا مقصد تفسیر قرآن کو انسانی رائے کی آمیزش سے بچانا اور دوسروں

کو اس میں محتاط بنانا تھا، ورنہ خود ان بزرگوں کی تفسیری روایات موجود ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس احتیاط کے بعد ان روایات کا کیا پایہ ہوگا۔

تفسیر بالرائے کے معنی تفسیر بالرائے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ قرآن کے سمجھنے میں مطلق عقل و فہم کو دخل نہ دیا جائے کہ یہ شے خود تعلیم قرآن کے خلاف ہے، قرآن تو خود اپنی آیت پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

کتابٌ انزلناہُ الیکَ مبارکٌ	ہم نے تمہاری طرف مبارک کتاب
لیدبروا آیاتہ ولیتذکر	اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیات
اولوا الالباب (ص ۳۰)	پر غور و فکر کریں اور عقل رکھنے والے
	نصیحت حاصل کریں۔
افلا یتدبرون القرآن	کیا لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے
ام علیٰ قلوبٍ اقفالہا۔	یا دلوں پر قفل لگے ہیں۔
(محمد ۳۰)	

اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں۔ ان کی موجودگی میں تدبر فی القرآن سے کون انکار کر سکتا ہے۔ لیکن "تدبر" اور تفسیر بالرائے میں فرق ہے تدبر سے مراد حقیقت تک پہنچنے کے لئے دیانت کے ساتھ غور و فکر
۲۸ اور تفسیر بالرائے سے مراد اپنے گمان کے مطابق رائے دینا ہے رائے سے مراد وہ رائے نہیں ہے۔ جو فہم قرآن کے تمام وسائل اختیار کرنے کے بعد پوری تحقیق اور دیانت داری سے قائم کی جائے کہ یہ تو عین ثواب اور قرآن کا منشا و اصلی ہے، بلکہ وہ رائے مراد ہے جو تفسیر کے جملہ شرائط و لوازم کو نظر انداز کر کے محض اپنے کسی خیال۔ نظریہ اور مسلک کی تائید میں کسی نہ کسی طرح حاصل کی جائے، یعنی کسی مسئلہ کی واقعی تحقیق مقصود نہ ہو، بلکہ اپنے مسلک کے مطابق قرآن کے مفہوم کو ڈھالنے کی کوشش کی جائے جس طرح بہت سے برانے اسلامی فرقوں نے کیا ہے کہ متضاد مسلک رکھنے والے اپنے اپنے مسلک کی تائید قرآن ہی سے کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ دو متضاد مسلکوں میں سے کسی ایک ہی کی تائید قرآن سے ہو سکتی ہے۔

تفسیر بالرائے کے نتائج آج کل تفسیر بالرائے کے اتنے مظاہرے ہیں کہ ان کی مثال دینے کی ضرورت نہیں دور جدید کے محققین کے اجتہادات میں روزانہ اس کی مثالیں نظر آتی رہتی ہیں۔ کوئی صاحب "صلوٰۃ" کے معنی صرف دعا کے لیکر اس کی مخصوص و متعین شکل کی پابندی ضروری نہیں سمجھتے، کوئی صاحب نماز کو قائم بھی کرتے ہیں، لیکن اس کے اوقات میں تخفیف فرماتے ہیں کسی کے نزدیک "زکوٰۃ" کی مقدار متعین نہیں، کسی کے نزدیک "روزہ"

کی موجودہ شکل قرآن سے ثابت نہیں، کوئی بزرگ "قربانی" کو غیر ضروری بتاتے ہیں، کسی کے نزدیک جنت اور فوز و فلاح کے معنی دنیاوی و مادی ترقیوں کے ہیں۔ اور دوزخ اور خسران اس سے محرومی کا نام ہے، اس قبیل کے ایک دو نہیں معلوم نہیں کتنے خرافات ہیں۔

تفسیر قرآن کے اصول اور تفسیر بالرائے سے بچنے کے طریقے اور یہ سارے مفسرین علم و اجتہاد کے مدعی ہیں اور اپنے مزعومات پر اپنی فہم کے مطابق قرآن ہی سے دلیل لاتے ہیں۔ یہ سب نتیجہ ہے فہم و تفسیر قرآن کے اصول و شرائط سے بے نیازی کا اور اس غلطی کے نتائج ابھی تک محدود نہیں۔ بلکہ سنجیدہ اور مذہب سے ناواقف مسلمانوں کو بھی مسموم کرتے
۴ ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ فہم اور تفسیر قرآن کا ایسا معیار مقرر کیا جائے۔ جو نہ صرف مذہبی نقطۂ نظر سے بلکہ علمی اور عقلی حیثیت سے بھی عہد حاضر کے دانشمندوں کے لئے قابل قبول ہو اور جس کی پابندی سے اس قسم کی غلطیوں کے امکانات کم ہو جائیں، اور یہ وہی اصول و معیار ہو سکتا ہے جو صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بنایا اور وہ خود اور ان کے بعد تمام ائمہ اسلام اس کے پابند رہے۔

اس سلسلہ میں ایک اصول پیش کیا جاتا ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کرنی چاہیئے کسی حد تک یہ اصول کام دے سکتا ہے، کیونکہ کلام اللہ کے بعض الفاظ اور مصطلحات کی تشریح خود اس کی آیات سے ہو جاتی ہے۔ لیکن ہر جگہ یہ اصول نہیں چل سکتا۔ کسی ایک مسئلہ کو لے لیجئے مثلاً روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق وغیرہ کے احکام اور ان کے جزئی مسائل قرآن سے نہیں معلوم ہو سکتے، ان کے لئے لامحالہ دوسری چیزوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ پھر قرآن کی قرآن سے تفسیر کے لئے بھی کچھ علم و نظر درکار ہے؟ ایک شخص جو قرآن ہی نہیں سمجھتا وہ اس کی تفسیر قرآن سے کیسے کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص سرے سے لغات کی صحت ہی کا منکر ہے، اس کے لئے قرآن بھی اپنی آیات کا مفسر نہیں رہ سکتا۔

بہر حال ان تمام امور کو پیش نظر رکھ کر تفسیر قرآن کا ایسا نصاب ہونا چاہیئے جس کی روشنی میں فاحش اغلاط کے امکانات کم ہو جائیں۔

علماء اور مفسرین نے تو تفسیر قرآن کے بہت شرائط لکھے ہیں اور اس کے لئے بیسیوں علوم کی ضرورت بتائی ہے، لیکن ان میں ہمارے نزدیک بہت سے علوم غیر ضروری ہیں جو صنعت تفسیر میں تو کام آ سکتے ہیں لیکن نفس فہم قرآن کے لئے ان کی ضرورت نہیں اس لئے ہم صرف ان علوم اور اصولی شرائط کو پیش کریں گے جو فہم قرآن کے لئے ناگزیر

اس نہ صرف مذہبی نقطہ نظر سے بلکہ علمی اور عقلی حیثیت سے بھی۔

۱۔ زبان یا لغت، دنیا کی ہر زبان پر عبور کے لئے سب سے مقدم اس زبان کے لغت کا علم ہے، خصوصاً غیر اہل زبان کسی اجنبی زبان کو بغیر اس کے لغات کے علم کے سمجھ ہی نہیں سکتا اور اہل زبان کو بھی عبور حاصل نہیں ہو سکتا پھر اس علم کے مدارج ہیں، کسی زبان کے لغات پر جس قدر نظر وسیع ہوگی اور اس کے مزاج کا جس قدر علم اور ذوق ہوگا اسی قدر اس زبان کے اسرار سے واقفیت ہوگی اور اس پر عبور حاصل ہوگا۔

قرآن بھی ایک انسانی زبان عربی میں ہے، اس لئے اس کے سمجھنے کے لئے بھی اس کے لغات کا علم ضروری ہے، قرآن عربی میں ہے۔

انا جعلناہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون (زخرف) — بیشک ہم نے اس کو عربی قرآن بنایا تاکہ تم لوگ سمجھو۔

وکذالک انزلناہ قرآناً عربیاً (طٰہٰ-۶) — اور اسی طرح ہم نے اس کو عربی قرآن اتارا۔

قرآناً عربیاً غیر ذی عوج لعلھم یتقون (زمر-۳) — قرآن عربی میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں تاکہ وہ لوگ تقویٰ اختیار کریں۔

کتٰبٌ فصلت آیاتہ قرآناً عربیاً لقوم یعلمون (حٰم سجدہ-۱ع) — یہ کتاب ہے جس کی آیات تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، قرآن عربی میں ان لوگوں کے لئے ہے جو جانتے ہیں۔

بلسانٍ عربیٍ مبین۔ (شعراء-۱۱) — (قرآن) کھول کر بیان کرنے والی عربی زبان میں ہے۔

لسان الذی یلحدون الیہ اعجمیٌ وھٰذا لسانٌ عربیٌ مبین (نحل-۱۴) — جس زبان کا نام لیتے ہیں وہ عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے یا جس شخص کی طرف نسبت کرتے ہیں

اور اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں، اس لئے قرآن کے لغات کا حل کلام عرب کے مطابق ہونا چاہیئے۔ یا اگر شارع نے لغات سے ہٹ کر کسی لفظ کی کوئی اور تشریح کی ہے تو اس کے مطابق ہونا چاہیئے۔ مثلاً صلوٰۃ کے معنی عربی زبان میں مطلق دعا کے ہیں، لیکن شارع نے اس کو دعا کی ایک خاص شکل کے ساتھ مخصوص کر دیا۔ یا زکوٰۃ کے معنی مطلق طہارت اور پاکی کے ہیں لیکن اسلامی اصطلاح میں اس مال کو کہتے ہیں جو ایک مقررہ مقدار میں جمع شدہ مال کی پاکی کے لئے ایک مقررہ مقدار میں خدا کی راہ میں نکالا جاتا ہے۔ یا "جہاد" کے معنی مطلق محنت اور کوشش کے ہیں، لیکن شارع نے اس کو اس محنت اور کوشش کے ساتھ خاص کر دیا ہے، جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کی جائے، خواہ وہ جانی ہو یا مالی یا جسمانی مشقت کے ذریعہ سے۔ اس قسم کی اور دوسری اصطلاحوں میں شارع کی تشریح کی پابندی ضروری ہے۔

اس کے علاوہ ہر صورت میں کلام عرب کی سند ہونی چاہیئے قرآن کے الفاظ کے ان ہی معنی مراد لئے جا سکتے ہیں جن معنوں میں وہ کلام عرب میں مستعمل ہو کیونکہ یہ زبان کا اصول ہی ہے۔ اگر کلام عرب کی قید توڑ دی جائے گی تو ہر شخص آزاد ہو جائے گا۔ اپنے اغراض کے مطابق جس لفظ کے جو معنی چاہے مراد لے، اور کوئی ایک دوسرے پر اعتراض نہیں کر سکتا اور نہ صرف اپنی تحقیق کی صحت پر اصرار کر سکتا ہے کہ یہی درست ہے۔ پھر کوئی قید نہ رہ جائے گی تو ہر شخص اپنی فہم یا اپنے اغراض کے مطابق تاویل کرنے کا مجاز ہے، ایسی صورت میں کلام اللہ کا جو حشر ہوگا وہ ظاہر ہے۔

اسی کے پورا کرنے کے لئے عہد صحابہ اور عہد صحابہ رضہ میں لغات عرب کا علم ضروری قرار دیا گیا حضرت عمر رضہ نے اپنے زمانہ میں حکم دے دیا تھا۔

ان لا یقری الناس الا عالم باللغۃ (کنز العمال) — صرف عالم لغت لوگوں کو قرآن پڑھائے۔

آپ فہم قرآن کے لئے کلام عرب کا علم ضروری سمجھتے تھے۔ اور ۲۹
مسلمانوں کو اس کے حفظ کا حکم دیتے تھے۔

ایھا الناس علیکم بدیوانکم لا تضلوا قالوا وما دیواننا قال شعر الجاھلیۃ فیہ تفسیر کتابکم (تفسیر کبیر) — لوگو! اپنے دیوان کی حفاظت کرو تاکہ گمراہ نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا ہمارے دیوان کیا ہیں، فرمایا جاہلیت کے شعر، اس میں تمہاری کتاب (قرآن) کی تفسیر ہے۔

ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے تھے۔

اذا خفی علیکم من القرآن فابتغوہ فی الشعر فانہ دیوان العرب (تفسیر کبیر) — جب قرآن کی کوئی چیز تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو اس کو شعر میں تلاش کرو کیونکہ وہ عرب کا دیوان ہے۔

اور اسلام کے اور بہت سے اقوال ہیں۔

حضرت ابن عباس رضہ قرآن کے الفاظ کی تشریح میں کلام عرب سے سند پیش کرتے تھے، عبید ابن وہب اور یوسف بن مہران کا بیان ہے کہ ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ ابن عباس رضہ سے جب قرآن کی کوئی چیز پوچھی جاتی تھی تو پہلے اس کو بتاتے، پھر کہتے کیا تم نے شاعر کو نہیں سنا، شاعر یہ کہتا ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے ثیابک فطھر کے معنی پوچھے، آپ نے فرمایا کہ "دھوکے کے کپڑے نہ پہنو" اور

غیلان ثقفی کا یہ شعر پیش کیا۔

فانی بحمد اللہ لا ثوب غادر
لبست ولا من سوءۃ اتقنع

اسی طرح ایک مرتبہ کسی نے "فاذا ہم بالساھرۃ" کے معنی پوچھے فرمایا "زمین" اور سند میں امیہ بن ابی الصلت کا یہ شعر پیش کیا۔

وفیہا لحم ساھرۃ وبحر   وما فاھوا بہ لہم مقیم

ایک مرتبہ کسی نے "لا تاخذہ سنۃ ولا نوم من سنۃ" کے معنی پوچھے فرمایا "اونگھ" اور سند میں زہیر بن ابی سلمیٰ کا یہ شعر پیش کیا۔

لا سنۃ فی طوال اللیل تاخذہ   ولا ینام ولا فی امرہ فند

(الجامع الاحکام القرآن ج ۱ ص ۲۱ و ۲۲)

تابعین اور تبع تابعین کا بھی یہی طریقہ تھا، مشہور مفسر تابعی مجاہد بن جبیر جو ابن عباس رضؓ کے رشید تلامذہ میں تھے، فرماتے تھے۔

لا یحل لاحد یومن باللہ — جو شخص خدا اور یوم آخرت پر
والیوم الاخرۃ ان یتکلم — ایمان رکھتا ہے، اس کے لئے
فی کتاب اللہ اذا لم یکن — یہ جائز نہیں ہے کہ لغات عرب
۳ عالمًا بلغات العرب — کے علم کے بغیر کتاب اللہ کے
(اتقان سیوطی) — بارہ میں گفتگو کرے۔

امام مالک فرماتے تھے۔

لا اوتی برجل غیر عالم — جو غیر عالم لغت کتاب اللہ کی
بلغات العرب تفسیر کتاب — تفسیر کرتا ہے اس کو خدا اس کے
اللہ الا جعلتہ نکالاً (اتقان) — لئے وبال بنا دیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ کے نامور غلام اور جلیل القدر تابعی عکرمہ بھی جنہیں حضرت ابن عباس رضؓ نے بڑے اہتمام سے تفسیر کی تعلیم دی تھی۔ اپنے آقا اور استاد کے طریقہ پر قرآن کے معنی میں کلام عرب سے استشہاد کرتے تھے، ایک شخص نے ان سے "ذواتا افنان" کے معنی پوچھے، انہوں نے "سایہ اور شاخ والے" بتایا اور سند میں یہ اشعار پیش کئے۔

ما ھاج شوقک من ھدیل حمامۃ   تدعو علی فنن الغصون حماما
تدعوا ابا فرخین صادف طائرا   ذا مخلبین من الصقور قطاما

اس طریقہ سے "زنیم" کے معنی کی سند میں جس کے معنی "ولد الزنا" اور "فاحش ولئیم" کے ہیں، یہ اشعار پیش کئے۔

زنیم لیس یعرف من ابوہ   بغی الام ذو حسب لئیم
زنیم تداعاہ الرجال زیادۃ   کما زید فی عرض الادیم اکارعہ

تفسیر کی بڑی بڑی کتابوں میں لغات قرآن سے معنی کی تشریح میں کلام عرب سے بکثرت شواہد ہیں۔

ابو عبد اللہ انصاری قرطبی لکھتے ہیں کہ اصحاب رسول اور تابعین رضوان علیہم اجمعین قرآن کے غریب اور مشکل لغات میں کلام عرب سے احتجاج کرتے تھے۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۲۰)

۲۔ نحو لغت کے بعد لیکن اہمیت میں اسی کے برابر کسی زبان کے سمجھنے کے لئے اس زبان کے قواعد ہیں۔ جسے عربی میں صرف، نحو کہتے ہیں، کسی زبان کو بغیر اس کے قواعد کے علم کے نہیں سمجھا جا سکتا، اور عربی زبان کو اس باب میں اور بھی خصوصیت حاصل ہے۔ اس کی صحت کا دارومدار تمام تر اس کی ترکیبوں کے سمجھنے اور ان کے اعراب کی صحت پر ہے بغیر اس کے نہ عبارت صحیح پڑھی جا سکتی ہے، اور نہ معنی سمجھے جا سکتے ہیں، اور ترکیب و اعراب کی صحت بغیر صرف و نحو پر عبور کے نہیں ہو سکتی۔ اعراب کے ذرا تغیر و تبدل سے معنی بدل جاتے ہیں۔ اس لئے قرآن کے اعراب کی صحت کی سخت تاکید ہے۔ اس تاکید کی حدیثیں بھی مفسرین نے نقل کی ہیں۔ اور صحابہ اور تابعین کے اقوال تو بکثرت ہیں۔ حضرت ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ فرماتے تھے،

اعراب القرآن احب الینا — قرآن کے اعراب کی صحت ہمارے
من حفظ حروفہ — لئے اس کے حروف کے یاد کرنے
— سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرت عمر رضؓ اعراب کی تصحیح کی ترغیب کے لئے فرماتے تھے۔

من قرا القرآن فاعربہ — جس نے اعراب کی صحت کے ساتھ
کان لہ عند اللہ اجر شہید — قرآن کی قرات کی، اس کو خدا
— کے یہاں شہید کا اجر ملے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر، مکحول، حسن بصری، شعبہ اور حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس قسم کے اقوال منقول ہیں

(دیکھو الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۲۰)

ابن عطیہ کا قول ہے کہ اعراب اصل شریعت ہے کہ اسی پر اس کے معنی کی درستی کا مدار ہے اور معنی کی درستی ہی شریعت ہے)

(دیکھو الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۲۰)

اسی لئے حضرت عمر رضؓ نے عام حکم دیدیا تھا۔

تعلموا اعراب القرآن — جس طریقہ سے قرآن کے حفظ
کما تعلمون حفظہ — کی تعلیم حاصل کرتے ہو، اسی
(کنز العمال) — طریقہ سے اس کے اعراب کی
— تعلیم حاصل کرو۔

(باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا روم

(از مدیر معاون)

اختلاف صورت میں ہوتا ہے حقیقت میں نہیں

زیں نمط زیں نوع دہ طومار و دو
بر نوشت آں دین عیسیٰ را عدو

ترجمہ:- اس دین عیسیٰ کے دشمن نے اسی قسم کے بارہ طومار اپنے متبعین کو لکھے۔

تشریح:- یہودی وزیر نے دین مسیح کا پیرو بن کر اپنے متبعین کو دین مسیح میں رخنہ ڈالنے کے لئے جو احکام متضاد و مختلف لکھے تھے، وہ اسی قسم کے تھے۔ طومار سے مطلب مضامین ہیں۔ وہ مضامین یا تو وہی تھے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یا اسی قسم کے مضامین تھے، جن کا بیان نمونہ کے طور پر اوپر کیا گیا ہے۔

او ز یکرنگی عیسیٰ بو نداشت
در مزاج خم عیسیٰ خو نداشت

ترجمہ:- اس وزیر کو عیسیٰؑ کی یک رنگی کا جو ان کو موسیٰؑ کے ساتھ تھی (یعنی وحدت وجود کا) علم حاصل نہ تھا۔

تشریح:- یہودی وزیر کا خیال تھا کہ عیسیٰؑ کا دین موسیٰؑ کے دین کے مخالف ہے یہ خیال اس کا خیال ہی تھا۔ دونوں دین ایک ہی ہیں۔ دونوں ایک خدا کو مانتے ہیں۔ یعنی وہ ادیان مختلفہ کے اتحاد حقیقی سے ناواقف تھا۔ اگر وہ اس سے واقف ہوتا کہ جو رنگ موسیٰؑ کے خم میں تھا تو شاید اس کی کوشش نہ کرتا کہ دین عیسیٰ سے لوگوں کو بیزار بنائے۔

جامۂ صد رنگ از آں خم صفا
سادہ و یکرنگ گشتی چوں ضیا

ترجمہ:- سو رنگ کے کپڑے عیسیٰؑ کے خم میں پہنچ کر یک رنگ ہو جاتے تھے جیسے کہ روشنی سب کو اپنے ایک رنگ میں رنگ لیتی ہے۔

تشریح:- جامۂ صد رنگ سے مراد مختلف عقیدے کے لوگ ہیں اور خم عیسیٰؑ سے مراد حضرت عیسیٰؑ کا مذہب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مختلف عقیدے کے لوگ جب مذہب عیسوی اختیار کرتے تھے تو سب ایک رنگ یعنی عقیدے کے پیرو ہو جاتے تھے یعنی خدا کو واجب الوجود اور واحد مان لیتے تھے۔ یا یہ مراد ہے کہ جو لوگ مختلف بری صفات اور بری عادتیں رکھتے تھے۔ وہ دین عیسوی اختیار کر کے یکرنگ ہو جاتے تھے یعنی صفات ذمیمہ ترک کر کے ایک خدا کو مان لیتے تھے۔ بعض نسخوں میں ضیا کی جگہ صبا کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہوا کے ہیں۔ یعنی دین عیسوی اختیار کر کے لوگ ایسے پاک و صاف ہو جاتے تھے جیسے ہوا کہ کوئی رنگ نہیں رکھتی۔

نیست یکرنگی کزو خیزد ملال
بل مثال ماہی و آب زلال

ترجمہ:- ایسی یکرنگی نہیں جس سے آدمی اکتا جائے۔ بلکہ ایسی یکرنگی ہے کہ شیریں پانی اور مچھلی میں ہوتی ہے۔

تشریح:- اوپر کے شعر سے عوام کے قلب میں یہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے کہ یک رنگی یعنی انسان کا ایک حالت یا ایک کیفیت میں رہنا بھی موجب ملال و تکدر ہے۔ اور ایک حالت پر عرصہ دراز تک رہنے سے انسان گھبرا جاتا اور اکتا جاتا ہے یہی صورت ۳۱
باطنی یکرنگی کی بھی ہوگی۔ اس شعر میں اس شبہ کا جواب دیا گیا اور بتایا گیا ہے کہ باطنی یکرنگی ایسی نہیں جس سے انسان کا دل اکتا جائے۔ بلکہ باطنی یکرنگی کی مثال پانی اور مچھلی کی سی ہے کہ مچھلی پانی سے کبھی نہیں گھبراتی۔ بلکہ پانی اور مچھلی کی یک رنگی مچھلی کے لئے موجب زندگی ہے۔ ایک اور مطلب اس شعر کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واجب الوجود ذات کی وحدت کا عقیدہ ایسا عقیدہ ہے جس میں کوئی مشقت نہیں ہے۔ یعنی جس کے تسلیم کرنے میں کوئی دقت یا تکلیف پیش نہیں آتی۔ جس طرح کہ مچھلی پانی میں خوش رہتی ہے۔ اسی طرح انسان عقیدۂ وحدت و محبت میں تر و تازہ رہتا ہے اور دنیا کے تکلیف دہ اختلافات سے اس کو نجات مل جاتی ہے۔

(باقی آئندہ)

شرح دیوان حافظ

(از مدیر معاون)

آں ترکِ پری چہرہ کہ دوش از برِ ما رفت
آیا چہ خطا دید کہ از راہِ خطا رفت

ترجمہ: وہ پری چہرہ دوست جو کل ہمارے پاس سے چلا گیا ہے خدا جانے اُس نے ہماری کیا خطا دیکھی ہے کہ اس کے سبب سے جدا ہو گیا ہے۔

تشریح :۔ سلوک کے منازل میں ایسی بھی ایک منزل ہے جس میں سالک محبوب حقیقی کے تجلیات صوری سے محروم ہو جاتا ہے۔ اصطلاح میں اس حالت کو قبض کہتے ہیں۔ اسی کیفیت کا ذکر اس شعر میں کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ خدا جانے محبوب حقیقی نے کس خطا کی بنا پر تجلیات صوری سے مجھ کو محروم کر دیا کہ یکایک کل سے اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ اور اب وہ تجلیات کسی صورت میں میرے روبرو نہیں آتیں۔ ۳۲

تا رفت مرا از نظر آں چشمِ جہاں بیں
کس واقفِ ما نیست کہ از دیدہ چہا رفت

ترجمہ :۔ [illegible]

[illegible]

تشریح۔ تیری جدائی یا انقطاع تجلیات صوری نے میری یہ حالت کر دی ہے کہ ہر وقت آنکھوں سے سیلاب جاری رہتا ہے اور بلا کا طوفان اٹھتا رہتا ہے۔

از پائے فتادیم چو آمد شبِ ہجراں
در درد بماندیم چو از دست دوا رفت

ترجمہ :۔ جب سے جدائی کی رات آئی ہے۔ ہم گر پڑے ہیں۔ دوا ہاتھ سے جاتی رہی تو درد میں مبتلا ہیں۔

تشریح :۔ تجلیات صوری کے انقطاع نے یہ حالت کر دی ہے کہ ہم مُردہ کے مانند پڑے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب دوا ہاتھ میں نہ رہی تو درد کی اذیت پھر لوٹ آئے گی۔

دل گفت وصالش بدعا باز تواں یافت
عمریست کہ عمرم ہمہ درکارِ دعا رفت

ترجمہ :۔ دل نے کہا دعا سے پھر وصال نصیب ہو سکتا ہے میری تو عمر ہی دعا میں گزر گئی ہے۔

تشریح :۔ [illegible]

[illegible]

دل گفت [illegible]

[illegible]

تابعی عکرمہ بھی

تفسیر کی تعلیم

معنی میں کا

"ذوا"

بتایا اور

ماھاج

تدعوا بالقرضیہ

اس طرح

"ولد الزنا" اور

زنیم لیس یعرف من

زنیم تداعاہ الرجال

احکام القرآن

قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور نہایت کار آمد [illegible]

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

گذشتہ سے پیوستہ

(۶۵) عورتوں کا مہر دینے اور عورت کے ہبہ کا بیان

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا

عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے ڈالو۔ پھر اگر اس میں سے وہ اپنی خوشی سے کچھ تم کو اپنی خواہش سے چھوڑ دیں تو اس کو مزے سے کھاؤ۔

تفسیر۔ اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ عورتوں کا مہر [illegible] کو دیا جائے۔ ان کے [illegible] یا ولیوں کو نہ دیا جائے [illegible] اور یہ کہ [illegible] اگر اپنے مہر میں سے اپنے شوہر کو کچھ چھوڑ دیں تو ان کو اس کا بھی اختیار ہے۔

پہلا حکم واتوا النساء صدقاتھن نحلۃ کے الفاظ میں دیا گیا ہے۔ صدقہ سے مراد اس آیت میں مہر ہے اور [illegible] الفاظ [illegible] اس موقع پر مہر کو اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہ مرد کے دعویٰ [illegible] کی تصدیق کرتا ہے اور نحلۃ کے معنی ہیں اپنی خوشی سے یعنی [illegible] کے مہر کو خوشی سے ادا کر دو۔

امام مجاہد کہتے ہیں کہ عرب میں [illegible] رواج تھا کہ عورتوں کا [illegible] ولی لے لیا کرتے تھے۔ اور ان کو اختیار ہوتا تھا کہ وہ [illegible] پاس رکھ لیں یا عورت کو دے دیں۔ خدا نے اس آیت [illegible] کہ صرف عورت کو دو کسی اور کو نہ دو۔

[illegible] مفسر کا بیان ہے کہ عرب میں بلا مہر کے نکاح کا بھی [illegible] اس آیت میں خدا نے حکم دیا کہ عورتوں کو ان کا مہر [illegible] کے نکاح نہ کرو۔ اس صورت میں نحلۃ کے معنی [illegible] عورت کا مہر ادا کرنا مرد پر فرض ہے۔

[illegible] میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اے [illegible] مہر انہیں کو دو کسی اور کو نہ دو۔ اور اے [illegible] عورتوں کا مہر انہیں کے حوالے کر دو اپنے خرچ [illegible]

دوسرا حکم [illegible] اس کے کچھ حصہ [illegible] معاف کر دینے کا ہے [illegible] کر دو [illegible] اپنی خوشی سے [illegible] اس کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو [illegible] وہ تمہارے لئے حلال اور رغبت سے لے لو۔

صاحب بیضاوی کا بیان ہے کہ عورتوں کو ان کا مہر دینے کے بعد عرب میں [illegible] کو [illegible] احتیاط [illegible] یہ آیت نازل ہوئی اور [illegible] کہ اگر عورتیں اپنی خوشی سے [illegible] اپنے شوہر [illegible] واپس [illegible] شوہر [illegible] کو لے لینا جائز ہے اس میں کوئی [illegible] نہیں ہے۔

آیت کے [illegible] کے معنی رغبت [illegible] کے ہیں یعنی مہر کا [illegible] ایسا مال [illegible] جس میں کوئی [illegible] ایسی [illegible] اپنے [illegible] کوئی [illegible] ہوگا ورنہ [illegible] علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص [illegible] کے عوض [illegible] طلب [illegible] آئے ہوں تو [illegible] کے مہر کے [illegible] رقم طلب کرے [illegible] شوہر کو خرید کرے اور [illegible] جائے [illegible] خداوند تعالیٰ اس کو [illegible] گا [illegible] تعالیٰ نے مہر کی واپسی [illegible] تفسیر کیا ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ جب مرد حج کا ارادہ کرے [illegible] روانہ ہونے سے پہلے اپنی بیوی کا مہر ادا کرے۔ پھر اگر عورت خوشی سے مہر کو واپس کر دے یا مصارف حج کے لئے [illegible] رقم شوہر کو عطا کر دے تو شوہر کا فرض ہے کہ اس کو قبول کر لے مہر ادا ہو جائے گا اور رقم سفر حج میں کام آئے گی۔

(۶۶) نا سمجھ بالغوں اور چھوٹے بچوں کے مال کی ادائیگی کا بیان

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا

[illegible] اپنے وہ مال جس میں اللہ نے [illegible] نا سمجھوں [illegible]

وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝

کے حوالہ نہ کرو۔ ہاں ان کو کھلاؤ پہناؤ اور ان سے اچھی اچھی بات کرو۔ یتیموں کو جب تک وہ نکاح کی عمر کو نہ پہنچیں سدھارتے رہو پھر اگر ان میں صلاحیت دیکھو تو ان کے ان کے مال سے حوالہ کر دو اسراف اور جلد بازی کے ساتھ تم ان کے مال نہ کھا جاؤ کہ مبادا وہ بڑے ہو جائیں اور تم سے لے لیں اور جو ان کا غنی ہو اُسے بچنا چاہئے اور جو محتاج ہو وہ موافق دستور کے کھا سکتا ہے جب تم ان یتیموں کو ان کے مال حوالہ کرو تو لوگوں کو گواہ کر لو اللہ پورا حساب لینے والا ہے۔

تفسیر:۔ ان آیات میں ان بچوں اور ناسمجھ اشخاص کے اموال کے احکام ہیں جو کسی کی نگرانی یا حفاظت میں ہوں۔ خداوند تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اے لوگو اگر تمہاری حفاظت میں یتیم بچے یا ایسے بالغ ہوں جو عقل نہ رکھتے ہوں اور وہ مالدار ہوں تو تم ان کے مال اپنی حفاظت میں رکھو، ان کے حوالے نہ کرو کہ وہ اس کو ضائع کر دیں گے۔ ہاں ان کے خورد و نوش اور لباس وغیرہ مصارف پر خرچ کرتے رہو۔ اور تم کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ تم ان کے مال میں سے کچھ اپنی ذات پر خرچ کرو۔ البتہ اگر ولی محتاج ہو تو اس کو ضرورت کے موافق اس مال میں سے لینے کی اجازت ہے۔ پھر جب نابالغ بچے بالغ ہو جائیں اور ان کی ذہانت و ذکاوت ظاہر ہو جائے تو تم اُن کا سارا مال گواہوں کی موجودگی میں اُن کے حوالہ کر دو۔

آیت کا واضح مطلب تو یہ ہوا۔ اب اس کے جملوں کی تفسیر ملاحظہ ہو خداوند تعالیٰ نے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم کے جملہ سے اولیا کو مخاطب کیا ہے اور بتایا ہے کہ جن ناسمجھ و بے عقل لوگوں کا مال تمہارے پاس امانت کے طور پر ہے تم اس کو ان کے حوالے نہ کرو بلکہ اپنے پاس رکھو کیونکہ وہ بے عقلی سے اس کو ضائع کر دیں گے [illegible] [illegible] ناسمجھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قدر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی صلاحیت پیدا نہ کریں، یا ان میں سمجھ نہ آ جائے، اس وقت تک اُن کا مال اپنے پاس رکھو اور ان کی ضروریات کو پورا کرتے رہو۔

قاضی بیضاوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے اپنی ناسمجھ بیوی کا مال اپنی حفاظت میں رکھنے کے بجائے بیوی کے حوالے کر دیا تھا اور اس نے نادان طریقہ پر خرچ کر کے اس کو برباد کر دیا تھا۔ اس پر مسلمانوں کی تادیب اور اضاعت مال سے اجتناب کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس آیت کی بنا پر ناسمجھ عزیزوں اور رشتہ داروں کا مال ان کے حوالے نہ کرنا چاہئے۔ اگرچہ وہ آزاد اور بالغ ہی کیوں نہ ہوں۔

اور آیت کے جملے وارزقوہم فیہا واکسوہم الخ کے مخاطب اولیا ہیں یعنی ناسمجھ لوگوں کے ولی اور نگراں و محافظ۔ خداوند تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے کہ ناسمجھ لوگوں کے مال میں سے تم ان کو اتنا دیتے رہا کرو کہ ان کی خورد و نوش اور لباس کی ضروریات اس سے پوری ہوتی رہیں۔ اور ان سے اچھی اچھی باتیں کرتے رہو یعنی ان کو اس بات کا یقین دلاتے رہو کہ جب تم میں مال کو خرچ کرنے کی اہلیت پیدا ہو جائے گی، یا خداوند تعالیٰ تم کو عقل و سمجھ کے زیور سے آراستہ کر دے گا تمہارا مال تمہارے حوالے کر دیا جائے گا۔

امام رازی کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے مال میں سے نفقہ کے بقدر اور مہر کی رقم دیتے رہو۔ اور اولاد کے لباس اور خورد و نوش پر اپنے مال میں سے خرچ کرتے رہو اور اس امر کا ان کو اطمینان دلاتے رہو کہ جو مال میں نے جمع کیا ہے وہ تمہارے ہی لئے ہے اور میری موت کے بعد تم ہی کو ملیگا۔

اور آیت کے جملہ وابتلوا الیتامیٰ سے فادفعوا الیہم اموالہم تک کا مطلب یہ ہے کہ اے یتیموں کے محافظ و نگراں لوگو! یتیموں کی حالت کو ان کے بالغ ہونے تک دیکھو۔ اگر وہ اپنے مال کو بجا طور پر خرچ کرنے کے اہل ہو جائیں تو ان کا مال ان کو دے دو۔

(باقی آئندہ)

۱ وہ خواہ قریبی رشتہ دار ہوں یا خود اپنی اولاد ہو یا بیوی ہو۔

"ولا الز[illegible]" [illegible] جعل اللہ لکم قیاما کا مطلب ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تم کو ناسمجھ لوگوں کی جسمانی صحت و عافیت کا نگراں و [illegible] اور ان کے اہل و عیال کا نگہبان قرار دیا ہے۔ جب تک کہ وہ [illegible] معاملات

ادب نبوی صلعم

(حضور سرور کائنات کی اخلاق و معاشرت کی تعلیم پر ایک مکمل باب نصیحت)

(از جناب علامہ [illegible] صاحب)

گذشتہ سے پیوستہ

حضور نے ہم کو دو باتوں کا حکم دیا ہے۔ ایک تو بھلی بات کہنے کا اور دوسرے خاموش رہنے کا۔ یعنی جو شخص کسی وجہ سے اپنی زبان سے کسی کے حق میں بھلا کلمہ نہ کہہ سکے، یا اس پر قدرت نہ رکھتا ہو یا کسی کو اپنی زبان سے نفع بھی نہ پہنچا سکے تو اس کے لئے خاموشی بہتر و مناسب ہے۔

علماء کا بیان ہے کہ حضور کا یہ ارشاد جامع کلمات میں سے ہے۔ یعنی اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ انسان جو باتیں اپنی زبان سے کہتا ہے یا تو وہ بھلی ہوتی ہیں یا بُری۔ یا ان کا انجام بھلا ہوتا ہے یا بُرا۔ اقوال خیر میں وہ تمام امور فرائض اور مستحب وغیرہ شامل ہیں جو ایک مسلمان سے مطلوب ہیں۔ حضور نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور اس کے سوا جو امور ہیں وہ شر میں داخل ہیں۔ یا ان کا انجام شر ہوتا ہے۔ ان کی نسبت خاموشی کی ہدایت فرمائی ہے۔

(۴۴)

یتیم کی کفالت کے فضائل کا بیان

عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم قال: انا وکافل الیتیم فی الجنۃ ھکذا۔ وقال باصبعیہ السبابۃ والوسطی۔ رواہ البخاری ومسلم ومالک وابوداؤد والترمذی والنسائی۔

سہل بن سعد کہتے ہیں حضور نے فرمایا ہے "میں اور یتیم کا کفیل دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے" یہ فرما کر حضور نے انگشت شہادت و وسطی دونوں ملا کر دکھلائیں۔ (بخاری۔ مسلم۔ مالک۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

تشریح الفاظ۔ یتیم انسانوں میں وہ نابالغ بچہ کہلاتا ہے جس کا باپ مر جائے اور حیوانوں میں یتیم وہ بچہ کہلاتا ہے جس کی ماں مر جائے۔ کافل کفیل و سرپرست کو کہتے ہیں۔ یتیم کا کفیل وہ مربی ہے جو یتیم کے تمام کاموں کا نگراں اور سربراہ ہو۔ اور یتیم کے تمام امور کو مصلحت کے موافق انجام پر پہنچائے۔

[illegible] باصبعیہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے انگوٹھے کے پاس کی اور درمیانی انگلی ملا کر یہ بتایا کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں [illegible] اور میں جنت کے اندر ایک دوسرے سے وابستہ ہوں گے۔

تشریح معانی۔ یتیم وہ بے بس چھوٹا بچہ اور کمزور اولاد ہے جس کو باپ اپنے بعد چھوڑ جاتا ہے۔ وہ باپ جو اپنی جسمانی طاقت اور مالی قوت سے اس کی خدمت کرتا رہا، جس سے اس کو قلبی محبت تھی، اور جو اپنے عمل کو اس کی مصلحت پر قربان کرتا تھا۔ باپ مرتے وقت اولاد کے لئے اپنی آنکھوں سے گرم گرم آنسو جاری کرتا ہے، اور وہ اس خیال سے بے چین ہوتا ہے کہ اب وہ چھوٹے اور کمزور بچوں کو چھوڑ رہا ہے۔ خدا جانے ان کی پرورش کون کرے گا؟ ان کی معصوم زندگی کس طرح بسر ہوگی؟ اور زمانہ کا مدوجزر ان کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟ اس کی نظریں دم توڑتے وقت ایک ایسے سرپرست کو تلاش کرتی ہیں جو ان کے ساتھ ایسی ہی ہمدردی و محبت سے پیش آئے جس طرح وہ پیش آتا تھا۔ ان کو ایسی ہی پاک صاف اور بے خطر راہ پر چلائے جس پر وہ چلاتا تھا۔ ان کے کاموں کا ایسا ہی نگراں ہو جس طرح وہ رہتا تھا اور ان کو ایسا ہی انسان بنائے جیسا کہ وہ بنانا چاہتا تھا۔

ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ جو شخص یتیم کی کفالت مرنے والے کی خواہش کے مطابق کرے گا، باپ کی چھوڑی ہوئی دولت کو یتیم کے لئے بڑھائے گا اور یتیم کو ایک قابل اور مہذب انسان بنانے کی کوشش کرے گا، وہ مرنے والے باپ کی تمام خواہشات کو پورا کردے گا۔ اور اس سے باپ کی روح کو مسرت اور طمانیت حاصل ہوگی۔ [illegible] اور حکیم و رحیم یعنی خداوند تعالیٰ بھی اجر عظیم عنایت فرمائے گا۔

یتیم کی پرورش کرنے والے کفیل کا درجہ شریعت اسلامی کی نظر میں بڑا درجہ ہے اور حضور نے اس کو مژدہ سنایا ہے کہ جنت میں اس کو حضور کی معیت و صحبت نصیب ہو اور جنت کی نعمتوں سے اسی طرح متمتع ہو جس طرح اس کی توجہ سے یتیم دنیاوی نعمتوں سے متمتع ہوا تھا۔

اس حدیث میں یتیم کی کفالت کی ترغیب دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کی فضیلت، دوسرے امور کے فضائل سے اتنی بڑھی

ہوئی ہے کہ یتیم کا کفیل جنت میں حضور کا مصاحب و قریبی ہوگا۔

پڑوسی کو اذیت پہنچانے کی ممانعت

عن ابی شریح قال، قال النبی صلعم " واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل من یا رسول اللہ قال الذی لا یامن جارہ بوائقہ " رواہ البخاری ومسلم واحمد وغیرھما۔	ابو شریح کہتے ہیں حضور نے فرمایا ہے " خدا کی قسم وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہے، خدا کی قسم وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہے۔ خدا کی قسم ہرگز وہ شخص ایمان نہیں رکھتا " پوچھا گیا یا رسول اللہ کون شخص؟ آپ نے فرمایا " وہ شخص جس کے شر سے پڑوسی مامون نہ ہوں۔

تشریح الفاظ۔ بوائق۔ بائقہ کی جمع ہے جس کے معنی شرارت۔ سازش، مکر، فریب اور مہلک امر کے ہیں۔ اور اس سخت بلا و آفت کو بھی کہتے ہیں جو اچانک انسان کو گھیر لے۔

تشریح معانی۔ انسان کی سعادت یہ ہے کہ وہ اس صورت سے زندگی بسر کرے کہ اس کے ہمسائے، قرابت دار اور دوست واحباب اس سے خوش رہیں اور اس سے محبت کریں۔ اور انسان کی سعادت و بدبختی یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو ہر وقت مصائب و مشکلات کا انتظام کرتا رہے یا اپنی شرارت سے ان کو فتنہ و فساد کے خطرات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اس بنا پر وہ لوگ جن کا پڑوسی شقی ہو، ایسا شقی جو ہر وقت ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کی فکر میں رہتا ہو، اور ان کے لئے طرح طرح کی سازشیں کرتا رہتا ہو آرام و سکون کی زندگی بسر نہیں کرسکتے۔ اور مال کی فراوانی ان کے لئے طمانیت کی موجب نہیں ہوسکتی۔ وہ ہر وقت اپنے اہل و [illegible] کی سازشوں سے پریشان و بدحواس رہتے ہیں اور پڑوسی کے مکر و فریب سے وہ ہر وقت اپنے آپ کو خطرہ میں پاتے ہیں۔

کے ہمسائے اور قرابت دار اس سے خوش نہ ہوں، یا جس شخص کے شر سے ہمسائے محفوظ نہ ہوں، یا جو شخص ہمسایوں سے نفرت کرتا ہو اور ان کے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہو وہ کیونکر مومن ہو سکتا ہے مومن تو وہ شخص ہے جس نے اپنے دین کو خالص خدا کے لئے مخصوص کیا ہو اور خدا کے بندوں کو ضرر نہ پہنچاتا ہو۔

مومن کا فرض تو یہ ہے کہ وہ ہمسایوں کے حالات سے باخبر رہے ضرورت کے وقت ان کو ہر قسم کی مدد پہنچائے۔ ہر وقت ان کی بھلائی کا جویاں رہے اور مصائب و مشکلات میں غمگساری کرکے ان کے رنج و غم کو ہلکا کرے تاکہ دونوں خوش و خرم رہیں۔ پاکیزہ زندگی بسر کریں اور خطرات سے دور اور بے فکر رہیں۔ مومن وہ نہیں ہے کہ پڑوسیوں کا دشمن بن جائے۔ اُن کو مشکلات و مصائب میں پھنسانے کی کوشش کرے اور ان کو خطرات میں مبتلا کرکے خوش ہو۔

مومن کو چاہیئے کہ اگر وہ کسی وجہ سے ہمسایوں کی مدد نہ کرسکے تو وہ ان کے ساتھ برائی بھی نہ کرے۔ ان کے ساتھ سلوک و احسان نہ کرسکے تو ان کو ضرر بھی نہ پہنچائے۔ ان کے دُکھ درد میں شریک نہ ہوسکے تو ان کے خلاف سازش بھی نہ کرے بلکہ غیر جانبدار رہے۔

حدیث میں تاکید کے ساتھ پڑوسی کے حق کو بیان کیا گیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ پڑوسی کا بڑا حق ہے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید اور احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص پڑوسی کی توہین و تذلیل کرے گا، اس کے قلب سے ایمان نکال لیا جائے گا۔ چنانچہ خداوند تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الاخرۃ من الخٰسرین	جس نے ایمان سے انکار کیا، اس کا کام ضائع ہوا۔ اور آخرت میں اُسے گھاٹا ہوا۔

(باقی آئندہ)

[illegible] لئے [illegible] نسبت [illegible] فرمایا ہے کہ وہ [illegible] الفاظ [illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible] کون ہے؟ وہ شخص [illegible] اپنی جان، اپنے مال اور [illegible] عزت [illegible] محفوظ [illegible] ایمان [illegible] زندگی بسر [illegible] ایمان کی [illegible]

بتایا
ماھان
ندعوایاد
ولدالزنا
زنیم لیس
زنیم تنداء

ملفوظاتِ باقی باللہ رح

ایک اہم اور محققانہ [illegible] جو قدوة السالکین زبدة العارفین حضرت خواجہ غریب نواز [illegible] حضرت خواجہ باقی باللہ [illegible] دہلوی [illegible]

ترجمہ [illegible]

[illegible]

(۱۴۶)

مرید پر مرشد کا اثر ضرور پڑتا ہے

حضرت خواجہ [illegible] کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا [illegible] مرید دنیوی کام زیادہ کرتے ہیں اور باطنی وظائف [illegible] میں پوری توجہ صرف نہیں کرتے اس کی کیا وجہ ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا "بیچارے کیا کریں ہم نے بھی ان معاملہ میں کوئی کوشش نہیں کی اور نہ کوئی مشقت و تکلیف اٹھائی [illegible] دوست [illegible] سستی میں پائی ہے اسی طرح یہ بھی اُن کو سستی ہی میں [illegible] پایا ہے"

(۱۴۷)

حضرت خواجہ کی کسر نفسی کا ایک نمونہ

حضرت خواجہ کی عادت تھی کہ جب وہ کسی مرید کو بُری [حالت] میں دیکھتے یا کسی بُرے فعل کا مرتکب پاتے تو اس پر کوئی الزام نہ لگاتے بلکہ اس برائی کو اپنی جانب منسوب کرتے اور فرماتے کہ "یہ سب ہماری بُری عادتوں کا اثر ہے جب ہم میں برائیاں موجود ہیں تو یہ بیچارے کیا کریں۔ جو کچھ ہم میں ہے [illegible] کا [illegible] ہے تو ان پر [illegible] ہے"

(۱۴۸)

اولیاء اللہ معصوم نہیں ہیں

حضرت خواجہ رح کے خلیفہ شیخ تاج الدین رح نے سنبھل سے ایک [illegible] میں سنبھل کے ایک مرید کی شکایت لکھی [illegible] کہ [illegible] لوگ اس کے اوضاع و اطوار کو دیکھ کر طعن و ملامت کرتے ہیں [illegible] شکایت لکھی تھی [illegible] حضرت خواجہ [illegible] عریضہ کے جواب میں شیخ تاج الدین [illegible] شیخ ابوبکر کی نسبت جو کچھ لکھا ہے [illegible] اس قسم کی باتیں شفقت اور کارشناسی کے مقام سے [illegible] نہیں ہیں۔ جب یہ امر محقق ہے کہ اولیاء اللہ کبیرہ گناہوں سے [معصوم] و مامون نہیں ہیں تو ایک ایسے شخص کی نسبت جس نے چند روز صوفیہ کا سلوک کیا ہو، کیونکر یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ محفوظ [illegible] ہے یا اس سے شریعت کے خلاف کوئی کام صادر نہیں ہوگا۔

[illegible] جبکہ [illegible] کام ان کی نظر میں [illegible] [illegible] راہ راست [illegible] اس وقت اُن [illegible] اُن کو صحیح نظر آ [illegible] دنیا ایک [illegible] کیا تم کو یہ معلوم [illegible] کہ غیر [illegible] تکلف نہیں ہے [illegible] شریعت کے [illegible] آپ پر عائد نہیں ہوتے۔

مختصر یہ کہ ہر شخص کو اپنے [illegible] مرتبہ پر رکھنا چاہیے اور ہر مرید جس [illegible] میں وہ ہے اس کو معذور خیال کرنا چاہیے اور فاعل حقیقی پر نظر رکھنی چاہیے بلکہ وجود کی وحدت کو مدنظر رکھنا چاہیے اس لئے کہ معرفت کا ادب یہی ہے اور اس لئے کہ انسانی نفوس مختلف ہیں اور مختلف حیثیتیں رکھتے ہیں۔ کچھ لوگ نفس امارہ کے [illegible] میں ہیں کچھ نفس مطمئنہ کی حکومت میں اور کچھ ان دونوں کے درمیان اور یہ تمام لوگ وہ ہیں جو [illegible] دیوانے ہیں۔ نفس مطمئنہ کے ماتحت اولیاء اللہ ہیں نفس امارہ کے زیر اقتدار عوام ہیں لیکن ان کو بھی معذور سمجھنا چاہیے اور ان [illegible] کی نظر رکھنی چاہیے۔ اور ہر درجہ میں قادر مطلق کی طاقت و قدرت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

مختصر یہ کہ جو لوگ ایسے [illegible] پر طعن کرتے ہیں۔ ان کا [illegible] مناسب نہیں ہے، ان کو نظر رحم سے دیکھنا چاہیے۔ [illegible] اگر کوئی [illegible] کسی [illegible] کا ارتکاب کرے تو [illegible] کو زیادہ ذمہ دار [illegible] یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ملامت اولیاء اللہ کا [illegible] ان کو جب کوئی ملامت پہنچتی ہے تو وہ اپنے اعمال [illegible] باطن پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کو اپنے آپ میں کچھ کمزوریاں نظر آتی ہیں [illegible] وہ ان کی اصلاح کر لیتے ہیں۔ ہمارے خیال میں سالک کو ملامت سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اس کو اشارۂ غیبی خیال کرنا چاہیے۔ [illegible] اس طریقہ سے اپنے آپ میں بہت سی باتیں مکر و فریب اور نفاق کی معلوم کی ہیں، اور ان سے نجات و خلاصی کی [illegible] عاجز ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے یہ بڑی

صفات و فضائل ہوگئی ہیں۔ اب رہا ناقص و لطف کا معاملہ اس سے کسی کو کوئی مطلب نہیں۔ جو ذکر و شغل نہ ہو تو یاد ان کو ختم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان میں عدم وجود ہوتا ہے۔ یا جذب و شوق کی حالت کو دور کر دیتے ہیں......

(۱۴۹)

عجب و غرور کی اصلاح کا ایک واقعہ

ایک شخص مرید نے ایک دن حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا کہ "مجھ پر ایک عجیب کیفیت طاری رہتی ہے اور اس کیفیت سے اگرچہ دور رہنا چاہتا ہوں مگر آپ ان کی کیفیت سے واقف ہیں۔ یعنی مجھ پر عجب طاری ہو گیا ہے۔ یعنی اس کیفیت سے میں اس قدر متاثر ہوا ہوں کہ میرا نفس اس پر مغرور ہے۔ میں اس عجب و غرور سے واقف ہوں اور اس کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ توبہ و استغفار کرتا رہتا ہوں لیکن وہ دور نہیں ہوتا" اس وقت حضرت خواجہ کی خدمت میں ایک اور مرید بھی بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت خواجہ نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا "یہ شخص بھی تمہاری ہی طرح اس حال میں مبتلا ہے۔ تم اپنے عجب و غرور کا علاج اس سے دریافت کرو" اس مرید نے عرض کیا "حضرت جی! ہم دونوں بیمار ہیں۔ بیمار کا علاج بیمار کیونکر کر سکتا ہے" حضرت خواجہ نے فرمایا "تم دونوں عزیز ہو اور بہت کچھ حاصل کر چکے ہو۔ اس لئے جتنا تم اپنے نفس پر اعتماد رکھتے ہو یا جس قدر تم اپنی حالت کو دیکھ سکتے ہو اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ہم چونکہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے اس لئے کچھ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ بھلا ہم کس چیز پر عجب و غرور کریں" مرید کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ کے ان الفاظ نے تریاق کا کام کیا۔ حقیقت کا پردہ اٹھ گیا اور وہ کچھ نظر آیا جس کے سامنے عجب و غرور نہیں ٹھہر سکتا تھا اور اس کے بعد کبھی مجھ کو عجب و غرور سے سابقہ نہیں ہوا"

(۱۵۰)

حضرت خواجہؒ کی فروتنی کا ایک واقعہ

مریدان عقیدت کیش کے حلقہ میں حضرت خواجہ تشریف فرما تھے کہ ایک عالم جو احکام شرع کا زیادہ پابند تھا۔ شریک مجلس ہوا اور حضرت خواجہ رح کے اوضاع و اطوار اور لباس وغیرہ پر اعتراضات شروع کئے۔ حضرت خواجہ نے اس کے اعتراضات سکون و طمانیت سے سنے اور اس کی بہت تعریف کی چنانچہ فرمایا کہ "آپ جیسا عالم دنیا جہان میں نہیں ہے۔ خوب آدمی ہو آپ کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔ مدت سے ایسا کوئی آدمی ہم کو نہیں ملا ہے" حضرت خواجہؒ جس قدر تواضع اور فروتنی کا مظاہرہ کرتے۔ وہ عالم اسی قدر اعتراضات میں بڑھتا جاتا۔ حضرت خواجہ نے ان کی باتوں پر ناپسندیدگی نہیں کیا اور سہا یہ سب تمام مانتے ہیں۔ اس عالم کی داڑھی کٹی ہوئی تھی۔ اور اس کی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی بڑا عالم نہیں ہے اور نہ کچھ زیادہ قدر و منزلت رکھتا ہے۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے اس عالم کو مخاطب کرکے کہا "جا۔ ابھی علم و شرع کی کتابیں پڑھ۔ خدا سے بیٹے ہیں کچھ ہوا بھی تو علم کہاں۔ تجھ کو ابھی معلوم نہیں کہ اولیاء اللہ کا کوئی کام خلاف شرع نہیں ہوتا خصوصاً حضرت خواجہؒ جیسے اکابر جو حالت محو رکھتے ہیں جو بے دست و پا نہیں ہیں" حضرت خواجہ رح نے اس شخص کے یہ الفاظ سن کر فرمایا "تم کچھ نہ کہو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اس گئے گذرے زمانے میں ایسے آدمیوں کا وجود بھی غنیمت ہے" اتنے میں کھانے کا وقت آگیا۔ حضرت خواجہ رحؒ نے اس عالم کو کھانے میں شریک کر لیا۔ اور اس پر خاص شفقت فرمائی۔ مختصر یہ کہ عالم جب اپنے اعتراضات ختم کر چکا تو حضرت خواجہ رح نے احادیث کی کتابوں سے ہر ایک اعتراضات کا جواب دیا اور اس کے بعد وہ عالم چلا گیا پھر معلوم نہیں اس کا کیا ہوا کہ دوبارہ نظر نہ پڑا۔

(باقی آئندہ)

سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیات کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو ... سے لکھی گئی)

(۱۲۵)

اہل اللہ کے کشف کا ایک واقعہ

ربیع بن خثیم کہتے ہیں خواب میں مجھے بتایا گیا کہ جنت میں میری بیوی میمونہ سوداء ہے۔ صبح کو اٹھ کر میں نے میمونہ سوداء کا پتہ دریافت کیا اور پتہ معلوم ہو جانے پر میں اس کے پاس پہنچا وہ ایک جنگل میں بکریاں چرا رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا "میں چند روز آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں تاکہ تمہارے کاموں کو دیکھوں" اس نے اجازت دے دی اور میں وہاں رہنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بجز نماز کے نہ تو اور کوئی عبادت کرتی ہے اور نہ ذکر و شغل۔ دن بھر بکریاں چراتی ہے اور شام کو اپنی قیام گاہ پر آجاتی ہے۔ ایک بکری کا دودھ دوہتی ہے۔ کچھ خود پی لیتی ہے اور باقی مجھ کو دے دیتی ہے۔ تیسرے دن میں نے کہا "میمونہ! مجھ کو اور بکریوں کا دودھ کیوں نہیں پلاتیں" میمونہ نے کہا "اے خدا کے بندے! اور بکریاں میری نہیں ہیں یہ ایک بکری میری ہے جس کا دودھ میں بھی پیتی ہوں اور تم کو بھی پلاتی ہوں" پھر میں نے پوچھا "تم فرض نمازوں سے زیادہ اور کوئی عمل نہیں کرتیں؟" میمونہ نے کہا "ہاں میں ہر حال میں خدا کی مرضی پر قانع ہوں اور کوئی آرزو و تمنا نہیں رکھتی" میں نے کہا "آخر تم کیا عمل کرتی ہو یا تم نے کون سا عمل کیا ہے جس کے صلہ میں مجھ کو یہ بتایا گیا ہے کہ تم میری جنتی بیوی ہو" یہ الفاظ سن کر میمونہ نے کہا "تمہارا نام غالباً ربیع بن خثیم ہے" میں نے کہا "ہاں" راوی واقعہ کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے یہ پوچھا کہ میمونہ سوداء کو ربیع کا نام کیسے معلوم ہوا۔ اس کے جواب میں بتایا گیا ممکن ہے دونوں کو کشف کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہو یا عالم سکر میں یا بیداری میں کسی نے بتا دیا ہو۔

(۱۲۶)

فقیر کی خواہش کو پورا کرنا چاہیئے

شیخ ابو محمد حریری رح کہتے ہیں کہ ایک روز عصر کی نماز کے بعد ایک نوجوان جس کا رنگ زرد تھا۔ بال پریشان تھے۔ ننگے سر اور برہنہ پا [illegible] پہنچی اور منبر پر پہنچ کر جب تک مغرب تک اسی طرح بیٹھا رہا کھڑا رہا۔ ہم مغرب کی نماز پڑھ کر اور ... کی طرح بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر میں ... وقت ... کا آدمی آیا اور ہم کو دعوت میں بلایا۔ میں نوجوان کے پاس پہنچا اور کہا کہ تم ہمارے ساتھ دعوت میں خلیفہ کے ہاں چلو گے؟" نوجوان نے سر اٹھایا اور کہا "میرا خلیفہ کے ہاں جانے کو جی نہیں چاہتا البتہ گرم شوربے کو جی چاہتا ہے" میں نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی اور چونکہ اس نے ہماری جماعت کی موافقت نہیں کی تھی اس لئے میں نے اس کی خواہش کو پورا نہیں کیا اور اپنے دل میں کہا "یہ نوجوان نیا نیا طریقت میں داخل ہوا ہے اس لئے فقراء کے آداب سے واقف نہیں ہے" ہم سب لوگ خلیفہ کے ہاں گئے۔ کھانا کھایا۔ مجلس سماع ہوئی اور آخر رات میں وہاں سے واپس آئے۔ رباط میں پہنچ کر دیکھا نوجوان سر جھکائے اپنے حال پر بیٹھا تھا۔ میں نے اپنا مصلے بچھایا کچھ شغل کیا اور جب نیند آنے لگی تو سو گیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی ایک جماعت ہے اور ایک شخص یہ کہہ رہا ہے کہ حضور صلعم ہیں اور سارے انبیاء آپ کے ہمراہ ہیں۔ یہ سنکر میں حضور کی طرف بڑھا تاکہ آپ کو سلام کروں لیکن میں نے دیکھا کہ حضور نے میری طرف سے منہ پھیر لیا۔ میں دوسری طرف گیا تو حضور نے ادھر سے بھی پھیر لیا۔ کئی مرتبہ میں نے حضور کے سامنے ہونے اور سلام کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ہر بار حضور نے میری طرف سے منہ پھیر لیا۔ میں حضور کے اعراض سے ڈر گیا اور نہایت درد لہجہ میں عرض کیا "یا رسول اللہ مجھ سے کون سا گناہ ہوا ہے کہ آپ مجھ کو باریابی کا موقع مرحمت نہیں فرماتے" حضور نے فرمایا "میری امت کے ایک فقیر نے تیرے سامنے اپنی ایک خواہش پیش کی تھی، تو نے اس کی خواہش کو ٹھکرا دیا اور اس کی توہین کی" فوراً میری آنکھ کھل گئی۔ میں گھبرا کر اٹھا اور اس نوجوان کی طرف دوڑا لیکن وہ وہاں نہ تھا۔ فوراً دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ میں اس کی تلاش میں دروازہ کھول کر

باہر نکلا دیکھا تو وہ جا رہا تھا۔ میں نے پکار کر کہا: "نوجوان ذرا ٹھہرو تاکہ میں آپ کی خواہش کو پورا کر دوں۔" نوجوان نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور کہا: "کوئی فقیر تم سے کسی چیز کی خواہش کرتا ہے لیکن تم اس کی خواہش کو اس وقت تک پورا نہیں کرتے جب تک ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی سفارش نہیں کرتے۔ اب مجھ کو اس چیز کی ضرورت نہیں ہے۔" یہ کہہ کر وہ نوجوان چلا گیا۔

(۲۷)
ایک نوجوان کے ترکِ دنیا کا واقعہ

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں جامع مدینہ میں وعظ کہہ رہا تھا کہ میں نے ایک نوجوان کو جو خوبصورت اور دولتمند تھا ایک جماعت کے ساتھ اپنے قریب بیٹھے پایا۔ میں لوگوں کو ان الفاظ میں نصیحت کر رہا تھا کہ "کمزور پر تعجب ہے کہ وہ قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔" میرے یہ الفاظ سنکر نوجوان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور وہ فوراً چلا گیا۔ دوسرے دن میں مجلس احباب میں بیٹھا تھا کہ وہ نوجوان پھر آیا۔ ہم کو سلام کیا اور پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد مجھ کو مخاطب کر کے کہا: "سری! میں نے کل تم کو یہ کہتے سنا تھا کہ کمزور پر تعجب ہے کہ وہ قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ سے زیادہ قوی اور کوئی نہیں ہے۔ اور بندہ سے زیادہ کمزور اور کوئی نہیں ہے۔ باایں ہمہ بندہ اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے۔" یہ سنکر نوجوان چلا گیا۔ دوسرے دن وہ پھر آیا۔ آج وہ سفید کپڑے پہنے تھا اور تنہا تھا۔ میرے قریب بیٹھ کر اس نے پوچھا: "سری! خدا کی قربت کا راستہ کونسا ہے؟" میں نے کہا: "اگر تم عبادت کرنا چاہتے ہو تو دن کو روزہ رکھو اور رات کو عبادت کرو۔ اور اگر خداوند تعالےٰ کا تقرب مقصود ہے تو خدا کے سوا سب کو چھوڑ دو، اور مساجد میں، ویرانوں میں، مقابر میں قیام اختیار کرو۔ خدا کا تقرب حاصل ہو جائے گا۔" نوجوان کھڑا ہو گیا اور یہ کہہ کر کہ "میں اس راستہ کو اختیار کروں گا خواہ کتنا ہی دشوار کیوں نہ ہو" چلا گیا۔ چند روز بعد بہت سے لڑکے میرے پاس آئے اور پوچھا: "تم نے احمد بن یزید کاتب کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" میں نے کہا: "اس نام کے کسی شخص سے میں تو واقف نہیں۔ البتہ چند روز ہوئے ایک نوجوان آیا تھا۔ اور اس سے میری یہ یہ باتیں ہوئی تھیں۔ معلوم نہیں اب وہ کہاں ہے، اور اس کا کیا حال ہے۔" لڑکوں نے کہا: "ہم تم کو خدا کی قسم دے کر کہتے ہیں کہ جب تمہیں اس کا حال معلوم ہو، ہم کو اس سے آگاہ کرنا۔" ایک سال گذر گیا اور نوجوان کی کوئی خبر نہ ملی۔ ایک عشا کے بعد میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے اس کو بلا لیا دیکھا تو وہی نوجوان تھا۔ جبہ جیسے کپڑے پہنے تھا اور ہاتھ میں زنبیل تھی۔ جس میں کھجوروں کی گٹھلیاں تھیں۔ اس نے میری پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا: "سری! جس طرح تم نے مجھ کو دنیا کی غلامی سے نجات بخشی ہے۔ اسی طرح خدا تم کو دوزخ سے نجات مرحمت فرمائے۔" فوراً میں نے اپنے ایک دوست کو نوجوان کے بیوی بچوں کو بھیج کر ان کو بلوایا۔ نوجوان کی بیوی نوجوان کے بچے اور غلاموں کو لے کر آئی اور بچے کو نوجوان کی گود میں ڈال دیا اور کہا: "...تم زندگی ہی میں مجھ کو بیوہ اور اپنے بچہ کو یتیم بنا دو۔" سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: بیوی کے یہ الفاظ سنکر نوجوان نے میری طرف دیکھا اور کہا: "سری! یہ ناداری اسی کا نام ہے۔"

اس کے بعد نوجوان بیوی اور بچہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "یہ بچہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور تم میری محبوبہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ میرا یہ بیٹا تمام خلق میں مجھ کو پیارا ہے لیکن سری سقطی رحمہ نے مجھ کو یہ بتایا ہے کہ جو شخص خدا کی رضا چاہتا ہو، وہ خدا کے سوا سب کو چھوڑ دے۔ اس لئے میں نے خدا کے سوا سب کو چھوڑ دیا ہے۔" اس کے بعد نوجوان نے اپنے بچے کے قیمتی کپڑوں کو اتار لیا اور اپنے کپڑوں میں سے ایک ٹکڑا لے کر اس پر لپیٹ دیا اور بیوی سے کہا: "ان قیمتی کپڑوں کو محتاجوں اور ننگوں کو دے دو۔ وہی اس کے مستحق ہیں۔" بیوی نے کہا: "خدا کی قسم! میں اپنے بچہ کو اس کپڑے میں نہیں دیکھ سکتی۔" یہ کہہ کر اس نے وہ کپڑا جو نوجوان نے لپیٹ دیا تھا، اتار کر پھینک دیا۔ نوجوان نے بیوی کو اس شغل میں پاکر کہا: "خدا کی قسم! تم نے میری ایک رات کو ضائع کر دیا۔" اور پھر باہر نکل گیا اور بیوی اور غلام رونے لگے۔ بیوی نے کہا: "سری! اب جب وہ آئیں یا ان کی خبر ملے مجھ کو ضرور آگاہ کرنا۔" کچھ عرصہ بعد ایک بوڑھی عورت میرے پاس آئی اور کہا: "سری! مقام شونیزیہ میں ایک نوجوان آپ کو بلاتا ہے۔" میں نے جاکر دیکھا تو وہی نوجوان تھا جو سر کے نیچے اینٹ رکھے لیٹا تھا۔ میں نے سلام کیا اس نے آنکھیں کھول دیں اور کہا: "سری! کیا تمہارا خیال ہے کہ خدا میرے پچھلے گناہ معاف کر دے گا؟" میں نے کہا "ہاں۔" اس نے کہا: "اگرچہ اتنے ہی گناہ اور بھی ہوں؟" میں نے کہا: "ان کو بھی معاف کر دے گا۔" نوجوان نے کہا: "میں گناہوں میں غرق ہوں۔" میں نے کہا: "غرق کو خدا نجات دینے والا ہے۔" نوجوان نے کہا: "میرے ذمہ مظالم ہیں۔"

(باقی آئندہ)

نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت مولینا شبداحمد صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۴۴) **نمازی کی بخشش کا وعدہ** - ابن محیریز کہتے ہیں کہ کنانہ کے ایک شخص نے شام کے قیام میں ابو محمد سے سنا کہ وتر واجب ہے یہ سن کر حضرت عبادہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات ان سے کہی انہوں نے فرمایا ابو محمد غلط کہتے ہیں۔ اللہ نے اپنے بندوں پر صرف پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جو انہیں پورے طور پر ادا کرے گا اور ان کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرے گا۔ اللہ اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا۔ اور جو نماز نہیں پڑھے گا، اللہ پر ضروری نہیں کہ اسے جنت میں داخل کرے، یہ اس کی مرضی پر ہے۔ چاہے اسے جنت میں لے جائے، چاہے دوزخ میں ڈال دے۔

(۱۴۵) **نماز کے متعلق ایک دلچسپ تمثیل** - حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کسی شخص کے دروازے کے پاس سے نہر بہتی ہو اور وہ روزانہ پانچ مرتبہ اس میں نہائے کیا ایسی صورت میں اس کے بدن پر میل رہ سکتی ہے؟

صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ ایسی صورت میں تو اس کے بدن پر میل نہیں رہ سکتا۔

حضورؐ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال سمجھو۔ اللہ تعالیٰ پانچ نمازوں کی بدولت مسلمان کے تمام گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔

ترکِ نماز کا جرم

(۱۴۶) **نماز نہ پڑھنے پر وعید** - حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اسلام اور کفر کو سوائے ترکِ نماز کے اور کوئی چیز جدا نہیں کر سکتی۔

(۱۴۷) **قیامت کے دن نماز کا حساب لیا جائے گا**

حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز پر باز پرس کی جائے گی۔ اگر انسان اس باز پرس میں کامیاب ہو تو بہتر، ورنہ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ میرے بندہ کے نامۂ اعمال میں فرض کے علاوہ نفل نماز درج ہے تو اس سے فرض کی کمی پوری کی جائے۔

(۱۴۸) **حضر اور سفر میں ظہر کی نماز** - حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے ساتھ مدینہ میں چار رکعت پڑھیں، اور سفر میں دو رکعت۔

(۱۴۹) **حضورؐ کا ظہر اور عصر کی نماز میں قیام** - حضرت ابو سعید رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم ظہر اور عصر کی نمازوں میں حضورؐ کے قیام کا اندازہ کیا کرتے تھے۔ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں حضورؐ تیس آیات قرآنی کی تلاوت کے برابر قیام فرمایا کرتے۔ اور ظہر کی آخری رکعتوں میں پندرہ آیت قرآنی کی تلاوت کے برابر قیام فرمایا کرتے۔ اور آخری دو رکعتوں میں پہلی ایک رکعت برابر قیام فرماتے۔

(۱۵۰) **فجر اور عصر کی نماز وقت پر پڑھنے کا اجر** - حضرت عمارہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص آفتاب طلوع ہونے سے پہلے فجر کی اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز پڑھے گا وہ دوزخ میں قطعاً نہیں جائے گا۔

(۱۵۱) **عصر کی نماز ترک کر دینے پر وعید** - حضرت ابو الملیح رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن حضرت بریدہ رضؓ کے ساتھ تھے۔ آسمان پر ابر تھا۔ اس لئے حضرت بریدہ رضؓ نے فرمایا۔ جلدی سے نماز پڑھ لو کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے عصر کی نماز ترک کی، اس کے دوسرے اعمال بھی ضائع ہو گئے۔

(۱۵۲) **سفر میں مغرب کی نماز میں کوئی فرق نہیں** - حضرت سلمہ رضؓ فرماتے ہیں کہ مزدلفہ میں حضرت سعید بن جبیر رضؓ نے تکبیر کہہ کر مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں اور عشاء کی دو اور نماز کے بعد فرمایا یہاں حضرت ابن عمر رضؓ نے اسی طرح نماز پڑھی تھی اور فرمایا تھا کہ حضورؐ نے یہاں اسی طرح نماز پڑھی۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت

(۱۵۳) **جماعت سے نماز پڑھنے کی تاکید** - حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے (خصوصیت سے فجر کی نماز) کیونکہ فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے یکجا ہوتے ہیں۔

بیت المقدس سے خانہ کعبہ کے قبلہ بنائے جانے کا ذکر

(۱۵۴) **نماز پڑھتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے**

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ مدینہ میں تشریف لانے کے
۱۶ سولہ مہینے بعد تک بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے
پھر حضورؐ کو خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ملا۔

(۱۵۵) حالتِ سفر میں خانۂ کعبہ کی طرف منہ نہ کیا جا سکے تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ سفر میں ہوتے تو اپنی سواری پر نماز پڑھتے۔ خواہ سواری کا رُخ کسی طرف ہوتا جس طرف بھی سواری کا رُخ ہوتا، اسی طرف حضورؐ منہ کرکے نماز پڑھ لیتے۔

نماز کے ابتدائی اور آخری اوقات

(۱۵۶) نماز کے اوقات حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس جبریل امین تشریف لائے۔ اور حضورؐ نے ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ جبریلؑ تمہیں نماز کے اوقات بتانے آئے ہیں جبریلؑ نے صبح کی نماز صبح صادق کے فوراً بعد پڑھی، اور سورج کے زوال کے ساتھ ہی ظہر کی نماز پڑھی، اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جبکہ ہر چیز کے طول کے برابر اس کا سایہ پڑنے لگا۔ اسی طرح مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی پڑھ لی۔ اور جوں ہی افق کے چہرہ سے سُرخی زائل ہوئی تو آپ نے عشا کی نماز پڑھی۔

دوسرے دن آپ نے صبح کی نماز روشنی پھیل جانے کے بعد پڑھی، اور ظہر کی نماز پہلے دن کی عصر کے وقت پڑھی۔ اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے اصل طول سے دوگنا ہوا۔ البتہ مغرب کی نماز (اس دن بھی) سورج غروب ہونے کے بعد ہی پڑھ لی عشاء کی نماز رات کے پہلے حصہ کے ختم ہونے کے بعد پڑھی۔

اس طرح نماز پڑھنے کے بعد فرمایا۔ نمازوں کا اصل اور صحیح وقت آج اور کل کے اوقات کے مابین ہے۔

موسم کی تبدیلی کے ساتھ ظہر کی نماز کا وقت بھی بدل جاتا ہے

(۱۵۷) گرمی میں ظہر کی نماز دیر سے اور سردی میں پہلے پڑھنے کا بیان۔ حضرت انس رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈی کرکے پڑھتے (یعنی تیز دھوپ کا وقت گذار دینے کے بعد) اور سردیوں میں گرمیوں کی نسبت سے ذرا پہلے پڑھتے۔

(باقی آئندہ)

مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ہے جس کی شرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو صرف رسالہ پیشوا کیلئے مخصوص ہے)

(ترجمہ جناب مولانا عبد الفتاح صاحب فنشلی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

مقالہ (۱۴)

اہل ہوا واصلان حق ہونیکا دعویٰ نہ کریں

اے اہل ہوا واصلان حق کے حال کا دعویٰ نہ کرو۔ تم میں اور ان میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ کیونکہ تم نفس اور اس کی پسند کی ہوئی چیزوں کی پرستش و بندگی کرتے ہو اور وہ خدا کے بندے ہیں اور خدا ہی کی بندگی کرتے ہیں۔ تمہاری میل و خواہش دنیا کی طرف ہے کہ اس کے مال و جاہ کو حاصل کرو اور ان کی میل و خواہش آخرت کی طرف ہے کہ وہاں کے اجر و ثواب و نعمتوں کو حاصل کریں۔ تم اس دنیا کی صورت دیکھتے ہو اور وہ رب پروردگار ارض و سما کو دیکھتے ہیں۔

"دنیا" نام ہے مابین ارض و سما کا وہ لوگ پروردگار ارض و سما کی صنعت کی نشانیاں دیکھ کر اس کے وجود ذات و صفات کا پتہ لگاتے ہیں۔ اور اس کے اندر انوار حق کے آثار کا مشاہدہ کرتے ہیں

تم کو خلق سے آرام ملتا ہے اور ان لوگوں کو حق سے آرام ملتا ہے۔ تمہارا دل عالم سفلی اور زمین والوں میں اٹکا ہوا ہے۔ اور ان لوگوں کا دل پروردگار کے عرش میں لگا ہوا ہے۔

عرش کی طرف اضافت تعظیم کے لئے ہے۔ بوقت تعلق قلب کے شہود سے کہ وہ کبریائے الٰہی کی بلندی کی طرف ایک انجذاب و کشش رکھتا ہے اور درحقیقت یہ باطنی سمت بندہ کے لئے ہے نہ کہ وجود پروردگار کے لئے۔ صفت شاہد ہے نہ کہ مشہود۔ ابیات

روئے تو دیدہ ام بگلستاں درآمدم زلف تو یافتم بشبستاں درآمدم

یاد در تو کردم و بر آسماں شدم در کوئے تو بملک سلیماں درآمدم

تمہارے دل کو وہ لوگ لے جاتے و شکار کرتے ہیں جن کو تم عالم ظاہر میں دیکھتے ہو۔ بلکہ یہ لوگ خالق اشیاء کو چشم بصیرت سے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے چشم سر سے دیکھا نہیں جاسکتا۔ اس قوم کے لوگ دنیا و آخرت میں ماسوائے حق کی گرفتاری سے نجات حاصل کرکے فتح پا چکے ہیں اور تم تو دنیا کی خواہشوں کے ہاتھ میں زرہن (گرو) ہوگئے ہو۔ اور ان چیزوں میں بند ہو جن کو دنیا سے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ یا دوست رکھتے ہو۔ پس وہ لوگ مخلوق سے اور اپنی خواہش نفس و آرزو سے فانی ہوگئے ہیں۔

بے فنائے خود میسر نیست دیدار ترا
بندہ دشمن خویشتن را او دل خریدار ترا

اور قرب الٰہی کے بالاترین درجہ پر پہنچے ہیں۔ جس سے اونچا کوئی دوسرا درجہ نہیں۔ اور تمام مدارج علیہ کی نہایت یہیں پر ختم ہوتی ہے۔ پھر وہ لوگ تو اس مقام کی نہایت بلندی پر کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری احکام اور اس کی ذات و صفات کی دل و زبان سے حمد و ثنا کرنے کا مقام ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ — یہ خدا کا فضل و کرم اور اس کی بخشش ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

پس ان لوگوں نے طاعت و حمد و ثنا کو اپنے اوپر لازم کر لیا اور ہمیشہ اسی کام میں مصروف رہتے۔ بغیر رنج و مشقت۔ محض خدا کی توفیق اور اس کے آسان کرنے سے۔ پس طاعت ان کے لئے بجائے جان و غذا کے ہوگئی۔ اور جبکہ طاعت و ذکر خدا ان کی روح و غذا ہے تو دنیا ان کے حق میں نعمت و سرور اور بمنزلہ بہشت کے ہوگئی۔ لہٰذا وہ دنیا و آخرت دونوں جگہ بہشت ہی میں ہیں۔

گویا فرمودہ خدا تعالیٰ خالدین فیہا بوں بھی منطبق ہے کیونکہ وہ لوگ کسی چیز کو دیکھنے سے پہلے اُس کے پیدا کرنے والے اور ظاہر کرنے والے کے فعل کو مشاہدہ کر چکے ہوتے ہیں۔

جب قبل دیکھنے اشیا کے اُن کا مشہود حق ہے اور فعل حق اور شہود حق موجب نور و سرور ہے۔ اور ظلمت غم اور بار نفسانی کو اس کے سراپردہ جلال کے گرد مجال راہ نہیں ہے۔ اور سرور و حضور بہشت کے نشان ہیں۔ پس وہ لوگ فی الحقیقت بہشت میں رہتے ہیں اور حق کا دیکھنا قبل دیکھنے اشیاء کے شہود کی ایک قسم ہے کہ مارأیت شیئا الا رأیت اللہ قبلہ

اور پھر ما رایت شیئاً الا رایت اللہ فیہ ہے
ایک بعد ۂ اور دوسرا معہ پہلا اتم و اکمل ہے کیونکہ
وجوب و قدم کا نور اس میں زیادہ ابہر ہے بہ نسبت آیات امکانی
کے۔ اور حال مجذوبین۔ مجذوبوں اور سابقون کا ہے
اور قول جناب سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ان
اللہ معنا اسی شہود کی طرف اشارہ ہے۔ بخلاف قول
جناب موسیٰ علیہ السلام کے اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ ۔۔۔

پس اس قوم سے زمین و آسمان قائم ہے اور مُردوں اور زندوں کو اپنی جگہ قرار ہے۔

کیونکہ مردوں اور زندوں کا قرار زمین کے ثبات پر منحصر ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مومن و کافر عاصی و مطیع مراد ہوں۔ واللہ اعلم۔

کیونکہ ان کے بادشاہ اور ان کے مالک نے ان کو زمین کے لئے (جو بچھائی گئی ہے) میخیں بنائی ہیں۔ پس ان میں کا ہر ایک فرد گویا ایک پہاڑ ہے کہ جو اپنی جگہ پر قائم ہے۔

پس تم ہٹ جاؤ ان کے راستے سے اور ان کے حال کا دعویٰ مت کرو۔ بھیڑ مت کرو۔ جگہ تنگ نہ کرو یعنی مت گھسو اور ان لوگوں کی برابری مت کرو جن کو ان کے باپ و بیٹے طلب حق۔ سلوک طریق۔ وصول شہود حق کے قصد سے باز نہ رکھ سکے اور مفید نہ کر سکے

یعنی کوئی چیز اور کوئی شخص خصوصاً باپ و بیٹے کہ سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہیں۔ ان کا کہنا سننا ان لوگوں کو جو امر الٰہی کے امتثال میں منہمک تھے روک نہ سکا۔ مثلاً صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

(رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے احوال سے بھی ظاہر ہے۔

پس وہ لوگ بہترین اشخاص ہیں۔ ان لوگوں میں جن کو میرے رب نے پیدا کیا اور زمین کے مختلف مقامات پر پھیلا رکھا ہے۔

بہترین سے مراد انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم کے ماسوا ہیں۔ اگر قوم سے رجال کا ذکر کیا گیا) مراد اتقیا اور اولیائے امت ہیں تو اولےٰ ہے۔ ورنہ یوں تو اس عنوان میں بتفاوت مراتب بھی داخل ہیں۔ اور میرے رب، میں ضمیر واحد متکلم کا لانا حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا جناب ربوبیت میں مخصوص مقام ہونے کی طرف رمز ہے۔ جیسا کہ کسی جلیل القدر بادشاہ کا وزیر جو انتظام امور ملکی کا کفیل و وکیل ہے اور بادشاہ کی نزدیکی پر ممتاز ہے۔ وہ اپنی گفتگو میں یہ کہتا ہے کہ "میرا بادشاہ یوں فرماتا ہے اور میرے سلطان نے یوں حکم دیا وغیرہ"۔ اور یہ بھی یہی بات کہ یہ کلمہ ضمیر متکلم کا جناب شیخ رضی اللہ عنہ کی نیابت و سفارت پر دلالت کرتا ہے۔ جو آپ کو حضور میں سید رسل و خلاصۂ موجودات کے حاصل ہے۔ مشائخ وقت نے آپکی باتوں کو "رسول اللہ صلعم کی زبان" اور آپکو "نائب رسول اللہ" اور "وارث" کے القاب سے خطاب کیا ہے۔ ابیات

اے رفتہ قدم بر قدم شاہ رسل ۔۔۔ در پیروی او شدہ ہادی سبل
قد ذرت من الفضل بما انت اتات ۔۔۔ من ذلک نفھم وجاوت زانکل

فعلیھم سلام اللہ وتحیاتہ وبرکاتہ ما دامت الارض والسمٰوات
جب تک کہ زمین و آسمان و مافیہا باقی ہیں تقدیر الٰہی آپ کے وجود میں برکت شامل رکھے۔

(رباقی آئندہ)

ابن ماجہ شریف کامل اردو

(ترجمہ حضرت مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

حضرت عمارؓ بن یاسر کی فضیلت

(۱۱۷) حضرت علیؓ ابن ابی طالب روایت فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ حضرت عمارؓ بن یاسر آئے اور اندر آنے کا اذن مانگا حضورؐ نے فرمایا۔ پاک، صاف شخص کو شوق سے اندر آنے دو۔

حضرت ہانی ابن ہانی فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمارؓ حضرت علیؓ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا۔ پاک، صاف شخص کو آنا مبارک ہو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ عمارؓ کا سارا جسم ایمان کے نور سے روشن ہے۔

(۱۱۸) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمارؓ کی حالت یہ ہے کہ اس پر جو دو باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں سے وہ ہمیشہ بہتر کا انتخاب کرتے ہیں۔

سلمانؓ، ابی ذرؓ اور مقدادؓ کی فضیلت

(۱۱۹) ابن بریدہ رضؓ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں چار اشخاص سے محبت کروں۔ پوچھا گیا حضورؐ وہ کون ہیں؟ فرمایا علیؓ ان میں سے ہیں۔ اور اسے تین بار دہرایا اور ابوذر اور سلمان اور مقداد۔

(۱۲۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام سات اشخاص نے ظاہر کیا، رسول اللہؐ، ابوبکر رضؓ عمارؓ ان کی ماں، صہیب، بلال اور مقداد۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے آپ کے چچا ابی طالب کی وجہ سے محفوظ رکھا۔ اور باقی تمام کو مشرکین نے پکڑ لیا اور ان کو لوہے کے کرتے پہنائے اور دھوپ میں پگھلایا۔ ان میں سے تمام نے مشرکین کا کہا بظاہر مان لیا، مگر بلالؓ نے نہیں مانا۔ کیونکہ انہوں نے کلمہ کو کہنے کی بجائے قتل ہونے کو ترجیح دی۔ قوم نے انہیں پکڑ لیا اور لونڈوں کے سپرد کر دیا۔ یہ لونڈے انہیں مکہ کی گلیوں میں لئے پھرے اور وہ "اللہ ایک ہے۔ اللہ ایک ہے" کی صدا بلند کرتے رہے۔

(۱۲۱) حضرت انس رضؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میری طرح اللہ کے راستہ میں کسی کو ایذا نہیں دی گئی۔ اور میری طرح اللہ کے راستہ میں کسی کو ذلیل نہیں کیا گیا۔ مجھ پر ایسی تین راتیں آئیں کہ میرے لئے اور بلالؓ کے لئے سوائے اس کھانے کے جسے بلالؓ اپنی بغل میں چھپا کر لاتے اور کوئی چیز کھانے کو نہ تھی۔

حضرت بلال رضؓ کی فضیلت

(۱۲۲) حضرت سالم فرماتے ہیں کہ ایک شاعر نے بلال بن عبداللہ کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بہتر بلال ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلالؓ سب سے بہتر ہیں۔

حضرت خبابؓ کی فضیلت

(۱۲۳) ابی لیلیٰ کندی فرماتے ہیں کہ خباب رضؓ حضرت عمر رضؓ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا قریب ہو کہ عمار کے بعد تم ہی اس جگہ کے مستحق ہو۔ اس پر حضرت خباب نے اپنے جسم کے وہ مقام دکھائے، جہاں کفار نے انہیں زخم پہنچائے تھے۔

(۱۲۴) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سب سے رحم دل ابوبکرؓ ہیں۔ اور دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں۔ اور سب سے زیادہ حیا والے عثمان رضؓ ہیں۔ اور سب سے زیادہ منصف علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ اور سب سے بہتر قاری ابی بن کعب ہیں۔ اور سب سے بہتر حلال اور حرام کو جاننے والے معاذؓ بن جبل ہیں اور سب سے زیادہ فرائض کے پہچاننے والے زیدؓ بن ثابت ہیں۔ خبردار ہر امت کا کوئی نہ کوئی امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہؓ بن الجراح ہیں۔

حضرت ابوذرؓ کی فضیلت

(۱۲۵) حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اس دنیا میں ابوذرؓ سے زیادہ سچا اور کوئی نہیں۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی فضیلت

(۱۲۶) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ریشم کا ایک ٹکڑا ہدیہ کے طور پر دیا گیا۔ صحابہ اس ٹکڑے کو دیکھنے لگے۔ حضور نے فرمایا کیا تمہیں یہ ٹکڑا بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ حضور نے فرمایا۔ خدا کی قسم سعد بن معاذ جس جنت میں ہے وہ اس سے بہتر ہے۔

(۱۲۷) حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش سعد بن معاذ رض کی موت پر جھوم اٹھا۔

جریرؓ بن عبد اللہ کی فضیلت

(۱۲۸) جریر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میری درخواست کو رد نہیں کیا۔ اور جب کبھی میں نے حضور کو دیکھا حضور میری طرف مسکراتے ہوئے دیکھنے پائے گئے۔ میں نے آپ سے شکایت کی کہ میرے خیالات قائم نہیں ہیں۔ حضورؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔ اے اللہ اسے قائم رکھ اور اسے ہادی اور مہدی بنا۔

بدری صحابہ کی فضیلت

(۱۲۹) حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل یا کوئی اور فرشتہ آیا اور پوچھا تم لوگ بدری صحابہ کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا۔ ہم میں کے بہتر آدمی۔ فرشتہ نے کہا۔ اس طرح ہم سے جو فرشتے بدر میں شریک ہوئے وہ ہم سب میں سے بہتر ہیں۔

(۱۳۰) حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو بُرا بھلا مت کہو۔ خدا کی قسم اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو تب بھی وہ ان کے پایہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

(۱۳۱) نسیرؓ بن ذعلوق فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رض فرمایا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بُرا بھلا مت کہو کہ ان کی ایک ساعت کی عبادت تمہاری تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔

انصار کی فضیلت

(۱۳۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو انصار کو دوست رکھتا ہے، اُسے اللہ دوست رکھتا ہے۔ اور جو انصار سے بغض رکھے، اس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

مطبوعات پیشوا دہلی

پیشوا کی یہ مطبوعات جن کا تذکرہ شذرات میں صفحہ ۱۵ پر ہے۔ صرف ان ہی کتابوں پر ان حضرات کو کمیشن دیا جائیگا، جو دس اور پچیس روپے قرض حسنہ میں بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔

مدت میعاد کے بعد روپیہ واپس کر دیا جائیگا۔

مندرجہ ذیل کتابوں کے علاوہ کسی اور کتاب میں قرض حسنہ دینے والے کمیشن کے مستحق نہ ہونگے۔

(۱) بخاری شریف عمر رف کاغذ چکنا ۱۲ر
(۲) مسلم شریف ۱۲ چکنا کاغذ (۳) مشکوٰۃ شریف سے ر
(۴) ترمذی شریف مترجم مع شرح چکنا کاغذ
(۵) انتخاب صحاح ستہ ۲ر چکنا کاغذ ۱۲ر
(۶) کلید قرآن ۲ر (۷) معلومات قرآن ۱۲ر
(۸) قرآن معجز نما کتاب ۶ر (۹) تفسیر سورہ یٰسین ۸ر
(۱۰) معلومات نماز ۸ر (۱۱) ضروریات دین ۸ر
(۱۲) فن خطابت ۶ر (۱۳) اسکول ماسٹر ۱۲ر
(۱۴) اعمال تسخیر القلوب ۶ر (۱۵) آفتاب رسالت ۱۲ر
(۱۶) خلفائے راشدین ۱۲ر چکنا کاغذ ۱۲ر
(۱۷) سیدہ کا لال ۱۲ر (۱۸) کربلائے بعد ۱۲ر
(۱۹) اسلام کے سورما سپاہی ۸ر
(۲۰) شرح رباعیات ۱۲ر (۲۱) بچی کی استانی ۸ر
(۲۲) گھر والی کی زینت ۸ر تفسیر سورہ یٰسین ۸ر
(۲۳) تعلیم خانہ داری ۱۲ر (۲۴) دہلی کا باورچی خانہ عمر
(۲۵) درس معاشرت ۸ر (۲۶) رنج و راحت ۸ر
(۲۷) حضرت علیؓ کی شہادت ۱۲ر
(۲۸) فردوس آسیہ ۱۲ر (۲۹) معلم عربی ۸ر
(۳۰) اسلامی دسترخوان ۸ر (۳۱) محبت کے پیام ۸ر
(۳۲) روحانی فالنامہ ۶ر (۳۳) برتھ کنٹرول عمر
(۳۴) مصری افسانے ۸ر (۳۵) دوشیزہ ۱۲ر
(۳۶) فسانہ سعید ۸ر
(۳۷) سیرۃ نعمان ۱۲ر
(۳۸) مجالس حسنہ ۱۲ر
(۳۹) جہان آرا ۸ر

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں۔ اگر آپ اس سے واقف ہو جاتیں تو پھر تمہارے نفس سے آپ کی ہر دعا مقبول ہے۔ اگر آپ بے اولاد ہوں گے تو صاحب اولاد ہو جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہوں گے۔ بیماریوں کو مدتوں طبیبوں نے لاعلاج کہدیا ہے تندرست ہوں گے۔ پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے غرضکہ آپ ہر مقصد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں۔ کیونکہ اس میں ماثور دعائیں سوا قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں ہیں قیمت ۸ر

کلید قرآن

سے بیٹی کی برسوں کی محنت کے بعد کام میں نہ پڑھ سکے ان کو کلید قرآن پڑھئے۔ وہ قرآن مجید نہ اور نہ ترجمہ جانتے تھے پڑھتے اپنے چھپنے میں قرآن مجید کی نعمت سے محروم رہے۔ ان کو اس قرآن پڑھا گئے ۔ میں کلام اللہ پڑھ ۔۔۔ گا کلید قرآن دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینہ میں قرآن پڑھنا آ جاتا ہے۔ آپ بھی منگا کر تجربہ کیجئے۔ قیمت ۲ر ایک روپے کے دس۔

قرآن ایک معجز نما کتاب ہے

حقائق و معارف، فصاحت و بلاغت قرآن پاک پر اردو میں نئی اور سب سے آخری کتاب ہے جو حضرۃ علامہ ابو البصیر حکیم آزاد عینتقی کے ۲۰ سالہ مطالعۂ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن شریف کے متعلق غیر مسلم پیشواؤں کے تبصرے سرداران کفار قریش کے منہ سے کلام الٰہی کا اس کو سنکر مسلمان ہونا۔ قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجزنما ہونے پر حکمۃ آلارا دلائل اشاعت قرآن حکیم کی تاریخ ہے یہ کتاب تبلیغ اسلام کے لئے بہترین ہے۔ سفید چکنا کاغذ قیمت ۶ر علاوہ محصول۔

قرآن مجید کی مکمل ڈکشنری

"مصباح الفرقان" اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے تمام لفظوں کو بہت ہی سہل ترتیب کے ساتھ اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے خانہ میں لفظ دوسرے میں معنی تیسرے میں لفظوں سے متعلق ضروری تشریح اسی کے ساتھ بعض دوسری اہم اور مفید باتیں درج کی گئی ہیں مثلاً انبیاء کرام کے نام جہاں جہاں آئے ہیں ان کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ایسی لغت ہے کہ بعد قرآن کی تشریح و ترجمہ کے سلسلہ میں اردو زبان میں اب تک ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ کتابت وطباعت اعلیٰ بیشمار قیمت عمر علاوہ محصول۔

یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھنے کا وہ مقبول اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے اور جو مدرس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں۔ یہ بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس میں سب سے بڑھکر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے، زیر، زبر، پیش اور حروفات وغیرہ کے پہچان لینے کے بعد مرکبات کو بتانے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف ۶ مہینے میں بچہ استاد کی مدد کے بغیر قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے قیمت ۲ر

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے مورث اعلیٰ حضرت علامہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی عرق ریزی کا شاندار کارنامہ۔ وہ ایسی تفسیر جس کو ہر دور کے مفسرین نے اپنی شمع راہ بنایا ہے اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی۔ اس کے قدردان اب بھی اسی کو ڈھونڈتے ہیں۔ لاکھوں چھپتی ہے اور ہدیہ ہو جاتی ہے اتنی سستی پورے قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر نہیں۔ پیشوا سے پوری دو جلد مجلد کے ۲۰ صفحے میں قیمت ۸ر

تفسیر حسینی کامل ہر دو جلد

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ کاغذ اعلیٰ۔ پورے کلام اللہ کی پوری مدلل و مشرح تفسیر ہے۔ قرآن فہمی کے لئے اس سے بہتر اور اس سے سستی تفسیر ملنی مشکل ہے پیشوا سے دوگنا سائز ہے جدید مفسرین اس کو سامنے رکھ کر ہی تفسیر لکھتے ہیں۔ بہت ہدیہ ہوتی ہے۔ اگر قرآن شریف پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی یہ تفسیر منگائیے۔ قیمت سات روپے علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ پیشوا۔ اردو بازار۔ جامع مسجد۔ دہلی

اعجاز نما کلام مجید مترجم و مفسر حضرت شیخ العرب والہند

شیخ الہند حضرت علامہ تھانوی کا سہل، سلیس، آسان، عام فہم، تحت اللفظ اور مستند ترجمہ ہے۔ جس کو مروجہ تراجم میں سب سے بہتر ترجمہ علمائے ہند نے تسلیم کر لیا ہے۔

حاشیہ پر دنیائے اسلام کے سب سے بڑے عالم شیخ العرب حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن کا ملخص اور عام فہم ترجمہ ہے۔ حضرت علامہ کی علمی تحقیقات نے اس تفسیر کے ذریعہ قرآن حکیم کو سمجھنے کی ساری مشکلات کو دور کر دیا ہے۔ اور حکمت و معرفت کلام اللہ کی بے شمار راہیں کھول دی ہیں۔ اس تفسیر نے ضخیم سے ضخیم تفاسیر سے مسلمان ہند کو بے نیاز کر دیا ہے۔ اور وہ لوگ جو معمولی اردو پڑھ سکتے ہیں بغیر کسی دقت کے کلام اللہ کو سمجھ سکتے ہیں۔

اعجاز نما کلام اللہ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔ جو اس کو قرآن حکیم کے دوسرے تمام ایڈیشنوں سے ممتاز کرتی ہے۔

(۱) ٹائٹیل تین رنگ کا ہے۔ اور ایک بالکل نیا اور مذہبی خیال پیش کیا گیا ہے۔

(۲) بے مثل اور اہم معلومات سے لبریز مقدمۃ القرآن ہے جو پچاس سالہ مطالعہ اور تحقیق قرآنی کا شاہکار ہے۔

(۳) ترجمہ شیخ الہند حضرت علامہ تھانوی کا ہے۔ جس سے بہتر ترجمہ اس وقت تک ہندوستان میں نہیں ہے۔

(۴) حاشیہ پر شیخ العرب حضرت علامہ فرید وجدی کی سب سے جدید، سب سے بہتر، سب سے مستند تفسیر بیان القرآن ہے۔

(۵) متن اور حاشیہ نہایت خوش خط قلم اور موزوں ہے۔

(۶) اکیاون عالموں، حافظوں، قاریوں نے صحت کی ہے۔ جن کی مہریں کلام اللہ کے آخر میں ثبت ہیں۔

(۷) ملک کے مشاہیر، علما، مشائخ، عمائد اور ایڈیٹران اخبارات نے اعجاز نما کلام اللہ کے اس ایڈیشن کو بے حد پسند کیا ہے۔

(۸) ہدیہ بہت ارزاں ہے۔ تاکہ غریب مسلمانوں تک یہ کلام اللہ پہنچ سکے۔ اور وہ مطالعہ سے کلام الٰہی کو سمجھ سکیں۔ سائز ۲۲×۲۹ ضخامت ... صفحات ... بلا جلد ... مجلد ... سفید ناروے کا کاغذ ... مجلد چرمی کامل نقرئی کار ... اعلیٰ ایڈیشن مجلد مزین نقرئی کار ... مجلد قسم خاص ... محصول ڈاک ...

مختصر فہرست مضامین مقدمۃ القرآن اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا - اردو بازار جامع مسجد - دہلی

سورۂ یونس کے اعمال
سورۂ فرقان کے اعمال
سورۂ شعراء کے اعمال
سورۂ نمل کے اعمال
سورۂ قصص کے اعمال
سورۂ عنکبوت کے اعمال
سورۂ روم کے اعمال
سورۂ لقمان کے اعمال
سورۂ الم سجدہ کے اعمال
سورۂ احزاب کے اعمال
سورۂ سبا کے اعمال
سورۂ فاطر کے اعمال
سورۂ یٰسین کے اعمال
سورۂ صافات کے اعمال
سورۂ ص کے اعمال
سورۂ زمر کے اعمال
سورۂ مومن کے اعمال
سورۂ حم سجدہ کے اعمال
سورۂ شوریٰ کے اعمال
سورۂ زخرف کے اعمال
سورۂ دخان کے اعمال
سورۂ جاثیہ کے اعمال
سورۂ احقاف کے اعمال
سورۂ محمد کے اعمال
سورۂ فتح کے اعمال
سورۂ حجرات کے اعمال
سورۂ ق کے اعمال
سورۂ ذاریات کے اعمال
سورۂ طور کے اعمال
سورۂ نجم کے اعمال
سورۂ قمر کے اعمال
سورۂ رحمٰن کے اعمال
سورۂ واقعہ کے اعمال
سورۂ حدید کے اعمال
سورۂ مجادلہ کے اعمال
سورۂ حشر کے اعمال
سورۂ ممتحنہ کے اعمال
سورۂ صف کے اعمال
سورۂ جمعہ کے اعمال

سورۂ منافقون کے اعمال
سورۂ تغابن کے اعمال
سورۂ طلاق کے اعمال
سورۂ تحریم کے اعمال
سورۂ تبارک الذی کے اعمال
سورۂ قلم کے اعمال
سورۂ الحاقہ کے اعمال
سورۂ معارج کے اعمال
سورۂ نوح کے اعمال
سورۂ جن کے اعمال
سورۂ مزمل کے اعمال
سورۂ مدثر کے اعمال
سورۂ قیامت کے اعمال
سورۂ دہر کے اعمال
سورۂ مرسلات کے اعمال
سورۂ عم یتساءلون کے اعمال
سورۂ نازعات کے اعمال
سورۂ عبس کے اعمال
سورۂ تکویر کے اعمال
سورۂ انفطار کے اعمال
سورۂ تطفیف کے اعمال
سورۂ انشقاق کے اعمال
سورۂ بروج کے اعمال
سورۂ طارق کے اعمال
سورۂ اعلیٰ کے اعمال
سورۂ غاشیہ کے اعمال
سورۂ فجر کے اعمال
سورۂ [illegible] کے اعمال
سورۂ شمس کے اعمال
سورۂ لیل کے اعمال
سورۂ والضحیٰ کے اعمال
سورۂ انشراح کے اعمال
سورۂ تین کے اعمال
سورۂ علق کے اعمال
سورۂ قدر کے اعمال
سورۂ بینہ کے اعمال
سورۂ زلزال کے اعمال
سورۂ عادیات کے اعمال
سورۂ قارعہ کے اعمال

سورۂ تکاثر کے اعمال
سورۂ العصر کے اعمال
سورۂ ہمزہ کے اعمال
سورۂ فیل کے اعمال
سورۂ قریش کے اعمال
سورۂ ماعون کے اعمال
سورۂ کوثر کے اعمال
سورۂ کافرون کے اعمال
سورۂ نصر کے اعمال
سورۂ لہب کے اعمال
سورۂ اخلاص کے اعمال
سورۂ فلق کے اعمال
سورۂ ناس کے اعمال

مضامین قرآن مجید کی مکمل فہرست

حصہ اول عقائد

باب۱۔ اللہ جل شانہ کی ذات و صفات
باب۲۔ علم
باب۳۔ قدرت اور ملک اور ملک
باب۴۔ مدبریت و رزاقیت
باب ۵۔ حلم
باب ۶۔ خالقیت
باب ۷۔ عفو و مغفرت
باب ۸۔ رأفت و رحمت
باب ۹ قدردانی و عدل
باب ۱۰۔ غنا
باب ۱۱۔ مسئلہ تقدیر
باب ۱۲۔ خدا کی ہستی اور اس کی وحدانیت کے دلائل
باب۱۳۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں
باب۱۴۔ بندوں کی جانچ اور ان کو نصیحت
باب۱۵۔ احسانات الٰہی

حصہ دوم

آنحضرت اور آپ کے معاصرین
باب۱۔ آپ کا خلق
حیا۔ توکل
باب۲۔ آپ کو [illegible]
باب۳۔ خداوند تعالیٰ نے جس کو مخاطب کر کے جو ارشاد فرمایا
باب۴۔ آپ کا اشکبار ہونا
باب۵۔ کفار کی ایذا رسانی اور آپ کو تکلیف دی جاتی
باب۶۔ آپ کا اور آپ کے اصحاب کو مخالف پر فتح ہونا
باب۷۔ معاندین اسلام کی شکست اور حبش و مصر کی
باب۸۔ آپ کے ذکر ات اور اس پر برہان الٰہی
باب۹۔ اہل کتاب اور مشرکین کا آپ کو صادق جاننا
باب۱۰۔ اہل کتاب وغیرہ کا طمع دنیا سے دین کو چھوڑنا
باب۱۱۔ مخالفین کے عقائد باطلہ و خصائل رذیلہ کا ذکر
باب۱۲۔ صحابہ کی دین داری کا [illegible] ان کی مدح
باب۱۳۔ مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جواب
باب۱۴۔ اسلام کی حقیقت اور آپ کی نبوت کے دلائل اور کتب سابق کی پیشین گوئیاں
باب۱۵۔ قرآن مجید کے نزول کے حالات و اوصاف
باب۱۶۔ قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کے دلائل
باب۱۷۔ قرآن مجید کی پیشین گوئیاں
باب۱۸۔ آپ کے زمانہ کے غزوات
باب ۱۹۔ ازواج مطہرات کی [illegible] اور ان کے خاص آداب

حصہ سوم

باب (۱) اوامر
باب (۲) نواہی
باب (۳) حقوق العباد
باب (۴) اخلاق و حسن معاملہ
باب۵۔ حقوق زوجین و حسن معاشرت
باب۶۔ عورتوں، غلاموں، ضعیفوں، یتیموں، مسکینوں وغیرہ کی اعانت
باب ۷۔ رسول کا ادب
باب۸۔ آداب مجلس و ملاقات
باب۹۔ انتظام ملکی و سیاست
باب۱۰۔ اہل کتاب کی معاہدہ خاص رعایتیں
باب۱۱۔ کلمات نفاق و اہل نفاق اور دنیا سے بے رغبتی اور گزشتہ [illegible] کے حال سے عبرت
باب۱۲۔ کفار کو نرمی اور حکمت کے ساتھ نصیحت کرنا
باب۱۳۔ وصیت
باب۱۴۔ مومنوں کی مدح اور خصلتیں اور ان کا فلاح یافتہ ہونا
باب۱۵۔ مسائل صلوٰۃ و طہارت و تیمم وغیرہ
باب۱۶۔ مسائل صیام و اعتکاف و مسائل لیلۃ القدر
باب۱۷۔ مسائل زکوٰۃ و صدقات و بیان مصارف
باب۱۸۔ مسائل حج و خانہ کعبہ و شہر کعبہ
باب ۱۹۔ نذر
باب۲۰۔ کافروں کے ساتھ موالات و اتحاد
باب۲۱۔ مسائل جہاد و احکام اموال غنیمت و فی و اسیر
باب۲۲۔ بیع و تجارت و کسب
باب۲۳۔ نکاح و طلاق و عدت [illegible]
باب۲۴۔ حلال و حرام از قسم ماکولات و مشروب
باب (۲۵) لعان
باب (۲۶) ایلا و ظہار
باب (۲۷) [illegible]
باب (۲۸) [illegible]
باب۲۹۔ قسم اور اس کا کفارہ

حصہ چہارم

باب۱۔ ابلیس کا آدم کو سجدہ نہ کرنا اور حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کا قصہ اور ان کے ساتھ ابلیس کا ماجرا
باب۲۔ ہابیل و قابیل
باب۳۔ حضرت ابراہیمؑ
باب۴۔ حضرت اسمٰعیلؑ
باب۵۔ ہابیل و قابیل
باب۶۔ حضرت لوطؑ
باب۷۔ حضرت اسحٰقؑ
باب۸۔ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائی
باب۹۔ حضرت ہودؑ اور قوم عاد
باب۱۰۔ حضرت صالحؑ اور قوم ثمود
باب۱۱۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ
باب۱۲۔ حضرت موسیٰؑ اور خضر، ہارون اور فرعون اور قارون اور بنی اسرائیل
باب ۱۴۔ حضرت یونسؑ
باب ۱۵۔ حضرت ادریسؑ
باب ۱۶۔ قارون
باب ۱۷۔ حضرت ایوبؑ
باب ۱۸۔ حضرت زکریاؑ اور یحییٰؑ
باب ۱۹۔ حضرت الیسعؑ
باب ۲۰۔ حضرت ذوالکفل
باب ۲۱۔ حضرت عزیرؑ
باب ۲۲۔ حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ
باب ۲۳۔ حضرت ذوالقرنین
باب ۲۴۔ حضرت لقمان
باب ۲۵۔ اصحاب اخدود
باب ۲۶۔ ہاروت و ماروت
باب ۲۷۔ حبیب نجار یعنی اہل انطاکیہ
باب ۲۸۔ قوم سبا

اعجاز نما قرآن مجید پر علما، مشائخ، لیڈر اور ایڈیٹران کرام کی رائیں

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی رائے

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں لکھنؤ چلا گیا تھا۔ اس وجہ سے آپ کا مرسلہ ترجمہ نہ دیکھ سکا ابھی صرف ابتدائی دو صفحے دیکھ سکا ہوں۔ مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے۔ ان دو صفحوں میں ان کے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے میں اس کلام الٰہی کے حواشی کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی رائے

جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی نے اعجاز نما قرآن مجید نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس کو میں نے غرہ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ کی شام کو چاند دیکھنے کے بعد اول سے آخر تک سرسری نظر سے دیکھا۔ اس قرآن مجید کے ۸۰۰ صفحے (علاوہ مقدمۃ الاقرآن کے) ہیں۔ کاغذ سفید اور نفیس ہے، خط بہت عمدہ ہے۔ صحت کا اہتمام بھی بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اکیاون (۵۱) قاریوں اور حافظوں اور مولویوں کے نام آخر میں درج ہیں اور یہ لکھا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اس قرآن مجید کی صحت میں حصہ لیا ہے۔ سرورق بہت خوب صورت ہے جس میں مذہبی تعمیر اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔ اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان ... اور ترجمہ حاشیہ پر ہے۔ ایک سو ستر صفحات پر علامہ آغا رفیق صاحب ... اردو زبان میں ہے جو اس زمانہ میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے، کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

میں نے حروف مقطعات قرآن کو تمام و کمال پڑھا اور چند اور بھی مضامین دیکھے اور پسند کئے۔

قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت معقول طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر وہ اس پر توجہ کریں۔ قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے اس معاملہ میں لوگوں نے کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔ بہر حال یہ مقدمہ اپنے عنوان میں مفید مجموعہ ہے جو تبلیغ و تعلیم مضامین قرآن مجید کے لئے یقیناً ایک بیش قیمت چیز مانا گیا ہے۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں، اور ان کی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

خدا کرے مسلمانان ہندوستان بقائی صاحب کی اس خدمت اسلام کی قدر کریں اور آغا رفیق صاحب کی یہ خدمت ...

قرآن مجید کا حق ادا کر سکیں۔ مصارف و محنت کے اعتبار سے یہ ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین دہلی ارشاد فرماتے ہیں

جناب محترم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا دہلی نے پچھلے دنوں مکتبۂ پیشوا سے اعجاز نما قرآن شریف شائع کر کے مسلمانوں کے نادار اور غریب طبقہ کی نہایت قابل قدر خدمت انجام دی ہے۔ حافظ صاحب محترم کا سینہ اس جذبہ سے معمور ہے کہ وہ قرآن و سنت کو زیادہ سے زیادہ عام فہم زبان میں کم سے کم ہدیہ کے ساتھ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ کتب صحاح کے تراجم۔ آسان ترجمہ والا قرآن شریف، اعجاز نما قرآن شریف وغیرہ حافظ صاحب کے اس جذبہ پر شاہد عادل ہیں۔

اعجاز نما قرآن شریف کا جو ہدیہ مقرر کیا گیا ہے، اس کے اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ اتنے کم ہدیہ پر اس سے بہتر چیز پیش نہیں کی جا سکتی تھی مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ حافظ صاحب نے اتنا کم ہدیہ کس طرح رکھا ہے حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد صفحات کا مبسوط مقدمہ تفسیر ایسے علمی ہمایا ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔ میں حافظ صاحب کو اس کامیاب سعی تبلیغ پر مبارک باد دیتا ہوں اور مسلمانوں سے پُرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ اس قرآن شریف کے زیادہ سے زیادہ نسخے منگا کر حافظ صاحب کی خدمت کی عملی داد دیں۔

مجاہد غیور حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

جوائنٹ سکریٹری جمعیۃ علماء ہند و سکریٹری آل انڈیا تحفظ مسلمین دہلی تحریر فرماتے ہیں

جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا نے اپنے مشہور مکتبہ سے اعجاز نما قرآن مجید طبع کرایا ہے۔ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور حاشیہ پر مصر کے مشہور مصنف حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر کا اردو ترجمہ ہے ترجمہ جناب مولانا آغا رفیق صاحب نے کیا ہے۔

ترجمہ کے لئے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے اور تفسیر کے لئے علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل اور اس کو عربی سے اردو کے قالب میں لانے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا۔ ترجمہ مستند و قابل اعتبار ہے سید صاحب نے اشاعت کے سلسلے میں قرآن مجید ہر غریب و امیر مسلمان تک پہنچانے کے لئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور دوسری طرف تفسیر چاہتے ہوں لیکن [illegible] سے بھی معذور ہوں۔ وہ ضرور [illegible]

اس اعجاز نما قرآن شریف کو منگائیں۔

سید عزیز حسن صاحب بقائی اس توجہ اور محنت کے لئے قابل مبارکباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو کامیاب فرمائے۔

حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم۔ اے

منشی فاضل، مولوی عالم۔ فاضل ایم۔ اے لیکچرار مشن کالج و ایڈیٹر رسالہ برہان دہلی تحریر فرماتے ہیں

جناب محترم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا نے اسلامی و دینی کتابوں کو اردو کا جامہ پہنا کر کم سے کم قیمت میں شائع کرنے کا جو کامیاب سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ اس میں سب سے نمایاں اور حیرت انگیز تبلیغی کارنامہ اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر کی اشاعت ہے قرآن شریف کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر مزید یہ کہ بین السطور میں حضرت علامہ تھانوی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند و درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ پھر اس پر بھی اکتفا نہیں کی گئی حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے۔ ترجمہ کی درستی، سلاست اور روانی کے لئے جناب مترجم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے، جو متعدد اور مفید مذہبی، تاریخی کتابوں کے مترجم و مصنف کی حیثیت سے ارباب علم و ادب کے حلقہ میں محتاج تعارف نہیں ہیں۔ یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۶۰ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کے لئے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آ گیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے خاصی واقفیت حاصل کر سکتا ہے مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقہ سے سمجھا دیتے ہیں۔ مقدمہ کے اختتام پر قرآن مجید کے مضامین کی ایک مکمل فہرست مع سورتوں اور آیتوں کے حوالے کے دی گئی ہے۔ جو ارباب تالیف و تصنیف اور حضرات علماء و طلبہ کے لئے بہت کارآمد رسالہ ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ ہدیہ ان تمام خوبیوں کے بالمقابل بہت ہی کم۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ محترم حافظ عزیز حسن صاحب کس قدر سرگرمی کے ساتھ اس قرآن شریف کو ایک بار ہر مسلمان تک پہنچا کر تبلیغ کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور اس طرح کے کار خیر کرنے کی بیش از بیش توفیق ارزانی کرے۔ آمین۔ میں تمام مسلمانوں سے عالم ہوں یا غیر عالم، غریب ہوں یا امیر پُرزور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ایڈیشن کا ایک ایک نسخہ ضرور رکھیں۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ بہترین دینی کتابوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ مجھ کو امید قوی ہے کہ مسلمان اس کام کی ہمت افزائی کر کے حافظ صاحب کو زیادہ سے زیادہ تبلیغی خدمت کرنے کا موقع دیں گے۔ والسلام

سعید احمد کان اللہ لہٗ

آل انڈیا مسلم لیگ کے علمبردار اخبار الامان دہلی کی رائے

جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مالک و مدیر رسالہ پیشوا دہلی قابل مبارکباد ہیں کہ ان کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی، اور انہوں نے مسلمانوں کے سامنے قرآن مجید کا ایک ایسا نسخہ زر کثیر صرف کر کے پیش کیا ہے جسے بجا طور پر اعجاز نما قرآن مجید کا اعجاز نما نسخہ کہا جا سکتا ہے یہ قرآن مجید مترجم ہے۔ اس اعجاز نما قرآن مجید کا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ اور زوائد قوسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری تفسیر دے دی گئی ہے۔ جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصرف زر کثیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی اور بے مثل ہے، ہندوستان کے مشہور نساخ جناب حاجی عبدالغنی صاحب خوش نویس زربفت رقم دہلوی خلف الرشید حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی نے اس کی کتابت کی ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے۔ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت ۱۵ جید حافظوں اور عالموں نے کی ہے۔ جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ملک اس نادر نسخہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور ہر مسلمان اس سے مستفیض ہوگا۔

جناب مولانا ابو اللیث صاحب ندوی مدیر اخبار مدینہ لکھتے ہیں

سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا ایک عرصہ سے اسلامی کتب اور ان کے اردو تراجم کی اشاعت کی مفید خدمت انجام دینے میں مصروف ہیں۔ مذکورہ بالا قرآن مجید کی اشاعت ان کی اسی خدمت کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور سلیس ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیری حواشی درج کئے گئے ہیں جن میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے۔ ابتداء میں جناب آغا رفیق صاحب کا ایک طویل مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ اعجاز نما قرآن مجید مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرے گا۔ اور لوگ بقائی صاحب کی کوششوں کی پوری قدر کریں گے۔

ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

پیشوا بک ڈپو دہلی، مذہبی کتابوں کی اشاعت کے باعث مسلمانوں میں بہت زیادہ نیک نام ہے۔ اس نے اعجاز نما قرآن مجید کے نام سے اسی مہینہ ایک مترجم اور مفسر قرآن شریف شائع کیا ہے اور غالباً پیشوا بک ڈپو کا یہ اعجاز ہے کہ اس کی طرف سے اس قدر خوبیوں والا قرآن حکیم شائع کیا گیا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں۔ ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے، ان تمام پر حاوی ہے

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ۱۲۸ صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے۔ اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

جناب مولینا سید عزیز حسن بقائی مالک پیشوا بک ڈپو اس خدمت قرآن پر مبارکباد کے مستحق ہیں ہمیں امید ہے کہ مسلمان اس اعجاز نما قرآن مجید کی قدر کریں گے اور کوئی اسلامی گھرانا ایسے بے شمار خوبیوں والے قرآن مجید سے خالی نہ رہے گا۔

معنوی محاسن کے علاوہ یہ قرآن حکیم بہت سے ظاہری محاسن کا بھی حامل ہے۔ سرورق نہایت خوبصورت رنگین ہے۔ کاغذ سفید ولایتی، کتابت و طباعت بہت عمدہ، اور ضخامت ۸۸۴ مع ۱۲۸ مقدمۃ القرآن صفحات ہے۔ مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود ناشر نے اس کی قیمت لاگت سے آدھی رکھی ہے۔ خود انہیں یہ تین روپے میں پڑتا ہے مگر انہوں نے غریب مسلمانوں کو اس دولت گراں بہا سے مالا مال کرنے کے لئے یہ نقصان اٹھایا ہے۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ وحدت دہلی کی رائے

مکرم و محترم حافظ صاحب قبلہ سلام مسنون

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ اپنے ارادۂ نیک میں کامیاب ہوئے اور بطریق احسن کامیاب ہوئے۔ خداوند کریم اس کا اجر دین و دنیا میں آپ کو ضرور عنایت فرمائیں گے۔ آپ کے مرسلہ قرآن پاک کے نسخہ کو میں نے اپنی تلاوت کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔

حضرت مولینا ڈاکٹر سید محی الدین قادری مدیر اعلیٰ رسالہ

اخبار "صحیفہ" حیدرآباد دکن کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر اسعد ترجمہ از محمد اشرف علی صاحب تھانوی۔ مقدمہ و تفسیر از آغا رفیق صاحب، تفسیر حضرت علامہ فرید وجدی مصری۔ ... صفحات۔ ناشر حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی۔ اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل، مذہب اسلام کی حقیقت، نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات۔ قرآن کے اعمال و وظائف قصص امثال۔ تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دل نشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے، مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ یہ مقدمہ ۱۰۰ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد قرآن مجید مترجم شروع ہوتا ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا ملی کا ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ باوجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

ایڈیٹر صاحب اخبار دین و دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما مترجم قرآن مجید جس کو حافظ عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا نے شائع کیا ہے۔ ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اس قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے، جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے بہایت مکمل کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ اس کلام اللہ کی خصوصیات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) کسی کلام مجید کی سب سے بڑی خصوصیت جو شمار کی جا سکتی ہے، وہ اس کا صحیح ہونا ہے، یہ خوبی اس کلام مجید میں موجود ہے کیونکہ تقریباً ۱۵ حافظوں نے جن کے نام کلام مجید کے خاتمہ اوراق میں درج ہیں۔ اس کلام مجید کی صحت کی ہے۔

(۲) صحت کے بعد خوش نمائی اور اعلیٰ کتابت و طباعت پر نظر جاتی ہے، وہ چیز بھی اس میں موجود ہے۔

(۳) صحت اور خوش نمائی کے بعد ایک کلام مجید کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا ترجمہ عام فہم ہو کہ ہر معمولی اردو داں سمجھ سکے، یہ خصوصیت بھی اس کلام مجید میں نمایاں ہے کیونکہ مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ جو سب سے زیادہ عام فہم ہے۔ اس کلام مجید میں دیا گیا ہے۔

(۴) صحت، خوش نمائی اور ترجمہ کے بعد تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ کلام اللہ حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر سے مزین ہے جس کا اردو ترجمہ مشہور بامحاورہ زبان کے ادیب علامہ آغا رفیق صاحب نے کیا ہے۔

(۵) ان خصوصیات کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن پھر بھی ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں موجود ہے، جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے، اور اس کا کیا اعجاز ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں، اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لانبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے۔ یعنی لمبائی ۱۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷ انچ۔

ہدیہ اس قدر کم رکھا گیا ہے کہ ہم حیران ہیں کہ اس ہدیہ میں اتنا اچھا کلام مجید کیونکر دیا جا سکتا ہے۔

پنجاب کے مشہور قوم پرست اخبار زمزم لاہور کی رائے

سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا۔ قرآن اور حدیث کی علمی خدمت کے سلسلہ میں اس وقت تک بہت سا کام کر چکے ہیں۔ ان کی تازہ ترین کڑی قرآن مجید کا یہ ایڈیشن ہے جس کا متن صحیح مترجم حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ ہے۔ جسے مولانا آغا رفیق بلند شہری نے اردو میں منتقل کیا ہے ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں۔ اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت میں کافی اضافہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمۂ قرآن ہے جو ایک سو ستر صفحے پر پھیلا ہوا ہے، اور جس میں مولانا آغا رفیق بلند شہری نے خدا کی ہستی کے دلائل، قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت، نبوت و وحی کی بحث، مضامین قرآن، تاریخ قرآن، خصوصیات قرآن، قرآن کی سورتوں کے فضائل، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کی صداقت کی دلیلوں اور قرآنی قصوں کو جمع کر دیا ہے۔ یہ مقدمہ فی نفسہ بہت مفید شے ہے۔ اس کے علاوہ مضامین قرآن کی مکمل فہرست ہے جس میں مضامین کے باب باندھ کر ان تمام آیات کے حوالے دے دیئے گئے ہیں۔ جن میں وہ مضامین وارد ہوئے۔ یہ مضامین قرآن کی بصیرت حاصل کرنے کا بہت مفید ذریعہ ہے۔ مثلاً "باب علم" ہے اس میں ان تمام آیتوں کے حوالے ہیں جو علم کے لفظ اور مضمون سے متعلق ہیں۔ اسی طرح صفات و اسمائے الٰہی نبوت اور تعلیمات قرآن کے تمام اجزاء۔

ایڈیٹر صاحب اخبار خلافت بمبئی کی رائے

جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا دہلی، عرصہ سے مفید اور اصلاحی مذہبی اور علمی کتابیں نہایت سستے داموں پر شائع کر رہے ہیں۔ انکی کتابیں اقتصادی اعتبار سے جتنی سستی ہوتی ہیں۔ افادی اور معنوی حیثیت سے اتنی ہی گراں مایہ اور قابل قدر ہوتی ہیں۔

حال میں موصوف نے اعجاز نما قرآن مجید شائع کر کے واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اس کلام پاک کی کتابت جلی حرفوں میں کرائی گئی ہے۔ بوڑھے اور بچے بھی باسانی اس سے مستفید حاصل کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا سلیس عام فہم بامحاورہ ترجمہ بھی بین السطور میں موجود ہے۔

محترم ناشر نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل ترجمہ بھی حاشیہ پر درج کر دیا ہے۔ جس سے اس نسخہ کی افادیت اور بڑھ گئی ہے۔

مذکورہ بالا خصوصیات کے علاوہ ایک اور سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ آغاز میں مقدمۃ القرآن کے عنوان سے ایک بسیط، پرمغز اور عالمانہ دیباچہ بھی درج کیا گیا ہے۔ جو علمی اور کلامی اعتبار سے ایک خاص چیز ہے۔ ہماری رائے میں اس مقدمہ کو اگر خیالات فاسدہ سے قطع نظر کر کے خالی الذہن ہو کر غیر جانبداری اور سنجیدگی کے ساتھ پڑھا جائے تو بہت سی غلط فہمیاں رفع ہو سکتی ہیں۔ قرآن اور دیباچہ قرآن سے متعلق کسی اہم نکتہ اور تشریح کو چھوڑا نہیں گیا ہے اور حتی الامکان مسئلہ کے ہر ہر پہلو پر جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے جس سے مقدمہ کی جامعیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور جلی کتابت خاص طور پر دیدہ زیب ہے۔ اور نقش و نگار میں ایک بالکل نیا خیال پیش کیا ہے۔ ان تمام خصوصیات کے باوجود ہدیہ بہت کم یعنی صرف ۔۔ مجلد کے شاید ہی ہوں۔ جلد بھی نہایت خوب صورت کپڑے کی ہے اور طلائی نقش و نگار ہیں۔ جو لوگ اس قرآن شریف کو اپنے مطالعہ میں رکھیں گے وہ یقیناً اس کی افادیت کے قائل ہوں گے۔

مشہور قوم پرور روزنامہ اخبار قومی گزٹ دہلی لکھتا ہے

عرصے سے ایک ایسے قرآن مجید کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس کا ترجمہ سلیس ہو، تفسیر عام فہم ہو اور جدید کم ہو، جو تفسیر نفسانی آرا و افکار سے پاک ہو، ایک طویل اور مفید اور ضروری مقدمۃ القرآن اور فہرست مضامین قرآن حکیم اپنی جگہ مکمل تاریخ قرآن ہے جو اس سے پہلے اردو میں ناپید تھی۔

ترجمہ حکیم الامت حضرت علامہ اشرف علی تھانوی کا ہے جو فہم قرآن کے لئے موجودہ ترجموں میں سب سے بہتر تسلیم کیا گیا ہے۔

حاشیہ پر دنیائے اسلام کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل ترجمہ چڑھائی گئی ہے۔ حضرت علامہ فرید وجدی زمانہ حال کے مشہور علماء میں سے ہیں جن کی رفعت و عظمت سے دنیائے اسلام بخوبی واقف ہے۔ وہ ایک یگانہ روزگار عربی تصنیف دائرۃ معارف رانسائیکلوپیڈیا کی دس ضخیم جلدوں کے مصنف ہیں، جو علوم و فنون کا ایک نادر مجموعہ ہے اور جس نے عربی زبان کو مغربی زبان کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا ہے۔

حضرت علامہ ممدوح کی یہ تفسیر قرآن مجید کی صحیح تعلیم کا مفہوم معلوم کرنے کے لئے کامل ہے۔ یہ تفسیر پڑھ کر ہر مسلمان قرآن مجید کے احکام کا ماہر بن سکتا ہے اور قرآن حکیم کو اس کی اصلی اسپرٹ میں سمجھ سکتا ہے۔ اس بے مثل قرآن شریف کی لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے۔ اور تیرہ سو سال میں کلام اللہ کا یہ پہلا اڈیشن ہے، جو زمانہ کی ضروریات کے مطابق شائع کیا گیا ہے۔ ضخامت تقریباً ۔۔ صفحے ہے۔ قیمت اتنی خوبیوں پر بہت ہی کم ۔۔

سب سے بڑی تفسیر اور عام فہم ترجمہ اور سب سے بڑا دیباچہ فہم قرآن کے لئے

تقطیع 22×29

اعجاز نما قرآن مجید

ضخامت ۔۔۔ صفحے

میں ہے۔ چند سطریں نمونہ کی موجود ہیں، اس سے ترجمہ کا اندازہ ہو جائیگا اور تفسیر کا بھی۔ ایک صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں

تفسیر بیان القرآن کامل	
الجزو ۲۰ امن سے صادقین تک	أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً
العشرون اور یہاں کی آیات ...	یا وہ ذات جس نے آسمان اور زمین کو بنایا اور اس نے آسمان سے پانی برسایا
ارشاد ہوتا ہے مشرکو! خدا کی صفات پر	فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا
غور کرو ... بتاؤ کہ جن بتوں کو تم ...	پھر اس کے ذریعہ سے ہم نے رونق دار باغ اگائے تم سے تو ممکن نہ تھا کہ ان کے درختوں کو اگا سکو
... بہتر ہیں یا وہ ... جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ...	ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ
... حکمت کو ...	کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ خدا کے برابر ٹھیراتے ہیں یا وہ ذات جس نے
اس نے پانی ...	الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَا أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ
باغ ...	زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے

ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ○ وَّاِنَّ عَلَيْكَ

ہوئی تھی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہے پیدا کیا ہے ارشاد ہوا تو آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو مردود ہو گیا اور بیشک تجھ پر لعنت

اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

رہے گی قیامت کے دن تک کہنے لگا تو مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک ارشاد ہوا تو تجھ کو

الْمُنْظَرِيْنَ ○ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ○ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي

معین وقت کی تاریخ تک مہلت دی گئی کہنے لگا کہ اے میرے رب بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے

الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ○ قَالَ هٰذَا

میں قسم کھاتا ہوں کہ میں دنیا میں ان کی نظر میں معاصی کو مرغوب کر کے دکھلاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا بجز آپ کے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں

صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ○ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

ارشاد ہوا کہ یہ ایک سیدھا رستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے واقعی میرے ان بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا ہاں مگر جو گمراہ لوگوں میں

مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ○

ع ۲ / ۱۵ سے تیری راہ پر چلنے لگے اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان لوگوں کے الگ الگ

۶۲۵ تفسیر وَلَقَدْ خَلَقْنَا سے جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ تک۔ اور ہم نے انسان کو (یعنی اس نوع کی اصل اول یعنی آدم علیہ السلام کو) بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا (یعنی اول گارے کو خوب خمیر کیا کہ اس میں بو آنے لگی پھر وہ خشک ہو گیا کہ وہ خشک ہونے سے کھن کھن بولنے لگا جیسا مٹی کا برتن چٹکی مارنے سے بجا کرتا ہے، پھر اس خشک گارے سے آدم کا پتلا بنایا کہ زیادہ دال علی القدرت ہے) اور جن کو (یعنی اس نوع کی اصل ابو الجان کو) اس کے قبل (یعنی آدم علیہ السلام کے قبل) آگ سے کہ وہ (غایت لطافت کی وجہ سے) ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے (مطلب یہ کہ چونکہ اس آگ میں اجزاء دخانیہ نہ تھے اس لئے وہ مثل ہوا کے نظر نہ آتی تھی کیونکہ آگ کا نظر آنا اجزائے کثیفہ کے اختلاط سے ہے اس کو دوسری آیت میں اس طرح فرمایا ہے وخلق الجان من مارج من نار) اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب آپ کے رب نے ملائکہ سے (ارشاد) فرمایا کہ میں ایک بشر کو (یعنی اس کے پتلے کو) بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں سو میں جب اس کو (یعنی اس کے اعضائے جسمانیہ کو) پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں تو تم سب اس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو (جب اللہ تعالےٰ نے اس کو بنا لیا تو) سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ اس نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو (یعنی سجدہ نہ کیا) اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھ کو کون امر باعث ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو آپ نے بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہے پیدا کیا ہے (یعنی ایسے حقیر و ذلیل مادہ سے بنایا گیا ہے کیونکہ میں نورانی مادہ آتش سے پیدا ہوا ہوں تو نورانی ہو کر ظلمانی کو کیسے سجدہ کروں) ارشاد ہوا تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو (اس حرکت سے) مردود ہو گیا اور بیشک تجھ پر (میری) لعنت قیامت تک رہے گی (جیسا دوسری آیت میں ہے علیک لعنتی یعنی قیامت تک تو میری رحمت سے بعید رہے گا مقبول و مرحوم و موفق للتوبہ نہ ہوگا اور ظاہر ہے کہ قیامت تک جو محل رحمت نہ ہو پھر قیامت میں تو مرحوم ہونے کا احتمال ہی نہیں۔ پس جس وقت تک احتمال تھا اسی کی نفی کر دی) کہنے لگا (کہ اگر مجھ کو آدم کی وجہ سے مردود کیا ہے) تو پھر مجھ کو (مرنے سے) مہلت دیجئے قیامت کے دن تک (تاکہ ان سے اور ان کی اولاد سے خوب بدلہ لوں) ارشاد ہوا (جب تو مہلت مانگتا ہے) تو (جا) تجھ کو معین وقت کی

تاریخ تک مہلت دی گئی کہنے لگا کہ اے میرے رب بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو (بحکم تکوینی) گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں دنیا میں ان کی (یعنی آدم اور اولاد آدم کی) نظر میں معاصی کو مرغوب کر کے دکھلاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا بجز آپ کے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں (یعنی آپ نے ان کو میرے اثر سے محفوظ رکھا ہے) ارشاد ہوا کہ (ہاں) یہ (منتخب ہو جانا جس کا طریقہ اعمال صالحہ و اطاعت کاملہ ہے) ایک سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے (یعنی اس پر چل کر ہمارا قرب ہو جاتا ہے) واقعی میرے ان (مذکورہ) بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا ہاں مگر جو گمراہ لوگوں میں سے تیری راہ پر چلنے لگے (وہ چلے) اور جو لوگ تیری راہ پر چلیں گے ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ (میں سے جانے) کے لئے ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں (کہ کوئی کسی دروازہ سے جاوے گا کوئی کسی دروازہ سے) **ف** اول جن کی پیدائش کا ذکر آیت میں ہے پھر ان میں بھی مثل انسان کے توالد و تناسل ہونے لگا اور غالب یہ ہے کہ نار سے پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جزو غالب نار ہے جیسا انسان میں سب عناصر ہیں مگر غالب تراب ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ جب اور عناصر مل گئے تو خالص نار کہاں رہی، جواب یہ ہے کہ اول خالص ہی کی گئی ہو گو بعد امتزاج دیگر عناصر کے خالص نہ رہی اور دلائل مختلفہ سے جنات کے متعلق یہ امور معلوم ہوتے ہیں آگ سے پیدا ہونا توالد و تناسل ہونا عادۃً ان کا نظر نہ آنا مختلف اشکال میں ان کا متشکل ہو سکنا، مگر جن اشکال میں متشکل ہونے سے کوئی التباس مضر دینی ہوتا ہو، اس پر بحکمت الٰہی قادر نہ ہونا اور جس میں التباس مضر دینیا ہوتا ہو اس پر کم قادر ہونا شیطان کا بھی از قسم جن ہونا یعنی جس جن میں شرارت ہو اس کو شیطان کہتے ہیں۔ اور روح اگر جسم لطیف ہو جیسا جمہور کا قول مشہور ہے تب تو نفخ کے معنے حقیقی ہیں۔ اور اگر جوہر مجرد عن المادہ ہو تو نفخ مطلق تعلق کو مجازاً و استعارۃً کہہ دیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ جواب ہٰذا صراط الخ یہ قول ابلیس کی تصدیق ہے کہ واقعی ایسا ہی ہو گا کہ مقتضا حکمت کا ہے، مگر جواب میں جو ترتیب بدلی گئی کہ اس کے قول میں غاوین کا ذکر مقدم تھا اور مخلصین کا موخر اور جواب میں برعکس اس میں یہ نکتہ ہے کہ جس کا اہتمام زیادہ ہوتا ہے اس کو مقدم کیا کرتے ہیں۔ سو ابلیس کو تو اغوا کا اہتمام زیادہ ہے اور

۴۲ حق تعالیٰ کو مخلصین کی حفاظت کا واللہ اعلم اور لہا سبعۃ ابواب میں کلام ہوا ہے بعض نے تو کہا ہے کہ سات طبقے ہیں مختلف العذاب جیسا جیسا استحقاق عذاب کا ہو گا ویسے ہی طبقہ میں دخول ہو گا۔ چونکہ ہر طبقہ کا دروازہ بھی علیحدہ ہو گا اس لئے سبعۃ ابواب سے تعبیر فرما دیا اور بعض نے کہا ہے کہ سات دروازے ہی مراد ہیں اور مقصود بیان کرنا کثرت داخلین کا ہے کہ ایک دروازہ کافی نہ ہو گا تاکہ سننے سے ہول زائد ہو اور بعض الفاظ کی تفسیر اور ضروری مضامین متعلق مقام سورۂ بقرہ کے رکوع سوم اور سورۂ اعراف کے رکوع دوم میں گذر چکے ہیں **ربط** اوپر آیات کے آخر میں اہل نار کا ذکر تھا آگے اہل جنت کا ذکر ہے جیسا قرآن کی عادت مطردہ ہے

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ءَامِنِينَ ۝ وَنَزَعْنَا فِي صُدُورِ

بیشک خدا سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے تم ان میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا

هِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَٰنًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَٰبِلِينَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝

وہ سب دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے وہاں ان کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جاویں گے

تفسیر إن المتقين سے بمخرجين تک۔ بیشک خدا سے ڈرنے والے (یعنی اہل ایمان) باغوں اور چشموں میں (بستے) ہوں گے (خواہ اول ہی سے اگر معصیت نہ ہو یا عفو ہو گئی ہو اور خواہ بعد سزائے معصیت کے اور ان سے کہا جاوے گا کہ) تم ان (باغات و عیون) میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو (یعنی اس وقت بھی ہر مکروہ سے سلامتی ہے اور آئندہ بھی کسی شر کا اندیشہ نہیں) اور (دنیا میں طبعی تقاضا سے) ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب (ان کے دلوں سے جنت میں داخل ہونے کے قبل ہی) دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت و محبت سے) رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے وہاں ان کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جاویں گے **ربط** اوپر اہل نار و اہل جنت کے وعدہ و وعید کا ذکر تھا آگے اسی وعدہ و وعید کی تاکید کے لئے حق تعالیٰ اپنے لطف و قہر کا اجمالاً بیان فرماتے ہیں۔

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۙ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ○

آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے

تفسیر نبی عبادی سے العلیم تک (اے محمدؐ) آپ میرے بندوں کو اطلاع دے دیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور (نیز) یہ کہ میری سزا (بھی) دردناک سزا ہے (تاکہ اس سے مطلع ہو کر ایمان اور تقوٰی کی رغبت اور کفر و معصیت سے ہیبت ہو) **ربط** اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت و قہر فی الآخرت کا ذکر تھا آگے ایک رحمت و قہر فی الدنیا کا بطور تنظیر و نمونہ کے دو قصوں کے ضمن میں ذکر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے بشریٰ اور لوط علیہ السلام کے اور ان کے متبعین کے لئے نجات یہ رحمت ہے اور قوم لوط کا اہلاک یہ قہر ہے۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ

اور آپ ان کو ابراہیمؑ کے مہمانوں کی بھی اطلاع دیجئے جبکہ وہ ان کے پاس آئے پھر انہوں نے السلام علیکم کہا ابراہیمؑ کہنے لگے کہ ہم تم سے خائف ہیں۔

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓي اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ○

انہوں نے کہا کہ آپ خائف نہ ہوں ہم آپکو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا ابراہیمؑ کہنے لگے کہ کیا تم مجھ کو اس حالت پر بشارت دیتے ہو کہ مجھ پر بڑھاپا آگیا سو

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ○ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ○

وہ بولے ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہیں سو آپ ناامید نہ ہوں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے بجز گمراہ لوگوں کے

۱۲۷ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۙ اِلَّآ اٰلَ

فرمانے لگے تو اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر لوط کا

لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○

خاندان کہ ہم ان سب کو بچا لیں بجز ان کی بیوی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی قوم مجرم میں رہ جاوے گی۔

تفسیر ونبئھم سے لمن الغابرین تک۔ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ان (لوگوں) کو ابراہیمؑ (علیہ السلام) کے مہمانوں کے قصہ (کی بھی اطلاع دیجئے (وہ قصہ اس وقت واقع ہوا تھا) جبکہ وہ (مہمان جو کہ واقع میں فرشتے تھے) ان کے (یعنی ابراہیم علیہ السلام کے) پاس آئے پھر (آکر) انہوں نے السلام علیکم کہا (ابراہیم علیہ السلام ان کو مہمان سمجھ کر فوراً ان کے لئے کھانا تیار کرکے لائے، مگر چونکہ وہ فرشتے تھے انہوں نے کھایا نہیں تب) ابراہیم (علیہ السلام دل میں ڈرے کہ یہ لوگ کھانا کیوں نہیں کھاتے کیونکہ وہ فرشتے بشکل بشر تھے ان کو بشر ہی سمجھا اور کھانا نہ کھانے سے شبہ ہوا کہ یہ لوگ کہیں مخالف نہ ہوں اور) کہنے لگے کہ ہم تو تم سے خائف ہیں انہوں نے کہا کہ آپ خائف نہ ہوں کیونکہ ہم (فرشتے ہیں منجانب اللہ ایک بشارت لے کر آئے ہیں اور) آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا (مطلب یہ کہ نبی ہوگا کیونکہ آدمیوں میں سب سے زیادہ علم انبیاء کو ہوتا ہے مراد اس فرزند سے اسحٰق علیہ السلام ہیں) ابراہیمؑ کہنے لگے کہ کیا تم مجھ کو اس حالت پر (فرزند کی) بشارت دیتے ہو کہ مجھ پر بڑھاپا آگیا ہو (ایسی حالت میں مجھ کو) کس چیز کی بشارت دیتے ہو (مطلب یہ کہ یہ امر فی نفسہٖ عجیب ہے نہ یہ کہ قدرت سے بعید ہے) وہ (فرشتے) بولے کہ ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہیں (یعنی تولد فرزند یقیناً واقع ہونے والا ہے) سو آپ ناامید نہ ہوں (یعنی اپنے بڑھاپے پر نظر نہ کیجئے کہ ایسے اسباب عادیہ پر نظر کرنے سے وساوس ناامیدی کے غالب ہوتے ہیں) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے بجز گمراہ لوگوں کے (یعنی میا نبی ہو کر گمراہوں کی صفت سے کب موصوف ہو سکتا ہوں محض مقصود اس امر کا عجیب ہونا ہے۔ باقی اللہ کا وعدہ سچا اور مجھ کو امید سے بڑھ کر اس کا کامل یقین بعد اس کے فراست نبوت سے آپ کو معلوم ہوا کہ ان ملائکہ کے آنے سے علاوہ بشارت کے

اور بھی کوئی مہم عظیم مقصود ہے اس نئے زمانے لگے کہ جب قرائن سے مجھ کو یہ معلوم ہو گیا کہ تمہارے آنے کا کچھ اور بھی مقصود ہے) تو اس بتلاؤ کہ) اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف (اُن کو سزا دینے کے لئے) بھیجے گئے ہیں (مراد قوم لوط ہے) مگر لوط (علیہ السلام) کا خاندان کہ ہم اُن سب کو (عذاب سے) بچالیں گے (یعنی اُن کو بچنے کا طریقہ بتلا دیں گے کہ ان مجرموں سے علیحدہ ہو جاویں) بجز ان کی (یعنی لوط علیہ السلام کی) بی بی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور (اسی قوم مجرم میں) رہ جاوے گی (اور ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہو گی) ف فرشتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے یہاں مہمان کے عنوان سے تعبیر فرمایا تو اس وجہ سے کہ بشکل آدمیوں کے تھے جو ابراہیم علیہ السلام کو مہمان معلوم ہوئے ربط اوپر کے قصہ کا آگے بقیہ ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ࣙالْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ

پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط کے پاس آئے کہنے لگے تم تو اجنبی آدمی ہو انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لیکر آئے ہیں جس

يَمْتَرُوْنَ ۝ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ

میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس یقینی ہونے والی چیز لیکر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لیکر چلے جایئے

اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ

اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے اور جس جگہ کا تم کو حکم ہوا ہے اس طرف سب چلے جانا اور ہم نے لوط کے پاس یہ حکم بھیجا

الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

کہ صبح ہوتے ان کی بالکل جڑ ہی کٹ جاوے گی اور شہر کے لوگ خوب خوشیاں کرتے ہوئے پہنچے

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ

لوط نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو فضیحت مت کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھ کو رسوا مت کرو وہ کہنے لگے کیا ہم آپ کو دنیا بھر کے لوگوں

الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

سے منع نہیں کر چکے لوط نے فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم میرا کہنا کرو آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ

پس سورج نکلتے نکلتے ان کو آواز سخت نے آ دبایا پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا

سِجِّيْلٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

شروع کئے اس واقعہ میں کئی نشان ہیں اہل بصیرت کے لئے اور یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں ان بستیوں میں اہل ایمان

لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

کے لئے بڑی عبرت ہے

تفسیر فَلَمَّا جَآءَ سے لِلْمُؤْمِنِيْنَ تک۔ پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے (تو چونکہ بشکل بشر تھے اس لئے) کہنے لگے تم تو اجنبی آدمی (معلوم ہوتے) ہو (دیکھئے شہر والے تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں کیونکہ یہ اجنبی لوگوں کو پریشان کیا کرتے ہیں) انہوں نے کہا نہیں (ہم آدمی نہیں) بلکہ ہم (فرشتے ہیں) آپ کے پاس وہ چیز (یعنی وہ عذاب) لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس یقینی ہونے والی چیز (یعنی عذاب) لے کر آئے ہیں اور ہم (اس خبر دینے میں) بالکل

ساتھ ہو لینا تو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے) چلے جائیے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے (تاکہ کوئی رہ نہ جاوے، لوٹ نہ جاوے اور آپ کی ہیبت سے کوئی التفات نہ کرے جس کی ممانعت آتی ہے) اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے (یعنی سب جلدی چلے جاویں) اور جس جگہ (جانے) کا تم کو حکم ہوا ہے (یعنی شام کذا فی الدر عن السدی) اُس طرف سب چلے جانا (آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) اور ہم نے (ان فرشتوں کے واسطے سے) لوط (علیہ السلام) کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے ہی بالکل ان کی جڑ ہی کٹ جاوے گی (یعنی بالکل ہلاک ہو جاویں گے یہ فرشتوں کی گفتگو جو مذکور ہوئی وقوع میں موخر ہے لیکن مقصود کے لیے کہ انکار و ہلاک کی خبر دینا ہے۔ ذکر میں مقدم فرما دیا اور آگے جو قصہ آتا ہے وہ وقوع میں مقدم ہے تتمیم کے لئے اس کو بیان فرماتے ہیں یعنی) اور شہر کے لوگ (یہ خبر سن کر کہ لوط علیہ السلام کے یہاں حسین حسین لڑکے آئے ہیں) خوب خوشیاں کرتے ہوئے (لوط علیہ السلام کے گھر بہ نیت فاسد) پہنچے لوط (علیہ السلام) نے (چونکہ اب تک وہ بھی ان کو آدمی ہی سمجھتے تھے ان کی بدنیتی کی وجہ سے) فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو (ان کو دق کر کے) مجھ کو (عام لوگوں میں) فضیحت مت کرو (کیونکہ مہمان کی اہانت میزبان کی اہانت ہے سو اگر ان مسافروں کا خیال نہیں کرتے تو میرا تو خیال کرو کہ تمہاری بستی کا ہوں) اور (خود اس فعل ناجائز کے بارے میں بھی) اللہ سے ڈرو اور مجھ کو (ان مہمانوں کی نظر میں) رسوا مت کرو (یوں سمجھیں گے کہ اہل شہر ان کی کچھ وقعت نہیں کرتے) وہ کہنے لگے کہ (یہ فضیحتی ہماری طرف سے نہیں آپ نے خود اپنے ہاتھوں خریدی ہے کہ ان کو مہمان بنایا) کیا ہم آپ کو دنیا بھر کے لوگوں (کو مہمان بنانے) سے (بار ہا) منع نہیں کر چکے (نہ مہمان بناتے نہ اس رسوائی کی نوبت آتی) لوط (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (آخر اس بیہودہ حرکت کی ضرورت ہی کیا ہے جس کی وجہ سے مہمان داری سے بھی ممانعت کی جاتی ہے قضاء شہوت کے لئے) یہ میری (بہو) بیٹیاں (جو تمہارے گھروں میں ہیں) موجود ہیں اگر تم میرا کہنا کرو (آگے یہ عورتیں کافی ہیں مگر وہ کب سنتے تھے) آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے پس سورج نکلتے نکلتے ان کو آواز سخت نے آ دبایا پھر (صیحہ کے بعد) ہم نے ان بستیوں (کی زمین کو الٹ کر ان) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا (اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا) اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے اس واقعہ میں کئی (مضمونوں کے) نشان ہیں اہل بصیرت کے لئے (مثلاً ایک یہ کہ فعل بد کا نتیجہ بد ہوتا ہے ایک یہ کہ ایمان و طاعت سے نجات ۴۲۹
ہوتی ہے ایک یہ کہ اللہ کو بڑی قدرت ہے کہ اسباب طبعیہ کے خلاف جو چاہے کر دے وغیر ذلک) اور یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں (یعنی عرب سے شام کو جاتے ہوئے ان کے آثار معلوم ہوتے ہیں) ان بستیوں میں (بحالت کذائیہ) اہل ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے (کہ ان کو دیکھ کر اُن مضامین کا استحضار کر لیتا ہے اور جو مومن نہیں ہے وہ اس کو اسباب طبعیہ یا بخت و اتفاق پر محمول کرتا ہے نہ خدا کو قادر سمجھتا ہے نہ گناہوں کو اس کی سزا سمجھتا ہے) ف مصبحین اور مشرقین کا اجتماع یا تو اس اعتبار سے ہے کہ صبح سے ابتدا ہوئی ہو اور اشراق تک خاتمہ ہو گیا ہو اور یا صبح کو مفہوم عام لے لیا جاوے جس میں اشراق بھی داخل ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو جابجا مخلوقات کی قسم کھائی ہے ان چیزوں کا عظیم ہونا باعتبار کثیر النفع یا دال علی القدرت ہونے کے ظاہر کرنا مقصود ہے اور مکلفین کو اس سے ممانعت فرمانا اس لئے ہے کہ کہیں قسم کھانے والا اُس چیز کو ایسا معظم نہ سمجھ جاوے جیسا حق تعالیٰ کو معظم سمجھتا ہے کیونکہ بعض سے اس کا وقوع ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ میں یہ احتمال ہی نہیں کہ وہ کسی مخلوق کو معظم سمجھیں، کیونکہ سب سے اعظم وہ خود ہیں یا یوں کہا جاوے کہ ان اشیاء کی قسم باعتبار ان کی ذات کے نہیں بلکہ اس اعتبار سے ہے کہ یہ اشیاء دال علی الفاعل ہیں پس مقصود ان کی قسم سے قسم ہے قدرت الٰہیہ کی اور صفات الٰہیہ کا مقسم بہ ہونا مثل ذات کے محل اشکال نہیں اور عام قسم کھانے والے اس لحاظ سے قسم نہیں کھاتے پھر ان کے ذمہ ایہام سے بچنا بھی واجب کیا گیا ہے ربط اوپر قوم لوط علیہ السلام کے عذاب کا ذکر تھا آگے اصحاب ایکہ اور اصحاب حجر کے عذاب کا ذکر ہے کہ مقصود سب کا مشترک ہے کہ قہر فی الدنیا کا ذکر کرنا بطور نمونہ قہر فی الآخرت کے مقصود ہے نیز ان عذاب کے قصوں میں احقاق مسئلہ رسالت پر بھی دلالت ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۙ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۧ

اور بن والے بڑے ظالم تھے سو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور دونوں بستیاں صاف سڑک پر ہیں

٨٠ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۙ

اور حجر والوں نے پیغمبروں کو جھوٹا بتلایا　اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں سو وہ لوگ ان سے روگردانی کرتے رہے

وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۙ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۙ فَمَآ

اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے تھے کہ امن میں رہیں　سو ان کو صبح کے وقت آواز سخت نے آ پکڑا　سو

اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۭ

ان کے ہنر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے

تفسیر وَاِنْ كَانَ سے كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ تک۔ اور بن والے (یعنی شعیب علیہ السلام کی امت بھی) بڑے ظالم تھے سو ہم نے ان سے (بھی) بدلہ لیا (اور ان کو عذاب سے ہلاک کیا) اور دونوں (قوم کی) بستیاں صاف سڑک پر (واقع) ہیں (اور شام کو جاتے ہوئے راہ میں نظر آتی ہیں) اور حجر (بکسر حاء) والوں نے (بھی) پیغمبروں کو جھوٹا بتلایا (کیونکہ جب صالح علیہ السلام کو جھوٹا کہا اور سب پیغمبروں کا اصل دین ایک ہی ہے تو سب کو بھی جھوٹا بتایا) اور ہم نے ان کو اپنی (طرف سے) نشانیاں دیں (جن سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت ثابت ہوتی تھی مثلاً دلائل توحید اور ناقہ کہ معجزہ صالح علیہ السلام کا تھا) سو وہ لوگ ان (نشانیوں) سے روگردانی (ہی) کرتے رہے اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش ان میں گھر بناتے تھے کہ (ان میں سب آفات سے) امن میں رہیں سو ان کو صبح کے وقت (خواہ اول ہی صبح میں یا دن چڑھے علی الاحتمالین) آواز سخت نے آ پکڑا سو ان کے (دنیوی) ہنر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے (ان ہی مستحکم گھروں میں عذاب سے کام تمام ہوگیا اس آفت سے ان کے گھروں نے نہ بچا لیا بلکہ اس آفت کا ان کو احتمال بھی نہ تھا ورنہ اگر ہوتا بھی تو کیا کرتے) **ف** ایکہ کہتے ہیں بن کو۔ بعض نے کہا ہے کہ مدین کے پاس ایک بن تھا اس لئے اہل مدین کا یہ بھی لقب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ دو قومیں تھیں ایک کے ہلاک ہونے کے بعد شعیب علیہ السلام دوسری قوم کی طرف مبعوث ہوئے چنانچہ روح المعانی میں یہ حدیث نقل کی ہے ان مدین واصحاب الایکۃ امتان بعث اللہ تعالیٰ الیہما شعیباً علیہ السلام واللہ اعلم اور حجر ایک وادی ہے حجاز اور شام کے درمیان اس میں قوم ثمود بستی تھی (ربط) اوپر شروع سورت میں کفار مکہ کے شدت عناد و مخالفت کا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیان تھا بالخصوص آیت وقالوا یایہا الذی نزل علیہ الذکر سے نحن قوم مسحورون تک جیسا کہ اس کے ترجمہ سے ظاہر ہے اور اسی کے ساتھ اجمالاً آپ کی تسلی کا مضمون بھی ارشاد فرمایا تھا ولقد ارسلنا من قبلک سے سنۃ الاولین تک پھر درمیان میں اور اور مضامین مناسبت خاصہ سے مذکور ہوئے تھے اب آگے خاتمہ سورت پر اسی عناد و مخالفت کے بارے میں تفصیلاً مضمون آپ کی تسلی کا بالغ وجوہ مذکور ہے جیسا تقریر ترجمہ سے ان شاء اللہ واضح ہوتا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ

اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بغیر مصلحت کے نہیں پیدا کیا　اور ضرور قیامت آنے والی ہے　سو آپ خوبی کے ساتھ

الْجَمِيْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ

درگذر کیجئے　بلاشبہ آپ کا رب بڑا خالق بڑا عالم ہے　اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن

الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ

عظیم دیا　آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کو نہ دیکھئے جو کہ ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے [illegible] اور ان پر غم

جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ○ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ○ الَّذِيْنَ

نہ کیجئے اور مسلمانوں پر شفقت رکھیئے اور کہہ دیجئے کہ میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں جیسا ہم نے ان لوگوں پر نازل کیا ہے جنہوں نے

جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ○ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَاصْدَعْ

حصے کر رکھے تھے یعنی آسمانی کتاب کے مختلف اجزاء قرار دیئے تھے سو آپ کے پروردگار کی قسم ہم ان سب سے ان کے اعمال کی ضرور باز پرس کریں گے غرض

بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ

آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اس کو صاف صاف سنا دیجئے اور ان مشرکوں کی پرواہ نہ کیجئے یہ لوگ جو ہنستے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود

اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ○

قرار دیتے ہیں ان سے آپ کیلئے ہم کافی ہیں سو ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس سے آپ تنگدل ہوتے ہیں

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ○

سو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتے رہیئے اور نماز پڑھنے والوں میں رہیئے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے یہاں تک کہ آپکو موت آجاوے

تفسیر وَمَا خَلَقْنَا سے يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ تک۔ اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کے عناد و خلاف سے غم نہ کیجئے کیونکہ اس کا ایک روز فیصلہ ہونے والا ہے اور وہ روز قیامت ہے جس کی آمد کے متعلق ہم آپ سے تذکرہ کرتے ہیں کہ) ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بغیر مصلحت کے نہیں پیدا کیا (بلکہ اس مصلحت سے پیدا کیا کہ ان کو دیکھ کر صانع عالم کے وجود اور وحدت اور عظمت پر استدلال کرکے اس کے احکام کی اطاعت کریں اور بعد اقامت اس حجت کے جو ایسا نہ کرے وہ معذب ہو) اور (دنیا میں پورا عذاب ہوتا نہیں تو اور کہیں ہونا چاہیئے اس کے لئے قیامت مقرر ہے پس) ضرور قیامت آنے والی ہے (وہاں سب کو بھگتا یا جاوے گا) سو آپ (کچھ غم نہ کیجئے بلکہ) خوبی کے ساتھ (ان کی شرارتوں سے) درگذر کیجئے (درگذر کا مطلب یہ ہے کہ اس غم میں نہ پڑیئے اس کا خیال نہ کیجئے اور خوبی یہ کہ شکوہ شکایت بھی نہ کیجئے کیونکہ) بلا شبہ آپ کا رب (چونکہ) بڑا خالق ہے (اس سے ثابت ہوا کہ) بڑا عالم (بھی) ہے (سب کا حال اس کو معلوم ہے آپ کے صبر کا بھی ان کی شرارت کا بھی اس لئے آپ سے پورا پورا بدلہ لیگا اور خالق ہونے کا ذکر بطور استدلال کیا گیا کیونکہ خالق ہونا دلیل ہے عالم ہونے کی کقولہ تعالیٰ الا یعلم من خلق) اور (آپ ان کے معاملہ کو نہ دیکھیئے کہ موجب غم ہوتا ہے۔ ہمارا معاملہ اپنے ساتھ دیکھیئے کہ ہماری طرف سے آپ کے ساتھ کس قدر لطف و عنایت ہے چنانچہ) ہم نے آپ کو (ایک بڑی بھاری نعمت یعنی) سات آیتیں دیں جو (نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں اور وہ (بوجہ جامع مضامین عظیمہ ہونے کے اس قابل ہے کہ اس کے دینے کو یوں کہا جاوے کہ) قرآن عظیم (دیا) مراد اس سے سورۂ فاتحہ ہے جو بوجہ عظیم ہونے کے ام القرآن سے ملقب ہے پس ہر نعمت اور منعم کی طرف نگاہ رکھئے کہ موجب فرح و سرور ہے (اور) ان لوگوں کے عناد و خلاف کی طرف التفات نہ کیجئے اور آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کو نہ دیکھیئے (نہ سفاً نہ غیظاً) جو کہ ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو (مثلاً یہود و نصاریٰ اور مجوس و مشرکین) برتنے کے لئے دے رکھی ہے (اور بہت جلد ان سے جدا ہو جاوے گی) اور ان (کی حالت کفر) پر (کچھ) غم نہ کیجئے (غیظاً نظر کرنا یہ کہ چونکہ وہ دشمن خدا ہیں اس لئے بوجہ بغض فی اللہ کے غصہ آوے کہ ایسی نعمتیں ان کے پاس نہ ہوتیں اس کے جواب کی طرف مقتضائے اشارہ ہے کہ یہ کوئی بڑی معتد بہ دولت نہیں کہ ان مبغوضین کے پاس نہ ہوتی متاع قلیل ہے اور تاسفاً نظر یہ کہ افسوس یہ چیزیں ان کو ایمان سے مانع ہو گئیں اگر یہ نہ ہوتا تو شاید

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بھی ان کفار کے فکر و غم میں نہ پڑیے) اور مسلمانوں پر شفقت رکھیے (یعنی فکر مصلحت اور شفقت کے لئے مسلمان کافی
محل ہیں کہ ان کو اس سے نفع بھی ہے) اور (کافروں کے لئے چونکہ فکر مصلحت کا کوئی نتیجہ نہیں اس لئے ان کی طرف توجہ
بھی نہ کیجئے۔ البتہ تبلیغ کہ آپ کا فرض منصبی ہے اس کو ادا کرتے رہیئے اور اتنا) کہہ دیجئے کہ میں کھلم کھلا (تم کو عذاب
خدا سے) ڈرانے والا ہوں (اور خدا کی طرف سے تم کو یہ مضمون پہنچاتا ہوں کہ وہ عذاب جس سے ہمارا نبی ڈراتا ہے ہم
تم پر کسی وقت ضرور نازل کریں گے) جیسا ہم نے (وہ عذاب) ان لوگوں پر (مختلف اوقات گذشتہ میں) نازل کیا ہے جنہوں
نے (احکام الٰہی کے) حصے کر رکھے تھے۔ یعنی آسمانی کتاب کے مختلف اجزاء قرار دے رکھے تھے (ان میں جو مرضی کے موافق ہوا
مان لیا جو خلاف مرضی ہوا اُس سے انکار کر دیا۔ مراد اس سے یہود و نصاریٰ سابق ہیں جن پر مخالفت احکام انبیاء علیہم السلام
سے عذابوں کا ہونا مثل مسخ قردہ وخنازیر و قتل وقید و ذلت کے مشہور و معروف تھا۔ مطلب یہ کہ عذاب کا نازل ہونا کوئی
امر مستبعد نہیں پہلے بھی ہو چکا ہے۔ اگر تم پر بھی ہو جاوے تعجب کیا ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں اور جب ان مشتبہ
اور مشتبہ ہ لوگوں کا مستحق عذاب ہونا تقریر بالا سے معلوم ہو گیا) سو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو) آپ کے پروردگار کی
(یعنی اپنی) قسم ہم ان سب (اگلوں اور پچھلوں) سے ان کے اعمال کی (قیامت کے روز) ضرور بازپرس کریں گے (پھر ہر
ایک کو اس کے مناسب سزا دیں گے) غرض (حاصل کلام یہ کہ) آپ کو جس بات (کے پہنچانے) کا حکم کیا گیا ہے اس کو (تو)
صاف صاف سنا دیجئے اور (اگر یہ نہ مانیں تو) ان مشرکوں (کے نہ ماننے) کی (مطلق) پروا نہ کیجئے (یعنی نہ غم کیجئے جیسا اوپر
آیا ہے لاتحزن اور نہ طبعاً خوف کیجئے کہ یہ مخالف بہت سے ہیں کیونکہ) یہ لوگ جو (جو آپ کے اور خدا کے مخالف ہیں چنانچہ آپ
پر تو) ہنستے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان (کے شر و ایذا) سے آپ (کو محفوظ رکھنے) کیلئے
(اور اُن سے بدلہ لینے کے لئے) ہم کافی ہیں سو ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے (کہ استہزاء اور شرک کا کیا انجام ہوتا ہے غرض
جب ہم کافی ہیں پھر کاہے کا خوف) اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو (کفر و استہزاء کی) باتیں کرتے ہیں اس سے آپ دل تنگ
٩٣ ہوتے ہیں (کہ یہ طبعی بات ہے) سو (اس کا علاج یہ ہے کہ) آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتے رہیئے اور نمازیں پڑھنے والوں
میں رہیئے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) آپ کو موت آجاوے (یعنی مرتے دم تک ذکر و عبادت
میں مشغول رہیئے اس میں علاوہ مامور بہ اور ماجور علیہ ہونے کے یہ بھی خاصیت ہے کہ اس طرف شغل کو مقتصر کر دینے سے دوسرا
شغل جو کہ موجب ضیق صدر تھا زائل یا مغلوب ہو جاتا ہے **ف** بعض مضامین تسلیہ سے مثل سزا وغیرہ کی خبر کے یوں معلوم ہوتا
ہے کہ آپ ان کا سزایاب ہونا چاہتے تھے۔ اس میں شاید کسی کو منافی شفقت کا شبہ ہو تو جواب یہ ہے کہ اپنے ساتھ کسی معاملہ
کی وجہ سے یہ امر نہ تھا بلکہ چونکہ حق تعالیٰ کے ساتھ کفر و شرک کرتے تھے اس لئے بغض فی اللہ کا اثر یہ غضب مذکور تھا اور
شفقت تو یہ ہے کہ آپ ان کی ہدایت میں ساعی تھے نہ یہ کہ باوجود کفر کے ان کی مغفرت کے طالب تھے اور آخر آیت کے آخر
ترجمہ میں مقتصر کی قید اس لئے ظاہر کی کہ کسی کو یہ وسوسہ نہ ہو کہ جب ضیق صدر کا علاج مشغولی عبادت ہے تو آپ تو ہمیشہ سے
مشغول عبادت تھے پھر ضیق کیسے واقع ہوا۔ اب اس قید سے جواب ظاہر ہو گیا کہ مطلق مشغولی اس کا علاج نہیں ہے بلکہ
اس کا مقتصر ہونا۔ سو آپ کی مشغولی تو دائم تھی لیکن طبعاً یا قصداً کہ خیر خواہی کا قصد بھی عبادت ہے۔ آپ ان کے حال پر بھی
متوجہ ہوتے تھے۔ اس لئے مقصوداً اقتصار کی تعلیم فرمائی گئی کہ خیر خواہی کی حد ختم ہو چکی تھی واللہ اعلم۔

سورۃ النحل مکیۃ وھی مائۃ وثمان وعشرون اٰیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

خدا تعالیٰ کا حکم آپہنچا سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے



اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جایئے ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے حضرت امام اعظمؒ کی بر دست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

اسلامی تعلیم

میں ملیگی۔ اس ایک کتاب کے مطالعے سے آپ خود فقیہ بن سکتے ہیں پیدائش سے لے کر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے اس کتاب کا مطالعہ کے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے اپنی بیوی بیٹی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے جس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل رہیگی۔ اسلامی تعلیم کے متعلق دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آ سکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب عثمانی ہیں۔ ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاوے کی مستند کتابیں دیکھ کر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے

اعلیٰ درجے کی لکھائی چھپائی سپید چکنا کاغذ

قیمت: تین روپے (۳ روپے)

فہرست مضامین پڑھیے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزے میں سمندر کو بند کیا گیا ہے۔

کتاب العقائد

عقائد کی تعریف عقائد کو کلام کیوں کہتے ہیں
کلام کی تاریخ
فلسفہ کی علم کلام میں آمیزش
سائنس اور علم کلام
اسلامی عقائد ضروری
خدا کی ہستی اور اس کی صفات
خدا ایک ہے
خدا کی صفات کا بیان
خدا کا عرش ہے اس کا مطلب
مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت
خدا کی صفات کا عقیدہ
رسول کی تعریف اور احکام عقائد
رسولوں میں افضل کون ہے
آنحضرت کی فضیلت
آنحضرت کے پانچ خصائص
معراج کا تفصیلی ذکر
اعتراضات اور ان کے جواب
جسمانی معراج کا ثبوت
آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا
اصحاب کہف کے علم غیب کی باتیں
سب سے پہلے نبی کون تھے
نبی اور رسول میں فرق
اولیاء اللہ کی قربت
کرامت کا ثبوت
کتب الٰہی
یہود و نصاریٰ کی تحریف
خدا کا کلام ہونے کا ثبوت
قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت
قرآن ترتیب کس طرح نازل ہوا
قرآن کی ترتیب
قرآن کی سات قراءت
قرآن پہلی کتابوں کا ناسخ ہے
تحریف قرآن ناممکن ہے
قرآن میں ناسخ و منسوخ
حروف مقطعات
دین کے احکام قرآن، حدیث
اجماع اور قیاس سے ثابت ہوتے ہیں
علم فقہ کی تعریف اس کی ابتدا
صحابہ کرام کی فضیلت
صحابہ میں سب سے افضل
فرشتے، جن کی صفات
شیطان کون تھا
تقدیر پر ایمان
قضا و قدر
خدا گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں
انسان کی موت
عذاب قبر، حشر، منکر نکیر
امامت کبریٰ
قیامت کی علامتیں
ظہور مہدی، خروج دجال
حضرت عیسیٰ کا نزول
حضرت عیسیٰ کی وفات
طلوع آفتاب
حشر و حساب
آنحضرت کی شفاعت
علماء اور شہداء کی شفاعت
جنت دوزخ کا حال
امامت
خلفائے راشدین کی خلافت
شیعوں کے امام
امام مہدی

کتاب الطہارت

فقہی اصطلاحات

حیض و نفاس مع تفصیل
نفاس کی تعریف و مدت
[illegible]

کتاب الصلوة

[illegible]

کتاب الصوم

[illegible]

کتاب الزکوة

[illegible]

کتاب الجنائز

[illegible]

کتاب الحج

[illegible]

کتاب النکاح

[illegible]

کتاب الطلاق

[illegible]

کتاب الذبائح

[illegible]

کتاب الاشربة والاطعمة

[illegible]

کتاب اللباس

[illegible]

کتاب الحقوق

[illegible]

کتاب المیراث

[illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ پیشوا دھلی

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا
(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا
دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (ا)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی

معجون مقوی رحم

یہ اکسیری دوا عورتوں کی عام صحت جسمانی کو ٹھیک کرنے کے علاوہ ان کی شکایتوں کو کھو دیتی ہے
سیلان الرحم (لیکوریا) سیلان غددی اور عام عورتوں کے اندرونی اعضائے تناسل کے ورموں کو
حیرت انگیز طریقہ سے دور کر دیتی ہے۔ رحم اور اس کے متعلقہ اعضا مثلاً خصیۃ الرحم اور نلوں کو قوت
پہنچاتی ہے۔ ایام ماہواری کی خرابیاں اس کے استعمال سے کافور ہو جاتی ہیں۔ اگر خون زیادہ یا کم آتا ہو
تو اس کو ٹھیک مقدار میں کر دیتی ہے۔ اختناق الرحم (ہسٹریا) کی مریض عورتوں کو بھی اس سے بہت زیادہ فائدہ پہنچتا
ہے۔ عورتوں کو اس عجیب دوا کے فائدوں سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

ملنے کا پتہ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی (رجسٹرڈ)

معجون شباب آور (رجسٹرڈ)

قوت مردمی اور دل و دماغ کی کمزوری کیلئے مشہور دوا ہے

زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے مشک عنبر، مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے

ہندوستان ... کا اعتراف کیا ہے۔ قیمت فی شیشی فی تولہ پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی ایک روپیہ

ہمدرد دہلی

... یونانی۔ دہلی

محبوب آپ کے قدموں پر

جوانی بکتی ہے

اگر خریدنی ہو تو "سیکسول ٹانک پلز" استعمال کر کے قدرت کا کرشمہ دیکھئے، جو یقیناً جادو اثر ثابت ہوں گی۔ انشاء اللہ اس کے چند روز کے استعمال سے نئی زندگی پیدا ہو جائے گی۔ اور آپ تعجب کریں گے کہ کیا تھے اور کیا بن گئے۔ یقین کیجئے کہ "سیکسول ٹانک پلز" سے بہتر دوبارہ جوانی بنانے والی اور کوئی دوا آپ کو دستیاب نہیں ہو سکتی۔ قیمت سولہ گولی والی شیشی ۱۶/ بتیس گولی والی شیشی ۱۲/ ہے

شیر کی طاقت

خلاف فطرت فعل یا جوانی کی بری حرکتوں کی وجہ سے عضو مخصوص بیکار ہو چکا ہے۔ کجی، سستی، لاغری اور نامردی کا شکار ہو کر دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ اور زندگی سے لاچار ہو گئے ہیں تو "سیکسول طلا" استعمال کیجئے۔ جو عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو دور کر کے مردہ رگوں میں جوانی کی قوت مانند شیر پیدا کرتا ہے۔ اس کی پوری تعریف کرنے میں تہذیب مانع ہے۔ منگا کر مشاہدہ کیجئے۔ قیمت چھوٹی شیشی عہ/ بڑی شیشی عہ/ دو روپے آٹھ آنے۔

امساک کی زیادتی

کیلئے "سیکسول ریٹنو پلز" استعمال کیجئے جو خفیہ جذبات کو برانگیختہ کر کے دو گھنٹے کے پیارے عیش کی گھڑیاں طویل کرتی ہیں۔ قیمت ایک درجن عہ/ اور دو درجن ہے۔

عورت گرفتار

"آلہ تسخیر زن" ہے مغرور سے مغرور محبوبہ اگر آپ کا دم نہ بھرنے لگے تو قیمت واپس۔ ترکیب استعمال بہت آسان بالکل بے ضرر ہے۔ منگا کر لطف اٹھائیے۔ قیمت عہ/

اولاد کی بندش

ہر سال بچہ پیدا ہونے کی مشکلات سے بچنے کیلئے جرمنی کا تیار کردہ ربڑ کا خاص اعلیٰ مانع حمل استعمال کریں۔ ضرورت کے وقت استعمال کرنے سے حمل قرار نہیں پاتا۔ آسان ترکیب، سو فیصدی کامیاب، مدت تک کام دیتا ہے۔ قیمت قسم اعلیٰ دو روپے (عہ/)

خاوند کو اپنا بنا لو

نئی شادی کا لطف اٹھانے کی ضرورت کے وقت ذراسی "ورجینول" استعمال کیجئے جس سے ہر رات شب عروسی معلوم ہوتی ہے۔ عورتیں ناراض خاوند کو اپنا بنا لیتی ہیں۔ قیمت فی شیشی عہ/

نوٹ: بیرون ہندوستان سے فرمائش کے ہمراہ پوسٹل آرڈر بھیجنا ضروری ہے۔ محصول ڈاک ایک دوا کیلئے ۸/ ہے اور تمام ادویات پر بھی ۸/ ہوگا۔

تمام دوائیں منگانے کا پتہ

نیو ویسٹرن میڈیکل اسٹور جامع مسجد دہلی ٹیلیفون نمبر ۲۲۴۴۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] دہلی کا
[illegible]
[illegible] اخلاقی اصلاحی
ماہواری رسالہ
مقام اشاعت
[illegible] جامع مسجد۔ دہلی

پیشوا

جو ہر قمری مہینے کی [illegible]
تبلیغ و اشاعت کیلئے [illegible]
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن [illegible] روپے ارزاں [illegible]
ممالک غیر سے
جس میں رہبر بھی شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

نمبر ۶	بابت شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۴۰ء	جلد ۱۷

شذرات

(از عزیز حسن)

کاغذ کی گرانی کا مقابلہ کیونکر ہو؟

کاغذ کی گرانی شباب پر ہے، اور شباب کسی کا ہو جان لیوا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اسٹیٹسمین، سول ملٹری، ہندوستان ٹائمز وغیرہ مقتدر اخبارات جو لاکھوں روپے کے سرمایہ سے جاری ہوئے اور جن کا لاکھوں روپیہ ریزرو فنڈ میں محفوظ ہے۔ انہوں نے اپنے تحفظ کے لیے اپنی ضخامتیں نصف کر دی ہیں۔

پیشوا باوجود سرمایہ نہ ہونے کے اب تک اپنی ضخامت پر قائم [illegible] لیکن کب تک؟ ایک سال میں نے بغیر کسی اعانت کے کاغذ کی گرانی کا مقابلہ کیا۔ کئی مہینہ سے قارئین پیشوا سے مشورہ طلب کر رہا ہوں۔ لیکن پانچ فیصدی خریداروں نے بھی توجہ نہیں فرمائی۔ [illegible] صاحب منگلوری نے ایک اسکیم گذشتہ اشاعت میں پیش کی [illegible] تائید ایک فیصدی خریداروں نے بھی نہیں کی۔ فرمایئے [illegible] اس مذہبی جوش، اس خدمت دین کی اس ہمت [illegible] مثال کسی دوسری قوم میں مل سکتی ہے؟ اور کیا زندہ قومیں [illegible] کے ساتھ یہی سلوک کیا کرتی ہیں؟ اور کیا اس [illegible] اس تساہل، اس لاپروائی کا کوئی اچھا اثر خدمت [illegible] پڑ سکتا ہے؟

[illegible] مرتبہ پیشوا کے ارزاں ایڈیشن میں لگایا گیا ہے [illegible] اور یہاں وقت تین گنی قیمت پر بصد مشکل [illegible] اس گرانی کا مقابلہ کیونکر کیا جائے؟ [illegible] گرانی کے زمانہ

میں کسی قسم کی اعانت کا خیال بھی کرنا نہیں چاہتے۔ اور کاغذ کی گرانی کی یہ کیفیت کہ جو ریم ۲ روپیہ کا آتا تھا، وہ اس وقت چھ روپے کا ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کل کس قیمت پہ ملے گا۔ نہ میرے پاس پہلے کوئی خزانہ تھا، نہ اب ہے۔ پھر فرمایئے کہ تبلیغ اور اصلاح کا یہ کام (پیشوا) کیونکر چلے؟

اگر آپ حقیقتاً یہ سمجھتے ہیں کہ پیشوا کا جاری رہنا ضروری ہے تو آپ کو اس کے زندہ رکھنے کے اسباب اور وسائل بھی پیدا کرنے ہوں گے۔ اور اگر ایمان داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ پیشوا کوئی مفید کام نہیں کر رہا۔ اس کا زندہ رکھنا ضروری نہیں ہے، تو اس کے بعد مجھے آپ سے کچھ کہنا نہیں ہے۔ لیکن اگر حقیقت یہ نہیں ہے (جیسا کہ مجھے یقین ہے کہ نہیں ہے) تو پھر اس ابتلا، اس پریشانی اور محنت تیں آزمائش کی گھڑی میں آپ کا دور سے کھڑے ہو کر تماشا دیکھنا کیا معنی رکھتا ہے؟

جی نہیں چاہتا کہ ضخامت گھٹاؤں، حالانکہ یورپ، امریکہ اور ہندوستان کے بڑے بڑے لکھ پتی اخبار اور رسالے اپنی ضخامتیں گھٹا چکے ہیں۔ لیکن اگر آپ نے میرا ہاتھ نہ بٹایا تو آخری چارہ کار یہی ہوگا۔ مگر اس کی تمام تر ذمہ داری خریداروں پر ہوگی۔

بہر حال اس وقت میں نہ تو ضخامت گھٹانی چاہتا ہوں، اور نہ قیمت بڑھانی چاہتا ہوں، اور نہ محسن صاحب منگلوری کی اسکیم پر زور دیتا ہوں کہ اس کی تائید ایک فی صدی خریدار [illegible] نہیں کی۔ لیکن امداد و اعانت کی چند نئی تجویزیں [illegible]

[illegible] اسلام کا کام برابر جاری رہے۔

(۱) جو صاحب ایک وقت میں پانچ خریداروں کی قیمت وصول کر کے منی آرڈر کے ذریعہ بھیجیں۔ ان کو ایک روپے کی کتابیں یا ایک روپیہ نقد پیش کیا جائے گا۔

(۲) سر دست سو حضرات دس دس روپے قرض حسنہ کے طور پر دیدیں۔ اور جس وقت چاہیں اپنے اس روپے کی کتابیں (مطبوعات پیشوا میں سے علاوہ کلام اللہ کے) طلب فرمائیں۔ قرض حسنہ دینے والے بھائیوں کو ۳۳ فیصدی کی رعایت۔

(۳) پچاس بھائی پچیس پچیس روپے قرض حسنہ مرحمت فرمادیں اور اس روپے کی جب چاہیں مطبوعات پیشوا (علاوہ کلام اللہ) کے طلب فرمائیں۔ ان کو پچاس فیصدی کی رعایت۔

امید ہے کہ اس رعایتی اعلان سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے گا۔ یعنی کتب فروشوں کے لئے یہ اعلان نہیں ہے۔ صرف خریداران پیشوا میں سے وہی حضرات اس قرض حسنہ کی اسکیم سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں، جو مجھ پر اعتماد رکھتے ہیں، اور پیشوا کی زندگی اور موت کی اس کشمکش میں پیشوا کو زندہ رکھنے کی ضرورت کے معترف ہیں۔

اور کوئی صاحب بطور امداد مفت کوئی رقم نہ بھیجیں، ورنہ واپس کر دی جائے گی۔

مطبوعات پیشوا کی فہرست صفحہ [illegible] پر ملاحظہ فرمایئے۔

اگر آپ نے قرض حسنہ دینے میں جلدی نہ کی تو ممکن ہے کہ مقررہ میعاد پوری ہو جائے۔ اور آپ کا منی آرڈر واپس کر دیا جائے۔

اس قرض حسنہ سے جو رقم جمع ہوگی، اس کا کاغذ آئندہ رسالہ کے لئے خریدا جائے گا۔ اس لئے دین کی اس سب سے بڑی سعادت میں شرکت کے ساتھ دنیا کا بھی فائدہ اٹھایئے۔ وی۔ پی کے ذریعہ کتابیں پوری قیمت پر بھیجی جائیں گی۔ قرض حسنہ نہ دینے والوں کے لئے کوئی رعایت نہیں ہے۔

صرف ڈیڑھ سو بھائیوں کو قرض حسنہ کے لئے پکارتا ہوں اور ان کے ساتھ بھی وہ رعایت کرتا ہوں، جو پیشوا کے اجراء سے آج تک نہیں کی گئی۔ دین کی اس سعادت کے ساتھ دنیا کا فائدہ لکھا ہے۔ پھر دیکھنا ہے کہ اولیت کا مجد و شرف کن سعید روحوں کے حصہ میں آتا ہے۔

فتنۂ نگار

نیاز فتحپوری کی علمی قابلیت، انسانی شرافت پر گذشتہ اشاعت میں لکھ چکا ہوں۔ اس کے بعد دیوبند میں ایک جلسہ شیخ الحدیث [illegible] مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر مدرس کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں [illegible] کی گئی کہ وہ نگار کا داخلہ حیدرآباد میں [illegible] جگہ پر نیاز کا تقرر ہوئے مولانا ہو تو ان کا [illegible]

حضور نظام کی گورنمنٹ نے ایک [illegible] ہے کہ نیاز کے لئے حیدرآباد میں کوئی جگہ نہیں۔ لیکن [illegible] ہندوستان کے سب سے بڑے مذہبی مرکز کی یہ درخواست [illegible] نہیں کی گئی کہ نگار کا داخلہ حیدرآباد میں بند کیا جائے۔

کفر والحاد اور زندقہ اور بارگاہ خداوندی سے استہزا اور حضور سرور کائنات صلعم پر تہمت تراشنا اتنا بڑا جرم تھا کہ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو نیاز فتحپوری کو حقیقت معلوم ہو جاتی۔ لیکن انگریزی حکومت میں خیالات کی اشاعت کی جو آزادی ہے، اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ڈالنا اور ان کے مذہبی جذبات سے کھیلنا اتنا آسان ہو گیا ہے کہ اس کا تصور بھی آج سے بیس برس پیشتر نہیں کیا جاسکتا تھا۔

تعجب اور تاسف کا مقام ہے کہ بنگال اور پنجاب کی اسلامی حکومتوں نے اس دجالی فتنہ کے استیصال کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ حالانکہ ان دونوں حکومتوں کے چیف منسٹر مسلمان ہیں۔ اسلامی کلچر کے خود کاشتہ محافظ ہیں۔ اسلامی روایات کے خود ساختہ علمبردار ہیں۔ اور اسلام ہی کے نام پر انہوں نے یہ سب عزتیں حاصل کی ہیں۔ لیکن اگر وہ اسلام کے درد کی [illegible] سی ٹیس بھی محسوس کریں تو ان کو کم سے کم پنجاب اور بنگال میں نگار کا داخلہ بند کر کے اپنی اسلام دوستی اور الحاد دشمنی کا ثبوت دینا چاہیئے۔

مسلمان ریاستوں کے حکم رانوں کو اگر لہو و لعب سے فرصت ہو اور ایک شائبہ بھی اسلام سے تعلق ہو تو ان کو اپنی [illegible] میں الحاد و زندقہ کے اس سب سے بڑے داعی نگار کا داخلہ اپنی اپنی ریاستوں میں بند کر دینا چاہیئے۔

مسلمانوں کو مشتعل ہونے کے بجائے ٹھوس کام کرنا [illegible] اور وہ ٹھوس کام یہی ہے کہ نگار کے بائیکاٹ کے لئے [illegible] جائے۔ تاکہ اس بیسویں صدی کے فتنہ پرور افسانہ [illegible] دماغ درست ہو۔

اگر مسلمان اسلام کے اس چھپے ہوئے دشمن [illegible] کے لئے راج پال سے زیادہ خوفناک [illegible] چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے، اور وہ یہ کہ [illegible] کی مستقل تحریک جاری کر دی جائے [illegible]

[illegible] اپنی [illegible]

[illegible]کا ولی اللہ نمبر

[illegible] ہندوستان کے سب سے بڑے فلسفی [illegible] حکیم اور سب سے بڑے مذہبی ریفارمر حضرت علامہ [illegible] صاحب محدث دہلوی کے افکار سے لبریز ہوگا۔

ولی اللہ نمبر کو اکبر آباد کے مشہور علم دوست حضرت مولینا [illegible] صاحب مرتب کر رہے ہیں، جس کا ایک محققانہ اور [illegible] مضمون امیر الامراء نواب نجیب الدولہ کے متعلق اس اشاعت میں دیا گیا ہے۔

ولی اللہ نمبر میں حضرت شاہ صاحبؒ اور ان کے بیٹے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ محدث دہلوی اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ محدث دہلوی کے علمی اور مذہبی کارنامے درج ہوں گے، جو اس سے پہلے اردو میں نایاب تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کی علمی خدمات کا مفصل تذکرہ اور اہم تصانیف کا خلاصہ بھی ولی اللہ نمبر میں ہوگا۔ غرض یہ کوشش کی جائے گی کہ ولی اللہ نمبر ہر حیثیت سے مکمل جامع اور نافع ہو۔

فیصلہ کن گھڑی

۱۵ ستمبر کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا جلسہ بمبئی میں ہوگا اور یہ جلسہ ایک فیصلہ کن گھڑی ہندوستان کے لئے ثابت ہوگا۔ کیونکہ وائسرائے اور وزیر ہند کے اعلان پر جو ریزولیوشن کانگریس ورکنگ کمیٹی نے پاس کئے ہیں، ان کی تصدیق اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل طے کرنا اس جلسہ کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔

نیز حکومت نے ناعاقبت اندیشی سے جو نیا قدم کانگریسی لیڈروں کی گرفتاری کے لئے اٹھایا ہے، اس پر بھی اس اجلاس میں غور کیا جائے گا۔ اور اگر ہندوستان کی بدقسمتی سے لارڈ لنلتھگو [illegible] علامہ ابوالکلام آزاد میں کوئی تصفیہ نہ ہوا۔ اور ہندوستان کے جائز مطالبات حکومت ہند نے پورے نہ کئے تو [illegible] سکتا ہے کہ ۱۵ ستمبر کے بعد ہندوستان میں گرفتاریوں [illegible] کا سیلاب کس وقت آجائے۔

[illegible] ہندوستان کے مطالبات میں سب سے بڑا روڑا اصول [illegible] خود غرض ارکین اور انگلستان کے بعض خود غرض [illegible] امراء ہیں۔ جو چاہتے ہیں......

چاہتے کہ ہندوستان کی غلامی کی بیڑیاں کٹیں اور انگلستان بھی اس آڑے وقت میں بحیثیت خود مختار دوست کے مدد کرے اور یہی ہندوستان اور انگلستان کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے۔

حکومت کو چاہیئے کہ وہ ٹھنڈے دل سے ہندوستان کے جائز مطالبات کو پورا کرے۔ اور مسلم لیگ اچھوت والیان ریاست کی آڑ لیکر کوئی ایسا غلط قدم نہ اٹھائے جو دنیا میں اس کی بدنامی کا باعث ہو۔

ہندوستان سے سب سے بڑی مدد

جلالت الملک سلطان العلوم اعلیٰ حضرت حضور نظام کی حکومت اس وقت تک پانچ کروڑ روپے سے زیادہ گورنمنٹ برطانیہ کو لڑائی جاری رکھنے کے لئے دے چکی ہے۔ اور تقریباً ایک کروڑ روپیہ حیدرآباد کی رعایا سے مل جائے گا۔ اور یہ وہ امداد ہے جو غالباً ہندوستان کی تمام ریاستوں نے ملکر بھی اس وقت تک نہیں دی۔ اور کسے خبر ہے کہ اگر لڑائی جاری رہی تو بندگان عالی کے عطیات کی تعداد کیا ہوگی۔

گذشتہ جنگ عظیم میں خسرو دکن نے جو شاہانہ امداد دی تھی اس کا اعتراف گورنمنٹ برطانیہ نے ہِز اگزالٹیڈ ہائی نس (یار وفادار) کا خطاب دیکر کیا تھا۔

جنگ شروع ہوئے ایک سال ہو چکا۔ حکومت ہند نے دیکھ لیا کہ یار وفادار نے وفاداری اور دوستی کا حق ادا کیا۔ اس لئے کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ملک معظم خسرو دکن کو (جن کا ملک اٹلی اور فرانس سے بڑا ہے) سرکاری طور سے بادشاہ تسلیم نہ کریں کہ ہندوستان کے شہنشاہ کے لئے بادشاہ کا ہونا ضروری ہے۔

یوں تو ایسٹ انڈیا کمپنی اور ملک معظم کی گورنمنٹ سے آصف جاہی خاندان کے معاملات مساوی درجے کے ہیں۔ اور رعایا حیدرآباد اعلیٰ حضرت کو ظل اللہ اور بادشاہ سمجھتی ہے۔ اور حضور نظام اپنے ملک میں وہ اختیارات بھی رکھتے ہیں، جو ایک بادشاہ کو حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن مسلمانانِ عالم اور خصوصاً مسلمانان ہند کی یہ دلی تمنا ہے کہ آصف جاہی سلطنت (جو مغل سلطنت کی آخری نشانی اور قائم مقام ہے) کے سربرآرا کو بادشاہ عالی جاہ کے نام سے موسوم ہونے کی اجازت ہو۔

امید ہے کہ برطانوی مدبرین مسلمانان ہند کی اس دیرینہ آرزو کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

شعبان کی ایک مقدس رات

۱۴ شعبان کی رات ایک مقدس رات ہے، جس میں مسلمانوں کے

اعمال خداوند قدوس کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس رات کے خیر مقدم کے لئے ڈیڑھ مہینہ پہلے سے تیاریاں کیا کرتے تھے۔ اور اس مقدس رات میں خود بھی عبادت کرتے اور خدا سے دعا مانگتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس رات میں عبادت کا حکم دیا ہے۔

لیکن ہندوستان میں مسلمان شعبان کی اس مقدس رات کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اس کا جواب دینے سے پہلے شرم و ندامت سے گردنیں جھک جاتی ہیں۔

اگر حضور ؐ اس ملک میں اس رات کو جسم اطہر کے ساتھ تشریف لے آئیں تو واللہ یقین کیجئے کہ ایک فیصدی مسلمان تلاش کرنے سے بھی سرکار کو مشکل سے ملیں۔ فیا ویلتا و یا حسرتا۔

کتنی بدنصیبی ہے مسلمان قوم کی کہ افلاس، کساد بازاری، بے روزگاری کے اس ہولناک دور میں رجب کے پہلے ہفتہ سے شعبان کی اس مقدس رات کی بے حرمتی کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اور ہزارہا روپے کی آتش بازی روزانہ فروخت ہو رہی ہے جس کو روکنے کے لئے کوئی احراری، کوئی لیگی، کوئی کانگریسی رہنما میدان میں نہیں آتا۔

ابھی شب برات بہت دور ہے۔ لیکن پاکستان کے ہر کوچہ و بازار میں نونہالان اسلام رات کے ۱۲ بجے تک آتش بازی چھوڑ کر اپنی بدنصیبی اور افلاس پر مہر لگاتے ہیں۔ اور لوگوں کے آرام میں خلل ڈالتے ہیں۔ اگرچہ بعض میونسپل کمیٹیوں نے سوائے ایک روز کے (نہ معلوم یہ ایک روز کی اجازت کیوں ہے) آتش بازی چھوڑنے اور بلا لائسنس فروخت کرنے کی ممانعت کر رکھی ہے۔ لیکن یہ مصیبت رجب سے شروع ہو کر رمضان کے آخری ہفتہ تک نازل رہتی ہے۔ اور اللہ ہی کو علم ہے کہ ہندوؤں کی یہ مشرکانہ رسم کب سے اور کیوں اور کس مقصد کے لئے مسلمانوں میں آئی ہے؟ تاہم میں لیگی۔ احراری۔ کانگریسی اور سرکاری مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آتش بازی کے انسداد کے لئے کھڑے ہوں۔ اور مسلمان قوم کا لاکھوں روپیہ برباد ہونے سے بچائیں۔ یہ کوئی مذہبی یا سیاسی اختلافی مسئلہ نہیں ہے کہ اس میں تصادم کا اندیشہ ہو۔ لیکن مجھے توقع نہیں کہ مسلمانوں جیسی بے عمل قوم کسی اصلاحی مرکز پر مجتمع ہو سکے۔ اور مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ بچانے کے لئے کوئی موثر قدم اٹھایا جا سکے۔

حج کا تارک امام

احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ حج کی استطاعت رکھتا ہوا "جو مسلمان حج ترک کرے گا۔ اس کی موت یہود و نصاریٰ کی موت ہو گی۔"

میں امام ممدوح سے جو ۲۰ ہزار روپے کی حویلی کے مالک ہیں [illegible] خود کاشتہ امام ہیں اور جن کے نام سے فلسفۂ تعلیم اسلام نامی کتاب شائع ہوئی ہے (اس کتاب پر علمی تبصرہ بہت جلد شائع ہو گا جس میں بتایا جائے گا کہ اس کے مضامین کس کس کتاب اور اخبار سے اخذ کئے گئے ہیں) یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ حدیث غلط ہے؟ کیا آپ پر یہ الزام غلط ہے کہ آپ پر حج فرض نہیں ہے؟ اگر ان دونوں سوالوں کا جواب اثبات میں ہے تو پھر کیا آپ اپنے ترک حج کا فلسفہ بیان کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟

ڈاک خانہ کا حسن انتظام

حریت کے دو پرچے ہر اشاعت کے دوسرے اخبارات کی طرح دہلی کے سنسر آفس میں مفت بھیجے جاتے ہیں۔ اگر یہ دو پرچے مفت نہ بھیجے جائیں تو جرم ہے۔ اور کیونکہ ڈاک خانہ کے اکثر ملازم بغیر پیسہ خرچ کئے اخبارات اور رسائل پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لہذا حکومت کے عتاب سے بچنے کے لئے میں نے حریت کے اسٹاف کو یہ ہدایت کر رکھی ہے کہ سنسر کے نام دونوں پرچے پوسٹل سرٹیفکیٹ لیکر بھیجے جایا کریں۔ چنانچہ سال گزشتہ بھی اس پر عمل رہا اور سنہ ... میں بھی یہی دستور ہے۔ لیکن دہلی کے ڈاک خانہ کا حسن انتظام دیکھئے کہ حریت کا ایک پرچہ پہنچتا ہے اور ایک راستہ میں غائب ہو جاتا ہے۔ حالانکہ پوسٹل سرٹیفکیٹ پر دو پرچے لکھے ہوتے ہیں۔

اگر کسی گاہک کا پرچہ نہ پہنچتا تو وہ دستور کے مطابق دس بیس گالیاں دیکر اپنا پرچہ دوبارہ منگوا لیتا۔ لیکن یہ سنسر صاحب کا پرچہ تھا۔ جو ڈاک خانہ والوں نے تلف کیا۔ مگر عتاب نامہ اڈیٹر حریت کے نام پہنچا کہ "وجہ بتاؤ کہ تمہارے خلاف مقدمہ کیوں نہ قائم کیا جائے؟" خوب پرچہ ڈاک خانہ نہ پہنچائے اور قصور وار اڈیٹر حریت کو گردانا جائے۔

اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ڈاک خانہ کے اس حسن انتظام پر ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانہ جات ہند کو توجہ دلانے سے کچھ بھی نہ ہو گا۔ سوائے اس کے کہ ایک چھپا ہوا فارم آ جائے گا جس میں لکھا ہو گا کہ "آپ کی شکایت پہنچی۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔" لیکن اس تحقیقات کا نتیجہ نہ پہلے کبھی نکلا ہے اور نہ آئندہ نکلے گا۔ تاہم پھر بھی ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانہ جات ہند ہی کو قاعدہ کے مطابق توجہ دلاتی ہے کہ جب پوسٹل سرٹیفکیٹ والے پرچہ کو اور وہ بھی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب جو چیف سنسر ہیں کے نام کے اخبار کو غائب کیا جا سکتا ہے، تو غریب خریداروں کا کیا حشر ہوتا ہو گا۔ جن کے پرچے پوسٹل سرٹیفکیٹ لیکر نہیں بھیجے جا سکتے۔

اس قسم کی شکایتیں ڈاک خانہ کے حسن انتظام ... [illegible]

... کو جتنی جلدی دھویا جا سکے دھونا چاہیئے۔
... لوگوں کو جو ڈاک خانہ کی بدنامی کا باعث ثابت ہوں عبرتناک سزا دینی چاہیئے۔

پس پیشوا کے ناظرین جو پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت لکھتے وقت اپنے حلقہ کے پوسٹ مین یا پوسٹ ماسٹر کو ذرشتہ ظاہر کرتے ہیں اور بلا سوچے سمجھے پیشوا آفس کو پرچہ نہ بھیجنے کا ملزم گردانتے ہیں، وہ غور کریں کہ جب پوسٹل سرٹیفیکیٹ لے کر ڈپٹی کمشنر دہلی کو بھیجا ہوا پرچہ دہلی کی دہلی ہی میں غائب کر دیا گیا تو وہ بیچارے کس شمار و قطار میں ہیں؟

میرا ہمیشہ کا یہ دستور رہا ہے کہ جن بھائی کو پرچہ نہ پہنچے، اور وہ شکایت کرتے وقت بدتمیزی سے کام لیں تو سب سے پہلے ان کی گالیوں کو معاف کرتا ہوں، اور پھر دوبارہ بلا قیمت پرچہ ارسال کر دیا کرتا ہوں۔ لیکن اس کا بہت ہی دُکھ ہوتا ہے۔ جب وہ یہ لکھتے ہیں کہ "آپ نے پرچہ نہیں بھیجا" جو سراسر جھوٹ ہوتا ہے۔ کیونکہ پرچہ چھپتا خریداروں ہی کے لئے جاتا ہے، پھر نہ بھیجنے کے کیا معنی؟

نمبر خریداری

جو لوگ رسائل اور اخبارات کے کام سے ناواقف ہیں، وہ ان مشکلات کا اندازہ نہیں کر سکتے جو دفاتر کے کارکنوں کو نمبر خریداری نہ لکھنے کی صورت میں پیش آتی ہیں۔ کوئی صاحب یہ لکھ دیتے ہیں کہ "میرے نام کا اس گاؤں یا قصبہ یا شہر میں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے" کوئی صاحب یہ لکھ دیتے ہیں کہ "میرا نام ابجد کے رجسٹر سے نکال لیجیے" کوئی صاحب یہ لکھ دیتے ہیں کہ "رجسٹر میں تلاش کیجیے۔ میرا نام مل جائے گا" کوئی صاحب یہ لکھ دیتے ہیں کہ "صوبہ وار یا ضلع وار رجسٹروں میں دیکھ لیجیے" وغیرہ۔

یہ سارے طریقہ کار ممکن ہیں لیکن اس طریقے سے رجسٹر رکھنے کی صورت میں کم از کم دو کلرک ملازم رکھنے پڑیں گے، جو صرف یہی کام کریں گے۔ اور ان کلرکوں کی تنخواہ بیس روپے ماہوار رکھی جائے تو چالیس روپے ماہوار کا بلا ضرورت اور مزید خرچ ہے۔ جو موجودہ آمدنی اور موجودہ گرانی کے زمانہ میں نکلنا قطعی ناممکن ہے۔

پیشوا آفس کی حالت یہ ہے کہ ایک میں ہوں اور ایک کلرک جس کو منی آرڈر اور وی۔ پی کی کوپن تین رجسٹروں میں چڑھانا اور خارج کرنا، اور پرچہ نہ پہنچنے والوں کی شکایتیں پوری کرنا، نمونہ طلب کرنے والوں کو نمونہ بھیجنا۔ اور اگر اتفاق سے کوئی نیا خریدار یا کسی کتاب کا وی۔ پی کسی روز آ جائے تو اس کی تعمیل۔ پتے تبدیل کرنا اور جو حضرات وی۔ پی واپس کریں، ان کے نام سارھے تین آنے کا نقصان ... خارج کرنا۔ یہ تو ہوا کلرک کا کام۔ میری مصروفیات کی حالت یہ ہے کہ رسالے کے لئے مضامین لکھنا نئی تصانیف میں سے جو میرے متعلق ہیں ان کو خود لکھنا، جو دوسرے اہل علم حضرات سے متعلق ہیں، ان کے خاکے بنا کر دینا۔ کاپیوں اور پروفوں کی صحت و چھپائی کا انتظام اور سب سے بڑی مصیبت یہ کہ نقصان کو پورا کرنے کے لئے روپے کی فراہمی۔

میری عمر پچاس سال سے زائد ہو چکی ہے۔ زندگی کی شام شروع ہو گئی۔ قوی انحطاط پذیر ہیں۔ جو قدم اٹھتا ہے، وہ موت کی جانب اٹھتا ہے۔ متعدد امراض نے مستقل طور پر میرے نحیف جسم میں چھاؤنیاں ڈال لی ہیں۔ دل اور دماغ تھک چکے ہیں لیکن میری مصروفیات بڑھ گئی ہیں۔ اور جو بھائی نمبر خریداری نہیں لکھتے، وہ مزید مصروفیت بڑھاتے ہیں حالانکہ جسم و روح کا تعلق قائم رکھنے کیلئے مجھے کام بھی کم کرنا چاہیئے اور سوچنا بھی کم چاہیئے۔

لہٰذا قارئین پیشوا سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اس خریداری نمبر کو جو ان کی چٹ پر ان کے نام کے ساتھ چھپا ہوا ہے، اپنے کسی یادداشت کے کاغذ میں نوٹ کر لیں۔ اور جب کبھی کسی قسم کا خط پیشوا کے دفتر کو لکھیں تو اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیں پیشوا کے دفتر میں صرف سلسلہ وار رجسٹر ہے۔ اور جب تک نمبر خریداری نہ لکھا ہو کسی قسم کی تعمیل ممکن ہی نہیں، بلکہ قطعی ناممکن ہے۔ گویا بغیر نمبر خریداری کے جو بھائی خط لکھتے ہیں، وہ اپنے تین پیسے ضائع کر دیتے ہیں کیونکہ نمبر خریداری کے بغیر جو خط پیشوا آفس میں آتا ہے، ایک لمحہ کا توقف کئے بغیر ضائع کر دیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ قارئین پیشوا اس بہت ہی اہم درخواست کو جس میں ان کا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا قبول کریں گے۔ اور آئندہ نمبر خریداری کیلئے مجھے نہ لکھنا پڑے گا۔

پیشوا کی امداد کی چند اور صورتیں

قارئین پیشوا میں سے جو بھائی صاحب زکوٰۃ ہیں اور صاحب خیر ہیں، وہ شعبان میں زکوٰۃ اور صدقات کی رقومات مختلف طریقوں سے ادا کرتے ہیں، اور ان میں بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ پیشوا کو نادار مسلمانوں کے نام جاری کرا یا جائے۔ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ) کو زکوٰۃ اور صدقات کے روپے سے خرید کر نادار مسلمانوں کو دیا جائے۔ یا مساجد میں پڑھنے کے لئے وقف کر دیا جائے۔ یہ صورت صدقہ جاریہ کی ہے۔ اور جب تک یہ کتابیں پڑھی جائیں گی۔ واقف کو ان کے پڑھنے کا ثواب ملتا رہے گا۔

پس جو بھائی اس تجویز سے متفق ہوں اور صاحب نصاب ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت

اپنے ان نادار بھائیوں کا ضرور خیال رکھیں جو رسالہ پیشوا پڑھنا چاہتے ہیں۔ یا احادیث رسول اللہ صلعم کے مطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں۔ مگر ناداری کی وجہ سے ان کو خرید نہیں سکتے۔ اور اس لئے اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جو حضرات کسی نادار مسلمان بھائی کے نام رسالہ جاری کرائیں یا کتابیں طلب فرمائیں، ان کو منی آرڈر میں یہ تصریح کر دینی چاہیئے کہ یہ رقم زکوٰۃ کی ہے۔ تاکہ مستحقین کے نام پیشوا جاری کر دیا جائے۔ یا کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم ان کے نام بھیج دی جائیں۔

مسلم لیگ ہائی کمانڈ کا اجلاس بمبئی

۳۱۔ اگست سے ۲ ستمبر تک مسلم لیگ ہائی کمانڈ کا اجلاس مسٹر جینا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل تجاویز پاس ہوئیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ چونکہ ملک معظم کی حکومت نے مسلم لیگ کا یہ مطالبہ منظور کر لیا ہے کہ ملک کا آئین خواہ وہ عارضی طور پر ہو یا ہمیشہ کے لئے ہم سے مشورہ کئے بغیر نہیں بنایا جائے گا۔ اور اس سلسلہ میں بڑی حد تک ہمارا مطالبہ پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۲۔ وائسرائے کے اس اعلان پر جو انہوں نے اپنی ایگزیکٹو کونسل میں توسیع کرنے کے سلسلہ میں دیا ہے، اظہار اطمینان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جنگی کاموں کے مشورہ کے لئے جس کونسل بنانے کا اعلان وائسرائے نے کیا ہے۔ اس پر بھی اطمینان کیا گیا ہے نیز وائسرائے سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے بیان کی بعض باتوں کی تشریح فرمائیں۔ اس کے علاوہ قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ وائسرائے سے کچھ نکات کی تشریح چاہیں۔

(۳) لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ نے تجویز تقسیم کے مطابق جو ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں پھر پاکستان کے عقیدے کو دوہرایا گیا ہے۔

(۴) جو مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ جنگی کمیٹیوں میں شرکت کر کے وہ مفید کام انجام دے سکتے ہیں۔ وہ جنگی کمیٹیوں میں شرکت کر سکتے ہیں۔

ان تجاویز پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے "کھودا پہاڑ نکلی چوہیا" کہاں تو آزادی کامل کے دعوے تھے، پاکستان کا مطالبہ تھا، رائل کمیشن کے ذریعہ کانگریسی مظالم کی تحقیقات کا شور تھا۔ نئے آئین میں مسلمانوں کے ان حقوق کا مطالبہ تھا جو کانگریس نے پورے نہیں کئے تھے لیکن تان اس پر ٹوٹی کہ ہز ایکسیلینسی وائسرائے نے جو کچھ کہا وہ بجا و درست ہے۔

اگر مسلم لیگ کی حیات ثانیہ سے اس وقت تک کے بلند بانگ دعاوی کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت صرف غریب مسلمانوں کے لئے کانگریس جیسی "ظالم اور ہندو" جماعت سے لڑ رہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ چند امرا اور خطاب یافتہ لوگوں کے لئے مسٹر جینا اسلام کے نام پر چند عہدے حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جن سے غریب مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں۔

مسلم لیگ کی یہ پوزیشن کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ پہلے تو وار کمیٹیوں میں عدم شرکت کا حکم ہوتا ہے۔ لیکن جب پنجاب اور بنگال اور دوسرے صوبوں کے وزرا اور سرکار پرست مسلمان وار کمیٹیوں کی عدم شرکت کے لئے تیار نہیں ہوتے، اور ایک حقیر ترین قربانی سے بودے طریقہ سے فرار ہوتے ہیں، تو مسٹر جینا میں جرأت نہیں ہے کہ وہ کانگریس کی طرح ایکشن لیں۔ اور لیگ کے باغیوں کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں۔ اور اس کش مکش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی رٹ لگانے والی مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوتا ہے تو مسٹر جینا چاروں شانے چت نظر آتے ہیں۔ اور وزرا بنگال و پنجاب مسٹر جینا کی لگام اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں اور یہ دلچسپ ریزولیوشن پاس ہوتا ہے کہ جو مسلمان وار کمیٹی میں شریک ہونا چاہے شریک ہو سکتا ہے۔ سبحان اللہ۔

فرمایئے جس جماعت کی یہ حالت ہو کہ صبح کو اس کا ریزولیوشن کچھ ہو، دوپہر کو کچھ ہو اور شام کو کچھ ہو، تو وہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے اور خدا کی اس وسیع زمین پر مسلمانوں جیسی غیور اور خوددار اور ایثار پیشہ قوم کے لئے لعنت نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر لیگ کو خود غرضی اور غلامی کا یہ ڈرامہ کھیلنا ہی تھا تو آزادی کامل کا غازہ لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ کیوں نہیں پہلے ہی سے اعلان کیا کہ دو سیٹیں وائسرائے کی کونسل میں دے دو۔ مسلمان قوم کو سوراج حاصل ہو جائے گا۔ آخر اس مذاق کی ضرورت؟

بہر حال مجھے تو خوشی ہے کہ لیگ کے چہرے سے نقاب اتر گیا اور اس کو مسلمان قوم نے برہنہ دیکھ لیا۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ دہلی کی مسلم لیگ نے جن پرانے مسلم لیگیوں کو ذاتی عداوتوں کی آڑ میں وار کمیٹیوں کی شرکت کے جرم کے نام پر مسلم لیگ دہلی سے خارج کیا تھا۔ ان کا حشر کیا ہوگا؟

آزاد لنلتھگو خط و کتابت

حضرت علامہ ابوالکلام آزاد اور ہز ایکسیلینسی لارڈ لنلتھگو کی خط و کتابت شائع ہو گئی۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گورنر جنرل

انڈین نیشنل کانگریس کے صدر کو ہندو مسلمانوں کا نمایندہ سمجھ کر ان سے گفتگو کرنے کی ضرورت سمجھتے تھے۔ اور ان کا بار بار اصرار تھا کہ حضرت علامہ آزاد ملاقات کریں۔ لیکن حضرت ممدوح یہ فرماتے تھے کہ جب وائسرائے کے اعلان میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں تو ملاقات بے سود ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسٹر جناح کے نظریہ کو ہز ایکسی لینسی وائسرائے حضرت علامہ آزاد کے متعلق صحیح نہیں سمجھتے۔ مسٹر جناح حضرت آزاد کو بہودہ تشبیہ دیکر مسلم لیگ کے "اعلیٰ اسلامی اخلاق" کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور اپنی بے دماغی اور مسلمان قوم کی کور بختی اور اسلامی تعلیم اور اسلامی اخلاق سے ناآشنائی اور اپنے کنوئیں کے مینڈک ہونے پر خود ہی مہر لگاتے ہیں لیکن ایک غیر جانب دار انسان کو یا تو مسٹر جناح کے عدم تدبر کا قائل ہونا پڑے گا یا ہز ایکسی لینسی وائسرائے کا۔ ظاہر ہے کہ ہز ایکسی لینسی اپنی معلومات، اپنے تدبر، اپنی ذمہ داری اپنی ہوش مندی اور اپنے اعلیٰ اخلاق سے اس قابل ہیں کہ ان پر دوران کی اصابت رائے پر اعتماد کیا جائے۔ چونکہ مسٹر جناح کا یہ نظریہ سرکاری کاغذات کی رو سے غلط ثابت ہوا کہ حضرت علامہ آزاد کسی کے نمایندہ نہیں کیونکہ اگر ان کی نمایندگی مسلمہ نہ ہوتی، تو ہز ایکسی لینسی وائسرائے ان سے ملاقات کی خواہش بار بار کیوں کرتے؟

ریل پارسل منگانے والے

جو حضرات کتابوں اور کلام اللہ کا بڑا پارسل منگواتے ہیں، ان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ریل کا پارسل بغیر پیشگی قیمت آئے کسی حالت میں بھی نہیں بھیجا جاتا۔ کیونکہ سالہا سال کے تجربے اور ہزارہا روپے کے نقصان کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ریل کا پارسل وی پی کے ذریعہ نہ بھیجا جائے۔ اگرچہ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سب خریدار صاحبان پر خدانخواستہ بے اعتمادی ہے۔ کیونکہ اکثر حضرات نے ریل کے ذریعہ پارسل منگوائے اور پارسل اسٹیشن پر پڑا رہا۔ اور دی۔ پی وصول نہیں کیا گیا۔ اس لئے ریلوے نے پارسل واپس کرکے آمد ورفت کا کرایہ دفتر پیشوا سے وصول کیا۔ جس کا نتیجہ اکثر یہ ہوا کہ پارسل میں جتنی کتابیں تھیں۔ ان سے زیادہ ریل کا محصول ادا کیا گیا۔ لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ کوئی ریل پارسل بغیر پیشگی قیمت وصول ہوئے نہ بھیجا جائے۔ ریل کے ذریعہ پارسل منگانے والے ۲ فیصد آنے زائد بھیجیں۔ کیونکہ ہر بلٹی کی رجسٹری کا محصول اور ہر دفتر پیشوا سے دہلی کے ریلوے اسٹیشن تک کی روانگی کا خرچہ۔ ریل پارسل کا پیکنگ مفت۔

امید ہے کہ جو حضرات زیادہ تعداد میں کتابیں اور کلام اللہ طلب فرمائیں گے، وہ اس ضروری گذارش کا خیال رکھ کر قیمتیں منی آڈر کے ذریعہ ارسال فرمائیں گے

رعایت کا مطلب

رفتر پیشوا کے دفتر ہی کو حاصل ہے کہ اس نے کاغذ کی چار گنی سے زائد قیمت ہونے کے باوجود کتابوں کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ حالانکہ بڑے بڑے کتب خانوں نے ۵۰ فیصدی ۔ ۷۰ فیصدی اور اکثر نے سو فیصدی تک قیمتیں بڑھادیں۔

چونکہ اکثر کتب فروش قیمتیں بہت زائد مقرر کرتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ جھوٹے رعایتی اعلان کریں تو ان کو زیب دیتا ہے۔ لیکن میرا اصول کم نفع، ورنہ بادہ فروخت کا ہے۔ اس لئے میں قیمت مقرر کرتے وقت ممکن رعایت کر دیتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جتنے رعایتی اعلانات ہوتے ہیں، ان سب میں کوئی تاجر اپنا نفع ہرگز نہیں چھوڑتا۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ دوسرے جھوٹ بول کر اپنی روزی کماتے ہیں۔ خود بھی گنہگار ہوتے ہیں۔ اور گاہک کو بھی گناہ میں شامل کرتے ہیں۔ اور میں اس کو اسلامی تعلیم کے خلاف سمجھتا ہوں۔ لہٰذا جو حضرات رعایتی قیمتوں کے لئے خط لکھتے ہیں ان کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آج کل تو رعایت در رعایت ہے۔ کیونکہ قیمت مقرر کرتے وقت کم سے کم نفع شامل کیا گیا تاکہ "ذکر کردہ آپ ہی خورد دمی گزر دہ" پر عمل ہو سکے۔ نیز کاغذ کی ہوش ربا گرانی کے باوجود قیمتوں میں اضافہ نہ کرنا رعایت در رعایت ہوئی۔ پھر آپ ہی فرمایئے کہ اور رعایت کی گنجائش کہاں سے نکالی جائے؟

امام حمید تبلیغ کرتے ہیں

مولانا امداد صابری کے مقدمہ میں خان صاحب نواب علی ٹھیکیدار نے بحیثیت سکرٹری جامع مسجد کمیٹی دہلی کی عدالت میں بیان دیتے ہوئے فرمایا۔

"امام حمید کو چالیس روپے ماہوار الاؤنس تبلیغ اور وعظ کا دیا جاتا ہے"

میں دہلی کی پیدائش ہوں۔ امام حمید نے میرے ساتھ کلام اللہ ایک ہی استاد سے ایک ہی وقت میں حفظ کیا۔ اور تقریباً تیس سال میرے ان کے تعلقات بہت ہی خوش گوار رہے ہیں اور جولائی ۱۹۳۶ء تک میں نے نہایت پابندی سے جامع مسجد میں نمازیں پڑھی ہیں۔ مجھے امام حمید کے مبلغ علم، قوت تقریر اور قوت تحریر دونوں کا علم ہے۔ میرا مشاہدہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان میں نہ یہ اہلیت ہے کہ دس سطریں کسی عنوان پر سلاست اور روانی کے ساتھ لکھ سکیں۔ اگرچہ ان کے نام سے ایک کتاب "فلسفہ تعلیم اسلام" کے نام سے شائع ہو چکی ہے جس کی حقیقت

بہت جلد شائع کی جائے گی) نہ دس منٹ کوئی تقریر کر سکیں گے، اور نہ ایک رکوع کلام اللہ کا صحیح پڑھ سکتے ہیں۔ اور نہ میں نے ان کو جامع مسجد میں تقریر کرتے سنا۔ نہ مولانا نے کبھی عمر میں کسی تبلیغی جلسے میں تقریر کی۔

دہلی میں لاکھوں مسلمان آباد ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ سکریٹری جامع مسجد کمیٹی کا یہ بیان کہ امام حمید تبلیغ اور وعظ کرتے ہیں کس حد تک صحیح ہے۔

دوستو! جس طرح چاہو وقف کے روپے کو برباد کر لو۔ جس کو چاہو جائز و ناجائز پرورش کرنے کے لئے اسلامی وقف کا روپیہ کھلا دو۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ حکام پرستی کی راہ اختیار کرنے کے بعد تمہارے لئے نہ عاقبت میں مواخذہ ہے نہ دنیا میں لیکن قیامت سے پہلے اور یوم حساب سے پہلے، تم کو اسلامی اوقاف کا حساب دینا پڑے گا۔ اور تم ذاتی اغراض کے لئے اور ذاتی عداوتیں نکالنے کے لئے لاکھ مقامی حکام کو غلط فہمیوں میں مبتلا کرو، لیکن جامع مسجد کی اصلاح اور وقف کے روپے کے تحفظ کی تحریک دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ اور جنہوں نے کھایا ہے انہیں اگلنا پڑے گا۔

حج کی مشکل حل ہو گئی

اس وقت جبکہ عالمگیر جنگ کی وجہ سے ہندوستان میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ شاید حج کا راستہ محفوظ نہ ہو۔ یہ خبر زائرین حج بیت اللہ کے لئے طمانیت کا باعث ہوگی کہ

"برطانیہ نے سلطان ابن سعود والیٔ حجاز کو اطمینان دلایا ہے کہ جہاں تک بھی موجودہ حالات اجازت دیں گے کسی بھی اسلامی ملک سے مکہ شریف جانے والے حجاج کے جہازوں میں کوئی مداخلت نہیں کی جائیگی بلکہ برطانیہ کا بحری بیڑہ تمام برطانوی مسلمانوں کے ایسے جہازوں کی حفاظت میں پورا زور صرف کر دیگا۔ نیز غیر جانب دار ممالک کے حاجیوں کے جہازوں کی بھی اسی طرح حفاظت کی جائے گی۔ دوسرے ملکوں کے حاجیوں کے جہاز سے بھی کوئی دخل در معقولات عمل میں نہیں لائی جائے گی بشرطیکہ مقامی برطانوی حکام کو ان کے بارے میں اطمینان ہو جائے"

اس خبر سے جہاں عازمین حج کو اطمینان ہوگا۔ اور وہ سکون قلب سے حجاز مقدس میں جا کر اپنا مذہبی فریضہ بلا روک ٹوک اور بغیر کسی خدشہ کے ادا کر سکیں گے۔ وہاں یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ سمندر پر بدستور برطانیہ ہی حکمراں ہے، جو اس خوفناک جنگ کے زمانہ میں بھی اپنے وسیع بحری بیڑے کے ذریعہ اپنی مسلمان رعایا کے مذہبی فریضہ کے ادا کرنے میں حفاظت کر سکتا ہے۔

لاریب برٹش گورنمنٹ کے اس اعلان سے مسلمان مشکور ہوں گے کہ حکومت ان کے مذہبی فرائض کی ادائیگی کا اس خوفناک جنگ کی مشغولیت میں کتنا خیال رکھتی ہے۔

امید ہے کہ جو مسلمان حج بیت اللہ کا ارادہ کر چکے ہوں گے وہ جنگ کی وجہ سے مذبذب نہ ہوں گے۔ اور حکومت برطانیہ کی اس پیش کش کے بعد تو زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو حج بیت اللہ کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔ تاکہ ان کے ذریعہ ساکنان حجاز کی مشکلات رفع ہوں۔ اور ارض مقدس کے رہنے والوں کی روزی کا سامان ہو۔

مسٹر فضل الحق کا خط

بنگال کے پہلوان صوبہ وزیر اعظم شیر اسلام مسٹر فضل الحق نے ایک خط مہاتما گاندھی کے نام شائع کیا ہے جس میں سی۔ پی کے قصبہ چاندہ بسوا کے ایک ہندو کے قتل کے مقدمہ میں جو مسٹر شکلا کانگریسی وزیر اعظم کے زمانہ میں جو زیادتیاں مسلمانوں پر ہوئیں، اور جن کی تصدیق سی۔ پی ہائی کورٹ کے ججوں نے کر دی ہے۔ اس پر مہاتما جی کی خاموشی اور کانگریس ہائی کمانڈ کا اپنے وزیر سے جواب طلب نہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

مسٹر فضل الحق کا یہ خط یقیناً اس قابل ہے کہ کانگریس ہائی کمانڈ اور گاندھی جی اس کا جواب دیں۔ اور قبل اس کے وہ جواب دیں۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ کسی صورت میں بھی صفائی نہیں پیش کر سکیں گے۔ اور یہ واقعہ اپنی سفاکی، بربریت، درندگی، ناانصافی اور تعصب کی ایسی بولتی ہوئی تصویر ہے کہ اس پر ہر شریف کانگریسی کی گردن شرم مندامت سے جھک جاتی ہے۔

حیدر آباد میں بے چینی پھیلانے کی سازش

حیدر آباد کی کسی فرضی نیشنل کانفرنس در نکس نام زکی کا فورما کے سکریٹری نے وردھا میں مہاتما گاندھی اور صدر کانگریس کو حیدر آباد کی سلطنت کے خلاف ورغلانے کی کوشش کی تاکہ دوبارہ شورش پیدا کرنے کیلئے زمین تیار کیجائے۔

تعجب ہے کہ ایک طرف ڈاکٹر مونجے حیدر آباد کی نمائندہ ہندو کانفرنس میں اصلاحات کو قبول کر چکے ہوں، اور حیدر آباد کی انصاف پسندی، بلا تعصب اور رواداری کا اعتراف کر چکے ہوں۔ پھر اس حیدر آباد کے خلاف جھوٹی اطلاعیں کانگریس کو دینا کہاں کی عقلمندی ہے؟

فرقہ پرستوں اور بلیک میلروں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ انکی پول کھل چکی ہے اور اگر اس مرتبہ پھر شورش کی گئی تو مسلمانان ہند برٹش انڈیا ہی میں جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہندوستان کی آخری عہد اسلامی کی تاریخ بھی عجیب و غریب نیرنگیاں اپنے میں پنہاں رکھتی ہے۔ اب تک تو یہ ہوتا رہا تھا کہ آپس میں مسلمان دست بہ گریباں ہوا کئے۔ مگر ہندوستان میں خود مسلمانوں نے مسلمانوں کو دشمنان اسلام کے ہاتھوں پٹوایا۔ کیا ان تاریخی واقعات سے انکار کیا جا سکتا ہے؟ مغلیہ سردار اکبر کی خانماں سوز پالیسی کہ اپنوں کو گرایا، غیروں کو بڑھایا فراموش کرنے کے قابل ہے۔ راجپوت انتہائے پستی کی حالت میں پٹھانوں کے ہاتھوں پہنچ چکے تھے، مگر مغلوں نے اپنی قیادت کی خاطر جنگجو اور طاقتور قوم کو پامال کرانے میں اپنے پہلو بہ پہلو راجپوتوں سے کام لیا۔ اس سے بڑھ کر لطیفہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مغلوں کے لئے علاوہ اور قطب شاہیوں نے ایک مرہٹہ جماعت کو نوازا کہ وہ مغلوں کے منہ آئے۔ مغلیہ حکومت اپنے امرا اور وزراء کے ہاتھوں بد حالی کی راہ لگے۔ بلکہ نمک حراموں نے حکومت کو تہ و بالا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور نیچا دکھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ حتیٰ کہ مرہٹوں کو اس قابل بنایا کہ وہ مغل حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجائیں۔ اور آثار اسلامی کی تخریب کریں۔ یہاں تک کہ دہلی کی جامع مسجد منبر کے بجائے بہاؤ بت نصب کرنا چاہتا تھا۔ اس گروہ کا سردار ایک مسلمان توپچی ابراہیم گاردی تھا۔ اور مرہٹوں کو مدد دینے والا اودھ کا مسلم صوبہ دار تھا۔ مگر اس سیلاب بلا سے ٹکر ہندوستان کے چند سیٹھی بھر پٹھانوں نے لی۔ انہی پٹھانوں کا رکن اعلیٰ نواب نجیب الدولہ تھا۔ مگر مورخین نے روہیلوں اور مرہٹوں کی نبرد آزمائی کی داستانیں لکھیں لیکن اس عظیم المرتبت ہستی کا ذکر جیسا چاہیئے تھا نہیں کیا گیا۔ غداران ملک کے حالات میں صفحے کے صفحے رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مگر ملک و قوم کے صحیح خدمت گذار کے لئے ان تاریخوں میں چند سطور سے زیادہ جگہ نہیں۔ مگر یہ قابل مبارک باد ہے کہ ہندوستان کا ہر دل عزیز رسالہ پیشوا نجیب الدولہ نمبر نکال رہا ہے، اور ایک بڑی کمی کو اس طرح پورا کر رہا ہے۔ 17

اس مجاہد اعظم کے کارنامہ کو بیان کرنے سے پہلے عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے لے کر نجیب الدولہ کی شروع زندگی تک کی سیاسی سرگرمیوں کا مختصر نقشہ قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

انتظام اللہ شہابی

مدیر دائرہ معارف قرآنیہ (آگرہ)

تمہید

شاہنشاہ عالمگیرؒ نے کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک اور افغانستان کی ابتدائی سرحد سے آسام و خلیج بنگال تک تمام ہند اعظم زیر نگین اسلام چھوڑا۔ نہ کسی مرہٹہ کی تلوار کہیں چمکنے کے قابل رکھی تھی، نہ کسی راجپوت کی تلوار کہیں نظر آ سکتی تھی، نہ کوئی دوسرا نمک حرامی کرنے پاتا تھا۔ غرضکہ کوئی بغاوت باقی نہ تھی لیکن اورنگزیب کے مرتے ہی شہزادہ معظم بہادر شاہ اور شہزادہ اعظم شاہ باہم سنہ صوبہ آگرہ کے حدود میں دست بگریباں ہوئے۔ اعظم شاہ کام آیا۔ سنہ میں کام بخش بہادر شاہی فوجوں کے ہاتھوں تیر و تلوار سے زخمی ہو کر موت کے گھاٹ اترا۔ بہادر شاہ تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی ایرانیوں کے دام میں ایسے پھنسے کہ باپ دادا کا طریقہ بھی بھلا دیا۔ باطل مسلک اختیار کیا گو جید علماء اور بہادر شاہ گرمیراق بڑھ ہوا تھا۔ مجوسی طور مروج ہونے لگے۔ شعائر اسلام رخصت ہوئے۔ رفض کو ترقی ہوئی۔ بدعات سیئہ کا زور ہوا۔ تعزیہ پرستی ہونے لگی۔ بہادر شاہ اس قدر بڑھ گئے کہ جامع مسجد لاہور میں خطبہ میں خطیب سے علی ولی اللہ وصی رسول اللہ شمول 18

کرکے پڑھوایا۔ عام شورش برپا ہوگئی خطیب تلوار سے کاٹ کر پھینکا گیا۔ بادشاہ سہم گئے۔ رفضیت بھی نہ پھیل سکی۔ پانچ سال حماقتوں کا شکار رہ کر ۱۱۲۴ھ میں چل بسے۔ عالمگیریت عالی مرتبہ بزرگ کی مرتب و مہیا کی ہوئی شان شاہی نظر نہ رہ سکی۔ خاندان سلطنت تیموریہ کے تنے بد بختانہ یادگار چھوڑ گیا۔ بیرا پشت اسلام کی تنزلی سے مرہٹوں کو پھر بیدار کر دیا ورنہ اورنگ زیب کے ہاتھوں قریب تھا کہ ملک نابود ہو جاتا۔

مرہٹوں کی ابتدائی تاریخ

اس وقت مرہٹے ... شمار کئے جاتے تھے۔

گر نظام شاہیوں اور عادل شاہی ریاستوں نے سپاہی پیشہ ... پرانے کو نوازا۔ شاہ طاہر کے شیعی مقاصد نے دکن میں آگ لگا دی اور اس نے مرہٹوں سے کام لیا۔ ابراہیم عادل شاہ بھی بکمال دلچسپی ان کے سر پرست بنے۔ حتی کہ فوج کا افسر ایک مرہٹہ سردار کو بنایا جس سے مرہٹہ قوم کو سربلندی نصیب ہوئی۔ گر مرہٹوں نے پیشہ اپنا انتشار ہی پر زور صاف کیا۔ سنہ ۹۹۶ھ میں ... مرہٹہ سردار ... نے جو قطب شاہی سلطنت میں تھا، سردار ہو گیا ... بلند کیا۔ ابتدائی درجہ ملازم کی حیثیت سے ... زمینداری قائم رکھی۔ ملک عنبر نے بھی اس قوم سے کام لینا چاہا اور انکی سرپرستی کی۔ مگر سنہ ۱۶۲۴ء میں جہانگیر نے عبدالرحیم خانخاناں کو دکن کی مہم پر مامور کیا۔ اس کا لڑکا ایرج خاں بالاپور برار میں مقیم تھا۔ ملک عنبر کی مرہٹہ فوج کے سردار جادو رائے، اودے رائے، بالو رائے ملک عنبر سے کٹ کر ایرج خاں سے آملے۔ خلعت و منصب پائے۔ یہاں بھی غداری کی۔ اودے رائے شہزادہ شاہجہاں کے قدموں پر آجھکا۔ منصب جلیلہ عطا ہوا۔ اب دربار شاہی میں باریابی ہوئی۔ ساہوجی (پدر سیواجی) کو بھی درباری عزت ملی۔ مگر اس نے غداری کی۔ شاہجہاں نے مزاج پرسی کرا دی اور اس کا علاقہ ملک عنبر کے بیٹے کو دیا گیا ساہو ہاتھ پیر مارتا ہی رہا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا سیواجی مرہٹوں کا سردار بنا اور چاروں طرف لوٹ مار برپا کر دی۔ مسلم ریاستیں باہمی خانہ جنگیوں میں مبتلا تھیں جس نے سیواجی کو بہت زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔ اورنگ زیب نے اس کی بہادری کی قدر کی مگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ بادشاہ نے شاہانہ و شجاعانہ ایسے حملے کئے جس کے صدمات سے سیواجی کی طاقت ریزہ ریزہ ہوکر غبار بن گئی۔ مگر سیاہ بخت بہادر شاہ کی بدولت اس مردہ طاقت میں پھر زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ اس کے زمانے میں سکھوں کے دوصلہ اتنے بڑھے اور ایسے بڑھے کہ شاہی سرداروں اور نامور ذیشان سپہ سالاروں کی ٹکر جھیلنے پر آمادہ ہوئے۔ بہادر شاہ کے انتقال کے بعد بیٹوں میں خوب چلی۔ معزالدین شاہ۔ جہاں شاہ، رفیع الشان، عظیم الشان، معزالدین شاہ کامیاب رہے سب لڑ کر ختم ہوئے۔ جہاندار شاہ کے لقب سے حکومت بنا فرمانروائی کی۔ احمق، عیاش، بزدل تھا۔ چند ماہ بادشاہ رہا۔ عظیم الشان کے بیٹے اپنے برادر زادہ فرخ سیر رحم بنگالہ کا صوبہ ... کے ہاتھوں سنہ ۱۷۱۳ء میں ختم ہوا۔

فرخ سیر تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ سید عبداللہ خاں اور سید حسن علی خاں حکومت مغلیہ میں بڑا رسوخ تھا۔ یہ بھائی اپنی آبائی نفوذ سے مجبور تھے۔ حکومت کی جڑیں اپنی حسن تدبیر سے کھوکھلی کر رہے تھے بغداد کے تعلق سے ... ان کا پیہ کچھ کم نہ تھا ... خوف زدہ تھے۔ سید عبداللہ ... اور سید حسین علی خاں امیرالامرا ... سے مطلع ہوکر بادشاہ سے ... مگر اس نے ...

مرہٹوں سے ساز باز کیا۔ محرم ۱۱۳۱ھ کو اورنگ آباد سے بعزم دہلی پچیس ہزار سوار۔ دس ہزار برق انداز اور عظیم الشان توپ خانہ کھانڈے راؤ دیباڑے کی سرداری میں تھا۔ راجہ ساہو کی طرف سے بشوناتھ مناجی امداد کے لئے تھا یہ فوج دہلی پہنچی۔ فیروز شاہ کی لاٹ کے نیچے خیمہ زن ہوئے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ حسن علی کی بدولت مرہٹہ فوج بادشاہ کے خلاف دار الحکومت میں آئی۔ عوام نے یہ رنگ دیکھ کر سبہ کی فوج کو ڈنڈے سے نوازا۔ ہزارہا مرہٹے بے آئی مرے۔ آخرش حسن علی نے ان کو دکن واپس کیا اور راجہ ساہو کے لئے دربار کی منصب و خلعت بادشاہ سے جو کٹ پتلی بنا ہوا تھا بھجوایا۔ دکن کے صوبہ کی چوتھ اور بیطا ہوئی۔ اب پیشوا علو تے مرتبت پر فائز نظر آیا۔ چھ سال فرخ سیر بادشاہ رہا۔ عبد اللہ نے بدنیک حلالی کی کہ ان کو قلعہ میں قید کیا، اور شمس الدین رفیع الدرجات کو بادشاہ بنایا۔ چار ماہ کے بعد یہ لقمۂ اجل ہوا۔ رفیع الدولہ تخت نشین کیا گیا۔ وہ تین ماہ سے زیادہ یہ بھی نہ چلا۔ جہاں شاہ کا بیٹا روشن اختر ۱۱۳۱ھ میں محمد شاہ کے لقب سے تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ غرضکہ بارہ برس میں امرائے سلطنت کی بدخواہی کے بدولت چھ بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے۔ مگر حکومت مغلیہ کی عظمت اور ہیبت طاری ضرور تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ شاہ دہلی کی اطاعت کے جوئے کو اپنی گردن سے اتار کر خود مختار بن جاتا۔ سید برادران نے بہت سعی کی کہ اقتدار حکومت کا ان کے ہاتھ سے [illegible] ہوئے اور اپنے کردار کو پہنچے۔

مرہٹوں کی ہمت بلند ہو چکی تھی۔ دکن میں لوٹ مار کرتے ہوئے [illegible] ہوئے تھے حسین علی کی بدولت دلی تک قدم پہنچ چلے تھے۔ [illegible] ارادہ اور آگے بڑھنے کے تھے کہ آصف جاہ [illegible] سے شکر رنجی ہوئی۔ صوبہ داری سے بڑھ کر خود مختاری کی [illegible] تھی کچھ تھوڑے عرصہ بعد علانیہ دربار دہلی کی سیادت سے [illegible] خود مختاری کا اعلان کر گذرے۔ ادھر مرہٹہ گجرات کی [illegible] ہوئے۔ اور نواح احمد آباد کو لوٹ کھسوٹ کر [illegible] ڈالا۔ نظام الملک آصف جاہ مرہٹوں کی حرکت کو دیکھتے [illegible]۔ مگر جب دکن میں ان کے علاقہ میں دست درازی ہونے لگی تو [illegible] اور پیش نظر رکھ کر تھوڑی غفلت سے کام لیا تو علاقہ نظام پر [illegible] حکومت مغلیہ کی طرف جھکے۔ محمد شاہ بادشاہ نے نظام الملک کو [illegible] کیا اور دکن کے صوبہ کی سند حکومت اور [illegible] دیا۔

نظام الملک [illegible] دہلی

میں وکیل و سفیر بنا کر بھیجا۔ اور خود اپنے بروان چڑھانے مرہٹوں کی سرکوبی پر آمادہ ہوئے۔ مگر یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی، مرہٹے روز بروز ترقی کرتے گئے۔

بالاجی بشوناتھ جس کا ذکر حسین علی کے بیان میں آچکا ہے اس پیشوا نے اپنی قابلیت سے راجہ ساہو کے کاروبار کو ایسی ترقی دی کہ ان کی ریاست مانند [illegible] حسین علی خاں کی سعی سے مرہٹوں کو دربار دہلی سے حقوق ملے جو آئندہ مرہٹہ قوم کے فرمانروا بننے کی تعلیم و ترغیب ہوئے۔

پیشوا

یہی بالاجی بشوناتھ تھا جس نے عرصہ دراز تک سید حسن علی کی خدمت میں رہ کر رموز جہانبانی سیکھے اور مرہٹوں کی لوٹ مار کو آئین و قوانین کے سانچے میں ڈھالا، اور اپنے خاندان میں پیشوا کی جڑ جمائی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا باجی راؤ پیشوا بنا۔ جس نے نظام الملک سے ۱۱۴۲ھ میں مقابلہ کیا اور فتح یاب ہوا۔ آخرش نظام نے دب کر صلح کی۔ اس فتح سے باجی راؤ کی تمام دکن میں دھاک بیٹھ گئی اور یہ عظیم الشان پہلی فتح تھی، جو پہلی لڑائی میں مرہٹوں کو حاصل ہوئی۔ اور جس کی وجہ سے یہ مسلمانوں کی عظیم الشان سلطنت کے خلاف میدانی لڑائیوں کے لیے آراستہ ہونے لگے۔ اور مسلمانوں کا

۱۹ مرہٹوں کے دل سے [illegible] خوف جاتا رہا۔

باجی راؤ اور نظام الملک [illegible] ہو گئے۔ اور ان سے اپنے وفادار نوکروں کو [illegible] زبردست [illegible] لوٹ مار کرنے اور وہاں سے چوتھ وصول کرنے کے [illegible] اور خود مرہٹے ان کے ساتھ اور [illegible] مرہٹے قابض ہو گئے۔ [illegible] گجرات [illegible] مالوہ کی صوبہ داری [illegible] سے پیشوا باجی راؤ نے [illegible] پٹھان پل پڑے۔ مرہٹے ناکام ہوئے۔ [illegible] معزول ہوا۔ راجہ جے سنگھ والی جے پور [illegible] مالوہ کا صوبہ [illegible] کر کے باجی راؤ پیشوا کو بادشاہ سے مالوہ کی صوبہ داری دلوا دی۔ اس طرح گجرات کے بعد مالوہ میں بھی مرہٹے پھیل گئے۔ نظام الملک کی تحریک و ترغیب سے گوالیار و آگرہ آباد و الہ آباد و راجپوتانہ تک ان کی تاخت و تاراج و سیع ہو گئی۔ نظام الملک نے [illegible] انتقام لیا۔ مگر حکومت مغلیہ کا وقار ٹوٹا۔ پھر اسلامی حکومت کو زوال آیا۔ غرضکہ ۱۱۴۱ھ سے ۱۱۹۱ھ کے آخر تک مرہٹے پنجاب و دہلی، [illegible] و بہار و بنگال کے سوا تمام ہندوستان پر چھا گئے۔

[illegible] میں طہماسپ قلی اور باجی راؤ تغلق آباد تک آئے اور ریواڑی کو لوٹ کر واپس گئے۔ ادھر نظام الملک نے نادر کو مطلع کیا کہ یہاں کی بد امنی سے فائدہ اٹھاؤ، وہ آمادہ تو تھا ہی ہندوستان آ کودا۔ محمد شاہ نے اپنی ہوا خیزی دیکھ کر وزیر قمر الدین خاں کی تحریک سے دکن سے نظام الملک کو بلایا۔

غرضیکہ نادری حملہ میں صمصام الدولہ کام آیا۔ نظام الملک محمد شاہ کو لے کر نادر شاہ سے ملنے دلی آئے۔ یہاں شہری و نادری فوج میں چپقلش ہوگئی، جس سے نادر نے قتل عام کرادیا۔ دلی کے خزائن و اموال، تخت طاؤس نادر شاہ کے قبضہ میں آئے۔ اور وہ ایران گیا۔ نظام الملک کو خلعت امیر الامرائی ملا۔ وزارت بدستور قمر الدین خاں کے قبضہ میں رہی۔ ادھر نادر وطن لوٹا۔ کابل سندھ سے جدا ہو کر قندھار کی طرح سلطنت ایران میں شامل ہوا۔ پنجاب میں ذکریا خاں کی خود مختارانہ حکومت قائم ہوئی۔ سعادت خاں برہان الملک جانشین صفدر جنگ اودھ میں خود مختار ہوا۔ دکن میں نظام الملک نے اپنی حکومت قائم کی اور یہ سب برائے نام دہلی کے فرماں بردار تھے ۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۷ء میں نادر شاہ ایران میں مارا گیا۔ احمد شاہ درانی افغانستان کا فرماں روا ہوا۔ پنجاب کی حکومت پر اس وقت ذکریا خاں کا بیٹا شہنواز خاں تھا۔

اس سے احمد شاہ نے پنجاب کا ملک فتح کرایا۔ سرہند پر متصرف ہوا۔ یہاں سے شہزادہ احمد ابن محمد شاہ قمر الدین خاں وزیر اور صفدر جنگ صوبہ دار اودھ جے پور کا راجہ ایسری سنگھ شریک فوج لے کر درانی کے مقابل ہوئے۔ مگر راجہ جے پور نے راہ فرار اختیار کی۔ میر منو ابن قمر الدین نے مقابلہ کیا۔ درانی سرہند سے ۱۱۶۱ھ میں اپنے ملک واپس گیا۔ شاہزادہ احمد سرہند سے واپس دہلی ہوا۔ راہ میں خبر ملی۔ محمد شاہ بادشاہ ۲۶۔ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوا۔ احمد شاہ تخت نشین ہوا۔ نظام الملک نے دکن میں انتقال کیا۔ ابو المنصور صفدر جنگ خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے نظام کے بڑے بیٹے غازی الدین خاں کو مشرف دیوان اور رسالہ شاہی کی بخشی گری عطا ہوئی۔ میر معین الملک عرف منو ابن قمر الدین خاں پنجاب کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

روہیلے نادر شاہ کے حملے سے پہلے ہی پٹھانوں نے روہیلکھنڈ میں اپنی حکومت قائم کرلی تھی۔ فرخ آباد میں محمد خاں بنگش کی حکومت بھی اچھی تھی۔ نادر شاہ کے بعد روہیلکھنڈ میں پٹھانوں کا زیادہ زور ہوگیا۔ صفدر جنگ نے پہلے باہمی چپقلش کرانا چاہی مگر کارگر نہ ہوئی تو یہ بھی مرہٹوں سے سازباز کرنے لگا اور مرہٹوں سے روہیلوں کا خاتمہ کرانا چاہا۔ صفدر جنگ اپنے عہد کا حجاج ابن یوسف سے کم نہ تھا۔ اب آگے نواب نجیب الدولہ کے عہد کی تاریخ شروع ہوگی مرہٹے سلطنت اور پانی پت کے نقشے اس کے سمجھنے کے لئے ساتھ ہیں۔

امیر الامرا نواب نجیب الدولہ ثابت جنگ

نام و نسب نجیب خاں مخاطب نواب نجیب الدولہ ثابت خاں صاحب ابن اصالت خاں ولد عنایت خاں قبیلہ عمر خیل سے تھے۔ وطن مانیری مضافات پشاور تھا۔[1]

سوانح نوعمری میں نجیب خاں اپنے چچا بشارت خاں اور چند ہم عمر احباب کے ساتھ وطن کو خیرباد کہہ کر عازم ہند ہوئے۔ [illegible] جہلم، چناب، راوی، بیاس، ستلج کو عبور کرتے ہوئے دلی پہنچے۔ ان پردیسیوں کی جائے پناہ جامع مسجد تھی۔ چند روز یہاں رہ کر کمشنری میرٹھ اور روہیلکھنڈ کے علاقہ میں سپاہی مرہٹہ کا پیشہ اختیار کر لیا۔[2] پرانے پاپی، ڈاکو اور جرائم پیشہ جرگے بھی ان کی ہمت اور بہادری سے مرعوب ہو کر ان کے ساتھ ہوگئے۔ یہ تمام کا تمام گروہ بسرکردگی نجیب خاں یاستلبولی [illegible] کے حدود کو اپنے ظلم کا تختہ مشق بنائے ہوئے تھا کہ نواب دوندے خاں برادر حافظ رحمت خاں روہیلے نے نجیب خاں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم پٹھان ہو اور ہم بھی پٹھان ہیں۔ ہمارے علاقہ میں تم کو کسی قسم کی دست اندازی نہ کرنا چاہیئے۔ اور مناسب یہ ہے کہ غریب خانہ کو اپنا گھر سمجھنا چاہیئے اور میرے پاس چلے آئیے۔ برادری کے حقوق کا پورا لحاظ رہے گا۔ نجیب خاں یہ پیغام سنتے ہی نواب کے پاس آگئے۔ چند روز قیام رہا یہاں وہ مہمان دار [illegible] اور مدارات ہوئی کہ نواب کی [illegible] کے لئے آمادہ ہو [illegible] چنانچہ فوج کی رسالداری [illegible]

دارانگر نجیب خاں [illegible] کر اپنا مستقر [illegible] قرار دیا۔ [illegible] وقت سے

[1] اخبار الصنادید ج ۱ صفحہ ۳۴۹ [2] رسالہ نمبر ۳ سنہ [illegible]

[illegible] رسالہ عبرت [illegible]

اس حصہ ملک کو ایسا بنایا کہ قرب وجوار کے لوگ کثرت سے آکر بسنے لگے جیسے آبادی معقول ہوگئی تو جملہ رفاہ عام کے کام انجام دیئے۔

تعلیمی ترقی

جس دارانگر کے نام سے لوگ ناواقف تھے۔ اُن کے لئے درس گاہ کا انتظام کیا گیا۔ برہان الملک محمد امین سعادت خاں نیشاپوری اور اس کے ہمشیرزادہ و داماد صفدر جنگ نے اودھ اور الہ آباد کے قصبوں میں خاندانی علماء کی جاگیریں شاہجہاں اور عالمگیر کے زمانہ کے مقررشدہ مدارس اور مدرسین کے روزینہ بند اور ضبط کر دیئے تھے جس سے اودھ کے علمی خاندان بے خانماں ہو کر سرگرداں پھر رہے تھے۔ وہ نجیب خاں کی علم پروری کا شہرہ سنکر دارانگر پہنچے۔ اور اس درس گاہ میں مقرر کرلئے گئے۔ اس مدرسہ کے اکثر مدرس علمائے فرنگی محل کے شاگرد تھے[1] غرض دارانگر روہیلکھنڈ میں قابل ذکر جگہ تھی۔

نجیب خاں کی شادی

نواب دوندے خاں بردبار اور شریف شناس تھا۔ اس نے نجیب خاں کی حسن قابلیت دیکھ کر اپنی صاحبزادی کا عقد ان سے کردیا۔ اور اپنی بقیہ ریاست سے جملہ مہمات میں اپنا مشیر اور مدار المہام بنایا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حکومت مغلیہ اپنے صوبہ داروں کے ہاتھ تباہی کی راہ لگ چکی تھی پیش پیش ابوالمنصور خاں صفدر جنگ تھا۔ ادھر وہ پٹھان جن کے باپ دادا کی حکومت ایک عرصہ تک ہندستان پر رہی، اور اس کی ہی بنیادوں پر مغلیہ حکومت قائم ہوئی، باوجودیکہ کئی صدی تک مغلوں کے ہاتھوں پامال رہے۔ مگر جوہر مردانگی پھر بھی باقی تھا۔ موجودہ وقت کو غنیمت جان کر انہوں نے بھی ہاتھ پیر نکالے اور روہیل کھنڈ میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کیں۔ ان میں نواب محمد خاں بنگش والی فرخ آباد کی حکومت زبردست تھی۔ نادر شاہ کے حملہ کے بعد روہیل کھنڈ میں پٹھانوں کا زیادہ زور بندھ گیا تھا صفدر جنگ صوبہ دار اودھ نے اپنے پہلو میں نوابان روہیلکھنڈ کی طاقت بڑھتے ہوئے دیکھ کر اپنے لئے خطرہ محسوس کیا اور ان کے درپے تخریب ہوا۔ پہلے تو فرخ آباد اور روہیل کھنڈ کے پٹھانوں کو پیس ڈالنا دینا چاہا۔

علی محمد خاں فرماں روائے روہیل کھنڈ ۳۔ شوال ۱۱۶۲ھ کو اور محمد خاں بنگش والی فرخ آباد ۲۔ ذیقعدہ ۱۱۵۶ھ کو انتقال کرچکے تھے[2] صفدر جنگ نے قطب الدین محمد خاں نبیرہ عظمت اللہ خاں سابق ملازم نواب [illegible] کو کی سند حکومت دے کر اس لئے بھیجا کہ وہ نوابان روہیل کھنڈ کی اٹھتی ہوئی طاقت کو پامال کردے۔

چنانچہ قطب الدین محمد خاں دھام پور کے قریب نجیب خاں اور دوندے خاں سے مقابل ہوا جس میں خود مارا گیا۔ اس کے بعد صفدر جنگ کے اشارہ سے محمد خاں بنگش کا لڑکا قائم خاں روہیلکھنڈ پر حملہ آور ہوا۔ مگر وہ بھی بدایوں کے قریب کام آیا۔ جس کے بعد اس کے ملک پر صفدر جنگ قابض ہوگیا۔ اور اپنی طرف سے فرخ آباد کا حاکم نول رائے کائستھ کو مقرر کیا جس نے اپنا دارالصدر قنوج کو بنایا اور ظالمانہ حکومت کرنے لگا۔ قائم خاں کے بھائی احمد خاں بنگش نے اپنے ہم قوم پٹھانوں کی امداد سے نول رائے پر دھاوا کیا کہ وہ ۱۱۶۲ھ میں بمقام سمدھن پرگنہ تالگرام میں شکست یاب ہو کر قتل ہوا۔ صفدر جنگ سورج مل جاٹ راجہ بھرت پور کو اپنا معین و مددگار بنا کر فرخ آباد دھر دوڑا۔ مگر روہیل کھنڈ کے پٹھانوں نے احمد خاں کی امداد کی۔ اور بارہرہ کے قریب صفدر جنگ اور سورج مل جاٹ کو ایسی شکست دی کہ دہلی آکر دم لیا۔ مگر ادھر احمد خاں خود صفدر جنگ کے علاقہ پر حملہ آور ہوا۔ اور لکھنؤ پر محمود خاں ابن احمد خاں قابض ہوگیا۔ الہ آباد کا خود احمد خاں نے محاصرہ کیا۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھ کر مرہٹوں سے خط وکتابت شروع کی۔ اور سندھیا ملکر کو ۲ ۲۵ ہزار روپیہ روزانہ ادا کرنے کا وعدہ کرکے اپنی امداد پر بلایا۔ اور سورج مل کو ۲۵ ہزار روپیہ روزانہ کا وعدہ کرکے اپنے ہمراہ لیا۔ بعد آباد اور جلیسر میں یہ لشکر جمع ہوگئے۔ اور احمد خاں کے عامل شادل خاں کو سعد آباد میں ان سے شکست اٹھانی پڑی۔ تو احمد خاں الہ آباد سے فرخ آباد آیا اور نواب روہیل کھنڈ، نواب حافظ رحمت خاں، نواب دوندے خاں، نواب سعد اللہ خاں وغیرہ سے امداد طلب کی۔ دوندے خاں کی طرف سے نجیب خاں بسولی کی فوج لے کر نواب فرخ آباد کی امداد کے لئے پہنچا اور لشکر عظیم کے مقابل ہوا۔ مگر صفدر جنگ نے منہ کی کھاکر صلح کرلی[3]

محمد شاہ کے مرنے پر تخت دہلی پر احمد شاہ متمکن ہوا اس کا وزیر صفدر جنگ تھا۔ پہلی مرتبہ احمد شاہ درانی ہندوستان پر حملہ آور ہوا تھا تو بمقام لاہور صفدر جنگ احمد شاہ بادشاہ دہلی کے ساتھ شریک معرکہ رہا۔ اور پھر احمد شاہ کو تہنیت پیش کی، تو فرط مسرت میں بادشاہ نے کہا۔ سلطنت بہ ما وزارت بہ شما مبارک۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد وزارت ان سے چھن گئی تو حکومت کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے لگے۔ اور راجہ سورج مل اور صوبہ دار

[1] مدرس نظامیہ [illegible] مولوی [illegible] دوم
[2] تلخیص [illegible]
[3] اخبار الصنادید جلد اول

باؤنی۔ کیاری پور کا فوجدار اندر گشائیں وغیرہ کو اپنی حمایت کو بلوایا اور نوابان روہیل کھنڈ کو صفدر جنگ نے لکھا۔ مگر یہ لوگ شریک نہ ہوئے۔ ادھر بادشاہ دہلی نے بھی نواب حافظ رحمت خاں اور نواب دوندے خاں کی طلبی واسطے مدد کے لئے حکم جاری کیا۔ دوندے خاں نے نجیب خاں سے لکھ بھیجا اور مرہٹہ صفدر جنگ کے طرف دار ہیں۔ اگر وہ اور دونوں گروہ ساتھ کی حرکت متحد کریں تو بہت کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ دوسری طرف بادشاہ اور انتظام الدولہ ہماری کوئی امداد اور اعانت نہیں کر سکتے۔ لیکن صفدر جنگ اور بادشاہ کا مقابلہ نوکر اور آقا کا مقابلہ ہے۔ اس لئے صفدر جنگ اگر راستی پر بھی ہو جب بھی باغی اور نمک حرام کہلائے گا اور جو بھی اس کے شریک ہوں گے وہ بھی اس الزام سے نہیں بچ سکتے مناسب یہ ہے کہ شاہی سند حکم کی تعمیل کی جاوے۔ چنانچہ بسولی کی کئی ہزار فوج لے کر نجیب خاں دہلی روانہ ہوگئے۔ راہ میں جس قدر ڈاکو، لٹیرے اور رفاقت پر بد لوگ تھے، وہ سب نجیب خاں کے جھنڈے تلے آ گئے۔ اس کی ہمدردی و خلوص اور بہادری کی شہرت کا نتیجہ تھا کہ دہلی پہنچتے پہنچتے بیس ہزار کی جمعیت نجیب خاں کے ساتھ تھی۔ شعبان ۱۱۶۶ھ کو دربار شاہی میں اطلاع پہنچائی کہ روہیلی

۲ کا رسالدار نجیب خاں معہ کثیر التعداد جاں نثاروں کے حاضر خدمت ہے۔ غازی الدین خاں عماد الملک آ کر ان سے ملے۔ ادھر باغی صفدر جنگ اپنے ولی نعمت کے مقابل حق نمک خواری یہ ادا کر رہے تھے کہ کوٹلہ سے دو میل کے فاصلہ پر مورچے جمائے بیٹھے تھے۔ دہلی کی شہر پناہ پر شاہی توپ اور رہکلے چڑھے ہوئے تھے۔ نجیب خاں روزانہ صبح اٹھ کر دشمن کے مورچوں پر حملہ اور شام کو شہر کے نیچے آکر آرام کرتا۔ آخرش کوٹلہ کی جنگ میں [illegible] جو صفدر جنگ کا سپہ سالار تھا نجیب خاں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس واقعہ سے صفدر جنگ اور اس کے حمایتیوں کا حوصلہ پست ہو گیا۔ ایک دن اس کے مضبوط مورچے پر ایسا حملہ کیا کہ سورج مل جاٹ اور صفدر جنگ کو پسپا ہی ہونا پڑا۔ بادشاہ کو اس کارگزاری کی خبر پہنچی۔ جوش مسرت میں بادشاہ کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔ نجیب خاں رسالدار نہیں بلکہ نواب نجیب الدولہ نے مورچہ فتح کیا۔ شام کو نجیب خاں واپسی پر دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ تو بوقت معہ خلعت اور نوابی کا علم عطا ہوا۔ باوجودیکہ لڑائی کا رنگ بدل چکا تھا۔ مگر بادشاہ اور وزیر کی یہ لڑائی چھ ماہ تک رہی تھی۔ مگر تمام بیرونی افواج کی اعلیٰ سرداری نواب نجیب الدولہ کے سپرد تھی۔ آخر صفدر جنگ نے معافی کی درخواست کی اور اس کو بہت غنیمت سمجھ کر اودھ کی صوبہ داری پر قانع رہ کر اپنے علاقہ میں چلا جائے۔ چنانچہ راجہ سورج مل جاٹ دم دبا کر بھرت پور چلتا بنا۔

خطاب اس فتح یابی کے بعد احمد شاہ نے وزیر غازی الدین کی سفارش سے نجیب خاں کو خطاب اور منصب ہفت ہزاری اور نقارہ۔ نشان اور منصب بخشی گیری اور سہارن پور کی باؤنی دی۔ جیت سنگھ نے بڑا فساد اور لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ نواب کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اور یہ تمام مظفر نگر اور اس کے مضافات پر قابض ہو گیا۔ اس طرح دوآبہ گنگ و جمن اور گنگ کے مشرقی جانب کا روہیل کھنڈ کا مغربی حصہ بھی نواب نجیب الدولہ کے حصہ میں آ گیا۔ سنہ ۱۱۶۳ھ میں ناگن ندی کے بائیں کنارے پر اپنے نام سے شہر نجیب آباد آباد کیا۔

سنہ ۱۱۷۰ھ میں غازی الدین خاں حکومت دہلی کے سیاہ و سفید کا مالک بنا ہوا تھا۔ جس نے پنجاب کو بھی بہ آسانی اپنے زیر فرمان کر لینا چاہا۔ صوبہ دار پنجاب جو احمد شاہ درانی کی طرف سے مامور تھا اس کی بہن کے ساتھ شادی کرنے کے بہانے سے لاہور گیا اور اس کی والدہ کو اپنے لشکر میں قید کر لیا۔ احمد شاہ درانی اس خبر کے سنتے ہی نہایت غضبناک ہوا۔ اور فوج جرار لے کر ہندوستان پر چڑھ دوڑا۔

> دارالخلافہ رسید۔ چوں بادشاہ یلغار کردہ کوچ بکوچ از راہ سرہند
> دارالخلافہ شاہجہاں آباد گشت۔ نواب نجیب الدولہ بہادر قریب
> بکرنال بہ ملازمت والا احمد شاہ مشرف گشت و عماد الملک
> غازی الدین خاں وزیر معہ عالمگیر ثانی بادشاہ ہندوستان بطریق
> [illegible] بہ احمد شاہ درانی ملاقات نمود۔ چہل روز احمد
> شاہ درانی در دہلی مقام نمود۔ حضرت بیگم صاحب بیٹی محمد شاہ را
> کہ از بطن صاحبہ محل بود بعلت عالمگیر ثانی بعقد خود در آورد و بسر
> دختر خواتین [illegible]

اور اس فتح کی یادگار میں احمد شاہ کا سکہ چلایا گیا جس میں سنہ [illegible] ڈالا گیا۔ اسی سلسلہ میں احمد شاہ درانی نے شہر متھرا کو اٹھوا دیا۔ اور سورج مل جاٹ کی بھی گوشمالی کرا دی۔ اور کابل جاتے وقت عالمگیر ثانی نے یہ کہا کہ آپ ہم کو غازی الدین خاں کے پنجے سے نکالتے جاویں۔ چنانچہ اس نے نجیب الدولہ کو سلطنت مغلیہ کا کارپرداز مقرر کیا اور تمام اختیارات اسی کے ہاتھ میں دے دیئے۔

> "و نواب نجیب الدولہ را بمرتبہ امیر الامرائی سرفراز فرمودہ و خدمت بادشاہ موصوف گذاشت و خود روانہ ولایت شد"[1]

احمد شاہ درانی بوقت مراجعت وقت پنجاب کی حکومت اپنے بیٹے تیمور شاہ کے سپرد کرتا گیا تھا۔ غازی الدین خاں فرخ آباد کی طرف

[1] تاریخ احمدی صدیقی

تھا۔ وہ نجیب الدولہ کے امیر الامرا ہونے سے بہت رنجیدہ ہوا اور احمد خاں بنگش کو بہکا کر ہمراہ لیا اور رگھناتھ راؤ اور ہلکر ملہار کو تاکیدی خط سے دکن سے بلایا۔ ان سب نے دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ نجیب الدولہ ۵ دن تک خوب مقابلہ کرتا رہا۔ عالمگیر ثانی گھبرا گیا، اور اس نے ملہار راؤ سے صلح کر لی۔ اس پر نجیب الدولہ ناراض ہو کر اپنے علاقہ کو چلا گیا۔ اور بادشاہ نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ اور غازی الدین خاں کو اپنا وزیر تسلیم کر لیا۔ شاہزادہ عالی گہر (شاہ عالم) دلی سے چلتا بنا۔ کنج پورہ ہو کر سہارنپور آیا۔ نواب نجیب الدولہ نے اپنے یہاں ٹھہرا کر آٹھ ۸۰ شاہانہ مہمان داری کی۔ اس کے بعد تسخیر بنگالہ کے لئے مشرق کی طرف روانہ ہو گیا۔ غازی الدین نے دلی پر تسلط جما کر بالاجی راؤ کے بھتیجوں رگھناتھ اور شمشیر بہادر اور ہلکر کو پنجاب کی طرف متوجہ کیا۔ سب سے پہلے صفدر جنگ اور نظام الملک نے مرہٹوں کو شمالی ہند کی چاٹ لگائی تھی۔ اب غازی الدین دلی اور پنجاب پر بھی ان کو حکمراں بنا کر حد بڑھا رہا تھا۔ چنانچہ دتیا مرہٹہ ایک لاکھ فوج سے نجیب الدولہ پر حملہ آور ہوا۔ یہ بھی اپنی بساط کے مطابق دس ہزار فوج سے مقابل آئے۔ اور احمد شاہ درانی کو اطلاع ان واقعات کی دی۔

من احمد شاہ درانی از ولایت بلبیدہ ام

مرہٹے تو نواب اودھ کی پشت پناہی سے اسلامی ممالک کو زیرنگیں لا ہی رہے تھے۔ سکھوں نے بھی ہاتھ پیر نکالے۔ امرتسر پر قبضہ کیا، اور سرہند سا بارونق شہر لوٹ کر تباہ و برباد کر دیا۔ مرہٹوں نے اٹک پر حملہ کیا ہی تھا کہ احمد شاہ درانی ۱۷۶۰ء میں الٹے پاؤں حملہ کی تیاری کر کے عازم ہند ہوا۔

ادھر غازی الدین نے عالم گیر ثانی کو قتل کرا ڈالا۔ اور اس کا بیٹا نوعمر شہزادہ علی گوہر جان بچا کر دلی سے چلتا بنا تو اس نے حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے محی السنۃ بن کام بخش کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور شاہجہاں ثانی جس کا لقب قرار پایا۔ یہ چند ماہ تک بادشاہت رہی کہ مرہٹوں نے دہلی پر قبضہ کر کے خوب لٹوایا اور خود اپنی شاہنشاہی تمام ہندوستان پر قائم کرنے کے درپے ہوئے۔ احمد شاہ پشاور اور وہاں سے لاہور ہوتا ہوا دہلی آ موجود ہوا۔ ... مرہٹوں پر ایسی ضرب لگائی کہ بدحواس ہو کر بھاگے اور دلی پر تو متصرف ہو گیا۔ اس کے تصرف کا مقصد یہ تھا کہ دہلی کی اسلامی شہنشاہی کو مرہٹوں کی دست برد سے بچائے۔ نجیب الدولہ نے ... ظاہر کی کہ مرہٹے اسلام کے دشمن ہیں۔ اگر آپ نے ...

کام نہ لیا تو دولت مغلیہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔

چنانچہ مرہٹوں کو شکست دے کر دہلی ٹھہرا رہا کہ کسی مغلیہ شاہزادے کو تخت پر بٹھائے کہ نہ ہوئی۔

اخراج دکنی گرمیش از مورد بیٹ باتمامی سارو سامان حرب
برائے انہدام بنیان اہل اسلام رستگاریہ نمودن با احمد شاہ
درانی عازم ہندوستان گردیدہ نزدیک شاہجہان آباد رسید۔

چونکہ مرہٹوں نے پانی پت کے میدان میں ایک پڑاؤ ڈال دیا اور احمد شاہ کی رسد روک دی۔ مگر اس نے بھی اپنی حسن قابلیت سے اپنی رسد کا انتظام کر ہی لیا۔

مرہٹوں کی مدد پر تمام جاٹ آ رہے تھے۔

راجہ سورج مل جاٹ شریک تھا اور سکھ بھی ساتھ تھے۔ اس وقت مرہٹوں کی جمعیت کاشی راج کے بیان سے پانچ لاکھ تھی۔ اور درانی فوج چالیس ہزار تھی۔

مرہٹی فوج کا سردار اعظم سداشیو بھاؤ تھا۔ یہ حال دیکھ کر تمام مسلمان سردار احمد خاں بنگش۔ حافظ رحمت خاں بریلوی و دیگر خوانین برخوردار خاں و عبدالرحیم خاں وغیرہ اور نجیب الدولہ بھی اپنا لشکر لے کر نجیب آباد سے چل کھڑا ہوا۔ ادھر شجاع الدولہ شرما شرمی سے نجف آباد آ کر ان سب کے ساتھ شریک ہو گئے۔ ۱۲۳

اور احمد شاہ درانی کے پرچم اسلام کے نیچے یہ سب لوگ آ جمے۔

ان سب کی فوج مع احمد شاہ کی فوج کے ۶۰-۷۰ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اور ادھر پانچ لاکھ فوج تھی۔ اور مرہٹوں کے ساتھ دو سو توپیں اور سب سے بڑی چیز یہ تھی کہ مرہٹوں کی طرف سے ابراہیم خاں گاردی کا باضابطہ لشکر تھا۔

ابراہیم خاں گاردی با فوج سوار و دوازدہ پلٹن کہ در ہر پلٹن نہ ہزار سپاہی با بندوق چقماق بطور اہل فرنگ است و ایں ابراہیم خاں مردے بود جری و شجاع در ملک دکن بہادری و جرأت اوصاف کل مرہٹہ مسلم الثبوت بود۔

غرض کہ چند روز تک جانبین میں خفیف لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بھاؤ نے شجاع الدولہ کو جو اصل بانی و مبانی اس مصیبت کے تھے۔ ان کی معرفت صلح کا پیغام بھیجا۔

شجاع الدولہ کے کہنے سے امرائے ہند کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ۔ احمد خاں بنگش۔ حافظ رحمت خاں۔ دوندے خاں۔ فیض اللہ خاں۔ عنایت خاں وغیرہ سب لوگ صلح ہو جانا پسند کرتے تھے۔ مگر نواب نجیب الدولہ رضامند نہ ہوا۔ اور اس نے کہا کہ مرہٹے ایسی قوم ہے جس کے قول و فعل اور اقرار وعدہ

کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس وقت حسن اتفاق سے ہم سب ایک جگہ جمع ہیں۔ مرہٹوں سے نبرد آزمائی کرکے حوصلے دل کے نکال کر اور عزت کے ساتھ مرجانا زیادہ مناسب ہے، ورنہ جو بھاؤ ارادہ کرکے چلا ہے وہ آنکھوں کے سامنے گذرے گا۔

فرط غرور و نخوت بہ بیان بہاؤ و دیگر سرداران مرہٹہ گذشت کہ بعد از فتح جنگ بادشاہ و قتل سرداران افاغنہ وانہدام بنیان مسلمانان وسواس راؤ را بادشاہ ہندوستان خواہیم ساخت و این بت سنگین کلاں را کہ ہمرہ ماست در جامع مسجد گذاشتہ معبد قوم ہنود خواہیم گردانید بجائے بانگ نماز آواز ناقوس بلند خواہیم نمود علہ۔

غرضکہ نجیب الدولہ کا کہنا تمام نوابان روہیل کھنڈ نے مجبوراً مانا کہ احمد شاہ درانی نجیب الدولہ کا ہمراہ تھا۔

آخر ش ۶ جمادی الآخر ۱۱۷۴ھ کو مرہٹوں نے پوری فوج سے دھاوا بولا۔ ابراہیم خاں گاردی آگے آگے شرر باری کرتا ہوا احمد شاہ کی فوج کے داہنے بازو پر جا پڑا۔ جہاں تمام نوابین روہیل کھنڈ کے لشکر دوش بدوش صفیں جمائے کھڑے تھے۔

ابراہیم خاں کی آتش باری کے ساتھ جب مرہٹہ لشکر بھی
۴۲ ادھر ہی ٹوٹ پڑا۔ نوابین کے کل لشکروں کی شکست ہوگئی۔ شجاع الدولہ چند گھنٹہ پیشتر تک مرہٹوں سے ساز باز کرتا رہا۔ ان کے لشکر نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔

نجیب الدولہ کی فوج بائیں طرف سب کے آخر میں تھی۔ مگر احمد شاہ کے ولایتی لشکر کے کمال شجاعت و جاں نثاری سے توپوں کی مار اور مرہٹوں کے ریلے کو روک رہا تھا۔ ساتھ ہی احمد شاہ نے جو فوج کے پیچھے ایک بلند ٹیکری پر سے بیٹھا فوج کا رنگ دیکھ رہا تھا۔ اپنے سواروں کے ایک رسالہ کو حکم دیا۔ اور شجاع الدولہ کی فوج میں سے نکل کر حملہ کرنا تھا کہ قیامت بپا ہوگئی۔ ملہار راؤ کا لشکر بے حواس ہوکر بھاگا۔ ساتھ ہی سارے مرہٹہ لشکر کا قدم اکھڑ گیا۔ بھاؤ بھی قتل ہوا۔ ۱۵ - ۲۰ میل تک مرہٹے بھاگتے ہوئے قتل ہوئے۔ ۵ لاکھ میں دو ڈھائی لاکھ مرتے گرتے اپنے وطن پہنچے۔ تیس چالیس برس تک مرہٹوں میں اس کشت و خون کا ماتم رہا۔

اس فتح کے بعد احمد شاہ ابدالی نجیب الدولہ کو امیر الامرا سپہ سالار افواج مقرر کرکے ۱۶ شعبان ۱۱۷۴ھ کو رخصت ہوا۔ وہ ہدایت کر گیا کہ بنگالہ سے شاہ عالم کی واپسی کے بعد اس کو دہلی کا تخت نشین کیا جائے۔ اور شاہزادہ جواں بخت کو اس کا ولی عہد قرار دیا جائے۔

علہ۔ تاریخ احمدی صفحہ ۱۲۱

اس نیک طبیعت وزیر نے نو برس دہلی میں رہ کر نہایت نیک نیتی سے تمام مہمات سلطنت کو انجام دیا۔ سورج مل نے پھر سر اٹھایا تھا اس کا بھی قلع قمع کر دیا۔ مسٹر اروان صاحب تاریخ فرخ آباد میں لکھتے ہیں کہ نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے گرچہ بڑے بھائی بھی تھے نجیب باعتبار شرافت، سخاوت، مروت، عقل، دور اندیش، حمیت و دین داری۔ پاک دامنی میں بے نظیر تھا۔ باوجودیکہ نجیب خاں مخاطب نواب نجیب الدولہ بے علم تھے۔ مگر قابلیت و لیاقت خداداد رکھتے تھے۔ شجاعت اور شہامت اور سرداری میں نشان بلکہ بے نشان قدرت الٰہی کے تھے۔

وفات دہلی میں نجیب الدولہ بیمار ہوئے اور بغرض تبدیل آب و ہوا نجیب آباد روانہ ہوئے۔ ۲۴ دسمبر ۱۷۷۰ء کو ہاپڑ کے مقام پر وفات پائی۔ ناظم ملک بقا۔ ان کی تاریخ وفات ہے

زمیں را شیوۂ شیون بپا شد فلک را گریہ و نداں نما شد
بدانعہ دہیان وا دنداں رمز نجیب الدولہ واصل با خدا شد

اولاد نجیب الدولہ کے تین بیٹے تھے۔ ضابطہ خاں۔ کلو خاں۔ منو خاں۔ بادشاہ کی طرف سے وکیل مرہٹوں کے کیمپ کے تھے۔ ضابطہ خاں کی شادی نواب سید علی محمد خاں بہادر کی بیٹی کے ساتھ ہوا جو نواب فیض خاں کی حقیقی بہن تھی۔

امرائے سلطنت

انہی امرا کے ہاتھوں سلطنت مغلیہ تباہی کی راہ لگی۔

عمدۃ الملک امیر الامرا محمد ابراہیم اسد خاں

باپ کا نام قنگر خاں تھا۔ ایرانی دربار میں صاحب قدر و منزلت تھے۔ عباس صفوی کی چیرہ دستی سے قنکو خاں مع اسد خاں کے ہند آگئے۔ جہانگیر کا آخر عہد تھا۔ بڑی آؤ بھگت ہوئی یمین الدولہ صادق خاں کی لڑکی سے عقد ہوا۔ شاہجہاں نے ان کو ذوالفقار خاں کا خطاب دیا۔ منصب سہ ہزاری مرحمت ہوا۔ پٹنہ عظیم آباد میں گوشہ نشین ہوئے۔ وہیں ۱۰۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ اسد خاں ان ہی کے خلف اکبر تھے۔ شاہجہاں نے وزیر آصف خاں (ابو طالب شائستہ خاں کے والد) کی لڑکی سے ان کا عقد کیا۔ بخشی دوم کئے گئے۔ رفتہ رفتہ سہ ہزاری ہوگئے۔ عالمگیر نے چہار ہزاری منصب پر سرفراز کیا۔ ۱۰۸۶ھ میں وزارت عظمیٰ ملی اور عمدۃ الملک خطاب ملا۔ ان کی وزارت نے عہد عالمگیری میں چار چاند لگا دیئے۔

یہ وزیر اور مدار المہام ہی نہیں، بلکہ عالمگیر کے جلوت و خلوت کے بیٹھنے والے تھے۔ امیر الامرا آصف الدولہ کا خطاب ملا۔ مرہٹوں کی سرکوبی اور بڑے بڑے زبردست قلعوں کی تسخیر میں

ا[illegible] تھا۔ [illegible] میں محاربہ اعظم و معظم میں شریک تھے۔ اعظم کے وزیر بھی تھے۔ مگر اعظم کی درشت مزاجی سے علیحدہ ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اعظم کام آیا۔ معظم شاہ نے از راہ قدر دانی اسد خاں کو وکیل سلطنت کیا۔ جہاں دار شاہ کا زمانہ آیا۔ فسق و فجور کا زور تھا، مگر اس کی قدر و منزلت برقرار تھی۔ فرخ سیر نے حملہ کیا تو انہوں نے جہاں دار شاہ کو نظر بند کر دیا۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ فرخ سیر نے فتح کے بعد جہاں دار شاہ اور عمدۃ الملک کے بیٹے نواب نصرت جنگ ذو الفقار خاں کو قتل کر دیا۔ اور فتح کے شادیانے بجواتا ہوا شاہانہ جلوس کے ساتھ ۲۳۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۴ھ کو دلی میں داخل ہوا۔ جلوس میں جہاندار کی نعش ہاتھی پر تھی اور ہاتھی کی دم میں امیر الامرا نصرت جنگ کا سر بندھا ہوا تھا۔ ہاتھی کے پیچھے اسد خاں ننگے سر ننگے پیر سر جھکائے دلی کی سڑکوں سے گذر رہے تھے۔ فرخ سیر نے اسد خاں کو پنشن دے کر نظر بند کر دیا۔ اسی نظر بندی کی حالت میں بعمر نوے سال انتقال کیا۔

امیر الامرا خان نصرت جنگ ذو الفقار خاں

محمد اسمٰعیل نام تھا۔ اسد خاں عمدۃ الملک کے لڑکے

[illegible]

ان کی شادی اپنے ماموں نواب شائستہ خاں امیر الامرا کی لڑکی سے ہوئی تھی، جو عالم گیر کے خالہ زاد بھائی تھے۔ عالمگیر کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت ہوئی۔ ان کے ہاتھوں دکن اور کرناٹک کے قلعے فتح ہوئے۔ اور مرہٹوں کا اس درجہ استیصال ہوا کہ پاؤں ٹکنے کی جگہ باقی نہ رہی تھی۔ عالم گیر نے اعتقاد خاں نصرت جنگ خطاب دیا۔ علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ شش ہزاری منصب دار ہوئے۔ بخشی الملک سربلند خاں کے انتقال کے بعد عالم گیر نے ان کو اس عہدہ پر سرفراز کیا۔ بہادر شاہ نے امیر الامرا صمصام الدولہ خطاب دے کر ہفت ہزاری کیا۔ دکن کی صوبہ داری پر مامور ہوئے بادشاہ کو ان کی مفارقت گوارا نہ ہوئی۔ دکن سے بلا لیا۔ بہادر شاہ کے انتقال کے بعد جہاندار کے رفیق رہے۔ اس نے وزیر سلطنت بنایا۔ یہ جہانداری کرتے تھے۔ بادشاہ بزدلی اور نالائقی کی بدولت لال کنور کسبی کے عشق میں مبتلا تھے۔ فرخ سیر نے جو کچھ سلوک کیا وہ اسد خاں کے حال میں لکھا جا چکا ہے۔ سنہ ۱۱۲۴ھ میں قتل کئے گئے۔

سید حسین علی و سید حسن علی بادشاہ گر

(سید عبد اللہ خاں بارہ عرف سید خاں کے لڑکے)

تھا۔ عالم گیری میں خانی اور منصب ہشت صدی سے سرفراز ہوئے۔ حسن علی دکن کے صوبہ دار تھے۔ معظم شاہ نے منصب سہ ہزاری پر سرفراز کیا۔ طبل و علم عطا ہوئے۔ بخشی گری فوج کے عہدہ پر ممتاز کئے گئے۔ محاربہ اعظم شاہی میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ جہانگیر پور الہ آباد کے صوبہ دار کئے گئے۔ ان کے چھوٹے بھائی حسین علی بہار کے صوبہ دار تھے۔ فرخ سیر انہی دونوں بھائیوں کی مدد سے تخت نشین ہوا۔ نصرت جنگ کے قتل اور ان کے والد آصف معظم کے زوال کا باعث یہی ہر دو بزرگوار تھے۔ بشیدہ سنی رقابت کارفرما تھی۔ فرخ سیر نے سید حسن علی کو عبد اللہ خاں قطب الملک بہادر یار وفادار ظفر جنگ کے خطابات دیئے۔ قلمدان وزارت سپرد کیا۔ ہفت ہزاری منصب عطا کیا۔

سید حسین علی امیر الامرا ہفت ہزاری بنائے گئے ان دونوں بھائیوں نے اپنی عادت حشمت اور فطری بغض و عناد علقمی طینت سے سلطنت مغلیہ کا بھرم کھول دیا۔

اپنی امداد کے لئے شمال میں مرہٹوں کو لائے۔ ان دونوں بھائیوں نے یکے بعد دیگرے کئی بادشاہ تخت طاؤس پر بٹھلائے آخر ش میر حیدر نے سید حسین علی کو ان کے کردار کی سزا ۶ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۲ھ میں بصورت قتل دی۔ اور عبد اللہ خاں قید میں رہ کر اپنے اعمال ۴۵
کی سزا بھگت کر ۲۔ محرم الحرام سنہ ۱۱۳۵ھ کو اجمیر میں فوت ہوئے۔ اسلامی حکومت کی تباہی کا باعث یہ دونوں بھائی کہے جاتے ہیں۔

اعتماد الملک محمد امین خاں

محمد امین خاں میر بہاؤ الدین کے صاحبزادے تھے۔ میر بہاؤ الدین وہ بزرگ ہی تھے جنہوں نے بلخ و بخارا کی مہم میں شاہزادہ عالم گیر کی قابل قدر خدمت کی تھی۔

محمد امین سنہ ۱۰۹۸ھ میں وطن سے ہند آئے۔ منصب دار ہوئے۔ علم و قابلیت سے ترقی کرتے ہوئے سہ ہزاری منصب تک پہنچے۔ مگر ان کو ملال تھا کہ حسب لیاقت قدر دانی نہیں کی گئی۔ محرم خاں کی معرفت بادشاہ عالمگیر کی خدمت میں عرضی پیش کی اور لکھا:

دونوں بخشی گیری ایرانیوں کو دی گئی ہیں۔ جو بمذہب [illegible] و دیو سیرت ہیں۔

غرضکہ فرخ سیر کے عہد میں اعتماد الملک خطاب ملا۔ صوم و صلوۃ کا پابند متشرع امیر تھا۔ سکھوں کا زور گھٹانے میں خصوصیت سے حصہ لیا۔ سکھوں کے گرو بندا سنگھ جی کو بھی گرفتار کر لیا تھا محمد شاہ کے عہد میں مشیر خاص ہوئے۔

سادات بارہ کے زوال کے بعد ۱۱۳۳ھ میں خلعت وزارت سے سرفراز کئے گئے۔ اور خطاب اعتماد الدولہ مرحمت ہوا۔ ان کے بیٹے قمر الدین خاں وزیر مشہور و معروف ہیں۔ ۲۶۔ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو انتقال کیا۔

نوٹ :- میر بہاؤ الدین اور خواجہ عابد (مورث نظام الملک) کے حقیقی بھائی تھے۔

چِنِ قلیچ خاں نظام الملک آصف جاہ کے حالات

نظام حیدروں کے ذریعہ عام شہرت رکھتے ہیں۔ تکرار لاحاصل ہے۔

محمد امین المخاطب بہ سعادت خاں برہان الملک

نیشاپور جائے پیدائش ہے۔ ایک سوداگر کی حیثیت سے بہادر شاہ کے عہد میں وارد ہند ہوا۔ پھر چھوٹے چھوٹے سرکاری عہدوں پر ملازم رہا۔ قطب الملک نے ہم مذہبی سے نوازا۔

فرخ سیر کے عہد میں ہنڈون بیانہ کے صوبہ دار ہوئے۔ محمد شاہ کے وقت میں سعادت خاں خطاب پایا۔ اپنے مربی حسن علی خاں کے قتل میں برابر کے شریک تھے۔ آگرہ کے بھی صوبہ دار رہ چکے تھے۔ حسن علی خاں کے مارے جانے کے بعد محمد شاہ نے برہان الملک خطاب دیا۔ اور صوبہ دار آگرہ و اودھ کے کئے گئے۔ اودھ کے انتظام کے لئے گئے۔ اور اکبر آباد میں راے نیل کنٹھ کو اپنا نائب بنا گئے۔ ایک جاٹ نے راجہ صاحب کو گولی کا نشانہ بنایا۔ آگرہ کی صوبہ داری جے سنگھ سوائی کو ملی۔ برہان الملک صرف اودھ کے صوبے دار رہے۔ باقی حالات تاریخ اودھ میں دیکھئے۔

راجہ اجیت سنگھ راجہ رتن چند بھی اسی وقت کی سیاست کے ترقی یافتہ بیرے تھے۔

ضروریات دین

فہم قرآن کے اصول و شرائط

از جناب مولانا شاہ معین الدین صاحب ندوی

(گذشتہ سے پیوستہ)

تفسیر بالرائے کی وعید اور صحابہ اور تابعین کی احتیاط

اوپر جو کچھ لکھا گیا وہ علمی نقطۂ نظر سے تھا۔ اب اس کو دوسرے پہلو یعنی نقطۂ نظر سے دیکھئے، قرآن کی صحیح تفسیر بالرائے کی بڑی وعید فرمائی ہے۔ صحابۂ کرام اور تابعین و تبع تابعین عظام تفسیر میں کتنی احتیاط بلکہ کتنا خوف کرتے تھے اور تفسیر کی روایات ہمارے پاس کس احتیاط کے ساتھ پہنچی ہیں۔ اس کا اندازہ آئندہ سطور سے ہوگا۔

من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعدہ من النار (بخاری) — جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کچھ کہا، اس کو چاہیئے کہ دوزخ میں ٹھکانے کے لئے تیار رہے۔

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار (ترمذی) — جس نے قرآن میں بغیر علم کے کچھ کہا اس کو چاہیئے کہ دوزخ میں ٹھکانے کے لئے تیار رہے

ایک اور روایت میں ہے

من قال برأیه فاخطاء فقد کفر (ابوداؤد) — جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کہا اور غلطی کی تو کافر ہو گیا

ان وعیدوں کے بعد صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین عظام نے قرآن کی تفسیر میں کیا کچھ احتیاط نہ کی ہوگی۔ تفسیر قرآن کا درجہ تو بہت بڑی چیز ہے۔ وہ مطلق روایت حدیث میں اتنے محتاط تھے کہ اس میں تغیر و تبدل کے خیال سے رسول اللہ صلعم سے سنی ہوئی حدیثوں کو بھی آپ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ حدیث بیان کرنے میں خوف و احتیاط کرتے تھے۔ بہت سے صحابہ اس سے پہلو بچاتے تھے، روایت کرتے وقت خشیت و خوف سے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا، تو جب قول رسول [illegible] تو قول خدا میں جس پر کفر و ایمان کا دار و مدار [illegible] متعلق ایسی صریح وعید موجود تھی کیا کچھ احتیاط [illegible] بکر صدیق فرماتے تھے [illegible] اکادمی [illegible] اپنا اٹھائے گی اور

تظلنی اذا قلت فی القرآن برأیی او بما لا اعلم (ابن جریر ج اول ص ۲۶) — کون آسمان مجھے اپنے سایہ میں لے گا، اگر میں قرآن میں اپنی رائے سے یا بغیر علم کے کچھ کہوں۔

حضرت علیؓ سے بھی اسی قسم کا قول مروی ہے، ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباسؓ معمولی معمولی آیات کی تفسیر میں احتیاط کرتے تھے، ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباسؓ سے ایسی معمولی آیت کی تفسیر پوچھی گئی کہ اگر تم میں سے کسی سے پوچھی جاتی تو وہ بیان کر دیتا، لیکن انہوں نے اس کے متعلق کچھ کہنے سے انکار کیا (ابن جریر ج ۱ ص ۲۸)

اکابر تابعین جن میں متعدد مفسر قرآن بزرگ تھے تفسیر بیان کرنے میں بڑے سخت محتاط تھے، عبید اللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ فقہائے مدینہ میں سالم بن عبد اللہ، قاسم بن محمد، سعید بن مسیب اور نافع۔ تفسیر بیان کرنا بڑی جسارت کا کام سمجھتے تھے (ابن جریر ج ۱ ص ۲۸)

ابو عبد اللہ انصاری قرطبی لکھتے ہیں کہ "اسلاف میں سعید ۲۷
بن مسیب اور عامر الشعبی وغیرہ تفسیر قرآن کو بڑی جرأت اور ذمہ داری کا کام تصور کرتے تھے اور اس میں علم و امتیاز کے باوجود محض احتیاط اور تورع کی بنا پر توقف کرتے تھے۔ گذشتہ تمام ائمہ مفسرین بڑے محتاط تھے۔ (الجامع الاحکام القرآن ج ۱ ص ۱۲۹)

اب اس کو واقعات سے ملاحظہ کیجئے۔

تابعین میں حضرت سعید بن مسیب تفسیر کے ممتاز عالم تھے لیکن اس میں اتنی احتیاط کرتے تھے کہ ان کے صاحبزادے یحییٰ کا بیان ہے کہ جب ان سے تفسیر کے متعلق کوئی سوال کیا جاتا تو جواب دیتے کہ قرآن کے بارہ میں کچھ نہ کہوں گا۔ (ابن جریر ج ۱ ص ۲۸)

حضرت عمرؓ کے پوتے سالم بن عبد اللہ جو جلیل القدر امام اور مدینہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک تھے۔ تفسیر قرآن میں بالکل خاموش رہتے تھے۔ (تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۲۷)

امام شعبی فرماتے تھے کہ میں تین چیزوں کے بارہ میں تا عمر نہ بولوں گا۔ قرآن، روح اور رائے (ابن جریر ص ۲۸)

صحابہ اور تابعین کی تفسیری احتیاط کے یہ چند واقعات بطور مثال لکھے گئے ہیں، ان سب کا استقصاء مقصود نہیں ہے۔ اس احتیاط کا مقصد تفسیر قرآن کو انسانی رائے کی آمیزش سے بچانا اور دوسروں

کو اس میں محتاط بنانا تھا، ورنہ خود ان بزرگوں کی تفسیری روایات موجود ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ اس احتیاط کے بعد ان روایات کا کیا پایہ ہوگا۔

تفسیر بالرائے کے معنی تفسیر بالرائے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ قرآن کے سمجھنے میں مطلق عقل و فہم کو دخل نہ دیا جائے کہ یہ شئے خود تعلیم قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن تو خود اپنی آیت پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

کتابٌ انزلناہُ الیکَ مبارکٌ	ہم نے تمہاری طرف مبارک کتاب
لیدبروا آیاتہٖ ولیتذکر	اتاری ہے۔ تاکہ لوگ اس کی آیات
اولوا الالباب (ص۔۳۰)	پر غور و فکر کریں اور عقل رکھنے والے نصیحت حاصل کریں۔
افلا یتدبرون القرآن	کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے
ام علیٰ قلوبٍ اقفالہا۔	یا دلوں پر قفل لگے ہیں۔

(محمد۔۳۰)

اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں۔ ان کی موجودگی میں تدبر فی القرآن سے کون انکار کرسکتا ہے۔ لیکن "تدبر" اور تفسیر بالرائے میں فرق ہے تدبر سے مراد حقیقت تک پہنچنے کے لئے دیانت کے ساتھ غور و فکر
۲۸ اور تفسیر بالرائے سے مراد اپنے گمان کے مطابق رائے دینا ہے۔ رائے سے مراد وہ رائے نہیں ہے۔ جو فہم قرآن کے تمام وسائل اختیار کرلینے کے بعد پوری تحقیق اور دیانت داری سے قائم کی جائے کہ یہ تو عین ثواب اور قرآن کا مقصود اصلی ہے، بلکہ وہ رائے مراد ہے۔ جو تفسیر کے جملہ شرائط و لوازم کو نظر انداز کرکے محض اپنے کسی خیال، نظریہ اور مسلک کی تائید میں کسی نہ کسی طرح حاصل کی جائے، یعنی کسی مسئلہ کی واقعی تحقیق مقصود نہ ہو، بلکہ اپنے مسلک کے مطابق قرآن کے مفہوم کو ڈھالنے کی کوشش کی جائے جس طرح بہت سے پرانے اسلامی فرقوں نے کیا ہے کہ متضاد مسلک رکھنے والے اپنے اپنے مسلک کی تائید قرآن ہی سے کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ دو متضاد مسلکوں میں سے کسی ایک ہی کی تائید قرآن سے ہوسکتی ہے۔

تفسیر بالرائے کے نتائج آج کل تفسیر بالرائے کے اتنے مظاہر ہیں کہ ان کی مثال دینے کی ضرورت نہیں دور جدید کے محققین کے اجتہادات میں روزانہ اس کی مثالیں نظر آتی رہتی ہیں، کوئی صاحب "صلوٰۃ" کے معنی صرف دعا کے لیکر اس کی مخصوص و متعین شکل کی پابندی ضروری نہیں سمجھتے، کوئی صاحب نماز کو قائم رکھتے ہیں لیکن اس کے اوقات میں تخفیف فرماتے ہیں، کسی کے نزدیک "زکوٰۃ" کی مقدار متعین نہیں، کسی کے نزدیک "روزہ" کی موجودہ شکل قرآن سے ثابت نہیں، کوئی بزرگ "قربانی" کو فضول بتاتے ہیں، کسی کے نزدیک جنت اور فوز و فلاح کے معنی دنیاوی و مادی ترقیوں کے ہیں۔ اور دوزخ اور خسران اس سے محرومی کا نام ہے، اس قبیل کے ایک دو نہیں معلوم نہیں کتنے خرافات ہیں۔

تفسیر قرآن کے اصول اور تفسیر بالرائے سے بچنے کے طریقے اور یہ سارے مفسرین عالم و مجتہد کے مدعی ہیں اور اپنے مزعومات پر اپنی فہم کے مطابق قرآن ہی سے دلیل لاتے ہیں۔ یہ سب نتیجہ ہے۔ فہم اور تفسیر قرآن کے اصول و شرائط سے بے نیازی کا؛ اور اس غلطی کے نتائج ابھی تک محدود نہیں۔ بلکہ متعدی ہوکر مذہب سے ناواقف مسلمانوں کو بھی مسموم کرتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ فہم اور تفسیر قرآن کا ایسا معیار مقرر کیا جائے۔ جو نہ صرف مذہبی نقطہ نظر سے بلکہ علمی اور عقلی حیثیت سے بھی عہد حاضر کے دانشمندوں کے لئے قابل قبول ہو اور جس کی پابندی سے اس قسم کی غلطیوں کے امکانات کم ہوجائیں، اور یہ وہی اصول و معیار ہوسکتا ہے جو صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بنایا اور وہ خود اور ان کے بعد تمام ائمہ اسلام اس کے پابند رہے۔

اس سلسلہ میں ایک اصول یہ پیش کیا جاتا ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کرنی چاہیئے۔ کسی حد تک یہ اصول کام دے سکتا ہے، کیونکہ کلام اللہ کے بعض الفاظ اور مصطلحات کی تشریح خود اس کی آیات سے ہوجاتی ہے۔ لیکن ہر جگہ یہ اصول نہیں چل سکتا۔ کسی ایک مسئلہ کو لے لیجئے مثلاً روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق وغیرہ کے اشکال اور ان کے جزئی مسائل قرآن سے نہیں معلوم ہوسکتے، ان کے لئے لامحالہ دوسری چیزوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ پھر قرآن کی قرآن سے تفسیر کے لئے بھی کچھ علم و نظر درکار ہے؟ ایک شخص جو قرآن ہی نہیں سمجھتا وہ اس کی تفسیر قرآن سے کیسے کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص سرے سے لغات کی صحت ہی کا منکر ہے، اس کے لئے قرآن بھی اپنی آیات کا مفسر نہیں رہ سکتا۔

بہرحال ان تمام امور کو پیش نظر رکھ کر تفسیر قرآن کا ایسا نصاب ہونا چاہیئے جس کی روشنی میں فاحش اغلاط کے امکانات کم ہوجائیں۔ علماء اور مفسرین نے تو تفسیر [illegible] ہیں اور اس کے لئے بیسیوں علوم کی ضرورت [illegible] ہیں ہمارے نزدیک بہت سے علوم غیر ضروری [illegible] جاسکتے ہیں، لیکن نفس فہم قرآن کے [illegible] ان علوم اور اصول و شرائط کو [illegible]

ہیں، نہ صرف مذہبی نقطۂ نظر سے بلکہ علمی اور عقلی حیثیت سے بھی۔

۱۔ زبان یا لغت : دنیا کی ہر زبان پر عبور کے لئے سب سے مقدم اس زبان کے لغت کا علم ہے، خصوصاً غیر اہل زبان کسی اجنبی زبان کو بغیر اس کے لغات کے علم کے سمجھ ہی نہیں سکتا، اور اہل زبان کو بھی عبور حاصل نہیں ہو سکتا، پھر اس علم کے مدارج ہیں، کسی زبان کے لغات پر جس قدر نظر وسیع ہوگی اور اس کے مزاج کا جس قدر علم اور ذوق ہوگا، اسی قدر اس زبان کے اسرار سے واقفیت ہوگی اور اس پر عبور حاصل ہوگا۔

قرآن بھی ایک انسانی زبان عربی میں ہے، اس لئے اس کے سمجھنے کے لئے بھی اس کے لغات کا علم ضروری ہے، قرآن عربی میں ہے۔

انا جعلناہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون (زخرف) — بیشک ہم نے اس کو عربی قرآن بنایا تاکہ تم لوگ سمجھو۔

وکذالک انزلناہ قرآناً عربیاً (طٰہٰ-۶) — اور اسی طرح ہم نے اس کو عربی قرآن اتارا۔

قرآناً عربیاً غیر ذی عوج لعلھم یتقون (زمر-۳) — قرآن عربی میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں تاکہ وہ لوگ تقویٰ اختیار کریں۔

کتٰب فصلت اٰیاتہ قرآناً عربیاً لقوم یعلمون۔ (حٰمٓ سجدہ - ا ع) — یہ کتاب ہے جس کی آیات تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، قرآن عربی میں ان لوگوں کیلئے ہے جو جانتے ہیں۔

بلسانٍ عربیٍ مبین۔ (شعراء-۱۱) — (قرآن) کھول کر بیان کرنے والی عربی زبان میں ہے۔

لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھٰذا لسان عربی مبین (نحل-۱۴) — جس زبان کا نام لیتے ہیں، وہ عجمی ہے، اور یہ صاف عربی زبان ہے یا جس شخص کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

اور اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں، اس لئے قرآن کے لغات کا حل کلام عرب کے مطابق ہونا چاہیے۔ یا اگر شارع نے لغات سے ہٹ کر کسی لفظ کی کوئی اور تشریح کی ہے تو اس کے مطابق ہونا چاہیے۔ مثلاً صلوٰۃ کے معنی عربی زبان میں مطلق دعا کے ہیں، لیکن شارع نے اس کو دعا کی ایک خاص شکل کے ساتھ [illegible] کر دیا۔ یا زکوٰۃ کے معنی مطلق طہارت اور پاکی کے ہیں لیکن اسلامی اصطلاح میں اس مال کو کہتے ہیں جو ایک مقررہ مقدار میں [illegible] کے لئے ایک مقررہ مقدار میں خدا کی راہ میں نکالا [illegible] کے معنی مطلق محنت اور کوشش کے ہیں لیکن شا[illegible] [illegible] کے ساتھ خاص

کر دیا ہے، جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کی جائے، خواہ وہ جانی ہو یا مالی یا جسمانی مشقت کے ذریعہ سے، اس قسم کی اور دوسری اصطلاحات میں شارع کی تشریح کی پابندی ضروری ہے۔

اس کے علاوہ ہر صورت میں کلام عرب کی سند ہونی چاہیئے قرآنی الفاظ کے کوئی ایسے معنی مراد نہیں لئے جا سکتے، جن معنوں میں وہ کلام عرب میں مستعمل نہ ہو کہ ہر زبان کا اصول یہی ہے، اگر کلام عرب کی قید توڑ دی جائے گی تو ہر شخص آزاد ہو جائے گا۔ اپنے اغراض کے مطابق جس لفظ کے جو معنی چاہے مراد لے، اور کوئی ایک دوسرے پر اعتراض نہیں کر سکتا کہ اور نہ صرف اپنی تحقیق کی صحت پر اصرار کر سکتا ہے کہ جب کوئی شرط اور قید باقی نہ رہ گئی تو ہر شخص اپنی فہم یا اپنے اغراض کے مطابق تاویل کرنے کا مجاز ہے، ایسی صورت میں کلام اللہ کا جو حشر ہوگا وہ ظاہر ہے۔

اسی شے کو رد کرنے کے لئے عہد خلفاء اور عہد صحابہ رض میں لغات عرب کا علم ضروری قرار دیا گیا۔ حضرت عمر رض نے اپنے زمانہ میں حکم دے دیا تھا۔

ان لا یقری الناس الا عالم باللغۃ (کنز العمال) — صرف عالم لغت لوگوں کو قرآن پڑھائے۔

آپ فہم قرآن کے لئے کلام عرب کا علم ضروری سمجھتے تھے۔ اور مسلمانوں کو اس کے حفظ کا حکم دیتے تھے۔ ۲۹

ایھا الناس علیکم بدیوانکم لا تضلوا قالوا وما دیواننا قال شعر الجاھلیۃ فیہ تفسیر کتابکم (تفسیر کبیر) — لوگو! اپنے دیوان کی حفاظت کرو تاکہ گمراہ نہ ہو، لوگوں نے پوچھا ہمارے دیوان کیا ہیں، فرمایا جاہلیت کے شعر، اس میں تمہاری کتاب (قرآن) کی تفسیر ہے۔

ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے تھے۔

اذا خفی علیکم من القراٰن فابتغوہ فی الشعر فانہ دیوان العرب (تفسیر کبیر) — جب قرآن کی کوئی چیز تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو اس کو شعر میں تلاش کرو کہ وہ عرب کا دیوان ہے۔

ائمہ اسلام کے اور بہت سے اقوال ہیں۔

حضرت ابن عباس رض قرآن کے الفاظ کی تشریح میں کلام عرب سے سند پیش کرتے تھے۔ سعید ابن جبیر اور یوسف بن مہران کا بیان ہے کہ ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ ابن عباس رض سے جب قرآن کی کوئی چیز پوچھی جاتی تھی تو پہلے اس کو بتاتے، پھر کہتے تم نے سنا نہیں، شاعر یہ کہتا ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے ثیابک فطھر کے معنی پوچھے، آپ نے فرمایا کہ "دھوکے کے کپڑے نہ پہنو" اور

شیلان ثقفی کا یہ شعر پیش کیا۔

فانی بحمد اللہ لا ثوب غادر
لبست ولا من سوءۃ اتقنع

اسی طرح ایک مرتبہ کسی نے "فاذا ھم بالساھرۃ" کے معنی پوچھے فرمایا "زمین" اور سند میں امیہ بن ابی الصلت کا یہ شعر پیش کیا۔

وفیہا لحم ساھرۃ وبحر　　وما فاھوا بہ لھم مقیم

ایک مرتبہ کسی نے لا تاخذہ سنۃ ولا نوم میں "سنۃ" کے معنی پوچھے فرمایا "اونگھ" اور سند میں زہیر بن ابی سلمیٰ کا یہ شعر پیش کیا۔

لا سنۃ فی طوال اللیل تاخذہ　　ولا ینام ولا فی امرہ فند

(الجامع الاحکام القرآن ج ۱ ص ۲۱ و ۲۲)

تابعین اور تبع تابعین کا بھی یہی طریقہ تھا، مشہور مفسر تابعی مجاہدؒ بن جبیر جو ابن عباس رضہ کے ارشد تلامذہ میں تھے، فرماتے تھے۔

لا یحل لاحد یومن باللہ	جو شخص خدا اور یوم آخرت پر
وبالیوم الاخرۃ ان یتکلم	ایمان رکھتا ہے۔ اس کے لئے
فی کتاب اللہ اذا لم یکن	یہ جائز نہیں ہے کہ لغات عرب
۴۰ عالماً بلغات العرب	کے علم کے بغیر کتاب اللہ کے
(اتقان سیوطی)	بارہ میں گفتگو کرے۔

امام مالک فرماتے تھے۔

لا اُوتی برجل غیر عالم	جو غیر عالم لغت کتاب اللہ کی
بلغات العرب تفسیر کتاب	تفسیر کرتا ہے۔ اس کو غدا اس کے
اللہ الا جعلتہ نکالا (اتقان)	لئے وبال بنا دیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضہ کے نامور غلام اور جلیل القدر تابعی عکرمہ بھی جنہیں حضرت ابن عباس رضہ نے بڑے اہتمام سے تفسیر کی تعلیم دی تھی۔ اپنے آقا اور استاد کے طریقہ پر قرآن کے معنی کیا کلام عرب سے استشہاد کرتے تھے۔ ایک شخص نے ان سے "ذوا تا افنان" کے معنی پوچھے، انہوں نے "سایہ دار شاخوں والے" بتایا اور سند میں یہ اشعار پیش کئے۔

ماھاج شوقک من ھدیل حمامۃ　　تدعو علی فنن الغصون حماما
تدعو ابا فرخین صادف طائرا　　ذا مخلبین من الصقور قطاما

اس طریقہ سے "زنیم" کے معنی کی سند میں جس کے معنی "ولد الزنا" اور "فاحش لئیم" کے ہیں، یہ اشعار پیش کئے۔

زنیم لیس یعرف من ابوہ　　بغی الام ذو حسب لئیم
زنیم تداعاہ الرجال زیادۃ　　کما زید فی عرض الادیم الاکارع

تفسیر کی بڑی بڑی کتابوں میں لغات قرآن کے معنی کی [illegible] میں کلام عرب سے بکثرت شواہد ہیں۔

ابو عبد اللہ انصاری قرطبی لکھتے ہیں کہ اصحاب رسول اور تابعین رضوان علیہم اجمعین قرآن کے غریب اور مشکل لغات میں کلام عرب سے احتجاج کرتے تھے۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۲۰)

۲۔ نحو لغت کے بعد لیکن اہمیت میں اسی کے برابر کسی زبان کے سمجھنے کے لئے اس زبان کے قواعد ہیں۔ جسے عربی میں صرف و نحو کہتے ہیں، کسی زبان کو بغیر اس کے قواعد کے علم کے نہیں سمجھا جا سکتا، اور عربی زبان کو اس باب میں اور بھی خصوصیت حاصل ہے۔ اس کی صحت کا دار و مدار تمام تر اس کی ترکیبوں کے سمجھنے اور ان کے اعراب کی صحت پر ہے بغیر اس کے نہ عبارت صحیح پڑھی جا سکتی ہے، اور نہ معنی سمجھے جا سکتے ہیں، اور ترکیب و اعراب کی صحت بغیر صرف و نحو پر عبور کے نہیں ہو سکتی۔ اعراب کے ذرا تغیر و تبدل سے معنی بدل جاتے ہیں۔ اس لئے قرآن کے اعراب کی صحت کی سخت تاکید ہے۔ اس تاکید کی حدیثیں بھی مفسرین نے نقل کی ہیں۔ اور صحابہ اور تابعین کے اقوال تو بکثرت ہیں۔ حضرت ابو بکر رضہ و عمر رضہ فرماتے تھے،

اعراب القرآن احب الینا	قرآن کے اعراب کی صحت ہمارے
عن حفظ حروفہ	لئے اس کے حروف کے یاد کرنے
	سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرت عمر رضہ اعراب کی تصحیح کی ترغیب کے لئے فرماتے تھے۔

من قراء القرآن فاعربہ	جس نے اعراب کی صحت کے ساتھ
کان لہ عند اللہ اجر شہید	قرآن کی قرأت کی، اس کو خدا
	کے یہاں شہید کا اجر ملے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر، مکحول، حسن بصری، شعبہ اور حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس قسم کے اقوال منقول ہیں۔

(دیکھو الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۲۰)

ابن عطیہ کا قول ہے کہ اعراب اصل [illegible] ہے کہ اسی پر اس کے معنی کی درستگی کا مدار ہے اور [illegible] شریعت ہے۔ (دیکھو [illegible] ص ۲)

اسی لئے حضرت [illegible] دیا تھا۔

تعلموا اعراب القرآن [illegible] قرآن کے [illegible]
کما تعلمون حفظہ [illegible]
(کنز العمال) [illegible]
تعلیم حاصل کرو [illegible]

شرح مثنوی مولانا روم

(از مدیر معاون)

اختلاف صورت میں ہوتا ہے حقیقت میں نہیں

زیں نمط زیں نوع دہ۔ طومارو۔ دو
بر نوشت آں دین عیسیٰ را عدو

ترجمہ :- اس دین عیسیٰ کے دشمن نے اسی قسم کے بارہ طومار اپنے متبعین کو لکھے۔

تشریح :- یہودی وزیر نے دین مسیح کا پیرو بن کر اپنے متبعین کو دین مسیح میں رخنہ ڈالنے کے لئے جو احکام متضاد و مختلف لکھے تھے، وہ اسی قسم کے تھے۔ طومار سے مطلب مضامین ہیں۔ وہ مضامین یا تو وہی تھے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یا اسی قسم کے مضامین تھے، جن کا بیان نمونہ کے طور پر اوپر کیا گیا ہے۔

اوز یکرنگی عیسیٰ بو نداشت
در مزاج خم عیسیٰ خو نداشت

ترجمہ :- اس وزیر کو عیسیٰ ؑ کی یک رنگی کا جو ان کو موسیٰ ؑ کے ساتھ تھی (یعنی وحدت وجود کا) علم حاصل نہ تھا۔

تشریح :- یہودی وزیر کا خیال تھا کہ عیسیٰ ؑ کا دین موسیٰ ؑ کے دین کے مخالف ہے یہ خیال اس کا خیال ہی تھا۔ دونوں دین ایک ہی ہیں۔ دونوں ایک خدا کو مانتے ہیں۔ یعنی وہ ادیان مختلف کے اتحاد حقیقی سے ناواقف تھا۔ اگر وہ اس سے واقف ہوتا کہ جو رنگ موسیٰ ؑ کے خم میں تھا تو شاید اس کی کوشش نہ کرتا کہ دین عیسیٰ سے لوگوں کو پھیر دے۔

جامۂ صد رنگ ازاں خم صفا
سادہ و یکرنگ گشتی چوں ضیا

ترجمہ :- ہر رنگ کے کپڑے عیسیٰ ؑ کے خم میں پہنچ کر یک رنگ ہو جاتے تھے جیسے کہ روشنی سب کو اپنے ایک رنگ میں رنگ دیتی ہے۔

تشریح :- جامۂ صد رنگ سے مراد مختلف عقیدے کے لوگ ہیں اور خم عیسیٰ ؑ سے مراد حضرت عیسیٰ ؑ کا مذہب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ [illegible] مذہب عیسوی اختیار کرتے تھے [illegible] پیرو ہو جاتے تھے [illegible] سے مراد ہے

کہ جو لوگ مختلف بری صفات اور بری عادتیں رکھتے تھے، وہ دین عیسوی اختیار کرکے یکرنگ ہو جاتے تھے یعنی صفات ذمیمہ ترک کرکے ایک خدا کو مان لیتے تھے۔ بعض نسخوں میں ضیا کی جگہ صبا کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہوا کے ہیں۔ یعنی دین عیسوی اختیار کرکے لوگ ایسے پاک و صاف ہو جاتے تھے جیسے ہوا کہ کوئی رنگ نہیں رکھتی۔

نیست یکرنگی کزو خیزد ملال
بل مثال ماہی و آب زلال

ترجمہ :- ایسی یکرنگی نہیں جس سے آدمی اکتا جائے۔ بلکہ ایسی یکرنگی جیسی کہ شیریں پانی اور مچھلی میں ہوتی ہے۔

تشریح :- اوپر کے شعر سے عوام کے قلب میں یہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے کہ یک رنگی یعنی انسان کا ایک حالت یا ایک کیفیت میں رہنا بھی موجب ملال و کلفت ہے۔ اور ایک حالت پر عرصہ دراز تک رہنے سے انسان گھبرا جاتا اور اکتا جاتا ہے یہی صورت
۳۱
باطنی یکرنگی کی بھی ہوگی۔ اس شعر میں اس شبہ کا جواب دیا گیا اور بتایا گیا ہے کہ باطنی یکرنگی ایسی نہیں جس سے انسان کا دل اکتا جائے۔ بلکہ باطنی یکرنگی کی مثال پانی اور مچھلی کی سی ہے کہ مچھلی پانی سے کبھی نہیں گھبراتی۔ بلکہ پانی اور مچھلی کی یک رنگی مچھلی کے لئے موجب زندگی ہے۔ ایک اور مطلب اس شعر کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واجب الوجود ذات کی وحدت کا عقیدہ ایسا عقیدہ ہے جس میں کوئی مشقت نہیں ہے۔ یعنی جس طرح [illegible] میں کوئی دقت یا تکلیف پیش نہیں آتی بلکہ مچھلی پانی میں خوش رہتی ہے۔ اسی طرح انسان غریق بحر وحدت و محبت ہو کر خوش رہتا ہے اور دنیا کی تکلیف وہ استغراقات سے اس کو نجات مل جاتی ہے۔

(باقی آئندہ)

شرح دیوان حافظ

(از مدیر معاون)

آں ترکِ پری چہرہ کہ دوش از برِ ما رفت
آیا چہ خطا دید کہ از راہِ خطا رفت

ترجمہ:- وہ پری چہرہ دوست جو کل ہمارے پاس سے چلا گیا ہے خدا جانے اُس نے ہماری کیا خطا دیکھی ہے کہ اس کے سبب سے جدا ہو گیا ہے۔

تشریح:- سلوک کے منازل میں ایسی بھی ایک منزل ہے جس میں سالک محبوبِ حقیقی کے تجلیات صوری سے محروم ہو جاتا ہے۔ اصطلاح میں اس حالت کو قبض کہتے ہیں۔ اسی کیفیت کا ذکر اس شعر میں کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ خدا جانے محبوبِ حقیقی نے کس خطا کی بنا پر تجلیات صوری سے مجھ کو محروم کر دیا کہ یکایک کل سے اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ اور اب وہ تجلیات کسی صورت میں میرے روبرو
۳۲. نہیں آتیں۔

تا رفت مرا از نظر آں چشمِ جہاں بیں
کس واقف ما نیست کہ از دیدہ چہا رفت

ترجمہ:- جب سے کہ دنیا کی دیکھنے والی آنکھ میری نظر سے مخفی ہوئی ہے۔ کسی کو کیا معلوم کہ اُس وقت سے (میری آنکھوں سے) کتنے دریا بہے ہیں۔

تشریح:- تجلیات صوری کے انقطاع اور حالت قبض میں سالک کی یا محبوب کی جدائی میں عاشق صادق کی جو حالت ہوتی ہے اس شعر میں اس کو بیان کیا گیا ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب سے وہ نگاہ میری نظر سے پوشیدہ ہوئی جو سارے جہان کو دیکھتی ہے۔ اس وقت سے میری حالت یہ ہے کہ آنکھوں سے دریا جاری ہے اور کسی کو خبر بھی نہیں۔

[illegible] ہمہ ام از گوشہ چشم
[illegible] رفت

[illegible] سبب ہر وقت [illegible]
[illegible] آنسوؤں کا سیلاب جاری اور بلا کا طوفان [illegible]

تشریح:- تیری جدائی یا انقطاع تجلیات صوری نے میری یہ حالت کر دی ہے کہ ہر وقت آنکھوں سے سیلاب جاری رہتا ہے اور بلا کا طوفان اٹھتا رہتا ہے۔

از پائے فتادیم چو آمد شبِ ہجراں
در درد بماندیم چو از دست دوا رفت

ترجمہ:- جب سے جدائی کی رات آئی ہے۔ ہم گرے پڑے ہیں۔ دوا ہاتھ سے جاتی رہی تو درد میں مبتلا ہیں۔

تشریح:- تجلیات صوری کے انقطاع نے یہ حالت کر دی ہے کہ ہم مُردہ کے مانند پڑے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب دوا ہاتھ میں نہ رہی تو درد کی اذیت پھر لوٹ آئے گی۔

دل گفت وصالش بدعا باز تواں یافت
عمریست کہ عمرم ہمہ در کارِ دعا رفت

ترجمہ:- دل نے کہا دعا سے پھر وصال نصیب ہو سکتا ہے۔ میری تو عمر ہی دعا میں گذر گئی ہے۔

تشریح:- قبض یا انقطاع تجلیات کی اذیت میں دل نے دعا کا مشورہ دیا۔ اس مشورہ پر عمل کیا گیا اور عمر کا بڑا حصہ دعا میں گذر گیا لیکن وصال نصیب نہ ہوا۔

دی گفت طبیب از سرِ حسرت چو مرا دید
ہیہات کہ دردِ تو ز قانونِ شفا رفت

ترجمہ:- کل جب طبیب نے میری حالت دیکھی تو حسرت و افسوس کے ساتھ یہ کہا کہ تیرا درد علاج کے مقررہ اصول سے باہر ہو گیا ہے۔

تشریح:- تجلیات صوری کے انقطاع نے مرض کو لاعلاج حد تک پہنچا دیا ہے۔ طبیب نے مجھ کو دیکھا تو یہی رائے ظاہر کی۔

(باقی آئندہ)

[illegible]

احکام القرآن

قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف خاتون پیشوا کیلئے لکھی گئی۔

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۶۵)

عورتوں کا مہر دینے اور عورت کے ہبہ کا بیان

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ عورتوں کو ان کے مہر خوشی
نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ سے دے ڈالو۔ پھر اگر اس ۴
مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا میں سے وہ بخوشی کچھ تم کو اپنی
مَّرِیْٓــًٔا خواہش سے چھوڑ دیں تو رچتا
پچتا کھاؤ۔

تفسیر۔ اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ عورتوں کا مہر عورتوں ہی کو دیا جائے۔ ان کے وارثوں یا ولیوں کو نہ دیا جائے اور یہ کہ عورتیں اگر اپنے مہر میں سے اپنے شوہر کو کچھ چھوڑ دیں تو ان کو اس کا بھی اختیار ہے۔

پہلا حکم واتوا النساء صدقاتھن نحلۃ کے الفاظ میں دیا گیا ہے۔ صدقہ سے مراد اس آیت میں مہر ہے اور صدقہ کے لفظ سے اس موقع پر مہر کو اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہ مرد کے دعویٰ محبت کی تصدیق کرتا ہے اور نحلہ کے معنی ہیں اپنی خوشی سے یعنی عورت کے مہر کو خوشی سے ادا کر دو۔

امام زاہد کہتے ہیں کہ عرب میں یہ رواج تھا کہ عورتوں کا مہر باپ یا ولی لے لیا کرتے تھے۔ اور ان کو اختیار ہوتا تھا کہ وہ مہر کو اپنے پاس رکھ لیں یا عورت کو دے دیں۔ خدا نے اس آیت میں حکم دیا کہ مہر صرف عورت کو دو کسی اور کو نہ دو۔

ایک مفسر کا بیان ہے کہ عرب میں بلا مہر کے نکاح کا بھی رواج تھا اس آیت میں خدا نے حکم دیا کہ عورتوں کو ان کا مہر ادا کرو اور بلا مہر کے نکاح نہ کرو۔ اس صورت میں نحلہ کے معنی فرض کے ہوں گے یعنی عورت کا مہر ادا کرنا مرد پر فرض ہے۔

دونوں صورتوں میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اے مردو اپنی بیویوں کا [illegible] کسی اور کو نہ دو۔ اور اے ورثوں سے دلیتو [illegible] کے حوالے کر دو اپنے خرچ [illegible]

دوسرا حکم پورے مہر یا اس کے کچھ حصہ کو معاف کر دینے کا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ اگر عورتیں اپنی خوشی سے اپنا (سارا) مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو اے شوہرو تم اس کو لے لو اور رغبت سے کھاؤ پیو۔

صاحب بیضاوی کا بیان ہے کہ عورت کو اس کا مہر دینے کے بعد عرب میں مہر کی واپسی کو بُرا خیال کیا جاتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور خدا نے حکم دیا کہ اگر عورتیں اپنی خوشی سے اپنا مہر اپنے شوہروں کو واپس دیدیں تو شوہروں کو لے لینا چاہئے اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔

آیت کے جملہ ہنیئا مریئا کے معنے رغبت اور شفا کے ہیں یعنی مہر کا واپس کیا ہوا مال ایسی شفا ہے جس میں کوئی بیماری نہیں یعنی اس کو اپنے استعمال میں لانے سے نہ تو کوئی گناہ ہوگا اور نہ کوئی ذمہ داری۔ اسی بنا پر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جس کے علاج سے اطبا عاجز آگئے ہوں تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی سے اس کے مہر کے روپیہ میں سے ایک رقم طلب کرے اور اس رقم سے وہ شہد کو خرید کرے اور شہد میں پانی ملا کر پی جائے۔ امید ہے کہ خداوند تعالےٰ اس کو شفا مرحمت فرمائے گا۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے مہر کی واپس شدہ رقم کو شفا سے تعبیر کیا ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ جب مرد حج کا ارادہ کرے تو سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اپنی بیوی کا مہر ادا کر دے۔ پھر اگر عورت خوشی سے مہر کو واپس کر دے یا مصارف حج کے لئے مہر کی رقم شوہر کو عطا کر دے تو شوہر کا فرض ہے کہ اس کو قبول کر لے مہر ادا ہو جائے گا اور رقم سفر حج میں کام آئے گی۔

(۶۶)

ناسمجھ بالغوں اور چھوٹے بچوں کے مال کی ادائیگی کا بیان

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ اپنے وہ مال جس میں اللہ نے
الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ تمہارے لئے سہارا بنایا ہے نافہموں

مم فیہا واکسوھم وقولوا
قولا معروفاہ وابتلوا
ٰمیٰ حتیٰ اذا بلغوا النکاح
انستم منھم رشدا
عوا الیھم اموالھم
تاکلوھا اسرافا وبدارًا
یکبروا ومن کان غنیا
ستعفف ومن کان
ا فلیاکل بالمعروف ط
دفعتم الیھم اموالھم
ھدوا علیھم وکفیٰ
حسیباہ

کے حوالہ نہ کرو۔ ہاں ان کو کھلاؤ
پہناؤ اور ان سے اچھی اچھی بات
کرو یتیموں کو جب تک وہ نکاح
کی عمر کو نہ پہنچیں شدھارتے رہو
پھر اگر ان میں صلاحیت دیکھو تو
اُن کے مال اُن کے حوالہ کردو
اسراف اور جلد بازی کے ساتھ
تم ان کے مال نہ کھا جاؤ کہ مبادا
وہ بڑے ہو جائیں اور تم سے لے لیں
اور جو ولی کہ غنی ہو اُسے بچنا چاہیئے
اور جو محتاج ہو وہ موافق دستور
کے کھا سکتا ہے جب تم ان یتیموں
کے مال حوالہ کرو تو لوگوں کو گواہ کر لو اللہ پورا حساب لینے والا ہے۔

سیر۔ ان آیات میں ان بچوں اور ناسمجھ اشخاص کے اموال کے م ہیں جو کسی کی نگرانی یا حفاظت میں ہوں۔ خداوند تعالیٰ حکم دیتا ہے لوگو اگر تمہاری حفاظت میں یتیم بچے یا ایسے بالغ ہوں جو نہ رکھتے ہوں اور وہ مالدار ہوں تو تم ان کے مال کو اپنی حفاظت میں رکھو، ان کے حوالے نہ کرو کہ وہ اس کو ضائع کر دیں گے۔ ہاں کے خورونوش اور لباس وغیرہ مصارف پر خرچ کرتے رہو۔ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ تم ان کے مال میں سے کچھ اپنی ذات پر ۔ البتہ اگر ولی محتاج ہو تو اس کو ضرورت کے موافق اس مال سے لینے کی اجازت ہے۔ پھر جب نابالغ بچے بالغ ہو جائیں ان کی ذہانت وذکاوت ظاہر ہو جائے تو تم اُن کا سارا مال ان کی موجودگی میں اُن کے حوالہ کردو۔

آیت کا واضح مطلب تو یہ ہوا۔ اب اس کے جملوں کی تفسیر ہو خداوند تعالیٰ نے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم کے جملہ سے مخاطب کیا ہے اور بتایا ہے کہ جن ناسمجھ و بے عقل لوگوں کا ارے پاس امانت کے طور پر ہے تم اُس کو ان کے حوالے نہ کرو، اپنے پاس رکھو کیونکہ وہ بے عقلی سے اس کو ضائع کر دیں گے۔ سفہاء (ناسمجھ لوگوں) سے مراد وہ لوگ ہیں جو اتنی عقل رکھتے ہوں کہ مالی معاملات کو ہوشیاری سے انجام دے سکیں۔ ، قریبی رشتہ دار ہوں یا خود اپنی اولاد ہو یا بیوی ہو۔

جعل اللہ قیاما کا یہ مطلب ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تم کو لوگوں کی جسمانی صحت وعافیت کا نگراں ومحافظ اور ان کے عیال کا نگہبان قرار دیا ہے۔ جب تک کہ وہ مالی معاملات کی صلاحیت پیدا نہ کریں، یا ان میں سمجھ نہ آ جائے، اس وقت تک ان کا مال اپنے پاس رکھو اور ان کی ضروریات کو پورا کرتے رہو۔

قاضی بیضاوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے اپنی ناسمجھ بیوی کا مال اپنی حفاظت میں رکھنے کے بجائے بیوی کے حوالے کر دیا تھا اور اس نے ناحق طریقہ پر خرچ کر کے اس کو برباد کر دیا تھا۔ اس پر مسلمانوں کی تادیب اور اضاعت مال سے اجتناب کے لئے آیت نازل ہوئی۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس آیت کی بنا پر ناسمجھ عزیز اور رشتہ داروں کا مال ان کے حوالے نہ کرنا چاہیئے، اگرچہ وہ آزاد اور بالغ ہی کیوں نہ ہوں۔

اور آیت کے جملے وارزقوھم فیہا واکسوھم الخ کے مخاطب اولیا ہیں یعنی ناسمجھ لوگوں کے ولی اور نگراں ومحافظ۔ خداوند تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے کہ ناسمجھ لوگوں کے مال میں سے تم ان کو اتنا دے دیا کرو کہ ان کی خورونوش اور لباس کی ضروریات اس سے پوری ہوتی رہیں۔ اور ان سے اچھی اچھی باتیں کرتے رہو۔ یعنی ان کو اس بات کا اطمینان دلاتے رہو کہ جب تم میں مال کو خرچ کرنے کی اہلیت پیدا ہو جائے گی، یا خداوند تعالیٰ تم کو عقل وسمجھ کے زیور سے آراستہ فرما دے گا تمہارا مال تمہارے حوالے کر دیا جائے گا۔

امام زاہد کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے مال میں سے نفقہ کے بقدر اور مہر کی رقم دیتے رہو۔ اور اولاد کے لباس اور خورونوش پر اپنے مال میں سے خرچ کرتے رہو اور اس امر کا ان کو اطمینان دلاتے رہو کہ جو مال میں نے جمع کیا ہے وہ تمہارے ہی لئے ہے اور میری موت کے بعد تم ہی کو ملیگا۔

اور آیت کے جملہ وابتلوا الیتامیٰ سے فادفعوا الیھم اموالھم تک کا مطلب یہ ہے کہ اے یتیموں کے محافظ ونگراں لوگو! یتیموں کی حالت کو ان کے بالغ ہونے تک دیکھو۔ اگر وہ اپنے مال کو بیجا طور پر خرچ کرنے کے اہل ہو جائیں تو ان کا مال ان کو دے دو۔

(باقی آئندہ)

اَدَبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی خلاقی و معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

گزشتہ سے پیوستہ

حضورؐ نے ہم کو دو باتوں کا حکم دیا ہے۔ ایک تو بھلی بات کہنے کا اور دوسرے خاموش رہنے کا۔ یعنی جو شخص کسی وجہ سے اپنی زبان سے کسی کے حق میں بھلا کلمہ نہ کہہ سکے، یا اس پر قدرت نہ رکھتا ہو یا کسی کو اپنی زبان سے نفع بھی نہ پہنچا سکے تو اس کے لئے خاموشی بہتر و انسب ہے۔

علماء کا بیان ہے کہ حضورؐ کا یہ ارشاد جامع کلمات میں سے ہے۔ یعنی اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ انسان جو باتیں اپنی زبان سے کہتا ہے یا تو وہ بھلی ہوتی ہیں یا بُری۔ یا ان کا انجام بھلا ہوتا ہے یا بُرا۔ اقوال خیر میں وہ تمام امور و فرائض اور مستحب وغیرہ داخل ہیں جو ایک مسلمان سے مطلوب ہیں۔ حضورؐ نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور اس کے سوا جو امور ہیں وہ شر میں داخل ہیں۔ یا ان کا انجام شر ہوتا ہے۔ ان کی نسبت خاموشی کی ہدایت فرمائی ہے۔

(۴۴)
یتیم کی کفالت کے فضائل کا بیان

عن سہل بن سعد رضؓ عن النبی صلعم قال۔ انا و کافل الیتیم فی الجنۃ ھکذا۔ و قال باصبعیہ السبابۃ والوسطیٰ و رواہ البخاری ومسلم ومالک وابوداؤد والترمذی والنسائی۔

سہل بن سعد رضؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے "میں اور یتیم کا کفیل دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے" یہ فرما کر حضورؐ نے انگشت شہادت و وسطیٰ دونوں ملا کر دکھلائیں۔ (بخاری۔ مسلم۔ مالک۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

تشریح الفاظ۔ یتیم انسانوں میں وہ نابالغ بچہ کہلاتا ہے جس کا باپ مر جائے اور حیوانوں میں یتیم وہ بچہ کہلاتا ہے جس کی ماں مر جائے۔ **کافل** کفیل و سرپرست کو کہتے ہیں۔ یتیم کا کفیل وہ مربی ہے جو یتیم کے تمام کاموں کا نگران اور سربراہ ہو۔ اور یتیم کے تمام امور کو مصالح کے موافق انجام پہنچائے۔

قال باصبعیہ کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ نے انگوٹھے کے پاس کی اور وسطانی انگلی ملا کر یہ بتایا کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔ اسی طرح یتیم کا کفیل اور میں جنت کے اندر ایک دوسرے سے وابستہ ہوں گے۔

تشریح معانی۔ یتیم وہ نابالغ یا چھوٹے بچے اور کمزور اولاد ہے جو باپ اپنے بعد چھوڑے۔ ہاں وہ باپ جو اپنی جسمانی طاقت اور مالی سے اُن کی خدمت کرتا تھا۔ جس سے اُس کو قلبی محبت تھی اور جو اپنے کو ان کے مصالح پر قربان کر دیتا تھا۔ ہاں مرتے وقت اولاد کے۔ اس کی آنکھوں سے گرم گرم آنسو جاری تھے اور وہ اس خیال سے رنجیدہ تھا کہ اپنے بعد وہ چھوٹے اور کمزور بچوں کو چھوڑ رہا ہے جانے ان پر کیا گذرے گی۔ ان کی یہ معصوم زندگی کس طرح بسر ہوگی زمانہ کا مد و جزر ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ اس کی نظریں دم توڑتے وقت ایک ایسے سرپرست کو تلاش کر رہی ہیں جو ان کے ساتھ ایسی ہی ہمدردی و شفقت سے پیش آئے جس طرح وہ پیش آتا، ان کو ایسی ہی پاک و صاف اور بے خطر راہ پر چلائے، جس پر وہ چلاتا تھا۔ ان کے کاموں کا اسی طرح نگران رہے جس طرح وہ رہتا تھا اور ان کو ایسا ہی انسان بنائے جیسا کہ وہ بنانا چاہتا تھا۔

ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ جو شخص یتیم کی کفالت متوفی کی خواہش کی مطابق کرے گا۔ باپ کی چھوڑی ہوئی دولت کو یتیم کے لئے بڑھائے گا، اور یتیم کو ایک قابل و مہذب انسان بنانے کی کوشش کرے گا، وہ اس کے باپ کی تمام خواہشات کو پورا کر دے گا۔ اور اس سے باپ کی روح کو مسرت اور طمانیت حاصل ہوگی، صرف یہی نہیں ایسے کفیل کو کفیل حقیقی۔ اور حکیم راعی یعنی خداوند تعالیٰ نے بھی اجر عظیم مرحمت فرمائے گا۔

یتیم کے ایسے کفیل کا درجہ خداوند تعالیٰ کی نظر میں بڑا درجہ ہے اور یقیناً وہ اس امر کا مستحق ہے کہ جنت میں اس کو حضورؐ کی معیت و صحبت نصیب ہو اور جنت کی نعمتوں سے اسی طرح متمتع ہو جیسا اس کی توجہ سے یتیم دنیاوی نعمتوں سے متمتع ہوا تھا۔

اس حدیث میں یتیم کی کفالت کی ترغیب دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کی فضیلت دوسرے امور کے فضائل سے اتنی

ہوئی ہے کہ یتیم کا کفیل جنت میں حضورؐ کا مصاحب و قریبی ہوگا۔

پڑوسی کو اذیت پہنچانے کی ممانعت

عن ابی شریح قال۔ قال النبی صلعم: واللہ لایومن۔ واللہ لایومن۔ واللہ لایومن۔ قیل ومن یارسول اللہ قال: الذی لایامن جارہ بوائقہ۔ رواہ البخاری ومسلم واحمد وغیرھما۔

ابو شریحؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے "خدا کی قسم وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔ خدا کی قسم وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہے۔ خدا کی قسم ہرگز وہ شخص ایمان نہیں رکھتا"۔ پوچھا گیا "یا رسول اللہؐ کون شخص" آپ نے فرمایا "وہ شخص جس کے شر سے پڑوسی مامون نہ ہوں۔

تشریح الفاظ۔ بوائق۔ بائقہ کی جمع ہے جس کے معنی شرارت۔ سازش۔ مکروفریب اور مہلک امر کے ہیں۔ اور اس سخت بلا وآفت کو بھی کہتے ہیں جو اچانک انسان کو گھیرے۔

تشریح معانی۔ انسان کی سعادت یہ ہے کہ وہ اس صورت سے زندگی بسر کرے کہ اس کے ہمسائے، قرابت دار اور دوست واحباب اس سے خوش رہیں اور اس سے محبت کریں۔ اور انسان کی شقاوت وبدبختی یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں میں رہے جن کے لئے وہ مصائب و مشکلات کا انتظام کرتا رہے۔ یا اپنی شرارت سے ان کو فتنہ وفساد کے خطرات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اس بناء پر وہ لوگ جن کا پڑوسی شقی ہو، ایسا شقی جو ہر وقت ان کے جان ومال اور عزت وآبرو کی فکر میں رہتا ہو، اور ان کے لئے طرح طرح کی سازشیں کرتا رہتا ہو آرام وسکون کی زندگی بسر نہیں کرسکتے۔ اور مال کی فراوانی ان کے لئے طمانیت کی موجب نہیں ہوسکتی۔ وہ ہر وقت اپنے نامراد پڑوسی کی سازشوں سے پریشان وبدحواس رہتے ہیں اور پڑوسی کے مکروفریب سے وہ ہر وقت اپنے آپ کو خطرہ میں پاتے ہیں۔

حضورؐ نے ایسے ہی پڑوسی کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ "وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوسکتا"۔ حضورؐ نے قسم کھاکر یہ الفاظ فرماتے ہیں اور تین مرتبہ فرماکر اس کی تاکید کی ہے کہ ایسا پڑوسی ہرگز مومن نہیں ہے۔

مومن کون ہے؟ وہ شخص جس سے لوگ امن میں رہیں۔ ہاں اپنی جان۔ اپنے مال اور اپنی عزت وآبرو کو اس سے محفوظ خیال کرتے ہوں کیوں کہ ایمان امن سے ماخوذ ہے۔ اور امن وسکون سے زندگی بسر کرنا اور دوسروں کو امن وسکون سے زندگی بسر کرنے کا موقع دینا ایمان کی خاص علامت ہے۔ ایسی حالت میں جس شخص کے ہمسائے اور قرابت دار اس سے خوش نہ ہوں، یا جس شخص کے شر سے ہمسائے محفوظ نہ ہوں یا جو شخص ہمسایوں سے لڑتا رہتا ہو اور ان کے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہو وہ کیونکر مومن ہوسکتا ہے مومن تو وہ شخص ہے جس نے اپنے دین کو خاص خدا کے لئے مخصوص کیا ہو اور خدا کے بندوں کو ضرر نہ پہنچاتا ہو۔

مومن کا فرض تو یہ ہے کہ وہ ہمسایوں کے حالات سے باخبر رہے ضرورت کے وقت ان کو ہر قسم کی مدد پہنچائے۔ ہر وقت ان کی بھلائی کا جویاں رہے اور مصائب ومشکلات میں غم گساری کرکے ان کے رنج وغم کو ہلکا کرے تاکہ دونوں خوش وخرم رہیں۔ پاکیزہ زندگی بسر کریں اور خطرات سے دور اور بے فکر رہیں۔ مومن وہ نہیں ہے کہ پڑوسیوں کا دشمن بن جائے۔ ان کو مشکلات ومصائب میں پھنسانے کی کوشش کرے۔ اور ان کو خطرات میں مبتلا کرکے خوش ہو۔

مومن کو چاہیئے کہ اگر وہ کسی وجہ سے ہمسایوں کی مدد نہ کرسکے تو وہ ان کے ساتھ برائی بھی نہ کرے۔ ان کے ساتھ سلوک واحسان نہ کرسکے تو ان کو ضرر بھی نہ پہنچائے۔ ان کے دکھ درد میں شریک نہ ہوسکے تو ان کے خلاف سازش بھی نہ کرے۔ بلکہ خیر جانب وار رہے۔

حدیث میں تاکید کے ساتھ پڑوسی کے حق کو بیان کیا گیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ پڑوسی کا بڑا حق ہے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید اور احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص پڑوسی کی توہین وتذلیل کرے گا، اس کے قلب سے ایمان نکال لیا جائے گا۔ چنانچہ خدائے بزرگ وبرتر فرماتا ہے۔

ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الاخرۃ من الخ

جس نے ایمان سے انکار کیا، اس کا کام ضائع ہوا۔ اور آخرت میں اُسے گھاٹا ہوا۔

(باقی آئندہ)

ملفوظاتِ باقی باللہ رح

ایک اہم اور محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ خریب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ بخاری دہلوی نے متعلقات تصوف کے نادر قلمی کتابوں سے اخذ کی گئی

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۴۶)

مرید پر مرشد کا اثر ضرور پڑتا ہے

حضرت خواجہ رح کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ "حضور کے مرید (دنیوی) کام زیادہ کرتے ہیں اور اشغال و وظائف یا ریاضت میں پوری توجہ صرف نہیں کرتے (اس کی کیا وجہ ہے)" حضرت خواجہ نے فرمایا "یہ بیچارے کیا کریں۔ ہم نے بھی اس معاملہ میں کوئی کوشش نہیں کی اور نہ کوئی مشقت و تکلیف اٹھائی جس طرح یہ دولت ہم نے مفت میں پائی ہے۔ اسی طرح یہ بھی اس کو مفت ہی میں حاصل کرنا چاہتے ہیں"

(۱۴۷)

حضرت خواجہ کی کسر نفسی کا ایک نمونہ

حضرت خواجہ رح کی عادت تھی کہ جب وہ کسی مرید کو بری راہ پر دیکھتے یا کسی برے فعل کا مرتکب پاتے تو اس پر کوئی الزام نہ لگاتے بلکہ اس برائی کو اپنی جانب منسوب کرتے اور فرماتے کہ "یہ سب ہماری بری عادتوں کا اثر ہے۔ جب ہم میں برائیاں موجود ہیں تو یہ بیچارے کیا کریں۔ جو کچھ ہم میں ہے، اسی کا سایہ تو ان پر پڑتا ہے"

(۱۴۸)

اولیاء اللہ معصوم نہیں ہیں

حضرت خواجہ رح کے خلیفہ شیخ تاج الدین رح نے سنبھل سے ایک عریضہ میں سنبھل کے ایک مرید کی شکایت لکھتے ہوئے ظاہر کیا کہ سنبھل کے لوگ اس کے اوضاع و اطوار کو دیکھ کر طعن و ملامت کرتے ہیں۔ یہ شخص جس کی شکایت لکھی تھی، جذب و جنون یا سکر کی حالت رکھتا تھا، حضرت خواجہ رح نے اس عریضہ کے جواب میں شیخ تاج الدین رح کو لکھا کہ "تم نے شیخ ابوبکر کی نسبت جو کچھ لکھا ہے۔ تمہارے دماغ کی خشکی پر دلالت کرتا ہے۔ اس قسم کی باتیں شفقت اور کارشناسی کے مقام کے مناسب نہیں ہیں جب یہ امر محقق ہے کہ اولیاء اللہ کبیرہ گناہوں سے محفوظ و مامون نہیں ہیں تو ایک ایسے شخص کی نسبت جس نے چند روز طریق تصوف کا سلوک کیا ہو، کیونکر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ محفوظ و معصوم ہے۔ یا اس سے توقع کے خلاف کوئی کام صادر نہیں ہوگا۔

خصوصاً ایسی حالت میں کیا ہو جبکہ نامعقول کام اس کی نظر میں معقول ہو اور معقول نامعقول یا یہ کہ راہِ راست و صواب اس وقت اس کی نظر سے مخفی ہو اور غیر صحیح طریقہ اس کو صحیح نظر آ رہا ہو۔ بہر نوع دیوانہ کی دنیا ایک الگ دنیا ہے۔ کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ غیر عاقل و دیوانہ شخص احکام شرع کا مکلف نہیں ہے۔ یعنی شریع کے احکام اس پر عائد نہیں ہوتے۔

مختصر یہ کہ ہر شخص کو اپنے اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہیئے۔ اور اس مرتبہ میں جس میں وہ ہے اس کو معذور خیال کرنا چاہیئے اور فاعل حقیقی پر نظر رکھنی چاہیئے بلکہ وجہ کی معیت کو گناہ میں رکھنا چاہیئے اس لئے کہ معرفت کا ادب یہی ہے اور اس لئے کہ انسانی نفوس مختلف ہیں اور مختلف حیثیتیں رکھتے ہیں۔ کچھ لوگ نفس امارہ کے اقتدار میں ہیں یا کچھ نفس مطمئنہ کی حکومت میں اور کچھ ان دونوں کے درمیان اور یہ تمام لوگ وہ ہیں جو عاقل و دانا ہیں۔ دیوانہ نہیں۔ نفس مطمئنہ کے ماتحت اولیاء اللہ ہیں۔ نفس امارہ کے زیر اقتدار عوام ہیں لیکن ان کو بھی معذور سمجھنا چاہیئے اور ان پر مہربانی کی نظر رکھنی چاہیئے۔ اور ہر کام میں قادرِ مطلق کی حکمت و قدرت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

مختصر یہ کہ جو لوگ ایسے اشخاص پر لعن و طعن کرتے ہیں۔ ان کا لعن و طعن مناسب نہیں ہے، ان کو نظر رحم سے دیکھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ غیر عاقل یا دیوانہ ہونے کے سبب معذور ہیں۔ اگر کوئی عاجز انسان کسی گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کو زیادہ ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ملامت اولیاء اللہ کا حصہ ہے۔ ان کو جب کوئی ملامت پہنچتی ہے تو وہ اپنے اعمال و افعال یا باطن پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کو اپنے آپ میں کچھ کمزوریاں نظر آتی ہیں اور وہ ان کی اصلاح کر لیتے ہیں۔ ہمارے خیال میں سالک کو ملامت سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس کو اشارۂ غیبی خیال کرنا چاہیئے۔ ہم نے اس طریقہ سے اپنے آپ میں بہت سی باتیں مکر و فریب اور نفاق کی معلوم کی ہیں، اور ان سے نجات و خلاصی کی خدا سے دعا کی ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے یہ بری

صفات نائل ہوگئی ہیں۔ اب رہا طعن وطعن کا معاملہ اس سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ غور تو کرو کیا یہ طعن وطعن عبادت کی قبولیت کو روک دیتا ہے۔ یا قلب کی صفائی میں حارج ہوتا ہے۔ یا جذب وشوق کی حالت کو دور کردیتا ہے۔

(۱۴۹)
عجب وغرور کی اصلاح کا ایک واقعہ

ایک مخلص مرید نے ایک روز حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ "مجھ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہے اور اس کیفیت سے اگرچہ دوسرے لوگ مجھ سے بہتر ہیں اور میں ان کی فضیلت سے واقف ہوں۔ مگر پھر بھی مجھ میں عجب غرور پیدا ہوگیا ہے۔ یعنی اس کیفیت سے میں اس قدر متاثر ہوا ہوں کہ میرا نفس اس پر مغرور ہے۔ میں اس عجب وغرور سے واقف ہوں، اور اس کو دور کرنے کے لئے خدا سے توبہ واستغفار کرتا رہتا ہوں لیکن وہ دور نہیں ہوتا" اس وقت حضرت خواجہ رح کی خدمت میں ایک اور مرید بھی بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت خواجہ رح نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا "یہ شخص بھی تمہاری ہی طرح اس حال میں مبتلا ہے۔ تم اپنے عجب وغرور کا علاج اس سے دریافت کرو" اس مرید نے عرض کیا "حضرت جی! ہم دونوں بیمار ہیں۔ بیمار کا علاج بیمار کیونکر کرسکتا ہے" حضرت خواجہ رح نے فرمایا "تم دونوں عزیز ہو اور بہت کچھ حال کرچکے ہو۔ اس لئے جتنا تم اپنے نفوس پر اقتدار رکھتے ہو یا جس قدر تم اپنی حالت کو دیکھ سکتے ہو اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ہم چونکہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے اس لئے کچھ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ بھلا ہم کس چیز پر عجب وغرور کریں" مرید کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ رح کے ان الفاظ نے تریاق کا کام کیا۔ حقیقت کا پردہ اٹھ گیا اور وہ کچھ نظر آیا جس کے سامنے عجب وغرور نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ اور اس کے بعد کبھی مجھ کو عجب وغرور سے سابقہ نہیں ہوا"

(۱۵۰)
حضرت خواجہ رح کی فروتنی کا ایک واقعہ

مریدان عقیدت کیش کے حلقہ میں حضرت خواجہ رح تشریف فرما تھے کہ ایک عالم جو احکام شرع کا زیادہ پابند نہ تھا۔ شریک مجلس ہوا اور حضرت خواجہ رح کے اوضاع واطوار اور لباس وغیرہ پر اعتراضات شروع کئے۔ حضرت خواجہ رح نے اس کے اعتراضات سکون وطمانیت سے سنے اور اس کی بہت تعریف کی چنانچہ فرمایا کہ "آپ جیسا عالم دنیا جہان میں نہیں ہے۔ خوب آدمی ہو آپ کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔ مدت سے ایسا کوئی آدمی ہم کو نہیں ملا ہے" حضرت خواجہ رح جس قدر تواضع اور فروتنی کا مظاہرہ کرتے وہ عالم اسی قدر اعتراضات میں بڑھتا جاتا۔ حضرت خواجہ رح نے اس کی باتوں پر اظہار ناپسندیدگی نہیں کیا اور طمانیت سے تمام باتیں سنیں۔ اس عالم کی ملامت کی بولی تھی اس کی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی بڑا عالم نہیں ہے اور نہ کچھ قدر ومنزلت رکھتا ہے۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے اس عالم کو مخاطب کرکے کہا "جا۔ ابھی علم وشرع کی کتابیں پڑھ۔ خدا بے خبر تجھ کو شریعت کا علم کہاں۔ تجھ کو تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اولیاء اللہ کا کوئی کام خلاف شرع نہیں ہوتا۔ خصوصاً حضرت خواجہ جیسے اکابر سے جو حالت محو رکھتے ہیں جذب وسکر میں نہیں ہیں" حضرت خواجہ رح نے اس شخص کے یہ الفاظ سنکر فرمایا "تم کچھ نہ کہو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اس گئے گذرے زمانے میں ایسے لوگوں کا وجود بھی غنیمت ہے" اتنے میں کھانے کا وقت آگیا۔ حضرت خواجہ رح نے اس عالم کو کھانے میں شریک کرلیا۔ اور اس پر خاص شفقت فرمائی۔ مختصر یہ کہ عالم جب اپنے اعتراضات ختم کرچکا تو حضرت خواجہ رح نے احادیث کی کتابوں سے ہر ایک اعتراضات کا جواب دیا اور اس کے بعد وہ عالم چلا گیا۔ پھر معلوم نہیں اس کا کیا ہوا دوبارہ نظر نہ پڑا۔　　(باقی آئندہ)

سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۲۵)
اہل اللہ کے کشف کا ایک واقعہ

ربیع بن خثیم کہتے ہیں خواب میں مجھ کو بتایا گیا کہ تیری جنتی بیوی میمونہ سوداء ہے۔ صبح کو اٹھ کر میں نے میمونہ سوداء کا پتہ دریافت کیا اور پتہ معلوم ہو جانے پر میں اس کے پاس پہنچا۔ وہ ایک جنگل میں بکریاں چرا رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا "میں چند روز تمہارے پاس رہنا چاہتا ہوں تاکہ تمہارے کاموں کو دیکھوں"۔ اس نے اجازت دے دی اور میں وہاں رہنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ وہ فرض نماز کے سوا اور کوئی عبادت کرتی ہے اور نہ ذکر و شغل۔ دن بھر بکریاں چراتی ہے۔ اور شام کو اپنی قیام گاہ پر آجاتی ہے۔ ایک بکری کا دودھ دوہتی ہے۔ کچھ خود پی لیتی ہے اور باقی مجھ کو دے دیتی ہے۔ تیسرے دن میں نے کہا "میمونہ! مجھ کو اور بکریوں کا دودھ کیوں نہیں پلاتیں"۔ اس نے کہا "خدا کے بندے! اور بکریاں میری نہیں ہیں۔ یہی بکری میری ہے، جس کا دودھ میں بھی پیتی ہوں اور تم کو بھی پلاتی ہوں"۔ پھر میں نے پوچھا "تم فرض نمازوں سے زیادہ اور کوئی عبادت کیوں نہیں کرتیں"۔ میمونہ نے کہا "ہاں میں ہر حال میں خدا کی مرضی پر راضی ہوں اور کوئی آرزو و تمنا نہیں رکھتی"۔ میں نے کہا "آخر تم نے کیا کرتی ہو یا تم نے کون سا عمل کیا ہے جس کے صلہ میں مجھ کو یہ بتایا گیا ہے کہ تم میری جنتی بیوی ہو"۔ یہ الفاظ سنکر میمونہ نے کہا "تمہارا نام غالباً ربیع بن خثیم ہے"۔ میں نے کہا "ہاں"۔ راوی واقعہ بیان کرتا ہے کہ بعض لوگوں نے یہ پوچھا کہ میمونہ سوداء کو ربیع کا نام کیسے معلوم ہوا۔ اس کے جواب میں بتایا گیا ممکن ہے دونوں کو کشف غیب سے معلوم ہوا ہو یا حالت سکر میں یا بیداری میں کسی نے بتا دیا ہو۔

(۱۲۶)
فقیر کی خواہش کو پورا کرنا چاہیئے

شیخ ابو محمد حریری رح کہتے ہیں کہ ایک روز عصر کی نماز کے بعد ایک نوجوان جس کا رنگ زرد تھا۔ بال پریشان تھے۔ ننگے سر اور برہنہ پا تھا۔ ہمارے رباط (سرائے) میں آیا۔ وضو کیا۔ نماز پڑھی اور پھر سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ مغرب تک اسی طرح بیٹھا رہا۔ پھر ہمارے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اور پھر اسی طرح بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں خلیفۂ وقت (بادشاہ) کا آدمی آیا اور ہم کو دعوت میں بلایا۔ میں نوجوان کے پاس پہنچا اور کہا "کیا تم ہمارے ساتھ دعوت میں خلیفہ کے ہاں چلوگے"۔ نوجوان نے سر اٹھایا اور کہا "میرا دل خلیفہ کے ہاں جانے کو نہیں چاہتا۔ البتہ گرم شوربے کو جی چاہتا ہے"۔ میں نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی اور چونکہ اس نے ہماری جماعت کی موافقت نہیں کی تھی، اس لئے میں نے اس کی خواہش کو بھی پورا نہیں کیا اور اپنے دل میں کہا "یہ نوجوان چونکہ نیا نیا طریقت میں داخل ہوا ہے اس لئے فقراء کے آداب سے واقف نہیں ہے"۔ ہم سب لوگ خلیفہ کے ہاں گئے۔ کھانا کھایا۔ باتیں کیں اور آخر رات میں وہاں سے واپس آئے۔ رباط میں پہنچ کر دیکھا تو نوجوان سر بگریبان اپنے حال پر بیٹھا تھا۔ میں نے اپنا مصلےٰ بچھایا۔ کچھ شغل کیا اور جب نیند آنے لگی تو سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی ایک جماعت ہے اور ایک شخص یہ کہہ رہا ہے کہ یہ حضور صلعم ہیں اور سارے انبیاء آپ کے ہمراہ ہیں۔ یہ سنکر میں حضورؐ کی طرف بڑھا تاکہ آپ کو سلام کروں لیکن میں نے دیکھا کہ حضورؐ نے میری طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ میں دوسری طرف گیا تو حضورؐ نے ادھر مُنہ پھیر لیا۔ کئی مرتبہ میں نے حضورؐ کے سامنے ہونے اور سلام کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ہر بار حضورؐ نے میری طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ میں حضورؐ کے اعراض سے ڈر گیا اور خوف زدہ لہجہ میں عرض کیا "یا رسول اللہؐ مجھ سے کون سا گناہ ہوا ہے کہ آپ مجھ کو باریابی کا موقع مرحمت نہیں فرماتے"۔ حضورؐ نے فرمایا "میری امت کے ایک فقیر نے تیرے سامنے اپنی ایک خواہش پیش کی تھی، تو نے اس کی خواہش کو ٹھکرا دیا اور اس کی توہین کی"۔ فوراً میری آنکھ کھل گئی۔ میں گھبرا کر اٹھا اور اس نوجوان کی طرف دوڑا لیکن وہ وہاں نہ تھا۔ فوراً دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ میں اس کی تلاش میں دروازہ کھول کر

باہر نکلا دیکھا تو وہ جا رہا تھا میں نے پکار کر کہا " نوجوان ذرا ٹھہرو تاکہ میں آپ کی خواہش کو پورا کر دوں " نوجوان نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور کہا " کوئی فقیر تم سے کسی چیز کی خواہش کرتا ہے لیکن تم اس کی خواہش کو اس وقت تک پورا نہیں کرتے، جب تک ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی سفارش نہیں کرتے۔ اب مجھ کو ایسی چیز کی ضرورت نہیں ہے " یہ کہہ کر وہ نوجوان چلا گیا۔

(۱۲۷)

ایک نوجوان کے ترکِ دنیا کا واقعہ

حضرت سری سقطی رح کہتے ہیں کہ ایک روز میں جامع مدینہ میں بیٹھا تھا کہ میں نے ایک نوجوان کو جو خوب صورت اور خوش پوش تھا ایک جماعت کے ساتھ اپنے قریب کھڑے پایا۔ میں لوگوں کو ان الفاظ میں نصیحت کر رہا تھا کہ " کمزور پر تعجب ہے کہ وہ قوی کی نافرمانی کرتا ہے " میرے یہ الفاظ سنکر نوجوان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور وہ فوراً چلا گیا۔ دوسرے دن میں مجلس احباب میں بیٹھا تھا کہ وہ نوجوان پھر آیا ہم کو سلام کیا اور پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد مجھ کو مخاطب کر کے کہا " سری! میں نے کل تم کو یہ کہتے سنا تھا کہ " کمزور پر تعجب ہے کہ وہ قوی کی نافرمانی کرتا ہے " اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ سے زیادہ قوی اور کوئی نہیں ہے۔ اور بندہ سے زیادہ کمزور اور کوئی نہیں ہے۔ بایں ہمہ بندہ اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے " یہ سنکر نوجوان چلا گیا۔ دوسرے دن وہ پھر آیا آج وہ سفید کپڑے پہنے تھا اور تنہا تھا۔ میرے قریب بیٹھ کر اس نے پوچھا " سری! خدا کی قربت کا راستہ کون سا ہے " میں نے کہا " اگر تم عبادت کرنا چاہتے ہو تو دن کو روزہ رکھو اور رات کو عبادت کرو۔ اور اگر خداوند تعالےٰ کا تقرب مقصود ہے تو خدا کے سوا سب کو چھوڑ دو اور مساجد میں۔ ویرانوں میں۔ مقابر میں قیام اختیار کرو۔ خدا کا تقرب حاصل ہو جائے گا " نوجوان کھڑا ہو گیا اور یہ کہہ کر کہ میں اس راستہ کو اختیار کروں گا خواہ کتنا ہی دشوار کیوں نہ ہو " چلا گیا۔ چند روز بعد بہت سے لڑکے میرے پاس آئے اور پوچھا " تم نے احمد بن یزید کاتب کے ساتھ کیا معاملہ کیا " میں نے کہا " اس نام کے کسی شخص سے میں تو واقف نہیں۔ البتہ چند روز ہوئے ایک نوجوان آیا تھا۔ اور اس سے میری یہ باتیں ہوئی تھیں۔ معلوم نہیں اب وہ کہاں ہے، اور اس کا کیا حال ہے " لڑکوں نے کہا " ہم تم کو خدا کی قسم دے کر کہتے ہیں کہ جب کبھی اس کا حال معلوم ہو، ہم کو اس سے آگاہ کرنا " ایک سال گذر گیا اور نوجوان کی کوئی خبر نہ ملی۔ ایک عشا کے بعد میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹ کھٹایا۔ میں نے اس کو بلا لیا دیکھا تو وہی نوجوان تھا جو میرے جیسے کپڑے پہنے تھا اور ہاتھ میں زنبیل تھی۔ جس میں کھجوروں کی گٹھلیاں تھیں۔ اس نے میری پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا " سری! جس طرح تم نے مجھ کو دنیا کی غلامی سے نجات بخشی ہے۔ اسی طرح خدا تم کو دوزخ سے نجات مرحمت فرمائے " فوراً میں نے اپنے ایک دوست کو نوجوان کے بیوی بچوں کو بھیج کر ان کو بلوا لیا۔ نوجوان کی بیوی نوجوان کے بچے اور غلاموں کو لے کر آئی اور بچہ کو نوجوان کی گود میں ڈال دیا اور کہا " میرے آقا! تم نے تو زندگی ہی میں مجھ کو بیوہ اور اپنے بچہ کو یتیم بنا دیا " سری سقطی رح کا بیان ہے۔ بیوی کے یہ الفاظ سنکر نوجوان نے میری طرف دیکھا اور کہا " سری! کیا وفاداری اسی کا نام ہے "

اس کے بعد نوجوان بیوی اور بچہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا " یہ بچہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور تم میری محبوبہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ میرا یہ بیٹا تمام مخلوق میں مجھ کو پیارا ہے، لیکن سری سقطی رح نے مجھ کو یہ بتایا ہے کہ جو شخص خدا کی رضا چاہتا ہو، وہ خدا کے سوا سب کو چھوڑ دے۔ اس لئے میں نے خدا کے سوا سب کو چھوڑ دیا ہے "

اس کے بعد نوجوان نے اپنے بچے کے قیمتی کپڑوں کو اتار لیا اور اپنے کپڑے میں سے ایک ٹکڑا لے کر اس پر لپیٹ دیا اور بیوی سے کہا " ان قیمتی کپڑوں کو محتاجوں اور ننگوں کو دے دو۔ وہی اس کے مستحق ہیں " بیوی نے کہا " خدا کی قسم! میں اپنے بچہ کو اس کپڑے میں نہیں دیکھ سکتی " یہ کہہ کر اس نے وہ کپڑا جو نوجوان نے لپیٹ دیا تھا، اتار کر پھینک دیا۔ نوجوان نے بیوی کو اس شغل میں پاکر کہا " خدا کی قسم! تم نے میری ایک بات کو ضائع کر دیا " اور پھر باہر نکل گیا اور بیوی اور غلام رونے لگے۔ بیوی نے کہا " سری اب جب وہ آئیں یا ان کی خبر ملے مجھ کو ضرور آگاہ کرنا " کچھ عرصہ بعد ایک بوڑھی عورت میرے پاس آئی اور کہا " سری! مقام شونیزیہ میں ایک نوجوان آپ کو بلاتا ہے " میں نے جا کر دیکھا تو وہی نوجوان تھا جو سر کے نیچے اینٹ رکھے لیٹا تھا۔ میں نے سلام کیا اس نے آنکھیں کھول دیں اور کہا " سری! کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ خدا میرے پچھلے گناہ معاف کر دے گا " میں نے کہا " ہاں " اس نے کہا " اگر اتنے ہی گناہ اور بھی ہوں " میں نے کہا " ان کو بھی معاف کر دے گا " نوجوان نے کہا " میں گناہوں میں غرق ہوں " میں نے کہا " غریق کو خدا نجات دینے والا ہے " نوجوان نے کہا " میرے ذمہ مظالم ہیں "

(باقی آئندہ)

نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت مولینا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۴۴) **نمازی کی بخشش کا وعدہ**۔ ابن محیریز کہتے ہیں کہ کنانہ کے ایک شخص نے شام کے قیام میں ابو محمد سے سنا کہ وتر واجب ہے۔ یہ شخص حضرت عبادہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات ان سے کہی انہوں نے فرمایا ابو محمد غلط کہتے ہیں۔ اللہ نے اپنے بندوں پر صرف پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جو انہیں پورے طور پر ادا کرے گا، اور ان کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرے گا۔ اللہ اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا۔ اور جو نماز نہیں پڑھے گا، اللہ پر ضروری نہیں کہ اسے جنت میں داخل کرے، یہ اس کی مرضی پر ہے۔ چاہے اسے جنت میں لے جائے، چاہے دوزخ میں ڈال دے۔

(۱۴۵) **نماز کے متعلق ایک دلچسپ تمثیل**۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کسی شخص کے دروازے کے پاس سے نہر بہتی ہو اور وہ روزانہ پانچ وقت اس میں نہائے۔ کیا ایسی صورت میں اس کے بدن پر میل رہ سکتی ہے؟

صحابہؓ نے عرض کیا۔ ایسی صورت میں تو اس کے بدن پر میل نہیں رہ سکتا۔

حضورؐ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال سمجھو۔ اللہ تعالیٰ پانچ نمازوں کی بدولت مسلمان کے تمام گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔

ترکِ نماز کا جرم

(۱۴۶) **نماز نہ پڑھنے پر وعید**۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اسلام اور کفر کو سوائے ترکِ نماز کے اور کوئی چیز جدا نہیں کر سکتی۔

(۱۴۷) **قیامت کے دن نماز کا حساب لیا جائے گا**

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کا حساب لیا جائے گی۔ اگر انسان اس بارے میں کامیاب ہوا تو بہتر ورنہ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ میرے بندہ کے نامۂ اعمال میں نفل ... ہے تو اس سے فرض کی کمی پوری کی جائے۔

(۱۴۸) حضرت ... فرماتے ہیں کہ ...

میں نے حضورؐ کے ساتھ مدینہ میں چار رکعت پڑھیں۔ اور سفر میں دو رکعت۔

(۱۴۹) **حضورؐ کا ظہر اور عصر کی نماز میں قیام**۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم ظہر اور عصر کی نمازوں میں حضورؐ کے قیام کا اندازہ کیا کرتے تھے۔ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں حضورؐ تیس آیاتِ قرآنی کی تلاوت کے برابر قیام فرمایا کرتے۔ اور ظہر کی آخری رکعتوں میں پندرہ آیت قرآنی کی تلاوت کے برابر قیام فرمایا کرتے، اور آخری دو رکعتوں میں پہلی ایک رکعت کے برابر قیام فرماتے۔

(۱۵۰) **فجر اور عصر کی نماز وقت پر پڑھنے کا اثر**۔ حضرت عمارہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص آفتاب طلوع ہونے سے پہلے فجر کی اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز پڑھے گا وہ دوزخ میں قطعاً نہیں جائے گا۔

(۱۵۱) **عصر کی نماز ترک کر دینے پر وعید**۔ حضرت ابو ملیحؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن حضرت بریدہ رضؓ کے ساتھ تھے۔ آسمان پر ابر تھا۔ اس لئے حضرت بریدہ رضؓ نے فرمایا۔ جلدی سے نماز پڑھ لو کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے عصر کی نماز ترک کی، اس کے دوسرے اعمال بھی ضائع ہو گئے۔

(۱۵۲) **سفر میں مغرب کی نماز میں کوئی فرق نہیں**۔ حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں کہ مزدلفہ میں حضرت سعید بن جبیر رضؓ نے تکبیر کہہ کر مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں اور عشاء کی دو اور نماز کے بعد فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ نے اسی طرح نماز پڑھی تھی اور فرمایا تھا کہ حضورؐ نے یہاں اسی طرح نماز پڑھی۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت

(۱۵۳) **جماعت سے نماز پڑھنے کی تاکید**۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے ... فجر کی نماز ... فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے ... ہوتے ہیں ...

... قبلہ بنائے جانے کا ذکر

... بیت المقدس ...

(۱۵۴) **نماز پڑھتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے**

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ مدینہ میں تشریف لانے کے سولہ مہینہ بعد تک بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے پھر حضورؐ کو خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ملا۔

(۱۵۵) حالت سفر میں خانہ کعبہ کی طرف منہ نہ کیا جاسکے تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ سفر میں ہوتے تو اپنی سواری پر نماز پڑھتے۔ خواہ سواری کا رُخ کسی طرف ہوتا۔ جس طرف بھی سواری کا رُخ ہوتا، اسی طرف حضورؐ منہ کرکے نماز پڑھ لیتے۔

نماز کے ابتدائی اور آخری اوقات

(۱۵۶) نماز کے اوقات۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس جبریلؑ امین تشریف لائے۔ اور حضورؐ نے ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یہ جبریلؑ تمہیں نماز کے اوقات بتانے آئے ہیں۔ جبریلؑ نے صبح کی نماز صبح صادق کے فوراً بعد پڑھی، اور سورج کے زوال کے ساتھ ہی ظہر کی نماز پڑھی، اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جبکہ ہر چیز کے طول کے برابر اس کا سایہ بڑھنے لگا۔ اسی طرح مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی پڑھ لی۔ اور جوں ہی افق کے چہرہ سے سُرخی زائل ہوئی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔

دوسرے دن آپ نے صبح کی نماز روشنی پھیل جانے کے بعد پڑھی، اور ظہر کی نماز پہلے دن کی عصر کے وقت پڑھی، اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے اصل طول سے دوگنا ہوا۔ البتہ مغرب کی نماز (اس دن بھی) سورج غروب ہونے کے بعد ہی پڑھ لی۔ عشاء کی نماز رات کے پہلے حصہ کے ختم ہونے کے بعد پڑھی۔

اس طرح نمازیں پڑھنے کے بعد فرمایا۔ نمازوں کا اصل اور صحیح وقت آج اور کل کے اوقات کے مابین ہے۔

موسم کی تبدیلی کے ساتھ ظہر کی نماز کا وقت بھی بدل جاتا ہے

(۱۵۷) گرمی میں ظہر کی نماز دیر سے اور سردی میں پہلے پڑھنے کا بیان۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈی کرکے پڑھتے (یعنی تیز دھوپ کا وقت گذار دینے کے بعد) اور سردیوں میں گرمیوں کی نسبت سے ذرا پہلے پڑھتے۔

(باقی آئندہ)

مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ہے جس کی شرح حضرت عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو سالکین کیلئے مخصوص ہے)

(ترجمہ جناب مولانا عبدالفتاح صاحب فاضل)

(گذشتہ سے پیوستہ)

مقالہ (۱۴)

اہل ہوا واصلان حق ہونیکا دعوی نہ کریں

اے اہل ہوا واصلان حق کے حال کا دعوی نہ کرو۔ تم میں اور ان میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ کیونکہ تم نفس اور اس کی پسند کی ہوئی چیزوں کی پرستش و بندگی کرتے ہو اور وہ خدا کے بندے ہیں اور خدا ہی کی بندگی کرتے ہیں۔ تمہاری میل و خواہش دنیا کی طرف ہے کہ اس کے مال و جاہ کو حاصل کرو اور ان کی میل و خواہش آخرت کی طرف ہے کہ وہاں کے اجر و ثواب و نعمتوں کو حاصل کریں۔ تم اس دنیا کی صورت دیکھتے ہو اور وہ لوگ پروردگار ارض و سما کو دیکھتے ہیں۔

"دنیا" نام ہے مابین ارض و سما کا۔ وہ لوگ پروردگار ارض و سما کی صنعت کی نشانیاں دیکھ کر اس کے وجود ذات و صفات کا پتہ لگاتے ہیں۔ اور اس کے اندر انوار حق کے آثار کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

تم کو خلق سے آرام ملتا ہے اور ان لوگوں کو حق سے آرام ملتا ہے۔ تمہارا دل عالم سفلی اور زمین والوں میں لٹکا ہوا ہے۔ اور ان لوگوں کا دل پروردگار کے عرش میں لگا ہوا ہے۔

عرش کی طرف اضافت تعظیم کے لئے ہے۔ بوقت تعلق قلب کے شہود سے کہ وہ کبریائے الہی کی بلندی کی طرف ایک انجذاب و کشش رکھتا ہے اور درحقیقت یہ باطنی سمت بندہ کے لئے ہے نہ کہ وجود پروردگار کے لئے۔ صفت شاہد ہے نہ کہ مشہود۔ ابیات

روئے تو دیدہ ام بگلستاں درآمدم　　زلف تو یافتم بہ شبستاں درآمدم
خاک رہ تو کردم و برآسماں شدم　　در کوئے تو بہ ملک سلیماں درآمدم

تمہارے دل کو وہ لوگ لے جاتے و شکار کرتے ہیں جن کو تم عالم ظاہر میں دیکھتے ہو۔ بلکہ یہ لوگ خالق اشیاء کو چشم بصیرت سے دیکھتے ہیں اللہ تعالے چشم سر سے دیکھا نہیں جاسکتا۔ اس قوم کے لوگ دنیا و آخرت میں ماسوائے حق کی گرفتاری سے نجات حاصل کرکے فتح پاچکے ہیں اور تم تو دنیا کی خواہشوں کے ہاتھ میں (رہن) گرو ہوگئے ہو۔ اور ان چیزوں میں قید ہو جن کو دنیا سے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ یا دوست رکھتے ہو۔ یہی وہ لوگ مخلوق سے اور اپنی خواہش و ہوا و آرزو سے فانی ہوگئے ہیں۔

بے فنائے خود میسر نیست دیدار شما
فیض رشد خویش را ادل خرید ار شما

اور قرب الہی کے بالاترین درجہ پر پہنچے ہیں جس سے اونچا کوئی دوسرا درجہ نہیں۔ اور تمام مدارج علیہ کی انتہا دہیں پر ختم ہوتی ہے۔ پھر وہ لوگ تو اس مقام کی نہایت بلندی پر کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ جو اللہ تعالی کی فرماں برداری احکام اور اس کی ذات و صفات کی دل و زبان سے حمد و ثنا کرنے کا مقام ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ　　یہ خدا کا فضل و کرم اور اس کی بخشش ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

پس ان لوگوں نے طاعت و حمد و ثنا کو اپنے اوپر لازم کر لیا اور ہمیشہ اسی کام میں مصروف رہے۔ بغیر رنج و مشقت۔ محض خدا کی توفیق اور اس کے آسان کرنے سے۔ پس طاعت ان کے لئے بجائے جان و غذا کے ہوگئی۔ اور جبکہ طاعت و ذکر خدا ان کی روح و غذا ہے تو دنیا ان کے حق میں نعمت و سرور اور بمنزلہ بہشت کے ہوگئی۔ لہذا وہ دنیا و آخرت دونوں جگہ بہشت ہی میں ہیں۔

گویا فرمودہ خدا تعالی خالدین فیہا یوں بھی منطبق ہے کیونکہ وہ لوگ کسی چیز کو دیکھنے سے پہلے اس کے پیدا کرنے والے اور ظاہر کرنے والے کے فعل کو مشاہدہ کرچکے ہوتے ہیں۔

جب قبل دیکھنے اشیا کے ان کا مشہود حق ہے اور فعل حق اور شہود حق موجب نور و سرور ہے۔ اور ظلمت غم اور اندوہ نفسانی کو اس کے سراپردہ جلال کے گرد مجال راہ نہیں ہے۔ اور سرور و حضور جنت کے نشان ہیں۔ پس وہ لوگ فی الحقیقت بہشت میں رہتے ہیں اور حق کا دیکھنا قبل دیکھنے اشیاء کے شہود کی ایک قسم ہے کہ مارأیت شیئا الا رأیت اللہ قبلہ

اور پھر حاراًیت شیئاً الارأیت اللہ فیہ ہے
ایک بعد کا اور دوسرا معد پہلا اتم واکمل ہے کیونکہ
وجوب، قدم کا نور اسبق واسہر ہے بہ نسبت امت امکانی
کے۔ اور حال مجذوبین محبوبوں اور سابقوں کا ہے
اور قول جناب سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ان
اللہ معنا اسی شہود کی طرف اشارہ ہے۔ بخلاف قول
جناب موسیٰ علیہ السلام کے اِنَّ مَعِیَ رَبِّی فافہم

پس اس قوم سے زمین وآسمان قائم ہے اور مردوں اور زندوں کو اپنی جگہ قرار ہے۔

کیونکہ مردوں اور زندوں کا قرار زمین کے ثبات پر منحصر ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مومن وکافر، عاصی ومطیع مراد ہوں۔ واللہ اعلم۔

کیونکہ ان کے بادشاہ اور ان کے مالک نے ان کو زمین کے لئے رحم بچھائی گئی ہے میخیں بنائی ہیں۔ پس ان میں کا ہر ایک فرد گویا ایک پہاڑ ہے کہ جو اپنی جگہ پر قائم ہے۔

پس تم ہٹ جاؤ ان کے راستے سے اور ان کے حال کا دعوےٰ مت کرو۔ بھیڑ مت کرو۔ جگہ تنگ نہ کرو یعنی مت گھسو اور ان لوگوں کی برابری مت کرو جس کو ان کے باپ و بیٹے طلب حق۔ سلوک طریق۔ وصول بشہود حق کے قصد سے باز نہ رکھ سکے اور مفیدنہ کرسکے

یعنی کوئی چیز اور کوئی شخص خصوصاً باپ و بیٹے کہ سب سے زیادہ عزیز ومحبوب ہیں۔ ان کا کہنا سننا ان لوگوں کو جو امر الٰہی کے امتثال میں منہمک تھے روک نہ سکا۔ یہ بات صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے احوال سے بھی ظاہر ہے۔

پس وہ لوگ بہترین اشخاص ہیں۔ ان لوگوں میں جن کو میرے رب نے پیدا کیا اور زمین کے مختلف مقامات پر پھیلا رکھا ہے۔

بہترین سے مراد انبیا ورسل صلوات اللہ علیہم کے اسوا ہیں۔ اگر قوم سے (جن کا ذکر کیا گیا) مراد اتقیا اور اولیائے امت ہیں تو اور بھلے ہے۔ ورنہ یوں تو اس عنوان میں بتفاوت مراتب سبھی داخل ہیں۔ اور (میرے رب) میں ضمیر واحد متکلم کا حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا جناب ربوبیت میں مخصوص مقام ہونے کی طرف رمز ہے۔ جیسا کہ کسی جلیل القدر بادشاہ کا وزیر جو انتظام امور ملکی کا کفیل و وکیل ہے اور بادشاہ کی نزدیکی پر ممتاز ہے۔ وہ اپنی گفتگو میں یہ کہتا ہے کہ "میرا بادشاہ یوں فرماتا ہے اور میرے سلطان نے یوں حکم دیا وغیرہ"۔ اور یہ بھی یہی بات کہ کلمہ ضمیر متکلم کا جناب شیخ رضی اللہ عنہ کی نیابت و سفارت پر دلالت کرتا ہے۔ جو آپ کو حضور میں سید رسل وخلاصۂ موجودات کے حاصل ہے مشائخ وقت نے آپ کی باتوں کو "رسول اللہ صلعم کی زبان" اور آپ کو "نائب رسول اللہ اور وارث" کے القاب سے خطاب کیا ہے۔ ابیات

اے رفتہ قدم بر قدم شاہ رسل — در پیروی او شدہ ہادی سبل
قد خصت من الفضل بما نالت ادنٰہ — من ذلک نفہم وجادت نائل

فعلیہم سلام اللہ وتحیاتہ وبرکاتہ ما دامت الارض والسماء
جب تک کہ زمین وآسمان رہا فیہا باقی ہیں تقدیر الٰہی آپ کے وجود میں برکت شامل رکھے۔

(باقی آئندہ)

ابن ماجہ شریف کامل اُردو

(مترجمہ حضرت مولینا رشید اختر صاحب ندوی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

حضرت عمارؓ بن یاسر کی فضیلت

(۱۱۷) حضرت علیؓ ابن ابی طالب روایت فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ آئے اور اندر آنے کا اذن مانگا حضورؐ نے فرمایا۔ پاک وصاف شخص کو شوق سے اندر آنے دو۔

حضرت ہانی ابن ہانی فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمارؓ حضرت علیؓ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا۔ پاک وصاف شخص کو آنا مبارک ہو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ عمارؓ کا سارا جسم ایمان کے نور سے روشن ہے۔

(۱۱۸) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمارؓ کی حالت یہ ہے کہ اس پر جو دو باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں سے وہ ہمیشہ بہتر کا انتخاب کرتے ہیں۔

سلمانؓ، ابی ذرؓ اور مقدادؓ کی فضیلت

(۱۱۹) ابن بریدہ رضؓ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں چار اشخاص سے محبت کروں۔ پوچھا گیا حضورؐ وہ کون ہیں؟ فرمایا علیؓ ان میں سے ہیں۔ اور اسے تین بار دُہرایا اور ابوذر اور سلمان اور مقداد۔

(۱۲۰) حضرت عبداللہؓ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام سات اشخاص نے ظاہر کیا، رسول اللہؐ، ابوبکر رضؓ عمارؓ ان کی ماں، صہیب، بلال اور مقداد۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے آپ کے چچا ابی طالب کی وجہ سے محفوظ رکھا۔ اور باقی تمام کو مشرکین نے پکڑ لیا اور ان کو لوہے کے کوٹ پہناتے اور دھوپ میں پگھلایا۔ ان میں سے تمام نے مشرکین کا کہا بظاہر مان لیا، مگر بلالؓ نے نہیں مانا۔ کیونکہ انہوں نے کلمہ کو کہنے کی بجائے قتل ہونے کو ترجیح دی۔ قوم نے انہیں پکڑ لیا اور لونڈوں کے سپرد کر دیا۔ یہ لونڈے انہیں مکہ کی گلیوں میں لئے پھرتے اور وہ "اللہ ایک ہے۔ اللہ ایک ہے" کی صدا بلند کرتے ہے۔

(۱۲۱) حضرت انس رضؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میری طرح اللہ کے راستہ میں کسی کو ایذا نہیں دی گئی۔ اور میری طرح اللہ کے راستہ میں کسی کو ذلیل نہیں کیا گیا۔ مجھ پر ایسی تین راتیں آئیں کہ میرے لئے اور بلالؓ کے لئے سوائے اس کھانے کے جسے بلالؓ اپنی بغل میں چھپا کر لاتے اور کوئی چیز کھانے کو نہ تھی۔

حضرت بلال رضؓ کی فضیلت

(۱۲۲) حضرت سالم فرماتے ہیں کہ ایک شاعر نے بلال بن عبداللہ کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بہتر بلال ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلالؓ سب سے بہتر ہیں۔

حضرت خبابؓ کی فضیلت

(۱۲۳) ابی لیلیٰ کندی فرماتے ہیں کہ خباب رضؓ حضرت عمر رضؓ کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا قریب ہو کہ عمار کے بعد تم ہی اس جگہ کے مستحق ہو۔ اس پر حضرت خباب نے اپنے جسم کے وہ مقام دکھائے، جہاں کفار نے انہیں زخم پہنچائے تھے۔

(۱۲۴) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سب سے رحم دل ابوبکر رضؓ ہیں۔ اور دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں۔ اور سب سے زیادہ حیا والے عثمان رضؓ ہیں۔ اور سب سے زیادہ منصف علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ اور سب سے بہتر قاری ابی بن کعب ہیں۔ اور سب سے بہتر حلال اور حرام کو جاننے والے معاذؓ بن جبل ہیں اور سب سے زیادہ فرائض کے پہچاننے والے زیدؓ بن ثابت ہیں۔ خبردار ہر امت کا کوئی نہ کوئی امین ہوتا ہے، اور اس امت کے امین ابوعبیدہؓ بن الجراح ہیں۔

حضرت ابوذرؓ کی فضیلت

(۱۲۵) حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ اس دنیا میں ابوذرؓ سے زیادہ سچا اور کوئی نہیں۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی فضیلت

(۱۲۶) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ریشم کا ایک ٹکڑا ہدیہ کے طور پر دیا گیا۔ صحابہ اس ٹکڑے کو دیکھنے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تمہیں یہ ٹکڑا بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ خدا کی قسم سعدؓ بن معاذ جس جنت میں ہے وہ اس سے بہتر ہے۔

(۱۲۷) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا عرش سعدؓ بن معاذ رضؓ کی موت پر جھوم اٹھا۔

جریرؓ بن عبد اللہ کی فضیلت

(۱۲۸) جریر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میری درخواست کو رد نہیں کیا۔ اور جب کبھی میں نے حضورؐ کو دیکھا حضور میری طرف مسکراتے ہوئے دیکھنے پائے گئے۔ میں نے آپ سے شکایت کی کہ میرے خیالات قائم نہیں ہیں۔ حضورؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔ اے اللہ اسے قائم رکھ اور اسے ہادی اور مہدی بنا۔

بدری صحابہ کی فضیلت

(۱۲۹) حضرت رافعؓ بن خدیج فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل یا کوئی اور فرشتہ آیا اور پوچھا تم لوگ بدری صحابہ کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا۔ ہم میں سے بہتر آدمی۔ فرشتہ نے کہا۔ اسی طرح ہم سے جو فرشتے بدر میں شریک ہوئے وہ تم سب میں سے بہتر ہیں۔

(۱۳۰) حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو۔ خدا کی قسم اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو تب بھی وہ ان کے پایہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

(۱۳۱) نسیرؓ بن ذعلوق فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا مت کہو کہ ان کی ایک ساعت کی عبادت تمہاری تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔

انصار کی فضیلت

(۱۳۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو انصار کو دوست رکھتا ہے، اُسے اللہ دوست رکھتا ہے۔ اور جو انصار سے بغض رکھے۔ اس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

مطبوعات پیشوا دہلی

پیشوا کی وہ مطبوعات جن کا تذکرہ شذرات میں صفحہ پر ہے۔ صرف ان ہی کتابوں پر ان حضرات کو کمیشن دیا جائیگا، جو دس اور پچیس روپے قرض حسنہ میں ذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔

مقررہ میعاد سے زیادہ روپیہ واپس کر دیا جائیگا

مندرجہ ذیل کتابوں کے علاوہ کسی اور کتاب میں قرض حسنہ دینے والے کمیشن کے مستحق نہ ہونگے۔

(۱) بخاری شریف ۴۰ر رف کاغذ . چکنا ۶۰ر
(۲) مسلم شریف ۶۰ر چکنا کاغذ ۳۰ر (۳) مشکوٰۃ شریف ۳۰ر
(۴) ترمذی شریف مع شرح للعہ ر چکنا کاغذ
(۵) انتخاب صحاح ستہ ۱۲ر، چکنا کاغذ ۱۲ر
(۶) کلید قرآن ۲ر (۷) معلومات قرآن ۱۲ر
(۸) قرآن معجز نما کتاب ۶ر (۹) تفسیر سورۂ یٰسین ۸ر
(۱۰) معلومات نماز ۸ر (۱۱) ضروریات دین ۸ر
(۱۲) فن خطابت ۶ر (۱۳) اسکول ماسٹر ۱۲ر
(۱۴) اعمال تسخیر القلوب ۶ر (۱۵) آفتاب رسالت ۱۲ر
(۱۶) خلفائے راشدین ۱۲ر چکنا کاغذ ۶ر
(۱۷) سیدہ کا لال ۱۲ر (۱۸) کربلا کے بعد ۱۲ر
(۱۹) اسلام کے سورما سپاہی ۸ر
(۲۰) شرح رباعیات ۶ر (۲۱) بچی کی استانی ۸ر
(۲۲) گھر والی کی تربیت ۸ر تفسیر سورہ یٰسین ۸ر
(۲۳) تعلیم خانہ داری ۱۲ر (۲۴) دہلی کا بادشاہ ۴۰ر
(۲۵) درس معاشرت ۸ر (۲۶) رنج و راحت ۸ر
(۲۷) حضرت علیؓ کی شہادت ۱۲ر
(۲۸) فردوس آسیہ ۱۲ر (۲۹) معلم عربی ۸ر
(۳۰) اسلامی دسترخوان ۸ر (۳۱) محبت کے پیغام ۸ر
(۳۲) روحانی فالنامہ ۶ر (۳۳) برتھ کنٹرول ۴۰ر
(۳۴) مصری افسانے ۸ر (۳۵) دوشیزہ ۳ر
(۳۶) فسانہ سعید ۸ر
(۳۷) سیرۃ نعمان ۱۲ر
(۳۸) مجالس حسنہ ۱۲ر
(۳۹) جہان آرا ۸ر

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں۔ اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہے۔ اگر آپ بے اولاد ہوں گے تو صاحب اولاد بن جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہوں گے۔ بیمار ہیں تو تندرست ہو جائیں گے۔ فراق کشیدہ ہیں تو صاحب وصال ہو جائیں گے۔ پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے۔ غرضکہ آپ ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں۔ کیونکہ اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں ہیں۔ قیمت ۸ر

کلید قرآن

جو بچے کئی برس کی محنت کے بعد کلام الٰہی نہ پڑھ سکے ان کو کلید قرآن پڑھائیے دو مہینے میں قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے لگ جائے گا۔ جو لوگ اپنے بچپنے میں قرآن مجید کی نعمت سے محروم رہے ان کو بھی قرآن پڑھائیے۔ دو مہینہ میں کلام اللہ پر عبور ہو جائے گا۔ کلید قرآن دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینہ میں قرآن پڑھنا آجاتا ہے۔ آپ بھی منگا کر تجربہ کیجئے۔ قیمت ۲ر ایک روپے کے دس۔

قرآن ایک معجز نما کتاب ہے

حقائق و معارف، فصاحت و بلاغت قرآن پاک پر اردو میں پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے۔ جو حضرۃ علامہ ابوالبصیر صاحب آزاد عتیقی کے ۱۸ سالہ مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن شریف کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں کے تبصرے سرداران کفار قریش کے سنکر بھی کلام الٰہی کا اس کو سنکر مسلمان ہونا۔ قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجز نما ہونے پر محکمۃ الآرا دلائل اشاعت قرآن حکیم کی تاریخ ہے۔ یہ کتاب تبلیغ اسلام کے لئے بہترین ہے۔ سفید چکنا کاغذ قیمت ۶ر علاوہ محصول۔

قرآن مجید کی مکمل ڈکشنری

"مصباح الفرقان" اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے تمام لفظوں کو بہت ہی سہل ترتیب کے ساتھ اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے خانہ میں لفظ دوسرے میں معنی۔ تیسرے میں لفظوں سے متعلق ضروری تشریح اسی کے ساتھ بعض دوسری اہم اور مفید باتیں درج کی گئی ہیں مثلاً انبیاء کرام کے نام جہاں جہاں آئے ہیں ان کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کہنا بے مبالغہ ہے کہ لفظ قرآن کی تشریح و ترجمہ کے سلسلہ میں اردو زبان میں اب تک ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ کتابت و طباعت اعلیٰ شاندار قیمت اعلیٰ ۱۲ر رعایتی للعہ

یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے اور جو مدرس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں۔ یہ بہت ہی آسان قاعدہ ہے۔ اس میں سب سے بڑھ کر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے، زیر، زبر، پیش، اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد مرکبات کو بتانے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف ۶ مہینے میں بچہ اُستاد کی مدد کے بغیر قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے قیمت ۳ر

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے مورث اعلیٰ حضرت علامہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی عرق ریزی کا شاندار کارنامہ اور ایسی تفسیر جس کو ہر بعد کے مفسر نے اپنی شمع راہ بنایا ہے اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلی تھی۔ اس کے قدردان اب بھی اسی کو ڈھونڈتے ہیں۔ لاکھوں چھپتی ہے اور سب ہدیہ ہو جاتی ہے۔ اتنی سستی پورے قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر نہیں ملیگی پوری دو تین تقطیع کے ۴ صفحے میں قیمت ۳ر

تفسیر حسینی کامل

ہر دو جلد اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ کاغذ گلیز۔ پورے کلام اللہ کی پوری مدلل و مشرح تفسیر ہے۔ قرآن فہمی کے لئے اس سے بہتر اور اس سے سستی تفسیر ملنی مشکل ہے پیشوا سے دوگنا سائز ہے۔ جدید مفسرین اس کو سامنے رکھ کر ہی تفسیر لکھتے ہیں۔ بہت ہدیہ ہوتی ہے۔ اگر قرآن شریف پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی یہ تفسیر منگا لیجئے۔ قیمت سات روپے علاوہ محصول ڈاک۔

تفسیر سورہ یٰسین

یہ تفسیر اس انداز میں لکھی گئی ہے جو نوجوان روشن خیالوں کا زمانہ ہے۔ اور قدم قدم پر ہر بات کے لئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا گیا ہے۔ یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے ماخوذ ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کا اکو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ یہ تفسیر بہت اہم ہے اور ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت ... تفسیر کا عطر ہے قیمت ۸

معلومات نماز

نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے چند عنوان یہ ہیں مذہب۔ اسلامی عبادت کی حکمت۔ احکام عبادات کے مصارف۔ ثمرات عبادات۔ ثمرات آخرت تارک نماز کے طبی فائدے۔ امتیازی عبادت لفظی عبادت۔ نماز کے وقتوں کا قرآن شریف سے ثبوت بے نمازوں کی کہانیاں۔ نماز قرآن میں اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان اور نماز کی ہر دعا کا ترجمہ مع اصل عربی۔ ضخامت ۹۰ صفحے قیمت ۸

دینی معلومات

تین سو چالیس صفحہ کی کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے۔ امام محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا سلیس اور مربوط ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ام الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اور کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اس میں طہارت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ نکاح۔ طلاق۔ حقوق۔ آداب معاشرت بیع و شریٰ۔ لباس۔ شکار۔ دیوانی و فوجداری دینی نواہی۔ زراعت۔ تجارت۔ حکومت۔ صنعت غرضیکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق شرعی احکام اس کتاب میں نہ ہوں۔ قیمت عہ

ضروریات دین

دفتر پیشوا نے ایک فاضل دینیات سے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں مسائل لیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں رہ سکتا دینی ضروریات نو مسلموں میں تقسیم کرنی چاہئیں دینی ضروریات کو کم فرصت وکیل تجارت پیشہ، مذہب سے ناواقف۔ زمیندار اور صنعت پیشہ مسلمانوں کو پڑھنی چاہیئے۔ تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصل اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے۔ ضخامت ... قیمت ۸

آفتاب رسالت

مورخ اعظم آغا رفیق صاحب بلند شہری نے سرکار دو جہاں رسول خدا کے بہت مبسوط حالات دو حصوں میں لکھے ہیں پہلا حصہ ۴ کا ہے اس میں زیادہ تر تاریخ عرب اور بعثت رسولؐ سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت و طفولیت رسولؐ حصہ دوم ۴۴ صفحات۔ اس میں پوری رسالت کے جزو کل حالات مثل ہجرت۔ تبلیغ غزوات اور سیاسی بصیرات اور مغفری واقعات کے تذکرے آخر میں حضورؐ کی معاشرت اور ازواج مطہرات کے حالات قیمت ہر دو حصہ ۴۴ صفحات ۱۲

خلفائے راشدین

حضرت ابو بکر رضی صدیق رض حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی رض حضرت مولا علی حضرت امام حسن کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات ان کے عہد خلافت اور اصلاحات اور ترقیات اور فتوحات کے مفصل حالات پچاس سال تک مطالعہ تاریخ کا محققانہ شاہکار اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ... ۵ صفحے۔ کاغذ قیمت بلا جلد عہ مجلد پارچہ عہ قیمت مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی پشتہ عہ علاوہ محصول

سیدہ فاطمہؑ کا لال

اس شاہ شہیدی کا لکھا ہوا شہادت نامہ جس کے فرضی اصلاحی قصے پڑھنے سے سخت دل دہل جاتے ہیں اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت تو اپنی جگہ خود ہی بیحد الم انگیز ہے اب اس کا تصور کیجئے کہ یہ درد انگیز حالات جب مولانا کے قلم سے لکھے گئے ہوں تو ہے کوئی سخت سے سخت دل انسان جو اس کا دعویٰ کرے کہ اس کتاب کا ایک ہی باب بلا روئے پڑھ لیگا یقین رکھئے کہ خونریزی کربلا پر یہ کتاب پہلی اور آخری ہے۔ قیمت عہ محصول ۲

کربلا کے بعد

ایک ہزار سالہ خونی تاریخ

حضور سرور کائنات کے عہد مبارک اور خلفائے راشدین کے زمانہ کے مفصل حالات اور شاہان بنو امیہ کے مظالم آل رسولؐ پر کربلا کے بعد کیا ہوئے۔ قاتلان حسینؑ کا عبرتناک انجام اور بنو عباس کی حکومت اور ان کے بے پناہ مظالم سادات بنو فاطمہؑ پر مصر میں بنو فاطمہؑ کی خلافت کے مفصل حالات اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ بہترین سفید چکنا کاغذ۔ دو رنگ کا ٹائٹل ضخامت ... صفحے رعایتی قیمت عہ

مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا نمونہ قرآن مجید

اس قرآن مجید کی تقطیع ۸ انچ سے گیارہ انچ ہے جو نہ بڑی ہے نہ چھوٹی۔ خاصی چوڑی جلد ہے جس سے حروف کشادہ ہو گئے۔ کتابت عجیب شان کی، زیر و زبر اپنے اپنے حرفوں پر، پڑھنے میں آسان۔ ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب کا بامحاورہ و سلیس ہے، جو خود ایک تفسیر کا کام دیتا ہے۔ حاشیہ پر شاہ عبد القادر صاحب کی تفسیر موضح القرآن کا اختصار چڑھا ہوا ہے۔ عربی اور اردو ہر دو خوش خط اور جلی ہیں۔ چھپائی ایسی جیسے بلاک کی۔ ہدیہ مجلد ڈھائی روپے ۲ ع ۸ ر، یہ پونی سطر کا نمونہ ہے۔ قرآن شریف کا صفحہ اس صفحہ سے بڑا ہے۔

موضح القران	هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
ف یعنی تم بدر کی لڑائی میں ستر کافروں کو مار چکے ہو	یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

مضامین قرآن مجید کی مکمل فہرست

باب ۱۔ اصحاب کہف اور رقیم
باب ۲۔ باغ والوں کا قصہ
باب ۳۔ اصحاب
حصہ پنجم
باب ۱۔ قیامت کی صورت
اور مر کر جینے کا ثبوت
باب ۲۔ آدمی کی موت
باب ۳۔ بیان قرب قیامت
اور اس کے آثار جیسے خروج
یاجوج و ماجوج و ابتلاء
و نزول عیسیٰ علیہ السلام
باب ۴۔ موت کے بعد عالم
برزخ کا جو سامنا پیش آتا ہے
باب ۵۔ نفخ صور و حیات نو کی

حشر وغیرہ کے حالات جو قیامت
میں واقع ہوں گے۔
باب ۶۔ مومنین کا قیامت کے
دن امن میں ہونا
باب ۷۔ بیان ... پل صراط
... اور پل صراط
باب ۸۔ قیامت میں ... کے
کام نہ آنا اور معبودان باطل
اور شیطانوں کا اپنے عبادت
سے علیحدہ ہو جانا اور ان کی
باہمی گفتگو اور شفاعت کا ذکر
باب ۹۔ حساب و کتاب و
وزن اعمال و بیان نامۂ اعمال
و جزاء اعمال

باب ۱۰۔ قیامت میں مسلمانوں
اور کافروں اور جھوٹے
معبودوں وغیرہ کے ساتھ
اللہ تعالیٰ کی گفتگو
باب ۱۱۔ دوزخ اور دار اور
اہل دوزخ کی حالت
باب ۱۲۔ اہل دوزخ کا دنیا
و تمناء موت اور دنیا کی
طرف لوٹ آنے کی درخواست
اور اس کا جواب
باب ۱۳۔ اہل دوزخ کے
ساتھ گفتگو اور ان کو ملامت
اور ان کا باہمی جھگڑا
باب ۱۴۔ اعراف اور اہل

اعراف
باب ۱۵۔ جنت اور اس کے
نعیم و لذات وغیرہ
باب ۱۶۔ حور و خدام جنت
باب ۱۷۔ انہار جنت
باب ۱۸۔ ہمیشگی دوزخ و جنت
حصہ ششم
باب ۱۔ مصیبت و ہلاکت گناہ
کے سبب آتی ہے
باب ۲۔ بندوں کے اعمال
لکھے جاتے ہیں
باب ۳۔ حسنات کا کفارہ گناہ
ہونا۔ اسباب مغفرت، توبہ
کے شرائط قبولیت توبہ

باب ۴۔ عموم دعوت اسلام
اور بحیثیت اسلام سب کا
یکساں ہونا۔
باب ۵۔ اصول دین۔ کل
انبیاء کا متفق ہونا
باب ۶۔ دین کی آسانی
باب ۷۔ بعض رسوم جاہلیت
باب ۸۔ ابتدائے عالم
باب ۹۔ بیان فطرت انسانی
باب ۱۰۔ انبیاء اور ان کے
مدارج و خدمات وغیرہ
باب ۱۱۔ ملائکہ اور ان کی
خدمات
باب ۱۲۔ قرآن مجید اور دیگر

کتب سماوی
باب ۱۳۔ مسلمانوں کو پھر تبلیغ
دی جاتی تھی
باب ۱۴۔ جنوں کا ایمان
لانا اور ان کے مقولے
باب ۱۵۔ معجزات و خوارق
و عادات
باب ۱۶۔ کفار و فجار کو ایمان
نہ لانے اور نافرمانی پر
تہدید
باب ۱۷۔ امثال اور
تشبیہات

خاتمۂ مقدمہ

اعجاز نما قرآن مجید پر علماء مشائخ لیڈران اور ایڈیٹران کرام کی رائیں

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی رائے

مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ

میں لکھنؤ چلا گیا تھا۔ اس وجہ سے آپ کا مرسلہ ترجمہ نہ دیکھ سکا ابھی صرف ابتدائی دو صفحے دیکھ سکا ہوں۔ مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے۔ ان دو صفحوں میں ان کے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے میں اس کلام الٰہی کے حواشی کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی رائے

جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی نے اعجاز نما قرآن مجید نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس کو میں نے غرۂ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ کی شام کو چاند دیکھنے کے بعد اول سے آخر تک سرسری نظر سے دیکھا۔ اس قرآن مجید کے ۸۰۴ صفحے (علاوہ مقدمۃ القرآن کے) ہیں۔ کاغذ سفید اور نفیس ہے، خط بہت عمدہ ہے۔ صحت کا اہتمام بھی بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اکیاون (۵۱) قاریوں اور حافظوں اور مولویوں کے نام آخر میں درج ہیں اور یہ لکھا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اس قرآن مجید کی صحت میں حصہ لیا ہے۔ سرورق بہت خوب صورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔ اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے۔ ایک سو ستر صفحات پر علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری کا مقدمہ اردو زبان میں ہے جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے، کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

میں نے حروف مقطعات قرآن کو تمام و کمال پڑھا اور چند اور بھی مضامین دیکھے اور پسند کئے۔

قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اگر وہ اس پر توجہ کریں۔ قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے۔ اس معاملہ میں اور لوگوں نے کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔ بہر حال یہ مقدمہ اور مضامین ہی مفید مجموعہ ہے جو تبلیغ و تفہیم مضامین قرآن مجید کے لئے یقیناً ایک بیش قیمت چیز مانا گیا ہے۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں، اور ان کی تفسیر بیان القرآن فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور [illegible] کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم [illegible]

اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں [illegible]

خدا کرے مسلمانان ہندوستان [illegible]

اسلام کی قدر کریں اور آغا رفیق صاحب [illegible]

[illegible] قرآن نا تادرکئیں۔ مصارف و محنت کے اعتبار سے یہ ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین دہلی ارشاد فرماتے ہیں

جناب محترم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا دہلی نے پچھلے دنوں مکتبہ پیشوا سے اعجاز نما قرآن شریف شائع کر کے مسلمانوں کے نادار اور غریب طبقہ کی نہایت قابل قدر خدمت انجام دی ہے۔ حافظ صاحب محترم کا سینہ اس جذبہ سے معمور ہے کہ وہ قرآن و سنت کو زیادہ سے زیادہ عام فہم زبان میں کم سے کم ہدیہ کے ساتھ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ کتب صحاح کے تراجم۔ آسان ترجمہ والا قرآن شریف، اعجاز نما قرآن شریف وغیرہ حافظ صاحب کے اس جذبہ پر شاہد عادل ہیں۔

اعجاز نما قرآن شریف کا جو ہدیہ مقرر کیا گیا ہے، اس کے اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ اتنے کم ہدیہ پر اس سے بہتر چیز پیش نہیں کی جا سکتی تھی مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ حافظ صاحب نے اتنا کم ہدیہ کس طرح رکھا ہے حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد صفحات کا مبسوط مقدمہ تفسیر ایسے علمی بہا یا ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔ میں حافظ صاحب کو اس کامیاب سعی تبلیغ پر مبارک باد دیتا ہوں اور مسلمانوں سے پرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ اس قرآن شریف کے زیادہ سے زیادہ نسخے منگا کر حافظ صاحب کی خدمت کی عملی داد دیں۔

مجاہد غیور حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

جوائنٹ سکریٹری جمعیت علماء ہند و سکریٹری آل انڈیا تحفظ فلسطین کی تحریر ملاحظہ ہو

جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا نے اپنے مشہور مکتبہ سے اعجاز نما قرآن مجید طبع کرایا ہے۔ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور حاشیہ پر مصر کے مشہور مصنف حضرت علامہ فرید وجدی کا تفسیر کا اردو ترجمہ، یہ ترجمہ جناب مولانا آغا رفیق صاحب نے کیا ہے۔ ترجمہ کے لئے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے، اور تفسیر کے لئے علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل اور اس کو عربی سے اردو کے قالب میں لانے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا، ترجمہ مستند و قابل اعتبار ہے۔ بقائی صاحب نے اشاعت کے سلسلے میں قرآن مجید ہر غریب و امیر مسلمان تک پہنچانے کے لئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں اپنے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں جو ایک طرف قرآن عزیز کے [illegible] کی تفسیر چاہتے ہوں [illegible]

اس اعجاز نما قرآن شریف کو منگائیں۔

سید عزیز حسن صاحب بقائی اس توجہ اور محنت کے لئے قابل داد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو کامیاب فرمائے۔

حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم۔ اے

منشی فاضل، مولوی عالم، فاضل ایم اے لیکچرار مشن کالج و ایڈیٹر رسالہ برہان کی تحریر ملاحظہ ہو

جناب محترم حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا نے اسلامی و دینی کتابوں کو اردو کا جامہ پہنا کر کم سے کم قیمت میں شائع کرنے کا جو ایک سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ اس میں سب سے نمایاں اور حیرت انگیز تبلیغی کارنامہ اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی اشاعت ہے۔ قرآن شریف کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، پھر اس پر بھی اکتفا نہیں کی گئی، حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان العرفان کا اردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے۔ ترجمہ کی دلکشی، سلاست اور روانی کے لئے جناب مترجم عطا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے، جو متعدد اور مفید مذہبی، تاریخی کتابوں کے مترجم و مصنف کی حیثیت سے ارباب علم و ادب کے حلقہ میں محتاج تعارف نہیں ہیں۔ یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۵۰ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کے لئے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آ گیا ہے، جن کا جاننا مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے خاصی واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقے سے سمجھا دیتے ہیں۔ مقدمہ کے اختتام پر قرآن مجید کے مضامین کی ایک مکمل فہرست مع سورتوں اور آیتوں کے حوالے کے دی گئی ہے۔ جو ارباب تالیف و تصنیف اور حضرات علماء و طلبہ کے لئے بہت فائدہ رساں ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ ہدیہ ان تمام خوبیوں کے بالمقابل بہت ہی کم۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ محترم حافظ عزیز حسن صاحب کس قدر سرگرمی کے ساتھ اس قرآن شریف کو ایک بار ہر مسلمان تک پہنچا کر تبلیغ کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور اس طرح کے کار خیر کرنے کی بیش از بیش توفیق ارزانی کرے۔ آمین۔ میں تمام مسلمانوں سے عالم ہوں یا غیر عالم، غریب ہوں یا امیر پرزور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ایڈیشن کا ایک ایک نسخہ ضرور رکھیں۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ بہترین دینی کتابوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ مجھ کو امید قوی ہے کہ مسلمان اس کام کی ہمت افزائی کر کے حافظ صاحب کو زیادہ سے زیادہ تبلیغی خدمت کرنے کا موقع دیں گے۔ والسلام۔

سعید احمد کان اللہ لہ

آل انڈیا مسلم لیگ کے علمبردار اخبار الامان دہلی کی رائے

جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مالک و مدیر رسالہ پیشوا دہلی قابل مبارک باد ہیں کہ ان کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی، اور انہوں نے مسلمانوں کے سامنے قرآن مجید کا ایک ایسا نسخہ زرکثیر صرف کر کے پیش کیا ہے جسے بجا طور پر اعجاز نما قرآن مجید کا اعجاز نما نسخہ کہا جاسکتا ہے یہ قرآن مجید مترجم ہے۔ اس اعجاز نما قرآن مجید کا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ اور زوائد قوسین کی تشریحات بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان پوری کی پوری تفسیر دے دی گئی ہے۔ جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصرف زرکثیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ کتابت کے اعتبار سے بھی اعجاز نما قرآن مجید لاثانی اور بے مثل ہے، ہندوستان کے مشہور نسلخ جناب حاجی عبدالغنی صاحب خوش نویس زرنیت رقم دہلوی خلف الرشید حضرت مولانا حاجی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی نے اس کی کتابت کی ہے اور اپنے کمال فن کا آخری نمونہ پیش کیا ہے۔ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت ۱۵ جید حافظوں اور عالموں نے کی ہے۔ جن کی مہریں قرآن مجید پر ثبت ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ملک اس نادر نسخہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور ہر مسلمان اس سے مستفیض ہوگا۔

جناب مولانا ابواللیث صاحب ندوی مدیر اخبار مدینہ لکھتے ہیں

سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا ایک عرصہ سے اسلامی کتب اور ان کے اردو تراجم کی اشاعت کی مفید خدمت انجام دینے میں مصروف ہیں۔ مذکورۂ بالا قرآن مجید کی اشاعت ان کی اسی خدمت کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیری حواشی درج کئے گئے ہیں جن میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے۔ ابتداء میں جناب آغا رفیق صاحب کا ایک طویل مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ اعجاز نما قرآن مجید مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرے گا۔ اور لوگ بقائی صاحب کی کوششوں کی پوری قدر کریں گے۔

ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

پیشوا بک ڈپو دہلی، مذہبی کتابوں کی اشاعت کے باعث حلقوں میں بہت زیادہ نیک نام ہے۔ اس نے اعجاز نما قرآن مجید کے نام سے اسی مہینہ ایک مترجم اور مفسر قرآن شریف شائع کیا ہے اور غالباً پیشوا بک ڈپو کا یہ اعجاز ہے کہ اس کی طرف سے اس قدر خوبیوں والا قرآن کریم شائع کیا گیا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں۔ ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے، ان تمام پر حاوی ہے اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ۲۸۸ صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے۔ اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

جناب مولینا سید عزیز حسن بقائی مالک پیشوا بک ڈپو اس خدمت قرآن پر مبارک باد کے مستحق ہیں ہمیں امید ہے کہ مسلمان اس اعجاز نما قرآن مجید کی قدر کریں گے اور کوئی اسلامی گھرانا اتنی بے شمار خوبیوں والے قرآن مجید سے خالی نہ رہے گا۔

معنوی محاسن کے علاوہ یہ قرآن حکیم بہت سے ظاہری محاسن کا بھی حامل ہے۔ سرورق نہایت خوبصورت رنگین ہے۔ کاغذ سفید ولایتی، کتابت و طباعت بہت عمدہ، اور ضخامت ۸۸۴ (علاوہ مقدمۃ القرآن) صفحات ہے۔ مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود ناشر نے اس کی قیمت لاگت سے آدھی رکھی ہے، خود انہیں یہ تین روپے میں پڑتا ہے مگر انہوں نے غریب مسلمانوں کو اس دولت گراں بہا سے مالا مال کرنے کے لئے یہ نقصان اٹھایا ہے۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ وحدت دہلی کی رائے

مکرم و محترم حافظ صاحب قبلہ سلام مسنون!

میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ اپنے ارادۂ نیک میں کامیاب ہوئے اور بطریق احسن کامیاب ہوئے خداوند کریم اس کا اجر دارین میں آپ کو ضرور عنایت فرمائیں گے۔ آپ کے مرسلہ قرآن پاک کے نسخہ کو میں نے اپنی تلاوت کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔

حضرت مولینا ڈاکٹر سید محی الدین قادری مدیر ...

رسالہ مہذب سب رس حیدرآباد دکن کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر اردو ترجمہ از محمد اشرف علی صاحب تھانوی۔ مقدمہ و تفسیر از آغا رفیق صاحب، تفسیر حضرت علامہ فرید وجدی مصری۔ ۱۰۰۰ صفحات۔ ناشر حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی۔ اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل، مذہب اسلام کی حقیقت، نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات۔ قرآن کے عالی و دقائق، قصص امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر گر دل نشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے، مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ یہ مقدمہ ۱۷۰ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد قرآن مجید مترجم شروع ہوتا ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا اردو ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ باوجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید جس کو حافظ عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا نے شائع کیا ہے۔ ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے، جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کردی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ اس کلام اللہ کی خصوصیات ملاحظہ ہوں :-

(۱) کسی کلام مجید کی سب سے بڑی خصوصیت جو شمار کی جاسکتی ہے، وہ اس کا صحیح ہونا ہے، یہ خوبی اس کلام مجید میں موجود ہے کیونکہ تقریباً ۱۰ حافظوں نے جن کے نام کلام مجید کے خاتمہ اوراق میں درج ہیں۔ اس کلام مجید کی صحت کی ہے۔

(۲) صحت کے بعد خوشنمائی اور اعلیٰ کتابت و طباعت پر نظر جاتی ہے، وہ چیز بھی اس میں موجود ہے۔

(۳) صحت اور خوشنمائی کے بعد ایک کلام مجید کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا ترجمہ عام فہم ہو کہ ہر معمولی اردو داں سمجھ سکے، یہ خصوصیت بھی اس کلام مجید میں نمایاں ہے کیونکہ مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ جو سب سے زیادہ عام فہم ہے۔ اس کلام مجید میں دیا گیا ہے۔

(۴) صحت، خوشنمائی اور ترجمہ کے بعد تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ کلام اللہ حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر سے مزین ہے جس کا اردو ترجمہ مشہور اردو زبان کے ادیب علامہ آغا رفیق صاحب نے کیا ہے۔

(۵) ان خصوصیات کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن [illegible] ایک [illegible] اس کلام مجید میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے، اور اس کا کیا اعجاز ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں، اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لانبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے یعنی لمبائی ۱۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷ انچ۔

ہدیہ اس قدر کم رکھا گیا ہے کہ ہم حیران ہیں کہ اس ہدیہ میں اتنا اچھا کلام مجید کیونکر دیا جاسکتا ہے۔

پنجاب کے مشہور قوم پرست اخبار زمزم لاہور کی رائے

سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر پیشوا۔ قرآن اور حدیث کی علمی خدمت کے سلسلہ میں اس وقت تک بہت سا کام کرچکے ہیں۔ اس کی تازہ ترین کڑی قرآن مجید کا یہ ایڈیشن ہے جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اسعد ترجمہ ہے۔ جسے مولانا آغا رفیق بلند شہری نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں۔ اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت میں کافی اضافہ کا موجب ہوسکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے جو ایک سو ستر صفحے پر پھیلا ہوا ہے، اور جس میں مولانا آغا رفیق بلند شہری نے خدا کی ہستی کے دلائل، قرآن مجید کے الہامی ہونے کا ثبوت، نبوت و وحی کی بحث، مضامین قرآن، تاریخ قرآن، خصوصیات قرآن، قرآن کی سورتوں کے فضائل، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کی صداقت کی دلیلیں اور قرآنی قصوں کو جمع کردیا ہے۔ یہ مقدمہ فی نفسہ بہت مفید شے ہے۔ اس کے علاوہ مضامین قرآن کی مکمل فہرست ہے جس میں مضامین کے باب باندھ کر ان تمام آیات کے حوالے دے دیئے گئے ہیں۔ جن میں وہ مضامین وارد ہوئے۔ یہ مضامین قرآن کی بصیرت حاصل کرنے کا بہت مفید ذریعہ ہے۔ مثلاً "باب علم" ہے اس میں ان تمام آیتوں کے حوالے ہیں جو علم کے لفظ اور مضمون سے متعلق ہیں۔ اسی طرح صفات و اسمائے الٰہی نبوت اور تعلیمات قرآن کے تمام اجزاء۔

ایڈیٹر صاحب اخبار خلافت بمبئی کی رائے

جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا دہلی، عرصہ سے مفید اور اصلاحی مذہبی اور علمی کتابیں نہایت سستے داموں پر شائع کررہے ہیں۔ انکی کتابیں اقتصادی اعتبار سے جتنی سستی ہوتی ہیں۔ افادی اور معنوی حیثیت سے اتنی ہی گراں مایہ اور قابل قدر ہوتی ہیں۔

حال میں موصوف نے اعجاز نما قرآن مجید شائع کرکے واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اس کی کتابت جلی حرفوں میں کرائی گئی ہے۔ بوڑھے اور بچے بھی آسانی اس سے مستفید حاصل کرسکتے ہیں ساتھ ہی ساتھ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا عام فہم اور بامحاورہ ترجمہ بھی بین السطور میں موجود ہے۔

محترم ناشر نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل ترجمہ بھی حاشیہ پر درج کردیا ہے۔ جس سے اس نسخہ کی افادیت اور بڑھ گئی ہے۔

مذکورہ بالا خصوصیات کے علاوہ ایک اور سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ آغاز میں مقدمۃ القرآن کے عنوان سے ایک بسیط، پر مغز اور عالمانہ دیباچہ بھی درج کیا گیا ہے۔ جو علمی اور کلامی اعتبار سے ایک خاص چیز ہے ہماری رائے میں اس مقدمہ کو اگر خیالات کا اختلاف سے قطع نظر کرکے خالی الذہن ہوکر غیر جانب داری اور سنجیدگی کے ساتھ پڑھا جائے تو بہت سی غلط فہمیاں رفع ہوسکتی ہیں۔ قرآن اور دیباچہ قرآن سے متعلق کئی اہم نکتہ اور تشریح کو چھوا ہے اور حقیقۃ الامکان مسئلہ کے ہر پہلو پر قابلیت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے جس سے مقدمہ کی جامعیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ لوح کی قبا خاص طور پر دیدہ زیب ہے۔ اور نقش و نگار میں ایک بالکل نیا خیال پیش کیا ہے۔ ان تمام خصوصیات کے باوجود یہ بہت کم قیمتی صرف ... مجلد ہے شاید ہی ہوں۔ جلد بھی نہایت خوب صورت کپڑے کی ہے اور طلائی نقش و نگار ہیں۔ جو لوگ اس قرآن شریف کو اپنے مطالعہ میں رکھیں گے وہ یقیناً اس کی افادیت کے قائل ہوں گے۔

مشہور قدیم ہمعصر روزنامہ اخبار قومی آواز لکھنؤ [illegible]

عرصے سے ایک ایسے قرآن مجید کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس کا ترجمہ سلیس ہو، تفسیر عام فہم ہو اور جدید علم ہو اور تفسیر نفسانی اغلاط و اختلافات سے پاک ہو۔ ایک طویل اور مفید اور ضروری مقدمۃ القرآن اور فہرست مضامین قرآن حکیم اپنی جگہ مکمل تاریخ قرآن ہے جو اس سے پہلے اردو میں نایاب تھی۔

ترجمہ حکیم الامت حضرت علامہ اشرف علی تھانوی کا ہے جو فہم قرآن کے لئے مروجہ ترجموں میں سب سے بہتر تسلیم کیا گیا ہے۔

حاشیہ پر دنیائے اسلام کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن مکمل چڑھائی گئی ہے۔ حضرت علامہ فرید وجدی زمانہ حال کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ جن کی رفعت و عظمت سے دنیائے اسلام بخوبی واقف ہے۔ وہ ایک یگانۂ روزگار عربی تصنیف دائرہ معارف (انسائیکلو پیڈیا) کی دس ضخیم جلدوں کے مصنف ہیں۔ جو علوم و فنون کا ایک نادر مجموعہ ہے اور جس نے عربی زبان کو مغربی زبان کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا ہے۔

حضرت علامہ ممدوح کی یہ تفسیر قرآن مجید کی صحیح تعلیم کا مفہوم معلوم کرنے کے لئے کامل ہے۔ یہ تفسیر پڑھ کر ہر مسلمان قرآن مجید کے احکام کا ماہر ہوسکتا ہے اور قرآن حکیم کو اس کی اصلی اسپرٹ میں سمجھ سکتا ہے۔ اس بے مثل قرآن شریف کی لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے۔ اور بیتر ... سال میں کلام اللہ کا یہ پہلا اڈیشن ہے۔ جو زمانہ کی ضروریات کے مطابق شائع کیا گیا ہے۔ ضخامت تقریباً ... صفحے ہے۔ قیمت اتنی خوبیوں پر بہت ہی کم ہے۔

سب سے بڑی تفسیر اور عام فہم ترجمہ اور سب سے بڑا دیباچہ فہم قرآن کے لئے

اعجاز نما قرآن مجید

تقطیع ۲۲×۲۹

قیمت ... مجلد

میں ہے۔ چند سطریں نمونہ کی موجود ہیں، اس سے ترجمہ کا اندازہ ہو جائیگا اور تفسیر کا بھی۔ ایک صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں

تفسیر بیان القرآن کامل	
[illegible]	أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً
[illegible]	یا وہ ذات جس نے آسمان اور زمین کو بنایا اور اس نے آسمان سے پانی برسایا
[illegible]	فَأَنْبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا
[illegible]	پھر اس کے ذریعہ سے ہم نے رونق دار باغ اگائے تم سے تو ممکن نہ تھا کہ ان کے درختوں کو اگا سکو
[illegible]	ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ
[illegible]	کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ خدا کے برابر ٹھیراتے ہیں یا وہ ذات جس نے
[illegible]	الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ
[illegible]	زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے

ملنے کا پتہ: ... مکتبہ رسالہ [illegible] جامع مسجد دہلی

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ

ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہے پیدا کیا ہے ارشاد ہوا تو آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو مردود ہو گیا اور بیشک تجھ پر لعنت

اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

رہے گی قیامت کے دن تک کہنے لگا تو مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک ارشاد ہوا تو تجھ کو

الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي

معین وقت کی تاریخ تک مہلت دی گئی کہنے لگا کہ اے میرے رب بسبب اس کے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے

الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ هٰذَا

میں قسم کھاتا ہوں کہ میں دنیا میں ان کی نظر میں معاصی کو مرغوب کر کے دکھلاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا بجز آپ کے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں

صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

ارشاد ہوا کہ یہ ایک سیدھا رستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے واقعی میرے ان بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا ہاں مگر جو گمراہ لوگوں میں

مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝

١٥ سے تیری راہ پر چلنے لگے اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان لوگوں کے الگ الگ

٦٢٥ تفسیر وَلَقَدْ خَلَقْنَا سے جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ تک۔ اور ہم نے انسان کو (یعنی اس نوع کی اصل اول یعنی آدم علیہ السلام کو) بجتی ہوئی
مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا (یعنی اول گارے کو خوب خمیر کیا کہ اس میں بو آنے لگی پھر وہ خشک ہو گیا کہ وہ
خشک ہونے سے کھن کھن بولنے لگا جیسا مٹی کا برتن چٹکی مارنے سے بجا کرتا ہے، پھر اس خشک گارے سے آدم کا پتلا بنایا کہ زیادہ
دال علی القدرت ہے) اور جن کو (یعنی اس نوع کی اصل ابوالجان کو) اس کے قبل (یعنی آدم علیہ السلام کے قبل) آگ سے کہ وہ (بغایت
لطافت کی وجہ سے) ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے (مطلب یہ کہ چونکہ اس آگ میں اجزاء دخانیہ نہ تھے اس لئے وہ مثل ہوا کے نظر نہ
آتی تھی کیونکہ آگ کا نظر آنا اجزائے کثیفہ کے اختلاط سے ہے اس کو دوسری آیت میں اس طرح فرمایا ہے وخلق الجان من مارج
من نار) اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب آپ کے رب نے ملائکہ سے (ارشاد) فرمایا کہ میں ایک بشر کو (یعنی اس کے پتلے کو)
بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں سو میں جب اس کو (یعنی اس کے اعضائے جسمانیہ کو) پورا
بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں تو تم سب اس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو (جب اللہ تعالیٰ نے اس کو بنا لیا
تو) سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ اس نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ سجدہ کرنے والوں
کے ساتھ شامل ہو (یعنی سجدہ نہ کیا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھ کو کون امر باعث ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا
کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو آپ نے بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہے پیدا کیا ہے (یعنی
ایسے حقیر و ذلیل مادہ سے بنایا گیا ہے کیونکہ میں نورانی مادۂ آتش سے پیدا ہوا ہوں تو نورانی ہو کر ظلمانی کو کیسے سجدہ کروں) ارشاد
ہوا تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو (اس حرکت سے) مردود ہو گیا اور بیشک تجھ پر (میری) لعنت قیامت تک
رہے گی (جیسا دوسری آیت میں ہے علیک لعنتی یعنی قیامت تک تو میری رحمت سے بعید رہے گا مقبول و مرحوم و موفق للتوبہ
نہ ہوگا اور ظاہر ہے کہ قیامت تک جو محل رحمت نہ ہو پھر قیامت میں تو مرحوم ہونے کا احتمال ہی نہیں۔ پس جس وقت تک احتمال
تھا اسی کی نفی کر دی) کہنے لگا (کہ اگر مجھ کو آدم کی وجہ سے مردود کیا ہے) تو پھر مجھ کو (مرنے سے) مہلت دیجئے قیامت کے
دن تک (تاکہ ان سے اور ان کی اولاد سے خوب بدلہ لوں) ارشاد ہوا (جب تو مہلت مانگتا ہے) تو (جا) تجھ کو معین وقت کی

تا رہیچ تک مہلت دی گئی کہنے لگا کہ اے میرے رب بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو (بحکم تکوین) گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں دنیا میں ان کے (یعنی آدمؑ اور اولاد آدمؑ کے) نظر میں معاصی کو مرغوب کر کے دکھلاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا بجز آپ کے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں (یعنی آپ نے ان کو میرے اثر سے محفوظ رکھا ہے) ارشاد ہوا کہ (ہاں) یہ (منتخب ہو جانا جس کا طریقہ اعمال صالحہ و اطاعت کاملہ ہے) ایک سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے (یعنی اس پر چل کر بندہ مقرب ہو جاتا ہے) واقعی میرے ان (مذکور) بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا ہاں مگر جو گمراہ لوگوں میں سے تیری راہ پر چلنے لگے تو چلے) اور (جو لوگ تیری راہ پر چلیں گے) ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ (میں سے جانے) کے لئے ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں (کہ کوئی کسی دروازہ سے جاوے گا کوئی کسی دروازہ سے) **ف** اول جن کی پیدائش کا ذکر آیت میں ہے پھر ان میں بھی مثل انسان کے توالد و تناسل ہونے لگا اور غالب یہ ہے کہ نار سے پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جزو غالب یہ نار ہے جیسا انسان میں سب عناصر ہیں مگر غالب تراب ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ جب اور عناصر مل گئے تو خالص نار کہاں رہی، جواب یہ ہے کہ اول خالص لی گئی ہو گو بعد مزج دیگر عناصر کے خالص نہ رہی اور دلائل مختلفہ سے جنات کے متعلق یہ امور معلوم ہوتے ہیں۔ آگ سے پیدا ہونا توالد و تناسل ہونا عادۃً ان کا نظر نہ آنا مختلف اشکال میں ان کا متشکل ہو سکنا، مگر جن اشکال میں متشکل ہونے سے کوئی التباس مضر دین ہوتا ہو، اس پر بحکمت الٰہی قادر نہ ہونا اور جن میں التباس مضر دینی ہوتا ہو اس پر کم قادر ہونا شیطان کا بھی از قسم جن ہونا یعنی جس جن میں شرارت ہو اس کو شیطان کہتے ہیں۔ اور روح اگر جسم لطیف ہو جیسا جمہور کا قول مشہور ہے تب تو نفخ کے معنے حقیقی ہیں۔ اور اگر جوہر مجرد عن المادہ ہو تو نفخ مطلق تعلق کو مجازاً و استعارۃً کہہ دیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ جواب ہٰذا صراط الخ یہ قول ابلیس کی تصدیق ہے کہ واقعی ایسا ہی ہو گا کہ مقتضا حکمت کا ہے، مگر جواب میں جو ترتیب بدل گئی کہ اس کے قول میں غاوین کا ذکر مقدم تھا اور مخلصین کا مؤخر اور جواب میں برعکس اس میں یہ نکتہ ہے کہ جس کا اہتمام زیادہ ہوتا ہے اس کو مقدم کیا کرتے ہیں۔ سو ابلیس کو تو اغوا کا اہتمام زیادہ ہے اور حق تعالیٰ کو مخلصین کی حفاظت کا واللہ اعلم اور لہا سبعۃ ابواب میں کلام ہوا ہے بعضوں نے تو کہا ہے کہ سات طبقے ہیں مختلف الحرارۃ جیسا جیسا استحقاق عذاب کا ہو گا ویسے ہی طبقہ میں دخول ہو گا۔ چونکہ ہر طبقہ کا دروازہ بھی علیحدہ ہو گا اس لئے سبعۃ ابواب سے تعبیر فرما دیا اور بعض نے کہا ہے کہ سات دروازے ہی مراد ہیں اور مقصود بیان کرنا کثرت داخلین کا ہے کہ ایک دروازہ کافی نہ ہو گا تاکہ سننے سے ہول زائد ہو اور بعض الفاظ کی تفسیر اور ضروری مضامین متعلق مقام سورۂ بقرہ کے رکوع سوم اور سورۂ اعراف کے رکوع دوم میں گذر چکے ہیں۔ **ربط** اوپر آیات کے آخر میں اہل نار کا ذکر تھا آگے اہل جنت کا ذکر ہے جیسا قرآن کی عادت مطردہ ہے

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝

بیشک خدا سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے　تم ان میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو　اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا وہ سب ہم دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے　وہاں ان کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جاویں گے

تفسیر ان المتقین سے بمخرجین تک۔ بیشک خدا سے ڈرنے والے (یعنی اہل ایمان) باغوں اور چشموں میں (رہتے) ہوں گے (خواہ اول ہی سے اگر معصیت نہ ہو یا عفو ہو گئی ہو اور خواہ بعد سزائے معصیت کے اور ان سے کہا جاوے گا کہ) تم ان (باغات و عیون) میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو (یعنی اس وقت بھی ہر مکروہ سے سلامتی ہے اور آئندہ بھی کسی شر کا اندیشہ نہیں) اور (دنیا میں طبعی تقاضا سے) ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب (ان کے دلوں سے جنت میں داخل ہونے کے قبل ہی) دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت و محبت سے) رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے وہاں ان کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جاویں گے **ربط** اوپر اہل نار و اہل جنت کے وعدہ و وعید کا ذکر تھا آگے اسی وعدہ و وعید کی تاکید کے لئے حق تعالیٰ اپنے لطف و قہر کا اجمالاً بیان فرماتے ہیں۔

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝

آپ میرے بندوں کو اطلاع دید یجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے

تفسیر نبی عبادی سے العلیم تک (اے محمدؐ) آپ میرے بندوں کو اطلاع دے دیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور (نیز) یہ کہ میری سزا (بھی) دردناک سزا ہے (تاکہ اس سے مطلع ہو کر ایمان اور تقوے کی رغبت اور کفر و معصیت سے رہبت ہو) **ربط** اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت و قہر فی الآخرت کا ذکر تھا آگے ایک رحمت و قہر فی الدنیا کا بطور تنظیر و نمونہ کے دو قصوں کے ضمن میں ذکر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے بشریٰ اور لوط علیہ السلام کے اور ان کے متبعین کے لئے بھی نجات یہ رحمت ہے اور قوم لوط کا اہلاک یہ قہر ہے۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝

اور آپ ان کو ابراہیمؑ کے مہمانوں کی بھی اطلاع دیجئے جبکہ وہ ان کے پاس آئے پھر انہوں نے السلام علیکم کہا ابراہیمؑ کہنے لگے کہ ہم تو تم سے خائف ہیں۔

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓي اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝

انہوں نے کہا کہ آپ خائف نہ ہوں ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا ابراہیمؑ کہنے لگے کہ کیا تم مجھ کو اس حالت پر بشارت دیتے ہو کہ مجھ پر بڑھاپا آگیا سو

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ۝

وہ بولے ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہیں سو آپ ناامید نہ ہوں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے بجز گمراہ لوگوں کے

٢٧ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ اِلَّآ اٰلَ

فرمانے لگے تو اب تم کو کیا بڑی مہم درپیش ہے اے فرشتو فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر لوط کا

لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

خاندان کہ ہم ان سب کو بچالیں بجز ان کی بیوی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی قوم مجرم میں رہ جاوے گی۔

تفسیر ونبئھم سے لمن الغابرین تک۔ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ان (لوگوں) کو ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانوں (کے قصہ) کی بھی اطلاع دیجئے (وہ قصہ اس وقت واقع ہوا تھا) جبکہ وہ (مہمان جو کہ واقع میں فرشتے تھے) ان کے (یعنی ابراہیم علیہ السلام کے) پاس آئے پھر (آکر) انہوں نے السلام علیکم کہا (ابراہیم علیہ السلام ان کو مہمان سمجھ کر فوراً ان کے لئے کھانا تیار کر کے لائے، مگر چونکہ وہ فرشتے تھے انہوں نے کھایا نہیں تب) ابراہیم (علیہ السلام دل میں ڈرے کہ یہ لوگ کھانا کیوں نہیں کھاتے کیونکہ وہ فرشتے بشکل بشر تھے ان کو بشر ہی سمجھا اور کھانا نہ کھانے سے شبہ ہوا کہ یہ لوگ کہیں مخالف نہ ہوں اور) کہنے لگے کہ ہم تو تم سے خائف ہیں انہوں نے کہا کہ آپ خائف نہ ہوں کیونکہ ہم (فرشتے ہیں منجانب اللہ ایک بشارت لے کر آئے ہیں اور) آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا (مطلب یہ کہ نبی ہوگا کیونکہ آدمیوں میں سب سے زیادہ علم انبیاء کو ہوتا ہے مراد اس فرزند سے اسحٰق علیہ السلام ہیں) ابراہیم کہنے لگے کہ کیا تم مجھ کو اس حالت پر (فرزند کی) بشارت دیتے ہو کہ مجھ پر بڑھاپا آگیا ہو (ایسی حالت میں مجھ کو) کس چیز کی بشارت دیتے ہو (مطلب یہ کہ یہ امر فی نفسہ عجیب ہے نہ یہ کہ قدرت سے بعید ہے) وہ (فرشتے) بولے کہ ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہیں (یعنی تولد فرزند یقیناً واقع ہونے والا ہے) سو آپ ناامید نہ ہوں (یعنی اپنے بوڑھاپے پر نظر نہ کیجئے کہ ایسے اسباب عادیہ پر نظر کرنے سے وساوس ناامیدی کے غالب ہوتے ہیں) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے بجز گمراہ لوگوں کے (یعنی میں نبی ہو کر گمراہوں کی صفت سے کب موصوف ہو سکتا ہوں محض مقصود اس امر کا عجیب ہونا ہے۔ باقی اللہ کا وعدہ سچا اور مجھ کو امید سے بڑھ کر اس کا کامل یقین ہے) اس کے بعد فراست نبوت سے آپ کو معلوم ہوا کہ ان ملائکہ کے آنے سے علاوہ بشارت کے

اور بھی کوئی مہم عظیم مقصود ہے اس لئے فرمانے لگے کہ جب قرائن سے مجھ کو یہ معلوم ہوگیا کہ تمہارے آنے کا کچھ اور بھی مقصود ہے) تو اب بتلاؤ کہ اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف (ان کو سزا دینے کے لئے) بھیجے گئے ہیں (مراد قوم لوط ہے) مگر لوط (علیہ السلام) کا خاندان کہ ہم اُن سب کو (عذاب سے) بچالیں گے (یعنی اُن کو بچنے کا طریقہ بتلادیں گے کہ ان مجرموں سے علیحدہ ہو جاویں) بجز ان کی (یعنی لوط علیہ السلام کی) بی بی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور (اسی قوم مجرم میں) رہ جاوے گی (اور ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوگی) ف فرشتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے مہمان کے عنوان سے تعبیر فرمایا تو اس وجہ سے کہ بشکل آدمیوں کے تھے جو ابراہیم علیہ السلام کو مہمان معلوم ہوئے۔ ربط اوپر کے قصہ کا آگے بقیہ ہے۔

فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ۝ قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ

پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط کے پاس آئے کہنے لگے کہ تم تو اجنبی آدمی ہو انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لیکر آئے ہیں جس

يَمْتَرُونَ ۝ وَأَتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ

میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس یقینی ہونے والی چیز لیکر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لیکر چلے جایئے

أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ۝ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ

اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے اور جس جگہ کا تم کو حکم ہوا ہے اس طرف سب چلے جانا اور ہم نے لوط کے پاس یہ حکم بھیجا

الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُصْبِحِينَ ۝ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ۝

کہ صبح ہوتے ان کی بالکل جڑ ہی کٹ جاوے گی اور شہر کے لوگ خوب خوشیاں کرتے ہوئے پہنچے

قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ۝ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ

لوط نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو فضیحت مت کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھ کو رسوا مت کرو وہ کہنے لگے کیا ہم آپ کو دنیا بھر کے لوگوں

الْعَالَمِينَ ۝ قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

سے منع نہیں کر چکے لوط نے فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم میرا کہنا کرو آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ

پس سورج نکلتے نکلتے ان کو آواز سخت نے آ دبایا پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا

سِجِّيلٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ ۝ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

شروع کئے اس واقعہ میں کئی نشان ہیں اہل بصیرت کے لئے اور یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں ان بستیوں میں اہل ایمان

لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ۝

کے لئے بڑی عبرت ہے

تفسیر فَلَمَّا جَاءَ سے لِلْمُؤْمِنِينَ تک۔ پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے (تو چونکہ بشکل بشر تھے اس لئے) کہنے لگے کہ تم تو اجنبی آدمی (معلوم ہوتے) ہو (دیکھئے شہر والے تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں کیونکہ یہ اجنبی لوگوں کو پریشان کیا کرتے ہیں) انہوں نے کہا نہیں (ہم آدمی نہیں) بلکہ ہم (فرشتے ہیں) آپ کے پاس وہ چیز (یعنی وہ عذاب) لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس یقینی ہونے والی چیز (یعنی عذاب) لے کر آئے ہیں اور ہم (اس خبر دینے میں) بالکل

بھی سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے) چلے جایئے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے (تاکہ کوئی رہ
نہ جاوے، لوٹ نہ جاوے اور آپ کی ہیبت سے کوئی التفات نہ کرے جس کی ممانعت آتی ہے) اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی
نہ دیکھے (یعنی سب جلدی چلے جاویں) اور جس جگہ (جانے) کا تم کو حکم ہوا ہے (یعنی شام کذا فی الدر عن السدی) اس طرف سب
چلے جانا (آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) اور ہم نے (ان فرشتوں کے واسطے سے) لوط (علیہ السلام) کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح
ہوتے ہی بالکل ان کی جڑ ہی کٹ جاوے گی (یعنی بالکل ہلاک ہو جاویں گے یہ فرشتوں کی گفتگو جو مذکور ہوئی وقوع میں موخر ہے اہتمام
مقصود کے لئے کہ انجاز و ہلاک کی خبر دینا ہے۔ ذکر میں مقدم فرما دیا اور آگے جو قصہ آتا ہے وہ وقوع میں مقدم ہے تتمیم کے لئے
اس کو بیان فرماتے ہیں یعنی) اور شہر کے لوگ (یہ خبر سنکر کہ لوط علیہ السلام کے یہاں حسین حسین لڑکے آئے ہیں) خوب خوشیاں کرتے
ہوئے (لوط علیہ السلام کے گھر بہ نیت فاسد) پہنچے لوط (علیہ السلام) نے (جو کہ اب تک وہ بھی ان کو آدمی ہی سمجھتے تھے ان کی بدنیتی
کی وجہ سے) فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو (ان کو دق کرکے) مجھ کو (عام لوگوں میں) فضیحت مت کرو (کیونکہ مہمان کی اہانت میزبان
کی اہانت ہے سو اگر ان مسافروں کا خیال نہیں کرتے تو میرا تو خیال کرو کہ تمہاری بستی کا ہوں) اور (خود اس فعل ناجائز کے بارے میں
بھی) اللہ سے ڈرو اور مجھ کو (ان مہمانوں کی نظر میں) رسوا مت کرو (وہ یوں سمجھیں گے کہ اہل شہر ان کی کچھ وقعت نہیں کرتے) وہ کہنے
لگے (کہ یہ فضیحت ہماری طرف سے نہیں آپ نے خود اپنے ہاتھوں خریدی ہے کہ ان کو مہمان بنایا) کیا ہم آپ کو دنیا بھر کے لوگوں (کو
مہمان بنانے) سے (بارہا) منع نہیں کر چکے (نہ مہمان بناتے نہ اس رسوائی کی نوبت آتی) لوط (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (آخر اس
بیہودہ حرکت کی ضرورت ہی کیا ہے جس کی وجہ سے مہمان داری سے بھی ممانعت کی جاتی ہے تقاضائے شہوت کے لئے) یہ میری (بہو)
بیٹیاں (جو تمہارے گھروں میں ہیں) موجود ہیں اگر تم میرا کہنا کرو (تو یہ عورتیں کافی ہیں مگر وہ کس کی سنتے تھے) آپ کی جان کی قسم وہ
اپنی مستی میں مدہوش تھے پس سورج نکلتے نکلتے ان کو آواز سخت نے آ دبایا پھر (صیحہ کے بعد) ہم نے ان بستیوں (کی زمین
کو الٹ کر ان) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا (اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا) اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے اس واقعہ میں کئی
(مضمونوں کے) نشان ہیں اہل بصیرت کے لئے (مثلاً ایک یہ کہ فعل بد کا نتیجہ بد ہوتا ہے ایک یہ کہ ایمان و اطاعت سے نجات ٦٢٩
ہوتی ہے ایک یہ کہ اللہ کو بڑی قدرت ہے کہ اسباب طبعیہ کے خلاف جو چاہے کر دے وغیر ذلک) اور یہ بستیاں ایک آباد
سڑک پر ملتی ہیں (یعنی عرب سے شام کو جاتے ہوئے ان کے آثار معلوم ہوتے ہیں) ان بستیوں میں (بحالت کذائیہ) اہل ایمان کے
لئے بڑی عبرت ہے (کہ ان کو دیکھ کر ان مضامین کا استحضار کر لیتا ہے اور جو مومن نہیں ہے وہ اس کو اسباب طبعیہ یا بخت و اتفاق
پر محمول کرتا ہے نہ خدا کو قادر سمجھتا ہے نہ گناہوں کو اس کی سزا سمجھتا ہے) ف مصبحین اور مشرقین کا اجتماع یا تو اس اعتبار سے ہے
کہ صبح سے ابتدا ہوئی ہو اور اشراق تک خاتمہ ہو گیا ہو اور یا صبح کو مفہوم عام لے لیا جاوے جس میں اشراق بھی داخل ہے اور اللہ تعالیٰ
نے جو جابجا مخلوقات کی قسم کھائی ہے ان چیزوں کا عظیم ہونا باعتبار کثیر النفع یا دال علی القدرت ہونے کے ظاہر کرنا مقصود ہے
اور مکلفین کو اس سے ممانعت فرمانا اس لئے ہے کہ کہیں قسم کھانے والا اُس چیز کو ایسا معظم نہ سمجھ جاوے جیسا حق تعالیٰ کو معظم
سمجھتا ہے کیونکہ بعض سے اس کا وقوع ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ میں یہ احتمال ہی نہیں کہ وہ کسی مخلوق کو معظم سمجھیں، کیونکہ سب سے
اعظم وہ خود ہیں یا یوں کہا جاوے کہ ان اشیاء کی قسم باعتبار ان کی ذات کے نہیں بلکہ اس اعتبار سے ہے کہ یہ اشیاء دال علی
القدرۃ ہیں پس مقصود ان کی قسم سے قسم ہے قدرت الٰہیہ کی اور صفات الٰہیہ کا مقسم بہ ہونا مثل ذات کے محل اشکال نہیں اور عام
قسم کھانے والے اس لحاظ سے قسم نہیں کھاتے پھر ان کے ذمہ ایہام سے بچنا بھی واجب کیا گیا ہے (ربط) اوپر قوم لوط علیہ
السلام کے عذاب کا ذکر تھا آگے اصحاب ایکہ اور اصحاب حجر کے عذاب کا ذکر ہے کہ مقصود سب کا مشترک ہے کہ قہر فی الدنیا کا ذکر کرنا
بطور نمونہ قہر فی الآخرت کے مقصود ہے و نیز ان عذاب کے قصوں میں احقاق مسئلہ رسالت پر بھی دلالت ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

وَإِنْ كَانَ أَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ ع

اور بن والے بڑے ظالم تھے سو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور دونوں بستیاں صاف سڑک پر ہیں

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۙ

اور حجر والوں نے پیغمبروں کو جھوٹا بتلایا اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں سو وہ لوگ ان سے روگردانی کرتے رہے

وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۙ فَمَآ

اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش ان میں گھر بناتے تھے کہ امن میں رہیں سو ان کو صبح کے وقت آواز سخت نے آپکڑا سو

اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۗ

ان کے ہنر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے

تفسیر وَاِنْ كَانَ سے كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ تک۔ اور بن والے (یعنی شعیب علیہ السلام کی امت بھی) بڑے ظالم تھے سو ہم نے ان سے (بھی) بدلہ لیا (اور ان کو عذاب سے ہلاک کیا) اور دونوں (قوم کی) بستیاں صاف سڑک پر (واقع) ہیں (اور شام کو جاتے ہوئے راہ میں نظر آتی ہیں) اور حجر (بکسر حاء) والوں نے (بھی) پیغمبروں کو جھوٹا بتلایا (کیونکہ جب صالح علیہ السلام کو جھوٹا کہا اور سب پیغمبروں کا اصل دین ایک ہی ہے تو سب کو بھی جھوٹا بتایا) اور ہم نے ان کو اپنی (طرف سے) نشانیاں دیں (جن سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت ثابت ہوتی تھی مثلاً دلائل توحید اور ناقہ کہ معجزہ صالح علیہ السلام کا تھا) سو وہ لوگ ان (نشانیوں) سے روگردانی (ہی) کرتے رہے اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش ان میں گھر بناتے تھے کہ (ان میں سب آفات سے) امن میں رہیں سو انکو صبح کے وقت (خواہ اول ہی صبح میں یا دن چڑھے علی الاحتمالین) آواز سخت نے آپکڑا سو ان کے (دنیوی) ہنر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے (ان ہی مستحکم گھروں میں عذاب سے کام تمام ہوگیا اس آفت سے ان کے گھروں نے نہ بچالیا بلکہ اس آفت کا ان کو احتمال بھی نہ تھا ورنہ
٦١ اگر ہوتا بھی تو کیا کرتے) **ف** ایکہ کہتے ہیں بن کو۔ بعض نے کہا ہے کہ مدین کے پاس ایک بن تھا اس لئے اہل مدین کا یہ بھی لقب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ دو قومیں تھیں ایک کے ہلاک ہونے کے بعد شعیب علیہ السلام دوسری قوم کی طرف مبعوث ہوئے چنانچہ روح المعانی میں یہ حدیث نقل کی ہے ان مدین واصحاب الایکۃ امتان بعث اللہ تعالیٰ الیہما شعیباً علیہ السلام واللہ اعلم اور حجر ایک وادی ہے حجاز اور شام کے درمیان اس میں قوم ثمود بستی تھی **ربط** اوپر شروع سورت میں کفار مکہ کے شدت عناد و مخالفت کا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیان تھا بالخصوص آیت وقالوا یایہا الذی نزل علیہ الذکر سے نحن قوم مسحورون تک جیسا کہ اس کے ترجمہ سے ظاہر ہے اور اسی کے ساتھ اجمالاً آپ کی تسلی کا مضمون بھی ارشاد فرمایا تھا ولقد ارسلنا من قبلک سے سنۃ الاولین تک پھر درمیان میں ادلہ و مضامین مناسبت خاصہ سے مذکور ہوئے تھے اب آگے خاتمہ سورت پر اسی عناد و مخالفت کے بارے میں تفصیلاً مضمون آپ کی تسلی کا بالطیع وجوہ مذکور ہے جیسا تقریر ترجمہ سے انشاء اللہ واضح ہوتا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ

اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بغیر مصلحت کے نہیں پیدا کیا اور ضرور قیامت آنے والی ہے سو آپ خوبی کے ساتھ

الْجَمِيْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ

درگذر کیجئے بلاشبہ آپ کا رب بڑا خالق بڑا عالم ہے اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن

الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ

عظیم دیا آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کو نہ دیکھئے جو کہ ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے کے لئے دے رکھی ہے اور ان پر غم

جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ اِنِّىٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

(شفقت) کیجیے اور مسلمانوں پر شفقت رکھیے — اور کہہ دیجیے کہ میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں — جیسا ہم نے ان لوگوں پر نازل کیا ہے — جنہوں نے

جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاصْدَعْ

حصے کر رکھے تھے یعنی آسمانی کتاب کے مختلف اجزاء قرار دیئے تھے سو آپ کے پروردگار کی قسم ہم ان سب سے ان کے اعمال کی ضرور باز پرس کریں گے غرض

بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ

آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اس کو صاف صاف سنا دیجیے اور ان مشرکوں کی پروا نہ کیجیے یہ لوگ جو ہنستے ہیں — اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود

اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝

قرار دیتے ہیں ان سے آپ کیلئے ہم کافی ہیں سو ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس سے آپ تنگدل ہوتے ہیں

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝

سو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے اور نماز پڑھنے والوں میں رہیے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے یہاں تک کہ آپ کو موت آجاوے

تفسیر وَمَا خَلَقْنَا سے يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ تک۔ اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کے عناد و خلاف سے غم نہ کیجیے
٦٣١ کیونکہ اس کا ایک روز فیصلہ ہونے والا ہے اور وہ روز قیامت ہے جس کی آمد کے متعلق ہم آپ سے تذکرہ کرتے ہیں کہ) ہم نے
آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بغیر مصلحت کے نہیں پیدا کیا (بلکہ اس مصلحت سے پیدا کیا کہ ان کو دیکھ کر صانع عالم
کے وجود اور وحدت اور عظمت پر استدلال کر کے اس کے احکام کی اطاعت کریں اور بعد اقامت اس حجت کے جو ایسا نہ کرے وہ
معذب ہو) اور (دنیا میں پورا عذاب ہوتا نہیں تو اور کہیں ہونا چاہیئے اس کے لئے قیامت مقرر ہے پس) ضرور قیامت آنے والی
ہے (وہاں سب کو بھگتا یا جاوے گا) سو آپ (کچھ غم نہ کیجیے بلکہ) خوبی کے ساتھ (ان کی شرارتوں سے) درگذر کیجیے (درگذر کا مطلب
یہ ہے کہ اس غم میں نہ پڑیے اس کا خیال نہ کیجیے اور خوبی یہ کہ شکوہ شکایت بھی نہ کیجیے کیونکہ) بلا شبہ آپ کا رب (جو نکہ) بڑا خالق
(ہے اس سے ثابت ہوا کہ) بڑا عالم (بھی) ہے (سب کا حال اس کو معلوم ہے آپ کے صبر کا بھی ان کی شرارت کا بھی اس لئے ان
سے پورا پورا بدلہ لے لیگا اور خالق ہونے کا ذکر بطور استدلال کیا گیا کیونکہ خالق ہونا دلیل ہے عالم ہونے کی کقولہ تعالے الا یعلم من
خلق) اور (آپ ان کے معاملہ کو نہ دیکھیے کہ موجب غم ہوتا ہے۔ ہمارا معاملہ اپنے ساتھ دیکھیے کہ ہماری طرف سے آپ کے ساتھ
کس قدر لطف و عنایت ہے چنانچہ) ہم نے آپ کو (ایک بڑی بھاری نعمت یعنی) سات آیتیں دیں جو (نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں
اور وہ (بوجہ جامع مضامین عظیمہ ہونے کے اس قابل ہے کہ اس کے دیئے کو یوں کہا جاوے کہ) قرآن عظیم دیا (مراد اس سے
سورۂ فاتحہ ہے جو بوجہ عظیم ہونے کے ام القرآن سے ملقب ہے پس اس نعمت اور منعم کی طرف نگاہ رکھیے کہ موجب فرح و سرور ہو
ان لوگوں کے عناد و خلاف کی طرف التفات نہ کیجیے اور) آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کو نہ دیکھیے (نہ تاسفاً نہ غیظاً) جو کہ ہم نے
مختلف قسم کے کافروں کو (مثلاً یہود و نصاریٰ اور مجوس و مشرکین) برتنے کے لئے دے رکھی ہے (اور بہت جلد ان سے جدا
ہو جاوے گی) اور ان (کی حالت کفر) پر (کچھ) غم نہ کیجیے (غیظاً نظر کرنا یہ کہ چونکہ وہ دشمن خدا ہیں اس لئے بوجہ بغض فی اللہ کے غصہ
آوے کہ ایسی نعمتیں ان کے پاس نہ ہوتیں اس کے جواب کی طرف متاع میں اشارہ ہے کہ یہ کوئی بڑی معتدبہ دولت نہیں کہ ان مبغوضین
مغضوبین کے پاس نہ ہوتی متاع فانی ہے اور تاسفاً نظر یہ کہ افسوس یہ چیزیں ان کو ایمان سے مانع ہو رہی ہیں اگر یہ نہ ہوں تو غالباً
ایمان لے آویں اس کا جواب لاتحزن میں ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ غایت عناد ان کی طینت میں ہے۔ ان سے کسی طرح توقع
نہیں اور حزن ہوتا ہے خلاف توقع پر جب توقع نہیں پھر حزن بے وجہ۔ اور حزناً نظر کا احتمال ہی نہیں غرض یہ کہ آپ کسی طرح

بھی ان کفار کے فکر و غم میں نہ پڑیئے) اور مسلمانوں پر شفقت رکھیئے (یعنی فکر مصلحت اور شفقت کے لئے مسلمان کافی محل ہیں کہ ان کو اس سے نفع بھی ہے) اور (کافروں کے لئے چونکہ فکر مصلحت کا کوئی نتیجہ نہیں اس لیے ان کی طرف توجہ بھی نہ کیجئے ۔ البتہ تبلیغ کہ آپ کا فرض منصبی ہے اس کو ادا کرتے رہیئے اور اتنا) کہہ دیجئے کہ میں کھلم کھلا (تم کو عذاب خدا سے) ڈرانے والا ہوں (اور خدا کی طرف سے تم کو یہ مضمون پہنچاتا ہوں کہ وہ عذاب جس سے ہمارا نبی ڈراتا ہے ہم تم پر کسی) وقت ضرور (نازل کریں گے) جیسا ہم نے (وہ عذاب) اُن لوگوں پر (مختلف اوقات گذشتہ میں) نازل کیا ہے جنہوں نے (احکام الٰہی کے) حصے کر رکھے تھے ۔ یعنی آسمانی کتاب کے مختلف اجزاء قرار دیئے تھے (ان میں جو مرضی کے موافق ہوا مان لیا جو خلاف مرضی ہوا اس سے انکار کر دیا ۔ مراد اس سے یہود و نصاریٰ سابق ہیں جن پر مخالفت احکام انبیاء علیہم السلام سے عذابوں کا ہونا مثل مسخ قردہ وخنازیر وقتل وتلبید وذلت کے مشہور ومعروف تھا مطلب یہ کہ عذاب کا نازل ہونا کوئی امر مستبعد نہیں پہلے بھی ہو چکا ہے ۔ اگر تم پر بھی ہو جاوے تعجب کیا ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں اور جب ان مشتمہ اور شبہ یہ لوگوں کا مستحق عذاب ہونا تقریر بالا سے معلوم ہو گیا) سو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو) آپ کے پروردگار کی (یعنی اپنی) قسم ہم ان سب (اگلوں اور پچھلوں) سے ان کے اعمال کی (قیامت کے روز) ضرور باز پرس کریں گے (پھر ہر ایک کو اس کے مناسب سزا دیں گے) غرض (حاصل کلام یہ کہ) آپ کو جس بات (کے پہنچانے) کا حکم کیا گیا ہے اس کو (تو) صاف صاف سنا دیجئے اور (اگر یہ نہ مانیں تو) ان مشرکوں (کے نہ ماننے) کی (مطلق) پرواہ نہ کیجئے (یعنی نہ غم کیجئے جیسا اوپر آیا ہے لاتحزن اور نہ طبعاً خوف کیجئے کہ یہ مخالف بہت سے ہیں کیونکہ) یہ لوگ جو (جو آپ کے اور خدا کے مخالف ہیں چنانچہ آپ پر تو) ہنستے ہیں (اور) اللہ تعالےٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان (کے شر وایذا) سے آپ (کو محفوظ رکھنے) کیلئے (اور ان سے بدلہ لینے کے لئے) ہم کافی ہیں سو ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے (کہ استہزاء اور شرک کا کیا انجام ہوتا ہے غرض جب ہم کافی ہیں پھر کاہے کا خوف) اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو (کفر واستہزاء کی) باتیں کرتے ہیں اس سے آپ دل تنگ
٦٣ ہوتے ہیں (کہ یہ طبعی بات ہے) سو (اس کا علاج یہ ہے کہ) آپ اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کرتے رہیئے اور نمازیں پڑھنے والوں میں رہیئے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) آپ کو موت آجاوے (یعنی مرتے دم تک ذکر وعبادت میں مشغول رہیئے اس میں علاوہ مامور بہ اور ماجور علیہ ہونے کے یہ بھی خاصیت ہے کہ اس طرف شغل کو مقتصر کر دینے سے دوسرا شغل جو کہ موجب ضیق صدر تھا زائل یا مغلوب ہو جاتا ہے ف بعض مضامین تسلیہ سے مثل سزا وغیرہ کی خبر کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کا سزایاب ہونا چاہتے تھے اس میں شاید کسی کو منافی شفقت کا شبہ ہو تو جواب یہ ہے کہ اپنے ساتھ کسی معاملہ کی وجہ سے یہ امر نہ تھا بلکہ چونکہ حق تعالےٰ کے ساتھ کفر وشرک کرتے تھے اس لئے بغض فی اللہ کا اثر یہ غضب مذکور تھا اور شفقت تو یہ ہے کہ آپ ان کی ہدایت میں ساعی تھے نیکہ باوجود کفر کے ان کی مغفرت کے طالب تھے اور آخر آیت کے آخر ترجمہ میں مقتصر کی قید اس لئے ظاہر کی کہ کسی کو یہ وسوسہ نہ ہو کہ جب ضیق صدر کا علاج مشغولی عبادت ہے تو آپ تو ہمیشہ سے مشغول عبادت تھے پھر ضیق کیسے واقع ہوا ۔ اب اس قید سے جواب ظاہر ہو گیا کہ مطلق مشغولی اس کا علاج نہیں ہے بلکہ اس کا مقتصر ہونا ۔ سو آپ کی مشغولی تو دائم تھی لیکن طبعاً یا قصداً کہ خیر خواہی کا قصد بھی عبادت ہے ۔ آپ ان کے حال پر بھی متوجہ ہوتے تھے ۔ اس لئے مقصود اقتصار کی تعلیم فرمائی گئی کہ خیر خواہی کی صلحت ہو چکی تھی واللہ اعلم ۔

سورۃ النحل مکیۃ وھی مائۃ وثمان وعشرون اٰیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

خدائے تعالیٰ کا حکم آپہنچا سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے

مسائل تعزیت وغیرہ

کتاب الصلوٰۃ

ظہور تقویٰ وغیرہ کے مسائل

کتاب الصوم

روزہ کی فضیلت اور اس کے مسائل

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الجنائز

صدقۂ فطر کے مسائل

کتاب الحج

کتاب النکاح

کتاب الطلاق

طلاق کی تعریف اور اس کے مسائل

کتاب الذبائح

کتاب الاشربۃ والاطعمۃ

کتاب اللباس

کتاب الحقوق

کتاب المیراث

خاتمہ

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(اے ہمارے پروردگار) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (١٫)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی

خطبات دین محمدی

وہ مقبول عام حنفی خطبے ہیں جو عرصہ چھ ماہ میں پیشوا کے ذریعہ سے جدید ... مساجد میں پڑھے جانے لگے یہ وہی خطبات ہیں جو کے پڑھنے اور سننے پر علماء اور سنت والجماعت متفق ہو گئے کیونکہ ان میں پہلے عربی خطبہ ہے پھر خطبے کے متعلق وعظ ہیں اور آخر میں نظم پھر خطبہ ثانی اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کی بہت بڑی ضرورت رفع ہو گئی ہے کتاب میں ہر ماہ کے پانچ خطبے ہیں ... وہ خطبے جو پین کے ہیں ہر خطبہ ... کا ہے پہلا عربی پورا اردو پورا منظوم قیمت عہ

کربلا ... [illegible]

ایک ہزار سالہ ... [illegible]

حضور سرور کائنات کے ... خلفائے راشدین کے زمانہ کے مفصل ... بنو امیہ ... مظالم آل رسول ... کیا ہوتے، قافلۂ حسین ... بنو عباس کی حکومت ... سلطنت ... بنو فاطمہ ... کی خلافت کے مفصل ... کی لکھائی چھپائی ... [illegible]

... [illegible]

... مثنوی ... [illegible] ... جلد سوم ... [illegible]

... عزیز ... [illegible]

... حضرت ... شاہ عبدالعزیز صاحب ... بہت بہتر ... [illegible]

بخاری شریف کامل

... کو حذف کر کے کامل ... خوبی کا سلیس عام فہم اردو ترجمہ اچھی لکھائی چھپائی ... ضخامت ۵۰۰ صفحے ... کا کاغذ قیمت ... جلد ... مجلد پارچہ ... مجلد چرمی پشتہ ... اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا ... مجلد پارچہ ... مجلد ... سنہری کام ... ایڈیشن ... درجہ کا فیروزی کاغذ مجلد چرمی ...

دیوان حافظ مترجم

خواجہ حافظ کا دیوان مترجم ... تصوف کا نمونہ اور جواہر معرفت کا گنجینہ ہے مگر مشکل زبان ہونے کی وجہ سے عوام اس سے فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ قیمت ...

کریم اللغات

فارسی زبان کے ... الفاظ کی معنی کتاب ... کریم اللغات منگوا کر اپنے ... میں رکھیے ... اور تقریر میں نہایت برجستہ ... الفاظ آ جاتے ہیں قیمت ...

انتخاب صحاح ستہ

حدیث کی چھ کتابوں کا ... عام فہم اردو میں ترجمہ ... اچھی لکھائی چھپائی ... صفحے قیمت ... [illegible] ... مجلد چرمی ... محصول ڈاک ... [illegible]

محبت کے پیغام

... سے محبت ہے اور ... [illegible]

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے خواہاں ہیں جو طلبا ماسٹر بننا چاہتے ہیں ... انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں ... تجارت پیشہ انگریزی ... رکھتے ہیں ان کو یہ کتاب ... اسکولوں میں ... قدم قدم پر ... کی ضرورت ہے ... اس کو پڑھنا بہت ... آپ کیوں نہیں یہ کتاب منگا لیتے ... تین حصوں ... [illegible]

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو یا عورت کا ہو، ... کا ہو، حاکم کا ہو ... بڑے کا ہو، بزرگ ہو ... دعووں سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے۔ اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں گے ... مرد کا مطیع کرنا آقا و افسر ... مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے ... معمولی بات ہے ... قیمت ...

سیدہ کا لال

اس شاہ ... مولانا ... کا لکھا ہوا شہادت امام حسین ... اصلاحی قصے پڑھتے ... جاتے ہیں اور ... شہادت تو اسی جگہ ... اب اس کا تصور کیجیے ... جب مولانا کے قلم سے لکھے ... تو بے کوئی سخت سے سخت دل انسان جو اس کا دعویٰ کرے کہ اس کتاب کا ایک ہی باب ... کا ... آخری ہے۔ قیمت ... محصول ...

خلفائے راشدین

... حضرت عثمان غنی رضی حضرت مولا علی ... حضرت ... تک ... کے بعد خلافت ... مفصل حالات ... کا مختار شاہ کا ... اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ... صفحے گلیز کاغذ جلد ... مجلد پارچہ ... قیمت مجلد چرمی پشتہ ... اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ ... مجلد چرمی ... محصول علاوہ

آفتاب رسالت

... آغا رفیق صاحب ... سرکار دو جہاں رسول خدا ... حالات ... پہلا حصہ ... صفحے ... تاریخ عرب ... حالات ہیں ... ولادت ... حصہ ... صفحات ... رسالت ... معجزات ... آخر میں ... [illegible]

ملنے کا پتہ ... مینجر رسالہ پیشوا ...

شریر لڑکی

ماں باپ کے لئے اس دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے مگر اس عذاب سے نجات پانے کا واحد ذریعہ اپیشوا... صاحب پیشوا کی علمی کتاب بچی کی استانی ہے جو تربیت بچیوں کو پڑھنے لکھنے پڑھتے ہیں۔ شریر کو کے نیک اور سلیقہ مند بیویاں بننے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہنرمندی اور تمیزداری سلیقہ شعاری آ جاتی ہے۔ اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کرکے ختم کئے بغیر چین نہ آئے گا۔ ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ر

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آجاتی اس گھر کا اطمینان اور سلیقہ لڑائی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے۔ بیوی کی تربیت کے لئے دولہا اور ساس نندیں بے چین رہتی ہیں ان کو پھوہڑ صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر والی کی تربیت پڑھاؤ جس میں بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں۔ انداز بیان نہایت دلچسپ ہے کتاب ختم کرنے سے پہلے [illegible] نہیں چھوٹے گی۔ ضخامت ۸۰ صفحے قیمت [illegible]

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر بیویوں کی جہالت سے برباد ہیں عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے اور چاہے تو دوزخ سوائے ان خاندانی عورتوں کے جن کی مائیں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں۔ ایک مہینہ میں آپ کے گھر کی کایا پلٹ سکتی ہے اگر صرف یہ ہو کہ آپ تعلیم خانہ داری منگا کر ایک دفعہ اپنی بیوی کے مطالعہ سے نکلوا دیجئے [illegible] سفید چکنا کاغذ ضخامت [illegible] صفحے قیمت [illegible]

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے۔ جو لوگ اچھے مذہبی، معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جنکو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجئے کئی افسانے فوٹو بلاک کی تصاویر سے مزین ہیں قیمت ۸ر

فن کشیدہ کاری

اس میں تمام ڈیزائن مشین سے بنے ہیں یہ ملک کے نامور آرٹسٹ کا بہترین شاہکار ہے اور اس کی مدد سے ہر بوٹہ بیل جمپر کالر چادر دوپٹہ تکیہ اور شلوار کی بیلیں غرض جو چیز آپ چاہیں اپنے ہاتھ سے کپڑے پر ایک منٹ میں سیدھا مرتب نہایت آسانی سے بنا لیں بچہ بوڑھا مرد عورت چھاپ سکتے ہیں اور چھاپے کا [illegible] ہوتا ہے۔ اس وقت تک ہندوستان میں کشیدہ کاری کی جو کتابیں تیار ہوئی ہیں ان سب سے یہ کتاب بہتر ہے کیونکہ اس کا [illegible] نمونے [illegible] قیمت [illegible]

فن خطابت

اگر آپ خدانخواستہ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں۔ اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو فن خطابت کو ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ آپ کے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائیگی۔ ہر محفل میں لوگ سر آنکھوں پر بٹھائیں گے آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کرینگے قیمت ۶ر

دینی معلومات کامل

یہ تین سو چالیس صفحہ کی کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ امام ابوحنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان سلیس اور مربوط ترجمہ ہے یہ کتاب امام فقہ کہلاتی ہے۔ دوسری تمام فقہ کی اور کتابیں سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق آداب معاشرت بیع و شری لباس شکار دیوانی فوجداری دینی قوانین زراعت تجارت حکومت صنعت [illegible] غرض ہر شعبہ حیات کے متعلق شرعی احکام اس کتاب میں [illegible] قیمت [illegible]

مسلمان میاں بیوی کے حقوق

اسلامی میاں بیوی کیسے ہونے چاہئیں اور کیسے ہو سکتے ہیں یہ آپ کو کتاب میاں بیوی کا فرائض سے معلوم ہوگا آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بنیں (ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے جب اسلامی احکام اور فرائض کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلیں۔ یہ اسلامی جوڑہ ایک عمدہ جوڑا ہوگا جس سے بہتر جوڑا نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا)۔ میاں بیوی دونوں کے فرائض نہایت تفصیل سے بتائے گئے ہیں [illegible] قیمت [illegible]

وعظ کی سب سے بڑی کتاب

خیر المواعظ اردو واعظوں کیلئے نہایت کارآمد وعظ و نصیحت کی دوسری سب کتابوں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔ اس کی ایک ایک بیان ایسا بسیط اور مسلسل ہے جس کو کافی عرصہ تک بیان کیا جا سکتا ہے ہر ایک فصل کو جس عنوان سے شروع کیا ہے اس کے مناسب نصوص قرآنیہ سے استدلال کرکے احادیث صحیحہ مع حوالہ کتب بیان کئے ہیں صحابہ کرام اور اکابر بزرگان دین کے متعلق حکایتیں اور واقعات [illegible]

امام ابوحنیفہ رح

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کیلئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات اور علمی کارناموں سے ناظرین اندازہ کریں گے مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے علمی نکات بیان ہوئے ہیں جن کو پڑھ کر آدمی ششدر رہ جاتے ہیں حقیقت یہ ہے امام موصوف کا یہ مایہ الامتیاز فن ہے۔ ضخامت ۴۰۰ صفحے قیمت ۸ر رعایتی ۸ر

مسدس حالی

عالم اسلام میں بہت کم ایسی کتابیں نکلی ہیں جن کا مستقل سرمایہ بن گئی ہوں۔ یہ کہا جاتا تھا کہ خدا کے سامنے مسلمان یہی کتاب لیکر جائیں گے۔ یہ مسدس اسلام کا ہو بہو آئینہ ہے ... جزر اسلام ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں ... اور فروخت ہوئی۔ زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں اتنا ہی کافی ہے یہ وہ تاریخی نظم ہے جس میں گویا نثر سے زیادہ [illegible] حالی کی سوانح عمری ہے [illegible] توجہ ابتدائے عروج اسلام [illegible] ضخامت [illegible] قیمت [illegible]

تذکرہ اولیائے ہند

کفرستان ہند میں ... اولیائے کرام جو ایسے دفن ہیں جن کا حال اس کتاب میں ہے یہ کتاب تیموریہ خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور ان کے حالات اور کرامات کے ساتھ اقوال اور دعا کا خزانہ بھی شامل ہے جو شاید کہیں بھی نہ ملے یہ کتاب اپنی جگہ خود ... بے نظیر ہے کہ ہند و پریس نے اسکو پہلی مرتبہ چھاپا اور اس کے ذریعہ مال دار ہو گیا۔ کتاب ملاحظہ کیجئے [illegible]

خوش نما ایک ترجمہ والا قرآن

تقطیع ۲۰×۲۶ انچ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی حاشدہ۔ کاغذ ولایتی نارنجی کا۔ بامحاورہ ترجمہ حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ کا۔ حاشیہ پر آپ کی تفسیر موضح القرآن بحث میں ماجواب۔ مقدمۃ القرآن میں فضائل۔ ترتیب قرآنی تعبیر نامہ۔ قرآنی فالنامہ وغیرہ۔ سرپارچہ علیحدہ علیحدہ مجلد پارچہ للعہ جلد چرمی ۸ ؎۔ محصولڈاک علاوہ۔ جلد طلب فرمائیں بہت کم باقی رہ گیا ہے۔

خوش نما دو ترجمہ والا قرآن

تقطیع ۲۲×۲۹ دو ترجمہ والا۔ اول مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا دوسرا مولانا شاہ اشرف علی صاحب کا۔ حاشیہ پر بہت اچھی تفسیر ہے۔ اس میں ایک بہت کامیاب اور مفید مقدمہ ہر پارہ علیحدہ منقش نیم پالی بہت صاف کاغذ کا ہے۔ پیپر سفید حاشدہ جلد چمڑے کی منقش نقرئی کاری یہ مجلد چرمی کامل للعہ یہ کلام اللہ اپنی ارزانی اور بہترین کتابت اور اعلیٰ درجہ کی صحت کی وجہ سے بہت مقبول ہوا ہے یہی کلام اللہ شریف کاغذ پر مجلد سے ہر سال دس ہزار چھپتا ہے۔

آسان وید قرآن مجید

تقطیع ۱۱×۱۵ انچ بہت ہی جلی قلم ۵ گرہ کے فاصلہ سے بے تکان پڑھ لیجئے۔ ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحت اللفظ جو پیشتر نثرونی مجلد ہے۔ اس میں ایک طویل مقدمہ ترجمہ کا قلم بھی خوب جلی ہے۔ ہدیہ مجلد مع نقرئی کار حاشدہ کاغذ سرخیاں کا نہایت دیدہ زیب اور نہایت خوش خط۔ قیمت صرف چار روپے علاوہ محصولڈاک

معجز نما متوسط بدو ترجمہ

تقطیع بڑی ہے۔ دو ترجمہ اور کامل تفسیر ہے۔ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ہے ایک ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدینؒ اور دوسرا مولانا اشرف علی صاحبؒ کا ہے حاشیہ بہت مفصل ہے۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ہے ایک ہزار صفحے کی ضخامت ہے۔ کاغذ عمدہ۔ مضبوط کتابت اعلیٰ طباعت نہایت عمدہ کامل چمڑے کی نقرئی کام مجلد ہدیہ عمر محصولڈاک ہر مجوری ہدیہ یہی قرآن شریف اعلیٰ درجہ کے سفید چکنے کاغذ پر قیمت للعہ

متوسط دو ترجمہ والا

تقطیع ۷×۱۰ انچ ضخامت ۹۲۸ صفحے کاغذ سفید ولایتی نارنجی کا بہت اچھی صحت حاشدہ پہلا ترجمہ حضرت مولینا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا حاشیہ پر تمام تفاسیر کا خلاصہ مطالب اردو میں۔ شروع میں ۱۷ باب کا مفصل دیباچہ ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ مجلد چرمی کامل نقرئی کار قیمت صرف چار روپے۔ جلد منگائیے

تلاوت آسان معرّیٰ

۲۰×۲۶ سائز ہے بہت جلی قلم ہے کٹ وہ کتاب ہے۔ ۲۰۷ صفحوں کی ضخامت ہے۔ کاغذ ولایتی گلیزڈ۔ جن بچوں کا ذہن خراب ہو اور چار دو خواں بھائی بغیر استاد کی مدد کے صاف اور صحیح قرآن مجید پڑھنا چاہیں۔ ان کو خاص طور سے تلاوت آسان قرآن مجید اپنی تلاوت میں رکھنا چاہیئے ہدیہ ایک جلد للعہ مجلد چرمی کامل نقرئی مجلد پارچہ ریکسین ہدیہ ۱۲ آنے محصول ایک قرآن پر ۱۲ آنے ہدیہ عہ زیادہ ریل سے منگائیے۔

بطرز لیسرنا القرآن بلا ترجمہ

کتابت کا ہر ہر لفظ خوب علیحدہ علیحدہ قلم چوب جلی گویا اتنی بڑی تقطیع میں شاید چودہ سطریں ہیں۔ کاغذ بہت مضبوط اور سفید چھپائی۔ خوب سیاہ۔ مزرق نہایت خوش نما۔ بچوں اور عورتوں اور ضعیف مردوں کے لئے خصوصیت سے مفید مطلب ہے چونکہ ہر لفظ الگ ہے۔ اس لئے تلاوت سہل ہوتی ہے اور صحیح پڑھا جاتا ہے یہ مجلد چرمی کامل بہت مضبوط ہے قیمت عہ مجلد پارچہ عہ۔ محصولڈاک ۱۰ ؎

عکسی جیبی حمائل مجلد

معرّیٰ کارڈ سائز ہے بدیع الطبع۔ ایسی شاندار، دیدہ زیب چھپائی۔ اور کاغذ ہے کہ دیکھتے ہی روح خوش ہو جاتی ہے۔ تین مہینے کی جد وجہد میں اب کامیابی ہوئی ہے کہ اتنا سستا اشتہار ہو سکا۔ آپ تعجب سے سنیں گے کہ ہمنے کتنی ٹائٹل جیسا سفید اور چکنا کاغذ۔ چھپائی ایسی کہ آپ کے تصور میں بھی نہ آسکے ہدیہ مجلد فی جلد آٹھ آنے محصول ۸ ؎

عکسی قرآن مجید معرّیٰ

۱۰ انچ لمبا، ۷ انچ چوڑا۔ ساڑھے آٹھ سو صفحے۔ اعلیٰ درجہ کی صحت اور کتابت بہترین ولایتی چکنا کاغذ اور اعلیٰ ترین چھپائی ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے اس کے فوٹو بلاک تیار کئے گئے ہیں۔ پانچ سال کی محنت اور ایک لاکھ روپیہ خرچ کرنے کے بعد اعلیٰ روپیہ کا قرآن تیار ہوا ہے جس کو دیکھ کر یورپ امریکہ کی اعلیٰ ترین مطبوعات شرماتی ہیں کاغذ اتنا اعلیٰ درجہ کا کہ آپ خیال بھی نہیں کر سکتے قیمت مجلد قسم اول للعہ

بلا ترجمہ روشن وید

یہ قرآن شریف روشن وید کے نام سے ہدیہ ہو رہا ہے۔ اس کا قلم بہت ہی جلی ہے اور حروف خوب الگ الگ ہیں۔ کاغذ بہت موٹا نہیں ہے۔ اس لئے اس کا وزن چار سیر کے قریب ہے چھپائی بہت صاف۔ کاغذ خوب سفید نارنجی کا ہے۔ بلا ترجمہ والا روشن وید قرآن شریف کا ہدیہ مجلد چرمی للعہ صرف دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک للعہ تقطیع ۱۱×۱۵

معجز نما حمائل مترجم

اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ سستے ہدیہ کے بہترین قرآن شریف معجز نما کو تقسیم کریں گے معجز نما حمائل یا چھوٹی تقطیع کا ایک ترجمہ والا قرآن مترجمہ حضرت مولینا اشرف علی صاحب پہلی مرتبہ چھپا تھا تو کچھ زیادہ ہدیہ تھا۔ خدا کے فضل سے اب بھی ہزاروں بھائی ایسے موجود ہیں جو اس کے شائق ہیں تدریجاً اس کا ہدیہ کم ہوتا گیا۔ یہ قرآن شریف اب دسویں مرتبہ چھپکر آیا ہے۔ اب یہ قرآن شریف دفتر رسالہ پیشوا سے مجلد چرمی کامل عہ میں ملتا ہے۔ جو ایڈیشن اول کا چوتھائی ہدیہ ہے

بڑا معجز نما قرآن مجید مع پوری تفسیر

ہر قرآن مجید کے خط سے زیادہ خوش خط اور ترجمہ تقطیع موزوں یعنی متوسط بدو ترجمہ ہر دو گنی حروف علیحدہ علیحدہ ہیں۔ تاکہ بچے، عورتیں، بوڑھے آسانی سے پڑھ لیں حاشیہ پر تفاسیر وکتب احادیث سے اختصار کرکے پوری چڑھائی گئی ہے شروع میں ایک مقدمہ ہے ترجمہ اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا لفظی ہے۔ دوسرا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب کا عام فہم ہے ۹۱۲ صفحہ میں لکھائی بہترین کا نمونہ کی ہے صحت کا یہ عالم کہ ایک

یہ اور ہر قسم کا قرآن شریف ملنے کا پتہ ۔ منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

میلاد نامہ
اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے اس میں مجلس میلاد کے آداب اور حضور سرور عالم کے بچپن سے لیکر وفات تک کے حالات لکھے گئے ہیں اور حضور سرور عالم کی نبوت کے متعلق قدیم پیشگوئیاں بھی درج ہیں۔ قیمت …

نور نامہ
[illegible]

یزید نامہ
اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے اس میں خاندان امام حسین سے انتقام اور … خاندان بنی امیہ … بادشاہوں کے حالات نہایت … درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

طمانچہ بر رخسار یزید
انگریز خاندان … اور عورتوں کے … دیکھنے ہوں تو یہ کتاب … عورتوں کو یہ کتاب نہ دکھانی چاہیے۔ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

سی پارۂ دل
حضرت خواجہ صاحب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ مذہبی اخلاقی اور معاشرتی تعلیم کا بہترین ذریعہ کہے جا سکتے ہیں۔ قیمت …

[illegible]
[illegible]

انگریزوں کی بپتا
اس کتاب میں انگریز مردوں عورتوں اور بچوں کی ان مصیبتوں کا حال ہے جو ان کو غدر میں پیش آئیں۔ قیمت آٹھ آنے۔

محاصرۂ دہلی کے خطوط
ان انگریزی خطوط کا ترجمہ جو انگریز افسروں نے دہلی کے محاصرہ کے وقت پنجاب کے افسروں کو لکھے تھے۔ قیمت …

بہادر شاہ کا مقدمہ
دہلی کے آخری بادشاہ پر جو بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا اس کے دردناک واقعات۔ قیمت دو روپے

[illegible]
[illegible]

غدر دہلی کے اخبار
اس میں غدر ۱۸۵۷ء کے ان اخبارات کے اقتباسات درج ہیں جو غدر کے … اور اس سے پہلے … بغاوت … تھا

غالب کا روزنامچہ
غدر کے متعلق نواب اسد اللہ خاں غالب کی تحریریں جو انہوں نے اپنے دوستوں کو روانہ کی ہیں اور غالب کی مشہور کتاب دستنبو کا اردو ترجمہ۔ قیمت …

دہلی کی جانکنی
اس کتاب میں اہل دہلی کے مصائب و دردناک واقعات درج ہیں شاہ عالم بادشاہ کے زمانے سے لیکر واقعات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ قیمت …

دہلی کی آخری …
… قیمت ایک روپیہ … علاوہ محصول

[illegible]
… بیان کئے …

آخری شمع
اس آخری مغل بادشاہ کے دردناک افسانے ہیں جو غدر میں پیش آئے تھے۔ قیمت ایک روپیہ

سلاطین عباسیہ
عباسی سلطنت کی ابتدا سے لیکر انتہا تک تاریخ نہایت دلچسپ انداز میں یہ کتاب لکھی گئی ہے … قیمت …

فاطمی دعوت
ابتدائے اسلام سے لیکر اس وقت تک آل رسول اور بنی فاطمہ کے کارناموں کی زبردست تاریخ اردو میں بہتر اور لاجواب کتاب ہے۔ قیمت …

[illegible]
اس کتاب میں … کا منتخبہ کلام جمع کیا ہے جو … سردار دو جہاں کی شان میں ہے۔ قیمت …

سلاطین بہمنی
دکن کے ابتدائی بادشاہوں کے عجیب حالات جنہوں نے دکن میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی ہے۔ قیمت …

تاریخ مسیح
حضرت عیسیٰ کی زندگی کے حالات اور آپ کے زمانے کے حیرت انگیز واقعات کا اردو زبان میں نیا اضافہ۔ قیمت …

کرشن بیتی
سری کرشن جی کی زندگی کے نہایت عجیب حالات جن سے اس زمانہ کے ہندو بھی ناواقف ہیں۔ قیمت …

مجالس حسنہ
خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں روحانی اور اسلامی … کو اس میں بیان کیا ہے۔ قیمت …

خطوط اکبر
اکبر الہ آبادی کے … خطوط کا مجموعہ … حصہ اول … حصہ دوم …

[illegible] خواجہ حسن نظامی صاحب [illegible]

ملنے کا پتہ — [illegible]

جواہر خمسہ کامل

عملیات جیسی مشہور کتاب جو ہر ایک کے کام آتی ہے بہت ہی اس کے چار حصے ہیں اور ایک ہی جگہ میں حصہ اول میں ختم قرآن ... بہت سے ... کے مجرب اعمال اور نقوش ہیں حصہ دوم میں سورتوں ... ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورت کے اعمال و خواص حصہ سوم میں مؤکلات کے تابع ہونے کے اعمال وظائف میں حصہ چہارم ... [illegible] ... پانچویں حصہ میں ... اور نقوش ... قیمت ...

اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے ... [illegible] ... مولانا اشرف علی صاحب حضرت مولانا اشرف علی صاحب ... واقفیت ... اپنے قرآن شریف کے حفظ میں ... کرتا ہے ... ایک ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا علاج اس کتاب میں نہ ہو ... بیماری کی ... کتاب ہے ... عملیات ... اس کتاب ... قیمت ... محصول ڈاک ...

خفیہ گوشے

علم نجوم، علم رمل، علم اعداد، پامسٹری، فال اور شگون ... تعبیر خواب ... کی انسانی فطرت ... وہ اپنے آئندہ واقعات معلوم کرنے کے لئے بے چین رہتا ہے ... جس کو پڑھ کر ... اپنا مستقبل خواب کر لیتا ہے۔ یہ کتاب ... کے بعد آپ اپنے مستقبل کو درست کر سکتے ہیں ... [illegible]

غریبوں کا ... [illegible]

امیر تو ہر جگہ اپنے ... علاج کرا لیا کرتے ہیں غریبوں ... بیماریوں کو ... کرنے کرا دیں۔ یہ کتاب ... غریبوں کی ... خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب ... اور غریبوں کو مفت تقسیم کر دیں ... خدمت الناس رسول کریم کا فرمان ہے ... [illegible]

سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا جھرمٹ، سات مست شباب لذیذ راتوں کی لذیذ داستانیں۔ ... کی لذت میں ہو سکتا ہے ... کی پر لطف نوک جھونک ... خاص زبان سے شب عروسی کی داستانیں ... ازدواجی زندگی کے اہم ترین پوشیدہ راز ... کتاب سہاگن کا سہاگ دنیا ... صنفیات میں اپنی طرز کی انوکھی کتاب ہے جس کو شادی کے جلسے میں سات دلہنوں نے بیان کیا ہے بڑی نایاب اور پر کیف کتاب ہے بہت کم جلدیں رہ گئی ہیں قیمت ...

برتھ کنٹرول با تصویر

عورت کی شباب ... لذت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ ... حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز ... اولاد کی کثرت سے ... باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے ... کی پیدائش ... ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی ... لذت سے محروم ہو جاتا ہے۔ برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد ... سامنے ... زندگی کی حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے ... اولاد کی پیدائش تمہارے اختیار میں ہوگی قیمت ...

دوشیزہ سے لطف با تصویر

... کرنے کیلئے دوشیزہ کو ... وہ نایاب کتاب ہے جس میں ... آخر تک کی تمام کیفیات عورت کے جذبات ... یہ کتاب ... مشرقی و مغربی ... یہ وہ کتاب ہے جس میں ... زریں قوانین ... اور سادہ تصاویر ہیں۔ تمام ... تمام جسمانی حصوں کی ... تصاویر ہیں ... کے مطالعہ کے بعد آپ کو وہ تجربات ہو جائیں گے جو سالہا سال ... میں ... قیمت ...

سیدہ فاطمہ زہرا

... حضرت فاطمۃ الزہرا کے حالات ... آغا ... نے لکھے ہیں حضرت سیدہ کے حالات ... بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کیلئے بڑا سبق آموز ہیں ... اطاعت، بچوں کی خدمت ... خدا کی عبادت ... زندگی ... یہ کتاب ... قیمت ...

چھیانوے اولیا

کے حالات ان کی کرامات ان کے خوارق ان کی تعلیمات، ان کی والہانہ تبلیغ اسلام۔ ان کے اسرار باطنیہ کی رہبریت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے اس کا نام ہی تذکرۃ الاولیا ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں اولیا ... کے حالات ہیں ... ہندوستان کے بھی ہیں، ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی، حجاز کے بھی ... مشرقی ... یہ کتاب ... [illegible]

بہشتی زیور کامل

... اس کے گیارہ حصے ہیں حصہ الف اور ب ... وضو اور طہارت اور نماز کے مسائل حصہ زکوٰۃ حج قربانی حصہ طلاق نکاح ... معاشرت ... تہذیب اخلاق حصہ اصلاح رسوم ... حصہ ... ضروری ... خاص ... قیمت ... [illegible]

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر ... اسلام نے جو منازل ترقی قرون اولیٰ میں طے کئے وہ ... اس ... کے ساتھ نہیں ہوئے ... سے واقف ہونا چاہیئے ... فردوس آسیہ ملاحظہ فرمایئے اس تاریخ میں پیدائش ... آنحضرت کی وفات ... خلفائے راشدین کے حالات ... اسلامی نظام ... [illegible]

ضروریات دین

دفتر ... ایک فاضل ... اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں ... نہایت سلیس ... اردو ... لیا گیا ہے جس سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام تمام نہیں ہو سکتا ... مسلمانوں ... تقسیم کرنی چاہیئے ... کم فرصت وکیل تجارت پیشہ ... زمیندار اور صنعت پیشہ مسلمانوں ... تاکہ بہت ہی کم وقت میں ... اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے ... [illegible]

کتابیں ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ ... جامع مسجد دہلی

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱ ـــ کہ حج ٹریفک میں کام کرنے والی کمپنیوں میں سے ایک سو فیصدی ہندوستانی کمپنی ہے۔ جس کے حصے بلاقید کھلے بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں۔ اور دوسری خالص برطانوی کمپنی ہے جس کے ۹۸ فی صدی حصے انگریزوں کے پاس اور صرف ڈیڑھ فی صدی ہندوستانی مسلمانوں کے پاس ہے۔

۲ ـــ کہ بمبئی سے جدہ تک کا راستہ بیشتر جہازات ۹ سے ۱۲ دن میں طے کیا کرتے تھے لیکن ہندوستانی کمپنی کے جہاز نے اسی سفر کو ½۷ دن میں پورا کر کے حج ٹریفک کی تاریخ میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔

۳ ـــ کہ مندرجہ ذیل نقشہ سے ہر دو کمپنیوں کے جہازات کے وزن اور حجاج لے جانے کی تعداد ظاہر ہے۔ جن کا اگر مقابلہ کیا جائے تو بخوبی اندازہ ہو سکیگا۔ کہ کون سی کمپنی کے جہازات وزنی ہونے کے باوجود کم تعداد لے جانے کے باعث زیادہ آرام دہ ہو سکتے ہیں۔

ہندوستانی کمپنی کے جہازات			برطانوی کمپنی کے جہازات		
نام جہاز	وزن ٹن میں	مسافر لیجانے کی تعداد	نام جہاز	وزن ٹن میں	مسافر لیجانے کی تعداد
			اکبر	۴۰۴۳	۱۳۹۶
المدینہ	۴۱۰۰	۸۹۷	خسرو	۴۰۴۳	۱۳۹۹
			علوی	۳۵۶۶	۱۰۳۰
انگلستان	۴۸۰۰	۸۳۸	جہانگیر	۳۵۶۶	۱۰۳۰
			رحمانی	۵۲۹۱	۱۶۰۱
الہند	۵۳۱۹	۹۱۲	رضوانی	۵۲۰۷	۱۵۸۷
			اسلامی	۵۸۷۹	۱۶۱۴

معجون مقوی رحم

یہ اکسیری دوا عورتوں کی عام صحت جسمانی کو ٹھیک کرنے کے علاوہ اُن کی شکایتوں کو کھو دیتی ہے۔ سیلان الرحم (لیکوریا) سیلان غدودی اور عام عورتوں کے اندرونی اعضاء تناسل کے زخموں کو حیرت انگیز طریقہ سے دور کر دیتی ہے۔ رحم اور اس کے متعلقہ اعضاء مثلاً خصیۃ الرحم اور نلوں کو قوت پہنچاتی ہے۔ ایام ماہواری کی خرابیاں اس کے استعمال سے کافور ہو جاتی ہیں۔ اگر خون زیادہ یا کم آتا ہو تو اس کو ٹھیک مقدار میں کر دیتا ہے۔ اختناق الرحم (ہسٹیریا) کی مریض عورتوں کو بھی اس سے بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔ عورتوں کو اس عجیب دوا کے فائدوں سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے قیمت فی شیشی ۲عہ

ملنے کا پتہ:۔ ہمدرد دواخانہ یونانی۔ دہلی (رجسٹرڈ)

معجون شباب آور (رجسٹرڈ)

قوت مردمی اور دل و دماغ کی کمزوری کیلئے مشہور دوا ہے

زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے۔ مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ

تار کا پتہ ——— ہمدرد دہلی

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی۔ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشوا دہلی

ایک ماہوار مذہبی ... رسالہ

مقام اشاعت

اردو بازار جامع مسجد دہلی

جو بڑی بڑی [illegible]
۲۲ سال سے [illegible]
[illegible]
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن [illegible]
ارزاں ایڈیشن [illegible]
ممالک غیر سے
جس میں [illegible] شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن [illegible]
ارزاں ایڈیشن [illegible]

جلد ۱۷ | بابتہ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق جولائی ۱۹۴۰ء | نمبر ۴

شذرات

(عزیز حسن بقائی)

کاغذ کی گرانی کا اثر

[illegible] کاغذ جو اخبارات کے لئے ہوتا تھا، اگرچہ اس کی کمی [illegible] کاغذ سے پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن کاغذیوں نے جنگ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی اسپرٹ میں تقریباً چار گنی قیمت مقرر کر رکھی ہے۔ [illegible] کاغذ اس کی گرانی کا یہ عالم ہے کہ سال گزشتہ [illegible] پیپر ملز کو تین لاکھ روپے نفع ہوا تھا۔ اور اس سال ۱۲ لاکھ نفع ہوا ہے اور یہ وہ گرانی ہے، جو گزشتہ جنگ یورپ میں تقریباً چوتھے سال پہنچی تھی، حالانکہ گزشتہ جنگ عظیم اچانک شروع ہوئی تھی اس لئے کاغذ کا ذخیرہ جمع کرنے کا زیادہ موقع نہ تھا۔ اور اس مرتبہ جنگ شروع ہونے کا ہر لمحہ سالہا سال سے امکان تھا، اس لئے کافی ذخیرہ جمع کیا۔ اور پھر زیادہ سے زیادہ نفع اٹھایا گیا۔ نیز ایسی صورت میں کہ دیسی کاغذ بنانے کے لئے کسی قسم کا میٹریل غیر ممالک سے نہیں آتا دیسی کاغذ کا [illegible] پونڈ سے [illegible] کے قلیل عرصہ میں ہو جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ کاغذ کی گرانی محض [illegible] بے جا [illegible] ہے۔

[illegible] کاغذ کتابوں میں خرچ ہوتا ہے اور اخباروں میں۔ کتابیں [illegible] کے ساتھ اس ملک کی حکومت اور اس کا [illegible] [illegible]

طلب کی جائے۔ تو خریدار کو [illegible] محصول کے ادا کرنے [illegible] گویا کتاب کے داموں سے تقریباً دوگنا زائد محصول [illegible] [illegible] اتنا گراں محصول دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے۔ اس طرح محصول بڑھا کر لٹریچر کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔ اور [illegible] کے وسائل معاش کو تباہ کیا جاتا ہے، کیونکہ [illegible] ملازم ہیں، ہزاروں کاپی نویس ہیں، ہزاروں دفتری [illegible] ہزاروں اہل قلم ہیں، جو محض کتابوں کے کاروبار کی بدولت اپنا اور اپنے [illegible] متعلقین کا پیٹ پال رہے ہیں۔ اور کاغذ کی گرانی اور زیادتی محصول کا اثر ان [illegible] مزدوروں اور ان کے متعلقین پر پڑتا ہے، جس کو دور کرنا حکومت کا فرض ہے۔

چونکہ جنگ یورپ کا اثر تجارت کتب پر بھی پڑا ہے اور تجارت کتب تقریباً ختم ہو گئی ہے، اس لئے [illegible] جو آج چھپنے والی ہے، اس کی طباعت کو کل [illegible] جائے۔ لیکن اخبارات کا التوا اس جنگ کے زمانہ میں [illegible] غریبوں کے لئے پریشانی کا باعث ہو سکتا ہے اور اس سے زیادہ حکومت کے امن اور [illegible] کے لئے مضر ہے [illegible] کی عدم موجودگی میں غلط خبریں اور [illegible] [illegible] حکومت [illegible]

[illegible] پرنٹر و پبلشر نے [illegible] رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی [illegible]

[illegible] ہے کہ وہ کانفرنس کی پیشی ہوئی [illegible]
[illegible] ہندوستان کی طرح اس ملک میں بھی اخبارات کی ضمانت
کو [illegible] کے مصروف ہیں [illegible] لکھوں پہ
[illegible] ہمارے [illegible] اضافہ کرے [illegible]
[illegible] خوشگوار [illegible] کو نہ دیکھا گیا تو بہت جلد وقت
[illegible] حکومت کی اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

[illegible] اس اہم ضرورت پر حکومت ہند کو توجہ [illegible] کے
[illegible] اور ہونے والے ہے کہ [illegible] کی نتیجہ [illegible]
[illegible] ہونے والے تباہ کن اثرات [illegible] کا اندازہ
[illegible] ہوں۔

وائسرائے سے [illegible] کی ملاقات

پریس [illegible] کہ ہز ایکسیلنسی لارڈ لنلتھگو وائسرائے
ہند نے [illegible] گاندھی [illegible] جناح کو [illegible] ہے
تاکہ ہندوستان کے [illegible] کا حل تلاش کیا جائے۔ کیونکہ ہز ایکسیلنسی
کو اس مرتبہ پورے اختیارات لندن سے ملے ہیں۔ اس لیے توقع
ہے کہ شاید کوئی حل نکل آئے۔

لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسٹر جناح کو کیوں بلایا گیا ہے۔ کیونکہ
مسلم لیگ [illegible] وزیر اعظم پنجاب، مسٹر فضل الحق (بنگال) [illegible]
[illegible] نے [illegible] میں مسٹر جناح کی مرضی کے
خلاف شرکت کر کے مسٹر جناح کی واحد نمائندگی پر کاری ضرب لگا کر
ثابت کر دیا ہے کہ مسٹر جناح دس کروڑ مسلمانوں کے واحد نمائندے
تسلیم [illegible] ہوں گے۔ [illegible] تو مسلم لیگ کا بھی اعتماد حاصل نہیں۔ ان کو
تو مسلم لیگ [illegible] بھی نہیں مانتا۔ پھر ان کو دس کروڑ مسلمانوں
کی طرف سے بولنے کا کیا حق ہے؟

تعجب ہے کہ ہز ایکسیلنسی نے آزاد مسلم کانفرنس کے صدر،
مجلس احرار کے صدر، اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر محترم کو
کیوں نہیں بلایا۔ حالانکہ یہ سب جماعتیں لیگ سے زیادہ مسلمانوں
کی نمائندہ ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے
[illegible] قربانی سے کام لیا ہے۔ ان کی ایک آواز پر ہزاروں مسلمان
[illegible] ہو جاتے ہیں۔

کیا ہز ایکسیلنسی اب اس کی تلافی کریں گے؟

امام جی کا مرثیہ

[illegible] اتحاد [illegible] تحریک [illegible] کے صفحات پہ [illegible]
[illegible] خدا کا شکر ہے کہ وہ [illegible] ہو رہی ہے۔
[illegible] مسلمان [illegible] کو [illegible] سمجھنے کی [illegible]

اس وقت تک ہندوستان کے [illegible] خیالات [illegible]
کی اصلاح پر مضامین شائع کئے۔ اور امام جی کی [illegible]
کی۔ اس کا [illegible] کہ امام جی نے گھبرا کر "[illegible]" کے [illegible]
ایک پمفلٹ [illegible] جس کو متعدد دوستوں نے [illegible] امام [illegible]
کا خطاب دیا۔ اس پمفلٹ میں نہایت [illegible] بازی سے کام لیا گیا
ہے [illegible] ہے۔ تو [illegible] اپنی زبان [illegible]

[illegible] ہندی بھی اس سے بخوبی واقف ہے کہ [illegible]
کے وقت [illegible] کے اعتراض کو نقل کیا جاتا ہے [illegible]
کی عقلی اور نقلی دلائل [illegible] جاتی ہے۔

[illegible] سے [illegible] واقف [illegible]
کبھی ڈیبیٹ کر دیکھا۔ ان کے مصلح [illegible] نے [illegible]
اہلبیت۔ اس لئے امام جی نے سب سے پہلے [illegible] توجہ فرماتے
ہوئے [illegible] کے [illegible] ایک اعتراض مسلمانوں کو [illegible]
کے لئے وضع کر لیا۔ اور اس اعتراض کا جواب دینے کی بجائے اپنی
تعریف [illegible] بزعم خود "اسلامی خدمات" گنانی شروع کر دیں
جن کا وجود ہے نہ سر ہے نہ پیر۔ اس پمفلٹ میں مسلمانوں کی [illegible]
بھی کی گئی ہے کہ وہ امام جی جیسے خادم اسلام کی قدر نہیں کرتے جنہوں
نے مسلمانوں کی خدمت کے صلہ میں شمس العلماء کا خطاب حاصل کیا [illegible]
[illegible] کے شوق میں شمس العلماء ہند ہو گئے۔ حالانکہ حکومت ہند
کے ہاں شمس العلماء ہند کا کوئی خطاب نہیں ہے۔ لیکن [illegible]
امام کا شوق [illegible] گوئی دیکھئے کہ وہ بطور خود ایک خطاب [illegible]
ہے۔ اور مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے [illegible]
کے سر تھوپ دیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس قماش کے امام نے مجھ پر کتنے اتہام لگائے
ہوں گے۔ جو شخص اتہام لگانے میں اتنا دلیر ہو [illegible]
کیسے ہوگا۔

بہرحال امام جی کا یہ احسان ہی کیا کم ہے کہ انہوں نے [illegible]
[illegible] کا جواب چالیس سال سے شائع نہیں کیا [illegible]
ہیں گئے۔

مسلمانوں کی جن خدمات کا ڈھنڈورا [illegible] گیا ہے
ان میں سے ایک کا بھی ثبوت نہیں دیا گیا اس لئے [illegible]
[illegible] کا خارج ہوگا۔

[illegible] کے [illegible] امام جی [illegible]
[illegible] کے دلوں کو [illegible] سے [illegible]
[illegible] ان کو [illegible]

[illegible] رکھنے ہیں رکھنے ہیں ہے قوم کو معلوم [illegible]
[illegible] کا [illegible] ایک [illegible] دوسرا
[illegible] کی علامت ہے کہ ذرجوں اخبارات ان کے [illegible]
[illegible] اور آسیج سے پہلے ہی شروع ہو جائیں گے۔

میں پیشوا کے خریدار یا قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ [illegible] کی جانب [illegible] کے امام اور ان کی [illegible] پر عدم اعتماد کی [illegible] کریں۔ اور ان کی منقول میرے نام اور اخبار [illegible] [illegible] نام بھیج دیں۔ اس کے بعد تیسرا قدم اسمبلی میں سوالات کا ہوگا۔ جو تقا ایک جزو والتہور کا قرآنی کے لیے ساچکا ہوگا۔

البتہ اتمام ہی امر یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان پریشانیوں سے [illegible] کا نظام تبدیل کرنا چاہیے۔ ممبران کمیٹی انتخاب کا [illegible] کو دینا چاہیے۔ چالیس سال کا حساب بھی [illegible] چاہیے [illegible] کی عام رائے سے انتخاب کرنا چاہیے۔ اور جو ناقابل [illegible] سے [illegible] کرتے رہے ہیں۔ ان کو مسجد کے نام منتقل کرنا چاہیے۔ مسجد کے نام پر بہت کما لیا ہے۔ اب تو ان کا پیچھا چھوڑنا چاہیے۔

پیشوا کی امداد کس طریقے سے ہو؟

[illegible] کی گرانی اور کساد بازاری نے پیشوا کو ہی نہیں ہر رسالہ اور اخبار کو لب گور پہنچا دیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ رسالہ [illegible] کے لئے غور کرنا پڑ رہا ہے۔

[illegible] سے پیشوا کے ایک ہمدرد محمد محسن صاحب نے پیشوا کی امداد کا ایک مفصل پروگرام پیش کیا ہے۔ میں قارئین کرام کے غور اور مشورہ کے لئے اس کو شائع کرتا ہوں۔ مہربانی کر کے مجھے مطلع فرمایئے کہ کتنے حضرات کو اس طریقہ امداد سے اتفاق ہے۔

"کاغذ کی گرانی اور آمدنی کی کمی کا بار پہلے ہی سے [illegible] معلوم ہے۔ کتابوں کی خریداری کی اپیل ہر رسالہ میں چھپتی ہے لیکن بیکار۔ روسا یا والیان ریاست کے دروازہ پر رسالہ رجوع کی باتیں بنا کر مال [illegible] کا مسلک نہیں۔ خریداران [illegible] کرتے ہیں کہ کسی طرح پیشوا کے خریداران [illegible] لیکن ان کی یہ کوشش کارگر ہو تو [illegible] کی بات ہے۔ اگر آپ میری یہ تجویز [illegible] تو آئندہ ماہ کے رسالہ میں چھاپ دیجئے [illegible] رسالہ [illegible] ایک سال کے لئے رسالہ کی قیمت [illegible] سے [illegible] ہو۔ [illegible]
[illegible] [illegible] ہی [illegible]

حاصل رکھا جائے۔ [illegible] شدہ [illegible] فروخت ہو [illegible] جائے۔ ساتھ ہی [illegible] کر دیا جائے [illegible] بار کو برداشت نہ کر سکیں وہ کم از کم ایک خریدار [illegible] کو مشتمل کریں۔ اگر کوئی خریدار اس سے زیادہ حصہ لے سکے تو اس کی استطاعت پر منحصر ہے [illegible] کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا۔

۲۔ ہر خریدار کو ایک کتاب کم از کم عہ قیمت کی بلا قیمت [illegible] بھیجی جائے۔ بہتر ہے کہ قرعہ [illegible] کی جائے جس کو کوئی مسلمان خریدار رد نہیں کر سکے گا۔

۳۔ دفتر پیشوا سے چندہ کی رسید بک کا اجرا کیا جائے اور باقاعدہ ان کا حساب رکھا جائے۔ جو صاحبان رسید بک طلب کریں وہ اس کی رسید بھیج دیں اور چندہ وصول کر کے "اشاعت [illegible]" کے نام سے دفتر پیشوا میں بھیجے رہیں۔ رسید بک میں سو صفحہ ہونا چاہئیں۔ جس میں عہ ر، ۸ر، ۴ر، ۲ر، ار والے ٹکٹ ہوں گے۔ یعنی ہر بک اس صفحہ پر مشتمل ہوگی۔

عہ ر	والے	۵ ٹکٹ	[illegible]
۸ر	والے	۱۰ ٹکٹ	[illegible]
۴ر	والے	۱۰ ٹکٹ	[illegible]
۲ر	والے	۲۰ ٹکٹ	[illegible]
ار	والے	۵۵ ٹکٹ	[illegible]
		میزان	[illegible]

جو ٹکٹ فروخت ہوں گے، ان کا مثنیٰ موجود رہے گا۔ جس میں چندہ دینے والے کا نام وغیرہ درج ہوگا۔ اس قسم کی رسید بھی کہ جس میں رقم وصول شدہ درج کی جائے نہ جاری کی جائے کیونکہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔"

[illegible]

دہلی میں نئی قسم کی اخبار نویسی

دہلی بعض غیر دہلوی اخبارات کی شرمناک حرکتوں سے بدنام ہو رہی ہے۔ بہ دیسی اخبارات نے بلیک میل [illegible] پیشہ تو مدت سے بنا رکھا تھا۔ اب ایک نئی قسم کی اخبار نویسی [illegible] ہے۔ جو ذمہ دار کہ بازی تو کہا جا سکتا ہے لیکن [illegible] کا بھی واسطہ نہیں۔

اس جاہ سے میں قسم کے اخبار کا ایڈیٹر حسرت [illegible]
[illegible] بھیجتا ہے۔ اور اس طرح [illegible] سے [illegible] شائع [illegible]
[illegible] شائع [illegible]

اس چارسو میں اخبار کا دفتر بھی مشتہروں کرنے کا اشتہار کا سلسلہ کس وقت اس کا ایڈیٹر، منیجر، پرنٹر، پبلشر، محرر، چپراسی جو خفتگانہ خود گنندہ گر خود گل کنندہ و خود سر آں کنندہ خریدار برآمد کا مصداق ہو کر مشتہروں کو اخبار یا رسالہ کی اشاعت دس ہزار سے کم نہیں بتلاتے گا۔ لیکن اخبار یا رسالہ جب شائع ہوگا تو صرف اتنا چند مشتہروں ہوں گے۔ کیونکہ اس اخبار کے نہ تو مستقل خریدار ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ایجنسیوں میں جاتا ہے۔ اور نہ مفت ہی کوئی پڑھنا پسند کرتا ہے۔ البتہ مقامی سینما والے، یا ڈسٹری بیوٹر، اور کچھ چار سو قسم کے مشتہر جو بازار سے کم قیمت اشیا، لیکر دوگنی قیمت کا اشتہار دیتے ہیں، اور اسی قسم کے اخبارات کے بلوں کی رقوم ادا نہ کرنے کا پہلے ہی سے تہیہ کر لیتے ہیں، خدا کی اس نئی مخلوق کی چالوں کا شکار ہوتے ہیں۔

افسوس ہے کہ دہلی پولیس بلیک میل اور حانٹ میل اور اس نئی قسم کے جرائم پیشہ اخبار نویسوں سے پبلک کے روپے کی حفاظت کرنے میں ناکام رہی۔ حالانکہ یہ تمام جرائم قابل دست اندازی پولیس ہیں۔ اور پبلک سیفٹی اور امن عامہ کے لئے خطرناک ترین ہیں۔

اگر حکومت چاہے تو گنڈا ایکٹ کے ماتحت اس قسم کے اخبار نویسوں کا اخراج دہلی سے کرکے دہلی کو اس بدنامی کے داغ سے پاک کر سکتی ہے۔ لیکن توقع نہیں کہ دہلی پولیس کے افسر اعلیٰ مسٹر گلبران جو ملزم کے اس سڑے ہوئے حصہ کا آپریشن کریں۔

وظائف پر نظر ثانی

جلالۃ الملک اعلیٰ حضرت حضور نظام کی گورنمنٹ برٹش انڈیا کے اکثر اخبارات اور اشخاص کو وظائف دیتی ہے۔ جو اگر کسی صورت سے جائز بھی ہوں تو بھی ان پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

کیونکہ اکثر نااہل اور غدار عیاری کے ساتھ حکومت نظام سے وظائف حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے، حکومت نظام کے دشمنوں کے بھی دوست ہیں جو اصولاً غلط ہے۔

مثلاً دہلی کی جامع مسجد کے امام جی کو تین سو روپے ماہوار وظیفہ ملتا ہے جو کسی خدمت کا صلہ نہیں ہے۔ لیکن امام جی مسٹر دیوان سنگھ ایڈیٹر ریاست کے ہاں دعوتوں میں شریک ہوتے ہیں مولانا دیشبندھو ایڈیٹر تیج کا نام بورڈ آف ٹرسٹیز طبیہ کالج کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ لالہ نرائن دت کی دوستی کا اعتراف اپنے پمفلٹ میں کر چکے ہیں۔ اور یہ سب حضرت نظام گورنمنٹ کے جتنے خیرخواہ ہیں اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن پبلک مفاد کے لئے امام جی سے یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ آپ کا ان لوگوں سے دوستی کا تعلق کیوں ہے جو اعلیٰ حضرت کو بدنام کریں، ان کی حکومت میں عیب نکالیں۔ بندگان عالی کی حکومت کے نظم کو خراب کرنے کے لئے برٹش انڈیا سے جتنے بھیجیں۔

پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ان امام جی کا وظیفہ کس غرض کے ماتحت بند نہیں کیا جاتا۔

اگر امام جی کا وظیفہ جاری رکھنا ضروری ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ مسٹر نرائن دت، دیشبندھو کا وظیفہ کیوں نہ کیا جائے؟

اسی طرح ایک اخبار ہے، اس کو نظام گورنمنٹ پانچ ہزار روپے بالاقساط دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

اس اخبار کے ایڈیٹر کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں نظام گورنمنٹ کے دشمن اخبار کا اڈیٹوریل بھی لکھتا ہے اور پھر وظیفے ہی کا ثبوت دینے کے لئے اپنے اخبار میں اعلیٰ حضرت کی شان میں قصیدہ خوانی بھی کرتا ہے۔ اس وظیفے اخبار کی حالت یہ ہے کہ یہ صرف حیدرآباد کے ایجنٹ اور چند مشتہروں کے لئے چھپتا ہے، جو گلی ہوئی چارسو میں ہے۔

اگر اس اخبار کو وظیفہ دینا ضروری ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ لالہ پرتاپ، تیج اور اس قسم کے دوسرے اخبارات کو حکومت نظام نظر انداز کرے۔

افسوس ہے کہ وظائف مقرر کرتے وقت صرف سفارشوں اور سازشوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور نااہلوں اور غداروں کو حکومت نظام کے خلاف زہر پھیلانے کی اجرت دی جاتی ہے۔

میں اعلیٰ حضرت حضور نظام کو اس اہم اور ضروری مسئلہ پر خصوصیت سے توجہ دلا کر بندگان عالی سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی فرمائیں۔

یہ دو مثالیں تو میں نے بطور نمونہ پیش کی ہیں۔ اگر کسی دیانتدار اور محقق کمیشن نے خفیہ تحقیقات کی تو صدہا تنگ حرام سر کے چھپے سامنے آئیں گے۔

جب پیشوا نہ پہنچے

کوئی مہینہ مشکل سے ایسا گذرتا ہوگا جس میں تنو، دو تین پیشوا۔ خریداروں کے پاس نہ پہنچنے کی شکایت نہ آتی ہو۔

اس قسم کے تقریباً پانسو خطوط میرے پاس موجود ہیں، اور بیسیوں ہر ہفتہ دہلی کے پوسٹ ماسٹر کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں۔ جہاں تحقیقات کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ اور یہ تحقیقات ایسی دلچسپ ہوتی ہے، کہ آج تک اس تحقیقات کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ تاہم میں اپنی کوششوں سے غافل نہیں ہوں۔

ماہ جون کے پہلے ہفتہ میں میری ملاقات اتفاقاً ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانہ جات دہلی سے ہو گئی تھی۔ میں نے ان کو توجہ دلائی۔ انہوں نے ہمدردی کا اظہار کیا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ان کی ہمدردی کے باوجود نتیجہ وہی الف کا ہوگا کیونکہ آر۔ ایم۔ ایس اور دیہاتی پوسٹ آفس اور دیہاتی پوسٹ مین اگر بے ایمان ہیں تو ان کا علاج اور داروگیر فقت آسان نہیں ہے۔

لیکن پوسٹ آفس کے لئے یہ بدنامی انتہائی شرم ناک ہے کہ وہ ڈاک کے ڈاکوؤں سے پیشوا کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا۔

تاہم خریداران پیشوا سے اتنی گذارش ہے کہ وہ پیشوا نہ پہنچنے کی صورت میں یہ خیال بھی نہ کریں کہ پیشوا شائع نہیں ہوا۔ یا قصداً یا سہواً ان کو روانہ نہیں کیا گیا۔

پیشوا ہر قمری مہینہ کی ۷، ۸ تاریخ تک دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ اور یہ قطعی ناممکن ہے کہ پیشوا شائع ہو اور کسی خریدار کو نہ بھیجا جائے۔ وہ شائع ہی خریداروں کے لئے کیا جاتا ہے۔ پھر خریدار کو نہ بھیجنا چہ معنی؟

بہرحال احتیاطی طور سے ۱۵ قمری تاریخ تک انتظار کیجئے اور ڈاک خانہ کے بے ایمان ملازموں کو دعائے خیر دیتے ہوئے ایک شکایتی خط پیشوا آفس میں اپنے نمبر خریداری کے ساتھ لکھ دیجئے تاکہ کارکنان پیشوا آپ کے پتہ اور حساب کو چیک کر کے آپ کی شکایت کی تعمیل فوراً کر سکیں۔

بغیر نمبر خریداری لکھے جو بھائی شکایتی خط لکھتے ہیں۔ ان کا نہ جواب دیا جاتا ہے، نہ اس کی تعمیل کی جاتی ہے۔ کیونکہ پچاس ہزار ناموں کے رجسٹروں سے محض حافظہ کی مدد سے کسی صاحب کا پتہ نکالنا قطعی ناممکن ہے۔

خریداری کا نمبر پتے کی چٹ پر داہنی جانب چھپا ہوا ہے اور اس نمبر سے کارکنان پیشوا یہ پتہ چلاتے ہیں، کہ شکایت کنندہ پیشوا کا خریدار بھی ہے یا نہیں؟ اکثر وہی لوگ نمبر خریداری نہیں لکھتے جو وی۔ پی واپس کر دیتے ہیں۔ اور دفتر کو دھوکہ دیکر مفت میں رسالہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک نئے آرڈیننس کی ضرورت

چونکہ اس وقت ملک کا امن خطرہ میں ہے، اور ہندوستان کو جنگی تیاریوں کے لئے سکون کی ضرورت ہے۔ لیکن بعض فرقہ پرست اور بلیک میلر اخبارات اپنی سرگرمیوں کو بند نہیں کرتے۔ اور اس کا اثر بھرتی، اور جنگ فنڈ کی امداد کے لئے بہت مضر ثابت ہو رہا ہے۔ اس لئے ملک کی سب سے معتمد جماعت انڈین نیشنل کانگریس نے اپنی تمام مخالفانہ سرگرمیاں باوجود حکومت سے ناراضگی کے بند کر دیں۔

لیکن فرقہ پرست اخبارات بدستور ایسے مضامین شائع کر رہے ہیں، جو ملک کے امن کے لئے مضر ہیں۔ اور بلیک میلر اخبارات اصلاح کے نام پر روپیہ حاصل کرنے کے لئے والیان ریاست کے خلاف ایسے مضامین شائع کر رہے ہیں، جن سے ریاست میں بے چینی پیدا ہو۔ اور ریاست کا حکمران فوجی بھرتی، اور جنگی فنڈ میں جس قدر امداد سکون کی حالت میں کر سکتا ہے۔ شورش اور بے چینی کی حالت میں قطعی ناممکن ہے۔

اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ آرڈیننس کے ذریعہ اس قسم کی تمام سرگرمیاں جو جرمنی کے پانچویں کالم کا مصداق ہیں فوراً بند کیوں نہ کی جائیں اور خلاف ورزی کی صورت میں اخبار تا اختتام جنگ بند کر دینا چاہیئے۔

مسلمانوں کا فرض

ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد حالیہ مردم شماری میں دس کروڑ سے زیادہ ہو گی۔ اور یہ وہ تعداد ہے۔ جو کسی ایک اسلامی سلطنت میں بھی مسلمانوں کی نہیں ہے۔ مسلمان ایک شجاعت پیشہ قوم ہے۔ اس وقت جبکہ اور وطن کو مسلمانوں کی شجاعت اور دلیری کی ضرورت ہے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس ملک میں امن قائم رکھنے کی انتہائی کوشش کریں۔ اور اگر کوئی احمق ہندو کسی قسم کا ظلم بھی کرے تو انتہائی اشتعال کے باوجود قانون کو ہاتھ میں ہرگز نہ لیا جائے، بلکہ نزدیکی پولیس سٹیشن پر خبر کر دی جائے۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو صحیح حالات سے باخبر کیا جائے۔ تاکہ فتنہ آگے نہ بڑھے، اور اس کا انسداد ہو سکے۔

نیز ملک کی حفاظت کے لئے سرکاری فوج میں بکثرت بھرتی ہونا چاہیئے۔ سول گارڈ میں مسلمانوں کی اکثریت ہونی چاہیئے۔ اور یہاں کوئی اگر ملک کے امن کے لئے بھرتی کرے تو اس کے رضا کاروں میں بھی مسلمانوں ہی کی اکثریت ہونی چاہیئے۔

جو لوگ ملک کے امن کو خطرہ میں ڈالنے کی حرکات کے مرتکب ہوں گے ان کا ممکن ہے کہ جرمنی کے پانچویں کالم سے تعلق نہ ہو، لیکن وہ جرمنی کے ہمدرد ضرور ہوں گے۔ اور دشمن کی ہمدردی کے لئے کام کرنا ملک کے جنگی قانون کی خلاف ورزی ہے جس کی علاوہ دنیا میں سنگین ترین سزا دینے کا آرڈیننس نافذ ہو چکا ہے۔

مسلمانوں کو یہ فرض اس لئے بھی انجام دینا چاہیئے کہ اس وقت تمام آزاد اسلامی حکومتیں جرمنی کی مخالف اور انگریزوں کی دوست ہیں۔ نیز اس لئے بھی اس ملک کے امن کی حفاظت کرنا چاہیئے کہ اس ملک کا مستقبل انگریزوں کے بہترین مستقبل سے وابستہ ہے

اور حکومت ہند نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ جنگ کے بعد ہندوستان کو درجۂ نو آبادیات دے دیا جائے گا جس کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ اس ملک میں جو حکومت قائم ہوگی۔ اس میں مسلمان برابر کے حصہ دار ہوں گے۔ اور اس لئے بھی اس میں امن قائم رہنا چاہیئے کہ اسلام فساد و بدامنی سے روکتا ہے۔ ان اللّٰہ لا یحب المفسدین۔

ہندوستان میں ایک نیا مذہب

گذشتہ مہینہ دو اہم واقعات مسلمانوں میں ایسے پیش آئے ہیں کہ ان پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔

حضور سرور کائنات نے مسلمانوں کے لئے ایک دستور العمل پیش کیا، لیکن ہندوستان کا مسلم لیگی مسلمان حضور سرور کائنات کے دستور العمل کو ٹھکرا کر (نعوذ باللہ) ایک نیا مذہب جاری کر رہا ہے۔ جس میں قرآن و حدیث کی بجائے خود ساختہ اصولوں کی پیروی کی جاتی ہے۔ اس نئے مذہب میں غیر مسلموں کے لئے رواداری ہے یا نہیں۔ لیکن اس مسلمان کے لئے جو مسلم لیگ پر ایمان نہ لایا ہو۔ نہ رواداری ہے، نہ انصاف ہے، نہ شرافت ہے۔ نہ انسانیت ہے۔ اور مسلم لیگ کی اس شریعت حقہ میں اسلام کے اصول رواداری، محبت، درگذر کو کوئی دخل نہیں ہے۔

اگر مثال کے متلاشی ہو تو صرف دو صوبوں کی دو مثالیں خواجہ حسن نظامی صاحب (جو مسلم لیگ کے لئے مسٹر جینا سے کم کام نہیں کرتے) کی زبانی سن لو۔

(۱) صوبہ بمبئی کے شہر احمد آباد میں حضرت خواجہ صاحب کے مریدین کا بہت بڑا حلقہ ہے۔ اور یہ سب اس طرح رہتے ہیں، جیسے ایک کنبہ۔ ایک کے دکھ درد کو دوسرا اپنا دکھ درد سمجھتا ہے۔ یہی ان کے شیخ کا حکم ہے۔ ان مریدوں کی اکثریت مسلم لیگ کے اس پنتھ کو قبول کر چکی ہے جس کی تشریح میں نے مندرجہ بالا سطور میں کی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کے ان مریدوں میں ایک شخص بدر الدین راجی کانگریسی خیال کا ہے، پڑھا لکھا پابند صوم و صلوٰۃ مسلمان ہے۔ وہ مسلم لیگ پر ایمان نہیں لایا۔ اس جرم میں اسلام کے ان مفروضہ علمبرداران اسلام نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اس کی نابالغ بھانجی کی وفات پر اس کے جنازے میں شرکت نہیں کی۔ اور تمام مراسم میں اس غریب کا کانگریسی ہونے کے جرم میں بائیکاٹ کیا گیا۔

(۲) صوبہ بہار کے شہر پٹنہ میں ڈاکٹر سید محمود صاحب ایم۔ اے پی۔ ایچ۔ ڈی بیرسٹر کی صاحبزادی کا نکاح ہوا، سرکاری، نیم سرکاری، کانگریسی، نیم کانگریسی، اچھوت، عیسائی، ہندو، سکھ، پارسی، چینی، جاپانی، غرض ہر مذہب و ملت کے ہندوستانی شریک شادی ہوئے، لیکن مسلم لیگ کے ممبروں نے اس شادی کا بائیکاٹ کیا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے خلافت کی تحریک میں جیل خانہ کی آبادی میں اضافہ کیا، اپنی کامیاب پریکٹس کو مسلمانوں کی خدمت کے لئے چھوڑا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے آنریری جنرل سکریٹری کی حیثیت سے مسلمانوں کی خدمت کی۔ کانگریسی وزارت کے زمانہ میں پانسو روپے جیسی حقیر رقم پر وزارت قبول کی۔ (اس سے زیادہ تو ڈاکٹر صاحب کے باورچی خانہ کا خرچ ہے) اور اس وزارت کے دور میں زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کی اور اردو کی خدمت کی، چونکہ وہ صوم و صلوٰۃ، ادائیگی زکوٰۃ وغیرہ میں مسٹر جینا سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔ اور وقت پر پابندی سے مذکورہ ارکان اسلام ادا کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ لیگ کے نئے مذہب کو نہیں مانتے۔ اس لئے ان کی معصوم بچی کی شادی کا بائیکاٹ ان مفروضہ علمبرداران اسلام نے کیا، جو صحیح کلمہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ جن کو نماز پڑھنی بھی نہیں آتی جنہوں نے ساری عمر کبھی روزہ نہیں رکھا۔ جن کو ادائیگی زکوٰۃ کی کبھی توفیق نہیں ہوئی۔ ان محافظین اسلام نے اس آل رسول کی خوشی اور اس معصوم سیدانی کے نکاح مسنونہ کا بائیکاٹ کر کے حضور سرور عالم کا اتباع تو نہیں کیا۔ البتہ شعب ابی طالب کے محاصرین کا اتباع ضرور کیا۔

کیونکہ حضور سرور عالم کی زندگی میں تو یہودیوں، اور منافقوں کے ساتھ بھی رواداری، محبت، اور درگذر کی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں لیکن عبد اللہ ابن ابی، اور عبد اللہ ابن سبا کے ماننے والے جو کریں اس سے اسلام بری ہے۔ اور اس کا چالیسواں حصہ بھی حضور سرکار دو عالم کی زندگی میں تلاش کرنے سے نہیں ملتا۔ اور قرآن حکیم نے صرف رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع کا حکم دیا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

پھر کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ مسلمانوں کے اس غیر اسلامی کردار پر سختی سے گرفت کی جائے۔ اور مسلم لیگیوں کو صحیح اسلام سے آشنا کرایا جائے اور قول کے ان غازیوں کو عمل کے غازیوں کی زندگی سے روشناس کرایا جائے۔

گورنر یو۔ پی کو الٹی میٹم

گذشتہ مہینہ یو۔ پی کے گورنر صاحب کو ایک دلچسپ الٹی میٹم مسلمانوں کی جانب سے دیا گیا تھا۔ جس میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ شیعہ سنی تصفیہ کو جلد از جلد طے کرا دیں۔ ورنہ یہ غازیان اسلام لکھنؤ پہنچ کر اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیں گے، اور فتنہ و فساد کو دعوت دیں گے۔ ان دستخط کنندگان میں بہت سے خطاب یافتہ بھی تھے اور شمس العلماء امام جامع مسجد بھی تھے۔

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے
(غالب)

اللہ اللہ! امام جی اور گورنر صاحب کو الٹی میٹم! "سستی شہرت حاصل کرنے" اور مفت میں خادمِ اسلام بننے" میں کچھ تاہی کیا تھا؟ جامع مسجد کے سلسلہ میں مسلمانوں کی مخالفت کا رخ پھیرنے کا اس سے سستا نسخہ مشکل تھا۔ چنانچہ ہلدی لگی نہ پھٹکری رنگ چوکھا آیا۔ لیکن بے کیا کیجئے کہ لکھنؤ کے کم بخت شیعہ، سنی کسی طرح اتنے بنے نہیں۔ جن لوگوں نے مسٹر جینا کو دھتکار دیا ہو، ان سے یہ توقع رکھنی کہ امام جی کی دھمکی میں آئیں گے۔ بھلا امام جی صاحب کا افراتفری کی اور اپنے نمازیوں پر کو پھوٹی کوڑی کے برابر بھی خیال نہیں، لکھنؤ والے ان کا کیا اثر قبول کرتے۔

بیچارے بری طرح پھنسے ہیں۔ نہ الٹی میٹم واپس لے سکتے ہیں اور نہ میدان میں آنے کی ہمت ہے۔ دیکھئے گرگٹ کی طرح اب کونسا رنگ بدل کر اس جنجال سے نجات پاتے ہیں۔

مسٹر جینا چاروں شانے چت

بمبئی میں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے دو تجویزیں پاس کیں۔

(۱) مسلم لیگ کا کوئی ممبر وار بورڈ میں تا اطلاع ثانی شرکت نہ کرے۔

(۲) مسلم لیگ کا کوئی ممبر ہندو مسلم سمجھوتے کے متعلق کسی کانگریسی سے گفتگو نہ کرے۔

جبی مسلم لیگ ہائی کمانڈ نے یہ تجویزیں پاس کی تھیں، اسی مسلم لیگ ہائی کمانڈ نے ان تجویزوں کو ۲۴ گھنٹے گذرنے سے پہلے توڑا۔ اور اس کے بعد اسّی فی صدی مسلم لیگیوں نے تمام ہندوستان میں لیگ ہائی کمانڈ کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ اس کے برعکس کانگریس کے ایک فرد نے بھی کانگریس ہائی کمانڈ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لیگ کا اپنے ممبروں پر کہاں تک کنٹرول ہے۔ اور کانگریس میں کتنا ڈسپلن ہے۔

تازہ اطلاع یہ ہے کہ سر سکندر حیات پریمیر پنجاب حضرت علامہ ابوالکلام آزاد سے ہندو مسلم سمجھوتہ پر گفتگو کرنے نینی تال تشریف لے گئے۔

کیا لیگی حلقوں کی یہ خود غرضیاں، یہ انتشار یہ ثابت نہیں کرتا کہ خود مسٹر جینا کو مسلم لیگ کا بھی اعتماد حاصل نہیں۔ دس کروڑ مسلمانوں کی تو کیا خاک نمائندگی کریں گے؟

پراونشیل آزاد مسلم کانفرنسیں

جولائی کے آخری ہفتہ میں لکھنؤ میں یو۔ پی آزاد مسلم کانفرنس کا اجلاس ہوگا۔ اور اگست میں سندھ پراونشیل کانفرنس کا اجلاس ہوگا اور ستمبر میں بمبئی پراونشیل کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

کیونکہ ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر ہر لمحہ حالات تبدیل ہو رہے ہیں، اس لئے آزاد خیال مسلمانوں کا یہ اجتماع اگرچہ نام کو صوبہ وار ہو رہا ہے، لیکن ہوگا آل انڈیا۔ تاکہ جو سیاسی پیچیدگیاں پید اکی جائیں یا پیدا ہوں، ان کو سلجھانے کے لئے آزاد خیال مسلمان ایک جگہ سر جوڑ کر بیٹھ سکیں۔

افسوس ہے کہ آزاد کانفرنس کے بورڈ کا کوئی جلسہ ابھی تک نہیں ہوا۔ حالانکہ اس جلسہ میں مسلمانوں کے مطالبات کانگریس کے سامنے پیش کرنے کے لئے طے کرنے تھے۔

امید ہے کہ کارکنان بورڈ جلد از جلد جلسہ منعقد کرکے اس اہم کام کو جلد از جلد انجام دیں گے۔

حکومت پنجاب کی بدحواسی

خاکساروں سے پنجاب میں ایک عرصہ سے کشمکش جاری ہے لیکن حکومت پنجاب کی بدحواسی ملاحظہ ہو کہ اس نے حضرت مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین کو گرفتار کر لیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ حکومت پنجاب عدالت میں مولانا کے خلاف کس نوعیت کا ثبوت پیش کرے گی۔ لیکن یہ اطلاع کس قدر شرمناک ہے کہ حضرت مولانا جیسے متبحر، موڈریٹ، با اثر اور اونچی پوزیشن کے عالم کو حوالات میں سی کلاس میں رکھا گیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ مولانا لاکھوں دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اور خصوصاً درس قرآن کے سلسلے میں انہوں نے ہزاروں نوجوان تعلیم یافتہ مسلمانوں کو راہِ ہدایت دکھائی۔ ان کا طرز معاشرت کافی بلند ہے۔ اور اگر حکومت ان کو بی کلاس میں جگہ دے دیتی تو نہ اس کا کوئی برا اثر نہ ہوتا۔ پنجاب میں گرفتاریوں کا جو سلسلہ جاری ہے، وہ حکومت پنجاب کی بدحواسی کو بخوبی ظاہر کرتا ہے۔ پنجاب کی اس نیم مسلم لیگی حکومت نے جو زیادتی مسلمانوں پر کی ہے۔ کیا اس کے عشر عشیر بھی کسی کانگریسی حکومت میں ہوئی؟

حکومت بنگال کا شاندار کارنامہ

بنگال میں مسلم لیگی حکومت ہے، اور اس کے چیف منسٹر اپنے تئیں "شیر اسلام" کہلوانا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ ان منسٹر کا بینہ سے اسلامی پریس نے متعدد مرتبہ "بک آف نالج" کو ضبط کرنے کی درخواست کی۔ اس ملعون کتاب میں حضور سرورِ کائنات کی شان میں نہایت دلیری سے گستاخی کی گئی تھی۔ لیکن معزز "شیر اسلام" نے مسلمانوں کی اس آواز کو اپنے بہرے کانوں سے سننے کی بھی

زحمت گوارا نہ فرمائی۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اسی بنگال میں اسٹار آف انڈیا نامی اخبار جو وزارت کا حامی اخبار کہا جاتا ہے اور حفاظت اسلام کے غم میں اس کا انگریز ایڈیٹر گھلا جاتا ہے۔ اس نے سری کرشن جی کی شان میں کچھ گستاخی کی۔ شیر اسلام کی رگ اسلام پھڑکی تو انہوں نے اسٹار آف انڈیا سے فوراً ضمانت طلب کرلی۔

میں ان اخبارات کے ایڈیٹروں کو قابل گردن زدنی سمجھتا ہوں، جو بزرگان مذاہب کی توہین کرتے ہیں، لیکن یہ بات اب تک سمجھ میں نہیں آئی کہ سری کرشن جی کی توہین پر فوراً نوٹس لیا گیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین پر چیف منسٹر ٹس سے مس نہ ہوئے۔

کیا بنگال میں کوئی مسلم لیگر ہے؟ کیا بنگال میں مسلمان آباد ہیں؟ اور کیا بنگال کے مسلمان سُن رہے ہیں؟

اوچھے ہتھیار

میری مخالفت میں بہت ہی کمینے اور ذلیل طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، تاکہ میں اصل مقصد سے ہٹ کر ان کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس جاؤں، اور مخالفین کا مقصد حاصل ہوجائے۔ میں اگر ان اطلاعات کو اور ان سازشوں کو شائع کروں، جو میرے خلاف کی جارہی ہیں تو پیشوا کی کئی اشاعتیں بھی کافی نہ ہوں۔ لیکن کتے بھونکتے ہیں، اور قافلہ منزل پر پہنچتا ہے کے اصول پر عمل کرتے ہوئے سردست خاموش ہوں، اور ان تمام ابلیسانہ سازشوں سے بچنے کی دعا مانگتا ہوں، اور اس خداوند قدوس کی پناہ چاہتا ہوں، جس نے اب تک میری حفاظت کی ہے۔

چونکہ مجھے مختلف طریقوں سے سرکاری حلقوں میں امام جی بدنام کرتے ہیں، اور غیر سرکاری حلقوں میں ان کے شہدے جن کو غالباً سنہ ۳۰ء کی طرح دس دس، پانچ پانچ روپیہ مہینہ مسجد کے فنڈ سے دیا جارہا ہے بدنام کرتے ہیں۔ اس لئے میں پھر ان شرائط کو جن پر امام جی سے صلح ہوسکتی ہے شائع کرتا ہوں، اور یہی شرائط ہیں جن سے عوام مطمئن ہوسکتے ہیں۔ اور یہی شرائط میں نے تمام "پیس میکرز" حضرات کے سامنے اب تک پیش کی ہیں۔

(۱) جامع مسجد کمیٹی کے ممبر کم سے کم ۲۵ ہوں۔ اور ان کو عام مسلمان ۳ سال کے لئے انتخاب کیا کریں۔

(۲) امام متقی ہو، ذی علم ہو، متدین ہو، اصل نسل سے سید ہو، مسجد کا منتظم نہ ہو، عام مسلمانوں کی رائے سے منتخب ہو،

(۳) گذشتہ چالیس سال کا حساب گورنمنٹ کے سند یافتہ آڈیٹر سے آڈٹ کرایا جائے اگر غبن ثابت ہو تو موجودہ ممبران سے وصول کیا جائے۔

(۴) تاجدار افغانستان کے عطیہ (جھاڑ فانوس) کے جھاڑ کی چوری کی تحقیقات بذریعہ آزاد کمیشن کی جائے، جس کی سازش یا غفلت ثابت ہو اس سے وصول کیا جائے۔

(۵) تمام مسلمان ریاستوں کے وظائف مسجد کے اخراجات کے لئے منتقل کئے جائیں۔

(۶) مسجد کے سموسوں کو صاف کرکے چمن بندی کی جائے۔

(۷) دار الافتاء اور کتب خانہ قائم کیا جائے۔

(۸) خیراتی شفاخانہ کھولا جائے (پوری دلی میں مسلمانوں کا ایک بھی خیراتی ہسپتال نہیں ہے، اور غریب مسلمان بے غیرتی سے ہندوؤں کے خیراتی ہسپتال میں جاتے ہیں۔

(۹) کمرشل انڈسٹری کالج قائم ہو (پورے صوبہ میں ایک بھی درسگاہ مسلمانوں کی نہیں ہے)

(۱۰) کپڑے اور شوگر اور دیا سلائی کی مل کھولے جائیں (پورے صوبہ دہلی میں مسلمانوں کا ایک بھی مل نہیں ہے۔ اور مسلمان کاریگر ہندو ملوں سے صرف مسلمان ہونے کے جرم میں نکالے جارہے ہیں۔

ان تمام شرائط سے میری ذات کو کیا نفع پہنچتا ہے؟ پھر امام جی ان کے گرگوں کا یہ کہنا کہ میں ذاتی اغراض کے لئے ان کی مخالفت کررہا ہوں، بکواس، خباثت، دھوکہ اور فریب نہیں تو کیا ہے؟

اس اسکیم سے جامع مسجد کا انتظام صحیح اسلامی اصول پر ہوتا ہے، مسجد کے روپے کا تحفظ ہوتا ہے۔ چوروں یا غفلت شعاروں کا قلع قمع ہوتا ہے، مسلمانوں کو مفت کتابیں اور اخبار پڑھنے کو ملتے ہیں، مسجد کی خوبصورتی قائم رہتی ہے، آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ فتوے کیلئے دہلی ایک مرکزی مقام ہونے کی وجہ سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ غریب مسلمان مریض ہندوؤں کے خیراتی شفاخانوں میں جانے کی بے غیرتی سے بچتے ہیں۔ غریب مسلمان طالب علم تجارتی اور فنی تعلیم حاصل کرتے ہیں، ہندوؤں کے ملوں سے نکالے ہوئے بے سہارے اور بے روزگار مسلمان مزدور اسلامی ملوں میں کام سے لگتے ہیں۔

اس اسکیم سے صرف امام جی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور وہ اپنے نقصان کی حفاظت کے لئے مختلف طریقوں سے مختلف افراد کے ذریعہ ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ حتیٰ کہ سرکاری مشنری کو بھی کام میں لانے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اور کوئی طریقہ ایسا نہیں ہے جو ان کے امکان میں ہو اور اسے میری تباہی کیلئے وہ اختیار کرنے کیلئے تیار نہ ہوں۔

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۶۱)

اجماع کے حجت ہونے اور امر بالمعروف کا بیان

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ	مسلمانو! تم بہتی امتیں لوگوں کی رہنمائی کے لئے پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے منع کرتے

ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

تفسیر:۔ امام زاہد رح کہتے ہیں کہ مسلمانان مدینہ یہود سے کہا کرتے تھے کہ ہمارا دین تمہارے دین سے اور ہم (یعنی مسلمان) تم (یعنی یہود) سے بہتر و افضل ہیں۔ اس پر خداوند تعالے نے ان کے قول کی تصدیق کے طور پر یہ آیت نازل فرمائی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! خدا کے علم میں یا لوح محفوظ میں تم بہترین امت ہو۔ یا یہ کہ امم سابقہ میں سے ان امتوں میں جن کو خدا نے بہترین امت بنایا ہے، تم بہترین ہو اور تم کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تم انبیاء سابق کی دعوت دین کی شہادت دو یا تم کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تم کافروں سے قتال کرو، اور عام مسلمانوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے رہنمائی کرو۔ اس موقع پر امر بالمعروف سے مراد حضور ﷺ اور قرآن پر ایمان لانا اور طاعات پر قائم رہنا ہے، اور نہی عن المنکر سے مراد کفر اور تمام معاصی سے اجتناب کی ہدایت ہے اور ایمان باللہ سے یہ مراد ہے کہ تم خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ تمام احکام الہی اور تمام رسل و کتب الہی کو تسلیم کرنے میں مستقل رہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی شکوک و شبہات پیدا نہ ہونے دو۔

آیت بالا سے واضح ہوتا ہے کہ امت محمدی ﷺ بہترین امت ہے اور یہ شرف اس امت کو اس بناء پر حاصل ہوا ہے کہ اس کا دین دین کامل ہے۔ پھر اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب امت محمدی ﷺ تمام امتوں میں بہتر ہے تو اس کا نبی بھی تمام انبیا میں افضل و بہتر ہے۔ نیز اسی آیت سے امر بالمعروف کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

امام فخر الاسلام بزدوی لکھتے ہیں کہ اسی آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اجماع امت شرع میں مقبول ہے، یعنی علماء حق کا کسی امر پر عام اتفاق شرعی حیثیت سے معتبر و مستند ہے۔

(۶۲)

سود کی حرمت جنت دوزخ کے مخلوق ہونے وغیرہ مسائل کا بیان

یاایھا الذین امنوا لاتاکلوا الربوا اضعافا مضاعفہ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ واتقوا النار التی اعدت للکافرین۔ واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون۔	ایمان والو! دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ۔ اللہ سے ڈرو کہ تمہارا بھلا ہو۔ اس آگ سے جو کافروں کے لئے مہیا کی گئی ہے بچو۔ اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم مانو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر:۔ اس آیت میں سود کی بابت یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمانو! سود کا کھانا حرام ہے تم سود کھانے کے معاملہ میں خدا سے ڈرو تاکہ تم کو دوزخ سے نجات مل جائے۔ اور سود کے حرام ہونے کے معاملہ میں یا سود کو حرام ماننے میں خدا و رسول کے حکم کی اطاعت کرو۔

آیت میں اضعافاً مضاعفۃ (دوگنا چوگنا) کا لفظ آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں اور حرمت سود کا حکم نازل ہونے سے پہلے عرب میں یہ دستور تھا کہ جب قرض کی میعاد گذر جاتی تھی تو قرض خواہ یہ کہہ دیتا تھا کہ یا تو فوراً روپیہ ادا کر دو، اور یا سود کی مقدار بڑھا دو تاکہ میں ادائے قرض کی مدت بڑھا دوں اور اسی طرح قرض کی مدت کے ساتھ ساتھ برابر سود بڑھتا رہتا تھا یہاں تک کہ دگنا چوگنا سود ہو جاتا تھا۔ خداوند تعالے نے آیت میں اسی کا ذکر کیا ہے مطلب یہ ہے کہ سود تو مطلقاً بغیر کسی قید کے حرام و ممنوع ہے لیکن اس کی یہ صورت جو عرب میں رائج تھی بدترین صورت ہے اور وہ ہر حال میں حرام ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت باشندگان طائف کے حق میں نازل ہوئی تھی جو ایک روپیہ کے دو روپے کے بدلہ میں لوگوں کو سود پر دیا کرتے تھے۔ اس آیت میں محض اس طریقہ کی حرمت بیان کی گئی ہے اور مطلق سود کی حرمت پہلے ذکر کی جاچکی ہے۔

سود کی مطلق حرمت کا ذکر اور کئی آیات میں ہو چکا ہے۔ اس موقع پر اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ جو دوسرے مسائل و احکام اس آیت سے مستنبط ہوتے ہیں اُن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

علمار نے اس آیت سے یہ ثابت کیا ہے کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے مومن ایمان سے خارج نہیں ہوجاتا اس لئے کہ سود خوری گناہ کبیرہ ہے۔ اور آیت بالا میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مومنین تم سود کو نہ کھاؤ۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ سود خوری کے بعد بھی ایمان باقی رہتا ہے۔

امام زاہدی رح کہتے ہیں کہ اس آیت سے فرقہ مرجیہ کے اس عقیدہ کی بھی تردید ہوجاتی ہے کہ گناہ ایمان کے لئے ضرر رساں نہیں ہے اور گنہگار مومن کو دوزخ میں نہ ڈالا جائے گا اور اس کو آخرت میں عذاب نہ ہوگا، امام زاہدی رح فرماتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ نے اس آیت میں مومنوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر انہوں نے محارم سے اجتناب نہ کیا اور خدا کے احکام کی خلاف ورزی کی تو ان کو اُس آگ (دوزخ) سے ڈرنا چاہیئے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اسی بنار پر حضرت امام ابوحنیفہ رح نے یہ فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی آیات میں یہ آیت سب سے زیادہ خوف دلانے والی ہے "

علامہ تفتازانی رح فرماتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ نے اپنے کلام میں یہ بتایا ہے کہ دوزخ و جنت کافروں اور مومنوں کے لئے تیار کی گئی ہیں۔ اس ارشاد خداوندی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنت و دوزخ موجود ہیں اور خداوند تعالےٰ نے ان کو پیدا کردیا ہے اور حق یہی ہے کہ دوزخ و جنت کو خدا نے پیدا کردیا ہے اور وہ موجود ہیں۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ دوزخ و جنت اس وقت موجود نہیں ہیں بلکہ خداوند تعالےٰ قیامت کے دن ان کو پیدا کرے گا اور وہ یہ آیت اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں :-

تلک الدار الاٰخرۃ نجعلها	یہ دار آخرت ہم نے انہیں کے
للذین لا یریدون علوا	لئے بنایا ہے جو زمین میں سرکشی
فی الارض ولا فسادًا	اور فساد نہیں کرتے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ معتزلہ کا یہ خیال باطل ہے اور جس آیت کو وہ ثبوت میں پیش کرتے ہیں، اس سے یہ عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ آیت مذکورہ سے متقین کے انجام کا ثبوت ملتا ہے یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا، اور ان کے نیک اعمال کا بدلہ ان کو ملیگا۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنت و دوزخ کو بھی قیامت کے دن پیدا کیا جائے گا۔

پھر قرآن مجید میں جگہ جگہ متقین کے لفظ کو کافرین کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت متقین کے لئے ہے اور دوزخ کافروں کے لئے۔ اب ایک اور درمیانی چیز یہ رہ جاتی ہے کہ جو لوگ نہ تو متقی ہوں اور نہ کافر، ان کے لئے کون سی جگہ ہوگی۔ یعنی مثلاً جو مسلمان گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے، انکو دوزخ و جنت میں سے کسی ایک جگہ بھیجا جائیگا یا وہ اعراف میں رکھے جائیں گے، اس کا جواب علمار اہل سنت والجماعت نے یہ دیا ہے کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب مسلمان کو اول دوزخ میں بھیجا جائیگا اور جب وہ اپنے گناہ کے بقدر دوزخ میں عذاب کا ذائقہ چکھ لیگا تو اس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کردیا جائیگا۔ اس جواب سے یہ معلوم ہوا کہ جو چیز ایک کیلئے وضع کی گئی ہے اس میں تبعاً دوسرا بھی شریک ہوسکتا ہے۔ مثلاً جنت کو پرہیزگاروں کیلئے بنایا گیا ہے لیکن اس میں نافرمان اور نافرمانی کی سزا پانے کے بعد) بچے اور پاگل بھی داخل ہوسکتے ہیں (باقی)

ادبِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور سرورِ کائنات کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیم پر ایک نایاب عربی کتاب کا ترجمہ و تشریح جو صرف پیشوا کیلئے مخصوص ہے)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۴۳)

صلہ رحم۔ عمر کو بڑھاتا اور رزق میں زیادتی کرتا ہے

من ابی هریرة رض انه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول من سرہ ان یبسط له فی رزقه وان ینسأ له فی اثرہ فلیصل رحمه رواہ الترمذی بلفظ ان صلة الرحم محبة فی الاهل مثراة فی المال۔ منسأة فی الاثر۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند آئے کہ اس کی روزی میں کشادگی رہے اور اس کی موت دیر سے آئے تو اس کو چاہیئے کہ وہ رحمی رشتہ داروں سے سلوک کرے اور صحیح ترمذی میں یہ روایت ان الفاظ سے ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ صلہ رحم خاندان میں محبت پیدا کرتی اور مال کو بڑھاتی ہے اور موت دیر سے آتی ہے۔

تشریح الفاظ:۔ بسط کے معنی ہیں پھیلانا اور وسعت دینا، یعنی کشادگی پیدا ہونا۔

رزق عطا جاری کو کہتے ہیں یعنی جس کا سلسلہ برابر جاری رہے جیسے نوکر اور ملازم کی تنخواہ یا روزینہ اور رزق اس چیز کو بھی کہتے ہیں جو غذا کے طور پر استعمال میں آتی ہے۔

انسا کے معنی تاخیر اور دیر کے ہیں کسی شے کا اثر اس کو کہتے ہیں جو اس سے پیدا ہو یا اس کے وجود پر دلالت کرے۔ ان معنی کے اعتبار سے رفتار یا چلنے کا اثر قدم کے وہ نشانات ہیں جو زمین پر پائے جائیں۔ اس موقع پر اثر یا انسار سے مراد عمر کی مدت ہے یعنی زندگی کا بقیہ حصہ۔ بقیہ عمر کو اثر اس لئے کہتے ہیں کہ ایام عمر کا سلسلہ رفتار کی طرح جاری رہتا ہے اور روزانہ اس کے گذرنے کے نشانات نشانات قدم کی طرح محسوس ہوتے ہیں۔ یعنی انسان جب تک زندہ رہتا ہے حرکت میں رہتا ہے اور حرکات کے نشانات باقی رہتے ہیں اور جب انسان مرجاتا ہے حرکات ختم ہو جاتی ہیں اور کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ یا اثر سے مراد انسانی خوبیوں کا ذکر ہو۔

رحم کے معنی قرابت کے ہیں۔ یعنی وہ قرابت جس کا تعلق رحم سے وابستہ ہو۔ اس قرابت کو رحمی قرابت اس لئے بھی کہتے ہیں کہ وہ رحم، درد مندی کی داعی ہوتی ہے اور صلہ رحم کا مطلب قرابت داروں سے ملنا جلنا، جسمانی اعانت کرنا۔ اگر وہ غریب و مفلس ہوں تو صدقہ کے مال سے ان کی مدد کرنا اور خوشحال و دولت مند ہوں تو ہدیہ دینا ہیں۔

تشریح معانی:۔ حضورؐ نے اپنے اس ارشاد میں صلہ رحم کے دو نتیجے بتاتے ہیں ایک تو رزق میں کشادگی اور وسعت اور دوسرے اثر یعنی بقیہ زندگی میں تاخیر یا زیادتی۔ پہلے نتیجہ کی صورت یہ ہے کہ صلہ رحم یعنی قرابت داروں سے سلوک و احسان کے سبب قرابت داروں کی محبت و مودت اس سے بڑھ جاتی ہے اور وہ اس کے کاموں میں اس کو مدد دیتے کہ اس کی ثروت کے بڑھانے کا سبب بن جاتے ہیں۔ یعنی جب انسان اپنے قرابت داروں سے احسان و سلوک کرتا ہے تو قرابت دار اس کے کاروبار میں ترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی سعی جاری رکھتے ہیں۔ مثلاً اس کی دوکان کے مال کی تعریف لوگوں میں کرتے ہیں۔ اس کی دیانت اور شرافت کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور خریداروں کو اس کی دوکان پر بھیج کر اس کا مال بکواتے ہیں اور یہ صورت یقیناً منافع کی زیادتی اور ثروت میں اضافہ کی موجب ہے۔ یا ثروت و دولت کی زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب اپنے قرابت داروں سے احسان وسلوک کرتا ہے تو ان کی عداوت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور عداوت سے محفوظ ہو جانے کے معنی یہ ہیں کہ وہ دشمنوں کی دشمنی سے مامون ہو کر اپنا پورا وقت اپنے کاروبار میں صرف کرتا ہے اور اس سے اس کو خاطر خواہ نفع ہوتا ہے برخلاف مخالف صورت کے کہ قرابت داروں کی عداوت ہر وقت اس کو پریشان رکھتی ہے اور وہ دشمنوں کے مکر و فریب سے محفوظ رہنے کے لئے اپنا کافی وقت صرف کرتا ہے۔ اور بعض اوقا

عدالتی کارروائیوں میں روپیہ کی بڑی تعداد کو بھی ضائع کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زرنقد بھی برباد ہوتا ہے اور کاروبار بھی خراب ہو جاتا ہے، اور نقصان ہی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

پھر صلۂ رحم یعنی قرابت داروں سے احسان و سلوک کرنا یعنی ان کی مالی اعانت کرنا گویا خداوند تعالےٰ کو قرض حسنہ دینا ہے۔ جس کا صلہ مال میں برکت و زیادتی کی صورت میں خدا کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔

پھر صلۂ رحم کرنا یعنی قرابت داروں کی مدد کرنا تقویٰ کی بھی ایک صورت ہے اور اس طریق سے انسان متقیوں کے زمرہ میں شامل ہو کر خداوند تعالےٰ کے اس صلہ کا مستحق بن جاتا ہے۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ	جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے
مخرجا ویرزقہ من حیث	اللہ اس کے لئے نجات کا راستہ
لا یحتسب	نکال دیگا اور بے سان و گمان سے
ومن یتق اللہ یجعل لہ من	جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے
امرہ یسرا۔	اللہ اس کا کام آسان کرتا ہے۔

پھر صلۂ رحم اعمال صالحہ میں بھی داخل ہے اور اعمال صالحہ کی نسبت خداوند تعالےٰ کا ارشاد ہے

ولو ان اھل القری اٰمنوا	اگر بستی کے لوگ ایمان لاتے اور
واتقوا لفتحنا علیھم برکات	ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین
من السماء والارض ولکن	کی برکتیں کھول دیتے۔ لیکن انہوں
کذبوا فاخذناھم بما کانوا	نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم
یکسبون	نے انکی شامت اعمال کی سزا دی۔

اب رہا صلۂ رحم کا دوسرا نتیجہ یعنی عمر کی زیادتی، اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ اگر ہم اثر کے معنے مرنے کے بعد انسانی خوبیوں کے ذکر کے لیں اور انسار کے معنے تاخیر اور طوالت کے تو مطلب یہ ہوگا کہ مرنے کے بعد اس کی خوبیوں اور صفات کا ذکر لوگ کریں گے۔ اس کے احسانات پر دعائے خیر میں اس کو یاد رکھیں گے۔ اور عرصہ دراز تک اس کا سلسلہ جاری رہے گا۔ گویا مرنے والے انسان کا ذکر زندہ انسانوں میں مدتوں جاری رہے گا۔ اور اگر اثر کے معنے عمر کے بقیہ حصہ کے لیں تو مطلب یہ ہوگا کہ صلۂ رحم سے انسان کی عمر بڑھ جاتی ہے لیکن اس صورت میں حدیث کا یہ مفہوم خداوند تعالیٰ کے اس ارشاد کے موافق ہوگا۔

ولن یؤخر اللہ نفسا اذا	جب کسی کی موت آجاتی ہے تو
جاء اجلھا	اللہ کبھی اسے مہلت نہیں دیتا

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ بلا شبہ موت کا وقت معین ہے لیکن وقت کا تعین اسباب کے ساتھ وابستہ ہے یعنی مدت کے اوقات بعض اسباب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً خدا نے یہ قاعدہ یا سبب مقرر کر دیا ہے کہ جو شخص صلۂ رحمی کرے گا اس کی عمر ساٹھ سال کی ہوگی اور جو صلۂ رحمی نہ کریگا یا قطع رحم کا مرتکب ہوگا اس کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ اس بنا پر اگر انسان صلۂ رحم کرے گا تو اللہ اس کی عمر کو چالیس سال سے بڑھا کر ساٹھ سال کر دے گا اس صورت میں موت کا وقت تو معین رہیگا لیکن یہ تعین اسباب یعنی صلۂ رحم یا قطع رحم سے وابستہ ہوگا۔

ایک اور لطیف تشریح طوالت عمر کی یہ ہو سکتی ہے کہ خداوند تعالےٰ اس کی عمر میں اس طرح برکت عطا فرمائے کہ اس کی جسمانی صحت و قوت کو قائم رکھے عقل و تدبر مرحمت فرمائے، عزم و ارادہ کو مضبوط بنائے اور اعمال صالحہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ ایسی زندگی اگرچہ مختصر ہے لیکن حقیقت میں طویل ہوتی ہے کہ ہر شخص اس کی ذات سے فائدہ اٹھاتا ہے اس کو فائدہ پہنچاتا ہے، اس کا ہمدرد رہتا ہے اور ہر کام میں اس کا ساتھ دیتا ہے، اور اس کے مرنے کے بعد مدتوں تک اس کو یاد رکھتا ہے۔ زندگی کی طوالت کے معنے یہ نہیں ہیں کہ وہ عرصہ دراز تک زندہ رہے بلکہ حقیقی طوالت اس زندگی کی ہے جس میں عظیم الشان کام عمل میں آئیں اور اعمال صالحہ کی یادگاریں قائم ہو جائیں۔ بہت سے لوگ سو سو برس تک زندہ رہتے ہیں لیکن بے عملی کی یہ زندگی ہر شخص کی نظر میں بیکار ہوتی ہے اور بہت سے اشخاص تیس چالیس کی عمر پاتے ہیں۔ لیکن اس عرصہ میں ان سے اس قدر شاندار کام اور امور انجام پذیر ہوتے ہیں جن کی یاد جن کے منافع اور جن کے فوائد کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہتا ہے۔ حقیقت میں یہ مختصر عمر اعمال کے اعتبار سے بڑی طویل ہوتی ہے اور بے اعمالی کے سبب طویل زندگی مختصر زندگی کے برابر بھی نہیں ہوتی۔

خداوند تعالےٰ نے صلۂ رحم کا نتیجہ عمر میں برکت کو اس لئے قرار دیا ہے کہ جب انسان اپنے قرابتداروں اور عزیزوں سے احسان و سلوک کرتا ہے تو اعزہ و اقربا اس کی غیر معمولی عزت و عظمت کرتے ہیں اور اس سے اس کو غیر معمولی مسرت حاصل ہوتی ہے اور وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کی یہ عزت و حرمت اس کے اعمال صالحہ کی بدولت ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ کوشش اعمال صالحہ کی کرتا ہے اور اعزہ و اقربا کی نظر میں معزز و محترم رہنے کی کسی تدبیر کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور ہر وقت خوش رہتا ہے اور دوسروں کو خوش رکھتا ہے یہی وہ چیز ہے جو زندگی کو خوش گوار بناتی اور انسان کو زندگی کے حقیقی لطف سے آشنا کرتی ہے کیا ایسی زندگی قابل رشک نہیں ہے۔ کیا ایسی مختصر زندگی بیکار طویل زندگی سے بہتر نہیں ہے۔ کیا ایسی زندگی ہزاروں جیسی طویل زندگیوں سے شاندار نہیں ہے۔

حدیث مذکورہ بالا ہم کو بتاتی ہے کہ ایمان و اسلام میں راسخ العقیدہ ہو کر

انسان کا عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا ممنوع نہیں ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما

ملفوظاتِ باقی باللہ رح

(ایک اہم اور معتبر کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز ثانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ بخاری رح کے ملفوظات تصوف کے نادر قلمی کتب سے لکھی گئی)

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۳۶) مشیخت خدا کی طرف سے عطا ہوتی ہے

آخر عمر میں حضرت خواجہ صاحب نے فرائض مشیخت سے کنارہ کشی کرلی تھی اور گوشہ عافیت میں زندگی کے ایام بسر کرنے لگے تھے۔ مریدوں اور عقیدت مندوں نے جب ترک مشیخت کے ضرر کو محسوس کیا اور حضرت خواجہ کی گوشہ نشینی سے ان کو اذیت پہنچی تو ایک روز حاضر خدمت ہوکر ترک مشیخت اور انقطاع تعلق کا سبب پوچھا۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔

"ہم نے ایک واقعہ (یعنی تحریر) دیکھا جس کے آخر میں یہ عبارت تھی فبقیت وحیداً طریداً فریداً یعنی اب تم تنہا سب سے الگ اور خلوت میں رہو۔ اسی قسم کے اور واقعات بھی دیکھنے میں آئے، جن سے واضح ہوا کہ مریدوں اور عقیدت مندوں کو ایک وضع پر مقرر کر دیا جائے۔"

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ

"جب اللہ تعالےٰ کا فرمان اور مرضی یہ ہے کہ مشیخت کو ترک کردیا جائے تو مریدوں، عقیدت مندوں اور دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ہم کو اپنی تربیت کے لائق نہ سمجھیں۔ اور اپنا مقصود حاصل کرنے کے لئے جہاں چاہیں چلے جائیں۔"

حضرت خواجہ رح کے اس ارشاد سے مرید بہت متاثر ہوئے اور حزن وملال کے آثار ان کے چہروں سے ظاہر ہونے لگے تو حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔

"میں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم ضرور یہاں سے چلے جاؤ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تم مجھ کو تربیت سے بری الذمہ خیال کرو۔"

حضرت ... صاحب کے ان ارشادات کا مطلب یہ تھا کہ مشیخت اور ترک مشیخت خدا کی مرضی پر موقوف ہے۔

(۱۳۷) شیخ کو اپنی موت کا علم ہو جاتا ہے

جن ایام میں حضرت خواجہ رح نے ارشاد و ہدایت کو ترک کردیا تھا اور گوشۂ عافیت کو اختیار کرلیا تھا ایک عزیز نے عرض کیا کہ "تجرد و تنہائی اختیار کرلینے کا کیا سبب ہے؟" حضرت خواجہ رح نے اس کے جواب میں فرمایا کہ

"ہم کو ایک ایسا مقام دکھایا جاتا ہے جہاں پہنچنے کے لئے ہم کو مدتوں سے انتظار تھا۔"

عزیز مذکور نے پوچھا "اس مقام پہنچنے کا وقت کب ہے اور اس کے لوازم و آثار کیا ہیں؟" حضرت خواجہ رح نے جواب میں فرمایا کہ

"یہ اس وقت ہوگا جبکہ ہماری عمر چالیس سال کی ہو جائے گی اور اس کے لوازم و آثار یہ ہیں کہ اس وقت جو شخص ہم کو دیکھے گا سجدہ میں گر پڑے گا۔ (یعنی ہم کو دیکھ کر وہ رب العزت میں اپنا سر جھکا دے گا)"

اس کے بعد حضرت خواجہ رح نے مریدوں کی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا کہ

"جو لوگ اس وقت ہماری طرف متوجہ ہیں ان کے لئے ہمارا حاضر اور غائب رہنا دونوں یکساں ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ اپنے کام میں لگے رہیں۔ ہمارا غائب رہنا اور ان کے حالات دریافت نہ کرنا ان کی ترقیوں کے مانع نہیں ہے۔ البتہ اب ہم شیخ یا مرشد نہیں ہیں کہ اپنے اختیار سے ہم کسی کو کوئی فائدہ پہنچائیں۔ یہ بات اب ہمارے اختیار سے باہر ہے اور ہمارے درمیان سے یہ بات اٹھالی گئی ہے۔"

(باقی)

سالکان طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو حضرت قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی ہے)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۱۱۹) طبیب جسمانی اور طبیب روحانی

شیخ شبلی رح بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہوا اور لوگ مجھ کو شاہی شفاخانہ میں لے گئے۔ علی بن عیسیٰ وزیر نے خلیفہ سے میری علالت کا ذکر کیا اور خلیفہ نے سب سے بڑے طبیب کو میرے علاج کے لئے شفاخانہ میں بھیجا۔ طبیب نے پوری توجہ سے علاج کیا لیکن کسی دوا سے مجھ کو فائدہ نہ ہوا۔ طبیب نے علاج سے عاجز ہو کر کہا "اگر میرے جسم کا گوشت بھی آپ کی علالت اور مرض کے لئے مفید ثابت ہو تو مجھ کو اس سے عذر نہ ہوگا"۔ طبیب نصرانی تھا میں نے اس کے جواب میں کہا "مجھ کو تو ایک معمولی چیز سے آرام ہو سکتا ہے"۔ طبیب نے پوچھا "وہ کون سی چیز ہے"؟ میں نے کہا "تم اپنا زنار توڑ ڈالو اور اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ پڑھ لو"۔ طبیب نے فوراً زنار توڑ ڈالا اور کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ خلیفہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ رو پڑا اور کہا "ہم نے طبیب کو مریض کے پاس بھیجا تھا ہم کو یہ معلوم نہ تھا کہ ہم مریض کو طبیب کے پاس بھیج رہے ہیں"۔ میں نے خلیفہ کے حضور میں یہ کہلا بھیجا کہ "طبیب وہ بھی تھا اس کی حکمت یا طب جسمانی امراض کے علاج پر مشتمل تھی اور اہل اللہ کی طب و حکمت اندرونی اسقام کے علاج پر مشتمل ہوتی ہے"۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

"جسمانی طبیب (طبیب تو ہے لیکن اس) کا قلب
بیمار ہے، ایسے طبیب کا طبیب کون ہے۔ وہ لوگ
اس کے طبیب ہیں جن کو خدا نے اپنے پاس سے علم
دیا ہے اور حکمت الہیہ عطا کی ہے کہ وہ ان کے
ذریعہ بیماروں کو شفا بخشتے ہیں"۔

(۱۲۰) بیت اللہ کی ایک خاصیت کا ذکر

ابراہیم خواص رح کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ جب کبھی سفر پر جاتے تو کسی کو اطلاع دیئے بغیر چھاگل ہاتھ میں لیکر روانہ ہو جاتے حامد اسود رح کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ابراہیم خواص نے اپنی چھاگل اٹھائی اور روانہ ہو گئے میں ان کے پیچھے ہو لیا جب ہم دونوں مقام قادسیہ کے مقابل پہنچ کر ایک دوسرے سے ملے تو ابراہیم خواص نے مجھ سے پوچھا "حامد کہاں کا ارادہ ہے"؟ میں نے عرض کیا "میں آپ ہی کے ساتھ چلا ہوں اور آپ ہی کے ساتھ رہوں گا"۔ ابراہیم خواص رح نے کہا "میں تو مکہ جانا چاہتا ہوں"۔ میں نے کہا "اور میں بھی مکہ ہی کا ارادہ رکھتا ہوں"۔ مختصر یہ کہ دونوں روانہ ہوئے تین روز کے بعد ہم کو ایک نوجوان ملا اور ایک دن رات ہمارے ساتھ خاموشی سے سفر کرتا رہا۔ لیکن اس عرصہ میں اس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی۔ ابراہیم خواص نے اس سے پوچھا "تم نماز کیوں نہیں پڑھتے نماز تو حج سے مقدم ہے"۔ نوجوان نے کہا "شیخ مجھ پر نماز فرض نہیں ہے"۔ ابراہیم خواص نے پوچھا "کیا تو مسلمان نہیں ہے"۔ نوجوان نے کہا "میں مسیحی ہوں لیکن خدا پر پورا پورا بھروسہ رکھتا ہوں میرے نفس نے توکل پر اعتماد نہیں کیا تو میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے جنگل میں ڈال دیا جہاں خدا کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی تاکہ میں اپنے توکل کا امتحان کر سکوں"۔

ابراہیم خواص نے یہ سنکر اس سے کچھ نہ کہا اور وہ ہمارے ساتھ سفر کرتا رہا یہاں تک کہ ہم بطن مرہ میں پہنچ گئے۔ ابراہیم خواص نے نوجوان سے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے"؟ نوجوان نے کہا "عبد المسیح"۔ ابراہیم خواص نے کہا "عبد المسیح! یہ مقام مکہ کی دہلیز ہے یعنی حرم میں داخل ہے۔ خداوند تعالیٰ نے تم جیسے لوگوں کو حرم میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی ہے۔ اس لئے اب تم آگے نہ بڑھو کسی اور طرف چلے جاؤ"۔

چنانچہ ہم لوگوں نے اس نوجوان کو وہیں چھوڑ دیا اور مکہ میں داخل ہو گئے ایک روز ہم عرفات میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص غور سے ہم لوگوں کو دیکھتا ہوا ہمارے پاس آیا اس کے جسم پر احرام کے دو کپڑے تھے یعنی وہ احرام باندھے ہوئے تھا آخر اس نے ہم کو پہچان لیا اور ابراہیم خواص کے سر پر بوسہ دیا۔ ابراہیم خواص نے کہا "عبد المسیح کیا بات ہے"؟ نوجوان نے کہا "اب تو میں اس ذات کا غلام ہوں جس کا غلام مسیح ہے"۔ ابراہیم خواص نے کہا "اپنا واقعہ بیان کرو"۔ نوجوان نے کہا "تمہارے چلے آنے کے بعد مجھ کو ایک قافلہ آیا میں نے فوراً مسلمانوں کے کپڑے پہنے اور قافلہ میں شامل ہو گیا جس وقت میری نظر بیت اللہ پر پڑی تمام ادیان سے مجھ کو نفرت ہو گئی اور دین اسلام کی حقیقت میرے دل میں بیٹھ گئی۔ میں فوراً مسلمان ہو گیا غسل کیا اور احرام باندھ لیا اور یہاں پہنچ کر آپ لوگوں کو تلاش کرنا شروع کیا"۔ یہ سنکر ابراہیم خواص نے میری طرف دیکھ کر کہا "حامد! تم نے صدق کی برکت کو دیکھا۔ صدق نے اس شخص کو راہ راست دکھا دی"۔

شرح دیوانِ حافظ

(از مدیر۔ حادی)

زلفت ہزار دل بیکے تار مو ببست		راہ ہزار چارہ گر از چار سو ببست

ترجمہ:۔ تیری زلف نے ہزاروں دلوں کو ایک بال کے تار میں باندھ رکھا ہے اور ہزاروں چارہ گروں کے راستوں کو چاروں طرف سے بند کر رکھا ہے۔

تشریح:۔ زلف سے مراد دنیا ہے اور تارِ مو سے مراد دنیا کے سامانِ عیش و عشرت ہیں اور چارہ گروں سے مراد اہل علم اور عقلاء ہیں مطلب یہ ہے کہ دنیا نے اپنے اسباب تنعم کے ذریعہ عقلاء اور دولت مندوں کو ایسا پھانس رکھا ہے کہ نجات کی راہ ان پر بند ہو گئی ہے۔ یا یہ کہ اسباب عیش و عشرت نے ان کی تمام راہوں کو بند کر دیا ہے اور وہ دنیا میں اس قدر گھرے ہوئے ہیں کہ آخرت کی فکر ان سے دور ہو گئی ہے یعنی آخرت کو بالکل بھول گئے ہیں۔ یا یہ کہ دانشمند اور اہل علم اشخاص کو دنیا نے اپنا اتنا گرویدہ کر لیا ہے کہ انہوں نے مجازی ہی کو حقیقت سمجھ لیا ہے اور حقیقت کی طرف ان کی توجہ بھی نہیں رہی ہے۔

تا عاشقاں ببوئے نسیمش دہند جاں		بکشود نافہ و در ہر آرزو ببست

ترجمہ:۔ دنیا نے نافہ کو کھول دیا ہے تاکہ اس کے عاشق اس کی خوشبو یا نسیم کی آرزو میں اپنی جان کو قربان کر دیں لیکن ساتھ ہی آرزوؤں کے تمام دروازوں کو بند کر دیا ہے۔

تشریح:۔ یعنی دنیا نے آسائشوں اور لذتوں کے نافہ کو کھول دیا ہے تاکہ اس کی فرحت ناک نسیم لذتوں اور دلکشیوں کے حصول میں دنیا کے عاشق یا دنیادار اپنی جانوں کو قربان کر دیں اور آخرت کی آرزوؤں اور خواہشات کے دروازوں کو بند کر دیا ہے کہ وہ ... متوجہ نہ ہوں مطلب یہ کہ دنیا نے اپنی تمام کیفیتوں اور دلچسپیوں کو دنیا داروں کے سامنے رکھ دیا ہے اور وہ ان میں اس قدر مشغول و منہمک ہیں کہ ہر قسم کی لذتوں کے حصول پر جان کی بازی لگا رہے ہیں لیکن آخرت کے دروازوں کو ان پر بند کر دیا ہے۔ تاکہ وہ ادھر متوجہ ہی نہ ہوں۔ یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں اور مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ دنیا ایک ایسی چیز ہے کہ جو شخص اس کا شیدا ہو جاتا ہے وہ حقیقت سے بیگانہ بن جاتا ہے اور مجازی میں عمر کو صرف کر دیتا ہے۔

شیدا از آں شدم کہ نگارم چو ماہ نو		ابرو نمود و جلوہ گری کرد و رو ببست

ترجمہ:۔ میں محبوب کا شیدا یا دیوانہ اس وجہ سے ہوا کہ اس نے نئے چاند کی مانند اپنی ابرو کو دکھایا۔ جلوہ گری کی یعنی اپنے حسن و جمال کی ایک جھلک دکھائی اور پھر اپنے منہ کو چھپا لیا۔

تشریح:۔ یعنی میں اس لئے پریشان و بدحواس ہوں کہ میرے معشوق نے (مجازی یا حقیقی) نئے چاند کے مانند اپنی ابرو کو دکھایا، حسن و جمال کی ایک جھلک دکھائی اور پھر روپوش ہو گیا۔ اب میں اس کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مضطرب ہوں۔ اگر مراد محبوب حقیقی لیا جائے تو ابرو کے دکھانے اور جلوہ گری کرنے سے مراد یہ ہوگی کہ مظاہرِ قدرت میں اس کا جلوہ نظر آیا اور مجھ کو حیرت کے عالم میں ڈال گیا۔ اب میں عالم حیرت میں پڑا ہوں اور دیدار کے حصول کی کوششیں اضطراب و حیرت سے کر رہا ہوں۔

ساقی بچند رنگ مے اندر پیالہ ریخت		ایں نقشہا نگر کہ چہ خوش در کدو ببست

ترجمہ:۔ ساقی نے کئی رنگ کی شراب پیالہ میں انڈیلی، ذرا ان نقش و نگار کو تو دیکھو جو اس نے کدو میں بنائے ہیں۔

تشریح:۔ ساقی سے مراد عام طور پر وہ شخص ہوتا ہے جو عاشق و معشوق کے درمیان کام کرتا ہے یا مراد محبت کی وہ تجلی ہے جس کی ایک جھلک نظر آ جائے۔ اس موقع پر اس سے مراد قضا و قدر سے ہے۔ اور کدو سے مراد آسمان ہے۔

یا رب چہ سحر کرد صراحی کہ خون خم		با نغمہائے قلقلش اندر گلو ببست

ترجمہ:۔ اے اللہ صراحی نے کیا جادو کیا کہ خم کے خون (شراب) کو اس کے قلقل کے نغموں نے گلے کے اندر بند کر دیا۔

تشریح:۔ اوپر کے دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ دوسرے شعر میں صراحی سے مراد وہ مقام ہے جس میں سالک حیرت زدہ رہتا ہے اور فتوحات کے آثار اس کے قلب پر نازل ہوتے رہتے ہیں اور خم سے مراد عشق و محبت ہے اور قلقل سے مراد فصاحت و بلاغت ہے۔

دونوں شعر کا مطلب یہ ہے کہ عشق کے ساقی یا قضا و قدر نے دنیا کے اندر اس کثرت سے مختلف چیزیں ظاہر کی ہیں کہ انسان ان کو دیکھ کر حیران ہے۔ آسمان کے نیچے جس قدر چیزیں رنگا رنگ موجود ہیں، ان کو کس خوبی سے آراستہ کیا ہے۔ اس پر غور تو کرو۔ اے اللہ صراحی نے یعنی سالک کے مقام تحیر نے کیا سحر کیا ہے کہ وہ باوجود فصیح و بلیغ ہونے کے اس مقام میں گنگ اور خاموش ہے اور اس کی زبان سے ایک حرف نہیں نکلتا ہے پھر یہ اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ ... حرف و ... کل ... جس سے بدمذاق گریباں ہو گیا اور اس کی زبان بند ہو گئی۔ بعض اصحاب کی رائے ہے کہ یہ اشعار حضور صلعم کی معراج سے تعلق رکھتے ہیں۔

اسلامی فتوحات

(اسلامی فتوحات پر ایک محققانہ تصنیف جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گزشتہ سے پیوستہ)

قادسیہ کا دوسرا معرکہ

دوسرے دن صبح کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ نے مقتولین کی نعشوں کو میدان جنگ سے اٹھوا کر دفن کرایا اور زخمیوں کو مرہم پٹی کے لئے عورتوں کے حوالہ کیا اور اس کے بعد جنگ کی تیاریاں شروع کیں ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی کہ شام کی طرف سے غبار اٹھا اور شام کی امدادی فوج آ پہنچی۔

دمشق چونکہ قادسیہ سے پہلے فتح ہو چکا تھا، اس لئے عراق سے جو امدادی فوج آئی تھی اس کی نسبت حضرت عمر رضہ نے ابو عبیدہ رضہ کو حکم دیا کہ عراق واپس بھیجدی جائے۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے عراقی فوج کا افسر ہاشم بن عتبہ بن وقاص (حضرت سعد کے بھتیجے) کو مقرر کیا اور عراق کی جانب روانہ کر دیا۔ یہ فوج عین موقع پر پہنچی۔ اس کے مقدمہ (ہراول) کا افسر قعقاع بن عمرو تمیمی ایک مشہور بہادر تھا۔

قعقاع ایک بہادر فوجی افسر تھے۔ انہوں نے قادسیہ کے قریب پہنچکر فوج کو جس کی تعداد چھ ہزار تھی چھ حصوں میں تقسیم کیا اور حکم دیا کہ ایک حصہ لشکر اسلام کی طرف روانہ ہو۔ اور جب وہ میدان جنگ میں پہنچ جائے تو دوسرا آگے بڑھے اس کے بعد تیسرا۔ اس تدبیر سے یہ ایک ایک ہزار کے دستے شام تک میدان جنگ میں پہنچتے رہے اور اللہ اکبر کے نعروں سے میدان جنگ کو ہلا دیا۔ اس تدبیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ قادسیوں پر مسلسل امدادی فوجوں کی آمد سے رعب طاری ہو گیا۔

قعقاع ہر دستہ کے پہنچنے پر اس کے ساتھ ہو جاتے اور فوراً پر سخت حملہ کرتے اور قادسیوں کی ہمت پست کر دیتے۔ میدان جنگ میں سب سے پہلے قعقاع ہی کا دستہ پہنچا اور انہوں نے فوراً میدان جنگ میں پہنچ کر ایرانیوں کو پکارا کہ کوئی بہادر ہو تو سامنے آئے۔ قعقاع کی آواز سنکر ایرانیوں میں سے ذوالحاجب یا بہمن نکلا۔ قعقاع نے اس کو پہچان لیا اور پکار کر کہا "ابو عبیدہ سلیط اور جسر کے معرکہ کے مسلمانوں کا قاتل یہی ہے۔ ہاتھ سے نکلنے نہ پائے"۔ یہ کہہ کر پوری قوت سے اس پر حملہ کیا اور مار ڈالا اور اس کے بعد گھوڑے کو صفوں کے درمیان دوڑا کر مسلمانوں کو سکون و اطمینان کی ہدایت کی۔ اسلامی فوج کے دل خوش ہو گئے اور کل جو مصیبت انہوں نے برداشت کی تھی اس کا اثر دور ہو گیا۔ خصوصاً ذوالحاجب کے قتل نے اُن میں مسرت کی لہر دوڑا دی۔ قعقاع اسلامی لشکر میں ایک گشت لگا کر پھر میدان جنگ میں پہنچے اور مقابل کو طلب کیا۔ ایرانی لشکر سے فیرزان اور بندوان دو بہادر نکلے۔ فوراً اسلامی لشکر سے حارث بن ظبیان آگے بڑھا اور قعقاع کے پاس پہنچ کر ایرانی افسروں پر حملہ شروع کر دیا۔ قعقاع نے فیرزان کو اور حارث نے بندوان کو مار ڈالا۔ اس کے بعد قعقاع نے پھر اسلامی لشکر میں ایک گشت لگایا اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا "مسلمانو! تلواروں کو نیام سے کھینچ لو۔ دشمن کے آدمیوں کی کھیتی انہیں سے کاٹی جائے گی"۔ اس کے بعد قعقاع پھر صف سے باہر نکلے اور ایرانیوں سے مخاطب ہو کر کہا "کوئی بہادر ہو تو مقابلہ میں آئے"۔ ایرانی فوج میں سے بزرجمہر ہمدانی نکلا۔ قعقاع نے اس پر حملہ کیا اور مار ڈالا۔ پھر سیستان کا شہزادہ شہر براز میدان میں آیا۔ اور اعور بن قطبہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ دوپہر تک اسی طرح مقابلہ ہوتا رہا اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بہت سے ایرانی بہادر مارے گئے۔

قعقاع بن عمرو نے ہاتھیوں کا واقعہ سنکر ان کے خلاف یہ تدبیر کی کہ اونٹوں پر جھول اور برقعے ڈال کر ان کو ہاتھیوں سے زیادہ خوفناک بنا دیا۔ یہ مصنوعی ہاتھی دشمن کی فوج میں جس طرف جاتے تھے اس کے گھوڑے بدک کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور اپنی فوج کو سخت نقصان پہنچاتے تھے۔

مختصر یہ کہ دوپہر بعد عام حملہ شروع ہوا۔ مسلمانوں نے تازہ دم امدادی فوجوں کے ساتھ ایرانیوں پر اس قدر سخت حملے کئے کہ ان کے حواس باختہ کر دیئے۔ لڑائی کا یہ سلسلہ دوپہر سے آدھی رات تک جاری رہا اور اسلامی لشکر کی امدادی فوج کے دستوں کے ساتھ قعقاع بن عمرو نے آج کی جنگ میں ایرانیوں [illegible]

گئے اور ایرانیوں کو سخت نقصان پہنچایا۔

قادسیہ کے دوسرے معرکہ کے دن جو یوم اغواث کے نام سے مشہور ہے ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ حضرت سعد رضؓ نے ابو محجن ثقفی مشہور بہادر اور شاعر کو قید کر دیا تھا۔ بعض مورخین کا بیان تو یہ ہے کہ شراب پینے کی علت میں ان کو قید کیا گیا تھا۔ لیکن صحیح روایت وہ معلوم ہوتی ہے جو خود حضرت ابو محجن سے اس سلسلہ میں نقل کی گئی ہے اور جس کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

دوپہر کو جب عام حملہ شروع ہوا اور ابو محجن نے کھڑکی سے مسلمانوں کو لڑتے دیکھا تو شجاعت نے ان کو بے چین کر دیا۔ اور انہوں نے حضرت سعدؓ کی بیوی سلمہ سے کہا "کیا یہ ممکن ہے کہ تم اس وقت مجھ کو چھوڑ دو اور بلقا (حضرت سعد رضؓ کے گھوڑے کا نام) میرے حوالہ کر دو تاکہ میں جنگ میں شریک ہو سکوں۔ میں خدا کی قسم کھا کر تم کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں زندہ بچا تو واپس آ کر خود بیڑیاں پہن لوں گا" سلمیٰ نے ان کی خواہش کو پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ مجبور ہو کر ابو محجن اپنی جگہ پڑے رہے اور حسرت کے ساتھ یہ اشعار پڑھتے رہے۔

كفى حزنا ان تردى الخيل بالقنا — اس سے زیادہ اور کون سا غم ہوگا
واترك مشدودا عليّ وثاقيا — کہ سوار نیزہ بازیاں کر رہے ہیں اور
اذا قمت عناني الحديد واغلقت — میں زنجیروں میں بندھا ہوا پڑا ہوں
مصاريع من دوني تصم المناديا — جب میں اٹھنا چاہتا ہوں تو زنجیر

اٹھنے نہیں دیتی اور دروازے اس طرح بند کر دیئے جاتے ہیں کہ پکارنے والا پکارتے پکارتے تھک جاتا ہے۔

ان اشعار سے سلمیٰ بہت متاثر ہوئیں اور زنجیریں کھول کر یا کاٹ کر ابو محجن کو چھوڑ دیا اور سعد کا گھوڑا حوالے کر دیا۔ ابو محجن گھوڑے پر سوار ہو کر خاموشی سے میدان جنگ میں پہنچے اور اسلامی لشکر کے دائیں بازو پر پہنچ کر ایرانیوں کے بائیں بازو پر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر سخت حملہ کیا اور اس کو پیچھے ہٹا دیا۔ پھر دشمن کے دائیں بازو پر پہنچے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر حملہ کیا اور اس کو بھی پیچھے ہٹا دیا یہاں تک کہ اسی طرح ایرانیوں کے مختلف مقامات پر متعدد حملے کئے اور ایرانیوں کو ان کے مقامات سے ہٹا دیا۔ لوگ ان کے حملوں سے حیران تھے اور ایک دوسرے سے دریافت کر رہے تھے کہ یہ کون شخص ہے۔ بعض کہتے تھے یہ شخص امدادی فوج کے افسر ہاشم کے ساتھیوں میں سے ہے۔ کسی نے کہا خود ہاشم ہی ہے۔ خود حضرت سعد رضؓ قصر کی چھت پر ان کے حملوں کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ حملوں کا انداز خواجہ محجن کا سا ہے۔ اگر وہ قید میں نہ ہوتے تو میں یہ کہتا کہ یہ ابو محجن ہی ہیں اور جس گھوڑے پر وہ سوار ہیں وہ میرا گھوڑا بلقا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال یہ بھی تھا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں، بعض یہ بھی کہہ رہے تھے کہ اگر فرشتے انسانی شکل میں لڑا کرتے تو ہم ضرور یہ کہتے کہ یہ شخص فرشتہ ہے۔

غرض آدھی رات تک جنگ پوری شدت سے جاری رہی جب دونوں فریق تھک گئے تو جنگ بند کر دی گئی۔ اور ایرانی اور مسلمان اپنے اپنے مقامات پر چلے گئے۔ ابو محجن واپس آئے اور قید خانہ میں پہنچ کر اپنے ہاتھوں سے بیڑیاں اپنے پاؤں میں ڈال لیں۔ حضرت سعد رضؓ کی بیوی نے ان سے پوچھا "سعد رضؓ نے تم کو کس جرم میں قید کیا ہے؟" ابو محجن نے کہا "خدا کی قسم! نہ تو میں نے کوئی حرام چیز کھائی ہے اور نہ پی ہے۔ البتہ میں جاہلیت میں کثرت سے شراب پیتا تھا۔ اور پھر میں شاعر آدمی ہوں۔ جاہلیت کے خیالات اور شاعری نے میری زبان سے یہ شعر نکلوا دیے۔

اذا مت فادفني الى اصل كرمة — جب میں مر جاؤں تو مجھ کو انگور
تروي عظامي بعد موتي عروقها — کی جڑوں میں دفن کرنا تاکہ میری
ولا تدفنني في الفلاة فانني — ہڈیاں مرنے کے بعد انگور کی
اخاف اذا ما مت ان لا اذوقها — جڑوں سے تری حاصل کرتی رہیں

مجھ کو میدان یا جنگل میں دفن نہ کرنا کہ مرنے کے بعد میں اس کے ذائقہ سے قطعی محروم ہو جانے کا اندیشہ رکھتا ہوں۔

ان اشعار میں چونکہ شراب کی تعریف تھی غالباً حضرت سعد رضؓ نے یہ سمجھ کر کہ ابو محجن شراب پیتے ہیں۔ ان کو قید کر دیا۔ صبح کو جب حضرت سعد رضؓ سلمیٰ سے ملے تو انہوں نے سارا واقعہ ان کو سنایا۔ حضرت سعد رضؓ نے فوراً ان کو آزاد کر دیا اور فرمایا "جاؤ میں تم سے اس وقت تک مواخذہ نہ کروں گا جب تک کہ تم کہتے رہو گے۔ البتہ اگر عمل کیا تو مواخذہ کروں گا" ابو محجن نے کہا "خدا کی قسم! اب میری زبان سے کوئی قبیح جملہ کبھی نہ نکلے گا۔

قادسیہ کے اس معرکہ میں مسلمانوں کے دو ہزار آدمی شہید اور زخمی ہوئے اور ایرانیوں کے دس ہزار سے زیادہ مارے گئے۔ مسلمانوں نے اپنے مقتولوں کو دفن کیا اور زخمیوں کو مرہم پٹی کے لئے عورتوں کے حوالہ کیا۔ قعقاع بن عمرو رضؓ نے جنگ بند ہو جانے کے بعد اپنے ساتھیوں اور فوجی افسروں کو جمع کیا اور کل کی جنگ کی بابت مشورہ کیا۔

(باقی)

شرح مثنوی مولانا روم رح

(از مدیر معاون)

در یکے گفتہ کہ استادے طلب عاقبت بینی نیابی در حسب

ترجمہ :- ایک میں لکھا کہ استاد (مرشد) کو طلب کر. حسب ونسب یا مال و دولت عاقبت میں کام نہیں آتی.

عاقبت دیدند ہر گوں امتے لاجرم گشتند اسیر ذلتے

ترجمہ :- گذشتہ اقوام میں سے بہت سی قوموں نے مرشد کے بغیر عاقبت بینی کی کوشش کی لیکن وہ سب ذلیل ہوئیں، یا سب غلطی پر رہیں.

عاقبت دیدن نباشد دست باف ورنہ کے بودے ز دینہا اختلاف

ترجمہ :- عاقبت بینی اپنے ہاتھوں کا یا اپنی رائے کا کام نہیں اگر ایسا ہوتا تو ادیان میں اختلاف نہ ہوتا.

تشریح :- یہودی وزیر نے مسیحیوں کا پیشوا بن کر جو ہدایت نامے مختلف جماعتوں کو روانہ کئے تھے، ان میں سے ایک ہدایت نامہ کا مضمون یہ تھا کہ عاقبت بینی کے لئے کسی استاد. مرشد یا رہبر کو تلاش کرنا چاہیئے. اس لئے کہ ذاتی کمال یا علم و رائے سے عاقبت بینی حاصل نہیں ہوتی. یعنی انسان کتنا ہی فاضل ہو رہنما کے بغیر حقیقت کو نہیں پا سکتا. گذشتہ قوموں نے اپنی رائے سے عاقبت بینی کی تھی یعنی انبیاء کا اتباع نہیں کیا تھا خود اپنی رائے سے ایک طریقہ اختیار کر لیا تھا. اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امر حق ان پر ظاہر نہ ہوا اور وہ ذلیل و خوار رہیں یا گمراہ رہیں. اگر عاقبت بینی رہنما کے بغیر حاصل ہو جایا کرتی تو پھر دینوں میں اختلاف واقع نہ ہوتا.

در یکے گفتہ کہ استا ہم توئی زانکہ استا را شناسا ہم توئی

ترجمہ :- دوسرے ہدایت نامہ یہ لکھا کہ استاد. رہنما اور مرشد تو. خود تو ہی ہے. اس لئے کہ استاد کو شناخت کرنے اور اہل کو ڈھونڈنے کا کام بھی تو تم ہی کرتے ہو.

مرد باش و سخرۂ مرداں مشو رو سر خود گیر و سرگرداں مشو

ترجمہ :- مستقل مرد یعنی اہل الرائے بنو. دوسرے آدمیوں کے محکوم نہ بنو. اپنے کام میں لگو. اور مرشد کی تلاش میں سرگرداں نہ ہو.

چشم بر سر بدار و از خلاف دور شو تا یابی از حق ایتلاف

ترجمہ :- اپنے راز یعنی اپنے قلب اور رائے پر نظر رکھو اور اس کے خلاف عمل نہ کرو تاکہ حق تعالیٰ کا وصال نصیب ہو جائے.

تشریح :- یہ ہدایت نامہ پہلے ہدایت نامہ کے خلاف ہے. پہلے استاد بنانے کی ہدایت تھی اور اس میں یہ ہدایت ہے کہ استاد بنانا بیکار ہے. تم خود ہی استاد ہو اس لئے کہ استاد کا انتخاب تم خود ہی اپنی رائے سے کروگے. اگر تمہاری تحقیق اور رائے قابل عمل نہیں ہے تو استاد کی شناخت بھی صحیح نہ ہوگی اور اگر تمہاری تحقیق اور رائے قابل عمل ہے تو استاد کی ضرورت ہی نہیں ہے. تم اپنی رائے اور تحقیق پر مضبوطی سے قائم رہو اور دوسرے آدمیوں کا کھلونا یعنی محکوم نہ بنو. اپنا کام کئے جاؤ اور استاد کی تلاش میں سرگرداں نہ ہو. اپنے قلب اور رائے پر نظر رکھو اور اس کی مخالفت سے دور رہو. یعنی اپنی تحقیق اور رائے کے خلاف عمل نہ کرو تاکہ تم کو خداوند تعالیٰ کا وصال نصیب ہو جائے.

مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ امور شریعت میں استاد یعنی پیغمبر کی متابعت ضروری چیز ہے اور اپنی تحقیق اور رائے پر عمل کرنا کفر و معصیت ہے. البتہ علماء حق کو اجتہاد کی اجازت ہے اور مجتہد کی تقلید واجب ہے.

خلاصۂ موضوعاتِ کبیر مُلّا علی قاری

معہ

تاریخ و تدوین حدیث

(از جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب الشہابی اکبرآبادی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

امام شہاب زہری پہ خود ذوق علم میں جمع حدیث میں لگے ہوئے تھے کہ ان سے بھی خلیفہ نے کتاب المغازی فرمائش سے مرتب کرائی۔ زہری نے ہشام اموی کے فرمائش پر اس کے لڑکے کے لئے چارسو احادیث کا مجموعہ تیار کیا۔ [۱]

علامہ شبلی نے مقدمہ سیرت النبی میں لکھا ہے۔ خلیفہ ولید بن یزید کے قتل کے بعد احادیث و روایات کا دفتر ولید کے کتب خانہ سے منتقل ہوا تو صرف امام زہری کی مرویات اور تالیفات گھوڑوں اور گدھوں پر لاد کر لائی گئیں۔

سعید بن جبیر اسدی کوفی متوفی ۹۵ھ کا مجموعہ حدیث [۲] ابوقلابہ تابعی [۳] بشیر بن نہیک بصری تابعی [۴] رجا بن حیاۃ فلسطینی تابعی [۵] خالد بن معدان شامی کلاعی [۶] عبد الرحمن نمیرہ عبداللہ بن مسعود صحابی [۷] جابر بن عبداللہ تحریری سلمان بن قیس [۸] صالح بن کیسان جامع سنن رسول [۹] وہب بن منبہ بن کامل الیمانی صنعانی [۱۰] خلاص بن عمرو الہجری البصری متوفی ۱۱۵ھ [۱۱] نے یکے بعد دیگرے احادیث کے مجموعے تیار و مرتب کئے۔ اس سے حدیث ترویج پا رہی تھی۔

صحابہ کی تعداد جس قدر کم ہوتی جاتی تھی اسی قدر ان کی قدر اور ان کی طرف عام التفات بڑھتا جاتا۔ تمدن میں بہت کچھ ترقی ہو گئی تھی۔ نئی نئی قومیں مسلمان ہو چکی تھیں اور ہوتی جا رہی تھیں۔ نومسلموں کو ادھر اسلام کا نیا جوش تھا ادھر قوم فاتح کے مجمع میں عزت و اثر پیدا کرنے کی اس سے بڑھکر کوئی اور تدبیر نہ تھی۔ ان باتوں نے ان کو معلومات مذہبی کا اس قدر شائق بنا دیا تھا کہ خود عرب ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکے۔ غرض تمام ممالک اسلامیہ میں گھر گھر حدیث و روایت کے چرچے پھیل گئے۔ اور سینکڑوں ہزاروں درسگاہیں قائم ہو گئی تھیں اور کثیر التعداد احادیث کے مجموعے تیار ہو چکے تھے لیکن جس قدر حدیث کی اشاعت کو وسعت حاصل ہوتی جاتی تھی، اعتماد اور صحت کا معیار کم ہوتا جاتا تھا۔ ارباب روایت کا دائرہ اس قدر وسیع ہو گیا تھا کہ اس میں مختلف خیال، مختلف عادات، مختلف عقائد، مختلف قوم یہود، نصاریٰ، مجوس سے لوگ شامل تھے۔ اہل بدعت (شیعہ، خوارج، قدریہ، جبریہ وغیرہ) جا بجا پھیل گئے تھے، اور اپنے مسائل کی ترویج میں مصروف تھے [۱] سب سے زیادہ یہ کہ پوری

---

[۱] تہذیب الاسماء ج اص ۹۱ [۲] مسند دارمی باب من رخص فی کتابۃ العلم [۳] تذکرۃ الحفاظ ص ۵۴ و مسند جلد اص ۸۴ [۴] تاریخ حدیث [۵] تہذیب ج ۶ ص ۲۱۳ [۸] تذکرۃ الحفاظ [۹] تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۸ [۱۰] ابن سعد ص ۱۹۸

(نوٹ [۱]) حضرت جابر بن عبداللہ کی روایتوں کا مجموعہ وہب تابعی نے تیار کیا تھا جو اسمٰعیل بن عبد الکریم کے پاس تھا (تہذیب ج ا ص ۳۱۷) انہی جابر کی روایات کا مجموعہ دوم سلمان بن قیس لشکری نے تیار کیا تھا ابوسفیان طلحی نے سنا تھا (تہذیب ج ۶ ص ۲۱۲)

(نوٹ [۲]) حضرت ابوہریرہ کی روایتوں کا مجموعہ (بقیہ کالم ۲ میں)

(بقیہ کالم ایک) ہمام بن منبہ نے تیار کیا تھا جو صحیفہ ہمام کے نام سے ہے امام احمد بن حنبلؒ نے اس کی نقل اپنی مسند میں کی ہے۔

[۲] چنانچہ نومسلم یہود نے اپنے یہاں کی خرافات جو اسرائیلیات کے نام سے ہے احادیث کی صورت میں ڈھال دیں۔ مجوس نے عرب فاتحین کے عناد اور کینہ پروری سے نو مسلمان کی صورت بن کر حدیث میں بہت کچھ اپنا عقیدہ شامل کر دیا۔ جیسا کہ مجوس کا خیال تھا کہ گھوڑے کی نعل بابرکت ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں خوبی اور برکت ہے۔

حد کی گند جانے پر بھی جانچ پڑتال نہ تھی۔ اور عام طور سے کتابت کا طریقہ بھی مروج نہ ہوا تھا۔ بتھا بھی تو بہت ہی محدود دائرہ تھا۔ مجوس اپنے سامنے سیاہ کتے کے نکل جانے کو بہت بڑا شگون جانتے تھے۔ سیاہ کتے کو وہ اہرمن کا ہاتھی یا مرکب جانتے تھے۔

ایک حدیث ہے حضور نے فرمایا۔ سیاہ کتا اور حائضہ عورت سامنے سے نکل جاتے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مجوس کا عقیدہ تھا کہ دوزخ کے اوپر ایک پل ہے جس پر سے گذر کر ایمان لوگ جنت میں جا دیں گے۔ اس کو وہ پل شنواط کہتے تھے۔

قرآن مجید میں اس پل (صراط) کا کہیں ذکر نہیں۔ مگر احادیث میں متعدد جگہ پل صراط کا ذکر ہے۔

مجوس میں مردے کو چھو جانے کے بعد آدمی کو طہارت کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ شیعہ کے یہاں اس پر عمل ہے۔

غرضکہ مجوس کے اکثر معتقدات احادیث میں منتقل ہو گئے ایسے ہی یہود کی خرافات ہے۔ وصی اور امامت کا مسئلہ بھی اسی شکل میں ہے کہ یہود کا اعتقاد ہے کہ نبوت موسیٰ ع اور ان کے بھائی ہارون میں مشترک تھی۔ اور ہارون موسیٰ ع کے وصی تھے مگر جب موسیٰ کی زندگی میں ان کا انتقال ہو گیا تو موسیٰ ع نے یوشع بن نون کو وصیت کی کہ توراۃ اور الواح کے اسرار شبر اور شبیر کو پہنچا دیں جو ہارون کے فرزند ہیں کیونکہ مستقل امامت انہی کے لئے مقرر تھی اور یوشع گو وصی تھے مگر منصب وصیت و ولیت ان کو دیا گیا تھا اصل وصی اور امام وہ دونوں صاحبزادے تھے۔ یہی چیز یہود کے ذریعہ حدیث میں حضرت علی ع کے لئے آئی۔

میرا وصی اور میرے بھید کی جگہ اور میرے اہل میں میرا خلیفہ اور بہتر ان سے جو اپنے بعد میں اپنا خلیفہ بناؤں علی ع ہے

تفسیر میں ادریس کا قصہ، ہاروت و ماروت وغیرہ کے قصے یہود ہی کی بدولت حدیث میں آئے۔ نصاریٰ کی کرم فرمائی بھی کچھ کم نہیں ہے۔ قصہ اپالوسی یا ملاحم و آثار قیامت۔ نزول عیسیٰ، خروج دجال، دجال و نزول مسیح کا قصہ حدیث میں متضاد روایتوں سے جمع ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی۔ عجیب المخلوق کا کارنامہ سنا اور دجال کا تصور آیا۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ صفحہ ۲۷ میں دجال کے ذکر میں لکھتے ہیں۔ کچھ عجب نہیں کہ ان لوگوں نے باوجود ثقات ہونے کے ان مضامین کو اہل کتاب کی بعض کتابوں سے لیا ہے۔ (باقی)

ابن ماجہ شریف کامل اردو

(مترجمہ مولینا رشید اختر صاحب ندوی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۸۴) حضرت ابوذر رض روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے حق کو عمر رض کی زبان کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ یہ ہمیشہ حق بات ہی کہتے ہیں۔

فضائل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸۵) حضرت ابوہریرہ رض روایت فراتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کا جنت میں کوئی نہ کوئی رفیق ہوگا اور میرے رفیق عثمان بن عفان ہوں گے۔

(۸۶) حضرت ابوہریرہ رض روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان بن عفان رض کو مسجد کے دروازہ پر ملے اور فرمایا اے عثمان مجھے جبریئل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالے نے ام کلثوم کو رقیہ کی جگہ اور ان ہی شرائط پر تمہارے ساتھ بیاہ دیا ہے۔

(۸۷) نعمان بن بشیر رض حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمان رض اللہ تعالے تمہیں کسی دن مسلمانوں کا حاکم بنائے گا، لیکن منافق یہ ارادہ کریں گے کہ تیرے اس لباس کو جو اللہ نے تمہیں پہنایا ہے تمہارے بدن سے اتارلیں، لیکن تم اسے نہ اتارنا۔ حضورم نے اسے تین بار دہرایا۔ نعمان نے حضرت عائشہ رض سے عرض کیا کہ آپ کو کیا چیز مانع ہوئی کہ لوگوں تک آپ نے اسے نہیں پہنچایا، حضرت عائشہ رض نے جواب دیا۔ میں اسے بھول گئی تھی۔

(۸۸) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض کے وقت فرمایا، میں چاہتا ہوں کہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی شخص میرے پاس ہو، ہم لوگوں نے عرض کیا، حضورم کیا ہم ابوبکر رض کو نہ بلالائیں۔ حضورم خاموش رہے پھر ہم نے کہا کہ کیا عمر رض کو نہ بلالائیں۔ پھر بھی حضورم خاموش رہے۔ پھر ہم نے کہا کہ کیا عثمان رض کو نہ بلالائیں تو حضورم نے فرمایا ہاں۔ حضرت عثمان رض بلائے گئے تو حضورم نے ان کے ساتھ تخلیہ فرمایا۔ حضورم ان سے باتیں کر رہے تھے اور حضرت عثمان کا چہرہ رنگ بدل رہا تھا۔ قیس اس حدیث کے راوی نے کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان رض کے غلام ابوسہلہ نے کہا کہ جس دن حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو اس وقت حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں اس پر صابر رہوں، تو میں اس پر صبر کروں گا قیس نے یہی کہا کہ لوگوں نے انہیں اس دن ایسا ہی پایا۔

حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے فضائل

(۸۹) زر بن حبیش حضرت علی ؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا کہ مجھ سے مومن محبت کریں گے اور منافق بغض رکھیں گے۔

(۹۰) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ؑ سے فرمایا کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ ؑ سے تھی۔

(۹۱) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ وہ حجتہ الوداع کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حضورم رستہ میں ایک جگہ اترے اور نماز باجماعت کا حکم دیا اور حضرت علی ؑ کا ہاتھ پکڑ کر مسلمانوں کے سامنے آئے اور فرمایا۔ کیا میں مسلمانوں کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں ہوں مسلمانوں نے کہا۔ ہیں حضور پھر حضورم نے فرمایا کیا میں ہر مسلمان کو اس کی جان سے زیادہ عزیز نہیں ہوں۔ مسلمانوں نے عرض کیا جی حضور کیوں نہیں۔ حضورم نے فرمایا یہ میرا ولی ہے جس نے اسے دوست رکھا، میں اس کا دوست ہوں، اے اللہ جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ، اور جو اس کو دشمن رکھے تو اس کا دشمن بن جا۔

(۹۲) عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ ابو لیلی حضرت علی ؑ کے ساتھ سفر میں رہا کرتے تھے اور آپ سردیوں کے کپڑے گرمیوں میں اور گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں پہنا کرتے تھے۔ ہم لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ خیبر کے دن حضورم نے مجھے بلا بھیجا اور میں آشوب چشم میں مبتلا تھا۔ میں نے عرض کیا۔

حضورؐ میں آشوب چشم کا مریض ہوں۔ حضورؐ نے میری آنکھ پر دم کیا۔ پھر فرمایا اے اللہ! اس کا گرمی اور سردی کا احساس ختم کردے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد مجھے کبھی گرمی اور سردی کا احساس نہیں ہوا۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ میں آج ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوگا اور جسے اللہ اور اس کے رسولؐ بھی چاہتے ہوں گے، اور جو بھاگنے کا نام نہیں لے گا۔ اس پر لوگوں نے بہت اشتیاق کا اظہار کیا۔ اور حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اس کام پر بھیج دیا اور اپنا علم انہیں عطا فرمادیا۔

(۹۳) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں بھائی جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہے۔

(۹۴) حبشی بن جنادہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور میری طرف سے علیؓ ذمہ دار ہے۔

(۹۵) عباد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں علی اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا ساتھی ہوں اس چیز کا دعویٰ میرے بعد کذاب

کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی (یعنی نماز فرض ہونے سے پہلے)

(۹۶) عبدالرحمٰن سعدؓ بن ابی وقاص رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ حج کے موقع پر آئے اور حضرت سعدؓ ان کے پاس گئے تو لوگوں نے حضرت علیؓ کا ذکر کیا اور معاویہ نے اُسے بُرا منایا تو حضرت سعد رضؓ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا تم اس شخص کے متعلق یہ کہتے ہو۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جس شخص کا میں دوست ہوں اس کا علیؓ دوست ہے۔ میں نے حضورؐ سے یہ بھی سُنا کہ اے علیؓ مجھ سے تیری نسبت وہی ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، میں نے حضورؐ سے یہ بھی سُنا کہ میں آج ایک ایسے شخص کو علم دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں۔

حضرت زبیر رضؓ کے فضائل

(۹۷) حضرت جابر رضؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے قریظہ کے دن فرمایا۔ ہمارے پاس دشمنوں کی کون خبر لائے گا۔ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا میں۔ حضورؐ نے تین دفعہ یہی جملہ دُہرایا اور حضرت زبیرؓ نے تینوں دفعہ

نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت مولینا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

حائضہ عورت سے کام لینا جائز ہے

(۱۱۸) حائضہ عورت سے اس کا شوہر کام لے سکتا ہے

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ حضور مسجد میں تھے، اور وہیں سے مجھ سے فرمایا عائشہ! مجھے مصلےٰ دے دو، میں نے عرض کی حضور میں تو حیض سے ہوں، حضور نے فرمایا تمہارے ہاتھوں میں تو حیض نہیں ہے۔ یعنی حیض سے ہو تو کیا ہوا۔

حائضہ کے ساتھ سونا، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا جائز ہے

(۱۱۹) حائضہ کا جسم ناپاک نہیں ہوتا حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ ہم حیض سے ہوتیں تو حضور ہماری گود میں سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرمایا کرتے۔

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میں حیض سے ہوتی اور حضور کا سر مبارک اپنے ہاتھوں سے دھویا کرتی۔

(۱۲۰) حائضہ عورت کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے

جناب شریح رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا کہ کیا حائضہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتی ہے؟ حضرت عائشہ رض نے جواب دیا کیوں نہیں۔ حضور مجھے جبکہ میں حیض سے ہوتی تو اپنے پاس بلایا کرتے اور کھانے پر بٹھاتے۔ اور حضور ہڈی دار بوٹی اٹھا کر مجھے دیتے، میں گوشت کھانے کے بعد ہڈی خالی پلیٹ میں رکھ دیتی۔ حضور اس ہڈی کو اٹھا کر اسی جگہ منہ لگا کر چوستے جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا، اس کے علاوہ میں جس گلاس یا پیالے سے پانی پیتی، حضور اسی پیالے سے اور اسی جگہ سے جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا منہ لگا کر پانی پیتے۔

(۱۲۱) حائضہ عورت کے ساتھ سونا جائز ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں حضور کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سوتی۔ اگر میرا خون حضور کے کپڑوں میں لگ جاتا تو حضور اس جگہ کو جہاں خون لگتا، دھوتے اور پھر ان ہی کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے۔

حائضہ عورت سے جماع جائز نہیں

(۱۲۲) "یسئلونک عن المحیض" کی تفسیر حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا رواج تھا کہ جب ان کی کسی عورت کو حیض آتا تو وہ نہ تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے اور نہ ہی ایک گھر میں رہتے، یہ حالت دیکھ کر حضور نے صحابہ رض سے پوچھا کہ مسلمانوں کا طریق عمل کیا ہونا چاہیئے، اس وقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی " یسئلونک عن المحیض " اور آخر میں فرمایا حیض ایک ناپاکی ہے اور اس حالت میں عورت سے جماع جائز نہیں۔ البتہ ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا اور ایک گھر میں رہنا جائز ہے۔

(۱۲۳) حائضہ سے جماع کرنے کا کفارہ۔ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو شخص اپنی حائضہ بیوی سے جماع کرے تو اسے ایک دینار یا نصف دینار بطور کفارہ صدقہ کرنا چاہیئے۔

(۱۲۴) عورت کو احرام کی حالت میں اگر حیض آجائے

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ ہم عورتیں حضور کے ساتھ حج کی نیت سے گھر سے نکلیں۔ جب ہمارا قافلہ مکہ کے قریب ایک مقام "سرف" پر پہنچا تو مجھے حیض آگیا، میں رونے لگی حضور میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا عائشہ کیوں رو رہی ہو؟ کیا حیض آگیا۔ میں نے عرض کیا جی حضور۔ حضور نے فرمایا تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ یہ تو عورت کی فطرت ہے۔ اب جو حاجی کریں وہی تم کرو۔ لیکن طواف نہ کرنا۔

(۱۲۵) نفاس کی حالت میں حج۔ حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ذیقعدہ کی پچیس ۲۵ تاریخ کو حج کے ارادہ سے نکلے۔ جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو حضرت ابوبکر رض کی بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں ایک آدمی بھیجا اور پوچھا کہ حضور میرے متعلق کیا حکم ہے؟ حضور نے فرمایا کہ نہا کر لنگوٹ کس لو، اور پھر لبیک پکارو۔

حیض یا منی والے کپڑوں کو صاف کرنے کا طریقہ

(۱۲۶) حیض کے خون کو دھونے کا طریقہ۔ حضرت ام قیس رض فرماتی ہیں کہ میں نے حضور سے پوچھا کہ اگر حیض کا خون کپڑے پر

لگ جائے تو اُسے کس طرح دھونا چاہیئے. حضور نے فرمایا پہلے خون کو کسی لکڑی سے کھرچ دو. اور پانی میں بیری کے پتے ملا کر کپڑے کو اس سے دھو ڈالو۔

(۱۲۷) منی والے کپڑے کو دھونے کا طریقہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کے کپڑے سے منی کو دھو دیا کرتی اور حضورؐ اسی کپڑے کو پہن کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے. اور کپڑا ابھی خشک بھی نہ ہونے پاتا۔

(۱۲۸) کپڑے سے منی کا کھرچ دینا حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتی اور اُسے دھوتی نہ تھی۔

(۱۲۹) دودھ پیتے بچے کا پیشاب. حضرت امّ قیس رضؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے دودھ پیتے بچے کو ساتھ لئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی. حضورؐ نے بچے کو گود میں اٹھا لیا. اس نے حضورؐ پر پیشاب کر دیا. حضورؐ نے پانی منگوا کر کپڑے پر چھینٹے دیدیئے۔

(۱۳۰) بچی کا پیشاب. حضرت ابو السمح رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا دودھ پیتی بچی اگر کپڑوں پر پیشاب کر دے تو انہیں دھونا چاہیئے۔

(۱۳۱) حلال جانوروں کا گوبر ناپاک نہیں. حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے. سامنے قریش کے کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ آج جو اونٹ ذبح ہوا ہے، اس کی اوجھڑی اگر کوئی شخص (حضورؐ) کی پیٹھ پر رکھ دے تو کیا اچھا ہو۔ یہ کام کون کرے گا؟ یہ سنکر ایک شخص اٹھا اور اوجھڑی اٹھا لایا اور حضورؐ جب سجدہ میں گئے

تو اس نے اوجھڑی حضورؐ کی پشت مبارک پر ڈال دی، حضرت فاطمہؓ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ بھاگی ہوئی آئیں اور حضورؐ کی پشتِ مبارک سے اوجھڑی اٹھا کر باہر پھینک دی. حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے تو تین دفعہ فرمایا! اے اللہ تو قریش سے سمجھ. راوی کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے ان سب لوگوں کو جنگ بدر میں ایک کنوئیں کے اندر گرا پایا۔

تیمم کی ابتدا

(۱۳۲) پانی نہ ملے تو تیمم جائز ہے. حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، جب ہمارا قافلہ "بیدا" (ایک جگہ کا نام ہے) پر پہنچا تو میرا گلوبند ٹوٹ کر گر پڑا. حضورؐ اسے تلاش کرنے کے لئے رُک گئے، اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ہی ٹھیر گئے، نہ تو قافلہ والوں کے پاس پانی تھا اور نہ ہی اس جگہ ہی پانی ملا، لوگ پانی نہ ملنے کی شکایت لے کر حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس آئے اور کہا دیکھا آپ نے آپ کی صاحبزادی نے ہمیں اور حضورؐ کو کس جگہ روک دیا جہاں پانی کا ایک قطرہ میسر نہیں یہ سُنکر حضرت ابوبکر رضؓ میرے پاس تشریف لائے. اس وقت حضورؐ سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ران پر سر رکھے آرام فرما رہے تھے. اور غصے میں مجھے بہت کچھ سخت و سست کہا، اور میری کمر میں ہاتھ کی انگلیاں چبھوئیں مگر میں اس وجہ سے نہ ہلی کہ کہیں حضورؐ جاگ نہ جائیں.

حضورؐ رات بھر سوتے رہے. صبح بیدار ہوئے تو پانی نہ تھا. اس حالت میں اللہ تعالےٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔　　(باقی آئندہ)

مفتاح الفتوح

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب کا اردو ترجمہ جس کی شرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو رسالہ پیشوا کیلئے مخصوص ہے)

(ترجمہ جناب مولانا عبدالفتاح صاحب مفتی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مقالہ (۱۲)

سالکان مالدار کے لئے طریق عمل

جب اللہ تعالےٰ عزوجل تم کو مال عطا فرماتا ہے تو تم اس مال کی محبت میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری سے اور اس کے ادائے حق سے غافل ہوجاتے ہو۔ تب اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس مال کی وجہ سے تم کو اپنی نزدیکی و رحمت سے باز رکھتا اور محجوب کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مال تم سے سلب کرلے اور واپس لے لے اور تمہاری حالت کو بدل دے۔ یعنی فقیر و محتاج کر دے۔ اس قصور میں سزا دے اور عذاب کرے کہ تم نعمت پاکر اس میں مشغول ہوگئے اور نعمت دینے والے کو بھول گئے۔ اور اگر تم باوجود اس مال کے طاعت خدائے عزوجل اور اس کے ادائے حق میں مشغول رہتے تو اللہ تعالےٰ تمہارے حق میں اس مال کو بخشش و موہبت کر دیتا اور ایک ذرہ برابر بھی اس میں کمی نہ کرتا۔ چاہو جتنا صرف کرتے رہو (کار خیر میں) ایسی حالت میں مال تمہارا خادم ہوتا اور تم اللہ تعالےٰ کے خادم ہوتے۔ پس دنیا میں بھی ناز و نعمت سے زندگی بسر کرتے اور آخرت میں بھی بزرگی و خوش حالی کے ساتھ جنت الماویٰ میں جہاں متقی و شہدار کی ارواح رہتی ہیں صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں کے ساتھ رہتے۔

انبیاء کا ذکر اس لئے نہیں ہے کہ وہ تو متبوع کل ہیں اور یہاں تابعین کا بیان کیا گیا ہے۔

مقالہ (۱۳)

تسلیم قضا و قدر

ناز و نعمت کو حاصل کرنے اور محنت و سختی کو دور کرنے کے لئے تم کچھ بھی سعی و تدبیر اختیار نہ کرو، یعنی اپنی تدبیر و اختیار سے نفس کے لئے نفع و ضرر کے متعلق کچھ کوشش نہ کرو کیونکہ نعمت جو تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے وہ تم کو ضرور ہی ملے گی، تم چاہو اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرو یا اس کے [illegible]ے کی سعی کرو۔ اسی طرح بلا و سختی جو تمہارے نصیب کی ہے وہ یقیناً تم پر آئے گی۔ کیونکہ اس کا حکم ہو چکا ہے۔ چاہو تم اس کو برا مانو اور دعا و زاری سے اس کا دفعیہ چاہو یا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے صبر کرو۔ بلکہ تم کو مناسب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم قضا و قدر کے سامنے گردن ڈال دو اور اپنے کو ہر کاموں میں نعمت ہو یا بلا اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دو تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے جو چاہے تمہارے اندر کام جاری کرے پس اگر نعمت ملتی ہو تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرو اور اس کی ثنا و صفت میں مشغول ہو اور اگر بلا نازل ہو تو صبر کرو اور اس صبر کرنے میں اگر نفس مخالفت کرے تو زبردستی تکلف سے صبر کرو۔ اور اگر نفس نے سرکشی کرنا چھوڑ دی ہے اور وہ موافقت کرتا ہے تو بے تکلف صبر کرو۔ یا محبت الٰہی کے غلبہ و ذوق کے باعث تم کو اس بلا و مصیبت میں نعمت کا مزا آتا ہے یا رویت میلی و شہود حاصل ہو جانے سے تم اس بلا و مصیبت میں فانی و جذب ہو جانا چاہو جس مقدار میں جو درجہ و حالت تم کو عطا کی گئی ہے۔ نزدیکی کی منزلوں اور قرب کے مقامات میں تم سیر و سلوک کراتے جاتے ہو اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جاتے ہو، اس پاک پروردگار کی راہ میں کہ جس کی اطاعت و فرماں برداری و دوستی پر ہمیشہ قائم رہنے کے لئے تم کو حکم دیا گیا ہے تاکہ تم انبیاء و رسل و ملاء اعلیٰ کے فرشتوں کی جماعت میں جا ملو۔

حدیث شریف اخترت الرفیق الاعلےٰ میں بعض نے ذات مقدس باری تعالےٰ مراد لی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رفیق کے معنی رحمت و رافت کے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہی پر بولا جاتا ہے۔ یہ تو آخر والی شق یعنی بلا سے متعلق ہے۔ یا دونوں شقوں نعمت و بلا سے متعلق ہے یعنی شکر۔ صبر۔ موافقت۔ رضا و فنا سے قرب مولا کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

پس تم صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں سے جو تم سے پہلے جا چکے ہیں

کے مقام بمقام کئے جاؤ گے۔ میری مراد اس مقام سے ہے جو قرب مولا کا مقام کہا جاتا ہے۔ اور اس سے زیادہ بلند کلسہ و مراتب کوئی مقام نہیں کیونکہ علیت کا سلسلہ وہیں جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے اوپر کوئی علیت ہی نہیں۔ تاکہ تم ان لوگوں کا مقام دیکھ لو جو تم سے پہلے بادشاہ علے الاطلاق جل جلالہٗ کے حضور میں پہنچ چکے ہیں۔ اور اس کی درگاہ عزت سے قریب ہو گئے ہیں اور وہاں پہنچ کر ہر قسم کے تازہ بتازہ نعمتوں نصیب کمال۔ خوشی۔ امن۔ بزرگی اور دوسری نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ نازل شدہ بلا کو آنے دو۔ اس کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ اس کے سامنے دعا کے سے مت رکو تاکہ وہ تمہاری زیارت کرے۔

"اس کلام میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ "بلا" گویا کوئی شخص ہے جو تمہاری زیارت و ملاقات کو آیا ہے یا نازل ہوا ہے۔ بیشک اس کے آنے یا نازل ہونے میں کوئی حکمت یا مصلحت ہوگی۔
اس کے لئے دروازہ بند مت کرو۔ اس کو آنے دو۔
تاکہ ظاہر ہو کہ کس کام کو آئی ہے ... [illegible]

بلا کے آنے اور اس کے نزدیک ہونے سے بے صبر و پریشان نہ ہو اور اس کی آفت سے خوف نہ کھاؤ کہ آخر کار تمہارا نور ایمان اور تمہارا صبر و رضا اس بلا کی آگ کو بجھا کر رہے گا۔ اور ایمان کی قوت اور صبر کے غلبہ کی بدولت تم آفت سے محفوظ رہو گے۔ کیونکہ اس بلا کی آگ دوزخ کی آگ کی سوزش و لپٹ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ اور حدیث میں روایت ہے ان سے جو بہترین خلائق تھے، اور ان سے بہتر زمین کی سطح پر اور آسمان کے سایہ تلے نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ آپ کا نام نامی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جو جمیع مخلوقات میں سے منتخب و مقبول ہیں۔ وہ فرماتے ہیں اِنَّ نَارَ جَهَنَّمَ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَقَدْ اَطْفَاَ نُوْرُكَ لَهَبِيْ دوزخ کی آگ مسلمانوں سے (جبکہ وہ پل صراط سے گذرتے ہیں) کہتی ہے کہ اے مومن تیزی سے گذر جاؤ کیونکہ تمہارے ایمان کا نور میری آگ کے شعلہ کو بجھا دیتا ہے۔ پس امید ہے کہ وہ نور ایمان جو شعلہ آتش دوزخ کو بجھا دیتا ہے وہی نور ہے جو دنیا میں اس کے ساتھ موجود تھا اور جس سے طاعت گذار و گنہگار ایک دوسرے سے پہچانے جاتے تھے۔

مذہبی معلومات

(ماخوذ)

اسلام کا نظریۂ مساوات

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

حریت و مساوات۔ قرآن مجید تعلیم دیتا ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ تمام افراد انسانی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ سب کا نسب ایک ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا	اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار
ربکم الذی خلقکم من	سے جس نے تم کو ایک شخص سے
نفس واحدۃ وخلق منھا	پیدا کیا۔ اور اس شخص سے اس
زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً	کی بیوی کو بھی پیدا کیا اور پھر ان
ونساء (پ ۴ رکوع ۱ آیت اول	دونوں سے ظاہر کیا بہت مردوں
سورۂ نساء)	اور بہت عورتوں کو۔

اس آیت کے مضمون کو اسلام کے مشہور حکیم حضرت سعدی نے اپنی مشہور کتاب گلستاں میں جس کو آج سے کچھ پہلے ہندو مسلمان سب پڑھتے تھے اس طرح نظم کیا ہے۔

بنی آدم اعضائے یکدیگرند ‏ ‏ که در آفرینش ز یک جوہراند

قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ایک انسان کو دوسرے انسان پر بوجہ کسی نسب یا کسی پیشے کے یا کسی اور سبب سے کوئی فضیلت اور بزرگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ فضیلت اور بزرگی کا انحصار ایمان اور تقویٰ پر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم	اے انسانو ہم نے تم سب کو
من ذکر وانثیٰ وجعلنٰکم	ایک مرد و عورت سے پیدا کیا
شعوباً وقبائل لتعارفوا ان	(یعنی تم سب آپس میں بھائی بھائی
اکرمکم عند اللہ اتقٰکم	ہو ایک باپ ماں کی اولاد ہو اور

تم کو خاندانوں اور قبیلوں پر محض شناخت کے لئے تقسیم کیا ورنہ) تم میں زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

ان آیات کے علاوہ احادیث میں بھی یہ مضمون بڑی تفصیل سے آیا ہے۔ انہی آیات و احادیث کے مضمون کو عارف جامی یوں نظم فرماتے ہیں۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ‏ ‏ کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

آیات و احادیث کے بعد عملی نمونے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین اور دوسرے صحابۂ کرام کے ملتے ہیں۔ ان پر نظر ڈالی جائے تو دنیا محو حیرت ہو جائے۔ ان واقعات میں سے صرف دو ایک واقعے یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

سب لوگ جانتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں ایک بزرگ حضرت بلال رضٰ تھے۔ جو غلام تھے۔ اور غلام بھی کیسے حبشی۔ غلاموں کو جس قدر ذلیل سمجھا جاتا ہے ظاہر ہے خصوصاً زمانہ قبل اسلام میں غلاموں کا شمار انسانوں میں ہوتا ہی نہ تھا۔ عرب میں بعض غلام کچھ صنعت و حرفت بھی جانتے تھے۔ کوئی بڑھئی کا کام جانتا تھا، کوئی لوہار کا، کوئی کھانا پکانے میں ہوشیار تھا کوئی حجامت یعنی بالوں کے درست کرنے میں ماہر تھا۔ حضرت بلال رضٰ ان چیزوں سے بھی مبرا تھے۔ پھر صورت شکل کی حالت یہ تھی کہ حبشی تھے۔ اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مگر اسلام نے ان کی یہ قدر افزائی کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشارہ پا کر آپ کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضٰ نے ان کو بڑی گراں قیمت میں خرید کر آزاد کیا اور بالآخرہ ایمان یا نیکی میں یا بالفاظ دیگر علم و عمل میں اس رتبہ پر پہنچے کہ بڑے بڑے شرفاء عرب ان کو اپنی بیٹی دینا اپنے لئے موجب عزت سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کو۔ چنانچہ ان کے بھائی کو یہی کہہ کر قبیلہ بنی بکر نے اپنی بیٹی دی کہ جس کا آپ جیسا بھائی ہو اس کو بیٹی دینے میں ہمیں انکار نہیں ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سابق الحبشہ یعنی سردار حبش کا خطاب دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے جلیل القدر خلیفہ حضرت عمر رضٰ ان کو اپنا سید یعنی سردار فرماتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننہالی رشتہ داروں میں جو عرب کا شریف خاندان تھا ان کا نکاح ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضٰ کو جب حضرت بلال پکارتے تو حضرت صدیق رضٰ ان کو "لبیک" کے ساتھ جواب دیتے تھے جو ایک نہایت احترام کا کلمہ ہے۔ یہ تمام واقعات طبقات ابن سعد مطبوعہ جرمنی جلد سوم صفحہ ۱۶۵ تا صفحہ ۱۷۱ میں مع سند موجود ہیں۔ اس قسم کے واقعات خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین

کے زمانہ میں بکثرت ہوئے۔ از انجملہ ایک واقعہ وہ ہے جس کو قرآن مجید میں ذکر فرمایا یعنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی پھوپی کی بیٹی حضرت زینبؓ کا حضرت زیدؓ کے ساتھ جو حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے نکاح کر دینا۔ اس موقع پر قرآن مجید میں حضرت زیدؓ کا نام مذکور ہے فلما قضی زید منھا وطرا (پ ۲۲ سورۃ احزاب رکوع پنجم آیت سوم)

حضرت زیدؓ کے سوا کسی صحابی کا نام قرآن مجید میں نہیں ہے غالباً اس کی وجہ یہی ہو کہ اسلام کی مساوات و حریت کی اس نادر مثال کو حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں ذکر کر کے قیامت تک کے لئے زندہ رکھنا چاہا اور اس غلام کا نام بھی لے لیا۔ پھر ان ہی زیدؓ کو خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متبنی بنایا۔ اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں فرمایا۔

کیا انصاف کو ہاتھ میں لے کر اسلام کی اس حریت و مساوات کی کوئی مثال کسی دوسری جگہ پیش کی جا سکتی ہے؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ کھانا کھلاؤ اور جیسا لباس خود پہنو ویسا ہی لباس ان کو بھی پہناؤ اور (دیکھو مشکوٰۃ شریف باب النفقات وحق المملوک صفحہ ۲۹۰)

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانکم جعلہم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فلیعنہ علیہ (متفق علیہ)

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا صنع لاحدکم خادمہ طعامہ ثم جاءہ بہ وقد ولی حرہ ودخانہ فلیقعدہ معہ فلیاکل فان کان الطعام مشفوھا قلیلا فلیضع فی یدہ منہ اکلۃ او اکلتین (مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۱)

یہ واقعہ بھی تاریخ عالم سے مٹ نہیں سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے خلیفہ جبکہ وہ عرب و عجم کے بادشاہ تھے، بیت المقدس تشریف لے گئے۔ اور ان کے ساتھ ان کا غلام تھا اور سواری ایک ہی تھی جس پر باری باری آپ سوار ہوتے تھے (اور باقی کا غلام (دیکھو ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ بحوالہ تاریخ یافعی)

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پیشہ وروں کے یہاں جن کو آج کل "نیچ" قوم کہتے ہیں کھانے کی دعوت بھی قبول فرمائی۔

عن انس ان خیاطا دعا النبی صلے اللہ علیہ وسلم لطعام صنعہ قال انس فذھبت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرب خبز شعیر ومرقا فیہ دباء وقدید فرأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یتتبع الدباء من حوالی القصعۃ فلم ازل احب الدباء بعد یومئذ (متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۴)

یہودیوں اور بت پرست اقوام کی دعوت بھی قبول فرمائی اور ان کے ہاتھ کا تیار کیا ہوا کھانا تناول فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک یہودی عورت نے کھانے میں زہر بھی دیا جس کی مضرت سے خدا نے بچا لیا (دیکھو مشکوٰۃ باب المعجزات صفحہ ۵۴۰)

شریعت اسلامیہ میں ہر انسان کا جھوٹا پاک قرار دیا گیا ہے خواہ مومن ہو خواہ کافر حتی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود استعمال کیا اور صحابہ کرام کو استعمال کرایا۔ (دیکھو ہدایہ اولین صفحہ ۱۴ حاشیہ ۱۲)

کیا اس حریت و مساوات کی کوئی مثال کہیں اور مل سکتی ہے؟

آج کل ہندوستان میں بعض مسلمانوں کو جو دیکھا جاتا ہے کہ بعض پیشوں کو یا بعض نسب کو ذلیل سمجھتے ہیں، اور اس وجہ سے بعض لوگوں کو نیچ اقوام قرار دیتے ہیں۔ یہ صرف یہاں کے ماحول کا اور ہمسایہ اقوام کا اثر ہے۔ اسلام کی تعلیم سے اس کو دور کا بھی تعلق نہیں لیکن اس اجنبی اثر کو مسلمانوں سے دور کر دینا مشکل نہیں۔ اس گئے گذرے وقت میں بھی کسی مسلمان کو آیت قرآنی یا حدیث نبوی سنائی جاتی ہے تو اس سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ چند روز سے علماء اسلام کو اس کا احساس ہوا ہے۔ گو ابھی کوئی خاص کوشش نہیں ہوئی لیکن اس احساس ہی کا نتیجہ ہے کہ متعدد مثالیں اس کی موجود ہو گئیں کہ شرفاء نے نیچ قوموں کو لڑکی دی اور لڑکی لی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس مذہبی حکومت یا خدائی بادشاہت کی بنیاد ڈالی تھی اس کے اصول و قواعد بھی تمام تر حریت و مساوات پر مبنی تھے گویا تعالیٰ نے ایک باغ ایسا لگایا تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

جس میں بڑائی اور سرداری کا معیار کسی قومیت اور خاندان کو نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ اس بادشاہت کا سب سے زیادہ مستحق اس کو مانا گیا۔ جو نیکی اور پرہیزگاری میں فوقیت رکھتا ہو۔ چنانچہ اسی اصول کی بنا پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کے لئے باوجودیکہ آپ کے چچا اور کئی چچازاد بھائی اور داماد موجود تھے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ منتخب ہوئے اور یہ انتخاب خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایماء سے ہوا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے اپنی جانشینی کے لئے حضرت عمرؓ کو اور حضرت عمرؓ نے اپنی جانشینی کے لئے چھ اشخاص میں سے کسی ایک کو منتخب کیا، جن میں کوئی ان کا قریبی رشتہ دار نہ تھا۔ حالانکہ یہ دونوں خلیفہ صاحب اولاد تھے اور ان کی اولاد میں خلافت کی قابلیت بھی موجود تھی۔ اسلام کی اسی حریت و مساوات کی بنیاد پر ایک زمانہ میں غلاموں کی سلطنت و بادشاہت بھی قائم

ہو چکی ہے۔ مصر وغیرہ دور دراز مقامات کو چھوڑ یئے خود ہندوستان میں غلاموں کی بادشاہت پر شہادت موجود ہے۔

اسلام کی بے نظیر حریت و مساوات کا ایک عجیب کرشمہ یہ ہے کہ خلیفۂ اسلام کا وظیفہ معمولی رعیت کے وظیفے سے زائد نہ ہوتا تھا اور رعیت کے معمولی سے معمولی شخص کو خلیفہ پر نکتہ چینی کرنے کا یا اس بات کا شبہ ہوا کہ خلیفہ نے اپنے آپ کو کچھ فوقیت دی ہے تو سر دربار ٹوک دینے کا حق تھا۔ چنانچہ یہ واقعہ سنہرے حرفوں سے تاریخ عالم میں منقش رہے گا کہ خلیفۂ دوم حضرت عمر رضؓ کے پاس کچھ چادریں آئیں۔ ایک ایک آپ نے تمام صحابہ رضؓ کو تقسیم کی اور خود بھی ایک ہی لی۔ اس کے بعد جمعہ کے دن خطبہ پڑھنے کھڑے ہوتے تو سلمان فارسی رضؓ اٹھے اور کہنے لگے ہم آپ کی بات نہ سنیں گے حضرت عمر رضؓ نے پوچھا کیوں؟ تو حضرت سلمان رضؓ نے جواب دیا کہ تم نے سب کو ایک ایک چادر دی اور خود دو چادریں لیں۔ ایک آپ نے اوڑھی اور ایک کا تہبند باندھا ہے۔ یہ سنکر حضرت عمر رضؓ مسکرائے اور فرمایا اللہ تم پر رحم کرے۔ میں نے اپنے پرانے کپڑے دھو کر خشک ہونے کے لئے پھیلائے ہیں۔ اتنی دیر کے لئے عبد اللہ ابن عمر رضؓ کی چادر میں نے عاریتاً مانگی اور ایک چادر میری تھی۔ اس طور پر دو چادریں میرے پاس تم کو نظر آ رہی ہیں۔ یہ سنکر حضرت سلمان رضؓ کہنے لگے ہم اب آپ کی بات سنیں گے (دیکھو ازالۃ الخفا حصہ دوم صفحہ ۳۰۷ بحوالہ قوت القلوب تصنیف ابی طالب)

اسلام کی اس حریت و مساوات کا یہ اثر آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے کہ مساجد میں کسی شخص کے لئے خواہ وہ دینی بزرگی رکھتا ہو یا دنیوی کسی قسم کی امتیازی شان نہیں ہوتی، ایک ہی مسجد میں ایک ہی صف میں سب لوگ مل کر نماز پڑھتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو پہلے پہنچ جائے، وہ پہلی صف میں جگہ پائے۔

اسی حریت و مساوات کا ایک نمونہ یہ ہے کہ بادشاہان اسلام کو یہ نصیحت کی تھی اور بادشاہوں نے اس نصیحت کو سنا اور عمل کیا۔

چو طاعت کنی لبس شاہی بپوش ۔۔۔ چو درویش مخلص برآور خروش
کہ پروردگارا توانگر توئی ۔۔۔ توانا و درویش پرور توئی
نہ کشور کشایم نہ فرماندہم ۔۔۔ یکے از گدایان این درگہم

اسلامی حریت و مساوات کا عدیم المثال ہونا ایک ایسا واقعہ ہے کہ غیر مسلمین کو بھی اس کا اعتراف ہے چنانچہ آنریبل سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب "لائف آف محمد" (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) میں لکھتے ہیں کہ

"بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ غلاموں کے ساتھ انتہائی شفقت برتنی چاہیئے" (مندرجہ رسالہ معجزہ قرآن مجید مطبوعہ نظامی پریس بدایوں صفحہ ۱۵۴)

ریورینڈ کینن آئزک ٹیلر صاحب اپنے ایک مضمون "افریقہ میں اسلام کی ترقی" جو اخبار لنڈن ٹائمز اور سینٹ جیمس گزٹ لنڈن مورخہ ۸۔ اکتوبر ۱۸۸۷ء میں شائع ہوا تھا تحریر فرماتے ہیں۔

"اسلام حقیقی اخوت اور مساوات سکھاتا ہے۔ یہ سب سے بڑی رشوت ہے جو اسلام غیر مسلموں کے سامنے پیش کرتا ہے نو مسلم فوراً پسندیدہ کردہ افراد کی برادری کا حقیقی رکن بن جاتا ہے"

([illegible])

تاریخ ہند

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کا نظام عدل

(از جناب مولانا عطاء اللہ صاحب سجاد بی۔اے)

ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا زمانہ ایک بھولا بسرا خواب بن کر رہ گیا ہے۔ ان کی با عظمت روایات اور شان دار تمدن سالوں اور قرنوں کے دھندلکے میں گم ہوگئے ہیں اور ہم میں سے اکثر لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کا عظمت وجلال صحیفۂ ماضی کے کتنے ہی ابواب کا طرز عنوان ہے۔

دراصل دنیا تباہ ہوئی قوموں سے انصاف کرنا نہیں جانتی کیونکہ اس کے قانون کے مطابق کسی قوم کا اقتدار کی موت، بجائے خود اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے ارتکاب کے بعد زندگی پر اس کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔ اس کی سزا یہی ہے کہ اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی داستانیں لوگوں کے کانوں تک پہنچائی جائیں۔ اس لئے اگر مغربی مصنفوں اور ان ہندوستانیوں نے جو مغربی انداز تحریر سے متاثر ہوئے ہندوستان کے مسلمان فرمانرواؤں سے انصاف نہیں کیا تو اس کے خلاف شکایت تو ہوسکتی ہے۔ لیکن اظہار تعجب کوئی معنی نہیں رکھتا۔

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کے خلاف جو غلط بیانیاں ہوئیں۔ ان کی سیاسی وجوہ کے علاوہ ایک وجہ سلطنت مغلیہ کا آخری دور تھا۔ یہ وہی دور تھا۔ جب مرکزی حکومت کمزور ہوچکی تھی طوائف الملوکی نے ملک کو مختلف جماعتوں اور علاقوں میں منقسم کر رکھا تھا۔ تخت طاؤس دہلی سے ایران منتقل ہوچکا تھا۔ لال قلعہ پر مرہٹوں کے اقتدار کا سایہ چھا رہا تھا اور عدل وانصاف اور انتظام وانصرام کے تمام شعبے قریباً معطل ہوچکے تھے۔ اس دور میں مغربیوں نے اہل ہند پر اپنا سیاسی تفوق قائم کرنے کی کوشش کی، اور انہیں کوششوں کے دوران میں انہیں ہندوستان کے نظام سلطنت کو مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے طوائف الملوکی کے اس دور کو سامنے رکھ کر مغلوں کے انتظام اور تدبر کے متعلق اندازے لگانے شروع کئے۔ اور انہیں اندازوں سے اکثر ہندوستانی مصنفین بھی متاثر ہوئے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج سکولوں میں تاریخ کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان سے یہ پتہ تو ضرور چلتا ہے کہ جہانگیر شاہزادگی کے زمانے میں بے حد ظالم تھا۔ اور شہنشاہ ہونے کے بعد صرف ایک مے خوار رہ گیا تھا۔ شاہجہان ایک متعصب مسلمان تھا، اور اپنی ملکہ کی وفات کے بعد لہو ولعب میں ڈوب گیا تھا۔ عالمگیر ہندوکش اور ستمگر تھا۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے عہد میں رعایا کی حالت کیا تھی۔ ان کے شعبۂ انتظام کے تجزیے کیا تھے۔ اور لوگوں کی دادرسی کے لئے عدالتوں کی تشکیل کس صورت میں کی جاتی تھی۔ اور مغلوں کے خلاف صرف پیشہ ور درسی مصنفوں کا قلم ہی زہر نہیں ٹپکاتا۔ بلکہ ہمارے ملک کا مشہور محقق اور مورخ پروفیسر سرکار بھی اپنی تصنیف "مغلوں کا نظام حکومت" میں مغل بادشاہوں کی روحوں کو طنز وہجو کے تیروں کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتا ہے کہ "مغلوں نے ہندوستان کے سروں پر ایسا قانون مسلط کردیا جو تراشا ترشایا غیر ممالک سے آیا تھا" اور پھر ارشاد ہوتا ہے "بادشاہ تک بہت کم فریادیوں کی رسائی ہوسکتی تھی۔ اور وہ بہت کم مرافعوں کا فیصلہ کرنے کے لئے وقت نکال سکتا تھا۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ متعدد مغل بادشاہوں اور خصوصاً جہانگیر نے اپنے احساس فرض کی نمائش کے لئے اپنے محل میں فریادیوں کے کھینچنے کے لئے زنجیریں لگادی تھیں۔

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

سب سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کردینا چاہتا ہوں کہ پروفیسر سرکار کے اس قول کی صداقت مشتبہ ہے کہ "مسلمانوں نے ایک ترشا ترشایا غیر ملکی قانون ہندوستانیوں پر مسلط کردیا"۔

ہندوستان میں ہندوؤں اور غیر مذاہب کے قانون کا پورا پورا احترام کیا گیا۔ وراثت، ازدواج، وصیت، وقف، وغیرہ کے معاملے میں غیر مذاہب کے لوگ اپنے قانون پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ ملک کی کوئی عدالت اس بات کی مجاز نہیں تھی کہ ازدواج وراثت وغیرہ کے معاملہ میں کسی غیر مسلم کے مذہبی قانون کو نظر انداز کردے۔ بلکہ قاضی اور بادشاہ کے مشورے کے لئے پنڈت اور برہمن مقرر ہوتے تھے ۔ اور انہیں کے مشوروں سے اس قسم کے

مقدمات کا فیصلہ ہوتا تھا۔

تعزیری قانون کے اطلاق میں بھی ہندو اور مسلمان کا فرق ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ مثلاً شراب نوشی کے لئے صرف مسلمانوں کو ہی شرعی سزا دی جاتی تھی۔ البتہ زنا، چوری، ڈاکہ وغیرہ کے جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان، یکساں طور پر سزا دی جاتی تھی۔ قانون اراضی اور قانون محاصل کی ترتیب زیادہ تر ہندوستانی رسم و رواج کے مطابق ہوتی تھی۔ قانون میں مناسب تغیر و تبدل کے لئے شاہی اعلانات جاری ہوتے تھے اور ان کا اطلاق سب رعایا پر یکساں ہوتا تھا۔ کیا ان تمام باتوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کی معاشری آزادی اور ان کے مذہبی قانون میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی؟

اب ذرا پروفیسر سرکار کی زبان ہی سے ان کے دعویٰ کی تکذیب سن لیجئے۔ آپ "مغلوں کا نظام" کے صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں۔ سنسکرت کے کچھ فیصلے ابھی تک باقی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اکبر کے عہد میں برہمنوں کی عدالتیں قائم تھیں۔ جن میں مقدمات کے فیصلے منو کے قانون کے مطابق کئے جاتے تھے۔

نمائش یا خلوص

اس کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا مسلمان بادشاہ صاحب غرض کی نمائش کے لئے محلوں میں زنجیریں لگوانا ہی جانتے تھے۔ یا انہوں نے عدل و انصاف کے مقاصد کو مقدس سمجھ رکھا تھا دائرہ مضمون کی تنگی مجھے اجازت نہیں دیتی کہ میں فرداً فرداً ان تمام اصلاحات کا ذکر کروں جو ہر مسلمان بادشاہ کے عہد میں محکمہ قضاۃ میں رونما ہوئیں۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ اس مضمون کو پڑھ کر اسلامی بادشاہوں کے محکمہ عدل و انصاف کی تشکیل اور ترتیب کے متعلق ایک بے لاگ رائے قائم کر سکیں۔ اس لئے اگر میں قطب الدین ایبک۔ سلطانہ رضیہ۔ بلبن۔ محمد تغلق اور سکندر کے ذکر سے صرف نظر کرتے ہوئے سب سے پہلے شیر شاہ سوری کے محکمہ قضاۃ کا ایک خاکہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں تو امید ہے کہ آپ مجھے معاف کریں گے۔ شیر شاہ اس لئے بھی ہماری توجہ کا مستحق ہے کہ اس نے دیوانی اور فوجداری مقدمات میں تمیز کر کے ان کی سماعت کے لئے علیحدہ علیحدہ عدالتیں مقرر کیں۔ اس نے ملک کو مختلف اضلاع (سرکار) اور پرگنوں میں تقسیم کیا۔ فوجداری مقدمات کے لئے شقدار اور دیوانی مقدمات کے لئے منصف مقرر کئے۔ قاضیوں کے فرائض صرف شرعی مقدمات تک محدود رہ گئے۔ ہر ضلع یا سرکار میں ایک شقدار، شقداران اور ایک منصف منصفان مقرر تھا۔ ان کی عدالتوں میں پرگنہ کے شقداروں اور منصفوں کے فیصلہ کے خلاف اپیل ہو سکتی تھی۔ اگر سائل ان عدالتوں کے فیصلوں سے بھی مطمئن نہ ہوتا، تو بادشاہ کی عدالت کا دروازہ اس کے لئے کھلا تھا۔

اکبر کا عہد حکومت

اکبر نے تخت نشین ہونے کے بعد ملک کو چھبیس صوبوں میں تقسیم کیا۔ اور ہر صوبہ میں صوبیدار اور فوجدار کو فوجداری مقدمات کی سماعت کے لئے متعین کیا۔ شیر شاہ نے دیوانی مقدمات کیلئے منصف اور منصف منصفان مقرر کئے تھے۔ اکبر نے ان ناموں کو بدل کر دیوانی مقدمات سننے والوں کو عادل اور میر عدل کا خطاب دیا۔ قاضی، مفتی اور محتسب بدستور قائم رہے۔ دارالخلافہ میں شاہی عدالت اور شاہی دیوان کی عدالت کے علاوہ عادل، میر عدل، قاضی، اور قاضی القضاۃ کی عدالتیں بھی تھیں۔ بادشاہ اور دیوان فوجداری اور دیوانی مقدمات کی سماعت بھی کیا کرتے اور مرافعوں کا فیصلہ بھی کیا کرتے تھے۔ عادل اور میر عدل کو دیوانی مقدمات اور قاضی اور قاضی القضاۃ کو شرعی مقدمات کی سماعت کے فرائض تفویض کئے گئے تھے۔ صوبوں میں صوبیدار اور فوجدار فوجداری مقدمات کے فیصلے کرتے۔ اور اپیلیں سنتے۔ عادل اور میر عدل دیوانی مقدمات سنتے تھے۔ قاضی شرعی مقدمات کا فیصلہ کرتا۔ اور بعض صوبوں میں قاضی القضاۃ بھی مقرر کئے جاتے تھے۔

آئین اکبری کا مصنف ہمیں بتاتا ہے کہ اکبر کے عہد میں مقدمات کی سماعت کا کیا انداز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ قاضی۔ عادل یا فوجدار کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام واقعات کے متعلق استفسار کرے۔ تمام گواہوں کے بیانات علیحدہ علیحدہ قلم بند کرے اور ایک ہی مسئلہ پر جرح کر کے صداقت معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کسی گواہ کے بیان کی وجہ سے فیصلہ میں غلطی ہو گئی ہو تو افسر مجاز اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر سکتا ہے۔ بادشاہ معین ایام میں دن کو نو بجے دولت خانہ میں آ کر مقدمات اور اپیلوں کی سماعت کرتا۔ لیکن کبھی کبھی یہ مجلس شام کو بھی منعقد ہوتی۔ پروفیسر سرکار اپنی کتاب "مغلوں کا نظام حکومت" کے بارھویں باب میں لکھتے ہیں کہ "جب بادشاہ دولت خانہ میں مقدمات کی سماعت کے لئے آتا۔ تو ارکان دولت، ماہرین قانون، داروغہ عدالت اور کاتب وغیرہ پہلے سے موجود ہوتے۔ ہر مقدمہ کا فیصلہ ماہرین قانون کے مشورہ کے بعد کیا جاتا۔ منشی شہادتیں قلمبند کرتا اور میر منشی

[illegible] کی مشاورت میں فیصلہ کرتا. جب [illegible] یا جاتا [illegible] متعلق بیرونی صوبوں سے ہوتا تو فیصلہ نقل کرتے اس پیشانی پر مہر ثبت کی جاتی۔

ان تمام شہادتوں کے باوجود مسٹر ونسنٹ سمتھ کی جہالت اور ہٹ دھرمی دیکھئے کہ وہ اکبر کے عہد کا ذکر کرتے ہوئے کسی دلیل اور حوالہ کے بغیر ارشاد فرماتے ہیں: "شہنشاہ کبھی کبھی اہم دیوانی مقدمات کی سماعت کرتا تھا۔ عام مقدمات میں خواہ وہ فوجداری ہوں یا دیوانی کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔ اور ہر چیز زبانی طے ہوتی، قانون کی کوئی خاص کتاب مقرر نہ تھی اور ہر عدالت جس طرح چاہتا واقعات پر آیات قرآنی کا اطلاق کر دیتا تھا۔

جہانگیر۔ شاہ جہاں اور اورنگ زیب

جہانگیر۔ شاہ جہاں اور خصوصاً اورنگ زیب کے عہد میں شعبۂ عدلیہ کے نظام میں کافی خوش گوار تبدیلیاں ہوئیں۔ اور اورنگ زیب نے تو ایک اعلان کے ذریعہ عوام کو حکومت کے خلاف دعویٰ کرنے کی اجازت بھی دیدی۔ اور اس مقصد کے لئے سرکاری وکیل مقرر کئے، جہانگیر نے ناک اور کان کاٹنے اور زندہ آدمی کی کھال اتارنے کی سزاؤں کو ممنوع قرار دیا۔ اور یہی نہیں بلکہ ایک فرانسیسی سیاح موسیو تھیوڈی نوٹ کے روز نامچہ سے پتہ چلتا ہے کہ قتل کی کوئی سزا بادشاہ کی تصدیق کے بغیر روبۂ کار نہیں آسکتی تھی۔ شاہ جہاں ہر چہارشنبہ کو عدالت کیا کرتا تھا۔ چونکہ ہر ضلع اور اہم قصبہ میں عدالتیں قائم تھیں۔ جن کو اپنے معاملات سلجھانے کی پوری آزادی تھی۔ اور ملک میں امن و امان کا دور دورہ تھا۔ اس لئے بادشاہ کے سامنے بہت کم مقدمات آتے تھے۔ چنانچہ لعبت تواریخ ہند کا مصنف رائے بہارا مل لکھتا ہے کہ ایک دفعہ جب وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو بادشاہ داروغۂ عدالت سے استفسار کر رہے تھے کہ فریادیوں کی اتنی قلیل تعداد کیوں آتی ہے۔ داروغہ نے عرض کیا کہ اگر میں ایک فریادی کو پیش کرنے سے قاصر رہوں تو حضور کا معتوب ٹھہروں لیکن پروفیسر سرکار مقدمات کی اس قلت سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بادشاہ عدل وانصاف کے فرض سے پہلو تہی کرتا تھا۔ حالانکہ اس سے دوسرا نتیجہ بھی نکالا جاسکتا تھا۔

اورنگ زیب نے ہر روز عدالت قائم کرنے کا دستور رائج کیا۔ جھوٹے مقدمے دائر کرنے والوں کے لئے جرمانہ کی سزا مقرر کی۔ اور قاضیوں اور عادلوں پر جاسوس مقرر کئے۔ تاکہ عدل وانصاف خود غرضی کی قربان گاہ کی بھینٹ نہ ہو جائیں۔ علاوہ ازیں اس نے دیوان اعظم کے نام سے ایک اعلیٰ فوجداری عدالت قائم کی۔

عدالت کی تشکیل

اسلامی عدالت کو جو چیز ہندوستان کی برطانوی عدالتوں سے ممیز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی عدالت کم از کم دو ججوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ قاضی، عادل یا صوبیدار کے ساتھ ایک مفتی یا پنڈت کا ہونا لازمی تھا۔ برطانوی عدالت میں صرف ایک ہی جج مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے۔ البتہ ہائی کورٹ میں اپیلوں کی سماعت کے لئے دو ججوں کا ایک ڈویژن بنچ مقرر کیا جاتا ہے۔

سماعت کا طریق

سماعت کا طریق یہ تھا کہ مدعی کاتب کے پاس اپنا دعویٰ زبانی یا تحریری پیش کرتا۔ کاتب مدعی کا دعویٰ، قاضی کا نام، فریقین کے نام، ان کی ولدیت اور سکونت اپنی کتاب میں لکھتا۔ اس کے بعد فریقین سے گواہ طلب کئے جاتے۔ اگر اس وقت گواہوں کے پیش کرنے میں کوئی دقت ہوتی تو مقدمہ ملتوی ہو جاتا۔ قاضی اپنے ہاتھ سے شہادتیں قلم بند کرتا۔ اگر کسی وجہ سے وہ خود نہ لکھ سکتا تو اپنے الفاظ میں منشی کو گواہوں کے بیانات لکھوا دیتا۔ قاضی مفتی یا پنڈت کے مشورہ سے فیصلہ کرتا۔ لیکن اگر ان کے نظریوں میں تصادم ہو جاتا تو مقدمہ اعلیٰ عدالت کے سامنے پیش کیا جاتا اس کی سماعت ایک مجلس قضاۃ کے سامنے ہوتی۔

مرافعہ اور نظر ثانی

فریادیوں کے لئے مرافعہ کی تین عدالتیں کھلی تھیں۔ ابتدائی عدالت کے فیصلہ کے خلاف صوبائی عدالت میں اپیل ہو سکتی تھی اور اگر یہ فیصلہ بھی قابل قبول نہ ہوتا تو قاضی القضاۃ اور شاہی دیوان کی عدالت میں مرافعہ دائر ہو سکتا تھا۔ اور ان عدالتوں کا فیصلہ بھی فریادی کو مطمئن نہ کر سکے تو وہ بادشاہ کی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا تھا۔ اگر کسی قانونی سقم کی وجہ سے مقدمہ غلط ہو گیا ہو تو عدالت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر سکتی تھی۔ علاوہ ازیں سہو لکھا اور الفاظ کی غلطیاں بھی درست ہو سکتی تھیں۔ مقدمہ دائر کرنے کے لئے عدالت مجاز کا انتخاب لازم تھا۔ عدالتوں کے اختیارات ان کے تقرر ناموں میں درج ہوتے تھے۔ اور ان میں صرف وہی مقدمات پیش ہو سکتے تھے جن کی سماعت کا انہیں اختیار ہو۔ عدالت کا اجلاس ہر ایک کے لئے کھلا تھا۔ اور اسلامی قانون کے مطابق دو گواہوں کا پیش ہونا ضروری تھا۔ ازدواج حمل اور دیگر معاملات میں ماہر عورتوں کی شہادت لی جاتی تھی۔ مدعا علیہ کو جرح کرنے

کا حق تھا اور اگر وہ خود جرح کے قابل نہ ہوتا تو اپنی طرف سے کوئی وکیل مقرر کرسکتا تھا۔

یک طرفہ ڈگری۔ ثالثی اور کورٹ فیس

یک طرفہ ڈگری صرف اسی صورت میں ہوسکتی تھی۔ جب ایک فریق عدالت کے تین دفعہ بلانے کے باوجود حاضر نہ ہو سکتے اس صورت میں عدالت اپنی طرف سے غیر حاضر فریق کا کوئی نمائندہ مقرر کر دیتی جو اس کے حقوق کے تحفظ کا خیال رکھتا۔ ثالثی اور تحکیم کا رواج بھی عام تھا۔ فریقین کسی معتبر اور عالم کو حکم مان کر اپنا مقدمہ اس کے سامنے پیش کرنے کے لیے آزاد تھے۔ اگر فریقین غیر مسلم ہوں تو وہ اپنے مذہب کے آدمی کو حکم مقرر کرسکتے تھے۔ اسلامی قانون کے مطابق عرضی دعویٰ پر کورٹ فیس لگانے کی اجازت نہیں کیونکہ انصاف کی کوئی ایسی جنس نہیں جسے بازار و دکان کی رونق بنایا جائے۔ چونکہ ہندوستان میں اسلامی قانون کو مقامی اثرات بھی قبول کرنے پڑتے تھے۔ اس لیے قدیم زمانہ کی طرح مسلم بادشاہوں کے عہد میں بھی کامیاب فریق سے اس جائداد یا روپیہ کا ایک قلیل حصہ وصول کیا جاتا جو اسے عدالت کی وساطت یا اس کی ڈگری کی بنا پر حاصل ہوتی۔ مقدمہ کے آخر میں فیس وصول کرنے کا یہ رواج موجودہ قانون سے اس طرح بہتر تھا کہ آج کل دونوں فریق پہلے خرچ کرکے تباہ ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد اگر قصوروار فریق کی کوئی جائداد نہ ہو تو بیچارے بے قصور آدمی کے نقصان کی کوئی تلافی نہیں ہوتی۔

ایک شاندار نظام عدل

اسلامی بادشاہوں کے شعبہ عدلیہ کے اس مختصر سے خاکہ کو دیکھ کر آپ کو یقیناً معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں نے ایک شاندار نظام عدل بخشا۔ اور یہی نہیں بلکہ انگریزی عدالتوں کی ترتیب و تشکیل میں بھی اس کے اثرات موجود ہیں۔ میر عدل۔ شاہی دیوان اور صوبائی دیوان کی عدالتیں موجودہ ہائی کورٹ اور ڈسٹرکٹ کورٹ سے ملتی ہیں۔ ان میں مقدمے اور اپیلیں پیش ہوسکتی تھیں اور ان کے فرائض میں ماتحت عدالتوں کی نگرانی بھی شامل تھی قاضی القضاۃ کی حیثیت ڈسٹرکٹ اینڈ سشن جج سے ملتی جلتی تھی۔ وہ اسی طرح اسیسر منتخب کرتا۔ اور فوجداری اور دیوانی مقدمات کی سماعت کرنے کے علاوہ ماتحت عدالتوں کی اپیلیں بھی سنتا۔ فوجدار کی حیثیت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا سب ڈویژنل آفیسر کی سی تھی۔ صدر۔ دیوان اور عادل کی عدالتیں محکمۂ مال کی عدالتیں بھی تھیں اور آج کل کے مال افسروں اور ڈپٹی کلکٹروں سے ان کی حیثیت کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی۔ آخر میں شاہی عدالت کا ذکر آتا ہے۔ جس کا نظام پریوی کونسل سے۔ اس صورت میں بہتر تھا کہ آج کل کی پریوی کونسل میں فیصلے تو بادشاہ کے نام سے سنائے جاتے ہیں حالانکہ بادشاہ خود مقدموں کی سماعت نہیں کرتا۔ مسلمان بادشاہ اپنے اجلاس کی صدارت خود کیا کرتے اور خود ہی فیصلے سنایا کرتے تھے۔ پریوی کونسل میں صرف اپیلوں کی سماعت ہوسکتی ہے لیکن ہندوستان کے سلاطین اپیلوں کے علاوہ ابتدائی مقدمات بھی سنا کرتے تھے۔

یہ سب کچھ جاننے کے بعد اب ہم بڑی آسانی سے ان لوگوں پر ہنس سکتے ہیں جو ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے شاندار تمدن اور باعظمت پس منظر کو دانستہ نظر انداز کر دینے کے عادی ہیں۔

افسانے

شیطان

(از جناب محمد امین صاحب شرقپوری)

حضرت لال شاہ کو کون نہیں جانتا۔ آستانۂ مبارک پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ آپ کی کرامات کا شہرہ دُور دُور تک پھیلا ہوا ہے۔ کیوں نہ ہو بے اولادوں کو اولاد اور حاجت مندوں کی حاجت روائی آپ کے ادنیٰ کرشمے تھے۔ اس کے علاوہ پیری مریدی کا کاروبار خوب چلتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ایک ہفتہ غائب رہے ان کے یکایک غائب ہونے سے غرض مندوں میں کھلبلی مچی ہوئی تھی گیتی کے وہ لوگ جو آپ کی کرامات سے آگاہ تھے جانتے تھے کہ جناب کی روپوشی خالی از مصلحت نہیں ضرور کوئی راز کی بات ہے معتقدین کا خیال تھا کہ یہ بھی آپ کا معجزہ تھا کیونکہ انسان جب عشق حقیقی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس پر آسمانوں کی کھڑکیاں کھل جاتی ہیں اور وہ رموز و نکات سے واقف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت پیر لال شاہ صاحب آج کل حسن کی کھڑکی کھول کر باغ حسن کی سیر کر رہے تھے۔ ایک دن حضرت مریدوں کے حلقہ میں سرگشت کر رہے تھے کہ اچانک نگاہ ایک مریدنی پر پڑی۔ شومئ قسمت سے مریدنی جوان تھی، حضرت وہیں دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ دل میں ٹھان لی کہ جب تک یہ قتالہ ہاتھ نہیں آئے گی، ایک قدم آگے نہیں بڑھوں گا۔ حسینہ کا باپ حضرت صاحب کے غیر معمولی التفات سے بہت خوش ہو رہا تھا، آپ کا ورود مسعود سادہ لوح دیہاتی کے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھا، غریب خانے پر حضرت بن بلائے ہی چلے آئے۔ بیچارے کو کیا معلوم کہ حضرت کی اس نظرِ عنایت کے سلسلہ میں کتنی بڑی قربانی دینی پڑے گی۔ شاہ صاحب کے لئے مکان کا ایک حصہ مخصوص کر دیا گیا۔ لوگ دستِ مبارک پر بیعت ہونے کے لئے جوق در جوق آ رہے تھے۔ آپ کے تعویذ گنڈے کبھی خالی نہیں جاتے تھے۔ عورتوں کے مخصوص امراض کے آپ بہت بڑے ماہر تسلیم کئے جاتے تھے درد جسم کے خواہ کسی حصہ میں کیوں نہ ہو، ایک ہی پھونک سے ہوا ہو جاتا، بانجھ پن کا نسخہ کبھی خطا نہیں ہوتا تھا۔ کئی اندھیرے گھروں میں آپ کے دم سے اجالا ہو گیا، ہزاروں کی گود آپ کی دعا سے بھر گئی۔ اتفاق کی بات صاحبِ خانہ کی لڑکی جس کی نگاہ کے تیروں سے آپ گھائل ہوئے تھے، سکتہ کے عارضہ میں مبتلا تھی، غریب بہت پریشان تھا، دوپہر کو موقع پا کر وہ آپ کو خوش دیکھ کر بولا "حضور آپ کی بیٹی کا مزاج بہت چڑچڑا ہو گیا ہے، رات کو نیند کی حالت میں ڈرا کرتی ہے، چہرہ اترا اترا رہتا ہے۔ متلی اور اُبکائیاں آتی ہیں، جب غشی کا دورہ پڑتا ہے تو ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے ہیں، بالکل بے ہوش ہو جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مردہ پڑی ہے۔ کچھ دوائی دیجئے حضور کے ہاتھ میں شفا ہے بزرگ ہیں، بزرگ کے قابو میں دنیا کی تمام طاقتیں ہوتی ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی، توجہ فرمایئے، ایک ہی بیٹی ہے، تندرست ہو جائے تو کہیں بیاہ دوں، اٹھارہ برس کی عمر ہے، جوان بیٹی گھر میں کب تک بٹھائے رکھوں گا۔ حضور کا انتظار کر رہا تھا۔ امید ہے کہ آپ میرے حال پر رحم فرمائیں گے،" امام دین کی آواز بھرا گئی، آنسو امنڈ آئے، شاہ صاحب تڑپ کر بولے "کچھ فکر کی بات نہیں۔ یہ بیماری ایک چٹکی میں دور ہو جائے گی۔ جوان کنواری لڑکیوں کو عموماً اس مرض کی شکایت ہو جاتی ہے۔ گھبراؤ نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا" غریب کو کسی قدر تسلی ہو گئی۔ شاہ صاحب خوش تھے کہ شکار جال میں پھنس گیا، زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی، ایسا نادر موقع قسمت سے ہاتھ آتا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ رات کو جب سب لوگ چلے جائیں، لڑکی کو ہمارے روبرو لانا، ہم دیکھ کر بتائیں گے غریب خوشی خوشی بیوی کے پاس آیا، بیٹی کی صحت کا مژدہ سنایا۔ پھر کیا تھا شاہ صاحب دیوتا کی طرح پجنے لگے، کڑاہی چڑھی، مرغن اور لذیذ انواع و اقسام کے کھانے پکنے لگے، شاہ صاحب کی خاطر و مدارات کے لئے ساہوکار کا مقروض ہونا پڑا، بڑی رقم سود پر لی گئی۔ شاہ صاحب کے لئے اگر زمین بھی فروخت کرنی پڑتی تو کم تھا۔ ان کی تواضع جنت کی کنجی سفارش تھی، اعمال کی بخشش کا ذریعہ تھی۔

(۲)

حضرت کی طرح طرح کے مال کھا کر توند نکل آئی تھی، چہرہ چقندر ہو رہا تھا، ڈاڑھی منڈاتے تھے، کیونکہ یہ پرانی بدعت ہے۔ آپ نئی وضع کے دلدادہ تھے، مونچھیں بڑی بڑی تھیں، کیونکہ مردانگی

کی شان مونچھوں ہی سے ٹپکتی ہے، بھاری بھرکم جسم تھا، بیماری ان سے کوسوں بھاگتی تھی، عمر میں بمشکل ایک آدھ مرتبہ بیمار پڑے تھے، وہ بھی بچپنے میں، جب تک جوان رہے ہر روز نت نیا رنگ رہتا تھا، لباس رسم کے مطابق پہنتے تھے، مگر اُجلا اور صاف ستھرا عطر میں بسا ہوا، نماز روزہ کے قائل نہیں تھے، کیونکہ یہ عام لوگوں کے لئے ہے، آپ کی ذات ان پابندیوں سے آزاد تھی۔ ہر وقت تسبیح ہاتھ میں رکھتے، اونگھتے ہوئے بھی ہاتھ چلتا رہتا تھا۔ اکثر سوتے میں لوگوں نے وظیفہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ صحت و جوانی کی منہ بولتی تصویر تھے۔ آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے جس سے ایک کشش سی پیدا ہو جاتی، کبھی کبھار چھپ کر لال پری سے بھی گلے مل لیتے۔ آنکھیں انگارے کی طرح چمکتیں، جو ایک مرتبہ آنکھ ملا لیتا۔ آنکھ چرانے کی تاب نہیں لاتا تھا۔ یہی آپ کی شان تھی، یہی وجہ تھی کہ عورتوں میں بہت مقبول تھے، ہر ایک کو پسند تھے، شرفاء کی عورتیں جو اکثر چار دیواری میں بند رہتیں جن کی ایک جھلک غیر محرم نہیں دیکھ پاتے۔ آپ کے پاس بے پردہ چلی آتیں، گھر میں ایک چھوڑ کئی بیویاں تھیں، پھر بھی آئے دن تعدادیں اضافہ ہوتا رہتا، اکثر کو بھگا کر لاتے تھے، کئی گھر آپ کے طفیل اجڑ گئے۔ کئی سے آپ مخصوص رشتہ جوڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ بیعت کرنے کے بعد آپ کو ان کے تن من دھن پر پورا پورا اختیار تھا۔ عاقبت کی طرف سے آپ نے سند راہداری دے کر بے نیاز کر دیا تھا۔ اس لئے انہیں گناہ اور ثواب کی تمیز نہیں تھی، آپ من مانی رنگ رلیاں منا رہے تھے، علاقہ کے تھانہ دار آپ کے مرید تھے، کسی کو آپ کے خلاف کچھ کہنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی، جو جرأت کرتا منہ کی کھاتا۔ آپ کی طاقت سے ٹکرانا، پہاڑ سے سر پھوڑنا تھا، آپ کی مالی حالت قلعہ کی طرح مستحکم تھی، ایک گاؤں کے بلا شرکت غیرے مالک تھے، کئی مکان اور حویلیاں تھیں، بڑے بڑے نامی بدمعاش آپ کے روبرو آتے ہوئے شرماتے تھے، کیونکہ کئی مرتبہ مشہور بدمعاشوں کا ردل کے ہاں ان کی معرفت ڈاکے ڈلوا چکے تھے، غنیمت کے مال میں آدھے کے ساجھی تھے، دار و گیر ہوتا تو مخصوص وسیلوں سے برت دی جاتی۔ تم کاروں پر آنچ نہیں آنے دیتے تھے۔ سب آپ کا کلمہ پڑھتے تھے۔ ان حالات میں آپ کے حلم کی سرتابی ظاہر ہے کسی مصائب کا پیش خیمہ ہوتی ہوگی۔ ان کے ٹھکرائے ہوئے کئی کالے پانی کی سیر کر رہے ہیں، کئی پھانسی کے تختہ پر لٹک گئے کئی جیل کی ہوا کھا رہے ہیں، غرض ان کی خوبیاں کہاں تک بیان کی جائیں، آپ کی ذات میں صفات ہی صفات نظر آتی تھیں، سادہ لوح دیہاتی اور شاطر شہریوں کو چکمے دیتے، ان کی جیبوں پر ڈاکے ڈالتے۔ ان کی عزت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بھی نہیں شرماتے تھے، ان سب باتوں کے باوجود آپ ہمہ تھے، سر تھے، مشکل کشا تھے، اور منبع سخا تھے۔

(۳)

شاہ صاحب رات کا انتظار بڑی بے چینی سے کر رہے تھے تاکہ خلوت ہو اور ملاقات کا شرف حاصل ہو، کسی کی پیاری پیاری صورت آنکھوں کے آگے رقص کر رہی تھی۔ پہلو میں میٹھا میٹھا درد بھی تھا۔ جب زنان خانہ کا دروازہ کھلتا تو گمان ہوتا کہ "وہ" آگئی چاہے وہ صاحب خانہ کی صد سالہ بوڑھی ماں ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ کئی مرتبہ بڑی بی سلام اور زیارت کے بہانے تشریف لا چکی تھیں، دل میں پیر صاحب کی زیارت کا کمال اشتیاق تھا، پاؤں قبر میں تھے نہیں معلوم آنکھ کب بند ہو جائے، بزرگوں کی زیارت سے محروم ہونا جیتے جی بخشش سے محرومی تھی، پیر صاحب ہر مرتبہ ٹال دیتے، بیعت ہونا چاہتی تھیں تاکہ جنت میں چلی جائیں، کیونکہ عمر بھر کبھی نماز روزے کی صورت نہیں دیکھی تھی، گھر میں کوثر کی نہر جاری تھی، پیاسی کیونکر رہتیں۔ خدا خدا کرکے رات ہوئی۔ تاریکی پھیل گئی، کمرے میں گھی کے چراغ جل رہے تھے۔ اگر کی خوشبو دماغ کو معطر کر رہی تھی۔ مگر لوگوں کا تانتا ختم ہی نہیں ہوتا تھا، ایک سیلاب تھا جو امنڈا چلا آرہا تھا، گرد و نواح کے دیہاتی ٹوٹ رہے تھے، آپ گھبرا گئے، بگڑ کر بولے "امام دین پھاٹک بند کر دو، ان کمبختوں نے تو ناک میں دم کر دیا، دو گھڑی آرام بھی نہیں کرنے دیتے"۔

"حضور بہت دور سے آئے ہیں۔ ہمیں زیارت سے محروم نہ رکھا جائے" یک زبان ہو کر بولے۔

نہیں نہیں جاؤ، کل صبح آنا" آپ کا حکم کیونکر ٹالا جاتا، لوگ مایوس ہو کر پلٹ گئے۔ میدان صاف دیکھ کر آپ کی جان میں جان آئی۔ صاحب خانہ سے بولے "ہاں یاد آیا، لڑکی کو لے آؤ"۔ منہ سے کہنے کی دیر تھی۔ عقب کا دروازہ کھلا۔ ایک نازک اندام حسینہ بدن چراتے ڈرتے ڈرتے داخل ہوئی۔ جوانی کی تصویر کیا اگر روح کہا جائے تو بجا ہوگا، فرشی سلام کرکے دو زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ آپ نے امام دین سے کہا "مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم ذرا چلے جاؤ ہم بلا لیں گے پھر، کیونکہ تمہاری موجودگی میں یہ صاف صاف نہیں کہے گی"۔ وہ باہر نکل گیا، آپ کی ذات سے کسی قسم کی بدگمانی کرنا فرشتہ سے بدگمانی کرنا،

فرشتہ سے بدگمان ہوتا تھا، پھر پارسائی کا نقاب چہرہ پر تھا، اس قسم کے شبہات کی یہاں گنجائش نہ تھی۔ اس کے جانے کے بعد آپ نے دست شفقت پھیرنا شروع کیا، آپ کے ہاتھوں میں مسیحائی تھی یا اس حسینہ کے بدن میں کوئی جوہر پوشیدہ تھا کہ چھوتے ہی حیا آمیز سرخی گالوں پر دوڑ گئی، آپ نے چاندی سا سفید اور مخمل سا نرم گداز ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا جیسے انگلیوں کی نبضیں دیکھ رہے تھے، حسینہ ذرا سہم گئی۔ اوئی کی آواز منہ سے نکلی۔ "کیوں بہت تکلیف ہے؟" آپ نے سرخ موٹی موٹی سرخ آنکھوں میں کشش پیدا کرتے ہوئے کہا، حسینہ خاموش تھی۔ شرما رہی تھی، آپ صنفِ نازک کے نفسیات کے ماہر تھے بولے "شرماتی کیوں ہو۔ صاف صاف بتاؤ۔ اب میرے تمہارے سوا یہاں کون ہے، صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ ہے، تھوڑی دیر میں یہ بھی نہیں ہوگا تمہاری ساری بیماری دور ہو جائے گی۔ یہ گال پہلے سے زیادہ چمک اٹھیں گے۔ نئی جوانی اور نئی طاقت بدن میں دوڑ جائے گی" سیدھی سادھی لڑکی تھی، ان باتوں کا مطلب خاک بھی نہ سمجھ سکی، دھیمی مگر شیریں آواز سے بولی "رات کو نیند نہیں آتی، ڈراؤنے خواب دکھائی دیتے ہیں، گلا گھٹتا ہے، درد بھی ہوتا ہے۔"

آپ جھٹ بولے "کہاں ہوتا ہے۔"

"سر میں اور —" حسینہ رک گئی "بولو شرماؤ نہیں، ہم سے کوئی عورت نہیں شرماتی، "پیٹ میں —" جیسے وہ نازک لبوں سے خود بخود نکل گیا تھا، آپ نے جھٹ ہاتھ بڑھا دیا، پیٹ ٹٹولنے لگے۔ جانے ان کے ہاتھوں میں کیا جادو چھپا ہوا تھا کہ حسینہ خاموش بیٹھی رہی، ہاں چہرہ مارے شرم کے لال پیلا ہو رہا تھا۔ اصل میں اُسے کوئی بیماری نہیں تھی، یہ ابھی تک شادی نہ کرنے کی وجہ تھی، امام دین کا خیال تھا کہ کسی کھاتے گھر بیاہ ہو، لڑکی چونکہ ناخواندہ تھی اس لیے کھاتے پیتے گھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، اگر شادی ہو جاتے تو بیماری ہمیشہ کی روز دور ہو سکتی تھی، مگر ان جاہل لوگوں کو سمجھائے کون، شاہ صاحب ایک لذت محسوس کر رہے تھے، آپ نے بازو پکڑ کر کھینچ کر سینہ سے لگا لیا لڑکی بہت ڈری، زور سے چلانا چاہتی تھی، آپ نے منہ بند کر دیا اور بولے "خبردار جو زبان ہلائی، ابھی دوزخ میں پہنچا دوں گا، بہتر اسی میں ہے کہ خاموشی سے جیسے کہوں کرو۔" ساتھ ہی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ سونے کی طلائی زنجیر نکال کر اس کے گلے میں ڈال دی بولے سر سے پاؤں تک سونے میں لاد دوں گا، میری برابر کوئی کیا تمہیں خوش رکھے گا" حسینہ بے خود ڈری تھی، آپ خاموش دیکھ کر بولے "پیاری پچھلی رات تیار رہنا، اسی دروازے سے چلی آنا، کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوگی کہ کہاں ہو، جنت میں پہنچاؤں گا مگر کسی سے ذکر مت کرنا، اب جا کر آرام کرو، کیواڑ کی زنجیر آہستہ سے کھینچوں گا، اسی دم چلی آنا، اگر چوک گئیں تو ایک سیاہ دیو تمہارے ٹکڑے اڑا دے گا، بوٹی بوٹی نوچ لے گا" حسینہ بہت ڈری۔ ڈر کے مارے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، خاموشی سے چارپائی پر جا کر گر پڑی۔

امام دین کو آواز دی، بیچارہ ڈرتے ڈرتے آیا، مسکرا کر بولے "اُسے کوئی خاص شکایت نہیں۔ ہم نے دم کر دیا ہے آج ہی رات کو صحت ہو جائے گی۔" غریب پاؤں پر گر پڑا، میاں بیوی دونوں آدھی رات تک شاہ صاحب کے پاؤں دباتے رہے۔ آج شاہ صاحب ان کے لئے رحمت کا فرشتہ تھے، جیب سے گھڑی نکال کر دیکھی، دو بجے تھے۔ بولے "جاؤ اب تم آرام کرو۔ مجھے بھی نیند آ رہی ہے، ہاں ہمارا گھوڑا کہاں بندھا ہوا ہے۔ قفل کی چابی دے دو" وہ سمجھا کہ شاید آپ گھوڑے کی طرف سے مطمئن نہیں، چابی نکال کر دے دی آج شاہ صاحب کو نیند نہیں آتی تھی، کروٹیں بدل رہے تھے بار بار گھڑی کو دیکھتے، چار بجے تمکرا کر اٹھے، نوکر سے کہا، ہوشیار رہنا۔ دروازہ کے ساتھ کان لگا کر سنا، سب لوگ گہری نیند سو رہے تھے۔ خراٹوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی، آہستہ سے زنجیر کھینچی۔ حسینہ جس کے دل میں ہول بیٹھا ہوا تھا، تڑپ کر اٹھی، انکار کی صورت میں سیاہ دیو سر پر کھڑا تھا۔ دوزخ اور انگارے تھے۔ کانپتی ہوئی آئی۔ شاہ صاحب نے ہاتھوں میں اٹھا لیا۔ چپکے سے دروازے بند کرتے ہوئے نکل گئے۔

(۴)

جاڑے کی رات صبح چھ بجے ختم ہوئی، میاں بیوی غفلت کی نیند سے چونکے، لڑکی کی چارپائی خالی پڑی تھی، سمجھے کہیں ضروریات میں مصروف ہوگی، جلدی سے شاہ صاحب کے کمرے میں آئے، معاملہ صاف تھا، بستر خالی پڑا تھا، کیا اندھیرے ہی میں چلے گئے؟ امام دین دوسرے کمرے میں آیا، گھوڑے کا تھان خالی پڑا تھا، ایک گھنٹہ گزرا، دو گزرے، دن گزر گیا، شاہ صاحب اور لڑکی دونوں لاپتہ تھے، سر پر دوہتڑ مار کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ کسی سے ذکر کریں تو ناک کٹتی ہے۔ بیٹی کا غم اندر ہی اندر گھلا جا رہا تھا، آبرو اور عزت کا سوال تھا، غریب لہو کے گھونٹ پی کر رہ گئے۔

زبیدہ کا لال

(از جناب انور کمال صاحب)

صبح کے وقت ایک بہادر نوجوان افغان سرحدی گاؤں کے ایک ٹیلے پر عالم اضطراب میں کھڑا تھا، وہ شاید کسی کا منتظر تھا۔

وسیع میدان پر سفید برف کی ایک تہہ جم گئی تھی۔ یکایک اس سخت زمین پر گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی، اور مشرق کے افق سے ایک نوجوان افغان گھوڑے پر آتا دکھائی دیا۔ نوجوان کو آتا دیکھ کر شہزاد کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس نے اپنا لمبا خنجر نکال لیا۔ دوسرے نوجوان نے بھی خنجر نکال کر شہزاد پر حملہ کیا۔ شہزاد کا خوب صورت چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ دونوں افغان اپنی خاندانی عزت اور وقار کا فیصلہ کرنے کے لئے یہاں آئے تھے۔ دیر تک کشمکش جاری رہی پھر فضا میں ایک چیخ کی آواز گونجی۔ شہزاد ایک بار تڑپا اور پھر زمین پر گر پڑا۔ خنجر سے اسے گردن پر کاری زخم لگا تھا۔ اس کے خون سے برف پر دور دور سرخی پھیل گئی تھی۔

خاندانی عزت اور وقار کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ فاتح اپنی کامیابی پر مسرور گھوڑے پر سوار ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اور مفتوح زمین پر دم توڑ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد شہزاد نے دم توڑ دیا۔ اس کی فوج کے ہر آدمی کو اس کی موت کی خبر بھی مل گئی۔ صرف اس کی ماں تک یہ روح فرسا خبر پہنچانا باقی تھا۔ جو نوجوان ابھی ابھی اپنی عزت کی خاطر دشمن کے ہاتھوں ہلاک ہوا تھا، اپنی بوڑھی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا، کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ شہزاد اپنے دشمن کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گا۔ وہ اپنے دشمن سے کہیں زیادہ قوی اور شجاع تھا۔ تمام سپاہیوں کو اس سے محبت تھی، اور وہ اس کی بہادری کے قدردان تھے۔ لیکن اب اس کی ماں کو یہ منحوس خبر کون سنائے؟ یہ سب سے مشکل کام تھا۔ کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ شہزاد کی بوڑھی ماں تک یہ خبر پہنچا سکے۔ آخر کار شاہ گل کو اس کام کے لئے مقرر کیا گیا۔ وہ سخت دل تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کے سینے میں دل کی بجائے پتھر کا ایک ٹکڑا ہے۔ شاہ گل یہ منحوس خبر شہزاد کی ماں تک پہنچانے کے لئے شہزاد کے گاؤں کو روانہ ہو گیا۔

(۲)

زبیدہ کو بیدار ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا، وہ ہاتھ منہ دھو کر قہوہ بنا رہی تھی کہ شاہ گل اداس و مغموم، اور افسردہ و مضمحل کمرے میں داخل ہوا۔

"خوش آمدید، بیٹھو کہو اچھے تو ہو بیٹا!" بوڑھی زبیدہ نے شاہ گل کو مخاطب کیا۔

"ہاں اچھی تو رہیں اماں؟" شاہ گل نے آہستہ سے کہا۔

"تم شاید شہزادے سے ملنے کے لئے یہاں آئے ہو؟"، بڑھیا نے شاہ گل کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں اماں میں ذرا ادھر سے گذر رہا تھا، سوچا ذرا تم سے مل لوں!" شاہ گل نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"جیتے رہو۔ لو یہ قہوہ کی پیالی پی لو، شہزاد ابھی سو رہا ہے۔ وہ تمام رات نہیں سویا۔ بس بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلتا رہا ہے میں نے بہت کہا کہ سو جاؤ۔ لیکن نہ جانے کیا بات تھی، اب وہ سویا ہوگا۔ میں نے خادمہ سے کہہ دیا ہے کہ اسے بیدار نہ کرے، کل عید ہے نا، آج آرام کر لے، کل تو صبح سویرے جاگنا ہی پڑیگا لیکن بیٹا اگر تم اس سے ملنا ہی چاہتے ہو، تو میں اسے بیدار کر دیتی ہوں!"

"نہیں نہیں اسے سونے دو اماں! وہ میٹھی نیند سو رہا ہوگا" شاہ گل نے غم میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

بڑھیا پھر نہ جانے کیا سوچ کر شہزادے کے کمرے کی طرف چلی گئی، شاہ گل بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ وہ اپنے ہاتھوں کو بڑی بے چینی سے مل رہا تھا۔ وہ حیران تھا کہ بڑھیا کو ایسی منحوس خبر کیونکر سنائے۔ وہ سوچنے لگا، کیوں نہ وہ صاف طور پر بڑھیا کو یہ کہہ دے کہ اس کا بیٹا اپنے خاندان کی عزت کی خاطر مر چکا ہے، لیکن اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ وہ کانپ اٹھا۔

"اب تم ہی بتاؤ نا! تم جوان نوجیوں پر بھلا کسے اعتبار آئے" زبیدہ نے شاہ گل کو کمرے سے باہر آ کر مخاطب کیا۔

"یہاں میں نے بہت کوشش کی کہ پیالیاں آپس میں نہ بجنے پائیں پھر میں نے خاص احتیاط سے دھویا، مگر دیکھو شاہ گل تمہارا دوست مجھے بتائے بغیر ہی کہیں چلا گیا ہے۔ لیکن تم ذرا بیٹھ جاؤ، تھوڑا سستا لو، وہ بھی آتا ہی ہوگا" زبیدہ مسکرا کر بولی۔

مجھے تم سے بہت سی باتیں کرنی تھیں۔ شاہ گل تم بہت عرصہ کے بعد ملے ہو، لیکن نہیں شہزاد نے تم سے ان باتوں کا ذکر کر دیا ہوگا بڑا بھولا اور نادان ہے۔ جب کل رات وہ نہیں سویا، تو میں سوچتی رہی کہ اس کی بے قراری کی وجہ کیا ہے۔ بعض دفعہ تو وہ بالکل نہیں سوتا۔

"شاہ گل! میری تو بہت پرانی آرزو ہے کہ اس کی شادی زہرہ سے کر دوں، بڑھاپے میں یہ خوشی تو دیکھ لوں۔ تم جانتے ہی ہو جب شہزاد کے والد اس جہان سے سدھارے تو شہزاد صرف دو سال کا تھا۔ بس اس وقت سے آج تک میں اس کی پرورش کرتی

رہی ہوں ۔ دکھ، درد سہہ سہہ کر اُسے جوان کیا ہے، اور اب میری آخری آرزو یہ ہے کہ اس کی شادی زہرہ سے ہو جائے، اس کی پریشانی کا باعث زہرہ کی محبت ہے"۔ بڑھیا کی آواز یہ کہتے ہوئے بھرا گئی۔ اس کی چندھیائی ہوئی آنکھوں سے آنسو ڈھلک کر اس کے گالوں پہ رک گئے۔ بڑھیا نے مسکرانے کی کوشش کی اور اپنی چادر سے آنسو پونچھ کر بولی۔

"تمہیں معلوم ہے شاہ گل! مجھے شروع شروع میں کس قدر مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ روپے کی قلت کی وجہ سے۔ تم پولیس کے افسر ہو، بڑی شان سے شادی کرنے کا چاؤ ہوتا ہے۔ اس لئے تو شہزاد کہتا ہے کہ شادی کے موقع پر تمام سپاہیوں کو بلاؤں گا۔ اب میں نے پانچ ہزار روپے کا انتظام کر لیا ہے، میرا ارادہ ہے کہ عید کے چند دن بعد اپنے لال کی شادی کر دوں۔ اب مجھ سے گھر کا بندوبست نہیں ہوتا۔ بوڑھی ہو گئی ہوں بیٹا! اچھا دیکھو مجھے زہرہ نے کس پیار سے خط لکھا ہے"

بڑھیا نے یہ کہہ کر اپنی جیب میں سے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کچھ نکالا، اور شاہ گل کو دکھانے کے بعد پھر اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"وہ کتنی پیاری لڑکی ہے"۔ بڑھیا نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ شاہ گل بڑی بےچینی سے بڑھیا کی باتیں سن رہا تھا بڑھیا کی باتوں کے ساتھ ساتھ اس کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر یہ کس طرح کہے کہ تیرا بیٹا، جس کی تعلیم ہی تیری زندگی کا پہلا اور آخری مقصد ہے، اب اس دنیا میں موجود نہیں وہ سوچنے لگا کہ تھوڑی دیر کے بعد بڑھیا کی امیدوں کا قصر ٹوٹ کر گر جائے گا۔ قسمت کا ہاتھ اس کی چمکتی ہوئی آرزوؤں پر سیاہی مل دے گا لیکن وہ کچھ نہ کہہ سکا اور چپ چاپ بڑھیا کی باتیں سنتا رہا۔

"لیکن آج تم اتنے اداس کیوں ہو؟" بڑھیا نے شاہ گل کو متفکر دیکھ کر پوچھا۔

"تمہارا چہرہ آج خزاں زدہ پتے کی طرح کیوں زرد ہے شاہ گل؟" بڑھیا نے دوبارہ پوچھا۔

شاہ گل چاہتا تھا کہ کہہ دے۔ بڑھیا تیری کوکھ اُجڑ گئی تقدیر تیری دشمن بن گئی۔ لیکن وہ کچھ نہ کہہ سکا۔ بڑھیا پھر بولی۔

"اور زہرہ نے تمہیں بھی تو سلام لکھا ہے، یقین نہ آئے تو خود پڑھ لو، تم سمجھتے ہو گے بڑھیا جھوٹ کہتی ہے"۔ زبیدہ نے پھر جیب کو ٹٹولا، اور چٹھی نکال کر پڑھنے لگی۔

پیاری اماں!

وہ وقت کب آئے گا جب میں تمہیں صحیح معنوں میں ماں کہہ کر پکار سکوں گی، میں بڑی بےچینی سے اس وقت کا انتظار کر رہی ہوں، میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ وقت بہت جلد آ جائے گا۔ شاہ گل کو میرا سلام اور اس کے دوست کو ہزار سلام۔

تمہاری بیٹی

"زہرہ"

زبیدہ نے سر اٹھایا۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے دو بیتاب قطرے چمک رہے تھے۔

بڑھیا شاہ گل کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"تم بہت خوش ہو گے شاہ گل! تم اور شہزاد تو ایک ماں جائے بھائی ہوتے نا"۔ فرط انبساط سے بڑھیا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ شاہ گل بہت پریشان تھا۔ جب اس نے سنا کہ بڑھیا اس کے متعلق ایسی اچھی رائے رکھتی ہے تو شرم سے اس کا سر جھک گیا۔ دوست ہو کر وہ اپنے دوست کو دشمن کے پنجے سے نہ چھڑا سکا اگر شہزاد کی جگہ خنجر اس کے جگر کے پار ہو جاتا، تو یقیناً اسے بہت مسرت ہوتی۔ پھر وہ سوچنے لگا کہ بڑھیا آدھ گھنٹے کے بعد اس کے متعلق کیا خیال کرے گی۔ احساس ندامت سے اس کی آنکھیں نیچے جھک گئیں، وہ سوچنے لگا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ بڑھیا کو اب وہ اس کے بیٹے کے متعلق سب کچھ بتا دیگا۔ لیکن وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ وہ بڑھیا کی یہ عارضی خوشی بھی نہ چھیننا چاہتا تھا، اُسے شجاعت سے نفرت ہو گئی۔ جنگ و جدل سے سیر ہو گیا، عزت سے اُسے بےعزتی پیاری معلوم ہونے لگی۔

"لو یہ قہوہ پی لو نا! اس وقت سے رکھا ہوا ہے۔ میں ذرا اندر ہو آؤں"۔ بڑھیا یہ کہہ کر اندر چلی گئی۔ اور شاہ گل چپکے سے باہر نکل گیا اور گھوڑے پر بیٹھ کر نہ جانے کہاں چلا گیا۔ بڑھیا جب باہر واپس آئی، تو قہوے کی پیالی میز پر پڑی تھی، اور شاہ گل کا کوئی پتہ نہ تھا۔ بڑھیا مستقبل کی رنگینیوں میں کھو گئی۔

قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین پیشوا کیلئے بڑی آسانی

ہو گئی اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی **لاگت** سے بھی کم ہو لیکن یہ رعایت صرف ناظرین پیشوا کیلئے ہے اور یہ ان کے احسان کا ادنیٰ کرشمہ ہے جو کہ پیشوا کی سرپرستی کو اپنا فرض سمجھتے اور پیشوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں۔ خدا کے فضل سے آپ کی امداد اور میری محنت سے اب دوسرا قرآن شریف مترجم مفسر تیار ہو گیا ہے۔ اور اس مرتبہ میں نے بشکرانۂ فضل ایزدی اور بامتنان و معاونین پیشوا نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں۔ تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دے دوں جو خالصاً میرا خرچ ہوا ہے۔ حتیٰ کہ اشتہار اور اسٹاف کا بھی کوئی خرچ آپ سے نہ لوں۔ مگر یہ سب کچھ پیشوا کے خریداروں کے ساتھ ہوگا جس کے لئے ان کا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ نمونہ ذیل کے لئے

آسان ترجمہ والا قرآن مجید

ہے ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کا ہے حاشیہ پر ان ہی کی تفسیر موضح القرآن ہے۔ بڑی تقطیع ہے۔ شروع میں بے شمار جزوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں۔ پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتلائے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اوقاف اور اشارات قرآنی کی تشریح ہے۔ پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورت کے مجرب اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے۔ چھٹے باب میں قرآن حکیم کی ہر سورۃ کا نقش اور دعا اللہ کے تعویذ لکھے گئے ہیں۔ ساتویں باب میں پورے کلام اللہ کی فہرست مضامین بطور ابواب لکھی گئی ہے۔ قلم جلی ہے صحت اکیس علماء اور قاریوں نے کی ہے۔ سفید نادرست کا کاغذ ہے۔

ہدیہ بلا جلد ۸ر مجلد نقرئی کار ۱۰ر حاشیہ ارغوانی بلا جلد ۱۰ر مجلد نقرئی کار ۱۲ر۔ چند سطریں ذیل میں بطور نمونہ درج ہیں۔

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا

کیا یہ سمجھے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہہ کر ہم یقین لائے اور ان کو جانچ

يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ

صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ

سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے کیا یہ سمجھے ہیں جو لوگ کرتے ہیں برائیاں

اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ

کہ ہم سے آگے نکل جاویں بڑی بات چکاتے ہیں ف جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ

لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ

آتا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے اور جو کوئی محنت اٹھاتا ہے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ

اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ

کو پروا نہیں جہان والوں کی اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتاریں گے

تفسیر موضح القرآن کامل

ف۲ پہلی دو آیتیں کہیں ایمان والوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ آیت جو کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو ۱۲ منہ رح

ف۳ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں لیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ ۱۲ منہ رح

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد - دہلی

دی مغل لائن لمیٹڈ

مسلمانوں کی قائم کی ہوئی واحد جہاز راں کمپنی

خاص حج سروس

تھوڑے تھوڑے وقفہ سے بمبئی و کراچی سے جدہ کو جہازوں کی روانگی کا معقول انتظام

نئی وضع کے سات جہازوں کا شاندار بیڑہ، جس میں جہازوں کا سرتاج ایس۔ ایس" اسلامی"
(وزن ۵۸۷۹ ٹن) بھی شامل ہے

گذشتہ موسم حج میں جبکہ جنگ کی وجہ سے جہازرانی کے مصارف بہت زیادہ بڑھ گئے تھے
مغل لائن نے نہ تو حاجیوں سے زیادہ کرایہ لیا اور نہ حج سروس بند کی

بمبئی اور کراچی سے عدن۔ جدہ اور بحر احمر کی بندرگاہوں، نیز پورٹ لوئی اور ماریشس تک مسافر اور بار برداری کی سروسیں
تمام سروسیں اور تاریخیں بغیر کسی پیشگی اطلاع کے منسوخ کیجا سکتی ہیں

تفصیلات کے لئے اس پتہ پر خط و کتابت کیجئے

ٹرنر موریسن اینڈ کمپنی لمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ بمبئی

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا
لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرما دے اور یہ بات قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں بغیر
بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا
خدا کے حکم کے اور اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہو سکتا
سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ع وَقَالَ
ہے حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے رستے بتلا دیئے اور تم نے جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کریں گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے اور ان
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى
کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ پس ان
اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ
رسولوں پر ان کے رب نے وحی نازل فرمائی کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے اور ان کے بعد تم کو اس سرزمین میں آباد رکھیں گے
لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۙ
یہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے اور کفار فیصلہ چاہنے لگے اور جتنے سرکش ضدی تھے وہ

تفسیر: اَلَمْ يَاْتِكُمْ سے حَبَّارٍ عَنِيْدٍ تک (اے کفار مکہ) کیا تم کو ان لوگوں (کے واقعات) کی خبر (گو اجمالاً سہی) نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں یعنی قوم نوح اور عاد (قوم ہود) اور ثمود (قوم صالح) اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہیں جن (کی مفصل حالت) کو بجز اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا (کیونکہ ان کے حالات تفصیلاً منضبط و منقول نہیں ہوتے اور وہ واقعات یہ ہیں کہ) ان کے پیغمبر ان کے پاس دلائل لے کر آئے سو ان قوموں (میں جو کفار تھے انہوں) نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دے دیئے (یعنی مانتے تو کیا یہ کوشش کرتے تھے کہ ان کو بات تک نہ کرنے دیں) اور کہنے لگے کہ جو حکم دے کر تم کو (بزعم تمہارے) بھیجا گیا ہے (یعنی توحید و ایمان) ہم اس کے منکر ہیں اور جس امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو (یعنی وہی توحید و ایمان) ہم تو اس کی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں جو (ہم کو) تردد میں ڈالے ہوئے ہے (مقصود اس سے توحید و رسالت دونوں کا انکار ہے توحید کا تو ظاہر ہے اور رسالت کا تدعوننا میں جس کا حاصل یہ ہے کہ تم خود اپنی رائے سے دعوت توحید کر رہے ہو مامور و مرسل من اللہ نہیں ہو) ان کے پیغمبروں نے (اس بات کے جواب میں) کہا کیا (تم کو) اللہ تعالےٰ کے بارے میں (یعنی اس کی توحید میں) شک (و انکار) ہے جو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے (یعنی اس کا ان چیزوں کا پیدا کرنا خود دلیل اس کی ہستی اور وحدانیت کی ہے پھر اس دلیل کے ہوتے ہوئے شک کرنا بڑے تعجب کی بات ہے اور تم جو دعوت الی التوحید کو استقلالاً ہماری طرف منسوب کرتے ہو یہ بھی محض غلط ہے گو توحید بوجہ حق ہونے کے اس قابل ہے کہ اگر کوئی اپنی رائے سے بھی اس کی دعوت کرے تو بھی زیبا ہے لیکن محل متنازع فیہ میں تو ہماری دعوت بحکم خداوند تعالےٰ ہے پس) وہ (ہی) تم کو (توحید کی طرف) بلا رہا ہے تا کہ (اس کے قبول کرنے کی برکت سے) تمہارے (گذشتہ) گناہ معاف کر دے اور (تمہاری عمر کی) معین مدت تک تم کو (خیر و خوبی کے ساتھ) حیات دے (مطلب یہ کہ توحید علاوہ اس کے کہ فی نفسہ حق ہے تمہارے لئے دونوں جہان میں نافع بھی ہے دنیا میں تو تاخیر الی اجل مسمّٰی بالمعنی المذکور اور آخرت میں مغفرت اور اس جواب میں دونوں امر کے متعلق جواب ہو گیا توحید کے متعلق بھی افی اللہ شک الخ میں اور رسالت کے متعلق بھی یدعوکم میں جیسا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے) انہوں نے (پھر دونوں امر کے متعلق گفتگو شروع کی اور) کہا کہ تم (پیغمبر نہیں ہو بلکہ) محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں (اور بشریت منافی رسالت ہے جب پیغمبر نہیں ہو تو تم جو کچھ توحید کے بارے میں کہتے ہو وہ من اللہ نہیں ہے بلکہ) تم (اپنی رائے ہی سے) یوں چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جس چیز کی عبادت

کرتے تھے (یعنی بت) اس سے ہم کو روک دو سو (اگر رسالت کے مدعی ہو تو علاوہ اُن دلائل و بینات مذکورۂ جملۂ جاء تہم
رسلہم بالبینات کے جواب تک نبوت پہ تمام ہو چکے ہیں اور) کوئی صاف معجزہ دکھلاؤ (جو ان سب سے واضح تر ہو اس میں نبوت
پر تو کلام ظاہر ہے اور یعبد آباؤنا میں توحید پر کلام کی طرف اشارہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ شرک کے حق ہونے کی دلیل یہ ہے
کہ ہمارے بزرگ اس کو کرتے تھے) ان کے رسولوں نے (اس کے جواب میں) کہا کہ (تمہاری تقریر کے کئی جزو ہیں۔ انکار توحید
دلیل فعل آباء۔ انکار نبوت بدعوی تنافی نبوت و بشریت مطالبہ سلطان مبین علاوہ بینات سابقہ سو امر اول کے متعلق تو فاطر
السموات والارض میں جواب ہو گیا کیونکہ دلیل عقلی کے روبرو رسم و عرف کوئی چیز نہیں امر دوم کے متعلق ہم اپنی بشریت کو تسلیم
کرتے ہیں کہ واقعی) ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہی ہیں لیکن (بشریت اور نبوت میں تنافی نہیں کیونکہ نبوت ایک اعلیٰ درجہ کا احسان
خداوندی ہے اور) اللہ (کو اختیار ہے کہ) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (وہ) احسان فرمادے (اور احسان کے غیر
بشر کے ساتھ مختص ہونے کی کوئی دلیل نہیں) اور (امر سوم کے متعلق یہ ہے کہ دعوے کے لئے جس میں دعویٰ نبوت بھی داخل
ہے نفس دلیل اور مطلق بینہ جو دعویٰ نبوت کی صورت میں معجزہ ہوگا ضرور ہے جو کہ پیش کی جا چکی ہے رہا دلیل و معجزۂ خاص جس کو
تم سلطان مبین یعنی صاف دلیل سے تعبیر کر رہے ہو سو اولاً حسب قواعد مناظرہ ضروری نہیں ثانیاً) یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں
کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں بغیر خدا کے حکم کے (پس تمہارے تمام شبہات کا جواب ہو گیا پھر اگر اس پر بھی تم نہ مانو اور مخالفت
کئے جاؤ تو خیر ہم تمہاری مخالفت سے نہیں ڈرتے بلکہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں) اور اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے
(چونکہ ہم بھی با ایمان ہیں اور ایمان مقتضی ہے توکل کو اس لئے ہم بھی اس کو اختیار کرتے ہیں) اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا
کون امر باعث ہو سکتا ہے حالانکہ اس نے (ہمارے حال پر بڑا فضل کیا کہ) ہم کو ہمارے (منافع دارین کے) رستے بتلا دیئے
(جس کا اتنا بڑا فضل ہو اس پر تو ضرور بھروسہ کرنا چاہئے) اور (ضرر خارجی سے تو یوں بے فکر ہو گئے رہا ضرر داخلی کہ تمہاری مخالفت
کا غم و حزن ہوتا سو) تم نے (عناد و خلاف کر کے) جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کریں گے (پس اس سے بھی ہم کو ضرر
نہ رہا اور حاصل اس صبر کا بھی وہی توکل ہے) اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو (ہمیشہ) بھروسہ رکھنا چاہئے (اور ان تمام ۱۰
اتمام حجت کے بعد بھی کفار نرم نہ ہوئے بلکہ) ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا یہ
ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ (پھر آنا اس لئے کہا کہ سکوت قبل بعثت سے وہ یہی سمجھتے تھے کہ ان کا اعتقاد بھی ہم ہی
جیسا ہوگا) پس ان رسولوں پر ان کے رب نے (تسلی کے لئے) وحی نازل فرمائی کہ (یہ بیچارے تم کو کیا نکالیں گے) ہم (ہی) ان
ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے اور ان کے (ہلاک کرنے کے) بعد تم کو اس سرزمین میں آباد رکھیں گے (اور) یہ (وعدہ آباد
رکھنے کا کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں بلکہ) ہر اس شخص کے لئے (عام) ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور
میرے وعید سے ڈرے (مراد یہ کہ جو مسلمان ہو جس کی علامت خوف موقف اور خوف وعید ہے سب کے لئے یہ وعدہ
عذاب سے نجات دینے کا عام ہے) اور (پیغمبروں نے جو یہ مضمون کفار کو سنایا کہ تم نے دلائل کے فیصلہ کو نہ مانا اب عذاب
سے فیصلہ ہونے والا ہے یعنی عذاب آنے والا ہے جیسا آیت اخاف علیکم عذاب یوم و امثالہا سے معلوم ہوتا ہے تو کفار
چونکہ جہل مرکب و عناد میں غرق تھے اس سے بھی نہ ڈرے بلکہ کمال بے باکی سے وہ) فیصلہ چاہنے لگے (جیسا آیت فاتنا
بما تعدنا و امثالہا سے معلوم ہوتا ہے) اور (جب وہ فیصلہ آیا تو) جتنے سرکش (اور) ضدی (لوگ) تھے وہ سب (اس فیصلہ
میں) بے مراد ہوئے (یعنی ہلاک ہو گئے اور جو ان کی مراد تھی کہ اپنے کو اہل حق سمجھ کر فتح و ظفر چاہتے تھے وہ حاصل نہ ہوئی۔
ربط اوپر منکر رسالت کے عذاب دنیوی کا ذکر تھا آگے اس کے عذاب اخروی کا ذکر ہے۔

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْ

اس کے آگے دوزخ ہے اور اس کو ایسا پانی پینے کو دیا جاویگا جو کہ پیپ لہو ہوگا جس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیئیگا اور گلے سے آسانی

تِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝

کے ساتھ اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور ہر طرف سے اس پر موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مریگا نہیں اور اس کو اور سخت عذاب کا سامنا

تفسیر :- من ورائہ سے عذاب غلیظ تک (جس جبار عنید کا اوپر ذکر ہوا ہے علاوہ دنیوی عذاب کے) اُس کے آگے دوزخ (کا عذاب آنے والا) ہے اور اس کو (دوزخ میں) ایسا پانی پینے کو دیا جاوے گا جو کہ پیپ لہو (کے مشابہ) ہوگا جس کو (غایت تشنگی کی وجہ سے) گھونٹ گھونٹ کر کے پیویگا اور (غایت حرارت ، کراہت کی وجہ سے) گلے سے آسانی کے ساتھ اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور ہر (چہار) طرف سے اس پر (سامان) موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مرے گا نہیں (بلکہ یونہی سسکتا رہے گا اور پھر یہ بھی نہیں کہ یہی عذاب مذکور ایک حالت پر رہے بلکہ) اس (شخص) کو اور (زیادہ) سخت عذاب کا سامنا (برابر) ہوا کرے گا (جس سے عادت پڑنے کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا کقولہ تعالٰی کلما نضجت جلودہم بدلناہم جلودًا غیرہا) ف تجرع اور لایکاد کے اجتماع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پھنس کر گلے سے اترے ، پس اتر جانے کے اعتبار سے تجرع کا حکم صحیح ہوا اور بے پھنسے نہ اترنے کے اعتبار سے لایکاد کا حکم صحیح ہوا ۔ دوسری صورت یہ کہ پھنس کر رہ جاوے اترے نہیں پس لایکاد کا حکم تو ظاہر ہے اور تجرع کا حکم باعتبار قصد کے صحیح ہوا یعنی پینا چاہے گا مگر پی نہ سکے گا واللہ اعلم (ربط) اوپر منکرین رسالت کے عذاب کا ذکر تھا چونکہ بعض منکرین رسالت اپنے زعم میں کچھ اعمال قربت و ثواب کے بھی کرتے تھے جن میں بعض تو فی نفسہ بھی قربت نہ تھے جیسے بت پرستی اور بعض ان کے اعتبار سے قربت نہ تھے جیسے اعتاق و صلہ رحم و مہمان داری وغیرہا کہ فی نفسہ تو قربت ہیں مگر شرط یعنی ایمان کے فقد ان سے ان کے حق میں قربت نہیں رہے پس ان اعمال پر نظر کر کے ان کو شبہ ہو سکتا تھا کہ یہ اعمال ہمارے کام آویں گے اور عذاب سے بچالیں گے ۔ اسی طرح یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ قیامت میں ہمارا زندہ ہونا ہی محال ہے پھر گنجائش عذاب کی کہاں ۔ اسی طرح یہ وسوسہ ممکن تھا کہ ہم جن کے کہنے سے اس طریق کو اختیار کئے ہوئے ہیں وہ ہمارے کام آویں گے ۔ اسی طرح یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ معبودین غیر اللہ ہم کو بچالیں گے اس لئے آگے اوّلاً ان اعمال کا محض بے اثر ہونا آیت مثل الذین کفروا الخ میں اور ثانیاً قیامت کا امکان و توقع آیت الم تر ان اللہ الخ میں اور ثالثاً اکابر کا کام نہ آنا آیت وبرزوا للہ الخ میں اور رابعاً معبودین غیر اللہ کی معبودیت کا جو اصل سرمنشا ہے یعنی شیطان اس کا قیامت کے روز صاف جواب دے دینا بیان فرماتے ہیں پس حاصل مجموعہ کا
٤١١ تمام طرق نجات کا مسدود ہو جانا ہے ۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ

جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کی حالت باعتبار عمل کے یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی کے دن میں تیزی کیساتھ ہوا اڑا لیجاوے

لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

ان لوگوں نے جو کچھ عمل کئے تھے اس کا کوئی حصہ ان کو حاصل نہ ہوگا یہ بھی بڑی دور دراز کی گمراہی ہے کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَّمَا

تعالٰی نے آسمانوں کو اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ہے اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک دوسری نئی مخلوق پیدا کر دے اور

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں اور خدا کے سامنے سب پیش ہوں گے پھر چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے لوگوں سے

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ

کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ جزو ہم سے ہٹا سکتے ہو وہ کہیں گے کہ اگر اللہ

٤١٢ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝

ہم کو کوئی راہ بتلاتا تو ہم تم کو بھی راہ بتلا دیتے ہم سب کے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ

اور جب تمام مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدہ کئے تھے اور میں نے بھی

فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ

تم سے وعدے کئے تھے سو میں نے وہ وعدے تم سے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر اور تو کچھ زور نہ چلتا تھا بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا سو

لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ

تم نے میرا کہنا مان لیا تو تم مجھ پر ملامت مت کرو اور ملامت اپنے آپ کو کرو نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو

اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس کے قبل مجھ کو شریک قرار دیتے تھے یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

تفسیر: مثل الذین سے عذاب الیم تک (ان کافروں کو اگر اپنی نجات کے متعلق یہ زعم ہو کہ ہمارے اعمال ہم کو نافع ہوں گے تو اس کا قاعدہ کلیہ تو یہ سن لو کہ) جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کی حالت (باعتبار عمل کے) یہ ہے (یعنی ان کے اعمال کی ایسی مثال ہے) جیسے کچھ راکھ ہو (جو اڑنے میں بہت خفیف ہوتی ہے) جس کو تیز آندھی کے دن میں تیزی کے ساتھ ہوا اڑا لیجاوے کہ اس صورت میں اس راکھ کا نام و نشان بھی نہ رہے گا اسی طرح) ان لوگوں نے جو کچھ عمل کئے تھے اس کا کوئی حصہ (یعنی اثر و نفع کے قبیل سے) ان کو حاصل نہ ہوگا (بس راکھ کی طرح ضائع و برباد جاوے گا) یہ بڑے دور دراز کی گمراہی ہے (کہ گمان تو ہو کہ ہمارے عمل نیک اور نافع ہیں اور پھر ظاہر ہو الٹا اور مضر جیسے عبادت اصنام یا غیر نافع جیسے اعتاق و صلہ ارحام اور چونکہ حق سے اس کو بہت بعد ہے اس لئے بعید کہا گیا ہے اس طریق سے تو نجات کا احتمال نہ رہا اور اگر ان کا یہ زعم ہو کہ قیامت ہی کا وجود محال ہے اور ۶۱۲
اس صورت میں عذاب کا احتمال نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ) کیا (اے مخاطب) تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک (یعنی متضمن منافع و مصالح) پیدا کیا ہے (اور اس سے قادر ہونا اس کا ظاہر ہے پس جب قادر مطلق ہے تو) اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک دوسری نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ خدا کو کچھ مشکل نہیں (پس جب نئی مخلوق پیدا کرنا آسان ہے تو تم کو دوبارہ پیدا کر دینا کون مشکل ہے پس اس میں خلق سماوات و ارض سے تو قدرت علیٰ خلق جدید پر استدلال کیا اور اس سے اعادہ خلق قدیم پر قادر ہونے پر استدلال کیا۔ غرض یہ زعم بھی طرق نجات کا باطل ہوا) اور اگر یہ وسوسہ ہو کہ ہمارے اکابر ہم کو بچا لیں گے تو اس کی حقیقت سن لو کہ قیامت کے دن) خدا کے سامنے سب پیش ہوں گے پھر چھوٹے درجہ کے لوگ (یعنی عوام و تابعین) بڑے درجے کے لوگوں سے (یعنی خواص و متبوعین سے) ...

کئے تھے (کہ قیامت نہ ہوگی اور بت پرستی اور کفر بھی طریقۂ نجات ہے) سو میں نے وہ وعدے خلاف تم سے کئے تھے (اور اللہ
تعالیٰ کے وعدوں کے حق ہونے پر اور میرے وعدوں کے باطل ہونے پر دلائل قطعیہ قائم تھے سو باوجود اس کے تم نے
میرے وعدوں کو صحیح اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کو غلط سمجھا تو اپنے ہاتھوں تم ڈوبے) اور (اگر تم یوں کہو کہ آخر سچے
وعدوں کو جھوٹا سمجھنے اور جھوٹے وعدوں کو سچا سمجھنے کا سبب بھی تو میں ہی ہوا تو بات یہ ہے کہ واقعی میں اغوا کے مرتبہ میں سبب ضرور
ہوا لیکن یہ دیکھو کہ میرے اغوا کے بعد تم مختار رہتے تھے یا مضطر و مجبور ہوگئے تھے ظاہر ہے کہ) میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اس کے
کہ میں نے تم کو (گمراہی کی طرف) بلایا تھا سو تم نے (با اختیار خود) میرا کہنا مان لیا اور کہنا ماننے میں بجز تم کو گمراہ نہ کر سکتا تھا جب
یہ ثابت ہے) تو تم مجھ پر (ساری) ملامت مت کرو (اس طرح سے کہ اپنے کو بالکل بری سمجھنے لگو) اور (زیادہ) ملامت اپنے
آپ کو کرو (کیونکہ اصل علت عذاب کی تمہارا ہی فعل ہے اور میرا فعل تو محض سبب ہے جو بعید اور غیر مستلزم ہے بس ملامت
کا تو یہ جواب ہے اور اگر مقصود اس قول سے استعانت و استمداد ہے تو میں کسی کی کیا مدد کروں گا خود ہی مبتلائے مصیبت
و محتاج امداد ہو رہا ہوں لیکن جانتا ہوں کہ کوئی میری مدد نہ کرے گا ورنہ میں بھی تمہارے لئے مدد چاہتا کیونکہ زیادہ مناسبت
تم سے ہے بس اب تو) نہ میں تمہارا مددگار (ہو سکتا) ہوں اور نہ تم میرے مددگار (ہو سکتے) ہو (البتہ اگر میں تمہارے طریقۂ
شرک کو حق سمجھتا ہوتا تو بھی اس تعلق کی وجہ سے نصرت کا مطالبہ کرنے کی کچھ وجہ بھی تھی … لیکن) میں خود تمہارے اس
فعل سے بیزار ہوں (اور اس کو باطل سمجھتا ہوں) کہ تم اس کے قبل (دنیا میں) مجھ کو (خدا کا) شریک قرار دیتے تھے (یعنی دربارۂ
عبادت اصنام وغیرہ یا میری ایسی اطاعت کرتے تھے جو اطاعت کہ خاصۂ حق تعالیٰ ہے پس اصنام کو شریک ٹھہرانا بایں معنے
شیطان کو شریک ٹھہرانا ہے پس مجھ سے تمہارا کوئی تعلق نہیں نہ تم کو استمداد کا کوئی حق ہے بس) یقیناً ظالموں کے لئے دردناک
عذاب (مقرر) ہے (پس عذاب میں پڑے رہو نہ مجھ پر ملامت کرنے سے نفع کی امید رکھو نہ مدد چاہنے سے جو تم نے
ظلم کیا تھا تم بھگتو میں نے جو کیا تھا میں بھگتوں گا پس گفتگو قطع کرو یہ حاصل ہوا جواب ابلیس کا پس اس سے معبودین غیر اللہ
کا بھروسہ بھی قطع ہوا کیونکہ جن معبودین کی عبادت کا اصل بانی و محرک ہے اور درحقیقت عبادت غیر اللہ سے زیادہ راضی ۲۲
وہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر قیامت کے دن دوزخ میں اہل نار اسی سے کہیں سنیں گے اور کسی معبود غیر اللہ سے کچھ کہنا نہ
کہیں گے، جب اس نے صاف جواب دے دیا تو اوروں سے کیا امید ہو سکتی ہے پس نجات کفار کے سب طریقے مسدود
ہوگئے (یہی مضمون مقصود تھا جیسا سرخی میں ظاہر کیا گیا ہے) **ف** یہ جو آیا ہے ما کان لی علیکم من سلطٰن یہ حصر محققین کے نزدیک
باعتبار اضلال کے ہے یعنی گمراہ کرنے میں اس سے زیادہ زور نہیں چلتا کہ اغوا کر دے یہ نہیں ہو سکتا کہ جبراً کسی کو گمراہ کر دے۔
پس اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شیاطین کوئی دوسری مضرت انسان کو نہ پہنچا سکیں جبکہ نصوص و شواہد سے اس کا امکان اور
وقوع ثابت ہے کہ بعض امراض میں شیاطین کو دخل ہو سکتا ہے، وہ بیہوش کر سکتے ہیں … تو ڈرائے جا سکتے ہیں۔ وہ
… سکتے ہیں مگر چونکہ اکثر اوقات فرشتے محافظ رہتے ہیں اس لئے ایسے واقعات بکثرت نہیں ہوتے (ربط اوپر کفار کے
…ب کا ذکر تھا آگے تتمیم مضمون کے لئے اہل ایمان کے ثواب کا ذکر ہے کیونکہ … جیسا … جیسا سب …
مومنین کی تفصیل سے اس کی تتمیم ہوگئی۔

…ذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

… اور انہوں نے نیک کام کئے وہ ایسے باغوں میں داخل کئے جاویں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان …

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ

… کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہاں ان کو سلام اس لفظ سے کیا جاوے گا السلام علیکم

… تک۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے وہ ایسے باغوں میں
… ہوں گی (اور) وہ ان میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور …

ان کو سلام اس لفظ سے کیا جاوے گا السلام علیکم (یعنی باہم بھی اور فرشتوں کی طرف سے بھی لقولہ تعالیٰ الا قیلا سلاما سلاما و لقولہ تعالیٰ والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم الآیۃ) **ربط** اوپر شروع سے یہاں تک رسالت اور معاد کا ذکر ہو چکا آگے توحید کا بیان ہے پس اول کلمہ توحید کی فضیلت اور کلمہ کفر و شرک کی مذمت مثال سے بھی الم ترکیف آلخ میں اور اثر سے بھی یثبت اللہ الخ میں ذکر کی گئی پھر مشرکین کی مذمت کہ نعم الٰہیہ کا مقابلہ کفر سے کیا الم تر الی الذین الخ میں اور موحدین کی فضیلت اشارۃً اور ان کو نعم الٰہیہ کے شکر کی تاکید قل یا عبادی الخ میں بیان کی گئی پھر توحید کے دلائل مع تعداد بعض نعم الٰہیہ اللہ الذی الخ میں مذکور ہوئے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی

وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ

ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہو اور اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کے

الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِۨ

واسطے اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ خوب سمجھ لیں اور گندہ کلمہ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ

اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ

وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے اور اس کو کچھ ثبات نہ ہو اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی

الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۝ۧ

بات سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے اور ظالموں کو بچلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے

ع ۴

تفسیر: الم ترکیف سے مایشاء تک. کیا آپ کو معلوم نہیں (یعنی اب معلوم ہو گیا) کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی (اچھی اور موقع کی) مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ کی (یعنی کلمہ توحید و ایمان کی) کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے (مراد کھجور کا درخت ہے) جس کی جڑ (زمین کے اندر) خوب گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں (اور) وہ (درخت) خدا کے حکم سے ہر فصل میں (یعنی جب اس کی فصل آجاوے) اپنا پھل دیتا ہو (یعنی خوب پھلتا ہو کوئی فصل ماری نہ جاتی ہو اسی طرح کلمہ توحید یعنی لا الٰہ الا اللہ کی ایک جڑ ہے یعنی اعتقاد جو مومن کے قلب میں مستحکم کے ساتھ جاگیر ہے اور اس کی کچھ شاخیں ہیں یعنی اعمال صالحہ جو ایمان پر مرتب ہوتے ہیں جو بارگاہ قبولیت میں آسمان کی طرف لیجائے جاتے ہیں پھر ان پر رضائے دائمی کا ثمرہ مرتب ہوتا ہے) اور اللہ تعالیٰ (اسی قسم کی) مثالیں لوگوں (کے بتلانے) کے واسطے اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ (لوگ معانی مقصودہ کو) خوب سمجھ لیں (کیونکہ مثال سے مقصود کی خوب توضیح ہو جاتی ہے) اور گندہ کلمہ کی (یعنی کلمہ کفر و شرک کی) مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو (مراد درخت حنظل ہے) کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے (اور) اس کو (زمین میں) کچھ ثبات نہ ہو (خراب فرمایا باعتبار اس کی بو اور مزہ اور رنگ کے یا اس کے پھل کے بو اور مزہ اور رنگ کے یہ صفت طیبہ کے مقابل ہوئی اور اوپر سے اکھاڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جڑ اس کی دور تک نہیں ہوتی اوپر ہی رکھی ہوتی ہے یہ اصلہا ثابت کے مقابل فرمایا اور مالہا من قرار اسی کی تاکید کے لئے فرمایا اور اس کی شاخوں کا اونچا نہ جانا اور پھل کا نکلنا مطلوب نہ ہونا ظاہر ہے یہی حال کلمہ کفر کا ہے کہ گو کافر کے دل میں اس کی جڑ ہے مگر حق کے سامنے اس کا مضمحل و مغلوب ہو جانا مشابہ اسی کے ہے جیسے اس کی جڑ ہی نہیں قال تعالیٰ جعلنم واحقہ اور شاید مالہا من قرار کی تصریح سے کفر کا یہی اضمحلال و مغلوبیت بتلانا مقصود ہو اور چونکہ اس کے اعمال مقبول

نہیں ہوتے اس لئے فرعہا فی السماء بھی منفی ہے اور چونکہ اس کے اعمال پر رضائے الٰہی مرتب نہیں ہوتی اس لئے پھل کی نفی بھی ظاہر ہے اور چونکہ قبول ورضا کا فریں اصلاً احتمال نہیں شاید اسی لئے مشبہ کی جانب میں فرع اور ثمر کا ذکر قطعاً صراحۃً متروک فرما دیا ہو بخلاف نفس کفر کے کہ اس کا وجود محسوس بھی ہے اور احکام جہاد وغیرہ میں معتبر بھی ہے یہ تو دونوں کی مثال ہوگئی آگے اثر کا بیان ہے کہ) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ ثابت الاصل کی برکت) سے (جس کا اوپر ذکر ہوا) ایمان والوں کو دنیا اور آخرت (دونوں جگہوں) میں (دین میں اور امتحان میں) مضبوط رکھتا ہے اور (اس کلمۂ خبیثہ کی نحوست سے) ظالموں (یعنی کافروں) کو (دونوں جگہ دین میں اور امتحان میں) بچلا دیتا ہے اور (کسی کو ثابت رکھنے اور کسی کو بچلا دینے میں ہزاروں حکمتیں ہیں بس) اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتا ہے کرتا ہے **ف** حنظل تنہ دار نہیں ہوتا اس کو شجرہ مجازاً فرما دیا گیا اور شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ کی یہ تفسیریں حدیث میں آئی ہیں کہ خرما کا طیب ہونا تو ظاہر ہے اور حنظل کو خبیث باعتبار بو اور مزہ اور بعض مضرتوں کے فرمایا جو کتب طبیہ میں مذکور ہیں اور یثبت فی الحیٰوۃ الدنیا سے مراد یہ ہے کہ شیاطین الانس والجن کے اضلال و اغوا کا اس پر اثر نہیں ہوتا اور مرتے دم تک ایمان پر قائم رہتا ہے اور یثبت فی الآخرۃ سے مراد قبر میں نکیرین کے سوال کا صحیح اور اطمینان سے جواب دے دینا ہے۔ اور اسی کے مناسب اضلال فی الدنیا و فی الاخرۃ کی تفسیر ہو جاوے گی۔ چنانچہ دنیا میں ان کی ضلالت ظاہر ہے اور قبر میں حسب تصریح احادیث ان سے جواب نہ بن پڑے گا بلکہ تحیرانہ جواب دے گا ہاہ ہاہ لا ادری ربط آیات بالا کی تمہید میں مذکور ہو چکا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِۙ جَهَنَّمَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے بجائے نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچایا

يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا ٦١٥

وہ اس میں داخل ہونگے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے ساجھی قرار دیے تاکہ اس کے دین سے گمراہ کریں آپ کہہ دیجئے

فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا

کہ چندے عیش کر لو کیونکہ اخیر انجام تمہارا دوزخ میں جانا ہے۔ جو میرے خاص ایمان والے بندے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کی پابندی رکھیں اور ہم

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝

نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور آشکارا خرچ کیا کریں ایسے دن کے آنے سے پہلے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی

تفسیر:۔ اَلَمْ تَرَ سے وَلَا خِلٰلٌ تک۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی ان کا حال عجیب ہے) جنہوں نے بجائے نعمت الٰہی (کے شکر) کے کفر کیا (مراد اس سے کفار مکہ ہیں کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس رضی اللہ عنہ) اور جنہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچایا (یعنی ان کو بھی کفر کی تعلیم کی جس سے) وہ اس (جہنم) میں داخل ہوں گے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے (اس میں اشارہ ہو گیا کہ ان کا داخل ہونا قرار اور دوام کے لئے ہوگا) اور (اوپر جو کہا گیا ہے کہ ان لوگوں نے شکر نعمت کی جگہ کفر کیا اور اپنی قوم کو جہنم میں پہنچایا اس کفر اور پہنچانے کا بیان یہ ہے کہ) ان لوگوں نے اللہ کے ساجھی قرار دیے تاکہ (دوسروں کو بھی) اس کے دین سے گمراہ کریں (بس ساجھی قرار دینا کفر ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنا جہنم میں پہنچانا ہے) آپ (ان سب سے) کہہ دیجئے کہ چندے عیش کر لو کیونکہ آخر انجام تمہارا دوزخ میں جانا ہے (عیش سے مراد حالت کفر میں رہنا کیونکہ ہر شخص کو اپنے مذہب میں لذت ہوتی ہے یعنی اور چندے کفر کر لو یہ تہدید ہے اور مطلب کیونکہ کنایہ ہے کہ چونکہ جہنم میں جانا تو مقرر ہو رہی ہے۔ اس واسطے کفر سے باز آنا تمہارا مشکل ہے۔ خیر اور چندے گذار لو۔ پھر تو اس مصیبت کا سامنا ہو ہی گا اور) جو میرے خاص ایمان والے بندے ہیں (ان کو اس کفر نعمت کے وبال پر متنبہ کرکے اس سے محفوظ رکھنے کے لئے) ان سے کہہ دیجئے کہ وہ (نعمت الٰہی کے

اسی طرح شکر گذار ہیں کہ نماز کی پابندی رکھیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے (حسب قواعد شرعیہ) پوشیدہ اور آشکارا (جیسا موقع ہو) خرچ کیا کریں ایسے دن کے آنے سے پہلے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی ہوگی (مطلب یہ کہ عبادات بدنیہ و مالیہ کو ادا کرتے رہیں کہ یہی شکر ہے نعمت کا) (ربط تمہید بالا میں مذکور ہو چکا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ

اللہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے

الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ

تمہارے لئے رزق پیدا کیا اور تمہارے نفع کے واسطے کشتی کو مسخر بنایا تاکہ وہ خدا کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَاٰتٰىكُمْ

اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو مسخر بنایا جو ہمیشہ چلنے ہی میں رہتے ہیں اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو مسخر بنایا اور جو چیز

مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۠

تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف بڑا ہی ناشکرا ہے

تفسیر۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ سے لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ تک۔ اللہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی (یعنی مینہ) برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا اور تمہارے نفع کے واسطے کشتی (اور جہاز) کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا تاکہ وہ خدا کے حکم (و قدرت) سے دریا میں چلے (اور تمہاری تجارت اور سفر کی غرض حاصل ہو) اور تمہارے ٦١٦
نفع کے واسطے نہروں کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا (تاکہ اس سے پیو اور آبپاشی کرو اور اس میں کشتی چلاؤ) اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا جو ہمیشہ چلنے ہی میں رہتے ہیں (تاکہ تم کو روشنی اور گرمی وغیرہ کا فائدہ ہو) اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا (تاکہ تم کو معیشت اور آسائش کا نفع حاصل ہو) اور جو چیز تم نے مانگی (اور وہ تمہارے مناسب حال ہوئی) تم کو ہر چیز دی اور (اشیائے مذکورہ ہی پر کیا منحصر ہے) اللہ تعالیٰ کی نعمتیں (تو اس قدر بے شمار ہیں کہ) اگر (ان کو) شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے (مگر) سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف بڑا ہی ناشکر ہے (کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر اور شکر نہیں کرتا بلکہ اور بالعکس کفر و معصیت کرنے لگتا ہے جیسا اوپر آیا ہے الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا)۔ **ف** آتاکم من کل ما سالتموہ میں جو یہ قید لگائی کہ وہ مناسب حال ہو اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ بعض اشیاء ہم مانگتے ہیں اور وہ نہیں ملتی سو وہ حکمت الٰہیہ میں اس سائل کے مناسب نہ ہوگی۔ **ربط** اوپر توحید اور نعم الٰہیہ کا ذکر تھا آگے حضرت ابراہیمؑ کے بعض واقعات مذکور ہیں جن میں شرک کی مذمت اور بعض نعم الٰہیہ متعلقہ باہل مکہ کا ذکر ہے جس سے مضمون سابق کی تقریر ہو گئی خصوص اہل مکہ کے لئے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے۔ پس ان کو تنبیہ ہو گئی کہ تمہارے جد امجد شرک کو برا کہتے تھے اور تمہارے لئے بعض نعم کی دعا کرتے تھے کہ تم شکر کرو گے جیسا لعلہم یشکرون سے معلوم ہوتا ہے مگر تم نے بجائے شکر کے کفر کیا بدلوا نعمۃ اللہ کفرا میں مذکور ہوا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ؕ

اور جبکہ ابراہیم نے کہا اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا دیجئے اور مجھ کو اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھئے



غیبی نوشتے

اگر قسمت کے پوشیدہ رازوں سے آپ واقف ہو کر اپنی گزری ہوئی قسمت کو جاننا چاہتے ہیں تو غیبی نوشتے ...

اس کتاب میں کوئی بات ایسی پیچیدہ نہیں جو آپ کی سمجھ میں نہ آسکے۔ غیبی نوشتے کا مطالعہ آپ کر دیا کیجئے ...

ہاتھ کے ذریعہ قسمت کے تمام پوشیدہ راز معلوم کرنے والوں کی سہولت کے لیے ...

پہلا حصہ

علم نجوم
روح و کواکب کی ماہیت
بروج آسمانی
کیچھتر
کیچھتروں کے جدول
کیچھتروں کا تعلق بروج سے
کواکب کی تاثیرات و خاصیت
ستاروں کی دوستی و دشمنی
(۱) آفتاب
(۲) قمر
(۳) مریخ
(۴) عطارد
(۵) مشتری
(۶) زہرہ
(۷) زحل
(۸) راس و ذنب
بروج آسمانی کی کیفیت
کیچھتروں کے مقرر حروف
بروج کی روزانہ رفتار
شرف و ہبوط سیارگان
رفتار کواکب
قرن، خزینی، تحت الشعاع
اقتران طالع اور زائچہ
لگن لگانے کے طریقے
بروج کی منازل و جوں کے حساب
لگن لگانے کا بالکل نیا طریقہ
نئے طریقہ کی مثال
عمل ساعت کے ذریعہ استخراج طالع
لگن ساعت کے استعمال کا طریقہ
لگن ساعت کی مثال
زائچے کے خانوں کی ترتیب
بارہ خانوں کے منسوبات
عکس زائچہ کی طرز تکمیل
کواکب کے درجے
نوانشہ کا بیان
نوانشہ کا نقشہ
نوانشہ کے نقشہ کو دیکھنے کا طریقہ
زائچہ کے خانوں میں ستاروں کی کیفیت

زائچہ پیدائش سے قسمت کے حالات
عکس سے پیدائش کے حالات
(۱) حمل کی پیدائش
(۲) ثور (۳) جوزا
(۴) سرطان (۵) اسد
(۶) سنبلہ (۷) میزان
(۸) عقرب (۹) قوس
(۱۰) جدی (۱۱) دلو
(۱۲) حوت
مختلف بروج میں ستاروں کے اثرات
(الف) احکام آفتاب
آفتاب بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(ب) احکام قمر
قمر بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(ج) احکام مریخ
مریخ بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم

مریخ بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(د) احکام عطارد
عطارد بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(ہ) احکام مشتری
مشتری بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(و) احکام زہرہ
زہرہ بخانہ اول
بخانہ دوم

دوسرا حصہ

تیسرا حصہ

چوتھا حصہ

پانچواں حصہ

سیدہ فاطمہ کالال

مظلوم کربلا

دنیا سے رخصت ہونے کے بعد مظلومی کے الم انگیز نظارے

شہزادی کی پاکیزہ زندگی

سیدہ کائنات کی وفات کے بعد

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

منیجر رسالہ پیشوا دہلی


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی

قرآن مجید کی مکمل ڈکشنری

مصباح الفرقان اردو میں اپنے قسم کی پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے تمام لفظوں کو بہت سہل ترتیب کے ساتھ اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے خانہ میں لفظ دوسرے میں معنی تیسرے میں لفظوں کے متعلق ضروری تشریح اس کے ساتھ بعض دوسری اہم اور مفید باتیں درج کی گئی ہیں۔ مثلاً انبیاء کرام کے نام جہاں جہاں آئے ہیں انکے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کہنا بے مبالغہ ہے کہ الفاظ قرآن کی تشریح و ترجمہ کے سلسلہ میں اردو زبان میں ابتک ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ قیمت

زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

کھیتی خواہ دنیا کی ہو خواہ عقبیٰ کی وہ جنت کی کھیتی بن سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم اپنے اعمال کو اس سانچہ میں ڈھالو جس میں اللہ نے اپنا نائب بنانے کیلئے قرآن نازل فرمایا اور زندگی کا وہ سانچہ اس طرح تیار ہو سکتا ہے کہ تم معلومات قرآن کا مطالعہ کرو۔ تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کلام اللہ کی تلاوت کرو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے جنت کی دوامی خوشیوں کا حقدار ٹھیراتے ہوئے کیا کیا ہدایات فرمائی ہیں قیمت ۱۲

دینی معلومات

یہ ۴۴۰ صفحہ کی کتاب ہے۔ وہ فقہ اسلامی کی سب بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف تلمیذ امام ابوحنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان سلیس اور بامحاورہ ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اس میں طہارت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ نکاح۔ طلاق حقوق آداب معاشرت بیع و شری۔ لباس تجارت دیوانی فوجداری دینی قوانین، زراعت، تجارت حکومت صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں جس کے متعلق شرعی احکام اس کتاب میں نہ ہوں

معلومات نماز

نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے ڈھنگ میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے چند عنوانات یہ ہیں۔ مذہب۔ اسلامی عبادات کی حکمت، احکام عبادت۔ عبادات کے منافع ثمرات عبادت۔ ثمرات آخرت۔ نماز نہ پڑھنے کے نقصان، امتیازی عبادت نفلی عبادت نماز کے وقتوں کا قرآن شریف سے ثبوت اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان اور نماز کی ہر دعا کا ترجمہ مع کامل عربی عبارت۔ ۱۴۰ صفحے قیمت ۸

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن حضور ہی کا ہے۔ اسلام نے جو منازل ترقی قرون اولیٰ میں طے کئے وہ دوسرے قرون میں اس شد و مد کے ساتھ نہیں ہوئے۔ اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اول فردوس آسیہ ملاحظہ فرمائیے اس تاریخ میں پیدائش رسالتمآب سے لیکر آنحضرت کی وفات پھر خلفائے راشدین کے حالات سو ترقی اسلام، غزوات اسلامی، اسلامی نظام حکومت سب بالتفصیل درج ہیں قیمت ۱۲

سائیں انکھیاں پھیریاں سو بیری ملک جہان

اگر بابا کبیر داس کے اس دوہے کی سچی تصویر دیکھنا ہو تو کتاب

آہ مظلوم

پڑھیے بدنصیب عورتوں کی المناک زندگی کا خونچکاں منظر ہے۔ آہ جس عورت کے سر سے اس کے تاجدار کا سایہ اٹھ گیا اس کیلئے سوائے گوشہ لحد کے کہیں ٹھکانا نہیں معلوم ہوا کہ داستان غم سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے حضرت علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے۔ قیمت ۸

کتاب التعویذات

یا علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خاں۔ بڑی تقطیع کے ایک سو بیس صفحہ کی کتاب ہے۔ اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن کی تمام سورتوں کے اعمال اور تعویذ ہیں اس کیلئے ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہیں ہوگی جس کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو مصنف کی قابلیت او تبحر علمی اس کے صحیح اور مجرب ہونے کا ضامن ہے۔ ہر عمل تیر بہدف ہے دین و دنیا کی ضرورت بفضلہ اس کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے۔ قیمت ۱۰ محصول ۶

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجربہ کی مخصوص کتاب ہے جو ہر عامل کیلئے تیر بہدف ہے۔ اس کے چار حصے ہیں اور ایک ہی جلد میں حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ الشافی سورہ یٰسین کے مجرب عمل اور نقوش ہیں۔ حصہ دوم میں اسماء باری تعالیٰ ختم خواجگان و قرآن شریف کی ہر سورۃ کا عمل و خواص حصہ سوم میں موکلات کے تابع ہونے کے اعمال درج ہیں حصہ چہارم اولیائے کبار کیلئے جیسے حضرت بو علی قلندر و حضرت خواجہ معین الدین چشتی وغیرہ کے اعمال ہیں اور آخر میں متفرق نقوش ہیں۔ پچاس سال سے مقبول ہے قیمت ۱۰

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی ادعیہ نظم میں بہت موثر سناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور دعائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی ادعیہ کرام کی مجرب دعائیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استفادہ منزل پھر دعائے استخارہ شجرہ امدادیہ نظم مترجم درود شریف مستقلم ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں قیمت صرف ۶

چھیانوے اولیاء

کے حالات ان کی کرامات ان کے خوارق انکی تعلیمات انکی والہانہ تبلیغ اسلام ان کے اسرار باطنیہ کی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے۔ اس کا نام بھی تذکرۃ الاولیاء ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں۔ اس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں یمن کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور مشرق بعید کے بھی یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا بھی آئینہ ہے بڑی تقطیع کے چار سو صفحات قیمت صرف ۱۲

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کیلئے بڑی اکسیر چیز ہے ہیکس شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ پڑھی جائے اس کے اوصاف بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی ضرورت کبھی اٹکی نہیں رہتی۔ اس کے عامل رسول کریم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں پھر بھی اکیلی یہی نعمت کیا کم ہے وظائف اور دعا کے سلسلہ میں بے نظیر کتاب ہے اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر بلاک سے چھپی ہے قیمت مجلد ستا ایڈیشن ۱۰

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں۔ وہ دل کسی کا ہو۔ مرد کا ہو عورت کا خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو، بڑے کا ہو غیر کا ہو۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لینگے۔ اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس پر عامل ہو جائیں گے تو احباب کا سوز کنا زن و مرد کا سلیقہ پیدا ہو جانا دفتر میں قابو پانا مقدمات کا ہمیشہ جیتنا غرض اس کتاب کے عمل کیلئے ہدایات ہیں قیمت

[illegible] کا راز

معلوم ہو سکتا ہے اگر تم بزرگان اسلام کے بتائے اور آزمائے ہوئے طریقہ سے ہر کام کرنے سے پہلے روحانی فالنامہ میں فال دیکھ لیا کرو جس میں علم قیافہ استخارہ قرآنی فالنامہ دیوان حافظ کا فالنامہ مثنوی شریف کا فالنامہ اسمائے الٰہی کا فالنامہ اسمائے نبی کا فالنامہ انگریزوں کا فالنامہ فرانس کا فالنامہ جرمنوں کا فالنامہ اعضاء کے پھڑکنے سے فالیں روحانی عملیات درج ہیں قیمت صرف ۶ر

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریمؐ تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے جو مستند احادیث سے مستنبط ہے۔ ۲۰۰ صفحوں کی کتاب ہے۔ انبیاء کے حالات عجائب و غرائب حالات سے پر ہونگے اہم ترین جز اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ اجرت عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے جو لوگ اچھے مذہبی معاشرتی اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جنکو پڑھکر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں انکو بے تکلف رکھ سکیں تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجئے۔ کئی افسانے فوٹو مارک کی تصاویر سے مزین ہیں قیمت ۸ر

معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے قرآن کو سمجھ کر پڑھ لے اگر معانی نہ بھی معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معانی ضرور معلوم ہو جائیں عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا جس کے ابتدائی صرف و نحو ہی جی چھڑا دیتے ہیں معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلہ سے چھوڑ کر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر شخص تھوڑے تامل سے ایک سبق روزانہ پڑھ لے تو تین مہینے میں قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے قیمت صرف ۸ر

محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور آپ عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور ایسے خطوط کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری کتاب محبت کے پیغام پڑھئے اس میں عاشق مزاج بیوی کے وہ خطوط ہیں جس کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے اور تمام خطوط نہایت مہذب اور شائستہ ہیں متعدد حسین و جمیل فوٹو بلاک ہیں قیمت صرف ۸ر

امام ابو حنیفہؒ

کے حالات پڑھنے ہر حقیقی مسلمان کیلئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات اور علمی کارناموں، مناظروں اور دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے علمی نکات بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا مایہ الامتیاز فن ہے ضخامت ۱۶۰ صفحہ۔ قیمت عہ رعایتی ۸ر

مسدس حالی

عالم اسلامیہ میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سرسید مرحوم نے کہا تھا کہ خدا کے سامنے صرف یہی کتاب لیکر جاؤنگا۔ مسدس اسلام کی مختصر تاریخ ہے اور مدوجزر اسلام ہے لاکھوں سے زائد چھپی اور فروخت ہوئی زیر اہتمام ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا ہے ابتدا میں بڑا دیباچہ ہے جس میں گویا مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے بچوں کو مسدس یاد کرایا جائے نوجوانوں میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہو سکتا ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت اصلی ۱۲ر رعایتی ۶ر

غیبی نوشتے

علم نجوم، علم رمل، علم اعداد، پامسٹری، فال بینی، علم قیافہ، تعبیر نامہ خواب اور فالنامہ کی انسائیکلوپیڈیا یا کچھ فطرت انسانی ہے کہ وہ اپنے آئندہ واقعات معلوم کرنے کیلئے بے چین رہتا ہے اور خواہ مخواہ نجومیوں اور رمالوں کے پھندے میں پھنس کر جھوٹے سچے واقعات سے اپنا مستقبل خراب کر لیتا ہے یہ کتاب مطالعہ کے بعد آپ اپنے مستقبل کو درست کر سکتے ہیں۔ اس کتاب میں معلومات ہی نہیں بلکہ تجربہ کیلئے ترکیب بھی ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی۔ سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت عہ

غریبوں کا سستا علاج

امیر لوگ ہر جگہ اپنے روپیہ کے زور سے علاج کرا لیا کرتے ہیں غریبوں میں اتنا بوتا کہاں انکو تو دو چار پیسے بھی خرچ کرنے گراں ہوتا ہے کیا اچھا ہو کہ آپ غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں تیار کریں اور غریبوں کو مفت تقسیم کریں افضل الناس حضرت رسول کریمؐ کا فرمان ہے یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا مروت کبھی ہر گھر میں [illegible]

سیدہ فاطمۃ الزہرا

پیارے نبیؐ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہراؓ کے حالات جو مورخ اعظم آغا رفیق بلند شہری نے لکھے ہیں۔ حضرت سیدہؓ کے حالات ہماری بہنوں بیٹیوں اور بیویوں کیلئے بڑے سبق آموز ہیں جس میں ماں باپ کی محبت شوہر کی اطاعت بچوں کی خدمت حسن معاشرت اور خدا کی بندگی سب کا موثر حال ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر معلوم ہوگا کہ سردار دو عالم کی بیٹی نے اپنی زندگی کیسی سادہ اور قابل تقلید بسر کی۔ یہ کتاب ہر مسلمان گھر کو جنت بنا دے گی قیمت ۸ر

کریم اللغات

فارسی زبان کے بیس ہزار الفاظ کی سستی کتاب جدید کریم اللغات منگوا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینہ میں آپ کی بول چال اور تقریر میں نہایت برجستہ اور برمحل الفاظ آ جائیں گے قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

دیوان حافظ مترجم

خواجہ حافظ کا دیوان مترجم مسائل تصوف کا نمونہ اور جواہر معرفت کا گنجینہ ہے۔ مگر مشکل زبان ہونے کی وجہ سے عوام اس سے فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ قیمت ۱۲ر

میاں بیوی کے فرائض

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر ہو سکتے ہیں۔ آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے۔ اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں۔ ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر چلیں۔ یہ اسلامی جوڑہ ایک عمدہ جوڑا ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہتر ہوں گی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اس میں دونوں کے فرائض شرعی بتائے گئے ہیں قیمت ۸ر محصول ۲ر

ملنے کا پتہ :- مینیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا قبول ہوگی۔ اگر آپ بے اولاد ہوں گے تو صاحب اولاد بن جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہوں گے بے یار ہیں تو مددگار ملیں گے نزاع کشیدہ ہیں تو صاحب وصال ہونگے۔ پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائینگے غرضکہ آپ ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں ہیں قیمت ۲ر

تفسیر حسینی کامل

اعلیٰ درجے کی لکھائی چھپائی عمدہ سفید کاغذ پورے کلام اللہ کی پوری مدلل شرح تفسیر ہے۔ قرآن فہمی کے لئے اس سے بہتر اور اس سے سستی تفسیر کسی شکل میں پیشوا کے سوا نہیں ہے جدید عصر میں اس کو سامنے رکھ کر ہی تفسیر لکھتے ہیں بہت بدیہہ ہوتی ہے۔ اگر قرآن شریف پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی یہ تفسیر منگالیجئے

قیمت سات روپے ۷ روپیہ

علاوہ محصول ڈاک

قرآن ایک معجزنما کتاب ہے

حقائق و معارف فصاحت و بلاغت قرآن پاک پر دنیا میں پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو علامہ ابوالحسنیہ صاحب ناو عتیق کے ہمسالہ مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں کے تجربے سرداران کفار قریش کے منکرین کلام الہیٰ کا اس کو سنکر مسلمان ہونا قرآن کے کلام من اللہ ہونے اور معجز نما ہونے پر معرکۃ الآراء اشاعت قرآن حکیم کی تاریخ ہے۔ یہ کتاب تبلیغ اسلام کیلئے بہترین ہے سفید چکنا کاغذ قیمت ۶ر

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی عرق ریزی کا شاندار کارنامہ اور ایسی تفسیر جس کو ہر موخر مفسر نے اپنی شمع راہ بنایا ہے اب بھی ایسی ہی مقبول ہے جیسی پہلی تھی اس کے قدردان اب بھی اسی کو سر پر بٹھاتے ہیں لاکھوں چھپتی ہے اور سب ہدیہ ہوجاتی ہے اتنی سستی پورے قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر نہیں پیشوا نے پوری آنکھی کی تفسیر ۹۴۰ صفحے ہیں قیمت مجلد ۷ر محصول ڈاک عہ

تفسیر سورہ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جو بغاوت و طغیانی کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کیلئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ آیات کو معقول طریقہ پر سمجھایا گیا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے ماخوذ ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا حیرت میں رہ جاتا ہے یہ تفسیر بہت اہم ہے اور ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر محصول ۲ر

کیمیائے سعادت

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نورانی کتاب دین و دنیا کی برکتوں کا مجموعہ دلوں کو دھلا دیتی ہے کہ غفلت اور غرور کا ذرا بھی میل باقی نہیں رہتا تصوف اور روحانیت کا خزانہ ہے اور اسلام و تصوف اخلاق کا بے مثل گنجینہ۔ بڑی تقطیع بہت عمدہ خط ۲۵۲ صفحے۔ مجلد ۳ ہے غیر مجلد تین روپے محصول الگ بڑی اچھی کتاب ہے جلد منگائیں

اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے تعویذات لاثانی از علامہ حضرۃ اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو ایک جگہ کیا اور دینی و دنیاوی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو۔ امراض کی شفا سے بلیات کی دفاع سے مقدمات کی جیت سے کشائش رزق سے حب کے لیے بھی تسخیر کے نقش ہیں۔ ۱۶۰ صفحے کی کتاب ہے کاغذ اعلیٰ ہے اصلی قیمت ۱۲ اور رعایتی ۶ر

درس معاشرت

مایہ ناز انشا پرداز کے نوک قلم سے دلچسپ اور سبق آموز افسانوں کا دلکش مجموعہ ہے ہر ایک افسانہ اسلامی طرز معاشرت کی بولتی تصویر ہے۔ افسانے کے پیرایہ میں مسلمانوں کو موثر الفاظ میں اصلاح رسوم کی عملی تعلیم دی گئی ہے کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت ۸۰ صفحے باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ۸ر جلد طلب فرمائیں بہت کم باقی ہیں

زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسلامی تہذیب کے گہوارے بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگے لذیذ کھانوں سے واقف نہ ہوں دہلی کا مکمل باورچی خانہ فوراً طلب کیجئے جس میں قدیم امراء و شرفاء دہلی کے تمام لذیذ اور نت نئے کھانوں کی تفصیل اور انکے پکانے کے آسان طریقے درج ہیں تیسرے اڈیشن میں باورچی خانہ کا دیباچہ اسلامی دسترخوان بھی شامل کردیا ہے ضخامت ۱۰۰ صفحے کاغذ سفید چکنا قیمت ۱۲ر

بچی کی استانی

شریر لڑکی ماں باپ کیلئے اس دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے مگر اس عذاب سے نجات پانے کا ذریعہ اڈیٹر صاحب پیشوا کی طلسمی کتاب بچی کی استانی ہے جو شریر بچیوں کو پڑھنے لکھنے میں مصروف کرکے نیک اور سلیقہ مند بیویاں بننے کے قابل بنا دیتی ہے اس کے مطالعہ سے ہنرمندی اور تمیزداری سلیقہ آجاتا ہے آئی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کرکے ختم کئے بغیر چین نہ آئیگا سفید چکنا کاغذ اور اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ر

پیام خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب و فلسفی اور نامور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات یوں تو بہت سی مختلف طریقوں اور رنگ برنگ کی نیادوں کے ساتھ شائع ہوتی ہے مگر اس نامور حکیم کے سوانح حیات ابھی تک گوشہ گمنامی میں پڑے تھے اس بڑی تلاش و جستجو سے عمر خیام کے حالات فراہم کئے ہیں اور ہر رباعی کے تحت میں عمر خیام کی سات سو رباعیوں کی شرح نہایت سہل اور عام فہم انداز میں لکھی ہے شروع میں عمر خیام کا فوٹو اور تقریباً ایک درجن رباعیوں کو مصور کیا گیا ہے قیمت عہ

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آجائے اس گھر کا اطمینان سکون لڑائی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے بیوی کی تربیت کیلئے دلہن اور ساس نندیں بے چین رہتی ہیں ان کو اڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب پھوہڑ دلہن کی تربیت پڑھاو جس میں بتلایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھروں کو جنت بنا سکتی ہیں [illegible]

ملنے کا پتہ: ـ مینیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہ ولی اللہ رحمہ نمبر

پیشوا دہلی

دہلی کا ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی۔ اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد۔ دہلی

جو ہر قمری مہینے کی ۱۱۔ تاریخ کو اسلامی تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
ارزاں ایڈیشن ایک روپیہ
ممالک غیر سے
جس میں محصول ڈاک شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

جلد ۱۷ | بابت شوال المکرم سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق نومبر سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۸

تاریخ وفات حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ محدث دہلوی

(از جناب مولینا حامد حسن صاحب قادری پروفیسر سینٹ جانس کالج آگرہ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے فرزند اکبر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات حکیم مومن خان دہلوی نے جس کمال صنعت و حسن نظم کے ساتھ کہی ہے۔ آج تک اپنی نوعیت میں عدیم المثال ہے۔ راقم حضرت جب مکرمی مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی صدیقی اکبرآبادی نے شاہ ولی اللہ صاحب رح کی تاریخ وفات مرتب کرنے کی فرمائش کی تو مجھے حکیم مومن خان کی تاریخ کا خیال آ گیا۔ چنانچہ اسی صنعت میں تاریخ نکالی ہے لیکن مجھے اعتراف ہے کہ اس نقش ثانی کو نقش اول سے کچھ نسبت نہیں۔

(۱)

شاہ ولی اللہ فقیہ زماں — بر ہمہ ارباب ورع داشت فوق
بے سر و پا از غم ہجرش شدہ — فضل و کرم، علم و عمل، فقر و ذوق

ض ر ل م ق ذ
۸۰۰ + ۲۰۰ + ۳۰ + ۴۰ + ۱۰۰ + ۶
سنہ ۱۱۷۶ھ

(۲)

عین کرم فضل چو ذاتش آمد — ہم "فضل و کرم" سال وفاتش آمد
سنہ ۱۱۷۶ھ

مہتمم و پبلشر نے کمال چند برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

(از جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی)

گیارھویں صدی کے آغاز اور بارھویں صدی کے اختتام کا زمانہ مسلمانوں کے لئے نہایت نازک تھا۔ اسلامی دنیا اپنے ضعف کی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ صحیح اسلامی تعلیم کے آثار کسی جگہ بھی نظر نہ آتے تھے۔ ہر جگہ عرب ہو یا عجم، ہند ہو یا چین، جمود و تنزل نمایاں صورت اختیار کر چکا تھا۔ مذہب کی بہت پست حالت تھی۔ شعائر اسلامی تباہ کر دیئے گئے تھے۔ تصوف کے طفلانہ توہمات کی وہ کثرت تھی کہ صحیح اسلامی توحید پر شرک وکفر کے بادل چھا گئے تھے۔ مساجد ویران اور غیر آباد تھیں۔ خانقاہوں کے رہنے والے گندے فقرا اور قلندری مشرب صوفیہ کی گرم بازاری تھی۔ یہ کذاب مالائیں پہنے تعویذ، گنڈوں میں عوام کو پھانستے رہتے۔ ان سے ہی جہال مانوس اور خوش تھے۔ دیوانے درویشوں سے ان سے بھی زیادہ اعتقاد تھا۔ بزرگو کے مزارات کی زیارت فرض کے درجہ تک قرار دے رکھی تھی۔ صنائع مزار کی پرستش بارگاہ ایزدی کے لئے شفیع اور ولی کے طور پر کی جاتی تھی۔ کیونکہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ خدا ایسا برتر ہے کہ وہ اس کی طاعات بلا واسطہ نہیں ادا کر سکتے۔ قرآن مجید فرقان حمید کی اخلاقی تعلیم کو نہ صرف پس پشت ڈال رکھا تھا۔ بلکہ اس کی خلاف ورزی کی جاتی۔ افیون۔ شراب خواری جو عام تھا۔ زنا کاری کا زور تھا۔ ذلیل ترین اعمال قبیحہ کھلم کھلا بے حیائی کے ساتھ کئے جاتے تھے۔ اسلامیت ختم کے درجہ تک پہنچ چکی تھی۔ بجز محض بے روح رسمیات اور مبتذل توہمات کے سوا کچھ ملت اسلامیہ میں باقی نہ رہا تھا۔

اس تاریک عہد کے لئے مجدد دین کی ضرورت سخت تھی۔ جب بھی ایسا وقت آیا تو خدا نے مجدد پیدا کیا۔ ایک حدیث ہے کہ

"ہر صدی میں ایک مجدد پیدا ہوگا"

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد۔ تذکرہ کی ایک فصل میں مجددیت کی بحث میں لکھتے ہیں:۔

"مجددین امت کا ظہور بھی معاملات نبوت کے ماتحت ہے جس طرح انبیاء کرام کی تعلیم و دعوت ہمیشہ اسی رنگ میں جلوہ افروز ہوتی ہے جس کا ان کے عہد میں غلبہ ہو۔ اسی طرح مجددین امت کا ظہور بھی ہمیشہ اپنے روپ میں وقت کے مقتضاء و دواعیہ کے مطابق ہوتا ہے کبھی امراء و سلاطین میں سے ظہور ہوتا ہے، کبھی علماء و اصحاب درس و تدریس میں سے۔ کبھی اصحاب سلوک و طریقت میں سے۔ اور یہ تنوع اس لئے ہوتا ہے کہ اس وقت کے حالات اسی ۔ ۔ ۔ ۔ کے مقتضی ہوتے ہیں۔ اور چونکہ غلبہ وقت کے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس لئے اور تمام رنگتیں اس کی چمک دمک کے سامنے پھیکی پڑ جاتی ہیں۔ صرف باریک بین نگاہیں ہی دیکھ سکتی ہیں۔ عام طور پر شہرت وغلغلہ صرف ایک ہی معاملہ کا ہوتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تفہیمات میں لکھتے ہیں:۔

وکذالک امر المجددین والاوصیاء فان صورۃ التجدید وتاویل الشریعۃ یکون مختلفاً باختلاف الزمان والمکان"[۱]

ہندوستان کی تاریخ میں وہ وقت بھی ڈیڑھ صدی پہلے گذرا ہے کہ اکبر کے عہد اختتام اور عہد جہانگیری کے اوائل میں حضرت مجدد الف ثانی کا وجود گرامی تنہا مجددیت کے فرائض کے ادا کرنے کے لئے کافی تھا۔ باوجودیکہ بڑے بڑے علماء و اصحاب خانقاہ اس عہد میں موجود تھے۔ کوئی شہر و قریہ ایسا نہ تھا کہ خانقاہ و مدارس سے خالی ہو علماء میں علامہ شیخ وجیہ الدین گجراتی۔ شیخ علی متقی۔ مخدوم شیخ آسی محدث گوپاموی۔ شیخ جلال تھانیسری۔ ملا محمود جونپوری۔ مولانا یعقوب کشمیری۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی۔ مولانا اللہ داد جونپوری وغیرہم اپنے وقتوں کے مالک اور علم و تعلم کے بادشاہ تھے۔ بایں ہمہ دوسرے گوشوں اور کاموں میں وقت بسر کر گئے۔ اصحاب طریقت میں حضرت خواجہ باقی باللہ جیسے عارف کامل خود دہلی میں لعہد اکبری مقیم تھے۔

ہندوستان سب سے بڑی مصیبت کبریٰ میں مبتلا تھا۔ تمام عوام و خواص پر غلط تصوف کا رنگ غالب تھا۔ حد یہ کہ اس کے سوا علماً وعملاً کوئی بات مقبول نہ تھی۔ تصوف صالح کا جوہر پاک جہل و بدعت کی آمیزش سے یکسر گدلا ہو چکا تھا بلکہ ایک طرح کی اباحت و مطلق العنانی تھی جس کو طریق باطن و اسرار سے تعبیر کیا جاتا تھا

[۱] تذکرہ صفحہ ۲۴۱"

پورا برا عظم شریعت و علوم شریعت سے بیگانہ محض اور اصل حقیقت سے یک قلم معدوم۔ صرف خانقاہوں اور سجادہ نشینی کے جال میں پوری اقلیم جکڑی ہوئی تھی۔ دوسری طرف عہد اکبری کی بدعات تخت و تاج حکومت کے زور سے ہر طرف پھیل چکی تھی۔ علماء سوء و مشائخ دنیا پرست خوشنودان کے احداث و اشاعت کے نقیب تھے۔ (تذکرہ)

اس دور ظلمت میں جس ذات گرامی نے تمام علماء و مشائخ کی موجودگی میں آواز صلاح امت بلند کی۔ صرف وہ ہستی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ جو کچھ اصلاحات ہوئیں، اس کا نتیجہ (شاہجہاں) اور عہد عالمگیری میں نظر آتا ہے۔ مگر عالمگیر کی آنکھ بند ہوتے ہی پھر زمانہ تاریک لوٹ آیا۔ جہلا گردی نے پہلے سے بھی بدتر حال قوم کا بنا دیا تھا۔ اس ظلمت کا ہندوستان ہی شکار نہ تھا بلکہ تمام عالم اسلامی پر بازک دور آچکا تھا۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد آگے لکھتے ہیں کہ:۔

"پھر بارھویں صدی کا ایک عظیم ترین ظہور علوم و معارف دیکھئے۔ زمین بنجر ہو چلی تھی۔ پھر بھی کھیتوں کی سبزی اور چمنوں کی لالی سے کوئی گوشہ بالکل خالی نہ تھا۔"

تیرھویں صدی کے تمام کاروبار علم و طریقت کے اکابر و اساتذہ اسی صدی میں سربرآوردہ ہوئے۔ بعض بڑے بڑے سلاسل درس و تدریس کی بنیادیں اسی میں استوار ہوئیں۔ جیسے مفتیان گوپامئو۔ خاندان علمائے فرنگی محل، علمائے خیرآباد اور ہندوستان سے باہر بلاد عربیہ و عثمانیہ میں اکثر مشاہیر علم و ارشاد جیسے شیخ ابراہیم کورانی۔ محمد بن احمد سفارا لہی النجدی۔ سید عبد القادر کوکبانی۔ شیخ عمر فارسی تیونسی۔ شیخ سالم بصری امیر محمد بن اسمٰعیل یمانی۔ شیخ عبدالخالق زبیدی، علامہ فلانی صاحب "ایقاظ" شیخ محمد حیات سندھی المدنی وغیرہم کہ تاہراہ عام سے اپنی راہ الگ رکھتے تھے اور حقیقت مستورہ کے شناسا و حق آگاہ تھے۔ بایں ہمہ معلوم ہے کہ وہ جو دورۂ آخر کے فاتح اور سلطان عصر ہونے کا مقام تھا۔ تجدید و تبلیغ وقت کا وہ صرف حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ العمری ہی کیلئے تھا (تذکرہ)

تفہیمات میں اس معاملہ کے معارف لکھتے ہوئے کہیں تو شاہ صاحب اپنی طرف بیگانہ وار اشارہ کر جاتے ہیں کہیں کہیں جوش تجلی کے بے اختیاری میں (اپنی مجددیت کے لئے) صاف صاف بھی لکھ گئے ہیں۔

غرضکہ حضرت شاہ صاحب اس عہد کے مجدد وقت تھے آپ نے علوم اسلامیہ کا احیا فرمایا۔ ضعیف الاعتقادی اور رسومات مشرکانہ کی انسداد میں سعی بلیغ فرمائی۔ صوفیانہ بدعات اور پیر پرستی کی اصلاح فرمائی۔ رفض کی لعنت سے قوم کو بچایا۔ اس کا نتیجہ مسلمانوں میں اسلامی بیداری کا ظہور ہے۔ تفصیلی حالات آگے حضرت شاہ صاحب کے سوانحات میں ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح

نام نسب حضرت شاہ ولی اللہ ابن شاہ عبد الرحیم بن وجیہ الدین بن شیخ معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قاذن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر بن عبد الملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین بن ملک شیر بن ملک محمد عطا ملک بن ابو الفتح ملک بن عمر حاکم ملک بن عادل ملک بن فاروق بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایون بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبد اللہ بن محمد بن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔

خاندانی حالات حضرت شاہ صاحب کے اسلاف میں سے بعض حضرات ایران کے ایک قطعہ ملک پر عرصہ تک فرماں روا رہے جب زمانہ کے ہاتھوں تاج و تخت سے محروم ہوئے تو علمی مشاغل میں لگ گئے شیر الملک کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک شیخ شمس الدین دوسرے مفتی بہاء الدین مفتی بہاء الدین کے پڑپوتے شیخ ارزانی بن شیخ منور بن خطیر الملک بن حضر الملک سالار امام بن وجیہ الملک بن بہاء الدین مفتی بدایونی تھے۔ مفتی شمس الدین ومفتی بہاء الدین وارد ہند ہوئے شیخ شمس الدین نے رہتک میں سکونت اختیار کی۔

شیخ شمس الدین مفتی ایک نہایت ہی بزرگ اور خوش طبیعت عالم و عابد شخص روحانی جوہروں اور ریاضت و مجاہدات کے زمزمہ نزدیک و دور مشہور تھیں۔

۱۴ آپ نے رہتک میں اسلامی درسگاہ کی بنا ڈالی۔ اس کے ساتھ ہی آپ تبلیغ اسلام میں منہمک ہو گئے رہتک کے قرب و جوار کے باشندے جو آغوش اسلام میں آئے وہ آپ کی ہی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ وصال کے بعد آپ کے خلف شیخ کمال الدین جانشین تھے۔ تقدس اور تمام شریفانہ عادات، زہد یا ذہن، اخلاق، علم وفضل میں اپنے والد کے بالکل قدم بہ قدم تھے۔ ان کے پوتے حضرت اور حضرت شاہ ولی اللہ رح کے جد امجد حضرت شیخ وجیہ الدین رح نام آور مجاہد تھے عہد شاہجہانی میں شاہی فوج کے افسر کی حیثیت سے اطراف مالوہ کی مہمات میں اور عہد عالمگیری میں شجاع کے مقابلہ پر اورنگ زیب کی ہمرکابی میں اعلیٰ شجاعت کے نظیر دکھائے جس سے عالمگیر کی قدر شناس نظر میں آپ کی وقعت بہت بڑھ گئی شیخ وجیہ الدین کی شادی شیخ رفیع الدین محمد بن قطب العالم بن شیخ عبد العزیز کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے شیخ ابو الرضا شیخ عبد الرحیم شیخ عبد الحکیم تھے۔ آخر عمر میں ملازمت سے علیحدگی اختیار کر کے سلوک اور طریقت کی طرف متوجہ ہو گئے اور اسی جہادی مرتبے مقابلہ پر جہاد میں شرکت کر کے دہلی لوٹ رہے تھے کہ تاجروں کے ایک قافلہ کی حمایت میں سرائے نورنگ آباد پر رہزنوں سے جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں لکھتے ہیں:-

شیخ وجیہ الدین بکمال تقوی وشجاعت موصوف بودند

حضرت شاہ شیخ عبد الرحیم رح دہلوی

سنہ ۱۰۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ باپ سے ابتدائی علوم عربیہ کی تحصیل کی جس زمانہ میں اورنگ زیب آگرہ میں مقیم تھے۔ آپ کے والد کا قیام بھی آگرہ ہی میں تھا۔ مرزا محمد زاہد ہروی ابن قاضی اسلم ہروی کی درسگاہ میں داخل ہوئے۔ شیخ کی عمر دس سال کی تھی۔ شرح عقائد اور حاشیہ خیالی پڑھتے تھے۔ اپنے برادر بزرگ سے تلمذ تھا شرح مواقف اور تمام کتب کلامیہ واصولیہ میر شیخ ابو الرضا زاہد ہروی سے پڑھیں۔ آپ کے ہم سبق شیخ حامد بن منصور خطیب کرہ موتی تھے شیخ نے صرف، نحو، ادب، کلام، اصول، معقول، حکمت وغیرہ تمام علوم رسمیہ کی تکمیل گیارہ سال کی عمر میں کر لی۔ فقہ وحدیث باپ سے حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہو گئے تو سلوک کی راہ میں قدم رکھا۔

حضرت خواجہ خورد ابن حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی نے آپ سے سید عبد اللہ خلیفہ شیخ آدم بنوری کے لئے کہا۔ ان سے فیوضات حاصل کرو۔ چنانچہ سید عبد اللہ کا وطن قصبہ کھڑی تھا۔ مگر انہوں نے آگرہ کو اقامت اختیار کی اور یہیں تمام عمر بسر ہوا۔ حضرت شیخ عبد الرحیم خود نوشت حال یہ لکھتے ہیں۔

> کہ جس زمانہ میں اورنگ زیب اکبر آباد میں جلوس فرما تھا میں اپنے
> والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر تھا اسی زمانہ میں سید عبد اللہ
> بھی بہ سلسلہ ملازمت کے سائنہ اکبر آباد میں تشریف رکھتے تھے۔

خود منازل سلوک ان کی ہی توجہ سے آپ نے طے کئے۔

سید عبد اللہ خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی۔ سید عظمت اللہ جیسے مجتہدین فنون اور اہل کمال کے فیض صحبت اور تعلیم وتربیت نے شیخ عبد الرحیم کو تمام دینی فنون اور دینی علوم میں کامل کر دیا تھا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ خلیفہ ابو القاسم نے مجھے تکمیل وارشاد کی اجازت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ دہلی جا کر رہو۔ چنانچہ شاہ عبد الرحیم وطن آئے بھولی بت میں ستور مجذوب سے ملے، پھر دہلی میں آ کر مقیم ہو گئے۔ مدرسہ رحیمیہ کی بنا ڈالی (یہ مدرسہ اس جگہ تھا جہاں آج حضرت شاہ ولی اللہ دفن ہیں جو قبرستان مہندیان کہلاتا ہے) درس حدیث کا آغاز کیا

فتاوی عالمگیری اس وقت دہلی میں علماء کا جمگھٹ تھا، عالمگیر نے علماء شاہیہ کو فتاوی عالمگیری کی ترتیب کیلئے مجتمع کیا تھا علماء کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ کے سرگروہ ملا نظام جونپوری تھے۔ دوسرے کے صدر ملا وجیہ الدین چشتی گوپاموی تھے۔

مرات العالم میں بختاور خاں ملا وجیہ الدین کے حالات میں فتاوے کا ذکر اس طرح کرتا ہے۔

> در ترتیب و تالیف فتاوی ربع از فتاوی عالمگیر
> شاہی مامور شدہ وکس دیگر از فضلا مددگار شدہ
> مقرر شدند واو در آں کار مساعی جمیل بکار بردہ

آپ نے ساتھ ہم درس میں ملا ابوالواعظ ہرگامی ابن قاضی محمد سالہ الدین ہرگامی بن قاضی عماد الدین بدایونی بن شیخ رزانی فاروقی مذکور تھے۔ اور شیخ حامد جونپوری منصور نطیب بیا جو شیخ عبدالرحیم کے ہم سبق تھے۔ وہ شریک تھے جن کے متعلق ذیل کا منشور عالمگیری ہے۔

منشور عالمگیری

کہ بتاریخ روز دوشنبہ یاز دہم شہر ذیقعدہ ۱۱۰۸ھ
یمنت مانوس مطابق ۱۰۸۶ اردی بہماہ الٰہی بر سالہ
سیادت و نقابت پناہ شرافت نجابت دستگاہ
سزاوار عنایت شاہی قابل مرحمت شاہنشاہی
صدر رفیع القدر رضوی خان و نوبت داروغہ
کمترین بندگان درگاہ خلافت پناہ محمد رفیع بہ
نی گروہ ذکر بیان منائح صادر شد کہ یک روپیہ
و سہ پاؤ یومیہ قصور بہ دو حبس معاف یومیہ از
خزانہ رکاب سعادت بشرط جمع فتاویٰ عالمگیر
بمعاونت شیخ فضائل پناہ الشیخ وجیہ الدین
گوپاموی در وجہ مدد معاش شیخ احمد ولد شیخ
عبد المنصور حسب مرحمت فرمودیم و اگر در محل
دیگر چیزے داشتہ باشد آں را اعتبار نگیرند
واقع سنہ ۴۰ جلوس بمنصب پردانگی بجہ فضیلت
و معانی مرتب شیخ نظام الدین تصدیق مطابق
تصدیق یادداشت مرقوم گشت۔ ۲؎

عالمگیر نے محسوس کیا کہ حنفی مذہب کے فقہی مسائل مخلوط طور پر تمام پھیلے ہوئے ہیں۔ کہیں ایک جگہ مرقوم نہیں۔ اس لئے کوئی خاص کتاب جو تمام مسائل پر حاوی ہو، موجود نہیں۔ چنانچہ جب کوئی فقہی مسئلہ پیش آتا تھا تو اس پر فتویٰ دینے کیلئے تمام کتابوں کی چھان بین کرنی پڑتی تھی جو صبر آزما اور دشوار کام ثابت ہوتا تھا۔ انہی مشکلات کا لحاظ کر کے عالمگیر نے اپنے درباری علماء کو حکم دیا کہ فقہ کی تمام کتابوں سے مفتی بہا مسائل کا انتخاب کر کے ایک کتاب تیار کریں۔ اس گروہ کے صدر شیخ نظام جونپوری تھے ۳؎۔ ان کے بعد سرگروہ ملا وجیہ الدین گوپاموی تھے۔ علماء کے لئے وظائف کی منظوری ہوئی۔ آٹھ سال کی مدت میں یہ کتاب تیار ہوئی اور اس میں دو لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ مفصل حال عالمگیر نامہ سنہ ۱۱۰۸ اور ماثر عالمگیری و مرات العالم میں ہے۔ ملا وجیہ الدین راقم سطور کے جد اعلیٰ ہیں ۱؎۔ چنانچہ اصلی مسودہ فتاویٰ عالمگیری کا میرے خاندان میں اب تک موجود ہے اور جن کی ترتیب کے لئے جو شاہی کتب خانہ سے کتابیں اس محکمہ میں لائی گئی تھیں ان کا بیشتر ذخیرہ کتب خانہ مفتیان گوپامئو میں اب تک محفوظ چلا آرہا ہے۔

فتاویٰ کی نظر ثانی کا اہتمام شیخ حامد کے سپرد تھا۔ شیخ حامد خطیب ایک دن حضرت شیخ عبدالرحیم سے کہنے لگے۔ اگر آپ اس کام میں میری مدد کریں تو اس کے صلہ میں ایک معقول رقم روزانہ آپ کے لئے مقرر ہو جائے گی۔ لیکن شیخ کے مزاج میں قدرتی طور پر استغنا تھا۔ انہوں نے اس بات کو رغبت سے نہ سنا اور باتوں باتوں میں ٹال دیا۔ اس کی خبر شیخ وجیہ الدین شہید کو معلوم ہوئی انہوں نے شیخ کو مجبور کیا کہ وہ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ غرضکہ آپ فتاویٰ کی نظر ثانی کرنے لگے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ فتاویٰ عالمگیری کے ایک مقام کی جانچ پڑتال کر رہے تھے کہ ایک ایسی ناموجہ عبارت آپ کی نظر پڑی جس میں اختلال تھا اور اس اختلال کی وجہ سے مسئلہ ۱۳
کی صورت بگڑ گئی تھی۔ آپ نے فوراً شیخ حامد کو فتاویٰ عالمگیری کے مولف کی اس لغزش پر تنبیہ کی اور فرمایا۔ میرے نزدیک یہ عبارت مختل ہے۔ اور اصل مسئلہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ لیکن شیخ حامد نے اس پر توجہ نہیں کی اور مولف کتاب کی وسیع و عمیق نظر پر بھروسہ کر کے شیخ کے اس اعتراض کو بہ نگاہ وقعت نہیں دیکھا۔ مگر شیخ نے اپنے خیال کی تائید و توثیق کے لئے جب اس مسئلہ کے ماخذ کا تتبع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ دو کتابوں میں مختلف عبارتوں کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ چونکہ فتاویٰ کے مؤلف نے دونوں عبارتوں کو بلا امتیاز ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اس وجہ سے صورت اختلال ظاہر ہوئی لہٰذا شیخ نے کتاب کے حاشیہ پر یہ لکھا۔

من لم یتفقه فی الدین قد حذف فیه
هذا غلط وصوابه کذا۔

ان دنوں عالمگیر کو اس کتاب کی تدوین و تصنیف کے متعلق بہت کچھ اہتمام تھا۔ اور ملا نظام جو فقہ میں مجتہدانہ کمال رکھتا تھا روزمرہ ایک دو صفحہ بادشاہ کے سامنے پڑھا کرتا تھا

۱؎ اصلی فرمان کتب خانہ خاندان مفتیان گوپامئو میں موجود ہے۔
۲؎ معارف نمبرہ جلد ۴۹ صفحہ ۳۴۴

۳؎ حیات ملا وجیہ الدین گوپاموی۔

چونکہ عالمگیر کو اس کام کی خاص دلچسپی تھی۔ اس لئے وہ فتاویٰ عالمگیری کے ایک ایک سطر کو غور سے دیکھتے تھے۔ اور کاتبوں کی بعض بعض غلطیاں خود بتا دیتا تھے۔ جب ملا نظام اس مقام پر پہنچا جس پر شیخ عبدالرحیم نے مختصر سا ایک کہا تھا تو اتفاق سے اس نے حاشیہ کو متن سے ملا کر پڑھا۔ عالمگیر نے عبارت سنکر کہا پھر تو پڑھو۔ اور ملا نظام سے کہا یہ عبارت کیسی ہے۔ ملا سے جواب نہ بن پڑا اور عرض کیا کل حاضر ہو کر عرض کروں گا مطالعہ نہ کر سکا۔ ملا نے دربار سے آکر حامد کو بلایا اور تنبیہ کی۔ وہ شیخ عبدالرحیم کے پاس آئے۔ اور کل حال کہا۔ آپ نے وہ دونوں کتابیں جو اس مسئلہ کی ماخذ تھیں شیخ حامد کے سامنے رکھ دیں اور عبارت کی پریشانی و اختلال ایسے طریق پر واضح کیا جسے سنکر تمام لوگ دنگ رہ گئے اور شیخ کی ذہانت و حذاقت پر عش عش کرنے لگے[۵]

حضرت شاہ عبدالرحیم کا کارنامہ علمی فتاویٰ عالمگیری میں بھی شامل ہے۔ عہد فرخ سیر میں ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ کو وصال ہوا۔ مہندیوں میں دفن ہوئے۔ آپ کے معاصرین میں ملا یعقوب دہلوی مشہور تھے جنکی درس گاہ کا شہرہ تھا۔ مفتی علیم اللہ گوپاموی قاضی صدرالدین ہرگامی و مفتی ابوسعید ابن مفتی علیم اللہ شہابی گوپاموی معاصرین سے تھے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم اور مولانا فضل امام خیرآبادی یک جدی تھے۔ مفتی شمس الدین کی اولاد شاہ عبدالرحیم اور فضل امام مفتی بہارالدین کی اولاد سے تھے۔

مولوی فضل امام بن قاضی ارشد بن محمد صالح بن عبدالواحد بن عبدالماجد بن قاضی صدرالدین ہرگامی[۶] مذکور۔ غرضکہ شیخ عبدالرحیم کے صاحبزادے حضرت شاہ ولی اللہ اور مولوی فضل امام کے صاحبزادے مولانا فضل حق خیرآبادی ہندوستان کے مشہور معقولی و منقولی علمائے مشاہیر سے تھے۔ حدیث و تفسیر میں شاہ صاحب کا گھرانا نام آور ہے[۷] اور علوم عقلیات میں مولانا فضل حق کا[۸] اور فقہ میں ملا وجیہ الدین گوپاموی کا[۹] اور راہ سلوک میں حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی کا۔[۱۰] باقی جس قدر علمی گھرانے ہیں، ان میں ایک دو عالم سے زیادہ نامور نہیں پیدا ہوئے اور وہ متذکرہ خاندانوں کے ہی شاگرد و صاحب استفادہ ہیں۔

ہندوستان کا مشہور علمی گھرانہ علمائے فرنگی محل کا ہے

ان کے مورث مولانا قطب الدین سہالوی جنہوں نے ملا ابوالواعظ ہرگامی سے ہرگام جاکر استفادہ علمی کیا[۱۱] ملا نظام الدین سہالوی نے ملا وجیہ الدین گوپاموی سے فقہی علوم میں استفادہ کیا[۱۲] مجتہدین لکھنؤ میں مولوی دلدار علی جائسی مجتہد عصر نے ملا وجیہ الدین[۱۳] بن ملا قطب الدین گوپاموی[۱۴] سے علوم عقلی و نقلی تحصیل کر کے عراق گئے اور سند لیکر لکھنؤ آئے۔

غرضکہ حدیث کی سند کا سلسلہ شاہ ولی اللہ تک منتہی ہوتا ہے۔ اور فقہی مسائل کا ملا وجیہ الدین اور معقول کا فضل حق و فضل امام تک۔ اس کے بعد ملا نظام الدین سہالوی پر تلمذ کا سلسلہ ہے۔

یہ تاریخی حقائق ہیں جو آپ کے سامنے لائے گئے۔ مقصد یہ تھا شیر الملک کے پوتے اور نواسے ہی علوم عقلیات و نقلیات کے امام اور نشر علوم عربیہ کے ہندوستان میں بانی مبانی تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

پیدائش حضرت شاہ صاحب ۱۱۱۴ھ میں بعہد شاہنشاہ عالمگیر پیدا ہوئے۔ چار برس کے تھے کہ اورنگ زیب راہی جنت ہوئے۔ شہزادہ معظم بہادرشاہ کو ایرانیوں نے ابھارا کہ شہزادہ اعظم شاہ سے صوبہ آگرہ کے حدود میں دست بگریباں ہوا۔ اور آتش غضب جب ٹھنڈی ہوئی جبکہ اعظم شاہ کام آیا۔ پھر ۱۷۰۸ء میں اپنے سورماؤں کے ہاتھوں دوسرے بھائی کام بخش کا خاتمہ کرایا۔

وہ زخمی ہوکر حیدرآباد سے دلی آئے۔ ایک طرف اس کو تلوار کے گھاٹ اتروانا تھا دوسری طرف زخمی کام بخش کا سر زانو پر۔ آنکھوں میں آنسو بھر کر ارشاد ہوتا ہے۔

"افسوس! میں یہ حالت دیکھنے کے لئے زندہ رہا"

کام بخش نے تلخی سے جواب دیا اور کس حالت میں دیکھنا چاہتے تھے؟ مجھے صرف تخت چاہیئے تھا۔ مگر اب تختہ درکار ہے۔ اور جان دیدی یہ سب کئے کرائے سید حسن علی خاں اور سید حسین علی خاں سادات بارہ کے تھے۔ بھائیوں کو لڑوا کر عالمگیر سے انتقام لیا جو اس نے بیجاپور اور حکومت سید ابوالحسن تانا شاہ کی تباہی کا اس طرح سے

---

[۵] تذکرۃ الانساب [۶] حیات ولی [۷] سیرت [۸] سیرت و حبۃ و نزہۃ الخواطر للمولوی حکیم عبدالحی

[۱۱] تذکرہ نامہ فضل امام خیرآبادی [۱۲] علمائے گوپاموی مرتبہ مولانا یاد حسین فاروقی مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند۔
[۱۳] تاریخ گوپامئو مرتبہ حکیم بہارالدین صدیقی ہردوئی [۱۴] ماثر الکرام

لیا۔ ابھی کلیجہ کی آگ سرد نہیں ہوئی تھی۔ بہادر شاہ حافظ قرآن، علم حدیث کا واقف کار قدوۃ المحدثین کہلاتا۔ علم تفسیر کا بھی ماہر تھا مگر ان بھائیوں اور دیگر ایرانیوں کے بہکانے سے باپ دادا کے مسلک سے ہٹ گیا۔ گمراہی اختیار کی۔ علمائے حق کو زوال آیا جو علمی مجلس اورنگ زیب کے زمانے میں دلی میں جمی تھی، حکومت کی سخت گیری سے منتشر ہو گئی۔ اپنے اپنے وطن مالوف کو علمائے کرام رخصت ہو گئے۔ وہ علمائے سوء جو منگر گدا تھے، وہ بادشاہ کی ہاں میں ہاں ملانے کے لئے رہ گئے۔ رفض کو ترقی ہونے لگی تعزیہ کی ایجاد کی گئی۔ قبیح بدعات کا زور ہونے لگا۔ دلی میں تو رفض پڑا لاہور گئے سکھوں کی تادیب کے لئے۔ اثنائے قیام میں خطیب جامع مسجد سے جمعہ کے روز خطبہ میں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ شمول کر کے پڑھوایا۔ جو صریح جھوٹ اور افترا جناب نبی کریم پر تھا کہ آپ نے اپنا وصی و خلیفہ حضرت علیؓ کو کیا ہو اہل حق میں اس نے آگ لگا دی۔ نمازیوں نے خطیب کے تلوار سے ٹکڑے اڑا دیئے۔ پھر علماء سے مناظرہ ہوا۔ ارباب حق کو قید و بند میں مبتلا کیا۔ غلام حسین شیعہ سیر المتاخرین میں لکھتے ہیں کہ:۔

"بہادر شاہ بدستور اصرار مزید داشتہ در
ترویج و تقویت مذہب شیعہ میکوشید"

بادشاہ کو اس فعل عبث سے سخت صدمہ ہوا۔ جنونی ہو گیا۔ حکم دیا شہر کے کتے باہر نکال دیئے جائیں۔ ہندو ڈاڑھی منڈائیں۔ ان حرکتوں کو تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ۱۹۔ محرم ۱۱۲۴ھ کو راہی ملک بقا ہوا۔

حکومت عالمگیر کو قائم نہ رکھ سکے بلکہ اپنے کردار سے سلطنت تیموریہ کے لئے مضرت رساں اسباب پیدا کر گئے۔ جو طاقتیں عالمگیر نے اپنے شاہانہ جبروت سے ختم کی تھیں۔ وہ بہادر شاہ کی تقویت سے ابھرنے لگیں۔ اس کے مرنے کے بعد معز الدین جہاں شاہ۔ رفیع الشان یادگار تھے۔ ان پر بھی سید برادران نے ایسا ہاتھ رکھا کہ تینوں بھائی کٹ مرے۔ معز الدین زندہ رہا۔ بھائی کام آ چکے تو جہاں دار شاہ کے نام سے ۵۲ سال کی عمر میں تخت شاہی پر قدم رکھا۔ ذوالفقار خاں۔ نصرت جنگ ان کے معین تھے۔ وہ امیر الامرا ہوئے۔ ان کے مشورہ سے کاروبار سلطنت انجام پذیر ہوتے تھے۔

سید برادران اور ذوالفقار خاں نے جہاں دار شاہ کو فسق و فجور کی طرف ڈال دیا۔ بادشاہ ۵۲ برس کا ضعیف رنگ رلیوں میں مصروف ہوا۔ یہ تبلیغ کی تدبیر تھی جو ادا کیا تھی۔ لال کنور کسبی گلے کا ہار بنا دی گئی۔ خود عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے لئے بڈھے بادشاہ کو کٹھ پتلی بنائے ہوئے تھے۔ اس وقت عام مسلمانوں کی حالت بہت بدتر ہوتی جا رہی تھی۔ محکمہ احتساب ٹوٹ چکا تھا شیخ عیسیٰ میاں گویا وہی محتسب جو عالمگیر کے زمانہ میں مقرر ہوئے تھے اجین بھیجے گئے۔ وہ منصب دار بھی تھے۔ یہ حال دیکھ کر کنارہ کش ہوئے۔ علانیہ شراب خواری، کسبی بازی کا بازار گرم ہونے لگا۔ علما گوشہ نشین ہوئے۔ درس گاہیں بند ہو گئیں۔ مسند پر کوئی کلمہ حق کہنے والا نہ رہا۔ جہاں دار شاہ کا یہ کارنامہ قابل ذکر ہے کہ اکبر آباد کا صوبہ دار لال کنور کسبی کے بھائی خوش حال کو پنج ہزاری منصب دیکر مفتخر و ممتاز کیا۔ ذوالفقار خاں امیر الامرا ہوئے جب خوشحال صوبہ داری کریں گے تو ہمارے امیر اور خانہ زاد طنبورے نہ بجائیں گے تو کیا کام کریں گے۔

صاحب وقائع عالمگیری لکھتے ہیں:۔

"دیکھئے کہاں وہ دبدبہ اور سطوت تھی اور کہاں یہ
نوبت پہنچی اور صرف پانچ سال کے عرصہ میں ملک
میں نہ کوئی انتظام باقی رہا، نہ رعیت پروری۔ نہ
تنظیم رہی اور نہ علم و ہنر کی قدردانی" ۱۵

غرضکہ شاہزادہ فرخ سیر پسر عظیم الشان ابن بہادر شاہ صوبہ بہار کا صوبہ دار تھا، حملہ آور ہوا۔ الوگڈھ کے میدان میں جہاندار شاہ کو شکست ہوئی اور قتل کیا گیا۔

فرخ سیر چچا کو قتل کرانے کے بعد خود تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ یہ کشت و خون سید برادران کے اشارہ سے ہوا تھا سید عبداللہ خاں المخاطب قطب الملک وزیر بنائے گئے۔ اور سید حسن علی خاں امیر الامرا کئے گئے۔ مگر فرخ سیر کی نگاہوں میں یہ کھٹک رہے تھے۔ حرکتیں ان کی اس کے سامنے تھیں۔ اس نے امیر الامرا کو دکن کا صوبہ دار کر کے اپنے سے علیحدہ کیا، یہ دکن پہنچے مرہٹوں کو اپنا ہم نوا بنایا تاکہ اس مردہ قوم کو ابھارا جائے۔ جس کو عالمگیر نے پامال کیا تھا۔ پھر نئے سرے سے اپنے کام میں لا کر طاقتور کیا جائے۔ فرخ سیر نے ذوالفقار خاں نصرت جنگ کو قتل کرا دیا۔ جہاندار شاہ پر فتح پانے کے بعد اس کی نعش ہاتھی پر تھی اور ہاتھی کی دم میں امیر الامرا نصرت جنگ لٹک رہے تھے۔ اور پیچھے پیچھے اسد خاں نصرت جنگ کے والد جو عمدۃ الملک امیر الامرا کہلاتے تھے ساتھ تھے۔

حسن علی ۱۱۳۱ھ کو مرہٹوں کی فوج ہمراہ لے کر اورنگ

آباد سے دلی آیا۔ کھانڈے راؤ، ھباڑیہ کی سرداری میں تھی۔ لبنو ناتھ سنتاجی رابہ ساہو کی طرف سے ان کے ساتھ تھے۔ یہ فوج گراں دلی پہنچ کر فیروز شاہ کی لاٹ کے نیچے خیمہ زن ہوئی۔ تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ مرہٹوں کی فوج بادشاہ کے خلاف دارالخلافہ لائی گئی۔

عوام سادات بارہہ کی اس حرکت سے بھڑک اٹھے اور لاٹھیوں سے اس فوج کا ایسا نوازا کہ بے آئی موت مارے گئے۔ بقیہ کو حسن علی نے دکن واپس کیا۔ اور عبداللہ خاں (حسین علی بارہ) وزیر ہوئے ہیں۔ جز وکل پر قابض ہوئے۔ یہ بڑا عیاش تھا۔ رتن چند اس کا گرگا تھا۔ اسی کے ہاتھ میں اس کی کل تھی دہی عبداللہ کے پردہ میں حکومت کرتا تھا۔ عبداللہ اس سے ناجائز تعلقات بھی رکھتا تھا۔

بادشاہ سے سید برادران ناراض ہوگئے تو عبداللہ نے اندرون خانہ گھس کر فرخ سیر کو پکڑا۔ محل سرا کی عورتوں کی ذلت وخواری کے ساتھ عصمت دری کرائی۔ اس کی آنکھ میں سلائی پھیر کر قلعہ میں قید کر دیا اور رفیع الدرجت جو دق میں مبتلا تھا اس کو تخت پر بٹھا دیا۔ جو صرف تین ماہ زندہ رہا۔

۱۷ پھر روشن اختر (شاہ عالم پسر عالمگیر کے چھوٹے بیٹے خجستہ اختر کا بیٹا جو قید میں تھا۔ اس کو ۱۱۳۱ھ میں تخت پر بٹھایا۔ جس نے ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ لقب اختیار کیا۔

ان وفادار وزیروں نے تیرہ سال میں چھ بادشاہ بدلے تمام خزانے جو اکبر، جہانگیر، شاہجہاں کے قلعہ دہلی و آگرہ میں تھے وہ سب لوٹ لئے۔

جب بھائیوں میں حصہ بٹنے میں جوتی پیلا تو سید عبداللہ کو چالیس لاکھ روپیہ دیکر جان چھڑائی۔ اس اوباش گردی میں شاہزادے بہت قتل ہوئے۔ آخر کش محمد شاہ نے آنکھ کھولی۔ محمد امین اعتماد الدولہ کے مشورہ سے امیر الامرا حسین علی خاں کو قتل کرایا۔ پھر دوسرے بھائی بھی کیفر کردار کو پہنچے۔ مگر حکومت کا دیوالہ نکل چکا تھا۔ مذہب بازیچۂ طفلاں تھا۔ شعائر اسلامی مٹ چکے تھے۔ ہندوانی و ایرانی رسوم کا رواج تھا جاہلیت کی گرم بازاری تھی۔

تعلیم وتربیت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے تیرہ برس کی عمر میں اپنے باپ سے علوم عربیہ کی تحصیل کی۔ پندرہ برس کی عمر میں حدیث وتفسیر کے عالم ہوگئے۔

خود حضرت شاہ صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

> جب میں نے اپنی زندگی کے چودہ مرحلے طے کر کے پندرھویں میں قدم رکھا تو والد بزرگوار کی انتہا درجہ کی شفقت، مہربانی کی وجہ سے تمام متعارفہ فنون حاصل کر چکا تھا۔

حسب ذیل نصاب آپ نے اپنے والد سے پڑھا:۔

مشکوٰۃ شریف کچھ حصہ۔ بخاری۔ شمائل ترمذی۔ تفسیر بیضاوی تفسیر مدارک۔ شرح وقایہ ہدایہ۔ حسامی۔ توضیح وتلویح۔ شرح شمسیہ کامل۔ شرح مطالع۔ شرح عقائد کامل بشرح خیالی کا ایک حصہ، شرح مواقف کا ایک حصہ۔ عوارف کا بڑا حصہ مسائل نقشبندیہ۔ شرح ہدایۃ الحکمت۔ کافیہ شرح جامی۔ مطول کا بڑا حصہ۔ مختصر معانی کا وہ حصہ جہاں تک علامہ تفتازانی کا حاشیہ ہے۔ موجز القانون۔ شرح رباعیات جامی لوائح مقدمہ شرح لمعات۔ مقدمہ نقد النصوص یہ درس رحیمیہ تھا جو نصاب سے آپ نے پڑھا۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کے انتقال کے بعد آپ درس وتدریس میں لگ گئے۔ تھوڑے عرصے میں دور دور شہرت ہونے لگی مذکورہ واقعات ایک ایک کر کے آپ کے سامنے سے گذر رہے تھے۔ محمد شاہ بادشاہ تخت نشین ہوا تو آپ کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ آپ نے اس وقت کی حالت کا جو جائزہ لیا۔ قوم کو جہالت میں مبتلا پایا۔ ارکان اسلام رخصت ہو چکے تھے۔ بادشاہ تو ہندو رانیوں سے شادی کرنے ہی تھے۔ امرا بھی اسی شوق میں لگ گئے، عوام کسبیوں کے دام میں تھے۔ زناکاری عام تھی شراب خواری کا چسکہ لگا ہوا تھا۔ مومن وکافر کا امتیاز اٹھ چکا تھا۔ ۱۱۵۰ھ میں نواب درگاہ قلی حیدرآباد سے دلی آئے تھے انہوں نے چشم دید حالات لکھے ہیں، اس سے اس وقت کی معاشرتی اور تمدنی حالت کا صحیح پتہ لگتا ہے۔ اس وقت حضرت شاہ صاحب کی عمر ۳۷ سال کی تھی۔

دلی میں عرسوں کا زور تھا۔ قبر پرستی معراج کمال پر تھی اولیاء اللہ کے مزار پر تو عرس ہوا کرتے تھے۔ مشہور شعرا مرزا بیدل کا بھی عرس ہوتا تھا۔ ان سے بھی حسن عقیدت تھی۔ اور تو اور عرس خلد منزل یعنی فرخ سیر بادشاہ کا عرس ہوتا تھا۔ اس کی داستان سنئے۔

۱؎ سیرت شاہ ولی اللہ صاحب صفحہ ۸۵ مطبوعہ مراد آباد

خلد منزل مزار حضرت قطب الاقطاب کے جوار میں ہے

محرم الحرام کے مہینہ کے آخری دنوں میں ہوتا ہے۔ فرخ سیر کی قبر ہے۔ وہیں پر پورا درحیات خاں عرس کا انتظام کرتے ہیں۔ شاندار میلہ ہوتا ہے۔ قرب وجوار کا سارا منظر روشنی سے بقعہ نور بنا ہوتا ہے۔ دہلی کے خوش باش نوجوان زندگی کی بہاریں دیکھنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ہر کوچہ و بازار میں جو درختوں کے قریب ہے میدان اور ہر باغ میں نہایت بے تکلفی اور آزادی سے عاشقوں اور معشوقوں، محبوں اور محبوبوں اور مست شباب حسینوں اور خوب صورت امرد لڑکیوں اور ان کے چاہنے والوں اور دلفگاروں کے غول کے غول سیر کرتے مست و بیخود نظر آتے ہیں۔ یہ رات کے ابتدائی حصہ کا منظر ہے اور جب رات زیادہ آجاتی ہے تو نفسا دلی دلوں میں بھی شباب کی امنگیں جوش مارنے لگتی ہیں اور وہ محتسب اور ہر آنے جانے والے سے بے نیاز ہو کر بے اندیشہ اور بے خطر ہو کر زنا میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ زیادہ تر حسین اور خوش رو مرد محبوبی اور معشوقی کا کام کرتے ہیں۔ لیکن بعض بعض لوگ اس کو پسند نہیں کرتے۔ اور وہ عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور یہ کوئی دشوار کام نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کی آوارہ عورتیں بکثرت موجود ہوتی ہیں۔ غرض یہ دہلی کا عجیب وغریب عرس ہے جہاں سیر وتفریح اور ذوق بازی کے پورے سامان موجود ہوتے ہیں۔ اور یہاں دہلی کے حضرات سیہ کاری میں مبتلا رہتے ہیں۔

عرس کے دن اور عرس کی رات دہلی کے شرفا اور نواب اور عالی خاندان لوگوں سے تمام بازار بھرا رہتا ہے۔

میر مشرف کا عرس

حضرت میر مشرف کی قبر حضرت محبوب الٰہی کے جوار میں ایک نہایت ہی سرسبز وشاداب اور خوب صورت باغ میں ہے جس کے کنارے ایک بہت صاف وشفاف پانی کی دیدہ زیب نہر جاری ہے۔ یہ مقام دہلی میں رنگینی ورعنائی کے اعتبار سے مشہور ہے۔ من چلے اور آزاد منش لوگ اکثر یہاں ڈیرے ڈال کر رہتے ہیں اور حسن وعشق کا کھیل کھیلتے ہیں۔

عرس کا انتظام میر کلو جو حضرت میر مشرف کی اولاد میں ہیں عجیب طمطراق سے کرتے ہیں۔ باغ کے چاروں طرف چراغاں ہوتا ہے اور میر کلو کی طرف سے بادشاہ سے لیکر امرا اور علما ومشائخ کو دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں۔

اس عرس میں قوالوں، رقاصوں اور نقالوں کا میلہ ہوتا ہے۔ شراب خوری ہوتی ہے۔ اور نفسانی خواہشات آزادی سے پوری کی جاتی ہیں۔

بسنت کا میلہ حضرت شاہ ترکمان کے مزار پر ہوتا ہے۔ حسینوں اور مہ جبینوں اور نظر فریب امردوں کا مجمع ہوتا ہے۔ اور آخر وقت تک سامان زیادہ فراہم کئے جاتے ہیں۔

ساتویں بسنت کا میلہ مزار حضرت عزیز کی قبر پر ہوتا ہے جو احدی پورہ میں ہے۔ اور یہ رات شراب پینے اور رقص وسرود کی محفلیں رچانے اور عیاشی کرنے میں گزارتے ہیں۔ اور ملل یہ کہ سرود اور ناچ رنگ کے متعلق زائرین کا یہ اعتقاد ہے کہ اس سے حضرت عزیز کی روح خوش ہوتی ہے۔ رات میں یہاں عشرت پرستوں، نظارہ بازوں، حسینوں کا مجمع رہتا ہے۔ اور خواہشات نفسانی بلا کسی محتسب کے خوف کے پوری کی جاتی ہیں۔

چونکہ سعد اللہ برامرد ہی کے اوتے تھے۔ اس کے عرس کے میلے پر بد کاریاں زیادہ تھیں۔ رنڈیوں، ہیجڑوں کا دور دورہ تھا۔ شیخ سدو کا بکرا کیا جاتا تھا قبر پرستی زوروں پر تھی۔ دیوالی، ہولی مثل اہل ہنود کے منائی جاتی۔ سود کھانے سے دریغ نہ تھا۔ سیتلا پوجنے میں بھی باک نہ تھا۔ ۱۷

امرا } امرا کی حالت یہ تھی کہ وہ حد الف رکھتے۔ شراب نوشی کرتے مذہب سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ انہیں مشرکانہ رسموں سے عار نہ تھا۔ رنگ رلیوں میں مبتلا تھے۔

عوام } عوام کی حالت بے حد بدتر ہو گئی تھی۔ وحشیانہ طرز میں زندگی بسر کرتے تھے۔ سیتلا پوجتے۔ شیخ سدو کا بکرا کیا جاتا۔ دیوالی ہولی بڑے فراخ دلی سے مناتے سود کھاتے۔ شراب جوا۔ زنا کاری اغلام، ہر ایک میں مبتلا۔ کوئی برائی ایسی نہ تھی جو نہ ہو چنانچہ اس وقت مذہبی حالت بہت پست ہو گئی تھی۔ تصوف کی طفلانہ توہمات کی کثرت نے خالص توحید کو ڈھک دیا تھا۔ مساجد ویران ہو گئی تھیں۔ صرف جہاں جمعرات کو ممبر مسجد پر گھی کا چراغ جلا آتے اور مسجد کی سیڑھی کو چوم لیتے اور بس مسجد کی ذمہ داری ختم۔ اب رہے صاحب اثر حضرات نواب وغیرہ۔ یا مسجد کی کوئی قدر ومنزلت نہ تھی۔ البتہ ضرورت کے وقت مسجدوں کو رہن رکھنا ان کے نزدیک معمولی سی بات تھا۔

آگرہ کی جامع مسجد اور جملہ شاہی مساجد ساہوکاروں کے پاس رہن رکھدی گئیں تھیں عوام جاہل فقرا کے پھندے میں پھنسے

ہوئے تھے۔ دیوانے درویش مشکل کشا تھے۔ مزارات اولیا حل مشکلات تھے۔ اسلامی تہذیب و تمدن رخصت ہو چکا تھا۔ اوباش کی گرم بازاری تھی۔ تعزیہ پرستی نے نماز روزہ سے مستغنی کر دیا تھا۔ نوحہ و مرثیہ و شجرہ خوانی نے تلاوت کلام پاک سے بے نیاز کر دیا تھا۔ خدا و رسول کے بجائے ائمہ اہل بیت نے جگہ لے رکھی تھی۔ مسجدیں ویران تھیں، امام باڑے آباد اور پُر رونق تھے۔ یا جمعرات کے جمعرات خانقاہیں اور مزارات عوام کے مذہبی عقیدت کے مرکز بنے ہوئے تھے حضرت شاہ ولی اللہؒ کے سامنے یہ تمام چیزیں تھیں۔

یہ واقعات روز روشن کی طرح عیاں تھے گیارھویں صدی کے درمیانی حصہ میں دنیائے اسلام کے ہر حصہ پر زوال و انحطاط کی گھٹائیں مسلط تھیں۔ ہر سمت سے فتنوں کی آندھیاں اٹھ رہی تھیں۔ ہر جانب سے مصیبتوں کے جھکڑ چل رہے تھے ہندوستان کی حالت سب سے زیادہ ردی تھی۔ گورگانیوں کی وراثت خوان یغما بنی ہوئی تھی اور جس حصار کی مضبوطی اور استحکام میں خاندان تیموریہ کی پشت بہترین شخصیتوں نے عمروں سے بہترین اوقات صرف ہوتے۔ اس میں سدہا۔ شگاف پیدا ہو گئے تھے۔

۱۸ مغلوں کی وہ عظیم الشان تخت گاہ جو کر دو دل ضعیفوں اور کمزوروں کا ملجا و ماویٰ تھا۔ اور جس کے فرامین کابل سے لیکر راس کماری تک اور سورت سے لیکر کشمیر تک ہر ایک قلب پر لرزہ طاری کر دیتے تھے وہ روافض کے اقتدار کی بدولت ہر کہ و مہ کی ہوا کا بازیچہ بنے ہوئے تھے عالمگیر اعظم کے خاندان کی ہیبت اقتدار پارہ پارہ ہو چکی تھی۔ میرے والد مرحوم فرماتے تھے کہ محمد شاہ نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کو بلا کر کہا کہ آپ ہمارے ملک کے عالم زبردست اور حکیم بھی ہیں۔ وزارت سنبھالئے تاکہ یہ ڈوبتی ہوئی ناؤ تر جائے۔ آپ نے ایک ہفتہ کی مہلت لیکر غور و خوض کے بعد جا کر بادشاہ سے کہا کہ حکومت کی عمر تمام ہو چکی ہے آگے تباہی آ رہی ہے۔ وہ رک نہیں سکتی۔ میں اس کا مظلمہ اپنے سر لینا نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر گھر لوٹ آئے۔

سوانحات

حضرت شاہ صاحبؒ نے تمام فسادات کی جڑ کو معلوم کر لیا تھا کہ مذہب سے بیگانگی اور قرآن مجید سے لاعلم رہنے کا نتیجہ ہے۔ آپ نے سب سے پہلے یہ کیا کہ قرآن مجید کا ترجمہ فارسی میں کر ڈالا۔ ترجمہ ہوتا تھا کہ اس کے تھوڑے عرصہ میں کافی اشاعت ہونے لگی۔ اس سے کٹ ملاؤں کے گروہ میں ایک تہلکۂ عظیم برپا ہو گیا اور وہ سمجھ گئے کہ ہماری روزی کی عمارت ڈھا دی گئی۔ اب جہلا کبھی قبضہ میں نہ آئیں گے اور وہ ہر بات پر بحث کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔ اس خیال نے ان کے دلوں میں ایک آگ بھڑکا دی اور علاوہ کفر کے فتوی دینے کے شاہ ولی اللہؒ کے دشمن ہو گئے۔ سب سے زیادہ اس آگ کو ہوا دینے والے شیعہ علماء تھے۔ اب مشورہ ہونے لگے کہ شاہ صاحب کو کیسے قتل کیا جائے۔ چنانچہ ان علماء سوء نے بد وضع الکھاڑے باز اور بدمعاشوں کو یکجا کیا اور اس امر کے منتظر رہے کہ موقعہ ملے اور شاہ صاحب کا کام تمام کیا جائے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ عصر کی نماز فتح پوری میں پڑھ رہے تھے اور امامت کر رہے تھے۔ سلام پھیرا ہی تھا کہ دروازوں پر غل و شور کی آوازیں کانوں میں آنے لگیں۔ اور لوگ کچھ غیر معمولی گھبرا رہے تھے شاہ صاحب سمجھ گئے کہ فتنہ اٹھ چکا اور کوئی آفت مجھ پر آیا چاہتی ہے۔ آپ کے مقتدی گنتی کے نمازی تھے، وہ بھی غل و شور سے سٹ پٹائے مگر مفسدوں میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ مسجد میں داخل ہو کر شاہ صاحب کو قتل کریں۔ شاہ صاحبؒ نے ساتھیوں سے کہا تم جان بچا کر نکل جاؤ۔ یہ لوگ مجھے قتل کرنے آئے ہیں۔ موقعہ دو کہ مجھ کو شہادت نصیب ہو اور یہ لوگ اپنی مراد کو پہنچیں۔ ساتھیوں نے کہا یہ گوارا نہیں کیا جا سکتا کہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے شہید کیے جائیں اور تلواریں میان سے نکال لیں (اس زمانہ میں عام رواج تھا کہ کمر میں تلوار ہر ایک کے لٹکا کرتی تھی۔ مسجد میں آتے تو کمر سے کھول کر سامنے رکھ لیتے تھے۔ بعد فراغت نماز کمر سے باندھ لیتے تھے) نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ صاحب جن کے ہاتھ میں صرف ایک پتلی سی لکڑی تھی اللہ اکبر کہہ کے آگے اور کھڑکی پانی والے دروازہ کی طرف سے نکلے۔ تمام مفسدین ادھر جھپٹ آئے اور دروازہ روک لیا اور با آواز بلند کہا۔ دیکھو ولی اللہ نکل نہ جائے۔ شاہ صاحب نے یہ آواز سنکر نہایت دلیری اور متانت سے یہ سوال کیا کہ میں نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے جس سے تم میری جان کے دشمن ہو گئے ہو اور میرے قتل پر آمادہ معلوم ہوتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا:-

> تو نے قرآن کا ترجمہ کر کے بالکل عوام الناس کی نگاہوں میں ہماری وقعت کو کھو دیا۔ دن بدن ہماری روزی میں خلل پڑتا جاتا ہے اور ہمارے معتقد کم ہوتے جاتے ہیں یہ

بہت بڑا صدمہ تو نے نہ صرف ہمیں پہنچایا بلکہ
ہماری نسلوں کو پہنچایا۔ ہماری اولاد کی آئندہ زمانہ
میں اتنی بھی وقعت نہ رہے گی جتنی اب ہماری ہے"
اس پر شاہ صاحب نے یہ جواب دیا کہ خدا کی نعمت کو
تم خاص کرنا چاہتے ہو میں نے عام کر دی۔

کچھ دیر تک یہ رد و بدل ہوتی رہی۔ آخر شاہ صاحب نے مع ساتھیوں کے جو آپ کو حلقہ میں لئے ہوئے تھے۔ دروازہ کی طرف قدم بڑھایا۔ کٹ کٹا سینے تان تان کے آگھڑے ہوتے کہ ہم نہ جانے دیں گے۔ اس پر شاہ صاحب کے ایک ساتھی نے تلوار کا وار کرنا چاہا۔ بدمعاش صرف اکھاڑوں کے پینترے دکھانے والے وہ اس رنگ سے گھبرائے۔ یہ سب مع شاہ صاحب کے اس گروہ کو چیرتے ہوئے نکل گئے۔ کوئی بال بیکا ان کا نہ کر سکا۔ جب شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے سنا تو انہیں بہت رنج ہوا۔ رنج کے سوا بیچارے کر ہی کیا سکتے تھے قلعہ میں ان کی اتنی وقعت نہ تھی جتنی کہ ان کے علم و فضل کی ہونی چاہیئے۔ جو اثر شاہ ولی اللہ صاحب کا مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں تھا۔ افسوس وہ دہلی میں نہ تھا۔ ہاں کسی ڈوم اور کسبی کی سفارش بہت جلد چل جاتی تھی۔ اور بیچارے شاہ صاحب کی کون سنتا تھا۔ یہ سب فتنہ اٹھایا ہوا علمائے سو کا تھا[۵]

مگر شاہ صاحب اس واقعہ سے مطلق نہ گھبرائے بلکہ اپنے کام میں زیادہ منہمک ہو گئے۔ قرآن مجید کی اشاعت کے بعد حدیث کی عام اشاعت کرنا چاہی۔ حج کا خیال دامن گیر ہوا سفر کا انتظام کیا۔ ۱۱۴۳ھ میں حج کیا۔ مدینہ طیبہ میں شیخ ابو طاہرؒ [illegible] سے روایت حاصل کی۔ پھر شیخ محمد وفد اللہ ابن شیخ محمد بن محمد بن سلیمان المغربی کی درس گاہ میں گئے۔ موطا یحییٰ بن یحییٰ اول سے آخر تک شیخ کو سنا کر اس کے بعد شیخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی کی تمام مرویات کی اجازت حاصل کی۔ پھر شیخ تاج الدین کے درس میں صحیح بخاری کا درس ہوتا تھا وہاں سماعت کی۔ ان سے بھی کتب صحاح ستہ کی سماعت کی اور اجازت لی۔ اس کے بعد حضرات صوفیہ میں سے شیخ احمد شناوی۔ شیخ احمد قشاشی سید عبد الرحمن ادریسی۔ شمس الدین محمد بن علاء بابلی۔ شیخ عیسی جعفری مغربی۔ شیخ ابراہیم کردی مدنی۔ شیخ حسن عجمی وغیرہ سے آپ نے فیض صحبت اٹھایا۔ آخر ۱۱۴۴ھ میں دوبارہ ارکان

حج ادا کیے۔ ابتدا ۱۱۴۵ھ میں وطن مالوف کی طرف لوٹے اور اپنے والد کی درس گاہ کو سنبھالا اور درس حدیث میں لگ گئے۔

دور اصلاح

اس وقت مسلمانوں میں علوم دینی کی طرف سے اعراض تھا۔ لوگ صرف فقہ اسلامی پڑھا دیا کرتے۔ البتہ خرافات حکمائے یونان کا دور دورہ تھا۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے اول تو مسلمانوں کو قرآن مجید سے تعلق پیدا کرایا۔ پھر حدیث سے نسبت پیدا کرائی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوام میں دینی بیداری پیدا ہونے لگی۔ شاہ صاحب کا شہرہ تھا اور آپ نے قرآن و حدیث کی مانگ بھی پیدا کر دی تھی۔ گو یوپی کے علاقہ میں خیرآباد میں آپ سے پہلے حافظ امان اللہ خیرآبادی متوفی ۱۱۳۳ھ نے مدرسہ دینی قائم کر رکھا تھا [illegible] رہے تھے۔ اور حدیث کی اشاعت کر رہے تھے۔ [illegible] مفتی محمد احسان نے خانقاہ [illegible] گوپامؤ میں فقہ کے ساتھ حدیث کا درس دینا شروع کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ جب یہاں
یہاں حضرت شاہ صاحب کے تلامذہ گئے۔ وہاں قرآن ۱۹
و حدیث کا چرچا ہونے لگا۔

فتنہ رفض

سادات بارہ و امرائے ایران کی بدولت جو فتنہ رفض پیدا ہو چکا تھا، وہ اسلام کی جڑ کھوکھلی کر رہا تھا اور شعائر اسلامی مٹ چکے تھے۔ اس فتنہ کا اثر سب سے زیادہ گروہ متوسطین نے لیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب ازالۃ الخفاء کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:۔

"فقیر حقیر عاجز ولی اللہ عرض کرتا ہے کہ میں نے عموماً دیکھا کہ اس پر آفات زمانہ میں بدعت تشیع عام طور پر رواج پا رہی ہے اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کے متعلق طبیعتوں میں شک و شبہ واقع ہو رہا ہے۔ لہذا ضرور ہوا کہ اس مسئلہ خاص میں خصوصیت کے ساتھ غور و فکر اور بحث کی جائے۔ چنانچہ جب میں نے غور و فکر اور بحث کرنی شروع کی تو نور توفیق الٰہی نے میری رہبری کی اور مجھے یقیناً معلوم ہوا کہ خلفائے راشدینؓ کی خلافت کا کوئی مسئلہ ان مسائل میں سے نہیں کہ جن میں کسی

---

۵ سیرت ولی صفحہ ۲۳۲

قسم کا بھی شک و شبہ کیا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خلافت راشدین کی خلافت اصول دین سے قرار پا چکی ہے۔ اگر ہم خلفائے راشدین کی خلافت کو اصول دین سے قرار دیں تو مسائل شرعیہ میں سے کوئی مسئلہ بھی قطعی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن مجید میں جس قدر مسائل و احکام مذکور ہیں مجملاً مذکور ہیں، جن کی تشریح بلا سلسلہ سلف صالحین کے اقوال کے بدون ممکن نہیں۔ اسی طرح بہت سی حدیثیں موقوف و احاد کا حکم رکھتی ہیں اور بعض احکام محتاج بیان ہیں۔ بدون روایت جماعت سلف صالحین۔ نہ قابل استنباط ہو سکتی ہیں اور نہ دلیل ممکن۔ اور نہ بدون انہیں بزرگوں کے اقوال و افعال کے بعض متعارض حدیثوں میں تطبیق ہی دی جا سکتی ہے۔

یہی حال قرأت، تفسیر، عقائد اور علم سلوک، غیرہ علوم دینیہ کا ہے، غرض کل سلف صالحین نے ان علوم میں خلفائے راشدین کو اپنا مقتدا و پیشوا مانا ہے، اور انہیں کے دامن علوم کو پکڑ کر مسند پیشوائی کی ہیں۔

قرآن مجید کو جمع کرنا۔ اور قرأت متواترہ کو قرأت شاذہ
۲۰ سے جدا کرنا خلفائے راشدین کی ہی سعی و کوشش کا نتیجہ ہے بہت سے قوانین فقہ اور اکثر شرعی فیصلے انہیں کی تحقیق و تفتیش پر موقوف ہیں، تو اب واضح ہے کہ ان کی خلافت کو نہ ماننا تمام علوم و فنون دینیہ کی بنیاد کو تباہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ بھی جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمام شریعتوں کو اولاً روز ازل میں مقرر و متعین کیا اسی طرح شریعت محمدیہ کو بھی مقرر و متعین کیا۔ بعد ازاں جناب رسول کریم صلعم کے قلب مبارک پر کبھی بطریق اجمال اور کبھی بطریق تفصیل نازل فرمایا۔ اور اسی طرح آنحضرت صلعم نے کبھی بہ تصریح اور کبھی باشارہ اسے بیان فرمایا حتیٰ کہ جو کچھ مراد حق تھی ظہور پذیر ہوئی۔ اور بندگان خدا پر حجت اللہ قائم ہو گئی کہ اعتقاداً و عملاً ہمیشہ اس پر قائم رہیں۔ یہی حال خلفائے راشدین کی خلافت کا ہے کہ روز ازل میں ان کی خلافت قرار پا چکی تھی اور پھر قرآن مجید میں اس کا مجمل بیان کیا گیا۔ اور پھر آں حضرت صلعم کی زبان مبارک پر بھی کبھی بطریق خواب اور کبھی بفراست صحابہ کرام کے خوابوں کی تعبیر فرماتے ہوئے اس مجمل کی تفصیل واقع ہوئی۔ غرض آں حضرت صلعم نے خواہ بہ تصریح اور خواہ باشارہ اس کی خبر دیدی جس سے مسئلہ خلافت سے شک و شبہہ کا پردہ

اٹھ چکا تھا لیکن یہی وجہ ہے کہ قرن اول یعنی صحابہ کرام صدق دل سے اس پر کاربند رہے اور کسی نے اس سے اختلاف نہ کیا[1]

غرضکہ اس کتاب کو شائع ہونا تھا۔ رافضیوں میں تہلکہ پڑ گیا۔ اور ان کے فتنہ کا قصر گرنے لگا۔ اس زمانہ میں حکومت مغلیہ کا رکن اعلیٰ نواب میرزا نجف علی خاں ایرانی تھا جو نوابان اودھ کا رشتہ دار، اور ظلم کرنے میں حجاج ابن یوسف سے کچھ کم نہ تھا۔ اس وقت اکبر و جہانگیر کے تخت پر شاہ عالم ثانی تسبیح خوانی کر رہا تھا۔

مرزا جہاں دار شاہ عرف جواں بخت ولی عہد سلطنت تھے نجف خاں، امیر الامرا تھا۔ اٹھارہ برس کی عمر کا تھا بندوستان آ کر نجومیت سے رغبت رکھتا تھا۔ بہن کی شادی شجاع الدولہ کے خاندان میں کی۔ شاہ عالم کے عہد جلاوطنی میں رفیق تھا۔ انہی کے ساتھ الہ آباد سے فوج کا سپہ سالار ہو کر دہلی آیا۔ یہاں ذوالفقار الدولہ کا خطاب پایا۔ ایک عرصہ تک دہلی کا منتظم رہا۔ دوآبہ میں جاٹوں سے لڑا۔ پنجاب میں سکھوں سے قوت آزمائی کی۔ مگر اسلام کا باطناً بد خواہ تھا۔ علمائے دہلی کو ستاتا تھا۔ تعلیمات شیعیت کی ترویج میں لگا رہتا۔ جہاں جہاں اس کا اقتدار ہوا شیعیت پھیلی۔ بھرت پور کے علاقہ میں اسی کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ ازالۃ الخفا کے شائع ہوتے ہی نجف خاں ظالم کے آگ سی لگ گئی بہت ہاتھ پیر مارے مگر شاہ صاحب کی تیس سالہ مساعی کارگر ہو چکی تھیں۔ آپ کتابیں کثیر التعداد لکھ چکے تھے۔ مگر اس نے اپنے کرنے میں کسر نہ رکھی۔ علماء کے پیچھے لفنگے لگا دیئے تھے۔

مولوی اکرام اللہ شہابی اپنے والد خان بہادر مفتی انعام اللہ شہابی گوپاموی جو محکمہ قضاۃ دہلی کے مفتی تھے جنہوں نے حضرت شاہ عبد القادر وغیرہ کی صحبت بھی اٹھائی تھی ان سے یہ واقعہ سنکر فرمایا کرتے تھے کہ نجف گردی میں علما کی بڑی مٹی پلید تھی۔ صدہا عالم دہلی کو چھوڑ کر چلے گئے تھے نجف خاں نے ظلم و تشدد کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ اس نے شاہ صاحب کو بلوایا اور کہا کہ ازالۃ الخفا کو شائع نہ ہونے دو۔ آپ نے انکار کر دیا اس پر اس نے آنجناب کے پہنچے اتروا دیئے۔ تاکہ پھر کوئی تحریر نہ لکھ سکیں[2]

یہی وہ ظالم تھا جس نے شاہ صاحب کے بعد حضرت مرزا مظہر

[1] ازالۃ الخفا حصہ اول صفحہ [illegible] [2] امیر الروایات صفحہ [illegible]

جان جاناںؒ کو شہید کرایا اور شاہ عبدالعزیز اور شاہ رفیع الدین کو اپنے قلمرو سے نکال دیا تھا اور یہ ہر دو صاحبان مع خواتین کے شاہدرہ تک پیدل آتے تھے۔ اس کے بعد مولانا فخرالدین کی سعی سے خواتین کو تو سواری مل گئی تھی اور وہ پہلے روانہ ہوگئے تھے۔ مگر شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالعزیز کو سواری بھی نہ ملی۔

شاہ رفیع الدین لکھنؤ تک پا پیادہ گئے اور شاہ عبدالعزیز پیدل جو نپور پہنچے۔ کیونکہ ان دونوں کو نجف خاں ظالم کی طرف سے سوار ہونے کا حکم نہ تھا۔ پیدل چلنے کا حکم تھا۔ ور ہر دو ساتھ بھی نہ رہ سکتے تھے۔ یہ سب سزا صرف حضرت شاہ ولی اللہ کے اولاد ہونے کی وجہ سے تھی جو ممکن ظلم و جور ان بزرگواروں پر ہو سکتے تھے، وہ روا رکھے گئے[لہ] مگر شاہ صاحب اور ان کی اولاد نے مظالم کی پروا نہ کی۔ اور جس کام کے لیے آتے تھے، اس کو پورا کرتے رہتے۔

باپ نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ دونوں بیٹوں شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالرحیم نے اردو میں ترجمہ کیا۔ شاہ عبدالعزیز نے ازالۃ الخفا کے بعد مکائد شیعہ پر تحفہ اثنا عشری لکھی اور یہی شیعیت کی جڑ پر وہ کاری ضرب لگائی کہ تمام ہندوستان کے شیعہ چیخ اٹھے۔ صدہا جوابات لکھے گئے۔ امیر شاہ خاں خورجوی کہتے ہیں۔

جب شاہ صاحب کا تحفہ لکھنؤ پہنچا ہے تو لکھنؤ کے نواب آصف الدولہ نے جو اس وقت برسرِ حکومت تھا مجتہدین شیعہ سے درخواست کی کہ اس کا جواب لکھا جاوے مجتہدین میں سے دلدار علی خاں نے جواب کا بیڑا اٹھایا۔ دلدار علی ملا و تاج الدین بن ملا قطب الدین گویا مری کا شاگرد تھا[لہ] لیکن تحفہ کی زبان چونکہ بے نظیر تھی اس لئے مرزا قتیل فریدآبادی سے درخواست کی گئی کہ اور مضامین قبلہ و کعبہ لکھیں اور آپ ان کو اپنی عبارت میں ادا کریں۔ تاکہ مضامین کا جواب مضامین سے اور عبارت کا جواب عبارت سے ہو جاوے۔ مگر قتیل نے عذر کیا اور کہا کہ میں شاہ صاحب کی سی فارسی عبارت لکھنے پر قادر نہیں ہوں۔ اور اس کی تائید میں اس نے بیان کیا کہ دلی میں ایک رنڈی سے میری آشنائی ہے اور میں نے نہایت دلسوزی سے اور اپنی پوری قابلیت صرف کر کے اسے ایک خط لکھا تھا۔ وہ رنڈی خط کو دلی کے تمام لائق فائق لوگوں کے پاس لے گئی اور درخواست کی کہ اس کا جواب لکھ دیا جاوے۔ مگر اس کے جواب کا کسی نے اقرار نہیں کیا۔ مجبور ہو کر وہ اس خط کو شاہ صاحب کی خدمت میں لے گئی اور ظاہر کیا کہ میں تمام جگہ پھر چکی ہوں مگر کسی نے جواب کی حامی نہ بھری۔ اب میں مجبور ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ حضور اس کا جواب لکھ دیں۔

شاہ صاحب نے خط سنتے ہی فی البدیہہ اس کا جواب لکھ دیا۔ وہ خط میرے پاس مجھ بھیجنے سے رکھا ہے اور میں کوشش کرتا ہوں کہ اس کا جواب لکھوں۔ مگر اب تک مجھ سے اس کا جواب نہیں ہو سکا۔ اب آپ غور فرمائیں کہ میں تحفہ کی عبارت کا جواب کس طرح دے سکتا ہوں۔ جب مرزا قتیل نے عذر کیا تو ناچار قبلہ و کعبہ نے خود ہی جواب لکھا۔ اس جواب کو آصف الدولہ نے مرزا قتیل کے سامنے پیش کیا اور پوچھا کہ بتلایئے کیا جواب ہے۔ مرزا قتیل نے اس کو دیکھ کر کہا کہ اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو عرض کروں۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ فرمایئے۔ مرزا قتیل نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ قبلہ و کعبہ ۲۱
کو تو اپنی کتاب کا نام بھی رکھنا نہ آیا۔ شاہ صاحب تو تحفہ پیش کرتے ہیں اور قبلہ و کعبہ تحفہ کا جواب تلوار دیتے ہیں (تحفہ کے جواب کا نام ذوالفقار رکھ گیا تھا) اس کے بعد قبلہ و کعبہ نے فرمایا کہ اچھا عبارت کی نسبت کچھ فرمایئے قتیل نے کہا کہ حضور کہاں جانس کا جلاہا اور کہاں دلی کی سیڑھیوں کا بیٹھا ہوا شہدا (دلدار علی جانس کے تھے اور جانس کے جولاہے مشہور ہیں)[لہ]

حضرت شاہ صاحب کے عہد کے جو مشائخین تھے، اہل حق کے علاوہ جتنے تھے وہ سب گمراہی پھیلا رہے تھے تصوف کی آڑ لے کر نیچ سے قبیح حرکت کے ارتکاب میں باک نہ تھا۔ بدعت سے ان کی خانقاہوں کو نوازا جہاں تمام منہیات شرعیہ اعلانیہ کی جاتی۔ ان مشائخ نے قبروں کو عوام کا مرجع بنا دیا۔ چادریں چڑھنے لگیں۔ پنکھے جھلتے۔ خوش گلو نوخیز لڑکے گویے کا کام دیتے۔ رقص مشائخ کا شغل رہتا۔ ظاہر تقدس والی ہوتی مگر باطن میں شیطان خصلت تھے۔ ان پر

لہ امیرالروایات صفحہ ۱۴۲

لہ تاریخ گویا مؤ مرتبہ حکیم بہار الدین صدیقی ہردوئی۔

لہ امیرالروایات صفحہ ۱۴۲

عجف خاں نے بھی ہاتھ رکھا۔ اور شاہ صاحب اور ان کی اولاد کے پیچھے لگادیا۔

روافض نے اور نام نہاد صوفیہ نے حضرت شاہ عبدالعزیز کو دو مرتبہ زہر دیا۔ ایک مرتبہ چھپکلی کا بٹنا ملوادیا جس سے شاہ صاحب مبروص ہوگئے۔ شاہ صاحب جو نپور نجف خاں کے نکالے ہوئے گئے، تو راہ میں اڈلگی، جس سے مزاج میں نخوت حدت پیدا ہوگئی تھی جو ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔[۱]

امیر الروایات میں ہے کہ اس عہد میں صنوعی صوفیوں کا بڑا غلبہ تھا جس کا اثر بادشاہ اور شہزادوں اور شاہزادیوں پر بہت تھا۔ اس وجہ سے یہ صوفی بڑے سے بڑے کام غیر شائستہ کر گذرتے۔ ان لوگوں نے علمائے حق کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا۔ بڑے سے بڑے عالم پر پھبتی پھینکتے اور جب کسی عالم کے پاس آتے تھے تو کہتے تھے کہ

> اد مسجد کے بیٹھنے والے کچھ دلواہم کو۔ ہم رنڈی رکھیں گے اور شراب پئیں گے بھنگ پئیں گے علماء مجبور ہوکر کچھ نہ کچھ دیتے۔ حتیٰ کہ حضرت شاہ عبدالقادر بھی دیتے اور کہتے بھائی ان کا کہا کیا ایسا مگر شاہ عبدالعزیز نے کبھی کسی صوفی کو نہیں دیا۔ ہمیشہ لطائف الحیل سے پیچھا چھوڑا دیا[۲] ۲۱

اس زمانہ میں بد دین صوفیوں کا ایک فرقہ امام شاہی تھا جو چار ابرو کا صفایا کرتا تھا اور بیہودہ باتیں کیا کرتا۔ اس فرقہ کا موجد ایک شخص امام شاہ تھا اور یہ فرقہ شکارپور سے نکلا تھا اس نے بجد اسلامی تہذیب و تمدن کو برباد کیا تھا شاہ صاحب نے اپنے گروہوں کی اصلاح کرنا چاہی اور اصلی تصوف کی ترویج کی سعی فرمائی۔ اس کوشش میں آپ کا قدم ائمہ متصوفین سے آگے ہے۔

متصوفانہ زندگی حضرت شاہ ولی اللہ کو تصوف کی تحقیقات کا ذوق و شوق اوائل عمر سے تھا اور ہر طریقہ کے پیشوا اور مجتہدوں سے آپ نے جدا جدا اس کمال کی تحصیل کی صوفیائے کرام کے خاص خاص کاملین کی صحبت سے فیض اٹھایا اور عرفان کے اعلیٰ مدارج طے کرکے انجام کار ۱۱۴۳ء میں حجاز گئے۔ ایک سال سے زیادہ مجاورت حرمین شریفین اور شیخ ابوطاہر مدنی کی روایت حدیث سے مشرف ہوتے تو ان سے خرقہ خلافت پہنا۔ طرق اربعہ یعنی نقشبندیہ، قادریہ چشتیہ، سہروردیہ کے ساتھ نسبت مساوی رکھتے تھے۔ اور کسی ایک طریقہ کے پیرو اور مقلد نہ تھے۔ حضرت شاہ صاحب خود لکھتے ہیں۔

> استغراق طریقت اور اس صحبت کے حاصل کرنے میں جو جناب نبی کریم صلعم تک متصل ہے میرے اتصال کا قوی ذریعہ طریقہ نقشبندیہ ہے اور باطنی نسبت میں طریقہ جیلانیہ کا پیرو و مقتدی ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ کی صورت ذہنیہ کا تحفظ طریقہ نقشبندیہ کا اصل الاصول اور جڑ ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ ہر انسان کے مدرکہ میں حضرت حق کی طرف ایک اشارہ واقع ہے، جو خدا تعالیٰ کی صورت اجمالیہ ذہنیہ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور جسے اس طریقہ کے پیر واسطہ کہتے ہیں تاکہ اس پر مواظبت کریں اور جب چاہیں اس سے استعمال کرکے حقیقۃ الحقائق پہنچیں اور طریقہ جیلانیہ کی روح اور سر کی آراستگی پر مبنی ہے تاکہ لوگ مہذب ہوکر جس وقت اس پر عامل ہوں، انہیں تجلی اعظم کی معرفت نصیب ہو۔ اور سجادہ و خلافت نیز سلف کی اس بشارت میں جو خلف کے حال سے وابستہ ہے میرے نزدیک طریقہ چشتیہ سب سے زیادہ قوی ہے اور کتاب و سنت کی دلیل کے لحاظ سے میرے نزدیک قوی تر طریقہ سہروردیہ ہے جو اصول سے زیادہ مشابہ و مناسب ہے گو مجھ کو اور بھی بہت سے طریقوں کے ساتھ مناسبت حاصل ہے لیکن مذکورہ بالا چار چیزیں میں نے ان چار طریقوں سے اخذ کی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان اہل طرق کو ہماری طرف سے بہترین جزا عنایت فرمائے[۱]

آپ نے تصوف کے اصول کے متعلق الطاف القدس فارسی میں لکھی الدار الثمین فی المبشرات نبی الکریم۔ شرح رباعیتین سطعات۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ۔ فیوض الحرمین۔ مکتوبات المعارف۔ رسالہ مکتوب مدنی۔ ہمعات لمحات۔ خیر کثیر۔ شفاء القلوب بدور البازغہ۔ زہراوین۔ رسائل

۱؎ امیر الروایات صفحہ ۲۲ ۲؎ امیر الروایات صفحہ ۳۴

۱؎ حیات ولی صفحہ ۲۷۲

تفہیمات۔ عوارف۔ قول الجمیل یہ کتابیں تصوف کے متعلق لکھیں۔ ان میں سے آگے فیوض الحرمین سے انتخاب پیش کریں گے۔

شاہ صاحب کی ان تصانیف سے جعلی صوفیوں کی بہت کچھ اصلاح ہوئی۔

صوفی جن بدعتوں میں پھنسے ہوئے تھے، ان سے نکالا اور شریعت اور طریقت دو راستے قرار دے کر احکام شریعت سے صوفیہ نے کوئی تعلق نہ رکھا تھا۔ نہ نماز سے تعلق تھا اور نہ روزہ سے۔ البتہ راگ راگنی سے شوق ان کے شیخ کا قول تھا۔ گانا روح کی خوراک ہے۔ ایک گروہ ان کا تروائج پنتھی تھا۔ اس کا بانی زندہ شاہ مردار شامی اسی کے پیرو ملنگ فقرا ہیں۔ ایک گروہ رفضیہ یعنی نفس پرستیاں توڑنا تکالیف شاقہ جھیلنا ان صوفیہ نے یہ اصول بنا رکھے تھے۔

۱۔ خداوند تعالٰی وہ ہر چیز میں ہے اور اس میں سب چیزیں موجود ہیں۔

۲۔ نیک و بد میں کوئی فرق نہیں کیونکہ یہ دونوں خدا ہی کی ذات سے نکلی ہیں اور خدا ان کے افعال کا سچا خالق ہے۔

۳۔ روح جسم سے پہلے بھی زندہ تھی اور آخر الذکر کے پنجرہ میں بعد ازاں بند کر دی جاتی ہے اس لئے موت صوفی کی خواہشات کا خاص مدعا ہوتی ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ وہ الوہیت کے سینہ میں چلا جاتا ہے۔

۴۔ اگر کوئی روح ایک جسم میں اپنی پاکی اور تقدس کے مدارج اعلیٰ طے نہیں کر لیتی تو اسے پھر تناسخ کی رو سے دنیا میں آنا پڑتا ہے اور پھر اپنی حالت درست کر کے وہ خدا کی ذات کے ساتھ مل جاتی ہے۔

۵۔ صوفی کا اپنی دنیاوی زندگی میں وحدانیت میں استغراق رکھنا فرض ہے۔ خدا کا ذکر کرتا رہے اور طریقت میں برابر ترقی کرتا رہے۔ یہاں تک کہ اسے سب سے برتر ذات سے وصل نصیب ہو جائے۔

ایسی ہی بہت سی باتیں اصول تصوف کی قرار دے رکھی تھیں۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کا دفعیہ یہی کیا کہ کثرت سے تصوف پر کتابیں شائع کیں۔

تعلیمات طریقت

تلخیص قول جمیل فی بیان سواء السبیل

بیعت قال اللہ تعالٰی — حق تعالٰے نے فرمایا مقرر جو

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما

لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے محمد وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے سو جو عہد شکنی کرتا ہے وہ اپنی ذات کی مضرت پر عہد توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب اس کو اجر عظیم عنایت کرے گا۔

احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہے رسول اللہ صلعم سے کہ لوگ بیعت کرتے آنحضرت سے کبھی ہجرت اور جہاد اور کبھی اقامت ارکان اسلام (صوم و صلوٰۃ۔ حج و زکوٰۃ) پر اور کبھی ثبات و قرار پر معرکہ کفار میں چنانچہ بیعت الرضوان اور کبھی سنن نبوی کے تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شائق ہونے پر۔ انصاریوں کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر حضور نے بیعت لی (ابن ماجہ) چند محتاج صحابہ سے بیعت لی کہ لوگوں سے سوال نہ کریں۔ چنانچہ کسی صحابی کا یہ عالم تھا کہ کوڑا اگر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اٹھا لیتے اور کسی سے کوڑا اٹھا دینے کے لئے سوال نہ کرتے۔ اس ۲۳
لئے بیعت سنت ہے واجب نہیں۔ اس واسطے کہ اصحاب نے رسول اللہ صلعم سے بیعت کی اور اس کے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت نہ کی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نہ کیا تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہو گیا اس پر کہ وہ واجب نہیں۔

سنت اللہ یوں جاری ہے کہ امور خفیہ جو نفوس میں پوشیدہ ہیں ان کا ضابطہ افعال اور اقوال ظاہری سے ہو اور افعال اور اقوال قائم مقام ہوں۔ امور قلبیہ کے چنانچہ تصدیق اللہ اور اس کے رسول اور قیامت کی امر مخفی ہے تو اقرار ایمان کا بجائے تصدیق قلبی کے قائم مقام کیا گیا اور جیسے کہ رضا مندی بائع اور مشتری کی قیمت اور مبیع کے دینے میں امر مخفی ہے تو ایجاب و قبول کو قائم مقام رضائے مخفی کے کر دیا ہے اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقویٰ کی رسی کو مضبوط پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اس کے قائم مقام کر دیا۔

مرشد۔ بیعت لینے والے میں چند امر شرط ہیں۔

شرط اول۔ علم قرآن اور حدیث۔

---

۵۷ قول جمیل صفحہ ۱ تا ۱۳

قرآن میں اس قدر وقوف ہونا چاہیئے کہ تفسیر مدارک یا جلالین کو یا تفسیر وسیط یا وجیز واحدی کے مضامین کو محفوظ کرچکا ہو۔ کسی عالم سے اس کو تحقیق کیا ہو۔ معانی اور ترجمہ لغات مشکلہ اور شان نزول اور اعراب قرآنی اور قصص قرآنی سے واقف ہو[1]

حدیث کی معلومات کیلئے مصابیح[2] یا مشارق کافی ہیں اصول فقہ اور اصول حدیث اور جزئیات فقہ اور فتاووں کے یاد رکھنے کا مکلف نہ ہو۔

حضرت شاہ صاحب نے یہ اس لئے حکم دیا ہے کہ فقرائے جہال نے یہ کہہ رکھا ہے کہ پیری مریدی میں علم کا کچھ ضرور نہیں بلکہ علم درویشی کو مضر ہے۔ اس واسطے شریعت کچھ اور ہے اور طریقت کچھ اور۔ حالانکہ صوفیائے قدیم کی کتب قوت القلوب۔ عوارف۔ احیاء العلوم۔ کیمیائے سعادت۔ فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین میں صاف مشرح ہے کہ علم شریعت شرط ہے طریقت اور تصوف کے لئے۔

شرط دوم۔ عدالت اور تقوی ہے تو واجب ہے کہ گناہ کبیرہ سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہ پر اصرار نہ ہو۔

شرط سوم۔ دنیا کا تارک اور آخرت کا راغب ہو۔ محافظ ہو طاعات موکدہ اور اذکار منقولہ کا، جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں۔ ۴۲

شرط چہارم۔ مرشد امر کرتا ہو مشروع کا اور خلاف شرع سے روکتا ہو۔

شرط پنجم۔ مرشد کامل مرشدوں کی صحبت میں رہا اور ان سے زمانہ دراز تک ادب سیکھا ہو۔ اور ان سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو[3]۔

اقسام بیعت صوفیہ } جو بیعت کہ صوفیوں میں متوارث ہے۔ وہ کئی طریق پر ہے۔

(۱) بیعت توبہ معاصی سے۔ بیعت تبرک بقصد برکت صالحین کے سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ سلسلہ اسناد حدیث۔

۲۔ بیعت تاکید عزیمت یعنی عزم مصمم کرنا واسطے خوص امر الٰہی اور ترک مناہی کے ظاہر اور باطن سے اور تعلق دلی کی اللہ جل شانہ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہے۔ تفصیلی بیان قول جمیل میں دیکھئے۔

مرید کی تربیت اور تعلیم کا طریقہ } سالکوں کی تربیت کے لئے درجات ہیں۔

اول عقیدہ کی اصلاح موافق عقائد سلف صالح کے ثابت کرنا واجب، وجود کا جو واحد ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اس کے موصوف ہے وہ تمیع صفات کمال سے حیات ہیں اور علم وقدرت اور ارادے میں اور سوائے ان کے اوصاف میں کہ حق تعالے نے اپنی ذات پاک کو وصف کیا ہے ساتھ اس کے اور نقل اس کی ثابت ہے مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور صحابہ اور تابعین سے۔ ایسا واحد ہے جو پاک ہے نقصان اور زوال کی سب نشانیوں سے مجسم ہونے سے اور احتیاج مکانی اور عرض ہونے اور جہت میں ہونے . . . . . اور اشکال سے یعنی جسم اور لوازم جسمیت سے منزہ ہے۔

پھر بعد توحید کے اثبات نبوت انبیاء علیہم السلام کی علی العموم و نبوت سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی علی الخصوص اور ثابت کرنا آنحضرت کی اتباع کا واجب ہونا جس میں کہ آپ نے امر کیا اور نہی کی جمیع اخبار میں منجملہ صفات ربانی اور معاد جسمانی اور جنت اور نار اور حشر اور حساب اور رویت الٰہی اور قیامت اور عذاب قبر۔ حوض کوثر۔ صراط۔ میزان حق ہے۔

تصحیح عقائد کے بعد کبیرہ گناہوں سے اجتناب زنا چوری۔ شراب وغیرہ سے بچنا چاہیئے اور سب سے زیادہ کبائر میں سے اکبر الکبائر شرک باللہ یعنی خدا کے ساتھ شریک کرنا عبادت میں اور استعانت میں مثلاً غیر خدا سے مدد مانگنی روزی اور شفا وغیرہ میں۔

شرک فی العبادت جو امور کہ بطور عبادت کے خدا کے واسطے یا خانہ خدا کے واسطے مخصوص ہیں۔ ان کو غیر خدا کے لئے کرنا۔ مثلاً علی مرتضیٰ کا روزہ رکھنا۔ کسی کو سجدہ کرنا یا غیر خدا کا نام بطور اسم الٰہی کے ذکر کرنا۔ یا قبور کے گرد طواف کرنا۔

منجم اور رمال کی تصدیق بھی کبائر سے ہے۔

قرآن مجید حدیث اور مشہور اور اجماع سے ثابت ہے منجملہ کبائر نماز اور زکوٰۃ اور صوم حج کا چھوڑنا ہے۔ قتل ناحق ۔ اغلام رہزنی۔ غصب۔ غنیمت کا مال چرانا

---

[1] اس بحث میں معلومات قرآن مرتبہ جناب مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی جامع کتاب۔ جو اردو میں ہے۔ صوفیہ کرام کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے دفتر پیشوا دہلی سے ۱۲ ر قیمت پر مل سکتی ہے۔

[2] اس کا ترجمہ علامہ آغا رفیق بلند شہری کا دفتر پیشوا میں موجود ہے جو للعہ ر میں مل سکتا ہے [3] قول جمیل صفحہ ۱۴ تا ۱۸

جھوٹی گواہی۔ جھوٹی قسم کھانی۔ پاک دامن عورت کو زنا کا عیب لگانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ حق برادری نہ ادا کرنا۔ ناپ تول میں کمی کرنا۔ سود کھانا۔ جہاد میں کفار کی صف جنگ سے بھاگنا۔ رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھنا۔ معاملات فیصل کرنے میں رشوت لینا اور محارم سے نکاح کرنا۔ حاکم سے چغل خوری کرنا و ترک الہجرت من دار الکفر اور کافروں سے دوستی کرنا۔ جادو کرنا۔ بس یہ سب کبائر میں داخل ہیں[1]۔

اس کے بعد اشغال مشائخ و اعمال مجربہ کی فہرست ہے وہ اصل کتاب میں دیکھنا چاہیئے۔

نویں فصل میں آداب عالم حقانی کے بیان کئے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

عالم ربانی اور فقیہ حقانی جو انبیاء اور مرسلین کا وارث ہو منجملہ ان امور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر ضرور ہے علم کا پڑھانا از قسم تفسیر حدیث۔ فقہ سلوک، عقائد نحو و صرف وغیرہ ہے اور علم کلام اور اصول اور منطق سے شغل ضروری نہیں ہے۔ اشغال طریقت کی تلقین کرنا چاہیے وعظ و نصیحت کرتا رہے۔ جو رسول اللہ اور ان کے اصحاب کا طریقہ تھا۔ قصہ گوئی نہ کرے حکایات عجیبہ نہ بیان کرے۔ جو روایات صحیح نہ ہوں ان کو بیان نہ کرے۔ یہود و نصاریٰ کے قصے تفسیروں میں ہیں ان کی تصدیق نہ کرے اور ان کا ذکر وعظ میں کرے۔

سنن ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ قصہ خوانی رسول اللہ کے زمانہ میں نہ تھی شیخین کے زمانے میں نہ تھی۔ صحیح روایت سے ثابت ہے صحابہ کرام قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیتے تھے۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میری پچھلی امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو تم سے ایسی باتیں نقل کریں گے کہ تم نے اور تمہارے باپوں نے نہیں سنی ہوں گی تو ان کی صحبت سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

عالم حقانی کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازمی ہے علم ظاہر و باطن کا جامع ہو اور احتساب کرتا رہے۔ حتیٰ کہ وضو میں اگر دیکھے کسی کو کہ پاؤں کو پورا نہیں دھوتا تو پکار کے کہے کہ عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا۔ غرض کہ دعوت الی الخیر کرے۔ تلطف اور نرم کلامی سے پیش آئے۔ فقراء اور طالب علموں سے بقدر امکان حسن سلوک کرے۔ اگر یہ صفات عالم حقانی میں ہوں گے تو وہ وارث الانبیاء والمرسلین کہے جانے کا مستحق ہے[1]۔

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا:-

یہ وصیت ہے کہ صحبت صوفیان جاہل کی اختیار نہ کرے اور نہ جاہلانہ عبادت کرے۔ وہ محدث ظاہری جو فقہا سے عداوت رکھے اور فقیہ زاہد خشک سے بھی پرہیز کرے اور نہ اصحاب معقول اور کلام جو منقول کو ذلیل سمجھ کر استدلال عقلی میں افراط کرتے ہیں ان سے اعراض کرے۔ بلکہ طالب حق کو چاہیئے کہ عالم صوفی جو دنیا کا تارک ہر دم یاد الٰہی میں مشغول اور سنت مصطفویہ کا متبع حدیث و آثار صحابہ کا متجسس ہو اور اصحاب سلوک کے کلام کا واقف ہو۔ اس کی صحبت اختیار کرنا چاہیئے[2]۔

بیعت } حضرت شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور خرقہ خلافت پہنا۔ چنانچہ قول الجمیل

۲۵ میں فرماتے ہیں۔

بندہ ضعیف ولی اللہ نے حق تعالے اس کو معاف کرے اور اس کو اس کے سلف صالحین کے ساتھ ملا دے زمانہ دراز صحبت رکھی اپنے والد شیخ اجل عبد الرحیم کی اور انہیں سے علوم ظاہرہ اور آداب طریقت کے سیکھے اور ان سے کرامات دیکھیں اور مشکلات پوچھیں اور ان سے اکثر فوائد طریقت کے سنے اور جو ان پر اور ان کے مرشدوں پر واقعات اور حالات اور کرامات سے گذرا ان سے مسموع ہوا۔

میرے والد عبد الرحیم بیعت سے مرشدوں کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اول اعلیٰ خواجہ خورد ابن حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی) ہیں، جو حضرت شیخ احمد سرہندی رح اور شیخ اللہ داد اور خواجہ حسام الدین کی صحبت میں رہے اور یہ تینوں بزرگوں نے حضرت

[1] خلاصہ فصل تیسری قول الجمیل صفحہ ۲۰ تا ۲۷

[1] قول جمیل صفحہ ۱۰۳　[2] قول جمیل صفحہ ۱۰۴

خواجہ محمد باقی باللہؒ سے فیض حاصل کیا۔ بدیں کے مرشد میرے والد کے سید عبد اللہ ہیں جو شیخ آدم نبوری کی صحبت میں رہے۔ تیسرے میرے والد کے مرشد خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادی ہیں جو ملا ولی محمد اکبر آبادی کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور ملا صاحب نے تمام علوم معارف امیر ابو العلا احراری قدس سرہ العزیز سے حاصل کئے[1]

اس کے علاوہ شیخ عبد الرحیم نے سید عظمت اللہ اکبر آبادی سے بھی فیض پایا۔

ولہ طرق اخری اجازلہ السید عظمت اللہ الاکبر ابادی عن ابائہ

یہ طریقہ چشتیہ کے شیخ تھے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ کا سلسلہ طریقت شاہ عبد العزیز اور شاہ عبد القادر سے تمام ہندوستان میں پھیلا۔

شاہ صاحب کی مذہبی زندگی

۲۱ حضرت شاہ صاحب اکثر امور میں حنفی مذہب کے مطابق عمل درآمد کیا کرتے تھے لیکن وہ مسائل جنہیں حدیث یا وجدان کی رو سے مذاہب دیگر شافعی، مالکی، حنبلی مذہب میں ترجیح حاصل ہے بغیر کھٹکے عمل میں لاتے تھے۔ خواجہ محمد امین نے ان سے سوال کیا کہ آپ مسائل فقہ میں کون سے مذہب پر عمل کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا۔

میں مذاہب مشہورہ میں تا بہ امکان جمع کرتا ہوں اور صوم و صلوٰۃ اور وضو و غسل اور حج کے مسائل اس وضع پر واقع ہوتے ہیں جنہیں تمام اہل مذہب صحیح جانتے ہیں لیکن جب یہ جمع و تطبیق ناممکن ہوتی ہے تو میں اس مذہب پر عمل کیا کرتا ہوں جو دلیل کی رو سے زیادہ قوی اور حدیث صریح کے موافق ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس قدر علم عطا کیا ہے کہ ضعیف و قوی میں اچھی طرح فرق کر سکتا ہوں اور فتاویٰ کے بارے میں بخوبی رعایت کر سکتا ہوں اور ہر مقلد مذہب کو مذہب سے جواب دیتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے مذاہب مشہورہ میں سے ہر مذہب کی معرفت عنایت کی ہے۔

ترجمہ قرآن

شاہ صاحب کے عہد میں عربی زبان سے لگاؤ باقی نہ تھا فارسی زبان کی گرم بازاری تھی۔ کلام مجید اگر پڑھا جاتا تھا تو محض طوطے کے رٹنے سے زیادہ حیثیت نہ تھی۔ اس کے علاوہ اس وقت ہندوستان میں فلسفہ و معقول کی بڑی گرم بازاری تھی۔ قرآن و حدیث کا چرچا نہایت کم تھا۔ عام و خاص پیر پرستی کے پیچ در پیچ بھول بھلیوں میں حیران و سرگردان تھے۔ اسلام میں شرک مل چکا تھا جیسا کہ پہلے تفصیل کی جا چکی ہے مسلمان صدہا قسم کے توہمات میں گرفتار تھے شرک و بدعت کا ایک عظیم الشان اور طوفان خیز سمندر چاروں طرف بہہ رہا تھا۔ جس کی خوفناک موجیں اور دہشت انگیز لہریں اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی تھیں۔ آپ نے اس وقت کی مروجہ زبان فارسی میں ترجمہ کیا حقیقت میں اگر قرآن مجید کا ترجمہ اس زمانہ میں نہ ہوتا تو مسلمانوں کی معاشرانہ زندگی میں جو اصلاح ہوئی ہے کبھی نہ ہوتی اور معلوم نہیں کہ مسلمانوں کو کن کن سختیوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ ان پر مصائب و آفات کے کس قدر لشکر ٹوٹتے اور کیا کیا غضب الٰہی نازل ہوتے۔ اس وقت ہندوستان میں جہاں تک سچے اسلام کی روشنی نظر آتی ہے اور شرک و بدعت سے صاف اور ستھرا ہوا مذہب دکھائی دیتا ہے وہ سب اسی ترجمہ کا صدقہ ہے۔

قرآن مجید کے مطالب کا سمجھنا عربی تفاسیر پر منحصر تھا جسے علما ر اپنا ہی حصہ سمجھے بیٹھے تھے۔ اور عوام کلام الٰہی کا منشا اور فطرۃ اللہ کا مفہوم سمجھنے سے محروم و بے نصیب تھے۔ عموماً مسلمان رمضان میں یا معمولی تلاوتوں میں بالکل طوطے کی طرح سے قرآن پڑھتے تھے اور معنی نہ جاننے کی وجہ سے خلافِ شرعی احکام اور آسمانی قوانین سے محض نابلد تھے ایسے وقت میں جناب شاہ صاحب نے قرآن مجید کے ترجمہ کی سخت ضرورت سمجھ کر ترجمہ فارسی میں کیا اور ایسا مطلب خیز ترجمہ کیا کہ عام لوگوں کو کلام الٰہی سمجھنا بہت آسان ہو گیا۔

باوجودیکہ اس ترجمہ کی عمر ڈیڑھ سو برس سے زیادہ ہو گئی ہے اور زمانہ میں علوم و فنون بالخصوص ترجمہ کی اشاعت کا دریا بڑے زور و شور سے لہریں مار رہا ہے لیکن اس ترجمہ پر آج تک کبھی کسی کو دم مارنے کی طاقت نہیں ہوئی اور جس

[1] قول الجمیل صفحہ ۱۱۵

طرح خود قرآن مجید فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے جناب نبی کریم صلعم کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے. اسی طرح یہ ترجمہ بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی بڑی معجز نما کرامت ہے.

ترجمہ کے بعد فوز الکبیر شرح فتح الکبیر متعلق تفسیر ایک مختصر رسالہ لکھا جو اصول تفسیر میں ہے. باوجودیکہ قلیل الحجم ہے مگر مطالب خیز ہے. اصول تفسیر کے عمیق اور گہرے دریا کو اس مختصر کوزے میں کس طرح بند کیا ہے. اصول تفسیر کے وہ اہم اور پیچیدہ مباحث جو بڑی بڑی کتابوں سے مشکل حل ہو سکتے تھے. شاہ صاحب نے ایسی مختصر اور سہل عبارت میں طے کر دیئے ہیں جس سے کم استعداد طلبہ بھی متمتع ہو سکیں.

اشاعت حدیث

اس کے ساتھ ہی اشاعت حدیث کی طرف توجہ کی تو آپ نے احادیث کے مجموعہ میں سے موطا کی اشاعت کو ترجیح دی. موطا حدیث کی ایک مختصر مگر نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے. امام مالک بن انس نے ہجرت کی دوسری صدی میں تصنیف کیا. امام شافعی اس کے متعلق فرماتے ہیں.

نیلگوں آسمان کے نیچے باستثنا کتاب اللہ کوئی کتاب امام مالک کی موطا سے زیادہ صحیح نہیں.

ابن عربی فرماتے ہیں. موطا اصل اول ہے اور صحیح بخاری اصل ثانی چنانچہ آپ نے فارسی میں اس کی شرح مصفی کے نام سے لکھی. یہ ایسی عمدہ شرح ہے جس سے اصل کتاب کی رونق دوبالا ہو گئی ہے. حدیث کی تحقیقات اس تبحر و لیاقت سے کی ہے جس سے آپ کا مجتہدانہ کمال صاف نمایاں ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی مسوی شرح موطا عربی میں لکھی. اس میں مولف نے اپنی خداداد قابلیت کا جو کمال دکھایا ہے. اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے. اصل میں مسوی خود مستقل کتاب ہے. علاوہ موطا کی حدیثوں کی تفصیل و توضیح کے بہت سے مسائل فقیہ کی تشریح کی ہے. الغرض مسوی ایک ایسی بے نظیر اور قابل قدر شرح ہے جس قدر تعریف کی جائے وہ کم ہے.

مجدد

حضرت شاہ ولی اللہ کے لئے یہ علمائے محققین کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ آپ بھی مجددین اسلام میں سے ایک مجدد تھے چنانچہ آپ نے خود اپنی تصانیف میں اپنے مجددیت پر اشارہ اکثر جگہ کیا ہے. جس کی بحث قائم الزمان میں آتی ہے.

قائم الزمان

حضرت شاہ ولی اللہ کا درجہ قائم الزمان کا تھا. چنانچہ خود فیوض الحرمین میں ایک جگہ فرماتے ہیں.

رایتنی فی المنام قائم	میں نے دیکھا خواب میں کہ میں
الزمان اعنی بذالک	قائم الزمان ہوں. اس سے
ان اللہ اذا اراد شیئا	میری مراد یہ ہے کہ اللہ
من نظام الخیر جعلنی	تعالےٰ نے جب ارادہ کیا
کالجارحۃ لاتمام مارادہ	کسی شے کا نظام خیر سے تو
	مجھ کو کیا مانند اعضا کے واسطے اتمام اپنی مراد کے[1]

یہی وہ درجہ ہے جس کو مجددیت کہتے ہیں. مقدمہ میں جس کی مختصر تفصیل لکھی جا چکی ہے. حضرت شاہ صاحب نے تفہیمات میں اس معاملہ کے معارف لکھتے ہوئے لیکن اپنی طرف بیگانہ وار اشارہ بھی کر گئے ہیں. بقول صاحب "تذکرہ" کہیں کہیں جوش قلبی کی بے اختیاریوں میں صاف صاف بھی لکھ گئے ہیں. اپنے ترجمہ میں لکھتے ہیں.

نعمت عظمیٰ بریں ضعیف آنست کہ اورا خلعت
فاتحۃ وادہ فتح دورہ بازپسیں بردست ۲۷
وے کردند.

تفہیمات میں لکھتے ہیں.

بسرم درداوند کہ ایں حقیقت بمردم برساں
امروز وقت تست و زماں زمان تو است
ہر کسے کہ زیر لوائے تو نہ باشد.

ایک اور تفہیم میں یہ کیفیت زیادہ سرمستی کے ساتھ کھلی ہے.

واشد الھم نطقت بجوامعھا وان تکلمت
علے نسب القوم فیما بینھم وبین ربھم
رویت لی مناکبھا وقبضت علی جوامع
نظامھا. وان خطبت باسرار اللطائف
وغوامض الحقائق، تقوضت قاموسھا
وتلمست ناعوسھا. وقبضت علے
جلابیبھا واخذت بتلابیبھا
وان بحثت عن علم الشرائع والنبوات
فانا الیث عرینھا وحافظ جرینھا
ووارث خزائنھا. وباحث مفاتیحھا

[1] فیوض الحرمین صفحہ ۸۹

اتیتم بعجائب لا تحصی و غرائب لا
اکشا مھما دیحی سے

بکم اللہ من لطف خفی   یدق خفاہ عن فہم الذکی

فعمنی ربی انا جعلناک امام ھذہ الطریقۃ وسدد نا طرق الوصول الی حقیقۃ القرب کلھا الیوم غیر طریقۃ واحد وھو محبتک والانقیاد لک فاسماء لیس علی من عادک بسماء ولیست الارض علیہ بارض۔ المشرق والمغرب کلھم رعیتک وانت سلطانھم علموا او لم یعلموا۔ فان علموا فازوا وان جھلوا خابوا

ایک اور تفہیم میں لکھتے ہیں:۔

ومن نعم اللہ علی ولا فخر ان جعلنی ناطق ھذہ الدورۃ وحکیمھا وقائد ھذہ الطبقۃ وزعیمھا منطق علی لسانی ونفث فی نفسی فان نطقت باذکار قوم۔

ایک اور موقع پر لکھتے ہیں۔

لما نفث فی روعی الحکمۃ النبی
۲۸ اللہ تعالی اخلفت الحمد ربۃ فعلمت
علم الجمع بین المختلفات الخ

اس باب میں آپ کے اشارات بے شمار ہیں[1]

فضل وکمال

فضل وکمال اور علمی حیثیت سے حضرت شاہ صاحب جس قدر ومنزلت کے محترم فرد تھے، اگرچہ اس کی نظیر آج باوجود تلاش وتجسس کے کہیں نہیں ملتی۔

علامہ ابوالطیب نے آپ کے حالات میں مختصر اور جامع الفاظ لکھے ہیں۔

اگر وجود او درصدر اول درزمانہ ماضی
می بود امام الائمہ وتاج المجتہدین شمردہ می شد

ایک دوسرے فاضل مورخ نے لکھا ہے۔

شاہ صاحب کی شہرت اگر زیادہ تر تفسیر وادب میں ہے لیکن آپ حدیث وفقہ میں بھی اجتہاد کا درجہ رکھتے اور مجتہدین فن میں شمار کئے جاتے تھے۔

[1] تذکرہ صفحہ ۲۲۵ از مولانا ابوالکلام آزاد

غرض کہ ہر علم میں آپ کو تبحر حاصل تھا۔ کلام وادب جو عرب کا بہت بڑا جوہر ہے۔ اس میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا جو آج تک ماہرین فن کو تسلیم ہے۔ آپ کے علمی مناظروں کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین شعراء کے اشعار بکثرت یاد تھے جو سند کے ہر ہر موقع پر برجستہ پیش کرتے تھے۔ مذہبی اور متداول علوم کے انتساب کو اگر الگ کر دیا جائے تو متکلمین کی فہرست میں آپ کا نام نہایت روشن اور جلی حرفوں میں نظر آتا ہے۔ غرضکہ شاہ صاحب کی ہمہ دانی حدیث، تفسیر، فقہ، ادب، کلام، سیر، مغازی، معانی وغیرہ میں آپ کا شمار مجتہدین فن میں علو مرتب کے ساتھ ہے فن لغت میں آپ علامہ مجدالدین فیروز آبادی کے ہم پایہ تھے[1]

حضرت شاہ صاحب کو اپنے والد سے اس قدر محبت تھی کہ عشق کے درجہ کو پہنچ گئی تھی شیخ عبدالرحیم صاحب بھی شاہ صاحب سے بے حد محبت رکھتے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اپنے قلم مبارک سے لکھتے ہیں کہ

میرے والد بزرگوار اپنی تمام اولاد میں مجھ سے زیادہ محبت رکھتے اور اکثر اوقات خلوت وجلوت میں اس فقیر کی طرف التفات خاص فرماتے تھے۔ ابھی میں صغیر سن ہی تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس بٹھا کر فرمایا کرتے تھے کہ فرزندمن میرے دل میں بے اختیار یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک ہی دفعہ تمام علوم وفنون تمہارے دل میں ڈال دوں۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بمقابلہ اور بھائیوں کے جو خداتعالے نے اس فقیر کو علمی کمالات کا زیادہ سرمایہ عطا کیا وہ حقیقت میں جناب والد بزرگوار کے سایہ عاطفت اور آغوش تربیت میں پلنے کا صدقہ اور آپ کے نفس مبارک کا اثر ہے۔ ورنہ اس فقیر نے تحصیل علوم میں چنداں محنت و جانکاہی نہیں کی[2]

شاہ صاحب بہ شعور کو نہ پہنچے تھے۔ مگر اس پر بھی ہم عمروں کے ساتھ کھیل کود میں، سیر وتفریح میں وقت نہ کھوتے ہمیشہ ایک دہشت آمیز تفکر آپ پر طاری رہتا تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ کے عزیز واقارب کسی باغ میں سیر کیلئے گئے اور شاہ صاحب کو بھی ہمراہ لیتے گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس آئے تو آپ کے والد بزرگوار نے اپنے پاس بلایا اور دست شفقت سر پر پھیر کر فرمایا۔ فرزندمن تم نے آج رات دن میں کیا چیز حاصل کی۔ دیکھو ہم نے اتنی دیر میں

[1] حیات ولی صفحہ ۲۷۵ [2] حیات ولی صفحہ ۲۲۲

اس قدر درود پڑھے۔

جونہی شاہ صاحبؒ نے والد بزرگوار کی زبان سے یہ لفظ سُنے۔ شرمندگی کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہوگئے۔ اور سیرو تفریح سے ایسے تائب ہوئے کہ پھر کبھی گھر سے باہر نہیں ہوئے۔

اخلاق آپ خلیق اور متواضع تھے۔ باوجودیکہ علمائے سو نے آپ کو ترجمہ قرآن مجید کی بدولت قتل کرانا چاہا مگر آپ نے ان سے انتقام نہیں لیا بلکہ کچھ عرصہ تک کنارہ کش رہ کر ان کے اصلاح کے درپے ہوئے، ان دشمنوں کو اپنے عمل اور تعلیم سے اپنا گرویدہ کر لیا۔

حجۃ اللہ البالغہ

حضرت شاہ صاحب کے زمانہ میں جیسا کہ لکھا گیا۔ فلسفہ کا بہت زور تھا۔ آپ نے ایک نیا راستہ اختیار کیا کہ فقہ، حدیث، اخلاق، تصوف، فلسفہ کو یکجا کر کے ایک ضخیم کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے نام سے لکھی۔ جس میں عبادات معاملات نہایت شرح کے ساتھ محققانہ طرز میں لکھے۔ اور فقہا و محدثین کے اختلاف مذاہب کو نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے ظاہر کیا گیا۔ مسائل فقہ مذاہب اربعہ حنفی شافعی حنبلی، مالکی کی تحقیقات مذاہب صحابہ و تابعین اور اقوال جماعہ فقہا محدثین سے کر کے فقہ حدیث کی بنیاد از سر نو قائم کی اور اسرار حدیث اور مصالح احکام ایسی خوبی اور سلیقہ شعاری سے بیان کئے۔ جس کی نظیر سے متقدمین مصنفین کے حلقے خالی ہیں۔

یہ کتاب یوں تو فقہ وحدیث کے متعلق لکھی گئی ہے، لیکن متذکرہ پانچوں مضامین کا مذاق پایا جاتا ہے۔ گویا ان پانچوں علوم کا عطر و مغز اس کتاب میں بھر دیا ہے۔

پہلا وہ باکمال اور مجتہد وقت جس نے علوم دین کے اسرار بیان کرنے میں اپنی خداداد قابلیت اور پولٹیکل لیاقت کے جگک وار جوہر ظاہر کئے اور مضامین خمسہ کی عمارت کی بنا ڈالی وہ امام غزالیؒ ہیں۔ احیاء العلوم جو سات سو سال سے لوگوں کے افتخار کا باعث ہو رہی ہے اور دوسرا بزرگوار جس نے اس زمانہ کے مذاق کے مطابق اس فن کی تہذیب و آراستگی کی اور امام غزالی کی ڈالی ہوئی بنیادوں کو اپنے علمی تبحر سے بلند کیا اور حجۃ اللہ البالغہ کی صورت میں اس کو مکمل کیا۔

ایک فقیہ مسائل فقہ کو اور محدث مطابقت حدیث کو اور فلسفی دلائل فلسفہ اور براہین عقل کو نکال سکتا ہے اور اسی خوض و غور پر ساتھ کے ساتھ ایسے اخلاق و تصوف کا ذائقہ بھی حاصل ہوتا رہتا ہے، یہ کتاب اگرچہ بمقابلہ احیاء العلوم مختصر ہے لیکن تنقید احادیث میں اس سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔ علامہ ابو الطیب نے اس کے متعلق لکھا ہے،

> ایں کتاب اگرچہ در علم حدیث نیست اما
> شرح احادیث بسیار دراں کردہ و حکم و اسرار
> ایہا بیان نمودہ تا آنکہ درفن خود غیر مسبوق
> علیہ واقع شدہ و مثل آں دریں دوازدہ
> صد سال ہجرت ہیچ یکے از علما عرب و عجم
> تصنیفے موجود نیامدہ و منجملہ تصانیف
> مؤلفش مرضی بودہ است و فی الواقع بیش
> ازاں ست[۱]

علمی اشاعت

آپ کا تمام وقت درس و تدریس میں گذرتا تھا۔ مدرسہ رحیمیہ سے صدہا جید علما نکلے اس وقت اس مدرسہ کے مقابلہ میں کوئی درس گاہ نہ تھی۔ خیرآباد میں مدرسہ قدیمہ جس کے ۲۹
صدر مدرس مخدوم حاجی صبغت اللہ محدث خیرآبادی نبیرۂ حضرت شیخ اللہ دیہ نظام الدین رضوی اور گوپامو میں علامہ وجیہ الدین چشتی کی درس گاہ جس کے صدر مفتی علیم اللہ شہابی تھے۔ اس وقت تک ملا قطب الدین صاحب سہالوی کی درس گاہ نے شہرت حاصل نہ کی تھی۔ یہ درس گاہیں نامور تھیں۔ مگر جو پایہ اس وقت مدرسہ رحیمیہ کا تھا ان میں سے ایک بھی درس گاہ کا نہ تھا۔ مدرسہ رحیمیہ کے طلبار کی خبر گیری شاہ صاحب کے ذمہ تھی۔ نہ تو مغلیہ حکومت کی طرف سے کوئی معاونت تھی اور نہ کوئی امیر خبر گیراں تھا۔

> خدا خود میر سامانست ارباب توکل را

مدرسہ رحیمیہ کی اتنی شہرت عالم اسلامی میں ہو چکی تھی کہ عرب و عجم کے تشنگان علم ریگستان کی کڑی منزلیں اور پہاڑوں کی سنگلاخ اور دشوار گذار گھاٹیاں طے کر کے آتے اور علمی دولت سے گودیاں بھر بھر کر لوٹ جاتے۔

---

[۱] حیات ولی صفحہ ۲۰۲

مہمان نوازی حضرت شاہ صاحب مستغنی اور متوکل بزرگ تھے۔ پھر بھی کوئی شخص آپ کا مہمان ہوتا تو بے حد تواضع ومدارات کرتے۔ دور دور سے لوگ اپنے علمی نکات حل کرنے آتے اور اقامت پذیر رہتے۔ آپ حسب مرتبہ تواضع کرتے۔ آپ کی مہمان نوازی اور فیاضی کی شہرت عالمگیر تھی۔

استغنا باوجودیکہ حکومت نے وزارت کا عہدہ پیش کیا مگر آپ نے اپنے فرض کے مقابلہ میں اس کو ٹھکرا دیا۔ دنیا کی ہر مصیبت جھیلی مگر کسی امیر یا صاحب ثروت کی مدد کے متمنی نہ ہوتے۔ آپ کے پاس غیبی سامان مہیا تھے۔

شاعرانہ ذوق حضرت شاہ صاحب کی ذات والا صفات ہمہ دان تھی۔ شعر و شاعری میں بھی کسی بڑے شاعر سے پیچھے نہ تھے۔ ایرانیت سے آپ کے خیالات پاک وصاف تھے۔ آپ کے عہد میں دلی میں ہندوستان کے چیدہ چیدہ شعرا جمع ہوگئے تھے۔ مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی متوفی ۱۱۳۳ھ مرزا عبدالغنی قبول متوفی ۱۱۳۹ھ کشمیری قاضی سراج الدین علی خاں آرزو اکبرآبادی متوفی ۱۱۶۹ھ سے حضرت نے دلی کو اپنے شعر و شاعری
۴۰ کا مرکز بنالیا تھا جس کا اثر تمام علمی ذوق رکھنے والوں پر پڑنا ضروری تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے بھی اس کی طرف توجہ کی۔ آپ کے افکار سے نمونتاً ذیل کے اشعار پیش ہیں۔

دوائے درد من بجمع اضداد تو مینازم
نمک ریز دل مجروح من ہستی و مرہم ہم
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن
توئی مقصود اہل دل توئی مشتاق و ہمدم ہم

حجاب وصل مطلوب است دل بستن بمطلب ہا
امین گر ترک مطلبہا نمی کردم چہ میکردم

بے قرارم روز و شب بے روئے یار
یار بنمارو ئے یارم یا قدیر

ساقی کرے کن بوش خود ماتم؛ من یار خودم از دوش خود ماتم

رباعیات دربیان بعض قواعد سلوک
علیٰ کہ نہ ماخوذ از مشکوٰۃ نبی است

واللہ کہ سیرابی ازاں تشنہ لبی است
جائے کہ بود جلوۂ حق حاکم وقت
تابع شدن حکم خرد بوالعجبی است
وانی کہ چہ بود ہیچ قدم اے دلدار

شغل دل تو ظاہر و باطن با یار
ایں ساشوی از درس عوارف عارف
واں فن دگر یاد بگیر از احرار

دائم دل من پیش تو حاضر باشد　　چشم بسرخ خوب تو ناظر باشد
در مذہب ما شرک جلی است وصریح　　گر سوئے دگر خطرۂ خاطر باشد
در لوح دل از ثبت کنی صورت او　　پیدا شود از لوح دل اسرار عجیب
نومے بکتابت اخرف موصوف　　جمع بتلاوت اسمار حروف

دیگر تصانیف

انصاف فی بیان سبب الاختلاف عربی متعلق فقہ حدیث
عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید عربی حدیث
قرۃ العین فی تفصیل الشیخین عربی تاریخ
قرۃ العینین عربی خلافت صحابہ
انفاس العارفین　　ہوامع شرح حزب البحر
حسن العقیدہ (عقائد) سرور المحزون (عقائد) سیرالامین المامون۔ ارشاد الی مہمات علم الاسناد۔ قول الجمیل۔ تراجم بخاری۔ فیما یجب حفظہ للناظر۔ انسان العین فی مشائخ الحرمین۔ امداد فی ماثر الاجداد۔ عطیہ الصمدیہ فی الانفاس المحمدیہ۔ بندہ الاررہ فی الطبقۃ العزیزیہ۔ مکتوبات مع فضائل ابوعبدالحسین بخاری۔ وصیت نامہ۔ مکتوب المعارف۔ فیض عام۔ رسالہ مکتوب مدنی۔ انتباہ فی اسناد حدیث المقدمہ السنیہ۔ المقالۃ الصوفیہ مسلسلات فتح الودود ومعرفۃ الجنود۔ مکاتیب عربی (متعلق علم انشا)

وفات

جناب شاہ ولی اللہ العمری نے بعمر ۶۳ سال چند روز علیل رہ کر ۱۱۷۶ھ میں عازم سفر آخرت ہوئے۔ دلی کے مہندیوں کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

تاریخ وفات

او بود امام اعظم دین
انا للہ وانا الیہ راجعون

اولاد

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ

شاہ عبدالعزیز　　شاہ رفیع الدین　　شاہ عبدالقادر　　شاہ عبدالغنی

شاہ عبدالعزیز: نواسگاہ محمد اسحاق یادگار سے تھے
شاہ رفیع الدین: محمد موسیٰ　　محمد عیسیٰ　　محمد مخصوص اللہ　　حسن جان
شاہ عبدالغنی: اسمعیل شہید

اولاد حضرت شاہ صاحب

حضرت شاہ عبدالعزیز ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی۔ علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل والد بزرگوار سے کی۔ ۱۴ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے اس کے بعد باطنی کمالات کی تکمیل کی۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے سفر آخرت اختیار کیا تو آپ نے مسند خلافت سنبھالی۔ مدرسہ رحیمیہ میں علوم دینیہ کا درس و تدریس ہونے لگا۔

صاحب اثمار لکھتے ہیں۔

جناب شاہ عبدالعزیز اپنے وقت کے نہایت زبردست عالم تھے۔ اس زمانہ کے تمام علما و مشائخ آپ کی طرف رجوع تھے اور بڑے بڑے فضلاء آپ کی خدمت تلمذ پر بے حد فخر کیا کرتے تھے آپ کا علوم متداولہ وغیرہ میں وہ پایہ تھا جو بیان میں نہیں آسکتا۔ کثرت حفظ علم تعبیر رؤیا سلیقہ وعظ۔ انشا پردازی۔ تحقیق نفائس علوم میں تمام ہم عصروں میں امتیازی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے[۱]

اشاعت حدیث

آپ کا بڑا کارنامہ ہندوستان میں حدیث کی اشاعت کا ہے۔ عمل بالحدیث کا بیج ہندوستان کی بنجر اور ناقابل زمین میں حضرت شاہ ولی اللہ نے بویا۔ آپ نے آسے پانی دیتے دیتے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ اس سے ایک نہایت خوش نما اور نونہال پودا پھوٹا اور چند روز میں سرسبز و شاداب ہوکر لہلہانے لگا۔ اور پھر تھوڑے عرصہ میں دور دور کے لوگ اس کے پھل و پھول سے گودیاں لبریز کرکے جانے لگے۔

تذکرہ علمائے ہند میں ہے۔

بعد پدر بزرگوار مسند درس و ارشاد گردید بالجملہ وے جامع علوم بلکہ آیتے از آیات الٰہی بود ہر چہ در توصیفش خامہ و زبان بر طراز دشمئی ست از خرداری۔

وعظ

ہفتہ میں دو مرتبہ منگل و جمعہ کو دہلی کوچہ چیلاں پرانے مدرسہ میں مجلس وعظ منعقد ہوتی۔ صدہا شائقین شریک ہوتے۔

[۱] حیات ولی صفحہ ۲۵

تصانیف

آپ نے بھی تصانیف کی طرف زیادہ توجہ کی۔ تفسیر فتح العزیز فارسی میں لکھی۔ دو جلدیں ہیں۔ جن میں سورۂ فاتحہ سے لے کر پارہ سیقول کے ربع تک سوا پارے کی تفسیر ہے۔ دوسری جلد میں آخر کے دو پاروں کی تفسیر نرالے ڈھنگ کی ہے۔

تاریخ حدیث بستان المحدثین لکھی۔

شرح میزان المنطق (عربی) عجالہ نافعہ (فارسی)

سر الشہادتین (عربی) چند حواشی بر بدیع المیزان (عربی)

چند حواشی بر شرح عقائد۔ (عربی)

عزیز الاقتباس فی فضائل اخبار الناس (عربی)

اس کے علاوہ مختلف فنون پر آپ کے رسائل ہیں۔

تبلیغ و اصلاح

فتنہ رفض کے استیصال پر پہلے پہل حضرت شاہ ولی اللہ نے کمر باندھی۔ مگر کامیابی کا سہرہ حضرت شاہ عبدالعزیز کے سر رہے۔

فرقہ اثنا عشریہ نے تمام ہندوستان میں ایک خوفناک دند مچا رکھا تھا بالکل اسلامی گرہ مسلمانوں کی گردن سے کھلتی جارہی تھی۔ امرا و عمال حکومت مغلیہ جو ایرانی تھے انہوں ۳۱
نے وہ طریقے اختیار کئے تھے کہ اصلی اسلام کی جگہ توہمات باطلہ نے لینی شروع کردی تھی۔ مسجدیں غیر آباد ہوکر امام باڑے پر رونق تھے۔ قدامل مشکلات نہ تھا ائمہ مشکل کشا تھے۔ تعزیہ پرستی نے رہی سہی اسلامیات کا خاتمہ کر دیا تھا۔ رواج متعہ نے زناکاری کا دروازہ کھول دیا تھا۔ غرضکہ جو بری سے بری بدعت تھی اور مشرکانہ رسوم تھے مسلمانوں میں مروج تھیں۔ ضرورت تھی کہ اسلامی بنیاد کو کھود ڈالا جائے۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے اس کی ابتدا کی اور شاہ عبدالعزیز نے تکمیل کی۔

آپ نے تحفہ اثنا عشریہ فارسی میں لکھی۔ یہ کتاب اہل تشیع کے بطلان عقائد میں ایسی متانت و تہذیب اور شائستگی کے ساتھ مدلل لکھی گئی ہے جس کا جواب آج تک علمائے شیعہ سے بن نہیں پڑا۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے کہ دہلی میں شیعوں نے ایک بہت بڑا شور مچا رکھا تھا اور یہ طبقہ مختلف خیالات و عقائد کا بازیگاہ بنا ہوا تھا۔ متعصب شیعہ حشرات الارض کی طرح چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اور ہر طرف طوفان بے تمیزی

کا اندھا دھند جھگڑا چل رہا تھا۔ ایسے فتنہ زا اور پر آشوب زمانہ میں شاہ صاحب نے ایک ایسی پر معنی کتاب کا تصنیف کرنا ضروری سمجھا جس سے ہزارہا بندگان خدا کے شکوک مٹ گئے اور وہ پکے مسلمان بن گئے[1] حیات ولی صفحہ ۳۴۹

تبحر علمی

حضرت شاہ صاحب جامع علوم و فنون تھے۔ علمی تبحر سے قطع نظر کرکے آپ کی نادر الکلامی اور الشاعری بڑے پایہ کی تھی۔ آپ کی عربی نظم و نثر علم ادب کی جان اور ادیبوں کی روح ہے۔

آپ نے اپنے عم بزرگوار جناب شاہ اہل اللہ کو اپنے عہد کے واقعات تحریر کئے ہیں۔ اس سے زور قلم، جولانی طبع تیزی ذہن کا پتہ چلتا ہے۔

نظم

سلام علی مولیٰ جسیم الفضائل   کریم الوری حاوی فنون الفواضل

آگے کہتے ہیں۔

ولکن اری الکفار ارباب ثروۃ
لقد افسدوا ما بین دہلی وکابل
۳۲ ولقد رفع الاشرار فوق ضیاءنا
وکل امر شریح یا المتقاطل
فما شغل فیہ غیر فسق وبدعتہ
وما الناس الا کالجمال الجاہل
جزی اللہ عنا قوم سکھ و مرہٹ
عقوبتہ شیء عاجلا غیر آجل
فقد قتلوا جمعاً کثیرا من الوری
وقد ادجعوا فی اہل شاء وجاہل

غرضکہ آپ کے عربی کلام کے نمونہ حیات ولی میں ہیں۔ شاہ صاحب نے اس خط میں سکھ اور مرہٹوں کی غارت گری اور ظلم و ستمگری اقوام کی چیرہ دستی کا سچا فوٹو کھینچا ہے اور نہایت خوب صورتی کے ساتھ اس مضمون کو نظم کے پیرایہ میں ادا کیا ہے۔

لطیفہ حضرت شاہ صاحب سے مولانا فضل حق خیرآبادی نے بھی پڑھا تھا۔ مولانا بھی عربی علم ادب میں ید طولی رکھتے تھے۔ ایک قصیدہ عربی میں امرا القیس کے قصیدہ پر کہا اور مولانا شاہ عبد العزیز کی خدمت میں آئے اور سنایا۔ آپ نے ایک مقام پر اعتراض کیا اس کے جواب میں نے بیس شعرائے متقدمین کے شعر پڑھ دیئے۔ آپ کے والد مولانا فضل امام جو صدرالصدور دہلی میں تھے وہ بھی شاہ صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا میاں فضل حق بس حد ادب ہے شاہ صاحب استاد ہیں۔ مولانا فضل حق نے جواب دیا کہ حضرت یہ کوئی علم تفسیر و حدیث تو ہے نہیں فن شاعری ہے۔ اس میں بے ادبی کی کیا بات ہے۔ شاہ صاحب فرمانے لگے برخوردار! تم سچ کہتے ہو مجھ کو اس جگہ سہو ہوا[2]۔

مشاہیر تلامذہ

مولانا فضل حق خیرآبادی۔ شاہ محمد اسحاق ابن شیخ محمد افضل نواسہ حضرت شاہ صاحب۔ مفتی صدرالدین خاں دہلوی۔ شاہ غلام علی۔ مخصوص اللہ خلف شاہ رفیع الدین۔ مولانا عبدالحی داماد شاہ صاحب۔ مولانا رشید الدین خاں دہلوی۔ مولانا کریم اللہ دہلوی۔ مولانا اسمعیل شہید مولانا میر محبوب علی۔ مولانا محمد یعقوب بن شیخ محمد افضل مولانا عبد الخالق دہلوی۔ مفتی الہی بخش کاندھلوی۔ مولانا حسین احمد ملیح آبادی۔ مولانا حسن علی لکھنوی ان کے علاوہ صدہا طلبا اور تلامذہ تھے۔

وفات شوال روز یکشنبہ بوقت صبح ۱۲۳۹ھ میں سفر آخرت قبول کیا۔

قطعہ تاریخ از جناب حکیم مومن خاں دہلوی

انتخاب نسخہ دیں مولوی عبد العزیز
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و بے مثل
جانب ملک عدم تشریف فرما کیوں ہوئے
آ گیا تھا کیا کہیں مردوں کے ایماں میں خلل
بے ستم اے چرخ تو کس کو دیا لے گیا
کیا کیا یہ ظلم تو نے بے کسوں پہ اے اجل
جب اٹھائی نعش اک عالم تہ و بالا ہوا
لوٹتا تھا خاک پر ہر قدسی گردوں محل
کیا کس و ناکس پہ تھا صدمہ کیا جس وقت دفن
ڈالتا تھا خاک سر پہ ہر عزیز و مبتذل
مجلس درد آفریں تعزیت میں میں بھی تھا
جب پڑھی تاریخ مومن نے یہ آ کر بے بدل

---

[1] حیات ولی صفحہ ۳۴۹

[2] بروایت مولانا غوث علی شاہ قلندر پانی پتی (تذکرہ غوثیہ)

دست بیداد اجل سے بے سر و پا ہوگئے
فقر و دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی

حضرت شاہ عبد العزیز سے چھوٹے تھے۔ انہوں نے بھی باپ سے علوم عربیہ تحصیل کئے۔ جب شاہ عبد العزیز کبر سنی سے اور ضعف مزاجی سے مجبور ہوگئے تو یہی درس علیا دیتے۔ آپ کا علم و فضل اور تبحر ہر طرح قابل تعریف ہے متانت و سنجیدگی راست بازی، انصاف شعاری، بے طمعی و جری انکساری، صلح و بردباری بھی زیادہ لائق توصیف ہے۔

مولانا کی بے نظیر یادگار میں قرآن مجید کا لفظی ترجمہ آپ ہی نے کیا ہے۔ جو بڑے بڑے ہمناسے لے کر فرات تک نہایت مقبولیت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے جس سے عامہ خلائق مستفیض ہو رہی ہے۔ عربی زبان میں ادیب کامل تھے۔ آپ کے نعتیہ قصائد مشہور ہیں۔

یا احمد المختار یا ذین الوریٰ ؛ یا خاتم الرسل ما اعلا کا
یا کاشف الدعاء من مستنجد ؛ یا منجی فی الحشر ما والاکا

۱۲۳۳ھ میں عمر طبعی پاکر انتقال فرمایا دہلی کے قبرستان

حضرت مولینا شاہ عبد القادر دہلوی

شاہ عبد العزیز اور شاہ رفیع الدین سے چھوٹے ہیں آپ نے بھی اپنے والد سے ہی علوم عربیہ کی تحصیل کی۔
صاحب حیات ولی لکھتے ہیں:-

اس وحید العصر فرید الدہر کے علمی تبحر اور فطری جوہر کی خوبی کا اظہار کرنا بلا مبالغہ ایسا ہے جیسا آفتاب کی تابانی و درخشانی کی تعریف اس کی چمکیلی شعاعوں اور تیز کرنوں کے ساتھ کرنا اور آپ کے فضل و کمال کی توصیف کا ذکر کرنا بالکل ایسا ہے جیسے آسمان کی مدح سرائی اس کی رفعت و بلندی کے ساتھ۔

آپ اپنے زمانہ کے اہل کمال کے زمرہ میں نہایت وقعت و عزت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے علمار زمانہ اور سلاطین وقت کی گردنیں ہمیشہ آپ کے سامنے جھکی رہتی تھیں۔ مذہبی تقدس کے علاوہ دنیاوی اعزاز بھی آپ کو بہت کچھ حاصل تھا قلعہ کے تمام شہزادے اور امرا ہمیشہ آپ کے سامنے گردنیں جھکائے کھڑے رہتے تھے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کو بہت بڑا ذریعہ فخر سمجھتے تھے۔

شاہ صاحب کا مکاشفہ اور تقویٰ ایسا صحیح اور درست تھا کہ اس زمانہ میں کسی اہل کمال کو میسر نہیں ہوا۔ علامہ فضل حق اور مفتی صدر الدین آزردہ ہر دو شاہ عبد القادر کے پاس حدیث پڑھنے جاتے۔

مولوی احمد علی خیرآبادی یہ واقعہ بیان کرتے تھے کہ مولوی فضل حق اور مفتی صدر الدین جس روز خود کتاب لیکر جاتے اس روز شاہ عبد القادر سبق پڑھاتے تھے اور جس روز کتاب خدمتگار کے ہاتھ بھیجکر لاتے۔ اس روز شاہ صاحب سبق نہ پڑھاتے تھے۔[۱]

شاہ عبد القادر مسجد اکبری میں رہا کرتے تھے۔ اس کے دونوں طرف بازار تھے۔ آپ اس مسجد کی سہ دری میں قیام رکھتے تھے۔ عموماً باہر سہ دری میں ایک پتھر سے کمر لگا کر بیٹھا کرتے تھے۔ بازار کی طرف رخ رہتا۔ آنے جانے والے جو گذرتے ۲۳ وہ سلام کرتے ہوئے جاتے۔ سنی سلام کرتا تو سیدھے ہاتھ سے جواب دیتے۔ اور اگر کوئی شیعہ سلام کرتا تو الٹے ہاتھ سے جواب دیتے۔[۲]

المومن ینظر بنور اللہ

میرے والد ماجد مولوی اکرم اللہ اپنے والد بزرگوار خان بہادر مفتی انعام اللہ شہابی مفتی محکمہ قضاۃ دہلی سے یہ واقع بیان کرتے تھے کہ ایک روز مولوی فضل حق اور مفتی صدر الدین باہمی راہ چلتے ہوئے یہ گفتگو کرنے لگے کہ حضرت شاہ ولی اللہ کا خاندان حدیث و تفسیر میں درجہ تبحر رکھتا ہے۔ معقولات میں قابل ذکر نہیں تھے۔ مولوی صاحب نے کہا بھائی صدر الدین آج شاہ عبد القادر سے معقولات میں گفتگو کرنا چاہئے بیاں فلسفہ و منطق ہمارے گھر کی لونڈی ہے۔ مفتی صاحب بولے تم گفتگو شروع کرنا سہارا میں بیتار ہوں گا۔ غرضکہ ہر دو صاحب ابھی راہ میں تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ ایک بوریا مسجد سے باہر ڈال دو اور ایک مسجد کے اندر اور جب فضل حق اور صدر الدین آئیں تو ان کو وہیں بٹھلا دو

[۱] امیر الروایات صفحہ ۳۷ [۲] امیر الروایات صفحہ ۳۹

بورئیے حسب الحکم بچھا دیئے گئے۔ جب مولوی صاحب اور مفتی صاحب مسجد میں داخل ہوئے تو نوکر نے عرض کیا حضور باہر کے بورئیے پر بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک نے دوسرے کا منہ دیکھا اور کہنے لگے آج کچھ دال میں کالا ہے۔ مفتی صاحب نے کہا شاہ صاحب کو تو اطلاع کراؤ۔ خادم نے شاہ صاحب کو اطلاع دی۔ شاہ صاحب تشریف لائے اور آکر اپنے بورئیے پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میاں فضل حق اور میاں صدرالدین آج سبق پڑھانے کو تو جی نہیں چاہتا طبیعت چاہتی ہے کہ کچھ معقولیوں کی خرافات میں گفتگو ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت جیسے حضرت کی خوشی ہو۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ متکلمین کا کون سا ایسا مسئلہ ہے جو فلاسفہ کے مقابلہ میں بہت ہی کمزور ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت متکلمین کے تو اکثر مسائل کمزور ہی ہیں لیکن فلاں مسئلہ تو بہت ہی کمزور ہے۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا تم فلاسفہ کا مسئلہ لو اور ہم متکلمین کا اور گفتگو کریں۔ انہوں نے عرض کیا کہ بہت اچھا۔ اس پر گفتگو ہوتی اور شاہ صاحب نے دونوں کو عاجز کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اچھا اب یہ بتلاؤ فلاسفہ کا کون سا مسئلہ سب سے کمزور ہے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ فلاں مسئلہ بہت کمزور ہے۔ اس پر شاہ صاحب کہ اچھا اب تم متکلمین کا پہلو لو اور ہم فلاسفہ کا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور شاہ صاحب نے اب بھی ان کو چلنے نہیں دیا۔ جب ہر طرح ان کو مغلوب کر دیا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں فضل حق اور میاں صدرالدین تم یہ نہ سمجھو کہ ہم کو معقول نہیں آتی بلکہ ہم نے ان کو ناقص اور واہیات سمجھ کر ان کو چھوڑ دیا ہے۔ مگر انہوں نے ہمیں اب تک نہیں چھوڑا۔ وہ اب تک ہماری قدم بوسی کئے جاتے ہیں۔ یہی روایت کچھ کمی کے ساتھ امیر الروایات میں ہے۔

مولانا فضل امام جب صدر الصدوری کے فرائض انجام دے چکتے تو درس تدریس میں لگ جاتے۔ ایک طالب علم آپ کے پاس آیا اس نے کہا میں اس لئے دور سے حاضر ہوا ہوں کہ مجھ کو مجسطی پڑھا دیجئے۔ مولانا بولے بھائی مجسطی اس وقت شاہ عبدالقادر سے بڑھ کر کوئی دوسرا پڑھا نہیں سکتا۔ تم ان سے جا کر پڑھ لیا کرو۔ وہ خاموش ہو کر چلا گیا۔ پھر شام کو آیا تو دیکھا کہ مولانا مجسطی کا درس دے رہے ہیں۔

جب طلباء کے اسباق ہو چکے تو اس نے کہا حضرت میں آپ کا نام سن کر بنگالہ کی طرف سے آیا۔ آپ نے ٹکا سا جواب دے دیا۔ باوجودیکہ خود آپ کے یہاں اس کا درس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا بھائی میں نے یہ خیال کر کے کہ تم دور سے آئے ہو اور مجسطی صحیح معنی میں پڑھنا چاہتے ہو میرے خیال میں شاہ صاحب کے مقابلہ میں کوئی مجسطی پڑھانے والا نہیں۔ اگر صاحب مجسطی ہوتا تو وہ ایسی ہی پڑھاتا۔ اگر علم طور سے پڑھنا چاہتے ہو تو میں حاضر ہوں۔ کل سے تم بھی درس میں شریک ہو جایا کرو۔

امیر خاں خورجوی نے فرمایا کہ شاہ عبدالقادر صاحب کا معمول تھا کہ کسی کی تعظیم نہ دیتے تھے مگر سید کی تعظیم دیتے تھے۔ خواہ سنی ہو یا شیعہ۔

ایک شیعہ رئیس کے یہاں شاہ عبدالقادر کی اس عادت کا تذکرہ ہوا۔ جن لوگوں نے ذکر کیا وہ سنی تھے۔ اس پر وہ رئیس بولے کہ میں شاہ صاحب کی خدمت میں چلتا ہوں۔ اگر انہوں نے میری تعظیم دیدی تو میں سنی ہو جاؤں گا۔ اس سے میرے سید ہونے کی بھی تصدیق ہو جائے گی اور یہ کہہ کر وہ شاہ صاحب کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔ اور جو لوگ اس وقت اس کے یہاں موجود تھے وہ اس کے ساتھ ہو لئے۔ اس رئیس نے سب سے کہہ دیا کہ سب لوگ میرے ساتھ چلیں۔ کوئی شخص مجھ سے آگے نہ جاوے۔

جب وہ شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچا تو حسب عادت شاہ صاحب نے اس کی تعظیم دی۔ اس رئیس نے کہا کہ حضرت آپ نے میری تعظیم کیوں دی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے سید ہونے کی وجہ سے اس نے کہا کہ میں شیعہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ آپ شیعوں کی بھی تعظیم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سید اگر شیعہ بھی ہوتا ہے تو اس کی تعظیم دیتا ہوں۔ اس نے کہا اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا قرآن شریف اگر کاتب کی غلطی سے غلط لکھا جاوے تو اس کو قرآن کہیں گے۔ گو یہ بھی کہیں گے کہ غلط ہے۔ رئیس نے یہ فقرہ سنا اور اسی وقت تائب ہو گیا اور جتنے ہمراہی تھے ان پر بھی اس کا اثر پڑا اور سب تائب ہو گئے۔ رئیس نے پھر مٹھائی بڑی دھوم دھام سے بانٹی۔[1]

---

[1] امیر الروایات صفحہ ۲۹

ترجمہ کلام مجید

حضرت شاہ عبدالقادر کا بڑا کارنامہ ترجمہ کلام مجید اور موضح القرآن ہے۔ آپ نے بھی اپنے بھائی کی طرح ترجمہ سلیس اور با محاورہ کیا ہے تاہم شاہ صاحب نے لفظ بلفظ اور حرف حرف کا ترجمہ کرنے کے مقابلہ میں ادائے مفہوم اور وضاحت مطلب کو زیادہ پیش نظر رکھا ہے۔ اس سے ان کا ترجمہ نہایت مقبول ہوا۔ اور کثرت سے چھاپا گیا [1]

اردو دانوں نے جو کچھ مطالب قرآن سے فائدہ اٹھایا وہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کا ہی فیض ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے ۱۲۳۰ھ میں وصال فرمایا

حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ

حضرت شاہ محمد اسمٰعیل بن شاہ عبدالغنی بن حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی شاہ صاحب ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے باپ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے قرآن مجید حفظ کرایا پھر صرف و نحو کتب معقول و فقہ پڑھائی پھر فن حدیث اپنے چچا شاہ عبدالقادر سے حاصل کی۔ ۱۶ برس میں فارغ التحصیل ہوئے۔ مگر طبیعت میں ابتدا سے فنون حرب سے شوق تھا تیر اندازی۔ نیزہ بازی، تلوار کا چلانا۔ اس پر گھوڑے کی سواری کا شوق تھا۔ کشتی بھی لڑتے۔ تیرتے بھی۔ دہلی سے آگرہ تیرتے ہوئے بذریعہ جمنا آتے اور لوٹ جاتے۔ جفا کشی کی عادت ڈال رکھی تھی۔ گھنٹوں دھوپ میں رہتے درختوں پر چڑھنے کی مشق کی۔ بھوک پیاس کی عادت ڈالی۔ بیدار رہتے۔ غرضکہ ہر ایک تکلف کے عادی بن گئے۔ اس کے بعد تحریر و تقریر کا ملکہ بے نظیر حاصل کیا۔ جہاں وعظ کے لئے کھڑے ہو جاتے سامعین محو ہو جاتے۔ دینی علوم کے علاوہ فلسفہ و حکمت، ریاضی، جغرافیہ وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔

اصلاح قوم

حضرت شہیدؒ نے اولاً جو بدعات باقی رہ گئی تھیں اس کے خلاف آواز بلند کی۔ جو دادا نے بنیادیں قائم کی تھیں۔ اس کو وسیع کیا۔ پہلے اپنے توحید کا وعظ دہلی کی جامع مسجد میں کیا۔ یہ دہلی والوں کے لئے بالکل نئی بات تھی بھڑک اٹھے جوش و خروش میں آ گئے مگر آپ ہر مزاحمت کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ وعظ کو ترقی دیتے رہے۔ مسجد میں بیٹھ کر ترجمہ کلام مجید اور مشکوٰۃ کا ترجمہ سناتے مسائل فقہی بیان کرتے آگے چل کر جہاد باللسان کے بجائے جہاد بالید کا سلسلہ شروع کر دیا۔ بدعات کو بالجبر روکنے لگے۔ علماء سوء بگڑ بیٹھے۔ انہوں نے علامہ فضل حق کو آگھیرا۔

علامہ فضل حق خیرآبادی مولانا فضل امام خیرآبادی کے خلف اکبر تھے۔ مولانا دہلی میں صدر الصدور کے عہدہ پر ممتاز اور علامہ محکمہ سررشتہ دار تھے۔ علامہ نے باپ سے علوم حاصل کئے مگر حدیث شاہ عبدالقادر سے پڑھی [2]

علوم معقول کے امام کہے جاتے تھے۔ مولویوں نے حضرت شہید کے مقابل لا کھڑا کیا۔ مناظرہ ہونے لگا۔ جب شاہ صاحب فتحیاب ہونے لگے۔ علامہ نے اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی سے جا لگائی۔ اکبر شاہ نے حضرت شہید کو دربار میں بلایا۔ مروجہ آداب کو پس پشت ڈال کر بادشاہ کو عام مسلمانوں جیسا "السلام علیکم" کہا۔ بادشاہ نے گرم جوشی سے جواب دیا۔ شاہ صاحب نے سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کئے۔ چونکہ ۵
تبرکات نبوی ص کے خلاف آپ وعظوں میں کہہ رہے تھے کہ یہ قابل سند نہیں ہیں۔ نہ ان کی کوئی اصل ہے۔

بادشاہ نے جامع مسجد کے تبرکات کے متعلق شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ حضور صلعم کے متعلق آپ کے ایسے خیالات مگر تبرکات کیلئے یہ غلط روش اور اس پر طرہ یہ ہے کہ آپ ان کی تعظیم تک نہیں کرتے۔ شاہ صاحب بولے اگر ان تبرکات کی کوئی عزت ہی ہوتی تو آج یہ آپ کے حضور میں نہ لائے جایا کرتے بلکہ آپ خود سر کے بل وہاں جاتے۔ یہ سنکر بادشاہ بے حد خجل ہوا اور سخت نادم ہوا۔ بادشاہ نے اپنے سنہری کنگن اتار کر شاہ صاحب کے نذر کئے۔ آپ نے کہا مسکینوں کا حق ہے۔ ان میں تقسیم کر دیجئے۔ غرضکہ اس جنجال سے یوں چھٹکارہ ہوا۔

علامہ فضل حق نے دیکھا یہ نشانہ بھی خالی گیا۔ مگر شاہ صاحب کی مساعی کارگر ہو رہی تھیں۔ رسوم سے لوگ بچنے لگے تھے۔ عقد بیوگان کا سلسلہ قائم ہو گیا تھا۔ لوگوں میں مذہب سے لگاؤ پیدا ہونے لگا تھا۔ عرسوں میں جو خرافات ہوتی تھیں

---

[1] داستان تاریخ اردو مرتبہ مولانا حامد حسن قادری بچھرایونی صفحہ ۵۶

[2] شمس العلماء حکیم ضیاء الدین صدیقی گوپاموی و فضلائے ہند مرتبہ انتظام اللہ شہابی۔

ان میں بھی کمی آنے لگی تھیں۔ شرک وبدعت کی بنیادیں متزلزل ہو گئی تھیں۔ اعلام سنت کا آوازہ ہر وضیع وشریف کے کان تک پہنچ گیا تھا۔ مولویوں نے کفر کے فتوے لگائے۔ مگر حق کا بول بالا ہونے لگا۔

جب حکومت بھی کچھ نہ کر سکی تو ایک محضر تیار کیا گیا جس پر ڈیڑھ ہزار دستخط تھے۔ وہ علامہ فضل حق کے ذریعہ ریذیڈنٹ تک پہنچائے گئے۔

لارڈ لیک کی فتح دہلی کے بعد سے دربار شاہی میں ایک انگریز ریزیڈنٹ بھی رہا کرتا تھا۔ اس سے علامہ نے محضر کے ساتھ یہ شکایت بھی کی کہ اگر مولانا شاہ اسمٰعیل وعظ کہتے رہے تو تمام شہر میں فتنے برپا ہو جائیں گے۔ ریزیڈنٹ نے شاہ صاحب کے وعظ پر پابندی لگا دی۔

شاہ صاحب نے اس حکم کے خلاف ایسی خرابیاں ایک تحریر کی صورت میں مرتب کیں اور اسے ریزیڈنٹ کے پاس بھیج دیا۔ وہ اس تحریر کو پڑھ کر منفعل ہوا اور اپنا حکم واپس لے لیا۔ یہ تدبیریں بیکار رہیں تو قلم سنبھالا۔ بحثیں شروع ہونے لگیں۔ دوسرے علماء بھی میدان تحریر میں اتر آئے
۴۷۱ اور اس کا سلسلہ ہندوستان میں برسوں جاری رہا۔ امتناع نظیر۔ امکان نظیر۔ رفع یدین۔ آمین بالجہر ان مباحث میں ہر دو اصحاب لگ گئے۔ شاہ صاحب جس طرح نقہ میں یدطولیٰ رکھتے تھے ویسے ہی فلسفہ ومنطق میں تبحر کا درجہ تھا۔ ایک رسالہ منطق پر لکھا ہے۔ اس میں شکل اول کے بعید الطباع اور شکل رابع کے بدیہی الانتاج ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے دلائل اس قوت واستحکام کے ساتھ بیان کئے کہ بلا مبالغہ اگر معلم اول (ارسطو) موجود ہوتا تو اپنے دلائل وبراہین نار عنکبوت سے زیادہ سست وکمزور سمجھتا۔ اور مہیر با تر داماد زانوئے شاگردی طے کرتا۔ غرضکہ ان دونوں میں علمی بحثیں خوب خوب رہیں۔

اسی زمانہ میں ایک شافعی مذہب کے عرب نے جمعہ کی نماز جامع مسجد دہلی میں ادا کی اور آمین بالجہر بھی کہہ گئے۔ دلی والے آمین بالجہر سے اس درجہ ناآشنا تھے۔ بعد ختم نماز لوگوں نے عرب صاحب کو بے طرح مارا۔ شاہ صاحب کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو آپ دوسرے جمعہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور پہلو میں کھڑا کر کے نماز پڑھی اور بلند آواز سے آمین کہی۔ مار پیٹ تو نہ ہوئی مگر جھگڑا پیدا ہوا۔ اس کے بعد

ہی ایک رسالہ رفع یدین پر لکھ مارا۔ اس کا شائع ہونا تھا کہ علماء نے وہابی کا خطاب عطا کیا۔ مگر شاہ صاحب کو علماء سوء کی ان حرکات کی پروا بھی نہ تھی۔[1]

لطیفہ } علامہ فضل حق سے اور مرزا غالب سے بہت راہ ورسم تھی۔ مرزا کو ان مذہبی بحثوں سے کیا واسطہ۔ علامہ نے مرزا کو آمادہ کیا کہ لگے ہاتھوں تم بھی وہابی کے مقابلہ میں کچھ ثواب لوٹ لو۔ پھر یہ موقع ملے یا نہ ملے۔ اصرار کے ساتھ یہ فرمائش کی کہ فارسی میں وہابیہ کے خلاف ایک مثنوی لکھ دو جس میں ان کے بڑے بڑے اور مشہور عقائد کی تردید اور خاصکر مولانا شاہ اسمٰعیل کو مخاطب کر کے امتناع ختم النبیین کے مسئلہ کو زیادہ شرح وبسط کے ساتھ بیان کرو۔

اس مسئلہ میں شاہ صاحب کی یہ رائے تھی کہ ختم النبیین کا مثل ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے۔ ممتنع بالذات نہیں ہے۔ یعنی آں حضرت صلعم کا مثل اس لئے پیدا نہیں ہو سکتا کہ اس کا پیدا ہونا آپ کی خاتمیت کے منافی ہے۔ نہ اس لئے کہ خدا اس کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ برخلاف اس کے علامہ کی یہ رائے تھی کہ خاتم النبیین کا مثل ممتنع بالذات ہے۔ جس طرح خدا اپنا مثل پیدا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خاتم النبیین کا مثل بھی پیدا نہیں کر سکتا۔

مرزا غالب پر یہ زور ڈالا کہ اسی رائے کو فارسی نظم میں بیان کیا جائے۔ چنانچہ علامہ کے کہنے سننے پر مرزا نے مثنوی کہی جو کلیات میں مثنویات کے سلسلہ میں چھٹی مثنوی ہے مثنوی لکھ کر مرزا نے دوست کے سامنے گذار دی۔ علامہ نے اپنی رائے سے کچھ ہٹا پایا۔ چراغ پا ہو گئے۔ بہت بگڑے۔ مرزا کو نہ شاہ صاحب سے خصومت تھی اور نہ ان کے مخالفوں سے تعلق۔ بلکہ صرف دوست کی رضا جوئی مقصود تھی۔ چنانچہ علامہ کے کہنے سے کچھ اور اشعار کا اضافہ کر کے دوست کو رضامند کر لیا۔[2]

شاہ صاحب کے تائید ایزدی روز ازل سے شامل حال تھی۔ قاطع بدعت ہونا آپ کی قسمت میں تھا۔ ان کھلی بازیوں سے آپ دباؤ میں نہ آئے اور جواب ترکی بترکی دیئے

---

[1] سوانح عمری مولانا محمد اسمٰعیل شہید مرتبہ مرزا حیرت دہلوی
[2] یادگار غالب صفحہ ۵۲

ان سب باتوں کا اثر شاہ صاحب کے موافق پڑ رہا تھا۔ خلق کو یہاں تک اختیار سنت نبوی کی توفیق اور ترک بدعات کا ولولہ پیدا ہوا کہ چند روز میں ایک اور ہی طرح کا نور ہر شخص کی پیشانی احوال سے چمکنے لگا۔[1]

ایک دن آپ سر راہ کھڑے تھے کہ بہت سی نوجوان عورتیں رتھوں میں بیٹھی جارہی تھیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ کسبیاں ہیں اور ایک کسبی کے یہاں تقریب ہے، اس میں جاکر عز بخت کریں گی۔ شاہ صاحب بھی اس طرف چل کھڑے ہوئے محفل رقص و سرود گرم تھی۔ آپ بھی محفل میں وارد آئے لوگوں نے جو شاہ صاحب کو دیکھا گھبرا کر ادھر اُدھر بھاگنے لگے کسبیاں بھی کونوں میں چھپنے لگیں۔ آپ نے سب کو دردمندانہ طور سے بٹھایا اور ایسا پُر اثر وعظ کہا کہ کسبیاں رو اٹھیں اور قدموں پر گرنے لگیں۔ آپ نے توبہ کرائی اور نکاح کرنے کی ترغیب دی۔

جامع مسجد کے صحن میں میلہ لگ دکانیں لگاکر بیٹھا کرتے شاہ صاحب نے اس بازار کو بھی بند کرایا غرضکہ اسلام کی بگڑی ہوئی محفل میں پھر تازگی کے سامان نظر آنے لگے سیتلا بیوی کی صحنک شیخ سدو کا بکرا، تعزیہ داری۔ قبروں پر چلہ کشی، غرضکہ صد ہا مشرکانہ رسوم اور بدعات آپ نے بند کرائیں۔

یہاں تو یہ حال تھا، ادھر سکھوں نے پنجاب میں چیرہ دستیاں شروع کردی تھیں۔ روز بروز ان کا ظلم بڑھتا جارہا تھا۔ اذان دینا بند۔ گائیں ذبح کرنے سے روکا جاتا ناموس پامال کئے جاتے۔ وقت آگیا تھا کہ ان کی گوشمالی کیلئے مجاہدانہ قدم آگے اٹھایا جاتے۔ اسی زمانہ میں دہلی میں حضرت سید احمد بریلوی امیر خاں والی ٹونک کی ملازمت ترک کرکے آگئے تھے۔[2]

حضرت سید احمد بریلوی رح شہید اعظم

سید صاحب یکم محرم الحرام سنہ ۱۲۰۱ھ (۱۷۸۶) کو قصبہ رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام سید عرفان حسنی حسینی تھا۔ یہ امام حسن مثنیٰ کی اولاد سے تھے۔ چار سال اور چار مہینے کی عمر میں تعلیم شروع ہوئی۔ صرف تین برس مکتب میں رہے۔ پھر تعلیم ترک کردی۔ بچپن ہی سے خدمت خلق کی طرف مائل تھے۔ تمام ضعیفوں۔ کمزوروں یتیموں اور مسکینوں کے کام فی سبیل اللہ انجام دیتے۔ بیوہ عورتوں کے گھر جاکر احوال پوچھتے۔ اور ان کا کام کاج کردیتے۔ جنگل سے لکڑیاں تک لاد کر لاتے ۱۴ برس کی عمر میں اپنے چچا سے باترجمہ قرآن پڑھا اور ایسا ذوق تھا کہ ہر وقت تلاوت میں منہمک رہتے۔ تیرہ سال کی عمر میں باپ کا انتقال ہوا۔ نوکری کی تمنا میں گھر سے نکلے۔ لکھنؤ میں آتے وہاں شیعہ سنی کا جھگڑا دیکھ کر دل برداشتہ ہوئے اور دہلی کا رُخ کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں آئے۔ وہ ان کے والد سے واقف تھے۔ شاہ عبدالقادر کے سپرد ان کو کردیا ترجمہ قرآن، حدیث اور تفسیر ان سے پڑھی اور ۱۸۰۶ء میں طریقہ نقشبندیہ میں بیعت سے مشرف ہوکر وطن آئے۔ اور ایک سال رہ کر ٹونک میں نواب امیر خاں کے پاس گئے اور فوج میں ملازمت اختیار کرلی۔ نواب امیر خاں بانی ٹونک نے انہیں اپنی محافظ فوج کا افسر بنادیا۔

جب نواب امیر خاں اور انگریزوں میں صلح ہوئی تو ان کو ناگوار ہوا اور ملازمت چھوڑ کر دہلی آگئے۔ حضرت مولانا ۳۷
محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی دہلوی نے ان سے بیعت کی۔ ۱۸۲۰ء میں چارسو نفوس کے قافلہ سے حج بیت اللہ کیا دو ڈھائی سال وہاں رہے، واپسی پر اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کیا۔ اس کے بعد ہی شاہ صاحب نے اپنی بوڑھی بیوہ بہن کا عقد مولانا عبدالحی سے کردیا۔

شاہ شہید سید شہید اور مولانا نے تمام مقامات دور دراز کا دورہ کرنا شروع کردیا۔ جگہ جگہ وعظ کہتے بحثیں ہوتیں۔ مناظرہ کئے جاتے اور علمائے سو کی اچھی طرح ہر جگہ خبر لی جاتی۔ فتاویٰ لکھے جاتے۔ استفسارات کے جواب دیئے جاتے اور مجاہدین کے لشکر کی تیاری کی جاتی اور جہاد پر بیعت لی جاتی۔ جب سارا انتظام حسب منشا ہوگیا تو ۱۸۲۶ء سکھوں پر جہاد کے لئے روانگی عمل میں آئی۔[3] اسی موقعہ پر حکیم مومن خاں دہلوی (جو حضرت سید احمد بریلوی کے مرید تھے) نے مثنوی جہاد لکھی اور دو قطعہ تاریخ ان کی امامت کے لکھے جن میں سے چند شعر لکھے جاتے ہیں۔

---

[1] حیات حضرت شاہ ولی اللہ ذکر شاہ محمد اسمٰعیل شہید ص ۵۶

[2] ذکر علما از مولوی اکرام اللہ گوپاموی۔

[3] سیرت سید احمد بریلوی۔

مثنوی

گلاب ناب سے دھوتا ہوں مغز اندیشہ
کہ فکر مدحت سبط قسیم کوثر ہے
وہ کون امام جہان و جہانیاں احمد
کہ محض مقتدی سنت پیمبر ہے
زمیں کو مہر فلک سے نہ کیوں ہو دعوی نور
کہ اس کا رایت اقبال سایہ گستر ہے
زبسکہ کام نہیں ہے اُسے سوائے جہاد
جو کوئی اس سے مقابل ہو سو وہ کافر ہے
وہ بادشاہ ملائک سپاہ کوکب دیں
کہ نور شمس و قمر جن کے گرد لشکر ہے
وہ برق خرمن ارباب شرک و اہل ضلال
کہ شعلہ خوشہ حاصل تو دانہ اخگر ہے
وہ شاہ مملکت ایماں کہ جس کا سال خروج
امام برحق مہدی نشان علی فر ہے

جہاد } مجاہدین کا لشکر تیار ہو چکا تو آپ نے ہر ایک سے بیعت جہاد لی۔ ۱۲۴۲ھ میں روانگی عمل
۳۸ میں آئی۔ سید شہید نے جنوب سے پنجاب پر حملہ نہیں کیا کہ انگریزی تسلط یہاں تھا اور انگریزوں سے الجھنا ابھی مقصود نہ تھا۔ ادھر انگریز بھی مزاحم نہ تھے۔ بلکہ اخلاقی ایک گونہ مراعات تھی۔ یہاں سے تھانیسر۔ مالیر کوٹلہ۔ ممدوٹ بھاولپور۔ حیدر آباد سندھ۔ خان گڈھ وغیرہ ہوتے ہوئے شکارپور پہنچے وہاں سے قندھار گئے۔ قندھار سے کابل پھر کابل سے درہ خیبر کے راستہ پنجاب میں داخل ہوئے۔ راستہ میں امیر دوست محمد خاں کے بھائی بیعت کر چکے تھے۔

جب سید صاحب و شاہ صاحب پنجاب میں داخل ہوئے تو سردار بدھ سنگھ دس ہزار فوج لے کر اکوڑہ پہنچا جو نوشہرہ سے ۷-۸ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ سید صاحب نے سب سے پہلے شریعت کے مطابق ایک اعلان نامہ دربار لاہور کے نام بھیجا۔ بعد ازاں لڑائی ہوئی جو جنگ اکوڑہ کے نام سے مشہور ہے۔ سید صاحب کا لشکر آٹھ پلٹنوں میں منقسم تھا۔ بدھ سنگھ مجاہدین کے مقابل ٹھہر نہ سکا اور اکوڑہ چھوڑ فرار ہوا۔ سکھوں کے سو جوان مارے گئے اور مجاہدین ۳۷ شہید اور ۳۵ زخمی ہوئے۔ اس جنگ کے بعد مختلف چپقلشیں ہوتی رہیں۔

مولانا عبدالحی نے ۱۲۴۳ھ میں بمقام مہر انتقال کیا اور سکھوں سے مقابلہ کرتے ہوئے بڑھ رہے تھے۔ دوسری طرف لطف یہ ہے کہ مجاہدین پر آتمانزئی اور درانی پٹھان حملہ کر رہے تھے۔ مگر سید صاحب و شاہ صاحب نے جنگ مہیار میں سرحد کے پٹھانوں کو شکست فاش دی اور مردان پر فاتحانہ قبضہ کیا۔ یار محمد کے بھائی سلطان محمد خاں ہاتھ جوڑ کے سید صاحب پاس آئے اور اپنے فعل کی معافی چاہی۔ آپ نے معاف کر دیا اور آپ کا فتح کیا ہوا پشاور اس کو عطا کیا۔ مگر کوتاہ فہم پٹھان سلطان محمد نے پھر سید صاحب کے ساتھ دغا کی۔ مگر آپ نے اس کی بالکل پروا نہ کرتے ہوئے بالاکوٹ پر مع مجاہدین حملہ آور ہوئے سردار شیر سنگھ نے کثیر التعداد لشکر سے آپ کا مقابلہ کیا۔ اس میں ہی حضرت شاہ محمد اسمٰعیل اور حضرت سید احمد بریلوی نے ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ کو جام شہادت نوش کیا۔ راجہ شیر سنگھ نے ان شہدا کو اعزاز کے ساتھ دفن کرا دیا۔ اس واقعہ کے بعد صرف آٹھ سو غازی رہ گئے شیخ ولی محمد بقیہ مجاہدین کے سردار مقرر ہوئے۔ سید صاحب کے خلفا میں شاہ شہید مولانا عبدالحی۔ مولانا کرامت علی جونپوری سید محمد علی رامپوری، مولانا ولایت علی عظیم آبادی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ یہ تمام مجاہدین سرحد پار ہو گئے اور وہیں عمریں تمام کیں۔

علامہ فضل حق خیر آبادی

فضل حق بن فضل امام نبیرہ قاضی صدر الدین ہرگامی ۱۲۱۲ھ میں دلی میں پیدا ہوئے۔ علوم معقول و منقول باپ سے پڑھے۔ سند حدیث حضرت شاہ عبد العزیز اور شاہ عبد القادر سے لی۔ دلی میں سررشتہ دار کمشنری ہو گئے پھر نواب فیض محمد خاں رئیس جھجر نے پانسو روپیہ ماہوار مصارف کے لئے مقرر کر کے اپنے یہاں بلا لیا۔ نواب کلب علی خاں نے جھجر سے رام پور طلب کیا اور نواب یوسف علی خاں کا اتالیق مقرر کیا۔ پھر الور اور سہارنپور اور ٹونک میں رہے۔ پھر لکھنؤ میں صدر الصدور کے عہدہ پر سرفراز ہو گئے۔ مگر نواب رام پور نے پھر بلا لیا اور محکمہ نظامت ان سے منسلک کر دیا۔ ۶۶ برس کی عمر میں جزیرہ انڈمان میں ۱۲۷۸ھ میں انتقال کیا۔

مولانا رشید الدین خاں دہلوی

ذہیں و کار و طبع نقاد و در علم کلام کمالی وافر

داشت شوکت عمریہ بجواب مارقہ ضیغمیہ مقدمہ
متعہ وغیرہ رسائل وارد مذہب اہل تشیع از
تصنیفات کش یادگار و پند۔
سنہ ۱۲۴۹ھ میں انتقال کیا۔

مولوی کریم اللہ ابن مولوی لطف اللہ فاروقی دہلوی
شاہ صاحب کے علاوہ مولوی محمد کاظم دہلوی سے اکتساب
علم کیا۔ سید آل احمد مارہروی سے بیعت تھے۔ کثیر الدرس
تصانیف تھے۔ ۴۔ شوال سنہ ۱۲۹۱ھ میں بعمر نوے سال
انتقال کیا۔

اقتباس الانوار از حجۃ اللہ البالغہ

مقدمہ۔ شریعت کے احکام میں انسان کے اعمال
در افعال کی جزا مقرر ہے۔ اعمال کا اثر نیتوں پر اور اُن
نفسانی حالتوں پر موقوف ہے جن سے اعمال سرزد ہوتے
ہیں جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ”اعمال کا ثواب نیتوں پر موقوف
ہے۔ احکام کی مصلحت میں سے ہے کہ

نماز } خدا کی یاد اور اس کے حضور میں عاجزی کرنے کے لئے مشروع کی گئی ہے

اقم الصلوٰۃ لذکری — مری یاد کرنے کو نماز پڑھ
اور نماز سے یہ بھی مقصود ہے کہ اس کے طفیل سے آخرت میں
خدا کا دیدار نصیب ہو جاوے۔

حضورؐ نے فرمایا: بیشک تم اپنے پروردگار کو ایسا ہی
دیکھو گے جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو۔ اس کے دیدار میں کچھ
شک و شبہ تم کو نہ ہوگا۔ پس اگر تم سے اس کا اہتمام ہو سکے کہ
سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے کوئی چیز تم کو نماز سے
باز نہ رکھے تو ایسا ہی کرو۔

زکوٰۃ } زکوٰۃ کا حکم شریعت میں اس لئے دیا گیا ہے کہ اس سے بخل کی کمینہ عادت جاتی رہے اور حاجت مندوں
کی کاربرآری ہوتی رہے جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے حق میں ہے۔

ولا یحسبن الذین یبخلون — وہ لوگ جو ان نعمتوں میں
بما آتاھم اللہ من فضلہ — بخل کرتے ہیں جو خدا نے
ھو خیرا لھم بل ھو شر — اپنے فضل سے ان کو دی
لھم سیطوقون ما بخلوا — ہیں۔ یہ ہرگز خیال نہ کریں کہ
بہ یوم القیامۃ — یہ ان کے حق میں اچھا ہے
بلکہ برا ہے قیامت کے روز یہ چیزیں جن کا انہوں نے
بخل کیا ان کے گلے کا طوق ہوں گی۔

آں حضرت نے معاذ بن جبل کو بتایا کہ خدا نے ان لوگوں
پر صدقہ دینا فرض کیا ہے۔ مالداروں سے لیا جاوے اور
غربا کو دیا جاوے۔

روزہ } روزہ نفس کے مطیع کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے

لعلکم تتقون — اس لئے کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ
آں حضرت نے فرمایا کہ روزہ نفس کی خواہش کو روک
دیتا ہے۔

حج } اس لئے مشروع ہوا ہے کہ اس سے خدا کی نشانیوں کی عظمت ظاہر کی جاوے۔

ان اول بیت وضع — بیشک سب سے پہلا گھر جو
للناس للذی ببکۃ — لوگوں کی عبادت کے لئے
بنایا گیا ہے وہ گھر ہے جو مکہ
میں ہے اور فرمایا
ان الصفا والمروۃ — صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں
من شعائر اللہ — میں سے ہیں۔

۳۹ **قصاص** } کشت و خون کو باز رکھنے کے لئے قرار دیا گیا ہے۔

ولکم فی القصاص حیٰوۃ — اے عقل مندو تمہارے
یا اولی الالباب — لئے قصاص میں زندگی ہے

حدود اور کفارے } اس لئے قرار دیئے گئے ہیں کہ گناہوں پر زجر و توبیخ ہوتی رہے۔

لیذوق وبال امرہ — تاکہ اپنے کئے کا مزہ چکھے۔

جہاد } جہاد میں یہ مصلحت ہے کہ خدا کا حکم بلند ہو اور فتنہ و فساد کا استیصال ہو جاوے۔

وقاتلوھم حتیٰ لا تکون — اور کافروں سے لڑتے رہو
فتنۃ ویکون الدین کلہ — تاکہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہو اور
للہ — خدا کے ہی تمام مذہب ہو جاویں

اور باہمی معاملات اور نکاح کے اصول میں یہ خوبی ہے کہ
لوگوں میں باہم عدل و انصاف قائم رہے۔ علاوہ ازیں اور
امور بھی ہیں جن کی تشریح احادیث سے ہوتی ہے اور ہر زمانہ
کے بعض بعض علما بھی ان کو بیان کرتے رہے ہیں۔

احکام کے لئے مصلحین ملت ہیں اور اعمال پر جزا ان
نفسانی حالتوں کی ہی وجہ سے مرتب ہوتے ہیں کہ جن سے

نفس عمدہ ہوتا ہے یا بگڑ جاتا ہے جیسا کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ

"بدن میں ایک بوٹی ہے۔ اس کی درستی سے
سارا بدن درست رہتا ہے اور اس کے بگڑنے
سے سارا بدن بگڑ جاتا ہے سنو کہ وہ دل ہے"

مبحث اول

باب - ایجاد عالم کے لحاظ سے خدا کی ترتیب تین صفتیں ہیں:-

ابداع - خلق - تدبیر

ابداع کہتے ہیں عدم محض سے کسی چیز کو پیدا کرنا۔ اس طرح بغیر کسی مادہ کے کوئی چیز پردہ عدم سے وجود میں آتی ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا:-

پہلے صرف خدا ہی تھا۔ اس سے پہلے کوئی چیز موجود نہ تھی۔

خلق کہتے ہیں کسی مادہ سے کسی چیز کو پیدا کرنا جیسے کہ خدا نے آدم ؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور جن کو خالص دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا۔

عقل و نقل سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے عالم کی
۴۰ نوعیں اور جنسیں مختلف پیدا کی ہیں۔ اور ہر ایک نوع
اور جنس کی خاصیتیں جدا جدا کر دی ہیں۔

تیسری صفت خدا تعالےٰ کی عالم موالید کی تدبیر کرنا ہے۔ اس تدبیر کا مال یہ ہے کہ تمام موالید میں جو چیزیں حادث ہوتی ہیں۔ وہ سب ایک ایسے انتظام کے موافق ہوں جو اس کے علم و حکمت میں پسندیدہ ہے۔ جب وہ مصلحت حاصل ہو جو فیض الہی کا مقتضا ہے جیسے کہ ابر سے مینہ نازل کرتا ہے اس سے لوگوں اور حیوانات کے لئے زمین میں سے ہر قسم کے درخت بوٹیاں پیدا کرتا ہے۔ تاکہ مدت معلوم تک ان کی زندگی کا باعث ہوں۔

جو قوتیں موالید میں خدا تعالےٰ نے پیدا کی ہیں اور ان سے کبھی جدا نہیں ہوتیں۔ وہ جب آپس میں ایک دوسرے سے مزاحمت کرتی ہیں تو حکمت الہی کا تقاضہ ہے کہ ان سے مختلف اثر پیدا ہو جائیں۔ بعض جوہر ہوں بعض عرض اور جو اعراض ہوں وہ افعال ہوں۔ یا ارادے ذی عقل سے ہوں یا غیر ذی عقل سے۔ غرضکہ قرآن اعظم نے تدبیر کے انواع کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

عالم مثال

باب - حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایک ایسا عالم موجود ہے جس کی ترکیب عناصر سے نہیں ہے۔ اس میں ہر ایک جسمانی چیز کی مناسب صفت اور حالت میں وہ چیزیں جو معنوی ہیں صورت پکڑتی ہیں اور قبل اس کے کہ چیزیں زمین پر ظاہر ہوں پہلے اس عالم میں موجود ہو جایا کرتی ہیں اور موجود ہونے کے بعد ہو بہو انہیں معانی کے اندازہ کی ہوتی ہیں اور اکثر ایسی چیزیں جن کا کہ عام نظر میں کسی قسم کا جسم نہیں ہوا کرتا وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ میں منتقل ہوتی ہیں نازل ہوتی ہیں لیکن عام لوگوں کو نظر نہیں آتیں (تفصیلات کے لئے حجۃ اللہ البالغہ کو دیکھئے) اس باب کے بعد ملاء اعلیٰ کا ذکر ہے، جس کا اشارہ اس آیت میں ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ

"عرش اور ان چیزوں کو جو اس کے آس پاس ہیں، اٹھائے ہوتے ہیں۔ خدا کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس پر یقین رکھتے ہیں مسلمانوں کے لئے مغفرت چاہتے ہیں کہ اے پروردگار تیری رحمت تیرا علم ہر چیز پر پھیلا ہوا ہے۔ پس ان لوگوں کی مغفرت کر جنہوں نے گناہوں سے توبہ کی - - - - اور دوزخ کے عذاب سے ان کو نجات دے۔ اور اے پروردگار ان کو اور ان کے باپ دادوں، بیویوں، اولاد میں سے ان کو جو نیک ہوں جنتوں میں داخل کر جو تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔ اور ان کو برائیوں سے محفوظ رکھ اس روز جس کو تو نے برائیوں سے محفوظ رکھا۔ بیشک اس پر تو نے بڑا رحم کیا اور یہ بڑی کامیابی ہے"

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ شرع سے یہ ثابت ہے کہ خدا کے بندوں میں سے بزرگ فرشتے بھی ہیں جو بارگاہ خداوندی میں مقرب ہیں۔ جو شخص اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے اور اس کو مہذب کر لیتا ہے۔ لوگوں کی اصلاح میں کوشش کرتا رہتا ہے تو فرشتے ہمیشہ اس کے لئے دعا مانگتے ہیں جس کے اثر سے ان لوگوں پر برکتیں نازل ہوتی ہیں ایسے ہی جو خدا کی نافرمانی کر کے فساد ڈالنے میں کوشش کرتا رہتا ہے۔ اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کوئی روز ایسا نہیں ہے جس میں بندے صبح کرتے ہیں مگر یہ کہ ہمیشہ دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ان میں سے ایک یہ کہتا ہے بار خدایا فیاض کو عوض جلد عطا کر اور ممسک آدمی کا اجر کھو دے۔

اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تک تم میں سے کوئی اس جگہ رہتا ہے جہاں نماز پڑھی تھی۔ فرشتے تم پر اس وقت تک برابر درود بھیجتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں بار الہا اس پر رحمت کر۔ اس کی مغفرت کر اس کی توبہ قبول کر ما لم یوذ فیہ مالم یحدث فیہ

احکام شریعت جو لوگوں پر مقرر کئے گئے ہیں بعض امور واجب کئے گئے ہیں اور بعض حرام۔ یہ احکام بھی بجا آوری کرنے والے کیلئے موجب ثواب ہیں اور نافرمانی کرنے والے کیلئے باعث عذاب اور ان میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کسی شے کو مقرر کرتا ہے تو عادت الہی کے موافق یہ شے دوسری چیز کو لازم ہوا کرتی ہے تو اس شے کا اثر اس دوسری شے تک پہنچتا ہے اس سے کہ اس انتظام شروع کا درہم برہم کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ اسی استطاعت اور قدرت کی وجہ سے آدمی مکلف بنایا گیا ہے، مامور کیا ہے اور برائیوں سے بچایا گیا ہے۔ اپنے اعمال پر جزا سزا دیا جاتا ہے۔

سر التکلیف

خدا تعالےٰ نے اپنی روشن حکمت کی وجہ سے آدمی میں دو قوتیں عطا کی ہیں۔ ایک ملکی روح طبعی پھر جو تمام بدن میں منتشر ہے جب روح انسانی کا فیضان ہوتا ہے تو یہ قوت پیدا ہوتی ہے روح طبعی اس فیضان کو قبول کر کے مغلوب ہو جاتی ہے۔ دوسری قوت بہیمی ہے جو کہ نفس حیوانی میں پیدا ہوتی ہے اور تمام حیوانات میں یکساں پائی جاتی ہے جو قوتیں کہ روح طبعی میں قائم ہیں وہ اس حیوانی میں منقش ہوتی ہیں۔ روح طبعی خود مستقل طاقت رکھتی ہے اور روح انسانی اس کے احکام کو قبول کرتی ہے۔ ان دونوں قوتوں میں باہم مزاحمت ہے اور ہر ایک کی کشش مختلف ہے۔ ملکی طاقت بلندی کی طرف کشش کرتی ہے اور بہیمی پستی کی جانب۔ جب بہیمی کا ظہور ہوتا ہے اور اس کے اثر پر زور ہو جاتے ہیں تو ملکی کے جذبات مخفی ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے ہی اس کے خلاف میں ہوتا ہے۔

قوائے بہیمی کی سرکشی سے جو امور ہوتے ہیں وہی گناہ ہیں گناہ کے مختلف مرتبہ ہیں بعض وہ گناہ ہیں جو کمال انسانی اور ترقی کا راستہ بالکل مسدود کر دیں۔ ایسے بڑے گناہ دو قسم کے ہیں۔ اول وہ جن کا تعلق مبدا کی ذات سے ہے۔ آدمی کو اپنے پروردگار سے ہی لاعلمی ہو یا اس کا علم وہ رکھتا ہو لیکن مخلوقین کے اوصاف اس میں ثابت کرتا ہو یا خدا کی صفات مخلوقین میں ثابت کرتا ہو۔ دوسری صورت تشبیہ کی ہے۔ تیسرے شرک کی نفس میں کبھی تقدیس نہیں پیدا ہو سکتی جب تک کہ علوی تجرد اور تدبیر عام کا جو تمام عالم کو محیط ہو رہی ہے بصیرت کی آنکھ سے مطالعہ نہ کرتا رہے جب اس قسم کا غور نہیں ہوا کرتا تو نفس اپنی ہی حالت میں مشغول رہا کرتا ہے کسی بیگانگی کا پردہ دور نہیں ہوتا یہ سخت بلا ہے۔

دوسرا بڑا گناہ اس امر کا اعتقاد کرنا ہے کہ بجز اس بدنی زندگی کے اور کوئی زندگی نہیں ہے اور بدن کیلئے اور کوئی کمال نہیں ہے اس لئے ایسے لوگوں کیلئے لقاء الہی اور روز آخرت پر ایمان لانا اس کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ اگر اسی خیال میں وہ مر گیا تو نہایت درجہ کی نفرت آسمانی جانب سے اس پر نازل ہوتی ہے۔ ایک گناہ یہ بھی ہے کہ قوت بہیمی کے غرور سے آدمی ان فضائل سے نکل جاتا ہے جو خدا تعالیٰ نے لوگوں کے لئے اپنے کمالات تک پہنچنے کیلئے قرار دیئے ہیں جب ایسا شخص مرتا ہے تو ملاء اعلیٰ کی اسے نفرت کرتی ہیں اور اس کو ایذا پہنچانے کی طرف مائل رہتی ہیں اور خطا ہر جانب سے ایسا احاطہ کر لیتی ہے کہ پھر اس سے نکلنے کا اس کو موقع نہیں ملتا۔

تیسرا امر گناہ کا یہ ہے کہ آدمی نجات دہندہ افعال کو ترک کر دے اور ایسے ایسے کام کرے کہ جن کے کرنے والے پر عالم ذر میں لعنت مقرر ہے۔ شرائع کی تعیین نفوس کے مختلف ہونے سے مختلف طرح پر ہوتی ہے۔ جو لوگ بہیمیت میں ڈوبے ہوئے ہوں اور یہ قوت (ملکیہ) ان میں کمزور ہو۔ ان کو تو احکام شرعیہ کی کثرت کی ضرورت ہوتی ہے۔[۵]

قوت ملکوتیہ کو رفعت اور بلندی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ قوائے بہیمیہ کو کمزور کر دیا جائے۔ اور یہ اس وقت کمزور ہوتے ہیں جبکہ اعمال نیک زیادہ ہوں۔ افعال سعیدہ کی زیادتی ہو تو ملاء اعلیٰ سے نسبت پیدا ہونے لگی۔

نیکی اور اقسام نیکی میں اصل الاصول اور نہایت عمدہ حصہ توحید ہے پروردگار عالم کی حضوری میں نیاز و انکسار کا حاصل ہونا اسکی توحید پر منحصر ہے۔ آنحضرت صلعم نے توحید کی عظمت تنبیہ کی ہے اور اس کو تمام اقسام نیکی میں بمنزلہ دل کے قرار دیا ہے اگر وہ درست ہے تو سب نیکیاں درست ہیں اگر وہ فاسد ہے تو سب نیکیاں فاسد ہیں۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اور خدا کے ساتھ کسی کو کسی امر میں شریک نہ کرتا ہو وہ بیشک جنت میں داخل ہوگا۔ خدا کی جانب سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

(از جناب مولانا حامد حسن صاحب قادری پروفیسر سینٹ جانسن کالج آگرہ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان خاص الخاص علما میں تھے جو صدیوں بعد کہیں پیدا ہوتے ہیں بقول مولانا شبلی کے "ابن تیمیہ اور ابن رشد کے بعد بلکہ خود انہیں کے زمانہ میں مسلمانوں میں جو عقلی تنزل شروع ہوا۔ اس کے بعد یہ امید نہیں رہی تھی کہ پھر کوئی صاحب دل و دماغ پیدا ہوگا لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھلانا تھا کہ آخر زمانے میں جب کہ اسلام کا نفس باز پسیں تھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب جیسا شخص پیدا ہوا جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی، رازی، ابن رشد کے کارنامے ماند پڑ گئے۔

شاہ صاحب نے علم کلام کے عنوان سے کوئی تصنیف نہیں کی۔ اور اس بنا پر ان کو متکلمین کے زمرے میں شمار کرنا بظاہر موزوں نہیں۔ لیکن ان کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جس میں انہوں نے شریعت کے حقائق اور اسرار بیان کئے ہیں درحقیقت علم کلام کی روح رواں ہے۔ علم کلام درحقیقت اس علم کا نام ہے کہ مذہب اسلام کی نسبت یہ ثابت کیا جائے کہ وہ منزل من اللہ ہے 42
مذہب دو چیزوں سے مرکب ہے۔ عقائد و احکام۔ شاہ صاحب کے زمانے تک جس قدر تصنیفات لکھی جا چکی تھیں، صرف پہلے حصے کے متعلق تھیں۔ دوسرے حصے کو کسی نے مس نہیں کیا تھا۔ شاہ صاحب پہلے شخص ہیں جس نے اس موضوع پر کتاب لکھی۱؎

شاہ صاحب کا یہ کمال صرف علم کلام میں نہیں۔ بلکہ فقہ تفسیر، حدیث جملہ علوم میں ایسی ہی فضیلت حاصل تھی اور ان "علوم سفینہ" کے علاوہ "علم سینہ" یعنی سلوک و معرفت میں بھی ایسا ہی کمال رکھتے تھے۔ اس کا سبب شاہ صاحب کے کسب کمال کے علاوہ یہ انعام الٰہی بھی ہے کہ وہ سلف صالحین کے خلف تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ توفیق اور یہ شرف دونوں داد حق ہیں۔

ذٰلك فضل اللّٰه یؤتیه من یشاء۔

شاہ صاحب نے اپنے علم ظاہر و باطن کی تحصیل و تکمیل اور اپنے نسب کی توضیح و تشریح کے متعلق چند رسالے تصنیف فرمائے ہیں۔ اس مضمون میں ان رسالوں کا ذکر مقصود ہے۔

ایک مختصر رسالہ انسان العین فی مشائخ الحرمین ہے۔ اس کی تمہید میں شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"اما بعد میگوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ این کلمہ چند است مسمی بانسان العین فی مشائخ الحرمین در ذکر بعض مشائخ صوفیہ و علماء محدثین از اہل حرمین شریفین کہ سلسلہ خرقہ صوفیہ و اسناد حدیث این فقیر را بواسطہ ایشاں رسیدہ است"

اس رسالے میں حرمین شریفین کے نیرہ مشائخ و علماء کا مختصر تذکرہ ہے جن کے واسطے سے شاہ صاحب کو خرقہ صوفیہ اور سند حدیث حاصل ہوئی ہے۔ نمونہ کے طور پر دو ایک بزرگوں کا حال لکھتا ہوں۔

سب سے پہلے شیخ احمد شناوی ہیں۔ ان کے آباء کرام کبار اولیاء تھے۔ علم شریعت و حقیقت کے جامع تھے۔ شیخ کے اس مسلک کے متعلق یہ واقعہ ہے کہ ایک دن شیخ احمد شناوی اپنے حجرہ میں بیٹھے کہ حجرے کی دیوار پر ایک گرگٹ نظر آیا۔ شیخ نے حکم شرع کے مطابق اس کو مارنا چاہا لیکن شہود وحدت کے جذبہ نے اس خواہش کو دبا دیا۔ پھر حکم شرع کا خیال آیا اور پھر شہود وحدت نے غالب آکر اس قصد سے باز رکھا۔ شیخ کچھ دیر ان دو خطروں میں متردد رہے۔ آخر تعمیل حکم شرع کا فیصلہ کرکے گرگٹ کے پتھر مارا۔ نشانہ خطا ہوا اور گرگٹ بھاگ گیا۔ شیخ بہت خوش ہوئے اور فرمایا الحمد للہ الذی جمع لنا بین الامرین یعنی اللہ کا شکر ہے اس نے دونوں کام کرا دیئے۔ شیخ احمد قشاشی یہ حکایت بیان کرکے کہتے ہیں کہ اگر وہاں میں ہوتا تو کچھ توقف نہ کرتا اور اگر گرگٹ کا سر پتھر سے کچل دیتا۔ اس پر شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ قشاشی کے ایسا فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ وحدت کثرت سے اور اس کے احکام سے تنافی و تضاد نہیں رکھتی۔ مثلاً آب و آتش وجود میں ایک ہی ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک فیض خاص کا فوارہ اور استعداد خاص کا مظہر ہے۔ اس بنا پر پانی آگ سے معدوم ہو جاتا ہے اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے۔ شرع اس کثرت کے احکام کو ضبط میں لاتی ہے۔ اور شہود کامل یہ ہے کہ نہ وحدت کثرت کی مزاحمت کرے نہ کثرت وحدت کی

چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد　　مولوی با عیسوی در جنگ شد

شیخ احمد شناوی نے ۱۰۲۸ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے۔

۱؎ از علم الکلام مؤلفہ علامہ شبلیؒ نعمانی۔

سب سے آخری بزرگ شیخ تاج الدین قلعی حنفی ہیں یہ قاضی عبد المحسن کے فرزند اور مفتی مکہ تھے۔ بہت سے شارع حدیث سے اخذ حدیث کیا اور ہر ایک سے اجازت حاصل کی۔ شیخ خود فرماتے تھے کہ میں نے شیخ عبداللہ بن سالم بصری کی خدمت میں جملہ کتب حدیث بطریق بحث و تنقیح ختم کی ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب بھی مکہ مکرمہ میں شیخ تاج الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور اجازت حدیث حاصل کی ہے، شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے شیخ تاج الدین سے ایک عجیب و غریب حکایت سُنی شیخ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں سخت بیمار رہا۔ بیماری نے اتنا طول کھینچا کہ دست و پا میں طاقت حرکت نہ رہی۔ میں نے اس حالت میں خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اس مریض کی شفا کے لئے ایک مرغی ذبح کی جائے اور پکا کر اس پر پورا قرآن مجید پڑھا جائے پھر وہ گوشت یہ بیمار کھائے اور شفا پائے۔ میں بیدار ہوا تو ارادہ کیا کہ خواب کے مطابق عمل کیا جائے لیکن ابھی امتثال امر کی نوبت نہ آئی تھی کہ شب آئندہ پھر خواب میں دیکھا کہ امام محمد بخاری میرے مکان پر آئے۔ اپنے ہاتھ سے دیگچی کو تیار کیا۔ اس کے نیچے آگ جلائی اور صبح سے شام تک مرغی پکائی۔ پھر اس کو میرے سامنے رکھا اور فرمایا کہ ہم نے اس کھانے پر پورا قرآن پڑھا ہے۔ اس کو کھاؤ۔ اس کے کھاتے ہی مجھے صحت ہو گئی اور مرض کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ اس واقعہ کو خواب میں دیکھ کر آنکھ کھلی تو واقعی میں بالکل تندرست تھا۔ اور مجھے ازالۂ مرض سے زیادہ اس بات کی مسرت تھی کہ حضرت امام بخاریؒ نے میرے حال پر اس قدر لطف و عنایت کا اظہار فرمایا۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ جس زمانے میں شیخ تاج الدین نے یہ خواب بیان فرمایا، اس وقت میں ان کی خدمت میں بخاری پڑھتا تھا۔

شاہ صاحب کا دوسرا رسالہ النبذۃ الابریزیہ فی اللطیفۃ العزیزیہ ہے جس میں شاہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار کے ننھیالی بزرگوں کا حال لکھا ہے چنانچہ خود فرماتے ہیں:-

"اما بعد میگوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ ایں کلمۂ
چند است مسمّٰی بالنبذۃ الابریزیہ فی اللطیفۃ العزیزیہ
در نشر احوال شیخ عبد العزیز دہلوی۔ اسلاف و اخلاف
ایشاں قدست اسرارھم و ایشاں جد اعلیٰ
حضرت والد بزرگوار اند از جہت والدۂ ایشان
والحمد للہ۔"

اس رسالے میں چھ بزرگوں کا حال ہے۔ یہاں مختصر طور پر سب کا تذکرہ درج کرتا ہوں۔

(۱) شیخ طاہر۔ ان کا وطن اصلی اُچہ (ملتان) ہے۔ وہاں کے اعیان و مشاہیر کی اولاد سے تھے۔ کہتے ہیں کہ ابتدا میں سیر و شکار کا شوق تھا۔ تحصیل علم کی طرف توجہ نہ تھی۔ ایک رمضان کی ہمشیرہ نے کسی آیت کلام اللہ کے معنی دریافت کئے۔ شیخ طاہر نہ بتا سکے۔ اس واقعہ سے ان کی غیرت کو حرکت ہوئی۔ مصحف پاک لے کر وطن سے ہجرت کی۔ جہاں گئے استفادہ کیا۔ تھا نیسر پہنچ کر اس آیت کی تفسیر لکھ کر ہمشیرہ کو بھیجی۔ اس کے تحصیل علم کے شوق میں بہار پہنچے۔ تحصیل علوم شریعت کے ساتھ ریاضات طریقت بھی کرتے رہے۔ بہار کے قاضی نے ان کا علم و فضل دیکھ کر اپنی صاحبزادی اس کے عقد نکاح میں دے دی۔ اس سے تین فرزند پیدا ہوئے آخر عمر میں شیخ طاہر اپنے فرزندوں کو لے کر شہر جونپور آ گئے اور وہیں اقامت اختیار کی۔ اور وہیں وفات پائی۔ ان کا مزار مبارک زیارت گاہ خلائق ہے۔

شیخ طاہر کا زمانہ نویں صدی ہجری کا ہے۔ جب دہلی میں لودھی خاندان کی حکومت تھی۔[۱]

(۲) شیخ حسن شیخ طاہر کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ ۹ سال کی عمر میں کتاب اللہ کو حفظ کر لیا۔ ۱۸ سال کی عمر میں تحصیل علوم و کتب متداولہ سے فارغ ہو کر درس میں مشغول ہو گئے۔ مدت تک اپنے وطن میں طالبان علم ظاہر و باطن کی ہدایت و ارشاد کرتے رہے۔ پھر سلطان سکندر (زمانۂ حکومت سنہ ۸۹۳ھ تا سنہ ۹۲۳ھ) (۱۴۸۸ء-۱۵۱۷ء) جو سلاطین دہلی میں سب سے زیادہ عادل تھا اس کی درخواست پر دہلی تشریف لائے اور محل بجے منڈل میں اقامت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ فتح خاں فرزند سلطان سکندر (لودی) شیخ حسن کا معتقد تھا۔ اتفاق سے اس کے سر میں بغاوت کا سودا سما گیا۔ امرائے مملکت بھی اس کے ساتھ ہو گئے لیکن جب فتح خاں نے اس امر کے متعلق شیخ حسن سے مشورہ کیا تو آپ نے اس کام سے منع کیا۔ یہ بات سلطان تک پہنچی۔ وہ بھی بہت معتقد ہو گیا۔ شیخ حسن کی رحلت سنہ ۹۰۹ھ میں ہوئی وفات کے وقت شیخ حالت وجد میں تھے اور مجلس میں ایک رباعی پڑھی جا رہی تھی جس کا مصرع اول یہ ہے:-

"اے ساقی رزاں مے کہ دل و دیں بشکست"

مفتاح الفیض علم سلوک میں شیخ سے یادگار ہے۔ شیخ نے چار فرزند چھوڑے جس میں سے دو سے نسل جاری رہی۔ یعنی شیخ محمد المعروف بہ خیالی اور شیخ عبد العزیز بن شیخ حسن

[۱] خطوط وحدانی کی عبارتیں میرا اضافہ ہیں - حامد حسن قادری

چشتیہ خاندان میں حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے سے منسلک اور صاحب خرقہ و اجازت تھے)

(۳) شیخ محمد خیالی حال صحیح و مشرب لطیف و ریاضت قوی رکھتے تھے۔ اپنے والد کے مرید تھے۔ لیکن سلسلہ قادریہ کی نسبت غالب تھی۔ سالہا سال حرم مدینہ منورہ میں ریاضت شاقہ کیں۔ ایک دن حاجی عبدالوہاب بخاری نے شیخ کو مژدہ سنایا کہ حضرت خاتم نبوت علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات نے مجھے "معاملہ" میں حکم فرمایا ہے کہ اس شیخ زادہ ہندی نے ایک مدت تکلیف اٹھائی ہے۔ اب اس کو ہندوستان پہنچا دو۔ شیخ نے یہ شکار کیا کہ جب تک مجھے خود حکم نہ ہوگا ہرگز نہ جاؤنگا۔ آخر خود ان کو بھی حکم ہوا۔ اس کے بعد حاجی عبدالوہاب نے شیخ محمد خیالی کو ہندوستان لائے۔ شیخ پدر بزرگوار کے پہلو میں منڈل میں آسودہ ہیں۔ ان کے خلفاء کثرت سے ہیں جو مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے۔ ان میں سے شیخ امان اللہ پانی پتی اور شیخ عبدالرزاق جھنجھانی اس نوع کے مشائخ میں مشہور ہیں۔

(۴) شیخ عبدالعزیز شیخ حسن کے دوسرے فرزند تھے۔ ابھی وہ تین سال کے تھے کہ والد بزرگوار آنجہانی[1] ہو گئے۔ اور
۴۴ ان کا فیض باطن شیخ قاضی خاں ظفرآبادی کے سپرد کر دیا۔ یہ شیخ حسن کے خلیفہ تھے اور بڑے صاحب کرامت و ریاضت و با اثر صحبت تھے۔ جب شیخ عبدالعزیز سن تمیز کو پہنچے۔ بہت سے علما سے تحصیل علم کی۔ اس کے بعد شیخ قاضی خاں نے اپنے فرزند شیخ عبداللہ کو شیخ عبدالعزیز کے پاس بھیجا اور ان کے والد کی وصیت و حوالہ کہلا بھیجا اور یہ بھی فرمایا کہ میں خود آتا لیکن طریقت میں طلب شرط ہے۔ یعنی تم کو خود چلکر آنا چاہیئے۔ چنانچہ شیخ عبدالعزیز حکم سنتے ہی ظفرآباد کو روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر تمام از جامہ و اسپ جو ساتھ تھے راہ خدا میں صرف کر دیئے اور تین سال تجرید تمام کے ساتھ ریاضات کیں اور مرتبہ ارشاد و تکمیل کو پہنچ کر شیخ قاضی خاں کی اجازت سے دہلی واپس آئے اور ہدایت و ارشاد میں مشغول ہوئے۔ تمام اخلاق محمودہ میں مشائخ چشت کی یادگار تھے۔ بست و ششم جمادی الثانی ۹۷۵ھ کو وفات پائی۔

(یہ زمانہ اکبر بادشاہ کا عہد سلطنت تھا جو ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء سے ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۵ء تک رہا ہے)

(۵) شیخ قطب عالم فرزند شیخ عبدالعزیز میں فضل و علم اور جود و سخا کے سبب سے نہایت ممتاز و مستثنیٰ تھے۔ کہتے ہیں کہ ابتدائے حال میں طریقہ وجد و سماع کے معترض و منکر تھے ایک دن ان کے والد نے مجلس میں ان پر توجہ ڈالی۔ اس کے اثر سے بیخود ہو گئے۔ حاضرین مجلس نے کہا الحمدللہ اب یہ صوفیوں کے معتقد ہو جائیں گے اور انکار سے باز آئیں گے لیکن شیخ عبدالعزیز نے فرمایا کہ ان کا انکار نہایت مستحکم ہے۔ ابھی وقت طلب نہیں آیا۔ جب شیخ قطب عالم کو اس بے خودی سے افاقہ ہوا تو لوگوں نے اس کی کیفیت دریافت کی بولے کہ ایک خواب سا تھا اس کا کیا اعتبار۔

جب شیخ عبدالعزیز نے وفات پائی تو ان کے اعظم خلفاء شیخ نجم الحق زیارت مرقد اور تعزیت کیلئے آئے۔ ان کی توجہ سے شیخ قطب عالم کی حالت میں تغیر ہوا اور انہی سے اخذ طریقہ کیا۔

خواجہ محمد باقی قدس سرہ نشر طریقۂ نقشبندیہ سے پہلے شیخ قطب عالم سے تلمذ رکھتے تھے اور ان کی خانقاہ میں مجاورت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ شیخ کو نیم شب کے وقت منکشف ہوا کہ خواجہ کا حصہ بخارا میں ہے۔ اسی وقت باہر آئے اور خواجہ محمد باقی سے فرمایا کہ تم کو مشائخ بخارا طلب کرتے ہیں۔ ابھی روانہ ہو جاؤ۔ اس وقت شیخ کے پاس کوئی خرقہ موجود نہ تھا۔ صرف ایک تہبند تھا، وہی عنایت کر دیا۔ خواجہ نے اس کو دستار کی طرح سر پر باندھ لیا۔ اور اسی وقت بخارا روانہ ہو گئے۔ بخارا پہنچ کر خواجہ امکنگی سے وہ کچھ پایا کہ جب تکمیل کے بعد دہلی واپس تشریف لائے اور سلسلہ نقشبندیہ کے ارشاد و ہدایت میں مشغول ہوئے تو خود شیخ قطب عالم خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں جانے لگے۔ اور "فیض صحبت" جو طریقۂ نقشبندیہ کا بہترین اصول ہے حاصل کرنے لگے۔

(۶) شیخ رفیع الدین محمد فرزند اکبر شیخ قطب عالم تھے۔ پہلے اپنے والد سے طریقۂ چشتیہ و قادریہ اخذ کیا۔ اور شیخ نجم الحق کی صحبت بھی پائی۔ اس کے بعد والد بزرگوار کی ترغیب سے خواجہ محمد باقی کی صحبت اختیار کی اور اسی کی کیفیت ان پر غالب ہوئی

[1] حضرت شاہ صاحب نے اس موقع پر لفظ آنجہانی لکھا ہے۔ میں نے محض اس غرض سے اس لفظ کو لکھا ہے کہ اس کے قدیم و جدید استعمال کی وضاحت ہو جائے۔ یعنی آج کل مسلمان متوفی کو آنجہانی لکھدیں تو لوگ توہین سمجھتے ہیں اور اس لفظ کو غیر مسلموں کیلئے مخصوص کر لیا ہے جن کے لئے مرحوم، مغفور وغیرہ دعائیہ الفاظ نہیں۔ لکھ سکتے۔ لیکن قدیم زمانہ میں آنجہانی کا لفظ صرف متوفی کا مرادف تھا۔ میرا منصوبہ یہ تھا [illegible] حامد حسن قادری ۱۲۔

خواجہ کا التفات شیخ کی جانب حد سے زیادہ تھا۔ شیخ جو کچھ عرض کرتے تھے، خواجہ صاحب منظور کر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ یاران خواجہ شیخ کو "معشوق خواجہ" کہنے لگے۔ شیخ رفیع الدین کا بیان ہے کہ جب ان کی اہلیہ نے وفات پائی تو شیخ نے ارادہ کیا کہ شیخ عبد الغفور اعظم پوری کے فرزند شیخ عارف کی صاحبزادی سے نکاح کریں خواجہ صاحب سے برات کے ساتھ قدم رنجہ فرمانے کی درخواست کی۔ خواجہ نے ضعف کا عذر کیا۔ شیخ نے کہا اگر خواجہ تکلیف نہ فرمائیں گے تو میں بھی نہ جاؤں گا۔ خواجہ صاحب مجبور ہوئے اور اعظم پور تشریف لے گئے۔ ان اطراف کے مشائخ نے جب خواجہ صاحب کے عزم قدم رنجہ کا حال سنا تو سب اعظم پور میں جمع ہو گئے صوفیائے کرام میں سے شاید ہی کوئی بزرگ ایسے ہوں جو اس وقت وہاں موجود نہ ہوں۔ ایسی مجلس عجیب منعقد ہوئی کہ کبھی سننے میں بھی نہ آئی تھی۔ اس کے بعد شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ شاہ صاحب کے والدہ ماجدہ یعنی والدہ شیخ رفیع الدین کی انہی اہلیہ کے بطن سے تھیں۔

شیخ رفیع الدین بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ بزرگوار شیخ احمد سہرندی[۱] (سرہندی) سے خواجہ محمد باقی کی نسبت کوئی ایسا کلمہ صادر ہو گیا جس کو سنکر خواجہ برافروختہ ہو گئے اور آثار قہر ان کی پیشانی سے ظاہر ہوئے۔ وہاں ایک ڈورہ پڑا تھا اس کو اٹھا کر مضبوط گرہ لگا دی۔ شیخ رفیع الدین خواجہ صاحب کے مزاج شناس تھے۔ انہوں نے ڈورے کو اٹھا کر احتیاط سے اپنے پاس رکھ لیا۔ کچھ عرصہ بعد شیخ سہرندی کو قبض روحانی واقع ہوا۔ اس کے سبب کی جستجو ہوئی۔ آخر سبب دریافت ہوا تو شیخ احمد دہلی آئے اور یاران خواجہ سے سفارش کی درخواست کی۔ لیکن کسی نے ہمت نہ کی اور یہی کہا کہ خواجہ کی مرضی کے خلاف ہم کو مجال دم زدنی نہیں ہے۔ لیکن "معشوق خواجہ" جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ شیخ احمد شیخ رفیع الدین کی طرف رجوع ہوئے۔ شیخ نے خلوت میں اسلوب شائستہ کے ساتھ وہ معاملہ خواجہ سے بیان کیا۔ اور بہت لیت و لعل کے بعد خواجہ کو رفع وحشت کی طرف متوجہ کیا۔ خواجہ نے کہا کہ کیا کیا جائے۔ وہ ڈورا تو گم ہو گیا۔ شیخ رفیع الدین نے فوراً وہی ڈورا پیش کر دیا اور خواجہ کے سامنے اس کی گرہ کھول دی۔ اسی وقت شیخ احمد کا قبض بسط سے مبدل ہو گیا اور مقصود حاصل ہو گیا۔

شیخ رفیع الدین یہ واقعہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ شیخ فرید بخاری جو امرائے وقت سے تھے اور جو نجابت و صلاح اور اعتقاد صوفیائے کرام کے جامع تھے۔ انہوں نے ایک کارواں سرائے تعمیر کرائی اور اس کی تکمیل کے بعد مشائخ شہر کی دعوت کی۔ شیخ رفیع الدین بھی تشریف لے گئے جب نغمہ سرود شروع ہوا تو اہل مجلس میں سے ایک شخص کا حال متغیر ہو گیا اور وہ نعرہ مستانہ لگاتا ہوا رقص کرنے لگا۔ تمام حاضرین مجلس اس کی تواضع کے لئے کھڑے ہو گئے۔ لیکن شیخ رفیع الدین نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ یہ بات لوگوں کو ناگوار ہوئی، اور آپس میں آہستہ آہستہ کہنے لگے کہ شیخ کا یہ عمل خلاف طریقت تھا۔ شیخ فرید نے جب یہ اختلاف دیکھا تو اس شخص صاحب وجد کے سکون کے بعد شیخ سے سوال کیا کہ صاحب وجد و حال کی تواضع نہ کرنے کا کیا سبب تھا؟ شیخ نے کہا اس شخص سے وجد و تغیر حال کا سبب دریافت کیجئے۔ میرا عذر واضح ہو جائے گا۔ شیخ فرید نے اس کو قریب بلا کر دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں نداف (دُھنیا) ہوں۔ دو تین دن ہوئے بیوی مر گئی ہے۔ اس کا حزن ۴۵
وغم دل سے نہیں نکلا۔ اس وقت نغمہ و سرود سنا تو وہ حزن والم روشن تر ہو گیا اور حالت متغیر ہو گئی۔ شیخ رفیع الدین نے فرمایا کہ اگر نداف بیوی کے صدمہ میں مبتلا ہو کر آپے سے باہر ہو گیا تو مشائخ طریقت نے اس کی تعظیم کا حکم کہاں دیا ہے۔ نداف کا بیان سنکر معترضین نہایت نادم ہوئے اور سوء ظن سے توبہ کی۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے شیخ کی دو ایک کرامتیں اور بھی لکھی ہیں۔ اس کے بعد یہ رسالہ ختم ہو جاتا ہے۔

حقوق و فرائض اسلام

اسلام کا حق اور مسلمانوں کا فرض۔ ان دو باتوں کے متعلق جو کچھ بھی لکھنا اور دیکھنا ضروری ہے، وہ سب اس کتاب میں آ گیا ہے توحید، نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، حقوق زوجین، قوانین وراثت۔ طرق تجارت، مہمان، یتیم اہل کتاب، اہل معاہد وغیرہ کے حقوق و فرائض کی پوری تفصیل اس کتاب میں موجود ہے یہ کتاب ہر اسلامی گھر میں موجود رہنی چاہئے ضخامت ... صفحے قیمت عہ

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

---

[۱] قدیم و اصلی املا و تلفظ "سہرندی" ہے یہ لفظ بامعنی لیکن نامانوس ہے اس لئے زبان خلق نے اس کو زیادہ مانوس و متعارف لفظ "سرہند" بنا لیا۔

شذرات

مسجد فتحپوری کا فیصلہ

۲۹۔ اکتوبر کو دہلی کی مسجد فتحپوری کے اس اہم مقدمہ کا فیصلہ مسٹر اعجاز احمد کرشیل جج دہلی نے سنادیا۔ جس کا مدت سے انتظار تھا اور جس کا اثر دہلی کے اسلامی اوقاف کے علاوہ ہندوستان کے ہر اسلامی وقف پر پڑیگا اور عام مسلمان خود غرض اور نا اہل متولیوں سے اسلامی وقف کو نکالنے کی کوشش کریں گے۔

دہلی میں تقریباً ایک کرور روپے کے اوقاف ہیں جن پر چند خطاب یافتہ مسلمانوں نے جو اپنے خود نمائندے ہیں ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور وہ اپنے ذاتی اغراض کے مقابلہ میں ملت اسلام کے مفاد کی مطلق پروا نہیں کرتے اور یہی حالت تقریباً ننانوے فیصدی اسلامی اوقاف کے متولیوں کی ہر جگہ ہے۔ اگر آج اوقاف کی حالت ٹھیک اور صحیح ہو تو مسلمانوں کی کسی قومی ضرورت کے لئے ایک پائی چندے کی ضرورت نہ ہو۔

چونکہ مسجد فتحپوری کا مقدمہ اور اس کا فیصلہ کافی اہمیت رکھتا ہے اس لئے اس کا خلاصہ قارئین کرام کے مطالعہ کیلئے درج کرتا ہوں تاکہ مسلمان آنکھیں کھولیں اور اوقاف کے متولیوں کے ناجائز قبضہ سے اوقاف کو نکالنے کیلئے عدالتوں کے دروازے کھٹ کھٹائیں۔

میری رائے میں انفرادی دعوے کی بجائے اصلاح اوقاف کیلئے ہر ضلع و قصبہ میں کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ اور عام جلسوں میں مسلمانوں کی منظوری لیکر دعوے کئے جائیں۔ تاکہ مسلمانوں کی ضروریات قومی کیلئے سرمایہ کا سوال پیدا نہ ہو۔ فیصلہ کا خلاصہ یہ ہے :۔

(۱) موجودہ کمیٹی نے اپنے فرائض کما حقہ انجام نہیں دیئے۔ اس لئے اس کو توڑ دیا گیا اور ایک عارضی کمیٹی تین مسلمانوں پر بنائی گئی۔ جو مسلمانوں کی نمائندہ جماعتوں کے مشورہ سے نئی اور نمائندہ منتظمہ کمیٹی کا انتظام کریگی۔

(۲) فتحپوری کا پشتہ تھا جس پر سابقہ کمیٹی کی غفلت سے قبضہ ہوا۔

(۳) غبن ثابت نہیں ہوا۔

(۴) نمازیوں کی ضروریات پوری نہیں کی گئیں۔

(۵) صفائی اور دوسرے انتظامات درست نہ تھے۔

میں اس منصفانہ اور بے لاگ فیصلہ پر مسٹر اعجاز احمد کرشیل جج کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے اصلاح اور آزادی اوقاف کی نئی راہ کھول دی ہے۔

اس فیصلہ کے بعد حامیان اصلاح جامع مسجد یہ غور کر رہے ہیں کہ ان کو اب اس سلسلہ میں کونسا قدم اٹھانا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے کہ اماجی عدالت کا دروازہ کھٹ کھٹانے پر مجبور کریں۔

(عزیز حسن)

جامع مسجد کی تولیت و امامت پر شرع اسلام کی کسوٹی

سکریٹری صاحب اصلاح جامع مسجد کمیٹی دہلی نے حسب ذیل سوالات علماء کرام کی خدمت میں پیش کئے جن کے جوابات حسب ذیل علماء کرام نے ارسال کئے ہیں۔ یہ سوالات اور ان کے جوابات اس لئے درج کئے جا رہے ہیں کہ قارئین پیشوا اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کے اماموں کو شرع اسلام کی اس کسوٹی پر کسیں اگر وہ اس پر پورے اتریں تو خیر، ورنہ جتنی جلدی ہو سکے ایسے نا اہل، خود غرض اماموں اور متولیوں سے نجات حاصل کریں۔

سوال فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں۔

(۱) کیا کسی حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی مسجد کو ضبط کرے اور پھر اس کو زر نقد لے کر یا ایسی شرائط پر واگذار کرے جن کی رو سے مسجد پر حکومت کا تسلط رہے۔

(۲) کیا مسجد کی منتظمہ کمیٹی کو یہ حق ہے کہ وہ مسجد کی سیڑھیوں کو کبوتر بازوں اور اسی قسم کے کام کرنے والوں کو کرایہ پر دے جن کی وجہ سے مسجد کے حریم میں شور و شغب اور ہر قسم کی بیہودگی اور بداخلاقی کے افعال ہوتے رہیں۔

(۳) زید جو مسجد کا تنخواہ دار ملازم ہے اس کے اعمال و افعال سے مسلمان ناراض ہیں کیونکہ یہ باتیں اس میں موجود ہیں۔

(الف) جھوٹ بولنا اور جھوٹی شہادت دینا۔ (ب) مسجد کا روپیہ اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کرنا (ج) مسجد کا روپیہ اپنی وجاہت پیدا کرنے یا قائم رکھنے کے لئے خرچ کرنا (د) مسجد کے ملازموں سے اپنے گھر کے ذاتی کام لینا اور اپنی خدمت کرانا (ہ) قبرستان کی قبروں کو منہدم کر کے اس پر ذاتی مکان بنانا (و) اپنے رشتہ داروں کو مسجد کا ملازم مقرر کرنا اور پھر ان سے مسجد کے کام میں غفلت اور بے پروائی پر بازپرس نہ کرنا (ز) اپنے مخالف مسلمانوں کی شکایتیں افسران و حکام بالا تک پہنچا کر ان کو نقصان پہنچانا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ باتیں موجود ہوں تو مسلمانوں کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا درست ہے یا نہیں اور وہ باوجود ان اعمال کے امامت کا اہل ہے یا نہیں۔

(۱) الجواب

(۱) مسجد خدا کا گھر ہے اور خدا ہی اس کا مالک ہے وہ کسی

انسان کی ملک نہیں۔ قرآن پاک میں فرمایا اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ یعنی یقیناً مسجدیں خاص خدا کی ہیں اور جبکہ وہ خدا کی ملک ہیں اور اس کی عبادت کیلئے مخصوص ہیں تو کسی حکومت کو ان کے اوپر مخالفانہ تسلط اور قبضہ اور ضبط کرنے کا حق نہیں۔ حکومت انسانی املاک پر قبضہ کرے تو کرے خدا کی ملک پر قبضہ نہیں کر سکتی اور اگر جبر و استیلاء سے قبضہ کر بھی لے تو وہ قبضہ شرعاً ناجائز اور کالعدم ہوگا اور اسے لازم ہوگا کہ اُسے واگذار کر دے۔ واگذاری کے عوض میں کوئی رقم وصول کرنی یا کوئی شرط عائد کرنے کا حکومت کو کوئی حق نہیں۔

(۲) مسجد کی منتظمہ کمیٹی کو لازم ہے کہ مسجد کو پاک صاف رکھے اور اس کے احاطے اور حریم یا فناء مسجد میں کوئی ایسی بات نہ ہونے دے جس سے نماز و عبادت میں خلل واقع ہو یا مسجد کے احترام کو صدمہ پہنچے۔ مسجد کی سیڑھیاں حریم مسجد اور فناء مسجد میں داخل ہیں ان پر کبوتر بازوں کا شور و شغب یقیناً احترام مسجد کے منافی ہے۔ فقہاء کرام نے حدود مسجد اور فناء مسجد میں مسجد کے متولی اور قیم کو دوکانیں بنانے کی اجازت نہیں دی ہے قیم المسجد لایجوز له ان یبنی حوانیتا فی حد المسجد۔ او فی فنائه لان المسجد اذا جعل حانوتا و مسکنا تسقط حرمته وهذا لا یجوز والفناء تبع المسجد فیکون حکمه حکم المسجد کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری) یعنی مسجد کے متولی کیلئے جائز نہیں ہے کہ مسجد کی حد میں یا فناء مسجد میں دوکانیں بنائے (یعنی جبکہ واقف نے نہ بنائی ہوں، متولی ابتداءً بنانا چاہے) کیونکہ مسجد میں دوکان یا سکونتی مکان بنایا جائے تو مسجد کا احترام جاتا رہیگا اور یہ جائز نہیں اور فناء مسجد بھی مسجد کے تابع ہے تو اس کا حکم مسجد کا حکم ہے۔

(۳) اگر یہ واقعہ ہو کہ کسی امام میں یہ باتیں پائی جائیں جو نمبر ۳ میں الف سے ز تک لکھی گئی ہیں تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے اور جماعت کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا بجا ہے اور جبکہ امام سے تمام جماعت یا جماعت کی اکثریت وجوہ شرعیہ کی بنا پر ناراض ہو تو امام کو ہرگز امامت کرنا جائز نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثلثة لا تجاوز صلوتهم اذانهم العبد الآبق حتی یرجع وامرأة باتت وزوجها علیها ساخط وامام قوم وهم له کارهون (ترمذی) یعنی تین شخص ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی (یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی) ایک غلام جو آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو جب تک واپس نہ آئے۔ دوم وہ عورت جو خاوند کی ناراضی اور خفگی میں رات بسر کرے۔ سوم وہ امام جس سے جماعت بیزار ہو۔ یہ واضح رہے کہ جماعت کی بیزاری وہی معتبر ہے جو وجوہ شرعیہ پر مبنی ہو۔ کیونکہ اگر امام صالح امامت کی اہلیت رکھنے والا متدین، متبع سنت ہو تو جماعت کی ناراضی اور بیزاری کا موجب نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(۲) الجواب

(۱) کسی حکومت یا جماعت یا فرد کو کوئی حق نہیں ہے کہ کسی مسجد کو ضبط کرلے اور اس کو چھوڑنے کے لئے نقد روپیہ طلب کرے یا ایسی شرائط عائد کرے جو اغراض و مقاصد مسجد کے خلاف ہوں قال تعالے ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰه ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها الایة۔

(۲) اگر فی الواقع سیڑھیوں پر کبوتر بازوں کے شور و شغب یا خوانچہ فروشوں کی خرید و فروخت وغیرہ سے حرمت مسجد میں خلل واقع ہوتا ہے تو متولی مسجد یا منتظمہ کمیٹی کے لئے جائز نہیں کہ ان دوکانوں وغیرہ کو سیڑھیوں پر قائم رہنے دیں خواہ کرایہ کے ساتھ ہوں یا بلا کرایہ۔ ما فی وقف العالمگیریة من احکام المسجد قیم المسجد
۷۶ لایجوز له ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فی فنائه لان المسجد اذا جعل حانوتا ومسکنا تسقط حرمته وهذا لا یجوز والفناء تبع المسجد فیکون حکمه حکم المسجد۔ کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری مصری صفحہ ۱۲)

(۳) اگر کسی امام یا متولی مسجد پر خیانت و فسق کی وہ وجوہ حجت شرعیہ سے ثابت ہو جائیں جن کا ذکر سوال میں ہے تو وہ امامت یا تولیت کا اہل نہیں اور مسلمانوں کی ناراضی اس سے حق بجانب ہے کما صرح به فی عامة المتون والشروح فقط واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم

کتبه الاحقر محمد شفیع عفا اللہ عنہ
خادم دارالعلوم دیوبند۔ ۸۔ رمضان ۵۹ھ

مردم شماری اور مسلمان

مردم شماری کا ابتدائی کام شروع ہو گیا ہے اور یہاں بھائی بندوں کی فتنہ پردازی، فرقہ پرستی اور مسلم لیگ کی غفلت شعاری (جو مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی سند کانگریس سے لینا ہی سب سے بڑا اسوراج سمجھتی ہے) سے ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ اگر خطرہ کا جلد احساس اور فوری تدارک نہ کیا گیا تو مسلمانوں کے کلچر، مسلمانوں کی آبادی اور ملک کی مشترکہ زبان اردو کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا جس کا اثر سرکاری اور نیم سرکاری ملازمتوں، میونسپلٹیوں اور کونسلوں اور فوج اور سول کی تمام اہم

اور غیر اہم ملازمتوں اور مسلمانوں کے سوشل اور سیاسی حقوق پر اتنا زبردست پڑے گا کہ اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

مسلم لیگ کے تن آسان، بانونی لیڈروں اور انجمن ترقی اردو کے سفید ہاتھیوں کو اگر خبر ہو تو سن لیں کہ کانگریسی حکومتوں کے زمانے سے زیادہ اردو زبان اور اسلامی کلچر اور مسلمان آبادی خطرہ میں ہے۔ اور اگر مسلم لیگ کو کانگریسی مسلمانوں کو گالیاں دینے سے فرصت ہو تو اس کے لئے بہترین وقت کام کرنے کا یہی ہے۔ تاکہ جو مسلم آبادی کے مٹانے کی سازشیں مہاسبھائی ہندوؤں نے کی ہیں وہ ملیامیٹ اور تہس نہس کر دی جائیں۔

میرے پاس دہلی اور بیرون دہلی کے ہوشمند اور حساس مسلمانوں کی شکایتیں آئی ہیں کہ مردم شماری کا غیر مسلم اسٹاف نہایت تعصب سے کام لے رہا ہے۔ اور اندیشہ نہیں بلکہ یقین ہے کہ اگر مسلمانوں نے حکومت پر دباؤ نہ ڈالا تو فرقہ پرست ہندو نہ مسلمانوں کی صحیح تعداد لکھیں گے اور نہ اردو زبان لکھیں گے بلکہ اردو کی جگہ ہندی اور مسلمان کی جگہ ہندو لکھا جائے گا اور مہاسبھائیوں کی یہ ایک ایسی کاری ضرب ہوگی کہ اس کا کوئی علاج نہ ہو سکے گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مردم شماری کے افسر اعلیٰ اور ہر صوبہ کے افسر انچارج سے مسلمانوں کی انجمنیں حسب

۴۸ ذیل مطالبات کریں:۔

(۱) مردم شماری کرنے والا جو عملہ ہوتا ہے یعنی انیوزرس اور سپروائزرس جو محلوں اور گاؤں میں مردم شماری کرتے ہیں۔ ان میں کم از کم ایک مسلمان ہونا ضروری ہے۔

(۲) کوئی مسلمان اپنا نام یا عرف جو ہندوانہ قسم کا ہو نہ بتائے بلکہ اپنا اصلی اسلامی نام بتائے۔

(۳) مذہب کے خانہ میں حنفی، اہل سنت والجماعۃ، شیعہ، قادیانی وغیرہ ہرگز نہ لکھا جائے بلکہ صرف مسلمان لکھا جائے۔

(۴) زبان کے خانہ میں ہندی یا ہندوستانی نہ لکھوائی جائے بلکہ صرف اردو لکھوائی جائے۔

(۵) کارکن جو مردم شماری کرتے ہیں، ان میں اکثریت غیر مسلموں کی ہے۔ چنانچہ وہ افراد کی تعداد دریافت کرنے کی بجائے یہ دریافت کرتے ہیں کہ گھر میں کتنے چولھے ہیں ممکن ہے چولہوں کی تعداد سے ان کا مقصد افراد کی تعداد معلوم کرنا ہو۔ لیکن اس کی وجہ سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کیونکہ مسلمانوں کے گھروں میں عموماً ایک ہی چولہا ہوتا ہے۔ خواہ اس گھر میں کتنے ہی افراد کیوں نہ ہوں۔ اس کے برعکس ہندوؤں اور سکھوں میں عموماً ہر فرد کیلئے الگ چولھے کا رواج ہے۔ اس لئے اس چولھے کے لفظ کی تشریح یا اس کی بجائے افراد کی تعداد معلوم کی جائے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ افراد کی تعداد بتائیں اور ہرگز چولہوں کی تعداد نہ بتائیں کیونکہ مردم شماری کے کسی قانون کی رو سے چولھے نہیں دریافت کئے جا سکتے۔

(۶) شہر اور محلوں کے معزز مسلمانوں کا فرض ہے کہ مردم شماری کرنے والے عملہ کے ساتھ خود جاکر مردم شماری کرائیں اور ان کے کام کی نگرانی کریں۔ اگر وہ تعصب سے کام لیں تو ان کے خلاف افسران بالا کو لکھیں جلسے کریں۔ اخبارات میں لکھیں۔

(۷) مسلمانوں کی با اثر جماعتوں اور اشخاص کو چاہیئے کہ وہ ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ مسجدوں میں عوام کو مردم شماری کی اہمیت بتائیں اور تمام ہدایات ان کے علم میں لائیں۔

(۸) مسلم لیگ اور مجلس احرار کو چاہیئے کہ فوراً مردم شماری کے متعلق ایک ایسی ریزولیوشن پاس کریں اور معقول طریقہ سے اس کی نشر و اشاعت کا انتظام کریں۔ اور مہاسبھائی اشرار کی سازشوں اور فتنہ پردازیوں کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرکے اسلامی کلچر اور اردو زبان کے تحفظ کیلئے متحدہ محاذ قائم کریں۔

عدم تعمیل فرمائش کا سبب

رمضان المبارک کے پیشوا میں حسب ذیل جدید کتب کا اشتہار شائع ہوا تھا۔

(۱) برقی مشکوٰۃ کا نیا ایڈیشن

(۲) اعجاز نما بارہ سورہ معہ مجموعہ وظائف۔

(۳) ترمذی شریف کامل۔

(۴) بڑے پیر کی بڑی سوانح عمری۔

ان چاروں کتابوں کی طباعت تین پریسوں میں چھ مہینے سے ہو رہی ہے جو بجلی سے چلتے ہیں۔ ان پریسوں کے مالک اور کارکن سب نمازی مسلمان ہیں ان سب نے شعبان کے مہینہ میں کام ختم کرنے کا وعدہ کیا ان کے شریفانہ اسلامی وعدہ پر اعتماد کرکے دنیوی سویرے کا خیال کرکے میں نے رمضان المبارک کے پیشوا میں اشتہار دے دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرمائشیں آئیں لیکن سوائے برقی مشکوٰۃ کے آج یکم شوال تک سب نامکمل ہیں اور مسلمان اور نمازی کارکنوں کے وعدہ کا قبرستان ہیں۔ ان میں ترمذی شریف کی عدم تکمیل کا قصہ تو ایسا دلچسپ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ قارئین کرام بھی اس سے لطف اندوز ہوں اور مسلمان کاریگروں کی اخلاقی پستی کا ماتم کریں۔

ایک مسلمان نمازی کاپی نویس صاحب نے قصداً ابتدائی مسودہ چرا لیا اور ناجائز دباؤ ڈال کر رقم اینٹھنی چاہی۔ دوسرے کاپی نویس صاحب جو اپنے تئیں سید بھی کہتے ہیں مسودہ کا ایک حصہ جس کی ضخامت دو سو صفحے تھی لکھنا چھوڑ گئے اور کاپیوں کی اجرت وصول کرکے بیٹھ گئے غلطیاں بنانے کیلئے بلاتا ہوں تو آتے نہیں۔ حالانکہ یہ ان کے فرائض میں ہے۔ یہ ہے مسلمان کاریگروں کی اخلاقی حالت جس پر جتنا افسوس کیا جائے

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ إِنْ تَحْرِصْ

تو زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ان کے راہ راست

عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝ وَأَقْسَمُوا

پر آنے کی اگر آپ کو تمنا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت نہیں کیا کرتا جس کو گمراہ کرتا ہے اور ان کا کوئی حامی نہ ہوگا اور یہ لوگ

بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ

بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کریگا کیوں نہیں زندہ کریگا۔ اس وعدہ کو تو اللہ تعالیٰ

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ

نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں لاتے تاکہ جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے ان کے روبرو اس کا اظہار کر دے اور

كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ۝ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

تاکہ کافر لوگ یقین کرلیں کہ واقعی وہی جھوٹے تھے ہم جس چیز کو چاہتے ہیں بس اس سے ہمارا اتنا ہی کہنا ہوتا ہے کہ تو ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے

تفسیر ۔ وقال الذین سے کن فیکون تک۔ اور مشرک لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو (بطور رضا کے یہ امر) منظور ہوتا کہ ہم غیر اللہ کی عبادت کہ ہمارے طریقہ کے اصول میں سے ہے اور بعض اشیاء کی تحریم کہ ہمارے طریقہ کے فروع میں سے ہے نہ کریں۔ مطلب یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے طریقہ موجودہ کو ناپسند اور اس کے خلاف کو پسند کرتے) تو خدا کے سوا کسی چیز کی نہ ہم عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم اس کے بدوں (حکم کے) کسی چیز کو حرام کہہ سکتے (اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا طریقہ پسند ہے ورنہ ہم کو کیوں کرنے دیتے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ (اس) سے مغموم نہ ہوں کیونکہ یہ بیہودہ مجادلہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ) جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوتے ہیں ایسی ہی حرکت انہوں نے بھی کی تھی (یعنی بیہودہ مجادلات اپنے پیغمبروں سے کئے تھے) سو پیغمبروں (کا اس سے کیا بگڑا اور وہ جس طریق کی طرف بلاتے ہیں اس کو کیا ضرر پہنچا ان) کے ذمہ تو (احکام کا) صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے (صاف صاف یہ کہ دعویٰ واضح ہو اور دلیل صحیح اس پر قائم ہو اسی طرح آپ کے ذمہ بھی یہی کام تھا جو آپ کر رہے ہیں۔ پھر اگر یہ راہ عناد دعویٰ اور دلیل میں غوض نہ کریں تو آپ کی بلا سے) اور (جس طرح ان کا معاملہ آپ کے ساتھ یعنی مجادلہ کوئی نئی بات نہیں اسی طرح آپ کا معاملہ ان کے ساتھ یعنی توحید و دین حق کی طرف بلانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ اس کی تعلیم بھی قدیم سے چلی آتی ہے چنانچہ) ہم امت میں (امم سابقہ سے) کوئی نہ کوئی پیغمبر (اس بات کی تعلیم کے لئے) بھیجتے رہے ہیں کہ تم (خاص) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان (کے رستہ) سے (کہ وہ شرک وکفر ہے) بچتے رہو (اس میں تحریم مجوث فیہ بھی آ گئی کیونکہ وہ بھی شعبہ شرک وکفر کا تھا) سو ان میں بعضے وہ ہوئے جن کو اللہ نے ہدایت دی (کہ انہوں نے حق کو قبول کر لیا) اور بعضے ان میں وہ ہوئے جن پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا (مطلب یہ کہ کفار اور انبیاء میں یہ معاملہ اسی طرح چلا آ رہا ہے اور ہدایت و اضلال کے متعلق اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی ہمیشہ سے یوں ہی جاری ہے کہ مجادلہ کفار کا بھی قدیم تعلیم انبیاء علیہم السلام کی بھی قدیم اور سب کا ہدایت نہ پانا بھی قدیم پھر آپ کو غم کیوں ہو۔ یہاں تک تسلی فرمائی گئی جس میں اخیر کے مضمون میں ان کے شبہ کا اجمالی جواب بھی ہو گیا کہ ایسی باتیں کرنا گمراہی ہے جس کے گمراہی ہونے کی آگے تائید اور جواب کی زیادہ توضیح ہے یعنی اگر مجادلہ مذکور کا گمراہی ہونا تم کو معلوم نہ ہو) تو (اچھا) زمین میں چلو پھرو پھر (آنکھوں سے) دیکھو (اپنے پیغمبروں کے) جھٹلانے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا (پس اگر وہ گمراہ نہ تھے تو ان پر عذاب کیوں نازل ہوا ... اللہ ... کو اس لئے نہیں کہہ سکتے

کہ خلاف عادت ہوتے اور انبیاء علیہم السلام کی پیشین گوئی کے بعد ہوتے اور مومنین اس سے بچے رہتے پھر اس کے عذاب
ہونے میں کیا شک ہے اور چونکہ بوجہ شدت غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کے تسلیہ کا اہتمام زائد ہے۔ اس لئے
پہلے لوگوں کی گمراہی کی خبر دینے پر تفریع فرمانے کے طور پر آگے پھر آپ کو خطاب ہے کہ جیسے پہلے بعضے لوگ ہوئے ہیں جن پر
حقت علیہ الضلالۃ صادق آتا تھا اسی طرح یہ لوگ بھی ہیں سو) ان کے راہ راست پر آنے کی اگر آپ کو تمنا ہو تو کچھ نتیجہ نہیں کیونکہ
اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت نہیں کیا کرتا جس کو (اس شخص کے عناد کے سبب) گمراہ کرتا ہے (البتہ اگر وہ عناد کو چھوڑ دے
تو ہدایت کر دیتا ہے لیکن یہ عناد کو چھوڑیں گے نہیں اس لئے ان کو ہدایت بھی نہ ہوگی) اور (ضلالت و عذاب کے بارہ میں
اگر ان کا یہ گمان ہو کہ ہمارے شرکاء اس حالت میں بھی عذاب سے بچا لیں گے تو وہ سمجھ رکھیں خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں) ان
کوئی حمایتی نہ ہوگا (یہاں تک تقریر ہوگئی ان کے شبہ اول کے متعلق آگے دوسرے شبہ کے متعلق کلام ہے) اور یہ لوگ
بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا (اور قیامت نہ
آوے گی آگے جواب ہے کہ) کیوں نہیں زندہ کرے گا (یعنی ضرور زندہ کرے گا) اس وعدہ کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ
لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ (باوجود قیام دلیل صحیح کے اس پر) یقین نہیں لاتے (اور یہ دوبارہ زندہ کرنا اس لئے ہوگا)
تاکہ (دین کے متعلق) جس چیز میں لوگ (دنیا میں) اختلاف کیا کرتے تھے (اور انبیاء کے فیصلہ سے راہ پر نہ آتے تھے)
ان کے روبرو اس (کی حقیقت) کا (بطور معائنہ کے) اظہار کر دے اور تاکہ (اس اظہار حقیقت کے وقت) کافر لوگ
(پورا) یقین کر لیں کہ واقعی وہی جھوٹے تھے (اور انبیاء و مومنین سچے تھے پس قیامت کا آنا یقینی اور عذاب سے فیصلہ
ہونا ضروری یہ جواب ہوگیا لا یبعث اللہ کا اور چونکہ وہ لوگ قیامت کی نفی و قوع بنا بر اس کے استبعاد کے کرتے تھے اس لئے
آگے اپنی قدرت کاملہ کے اثبات سے اس کا استبعاد دفع فرماتے ہیں کہ ہماری قدرت ایسی عظیم ہے کہ) ہم جس چیز کو پیدا
کرنا چاہتے ہیں پس اس سے ہمارا اتنا ہی کہنا (کافی) ہوتا ہے کہ تو (پیدا) ہو جا بس وہ (موجود) ہو جاتی ہے (تو اتنی
۴۲ ۶ بڑی قدرت کاملہ کے روبرو بیجان چیزوں میں دوبارہ جان کا پڑ جانا کون دشوار ہے جیسا پہلی بار جان ڈال چکے ہیں اب دونوں
شبہوں کا پورا جواب ہو چکا۔ للہ الحمد) **ف** کن فیکون کی بحث آخر پارہ الم رکوع وقالت الیہود آیت بدیع السموات
میں آچکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان والوں کے
لئے بھی زمانۂ قدیم میں کچھ رسول مبعوث ہوئے ہیں خواہ ہندہی میں پیدا ہوئے اور رہے ہوں یا کسی اور ملک میں رہتے
ہوں اور یہاں ان کے نائب تبلیغ کے لئے آتے ہوں (ربط) اوپر کفار کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
ایذا رسانی کا معاملہ کہ مجادلہ بالباطل ہے بیان فرما کر آپ کو تسلی دی ہے آگے کفار کا اہل ایمان کے ساتھ جو ایذا رسانی کا
معاملہ تھا یعنی اخراج عن الوطن اس بارے میں اہل ایمان کو بشارت خیر دارین کی سنا کر تسلی دیتے ہیں لیکن آیت میں ہجرت
سے مدینہ کی ہجرت مراد نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سورت مکی ہے قبل ہجرت نازل ہوئی بلکہ ہجرت حبشہ مراد ہے اور لنبوئنھم سے مدینہ
میں قرار دینے کا وعدہ ہے۔ کذا فی الدر عن قتادۃ۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ

اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن چھوڑ دیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے کاش ان کو خبر ہوتی — وہ ایسے ہیں جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

تفسیر:۔ والذین سے یتوکلون تک۔ اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑ دیا (اور حبشہ کو چلے گئے)
بعد اس کے کہ ان پر (کفار کی طرف سے) ظلم کیا گیا (کیونکہ ایسی مجبوری میں وطن چھوڑنا بڑا شاق گذرتا ہے) ہم ان کو دنیا میں ضرور

اچھا ٹھکانا دیں گے (یعنی ان کو مدینہ پہنچا کر خوب امن و راحت دیں گے چنانچہ بعد چندے مدینہ میں اللہ تعالٰی نے پہنچا دیا اور اس کو وطن اصلی قرار دیا گیا اس لئے اس کو ٹھکانا کہا اور ہر طرح کی وہاں سے ترقی ہوئی اس لئے حسنہ کہا گیا اور حبشہ کا قیام عارضی تھا اس لئے اس کو ٹھکانا نہیں فرمایا) اور آخرت کا ثواب (اس سے) بدرجہا بڑا ہے (کہ خیر بھی ہے اور باقی بھی) کاش (اس اجر آخرت کی) ان (بے خبر کافروں) کو (بھی) خبر ہوتی (اور اس کے حاصل کرنے کی رغبت سے مسلمان ہو جاتے) وہ (مہاجرین ان وعدوں کے اس لئے مستحق ہیں کہ وہ) ایسے ہیں جو (ناگوار واقعات پر) صبر کرتے ہیں (چنانچہ وطن کا چھوڑنا گو ان کو ناگوار ہے لیکن بدوں اس کے دین پر عمل نہیں کر سکتے تھے۔ دین کے لئے وطن چھوڑا اور صبر کیا) اور (وہ ہر حال میں) اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں (وطن چھوڑنے کے بعد یہ خیال نہیں کرتے کہ کھاویں پیویں گے کہاں سے) **ف** گو بعض کا حبشہ ہی میں انتقال ہو گیا تھا لیکن اکثر مدینہ میں پہنچے پھر یہ کہ اصل مطلب تو پریشانی کی نفی کرنا ہے سو یہ اموات پر بھی صادق ہے رابطہ اوپر کی آیت سے پہلے کفار کے بعض شبہات کفریہ کا جواب مذکور تھا آگے ایک شبہ کفریہ کا جواب رسالت کے متعلق مذکور ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا

اور ہم نے آپ کے قبل صرف آدمی ہی رسول بنا کر معجزات اور کتابیں دیکر بھیجے ہیں کہ ان پر وحی بھیجا کرتے تھے سو اگر تم کو علم نہیں تو اہل علم

تَعْلَمُوْنَ ۝ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ

سے پوچھ دیکھو اور آپ پر بھی یہ قرآن اتارا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ان کو آپ ان سے ظاہر کر دیں

اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

اور تاکہ وہ فکر کیا کریں

جواب شبہ کفریہ متعلق رسالت

تفسیر وما ارسلنا سے یتفکرون تک ۔ اور (یہ لوگ جو آپ کی رسالت کا اس بنا پر انکار کرتے ہیں کہ رسالت اور بشریت میں منافات سمجھ رہے ہیں محض مہمل بات ہے کیونکہ) ہم نے آپ کے قبل (بھی) صرف آدمی ہی رسول بنا کر معجزات اور کتابیں (یعنی دلائل و احکام) دیکر بھیجے ہیں کہ ان پر وحی بھیجا کرتے تھے سو (اے منکرو) اگر تم کو علم نہیں تو (دوسرے اہل علم سے پوچھ دیکھو (جو تمہارے نزدیک مسلمانوں کی طرف داری نہ کریں) اور (اسی طرح آپ کو رسول بنا کر) آپ پر بھی یہ قرآن اتارا ہے تاکہ جو مضامین (آپ کے واسطہ سے) لوگوں کے پاس بھیجے گئے ان کو آپ ان سے ظاہر کر دیں اور تاکہ وہ (ان میں) فکر کیا کریں (یعنی آپ اپنا کام کریں اور وہ اپنا کام کریں کہ مجموعہ سے ہدایت ہو۔ غرض یہ کہ جب آپ کی رسالت بھی سنت قدیمہ کے موافق ہے پھر انکار کی کیا وجہ اور دعوٰی تنافی کی کیا دلیل) **ف** مراد اہل ذکر سے اہل کتاب ہیں جو خود مشرکین کی طرح اہل اسلام کے مخالف تھے رابطہ اوپر آیات وقال الذین اشرکوا الخ سے پہلے آیت ثم یوم القیامۃ یخزیہم اور بل ننظرون میں کفار کو آخرت سے ڈرایا تھا آگے عذاب دنیوی سے ڈراتے ہیں۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

جو لوگ بڑی بڑی تدبیریں کرتے ہیں کیا ایسے لوگ پھر بھی اس بات سے بے فکر ہیں کہ اللہ تعالٰی ان کو زمین میں غرق کر دے یا ان پر

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ

ایسے موقع سے عذاب آ پڑے جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے پکڑ لے سو یہ لوگ خدا کو ہرا نہیں سکتے

أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

یا ان کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑلے سو تمہارا رب شفیق مہربان بڑا ہے

تفسیر:- أَفَأَمِنَ الَّذِيْنَ سے لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تک۔ جو لوگ (دین حق کے باطل کرنے کو) بری بری تدبیریں کرتے ہیں (کہ کہیں اس میں شبہات و اعتراض نکالتے ہیں اور حق کا انکار کرتے ہیں کہ ضلال ہے کہیں دوسروں کو روکتے ہیں کہ اضلال ہے) کیا ایسے لوگ (یہ کارروائیاں کفر کی کرکے) پھر بھی اس بات سے بے فکر (بیٹھے ہوئے) ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو (ان کے کفر کے وبال میں) زمین میں غرق کردے یا ان پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو (جیسے جنگ بدر میں ایسے بے سروسامان مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کو سزا ملی کہ کبھی ان کو اس کا احتمال عقلی بھی نہ ہوتا کہ یہ ہم پر غالب آسکیں گے) یا ان کو چلتے پھرتے (کسی آفت میں) پکڑلے (جیسے کوئی مرض ہی دفعۃً آ گھیرا ہو) سو (اگر ان امور میں سے کوئی امر ہو جاوے تو) یہ لوگ خدا کو ہرا (بھی) نہیں سکتے یا ان کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑلے (جیسے قحط و وبا پڑے اور تدریجاً خاتمہ ہو جاوے یعنی خدا کو سب قدرت ہے مگر مہلت جو دے رکھی ہے) سو (اس کی وجہ یہ ہے کہ) تمہارا رب شفیق مہربان بڑا ہے (اس لئے مہلت دی ہے کہ اب بھی سمجھ جاؤ اور فلاح و نجات کا طریق اختیار کرلو) ف آفت کے اقسام مختلف ہیں اول بواسطہ انسان کے دوسرے غیبی طور پر جو اچانک ہو۔ تیسرے غیبی اور معمولی طور پر جو خاص شخص کی حالت کے اعتبار سے ہو چوتھے غیبی معمولی طور پر جو عام حالت کے اعتبار سے ہو یخسف اللہ میں قسم دوم اور یاتیہم العذاب میں قسم اول اور یاخذہم فی تقلبہم میں قسم سوم اور یاخذہم علی تخوف میں قسم چہارم کی طرف اشارہ ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ ربط اوپر شروع سورت سے دور تک توحید کا مضمون تھا آگے پھر عود ہے اسی کی طرف۔

۴۸ أَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ

کیا لوگوں نے اللہ کی ان پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا جن کے سائے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو اس طور پر جھکے

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

جاتے ہیں کہ خدا کے تابع ہیں اور وہ چیزیں بھی عاجز ہیں اور اللہ ہی کی مطیع ہیں جتنی چیزیں چلنے والی آسمانوں میں اور زمین میں

مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ

موجود ہیں اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادست ہے اور ان کو جو کچھ حکم کیا

يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ ۩ سجدہ [illegible]

جاتا ہے وہ اس کو کرتے ہیں۔

تفسیر:- أَوَلَمْ يَرَوْا سے يُؤْمَرُوْنَ تک۔ کیا (ان) لوگوں نے اللہ کی ان پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا (اور دیکھ کر توحید پر استدلال نہیں کیا) جن کے سائے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو اس طور پر جھکتے جاتے ہیں کہ (بالکل) خدا کے (حکم کے) تابع ہیں (یعنی سایہ کے اسباب کہ آفتاب کا نورانی ہونا اور سایہ دار جسم کا کثیف ہونا ہے اور حرکت سایہ کا سبب کہ آفتاب کی حرکت ہے پھر سایہ کے خواص یہ سب بحکم الٰہی ہے) اور وہ (سایہ دار) چیزیں بھی (اللہ کے روبرو) عاجز (اور تابع حکم) ہیں اور (جس طرح یہ اشیاء مذکورہ جن میں حرکت ارادیہ نہیں جیسا کہ تفیئو کی اسناد ظلال کی طرف اس کا قرینہ ہے کیونکہ متحرک بالارادہ میں سایہ کی حرکت خود اس متحرک بالارادہ کی حرکت سے ہوتی ہے حکم خدا کے تابع ہیں اسی طرح

اللہ ہی کے مطیع (حکم) ہیں جتنی چیزیں (بالارادہ) چلنے والی آسمانوں میں (جیسے فرشتے) اور زمین میں (جیسے حیوانات) موجود ہیں
اور (بالخصوص) فرشتے (بھی) اور وہ (فرشتے باوجود علو مکان و رفعت شان کے اطاعت خداوندی سے) تکبر نہیں کرتے (اور
اسی علۃ بالخصوص ان کا ذکر کیا گیا باوجودیکہ ما فی السموات میں داخل تھے) وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادست ہے
اور ان کو جو کچھ (خدا کی طرف سے) حکم کیا جاتا ہے وہ اس کو کرتے ہیں (ربط اوپر توحید کا اثبات تھا آگے اشراک کا ابطال ہے)

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دو معبود مت بناؤ بس ایک معبود ہی ہے تو تم لوگ خاص مجھ ہی سے ڈرا کرو

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا

اور اسی کی ہیں سب چیزیں جو کچھ کہ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور لازمی طور پر اطاعت بجا لانا اسی کا حق ہے تو کیا پھر بھی اللہ کے سوا اوروں سے

بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــــَٔرُوْنَ ۝ۚ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ

اور تمہارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو پھر جب تم سے اس

الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ

تکلیف کو ہٹا دیتا ہے تو تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری

۶۳۵ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْــَٔـلُنَّ

کرتے ہیں خیر چند روز عیش اڑا لو اب جلدی تم کو خبر ہوئی جاتی ہے اور یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے انکا حصہ لگاتے ہیں جن کے متعلق

عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝

کچھ علم نہیں۔ قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افترا پردازیوں کی ضرور بازپرس ہوگی اور اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں سبحان اللہ اور اپنے لئے چاہتی چیز

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ۚ يَتَوَارٰى مِنَ

اور جب ان میں کسی کو بیٹی کی خبر دی جاوے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے جس چیز کی اس کو خبر دی گئی

الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ

ہے اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے آیا اس کو ذلت پر لئے رہے یا اس کو مٹی میں گاڑ دے خوب سن لو ان کی یہ تجویز

اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ

بہت ہی بری ہے جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کی بری حالت ہے

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور اللہ تعالیٰ کے لئے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات ثابت ہیں اور وہ بڑے زبردست ہیں بڑے حکمت والے

تفسیر :- وقال اللہ سے ھو العزیز الحکیم تک ۔ اور اللہ تعالیٰ نے (تمام مکلفین کو بواسطہ رسل کے) فرمایا ہے کہ دو (یا
زیادہ) معبود مت بناؤ پس ایک معبود وہی ہے (اور جب یہ بات ہے) تو تم لوگ خاص مجھ ہی سے ڈرا کرو (کیونکہ جب الوہیت
میرے ساتھ خاص ہے تو جو اس کے لوازم ہیں کمال قدرت وغیرہ وہ بھی میرے ہی ساتھ خاص ہوں گے تو انتقام وغیرہ کا خوف
مجھ ہی سے چاہیئے اور شرک انتقام کو مستدعی ہے پس شرک نہ کرنا چاہیئے) اور اسی کی (ملک) ہیں سب چیزیں جو کچھ آسمانوں
میں اور زمین میں ہیں اور لازمی طور پر اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے (یعنی وہی اس امر کا مستحق ہے کہ سب اس کی اطاعت
بجالادیں جب یہ بات ثابت ہے) تو کیا پھر بھی اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو (اور اُن سے ڈر کر اُن کو پوجتے ہو)
اور (جیسا ڈرنے کے قابل سوا خدا کے کوئی نہیں ایسا ہی نعمت دینے والا اور امید کے قابل بھی بجز خدا کے کوئی نہیں
چنانچہ) تمہارے پاس جو کچھ (کسی قسم کی) بھی نعمت ہے وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تم کو (ذرا) تکلیف
پہنچتی ہے تو (اس کے رفع ہونے کے لئے) اسی (اللہ) سے فریاد کرتے ہو (اور کوئی بت وغیرہ اس وقت یاد نہیں آتا
جس سے توحید کا حق ہونا اُس وقت تمہارے اقرار حال سے بھی معلوم ہو جاتا ہے لیکن) پھر جب (اللہ تعالیٰ) تم سے
اس تکلیف کو ہٹا دیتا ہے تو تم میں کی ایک جماعت (اور وہی بڑی جماعت ہے) اپنے رب کے ساتھ (بدستور سابق) شرک
کرنے لگتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ہماری دی ہوئی نعمت کی (کہ وہ تکلیف کا رفع کرنا ہے) ناشکری کرتے ہیں (جو کہ عقلاً بھی
قبیح ہے) خیر چند روزہ عیش اڑا لو (دیکھو) اب جلدی (مرتے ہی) تم کو خبر ہوئی جاتی ہے (اور ایک جماعت اس لئے کہا گیا
کہ بعضے اس حالت کو یاد رکھ کر توحید و ایمان پر قائم ہو جاتے ہیں کقولہ تعالے فلما نجاھم الی البر فمنھم مقتصد) اور (منجملہ
ان کے شرک کے ایک یہ ہے کہ) یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ان (معبودوں) کا حصہ لگاتے ہیں جن کے
(معبود ہونے کے) متعلق ان کو کچھ علم (اور ان کے معبود ہونے کی کوئی دلیل و سند) نہیں (جیسا اس کی تفصیل پارہ ہشتم
کے رکوع سوم آیت وجعلوا للہ الخ میں گذری ہے) قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افترا پردازیوں کی (قیامت میں) ضرور
۶۲۶ باز پرس ہوگی (ایک اور شرک ان کا یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں سبحان اللہ (کیسی مہمل بات ہے)
اور (اس پر طرہ کہ) اپنے لئے چاہتی چیز (یعنی بیٹے پسند کرتے ہیں) اور جب ان میں کسی کو بیٹی (پیدا ہونے) کی خبر دیجاوے
(جس کو اللہ کے لئے تجویز کرتے ہیں) تو (اس قدر ناراض ہو کہ) سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی
دل میں گھٹتا رہے (اور) جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہے (یعنی تولد دختر) اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے اور
دل میں اتار چڑھاؤ کرے کہ) آیا اس (مولود جدید) کو ذلت (کی حالت) پر لئے رہے یا اس کو (زندہ یا مار کر) مٹی میں گاڑ دے
خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بُری ہے (کہ اول تو خدا کے لئے اولاد ثابت کرنا ہی کس قدر بُری بات ہے پھر اولاد بھی
وہ جس کو خود اس قدر ذلیل (موجب عار سمجھیں پس) جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کی بُری حالت ہے (دنیا میں بھی کہ ایسے
جہل میں مبتلا ہیں اور آخرت میں بھی کہ مبتلائے عقوبت و ذلت ہوں گے) اور اللہ تعالیٰ کے لئے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات
ثابت ہیں (نہ وہ جو کہ یہ مشرکین بکتے ہیں) اور وہ بڑے زبردست ہیں (اگر ان کو دنیا میں شرک کی سزا دینا چاہیں تو کچھ مشکل نہیں
لیکن ساتھ ہی) بڑے حکمت والے (بھی) ہیں (بمقتضائے حکمت بعد موت تک سزا کو موخر فرما دیا ہے) ف روح المعانی
میں ہے کہ خزاعہ ملائکہ کو بیٹیاں خدا کی کہتے تھے اور جیسے نبوت کا اعتقاد مہمل تھا ایسی ہی ان کی تانیث کا بھی واللہ اعلم ۔
ربط اوپر شرک کا رد مذکور تھا اور اگلی آیت کے بعد ویجعلون للہ الخ میں پھر اسی کے متعلق مضمون ہے اور درمیان میں یعنی
اگلی آیت ولو یواخذ الخ میں شرک کا بوجہ غایت قبح کے مقتضی تعجیل سزا کا ہونا لیکن بمقتضائے حکمت اس سزا کا موجل ہونا اور اس
اجل پر لابد اس کا وقوع ہو جانا مذکور ہے جس کی طرف آیت بالا کے اخیر یعنی وھو العزیز الحکیم میں اشارہ ہو بھی چکا ہے ۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے ظلم کے سبب دارو گیر فرماتے تو سطح زمین پر کوئی حرکت کرنے والا نہ چھوڑتے لیکن ایک میعاد

أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝

معین تک مہلت دے رہے ہیں پھر جب ان کا وقت معین آپہنچے گا اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

تفسیر:- وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ سے لَا يَسْتَقْدِمُونَ تک۔ اور اگر اللہ تعالیٰ (ظالم) لوگوں پر ان کے ظلم (یعنی شرک وکفر) کے سبب (فی الفور دنیا میں پوری) دارو گیر فرماتے تو سطح زمین پر کوئی (حس و) حرکت کرنے والا نہ چھوڑتے (بلکہ سب کو ہلاک کر دیتے) لیکن (فی الفور دارو گیر نہیں فرماتے بلکہ) ایک میعاد معین تک مہلت دے رہے ہیں (تاکہ اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو گنجائش ہو) پھر جب ان کا (وہ) وقت معین (نزدیک) آپہنچے گا اس وقت ایک ساعت نہ (اس سے) پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے (بلکہ فوراً سزا ہو جاوے گی) ف تقریر تلازمت شرط وجزا میں احقر کے نزدیک یہ ہے کہ ظالم تو اپنے ظلم کی وجہ سے ہلاک ہوتے اور غیر ظالم اس لئے کہ حکمت خداوندی باعتبار اکثر اوقات کے اس عالم میں مجموعہ کے آباد کرنے کو مقتضی ہے ورنہ نیکوں کی آبادی زمین پر بغیر ظالموں کے مثل آبادی ملائکہ کے آسمان پر ہوتی پھر آبادی زمین کو جدا کیوں کیا جاتا اور اس مضمون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے لو لم تذنبوا لذهب الله بكم الخ یعنی لو لم يكن فيكم مذنبون۔ اس لئے نیک بھی نہ رہتے اور چونکہ حیوانات انسان ہی کے منافع کے لئے مخلوق ہوتے ہیں یہ نہ ہوتے تو وہ بھی نہ ہوتے وہذا من المواہب ولله الحمد اور اکثر اوقات کی قید اس لئے لگائی کہ بعض اوقات میں دنیا میں صرف غیر ظالم ہی رہیں گے جیسے زمان عیسیٰ علیہ السلام میں ربط پھر عود ہے ذم شرک واہل شرک کی طرف جس سے زیادہ مقصود باوجود شرک مذموم کے ان کے دعوے نجات کرنے پر مذمت کرنا ہے۔

۶۴۷ وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ۖ

اور اللہ تعالیٰ کے لئے وہ امور تجویز کرتے ہیں جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ ان

لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ۝

کیلئے ہر طرح کی بھلائی ہے لازمی بات ہے کہ انکے لئے دوزخ ہے اور بیشک وہ لوگ سب سے پہلے بھیجے جاویں گے

تفسیر:- وَيَجْعَلُونَ سے مُّفْرَطُونَ تک۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے وہ امور تجویز کرتے ہیں جن کو خود (اپنے لئے) ناپسند کرتے ہیں (جیسا اوپر آیا ہے ويجعلون لله البنات) اور (پھر اس پر) اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ انکے (یعنی ہمارے) لئے (بر تقدیر وقوع قیامت) ہر طرح کی بھلائی ہے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بھلائی کہاں سے آئی تھی بلکہ) لازمی بات ہے کہ ان کے لئے (قیامت کے دن) دوزخ ہے اور بیشک وہ لوگ (دوزخ میں) سب سے پہلے بھیجے جاویں گے ربط اوپر کفار کی جہالات و کفریات کا مذکور تھا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے صدمہ پہنچتا تھا۔ آگے آپ کی تسلی جس کے ضمن میں اثبات رسالت وحقانیت قرآن بھی ہے فرماتے ہیں۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ

بخدا آپ سے پہلے جو امتیں ہو گذری ہیں ان کے پاس بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا سو ان کو بھی شیطان نے ان کے اعمال مستحسن کر

وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا

دکھلائے پس وہ آج ان کا رفیق تھا اور ان کے واسطے دردناک سزا ہے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس واسطے نازل کی ہے

لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

کہ جن امور میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ لوگوں پر اس کو ظاہر فرما دیں اور ایمان والوں کی ہدایت اور رحمت کی غرض سے

تفسیر۔ تاللہ سے یؤمنون تک۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کے کفر و جہالت پر کچھ غم نہ کیجئے کیونکہ یہ معاملہ آپ کے ہی زمانہ) سے پہلے جو امتیں ہو گذری ہیں ان کے پاس بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا (جیسا آپ کو ان کے پاس بھیجا ہے) سو (جس طرح یہ لوگ اپنی کفریات کو پسند کرتے ہیں اور اس پر قائم ہیں اسی طرح) ان کو بھی شیطان نے ان کے اعمال (کفریہ) مستحسن کر کے دکھلائے پس وہ (شیطان) آج (یعنی دنیا میں) ان کا رفیق تھا کہ ان کو بہکاتا سکھاتا تھا پس دنیا میں تو ان کو یہ خسارہ ہوا) اور (پھر قیامت میں) ان کے واسطے دردناک سزا (مقرر) ہے (غرض یہ لاحقین بھی ان سابقین کی طرح کفر کر رہے ہیں اور ان ہی کی طرح ان کو سزا بھی ہوگی آپ کیوں غم میں پڑے) اور ہم نے آپ پر یہ کتاب (جس کا نام قرآن ہے اس واسطے نازل نہیں کی کہ سب کا ہدایت پر لانا آپ کے ذمہ ہو تا کہ بعض کے ہدایت پر نہ آنے سے آپ مغموم ہوں بلکہ) صرف اس واسطے نازل کی ہے کہ جن امور (دین) میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں (مثل توحید و معاد و احکام حلال و حرام) آپ (عام) لوگوں پر اس کو ظاہر فرما دیں (یہ فائدہ تو قرآن کا عام ہے) اور ایمان والوں کی ہدایت (خاصہ) اور رحمت کی غرض سے (نازل فرمایا ہے سو یہ امور بفضلہ تعالیٰ حاصل ہیں) (ربط اوپر شروع سورت سے زیادہ مضمون توحید کا بہ پیرایہ انعامات چلا آتا ہے آگے پھر وہی مضمون ہے جو آیت یعرفون نعمت اللہ الخ تک چلا گیا ہے جس میں چند چیزوں سے بہ ترتیب استدلال و امتنان کیا گیا ہے پانی نباتات منافع مواشی منافع نحل احوال بشر یعنی ایجاد و تبقیہ القاء شخصی و نوعی اعطاء حواس و عقل اعطاء اسباب معیشت اور درمیان درمیان آیت فما الذین فضلوا اور آیت ضرب اللہ مثلاً عبداً و آیت و ضرب اللہ مثلاً رجلین میں شرک کا ابطال اور بعض آیات میں صرف اثبات صفات کمال علم و قدرت
سے توحید پر استدلال کیا گیا ہے اور ختم آیات پر مضمون تسلیہ کا فرمایا ہے اور شروع سورت سے ان آیات کے ختم تک کہ دو ۴۸۱
ثلث سورت کا ہے چونکہ اکثر ایسے امور مذکور ہیں جو دلائل قدرت ہونے کے علاوہ وجوہ نعمت بھی ہیں اس لئے اس سورت کا نام سورۂ نعم بھی ہے یعنی جمع نعمت۔

وَاللَّهُ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا اس میں ایسے لوگوں کے لئے بڑی

لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۝ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ

دلیل ہے جو سنتے ہیں اور تمہارے لئے مواشی میں غور درکار ہے ان کے پیٹ میں جو گوبر اور خون ہے اس کے درمیان میں سے

فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ۝ وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ

صاف اور گلے میں آسانی سے اترنے والا دودھ ہم تم کو پینے کو دیتے ہیں اور کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ

تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے کی چیزیں بناتے ہو بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو عقل رکھتے ہیں

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ۝

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں گھر بنالے اور درختوں میں اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں

[illegible]

کتاب الصلوٰۃ

[illegible]

کتاب الجنائز

[illegible]

قبر کے مسائل تمام و کمال
زیارت قبر کا طریقہ قبر کو
دینا [illegible]
کفیں قبر پر پھول ڈالنا

کتاب الصوم

[illegible]

کتاب الزکوٰۃ

[illegible]

کتاب الحج

[illegible]

باب النکاح

[illegible]

کتاب اللباس

[illegible]

کتاب الذبح

[illegible]

کتاب الحقوق

[illegible]

کتاب الطلاق

[illegible]

کتاب المیراث

[illegible]



پیشوا
ایک ماہوار مذہبی اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر:- سید عزیز حسن بقائی

بیویاں اور رانیاں
مسلمان شاہان ہند کی نامور تاریخی بیگمات اعزاز ابتک تاریخ ہند میں ثبت ہے اس کتاب میں ۴۲ شاہی بیگمات اور رانیوں کے حالات ہیں۔ دو فی اپنی جگہ مخصوص شہرت کی مالک ہیں قیمت

اسرار صنعت
حب الی پیشہ انسان ہیں کم مضطرب ہیں اور معاش کی کوئی راہ سمجھ میں نہ آوے تو آپ ایک پیسہ خرچ کر کے یہ کتاب منگائیں اس کتاب کے ذریعے آپ اگر روپیہ ہزاروں پیدا کر سکتے ہیں۔

جنت کی کنجی
حضرت مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب نے ان تمام احادیث کو سلیس و پاکیزہ ترجمہ کر کے ایک جگہ جمع کر دیا ہے جن کے اندر نبی کریمؐ نے امت کو جنت کی بشارت دی ہے۔ قیمت عمر

تذکرہ اولیائے ہند اردو
گورستان ہند میں سات سو اولیائے ہند ایسے ہیں جن کا حال اس کتاب میں موجود ہے حالات و کرامات کے ساتھ اقوال الاولیاء کا خزانہ بھی شامل ہے۔ قیمت رعایتی ۸

مظلوم کربلا
اس کتاب میں جمل کی لڑائی، صفین کی لڑائی، کربلا کی لڑائی، غرض وفات رسولؐ سے کربلا کی جنگ اور اس کے بعد تک سب تاریخی حالات نہایت معتبر تاریخوں سے جمع کر کے شائع کئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

تذکرۃ الواعظین
وعظ کی کتاب جس میں ۵۷ باب ہیں اور بہت سے وعظ ہیں۔ وعظ پیشہ مولویوں کے لئے بہت ہی کار آمد ہے۔ قیمت دو روپے

سومن انگلش ٹیچر
اگر آپ اس کتاب کا ایک سبق روزانہ صرف ایک گھنٹہ کی محنت سے پڑھیں تو بغیر استاد کی مدد کے ذراسی محنت میں آپ انگریزی کے پڑھنے کا کام بخوبی چلا سکیں گے۔ قیمت عہ

گھر کا مولوی
پانچ سو صفحہ کی وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید کی مرتبہ ہے اس میں ۲۸ وعظ ہیں جن میں تمام امراض روحانی حرص حسد حب دنیا تکبر چوری وغیرہ کے متعلق وعظ و نصائح ہیں۔ قیمت ۸

ڈاکو راہب
رہبانیت کے جامہ میں جس نے ڈاکوؤں کا نظارہ دیکھنا ہو تو مولانا شرر صاحب کی اس تصنیف کو دیکھئے، اس میں گرجاؤں کے پوشیدہ رازوں کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ر

چوب قلم قرآن مجید مترجم
آسان و بامحاورہ مترجم کے برابر قلم سے حروف علیحدہ علیحدہ ہیں۔ کاغذ کا ہے۔ ترجمہ حضرت علامہ اشرف علی محدث تھانوی کا ہے۔ شروع میں مقدمہ ہے جو پنج سورہ کے نام سے مشہور ہے۔ مجلد

بارہ سورہ مترجم
یہ پنجسورہ بہت ہی بہتر ہے۔ اس میں بارہ سورتیں اور بہت سی دعائیں ہیں۔ متن حنا شدہ اور حاشیہ پر ضروری فوائد ہیں۔
ہدیہ مجلد ۸ر محصول الگ

پنجسورہ خورد
اسی تقطیع کا یہ پنجسورہ بالکل ویسا ہی ہے جو پنجسورہ کلاں ہے، حرف تقطیع کا فرق ہے اور یہ کہ اس کا قلم ذرا خفی اور اس کا جلی ہے۔
ہدیہ مجلد ۴ر

معجزنما حمائل مصری
مولوی نور محمد صاحب کی مشہور حمائل ہے جو ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے۔ پتھر کے چھاپے کی اس سے بہتر حمائل نہیں چھپی قلم واضح خط پاکیزہ اور کاغذ عمدہ ہدیہ مجلد چرمی ۴ر

میلاد اکبر
اکبر میرٹھی کا مشہور و مقبول عام میلاد نامہ جو لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہو چکا ہے
قیمت چار آنے

میاں بیوی کے اسلامی حقوق
مسلمان میاں بیویوں کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اس کتاب میں اس کے قاعدے بتائے گئے ہیں اگر آپ ان طریقوں پر عمل کریں تو گھر جنت بن جائے

امت کی مائیں
علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے۔ اس کتاب میں ازواج کی کثرت کے مسئلہ کو حل کیا گیا اور حضور رسول کریمؐ اپنی ازواج مطہرات پر اعتراض کرتے ہیں ان کا منہ توڑ جواب ہے۔ قیمت

مقالات غوث پاک
یہ فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ہے غوث الاعظم کے معتقدین کیلئے نہیں بلکہ ہر مسلمان کیلئے سرمایۂ دینداری ہے اور ہر وہ شخص جو اپنے قلب کو مصفا کرنا چاہتا ہے وہ اس کتاب کو پڑھ کر اپنے میں فوری انقلاب دیکھ سکتا ہے۔ قیمت

دو ترجمہ والا قرآن
یہ قرآن مجید حال ہی میں تیار ہوا ہے جس کے متن کا قلم صاف اور لکھائی کے حروف علیحدہ علیحدہ ہیں شاہ رفیع الدین صاحب اور مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمے ہیں۔ حاشیہ پر مختصر تفسیر۔ ہدیہ مجلد عاہر

چوب قلم قرآن مجید
یہ قرآن مجید ضعیف العمر اور بچوں کے لئے خاص اہتمام سے تیار کرایا گیا ہے جس کے حروف علیحدہ علیحدہ اور خوب موٹے ہیں ۱۲-۱ انچ طویل اور ۹ انچ عریض ہے
ہدیہ مجلد ۸

قرآن مجید خورد نستعلیق
چھوٹی تقطیع کے قرآنوں میں یہ قرآن بھی بہتر چیز ہے۔ قلم روشن حروف علیحدہ علیحدہ سفید کاغذ عمدہ چھپائی بچوں کیلئے خاص چیز ہے۔ ہدیہ مجلد عہ
محصول ۱۰ر

علاج الامراض
حکیم شریف خاں دہلوی مرحوم کی بے نظیر کتاب جس میں سر سے پیر تک تمام امراض کا علاج لکھا ہے۔ شریف خانی خاندان کی مایہ ناز کتاب ہے۔ فارسی کی قیمت ۸ اور اردو کی ...

آسان مضمون نویسی
مدارس کے اساتذہ اور طلبا کیلئے اور ان لوگوں کے لئے جو اپنی تحریر میں زور پیدا کرنا چاہتے ہیں انکے لئے بہترین کتاب ہے اور اس قدر مفید کہ بغیر پڑھے کوئی کامیاب ہوسکے ناممکن ہے۔ قیمت

اسکول ماسٹر
جو انگریزی نہیں جانتے یا جو طلبا انگریزی نہیں بول سکتے یا جو لوگ انگریزی میں تجارتی خطوط لکھنے کے ضرورتمند ہیں ان کو یہ کتاب چند دنوں میں انگریزی سکھا دے گی۔ قیمت ہر حصہ ۱۲ر

غریبوں کا سستا علاج
اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے میں وہ نسخے ہیں تیار کئے ہیں جو غریبوں کو مفت حکیم کی طرح مفید ہوں خاص خدمت خلق رسول کریمؐ کا ارشاد ہے
قیمت ۲۲۸ صفحات قیمت عہ

مغل لائن لمیٹڈ
حج پلگرم سروس!

حکومت ہند سے مشاورت کے بعد حاجیوں کے آخری جہازوں کی روانگی کا معاملہ بھی قطعی طور پر طے ہوگیا اور مغل لائن حسب معمول تمام آسانیوں اور راحتوں کے ساتھ اپنے جہاز روانہ کر رہی ہے۔

جنگ کے غیر معمولی حالات کی وجہ سے جہازوں کے نام اور ان کی روانگی کی تاریخوں کا اعلان نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن حکومت ہند کے کمیونک مورخہ ۱۹۔ نومبر سنہ ء کے مطابق عازمان حج کو چاہیئے کہ وہ ۱۷۔ دسمبر سنہ ء تک بمبئی یا ۱۹۔ دسمبر سنہ ء تک کراچی ضرور پہنچ جائیں۔

شرح کرایہ حسب ذیل ہے

	بمبئی تا جدہ	کراچی تا جدہ		بمبئی تا جدہ	کراچی تا جدہ
درجہ اول مع واپسی وخوراک	مبلغ ۷۲۵	مبلغ ۷۰۰	ڈاک مع واپسی وخوراک	مبلغ ۱۹۵	مبلغ ۱۸۹

مزید تفصیلات حسب ذیل پتہ سے معلوم کیجیے

ٹرنر موریسن اینڈ کو لمیٹڈ - ۱۶ بینک اسٹریٹ بمبئی

سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا جھرمٹ، سات مست شباب لذیذ راتوں کی لذیذ داستانیں ان میں سب کچھ ہے جو تخیل کی لذت بن سکتا ہے، سہیلیوں کی پرلطف نوک جھونک مطالعہ لکھنؤ کی خاص زبان سے شب عروسی کی داستانیں۔ ازدواجی زندگی کے بہترین پوشیدہ راز، غرضکہ کتاب سہاگن کا سہاگ دنیا کے صنفیات میں اپنی طرز کی انوکھی کتاب ہے جسکو شادی کے جلسے میں سات دلہنوں نے بیان کیا۔ بڑی نایاب و پرکیف کتاب ہے لفوٹو ایک درجن فوٹو بلاک ہیں۔ قیمت عہ

عورت سے لطف

حاصل کرنے کیلئے وہ نسخہ جو مطالعہ میں رکھیئے وہ نایاب کتاب ہے جس میں سب ضروری ہے بیٹر آخر عمر تک کی تمام معلومات اور عورت کے جنسی مسائل ہیں یہ کتاب صدہا مغربی مشرقی اور غیر مطبوعہ کتابوں کا عطر ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں ڈھائی سو کے قریب فوٹو بلاک اور بہترین تصویریں ہیں تمام دنیا کی عورتوں کے لاجواب فوٹو ہیں، علاوہ ازیں تمام جسمانی حصوں کی مفید اور کارآمد تصاویر ہیں اردو میں آجتک ایسی مکمل کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو وہ تجارب ہو جائیں گے جو سالہا سال میں حاصل ہونا ممکن نہیں۔ قیمت تین روپیہ

برتھ کنٹرول

عورت کی شباب آفرین لذت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ اسکے حسن وجمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لیا جائے اولاد کی کثرت سے صرف عورت کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے، بلکہ غریب والدین کیلئے انکی پرورش سوہان روح ہوتی ہے اور انسان ازدواجی ذوق و لذت سے محروم ہو جاتا ہے۔ برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے لئے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی اور یقین ہے کہ اولاد کی پیدائش تمہارے اپنے اختیار میں ہو جائے گی۔ قیمت عہ

محبت کے خطوط

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس پر آپ اپنے عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور نہایت پاکیزہ خطوط کے ذریعہ اس کے دل پر اثر کرنا چاہتے ہیں، اور ایسے خطوط لکھنے کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جسکو دیکھکر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری نئی کتاب محبت کے پیغام پڑھیئے اس میں عاشق مزاج میاں بیوی کے وہ خطوط ہیں جن کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے اور تمام خطوط نہایت مہذب اور شائستہ ہیں متعدد حسین و جمیل فوٹو بلاک بھی ہیں۔ قیمت صرف ۸ آنے

بہشتی زیور

یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہے اس کے کل گیارہ حصے ہیں۔ ایک عام عورت کو ایک صحیح مسلمان عورت بنانے کیلئے دین، اخلاق، معاملات، فرائض، خانگی کاروبار، زنانہ امراض وغیرہ کے متعلق جتنا بھی علم ضروری ہے وہ سب کا سب ان گیارہ حصوں میں آگیا ہے۔ یہ کتاب مسلمان عورتوں کیلئے ایک مکمل اسلامی کتب خانہ کا علم رکھتی ہے۔ تمام جلدوں کی قیمت مجلد چرمی پشتہ عہ

غیبی نوشتے

علم نجوم، رمل، علم اعداد، پامسٹری، فال اور شگون، علم قیافہ، تعبیر نامہ خواب، فالنامہ کی انسائیکلوپیڈیا، کچھ فطرت انسانی ہے کہ وہ اپنے آئندہ حالات معلوم کرنے کیلئے بے چین رہتا ہے اور خواہ مخواہ نجم اور رمالوں کے پھندے میں پھنس کر جھوٹے سچے واقعات سے اپنا مستقبل خراب کرلیتا ہے۔ یہ کتاب منگانے کے بعد آپ اپنے مستقبل کو روشن کرسکتے ہیں اپنے خوابوں اور شگونوں کو حسب منشاء معلوم کرسکتے ہیں ضخامت ۸۰ صفحے قیمت عہ

ملنے کا پتہ :- مینجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

پیشوا دہلی

جو ہر مہینہ کی ابتدائی تاریخ کو اسلامی تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن ۳ ارزاں ایڈیشن عہ
ممالک غیر سے
جس میں بر ہما بھی شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

جلد ۱۷ | بابت ذیقعدہ ۱۳۵۹ھ مطابق دسمبر ۱۹۴۰ء | نمبر ۹

شذرات

(رئیس حسن)

رسول نمبر ۱۳۶۰ھ

۱۹۲۵ء میں پیشوا کا رسول نمبر فرزند رسول حضرت مولانا کشفی صاحب نظامی کی اعانت اور تشویق و ترغیب سے شائع ہوا تھا۔ الحمد للہ کہ آج ۱۹۴۰ء ختم ہو رہا ہے۔ کوئی سال فخر کائنات کی بارگاہ میں حقیر نذرانہ ناغہ نہیں ہوا۔ اور سیرت مبارک کا کوئی گوشہ ایسا نہیں رہا کہ اس پر سیر حاصل بحث نہ کی گئی ہو، غیر مسلم حضرات کے بہترین خیالات پیشوا کے صفحات پر نمایاں ہوتے اور یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اردو زبان میں سیرت پر بہترین قسم کا معیاری لٹریچر پیشوا اور صرف پیشوا کو پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے، اگرچہ دوسروں نے بھونڈی نقلیں اتاری ہیں ۱۶
لیکن اولیت اور جدت کا مجد و شرف صرف پیشوا ہی کو حاصل ہے۔ ذالک فضل اللہ۔

میرا یہ معمول ہے کہ ہر سال رمضان المبارک میں پیشوا کے رسول نمبر کے لئے ایک خاکہ مرتب کر لیتا ہوں اور رمضان کی مبارک راتوں میں اس کے لئے کام شروع کر دیتا ہوں، چنانچہ اس سال بھی میں نے اپنے سفر کے لئے راہ معین کر لی تھی۔

لیکن میرے محترم بھائی خطیب اعظم حضرت مولانا سید محمد جعفر میاں شاہ صاحب ندوی نے مجھے ایک اور راستہ دکھایا، جو میرے مقرر کردہ راستہ سے جدا ہے لیکن بہت ہی مفید ہے یعنی شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس سال سیرت کے اس اہم گوشہ پر روشنی ڈالی جائے، جس پر آج تک سیرت نگاروں نے توجہ نہیں کی۔

حضور سرور کائنات فخر موجوداتؐ کے بنائے ہوئے وہ قوانین جن پر غیر مسلموں کو اعتراض ہے، دلائل اور حقائق کی روشنی میں پیش کئے جائیں، اور ان اعتراضات کے مسکت جوابات دے کر فرض سے سبکدوشی حاصل کی جائے، جو عرصہ سے مسلمانوں پر واجب ہے، ممکن ہے اس سلسلہ بحث میں موجودہ تحاریک نازیت جمہوریت، کمیونزم، وغیرہ پر بھی صحیح اسلامی روشنی ڈالی جا سکے۔

میں نے بہت غور کیا، تو مجھے خطیب اعظم کا طریق کار اچھا، مفید اور ضروری معلوم ہوا، اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ

(۱) اس سال رسول نمبر میں صرف بلند پایہ نعتیں درج ہونگی۔

(۲) رسول نمبر کا حصہ نثر صرف خطیب اعظم حضرت علامہ سید جعفر میاں شاہ صاحب ندوی مرتب فرمائیں گے جس میں رسول اللہؐ کے پیش کئے ہوئے قوانین پر آریوں، عیسائیوں، یہودیوں اور ملحدوں کے اعتراضات کے مدلل جوابات ہوں گے"۔

شاہ صاحب نے سال گذشتہ کا رسول نمبر "رحمۃ للعالمین" کے عنوان سے مرتب کیا تھا، جس میں صوفیانہ اشارات نے جان ڈال دی تھی، اس لئے قارئین پیشوا کو خطیب اعظم کے طرز نگارش سے متعارف کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ حضور انور روحی فداہٗ کے بنائے ہوئے قوانین پر اعتراضات کے مفصل جوابات پہلی مرتبہ ملاحظہ فرمائیں، تو پھر آپ نہ صرف یہ کہ خود خریدار رہیں، بلکہ اپنے دوستوں کو بھی دین اور دنیا

[illegible] کمال ہاشمی پرنٹر و پبلشر نے [illegible] میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی سے [illegible]

کی اس سب سے بڑی سعادت میں شریک ہوجیے، اور کاغذ کی بڑھتی ہوئی گرانی میں رسول نمبر کو پہلے سے زیادہ ضخیم شائع کرنے کیلئے مطبوعات پیشوا کی خریداری میں پہلے سے زیادہ شرکت کیجئے۔ تاکہ ہم اطمینان سے دو سو صفحات کی ضخامت کیلئے کاغذ خرید سکیں۔

یہ فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ کتابوں، اور کلام اللہ کی فروخت سے جو روپیہ حاصل ہوگا اس کا کاغذ رسول نمبر کے لئے خریدا جائے گا، لہذا پیشوا کے دفتر سے خرید کتب میں ہم خرما و ہم ثواب ہے۔

حج افسر

افسوس ہے کہ حج ٹریفک کا تعلق حکومت ہند کے کسی مسلمان ممبر سے نہیں ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو آئے دن شکایات پیدا ہوتی ہیں۔ حالانکہ حج خالص اسلامی مسئلہ ہے۔ اور اس کا تعلق چونکہ صرف مسلمانوں سے ہے اس لئے حکومت کو حج ٹریفک کے لئے کسی مسلمان ممبر کا تقرر کرنا چاہیئے تھا لیکن حکومت نے مسلمانوں کی اس اہم ضرورت پر توجہ نہ کی اور مسلمان ممبروں میں سے حافظ عبد اللہ صاحب کو خدا نے یہ توفیق دی کہ انہوں نے اسمبلی کے اس اجلاس میں حج افسر تقرر کے لئے بل پیش کیا، اور حکومت نے فوراً منظور کر لیا جس کے لئے حکومت مسلمانوں کے دلی شکریہ کی مستحق ہے۔

ضرورت ہے کہ کوئی دین دار مسلمان آئی۔ سی۔ ایس۔ اس جگہ پر مقرر کیا جائے، جو اپنا پورا وقت دے اور پورے سال اس اہم پوزیشن پر رہ کر ریلوے اور جہاز راں کمپنیوں سے مسلمان زائرین کی شکایات کا ازالہ کرائے اور جہاز پر اور حج کیمپ پر جو شکایات بُرے برتاؤ اور بُری غذا کی ہوتی ہیں۔ ان کا ازالہ کرے۔

حکومت کا غلط استدلال

اسمبلی کے تازہ اجلاس میں حجاج کی مشکلات کو پیش نظر رکھ کر مسلمان ممبروں نے یہ بل پیش کیا ہے کہ جہاز میں حاجیوں کو زائد جگہ دی جائے تاکہ وہ اتنا طویل سفر کچھ راحت کے ساتھ طے کر سکیں۔

خوشی کی بات ہے کہ حکومت نے اس بل کا اصول تو تسلیم کر لیا ہے لیکن یہ پخ لگائی ہے کہ "کرایہ بڑھ جائے گا"

کیا کرایہ بڑھنے کا یہ اصول ریلوے ٹریفک میں بھی ہوتا جائیگا جہاں اب تیسرے درجہ کے مسافروں کو سہولت بہم پہنچانے کے لئے نئے نئے انتظامات شروع ہو گئے ہیں؟ پھر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ریلوے ٹریفک کے لئے جو اصول نہ ہو وہ حج ٹریفک کے لئے کیوں قانون بنے۔

مسلمان انجمنوں کا فرض ہے کہ وہ جلسے کر کے رائے عامہ کا اظہار کریں۔

حساب فہمی کا دعوے

چونکہ مسٹر ایچ۔ اے۔ احمد کریشیل جج کے دلیرانہ اور منصفانہ فیصلہ متعلقہ مسجد فتحپوری نے آزادی مساجد اور تحفظ اوقاف کی ایک نئی راہ کھول دی ہے۔ اس لئے دہلی کے مسلمانوں کا مطالبہ ہے کہ حساب فہمی اور منتظمہ کمیٹی کے توڑنے کی درخواست جامع مسجد کے لئے فوراً دیدی جائے۔ اس طرح امام جی کے "مشورہ" پر عمل بھی ہو جائے گا۔ اور ان کو اس درخواست کی مخالفت کرنے کی جرأت بھی نہ ہوگی"

نیز اکثر مسلمانوں کی یہ بھی خواہش ہے کہ "جدید منتظمہ کمیٹی" منتخب کی جائے اور فوراً جامع مسجد کا انتظام مسلمانوں کے منتخب کردہ نمایندے اپنے ہاتھ میں لے لیں۔

مجھے ان دونوں مطالبوں سے ہمدردی ہے اور میں ان کو حق بجانب سمجھتے ہوئے دہلی اور شہر کے صائب الرائے اور دیانت دار مسلمانوں سے مشورہ کر رہا ہوں۔

امید ہے کہ بہت جلد اصلاح کمیٹی جامع مسجد کوئی موثر قدم اٹھائے گی۔ اور اس فرسودہ کاشتہ کمیٹی اور اس کے خود ساختہ امام سے نجات حاصل کرنے کے لئے وقت کی ضرورت کے مطابق پر امن ذرائع اختیار کرے گی۔ حامیان اصلاح کو پوری طرح مطمئن رہنا چاہیئے۔

پھر وہی دھمکیاں

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

امام جی اپنی گمراہ کن پوسٹر بازی اور جھوٹی پمفلٹ بازی میں جس طرح ناکام رہے، اس کا اعتراف امام پارٹی کے ہر رکن کو ہے۔ پہلے بھی انہوں نے اور ان کے "بزرجمہر" صاحبزادے نے مجھے قاتلانہ حملوں اور سازشوں کے ذریعہ مرعوب کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب پھر وہی بازاری طریقے استعمال کرنے کی اطلاعیں مل رہی ہیں۔ بلکہ اب کے اس سے ایک قدم اور آگے بڑھانے کی سازش بیان کی جاتی ہے۔ یعنی اس مرتبہ امام جی کے ایک بیان کردہ عزیز جن کے خلاف بھوپال کے ایک رئیس زادے کی چوری کے الزام کی اطلاع ایک ذمہ دار پولیس افسر کو دی گئی تھی۔ (اس پر آئندہ بحث کی جائے گی کہ چوری شدہ مال کیونکر برآمد ہوا اور پھر اس نوجوان کا چالان پولیس نے کیوں نہیں کیا) اس سے کام لینے کا ارادہ ہے۔ اور اگر اس میں بھی [illegible] نہ ہو تو پھر اپنے دوست مجسٹریٹوں کو خلاف [illegible]

کام لیا جائے گا۔ چنانچہ یہ چیلنج مجھے اور میرے رفیق کار جناب مفتی شوکت علی صاحب فہمی مدیر دین و دنیا کو ایک مجسٹریٹ کے ذریعہ پہنچ گیا ہے۔ اور ہم دونوں نے اس چیلنج کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس کو قبول کر لیا ہے۔

نیز امام پارٹی کا یہ بھی بیان ہے کہ حریت اور دین و دنیا اور پیشوا کو بہت جلد امام جی اپنے سرکاری رسوخ سے بند کرا دیں گے یا ان دونوں اخبارات اور پیشوا کے خلاف حکومت امام جی کی ہمدردی میں کوئی سخت قدم اٹھائے گی۔

مجھے نہیں معلوم یہ اطلاعات کس حد تک صحیح ہیں۔ البتہ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ حریت اور پیشوا اور دین دنیا اور دوسرے اخبارات میں جو کچھ بھی پبلک مفاد اور جامع مسجد کے روپے کے تحفظ اور بہتر انتظامات کے لئے لکھا جا رہا ہے۔ وہ کسی طرح بھی حکومت کے خلاف نہیں ہے، اور نہ یہ اخبارات جرمنی سے شائع ہو رہے ہیں جہاں اگر کوئی قانون ہے تو صرف ہٹلر کی مرضی اور کوئی عدالت ہے تو "گسٹاپو"

دین دنیا، پیشوا، حریت دہلی سے شائع ہوتے ہیں جہاں ایک کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ ہے اور اس کے لئے کسی طرح یہ ممکن نہیں کہ برٹش انصاف کو امام جی کی خوشنودی کے لئے داغدار کرے اور پھر امام جی نہ وائسرائے ہیں نہ گورنر (حالانکہ ملک کے مفاد کے لئے ان پر بھی نکتہ چینی کی جاتی ہے)، امام جی اگر کچھ ہیں تو خواجہ تاش حکومت جن کے لئے برٹش انصاف کے روشن آئینہ کو نہیں توڑا جا سکتا۔ لہٰذا یہ تو قطعی ناممکن ہے کہ حکومت جامع مسجد کی اصلاح چاہنے والوں کے خلاف امام جی کی حمایت میں کوئی غیر آئینی قدم اٹھائے۔ البتہ امام جی یا ان کی پارٹی کا کوئی مجسٹریٹ ممبر سازش کر کے کوئی جھوٹا مقدمہ اپنی عدالت میں لائے، یا کسی غنڈے کی ہمت افزائی کی جائے تو اس کو پوری طرح اختیار ہے۔

تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

جس روز جامع مسجد کی اصلاح کے لئے قدم اٹھایا گیا تھا اس روز ان تمام خطرات کو سمجھ لیا گیا تھا، جو امام جی کے سرکاری رسوخ سے پولیس اور عدالتوں کے اثر سے ممکن ہو سکتے تھے۔ خداوند قدوس سے ان تمام مصائب آلام پر استقامت کی دعا کی تھی جو اس خوبصورت خانہ خدا کی چھنی ہوئی عزت کے واپس دلانے میں ہم پر نازل ہوں۔

حامیان اصلاح سے صرف یہ گذارش ہے کہ وہ ان ہوائیوں سے ہرگز پریشان نہ ہوں۔ یہ تو خبریں ہیں جو ممکن ہیں غلط ہوں لیکن اگر یہ جھوٹی خبریں حقائق بھی ہوں تو بھی ہرگز ہرگز گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ گرد و غبار کے یہ بادل جلد چھٹیں گے اور جامع مسجد کے انتظام میں انقلاب آ کر رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے ہر ظلم و جبر، سفاکی و بے رحمی کے لئے جو امام یا ان کی سرکار پرست یا ان کے غنڈے حمایتیوں کی جانب سے ہو اس پر صبر و استقلال، عزیمت و ثابت قدمی کی ضرورت ہے ؎

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

سندھیوں پر رحم کرو

سندھ میں مسلم لیگ اور مہا سبھا کی بدولت ایک عرصہ سے قتل و خون کا بازار گرم ہے۔ بدمعاش فرقہ پرستوں کی جوشیلی تقریروں سے متاثر ہو کر جذباتی سندھی ایسے شرمناک افعال کر گذرتے ہیں جو انسانیت کے لئے باعث صد ننگ و عار ہیں۔

مسلم لیگ کی وزارت قائم ہونے کے بعد دہشت انگیزی نے نیا جنم لیا۔ اور لیگی وزارت امن قائم کرنے میں قطعی ناکام رہی۔ مہا سبھائیوں نے سندھ کا بمبئی سے الحاق کرنے کے لئے ایجی ٹیشن شروع کیا تھی کہ میجک لینٹرن کے ذریعہ سندھ کے مسلمانوں کے فرضی مظالم دکھانے کے لئے ہندوستان کے ہر گوشہ کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات خراب کرنے کے لئے سندھ کے مہا سبھائیوں نے کوشش کی اور دہلی میں امام جی کے جگری دوست لالہ نرائن دت صاحب کی سرکردگی میں مسلمانوں کے خلاف جلسے ہوتے۔

اس مایوسی کے عالم میں حضرت علامہ ابوالکلام صاحب آزاد صدر انڈین نیشنل کانگریس شدید مصروفیت کے باوجود سندھ پہنچے اور خالص مسلم لیگی وزارت نے حضرت مولانا کے مشورہ سے سندھ کے مفاد کے لئے، سندھ میں امن قائم رکھنے کے لئے استعفیٰ دیا اور حضرت مولانا اپنی خداداد بصیرت سے ایسی طاقتور وزارت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے جس کو تمام سندھی ہندو مسلمانوں کا اعتماد حاصل ہے اور جس میں کانگریسی، مسلم لیگی، قوم پرور پارٹیوں کے نمائندے شامل ہیں۔ اس وزارت کے اعلان نے لیگی اور مہا سبھائی حلقوں میں صف ماتم بچھا دی۔ لہٰذا سب سے پہلے سندھ لیگ کے کرتا دھرتا حاجی سر عبداللہ ہارون نے اس سمجھوتہ کے خلاف اعلان کیا۔ اور اب مولانا ابوالکلام کی قائم کی ہوئی وزارت کے خلاف کام کرنے کے لئے مسٹر جناح کے سندھ جانے کا اعلان ہوا ہے اور اس کے بعد مسٹر موہنجی

اور برباد کر جائیں گے۔

لہذا ضرورت ہے کہ قانون کا احترام رکھنے اور ہندو مسلمانوں کے قتل کو رد کرنے کے لئے ان تمام فرقہ پرستوں کا داخلہ سندھ میں بند کیا جائے اور بندگان خدا کو مزید خوں ریزی سے بچانے کے لئے ایسی سخت تدابیر عمل میں لائی جائیں کہ لیگ اور مہاسبھا کے لیڈروں کے حوصلے پست ہو جائیں۔ اور اگر ضرورت ہو تو سندھی فرقہ پرستوں کو دو دو چار چار سال کے لئے سندھ سے جلا وطن کر دیا جائے۔ غرضیکہ خواہ کچھ ہی کرنا پڑے سندھ کے امن پسندوں کو قاتلوں اور ڈاکوؤں کے ظلم سے بچایا جائے اور سندھ سے لاقانونی کو ہر ممکن طریقہ سے ہمیشہ کیلئے ختم کر دینا چاہئے۔

سندھی ہندوؤں کا شوق غلامی

سندھ اور سرحد یہ دو صوبے مسلم اکثریت کے صوبے ہیں جن کیلئے اصلاحات کا مطالبہ کانگریس نے کیا اور مطالبہ کے ساتھ قربانی بھی پیش کی لیکن مہاسبھائی لیڈروں نے ان دونوں صوبوں کو اصلاحات سے محروم رکھنے کی انتہائی کوشش کی۔ اور مسلم لیگ کی مجرمانہ خاموشی کے بعد یہ دونوں صوبے گورنر کے صوبے بنے اور ان میں صوبہ سرحد میں کانگریسی حکومت مسلم لیگ کی مخالفت کے باوجود قائم ہوئی اور ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعظم نے سرزمین بے آئین کی حکومت سنبھال کر عدل و انصاف، امن اور آزادی کی دولت سے سرحدیوں کو مالامال کر دیا۔ لیکن بدقسمتی سے صوبہ سندھ میں کوئی مضبوط کانگریسی وزارت سندھ کے مہاسبھائیوں کی وجہ سے نہ بن سکی۔ خان بہادر اللہ بخش کی ترقی پسند وزارت کانگریس سے مل کر کانگریسی اصولوں پہ کام کرنا چاہتی تھی۔ لیکن کانگریس ہائی کمانڈ کی غلط کمانڈ اور مسلم لیگیوں اور مہاسبھائیوں کی رخنہ اندازی سے اللہ بخش منسٹری منزل گاہ ایجی ٹیشن کے نام پر فیل ہوئی اور مسلم لیگیوں کی وزارت مہاسبھائیوں سے سمجھوتہ کر کے قائم ہوئی اور سندھ میں اسلام "بول بالا" ہو گیا "اسلام خطرے سے نکل گیا" کانگریس کو "زبردست شکست" دیدی گئی۔ لیکن نتیجہ کے اعتبار سے مسلم لیگ کی وزارت اللہ بخش منسٹری سے زیادہ ناکام ثابت ہوئی۔ اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بے گناہ اور مظلوم ہندو اس وزارت کے ماتحت قتل ہوتے، جس کا ہر شریف اور امن پسند اور صحیح مسلمان کو افسوس ہے۔ لیکن مہاسبھائیوں نے اس فساد کو آڑ بنا کر سندھ میں اسی بے آئینی کا مطالبہ کیا اور اصلاحات واپس لینے کے لئے ایجی ٹیشن شروع کر دیا، جو اب سے پہلے وہاں مسلط تھی اور لطف یہ ہے کہ اس انتہائی فرقہ پرستانہ پروپگنڈے

کی تائید کانگریس کے نام نہاد حامی اخبار تیج نے شروع کر دی ہے جس کی "گنگا جمنی" "کانگریسیت اور مہاسبھائیت اور "شتر مرغی" قوم پرستی بے نقاب کی جا چکی ہے۔

میں تیج کے ان مہاشے ڈائرکٹر اور ایڈیٹر سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی صوبے کی بدامنی اصلاحات کی واپسی کی دلیل ہو سکتی ہے تو سب سے پہلے یو۔پی اور بہار کے صوبوں کی اصلاحات کی واپسی کا مطالبہ مظلوم مسلمانوں کو کرنا چاہیئے تھا، جن کو اکثریت نے کچلا اور اکثریت کو طاقت اور اقتدار کی بدہضمی ہوئی۔ اور بے گناہ مسلمانوں کی نعشیں خاک و خون میں تڑپیں۔ اور اس وقت تیج جیسے کانگریسی مہاسبھائی سرمایہ پرست اخبار کے قلم پر فالج گر گیا تھا جو اس نے ظالم اور مفسدہ پرداز وں کی مذمت نہ کی۔ اور اب قوم پرور مسلمانوں سے سندھی ہندوؤں کی مظلومیت پر آنسو بہانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اور اس طرح سندھ کے صوبے کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کی تحریک کی جا رہی ہے۔

آل انڈیا ہندو پریس کانفرنس

۸۔ نومبر کو دہلی میں ہندو اخبار نویسوں نے ایک پریس کانفرنس سنسر کی سخت گیری پر طلب کی جس کی صدارت مسٹر سری نواس نے کی۔ اس کانفرنس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کے دعوت دینے والوں میں ایک بھی مسلمان نہ تھا اور مہمانوں میں بھی کسی مسلمان کو اس قابل نہیں سمجھا گیا تھا۔ گویا اس کانفرنس کے داعیوں کے نزدیک سنسر کی سخت گیری بھی کوئی اختلافی اور فرقہ وارانہ مسئلہ تھا جس سے مسلمانوں کو دور رکھنا ہندو قوم کے مذہبی، معاشرتی حقوق کے لئے ضروری تھا، یا پھر ان کنونیں کے مینڈکوں کے نزدیک ہندوستان میں مسلمان آبادی ہیں ہی نہیں، یا ان کو سنسر کی اس سخت گیری کے خلاف کوئی شکایت ہی نہیں ہے۔

بہر حال میں اس اندھے کی ریوڑیوں کی روایتی تقسیم اور اس مشترکہ کاز کے لئے کثر فرقہ پرستی کے مظاہرے کے باوجود بھی آل انڈیا ہندو پریس کے اجلاس کی تجاویز کی تائید کرتا ہوں۔

افسوس ہے کہ اس ذلیل فرقہ پرستی کا مظاہرہ ان لوگوں کی طرف سے ہوا (میسرز کوہلی۔ دیش بندھو۔ دیوی داس) جو گاندھی چھاپ لگا کر مسلمانوں کو فرقہ پرستی کے طعنے دیتے ہیں اور خود اوپر سے نیچے تک، اندر سے باہر تک اگر کچھ ہیں تو اول درجے کے فرقہ پرست اور پاکستانیوں سے زیادہ ہندوستان کی تقسیم کی دعوت دینے والے اور مسلم لیگ کو زندہ رکھنے میں مسٹر جناح سے زیادہ ساعی ہیں۔

اگرچہ خوشی کا مقام ہے کہ حکومت ہند نے اس پریس کانفرنس کے انعقاد کے دن کارکنوں کو ملاقات کا موقع دے کر اس سخت گیر قانون کو واپس لے لیا ہے جس کی وجہ سے "ہریجن"، جیسے اخبارات کو مہاتما گاندھی بند کرنے پر مجبور ہوئے اور اخبارات کے متعلق "مشیر کمیٹیاں" قائم کرنے کا اعلان کیا ہے، لیکن مجھے خوف ہے کہ ان کمیٹیوں میں مسلمان اخبارات کی نمائندگی نہ ہوگی، اس لئے میں حکومت ہند سے درخواست کروں گا کہ وہ انتخاب کے وقت مسلمان اخبارات کی نمائندگی کا انتظام کرے۔

کانگریس اور حکومت کی ٹکر

افسوس ہے کہ حکومت نے کانگریس کو مطمئن نہیں کیا اور وہی زنگ خوردہ آلات حرب استعمال کئے، جو اب سے چوتھائی صدی پہلے استعمال کئے جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کانگریس سول نافرمانی کے لئے مجبور ہوئی، جو کچھ عرصہ تک آنکھ مچولی کی حیثیت میں جاری رہی لیکن یو۔پی گورنمنٹ نے ایثار مجسم پنڈت جواہر لال نہرو کو گرفتار کیا اور عدالت نے چار سال قید سخت کی سزا دی۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ ملک میں پنڈت جی کی گرفتاری پر آگ لگ گئی اور وہ سول نافرمانی کی تحریک جس میں کوئی جان نہ تھی، زندہ ہوگئی، اور جس سول نافرمانی کا اپنے اور غیر دونوں مذاق اڑا رہے تھے، اور جو یقیناً اپنی موت آپ مرتی۔ حکومت کے اس غلط قدم سے زندہ ہی نہیں ہوئی بلکہ اس نے ہندوستان میں ایک زندگی پیدا کردی، اور ملک پروانہ وار اپنے دلیر اور محبوب رہنما کے نقش قدم پر چلنے کے لئے تیار ہوگیا جنی کہ گیارہ کروڑ رائے دہندگان کے نمائندے جو قانونی طور سے اپنے منتخب کرنے والوں کی طرف سے بولنے کا حق رکھتے ہیں۔ اور جن کو صوبوں اور مرکز کی اسمبلیوں میں رائے دہندگان نے ممبر منتخب کرکے بھیجا تھا، وہ اس تحریر کی اشاعت تک جیل خانہ میں پہنچ چکے ہونگے اس کے بعد آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ممبران کا نمبر ہوگا۔ اور اس کے بعد صوبوں اور ضلعوں کے ممبران جیل خانہ کے دروازہ پر دستک دیں گے، اور اس کے بعد تحریک کسی رہنما کی محتاج نہ ہوگی۔ اور غالباً عام سول نافرمانی کا دور شروع ہو جائیگا جو کسی طرح بھی حکومت کے لئے اور اس ملک کے لئے مفید نہ ہوگا اور اس کا لازمی اثر یہ ہوگا کہ جنگ کی طرف سے حکومت کی توجہ ہٹے گی، داخلی امن مفقود ہوگا۔ حکومت کے خلاف جذبہ ترقی پذیر ہوگا، اور جو روپیہ دشمن کے خلاف خرچ ہونا چاہئے تھا، وہ جیل خانوں کے کثیر اخراجات پر خرچ ہوگا، زائد پولس فوج رکھنے پر خرچ ہوگا۔ عدالتوں کے خرچوں پر خرچ ہوگا حکام کی توجہ قیام امن کے لئے جنگ کی طرف سے ہٹے گی اور اور کسے خبر ہے کہ نتیجہ کیا ہوگا۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ انگلستان میں انڈیا لیگ اور ہندوستانی کے ہمدرد ممبران پارلیمنٹ نے کانگریسی لیڈران کی سول نافرمانی کے نتائج پر غور کرکے ہندوستان کے حق میں پروپیگنڈا شروع کردیا ہے، اور وہ چاہتے ہیں کہ مسٹر چرچل وزیر اعظم ہندوستان کے مسئلہ پر اپنی توجہ مبذول فرمائیں۔ اور اس گتھی کو جتنا جلد ہو سکے سلجھائیں۔ انگلستان کے متعدد اخبارات بھی ہندوستان کے حق میں پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ مسٹر ایمرے وزیر ہند نے ہندوستانی مسئلہ کا ایک نیا حل پیش کیا ہے۔ جس کو اگر بنیاد بنا کر صلح کی کوشش کی جائے، تو سول نافرمانی کا طوفان رک سکتا ہے۔ اور ملک ایک بڑے فتنہ سے نجات پا سکتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ سلسلہ جنبانی کون کرے؟

اس مایوسی کے عالم میں امید کی نگاہیں ہز ایکسیلنسی لارڈ لنلتھگو پر اٹھ رہی ہیں، جو اپنے تدبر سے ہندوستان کے گم شدہ امن کو واپس لا سکتے ہیں، اور جن کے ذاتی تعلقات مہاتما گاندھی سے اتنے بڑھے ہوئے ہیں کہ اگر ہز ایکسیلنسی مہاتما جی کو وزیر ہند کی تقریر کو بنیاد بنا کر پھر ملاقات کا موقع دیں تو یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی حل نکل ہی آئے گا کیونکہ مہاتما جی اور کوئی محب وطن ہرگز نہ آقاؤں کی تبدیلی چاہتا ہے، اور نہ اس وقت حکومت کو پریشان کرنا مقصود ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہز ایکسیلنسی کو ہندوستان کے مطالبات سے ہمدردی ہو اور سمجھوتہ کی کوئی راہ نہ نکلے؟

بہرحال اس وقت ہندوستان کی آزادی چاہنے والے کانگریسی نہایت ضبط وامن کے ساتھ اپنے تئیں گرفتاری کیلئے پیش کررہے ہیں، اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ کل جو لوگ وزارتوں کی کرسیوں پر تھے، آج وہ ضمیر کی آواز اور ملک کے مفاد کے لئے جیل خانوں میں بند ہیں۔

لیکن کتنے تعجب اور تاسف کا مقام ہے کہ دوران مقدمہ میں اور اس کے بعد جو برتاؤ بعض صوبجاتی حکومتوں کا اپنے ان سابق وزراء، عمائدین ملک کے ساتھ ہے، وہ جرمن کے خون آشام سپاہیوں کے مقابلہ میں کچھ بہتر نہیں ہے، حالانکہ یہ محب وطن دشمن کے مقابلہ میں اچھے سلوک کے مستحق تھے انکی اہم پوزیشن ان کے پبلک رسوخ ان کے جذبۂ حب وطن کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے ساتھ

جیل میں اور جیل کے باہر جرمن اور اٹلی کے سپاہیوں سے بہتر سلوک کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ ان محبان وطن نے نہ بم باری کی ہے، نہ کسی پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ بلکہ اپنے راحت و آرام پر لات مار کر وطن عزیز کی آزادی کے لئے مصائب و آلام کو دعوت دی ہے۔ اور کل یہی لوگ وزارتوں کی کرسیوں پر ہوں گے، اور حکومت کی تمام مشنری ان کے اشارہ پر رقص کرے گی۔

یہ توقع بیجا ہوگی کہ ہز ایکسی لینسی لارڈ لنلتھگو کی گورنمنٹ ان مخلصانہ گذارشات پر غور کر کے ملک کی بے چینی کو رفع کرے گی۔

مسلم لیگ کے نئے ساتھی

یکم نومبر کو دہلی میں مسلم لیگی لیڈروں نے عربک کالج میں اپنے نئے ہندو ساتھیوں کے ساتھ تقریریں کیں، جن کے رہنما سوشلزم کے باغی کانگریس کے مرتد مسٹر ایم۔ این رائے تھے اور یہی مسٹر ایم۔ این رائے یو پی میں سرمایہ داروں اور لیگیوں کے ساتھ مل کر وزارت کرنے کی ناکام سعی میں مصروف ہیں۔

ایک وقت تھا کہ مسٹر ایم۔ این رائے کو ہندوستان سے جلا وطن ہونا پڑا اور گورنمنٹ ہندوستان میں ان کی موجودگی کو خطرناک سمجھتی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے کانگریس میں ایک انتہا پسند لیڈر کی حیثیت سے شرکت کی اور کانگریس کی صدارت کی امیدواری کے ناکام ہونے کی صورت میں انہوں نے سوشلزم کے ساتھ کانگریس سے بھی بغاوت کی، اور اب وہ سرمایہ داروں کے سب سے بڑے حامی ہو کر یو۔ پی میں وزارت کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

کانگریس کی طاقت یو۔ پی میں سوشلزم کے اس باغی سے نہیں ٹوٹ سکتی۔ البتہ اس دوڑ دھوپ میں مسلم لیگ کو چند ایسے نئے ساتھی مل گئے، جن کا کوئی اصول نہیں، اور جن کی حب الوطنی کا ملمع کانگریس کی نئی جد و جہد کے طفیل آسانی سے اتر گیا۔ کیا مسٹر ایم۔ این رائے بتائیں گے کہ سوشلزم میں لیگ کے سرمایہ دار لیڈروں اور اودھ کے تعلقہ داروں کے لئے کتنی جگہ ہے؟

عاشق اسلام کی نئی اسلامی خدمت

مسولینی نے اپنے لئے عاشق اسلام کا لقب تجویز کیا تھا اس نے اپنے عشق اسلام کا ثبوت دینے کے لئے جو مظالم مسلمانوں پر کئے ہیں، ان پر پیشوا کے صفحات میں متعدد مرتبہ روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اسلامی ممالک کو اس نے ہڑپ کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے، اس سے اخبار بین طبقہ ناواقف نہیں ہے۔

تازہ اطلاع یہ ہے کہ یہ خود کاشتہ اور خود ساختہ عاشق اسلام حرم کے نزدیک گولہ باری کرنے اور حرم پر اپنے شیطانی ہوائی جہازوں کو اڑانے کے بعد ارض مقدس کی بجائے کعبۃ اللہ کے علاوہ حبش میں حج کرانے کا انتظام کر دیا ہے۔

حج اسلام کا ایک اہم ترین رکن ہے اور اس رکن کی ادائیگی میں مشکلات پیدا کرنے کے لئے اسلامی تاریخ میں قرامطہ کے علاوہ دنیا کا کوئی جابر سے جابر اور سفاک سے سفاک حکمران مسولینی کا شریک کار نظر نہیں آتا۔ اگرچہ قرامطہ نے بھی ارض پاک کی مرکزیت کو نقصان پہنچا کر حج حجاز کے علاوہ زبردستی دوسرے مقام پر کرایا تھا لیکن مسولینی بھول گیا کہ قرامطہ کا انجام کیا ہوا تھا۔ اور جس قدرت نے قرامطہ کو برباد کرنے کیلئے ملک الناصر سلطان العادل غازی اعظم حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا کیا تھا، وہ قدرت ابھی بانجھ نہیں ہوئی ہے، اس کا غیبی ہاتھ اب بھی مسولینی اور اس کے پاجی ہٹلر ساتھی کو برباد کرنے کے لئے کسی دوسرے صلاح الدین کو پیدا کر سکتی ہے۔

مسلمانان ہند کو یہ سوچنا چاہیئے کہ اگر ڈکٹیٹروں کی طاقت نہ توڑی گئی اور ان کو ایسی ذلت انگیز شکست نہ دی گئی کہ وہ پھر کبھی نہ ابھر سکیں تو آج حج اپنی مرضی کے تابع کیا جا رہا ہے۔ کل روزے اور نماز کی باری ہوگی، اس لئے جمہوری حکومتوں کو بھرتی اور مالی امداد دے کر اتنا مضبوط کر دینا چاہیئے کہ وہ امن اور تہذیب کے ان ڈاکوؤں اور غارت گران ایمان کے ان ڈکٹیٹروں کو ہمیشہ کے لئے تہس نہس کر دیں۔

مرکزی اسمبلی کا اجلاس دہلی

ضمنی جنگی بجٹ پیش کرنے کے لئے دہلی میں اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں بائیکاٹ کے بعد پہلی مرتبہ ہندوستان کی سب سے زیادہ طاقتور اور اسمبلی کی سب سے بڑی اور آرگنائز کانگریس پارٹی نے شرکت کی، اور اس کے ممبران نے اپنے رائے دہندگان کا حق نمائندگی جرأت اور دلیری سے ادا کر دیا۔

ہندوستان میں اگرچہ جنگ نہیں ہے لیکن جنگ کی وجہ سے ۴ کروڑ روپے کے خسارہ کو پورا کرنے کے لئے ضمنی فائنس بل ممبران نے پیش کیا، جس کے ذریعہ ٹکٹ پر محصول بڑھایا جائے گا۔ لفافہ ایک آنہ کی بجائے پانچ پیسے کا ہوگا اور دوسرے ٹیکسوں میں اضافہ ہوگا، جس سے چھ کروڑ روپے کی آمدنی ہو سکے گی، اور بقایا رقم قرضہ

سے پوری کی جائے گی. گویا اضافہ ٹیکس کے باوجود چھ کروڑ روپے کا خسارہ ہی رہیگا۔

چونکہ بحری، ہوائی، بری فوج میں اضافہ ہوگا، اس لئے فوج کے اخراجات میں معتدبہ اضافہ ہوگا۔ اس اضافہ فوج کی حقیقت یہ ہے کہ چالیس کروڑ کے براعظم کی حفاظت کے لئے صرف پانچ لاکھ مزید فوج کا اضافہ کیا جارہا ہے، جو جدید سامان جنگ سے آراستہ ہوگی۔

اس جدید فوج کی تفصیل یہ ہے کہ بحری بیڑے میں سرنگیں بنانے والے، پہرہ دینے والے جہاز ہوں گے لیکن جنگی کروزر اور تباہ کن جہازوں اور آبدوزوں کا کہیں ذکر نہیں۔

اسی صورت میں ہوائی فوج کی رفتار میں ترقی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ یہ فوجی تیاری کافی ہی نہیں، بلکہ قطعاً ناکافی ہے، اور ناقابل اطمینان ہے۔ اگر ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ نے زبان و قلم پر قابو نہ پایا ہوتا تو اس بحیث پر نکتہ چینی صحیح معنوں میں کی جاسکتی تھی۔ لیکن شاید حکومت ہم مجبور ہندوستانیوں سے زیادہ جانتی ہے کہ جاپان، روس، جرمن، اٹلی کی بحری، فضائی اور بری طاقت کیلئے اور انہی طاقتوں سے ہندوستان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ ان طاقتوں کے علاوہ صرف غیرجانب دار ملکوں میں ٹرکی کی تیاریوں سے سبق لینے کی ضرورت تھی، جو دو کروڑ کی آبادی پر پچاس لاکھ جدید سامان سے مسلح فوج میدان میں لانے کا اعلان کر رہی ہے اور جس نے پوری آبادی کو جس میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں مسلح کرکے محوری طاقتوں کے چیلنج قبول کرلئے ہیں، اور محوری طاقتوں میں ہمت نہیں ہے کہ وہ ٹرکی کی طرف آنکھ اٹھاکر دیکھ سکیں۔ جنگ ہندوستان کے قریب آچکی ہے اور اگر آج ٹرکی شریک جنگ ہو جائے تو جنگ ہندوستان کے سر پر ہوگی لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان جنگ سے کتنے دنوں تک بچ سکے گا۔ اس صورت میں جس فوجی تیاری کا حکومت ہند نے انتظام کیا ہے، وہ قطعی ناکافی ہے اور کوئی محب وطن حکومت کو اس تیاری پر مبارک باد نہیں دے سکتا۔

پس ضرورت ہے کہ حکومت ہندوستان میں ہر قسم کی اسلحہ سازی کے کارخانے کھولے اور اس براعظم سے دس کروڑ فوج جدید اسلحہ سے آراستہ تیار کرے، تاکہ کسی موذی کو ایذا پہنچانے کی جرأت نہ ہو۔ ہندوستان بہادر قوموں کا مرکز ہے۔ اس کے فرزند اپنے وطن کی حفاظت کے لئے سر اور دھڑ کی بازی لگانے میں مشہور ہیں۔ اور یہ بھی مسلمہ ہے کہ کوئی ہندوستانی آقاؤں کی تبدیلی نہیں چاہتا۔ ہر ہندوستانی کی دلی تمنا ہے کہ ہندوستان آزاد ہو۔ لیکن اگر یہ آزادی اس کی قسمت میں سردست نہیں لکھی ہے تو ایک منٹ کے چالیسویں حصہ کے لئے بھی کسی غیر ملکی حملہ آور کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ گزشتہ سو سال میں انگریز کو ہندوستانیوں نے پہچان لیا ہے اور انہوں نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ انگریز سے حقوق حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے اس لئے کسی نئے حملہ آور سے ہمدردی کا کوئی ہندوستانی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں اب تک جو حاصل کیا ہے وہ بھی ختم۔

پس جب یہ صورت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان کی مدافعت کیلئے وسیع پیمانہ پر فوجی تیاریاں نہ کی جائیں۔ اور تمام سامان ہندوستان میں بنانے کا انتظام نہ کیا جائے۔ اس فوجی خرچ کے لئے کسی مزید ٹیکس کی ضرورت نہیں۔ سو روپے کے تنخواہ دار کو چھوڑ کر ایک ہزار روپے کے سرکاری ملازم کی تنخواہ میں ۲۵ فیصدی کی تخفیف کی جائے اور ایک ہزار سے زیادہ کے ملازمین شاہی کی تنخواہ میں ۳۳ فیصدی کی تخفیف کی جائے اور باہر سے آنے والے اسباب پر ۵۰ فیصدی ٹیکس لگا کر ہندوستانی صنعتوں کی ہمت افزائی کی جائے۔ اس طرح نئے ٹیکسوں کا بار بھی غریب ہندوستان پر نہیں پڑیگا اور جدید کارخانوں کے قیام سے بے روزگاری کا مسئلہ بھی بڑی حد تک حل ہوگا اور ہندوستان کی صنعتوں کو پھلنے پھولنے کا موقع ملیگا۔

بہرحال فائنانس بل پر بحث اسمبلی میں پیش ہوا اور دو ووٹوں کی کثرت سے نامنظور ہوا۔ پھر وائسرائے کی سفارش پر دوبارہ پیش ہوا۔ اور پھر نامنظور ہوا اور اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے اپنے خاص اختیارات سے اس کو پاس کر دیا۔ جو خلاف توقع نہیں ہے۔ اور یکم دسمبر سے ان جدید ٹیکسوں کا نفاذ ہوگیا، جس کو اسمبلی نے مسترد کر دیا تھا۔

اسمبلی کے اس اجلاس میں کانگریس پارٹی کی شرکت سے خاصی دلچسپی پیدا ہوگئی تھی اور کانگریسی ممبران نے، اپنے ۲۱ کروڑ رائے دہندوں کی رائے کا اظہار جس جرأت اور دلیری سے کیا ہے، اس کی نظیر اسمبلی کی دوسری پارٹیوں میں تلاش کرنی عبث ہے۔

رائے شماری کے وقت مسلم لیگ پارٹی بالکل غیر جانب دار رہی۔ اگرچہ آخر وقت تک اکثر کانگریسی ممبران لیگ نے مسٹر جناح سے ووٹنگ کی آزادی چاہی، لیکن پارٹی ڈسپلن کے ماتحت یہ گدایان ازلی اپنے سفید فام آقاؤں کو خوش نہ کرسکے۔ اور لیگ پارٹی آخر وقت تک غیر جانب دار رہی۔ لہٰذا بل کی نامنظوری میں اس سے بہت مدد ملی۔ لیکن لیگ کی یہ "شتر مرغی" پالیسی ہم خاک نشینوں کی سمجھ میں نہ آئی۔ یا تو کانگریس سے سمجھوتہ کرکے کانگریس کا ساتھ دینا چاہیئے تھا یا پھر علانیہ حکومت کا ساتھ دیکر اس کو ممنون بنانا تھا۔

اس سے بھی زیادہ دلچسپ پوزیشن کانگریس نیشنلسٹ پارٹی کی ہے جو ہے تو اول درجہ کے بہا بھائیوں کی پارٹی. لیکن اس قدر

ہوشیار ہے کہ دنیا کو فریب دینے کے لئے نام رکھا ہے "نیشنلسٹ" حالانکہ اس کو نیشنلزم سے دور کا بھی واسطہ نہیں اس پارٹی کے لیڈر مسٹر اینے ہیں، جو ہندو لیگ اور اینٹی پاکستان لیگ کے صدر ہیں اور اسمبلی کے باہر گورنمنٹ سے تعاون اور اسمبلی کے اندر عدم تعاون۔ اگرچہ اس دوغلی پالیسی میں لیگ اور ہندو مہاسبھا کا چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن مسٹر اینے کی پارٹی نے کانگریس کا ساتھ دیکر ملک کے کاز کو اپنایا۔

اسی طرح تمام نامزد مسلمان ممبران نے حکومت کا ساتھ دیا اور مسٹر جوشی نے کانگریس کا ساتھ دیکر کانگریس کی طاقت بڑھائی، اور کانگریس پارٹی کامیاب ہوئی۔

اس اجلاس کی یہ بھی ایک خصوصیت تھی کہ سر یامین، سر ضیاء الدین وغیرہ سرکار پرست ممبران نے حکومت پر سخت نکتہ چینی کی۔ خصوصاً سپلائی ڈیپارٹمنٹ میں نئی آسامیوں پر انگریزوں کے زائد تنخواہوں پر ملازم رکھنے پر شدید اعتراضات کئے۔ جن کا کوئی جواب سر محمد ظفر اللہ وزیر سپلائی نہ دے سکے۔

اس اجلاس کی تمام تقریریں پڑھنے کے بعد اندازہ یہ ہوا کہ وزرائے حکومت اور یورپین ممبران کانگریسی ممبران کی مدلل تقریروں کا کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔

سر ظفر اللہ نے اپنی تقریر کو مہاتما گاندھی اور کانگریسی لیڈران کی تقریروں اور بیانات سے مدلل کرنا چاہا۔ لیکن یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ ان لیڈروں کے ان بیانات کے بعد اکثر لیڈر لڑائی کو کامیابی سے روکنے کے جرم میں گرفتار ہو کر سزا پا گئے۔ یہی تقریریں اسمبلی میں حب الوطنی کا ثبوت ہیں لیکن عدالتوں میں قابل تعزیر۔

اس اجلاس میں مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی، عبد القیوم، آصف علی، جناح کی تقریریں بہت پرکشش اور پرجوش اور مدلل تھیں اور خصوصاً مسٹر جناح کی تقریر کا وہ حصہ بہت قابل تعریف تھا۔ جس میں انہوں نے مسٹر ڈیسائی کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا کہ "مطالبات تو میں اور آپ طے کریں گے"، لیکن اس کے ساتھ ہی "پاکستان پر جان دینے کا اعلان" بہت ہی دلچسپ اور جناح صاحب کے تدبر اور لیاقت کے شایان شان نہیں تھا۔

بہر حال اسمبلی کا اجلاس ختم ہو گیا۔ اور جس مقصد کیلئے حکومت نے طلب کیا تھا، اس میں ناکام رہی اور کانگریسی ممبران جس مقصد کیلئے اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہوتے تھے وہ پورا ہو گیا۔ اور افسوس ہے کہ ملک کا سب سے اہم مسئلہ ہندو مسلم اتحاد مسٹر جناح کی خواہش کے باوجود طے نہ ہو سکا۔

پتے بھیجئے

پیشوا کے بچے ہوئے پرچے نمونے کے طور پر مفت بھیجے ہیں اس لئے پڑھے لکھے مسلمانوں کے پتے منیجر پیشوا دہلی کے نام بھیج کر ثواب حاصل کیجئے۔

ایک روپیہ کی کتابیں مفت حاصل کیجئے

جو حضرات پیشوا کی توسیع اشاعت میں کوشش کرنا چاہتے ہیں، وہ ایک روپیہ کی کتابیں اس طرح مفت حاصل کر سکتے ہیں کہ ہر پانچ خریداروں کی نقد قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر ایک روپیہ کی کتابیں مطبوعات پیشوا میں سے مفت مل جائیں گی۔

اگر تھوڑی سی کوشش کی جائے تو ہر مہینہ بہت آسانی سے پندرہ بیس روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو سکتی ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ پیشوا کا تازہ پرچہ لے کر شہر کے لکھے پڑھے اور مذہبی ذوق رکھنے والے مسلمانوں کے پاس پہنچیں، اور رسالہ دکھا کر ان کو خریداری پر آمادہ کریں، یہ کچھ مشکل نہیں ہے، جب پانچ خریداروں سے قیمت وصول ہو جائے، منی آرڈر کے ذریعہ قیمت بھیج دیجئے، منی آرڈر وصول ہوتے ہی پرچے خریداروں کی خدمت میں ارسال ہوں گے۔ اور ایک روپے کی قیمت کی کتاب آپ کے نام بھیج دی جائے گی (محصول آپ کے ذمہ ہوگا)

اگر ایک گھنٹہ روزانہ پیشوا کی توسیع اشاعت کے لئے خرچ کیا جائے تو پندرہ بیس روپے ماہوار کی کتابیں آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اور اس طرح ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہو سکتے ہیں۔

پیشوا نہ پہنچنے کی شکایت

کرنے والے بغیر سوچے سمجھے یہ لکھ دیتے ہیں کہ "پیشوا کے کارکنوں نے اس مرتبہ کا پیشوا نہیں بھیجا۔ اگر دفتر سے پرچہ روانہ کیا جاتا تو یقینی طور سے پہنچ جاتا۔"

ایسے ناواقف بھائیوں کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ پیشوا کے دفتر میں دو مرتبہ پتے کی چٹوں کی صحت کرا کر میں اپنی نگرانی میں پوری احتیاط اور پابندی کے ساتھ پیشوا ہر قمری مہینے کی گیارہ تاریخ تک روانہ کراتا ہوں، پھر بھی اگر پرچہ نہ پہنچے تو سمجھ لیجئے کہ ڈاک خانہ کے ڈاکوؤں نے ڈاکہ ڈالا ہے۔ اس لئے دیر سویر کا خیال کر کے ۱۵ تاریخ کو اپنا نمبر خریداری لکھ کر دوبارہ پرچہ مفت منگوا لیجئے۔ بیس تاریخ کے بعد جو حضرات پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت لکھیں گے، ان کو قیمتاً پرچہ ملے گا۔

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

بیٹوں اور بیٹیوں کے حصوں کا بیان

يوصيكم الله في اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين فان كن نساء فوق اثنتين فلهن ثلثا ما ترك وان كانت واحدة فلها النصف

تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں اللہ وصیت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے تو اگر عورتیں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کا حصہ ترکہ کی دو تہائی ہے۔ اور اگر ایک عورت ہو تو اس کا حصہ آدھا ہے۔

تفسیر: ترکہ اور فرائض کے متعلق پانچ آیتوں میں سے دو کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ باقی تین آیات میں حصص کی تعیین اور میراث کی مقدار کا بیان ہے۔ اس آیت میں اولاد کے حصوں کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! خداوند تعالیٰ تمہیں وصیت کرتا یعنی اولاد کی میراث کی بابت تم سے یہ عہد لیتا ہے کہ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ یعنی میت اگر اپنی اولاد کو اپنا وارث چھوڑے تو اس کی تین صورتیں ہوں گی۔ یا تو لڑکے ہی لڑکے ہوں گے۔ یا لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں گی۔ یا لڑکے اور لڑکیاں دونوں۔ پہلی صورت میں تمام لڑکوں کو برابر کا حصہ ملے گا یا صرف ایک ہی لڑکا ہوگا تو سارا مال کا وارث وہی ہوگا اور دوسری صورت میں اگر صرف ایک ہی لڑکی ہو تو آدھا مال اس کو ملے گا اور دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں گی تو دو تہائی مال ان کو ملے گا اور باقی مال کی تقسیم اور وارثوں پر ہوگی جن کا بیان آگے آئیگا اور تیسری صورت میں ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہوگا اور اسی قیاس پر زائد تعداد میں ترکہ کو تقسیم کیا جائے گا۔

اس آیت میں صرف لڑکیاں وارث چھوڑنے پر دو صورتوں کا بیان کیا گیا ہے یعنی صرف ایک لڑکی ہو تو اس کو آدھا مال ملیگا اور دو سے زیادہ ہوں تو ان کو دو تہائی مال ملے گا۔ ایک اور تیسری صورت یہ بھی ہے کہ صرف دو لڑکیاں ہوں۔ اس کا حکم آیت میں مذکور نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی نے اس کی بابت فرمایا ہے کہ صرف دو لڑکیاں ہونے پر بھی ان کو ایک کی طرح آدھا مال ملے گا یعنی آیت میں ایک اور دو بیٹیوں کا ایک ہی یعنی نصف حصہ ہے البتہ دو سے زیادہ لڑکیاں ہونے پر سب کو دو تہائی مال ملے گا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آیت میں دو بیٹیوں کا ایک حصہ بتایا گیا ہے۔ اور بعض صحابہ اور مفسرین کا خیال یہ ہے کہ دو بیٹیاں ہوں تو ان کو دو تہائی مال ملے گا جیسا کہ سورت کے آخر میں بہنوں کا حصہ دو تہائی بتایا گیا ہے۔

(۷۰)

ماں باپ کے حصوں کا بیان

ولابويه لكل واحد منهما السدس مما ترك ان كان له ولد فان لم يكن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث فان كان له اخوة فلامه السدس من بعد وصية يوصي بها او دين آباؤكم وابناؤكم لا تدرون ايهم اقرب لكم نفعا فريضة من الله ان الله كان عليما حكيما

میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے اگر اس میت کے اولاد ہو تو یہ چھٹا حصہ ہے اگر اس کے اولاد نہ ہو اور ماں اور باپ دونوں اس کے وارث ہوں تو ماں کا ایک تہائی حصہ ہے اور میت کے کئی بھائی بہنیں ہوں تو ماں کا ایک چھٹا حصہ ہے۔ یہ حصے میت کی وصیت کی تعمیل اور قرض ادا کرنے کے بعد دیئے جائیں گے تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ اور بیٹوں میں سے کون تمہیں زیادہ نفع پہنچائے گا۔ اللہ کی طرف سے حصے مقرر ہیں بیشک اللہ علیم و حکیم ہے۔

تفسیر: اس آیت میں ماں باپ کے حصوں کو بتایا گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ میت اگر اپنے ماں باپ کو اپنا وارث چھوڑے تو اس کی چند صورتیں ہوں گی۔ یا تو ماں باپ کے ساتھ اس کی اولاد بھی ہوگی یعنی ایک بیٹا ہو یا ایک بیٹی اس صورت میں ماں اور باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا یعنی ترکہ

کہ میت کے مال کا ایک تہائی لے گا اور بقیہ دو تہائی کی صورت مختلف ہوگی اور یا ماں باپ کی موجودگی میں میت کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ میت کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں اس کا کوئی بھائی بہن بھی نہ ہو۔ اس صورت میں ماں کو ایک تہائی مال ملے گا اور باپ کو دو تہائی اور اگر بھائی بہن میں سے کوئی ہوگا تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور بھائی بہن کو چھٹا اور باقی دو تہائی باپ کو۔ اس صورت میں بھائی بہن کے حصہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ جس کی تشریح کا یہاں موقع نہیں ہے۔

آیت کے جملہ من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام حصے وصیت اور قرض کو ادا کرنے کے بعد دیئے جائیں گے۔ علماء نے فیصلہ کیا ہے کہ وصیت سے مراد یہاں تہائی مال سے کم یا تہائی مال کی وصیت ہے اس لئے کہ اس سے زیادہ کی وصیت ناجائز اور ناقابل قبول ہے یعنی میت کے ترکہ میں سے اول وصیت کو ادا کیا جائے کہ وہ کار خیر ہے اور پھر قرض کو دیا جائے اور اس کے بعد جس قدر بچے اس کو حصہ داروں پر تقسیم کر دیا جائے۔

مذکورہ بالا جملے میں بیوی یا خاوند کا ذکر نہیں ہے کہ ان کے حصوں کا نکالنا بھی ہر حال میں مقدم و ضروری ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حصے صرف اس صورت میں ہوں گے جبکہ میت کی بیوی یا شوہر زندہ نہ ہو۔ اگر ان میں سے کوئی بھی زندہ ہوگا تو وصیت اور قرض کی طرح ان کا حصہ نکالنا بھی ضروری ہوگا جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

اور آیت کے جملے اباؤکم وابناؤکم لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعا کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حصوں کے تقرر اور تقسیم ترکہ کے کام کو تمہارے حوالہ نہیں کیا بلکہ اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس لئے کہ اس کام کی حکمت و مصلحت سے وہی اچھی طرح واقف ہے اگر یہ کام وہ تمہارے حوالہ کرتا تو تم اپنے محدود علم سے اس بات کو معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارے جو وارث ماں باپ اور بیٹے ہوں گے ان میں سے کون تمہارے لئے نافع ہوگا اور کون مضر اور اس ناواقفیت کی حالت میں تم خدا جانے ترکہ کو کس طرح تقسیم کرتے اور اس تقسیم سے تم کو نفع پہنچتا یا ضرر اس لئے اس کام کو خدا نے اپنے ذمہ لیا اور ہر ایک وارث کے حصے مقرر کر دیئے۔

زاہدی نے اس جملہ کے ایک اور معنی بیان کئے ہیں اور وہ یہ ہیں جاہل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگو! تم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ وراثت کے معاملہ میں ماں باپ اور بیٹوں میں سے کون تم کو نفع پہنچانے والا ہے اور کون ضرر یعنی تم کو اس کا علم نہیں ہے کہ ماں باپ اور بیٹوں وغیرہ میں سے پہلے کون مرے گا۔ ممکن ہے پہلے باپ مرے اور بیٹا اس کے مال کا وارث ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے بیٹا مرے اور باپ اس کے مال کا وارث ہو اور ان میں سے جو باقی رہے وہ میت کو نفع پہنچائے یا نہیں یعنی اس کی آخرت کو درست کرنے کے لئے اس کے نام سے خیرات و صدقات کرے یا نہیں۔ ان تمام باتوں کا علم اور ان میں سے ہر ایک کی موت کی مصلحت و حکمت خدا ہی جانتا ہے اور وہ اپنے علم سے جس بات کو مفید و نافع سمجھتا ہے اس کو عمل میں لاتا ہے اور جس کو مضر خیال کرتا ہے اس کو عمل میں نہیں لاتا اس لئے اس نے وارثوں کے حصے خود مقرر کئے ہیں۔ اس کام کو تمہارے حوالہ نہیں کیا ہے۔ اگر وہ تمہارے حوالہ کر دیتا تو بہت ممکن ہے ان میں سے کوئی دوسرے کی موت کا خواہاں ہوتا تاکہ اس کے مرنے پر اس کے مال کا وارث قرار پائے۔ موت و حیات کو اور وارثوں کے حصوں کو اس نے اسی مصلحت سے خود مقرر کیا ہے تاکہ اس قسم کی حرص و طمع انسانوں میں پیدا نہ ہو سکے۔ اور کوئی شخص یقین کے ساتھ یہ نہ کہہ سکے کہ میں ضرور فلاں شخص کے مال کا وارث بنوں گا اس لئے کہ موت پر کسی کا اختیار نہیں ہے۔ ممکن ہے ترکہ کا طامع اور حریص انسان خود ہی پہلے مر جائے اور جس کے ترکہ کی طمع رکھتا ہے وہ اس کا وارث بن جائے اور عرصہ دراز تک زندہ رہے۔

(باقی آئندہ)

ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی اخلاقی و معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

تمام لوگوں پر رحم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ جو چیز وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے دوسروں کے لئے بھی اسی کو پسند کرے۔ اور جس سے خود نفرت رکھتا ہے دوسروں کے لئے بھی اس کو قابلِ نفرت خیال کرے۔

حیوانات پر رحم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کھانے پینے کا پورا پورا خیال رکھے، اگر وہ زخمی ہو جائیں تو ان کا علاج کرے۔ طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لے، اور نہ قوت سے زیادہ بوجھ ان پر لادے۔

اے انسان! جب رحم تیری عادت میں شامل ہو جائے گا تو لوگ تجھ پر اسی طرح رحم کریں گے جس طرح تو ان پر کرتا ہے اور تیرے ساتھ اسی قسم کا سلوک و احسان کریں گے جس طرح تو ان کے ساتھ کرتا ہے۔ پھر رحمٰن و رحیم (یعنی خداوند تعالےٰ) بھی تجھ پر رحم کرے گا۔ اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تیری مدد کرے گا۔

اے انسان! اگر قساوۃ (سنگدلی) تیری خصلت ہوگی تو لوگ بھی تجھ سے سنگدلی کے ساتھ پیش آئیں گے، اور جب تو کسی مصیبت میں مبتلا ہوگا یا کوئی خطرہ تجھ کو گھیرے گا تو لوگ تجھ کو تیرے حال پر چھوڑ دیں گے، یعنی کوئی بھی تجھ سے ہمدردی نہ کرے گا اور تو تنہا مصائب و مشکلات کو برداشت کرتا رہے گا اور خداوند تعالےٰ بھی تجھ سے اچھا سلوک نہ کرے گا۔ بلکہ اپنی رحمت کو تجھ پر سے اٹھالے گا۔ اور تجھ کو ابتلا میں چھوڑ دے گا۔ تو دنیا میں تنگی اور عسرت میں مبتلا رہے گا۔ خداوند تعالیٰ کی نعمتیں اور عزت و عظمت تیرے قریب تک نہ آئیں گے۔ اور آخرت میں نہ تو خداوند تعالےٰ تیری طرف دیکھے گا اور نہ تجھ سے بات کرے گا اور جو کچھ تو نے دنیا میں کیا ہوگا، اس کا پورا پورا بدلہ عذاب کی صورت میں تجھ کو دیا جائے گا۔

اے انسان! تو انسانوں پر رحم کر، تاکہ تجھ پر بھی رحم کیا جائے۔ تو انسانوں کا ہمدرد اور غمگسار بن تاکہ انسان تیرے ہمدرد اور غمگسار رہیں۔ خلقِ الٰہی کو اختیار کرتا کہ تیرا مرتبہ بڑھے اور تو عظمت پائے۔ خداوند تعالےٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا۔

(۵۰)
خیرات و صدقات اور پسندیدہ گفتگو کا بیان

عن عدی بن حاتم رض قال: ذکر النبی ۴ النار فتعوذ منھا۔ و اشاح بوجھہ۔ ثمّ ذکر النار فتعوذ منھا فاشاح بوجھہ قال شعبہ۔ اما مرتین فلا اشک ثمّ قال اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فان لم یکن فبکلمۃ طیبۃ (رواہ البخاری و مسلم)

عدی بن حاتم کہتے ہیں حضور ؐ نے ایک روز دوزخ کا ذکر فرمایا اس سے پناہ مانگی اور منہ پھیر لیا شعبہ راوی کہتے ہیں۔ دو مرتبہ تو یقیناً حضور ؐ نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس کے بعد فرمایا۔ اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے سہی۔ اور کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ ہو تو پھر اچھی بات کہہ کر ہی۔

تشریح الفاظ۔ تعوذ۔ اعوذ باللہ کہنا جس کے معنی ہیں۔ میں خدا کی پناہ اور حفاظت چاہتا ہوں۔

اشاح وجہہ۔ منھ پھیرنا یعنی کسی چیز سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے منہ پھیر لینا۔

اتقاء۔ مضر چیزوں سے بچنا۔

شق۔ آدھے یا ایک حصہ کو کہتے ہیں۔

تشریح معانی۔ حضور ؐ نے دوزخ کا۔ دوزخ کے شعلوں کا اور دوزخ کے ہولناک ہونے کا ذکر فرمایا اور اس طرح فرمایا کہ گویا دوزخ آپ کے سامنے ہے۔ اور آپ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم اگر تم کو یقینی علم حاصل ہو جائے تو تم بھی دوزخ کو دیکھ لوگے، یعنی دوزخ پر تمہارا اعتقاد اور علم یقینی ہو تو ضرور تم کو دوزخ نظر آجائے گی۔ اور اس کے بعد حضور ؐ نے فرمایا: میں دوزخ سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے شرارہ ہول سے خدا کی حفاظت کا

مطلب یہ ہے کہ حضورؐ نے دوزخ کا اظہار کرتے ہوئے اپنا منہ دوسری جانب پھیر لیا گویا دوزخ کے شعلے حضورؐ کی طرف آرہے ہیں، اور آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔ اس کے بعد دوبارہ حضورؐ نے دوزخ کا ذکر کیا اور اسی طرح کیا، جس طرح پہلی مرتبہ کیا تھا۔ اس حدیث کے ایک راوی شعبہ رضؓ کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ تو خوب یاد ہے کہ حضورؐ نے دو مرتبہ دوزخ کا ذکر کیا، اس سے زیادہ ذکر کرنا مجھ کو یاد نہیں ممکن ہو دو سے زیادہ مرتبہ حضورؐ نے ذکر فرمایا ہو اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا "لوگو! دوزخ سے اپنے آپ کو بچاؤ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے کیوں نہ ہو۔"

دوزخ کی آگ کا عذاب نہایت دردناک عذاب ہے اور اس کے شعلے نہایت سخت اور دردناک ہیں، اور ہمارے حضورؐ اپنی امت پر شفیق و مہربان ہیں۔ امت کی سعادت و بھلائی پر حریص ہیں، اور امت کو ضرر سے محفوظ رکھنے کی سچی خواہش رکھتے ہیں۔ ایسی حالت میں تو ضرور ہے کہ آپ امت کو ان چیزوں سے آگاہ فرمائیں گے جو امت کو دوزخ کی آگ سے بچالے۔ پس جو شخص اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرے گا یعنی اس سے فقرا و مساکین و مقروض شخص اور محتاجین کی مدد کرے گا اور مصالح عامہ پر اس کو خرچ کرے گا تو وہ مال اس کے لئے ایک مضبوط دیوار بن جائے گا۔ اور مستحکم حجاب جو اس کو دوزخ کے شعلوں سے بچالیگا۔

خیرات و صدقات میں مال کی قلت و کثرت کا اتنا اعتبار نہیں، جتنا اخلاص اور عقیدہ کا اعتبار ہے۔ ایک غریب شخص تھوڑا سا مال جس سے زیادہ اس سے ممکن نہیں، خوشی اور قلبی رغبت سے خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ خدا کی نظر میں یہ قلیل مال بہت زیادہ قدر و قیمت رکھتا ہے، اس کے اس صدقہ کے مال کو خداوند تعالیٰ اسی طرح بڑھاتا ہے جس طرح نباتات کو بڑھاتا ہے یہاں تک کہ کھجور کا ایک ٹکڑا بلند پہاڑ بن جاتا ہے اور اس کا ثواب عظیم غریب صدقہ دینے والے کو ملتا ہے۔

مسلمانو! تھوڑے سے صدقہ کو حقیر نہ سمجھو اور صدقہ میں جرأت و صداقت سے کام لو اگرچہ کھجور کا ایک ہی ٹکڑا دو، بہت ممکن ہے تمہارا دیا ہوا کھجور کا ایک ٹکڑا یا روٹی کا ایک حصہ یا ایک پیسہ کسی کی ضرورت کو پورا کردے اور بہت ممکن ہے تمہارا حقیر صدقہ [illegible] کی جائے بچانے [illegible] سے مرتبہ حضورؐ کے عہد میں مالدار لوگوں نے غریب لوگوں کے حقیر صدقات کا مذاق اڑایا تھا، خداوند تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی اور مذاق اڑانے والوں کی مذمت کی۔

الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات والذین لا یجدون الا جهدهم فیسخرون منهم سخر الله منهم ولهم عذاب الیم

یہ منافقین بخوشی تمام صدقہ دینے والوں پر طعن کرتے ہیں اور جو اپنی محنت کے سوا زیادہ کا مقدور نہیں رکھتے اور پھر بھی صدقہ دیتے ہیں ان پر ہنستے ہیں۔ اللہ ان پر ہنستا ہے اور ان پر دردناک عذاب ہوگا۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز میرے پاس ایک عورت جس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں بھیک مانگنے آئی، اس وقت میرے پاس صرف ایک کھجور تھی، وہ میں نے اس کو دیدی، اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کرکے دونوں لڑکیوں کو دے دیئے، خود نہیں کھائی اور پھر چلی گئی تھوڑی دیر میں حضورؐ تشریف لائے، میں نے واقعہ بیان کیا حضورؐ نے فرمایا "ان لڑکیوں کے سبب جو شخص مصائب میں مبتلا ہوگا اس کے لئے یہ لڑکیاں دوزخ کی آگ کا پردہ ہوں گی۔"

غرض مال کا صدقہ نافع ہے، دوزخ کی آگ سے بچانے والا ہے، خواہ وہ زیادہ ہو یا کم، جب تک کہ انسان محنت سے مال کو حاصل کرکے خلوص سے صدقہ کرے گا، اگر کسی کے پاس اتنا بھی نہ ہو کہ وہ کسی کی اعانت کرسکے تو پھر زبان کو حرکت دے اور نیک مشورہ اور صحیح رہنمائی کا صدقہ دے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

قول معروف ومغفرة خیر من صدقة یتبعها اذی والله غنی حلیم

نرم بات کہنا اور درگزر کرنا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا دی جائے۔ اللہ بے نیاز بردبار ہے۔

انسان اگر سائل سے نرمی کے ساتھ انکار کردے یا وسعت نصیب ہونے پر دینے کا وعدہ کرلے تو یہ بھی گویا صدقہ ہی ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك ترجوها فقل لهم قولا میسورا

اگر تجھے انتظار رحمت پروردگار ہے جس کا تو متوقع ہے اور پھر ان سے روگردانی کرنا ہے تو بسہولت انہیں سمجھا دے۔

(باقی آئندہ)

سالکانِ طریقت

(مقالات حضرات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف تالیف ہدایت کیلئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۳۰)

مالک بن دینار کی توبہ کا واقعہ

مالک بن دینار ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو کس طرح ہدایت مرحمت فرمائی، اس کا واقعہ وہ خود اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں پولس کے محکمہ میں ملازم تھا، اور دن رات شراب پیا کرتا تھا، انہیں ایام میں میں نے ایک خوب صورت لونڈی خریدی، جس کا نام نفیسہ تھا۔ یہ لونڈی مجھ کو بہت محبوب تھی، اس کے بطن سے میرے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس لڑکی کے پیدا ہونے کے بعد لڑکی اور اس کی ماں سے میری محبت بہت بڑھ گئی۔ میں جب شراب پیتا لڑکی میرے پاس آتی مجھ سے چمٹ جاتی اور شراب میرے کپڑوں پر لنڈھا دیتی۔ تین سال کی عمر میں یہ لڑکی مرگئی، اور اس کی موت کا مجھے سخت صدمہ ہوا۔ لڑکی کی وفات کے بعد شعبان کی پندرہ تاریخ کو جمعہ کا دن تھا رات کو میں شراب کے نشہ میں مدہوش تھا عشا کی نماز ادا نہ کی تھی کہ میں نے مدہوشی کی حالت میں یہ محسوس کیا کہ قبرستان کی قبروں سے مردے نکل نکل کر میدان میں جمع ہورہے ہیں۔ تھوڑے عرصہ میں سارا میدان مخلوق سے بھر گیا۔ میں بھی ان میں شامل تھا، یکایک میں نے اپنی پشت کی جانب آہٹ سنی، مڑکر دیکھا تو ایک بہت بڑا سانپ کھڑا تھا، جس کی آنکھیں آگ کی طرح دہک رہی تھیں۔ سانپ میرے مڑتے ہی منہ کھول کر میری جانب بڑھا میں خوف زدہ اس کے سامنے سے نکل کر تیزی کے ساتھ بھاگا اور دور تک بھاگتا چلا گیا۔ اچانک بھاگتے ہوئے میری نظر ایک بزرگ پر پڑی، جو صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ان کے کپڑوں سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں، میں ٹھہر گیا اور ادب سے بزرگ کو سلام کیا۔ بزرگ نے میرے سلام کا جواب دیا اور مستفسرانہ نگاہ مجھ پر ڈالی، میں نے عرض کیا مجھ کو بچایئے، خدا کے لئے میری مدد کیجئے۔ بزرگ نے جواب میں فرمایا۔ میں ایک کمزور انسان ہوں اور یہ سانپ بڑا قوی اور زبردست ہے، میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا، تم فوراً یہاں سے بھاگو اور دوڑتے ہوئے آگے چلے جاؤ، ممکن ہے خداوند تعالیٰ تم کو اس سے بچانے کا آگے کوئی سبب پیدا کردے۔ یہ سنکر میں پھر دوڑنے لگا، اور سانپ بھی میرے پیچھے دوڑتا ہوا دور تک چلا گیا، یہاں تک کہ میں میدان حشر میں پہنچ گیا۔ یکایک میری نظر جہنم پر پڑی جس کا منظر بہت ہولناک تھا، اور جس سے آگ کے شعلے بلند ہورہے تھے۔ مجھ پر چونکہ سانپ کے تعاقب کا خوف غالب تھا، اس لئے میں دوزخ کے کنارے تک پہنچ گیا، اور قریب تھا کہ گھبراہٹ میں دوزخ کے اندر گر جاؤں کہ ایک بلند آواز سنائی دی جو مجھ کو دوزخ میں گرنے سے بچانے کے لئے مجھ کو یہ ہدایت کررہی تھی کہ فوراً واپس لوٹو۔ میں لوٹ پڑا اور پھر اس بزرگ کے پاس پہنچا جس نے مجھے آگے جانے کی ہدایت کی تھی، میں نے حاضر ہوکر عرض کیا "یا شیخ! میں نے آپ سے مدد طلب کی تھی اور سانپ سے بچانے کی استدعا کی تھی، آپ نے مجھ کو مدد نہیں دی۔ اس کا سبب کیا ہے"؟ بزرگ یہ سنکر رو پڑے اور کہا "میں ناتوان اور کمزور ہوں کسی کی مدد نہیں کرسکتا، اب تو ایک کام کر اس پہاڑ پر جو سامنے نظر آرہا ہے چڑھ جا۔ اس کے اوپر مسلمانوں کا سامان اور اعمال صالحہ ہیں، اگر وہاں تیرے اعمال صالحہ بھی ہوں گے تو وہ تیری مدد کریں گے اور تجھ کو خطرات سے بچالیں گے"۔ یہ سنکر میں نے پہاڑ پر نظر ڈالی، یہ ایک گول پہاڑ تھا، جس پر بہت سے خوب صورت مکان تھے اور ان مکانوں کے دروازوں پر خوب صورت پردے پڑے ہوئے تھے، اور ہر مکان کے دو دروازے سونے کے تھے جن میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ میں فوراً پہاڑ کی طرف دوڑا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا۔ سانپ میرے تعاقب میں تھا اور میں پوری طرح سے پہاڑ کی بلندی پر چڑھتا چلا [illegible] تھا۔ سانپ جب میرے قریب پہنچ جاتا تو فرشتے پکار کر [illegible] اس شخص کے لئے [illegible]

کے پردے اٹھا دو اور دروازے کھول دو ممکن ہے ان محلوں میں اس کا کوئی عمل صالح ہو جو اس کو اس عذاب سے بچالے۔ چنانچہ میں جس محل کے قریب پہنچتا ملائکہ کے پردے اٹھا دیئے جاتے اور دروازے کھول دیئے جاتے [illegible] اور میں داخل ہو کر دوسرے دروازوں سے گذر جاتا۔ ایک محل کے اندر میں داخل ہوا تو مجھ کو بہت سے بچے دکھائی دیئے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند روشن تھے۔ میں ان بچوں کو دیکھ رہا تھا کہ سانپ میرے قریب پہنچ گیا اور میں اس کو دیکھ کر اس قدر حواس باختہ ہوا کہ اپنی جگہ کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ میری یہ حالت دیکھ کر بچوں کی جماعت میں سے بعض نے کہا۔ بچو! آگے بڑھو اور اس شخص کو گھیر لو، سانپ اس کے قریب پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ تمام بچوں نے چاروں طرف سے مجھ کو گھیر لیا یکایک میں نے دیکھا کہ ان بچوں میں میری بیٹی بھی ہے، جو مجھ کو گھیرے کھڑی ہے، مجھ کو دیکھ کر وہ میری طرف بڑھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ مجھ سے لپٹ گئی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور مٹھی بھر کر ایک رکشی میری جانب پھینکی پھر اپنا بایاں ہاتھ بڑھایا۔ اور میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور داہنا ہاتھ سانپ کی طرف بڑھا دیا۔ سانپ ایک دم ٹھٹھک گیا اور پھر بے تحاشا بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد میری لڑکی نے مجھ کو بٹھایا اور خود میری گود میں بیٹھ گئی، اور اپنے داہنے ہاتھ سے میری داڑھی سے کھیلنے لگی اور پھر کہا یا ابت

الم یان للذین آمنوا	(اے باپ) کیا مومنوں کے
ان تخشع قلوبہم لذکر	لئے وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ
اللہ وما نزل من الحق	کے ذکر اور قرآن کی تلاوت سے

جو برحق نازل ہوا ہے، ان کے دل ڈریں۔

میں یہ سنکر رو پڑا اور کہا "میری بیٹی! کیا تم کو قرآن یاد ہے؟" اس نے کہا: "ابا جان! میں آپ سے زیادہ قرآن سے واقف ہوں۔" میں نے کہا: "مجھ کو اس سانپ کا حال تو بتاؤ جو مجھ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا؟" اس نے کہا: "یہ تمہارے اعمال خبیثہ وسیئہ تھے جن کو تم نے ہمیشہ قوی اور زبردست بنایا ہے اور جو تم کو جہنم میں دھکیل دینا چاہتے تھے۔" میں نے کہا: "وہ بزرگ کون تھے جو راستہ میں مجھ کو ملے تھے اور میری مدد سے انکار کر دیا تھا؟" اس نے کہا: "یہ تمہارے اعمال صالحہ تھے جن کو تم نے ہمیشہ کمزور کر رکھا ہے۔ ان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ تمہارے برے اعمال سے مقابلہ کر سکتے۔" میں نے کہا: "بیٹی

تم اس پہاڑ پر کیا کر رہی ہو؟" اس نے کہا: "ہم سب مسلمانوں کے بچے ہیں جو قیامت کے وقت تک یہاں رکھے گئے ہیں۔ [illegible] تمہارے سب کے ماں باپ آئیں گے اور ان کو کسی میں شفاعت کی ضرورت ہوگی تو ہم سب ان کی سفارش کریں گے۔" اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ مجھ کو ہوش آگیا خوف اور رعب مجھ پر چھایا ہوا تھا۔ میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے تمام برے افعال ترک کر دیئے اور خلوص قلب سے توبہ کی یعنی یہ واقعہ میری توبہ کا سبب ہوا۔"

احادیث میں آیا ہے کہ انسان کے اعمال مرنے کے بعد قبر میں اسی کے ساتھ دفن کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر اعمال اچھے ہیں تو مردے کی قدر و منزلت کی جاتی ہے، اور خود اعمال اس کے لئے موجب انس و راحت ہوتے ہیں، اور اس کی قبر وسیع و منور ہو جاتی ہے اور اعمال برے ہیں تو مردے پر رعب وخوف طاری رہتا ہے۔ قبر تاریک ہو جاتی ہے اور مردے پر سختی وعذاب ہوتا۔

یمن کے ایک بزرگ کا بیان یہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص کی میت کو دفن کر کے ہم واپس ہوتے تھے کہ ہم کو قبر کے اندر مارنے پیٹنے کی آواز سنائی دی، پھر ہم نے دیکھا کہ قبر کے اندر سے ایک سیاہ کتا باہر نکلا۔ ایک بزرگ نے آگے بڑھ کر اس کتے سے پوچھا: "نامراد! کیا تو انسان ہے؟" کتے نے جواب میں کہا کہ "میں اس میت کا عمل خبیث ہوں۔" بزرگ نے پوچھا: "قبر میں یہ مارنے پیٹنے اور شور وفغاں کی آواز کیسی تھی؟ کیا تجھ کو مارا پیٹا گیا تھا؟ یا میت کو؟" کتے نے کہا: "مجھ کو مارا پیٹا گیا تھا۔ میں جب میت کے قریب گیا تو میں نے سورہ ملک، سورہ یٰسین وغیرہ کو پایا۔ وہ میت کے اور میرے درمیان حائل ہو گئیں اور پھر انہوں نے مار پیٹ کر مجھ کو قبر سے باہر نکال دیا۔"

حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کے اعمال صالحہ قوی ہوتے ہیں وہ اس کے اعمال خبیثہ وسیئہ پر غالب آ جاتے ہیں۔ اور اعمال سیئہ کو خدا کے فضل وکرم سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اور جس شخص کے اعمال خبیثہ قوی ہوتے ہیں، وہ اس کے اعمال صالحہ پر غالب آ جاتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت میں جگہ دے اور ہماری عاقبت کو درست فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(باقی آئندہ)

ملفوظاتِ باقی باللہ رح

(ایک اہم اور مستند کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ بخاری دہلوی کے ملفوظات تصوف کے طور اور قلمی کتاب سے ترجمہ کی گئی)

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۵۶)
کشف قبور قابل اعتبار نہیں

حضرت خواجہ رح نے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح کے فرزند ارجمند شیخ محمد صادق کو لکھا کہ "مولانا محمد سعید کو کشف قبور پر چنداں اعتبار نہ کرنا چاہیے۔ ظاہری اور صوری کشف میں خطا اور لغزش کا اندیشہ ہے، کوشش یہ کرنی چاہیے کہ حضور اللہ حاصل ہو جائے اور دائمی طور پر حاصل ہو جائے۔

(۱۵۷)
ایک طالب علم کی تعلیم کا واقعہ

ایک شخص حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہوا، خواجہ رح نے اس کو اپنے حلقہ سے جدا کر دیا اور فرمایا کہ "اپنے کسی طالب علم کو ہم حکم دیں گے وہ تم کو طریقہ بتا دیگا"۔ وہ شخص اس پر راضی ہو گیا اور اپنے گھر چلا گیا۔ انہیں ایام میں حضرت خواجہ رح کے خلیفہ خاص شیخ تاج الدین اپنے وطن سنبھل سے دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں یہ شخص ملا۔ شیخ ممدوح رات کو اس کے گھر ٹھہرے۔ اس شخص کی بیوی طلب صادق و قوی رکھتی تھی۔ شوہر کی اجازت سے اس نے شیخ تاج الدین کے ہاتھ پر توبہ کی، اور طریقت میں داخل ہو گئی پہلی ہی مجلس میں شیخ تاج الدین کی توجہ سے اس پر استعداد کے موافق کیفیت و بیخودی طاری ہو گئی اور وہ زمین و آسمان کی خبریں بیان کرنے لگی۔ شوہر نے بیوی کی یہ حالت دیکھی تو اس کا شوق حد سے بڑھ گیا۔ لیکن شیخ تاج الدین کی توجہ میں اپنے مطلب کی کوئی بات نہ پا کر گھر سے نکلا اور حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روتا ہوا روانہ ہوا، وہ شوق اور جذب میں اس قدر بے تحاشا دوڑا جا رہا تھا کہ جگہ جگہ ٹھوکریں کھائیں، اور ہاتھ پاؤں، گھٹنے اور ٹخنے چھل گئے۔ اسی حالت میں حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت خواجہ رح کو اس نے دیکھا اور دوڑ کر حضرت خواجہ رح کو پھول کی مانند بغل میں دبا لیا، اور صحن مکان میں حضرت خواجہ رح سمیت گیند کی طرح لڑھکنے لگا۔ حضرت خواجہ رح نے اس کی کیفیت میں کوئی مزاحمت نہیں کی یعنی بالکل اس کی مرضی پر اپنے آپ کو چھوڑ دیا۔ وہ صحن مکان میں حضرت خواجہ رح کو دبائے ہوئے لڑھکتا رہا تھا۔ کبھی حضرت خواجہ رح اس کے اوپر ہوتے تھے اور کبھی وہ حضرت خواجہ رح کے اوپر ہوتا تھا۔ اس کیفیت میں حضرت خواجہ رح کو سخت جسمانی تکلیف اٹھانی پڑی، وہ شخص قوی اور زبردست تھا، اور حضرت خواجہ رح کو پوری قوت سے بغل میں دبائے ہوئے تھا۔ جب وہ شخص خوب تھک چکا اور اس کا جوش کچھ کم ہوا تو حضرت خواجہ رح نے پوچھا "اے شخص تو کیا چاہتا ہے اور مجھ سے کیا مطلب رکھتا ہے"؟ اس شخص نے کہا "میرا کام تجھ ہی سے ہے بلکہ میرا مقصد و مقصود تو ہی ہے"۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا: "تو، تو مجھ کو مارنا چاہتا ہے"۔ حضرت خواجہ رح کے ان الفاظ سے اس کی تسکین نہیں ہوئی اور نہ اس نے توجہ سے ان الفاظ کو سنا۔ آخر حضرت خواجہ رح نے اس کو بے چین پاکر فرمایا: "میرے چہرہ کی طرف دیکھ"۔ جونہی اس شخص نے حضرت خواجہ رح کے چہرہ کی طرف دیکھا، حضرت خواجہ رح کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا اور ادب سے زمین پر بیٹھ گیا، اور اپنی جرأت و دلیری اور بے ادبی سے اس قدر شرمندہ ہوا کہ دیر تک سر نہ اٹھا سکا۔ اس شخص کا بیان ہے کہ "اس روز میں نے حضرت خواجہ کی آنکھوں میں وہ چیز دیکھی جس کو میں الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا۔ اور جو لذت مجھ کو اس وقت حاصل ہوئی، وہ ایسی تھی کہ آج تک اس کا ذائقہ نہیں بھولا"۔

(۱۵۸)
حضرت خواجہ رح کی روحانی قوت کا ایک مظاہرہ

حضرت خواجہ رح کے عقیدت مندوں میں ایک عالم شخص تھا جس کی عمر پچاس سال کی ہو چکی تھی لیکن ابھی تک نہ تو شادی کی تھی اور نہ معاشرت کے لطف سے آشنا ہوا تھا۔ پیر نے اس شخص کو نکاح کا حکم دیا، اور اس نے ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ لیکن مسلسل پچاس سال کے تجرد نے اس کی قوت مردمی کو ضائع کر دیا تھا۔ اور وہ بیوی سے مجامعت کے قابل نہ تھا، اس لئے ہر چند

کوشش کی اور ہر قسم کی ادویات استعمال کیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آخر ایک سال کی جدوجہد میں ناکام رہ کر اس نے گھر کو چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا اور بھاگ جانے پر آمادہ ہو گیا۔ [illegible] نے حضرت خواجہ رح سے اس شخص کی حالت بیان کی اور کہا کہ وہ بھاگ جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ حضرت خواجہ رح کو اس کے حال پر رحم آیا اور فرمایا کہ "بیچارہ بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہے"۔ انہیں ایام میں حضرت خواجہ رح ایک روز کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں اس عالم شخص سے ملاقات ہوئی۔ حضرت خواجہ رح اس کی تعظیم کے لئے گھوڑے سے اتر پڑے۔ اس شخص نے نیازمندی اور عاجزی سے اپنے ہاتھ حضرت خواجہ رح کے قدموں کی طرف بڑھائے۔ حضرت خواجہ رح نے اس شخص کو اپنی بغل میں لے لیا اور خوب دبایا۔ اور پھر آہستہ سے اس کے کان میں فرمایا کہ "آج رات تم دونوں میاں بیوی ننگے ہو کر ایک جگہ سونا"۔ اس عالم شخص کا بیان ہے کہ اسی وقت سے مجھ میں غیر معمولی قوت مردمی پیدا ہو گئی اور میں نے گھر پہنچ کر اپنی بیوی سے کہا "ایک بزرگ نے مجھ سے یہ فرمایا ہے"۔ میں نے یہ الفاظ اگرچہ مذاق اور تمسخر کے طور پر کہے تھے لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قوت مردمی کی زیادتی سے بے چین تھا۔ اور مجھ میں یہ قوت مدتوں تک باقی رہی۔

(۱۵۹)

ریش گاؤ کے معنے

ایک ارادت مند شخص کا بیان ہے کہ ایک روز میرے دل میں یہ آیا کہ اگر آج حضرت خواجہ رح میری طرف توجہ فرمائیں اور مجھ کو اپنی جانب کھینچ لیں تو میں مریدوں کے حلقہ میں شامل ہو جاؤں۔ شعبان کی پندرھویں رات تھی۔ حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت خواجہ رح نے مجھ سے پوچھا "آج شب برات ہے۔ تمہارے [illegible] میں چونکہ آج رات کو نیت ہیں وہ کتنی [illegible] سو رکعت اور ایک روایت میں دو رکعتیں بھی آئی ہیں"۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا "اگر دوسری روایت درست ہے تو پھر ہم بھی ادا کر سکیں گے"۔ اس کے بعد حضرت خواجہ رح نے فرمایا "ہم لوگ ریش گاؤ کے مانند ہیں اور اس مثل کی تشریح یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تو کبھی ریش گاؤ رہا ہے؟ بیٹے نے کہا "ریش گاؤ کے کیا معنی ہیں؟" باپ نے کہا "ریش گاؤ کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص گھر سے نکلے اور یہ کہے کہ بغیر محنت و مشقت کے کہیں سے خزانہ پاؤں"۔ بیٹے نے ریش گاؤ کا یہ مطلب سن کر کہا "میں تو جب سے پیدا ہوا ہوں ان معنی کے اعتبار سے ریش گاؤ ہی رہا ہوں"۔ یہ نقل بیان کرکے حضرت خواجہ رح نے فرمایا "ہم بھی جب سے پیدا ہوئے ہیں ریش گاؤ ہی رہے ہیں"۔

(۱۶۰)

اتباع شریعت سب پر مقدم ہے

حضرت خواجہ رح نے رباعیات سلسلۃ الاحرار کی تاریخیں فرمائیں اور اسی سلسلہ میں فرمایا کہ "میں اپنی اس تصنیف سے خوش نہیں ہوں اور وجہ ناراضگی یہ ہے کہ مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی بدعتی یا گمراہ آدمی اس کو اپنا معمول نہ بنا لے کیونکہ یہ لوگ وحدت وجود کے مسئلہ کو اپنی بدکرداری کا ذریعہ بنا لیتے ہیں"۔ حضرت خواجہ رح کے اس ارشاد سے ظاہر ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب شریعت کا اتباع سب سے مقدم سمجھتے تھے اور شریعت کے خلاف ذرا سی بات کو بھی پسند نہ کرتے تھے۔

(باقی آئندہ)

خلاصہ موضوعات کبیر ملا علی قاری

معہ

تاریخ و تدوین حدیث

(از جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب الشہابی اکبرآبادی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ حالت اس عہد کی ہے جب احادیث کے مجموعے مرتب کئے جا رہے تھے۔ امام احمد بن حنبل نے صحیح احادیث کی شناخت کی خاطر ستر ہزار جھوٹی حدیثیں جمع کر رکھی تھیں۔

امام مالک نے موطا ایک لاکھ حدیثوں سے چھانٹ کر مرتب کی۔ امام بخاری نے کئی لاکھ سے ۷۲۹۷ احادیث کا مجموعہ جامع صحیح کے نام سے مرتب کیا۔ اگر مکررات نکال دی جائیں تو صرف ۲۷۶۱ احادیث باقی رہ جاتی ہیں۔ ایسا ہی دیگر کتب صحاح کا حال ہے۔

دارقطنی سے مروی ہے جب سلیمان ابن مہران (امام اعمش) بصرہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں قصہ بیان کر رہا ہے، دوران بیان میں حدیث پڑھی کہ حدیث کی ہم کو اعمش نے ابی اسحاق سے۔ اس نے ابی وائل سے اعمش [illegible] بیچ میں بیٹھ کر بغلوں کے بال اکھیڑنے شروع کر دئے۔ تب قصہ خواں نے [illegible] دیکھ کر اعمش سے کہا: آپ شیخ کو شرم نہیں کرتا کہ ہم علم [illegible] کر رہے ہیں تو ایسا کرتا ہے اعمش نے کہا جس کام میں میں مشغول ہوں، وہ بہتر ہے اس سے کہ جس میں تو ہے۔ اس نے کہا کس طرح؟ اعمش نے کہا اس لئے کہ میں سنت میں مشغول ہوں، تو جھوٹا کیونکہ میں ہی اعمش ہوں اور میں نے یہ حدیث تجھ سے کب بیان کی تو جھوٹا ہے

ابوعصمہ، نوح ابن مریم المروزی، محمد بن عکاشہ کرمانی احمد بن عبداللہ جو یباری ابن تمیم فریابی وغیرہ نے بقول[1] سہل بن سری کا بیان ہے کہ ان لوگوں نے دس ہزار حدیثیں بنائی ہیں جو کتب احادیث میں شامل ہیں۔

ابن ابی یحییٰ مدینہ میں، واقدی بغداد میں، مقاتل بن سلیمان خراسان میں، محمد بن سعید شام میں وضع حدیث کے شغل میں لگے رہتے تھے[9]۔ لطف یہ تھا کہ زندیق یا دوسرے فرق باطلہ یا خوارج وغیرہ حدیث کو وضع اپنے مطلب سے کرتے تھے۔ مگر ثقہ اور متورع لوگ حدیث کے گھڑنے میں بہت زیادہ دلچسپی لیا کرتے تھے۔

یحییٰ بن سعید القطان جو شیخ المحدثین ہیں فرماتے ہیں بزرگان دین حدیث میں بڑھ کر اور کسی بات میں جھوٹ نہیں بولتے[10]

عباد بن کثیر ایک بڑے مقدس بزرگ تھے۔ عبداللہ بن المبارک ان کے زہد و تقویٰ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے، مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے تھے کہ ان سے حدیث نہ روایت کرنا[11]

حضرت ایوب سختیانی ایک بزرگوار کے تقدس اور فضل و کمال کے نہایت مداح تھے۔ بایں ہمہ فرماتے تھے اگر وہ کھجور کے لئے بھی وہ گواہی دیں میں ان کی گواہی کو جائز نہ سمجھوں گا[12] یہ وہ عہد ہے جس زمانہ میں امام بخاری جامع صحیح مرتب کر رہے تھے اور جناب مسلم اپنی جامع ترتیب دے رہے تھے۔

حافظ زین الدین عراقی کہتے ہیں ثقہ اور پارسا لوگوں کی حدیثوں نے اسلام کو بہت ضرر پہنچایا، کیونکہ وضاعین کی ثقاہت اور تورع و زہد کی وجہ سے یہ حدیثیں اکثر مقبول ہو گئیں اور رواج پا گئیں۔ ان ہی وجوہات کا نتیجہ تھا کہ مسائل دین میں فقہا کے اقوال کو زیادہ ترجیح دی جاتی تھی۔ ایک جگہ امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق بن راہویہ جمع تھے۔ ایک مسئلہ پر امام شافعی نے حدیث نقل کی۔ اسحاق بن راہویہ نے بمقابلہ اس کے امام حسن بصری اور ابراہیم اور عطا اور طاؤس کی رائے اور قول کو مخالف اس کے نقل کیا۔ امام شافعی غصہ ہوتے اور

---

[1] تحذیر المسلمین صفحہ[illegible] مطبوعہ مصر سنہ ۱۹۰۲ء

[9] ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ [10] صحیح مسلم صفحہ ۱۳ [11] صحیح مسلم صفحہ ۱۳ [12] صحیح مسلم صفحہ ۱۲

کہا کہ اے اسحاق افسوس ہے، کاش تیرے سوا دوسرا آدمی نہ ہوتا، ورنہ میں اس کی تو شلی کراتا کہ میں تو پیغمبر خدا کی حدیث نقل کرتا ہوں اور تم عطا اور طاؤس اور ابراہیم اور حسن کے قول کو نقل کرتے ہو، کسی کو پیغمبر خدا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں ہے۔

گو احادیث کے مجموعہ کثرت سے مرتب ہو چکے تھے مگر صحیح مجموعہ کی سخت ضرورت تھی۔ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے حضرت امام مالکؒ سے خواہش ظاہر کی کہ ایک صحیح مجموعہ احادیث کا مرتب کر دیں چنانچہ ایک لاکھ احادیث میں سے دس ہزار چھانٹ کر مجموعہ موطا تیار کیا۔ پھر نظر ثانی کر کے پانچسو کا مجموعہ مرتب کیا۔[1] پھر بھی موضوعات کی طرف سے فکر تھی تو دو سو حدیثیں گھٹا دیں۔[2] چنانچہ امام شافعی نے فرمایا کہ کتاب موطا بعد کلام اللہ کے اصح الکتب ہے۔[3]

علمائے مدینہ میں جو احادیث رسول خدا صلعم سے پہنچیں، ان سب علماء میں امام مالکؒ سب سے زیادہ قابل اعتماد تھے۔ ان کی حدیث سب سے زیادہ معتبر حضرت عمرؓ کے فیصلے اور عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ اور اصحاب رضوان اللہ علیہم کے اقوال پر امام مالکؒ کر جب زبانی اطلاع ملی وہ امام زہری کی مرویات دو گونہ تحریر اور جو میسر آ سکیں وہ پیش نظر تھیں۔ مگر شباب زہری کی سند مشکوک ہے۔

علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں امام مالک موطا مرتب کر رہے تھے، اس وقت مکہ میں معمر بن راشد و ابن جریج عبد الملک ابن عبد العزیز متوفی ۱۵۰ھ و ابو النضر سعید بن ابی عروبہ متوفی ۱۵۶ھ کوفہ میں سفیان ثوری بن سعید متوفی ۱۶۱ھ ربیع بن صبیح، سعید بن حماد بصرہ میں اور اوزاعی ولید بن مسلم شام میں، ہشیم واسط میں، معمر یمن میں جریر بن عبد الحمید رے میں اور ابن مبارک خراسان میں احادیث کے مجموعہ مرتب کئے۔ مگر ان کتب میں صحت کا ایسا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ اس عہد کی صحیح ترین کتاب موطا تھی۔ اس کے بعد مسند حافظ عبید اللہ بن مسند نمیر البصری، مسند اسد بن موسیٰ الاموی، مسند ابو داؤد طیالسی، مسند نعیم بن حماد خزاعی، مسند عبد بن حمید، مسند امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ جنہوں نے اپنی مسند کو دس لاکھ احادیث میں سے چھانٹ کر تیار کیا۔

[1] زرقانی و مصفی بشرح موطا [2] مقدمہ ابن خلدون [3] حجۃ اللہ البالغہ ۲۲۳

شرح مثنوی مولانا روم

از مدیر معاون

چست خورشید کرم تاباں بود   تا بداں آں ذرہ سرگرداں شود

ترجمہ :- مطلق خورشید کرم روشن رہتا ہے اس لئے کہ اس سے ذرہ کو غور حاصل ہو!

تشریح :- اوپر بتایا گیا ہے کہ دنیا میں جو کچھ نظر آرہا ہے سب خداوند تعالےٰ کے فضل وکرم کا نتیجہ ہے۔ بارش ہوتی ہے تو زمین میں خدا ہی روئیدگی کی قوت پیدا کرتا ہے، اور ذرہ یا آفتاب میں جو چمک اور حرکت پائی جاتی ہے، وہ بھی خدا ہی کا فیضان ہے۔ یعنی آفتاب خدا کے حکم سے طلوع ہوتا ہے، اور جو نور خدا نے اس کو عطا کیا ہے وہ اس سے ذرہ کو چمک اور حرکت بخشتا ہے۔

پرتو ذاتش زدہ بر ماء و طین   تا شدہ دانہ پذیرندہ زمین

ترجمہ :- خدا کی ذات کا پرتو پانی اور زمین پر پڑا ہے، اور اس سے اس میں یہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ دانہ کو قبول کر لیتی ہے۔

تشریح :- پانی اور زمین پر بھی خدا ہی کا پرتو پڑا ہے، اور وہ اس پہلو سے اس قابل ہوتے ہیں کہ دانہ کو قبول کریں اور روئیدگی کا موقع دیں۔ مثنوی کے بعض نسخوں میں ذاتش کی جگہ دانش کا لفظ لکھا ہے جس کے معنی علم وحکمت کے ہیں۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ آب وگل پر بھی علم وحکمت الٰہی کا پرتو پڑا ہے اور اسی پرتو کے سبب ان میں دانہ کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ یعنی علم الٰہی کے پرتو ہی نے پانی اور مٹی کو اس قابل بنایا ہے کہ وہ دانہ کو اپنے اندر لے کر اس میں روئیدگی کی قوت پیدا کریں۔

خاک امیں و ہرچہ در وے کاشتی   بے خیانت جنس آں برداشتی

ترجمہ :- خاک امانتدار ہے اور تو نے انسان جو کچھ اس میں بویا ہے کاشت میں زمین خیانت نہ کرے گی، اسی چیز کو اگائیگی جو تو نے بوئی ہے۔

تشریح :- زمین کو یہ صفت امانت حاصل ہے کہ جو کچھ اس میں بویا جاتا ہے [illegible] جو بویا جاتا ہے وہی

ہی اگائے گی جو پیدا نہ کرے گی، اس کی امانت کی یہ صفت بھی خدا کی صفت امانت ہی کا پرتو ہے۔ یا خدا ہی نے اپنی صفات میں سے یہ صفت اس کو مرحمت فرمائی ہے۔

ایں امانت زاں امانت یافت است   آفتاب عدل بر وے تافت است

ترجمہ :- امانت کی یہ صفت خدا کو اس آفتاب عدل سے حاصل ہوتی ہے، جو اس کی صفات میں ایک خاص صفت ہے اور جس کا پرتو زمین پر پڑ رہا ہے۔

تشریح :- یہ شبہ ہوتا تھا کہ امانت خدا کی صفات میں شامل نہیں ہے۔ اس شبہ کو اس شعر میں دور کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ امانت اگرچہ خدا کی صفت نہیں ہے، لیکن امانت عدل میں شامل ہے، اور عدل خدا کی صفت ہے یعنے عدل امانت کو لازم ہے۔

تا نشان حق نیاید نوبہار   خاک سرہا را نہ کردہ آشکار

ترجمہ :- جب تک نوبہار یا بہار پر خدا کا فضل نہیں ہوتا اس وقت تک زمین سے کوئی چیز نہیں اگتی۔

تشریح :- زمین اس وقت تک سبزہ یا دانہ کو نہیں اگاتی جب تک خداوند تعالےٰ فصل بہار کو نہیں بھیجتا یا فصل بہار خدا کا پیام زمین کے نام لے کر نہیں آتی۔ مطلب یہ ہے کہ فصل بہار جو زمین میں روئیدگی کی صلاحیت پیدا کرتی ہے، خدا ہی کی بھیجی ہوتی چیز ہے۔ یا خدا ہی کا پیام روئیدگی ہے۔ جب تک خداوند تعالےٰ فصل بہار کو نہیں بھیجتا، اس وقت تک زمین روئیدگی کی صلاحیت سے خالی رہتی ہے یا روئیدگی میں جوش وقوت نہیں ہوتی۔

آں جوادے کہ جمادے را بداد   ایں خبرہا ویں امانت ویں سداد

ترجمہ :- اسی خدا نے جماد (یعنی زمین) کو یہ امانت اور یہ درستی عطا کی ہے۔

تشریح :- یعنی زمین جو نباتات وحیوانات سے ایک جدا گانہ اور منجمد چیز ہے، اس کو خدا ہی نے امانت اور علم عطا کیا ہے کہ وہ اسکی بدولت درست ہوتی ہے یعنی اس میں روحانی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اس کیفیت سے حیوانات یا ذی روح کی مانند ہو گئی ہے کہ سبزہ اس میں لہلہاتا ہے (باقی)

شرح دیوان حافظ

(از مدیر و معاون)

مرا گدائے تو بودن ز سلطنت خوشتر
کہ ذل جور و جفائے تو عزو جاہ منست

ترجمہ:۔ تیرے در کا فقیر ہونا میرے لئے حکومت سے بہتر ہے اور تیرے ظلم و جور کی ذلت میرے لئے عزت و جاہ ہے۔

تشریح:۔ یعنی حضور ص کے در کا گدا ہونا سلطنت سے بہتر ہے اور حضور ص کی محبت میں ظلم و ستم کی ذلت برداشت کرنا جاہ و عزت اور نیک نامی ہے۔

گر بہ تیغ اجل خیمہ بر کنم ورنہ
رمیدن از در دولت نہ رسم و راہ منست

ترجمہ:۔ موت کی تلوار سے خیمہ اکھاڑ دوں تو اکھاڑ دوں ورنہ تیرے دولت کے دروازے سے بھاگنا میری رسم و راہ نہیں ہے۔

تشریح:۔ میں تیرے در دولت پر پڑا ہوا ہوں، اور یہی میرا مسلک اور مقصود اعظم ہے۔ تیرے در دولت سے ہٹنا میرے مسلک کے خلاف ہے۔ میں کبھی تیرے در دولت سے جدا نہ ہوں گا۔ ہاں رشتۂ حیات منقطع ہو جائے اور موت تیرے دروازے سے ہٹا دے تو ہٹا دے یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔

ازاں زماں کہ بر آں آستاں نہادم روئے
فراز مسند خورشید تکیہ گاہ منست

ترجمہ:۔ جس وقت سے میں نے تیری چوکھٹ پر منہ رکھا ہے میری تکیہ گاہ کا درجہ آفتاب کی مسند سے بھی بلند ہے۔

تشریح:۔ تیرے آستان پر جب سے سر رکھا ہے، اس وقت سے میرے سر کی جگہ یعنی تیرا آستان خورشید کی مسند سے بھی درجہ میں بڑھ گیا ہے یا یہ مطلب ہے کہ جب سے میرا سر تیرے آستان پر جھکا ہے میں اس قدر بلند رتبہ ہو گیا ہوں کہ آفتاب کی مسند بھی میرے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہے۔

گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناہ منست

ترجمہ:۔ گناہ اگرچہ اے حافظ ہمارے اختیار میں نہیں تب بھی طریق ادب یہ ہے کہ گناہ کو اپنی طرف منسوب کیا جائے۔

تشریح:۔ اعمال خیر و شر اگرچہ ہمارے اختیار میں نہیں ہیں اور خدا کی مرضی کے بغیر کوئی فعل ہم سے صادر نہیں ہو سکتا، بایں ہمہ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم گناہ کی اپنی جانب منسوب کریں۔ اور اعمال خیر کو خدا کی توفیق سمجھیں۔

سلوک کا طریق یہی ہے اور شریعت ظاہر کا مسئلہ یہی کہ خداوند تعالےٰ اگرچہ مختار کل ہے لیکن انسان کو بھی خدا نے فاعل مختار قرار دیا ہے اور نیک و بد سمجھنے کی عقل مرحمت فرمائی ہے۔ انسان اگرچہ صدور فعل پر حقیقت میں قادر نہیں ہے لیکن فعل کے حسن و قبح کو سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس لئے ہر فعل کو سوچ سمجھ کر کرنا اس کا فرض ہے۔ گناہ کو گناہ سمجھنا اور بھلائی کو بھلا سمجھنا قرین عقل ہے، انسان عقل سے کام لے، برائی کی طرف متوجہ نہ ہو اور بھلائی کی طرف دوڑے۔ اس کوشش پر بھی اگر اس سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو اس کو اپنا فعل سمجھے اور خدا کی طرف اس کو منسوب نہ کرے، اگرچہ اس کا وہ برا فعل کیسی ہی اضطراری حالت میں کیوں نہ صادر ہوا ہو۔

(باقی آئندہ)

ضروریات دین

فہم قرآن کے اصول و شرائط

(از جناب مولانا شاہ معین الدین صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

بعض غلط فہمیوں کا ازالہ تفسیر کے اصول و شرائط کی تفصیل کے بعد ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، جو بعض جماعتوں میں دانستہ یا نادانستہ پھیل رہی ہیں، اور جن سے ناواقف مسلمان دھوکا کھا سکتے ہیں۔ وہ یہ کہ

"عربی لغات کے الفاظ سماعی ہیں، اور اس کے جامعین عجمی تھے، لغات کی ترتیب چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوئی، اور اس وقت تفسیر و فقہ میں لغات کے جو معنی رائج ہو چکے تھے، وہی عجمی جامعین نے اپنے لغات میں جمع کر دیئے، اصول و قواعد لسانی کی ترتیب بھی نزول قرآن کے بعد ہوئی جس کا بڑا حصہ ائمہ فن نے خود قرآن سے استنباط کیا ہے، جو سراسر ظنی اور قیاسی ہے۔ اس لئے فہم قرآن کے لئے ان میں سے ایک چیز بھی معتبر نہیں۔"

ان میں سے ایک واقعہ بھی صحیح نہیں ہے، لیکن جس سلیقہ سے اس کو پیش کیا جاتا ہے، اس سے ناواقف لوگوں کو دھوکا ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس پر کسی قدر تفصیل سے بحث کی ضرورت ہے۔

یہ مقدمہ صحیح نہیں ہے کہ لغات کی علمی جمع و ترتیب اور اصول و قواعد لسانی کے علمی انضباط میں تاخیر زمانی سے اس زبان کے پرانے لٹریچر کے سمجھنے کیلئے وہ غیر معتبر ہو جاتے ہیں۔ دنیا کی کسی زبان کے علمی دور سے پہلے نہ اس کے لغات کتابی شکل میں مرتب ہوتے ہیں اور نہ اصول و قواعد منضبط ہوتے ہیں۔ اس دور میں لغات کا خزانہ اہل زبان کا سینہ اور ماہرین کی مستند زبان اور ان کا کلام ہوتا ہے۔ اسی طرح زبان کے قواعد کی پابندی کا ان میں فطری ملکہ ہوتا ہے اور بغیر قواعد کو سیکھے اور پڑھے ہوئے وہ صحیح بولتے ہیں۔ آج کتنے اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ اردو کے قواعد سے واقف ہیں؟ لیکن ان میں سے کوئی بھی لکھنے پڑھنے میں غلطی نہیں کرتا، بلکہ زبان کے مرکزوں کے جاہل بھی غلطی نہیں کرتے، لغات اور زبان کی علمی جمع و ترتیب اور تدوین ہمیشہ علمی دور میں ہوتی ہے۔

یہی حال عربی زبان کا ہے، اس کے لغات اور قواعد زبان بھی بعد میں مرتب و مدون ہوئے لیکن عہد جاہلی سے لے کر بنی عباس کے زمانہ تک یعنی جب سے عربی زبان کا علمی اور تصنیفی دور شروع ہوا، ہر زمانہ میں خالص عرب علماء لغت موجود تھے جن کی زبان سند مانی جاتی تھی اور عہد جاہلی کا کلام موجود تھا جو سند کا کام دیتا تھا۔

اس دور کے علوم و فنون کا خواہ وہ کسی درجہ کے ہوں اور کسی قوم کے ہوں، دار و مدار حفظ پر ہوتا ہے، اس عہد کی کتاب اس دور کے علماء کا سینہ ہوتا ہے، خصوصاً عرب اپنی قوت حافظہ اور اپنی زبان اور روایات کے تحفظ میں ساری دنیا میں ممتاز تھے، وہ اپنے گھوڑوں اور اونٹوں تک کے نسب نامے محفوظ رکھتے تھے ہر زمانہ میں دو چار نہیں سیکڑوں انساب عرب، ایام عرب، اخبار عرب، اشعار عرب اور لغات عرب کے حافظ موجود تھے اور یہ قومی سرمایہ نسلاً بعد نسل محفوظ چلا آتا تھا، جو کاغذی تحریر سے زیادہ مستند اور محفوظ تھا، اور یہی بعد کی کتابوں میں مدون ہوا۔ اس لئے لغات عرب کی تدوین نزول قرآن کے کتنے ہی بعد ہوئی ہو، اور اس کے جامعین خواہ عرب ہوں یا عجمی، اس سے لغات کے استناد پر اثر نہیں پڑتا۔

یہ بھی مغالطہ ہے کہ چوتھی صدی میں فقہ اور تفسیر میں لغات کے جو معنی رائج ہو چکے تھے، وہی عجمیوں نے اپنی کتابوں میں لکھ لئے۔ تفسیر میں لغات قرآن کے کوئی ایسے معنی نہیں ہیں، جن کی سند کلام عرب میں موجود نہ ہو، اور اگر کوئی ایسا لفظ نکل آئے، تو معترضین سے پہلے ہم اسے رد کرتے ہیں، باقی رہا فقہ تو فقہ میں دو قسم کے لغات ہیں، ایک اظہار خیال کے لئے عام الفاظ، یہ کلام عرب کے مطابق ہیں، دوسرے مصطلحات، مصطلحات بعد کی بنائی ہوئی ہیں۔ اس میں بیشک کچھ مصطلحات ایسی ہیں، جن کے موجودہ معنی قدیم کلام عرب میں نہ مل سکیں گے، لیکن اس قسم کی اصطلاحات فقہ اور طب کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ

ہر زبان میں بعد کے پیدا شدہ علوم میں مخصوص مطالب کے ادا کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں، عربی میں کلام، فلسفہ، منطق اور تمام نئے پیدا شدہ علوم کی اصطلاحیں وضعی ہیں، ان کو خواہ مخواہ قرآن کے لغات کے تذکرہ میں گھسیٹنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس قبیل کی قرآنی اصطلاحوں کی تشریح خود شارع نے کردی ہے۔

سوال بیان قرآن کے لغات کا ہے، اور اس کے معنی وہی تھے، جو عرب جاہلی میں رائج تھے، اور جن کی سندیں کلام عرب میں موجود ہیں۔ یہی معنی رسول اللہ صلعم نے بتائے، صحابہ نے محفوظ کئے اور نسلاً بعد نسلٍ ایک نے دوسرے کو پہنچائے، جب کسی لغت کے معنی کی تعیین میں کوئی اختلاف ہوتا تھا تو کلام عرب سے رجوع کیا جاتا تھا، جس کی مثالیں اوپر دی جاچکی ہیں، اور کتابوں میں موجود ہیں۔ ہر زمانہ میں خصوصاً صدر اول میں قرآن کے لغات کا حل کلام عرب ہی سے کیا جاتا تھا۔ اس کا مدار لغات کی جمع و ترتیب پر تھا ہی نہیں، آج ہم اپنے تصور نظر اور سہولت کے خیال سے صراح اور قاموس سے قرآن کے معنی متعین کرتے ہیں۔ ورنہ ہر زمانہ کے علمانے علام کلام عرب اور تشریح رسولؐ سے کرتے تھے، موجودہ دور میں مولینا حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہی تھا۔

یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ لغات کے جامعین تمامتر عجمی تھے، اور اس کی ترتیب چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوئی۔ جامعین لغت میں عرب بھی تھے اور عجمی بھی، پھر عرب بلکہ خالص بدوی علمائے لغت ہر دور میں موجود تھے، ان میں بہتیرے صاحب تصنیف بھی تھے، اور خاص "مشکلات قرآن" پر بھی ان کی تصنیفیں تھیں، یہ اور بات ہے کہ وہ زمانہ کے ہاتھوں ضائع ہوگئیں، اور ہم تک نہ پہنچیں، لیکن ان کے مندرجہ لغات بعد کی کتابوں میں شامل ہوگئے، ابن ندیم نے ہر دور کے بدوی علمائے لغت کے مختصر حالات لکھے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ **ابومالک عمرو بن کرکرہ** اعرابی بدوی لغات عرب کا حافظ تھا، بادیہ میں تعلیم دیتا تھا۔ کتاب الخیل اور کتاب خلق الانسان اس کی تصانیف تھیں۔

۲۔ **ابو عرار**، اعرابی بدوی اپنے زمانہ کے فصحاء میں تھا، اور لغت کے علم میں ابو مالک کے قریب قریب تھا۔

۳۔ **ابو زیاد کلابی**۔ اعرابی بدوی عالم لغت تھا۔ کتاب النوادر، کتاب الفرق، کتاب الابل، کتاب خلق الانسان اس کی تصانیف تھیں۔

۴۔ **ابو الجاموس ثور بن یزید**، اعرابی بڑا عالم لغت اور ادیب و انشا پرداز تھا، مشہور ادیب و انشا پرداز ابن مقفع اس کا شاگرد تھا۔

۵۔ **ابو حنان**، شاعر اور عالم لغت تھا، تصانیف کتاب النوادر، کتاب غریب اور کتاب الحدیث۔

۶۔ **ابو شبل عقیلی**، فصیح اعرابی تھا، لغت میں کتاب النوادر تصنیف کی۔

۷۔ **ابو محلم شیبانی**، اعرابی اشعار اور لغات عرب کا بڑا عالم تھا۔ تصانیف کتاب الانوار، کتاب الخیل، کتاب خلق الانسان۔

۸۔ **ابو ثروان عکلی**، فصیح و بلیغ اعرابی اور عالم لغت تھا، بادیہ میں تعلیم دیتا تھا۔ تصانیف کتاب خلق الفرس اور کتاب معانی الشعر۔

۹۔ **علی بن مبارک لحیانی**، ممتاز عالم لغت تھا، ابن سلام صاحب طبقات الشعراء اس کے شاگرد تھے۔ تصنیف کتاب النوادر۔

۱۰۔ **ابو الہیثم**، حسین والی خراسان کے دربار سے وابستہ تھا۔ تصانیف کتاب التشابہ، کتاب الابیات السائرہ۔

یہ صرف چند نام بطور مثال لکھ دیئے گئے۔ ورنہ ابن ندیم نے بہت سی بدوی اور صاحب تصنیف علمائے لغت کا ذکر کیا ہے (دیکھو ابن ندیم صفحہ ۶۴ تا صفحہ ۷۲)

اموی اور عباسی دور کے بہت سے ائمہ لغت عرب تھے بعض کے نام اور مختصر حالات یہ ہیں:۔

۱۱۔ **قتادہ بن دعامہ سدوسی**، مشہور صاحب علم تابعی اور لغت کے نامور علماء میں تھے، ان کے والد بدوی تھے یہ بھی بادیہ میں پیدا ہوئے۔ لغت، اشعار عرب، انساب عرب اور قرآن و حدیث و فقہ علوم کے جامع تھے، بنی امیہ اشعار، انساب اور اخبار عرب کی تحقیقات میں انہی کی طرف رجوع کرتے تھے (معجم الادباء جلد ۶ صفحہ ۲۰۲)

۱۲۔ **زبان بن علا المعروف بابی عمرو بن العلاء** نسلاً عرب اور مشہور امام لغت خلیل بن احمد بصری کے استاد تھے، اپنے زمانہ میں عربی کے امام فن تھے کان اعلم الناس بالعربیۃ والقرآن وایام العرب والشعر یونس بن حبیب کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص اس قابل ہو سکتا ہے کہ ہر چیز میں اس کا قول سند مانا جائے تو عمرو بن العلاء ہیں۔ ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ ابو عمرو قرأت، عربی زبان، ایام عرب اور اشعار عرب کے سب سے بڑے عالم تھے، ان کے دفاتر چھت تک بھرے ہوئے تھے (معجم الادباء جلد ۴ صفحہ ...)

اور علم و تحقیق کا یہ سارا سرمایہ ان لوگوں سے حاصل کیا تھا جنہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا، اصمعی کا بیان ہے کہ میں دس سال تک ابو عمرو کی صحبت میں رہا (ابن خلکان ترجمہ ابو عمرو)

۱۳- **مورج السدوسی**۔ ابتدائی عباسی عہد کے امام لغت تھے۔ بادیہ میں نشوونما پائی، ابوزید انصاری لغوی کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ خلیل بصری کی صحبت سے بھی مستفید ہوئے، خلیل کے اکابر اصحاب میں ان کا شمار ہے، عربی زبان، انساب عرب لغت، و حدیث کے ممتاز عالم تھے، اگرچہ خلیل کے تلامذہ میں تھے۔ لیکن ان کا پایہ استاد سے بڑھ گیا تھا۔ کان الخلیل یحفظ ثلث اللغۃ، وکان مورج یحفظ الثلثین" (معجم الادباء ج ۷ صفحہ ۱۹۳ و ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۳۵) ابن ندیم نے ان کی تصانیف میں کتاب غریب القرآن، کتاب جماہیر القبائل۔ اور کتاب المعانی کے نام لکھے ہیں۔ (ابن ندیم ص ۴۸)

۱۴- **نضر بن شمیل تمیمی مازنی**، ائمہ لغت میں تھے، مدتوں بادیہ میں رہ کر اعراب سے زبان کی تحقیق کی، یاقوت اور ابن ندیم نے ان کی بہت سی تصانیف کے نام لکھے ہیں، جن میں متعدد زبان اور لغات پر ہیں۔ ان میں "کتاب الصفات" نہایت اہم تھی (تفصیل کے لئے دیکھو ابن ندیم و معجم الادباء جلد ۷ صفحہ ۲۲۲)

۱۵- **قاسم بن معن**، حضرت عبداللہ بن مسعود کے پرپوتے تھے، عربی زبان، شعر، لغت اور فقہ میں کوفہ کے اکابر علماء میں تھے ان کے زمانہ میں کوفہ میں ان کا کوئی مقابل نہ تھا (معجم الادباء جلد ۶ صفحہ ۱۹۸) ابن ندیم نے مختلف موضوعوں پر ان کی پندرہ تصانیف کے نام لکھے ہیں، ان میں متعدد زبان اور لغت پر ہیں (ابن ندیم صفحہ ۱۰۳)

۱۶- **خلیل بن احمد بصری**۔ المتوفی ۱۷۰ھ جامعین لغت میں خلیل بن احمد کا نام سر فہرست ہے۔ یہ عربی النسل اور لغت کے سب سے قدیم اور سب سے پہلے جامع اور فن عروض کے موجد ہیں، (ابن ندیم ص ۶۴ و معجم الادباء جلد ۱۱) اس زمانہ میں اتنا بڑا عالم لغت کوئی پیدا نہیں ہوا، لغت، عروض اور نحو پر بہت سی کتابیں لکھیں، ابن ندیم نے کتاب النغم، کتاب العروض، کتاب الشواہد، کتاب النقط والشکل، کتاب العین اور کتاب الایقاع کے نام لکھے ہیں (ابن ندیم ص ۶۵) یاقوت میں کتاب الخیل کا اضافہ ہے۔

ان تصانیف میں سب سے اہم لغت میں "کتاب العین" تھی، یہ عربی لغت کا دائرۃ المعارف تھی، اس میں نحو کے مسائل بھی تھے افسوس ہے کہ دست برد زمانہ سے یہ اہم کتاب ضائع ہو گئی، لیکن اس حیثیت سے اس کے مندرجہ لغات کے بعض حصے اب تک محفوظ ہیں کہ اس کے بعد کے تمام ائمہ لغت نے اپنی اپنی کتابوں میں اس سے فائدہ اٹھایا تھا، چنانچہ سیوطی کی مزہر اور سیبویہ کی کتاب النحو میں اس کے لغات بسائل ہیں۔

۱۷- **اصمعی** عبدالملک بن قریب باہلی المعروف بہ اصمعی المتوفی ۲۱۶ھ جملہ اصناف ادب کے امام تھے، کان احد ائمۃ اللغۃ والغریب والاخبار والملح والنوادر (طبقات النحاۃ صفحہ ۳۱۳) خطیب لکھتے ہیں کہ "اصمعی لغت کا بحر بیکراں تھے، اس میں کوئی ان کا مثل نہ تھا (تاریخ خطیب جلد ۱۰ ص ۴۱۴) اخفش کا قول تھا کہ شعر کے حفظ میں اصمعی سے بڑا کوئی عالم نہ تھا، سولہ ہزار رجز یاد تھے (ایضاً ص ۴۱۱) ایک مرتبہ اصمعی اور ایک دوسرے عالم لغت ابو عبیدہ، مشہور عباسی وزیر فضل بن ربیع کے دربار میں گئے، اس نے اصمعی سے پوچھا تم نے گھوڑے کے لغات پر کتنی کتابیں لکھی ہیں انہوں نے جواب دیا صرف ایک جلد، پھر ابو عبیدہ سے سوال کیا انہوں نے کہا پچاس جلدیں۔ فضل نے اسی وقت ان دونوں کی کتابیں اور ایک گھوڑا منگا کر ابو عبیدہ سے کہا کہ گھوڑے کے اعضاء پر ہاتھ رکھ رکھ کے اپنی کتاب سے ان کے لغات بتائے جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا میں گھوڑوں کا طبیب نہیں ہوں اس جواب پر فضل نے اصمعی کو حکم دیا، وہ اٹھے اور گھوڑے کے تمام اعضاء کے لغات بتا کر کلام عرب سے ان کے شواہد پیش کئے (خطیب ج ۱۰ ص ۴۱۳) اصمعی کی کم و بیش پچاس تصانیف ہیں، جو بیشتر اصناف لغت اور بعض خاص لغات قرآن پر ہیں (ابن ندیم صفحہ ۸۶)، ان میں سے بعض چھپ بھی گئی ہیں۔

۱۸- **مبرد**۔ ابو العباس محمد بن یزید المعروف بہ مبرد المتوفی ۲۸۵ھ لغت و ادب میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے، قرآن کے خصوصیت کے ساتھ بڑے عالم تھے، مشہور مفسر تابعی مجاہد کا بیان ہے کہ میں نے قرآن کے معنی کا ان سے بہتر جاننے والا نہیں دیکھا، لغات میں کثرت حفظ کی وجہ سے بعض اوقات لوگوں کو ان کے بیان پر شک ہو جاتا تھا۔ لیکن امتحان اور تحقیق کے بعد ان کی صداقت کا اعتراف کرنا پڑتا تھا (معجم الادباء جلد ۷ ص ۱۳۷ تا ۱۴۴) مختلف موضوع پر ان کی بہت سی تصانیف ہیں، جن میں ایک بڑا حصہ کتب لغت کا ہے (تفصیل کے لئے دیکھو ابن ندیم صفحہ ۸۸)

۱۹- **ابن درید**۔ ابو بکر محمد بن حسن ازدی المعروف بابن درید صاحب جمہرہ المتوفی ۳۲۱ھ زبان و لغت کے مشہور امام ہیں، خطیب لکھتے ہیں، وہ اہل علم کے سرخیل اور لغات، انساب

اور اشعار عرب میں سب پر فائق تھے، ان کو عرب کا سارا کلام حفظ تھا جب ان کے سامنے کسی عرب شاعر کے دیوان کا کوئی حصہ پڑھا جاتا تھا، تو وہ پورا دیوان پڑھ دیتے تھے (خطیب جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

یاقوت کا بیان ہے کہ وہ علمائے ادب میں سب سے بڑے عالم و حافظ تھے، ان کے سینہ میں علم شعر کا جتنا خزانہ بھرا تھا، اتنا کسی کے سینہ میں نہ تھا۔ انہوں نے بڑی عمر پائی، کامل ساٹھ برس تک علم کی خدمت میں مشغول رہے (معجم الادباء جلد ۶ ص ۴۰۲) جس دن ان کا انتقال ہوا، لوگوں کی زبان پر تھا کہ آج لغت کا خاتمہ ہوگیا۔ لغت پر ان کی انیس بیس تصانیف ہیں، ان میں بعض لغات قرآن پر بھی ہیں (دیکھو ابن ندیم ص ۹۲ و معجم الادباء جلد ۲ صفحہ ۱۹) ان میں جمہرہ سب سے زیادہ مشہور ہے، جو چھپ کر شائع ہوگئی ہے۔ کتب لغت میں اس کا جو پایہ ہے، وہ ارباب علم سے پوشیدہ نہیں۔

موجودہ متداول عربی لغات میں "لسان العرب" کا درجہ امہات کتب کا ہے، اس کے مصنف جمال الدین خزرجی عربی النسل ہیں، غرض ہر دور میں عربی النسل علمائے لغت اور اس کے مدونین موجود رہے ہیں۔

ابن ندیم، یاقوت، ابن خلکان، سیوطی، اور خطیب نے دس بیس نہیں سیکڑوں عربی النسل ائمہ اور جامعین لغت اور ان کی تصانیف کے حالات لکھے ہیں۔ ہم نے صرف چند نام بطور مثال لکھ دیئے ہیں۔

غالباً اتنی مثالیں اس دعوی کی صداقت کے لئے کہ جامعین لغت تمام تر عجمی تھے کافی ہوں گی۔ ان مثالوں کو پیش کرنے کے بعد گذارش ہے کہ تنہا عجمی النسل ہونا بے اعتباری کی دلیل نہیں ہے، یہ صحیح ہے کہ زبان کی تحقیق میں اہل زبان کے مقابلہ میں محض زباندان کا درجہ کم ہے۔ لیکن ہر زبان کے زباندانوں میں بہت سے ایسے محقق ہوتے ہیں، جن کا درجہ کسی طرح اہل زبان سے کم نہیں ہوتا، اصل شے تلاش و تحقیق اور وسعت علم ہے۔ عجمیوں نے عربی زبان کی تحقیق میں عمریں صرف کردیں، اور ایک ایک لفظ اور ایک ایک محاورہ کی تلاش و تحقیق میں برسوں صحرائے عرب کی خاک چھانی، مدتوں بادیہ نشین عربوں میں رہ کر اپنی تحقیق مکمل کی عجمی ائمہ لغت میں شاید ہی کوئی ایسا نکل سکے جس نے برسوں اہل زبان عربوں کے ساتھ بسر نہ کئے ہوں، پھر جو کچھ بھی لکھا، اس کی سند میں خالص عربوں ہی کا بلکہ عرب جاہلی کا کلام پیش کیا ہے، گویا صرف قلم ان کا تھا، اور زبان خالص عربوں کی، ایسی صورت میں ان کا درجہ کسی اہل زبان سے کم نہیں، حیرت کا مقام ہے کہ ہم ہندستانی

بلکہ ہندی نژاد ہوکر تو اجتہاد و امامت کے تو مدعی بنیں، اور وہ عجمی جن کی تہذیب جن کا تمدن، جن کی زبان ہر چیز عربی رنگ میں رنگ گئی تھی، ان کی زبان تک معتبر نہ مانی جائے۔

اگر عجمیت کو بے اعتباری کی دلیل مان لیا جائے تو مسلمانوں کے سارے علمی سرمایہ ہی پر پانی پھر جاتا ہے کہ ان کے بیشتر جلیل القدر ائمہ عجمی تھے، اور ان کا سارا قابل فخر کارنامہ عجمیوں ہی کا رہین منت ہے۔

لغت کی بحث کے بعد زبان عربی کے قواعد پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے، یہ دعوی بھی کہ "عربی زبان کے قواعد اس لئے ناقابل اعتبار ہیں کہ وہ قیاسی ہیں"؛ نہایت مہمل ہے، اوپر لکھا جا چکا ہے کہ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے جس کے قواعد علمی طور سے پہلے مرتب ہوئے ہوں، اور ٹھیک اسی اصول کے مطابق مرتب ہوتے ہیں جس اصول پر عربی کے قواعد مرتب ہوئے لیکن اس بنا پر کسی زبان کے قواعد کو غیر معتبر نہیں کہا جاسکتا، اگر انہیں غیر معتبر مان لیا جائے، تو پھر دنیا کی کسی زبان کے قواعد کو غیر معتبر نہیں کہا جاسکتا، اگر انہیں غیر معتبر مان لیا جائے، تو پھر دنیا کی کسی زبان کے قواعد صحیح نہ رہ جائیں گے، اور نہ ہمارے پاس کسی زبان کے صحیح طور سے سمجھنے کا کوئی ذریعہ رہ جائے گا۔

زبان کے قواعد ہمیشہ کلاسیکل لٹریچر ہی سے مرتب ہوتے ہیں اور اس کی تشریح و ثبوت کے لئے اسی کی مثالیں دی جاتی ہیں، چنانچہ عربی صرف و نحو میں بھی کلام عرب اور کلام اللہ کی مثالیں ہیں، محض قیاسی کہہ دینے سے یہ غیر معتبر نہیں ہوسکتے، دیکھنا یہ چاہیئے کہ وہ قواعد کہاں تک عربی زبان پر منطبق ہوتے ہیں، اس لحاظ سے عربی کا کوئی کلام عربی صرف و نحو کے قاعدہ سے باہر نہیں ہے۔ شاذ مثالوں کا ذکر نہیں کہ شواذ تو ہر کلیہ میں ہوتے ہیں اور کوئی زبان استثنا سے خالی نہیں ہے۔ ہاں اگر عربی کے قواعد بیشتر عربی کلام کا ساتھ نہ دے سکتے ہوں تو بیشک وہ غیر معتبر مانے جائیں گے، لیکن ایسا نہیں ہے، عربی زبان کے قواعد اس قدر جامع اور مکمل ہیں، جس کی مثال دوسری زبان کے قواعد میں نہیں مل سکتی۔

پھر عربی کے قواعد کی ترتیب اور نزول قرآن کے درمیان کوئی بہت بڑی مدت حائل نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس زمانہ میں مکمل قواعد مرتب نہیں ہوئے تھے اور شرح جامی اور کافیہ تالیف نہیں ہوئی تھیں، لیکن بقدر ضرورت قواعد خود حضرت علیؓ نے ابوالاسود دؤلی کو تعلیم دے کر ان سے مرتب کرائے تھے (ابن ندیم ص ۵۹) بلکہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ

حضرت علیؓ سے بھی پہلے حضرت عمرؓ نے مرتب کرائے تھے لیکن پہلی روایت زیادہ صحیح ہے کہ نحو کے اصول ابو الاسود کو حضرت علیؓ ہی نے تلقین کیے تھے، آپ سے بڑھ کر زبان عربی کا ماہر کون ہو سکتا تھا۔ پھر اسی زمانہ میں ابو الاسود کے تلامذہ نے اس فن میں کمال حاصل کر کے اس کو پھیلایا، ان میں بھی یہ میمون عنبسہ بن معدان، میمون بن اقرن اور عیسیٰ بن عمرو ثقفی زیادہ نامور تھے، عیسیٰ نے نحو میں دو کتابیں لکھی تھیں "کتاب الجامع اور کتاب الکمل" (ابن ندیم ص ۴۲) ان کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نحو کے جملہ ضروری مسائل پر حاوی رہی ہوں گی پھر ان کے تلامذہ کا سلسلہ پھیلا۔ اس طرح نحو کی تدوین کا آغاز خلافت راشدہ ہی سے ہو گیا تھا، جب کہ اس کے پرکھنے والے اور قرآن پر منطبق کر کے جانچنے والے صحابہ موجود تھے۔ اگر ان میں کوئی خامی بھی ہوتی تو اسے رد کر دیا جاتا۔

اس تفصیل سے عربی لغت اور قواعد کی بے اعتباری کے مغالطوں کا پردہ پوری طرح چاک ہو گیا ہوگا۔

کلام اللہ اور اسلامی تعلیمات کی غلط تفسیر وتاویل کے اسباب

ہم نے جہاں تک غور کیا ہے قرآن مجید کی غلط تفسیر اور اسلامی تعلیمات کی غلط تاویل کے دو بڑے اسباب نظر آتے ہیں۔ ایک جدید تمدن سے ہماری دماغی اور ذہنی مرعوبیت، دوسرا مذہب میں آسانی اور سہولت کی تلاش اور نئے تعلیم یافتہ طبقہ میں مقبولیت کا شوق یہ دوسرا سبب درحقیقت پہلے ہی سبب کا نتیجہ ہے۔ ضرورت ہے کہ ان دونوں پہلوؤں پر بھی نظر ڈال لی جائے، تاکہ اس بحث کا کوئی پہلو تشنہ باقی نہ رہ جائے۔ گو یہ بحث کسی قدر موضوع سے ہٹ جائے گی، لیکن ان اسباب کا اثر تفسیر قرآن پر بھی پڑا ہے اس سے ضروری ہے۔

آج جدید خیالات، نظریات اور انکشافات کی روشنی میں قرآن کی جو نئی نئی تاویلیں ہوتی ہیں، وہ اہل نظر سے مخفی نہیں ہیں۔ آج سے نصف صدی پیشتر جب نیچر یا فطرت پرستی کا زور تھا قرآن کو نیچر کے اصولوں پر منطبق کرنے کی کوشش کی جاتی تھی، اور جہاں دونوں میں تصادم ہوتا تھا۔ وہاں قرآنی آیات کی عجیب مضحکہ انگیز تاویلیں کی جاتی تھیں۔ ہمارے بعض مشہور مفسروں کی تفسیروں میں اس قبیل کی تفسیر کے بہت سے نمونے موجود ہیں۔

یہ کہنا ہے کہ یہ صورت ہماری ذہنی اور دماغی مرعوبیت کا نتیجہ اور غلط علم یا نیچر کے قوانین ایسے اٹل اور ناقابل تغیر سمجھتے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں قرآن کی صریح آیات کا انکار کیا جائے، یا اس کی رکیک تاویلیں کی جائیں، نیچر یا فطرت کے قوانین اسی کا نام ہے کہ عالم مادی جس نظام و قاعدہ پر چل رہا ہے اس میں کوئی تغیر و تبدل ہمارے مشاہدہ و تجربہ میں نہیں آیا۔ لیکن کسی چیز کا مشاہدہ اور تجربہ میں نہ آنا اور شے ہے، اور ناممکن الوقوع ہونا اور شے کسی شے کا تجربہ اور مشاہدہ نہ ہونا اس کے نہ ہو سکنے کی دلیل نہیں، اس کی بنیاد پر ہم کسی شے کے امکان کا انکار نہیں کر سکتے۔ اور امکان کے بعد واقعہ کا ظہور ہو سکتا ہے، خصوصاً آج کل سائنس کی دنیا میں تو کوئی چیز بھی بعید نہیں رہ گئی ہے، ماضی کا محال موجود نظر آ رہا ہے، ہوائی جہاز آسمانوں میں اڑتے پھرتے ہیں، غیر مرئی چیزوں کے فوٹو لیے جا سکتے ہیں، ہزاروں کوس کی مسافت سے باتیں کر سکتے ہیں، بلکہ صورت دیکھ سکتے ہیں، دوسرے ستاروں کی دنیا سے نامہ و پیام کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں، آج سے نصف صدی پیشتر اسے کون نیچر پرست یقین کر سکتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے محدود علم، محدود تجربات، اور محدود خیال کے مطابق نیچر کا یہ تخیل قائم کر لیا ہے کہ اس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ کائنات کے اسرار بے پایاں ہیں۔ جہاں تک ہمارا وہم و قیاس بھی نہیں پہنچ سکتا، اس وقت تک جو تحقیقات ہو چکی ہے، وہ سائنس دانوں کے بقول سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ سے زیادہ نہیں ہے۔ ایسی ناقص تحقیق و تجربہ پر ہم کلام الٰہی کی بنیاد کیونکر رکھ سکتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ جدید تمدن کی ضد میں اصلی واقعات کو چھپایا جائے، یا غلط اعتراضات کا جواب نہ دیا جائے یا اسلام سے متعلق غلط فہمیوں کو دور نہ کیا جائے، یا یورپ کے اچھے خیالات کی خواہ مخواہ مخالفت کی جائے، یا ان کے مقابلہ میں اپنی بہتر تعلیمات کو پیش نہ کیا جائے لیکن ان سب میں اسلام کی معذرت خواہی کے عجز اور درماندگی کے بجائے اس کی صداقت، حقانیت اور برتری کی تمکنت کا جلوہ ہو، اور جہاں ان کے اصولوں سے اسلامی تعلیمات کا تصادم ہو وہاں اپنی تعلیمات میں تاویل کرنے کے بجائے ان کے بنائے ہوئے اصولوں پر نہایت جرأت سے تنقید کی جائے۔

یہ غلطی آج کی نہیں۔ بلکہ اس زمانہ سے چلی آ رہی ہے۔ جب کہ ہمارے بعض متکلمین نے حسن نیت لیکن علمی مرعوبیت سے اسلامی عقائد کو فلسفہ یونان سے پرکھنے کی کوشش کی۔ اور آج ہم انہیں یورپ کے بنائے ہوئے اصولوں پر جانچنے اور ان پر منطبق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اب ایک نئے علم کی ضرورت ہے۔

کہ ہم اپنے عقائد و تاویلات میں تاویل کے بجائے یورپ کے
خیالات اور اصولوں پر تنقید کرکے ان کی غلطی دکھائیں، قدیم اسلامی
دور میں بھی ایسے بالغ نظر اور عالی ہمت علما موجود رہتے جنہوں
نے فلسفۂ یونان کے مقابلہ میں عجز و درماندگی کا اعتراف نہیں کیا،
بلکہ اس پر تنقید کرکے اس کے مسلمات کو توڑا، گو اب بحمداللہ ملک
میں ایسی جماعتیں اور اشخاص پیدا ہو گئے ہیں جو زبان و قلم سے اس
فرض کو ادا کر رہے ہیں، لیکن ضرورت اس کی ہے کہ ہمارے علماء
اور ارباب فکر اپنی تقریروں و تحریروں اور تصانیف میں اس کا
خاص لحاظ رکھیں، اور نہ صرف اسلامی عقائد و تعلیمات میں بلکہ
مذہب، سیاست، تہذیب و معاشرت ہر شعبہ میں ہماری حیثیت
مدافعانہ نہیں بلکہ جارحانہ اور فاتحانہ ہونی چاہیئے۔ ہم کو غلامی سے
ہرگز انکار نہ کرنا چاہیئے بلکہ جس حد تک اور جس نوعیت کی غلامی
اسلام میں تھی، اس کا اعتراف کرنا چاہیئے، کہ اسلام میں غلامی ہے
اور یقیناً ہے، لیکن وہ غلامی جس پر تمہاری ہزاروں آزادیاں قربان
ہیں، تم نے اسلام کی غلامی کو اپنے دور جہالت کی غلامی سمجھا ہے
جب تم غلاموں کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کرتے تھے،
اسلام کا غلام تو آقا کے گھر کا ممبر ہے۔ آقا کو اس کے ساتھ مساوات
کی تاکید ہے کہ وہ غلام کو اپنے جیسا کھلائے، اور اپنے جیسا
پہنائے، انہیں کسی قسم کی اذیت نہ دی جائے۔ اسلام نے غلاموں
کو زمین کی پستی سے اٹھا کر آسمان کی بلندی تک پہنچا دیا، مسلمانوں
نے انہیں اپنا ہادی اور رہبر بنایا، انہیں علم کی مسند اور حکومت کے
تخت پر بٹھایا، انہیں ہر طرح کی ترقی کے مواقع عطا کئے، تم زبان
سے تو غلامی کی مذمت کرتے ہو، لیکن عملاً ساری دنیا کو غلام بناتے
ہو اور ان کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک کرتے ہو۔ آج
امریکہ میں حبشیوں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے، بلکہ تمام محکوم
قوموں کے ساتھ حاکم قوموں کا طرز عمل کیا ہے، ہمیں اس کا اقرار
کرنا چاہیئے کہ تعدد ازدواج عدل کے سوا بلا کسی شرط و قید کے
جائز ہے۔ تم صرف قانونی ایک بیوی سے زیادہ نہیں رکھتے ہو، اس
کے بعد؟ ہم ایک سے زیادہ عورتوں کو باقاعدہ بیوی بنا کر انہیں
رفیقۂ حیات کا درجہ دیتے ہیں، تم ان سے کھیلتے ہو، تم تعدد ازدواج
کو وحشیانہ رسم سمجھتے ہو، لیکن تمہارے ملک میں مردوں کی پیدائش
کی قلت کے مقابلہ میں عورتوں کی پیدائش کی کثرت کا کیا علاج ہے
بڑی بڑی لڑائیوں میں لاکھوں مرد کٹ جاتے ہیں۔ عورتوں کی یہ
فاضل تعداد کہاں کھپاؤ گے۔ اگر آج نہیں تو کل تم تعدد ازدواج
کے قائل ہوگے۔

اسلام نے پردہ اور آزادی نسواں کی جو حد مقرر کی ہے وہ
نہ صرف نسوانی عفت و حیا کے لئے ضروری ہے بلکہ اس پر خانگی
زندگی کی خوش گواری اور ناخوش گواری کا دار و مدار ہے، تم کبھی
پردہ کا ذکر نہیں، تمہارے یہاں عورتوں کی غیر محدود آزادی کا اثر
عورتوں اور مردوں کے لئے ہے یا کا ناخوشگوار نتائج روز روشن
کی طرح عیاں ہیں، تمہاری عورتوں کی بے قید آزادی نے تمہاری
خانگی زندگی تلخ کر دی ہے، اور تمہارا نظام معاشرت تباہ کر دیا ہے
تم بیویوں سے راحت و سکون حاصل کرنے کے بجائے تھیٹروں
اور بازاروں میں تفریح طبع کا سامان ڈھونڈتے ہو، پھر عورتوں
کی آزادی کے ترانے کے باوجود آج اٹلی اور جرمنی میں کیا ہو رہا ہے
عورتیں کالجوں، یونیورسٹیوں، پارکوں اور تفریح گاہوں سے
گھسیٹ کر گھر کی چار دیواری میں لائی جا رہی ہیں۔

تم کہتے ہو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا، اگرچہ یہ صحیح نہیں ہے
لیکن اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی ہم کو اس کے لئے قطعی کسی
ندامت و پشیمانی یا تاویل کی ضرورت نہیں، ہمارے عقیدہ میں
اسلام دین حق اور خدا کا آخری قانون ہے، اور باطل کے مقابلہ
میں حق کی حمایت کے لئے کبھی تلوار بھی اٹھانی پڑتی ہے ؎

کار حق گاہ بشمشیر و سناں نیز کنند

ہماری تلوار تمہاری توپ سے کہیں زیادہ دنیا کے لئے باعث رحمت
تھی، اگر ہم نے تلوار سے بھی اسلام کو پھیلایا تو ایسی چیز کو پھیلایا
جس پر ہمارے عقیدہ میں ساری دنیا کی دینی اور دنیوی فلاح کا
دار و مدار ہے، اس لئے اگر ہم نے انسانوں پر جبر سے کام لیا بھی
تو اپنے عقیدہ کے مطابق خود ان کی صلاح و فلاح کے لئے، اپنی
ذاتی غرض اور دنیا میں اپنی حکومت پھیلانے کے لئے نہیں، پھر
دنیا کی ہر حکومت کا قانون اس کی رعایا کے لئے ماننا ضروری ہے
اگر نہ ماننے کی تو جبر سے منوایا جائے گا، اسلام خدا کا آخری قانون
ہے اور ساری دنیا اس کی رعایا ہے اور مسلمان [illegible]
اس لئے [illegible] فرض تھا کہ وہ [illegible] دنیا کو اس کا پابند بناتے۔
تم تو اپنے ذاتی اغراض کے لئے، اپنی تجارت کے لئے، اپنی
حکومت کے لئے، حصول دولت کے لئے، انہیں تہذیب و شائستگی
سکھانے کے پردہ میں ساری دنیا کو تلوار کے زور سے غلام بناتے
ہو، ہم نے مسلمان بنانے کے بعد ان کو ہر چیز میں برابری کا درجہ
دیا، اور تم اپنے محکوموں کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک
کرتے ہو [illegible]
میں [illegible]

قوموں کو مسخ کر دیا، پرانی تاریخ کو جانے دو، ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں ہندوستان میں تبلیغ کے لئے کیا کچھ نہیں کیا، مذہب تو اب تمہارے یہاں برائے نام رہ گیا ہے، اس کی جگہ سیاست نے لے لی ہے۔ اور سیاست کے جو خونی تماشے تم روز کھیلا کرتے ہو، وہ دنیا کی نگاہوں کے سامنے ہیں، یہی حال تمہاری رواداری کا ہے، تمہاری رواداری کا مدعی اسی وقت تک رہتا ہے جب تک تمہارے اغراض میں رواداری حائل نہ ہو، ورنہ چنگیز و ہلاکو کی داستانِ ستم بھی تمہاری رواداری کے مقابلہ میں ہیچ ہو جاتی

خلافت راشدہ اور اسلامی حکومتوں کو ہمیں یورپ کے موجودہ جمہوری نظام پر ہرگز جانچنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا نظام جیسا کچھ بھی تھا، تمہاری جمہوریت سے کہیں بہتر تھا، تم زبان سے جمہوریت جمہوریت پکارتے ہو، لیکن تم جمہوریت کی روح سے ناآشنا ہو، تمہاری جمہوریت بدترین استبداد کا بدترین نمونہ ہے جمہوریت کے صرف یہ معنی نہیں ہیں کہ ایک جماعت کے مشورہ سے حکومت چلائی جائے، یا حکمراں وقتاً فوقتاً بدلتے رہیں، خواہ وہ جماعت کیسی ہی خود غرض اور مستبد کیوں نہ ہو، حقیقی جمہوریت یہ ہے کہ خواہ ایک فرد حکمراں ہو یا ایک جماعت، ساری رعایا کے ساتھ بلا فرق و امتیاز یکساں عدل و انصاف برتا جائے، اس کے لئے سامان راحت مہیا کی جائے، اس کی اصلاح و فکر کے ذرائع اختیار کئے جائیں، سب کو یکساں ترقی کے مواقع حاصل ہوں، ملک میں امن و امان اور فارغ البالی ہو، کوئی فرد ننگا بھوکا نہ رہنے پائے، اس اعتبار سے تمہاری جمہوریت کا جو حال ہے، وہ ساری دنیا پر ظاہر ہے، اگر کسی حد تک تمہارے یہاں جمہوریت ہے بھی تو اس کے فوائد صرف تمہاری قوم تک محدود ہیں، بلکہ قوم کے خاص طبقہ تک، اس لئے نتیجہ کے اعتبار سے تمہاری جمہوریت اور مستبد شخصی حکومت میں کوئی فرق نہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہمارے اصول حکمرانی رعایا کے لئے ابر رحمت تھے۔

پھر تجربہ سے ہر زمانہ میں نظام حکومت بدلتا رہتا ہے، جس ملک میں چند سال پہلے جمہوریت کا شور تھا۔ آج وہاں آمریت کا زور ہے۔ اب ہم عقیدت کیشوں کا فرض ہے کہ حضرت عمر رضی کو اسلامی آمریت کے مثال میں پیش کریں، اور جب آئندہ حکومت کا کوئی اور تخیل بدلے تو پھر اور کوئی مثال تلاش کریں۔

یہ صرف چند مثالیں دی گئی ہیں، ورنہ زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے، جس میں ہم ذہنی غلامی میں گرفتار نہ ہوں، مسلمانوں میں چونکہ بطور نشان کے مذہب کو آگے رکھنے کی رسم جاری

اور کچھ عام مسلمانوں کے خوف سے بھی اس کا نام رکھنا ضروری ہے اس لئے ہر میدان میں وہ تائید و حمایت کے لئے ساتھ رکھا جاتا ہے، اور پھر اس کی عجیب و غریب تاویلیں کی جاتی ہیں، بعض لوگوں کو اس پر تعجب ہوگا کہ یہ شخص کس زمانہ کی باتیں کر رہا ہے۔ آج تو یورپ کی ہر شئے سے نفرت کی جا رہی ہے، اور یہ وہی پرانا راگ الاپتا چلا جا رہا ہے، لیکن ذرا ٹھہرئیے پرانے واقعات دہرانے کے بعد نئے حالات پیش کئے جاتے ہیں، یہ غلط ہے کہ اب زمانہ بدل گیا اور ہم یورپ کی ذہنی غلامی سے آزاد ہو گئے۔ غلامی اب بھی وہی ہے صرف شکل بدل گئی ہے۔ تغیر صرف پوست کا ہے مغز کا نہیں، ہم صرف یورپ کی سیاسی سخت گیریوں سے گھبرا گئے ہیں، باقی ان کے تمدن کی پیداوار کے اب بھی ویسے ہی قدردان اور شیدائی ہیں، انگریزوں کے نہیں سوویٹ حکومت کے سہی، اور اب ان کے سیاسی نظریوں کو چھوڑ کر ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

یہ سوشلزم، کمیونزم، محدود قومیت و وطنیت اپنے مذہبی روایات سے انکار، الحاد و بے دینی یہ سب کیا ہیں، وہی یورپ کی صدائے بازگشت، یہ میں نہیں کہتا کہ ان تحریکوں کی پیدا کردہ سب چیزیں ناقابل قبول اور بری ہیں ؏

خدا شرے برانگیزد کہ خیرے ما دراں باشد

کے اصول پر ان جدید تحریکوں نے ہمارے بعض پرانے بھولے ہوئے فرائض مثلاً قوم کی خدمت، ملک کی آزادی، غرباء کی حمایت و دستگیری، مظلوم کا مقابلہ وغیرہ کو یاد دلا دیا۔ ان میں سے کوئی چیز ہمارے لئے نئی نہیں ہے، لیکن چونکہ ہم پرانے بھولے ہوئے سبقوں کو بھی دوسروں ہی کی زبان سے سنکر یاد کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اس لئے جب تک یہ چیزیں یورپ کی راہ سے نہ آئیں، اس وقت تک ہمارے لئے ناقابل قبول تھیں۔ ہماری پرانی نسلوں نے انگریزوں کی حکومت، ان کی تعلیم، ان کی تہذیب و معاشرت ہر چیز کی مخالفت کی، لیکن ان کی اس مخالفت کو تعصب اور جہالت پر محمول کیا گیا، اب جبکہ یہی چیزیں یورپ اور سیاست کی راہ سے آئیں، تو نہ صرف قابل قبول ٹھہریں، بلکہ دین و مشرب بن گئیں، اور اپنا دین و مشرب بھی اس پر سے قربان کر دیا گیا لیکن چونکہ وہ دوسری راہ سے آئیں، اس لئے اس کے ساتھ اس کی تمام برائیاں بھی آئیں، ہم نے قومیت اور ملک کی خدمت کا سبق یورپ کی نیشنلزم سے سیکھا، اس لئے قوم اور ملک کی خدمت کے ساتھ "قوم اور وطن پرستی" بھی آگئی۔ اور اس "پرستش" کے مقابلہ میں قابل پرستش شے قابل نفرت قرار پائی

اور قومیت کے محدود خیال پر ہر مسلم عزیز قربان کردی گئی، اسی طرح غرباء کی امداد و دستگیری اور مظلوم کے انسداد کا سبق ہم نے کارل مارکس اور لینن کی کتاب سے سیکھا، اس لئے الحاد و دہریت بھی اس کے ہمرکاب آئی، اور مذہب عبث عابلیت کی نشانی قرار پایا کہ سب سے بڑا مجرم تو وہی ہے جو انسانوں کو پابند بناتا ہے، حالانکہ یورپ کی نیشنلزم سراسر خود غرضی ہے، یعنی اپنی قوم کے فائدہ کے لئے ساری دنیا کی اقوام کے فوائد کو قربان کر دینا، گو ابھی یہ چیز ہم میں پیدا نہیں ہوتی ہے، لیکن ایک نہ ایک دن آ کر رہے گی، ابھی یہ شے اس لئے نہیں پیدا ہوتی ہے، کہ ہم خود مظلوم ہیں، اور ایک مظلوم کسی پر کیا ظلم کر سکتا ہے، لیکن اس کے آثار نمایاں ہیں، اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان کے طبقوں میں جس نے ہاتھ میں جس حد تک قوت آتی جاتی ہے، وہ دوسروں کے حقوق دبا تا جاتا ہے، جب آپس میں یہ حال ہے، تو قوت آنے کے بعد دوسروں کے ساتھ کیا طرز عمل ہوگا ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

صحت اور غلط تفسیر و تاویل کے دو سبب بتاتے تھے، ایک جس کی اور تفسیر ابی کی، دوسرا مذہب میں آسانی و سہولت کی تلاش اور جدید طبقہ میں مقبولیت کی خواہش، لیکن سوال یہ ہے کہ اس کی حد کیا ہوگی، اور اسے کون مقرر کرے گا، سہولت کے بھی مدارج ہیں، ہر شخص کا معیار سہولت جدا ہے، ایک شخص کے لئے جو چیز مشکل ہے وہی دوسرے کے لئے آسان، ایک شخص جس شے کو زحمت سمجھتا ہے دوسرا اسے عین رحمت، ایک مومن کو شب بیداری میں مسرت محسوس معلوم ہوتی ہے، بلکہ راحت، دوسرے کیلئے جمعہ اور عیدین کی نماز بھی بار ہے، ایک شخص روزہ کی سختی نہیں برداشت کر سکتا، لیکن دوسرے کیلئے نہایت معمولی بات ہے، ایک شخص کی نگاہ میں فقہ قدرہ معرفت کردگار کا دفتر ہے، دوسرے کے دماغ میں خدا کا وجود بھی نہیں سلا ذوق اور طبائع کا یہ اختلاف تنہا اسلام اور مذہب ہی تک محدود نہیں ہے، بلکہ دنیا کی ہر شے میں ساری ہے، ایسی حالت میں سہولت کا معیار کیا ہوگا، اور اسے کون مقرر کریگا، اور ایک کا مقرر کردہ معیار دوسرے کیلئے کس اصول پر قابل تسلیم ہوگا، اس لئے جبتک کوئی ایسی حد مقرر نہ ہو جو ہر شخص کیلئے واجب التسلیم ہو، اسوقت تک ہر شخص آزاد ہے کہ اپنی عقل و فہم اپنی آسانی و سہولت اور اپنے اغراض و مصالح کے مطابق جو حد چاہے مقرر کرے، اس وقت مذہب مذہب نہ رہے گا، بلکہ ذاتی خیال اور ذاتی شے بن جائیگا، ایسے آزاد طبائع سے ہمیں بحث نہیں اور نہ ان سے خطاب ہے لیکن جو لوگ اسلامی تعلیمات کے تحفظ کے مدعی ہیں، انہیں تو بہر حال مذہب کے مقرر کردہ حدود ہی کو معیار ماننا پڑے گا، اور اس کے ماننے کے بعد

مذہبی معلومات

کیا قرآن رسول کا کلام اور انسانی تعلیمات سے ماخوذ ہے

(از حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی)

اگر کوئی مسلمان نہ ہو، یا خدانخواستہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کو صادق اور راست باز تسلیم نہیں کرتا، تو اس کے لئے اپنی غلط فہمی سے بے شبہہ یہ کہنے کا موقع ہے کہ قرآن پاک خدا کا نہیں، بلکہ رسول کا کلام اور انسانی تعلیم سے ماخوذ ہے لیکن ہمارا مخاطب ایک ایسا شخص ہے جو اپنے کو مسلمان کہنے اور مسلمان مانے جانے پر مصر ہے اور ساتھ ہی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو صادق اور راستباز تسلیم کرتا ہے، اور اس کے باوجود یہ کہنے کی جرأت کرتا ہے، کہ قرآن پاک خدا کا نہیں بلکہ رسول کا کلام ہے، اور انہوں نے یہود و نصاریٰ کی سنی سنائی باتوں کو اپنے قرآن میں درج کر دیا ہے۔

جو شخص اپنے کو مسلمان کہہ کر یہ خیال رکھتا ہو، وہ قطعاً اسلام کے دائرہ سے خارج ہے، کیونکہ وہ ایسے بنیادی اصول کی جڑ کھودنا چاہتا ہے، جس پر اسلام کی پوری عمارت قائم ہے اور جو اسلام کا مسلم عقیدہ اور یقینی تعلیم اور متفقہ فیصلہ ہے جس پر جب سے اسلام ہے، تمام امت کا متفقہ مسلمہ اور ناقابل شک یقین کامل ہے۔

جو چیز ایسی یقینی اور مسلم ہو، اس پر دلیل قائم کرنا اور دلیلوں کے ذریعہ سے اس پر ایمان کا مطالبہ درحقیقت اس یقین کی کمزوری کا نشان ہے، آفتاب کے طلوع پر دلیل مانگنا اپنی نابینائی کا آپ اعلان ہے۔

اسلام کی ساڑھے تیرہ سو برس کی زندگی میں سیکڑوں فرقے پیدا ہوئے، مگر اس اصول پر سب کے سب متفق تھے، کیونکہ جو اس اصول پر متفق نہیں وہ اسلام کے دائرہ ہی میں شامل نہیں وہ کسی فرقہ میں کیا شمار پاتا۔

کیسے افسوس کی بات ہے کہ آج نام کے مسلمانوں میں ایک ایسے بلند خیال محقق پیدا ہوئے ہیں جو گو مشرق و مغرب کے ہر علم و فن سے کورے ہیں، پھر بھی ہمہ دانی کا یہ دعویٰ ہے کہ مشرق و مغرب کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں اجتہاد کا دعویٰ نہ ہو۔

ان صاحب نے شاید ۱۹۱۰ء میں جب وہ چودہ پندرہ برس کے ہوں گے اپنے باپ کے ساتھ جو دارالعلوم ندوہ کے مطبخ اور دارالاقامہ میں منشی کی خدمت پر ایک دو مہینے کے لئے نوکر ہوئے تھے، دارالعلوم کے احاطہ میں داخل ہو کر چند ابتدائی کتابیں صرف شروع کی تھیں، اس پر اتنا بڑا جھوٹ وہ بولے ہیں کہ انہوں نے دارالعلوم ندوہ میں علوم کی تکمیل کی ہے جیسا کہ انہوں نے مصنفین اردو کی فہرست مطبوعہ کتاب گھر حالی پبلشنگ ہوس دہلی میں خود اپنے قلم سے لکھ کر چھپوایا ہے (صفحہ ۱۳۵) کیا اس کے بعد ان کی اخلاقی حالت اس قابل بھی جاتی ہے کہ وہ حقائق اسلام پر گفتگو فرمائیں اور مسائل میں مجتہدانہ رائے کے اظہار کی جرأت کریں ؎

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

اپنی اس خود نوشت سوانح عمری میں صاحب مذکور نے اپنی تعلیم کا دوسرا مقام رامپور لکھا ہے، جہاں ان کے والد نے وکالت کا پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ لیکن وہاں بھی ان کی تعلیم ہدیہ سعیدیہ اور مختصر المعانی سے آگے نہیں ہو سکی، اور یہ کتابیں بھی ان کی بنیادی کمزوری کے سبب سے ان کی سمجھ سے باہر تھیں، جیسا کہ ان کے ساتھیوں کا بیان ہے۔

یہ ہے ان صاحب کی مشرقی علوم و فنون کی تکمیل اور تجر کا سارا افسانہ!

اس کے بعد کچھ انگریزی پڑھ کر پولیس کی نوکری کی۔ اور وہاں سے الگ ہو کر یا الگ کئے جانے پر دوسروں کی کمائی کو اپنانے میں اپنے کمال کا اظہار کیا، اور حقائق قرآنی اور نکات دینی پر لب کشائی کی جرأت کی۔

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت　　بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اگر ایسا شخص علانیہ اسلام سے ارتداد کر کے، یا یہودی، عیسائی اور آریہ ہو جائے تو ہم کو کچھ دکھ نہ ہوگا، کیونکہ یہ سمجھ لیا جائے گا، کہ وہ بھی اسلام سے غداری کر کے مخالفوں

کی صف میں شامل ہو گیا۔ لیکن غم تو اس کا ہے کہ وہ اپنے کو مسلمان کہتا ہے، اور اسلام کے قلعہ میں بیٹھ کر دشمنوں کے حق میں اسلام کے خلاف تبلیغ میں مصروف ہے۔ اور اس کے سبب سے مسلمان دو طرفہ حملوں میں گھرے ہیں۔ ایک دشمنوں کے حملے کا جواب، اور دوسرا دوست نما دشمنوں کے حملوں کی روک تھام، جس فوج کی صف کے اندر یہ خانہ جنگی برپا ہو، اس کی کامیابی کا یقین کوئی کیونکر کرے۔

شخص مذکور دراصل تو قرآن پاک کو خدا کا کلام اس لئے نہیں مانتا کہ وہ خدا کی ذات و صفات کے یقین سے محروم، نبوت و رسالت کی حقیقت سے بیگانہ، اور وحی و الہام کے عقیدہ سے ناآشنا ہے۔ مگر ظاہر یہ کرتا ہے کہ اس کو اس لئے نہیں مانتا کہ

۱۔ اس سے لازم آئے گا کہ خدا کی زبان اور منہ ہو،

۲۔ اگر قرآن پاک محمد رسول اللہ صلعم کی تصنیف نہ ہو تو رسول اللہ صلعم کی دماغی بلندی اور ذہنی کمال کا ثبوت کیا ہو گا (نعوذ باللہ)

۳۔ قرآن نے اپنے کو کہیں کلام اللہ نہیں کہا ہے۔

ان خرافات کی تردید کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ مگر اس لئے تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ ہم کو جواب نہیں دیا گیا چند سطروں کے لکھنے کی ضرورت ہے۔

صفت کلام | دراصل یہ مسئلہ صفات الٰہی کے مسئلہ کی ایک کڑی ہے، دنیا میں کوئی شے صفات سے خالی ہو کر نہیں پائی جا سکتی، عرصہ ہستی میں اوپر سے نیچے تک جو چیز بھی ہے وہ چند صفات سے متصف ہی ہو کر پائی جا سکتی ہے۔ اسی اصول کے تحت میں وہ ہستی اور ہستی بھی جس سے ساری دنیا کی ہستی ہے صفات سے خالی نہیں، عام اہل سنت اور غیر اہل سنت میں اختلاف اس میں ہے، کہ ان صفات کا منشاء خود ذات الٰہی ہے، یا ذات سے علیحدہ ہو کر وہ صفات اس میں اسی طرح پائے جاتے ہیں جیسا کہ ممکنات میں ہم کو نظر آتے ہیں۔

بہر حال جو پہلو بھی اختیار کیا جائے صفات الٰہی کے منشاء اور آثار کے ظہور سے کسی فرقہ بلکہ مطلقاً کسی مذہب کو انکار نہیں۔ اسی بنا پر ہم خدا کو سمیع (سننے والا) بصیر (دیکھنے والا) متکلم (بولنے والا) مرید (ارادہ کرنے والا) اور قادر (قدرت والا) یقین کرتے ہیں، اسلام کا کوئی فرقہ ایسا نہیں جو یہ کہے کہ جب وہ سنتا ہے، تو اس کے ہمارے جیسے کان بھی ہوں گے، وہ دیکھتا ہے تو ہماری جیسی اس کی آنکھیں بھی ہوں گی وہ بولتا ہے، تو ہماری جیسی اس کی زبان بھی ہو گی، اسی طرح دوسری صفات کا فرق ہے۔

ان صفات کی تعبیر دو طریقوں سے کی گئی ہے۔

۱۔ صفات عین ذات ہیں۔ یعنی خود ذات میں ان صفات کا منشا پایا جاتا ہے، خدا کو "سمیع" کہنے کا یہ مطلب ہے کہ جن باتوں کا علم ہم کو کانوں سے سنکر ہوتا ہے، خدا کو ان کا علم ہے۔ "بصیر"، اس لئے کہتے ہیں کہ جن چیزوں کو ہم دیکھ کر محسوس کرتے ہیں، ان کو بھی خدا جانتا ہے۔ اور "متکلم" اس لئے کہتے ہیں کہ ہم اپنے جن اندرونی خیالات اور مافی الضمیر کو اپنی زبان کی حرکت اور آواز سے دوسروں پر ظاہر کرتے ہیں، خدا بھی اپنی ان باتوں سے دوسروں کو اطلاع بخشتا ہے اور یہی اس کا کلام ہے

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ان صفات کے اظہار کے جو آلات ہم میں پائے جاتے ہیں، انہی نوعیتوں کی چیزیں اللہ تعالیٰ میں بھی پائی جاتی ہوں گی، اور اسی ادنیٰ تعلق سے خدا کے ہاتھ کو ہاتھ، آنکھ کو آنکھ، سننے کو سننا اور بولنے کو بولنا کہتے ہیں اس کے ہاتھ ہیں مگر ہماری طرح نہیں، وہ کلام کرتا ہے، مگر ہماری طرح نہیں، کیونکہ وہ خود اور اس کی ساری صفتیں قرآن کے اس اصول کے تحت میں ہیں۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (شوریٰ ۲۰) اس جیسی کوئی چیز نہیں

بہر حال ان میں سے جو پہلو بھی اختیار کیا جائے صفات الٰہی کا منشا پورا ہو گا۔ اب جو شخص کسی کو اپنے مافی الضمیر سے متعین اشاروں کے ذریعہ یا تحریر کے ذریعہ، یا کسی قاصد کے ذریعہ یا تار، ٹیلیفون اور ریڈیو کے ذریعہ یا مسمرازم میں معمول میں اپنی تاثیر کے ذریعہ جو اطلاع دوسروں کو دیتا ہے، وہ اطلاع یا کلام ذریعہ کا نہیں ہوتا۔ وہ اصل متکلم یا کاتب کا ہوتا ہے۔ ان درمیانی ذریعوں کا کام صرف ایصال ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اپنے ارادہ۔ اطلاع اور حکم سے جو اطلاع بخشتا ہے وہ کلام الٰہی ہے کلام رسول نہیں۔

انبیاء علیہم السلام میں علم کی دو قسم کی طاقتیں ہوتی ہیں | یہ آلات جن کے ذریعہ سے ہم اظہار مدعا کرتے ہیں بے جان اور بے ارادہ ہیں۔ ہم جس طرح چاہتے ہیں ان کو استعمال کرتے ہیں۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کی یہ صورت نہیں، وہ جان اور ارادہ رکھتے ہیں، لیکن ان کا ارادہ تمام تر حکم الٰہی کے مطابق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم السلام نے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ میں لکھا ہے، دو قسم کی علمی استعدادیں رکھی ہیں۔ ایک تو قوانین شریعت کا وہ اصولی علم، جس کے ذریعہ سے وہ کلیات کے تحت میں جزئیات پر حکم لگاتے ہیں، قوانین الٰہی کا یہ علم ان میں اسی طرح ودیعت رکھا جاتا ہے، جس طرح انسان، حیوان، چرند، پرند، غرض تمام انواع میں کچھ فطری علم ودیعت رکھ دیا جاتا ہے، انسان کے بچہ کو دودھ پینا کون سکھاتا ہے؟ حیوانات کے بچوں کو چرنا اور چگنا کون بتاتا ہے، پرندوں کے بچوں کو اڑنا، آبی جانوروں کے بچوں کو تیرنا کون تعلیم کرتا ہے، وہی خالق فطرت! اور حاکم خلقت! اسی کو وحی فطری کہتے ہیں، مثال کے لئے انسانوں میں فطری شاعر، فطری موجد، فطری مقنن، فطری ریاضی دان کا وجود کافی ہے۔

حضرات انبیاء کے اس ذریعہ علم کو ملکہ نبوت اور فہم نبوی بھی کہہ سکتے ہیں، اور وحی خفی بھی اس کا نام رکھ سکتے ہیں۔ اور یہی ذریعۂ علم انبیاء کی جلالت علم کو ظاہر کرتا ہے۔

دوسرا علم وہ ہے جو وقتاً فوقتاً انبیاء کو ان کے کسب نظر اور عمل تفکیر کے بغیر بارگاہ الٰہی سے عطا ہوتا ہے۔ اس ذریعہ اطلاع میں انبیاءؑ آلہ کی طرح بے جان اور بے ارادہ آلات کی طرح ہیں، جن کی مثال اوپر دی گئی، یہی وحی جلی ہے اور یہی کلام الٰہی ہے۔ اس طریق پر انبیاء کو جو علم ہوتا ہے، وہ انبیاء کا نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے، کیونکہ اس علم کے پانے میں ان کے عمل تفکیر یا قوت ذہنی یا تجربہ و مشاہدہ کو کام نہیں کرتا، بلکہ وہی پاتے ہیں، جو ان کو اوپر سے دیا جاتا ہے، اور وہی سنتے ہیں جو آسمان سے سنایا جاتا ہے۔ یہ یہود و نصاریٰ کی سنی سنائی باتوں اور رائج الوقت افسانوں کا مجموعہ نہیں ہوتا۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ)

انبیاءؑ کے علم کا ماخذ انبیاء علیہم السلام کی یہ دونوں علمی قوتیں انسانوں سے ماخوذ نہیں اور نہ وہ انسانوں کی سنی سنائی باتوں کو دہراتے ہیں، وہ خدا سے علم حاصل کرتے ہیں، اور غیب کے خزانہ سے پاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بتصریح فرما دیا ہے کہ وہ کیونکر انبیاء علیہم السلام کو اپنے علم و اطلاع سے باخبر کرتا ہے۔

وما کان لبشر ان یکلمہ	اور کسی آدمی کی تاب نہیں کہ اللہ
اللہ الا وحیا او من وراء	اس سے روبرو کلام کرے،
حجاب او یرسل رسولا	لیکن یہ کہ وہ الہام کر دے،
فیوحی باذنہ ما یشاء	یا پردہ کے پیچھے سے بات کرے
انہ علی حکیم (شوریٰ ۵)	یا کوئی قاصد بھیجے، جو اللہ کے

حکم سے اللہ کی مشیت کا پیغام اس کو پہنچا دیتا ہے۔ اللہ کی شان بڑی ہے اور وہ حکمت والا ہے۔

ان آیتوں میں صاف تصریح ہے، کہ اللہ تعالیٰ کسی بشر سے یوں باتیں نہیں کرتا، بلکہ اپنی باتوں سے دوسروں کو مطلع کرنے کے لئے وہ تین طریقوں سے کام لیتا ہے۔

۱۔ الہام اور القاء یعنی آواز اور قاصد کے بغیر خود بخود بلا واسطہ وہ قلب میں ڈال دیتا ہے۔ یا یوں کہیے کہ وہ اس علم کو قلب انسانی میں پیدا کر دیتا ہے، اس کو احادیث میں "نفث فی الروع" کہا گیا ہے۔

۲۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پردہ کے پیچھے سے یعنی غیب سے کوئی آواز آتی ہے، جس کو نبی سنتا ہے، لیکن بولنے والا نظر نہیں آتا۔

۳۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فرشتہ یا قاصد الٰہی نبیوں کے پاس خدا کا پیغام لے کر آتا ہے اور وہ ان کو سکھا اور بتا جاتا ہے، یا قلب میں اتار جاتا ہے۔

نکتہ:۔ آیت بالا کا اخیر ٹکڑا جس میں اللہ تعالیٰ کی رفعت شان اور حکمت بینی کا ذکر ہے۔ اس موقع پر خاص اہمیت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کی شان کی بلندی اور علو رفعت تو اس کی مقتضی ہے کہ کسی بشر کی یہ مجال نہ ہو، کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے کلام کا شرف بخشے، کہ وہ علی ہے، لیکن چونکہ وہ حکیم بھی ہے، اس لئے اس کی حکمت اور مصلحت کا اقتضاء یہ ہے کہ بندوں کو اپنے علم کی اطلاع بخشے، اس لئے اس نے اپنی رفعت اور بلندی کے باوجود بمقتضائے حکمت وحی کے یہ تین طریقے پیدا کئے، جن کے ذریعہ سے وہ اپنے علم و مشیت سے بندگان خاص کو آگاہ فرماتا ہے۔

احکام الٰہی وحی کے ان تینوں طریقوں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتے ہیں، یعنی وحی بلا آواز و واسطہ اور وحی بآواز غیب، اور وحی بذریعہ قاصد فرشتہ، چنانچہ قرآن پاک میں انہی اوپر کی آیتوں کے بعد ان سے متصل ہی ارشاد ہے:

وکذلک اوحینا الیک	اور اسی طرح ہم نے تیری طرف
روحا من امرنا ما کنت	اپنے دین کی روح (قرآن)
تدری ما الکتب ولا الایمان	وحی کی، تو (پہلے) جانتا بھی نہ تھا
ولکن جعلنہ نورا نھدی	کہ کتاب کیا ہے، اور ایمان کیا
بہ من نشاء من عبادنا	چیز ہے، لیکن ہم نے اس کو روشنی
(شوریٰ)	بنایا ہے جس سے اپنے بندوں
	میں سے جس کو چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں۔

یہ آیت وحی کے اقسام ثلاثہ کو جامع ہے (تفسیر روح المعانی میں ایک قول) اب خاص قرآن پاک کی نسبت آیتیں ملاحظہ ہوں۔

سورہ بقر میں ہے :-

قل من کان عدوا لجبریل   کہہ دے کہ جو جبریل کا دشمن ہے
فانہ نزلہ علی قلبک باذن   (تو وہ ہو اس سے قرآن کی سرگذشت
اللہ (بقرہ)   پر حرف نہیں آتا) کیونکہ اس نے

(اے محمدؐ تیرے قلب پر خدا کے حکم سے اس قرآن کو اتارا ہے۔

و انہ لتنزیل رب   یہ قرآن سارے جہان کے
العالمین نزل بہ الروح   پروردگار کی طرف سے اترا ہے
الامین علی قلبک لتکون   اس کو روح الامین فرشتہ لیکر
من المنذرین بلسان   تیرے قلب پر اترا۔ تاکہ تو
عربی مبین   عربی زبان میں خدا کا ڈر سنانے

والوں میں سے ہو۔

و اذا بدلنا آیۃ مکان   اور جب ہم ایک حکم کی جگہ دوسرا
آیۃ واللہ اعلم بما   حکم رکھتے ہیں اور خدا زیادہ جانتا
ینزل قالوا انما انت   ہے جس کو وہ اتارتا ہے، تو
مفتر بل اکثرھم لا   یہ کافر کہتے ہیں، کہ تو خدا کے نام
یعلمون. قل نزلہ روح   سے بنا کر لاتا ہے (خدا پر افترا
القدس من ربک بالحق   کرتا ہے) یہ لوگ جہالت سے
(نحل ۱۴)   ایسا کہتے ہیں، اے رسولؐ

ان کے جواب میں کہہ کہ روح القدس نے تیرے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ اس کو اتارا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے :-

فاستمع لما یوحی (طہٰ)   جو وحی کیا جاتا ہے اسکو سن۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ربانی ہے۔

لا تحرک بہ لسانک   اپنی زبان کو اس غرض سے
لتعجل بہ ان علینا   قرآن کے الفاظ کو (سنکر)
جمعہ و قرآنہ   مت ہلا کہ اس کو جلدی سے
(قیامت)   لے لے، ہم پر ہے اس کا یاد

کرانا اور پڑھنا۔

ان تمام آیتوں سے ظاہر ہے کہ قرآن پاک فرشتہ الٰہی کے ذریعہ سے محمد رسول اللہ صلعم کے قلب مبارک پر اترا۔ اور حوصلہ مبارک میں بھی آیا، اس کے معلومات کا سرچشمہ انسانی قصص و حکایات اور بشری علم و تجربہ اور سوجھ بوجھ نہیں ہے اب خاص قصص قرآنی کی نسبت ہم کو دیکھنا ہے، کہ کیا قرآن پاک اس کا ماخذ یہود و نصاریٰ کی سنی سنائی باتوں کو قرار دیتا ہے یا فیضان الٰہی اور تعلیم ربانی کو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کے شروع میں ہے

انا انزلناہ قرآنا عربیا   ہم نے قرآن کو عربی میں اتارا
لعلکم تعقلون نحن   ہے تاکہ تم سمجھو، ہم تم کو اچھی
نقص علیک احسن   طرح بیان کر کے ایک قصہ
القصص بما اوحینا   اس لئے سناتے ہیں، کہ ہم نے
الیک ھذا القرآن و   تمہاری طرف قرآن کو وحی کیا
ان کنت من قبلہ لمن   ہے اور تم اس سے پہلے
الغافلین (یوسف)   ناواقف تھے۔

آخر میں ہے :-

ذلک من انباء الغیب   یہ غیب کی باتوں میں سے ہے
نوحیہ الیک (یوسف)   ہم تمہاری طرف اس کو وحی

کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کے قصہ میں ہے :-

وما کنت ثاویا فی اھل   اور تو مدین کے رہنے والوں میں
مدین تتلوا علیھم   سے نہ تھا، کہ ان پر تو ہماری آیتیں
آیاتنا ولکنا کنا مرسلین   کو پڑھتا تھا، لیکن ہم ہی بھیجنے
وما کنت بجانب الطور   والے، اور تو طور کے کنارے
اذ نادینا ولکن رحمۃ   نہ تھا جبکہ ہم نے پکارا لیکن
من ربک لتنذر قوما   تیرے پروردگار کی رحمت سے
ما اتاھم من نذیر من   تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن
قبلک لعلھم یتذکرون   کے پاس ڈرانے والے نہیں
(قصص)   آئے تجھ سے پہلے تاکہ وہ

نصیحت پکڑیں۔

اسی قصہ کے موقع پر خدا فرماتا ہے :-

نتلوا علیک من نبا   ہم موسیٰ اور فرعون کا قصہ
موسیٰ و فرعون بالحق (قصص)   سچائی کے ساتھ تم کو سناتے ہیں

حضرت مریمؑ کے قصہ میں ہے :-

ذلک من انباء الغیب   یہ غیب کی خبروں میں سے
نوحیہ الیک وما کنت   ہم اس کو تمہاری طرف وحی کرتے
لدیھم اذ یلقون اقلامھم   ہیں اور تم جب یہ لوگ اپنے
(آل عمران - ۵)   قلم (قرعہ کے لئے) ڈال رہے تھے

ان کے پاس نہ تھے۔

دیکھا کہ قرآن پاک نے اپنے قصص کا ماخذ انسانی

ذرائع کو نہیں، بلکہ ربانی سرچشمۂ علم اور غیب کی طاقت کو بتایا ہے۔

آخر میں ہم ایک "مسلمان" کی عبرت کے لئے مولانا شبلی مرحوم کی کتاب سے ایک بیان نقل کرتے ہیں، جس سے یہ معلوم ہوگا، کہ ایک "زبردستی کے مسلمان" نے جو بات کہی ہے وہ حرف بحرف عیسائیوں سے ماخوذ ہے، اور اس کا جواب ایک "جنم کے مسلمان" سے بہتر ایک نومسلم فرنچ نے دیا ہے۔

"عیسائیوں نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش کی کہ آں حضرت پڑھے لکھے تھے تورات اور انجیل سے واقف تھے، اور جرجیس نامی ایک عیسائی سے تعلیم حاصل کی تھی، اگر یہ صحیح ہے تو خدا کی نسبت آنحضرت کا یہ خیال پیدا ہونا اور بھی زیادہ بعید بلکہ محال تھا، کیونکہ اس زمانہ کی تورات وانجیل اور عیسائی معلم اسی خدا کی تلقین کرسکتے تھے، جو خود ان کا خدا تھا، فرانس کا مشہور فاضل کاؤنٹ ہنری دی کاستری اپنی کتاب اسلام میں لکھتا ہے:۔

"ان روایات کا پتہ لگانا جن سے یہ ثابت ہو کہ محمد صلعم نے عیسائیوں، یہودیوں اور ستارہ پرستوں کے عقائد بالمشافہہ حاصل کئے تھے، فائدہ سے خالی نہیں، کیونکہ اس سے ان مقامات کی تشریح ہوتی ہے جہاں قرآن اور تورات کی آیتیں ہم مضمون ہیں، لیکن پھر بھی یہ درجہ دوم کی بحث ہے کیونکہ گو یہ فرض کر لیا جائے کہ قرآن آسمانی کتابوں سے ماخوذ ہے لیکن یہ مشکل حل نہیں ہوتی، کہ محمدؐ میں یہ مذہبی روح کیونکر پیدا ہوئی، اور وحدانیت کا ایسا مضبوط اعتقاد کیونکر پیدا ہوا جو ان کے جسم و روح پر بالکل چھا گیا"۔

یہی مصنف آگے چل کر لکھتا ہے:۔

یہ محال ہے کہ یہ اعتقاد تورات اور انجیل کے مطالعہ سے پیدا ہوا، اگر محمدؐ نے ان کتابوں کو پڑھا ہوتا، تو ان کو اٹھا کر پھینک دیا ہوتا، کیونکہ وہ ان کی فطرت اور وجدان اور مذاق کے مخالف تھیں، اس قسم کے اعتقاد کا محمدؐ کی زبان سے ادا ہونا ان کی زندگی کا سب سے بڑا مظہر ہے، اور یہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ رسول صادق اور پیغمبر مامون تھے"۔ (الکلام صفحہ ۳۰)

آخری سوال یہ ہے کہ خود محمد رسول اللہ صلعم نے جو مخاطب کے نزدیک صادق اور راست باز تھے، اس قرآن کی نسبت کیا دعویٰ کیا ہے، آیا یہ کیا ہے، کہ وہ میری بنائی ہوئی انسانی کتاب ہے، یا یہ کہا ہے کہ وہ حرف بحرف اللہ تعالیٰ کا فرمودہ ہے، جو محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ انسانوں کو ملا ہے، اس بحث کے فیصلہ کے لئے خود قرآن پاک کی طرف رجوع کرنا کافی ہوگا۔

قرآن پاک کا دعویٰ | کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ سورۂ بقرہ میں یہود کے تذکرہ میں ہے کہ وہ خدا کا کلام سننے کے بعد اس میں تحریف کرتے تھے۔

وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون۔ (بقرہ)	یہودیوں میں ایک گروہ ہے جو اللہ کے کلام کو سنکر پھر اس میں تحریف کرتے ہیں، اس کے بعد کہ وہ اس کو سمجھ چکے، اور وہ جانتے ہیں۔

کلام اللہ سے مراد ظاہر ہے کہ قرآن پاک ہے، جس کو سنکر اور سمجھ کر یہودیوں کا ایک گروہ اس کے لفظوں اور معنوں میں تحریف کرتا تھا اور اس کو یا تو اپنے غلط مقصد کے مطابق بنانا چاہتا تھا۔ یا اس سے خلاف مقصود معنی نکال کر اس پر اعتراض کیا کرتا تھا۔

کیا کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ یہاں کلام اللہ سے مراد تورات ہے، یہود اس کے مطلب میں تحریف کرتے تھے، مگر اس سے مسلمانوں کے استدلال میں کوئی فرق نہیں آتا، کیونکہ کلام اللہ ہونے میں تورات اور قرآن اور تمام دوسرے صحف الٰہی برابر کے شریک ہیں، جو معنی ایک کے کلام اللہ ہونے کے ہیں، وہی سارے صحف الٰہی کے کلام الٰہی ہونے کے ہیں۔

سورۂ فتح میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد مبارک کو جیسے قرآن پاک میں وعدہ کی صورت میں وارد ہوا تھا کلام اللہ فرمایا ہے۔

یریدون ان یبدلوا کلم اللہ (فتح)	وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔

یعنی منافقین جو غزوہ سے پیچھے رہ گئے تھے، وہ چاہتے ہیں کہ ارشاد الٰہی کو بدل دیں۔

۴۔ کفار جو گرفتار ہو جائیں، ان کو قرآن سنا کر تبلیغ کا فرض ادا کرنا چاہیئے۔

فاجرہ حتیٰ یسمع کلام اللہ (توبہ) — تو تم اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام سن لے۔

۴۔ قرآن پاک کی نسبت بار بار اعلان ہے کہ وہ خدا کی طرف سے اترا ہے،

تنزیل من رب العالمین (واقعہ) — پروردگار عالم کا اتارا ہوا۔

و انہ لتنزیل رب العالمین (شعراء) — یہ قرآن بے شک پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے۔

تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم (زمر و جاثیہ) — غالب اور حکمت والے خدا کی اتاری ہوئی کتاب۔

تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم (مومن) — غالب دوانا خدا کی اتاری کتاب ہے

تنزیل العزیز الرحیم (یٰسین) — اس غالب رحم والے کا اتارا ہوا

تنزیل من الرحمان الرحیم (فصلت) — رحمت والے رحیم کا اتارا ہوا

تنزیل من حکیم حمید (فصلت) — حکمت والے خوبیوں سے بھرے ہوئے کا اتارا ہوا۔

(باقی آئندہ)

ابن ماجہ شریف کامل اردو

(ترجمہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۴۶) صفوان بن محرز مازنی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کے ساتھ تھے اور وہ بیت اللہ کا طواف فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھا کہ ابن عمر نے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے بارے میں کیا سنا؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے مومن اتنا قریب ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا بازو رکھ دے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور فرمائے گا اے بندہ کیا تو اسے جانتا ہے؟ بندہ کہے گا ہاں میرے اللہ میں اسے جانتا ہوں حتیٰ کہ اسی طرح بہت سے سوالات جو وہ چاہے گا کرے گا، پھر فرمائے گا میں نے تمہارے ان گناہوں پر دنیا میں پردہ ڈال دیا تھا میں اب بھی انہیں معاف کرتا ہوں، پھر اسے اس کی نیکیوں کا دفتر دے گا، لیکن کافر یا منافق کو سب لوگوں کے ساتھ ہی بلائے گا۔

(۱۴۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں جنتی اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے کہ انہیں فضا میں نور چمکتا نظر آئے گا، وہ اپنے سر اوپر کی طرف اٹھائیں گے اور وہ اپنے رب کو اوپر کی طرف سے اپنی طرف دیکھتا ہوا پائیں گے، ان کا رب فرمائے گا۔ اے جنت والو تم پر سلامتی ہو، حضور نے فرمایا قرآن کی آیت "سلام قولاً من رب رحیم" سے یہی مراد ہے۔ حضور نے فرمایا، اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف دیکھتا رہے گا اور بندے اللہ کی طرف، اور اللہ کو دیکھنے میں اتنے محو ہوں گے کہ ان کی نظر کسی اور طرف نہیں اٹھے گی، اور نہ ہی وہ اس اثنا میں کسی نعمت کی طرف متوجہ ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حجاب فرمائے گا اور ان مشتاقان دید کے لئے صرف اس کا نور اور برکت باقی رہ جائے گی۔

(۱۴۸) عدی بن حاتم رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہوگا جو اپنے رب سے کسی ترجمان کے بغیر گفتگو نہ کرے۔ قیامت کے دن انسان اپنے دائیں بائیں اور آگے ہر طرف دیکھے گا، مگر آگ کے سوا اور کوئی شے نظر نہیں آئے گا جو اس کی شفاعت کر [illegible] اس لئے تم میں سے جس سے بھی ہو آگ سے بچنے کی کوشش کرے [illegible] تھوڑی سی کوشش ہی کیوں نہ ہو [illegible] کوشش کرتے جاؤ یہی ضروری ہے۔

(۱۴۹) عبداللہ بن قیس رضہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو چاندی کی جنتیں اور دو سونے کی جنتیں ہیں، ان دونوں کا سامان چاندی اور سونے کا ہوگا۔ اور ان میں جو قوم مقیم ہوگی اس میں اور ان کے رب میں کبریائی کی ردا کے سوا اور کوئی حجاب نہیں ہوگا۔

(۱۵۰) حضرت صہیب رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی یہ آیت تلاوت فرمائی "للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ" ۔ فرمایا جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں، تو ایک منادی دینے والا منادی کرے گا کہ اے جنت والو! اللہ تعالیٰ نے تم سے ایک وعدہ کر رکھا ہے اور وہ اب اسے پورا کرے گا۔ جنتی عرض کریں گے وہ وعدہ کیا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حساب میں ہم سے نرمی برتی [illegible] ہمارے چہروں کو بارونق اور روشن بنا دیا ہمیں دوزخ سے بچایا اور جنت میں داخل کر دیا۔ حضور نے فرمایا جنتیوں کی اس درخواست کو سن کر اللہ تعالیٰ نے اپنے اور جنتیوں کے درمیان سے حجاب اٹھا دے گا اور جنتی اسے دیکھیں گے اور خدا کی قسم جنت والوں کو اللہ کی طرف دیکھنے سے زیادہ اس وقت اور کوئی چیز [illegible] عزیز تر اور پسندیدہ نہیں ہوگی۔

(۱۵۱) حضرت عروہ بن زبیر رضہ فرماتے ہیں کہ ان سے حضرت عائشہ ام المومنین رضہ نے فرمایا اس اللہ کا شکر ہے جو ہر آواز کو سنتا ہے۔ ایک عورت خولہ حضور سے اپنے شوہر کے خلاف شکایت کرنے آئی، میں گھر کے اندر بیٹھی تھی، میں نہ سن سکی کہ خولہ نے اپنے شوہر کے خلاف کیا کہا، البتہ مجھے یہ معلوم ہے کہ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا۔

(۱۵۲) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ سے یہ لکھ رکھا تھا کہ میرے غصہ پر میری رحمت غالب آجائے گی۔

(۱۵۳) جابر بن عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ احد کے دن جب عبداللہ بن عمرو بن حرام شہید ہوئے تو مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملے اور فرمایا اے جابرؓ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے باپ سے کیا کہا ہے (حضرت عبداللہ بن عمر حضرت جابر کے والد تھے)

(۱۵۴) ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابرؓ! تم سرنگوں کیوں ہو؟ جابرؓ نے عرض کیا حضورؐ میرے باپ شہید ہوگئے ہیں اور اپنے پیچھے بال بچے اور قرض چھوڑ گئے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ تمہیں کیا یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالےٰ تمہارے باپ سے کس طرح پیش آئے، جابرؓ نے عرض کیا کیوں نہیں حضورؐ ضرور فرمائیے، حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے کبھی کسی سے پردہ کی اوٹ کے بغیر گفتگو نہیں کی، مگر تمہارے باپ سے گفتگو کرتے وقت اللہ بے حجاب تھا۔ اور فرمایا اے بندے مجھ سے کچھ مانگو، میں تمہاری آرزو پوری کروں۔ تمہارے باپ نے عرض کیا اے رب تو مجھے پھر زندہ کر تاکہ میں تیرے راستے میں پھر شہید ہوں۔ اس پر اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا کہ میں یہ فیصلہ بہت پہلے کر چکا ہوں انھم الیھا لا یرجعون (انسان موت کے بعد دنیا میں پھر واپس نہیں لوٹائے جائیں گے) تو اس پر تمہارے باپ نے عرض کیا تو اے اللہ میری کیفیت ہی سے دنیا والوں کو خبردار کر دو، حضورؐ نے فرمایا اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

لا تحسبن الذین قتلوا	وہ لوگ جو اپنے رب کی راہ
فی سبیل اللہ امواتا	میں لڑتے لڑتے شہید ہوتے
بل احیاء عند ربھم	انہیں مردہ مت کہو۔ یہ لوگ
یرزقون	زندہ ہیں، اور اپنے رب کے

ہاں سے انہیں کھانے پینے کو ملتا ہے۔

(باقی آئندہ)

نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت مولینا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایک مسجد میں دو موذن رکھے جاسکتے ہیں

(۱۷۲) حضرت ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ حضور م نے فرمایا۔ بلال رض رمضان میں بہت سویرے اذان دیتے ہیں۔ اس لئے ان کی اذان پر کھانا پینا ترک نہ کرو، البتہ جب ابن مکتوم اذان دیں تو کھانا پینا ترک کر دیا کرو (حضرت ابن مکتوم چونکہ نابینا تھے اس لئے اس وقت اذان دیتے جب لوگ ان سے کہتے اب تو صبح ہوگئی اذان دیدو)

اذان دیتے وقت گھومنا

(۱۷۳) حضرت ابو جحیفہ رض فرماتے ہیں کہ میں حضور م کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت بلال اذان دے رہے تھے اور جب انہوں نے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہا تو دائیں اور بائیں گھوم گئے۔

بلند آواز سے اذان دینے کی تاکید

(۱۷۴) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضور م نے فرمایا موذن جتنی بلند آواز سے اذان کہے گا اتنا ہی اسے ثواب ہوگا قیامت کے دن ہر وہ چیز اس کے حق پر شہادت دے گی جس نے اس کی اذان سنی ہوگی۔

صبح کی اذان میں اضافہ

(۱۷۵) حضرت ابو محذورہ رض فرماتے ہیں کہ میں حضور م کی مسجد میں اذان دیا کرتا تو صبح کی نماز میں حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم بھی کہتا تھا۔

بارش ہوتے وقت گھروں میں نماز پڑھنے کا جواز

(۱۷۶) حضرت ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ حضور م سردی یا بارش کے وقت رات کی اذان میں موذن کو حکم دیتے کہ حی علی الفلاح کے بعد یہ الفاظ کہہ دے۔

"الا صلوا فی الرحال" اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

دو نمازیں ملا کر پڑھنے کی صورت میں ایک تکبیر کافی ہے

(۱۷۷) حضرت ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ حضور م نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھیں اور ایک ہی تکبیر کہی۔

بھول کر اگر ایک رکعت چھوٹ جائے

(۱۷۸) حضرت امیر معاویہ فرماتے ہیں کہ حضور م نے ایک دن نماز پڑھائی ایک رکعت باقی تھی کہ حضور م سلام پھیر کر باہر تشریف لے گئے، حضرت ابو طلحہ رض حضور م کے پیچھے پیچھے گئے اور عرض کیا حضور م ایک رکعت بھول گئے، حضور م مسجد میں واپس تشریف لائے اور حضرت بلال رض سے فرمایا تکبیر کہو، انہوں نے تکبیر کہی اور حضور م نے وہ رکعت ادا فرمائی۔

جنگل میں اذان دیکر پڑھنے کا ثواب

(۱۷۹) حضرت عقبہ رض فرماتے ہیں کہ حضور م نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس چرواہے پر بہت خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتے اور نماز کے وقت پر اذان دے کر نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ ایسے وقت خوش ہو کر فرماتے ہیں۔ اس میرے بندے کو دیکھو، میرے ڈر کی وجہ سے اس نے اذان کہی اور نماز پڑھی، میں نے اسے بخش دیا اور جنت میں داخل کروں گا۔

اذان کی آواز سے شیطان دور بھاگتا ہے

(۱۸۰) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضور م نے ارشاد فرمایا کہ جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگ نکلتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سن سکے، لیکن جب تکبیر ہو چکتی ہے اور نماز شروع ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے اور نمازی کے دل میں عجیب و غریب وسوسے ڈالتا ہے۔ انسان ان وسوسوں میں اس طرح کھو جاتا ہے کہ اسے یہ تک معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

اذان کی فضیلت

(۱۸۱) حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضور م نے فرمایا لوگ اگر یہ جان جاتیں کہ اذان دینے کی کتنی فضیلت ہے تو اذان دینے کے لئے قرعہ اندازی کریں۔

اذان پر اجرت نہ لینے کا حکم

(۱۸۲) حضرت عثمان رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضور م سے عرض کیا کہ مجھے میری قوم کا امام بنا دیجئے۔ حضور م نے

فرمایا تمہیں امام بنا دیا گیا، لیکن یاد رکھو کہ نماز پڑھاتے وقت بوڑھوں اور کمزوروں کا خیال رکھنا اور موذن ایسے شخص کو بنانا جو اذان پر اجرت نہ لے۔

اذان کا جواب دینا

(۱۸۳) حضرت معاویہ رضہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ اذان کے وقت وہی کلمات دہراتے جو موذن کہتا۔ لیکن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت فرماتے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اذان سن لینے کے بعد درود پڑھنا

(۱۸۴) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اذان سنتے وقت جو موذن کہے تم بھی وہی کہو، اس کے بعد مجھ پر درود پڑھو، اور یاد رکھو کہ مجھ پر جو ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ دس دفعہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

اذان کے بعد کی دعا

(۱۸۵) حضرت جابر رضہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان سننے کے بعد جو شخص یہ دعا پڑھے گا، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوجائے گی:-
اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود ن الذی وعدتہ۔

اذان سن لینے کے بعد نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنا منع ہے

(۱۸۶) حضرت ابوہریرہ رضہ نے ایک شخص کو اذان سن لینے کے بعد بغیر نماز پڑھے مسجد سے نکلتے دیکھا تو فرمایا، اس شخص نے حضورؐ کی نافرمانی کی، کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اذان ہوجانے کے بعد مسجد سے نماز پڑھے بغیر نہیں جانا چاہیئے۔

موذن امام کو نماز کی اطلاع دے سکتا ہے

(۱۸۷) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؐ نے نماز پڑھی اور سو گئے، تو تھوڑی دیر بعد حضرت بلالؓ آئے اور حضورؐ سے عرض کیا حضورؐ نماز کا وقت ہوگیا۔

امام کی غیر موجودگی میں جماعت کیلئے اٹھنا نہیں چاہیئے

(۱۸۸) حضرت ابوقتادہ رضہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جب نماز کی تکبیر کہی جائے تو جب تک میں نہ آؤں، اس وقت تک نماز کے لئے نہ کھڑے ہوا کرو۔

(باقی آئندہ)

مفتاح الفتوح

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ہے جس کی شرح حضرت عبدالحق محدث دہلوی کی ہے جو بیان ہو چکے ہیں

(ترجمہ حضرت مولانا عبدالفتاح صاحب فضلی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

مقالہ (۱۶)

خلق اور اسباب پر اعتماد نہ چاہیئے

اللہ محض اپنے فضل وکرم سے بلا سبب و بلا معاوضہ کسی خدمت کے جو اپنی نعمتیں تم کو پہنچاتا رہتا ہے، اس سے تم محروم نہیں ہو سکتے، مگر جب تم حصول نفع اور دفع مسرت کے لئے خلق پر، اسباب پر (کیونکہ عادت ہے کہ اس کے ذریعہ سے مقصد نکلتا ہے) کاروبار پر اور اکتساب پر (اکتساب یعنی رزق جمع کرنے و حاصل کرنے کے واسطے جو تصرفات وکوششیں کی جاتی ہیں) اعتماد و بھروسا کر لیتے ہو، پس خلق سے طمع کرنا تم کو اس طریقہ کل سے محروم کر دیتا ہے جو انبیا و سلف کا تھا اور جس کو طریق سنت کہنا چاہیئے اور طریق سنت یہی ہے کہ اپنے قوت بازو سے کسب و حرفت کے ذریعہ حاصل کیا جائے (حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ پیغمبر کے لئے کا رزق ہے اور بہترا حرفہ جہاد ہے) خلق سے کچھ طمع نہ کرے اور نہ ان کا احسان اٹھاوے، پس جب تک تم خلق کے پاس ان کی بخشش اور ان کے فضل و بھلائی کے امیدوار کھڑے رہیگے اور ان سے سوال وخواہش کیا کروگے اور ان کے دروازے سے سوال کرنے اور امیدوار رہنے کے لئے آمد و رفت جاری رکھوگے، اس وقت تک تم مشرک رہوگے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک کرنے والے رزق دینے وعطا و بخشش میں (یہ شرک خفی ہے) پس اللہ تعالےٰ تم کو اکل لسنت سے (جو کہ حلال طور پر دنیا سے حاصل ہوتا) محروم کر دیتا ہے، اور یہی تمہاری سزا ہے۔ پھر جب تم نے خلق کے پاس امیدوارانہ کھڑے ہونے، طمع کرنے، سوال کرنے، ان کی طرف متوجہ ہونے۔ اور خدا کو ان کے ساتھ شریک کرنے سے توبہ کر لی اور کسب کی طرف رجوع ہوئے یعنی کسب کرنا اختیار کر لیا اور کسب کرکے کھانے لگے اور کسب ہی پر اعتماد و نظر رکھنے لگے اور کسب ہی سے اطمینان و قرار حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو اور اس کی صفت رزاقیت کو بھول گئے۔ پھر بھی تم مشرک رہے۔ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے جو پہلے والے سے زیادہ خفی ہے۔

اور اس کو شرک اخفی کہتے ہیں کہ پہلے میں خلق پر اعتماد و نظر تھی اور اس میں خلق سے اعتماد و نظر اٹھالی ہے اور صرف کسب پر اکتفا کیا ہے لیکن جب کسب میں بھی اپنی قوت نفس پر نظر باقی ہے اور حقیقتاً اس میں بھی اعتماد خلق پر باقی ہے کیونکہ نفس بھی خلق میں شامل ہے۔ اس توبہ وغیرہ کرنے سے زیادہ سے زیادہ یہی فرق ہوا کہ بعض افراد خلق کے ساقط ہو گئے اور شرک زیادہ خفی ہو گیا۔ بہرحال چونکہ شرک باقی ہے پس اللہ تعالےٰ تم کو سزا دیتا ہے اور اپنے فضل و کرم سے محروم کر دیتا ہے۔ اور بے سبب و بلا معاوضہ محض اپنے فضل و کرم سے جو روزی دیتا تھا اس سے محروم کر دیتا ہے۔ پس جب تم توبہ کرتے ہو کسب پر اعتماد کرنا چھوڑ دیتے ہو، اور درمیان سے شرک کو زائل کر دیتے ہو، اور کسب پر تکیہ کرنے اور اس پر نظر رکھنے سے باز آتے ہو اور اپنے نفس کی قوت پر بھروسہ کرنا ترک کر دیتے ہو اور تم کو بدرجہ یقین معلوم ہوتا ہے کہ رزاق مطلق بجز پروردگار کوئی دوسرا نہیں ہے، وہی سبب کو پیدا کرتا وہی سبب کو آسان کر دیتا ہے وہی کسب کی قوت بھی دیتا ہے، وہی ہر نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ بندہ کی خواہش کے بموجب اسباب مہیا کرتا ہے۔

اس یقین کے حاصل ہو جانے کے بعد اسباب کا ترک کرنا یا کام لینا یکساں ہو جاتا ہے، جیسا کہ فرماتے ہیں

بندوں کی روزی اسی کے دست قدرت وکرم میں ہے۔ ایک مرتبہ پھر تم کو خلق اور ان کی عطائے روزی کی طرف لے جاتا ہے، ان سے طلب رزق کے لئے۔ ایسی حالت میں تم کو فقر و تہی دستی میں مبتلا کر کے مضطرب و پریشان کرتا ہے (تمہارے صبر کی آزمائش کرے کہ صد ضرورت پر قائم رہ سکتے ہو یا نہیں، یا تم کو ریاضت نفس میں مبتلا کرتا ہے تاکہ نفس کو قابو میں لاؤ)

یعنی اس لئے تاکہ تم نفس کو ریاضت و بھوک پیاس

دودھ نہیں گے اور وہ اجزا جو گوبر بن جاویں گے سب مخلوط ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جدا جدا کرتے ہیں۔ کچھ گوبر بن کر دفع ہو جاتا ہے اور کچھ ہضم کبدی میں اخلاط بنتے ہیں جن میں خون بھی ہے، پھر اس خون میں وہ حصہ جو آگے چل کر دودھ بنے گا اور وہ حصہ جو دودھ نہ بنے گا، یہ دونوں مخلوط ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ایک حصہ جدا کر کے پستان تک پہنچاتا ہے، اور وہاں پہنچ کر دودھ بن جاتا ہے جیسا انثیین میں خاصیت رکھی ہے کہ خون وہاں پہنچ کر مادۂ منویہ بن جاتا ہے، پس اجزائے دمویہ خاصہ جو آخر میں مستحیل الی اللبن ہوتے ہیں ایک بار اجزاء مستعد الی الفرث سے اور ایک بار اجزائے دمویہ غیر مستعد الی اللبن سے متمیز ہوتے ہیں، یہ تمیز اللہ تعالےٰ ہی کا کام ہے، خوب سمجھ لینا چاہیئے اور تمیز اول کا تو بطن میں ہونا ظاہر ہے اور تمیز ثانی کا محل بطن کو فرمانا یا تو اس اعتبار سے ہے کہ بطن سے مراد مانی داخل البدن ہو اور یا اس اعتبار سے کہ یہ اجزاء متمیزہ ثانیاً کسی وقت تو بطن ہی میں تھے ربط اوپر ذکر ہو چکا۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّىْ رِزْقِهِمْ

اور اللہ تعالےٰ نے تم میں بعضوں کو بعضوں پر رزق میں فضیلت دی ہے سو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے حصہ کا مال

عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ

اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی دینے والے نہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جاویں کیا پھر بھی خدا تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً

۶۴۲ نے تمہیں ہی تمہارے لئے بیبیاں بنائیں اور ان بیبیوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور

وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝

اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں کیا پھر بھی بے بنیاد چیز پر ایمان رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے رہیں گے جو ان کو نہ آسمان میں سے رزق پہنچانے کا اختیار رکھتی ہیں اور نہ زمین

شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۚ ۝ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

میں سے اور نہ قدرت رکھتی ہیں سو تم اللہ تعالےٰ کے لئے مثالیں مت گھڑو اللہ تعالےٰ جانتے ہیں اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ

نہیں جانتے اللہ تعالےٰ ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ ایک غلام ہے مملوک کہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک

مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ

شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب روزی دے رکھی ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتا ہے کیا اس قسم کے شخص

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ

آپس میں برابر ہو سکتے ہیں ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے لائق ہیں بلکہ ان میں اکثر تو جانتے بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان

عَلٰی شَیْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰی مَوْلٰىهُ اَیْنَمَا یُوَجِّهْهُّ لَا یَاْتِ بِخَیْرٍ هَلْ یَسْتَوِیْ هُوَ وَ

فرماتے ہیں کہ دو شخص ہیں جن میں ایک تو گونگا ہے کوئی کام نہیں کرسکتا اور وہ اپنے مالک پر ایک وبال جان ہے وہ اس کو جہاں بھیجتا

مَنْ یَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

کوئی کام درست کرکے نہیں لاتا کیا یہ شخص اور ایسا شخص باہم برابر ہوسکتے ہیں جو اچھی باتوں کی تعلیم کرتا ہو اور خود بھی معتدل طریقہ پر ہو

تفسیر: وَاللّٰهُ فَضَّلَ سے صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تک۔ اور (اثبات توحید کے ساتھ شرک کا قبح ایک باہمی معاملہ کے ضمن میں سنو کہ) اللہ تعالیٰ نے تم میں بعضوں کو بعضوں پر رزق (کے باب) میں فضیلت دی ہے (مثلاً کسی کو غنی اور غلاموں کا مالک بنایا کہ ان کے ہاتھ سے ان غلاموں کو بھی رزق پہنچتا ہے اور کسی کو غلام بنا دیا کہ اس کو مالک ہی کے ہاتھ سے رزق پہنچتا ہے اور کسی کو نہ ایسا غنی بنایا کہ دوسرے غلاموں کو دے نہ غلام بنایا کہ اس کو کسی مالک کے ہاتھ سے پہنچے) سو جن لوگوں کو (رزق میں خاص) فضیلت دی گئی ہے (کہ ان کے پاس مال بھی ہے اور غلام بھی ہیں) وہ (لوگ) اپنے حصہ کا مال اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی دینے والے نہیں کہ وہ (مالک و مملوک) سب اس میں برابر ہو جاویں (کیونکہ اگر غلام رکھ کر دیا تو مال ان کی ملک ہی نہ ہوگا بلکہ بدستور یہی مالک رہیں گے، اور اگر آزاد کرکے دیا تو مساوات ممکن ہے مگر وہ غلام نہ رہیں گے پس غلامی اور مساوات ممکن نہیں اسی طرح یہ بت وغیرہ جب باعتراف مشرکین خدا تعالیٰ کے مملوک ہیں تو باوجود مملوک ہونے کے معبود ہونے میں خدا کے مماثل کیسے ہو جاویں گے، اس میں شرک کی غایت تقبیح ہے کہ جب تمہارے غلام تمہارے شریک رزق نہیں ہوسکتے تو اللہ تعالیٰ کے غلام اس کے شریک الوہیت کیسے ہوسکتے ہیں) کیا (یہ مضامین سنکر پھر بھی) (خدائے تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس سے عقلاً یہ لازم آتا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کی نعمت کا (یعنی اس بات کا کہ خدا نے نعمت دی ہے) انکار کرتے ہیں (وجہ لزوم ظاہر ہے کیونکہ تفرد بالانعام کے لئے تفرد بالمعبودیت لازم ہے اور شرک سے لازم منتفی ہو گیا پس ملزوم بھی منتفی ہو گیا اور تفرد بالانعام اس کے منعم ہونے کے لوازم سے ہے پس اس کا بھی انکار ہو گیا پس شرک مستلزم ہے انکار انعام منعم کو اور یہ فی نفسہ عقلاً قبیح ہے پس شرک کا قبح بعنوان دیگر دوسرے امر کے جس کا قبح مسلم ہے ظاہر ہو گیا) اور (منجملہ دلائل قدرت و وجوہ نعمت کے ایک بڑی نعمت اور دلیل قدرت اللہ تعالیٰ کی خود تمہارا وجود و بقاء شخصی و نوعی ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے (یعنی تمہاری جنس اور نوع سے) تمہارے لئے بیبیاں بنائیں اور (پھر) ان بیبیوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے (کہ یہ بقائے نوعی ہے) اور تم کو اچھی اچھی چیزیں کھانے (پینے) کو دیں (کہ یہ بقاء شخصی ہے اور چونکہ بقاء موقوف ہے وجود پر اس میں اس کی طرف بھی اشارہ ہو گیا) کیا (یہ سب دلائل و نعم سنکر پھر بھی بے بنیاد چیز پر (یعنی بتوں وغیرہ پر جن کے معبود ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ خلاف دلیل ہے) ایمان رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے رہیں گے اور (مطلب اس ناشکری کا یہ ہے کہ) اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے رہیں گے جو ان کو نہ آسمان میں سے رزق پہنچانے کا اختیار رکھتی ہیں اور نہ زمین میں سے (یعنی نہ بارش کرنے کا ان کو اختیار ہے نہ زمین سے کوئی پیداوار کرنے کا) اور نہ (اختیار حاصل کرنے کی) قدرت رکھتے ہیں (اس کی نفی سے زیادہ مبالغہ ہو گیا کیونکہ بعض دفعہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص بالفعل تو با اختیار نہیں ہے لیکن جدوجہد سے اختیارات حاصل کرلیتا ہے اس لئے اس کی بھی نفی فرمادی) سو (جب شرک کا بطلان ثابت ہو گیا تو) تم اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں مت گھڑو (کہ اللہ تعالیٰ کی مثال بادشاہان دنیا کی سی ہے کہ ہر شخص ان سے عرض حاجت نہیں کرسکتا، اس لئے اس کے نائب ہوتے ہیں کہ عوام ان سے عرض حاجت کرتے ہیں پھر وہ سلاطین سے عرض کرتے ہیں کذا فی الکبیر و یوخذ من قولہ تعالیٰ ما نعبدہم الا لیقربونا و ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ) اللہ تعالیٰ (خوب) جانتے ہیں (کہ ایسی مثالیں محض مہمل ہیں) اور تم (بوجہ عدم تدبر کے) نہیں جانتے (اس لئے جو چاہتے ہو بک ڈالتے ہو اور) اللہ تعالیٰ (شرک کے بطلان ظاہر کرنے کے لئے) ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ (فرض کرو) ایک (تو) غلام ہے (کسی کا) مملوک کہ (اموال و تصرفات میں سے) کسی چیز کا (بلا اذن) اختیار نہیں رکھتا اور (دوسرا) ایک شخص ہے ١٤٢٢

جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب روزی دے رکھی تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ (جس طرح جی چاہتا ہے جہاں
چاہتا ہے) خرچ کرتا ہے (اس کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں) کیا اس قسم کے شخص آپس میں برابر ہو سکتے ہیں (پس جب مالک
مجازی و مملوک مجازی برابر نہیں ہو سکتے تو مالک حقیقی و مملوک حقیقی تو کب برابر ہو سکتے ہیں اور استحقاق عبادت موقوف ہے
مساوات پر اور وہ منتفی ہے۔ حقیقت میں) ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے لائق ہیں (کیونکہ کامل الذات والصفات
وہی ہیں پس معبود بھی وہی ہو سکتا ہے مگر پھر بھی مشرکین غیر اللہ کی عبادت نہیں چھوڑتے) بلکہ ان میں اکثر تو (بوجہ عدم تدبر
کے) جانتے ہی نہیں (اور اسی وجہ سے کہ عدم تدبر ہے عدم علم کا سبب ہے معتقد نہ ہوں گے) اور اللہ تعالیٰ (اس کی توضیح
کے لئے) ایک اور مثال بیان فرماتے ہیں کہ (فرض کرو) دو شخص ہیں جن میں ایک تو (علاوہ غلام ہونے کے) گونگا (بھی)
ہے (اور بوجہ بہرے اندھے بے عقل ہونے کے) کوئی کام نہیں کر سکتا اور (اس وجہ سے) وہ اپنے مالک پر ایک وبال
ہے (کہ وہ مالک ہی اس کے سارے کام کرتا ہے اور) وہ (مالک) اس کو جہاں بھیجتا ہے کوئی کام درست کر کے نہیں لاتا
(یعنی خود تو کیا کرتا دوسروں کی تعلیم سے بھی اس سے کوئی کام درست نہیں ہوتا سو) کیا یہ شخص اور ایسا شخص باہم برابر ہو سکتے
ہیں جو اچھی باتوں کی تعلیم کرتا ہو (جس سے اس کا ناطق عاقل صاحب قوت علمیہ ہونا معلوم ہوتا ہے) اور خود بھی (سراسر)
معتدل طریقہ پر (ہو) جس سے قوت عملیہ منتظمہ معلوم ہوتی ہے۔ جب مخلوق مخلوق میں باوجود تشارک فی الماہیۃ او اوصاف
صاف الکثیرہ کے یہ تفاوت ہے تو کجا مخلوق و خالق۔ اور لا یقدر کے ترجمہ میں بلا اذن کی قید سے نفی شبہات مندفع ہو
اور کوئی وسوسہ میں نہ پڑے کہ شاید معبود غیر اللہ کو بھی اذن ہو گیا ہو، جواب یہ ہے کہ ربوبیت کے لئے کسی کو اذن نہیں ہوا اور
نہ ہو سکتا ہے) ربط تمہید آیات واللہ انزل الخ میں گزر چکا۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۷۷
اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں اور قیامت کا معاملہ بس ایسا ہو گا جیسے آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
بھی جلدی یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ
شَیْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اَلَمْ
بھی نہ جانتے تھے اور اس نے تم کو کان دیئے اور آنکھ اور دل تاکہ تم شکر کرو کیا لوگوں
یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ
نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کے میدان میں مسخر ہو رہے ہیں۔ ان کو کوئی نہیں تھامتا بجز اللہ کے اس میں ایمان والے لوگوں
لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ
کے لئے چند دلیلیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور تمہارے لئے جانوروں
الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا
کی کھال کے گھر بنائے جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو
وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ ۝ وَاللّٰهُ
ان کے روؤں اور ان کے بالوں سے گھر کا سامان اور فائدے کی چیزیں ایک مدت تک

ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَ

مخلوقات کے سائے بنائے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں پناہ کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تمہاری

سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝

حفاظت کریں اور ایسے کرتے بنائے جو تمہاری لڑائی سے تمہاری حفاظت کریں اللہ تعالیٰ تم پر اسی طرح اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ

رہو پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو آپ کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہے وہ لوگ خدا کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کے منکر ہوتے ہیں اور زیادہ ان میں

تفسیر - وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ سے هُمُ الْكٰفِرُوْنَ تک - اور آسمانوں اور زمین کی (تمام) پوشیدہ باتیں (جو کسی کو معلوم نہیں باعتبار علم کے) اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں (پس صفت علم میں وہ کامل ہیں) اور (قدرت میں ایسے کامل ہیں کہ ان غیوب میں سے جو ایک امر عظیم ہے) قیامت (اس کا معاملہ بس ایسا (جھٹ پٹ) ہوگا جیسے آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلدی (قیامت کے معاملہ سے مراد ہے مُردوں میں جان پڑنا اور اس کا جلدی ہونا ظاہر ہے کیونکہ آنکھ جھپکنا حرکت ہے اور حرکت زمانی ہوتی ہے اور جان پڑنا آنی ہے اور آنی ظاہر ہے کہ زمانی سے اسرع ہے اور اس پر تعجب نہ کیا جاوے کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں (اور اثبات قدرت کے لئے تخصیص ساعت کی شاید اس وجہ سے کی ہو کہ وہ منجملہ غیوب خاصہ کے بھی ہے پس وہ علم اور قدرت دونوں کی دلیل ہے قبل الوقوع تو علم کی اور بعد الوقوع قدرت کی) اور (منجملہ دلائل قدرت و وجوہ نعمت یہ امر ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے (اس مرتبہ کا نام اصطلاح میں عقل ہیولانی ہے) اور اس نے تم کو کان دیئے اور آنکھ اور دل تاکہ تم شکر کرو (استدلال علی القدرت کے لئے) کیا لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کے (تلے) میدان میں (قدرت کے) مسخر ہو رہے ہیں (یعنی) ان کو (اس جگہ) کوئی نہیں تھامتا بجز اللہ کے (ورنہ ان کے اجسام کا ثقیل ہونا اور ہوا سارق کا رقیق و لطیف ہونا طبعاً مقتضی اس کو ہے کہ نیچے گر پڑیں اس لئے) اس (امر مذکور) میں ایمان والے لوگوں کے لئے (قدرت الٰہیہ کی) چند دلیلیں (موجود) ہیں (چند نشانیاں اس لئے فرمایا کہ طیور کو خاص وضع پر پیدا کرنا جس سے اڑنا ممکن ہو ایک دلیل ہے پھر جو کو ایسے طور پر پیدا کرنا جس میں اڑنا ممکن ہو ایک دلیل ہے پھر بالفعل اس طیران کا وقوع ایک دلیل ہے اور جتنے اسباب کو طیران میں دخل ہے جس کی وجہ سے ثقل جسم و رقت قوام سارق کا اثر طبعی ظاہر نہیں ہوا، چونکہ وہ سب اللہ ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں پھر ان اسباب پر مسبب یعنی طیران کا مرتب ہو جانا یہ بھی بمشیت الٰہی ہے اس لئے مایمسکہن الخ فرمایا گیا) اور (منجملہ وجوہ نعمت و دلائل قدرت یہ امر ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے (حالت حضر میں) تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور (حالت سفر میں) تمہارے لئے جانوروں کی کھال کے گھر (یعنی خیمے) بنائے جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام (کرنے) کے دن ہلکا (پھلکا) پاتے ہو (اور اس وجہ سے اس کا لادنا اور نصب کرنا سب سہل معلوم ہوتا ہے) اور ان (جانوروں) کے اون ان کے روؤں اور ان کے بالوں سے (تمہارے) گھر کا سامان اور فائدے کی چیزیں ایک مدت تک کے لئے بنائیں (مدت تک اس لئے فرمایا کہ عادۃً یہ سامان بہ نسبت روئی کے کپڑوں کے دیر پا ہوتا ہے) اور (منجملہ دلائل قدرت و وجود نعمت کے یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اپنی بعض مخلوقات کے سائے بنائے (جیسے درخت و مکانات وغیرہ) اور تمہارے لئے پہاڑوں میں پناہ کی جگہیں بنائیں (یعنی غار وغیرہ جن میں سردی بارش موذی دشمن آدمی جانور سے محفوظ رہ سکتے ہو) اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تمہاری حفاظت کریں اور ایسے کرتے (بھی) بنائے جو تمہاری (آپس کی) لڑائی (میں زخم لگنے) سے تمہاری حفاظت کریں (مراد اس سے زرہیں ہیں) اللہ تعالیٰ تم پر اسی طرح (کی) اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ تم (ان نعمتوں کے شکریہ میں) فرمانبردار

۶۴۵

رہو (اور ہر چند کہ نعم مذکورہ میں بعض مصنوعات عباد بھی ہیں مگر مادہ اور سلیقہ ترکیب تو اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے اس لئے منعم حقیقی وہی ہیں) پھر (ان نعمتوں کے بعد بھی) اگر یہ لوگ (ایمان سے) اعراض کریں تو (آپ غم نہ کریں آپ کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) آپ کے ذمہ تو صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے (اور ان کے اعراض کی وجہ ان نعمتوں کا نہ پہچاننا نہیں ہے) وہ لوگ خدا کی نعمت کو (تو) پہچانتے ہیں (مگر پہچان کر) پھر (برتاؤ میں) اس کے منکر ہوتے ہیں (کہ جو برتاؤ منعم کے ساتھ چاہیئے تھا یعنی عبادت وہ دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں) اور زیادہ ان میں (ایسے ہی) ناسپاس ہیں **ف** متاع کا مفہوم اثاث سے عام ہے کہ تجارت اور زینت وغیرہ سب کو شامل ہے اور یہاں کرتوں کی صفت میں گرمی کے بچاؤ کا ذکر فرمایا کیونکہ شروع سورت میں لکم فیہا دف میں سردی کا بچاؤ مذکور ہو چکا ہے اور اکثر ممالک میں غالباً سردیوں میں پوستین اور اونی کپڑوں کا استعمال اور گرمیوں میں روئی کا استعمال اس کا مرجح ہوا کہ وہاں سردی کے بچاؤ کا ذکر ہوا اور یہاں گرمی سے بچاؤ کا **ربط** اوپر توحید اور نعمت کے ذکر میں کفار کے شرک اور انکار نعمت کا ذکر فرمایا تھا آگے اس پر عذاب یوم قیامت کی وعید فرماتے ہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ

اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ قائم کریں گے پھر ان کافروں کو اجازت نہ دی جاوے گی اور نہ ان کو حق

يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ

تعالیٰ کے راضی کرنیکی فرمائش کی جاویگی اور جب ظالم لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو وہ عذاب نہ ان سے ہلکا کیا جاویگا اور نہ وہ مہلت

يُنْظَرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا

دیئے جاویں گے اور جب مشرک لوگ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار وہ ہمارے شریک یہی ہیں

الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

کہ آپ کو چھوڑ کر ہم ان کو پوجا کرتے تھے سو وہ ان کی طرف کلام کو متوجہ کریں گے کہ تم جھوٹے ہو

وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ الَّذِينَ

اور یہ لوگ اس روز اللہ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے تھے سب گم ہو جاویں گی

كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۝

جو لوگ کفر کرتے تھے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے ان کے لئے ہم ایک سزا پر دوسری سزا بمقابلہ ان کے فساد کے بڑھا دیں گے

تفسیر:۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ سے يُفْسِدُونَ تک۔ اور (وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے) جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ (کہ اس امت کا پیغمبر ہوگا) قائم کریں گے (جو ان کے اعمال سیئہ کی شہادت دیں گے) پھر ان کافروں کو (عذر و معذرت کرنے کی) اجازت نہ دی جاوے گی اور نہ ان کو حق تعالیٰ کے راضی کرنے کی فرمائش کی جاوے گی (یعنی ان سے یوں نہ کہا جاوے گا کہ تم توبہ یا کوئی عمل کر کے اللہ کو خوش کر لو وجہ اس کی ظاہر ہے کہ آخرت دار الجزاء ہے دار العمل نہیں) اور جب ظالم (یعنی کافر) لوگ عذاب کو دیکھیں گے (یعنی اس میں پڑیں گے) تو وہ عذاب نہ ان سے ہلکا کیا جاویگا اور نہ وہ (اس میں) کچھ مہلت دیئے جاویں گے (کہ چند روز کے بعد وہ عذاب جاری کیا جاوے) اور جب مشرک لوگ

اپنے شریکوں کو (جنکو خدا کے سوا پوجتے تھے) دیکھیں گے تو (بطور اقرار جرم کے) کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار وہ ہمارے شریک یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم ان کی پوجا کرتے تھے سو وہ (شرکاء ڈریں گے کہ کہیں ہماری کمبختی نہ آجاوے اس لئے) وہ ان کی طرف کلام کو متوجہ کریں گے کہ تم جھوٹے ہو (اصل مطلب ان کا یہ ہوگا کہ ہمارا تمہارا کوئی تعلق نہیں جس سے مقصود اپنی حفاظت ہے۔ اب خواہ یہ مطلب ان کا صحیح ہو جیسا اگر مقبولین مثل ملائکہ و انبیاء علیہم السلام کے یہ بات کہیں تو صحیح ہے کقولہ تعالے بل کانوا یعبدون الجن اور خواہ یہ غلط ہو جیسے خود شیاطین کہنے لگیں اور خواہ ان کو صحیح غلط ہونے کی خبری نہ ہو جیسے اگر اصنام و اشجار وغیرہ کہنے لگیں) اور یہ (مشرک اور کافر) لوگ اس روز اللہ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ (دنیا میں) افترا پردازیاں کرتے تھے (اس وقت) وہ سب گم ہو جاویں گی (اور ان میں) جو لوگ (خود بھی) کفر کرتے تھے اور (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ (یعنی دین) سے روکتے تھے ان کے لئے ہم (ایک سزا پر کہ کفر کے مقابلہ میں ہوگی) دوسری سزا بمقابلہ ان کے فساد کے (کہ راہ خدا سے روکتے تھے) بڑھادیں گے۔ **ربط** اوپر بیان وعید میں شہادت انبیاء علیہم السلام کو اپنی اپنی امت پر ذکر فرمایا تھا آگے یوم نبعث اے جئنا میں جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت اپنی امت پر ذکر فرماتے ہیں اور چونکہ یہ شہادت خواص انبیاء علیہم السلام سے ہے اس حیثیت سے اس شہادت سے رسالت محمدیہ کا بھی اثبات ہو گیا اس لئے نزلنا علیک الخ میں اس رسالت پر استدلال فرماتے ہیں اور چونکہ اس جزو آیت میں قرآن کا تبیان اور ہدی و رحمت ہونا مذکور ہے اس لئے آیت ان اللہ یامر الخ میں اس پر تنبیہ فرماتے ہیں کیونکہ کسی کتاب کا ایسی تعلیم پر مشتمل ہونا صاف دلیل ہے اس کے موصوف ہوا وصاف مذکورہ ہونے کی پس خلاصہ ان آیتوں کا اس تقریر پر یہ ہوا جو عنوان ذیل میں مذکور ہے۔

۸۹ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا

اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو انہی میں کا ہوگا ان کے مقابلہ میں قائم کریں گے اور ان لوگوں کے مقابلہ میں

عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ

آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام باتوں کا بیان کرنے والا ہے اور مسلمانوں کے واسطے بڑی

لِلْمُسْلِمِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ

ہدایت اور بڑی رحمت اور خوشخبری سنانے والا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی

عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو

تفسیر۔ ویوم نبعث سے تذکرون تک۔ اور (وہ دن قابل یاد کرنے اور لوگوں کے ڈرنے کے ہے) جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو ان ہی میں کا ہوگا ان کے مقابلہ میں قائم کریں گے (مراد اس امت کا نبی ہے اور ان ہی میں کا ہونا عام ہے خواہ باعتبار شرکت نسب کے ہو خواہ باعتبار شرکت سکنے کے ہو) اور ان لوگوں کے مقابلہ میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور (اس اخبار شہادت سے جو آپ کی رسالت کا اخبار مفہوم ہوتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ) ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے جو (علاوہ معجز ہونے کے جو کہ مدار ہے اثبات رسالت کا ان خوبیوں کا جامع ہے) کہ تمام (دینی) باتوں کا (بواسطہ یا بلا واسطہ عامہ ناس کے لئے) بیان کرنے والا ہے اور (خاص) مسلمانوں

کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور (ایمان پر) خوشخبری سنانے والا ہے (اور قرآن کا ایسا اوصاف کا جامع ہونا اس سے ظاہر ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے (اس قرآن میں) اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور (کسی پر) ظلم (و زیادتی) کرنے سے منع فرماتے ہیں (اور یہ مامورات و منہیات مذکورہ میں تمام اشیاء حسنہ و قبیحہ آگئیں پس اس جامعیت سے اس کا تبیان وغیرہ ہونا صاف ظاہر ہے اور) اللہ تعالیٰ تم کو (امور مذکورہ کی) اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو (اور عمل کرو کہ ہدی و رحمت و بشریٰ ہونا کل اسی پر مرتب ہے) **ف** مامورات میں اعتدال عام ہے قوت علمیہ و عملیہ کو اس میں سارے عقائد و اعمال ظاہرہ و باطنہ غرض تمام شرائع داخل ہوگئے پھر ان میں سے احسان بوجہ اس کے کہ اس کا نفع متعدی الی الغیر ہے ذکر کے ساتھ خاص کیا گیا پھر احسان میں سے احسان الیٰ ذوی القربیٰ اور زیادہ فضیلت و اہمیت رکھتا ہے، اس لئے اس کے بعد اس کو لائے اور اسی طرح منہیات میں منکر عام ہے۔ تمام امور خلاف شریعت کو پھر اس میں فحشاء کو بوجہ زیادہ قباحت کے مخصوص بالذکر فرمایا اور اشدیت کی وجہ سے مقدم فرمایا، اسی طرح ان امور منکرہ میں سے بغی بوجہ اس کے کہ اس کا ضرر متعدی الی الغیر ہے مخصوص بالذکر کیا گیا پس اس طرح سے اس میں تمام امور حسنہ و قبیحہ داخل ہوگئے اور لکل شیء سے مراد دین کی باتیں اور تبیان سے مراد عام بواسطہ و بلا واسطہ لینے سے یہ اشکال دفع ہوگیا کہ اس میں دنیا کی باتیں کہاں ہیں یا دین کی سب باتیں کہاں ہیں وجہ رفع اشکال کی ظاہر ہے کہ دنیا کی باتیں تو مراد ہی نہیں اور دین کی باتیں بعضی سنت و اجماع و قیاس سے ثابت ہیں اور ان تینوں کا حجت ہونا قرآن سے ثابت پس امور ثابتہ بہذہ الدلائل بھی بواسطہ قرآن سے ثابت ہیں۔ **ربط** اوپر یامر بالعدل میں تمام شرائع کا حکم تھا آگے ان میں سے ایک خاص امر یعنی وفائے عہد کا نہایت اہتمام سے حکم ہے اور وجہ اس کی تخصیص کی علاوہ اس کے فی نفسہ مہتم بالشان ہونے کے شاید یہ بھی ہو کہ ابتدائے اسلام میں عہد کے ایفاء اور نقض کا اسلام پر ایک خاص اثر تھا کہ اسلام

۶۴۸ پر باقی رہنا بھی ایک فرد تھی۔ وفائے عہد کی نیز صلح و جنگ میں مدار اعتبار یہی تھا نیز اس سے اسلام لانے والوں کو اپنے حقوق شخصی و جمہوری کے باب میں پورا اطمینان ہوتا تھا جو قوت و ترقی اسلام کا سبب تھا اسی طرح نقض میں اس کے برعکس مفاسد مرتب ہوتے تھے جس کا ضرر اسلام کو پہنچتا تھا اس وجہ سے یہ مضمون قابل اہتمام ہوا۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ

اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم اس کو اپنے ذمہ کرلو اور قسموں کو بعد ان کے مستحکم کرنے کے مت توڑو اور

قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا

تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو بیشک اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور تم اس عورت

كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ

کے مشابہ مت بنو جس نے اپنا سوت کاتے پیچھے بوٹی بوٹی کرکے نوچ ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ

اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ

بنانے لگو محض اس وجہ سے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھ جاوے بس اس سے اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے اور جن

لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

چیزوں میں تم اختلاف کرتے رہے قیامت کے دن ان سب کو تمہارے سامنے ظاہر کردیگا اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو

کتاب الصلوٰۃ

کتاب الجنائز

کتاب الصوم

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الحج

کتاب النکاح

کتاب الطلاق

کتاب الذبائح

کتاب الاشربہ والاطعمہ

کتاب اللباس

کتاب الحقوق

کتاب المیراث


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر: سید عزیز حسن بقائی


ہندوستانی دواخانہ دہلی
عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہ کا قابل قدر عطیہ
جمیلان
وہ نسخہ جس سے دولاکھ مریضان جریان کو ابتک آرام و فائدہ ہو چکا ہے
جریان کا نتیجہ کیا ہے؟ دل، دماغ اور جگر کا کمزور ہوجانا۔ ہاضمہ کا بگاڑ۔ حافظہ کی خرابی۔ ہمت کی پستی۔ طبیعت کی سستی۔ اولاد سے محرومی۔ جوڑوں کا درد اور عام ناتوانی۔ پھر رفتہ رفتہ جنون یا کوئی سخت بیماری مثلاً دق وسل وغیرہ
اگر آپ کو جریان کی شکایت ہو تو فوراً توجہ کیجئے آج ہی اس بیش بہا اور کامیاب دوا کا استعمال شروع کر دیجئے۔ جمیلان مرض جریان کی بہترین اور کامیاب ترین دوا ثابت ہو چکی ہے جس سے ابتک دو لاکھ بیماروں نے فائدہ اٹھایا ہے جریان چاہے پرانا ہو چکا ہو یا نیا ہو ہر حالت میں اس سے فائدہ ہو جاتا ہے دل و دماغ کی کمزوری اور اعضا کا اضمحلال دور ہو کر تندرستی اصلی حالت پر آجاتی ہے قبض پیدا نہیں ہوتا بھوک خوب لگتی ہے جریان کی دواؤں میں جمیلان سب سے بہتر ثابت ہو چکی ہے۔
دو قرص صبح دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ ترشی تیل گڑ اور ثقیل چیزوں سے پرہیز
قیمت شیشی ۳۲ قرص
اجملان
دور کرتی ہے
ملنے کا پتہ۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی

ابلی ہوئی جوانی کا جذبہ پُر کیف ہیجان

معجون شباب آور رجسٹرڈ

تلوار شباب، شہنشاہ، معرکۃ الآرا، سرتاج حکمی علاج، اکسیر نایاب، مردوں کا سہارا، طاقت کا بیمہ، شہ زور کون سا لفظ باقی ہے جو ہزاروں کے مایوس مریضوں نے معجون شباب آور کی تعریف میں استعمال نہیں کیا۔

کثرت جماع افسوسناک غلط کاریوں ضعیفی اور لاحد دماغی محنت سے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

ہزاروں عقلمند احباب جو سستے کو روپیہ پھینکتے ہیں اور روپے برباد کرنا نہیں چاہتے، جو وقت کو قیمتی سمجھتے ہیں، اور جلد اچھا ہونا چاہتے ہیں، جو یہ سمجھتے ہیں کہ علاج ہے، جو بازاری دواؤں اور ایسے دواخانوں سے جہاں اچھا مال تیار کرنے کی نسبت روپیہ حاصل کرنے پر زیادہ توجہ کی جاتی ہے، پرہیز کرتے ہیں، ہمدرد کی مشہور عالم معجون شباب آور استعمال فرماتے ہیں۔

معجون شباب آور سے پُر کیف ہیجان اور جوانی کا جذبہ پورے جوش کے ساتھ ابل پڑتا ہے۔ اس کی ایک ایک رتی سونے سے تولنے کے قابل ہے، اگر خاص الخاص امراء اور روساء کے لائق قوت باہ کو چوبالا کرنے والی، بڑے بڑے شہ زوروں کو مات کرنے والی، برقی قوت پیدا کرنے والی، جادو اثر دوا کی ضرورت ہے۔ تو معجون شباب آور اسی منٹ میں منگائیے۔ قیمت پانچ تولہ کی شیشی پانچ روپیہ۔ نمونہ کی شیشی ایک روپیہ ہے۔

مینیجر ہمدرد یونانی دواخانہ دہلی

آپ کے زرد چہرہ اور خشک رگوں کیلئے

خون بھی فروخت ہوتا ہے

اگر آپ کا چہرہ زرد ہے، بدن کمزور ہے، رگوں میں خشکی دوڑ چکی ہے جسم میں خون نہیں رہا ہے تو نئے اور تازہ خون سے اپنے جسم کو درست کیجئے اس مقصد کیلئے کم

ماءاللحم یہ نسخہ خاص دو آتشہ

چند روز پینا ہوگا، جو جسم میں پہنچتے ہی خون کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور جس کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ اس کے چند روز استعمال کے بعد چہرہ پر خون جھلکنے لگتا ہے۔ دنیا میں آج تک خون بڑھانے اور قوت بخشنے والی کوئی ایجاد اس ماءاللحم کا مقابلہ نہیں کر سکی ہزاروں ہندوستان کے باشندے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر مزید تفصیلات معلوم کرنی ہوں تو رسالہ ہمدرد شباب مفت منگائیے۔ فقط۔ نمونے کی شیشی ایک روپیہ چار آنے۔ قیمت فی بوتل پانچ روپے

مینیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

تسخیر القلوب

کیا آپ اس بات سے واقف ہیں کہ آپ جس کو چاہیں ہمیشہ کے لئے اپنا بنا سکتے ہیں، وہ عمل کیسا ہی سرکش کیوں ہو، عورت کا ہو، مرد کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، سیاست داں کا ہو، چھوٹے کا ہو، بڑے کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ ان پر قابو حاصل کر لیں گے۔ اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے مطابق عمل کریں تو اسباب کا مسخر کرنا، زوجین میں صلح کرانا، آقا و افسر پر قابو پانا، مقدمات کا حسب منشا فیصلہ کرانا، ہر ایک کا دل جیتنا آپ کے لئے بہت آسان ہو جائے گا۔ قیمت ۱۲؍ ۔

آفتاب رسالت

سوانح اعظم محمد رفیق صاحب بلند شہری کا سوانح عمری حضور رسول خدا کے بہت جامع حالات دو حصوں میں لکھے ہیں پہلا حصہ ۳۰۰ صفحات۔ اس میں زیادہ تاریخ عرب اور بعثت رسولؐ سے پہلے کے حالات ہیں اور کچھ ولادت و طفولیت رسولؐ۔ حصہ دوم ۴۲۲ صفحات، اس میں پوری رسالت کے جزئی کل حالات مثل طفولیت، شادی، تبلیغ، غزوات اور سیاسی تجربات اور متفرق واقعات کے تذکرے آخر میں حضورؐ کا معاشرت و ازواج مطہرات کے حالات ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ ۱۲؍ ۔

خلفائے راشدینؓ

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت [redacted] اور امام حسنؓ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے مکمل حالات، انکے عہد خلافت اور انکے دور ترقیات اور فتوحات کے مفصل حالات، پچاس سالہ مطالعہ تاریخ کا محققانہ شاہکار ابھی لکھی گئی چھپائی ضخامت پانسو صفحے ۲ کا کاغذ بلا جلد ۵؍ مجلد پارچہ ۶؍ قیمت مجلد چرمی پشت ۷؍ علاوہ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ ۸؍ مجلد چرمی پشت ۹؍ علاوہ محصول۔

کربلا کے بعد

ایک بڑا رسالہ خونی تاریخ یعنی حضرت امام حسینؓ کے شہادت مبارک اور خلفائے راشدین کے بعد کے مفصل حالات و شہادت و مظالم جو ظالموں نے آل رسولؐ پر کربلا کے بعد کئے جو قاتلوں حسینؓ کا حشر تا کہ انکا انجام اور بنو عباس کی حکومت اور ان کے بعد سادات بنی فاطمہؓ جو مصر میں بنو فاطمہ کی حکومت کے مفصل حالات اس میں ہیں لکھائی چھپائی بہتر سفید چکنا کاغذ مجلد کا کاغذ ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت ۲؍ ۔

بہشتی زیور کامل

مجلد چرمی یہ فقہ حنفیہ کی مشہور اور نصابی کتاب ہے اس میں کیا یہ ہے جس حصہ اول میں ادب اور عقائد حصہ دوم وضو اور طہارت، نماز کے مسائل حصہ سوم زکوٰۃ، حج، قربانی حصہ چہارم طلاق، نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت حصہ ششم اصلاح باطن، تہذیب اخلاق حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی حصہ ہشتم بیبیوں کی حکایتیں حصہ نہم ضروری اور مفید علاج حصہ دہم متفرق ضروری مسائل، یہ سب ایک جگہ مجلد میں ضخامت ۹۶۰ صفحے قیمت اصلی ۴؍ سستی مجلد چرمی ۵؍ ۔

ضروریات دین

دفتر پیشوا نے ایک فاضل دینیات سے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں صرف ان مسائل کو بیان کیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام مکمل نہیں ہو سکتا۔ دینی ضروریات کو مختلف عنوان میں تقسیم کر دیا گیا ہے دینی ضروریات کو کم فرصت وکیل، تجارت پیشہ، زمیندار اور صنعت پیشہ مسلمانوں کو ناواقف ہیں پڑھنی چاہیے تاکہ بہت ہی کم وقت میں کامل اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے ضخامت تین سو صفحے قیمت ۸؍ ۔

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجربہ کی مشہور کتاب ہے جو ہر عامل کیلئے بیحد مفید ہے اس کے چار حصے ہیں اور ایک جلد میں۔ حصہ اول میں ختم قرآن، بسم اللہ اور سورۃ یٰسین کے مجرب اعمال اور نقوش ہیں حصہ دوم میں اسماء باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورۃ کے اعمال و خواص حصہ سوم میں مشکلات کے حل ہونے کے اعمال وارد ہیں حصہ چہارم اذکار کیلئے مخصوص ہے جس میں تمام ضرورتوں کے جواہر ہیں پانچویں میں اشغال ہیں اور آخر میں متفرق نقوش ہیں۔ پچاس سال سے مقبول ہے قیمت ۱۰؍ ۔

دینی معلومات

۴۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف امام ابو حنیفہؒ کی مشہور کتاب ہے اسکا ترجمہ سلیس اور مطالب ہیں جو کتاب امام فقہ کیلئے ہے اس کا ترجمہ ہے فقہ کی اور کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت، بیوہ، یتیم، نماز، شکار، دیوانی، فوجداری، دینی، قوانین، تجارت، حکومت، صنعت، زراعت غرض جن چیزوں کے متعلق شرعی احکام ہیں سب موجود ہیں ۔ قیمت ۲؍ ۔

معلومات نماز

نئی تحقیقات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ صحیح معنوں میں نماز پڑھنے والا انسان کس قدر فائدہ حاصل کرتا ہے بہترین انسان بنا دیتی ہے جن عنوانوں پر بحث ہے، مذہب اسلامی عبادات کی حکمت، احکام عبادات، عبادات کے نتائج، ثمرات عبادت، ثمرات آخرت، تارک نماز کے نقصانات، امتیازی عبادت، عقلی عبادت، نماز کے ذریعہ قرآن، شریعت، سنت، انکے علاوہ تمام نمازوں کا بیان اور ترجمہ مع عربی ۔ قیمت ۱؍ ۔

بچی کی استانی

شریر لڑکی ماں باپ کے لئے اس دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے مگر اس عذاب سے نجات دلانے کا واحد ذریعہ حضرت ایڈیٹر صاحب پیشوا کی قلمی کتاب بچی کی استانی ہے جو شریر بچیوں کو پڑھنے لکھنے پر مصروف کر کے نیک اور سلیقہ مند بیوی بننے کے قابل بنا دیتی ہے، اس کے مطالعہ سے ہنر مندی اور تمیز داری سلیقہ آ جاتا ہے۔ انکی دلچسپ کتاب ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر چین نہ آئیگا سفید چکنا کاغذ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸؍ ۔

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آ جاتی ہے اس گھر کا اطمینان اور سکون رخصت ہو جاتا ہے لڑائی جھگڑے روز کے قبرستان میں دفن ہو جاتے ہیں بیوی کی تربیت کیلئے ایک بہترین کتاب ہے لیکن پھوہڑ بیویاں نہیں رہتیں اور ان کو اڈیٹر صاحب پیشوا کی یہ مشہور کتاب پھوہڑ دلہن کی تربیت کا کامیاب اصلاحی ذریعہ ہے۔ وہ زمانہ گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بیوی بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اچھے گھروں کا جنت بنا سکتی ہیں انداز بیان اتنا دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپ کے ہاتھ سے نہیں چھوٹے گی ضخامت ۔ صفحے قیمت ۸؍ ۔

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت سے برباد ہو رہے ہیں عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے اور جاہل ہو تو جہنم بنا دیتی ہے سوائے ان خاندانی عورتوں کے جن کو سلیقہ سے نہیں چلانا آتا ان کے لئے یہ کتاب لاجواب ہے۔ ایک بیٹی ہو یا گھر کی مالکہ اس کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے آپ تعلیم خانہ داری منگا کر اپنی بیوی کو مطالعہ کرائیں ضخامت ۔ صفحے قیمت ۸؍ ۔

ملنے کا پتہ :- منیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

قرآنی دعائیں

تمہارے لئے قرآنی دعاؤں کا [illegible] مجموعہ [illegible] کہ آپ دعا مانگنے کے طریقہ سے واقف ہیں اگر آپ ان سے واقف ہو جائیں تو [illegible] کے فضل سے [illegible] ہو جائیں [illegible] اگر آپ [illegible] تو [illegible] جائیں [illegible] تو [illegible] زندگی [illegible] ہیں تو [illegible] وسائل ہونگے [illegible] پریشان ہیں تو [illegible] غرض کہ [illegible] قرآنی دعائیں ہیں۔ کیونکہ اس میں طریقہ دعا کے ساتھ [illegible] بہت کی [illegible] قیمت ۸

اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے مجربات نقوش و عملیات [illegible] از علامہ حضرت اشرف علی [illegible] حضرت مولانا کے تجربہ علمی اور دیگر تصنیف اسرار روحانی کا [illegible] الہام ہے [illegible] قرآن شریف کے مخصوص [illegible] کی ایک جاکب ہے اور دینی و دنیاوی [illegible] ہیں ایک [illegible] ایسی [illegible] ہے جس کا [illegible] اس کتاب میں ہر قسم کے امراض کی شفا ہے [illegible] عملیات کی وفا [illegible] مقدار [illegible] ہے [illegible] زیادہ ہے [illegible] ہیں۔ ۱۲۰ صفحہ کی کتاب ہے کاغذ اعلیٰ ہے اصلی قیمت ۱۲ رعایتی ۶

قرآن ایک معجز نما کتاب

حقائق و معارف فصاحت و بلاغت قرآن پاک پر اردو میں پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو علامہ ابو البصیر صاحب آزاد [illegible] کے [illegible] سال کے مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں نے تعصب سے سرشار ہو کر جو [illegible] منکرین کلام الٰہی کو اس کو پڑھ کر مسلمان ہونا [illegible] قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجز نما ہونے پر معرکۃ الآرا دلائل اشاعت قرآن حکیم کی تاریخ ہے۔ یہ کتاب تبلیغ اسلام کیلئے بہترین ہے سفید چکنا کاغذ قیمت ۲

تفسیر [illegible] القرآن

[illegible] شاہ عبدالعزیز [illegible] محدث دہلوی کی [illegible] کا شاندار کارنامہ اور اپنی تفسیر [illegible] کو ہر مورخ و مفسر نے اپنی [illegible] ہے اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی، اس کے قدردان اب بھی [illegible] تفسیر ملتے ہیں [illegible] ہو جاتی ہے۔ [illegible] قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر نہیں چھپوا [illegible] تقطیع کے ۷۰۰ صفحے ہیں قیمت [illegible] مکتبہ [illegible]

تفسیر سورہ یٰسین

یہ تفسیر ایسے زمانہ میں لکھی گئی ہے جو [illegible] اور [illegible] کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں۔ یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا گیا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر [illegible] سے ماخوذ ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہبی اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا حیرت میں رہ جاتا ہے یہ تفسیر اہم ہے اور ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے قیمت ۸

کلید قرآن

جو بچے کئی برس کی محنت کے بعد کلام الٰہی نہ پڑھ سکے، انکو کلید قرآن پڑھائیے، دو مہینہ میں قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا آ جائے گا جو بوڑھے اپنے بچپنے میں قرآن مجید کی نعمت سے محروم رہے، انکو کلید قرآن پڑھائیے۔ دو مہینہ میں کلام اللہ پر عبور ہو جائیگا۔ کلید قرآن دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینہ میں قرآن پڑھنا آ جاتا ہے۔ آپ بھی منگا کر تجربہ کیجئے۔ قیمت ۲ ایک روپیہ کے دس

قرآن مجید کی مکمل ڈکشنری

مصباح الفرقان اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے تمام لفظوں کو بہت ہی سہل ترتیب کے ساتھ اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے خانہ میں لفظ دوسرے میں ترجمہ تیسرے میں لفظ سے متعلق ضروری تشریح اس کے ساتھ بعض دوسری اہم اور مفید باتیں درج کی ہیں مثلاً انبیاء کرام کے نام جہاں جہاں آتے ہیں ان کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کہنا بے مبالغہ ہے کہ الفاظ قرآن کی تشریح و ترجمہ کے سلسلہ میں اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی قیمت چار روپے

زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

کھیتی خواہ دنیا کی ہو خواہ عقبیٰ کی وہ جنت کی کھیتی بن سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم اپنے اعمال کو اس سانچہ میں ڈھالو جس میں اللہ نے اپنا نائب بنانے کیلئے قرآن نازل فرمایا اور زندگی کا وہ سانچہ اس طرح تیار ہو سکتا ہے کہ تم معلومات قرآن کا مطالعہ کرو تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کلام اللہ کی تلاوت کرو تا کہ تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے جنت کی وراثت خوشیوں کا حقدار [illegible] کیا گیا ہدایات زبانی میں قیمت ۱۲

کتاب التعویذات

یا عملیات [illegible] از [illegible] نواب محمد صدیق حسن خان [illegible] کے [illegible] کتاب ہے [illegible] ہر مرض کے روحانی علاج ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن کی تمام سورتوں کے اعمال اور تعویذ ہیں اس لئے ایک بھی [illegible] ایسی نہیں ہوگی جس کا عمل یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو۔ [illegible] قیمت ۱۰

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت مؤثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی شرائط پھر قرآن شریف سے سات دن کی [illegible] اولیائے کرام کی مجرب دعائیں جن کو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استغفار، مناجات استخارہ، شجرہ اور درود شریف منظوم ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی [illegible] انداز میں بیان کی گئی ہیں قیمت ۴

تقدیر کا راز

معلوم ہو سکتا ہے اگر تم بزرگان اسلام کے بتائے اور آزمائے ہوئے طریقے سے ہر کام کرنے سے پہلے روحانی فالنامہ میں فال دیکھ لیا کرو جس میں فالنامہ قرآن، استخارہ قرآنی فالنامہ، دیوان حافظ کا فالنامہ، مثنوی شریف کا فالنامہ، اسماء الٰہی کا فالنامہ، اسمائے نبی کا فالنامہ، انگریزوں کا فالنامہ، فرانس کا فالنامہ، جرمنوں کا فالنامہ، اعضا کے پھڑکنے کے فالیں، روحانی عملیات درج ہیں قیمت صرف ۲

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے ایک اکسیر چیز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے مستند شرائط کے ساتھ ہی پڑھی جائے اس کے اوصاف بیان کرنے [illegible] اور کار [illegible] دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کو [illegible] کبھی تنگی نہیں رہتی۔ اس کے عامل رسول کریم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں [illegible] قیمت [illegible] اور دعا کے سلسلہ میں بے نظیر کتاب ہے [illegible] اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر [illegible] قیمت [illegible]

نقوش خطابت

کتاب جناب مشتاق [illegible] سے [illegible] مگر آپ [illegible] کے [illegible] تو نہیں ملتی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ [illegible] اثر پیدا کرے اور پھر لیجئے کہ آپ [illegible] ہو جائیں گے آپ کی گفتگو میں [illegible] کی خوبی پیدا ہو جائے گی ہر محفل میں [illegible] آپ [illegible] کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کر سکیں گے۔ قیمت [illegible]

پیام خیام

مشرق کے سب سے بڑے فلسفی اور نامور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات یورپ اور امریکہ میں مختلف طریقوں اور [illegible] کی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی ہے مگر اس حکیم کے مبسوط اور مفصل سوانح حیات گوشہ گمنامی میں پڑے تھے۔ اب بڑی تلاش و تجسس سے عمر خیام کے حالات فراہم کئے ہیں اور ہر رباعی کے تحت میں عمر خیام کی سات سو رباعیوں کی شرح نہایت سلیس و رواں زبان میں لکھی ہے شروع میں عمر خیام کا فوٹو اور [illegible] [illegible] قیمت [illegible]

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے سے عاری ہیں جو طلبا انگریزی میں کمزور ہیں جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جو تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہئے تاکہ سب باتیں [illegible] مدرسوں میں داخل ہوئے بغیر، کالجوں میں [illegible] اور کاروبار میں [illegible] انگریزی کی ضرورت ہے مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا طول عمل ہے پھر آپ کیوں نہیں یہ کتاب منگا لیتے جو اپنے انداز تعلیم میں یگانہ ہے [illegible] ہیں اور [illegible] قیمت ۱۲ [illegible]

معلم عربی

ہر مسلمان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ عربی ضرور جانے [illegible] قرآن پڑھے اگر اس نے [illegible] الفاظ کے معانی [illegible] [illegible] بہت [illegible] ابتدائی صرف و نحو [illegible] علم عربی میں صرف و نحو [illegible] سے چھڑا کر عربی پڑھنے کا [illegible] ہے کہ ہر شخص تھوڑے سے تامل سے ایک [illegible] [illegible] قیمت [illegible]

عملی نوشتے

علم نجوم، علم رمل، علم اعداد، علم [illegible] اور شگون، علم قیافہ، تعبیر نامہ خواب [illegible] کی [illegible] انسائیکلوپیڈیا یا مجموعہ فطرت انسانی ہے کہ وہ اپنے آئندہ واقعات معلوم کرنے کیلئے بے چین رہتا ہے اور خوامخواہ منجم اور رمالوں کے پھندے میں پھنس کر جھوٹے سچے واقعات سے اپنا مستقبل خراب کر لیتا ہے۔ یہ کتاب منگانے کے بعد آپ اپنے مستقبل کو درست کر سکتے ہیں اس کتاب میں [illegible] نہیں بلکہ [illegible] کیلئے [illegible] اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ [illegible] ۲۰۰ صفحے قیمت [illegible]

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ [illegible] کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد [illegible] [illegible] نے ترجمہ کیا ہے جو لوگ اچھے مذہبی، معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جن کو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں تو یہ مصری افسانے مطالعہ کیجئے۔ کئی افسانے فوٹو بلاک کی فضا و پس منظر سے مزین ہیں۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸؍)

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن حضور ہی کا ہے، اسلام نے جو شاندار ترقی قرون اولیٰ میں طے کئے وہ دوسرے قرون میں اس شدومد کے ساتھ نہیں پہنچے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اولیٰ فردوس آسیہ ملاحظہ فرمائیے اس تاریخ میں پیدائش رسالتمآب سے لیکر آنحضرت کی وفات پھر خلفائے راشدین کے حالات مع ترقی اسلام، غزوات اسلامی، اسلامی نظام حکومت مع [illegible] بالتفصیل درج ہیں۔ قیمت [illegible]

چھپا ہوا مکاولیا

کے حالات ان کی کرامات، ان کے خوارق، ان کی تعلیمات، ان کی [illegible] تبلیغ اسلام، ان کے اسرار باطنیہ کی ماہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہو سکتا ہے اس کا نام بھی تذکرۃ الاولیاء ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں اس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی، عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی [illegible] کے بھی ہیں یمن کے بھی، مشرق قریب کے بھی ہیں مشرق بعید کے بھی یہ کتاب [illegible] [illegible] قیمت [illegible]

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریمؐ تک جس قدر نبی ہوئے ہیں اور جن کا تذکرہ قرآن شریف میں ملتا ہے سب کی مکمل سوانح عمری بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۷۰ صفحوں کی کتاب ہے۔ انبیاء کے حالات ظاہر کر کے [illegible] حالات سے بچ کر اہم [illegible] جو اس کتاب کا سبب ہے دیگر مذہبوں کے مقابلہ میں امت محمدی کی [illegible] اور [illegible] عبادت الٰہی کا شوقین ہو گا۔ قیمت صرف ۱۱ [illegible]

غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ اپنے روپیہ کے زور سے علاج کرا لیا کرتے ہیں مگر غریبوں میں اتنا بوتا کہاں، انکو تو وہ چاہیے جس میں خرچ کم ہو [illegible] یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں۔ اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخے ہیں تیار کریں اور غریبوں کو مفت تقسیم کریں افضل الناس خدمت الناس رسول کریمؐ کا فرمان ہے یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں رہنی چاہئے کیونکہ علاج کی ضرورت کبھی پڑ [illegible] ہیں [illegible] گھر میں [illegible] قیمت [illegible]

محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے آپ عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور ایسے خطوط کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو کتاب محبت کے پیغام پڑھئے اس میں عاشق مزاج بیوی کے وہ خطوط ہیں جن کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے اور تمام خطوط نہایت مہذب اور شائستہ ہیں۔ متعدد حسین و جمیل فوٹو بلاک ہیں۔ قیمت صرف [illegible]

امام ابو حنیفہؒ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کیلئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت سے وہ خود کو [illegible] [illegible] [illegible] سیرۃ النعمان [illegible] کی تصنیف [illegible] امام صاحب کے حالات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد ۔ دہلی

پیشوا دہلی

جو ہر قمری مہینہ کی ۱۰ تاریخ کو محض
تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع
ہوتا ہے
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن ۶ سالانہ ادنیٰ ایڈیشن ۔
ممالک غیر سے
جس میں رہبر بھی شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ ادنیٰ ایڈیشن ۳ شلنگ

نمبر ۱۰	بابت ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ مطابق جنوری ۱۹۴۱ء	جلد ۱۷

شذرات

(عزیز حسن)

رسول نمبر کا خاکہ

خدا کا شکر ہے کہ رسول نمبر کا جو نیا خاکہ خطیب اعظم حضرت علامہ سید جعفر شاہ صاحب ندوی مفتی اعلیٰ نے تجویز فرمایا تھا قارئین کرام کی اکثریت نے اس کو پسند فرمایا اور مجھے اعلان کرنے میں مسرت ہوتی ہے کہ حضرت علامہ ندوی نے باوجود علالت اور مصروفیت کے مدینہ کے تاجدار کی خدمت میں گلدستہ محبت وعقیدت پیش کرنے کی تیاری شروع کر دی ہے۔

سنہ کا رسول نمبر کیسا ہوگا؟ اور اس میں کیا ہوگا؟ یہ ایسے سوالات ہیں جو ہر بھائی کے ذہن میں ابھی سے آتے ہونگے اور آپ سب ہی اعلان کے جذبات کا ان کو انتظار بھی ہوگا۔

پیشوا سنہ سے شائع ہو رہا ہے، آج سنہ ختم ہو رہا ہے گویا پیشوا سولہ سال سے شائع ہو رہا ہے، ہر سال بلاناغہ پیشوا کا رسول نمبر شائع ہوتا ہے۔ اور ہر رسول نمبر اپنے سابقہ رسول نمبر سے زیادہ شاندار اور مفید ہوتا ہے۔ اور یہ مسلمہ ہے کہ پیشوا نے نعت رسولؐ اور ذکر رسالت مآب کا جو نیا راستہ اختیار کیا ہے اس کی نقل کی گئی ہے، اگرچہ نقل بھی بھونڈی ہوتی ہے اور یہ بھی واقعہ ہے کہ سیرت پاک کے لئے جو اعلیٰ معیاری لٹریچر پیشوا کے صفحات پر پیش کیا گیا ہے، وہ دنیا کی کسی ایک زبان میں یکجا کہیں بھی نہیں ملیگا کیونکہ سیرت پاک پر جو اچھوتا خیال دنیا کی کسی زبان میں مجھے ملا میں نے اس کو اردو میں منتقل کرنا ضروری سمجھا، اس لئے یہ کہنا کہ پیشوا کا رسول نمبر کیسا ہوگا آفتاب کو

روشنی دکھانا ہے۔ البتہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ پیشوا اپنی سولہ سالہ شہرت اور عزت کو ہر حالت میں قائم رکھے گا۔ اور میں اس کو ضخیم اور مفید بنانے اور اس کی تزئین و آرائش میں اپنی جیب کی آخری پونجی بھی لگا دوں گا۔

جس طرح ایک حوصلہ مند جواری اپنی جیب کا آخری سکہ بھی جیت کی توقع پر داؤں میں لگا دیتا ہے یہی حالت میری ہے کہ میں بارگاہ رسالتؐ کے اس نذرانہ کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے اپنی دماغی صلاحیتوں کو اس بیماری اور بڑھاپے اور کساد بازاری اور ناقدری اور مذہب سے لاپروائی کے زمانہ میں آخری حد تک خرچ کر دوں گا۔ اور صحت کی بربادی، اور روپیہ کی تباہی اور مسلمانوں کی ناقدری کی مطلق پروانہ کروں گا۔ کیونکہ حضور انورؐ کے حکم کے مطابق وہ مسلمان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا جو مدینہ کے تاجدار (بابی ھو وامی وابی) کی محبت میں جان اور مال کی قربانی میں تامل کرے۔ اور جن کے ذکر کی رفعت کے لئے یہ عالم ایجاد ہوا۔ ان کے تذکار مبارک میں اگر کوئی محو صرف ہو، یا چند سفید ٹھیکریاں (روپے) خرچ ہوں تو یہ اس مسلمان کی جو تاجدار مدینہ کی غلامی پر فخر کرتا ہو، اور ان کی محبت کو جزو ایمان سمجھتا ہو، اور اس محبت کو قیامت کے روز بخشش و نجات کا ذریعہ سمجھتا ہو، انتہائی سعادت اور عزت ہے۔ اور میں اس سعادت اور عزت میں پیشوا کے خریدار بھائیوں کو بھی شریک کرنا چاہتا ہوں۔

اس لئے میں ان لوگوں سے جن کے دلوں میں سرکار دو عالمؐ

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے کمال ہند برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی سے شائع کیا۔

کی ضرورت ہے۔ یہ درخواست کرتا ہوں کہ تقویت و محبت کے اس نذرانہ کو کامیاب بنانے کے لئے حسب ذیل طریقوں سے میرا ہاتھ بٹائیں۔

(۱) نئے خریدار پیشوا کے لئے فراہم کریں۔ اور اگر چاہیں تو یہ پانچ خریداروں کی قیمت کی وصولی پر ایک روپے کی کتابیں اپنے خرچ پر طلب فرمائیں۔ یا کسی نادار مسلمان کے یا اپنے نام پیشوا سال بھر کے لئے جاری کرا لیں۔

(۲) ہر خریدار بھائی کم سے کم پانچ عدد پیشوا کی کتابیں اس ہفتہ میں رسول نمبر کے شایانِ شان [illegible] کے لئے خریدیں، اور اگر تنہا خریدنے میں تامل ہو تو ایک ہی شہر کے کئی بھائی مل کر خرید لیں۔ اور قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ تاکہ پارسل ریل کے ذریعہ روانہ کیا جائے۔ اور اس طرح محصول ڈاک میں کفایت ہو۔

(۳) جن بھائیوں کی میعادِ خریداری اس مہینہ یا آئندہ مہینہ ختم ہو رہی ہے، وہ اپنی سالانہ قیمت بذریعہ منی آرڈر جلد از جلد روانہ فرمائیں۔ تاکہ رسول نمبر کے لئے جو کئی ہزار کا کاغذ خریدنا ہے، وہ اس روپے سے خرید لیا جائے۔

اگرچہ یہ سہ گانہ درخواستیں بہت ہی حقیر ہیں، جو بہت بلند مقصد کے لئے کی گئی ہیں۔ لیکن مثل مشہور ہے کہ بوندیاں [illegible] کرکے تالاب بھرتا ہے۔ اس لئے اگر سب بھائیوں نے اس سال کے رسول نمبر کی اہمیت سمجھ لی، اور شریر غیر مسلموں کے اس علمی قرضہ کی ادائیگی کے دوررس نتائج پر غور کر لیا، جو سیرتِ نبوی پر عرصہ سے اعتراضات کی صورت میں واجب ہیں تو یقین ہے کہ میری اپیل پر خریداران پیشوا لبیک کہیں گے۔ انشاء اللہ۔

خوب یاد رکھو کہ سیرتِ نبوی اور تاریخ اردو عالم کے بنائے ہوئے قرآنی [illegible] جو اعتراضات آریہ سماج اور عیسائی پادریوں نے کئے ہیں، ان کے معقول اور مدلل جواب نہ ہونے سے نہ صرف یہ کہ ہزاروں مسلمان مرتد ہوتے، بلکہ لاکھوں مسلمان مذبذب ہیں۔ اور کسے خبر ہے کہ آج کا مذبذب کل ارتداد کی راہ اختیار نہ کرے گا؟

اس لئے سیرتِ رسول کا یہ اچھوتا گوشہ خطیب اعظم حضرت علامہ سید جعفر میاں شاہ صاحب ندوی کی عقابی نگاہوں نے دیکھ لیا اور ان تمام اعتراضات کے جوابات اس رسول نمبر میں نہایت محنت سے اس طریقہ سے لکھے ہیں کہ غیر مسلموں کی تسلی ہو۔ اور مذبذب مسلمانوں کے شبہات دور ہوں۔ اور یہ ایک ایسی مستقل کتاب ہو کہ جہاں کہیں شریر غیر مسلم اعتراضات کریں تو کسی مناظر کو بلانے کے بجائے یہ رسول نمبر پیش کر دیا جائے۔ جو فن مناظرہ کے بہترین اصولوں پر ترتیب دیا جاتا ہے، اور جس کا ثانی اس وقت اردو ہی نہیں، بلکہ دنیا کی کسی زبان میں بھی نہیں ملے گا، یہ رسول نمبر منصفانہ خیرات کے [illegible] مذبذب مسلمانوں، مرتدوں اور غیر مسلموں میں تقسیم کیا جائے تو بہت [illegible] تبلیغی نتائج مرتب ہوں گے۔ ماشاء اللہ

لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس سال کا رسول نمبر زیادہ سے زیادہ چھپے، اور زیادہ سے زیادہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ہاتھوں میں پہنچے، تاکہ [illegible] اور اشاعتِ اسلام کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو۔

اب دیکھنا ہے کہ دین اور دنیا کی اس سب سے بڑی عزت اور سعادت کو حاصل کرنے کے لئے کتنی سعید روحیں میدان عمل میں آتی ہیں۔ اور میری تینوں درخواستوں پر [illegible]

پیشوا ٹرسٹ کے سپرد

میری صحت دن بدن گر رہی ہے، جسمانی کمزوری بڑھ رہی ہے۔ معدہ نے جواب دیدیا ہے، آنکھیں دن بدن ختم ہو رہی ہیں، دانت ٹوٹ چکے، خون کا دباؤ بڑھ گیا ہے، قلبی دورے پڑنے لگے، قولنج اور بواسیر نے عرصہ سے قبضہ کر رکھا ہے، فالج نے بھی پیش قدمی کر دی ہے، نیند بالوں کے ساتھ اڑ گئی ہے، بھوک جاتی رہی ہے، دل اور دماغ اپنے سفر کی منزلیں طے کر چکے ہیں۔ اور اب میرا جو قدم اٹھتا ہے، وہ موت کی طرف ہوتا ہے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ قوم کی امانت (پیشوا اور اس کا وسیع کتب خانہ) قوم کے سپرد کر دوں، اور خود اس کی ملکیت اور منافع سے قوم کے حق میں دست برداری دے دوں، کیونکہ قویٰ کا انحطاط بتا رہا ہے کہ جسم اور روح کا تعلق بہت جلد منقطع ہونے والا ہے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ پیشوا کے کاروبار کے لئے ایک ٹرسٹ بنا دوں۔ جو پیشوا اور اس کے کتب خانہ سے آمدنی ہو وہ بعد وضع اخراجات کسی خیراتی شفاخانہ کے سپرد کر دی جایا کرے۔

اس سلسلہ میں مفصل اسکیم پیشوا کے ہمدرد بھائی پیش کریں۔ جو مفید اور سہل ہوگی وہ قبول کر لی جائے گی، اور میں تا زیست پچاس روپے ماہوار اپنی ذات کے لئے مخصوص کر کے تمام کاروبار اور تجارتی کتب خانہ اور ایک سو کتابوں کا حق تصنیف [illegible] ٹرسٹ کے حق میں رجسٹری کرا دوں گا، جس سے میری اولاد اور میرے اعزا کو کوئی تعلق نہ ہوگا، اور اس طرح قوم کی امانت قوم کے سپرد ہو جائے گی۔ ٹرسٹیوں میں [illegible] کہ اگر [illegible]

زندہ باد خسرو دکن

یوں کہنے کو تو ہندوستان میں پچاس سے زیادہ مسلمان والیانِ ریاست ہیں اور چار صوبوں (پنجاب، بنگال، آسام، سندھ) میں مسلم لیگ کے مسلمان وزیر اعظموں کی حکومت ہے، لیکن نیاز کے طور [illegible] ہے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کا ادنیٰ عہد و شرف صرف بندگانِ عالی کے مقدر میں لکھا تھا جنہوں نے اپنی وسیع قلمرو میں شکار کا داخلہ بند کر دیا ہے، جن کی سخاوت نے حاتم کو بھلا دیا ہے، جن کی سادہ معاشرت اور انصاف پسندی نے اور فخر کائنات اور آلِ پاکؐ سے محبت نے صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عمار بن یاسرؓ کی یاد تازہ کر دی ہے، جن کی علمی سرپرستیوں نے مامون اور منصور کو بھلا دیا ہے، اور جنہوں نے سلطنتِ آصفیہ کو اپنے عہد میں ایک طرف قرطبہ و بغداد بنا دیا ہے اور دوسری جانب آگرہ اور دہلی کی یاد بھلا کر مسلمانانِ عالم کی امیدوں کا مرکز بنا لیا ہے۔

حضور انورؐ (روحی فداہ) پر پتھر تراشنے والے کو سزا دینے کے لئے بلال حبشیؓ اور سلمان فارسیؓ کے عشق کی ضرورت تھی۔ اور یہ دولت سرمایہ اور سخاوت ایسی دنیا کے سب سے بڑے سرمایہ دار، لیکن اپنے پروردگار کے سامنے سب سے زیادہ عاجزانہ سربسجود رہنے والے اور اپنے سرمایہ سے اپنی قوم کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے والے بوریہ نشین تاجدار دکن کی قسمت میں ازل سے جن کی قسمت میں یہ درجہ تھا ان کو مل گیا۔

پیر مدعی کے لئے دار و رسن کہاں؟

کیا مسلم لیگ کے پاکستانی صوبوں کے چاروں وزیر اور بھاولپور، بھوپال، رامپور، میرپور، پالن پور، جوناگڑھ وغیرہ ریاستوں کے مسلمان والیانِ ریاست اعلیٰ حضرت کی تقلید میں شکار کا داخلہ بند کر کے حب رسولؐ کا ثبوت دیں گے؟ اور مسلمانوں کے زخمی دلوں پر مرہم رکھنے کی سعی کریں گے؟

تذکار اسماعیل شہیدؒ

خدا کا شکر ہے کہ ولی اللہ نمبر بے حد مقبول ہوا۔ اس کے بعد تقاضے ہونے شروع ہوئے کہ حضرت غازی اسماعیل شہیدؒ دہلوی کے حالات پر شہید نمبر نکالا جائے، جنہوں نے ہندوستان کی آزادی کے لئے جہاد کیا اور صوبہ سرحد میں جام شہادت نوش فرمایا۔

سکھوں کی عظیم الشان سلطنت کے خلاف آزادی کا اعلان، شرک و بدعت کے خلاف مجاہدانہ سرگرمیاں، علمی نکات، مذہبی مباحث اور حضرت مولانا شہیدؒ کی تصنیفات کا خلاصہ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو چھپائے گئے آئندہ پرچہ کا انتظار کیجئے، جس کے پڑھنے سے آپ کی مجاہدانہ روح بیدار ہوگی، مسنداً رسائل و کتب کی روح اس نمبر میں کھینچی جائے گی جس کو وہ جیتے علی گڑھ کے نامور اہلِ علم حضرت مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی مرتب فرما رہے ہیں۔

تیرہ سو سالہ برسی

سنہ ۶۶ھ کا محرم آلِ رسولؐ کے خون کی تیرہ سو سالہ برسی کا ہوگا۔ اس لئے اس خونی برسی کو ایک طرف صبر و استقامت، اور دوسری طرف ظلم و سفاکی کا ایسا شاہکار ہے کہ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اور آلِ رسولؐ نے آزادی کے لئے جو زبردست قربانی کربلا کے ریگ زار میں کی ہے، اور شخصیت کے خلاف حریت کے لئے جو جہاد کیا ہے، اس کو چونکہ تیرہ سو سال ذی الحجہ کے اس مہینہ کے ختم ہونے کے ساتھ ختم ہو رہے ہیں، اس لئے محبانِ اہل بیت کا فرض ہے کہ وہ اس آنے والے محرم کی تقریبات سے خرافات کو خارج کر کے تذکارِ اہل بیت کے لئے خصوصیت سے مجالس منعقد کریں جن میں ثواب کے لئے غربا کو کھانے کھلائیں، اور سید الشہداء کی سیرت سے آزادی حاصل کرنے کا سبق حاصل کریں، اور اہل بیت کے مصائب پر رونے اور رو دھو کر بزدلانہ مظاہرے کریں، اور تعزیوں کے ساتھ یزید کے دربار (باجہ اور آتش بازی) کی نقل کی بجائے نوافل و درود پڑھیں۔ اور اسلامی جمہوریت کے خلاف بغاوت اور خلافت امیہ کے انہدام کی جو ابلیسانہ سازشیں ہوئی ہیں، ان سے مسلمانوں کو آگاہی ہو۔

امید ہے کہ اس تیرہ سو سالہ خونی برسی کے لئے سنی اور شیعہ مل کر کوئی موثر پروگرام مرتب کریں گے۔

کانگریس کے نئے باغی

دسمبر کے آخری ہفتہ میں کانگریس کے اہم کاز ہندو مسلم اتحاد کے خلاف کانگریس کے دو لیڈروں نے بغاوت کی۔ ایک ڈاکٹر پٹابھی سیتارامیہ ہیں، جو سال گذشتہ کانگریس کی صدارت کے امیدوار تھے، اور کانگریس ہائی کمانڈ کے ممتاز رکن تھے، دوسرے مسٹر سمپورنانند ہیں جو یوپی میں کانگریسی حکومت کے وزیر تعلیم تھے۔

ان دونوں نے اردو کی مخالفت اور ہندی کی حمایت میں دسمبر کے آخری ہفتہ میں بیحد جھوٹا، گمراہ کن، اتحاد شکن، مکروہ، مسلم آزار، منافرت انگیز، فرقہ وارانہ اور مفسدانہ پراپیگنڈا کر کے کانگریس کے اہم کاز ہندو مسلم اتحاد کی خلاف ورزی کی۔

ان دونوں نے کانگریس کی سرکاری طور سے تسلیم شدہ زبان ہندوستانی کے خلاف پراپیگنڈا کیا ہے، اس لئے صدر کانگریس اور مہاتما گاندھی کا فرض ہے کہ وہ ان کے اس مکروہ پراپیگنڈا پر جواب طلب کریں، اور اس بغاوت کا انسداد کر کے مسلم لیگ کو

یہ کہنا کچھ غلط نہیں کہ کانگریس کا دوسرا نام مہاسبھا ہے۔

مسلم لیگ کا نیا نعرہ

تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا مجاہدانہ نعرہ اللہ اکبر رہا ہے جس سے یورپ اور ایشیا کے نہ معلوم کتنے ملک فتح ہوئے، لیکن مسلم لیگ کے مجاہدوں نے الہ آباد میں جمع ہو کر مسلمانوں کے اس اجتماعی نعرہ کے خلاف ایک نیا نعرہ تجویز کیا ہے، جو "مقدم اسلام" ہے۔

اسلام کی اولیت سے کسی کٹر سے کٹر کو انکار نہ ہوگا، لیکن سوال یہ ہے کہ جس نعرہ پر تیرہ سو برس سے اتفاق ہے، اور جس مجاہدانہ نعرہ نے قوموں کی قسمت بدل دی ہے، اور جو مجاہدانہ نعرہ اللہ اکبر فخر کائنات سردار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تجویز کیا، اور جس پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرامؓ نے عمل کر کے دنیا کے بڑے حصہ پر حکومت کی اس کو لیگ والوں نے کیوں خارج کیا؟

مسلمانوں میں صدہا فرقے تھے، لیکن اللہ اکبر ہی کا ایک ایسا نعرہ تھا جس سے کسی کو انکار نہ تھا، اور یہی نعرہ کثرت میں وحدت کا جلوہ دکھاتا تھا، تو پھر اس اللہ اکبر کے نعرہ کو مسلمانوں کی مجالس سے خیر باد کہنے کی گستاخانہ جرأت کے یہ معنی ہیں کہ حضور سرکار دو عالمؐ تاجدار مدینہ سے بھی زیادہ عقل مند تھے، لیگ کے وہ ممبر جنہوں نے اتحاد و تنظیم اسلامی کے اس تیرہ سو سالہ نعرہ کو خارج کیا (نعوذ باللہ) اور کیا مسلمانوں کی غیرت ملی اور اسلامی شرف اس کو گوارا کرے گا کہ وہ اس مقدس نعرہ اور خدا کی بڑائی کے اعلان کو مسلم لیگ کے کارکنوں کے کہنے سے ترک کر دیں گے؟

مسلم لیگ نے کیا کیا؟

مسلم لیگ کو نیا چولا بدلے ہوئے تین سال ہو گئے، پہلے اس کی منزل مقصود آزادی کامل تھی، سال گذشتہ اس نے پاکستان کو اپنی منزل قرار دیا، مگر اس تین سال کے عرصہ میں دو لائحہ عمل پیش کرنے کے باوجود ان دونوں میں سے ایک میں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی، لیکن کتنے شرم کی بات ہے کہ اس کے صدر مسٹر جناح نے علیگ کالج میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مسلم لیگ گذشتہ تین سال میں بہت کام کر چکی ہے آج دوست و دشمن سب تسلیم کرتے ہیں کہ تین سال میں مسلم لیگ نے جو کام کیا ہے ملک کی کوئی جماعت پچیس سال میں بھی نہ کر سکی"

جی ہاں۔ اگر کام سے مراد تین سال کے جلسے، بیان، تجاویز، جلوس، پرجوش نعرے، اور مسلمان کانگریسیوں کو گالیاں دینا اور کانگریس پر جھوٹے الزام لگانا کوئی کام تھا تو وہ ضرور مسلم لیگ نے اسی طرح انجام دیا کہ کوئی دوسری انجمن اس کو پچیس سال میں بھی انجام نہیں دے سکتی، لیکن اگر مسلم لیگ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں تو انہوں نے مسلمانوں کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیا، اور جو اعتماد مسلمانوں نے ان پر کیا تھا وہ اس کے قطعی اہل ثابت نہیں ہوئے، انہوں نے آج تک پورے ہندوستان میں ایک انگریزی کا اخبار نہیں نکالا، لیگ کا جو سرکاری اخبار ایوننگ دہلی سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے، وہ کسی طرح اخبار کہے جانے کے لائق نہیں، نیز ان سے اس تین سالہ دور میں ایک تجارتی اسکول ایک پرائمری اسکول، ایک صنعتی اسکول بھی قائم نہیں ہوا، مسلمان جس طرح پہلے رسم و رواج میں ہندو سے پھنسے تھے اسی طرح اب بھی ہیں۔ تجارت میں جس طرح پہلے پسماندہ تھے، اس سے کچھ زیادہ ہی پس ماندہ حالت میں اب ہیں۔ سرکاری ملازمتوں میں جس طرح ہندو نے پہلے شکست دے رکھی تھی، وہی حالت اب بھی ہے۔ البتہ مسلم لیگ نے ہندو مسلمانوں میں سوشل تجارتی سیاسی تعلقات خراب کرنے میں ہندو مہاسبھا سے کچھ زیادہ ہی کام کیا ہے اور آج نہایت افسوس سے کہا جا سکتا ہے کہ مسٹر جناح کی ضد خود پرستی انانیت، تعلی، خود بینی نے مسلمانوں کو اس تین سال میں اتنا شدید نقصان پہنچایا ہے کہ گذشتہ ۲۰ سال میں کسی تحریک نے ان کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا۔

مردم شماری

مردم شماری کا وقت بہت قریب آ گیا۔ لیکن مسٹر جناح جو مسلم لیگ کے قائد اعظم ہیں اور دس کروڑ مسلمانوں کے خود ساختہ واحد محافظ ہیں، خاموش ہیں، اور فرقہ پرست ہندوؤں کی سازشوں کی شکایت برابر آ رہی ہیں کہ جس طرح ممکن ہو سکے اردو کی بجائے ہندی لکھائی جائے، اور مسلمانوں کی آبادی ہر ممکن طریقہ سے کم کر کے دکھائی جائے۔

مہاسبھائی گروپ کے رہنما مسٹر مونجے اور اینڈ کمپنی نے ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے مل کر ہندوؤں کی نام نہاد شکایات کے ازالہ کی سعی کی، لیکن ایک سیاسی تنظیم مسلمانوں کی قوم ہے کہ ہر شخص جلوس نکلوانے کے لئے اس کا لیڈر ہے لیکن کام کے وقت اس پر فالج گرتا ہے۔

بہر حال مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ لیڈروں سے بے پروا ہو کر خود اٹھیں اور ہندوؤں کی سازشوں کا مقابلہ بہتر طریقہ سے کریں، اور زبان کے خانہ میں صرف اردو لکھوائیں اور مذہب کے خانہ میں اسلام اور صرف اسلام۔

اور اس کی پوری نگرانی کی جائے کہ ہر مسلمان ...

مرحوم شاہ ... کو ... مگر اس کے خلاف تھے تو خود اس کی ... فہرست مرتب کر کی جائے اور ان دو دھ پینے والے مجنوں قسم کے ... کو ... کے لئے ... ہیں۔

فیصلہ کی آخری گھڑی

... حکومت اور کانگریس میں مفاہمت کے لئے مختلف عناصر کوشاں ہیں۔ کانگریس اور لیگ میں مصالحت کے لئے مسٹر فضل الحق وزیر اعظم بنگال نے اعلان کیا۔ اس کی تائید بہر جاراجہ سنگھ اور سر سپرو وغیرہ نے کی۔ لیکن مسٹر جینا کی اکڑ ... ہے۔

حکومت اور کانگریس میں مصالحت کے لئے سر سپرو اور مسٹر جیکاور میدان میں آچکے ہیں۔ اور توقع ہے کہ گاندھی ارون پیکٹ کی طرح جلد از جلد ایک نیا ملکی پیکٹ ہو جائے گا۔ اور کانگریس سول نافرمانی بند کر دے گی، اور حکومت گرفتار شدہ ستیہ گرہیوں کو رہا کر دے گی، اور پھر ملک کی سب سے زیادہ نمائندہ جماعت ملک کے انتظام ہاتھ میں لے گی۔

مسلم لیگ اور کانگریس میں مفاہمت کے امکانات مفقود ہوتے جا رہے ہیں۔ کیونکہ مسٹر جینا جب تک زندہ ہیں لیگ پر قابض رہیں گے۔ اور لیگ اور کانگریس میں مصالحت قطعی ناممکن ہے۔ کیونکہ اس کے بعد مسٹر جینا کو کوئی دو کوڑی کو بھی نہیں پوچھیگا۔

اب تو بہت سے خواجہ تاشوں کو وزارتوں کی توقع ہے اور جب ان کی غرضیں پوری ہو جائیں گی تو پھر مسٹر جینا کو کون پوچھتا ہے؟ یہ بات مسٹر جینا بھی خوب جانتے ہیں اور اسی لئے وہ ایسی بے تکی باتیں کہتے ہیں کہ پڑھے لکھے مسلمانوں کو شرم آتی ہے۔ مثلاً

(۱) ہندوستان کی نجات پاکستان میں ہے (ہر مرض کی دوا امرت دھارا)

(۲) کانگریس ہندو جماعت ہے (گویا ہندو مہا سبھا کا کریا کرم ہو گیا)

(۳) دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ مسلم لیگ ہے (اگرچہ دس فیصدی بھی مسلمان اس کے ممبر نہیں)۔

(۴) پچاس فیصدی نیابت مرکز اور صوبوں میں دی جائے (حالانکہ آبادی ... مسلمانوں کی ہے)

فرمائیے ان بے تکی باتوں پر کوئی معقول انسان توجہ کریگا؟ اس لئے لیگ اور کانگریس کے سمجھوتہ کی اور وہ بھی لیگ کے ذریعہ توقع قطعی غلط ہے۔

البتہ ہندو مسلمانوں کا سمجھوتہ ہوگا اور وہ جتنی جلدی ہو سکے اتنا ہی مفید اور ضروری ہے اور اس سمجھوتہ کے لئے لیگ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس احرار، جمعیۃ علماء وغیرہ ایسی جماعتوں سے گفتگو شروع کرنی چاہیئے جن کی نمائندہ پوزیشن لیگ سے زیادہ مسلّمہ اور جمہوری ہے اور جنہوں نے کبھی لیگ کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ ان کی طرف سے بولے۔

ہندو مسلمانوں میں سمجھوتہ کے لئے کانگریس کا یہ بنیادی اعلان موجود ہے۔

(۱) مسلمانوں کے تمام مذہبی، سیاسی، تمدنی، معاشرتی معاملات صرف مسلم ووٹوں کے ذریعہ طے ہوں گے۔ ہندوؤں کو ان کے قومی معاملات میں رائے دینے کا حق نہ ہوگا۔

(۲) جداگانہ انتخاب قائم رہے گا، جب تک مسلمان خود اس سے دست بردار نہ ہوں۔

(۳) مرکز میں مسلمان وزیر اعظم کو قبول کر لیا جائیگا بشرطیکہ وہ اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہو۔

(۴) ہندو صوبوں میں مسلم اقلیت کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلم صوبوں میں ہندو اقلیت کو مسلمان دیں۔

فرمائیے ان بنیادی اصولوں میں مسلمانوں کی کون سی حق تلفی ہو رہی ہے۔ اب جزوی معاملات رہے وہ مسلمانوں کے قومی رہنما آسانی سے ان ہی اصولوں کی روشنی میں طے کر لیں گے جن میں سب سے بڑا مسئلہ زبان کا ہے اور وہ ایک مشترکہ قومیت کے لئے مشترکہ زبان کا ہونا ضروری ہے کو تسلیم کرتے ہوئے طے ہوگا یعنی ملک کی مشترکہ زبان اردو قرار پائے گی۔

آخر معلوم تو ہو کہ صرف لیگ ہی کو مسلمانوں کے حقوق کا خیال ہے۔ اور قوم پرور مسلمان جنہوں نے اپنے قومی شرف کا تحفظ زم اور مخملی کرسیوں پر بیٹھ کر، جلوس نکلوا کر اور صرف تقریر کر کے نہیں کیا ہے، بلکہ ایثار و قربانی کر کے، جیلوں میں بند ہو کر پھانسی کے پھندے کو چوم کر اور وطن کی آزادی کے لئے کروڑہا روپے کا نقصان برداشت کر کے یہ حق حاصل کیا ہے۔ وہ تو مسلمانوں کے حقوق سے غفلت برتیں گے، اور لیگ کے فرشتے مسلمانوں کے حقوق کے لئے سینہ سپر ہوں گے، جن میں سے ایک بھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ کانگریسی حکومتوں کے بیان کردہ مظالم پر کسی ایک صوبہ میں بھی ستیہ گرہ یا علانیہ بغاوت کی جرأت کرتا۔

کتنے مزہ کی بات ہے کہ جو لوگ اپنے مقرر کردہ اصولوں پر قربانی کے لئے کانگریس کی نرم حکومتوں سے ٹکرانے کے لئے تیار نہ ہوں وہ مسلمانوں کے حقوق کے واحد محافظ سمجھے جائیں۔

بہر حال فیصلہ کی بدذوقی گھڑی آگئی ہے، اور جس حکومت اور کانگریس میں جلد از جلد صلح ہونی چاہئے، اور کانگریس کو اکثریت اور اقلیت کی بحث سے الگ ہو کر اپنے مطالبات پیش کرنے چاہئیں۔ تاکہ اقلیت کے نام پر مادر وطن کے گلے میں غلامی کا طوق زیادہ عرصہ تک نہ پڑا رہے۔

پرانی شراب نئی بوتلوں میں

دسمبر کے وسط میں ہندوستان کے متعلق دو اہم شخصیتوں نے دو مقامات پر اہم تقریریں کیں جن میں ایک مسٹر ایمری وزیر ہند کی تقریر لندن میں ہوئی، اور دوسری لارڈ لنلتھگو وائسرائے کی تقریر کلکتہ میں ہوئی۔

وزیر ہند کی تقریر کا لب و لہجہ ہمدردانہ طعن آمیز تھا، لیکن شیشہ میں اترا۔ یعنی ۸ اگست کی پیشکش کو دوہرایا گیا تھا۔

وائسرائے ہند کی تقریر مایوس کن، دھمکی آمیز تھی، جس میں کانگریس کی نمائندہ حیثیت کو چیلنج اور اقلیتوں کے مسئلہ کو آڑ بنا کر دی ۸۔ اگست والی پیش کش تھی، گویا پرانی شراب نئی بوتلوں میں پیش کی گئی۔

۸۔ اگست کی پیش کش کو ہندوستان کے کسی طبقہ میں پسند نہیں کیا گیا۔ اقلیتوں میں سے مسلم لیگ اور اچھوتوں میں سے ایک نے بھی ۸۔ اگست کی پیش کش کا خیر مقدم نہیں کیا بلکہ، عیسائی، پارسی اس کے حامی نہیں۔ ہندو مہا سبھا اور لبرلوں نے ۸۔ اگست کی پیش کش کو منظور نہیں کیا۔ جب گورنمنٹ کے چہیتوں گورنمنٹ کے عطیہ کو منظور نہ کیا تو بہ لقائے تو کہیں تو کانگریس پر کیا دوش؟

افسوس کہ ہندوستان کا جمود دن بدن نازک صورت اختیار کر رہا ہے اور برٹش گورنمنٹ کے دونوں مدبر اس اہم گتھی کو سلجھانے میں ناکام رہے جس کا سلجھانا جنگ کو جلد از جلد جیتنے کے لئے اشد ضروری ہے۔

ہندوستان دودھ پیتا بچہ نہیں ہے کہ اس کو آزادی کے کھلونے خوش کر سکیں، وہ حقیقی اختیارات اپنے ملک میں چاہتا ہے اور اپنے ملک کی پیداوار سے اپنے فاقہ کش بچوں کا پیٹ بھرنا چاہتا ہے، اس لئے اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ ہندوستان میں سکون ہو اور جنگ کامیابی کے ساتھ جلد ختم ہو تو اس کو کانگریس سے جو ملک کی حقیقی نمائندہ جماعت ہے، باعزت صلح کرنے کیلئے ایک گول میز کانفرنس دہلی میں طلب کرنی چاہئے اور اگر اقلیتوں کا مسئلہ اس کانفرنس میں طے نہ ہو تو لندن کی گول میز کانفرنس کی طرح خود فرقہ وارانہ فیصلہ کا اعلان کرنا چاہئے اور ہندوستان کی آزادی کے مسئلہ کو زیادہ عرصہ تک تصفیہ طلب نہ چھوڑنا چاہئے کیونکہ اب یہ نہیں چل سکتا کہ وقت بدل چکا ہے۔ ... تبدیل ہو رہا ہے، اور یہ قطعی ناممکن ہے کہ جس ملک میں چالیس کروڑ انسان بستے ہوں، وہ آزادی کی نعمت سے محروم رہے۔

سکریٹری جامع مسجد کیوں نہیں بولتے

ایک طرف جامع مسجد کی خود ساختہ کمیٹی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ "چالیس سال کا آڈٹ شدہ حساب شائع ہو چکا ہے" اور دوسری طرف جب جامع مسجد کمیٹی کے ممبران سے فرداً فرداً ملاقات کر کے شائع شدہ حساب کی ایک ایک نقل طلب کی گئی تو سانپ سونگھ گیا۔ ۲۶ اکتوبر کو خان صاحب نواب علی صاحب (امام جی کی سفارش پر ہونے والے خان بہادر) امام جی کی ڈمی کمیٹی کے سکریٹری کو میں نے رجسٹرڈ نوٹس دیا کہ شائع شدہ حساب کی ایک نقل مرحمت فرمایئے، تو پورے دو مہینے گذرنے کے بعد بھی "فرض شناس" اور "دیانت دار" کمیٹی کے سکریٹری صاحب نے حسابات کی نقول مرحمت نہیں فرمائیں۔ اس کے بعد ایک لفافہ منتظم صاحب کی خدمت میں نقول حساب کی طلبی کے لئے دستی بھیجا گیا جس کو وصول کرنے سے انکار کیا گیا۔

اب عام مسلمان اور حکومت کے وہ افسران جو امام جی کو دیانت دار سمجھتے ہیں بتائیں کہ جامع مسجد کمیٹی سے ۴۰ سال کا حساب سمجھنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

جب حساب کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو یہ شخص حکام کو دھوکہ دینے کے لئے سر سکندر حیات اور سر چھوٹو رام کی چٹھیاں لینے کے لئے شملہ دوڑتا ہے اور حکام کو یہ دھوکہ دیتا ہے کہ عزیز حسن ذاتی غرض اور تحصیل زر کے لئے (امام جی اور تحصیل زر؟) کس قدر خلاف عقل اور دلچسپ بات ہے، بھلا جس شخص نے ہمیشہ دوسروں کا کھایا ہو اور سات اولادوں میں سے کسی ایک کی شادی پر بھی دوستوں اور رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو نہ کھلایا ہو اور جس نے ہمیشہ تحائف وصول کئے ہوں اور گھر جانے پر بھی کسی دوست کو پان، سگرٹ، چائے کی تواضع کرنے کی بھول کر بھی غلطی نہ کی ہو اور جس کے لالچ کی یہ کیفیت ہو کہ غریب مُردوں کے کفن کی چادر بھی نماز جنازہ کے پڑھانے کی اجرت میں وصول کرتا ہو، اور جس نے چالیس سال کا حساب شائع نہ کیا ہو اور جو مفلس سے بلکہ ... کے لکھ پتی بن گیا ہو، اور جس نے کبھی ایک پائی سرکاری اور قومی فنڈوں میں نہ دی ہو، اس سے تحصیل زر کا خیال امام جی جیسا عقلمند کر سکتا ہے۔ گویا ہندوستان کے تمام والیان ریاست

بلیک میلنگ کے پیشہ کو چھوڑ دے ثابت کیجئے کہ یہ مہاجن امام ہی
ایسا مقدس مقام ہے جس نے صدہا سے اپنے ذاتی مقدمات
بھوگ کر لیا اور بلا معاوضہ وعدہ کے نہیں دیا۔ اور تحصیل زر
کا الزام بھی اس شخص پر مہاجن امام لگاتا ہے جس نے اپنے اصولوں
کے لئے دس بارہ ہزار روپے سال کا سات سال سے نقصان
برداشت کیا اور اپنی پالیسی سے ہٹنا پسند نہیں کیا۔ جس نے
حکومت کی تحریک پر چھ مہینہ کی قید بامشقت (اے اور بی کلاس
کی نہیں) امام جی کے طفیل برداشت کی۔ اور باوجود افلاس
کے کسی قومی فنڈ سے کوئی امداد باوجود پیش کش کے قبول نہیں کی
اگر یہ تحصیل زر کے لئے کتوں کی طرح دُم ہلاتا ہوا دوڑتا تو ملمع
طریقوں کے علاوہ معقول طریقے ایسے تھے کہ آج میری مالی حالت
امام جی سے بہتر ہوتی تو کم بھی نہ ہوتی۔

میں نے پیشوا کے وائٹ لسٹ پر ۱۹۳۰ء سے پہلے کے
باوجود اپنی خودداری کے خلاف سمجھا کہ عدالتوں میں دھکے کھاؤں
یہی وجہ ہے کہ دو برس میں ایک سمن بھی پیشوا کو نہیں ملا۔ حالانکہ پیشوا
کی ایک اشاعت ان اخبارات اور رسائل کی پورے سال بھر
کی اشاعتوں سے زیادہ ہے۔ جن کو ہزاروں روپے سال سمنوں
کی اجرت مل رہی ہے۔

میں اگر پیشوا کی پالیسی آج ذرا سی تبدیل کر دیتا تو پیشوا
کو نہ مسلم لیگ والے نقصان پہنچاتے، اور نہ حکومت اس کا
فوج میں داخلہ بند کر کے مجھے دس بارہ ہزار روپے سال کا نقصان
پہنچاتی۔

امام جی خود چونکہ مہاجنی ذہنیت رکھتے ہیں، اس لئے ان کے
دماغ میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی کہ کوئی انسان خوددار اور اصول پرست
ہو سکتا ہے، جیسا کہ جب آپ کسی چور سے بات کیجئے تو وہ
ہمیشہ اپنے مخاطب کو چور ہی سمجھے گا۔

میں نے ۱۹۱۷ء سے لکھنا شروع کیا ہے اور آج ۱۹۴۵ء
ختم ہو رہا ہے۔ اس ۲۸ سال کے عرصہ میں تقریباً ایک ہزار انسانوں
کے خلاف لکھا ہے جن میں حکام بھی ہیں اور محکوم بھی، کروڑپتی
بھی ہیں اور متوسط درجے کے بھی، والیان ریاست بھی ہیں اور
میرے عزیز دوست بھی۔ کیا یہ مہاجن امام ان میں سے کسی ایک
کو بھی تحصیل زر کی خواہش کی تائید میں پیش کر سکتے ہیں؟

اس کے برخلاف میں ایسی شہادتیں پیش کرنے کے لئے تیار
ہوں کہ امام جی جھوٹی سفارشوں کے ذریعہ چار سو بیسی کرتے ہیں
حکام سے متعلق عوام کو دھوکہ دیتے ہیں، اور سفارش کی توقعات
میں مہاجن پیشوں کو دلانے کی خاطر اسلامی خدمت انجام دیتے ہیں
اکثر سفارش چاہنے والوں کا خیال ہے کہ ان کو سفارش کرانے کے
سلسلہ میں خرچ بھی کرنا پڑتا ہے۔ لوگوں سے تحریریں [illegible]
[illegible]۔ جیسا کہ مجھ سے کئی اکثر [illegible] ان کی شہادت کو
جھوٹا سمجھتے ہیں [illegible]

[illegible] امام کی اصلاح چاہا اور [illegible]
[illegible] اور [illegible] امام نے
[illegible] اور [illegible] امامت [illegible]
[illegible] کے ذریعہ [illegible]
کی [illegible] قانون کی رو سے جرم [illegible]
جرم ہے [illegible] اعلان کرتا ہوں کہ جب تک عام مسلمانوں کے
مطالبہ کے مطابق [illegible] امامت میں اصلاح نہیں ہو جاتی
[illegible] اس جرم [illegible] کا [illegible] ارتکاب کرتا رہوں گا۔ چاہے
اس کی وجہ سے [illegible] نقصانات برداشت کرنا پڑے ہوا
تو مضائقہ نہیں۔ الا باللہ۔

بہرحال اب جبکہ امام جی ان کی ڈبل کمپنی حساب کی اشاعت
کے دعوے میں ناکام ہو چکی ہے۔ تو مسلمانوں کے لئے سوائے
اس کے کوئی چارہ کار نہیں رہا کہ مسلمان حساب فہمی کے دعوے
کو نہ تسلیم کریں، اگرچہ شہر میں یہ افواہ پھیل رہی ہے کہ نیا حساب
تیار کرایا گیا ہے۔ لیکن عدالت میں جب یہ حساب آئے گا خواہ
وہ نیا ہو یا پرانا، اصلی ہو یا جعلی تو دودھ اور پانی الگ ہو جائیگا۔

مسٹر بوس کی بدتمیزی

مسٹر سوبھاش چندر بوس کانگریس کے چنے ہوئے پریذیڈنٹ اور
چھوڑے ہوئے کانگریس ہیں، وہ اور ان کے بھائی بچے بابو بھائی خود پرست
اور پست [illegible] ہیں، انہوں نے بنگال کے مجدد شریف کو اپنی پارٹی
سے تباہ کیا ہے، اس سے ہر شریف وطن پرور بنگالی شرمندہ ہوتا ہے
وہ اپنی لیڈری کو قائم رکھنے کے لئے مہاتما گاندھی پر گوہر افشانی کرتے
تھے۔ اب انہوں نے اپنی نامعقولیت کا نشانہ حضرت علامہ ابوالکلام
آزاد کو بھی بنایا ہے، اور وہ اس کو بھول گئے ہیں کہ مسلمان ہیجڑے
نہیں ہیں کہ وہ اپنے اس محترم دینی رہنما اور سیاسی مفکر کی توہین
کو خاموشی کے ساتھ برداشت کر لیں گے۔

اگر ان کو اخلاق اور شرافت سے کچھ بھی واسطہ ہے تو ان
کو اپنے اختلافی بیانات میں سنجیدگی اور متانت سے کام لینا چاہیئے
ورنہ پبلک مفاد کے لئے ان کے سوشل اور سیاسی حالات کی
نقاب کشائی کا غیر خوش گوار فرض ہمیں انجام دینا پڑے گا۔

مہا سبھائی لیڈروں کو زکام

کانگریس کی دیکھا دیکھی مہا سبھائی لیڈروں نے بھی اعلان کیا ہے کہ اگر اس کے مطالبات حکومت نے تسلیم نہیں کئے تو وہ بھی سول نافرمانی کریگی۔

مہا سبھائی پاک لیڈر میز پر سوچتے اور سادہ کاغذوں پر بیٹھ کر پاکستان کے مقابلہ میں ہندو راج کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ گویا اگر حکومت ہند نے ہندو راج اپنی سنگینوں، ہوائی جہازوں کے ذریعہ قائم نہ کیا تو ہندو مہا سبھا سول نافرمانی شروع کرے گی۔ چہ خوش۔

ہندو کہاں تک ہندو مہا سبھا کے ساتھ ہیں، اس کا اندازہ تو احمد آباد کے تازہ میونسپل الیکشن سے ہو سکتا ہے، جس میں سو فیصدی مہا سبھائی امیدوار ناکام ہوئے، اور کانگریسی امیدوار کامیاب ہوئے۔ حالانکہ کانگریس کے رہنما جیل میں بند ہیں۔

مہا سبھائی لیڈروں کے جتنے دم خم ہیں، ان سے حکومت بھی واقف ہے، اور مسلمان بھی بے خبر نہیں ہیں، اس لئے وہ برطانوی سنگینوں کے سایہ میں ایسی بے تکی اور گستاخانہ باتیں کرنے کی جرأت کرتے ہیں، ورنہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اگر آج برطانوی سنگینیں ان کے اور مسلمانوں کے درمیان حائل نہ ہوں تو ہندو راج کا نام لینا تو درکنار، رات کو خواب بھی اسلامی راج کے نظر آئیں۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ دس کروڑ مسلمان ان مسلمان فاتحین ہند کی اولاد ہیں، جنہوں نے کبھی دس ہزار سے زیادہ ہندوستان پر حملہ نہیں کیا۔ اور ان کے مقابلہ میں دس دس لاکھ ہندو فوج ہوا کرتی تھی۔

بہرحال مہا سبھائی لیڈروں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہندوستان میں نہ پاکستان قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہندو راج۔ اگر کوئی راج ہندوستان میں برٹش راج کا نعم البدل ہوگا تو وہ سوراج ہوگا جس میں مسلمان برابر کے حصہ دار ہوں گے۔ لہٰذا اس قسم کی زہریلی تقریریں کر کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات خراب نہیں کرنا چاہئیں۔ بلکہ اگر مادر وطن کی خدمت اپنی مسلمہ بزدلی سے نہیں کر سکتے تو فرزندان وطن کی راہ میں روڑے نہ اٹکانے چاہئیں اور ایسی زہریلی تقریروں سے جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جس پُر امن فضا کی ضرورت ہے، وہ مفقود ہوتی ہے۔ اس لئے حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ فرقہ پرستوں کی ان زہریلی تقریروں کے خلاف موثر کارروائی کرے۔

سوشلزم کا باغی

ایک وقت تھا کہ مسٹر ایم۔ این راے ہندوستان کے انتہا پسندوں کے سب سے بڑے لیڈر تھے، اپنے خیالات کی وجہ سے ان کو ترک وطن کرنا پڑا، اور انگریزوں کے خلاف ہندوستان کے باہر کی سازشوں میں شریک ہوئے۔ مدت کے بعد دنیا نے ان کو سوشلزم کے بہت بڑے لیڈر کی حیثیت سے پہچانا، اور اسی جرم میں ان کو ہندوستان میں سزا ہوئی۔ رہائی کے بعد کانگریس میں شامل ہوئے، اور اپنے نقطۂ نظر کو سامنے رکھ کر سوشلزم کا پرچار کیا۔ یہ ان کی بدقسمتی تھی کہ انہوں نے کانگریس کی صدارت کا خواب دیکھا، اور اس میں انہیں شکست ہوئی اور اس سے وہ اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے کانگریس کی مخالفت میں بیانات شائع کرنے شروع کئے۔ کانگریس نے ان کی اس بغاوت کو برداشت نہیں کیا اور ان کا اخراج عمل میں لایا گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے مسلم لیگ کے راجوں اور نوابوں سے رشتہ جوڑا، اور مشترکہ وزارتوں کا خواب دیکھنے لگے۔ لیکن یہاں بھی ناکامی ہوئی، اب لینن کا دست راست گورنروں کی کوٹھیوں پر سجدہ ریز ہونا اور سرمایہ داروں کے بوٹوں کو چاٹنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہے۔ [illegible]

حقیقت یہ ہے کہ مسٹر ایم۔ این رائے کی فطرت میں بغاوت ہے اور وہ کسی ایک جگہ کسی ایک مقام پر کسی ایک نظام کے ماتحت نہیں رہنا چاہتے۔ اور اپنے لئے ہر ہوساکھی سے بغاوت کرنا باعث فخر و مسرت سمجھتے ہیں۔

ہندوستان کے آنجہانی سے انہوں نے بغاوت کی، سوشلزم سے انہوں نے بغاوت کی، خدا سے انہوں نے بغاوت کی، سماج سے انہوں نے بغاوت کی، اب دیکھنا یہ ہے کہ خود اپنے سے وہ کب بغاوت کرتے ہیں، حکومت ہند کی بڑی مہربانی ہوگی اگر وہ ان کے دماغ کا معائنہ کسی ماہر امراض دماغی کے ڈاکٹر سے کرانے کا انتظام کرے۔

رسول نمبر تیار ہے

شندات کی کاپی پریس میں جا رہی تھی کہ خطیب اعظم حضرت مولانا سید محمد میاں شاہ صاحب ندوی کا والانامہ فرید مسرت لایا جس یہ ہے:

برادر محترم، سلام و رحمت۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس ہفتہ میں رسول نمبر کا مسودہ پہنچ جائیگا۔ اس کام کی نیکیت سے میری [illegible] کم ہوگئی۔ اس درمیان میں صرف [illegible] پوری محنت اور انہماک کا مجموعہ ہے کوشش ہو گی کہ ...

ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی اخلاقی و معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

خوش حال اور دولت مندوں کو یہ ترغیب دینا کہ وہ مسکین کو کھانا کھلائیں۔ اور مسلمانوں کو اچھی باتیں سکھانا اور بتانا۔ اور بری باتوں سے منع کرنا اور روکنا۔ اور مسلمانوں کے درمیان نزاع کو دور کرکے اصلاح کرنا، یہ سب باتیں بھی صدقہ ہیں۔ اگر اے مسلمان تیرے پاس صدقہ کے لئے مال نہیں ہے، تو زبان تو تیرے پاس ہے، اسی سے کام لے اور زبانی صدقات کا ثواب حاصل کر۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے

لاخیر فی کثیر من نجوٰ	ان لوگوں کی سرگوشیاں اچھی
ھم الا من امر بصدقۃ	نہیں ہوتیں، مگر ہاں کوئی صدقہ
او معروف او اصلاح	کا حکم دے یک بات بتائے
بین الناس ومن یفعل	لوگوں میں صلح کرائے تو یہ اچھی
ذٰلک ابتغاء مرضات	باتیں ہیں۔ اللہ کی خوشنودی
اللہ فسوف نؤتیہ	حاصل کرنے کیلئے جو ایسا کرتے
اجرًا عظیماً ○	ہیں عنقریب ہم انہیں بڑا ثواب دینگے۔

(۵۱) حسنِ خلق کا بیان

عن عبد اللہ بن عمرو رضؓ	عبد اللہ بن عمروؓ کہتے ہیں حضورؐ
ان رسول اللہ ﷺ کان یقول	فرمایا کرتے تھے کہ تم میں بہترین
ان خیارکم احسنکم اخلاقاً	شخص وہ ہے جس کے اخلاق
وفی روایتہ ان من خیر	اچھے ہوں۔ اور ایک روایت میں
کم احسنکم خلقاً۔	یہ الفاظ ہیں۔ تم میں بہتر شخص وہ
رواہ البخاری	ہے جس کا خلق اچھا ہو۔

تشریح معانی:۔ خلق ہر اس خوبی یا صفت کو کہتے ہیں جو انسان کی طبیعت میں اس قدر راسخ ہو جائے کہ اس کے موافق اُس سے بے تکلف افعال صادر ہو سکیں، دوسرے الفاظ میں اس کی تشریح یوں کی جاسکتی ہے کہ خلق اس صفت کو کہتے ہیں جو انسان کی عادت بن جائے مثلاً کرم و بخشش کہ انسان اس سے بے تکلف دوسروں کی مدد کرے یا بخل کہ خرچ کے نام سے گھبرائے، یا بردباری کہ بے وقوفی کی باتوں پر صبر سے کام لے، اور خطادار کی خطا کو بلا عذر معاف کردے یا تند مزاجی کہ معمولی بات پر غضب ناک ہو جائے۔

حکمت کا اقتضا یہ ہے کہ انسان اپنے تمام اعمال کو حکمت کی ترازو میں تولے اور جانچے کہ اس کا کون سا فعل شرعی اور دینی مصالح کے موافق ہے اور کون خلاف، تاکہ اس کو اختیار و اجتناب کا موقع حاصل ہو سکے۔

بعض اشخاص نے خلق کے معنے "عادت کے موافق ارادہ کرنا" بتائے ہیں۔ ان معنی کے اعتبار سے جب دشمن جنگ وجدل کا منظر پیش کرے، اس وقت دشمن سے مقابلہ کا عزم و ارادہ خلق شجاعت کہلائیگا اور اسی طرح خلق اور صفات کے ساتھ متصف کیا جا سکے گا۔

خلق جس طرح بہترین عادات اور صفات پر بولا جاتا ہے اسی طرح بری عادتوں مثلاً بخل، حمق، بزدلی، نامردی وغیرہ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

اس حدیث میں حضورؐ نے یہ بتایا ہے کہ مسلمانوں میں بہتر شخص وہ ہے جس کے اخلاق پسندیدہ ہوں، اور جس کی صفات اچھی ہوں، اس بنا پر جس کے اخلاق برے ہوں گے اور صفات غیر پسندیدہ وہ اشخاص اس میں داخل نہ ہوگا، اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور حج کرچکا ہو، اس لئے کہ اس کی نماز خاشعین جیسی نماز نہ ہوگی اور اس کے روزے اور حج ریاکاری ہوگی۔ اگر وہ ان فرائض کو اخلاص سے ادا کرتا تو یقیناً ان کا ثمرہ بہترین اخلاق ہوتے، اس لئے کہ نماز اخلاص کے ساتھ ادا کی جائے تو فحشا اور منکر امور سے باز رکھتی ہے، روزے خلوص کے ساتھ رکھے جائیں تو صبر اور بخشش کی صفت پیدا کرتے ہیں اور حج مقبول و مبرور حسن معاشرت اور دوسروں کی اعانت کے جذبہ کو ترقی دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ عبادات میں صدق و اخلاص، حُسنِ خلق کی دلیل ہے، اور عبادات میں تقصیر بدخلقی کا پتہ دیتی ہے۔

حسن خلق اتنا بلند درجہ رکھتا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے اپنے رسول کی تعریف اسی سے کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے و انک لعلی خلق عظیم (یعنی اے محمدؐ! تو صاحب خلق عظیم ہے) اور

حضورؐ کا خلق قرآن تھا، جیسا کہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا ہے یعنی قرآن کے آداب حضورؐ کا ادب تھا۔ اور قرآن کے اخلاق حضورؐ کا خلق تھا۔ یعنی صبر و حلم، کرم و عفو، اخلاص، شجاعت اور عدل و حکمت جتنی پسندیدہ باتوں کی ہدایت کی گئی ہے وہ سب حضورؐ میں پائی جاتی ہیں۔

حسن خلق دنیوی زندگی میں جو بہترین نتائج پیدا کرتا ہے وہ اس قدر قیمتی ہیں کہ ان سے زیادہ عزیز چیز اور کوئی نہیں ہو سکتی مثلاً یہ کہ خلیق انسان کے تمام امور آسانی کے ساتھ تکمیل پا جاتے ہیں۔ مرغوب طبع اشیاء آسانی سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ مخلوق الٰہی اس سے محبت کرتی ہے۔ لوگ اس کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ ہر شخص اس کی مدد پر آمادہ ہوتا ہے۔ اس کی اذیتوں کو دور کرنا ہر شخص اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور زندگی کی مشکلات میں لوگ اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ وہ خود بھی خوش رہتا ہے سکون و طمانیت سے زندگی بسر کرتا ہے۔ اپنے پروردگار کو بھی خوش رکھتا ہے اور مخلوق الٰہی کو بھی راضی رکھتا ہے۔ اور حسن خلق کا ثمرہ آخرت میں جنت نعیم اور قرب رب العالمین ہے۔

ترمذی میں جابر رضؓ سے منقول ہے حضورؐ نے فرمایا ہے کہ "تم میں قیامت کے دن مجھ کو سب سے زیادہ محبوب اور میرے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے"۔

احادیث میں حسن خلق کے فضائل کثرت سے آئے ہیں بعض احادیث اس موقع پر درج کی جاتی ہیں۔

نواس بن سمعان رضؓ کہتے ہیں کہ "حسن خلق نیکی کا نام ہے"۔ (مسلم)

ابو درداء رضؓ کہتے ہیں "میزان میں سب سے بھاری چیز حسن خلق ہوگا"۔ (ترمذی)

حسن خلق میں یہ چیزیں شامل ہیں۔ صدق۔ شہامت۔ امانت۔ خود داری، تواضع۔ ثابت قدمی۔ آزادی، صبر، تقویٰ۔ غیر جانب داری۔ سخاوت۔ پاکیزگی۔ اسرار کی حفاظت۔ قناعت۔ عفت اور ایثار وغیرہ۔

بدخلقی میں یہ چیزیں داخل ہیں۔ حمق۔ ریا۔ غیبت۔ چغلی۔ بدعہدی۔ کذب۔ جہل۔ مکر و فریب۔ خبث۔ طیش۔ حسد۔ کسل۔ تمسخر۔ حرص۔ شماتت۔ ظرافت۔ اسرار کا افشاء اور فسق و فجور وغیرہ۔

مسلمانو! مکارم اخلاق کو اختیار کرو۔ اور ان کو اپنی زندگی کا زیور قرار دے لو اور بدخلقی سے بچو تاکہ تم ان بہترین انسانوں میں شامل ہو سکو جن سے الفت و محبت کی جاتی ہے۔ (باقی آئندہ)

سالکانِ طریقت

(مقالاتِ صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۳۱) مرنے کے بعد کس کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے

ابو اسحٰق فزاری کہتے ہیں کہ ایک شخص اکثر ہمارے حلقہ میں بیٹھا کرتا تھا۔ اس حال میں کہ اس کا آدھا چہرہ کپڑے سے ڈھکا رہتا تھا۔ ایک روز میں نے اس سے کہا "تم ہمارے پاس اکثر بیٹھتے ہو لیکن تمہارا آدھا چہرہ ڈھکا رہتا ہے اس کا کیا سبب ہے؟" اس شخص نے کہا اگر مجھ کو امان دو تو واقعہ بیان کروں؟ میں نے امان دیدی تو اس نے بیان کیا کہ "میں کفن چور تھا یعنی مردوں کی قبریں کھول کر ان کا کفن اتار لیا کرتا تھا ایک روز ایک عورت کو قبر میں دفن کیا گیا، میں نے اس کا کفن چرانے کے لئے اس کی قبر کی مٹی ہٹائی پھر اُن اینٹوں کو جن سے قبر پاٹی گئی تھی علیحدہ کیا، اس کے بعد میت کی چادر پر ہاتھ ڈالا اور باہر کھینچنا شروع کیا۔ اس کے بعد کفنی پر ہاتھ ڈالا اور اس کو باہر کھینچا گیا، معاً میت نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے منہ پر طمانچہ مارا، میں پیچھے ہٹ گیا اور اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ میت کی پانچوں انگلیوں کے نشان چہرہ پر نمودار ہیں۔"

ابو اسحٰق فزاری کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے اس شخص سے پوچھا "اس کے بعد تم نے کیا کیا؟" اس نے جواب میں بتایا کہ "اس کے بعد میں نے میت کی چادر اور کفنی میت پر ڈال دی اور قبر کا منہ اینٹوں سے بند کیا اور پھر مٹی ڈال کر واپس چلا گیا اور دل میں عہد کیا کہ اب کبھی کفن نہ چراؤں گا۔" اس کے بعد اس شخص نے کہا: "میں نے اس واقعہ کی اطلاع امام اوزاعی کو دی۔ امام اوزاعی نے جواب میں مجھ کو لکھا کہ تم تحقیق کرکے یہ بتاؤ کہ جو لوگ توحید کے عقیدہ پر مرے ہیں، مرنے کے بعد ان میں سے کس کا منہ قبلہ کی طرف رہا ہے، اور کس کا منہ قبلہ سے پھر گیا ہے؟" میں نے لوگوں سے اس کی تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ اکثر لوگوں کا منہ قبلہ سے پھر گیا ہے، امام اوزاعی کو میں نے یہی لکھ دیا، انہوں نے جواب میں تین مرتبہ انا للہ وانا الیہ راجعون لکھا اور اس کے بعد بتایا کہ مرنے کے بعد مردے کے منہ کا قبلہ کی طرف سے پھر جانے کا سبب یہ ہے کہ وہ طریقہ سنت پر نہیں مرتے ہیں۔"

امام اوزاعیؒ نے بتایا ہے کہ جن لوگوں کی موت سنت پر نہیں ہوتی ہے، ان کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے، سنت سے ان کی مراد غالباً دین اسلام ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ عقیدہ توحید رکھنے والوں میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں، جو گناہ کرتے ہیں اور پھر گناہ پر اصرار کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان کی موت تکرار و اصرارِ گناہ سے کفر پر واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

ثم کان عاقبۃ الذین　　بالآخر برائی کرنے والوں کا انجام
اساؤا السوای ان کذبوا　　بُرا ہوا، کیونکہ انہوں نے اللہ
بایات اللہ وکانوا بھا　　کی آیتوں کو جھٹلایا تھا اور اُن
یستھزؤن　　سے تمسخر کرتے تھے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بُرائی کا انجام آیاتِ الٰہی کی تکذیب اور استہزا ہے اور تکذیب و استہزا کفر ہے خدا تمام مسلمانوں کو اس سے بچائے۔

(۱۳۲) انسان کے خاتمہ کا اعتبار ہے

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک شخص پر حالت احتضار (قربِ موت) طاری ہوئی، لوگوں نے اس سے کہا "لا الٰہ الا اللہ پڑھو" اس نے جواب میں یہ شعر پڑھا:۔

یا رب قائلۃ یوما وقد تعبت　　اے اللہ! وہ عورت کہاں
این الطریق الی حمام منجاب　　گئی جس نے تھک کر ایک روز
　　یہ پوچھا تھا کہ حمام منجاب کا راستہ کدھر ہے۔

اس شعر کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز ایک عورت حمام میں جانے

کے لئے گھر سے نکلی اور مشہور حمام۔ حمام منجاب کی تلاش میں چلی دیر تک ادھر اُدھر پھرتی رہی، لیکن حمام کا پتہ نہ چلا، یہاں تک کہ وہ تھک گئی، یکایک اس کی نظر اس شخص پر پڑی جو اس وقت اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا، عورت نے اس سے حمام کا پتہ پوچھا، اس شخص نے کہا حمام تو یہی ہے، اور اپنے گھر کی طرف اشارہ کیا، عورت یہ سنکر گھر میں داخل ہوگئی، اور اس شخص نے گھر کا دروازہ بند کر لیا، عورت نے محسوس کیا کہ اس کو دھوکہ دیا گیا ہے، لیکن اس نے اپنے تاثر کو چھپایا، اور جب یہ شخص اس کے قریب پہنچا تو اظہار مسرت کرتے ہوئے اس نے کہا کہ بازار سے خوشبو اور کھانے پینے کی چیزیں تو لے آؤ، یہ سنکر وہ شخص خوش ہوگیا اور دروازہ کھلا چھوڑکر بازار چلا گیا، عورت اس فریب سے باہر نکل آئی، اور اس کے فریب سے اپنے آپ کو بچا لیا اور یہ خدا ہی کا فضل و کرم تھا۔ وہ شخص جب سامان لے کر واپس آیا تو دیکھا کہ گھر خالی ہے، تو وہ دیوانہ ہوگیا اور مذکورہ بالا شعر پڑھنے لگا، اور مدتوں اس عورت کی تلاش میں یہ شعر پڑھتا پھرا، یہاں تک کہ موت کے وقت بھی اس عورت کا خیال اس کے دل سے نہ نکلا اور کلمۂ توحید کی تلقین کے جواب میں وہی شعر پڑھا، خداوند تعالےٰ ایسی موت سے ہر مسلمان کو بچائے۔

اسی قسم کا ایک اور یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص لکڑیاں بیچا کرتا تھا اور خداوند تعالےٰ سے غافل تھا جب اس کی موت کا وقت آیا لوگوں نے اس سے کہا: لا الہ الا اللہ پڑھو: اس نے جواب میں کہا ایک ڈھیر لکڑیوں کا ایک پیسہ کو۔

اسی قسم کے واقعات کو دیکھ کر مشائخ طریقت اور بزرگان دین نے یہ ہدایت کی ہے کہ کلمہ توحید و شہادت کو اکثر پڑھا کرو تاکہ اسی کلمہ پر موت واقع ہو۔

ایک اور واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص کثرت سے قرآن مجید پڑھا کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت آیا تو لوگوں نے کہا لا الہ الا اللہ پڑھو، اس نے یہ پڑھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ تا اللہ لا الہ الا ہو۔ لہ الاسماء الحسنیٰ اور بار بار اس کو پڑھا، یہاں تک کلام اللہ تلاوت میں اس کی روح جسم سے نکل گئی۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جن کاموں یا جن خیالات میں زیادہ منہمک و مشغول رہتا ہے، انہیں مشاغل اور خیالات میں اس کی موت واقع ہوتی ہے اور انہیں پر اس کا حشر ہوتا ہے۔ خداوند تعالےٰ سے التجا ہے کہ وہ مسلمانوں کو طاعت کی توفیق مرحمت فرمائے اور اسلام پر موت دے اور طریقہ اہل سنت والجماعت پر خاتمہ فرمائے آمین ثم آمین۔

(باقی آئندہ)

ملفوظات باقی باللہ رح

(ایک نہایت اہم اور مفید کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ محبوب نواز فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ بخاری دہلوی کے ملفوظات تصوف کی نادر و قلمی کتاب سے اخذ کی گئی)

(رجانب سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۶۱)
توحید سے بڑا ایک اور راستہ ہے

ایک روز حضرت خواجہ رح نے حاضرین سے فرمایا اور یہ بات مریدوں اور عقیدت مندوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "اس توحید کے راستے کے سوا ایک اور وسیع اور بڑا راستہ ہے جس کے مقابلہ میں توحید کا راستہ ایک تنگ گلی کے مانند ہے" اس راستہ سے مراد غالباً باری تعالیٰ کی ذات خاص ہے اور مطلب یہ ہے کہ صفت توحید جو ذات حق سے وابستہ ہے ذات حق سب سے بہتر چیز ہے اور ذات حق کی معرفت توحید کی معرفت سے بلند و برتر ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۶۲)
سلوک میں اصل چیز رہنما کی توجہ ہے

شیخ تاج الدین رح حضرت خواجہ رح کے خلیفہ خاص تھے ارادت و بیعت سے پہلے حضرت خواجہ رح نے ان کو ایک خط لکھا تھا جس میں پیر کی توجہ کی نسبت فرمایا ہے کہ برگزیدہ لوگوں کی عنایت اور ان کے قلوب کا التفات تمام سعادتوں کا مجموعہ ہے جو لوگ راستہ سے دور ہیں ان کو راہ پر لے آتی ہے اور جو لوگ منتہی ہیں ان کو حق تک پہنچا دیتی ہے خصوصاً اس وقت جبکہ یہ توجہ اور التفات صحبت اور نشست و برخاست کے ساتھ جمع ہو جائے۔ مگر یوں کہنا چاہیے کہ مرشد کی توجہ کوئے یار تک لے جاتی ہے اور اسرار و اطوار کی منکشف ہے۔

(۱۶۳)
سلوک کس کو کہتے ہیں؟

مذکورہ بالا خط میں حضرت خواجہ صاحب نے سلوک کے معنے یہ بتلائے ہیں کہ صفات بشریت سے دور ہو جانے کو سلوک کہتے ہیں۔ اسی کی نسبت بزرگان شریعت نے یہ بتایا ہے کہ جذبۃ من جذبات الرحمن توازی عمل الثقلین یعنی صفات بشریت سے علیحدہ ہو کر سلوک اختیار کرنے والے انسان میں معرفت حق کا جو جذبہ پیدا ہو وہ خدا کے جذبات میں سے ایک جذبہ ہے اور یہ جذبہ دونوں جہان کے اعمال کے برابر ہے؟

(۱۵۹)
پیر طریقت وصول الی الحق کا برزخ ہے

شیخ تاج الدین خلیفہ حضرت خواجہ رح کو ابتدا میں یہ حالت پیش آئی تھی کہ وہ طریقہ نقشبندیہ کے خلاف دوسرے طریقوں خصوصاً طریقہ اویسیہ میں لوگوں کو مرید کیا کرتے تھے اور خود بھی اپنے آپ کو باوجود حضرت خواجہ کا مرید ہونے کے طریقہ اویسیہ کو پسند کرتے تھے۔ حضرت خواجہ رح کو اس کی اطلاع ہوئی تو حضرت خواجہ نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے خیال سے یہ الفاظ تحریر فرمائے "بعض خوابوں سے منکشف ہوا ہے کہ آپ کا باطن اس فقیر کا نافرمان ہے۔ یہ انکشاف بیماری کے بعد ہوا ہے اگر آپ تشریف لاتے تو اس کا اظہار مناسب نہ جانتا، اب عرض یہ ہے کہ اگر ہمارا حجاب اور واسطہ درمیان میں نہ ہو تو نور علیٰ نور ہے اس لئے کہ مقصود حق تعالیٰ ہے لیکن خداوند تعالیٰ کی عادت اور سنت یہ ہے کہ درمیان میں کوئی واسطہ اور برزخ ہونا چاہیے اس طریقہ سے چشم پوشی کرنا اور طریقہ آبائی کی خلاف ورزی کرنا اول تو ترقی میں مانع ہے، دوسرے کجروی اور انحراف پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ برکت درمیان سے اٹھ جاتی ہے۔"

تمام شد

کیمیائے سعادت

امام غزالی رح کی نورانی کتاب، دین و دنیا کی برکتوں کا مجموعہ دل کو ایسا دھلا دیتی ہے کہ غفلت اور غرور کا ذرا بھی میل باقی نہیں رہتا تصوف اور روحانیت کا خزانہ ہے، بڑی تقطیع بہت عمدہ خط ضخامت ۵۵۲ صفحے بڑا سائز ۲۲×۲۹ قیمت ہے محصول الگ کتاب بہت اچھی ہے اسلام تصوف اخلاق کا بے مثل گنجینہ ہے۔

شرح مثنوی مولانا روم

(راز مدیر و معاون)

آں جماد از لطف چوں جاں می شود زمہریر از قہر پنہاں می شود

ترجمہ :- وہ خشک خدا کی مہربانی سے جاندار کی مانند ہو جاتی ہے، اور زمہریر یعنی سخت سردی کا قہر جو مانع روئیدگی ہے مخفی ہو جاتا ہے۔

تشریح :- زمین جو سخت اور پتھر کی مانند ہے، خدا ہی نے اپنے لطف کے فیض سے اس کو جاندار کی مانند بنایا ہے۔ یعنی فصل بہار میں جو اجناس زمین میں بوئی جاتی ہیں، وہ زمین سے اگتی ہیں اور جاندار کی مانند حرکت کرتی ہیں، گویا زمین کے اندر جان پڑ گئی ہے، اور اسی فصل میں خدا نے اپنے قہر کو جو سخت سردی کی صورت میں ہوتا ہے اور مانع روئیدگی ہے چھپا دیا ہے، مطلب یہ ہے کہ جب خداوند تعالےٰ کے آثار رحمت و لطف ظاہر ہوتے ہیں تو قہر و غضب کے آثار باقی نہیں رہتے، اور جب اس کا قہر و غضب ظہور میں آتا ہے تو آثار رحمت و لطف جاتے رہتے ہیں۔

آں جمادے گشت از فضلش لطیف

کل شی من ظریف ہو ظریف

ترجمہ :- وہ پتھر کی مانند زمین یا بے جان چیز خدا کے فضل سے لطیف ہو جاتی ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ جو چیز خوبی سے یا کسی خوبیوں والے کی طرف سے ظہور میں آتی ہے خوب ہوتی ہے۔

تشریح :- بے جان چیز لطف الٰہی کے فیض سے لطیف ہو جاتی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ جو چیز خوبیوں والے کی طرف سے ظہور میں آتی ہے، وہ خوب ہی ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ خداوند تعالےٰ کے تمام نام اور تمام صفات خوبی کی جامع ہیں اور ان اسماء و صفات کا فیض بھی خوبی ہی ہے، یعنی جہاں ان کے فیوض کا مظاہرہ ہوگا، وہ مظاہرہ بھی جمال و کمال کا نمونہ ہوگا۔

ہر جمادے را کند فضلش خبیر

عاقلاں را کردہ قہر او ضریر

ترجمہ :- ہر جماد یعنی بے جان چیز کو خدا کا فضل باخبر بنا دیتا ہے اور اس کا قہر عقل مندوں کو اندھا کر دیتا ہے۔

تشریح :- جب خدا کا فضل و لطف ظاہر ہوتا ہے تو بے جان چیز بھی اس کے فیض سے باخبر یعنی جاندار کی مانند بن جاتی ہے جیسا کہ اوپر کے اشارے میں بیان کیا گیا ہے اور جب اس کے قہر و غضب کا ظہور ہوتا ہے تو اس کی تاریکی عقل مند اور اہل علم اشخاص کو اندھا کر دیتی ہے۔ یعنی خدا کا قہر و غضب عقلمندوں اور اہل علم کی عقول کو سلب کر لیتا ہے، اور وہ اندھوں کے مانند ہو جاتے ہیں کہ اچھی بری بات کا ادراک ان کو نہیں ہوتا اور نہ امر حق نظر آتا ہے۔

مذکورہ بالا اشعار کا مطلب یہ ہے کہ کائنات خدا کی ذات و صفات کا مظہر ہے یعنی مخلوقات میں خواہ وہ جاندار ہوں یا بے جان جن صفات کا ظہور ہوتا ہے، وہ ان کی ذاتی صفات نہیں ہوتیں بلکہ یہ صفات ان کو خدا کی طرف سے مرحمت ہوتی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی صفات ازلی و قدیم ہیں اور مخلوقات کی صفات حادث جو خدا کی طرف سے وقت پر عطا ہوتی ہیں۔

جان و دل را طاقت آں جوش نیست

با کہ گویم در جہاں یک گوش نیست

ترجمہ :- جان اور دل کو اس جوش (معرفت اسرار ذات حق) کی طاقت نہیں ہے، کس سے یہ اسرار بیان کروں دنیا میں ایک کان بھی سننے کے قابل نہیں ہے۔

تشریح :- مولانا فرماتے ہیں کہ اوپر کے اشعار میں جو اسرار قدرت اور آثار عظمت بیان کئے گئے۔ اس بیان سے طبیعت میں ایک جوش پیدا ہوا اور چاہا کہ مزید اسرار قدرت و آثار عظمت بیان کروں لیکن پھر خیال آیا کہ کس کے سامنے بیان کروں اور کس سے کہوں، دنیا میں تو ایک کان بھی ایسا نہیں ہے جو ان اسرار کو سنے اور سمجھے یعنی بہت سے لوگ تو ایسے ہیں جو ناقابل فہم اسرار کے منکر ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو نا سمجھی سے کفر و الحاد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جن خریداروں کے پاس بوجہ ڈاک خانہ کے رسالہ نہ ملنے کی وجہ سے [illegible]
نمبر خریداری لکھ کر [illegible] تاریخ تک مفت [illegible]

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین ... کیلئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۷) میاں اور بیوی کے حصوں کا بیان

ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بھا او دین۔

تمہاری بیویوں کے ترکہ میں اگر وہ اولاد نہ چھوڑیں آدھا تمہارا ہے۔ اور اگر وہ اولاد چھوڑیں تو ان کے ترکہ میں ایک چوتھائی تمہارا ہے۔ یہ حصے میت کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیئے جائیں گے اور تمہارے ترکہ میں تمہاری بیویوں کا حصہ اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو ایک چوتھائی ہے اور اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکہ میں تمہاری بیویوں کا آٹھواں حصہ ہے۔ یہ حصے تمہاری وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیئے جائیں گے۔

تفسیر۔ خداوند تعالیٰ کی طرف سے وارثوں کے حصے مقرر کرنے کی بابت یہ دوسری آیت ہے جس میں میاں اور بیوی کے حصوں کا بیان ہے۔ آیت کا مفہوم واضح اور صاف ہے کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ مختصر الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر مر جائے تو اس کے مال میں اس کی بیوی کا بھی حصہ ہے، اور بیوی مر جائے تو اس کے ذاتی مال میں اس کے شوہر کا بھی حصہ ہے۔ اور ان حصوں کے تعین کی صورت یہ ہے کہ مثلاً بیوی مر جائے تو دو صورتیں سامنے ہونگی ایک تو یہ کہ بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو۔ اس صورت میں بیوی کے ترکہ سے شوہر کو آدھا مال ملے گا۔ دوسرے یہ کہ بیوی کی اولاد بھی ہو خواہ بیٹے یا پوتے یا نواسے وغیرہ موجودہ شوہر سے یا پہلے شوہر سے اس صورت میں شوہر کو چوتھائی مال ملے گا اور مثلاً شوہر مر جائے تو اس کے ترکہ میں سے بیوی کو اس طرح مال ملے گا کہ اگر شوہر کے کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھائی مال ملے گا اور اولاد ہو خواہ بیٹے، بیٹیاں یا پوتے پوتیاں موجودہ بیوی سے یا پہلی بیویوں سے اس صورت میں بیوی کو متوفی شوہر کے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملیگا۔

اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے ہر صورت میں شوہر کا دگنا اور بیوی کا ایک یا شوہر کا ایک اور بیوی کا آدھا حصہ مقرر کیا ہے، اور یہ اسی قاعدہ کی بنا پر ہے جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے یعنی للذکر مثل حظ الانثیین۔ یعنی مرد کا حصہ عورت کے حصے سے دوگنا ہوگا۔

(۱۸) کلالہ کے حصے کا بیان

وان کان رجل یورث کلالۃ او امراۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء فی الثلث من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین غیر مضار وصیۃ من اللہ واللہ علیم حلیم۔

اگر کوئی مرد یا عورت اپنی اصل اور فرع میں کوئی وارث نہ چھوڑے اور ایک اخیافی بھائی یا ایک اخیافی بہن چھوڑے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر وہ ایک سے زیادہ ہونگے تو وہ سب ایک تہائی میں شریک رہیں گے۔ یہ حصے میت کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیئے جائیں گے بشرطیکہ میت نے کسی کو نقصان نہ پہنچانا چاہا ہو یہ اللہ کی وصیت ہے۔ اللہ دانا اور بردبار ہے۔

تفسیر۔ کلالہ کے متعدد معنے منقول ہیں جو تقریباً یکساں ہیں جامع معنے یہ ہیں کہ کلالہ اس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جس کا کوئی حقیقی وارث یعنی اولاد یا ماں باپ یا حقیقی بہن بھائی وغیرہ موجود نہ ہو البتہ قرابت کے وارث ہوں مثلاً اخیافی[1] بھائی یا اخیافی بہن۔ اس

---

[1] بھائی بہن تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو حقیقی ماں باپ کے بیٹے اور بیٹیاں یہ عینی بھائی بہن کہلاتے ہیں۔ دوسرے سوتیلے جو صرف باپ کی اولاد ہوں ان کو علاتی کہتے ہیں، تیسرے وہ جو صرف ماں کی اولاد [illegible] اس آیت میں آخری قسم کے بھائی بہنوں کا ذکر ہے یعنی وہ بھائی بہن جو صرف ماں میں شریک ہوں ۱۲ [illegible]

[illegible] حصے گا۔ یعنی ذوالفروض کو ان کا حصہ [illegible]
بہن متعدد ہوں تو سب کو میت کے ترکہ سے ایک تہائی مال ملے گا۔ اور یہ ان حصوں سے پہلے میت کی تجہیز و تکفین کے مصارف وصیت کی ادائیگی اور قرض کی بے باقی مقدم ہوگی۔

حقیقی ورثا میں علماء اور صحابہ کے درمیان اختلاف ہے اکثر صحابہ و علماء کا خیال تو یہ ہے کہ کلالہ صرف وہ شخص ہے جس کے بیٹا بیٹی اور ماں باپ نہ ہوں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ دادی اور پوتی بھی ورثاء حقیقی میں داخل ہیں۔ امام ابوحنیفہ رح نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اخیافی بھائی بہن اس وقت میت کے ترکہ کے وارث ہوں گے جبکہ میت کی دادی اور پوتی بھی نہ ہو۔

آیت میں ایک اخیافی بھائی یا ایک اخیافی بہن کا چھٹا حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ اگر ایک بھائی ایک بہن یا متعدد بھائی یا متعدد بھائی یا متعدد بہن ہوں تو پھر سب کو ایک تہائی مال ملے گا۔

کلالہ کے حصے کی مزید تشریح کتب فرائض میں بیان کی گئی ہے وہاں دیکھیں، یا اس سورۃ کے آخر میں کلالہ کا بیان دوبارہ آتا ہے وہاں دیکھیں۔

(۷۴)

منسوخ شدہ سزائے زنا کا بیان

وَالّٰتِی یَاتِینَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْہِدُوْا عَلَیْہِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ فَاِنْ شَہِدُوْا فَاَمْسِکُوْہُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیْلًا وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِہَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْہُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْہُمَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا

مسلمانو! اگر تمہاری عورتیں بدکاری کریں تو تم چار مسلمانوں کو ان پر گواہ بناؤ۔ پھر اگر وہ گواہی دیں تو گھروں میں ان عورتوں کو اس وقت تک روکے رہو کہ ان کو موت اٹھا لے یا اللہ ان کے لئے کوئی راہ نکالے۔ اگر تم میں سے دو مرد باہم بدکاری کریں تو تم ان کو سزا دو۔ اگر وہ توبہ کریں اور نیک ہو جائیں تو ان سے چشم پوشی کرو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

تفسیر۔ جن آیات میں زنا کی حرمت بیان کی گئی ہے، قرآن مجید میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور جن آیات میں زنا کی سزا بیان کی گئی ہے ان کی تعداد صرف تین ہے۔ دو آیات تو یہی ہیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں اور ایک آیت سورۃ نور میں آئے گی۔

[illegible]
کی شہادت [illegible] اس امر کی شہادت [illegible]
زناکا ارتکاب کیا ہے، اگر وہ شہادت دے دیں تو [illegible]
کو اپنے گھروں میں قید کر دو اور اس وقت تک مقید [illegible]
تک کہ موت ان کو نہ اٹھا لے، یا خداوند تعالیٰ قید کے سوا [illegible]
سزا ان کے لئے تجویز کرے۔

اور آیت کے جملہ واللذان یاتیانہا کے مفہوم میں علماء کا بڑا اختلاف ہے۔ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ واللذان سے مراد ایک مرد اور ایک عورت ہے یعنی اگر کوئی مرد و عورت باہم زنا کریں تو ان کو زجر و توبیخ کرو اور مناسب اذیت بھی دو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں تو ان کو چھوڑ دو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ واللذان سے مراد دو عورتیں ہیں یعنی اگر دو عورتیں باہم بدفعلی کریں تو حاکم وقت کو چاہئے کہ وہ ان کو زجر و توبیخ کرے اور مناسب اذیت بھی دے اور بعض کہتے ہیں واللذان سے مراد دو مرد ہیں یعنی دو مرد اگر باہم بدفعلی (لواطت) کریں تو ان کو زجر و توبیخ کرو اور مار پیٹ بھی۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ ابتدا میں زنا اور لواطت کا ایک ہی حکم تھا یعنی وہ سزا جو آیت میں بیان کی گئی ہے پھر سورۃ نور کی آیت سے اس حکم کو تبدیل کر دیا گیا اور زنا کی دوسری سزا مقرر کی گئی۔ اس آخری حکم میں چونکہ لواطت کی کوئی سزا بیان نہیں کی گئی ہے یا صراحۃً طریقہ پر لواطت کی سزا کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، اس لئے بعض علماء نے لواطت کی سزا بھی زنا کی مانند رکھی ہے۔ اور بعض نے لواطت کی سزا کے قدیم حکم کو اختیار کر لیا اور بعض نے لواطت کی سزا تلوار وغیرہ سے قتل کر دینا قرار دی ہے۔

اب رہا آیت مذکورہ کے نسخ کا معاملہ اس میں بھی [illegible] ہیں۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے زنا کی سزا اذیت [illegible] تھا، پھر حبس یعنی قید کرنا اور اس کے بعد درے یا [illegible] کرنا ان سزاؤں میں پہلی سزا آیات مذکورہ بالا میں سے دوسری آیت میں بیان کی گئی ہے اور دوسری سزا پہلی آیت میں اور تیسری سزا سورۃ نور کی آیت میں۔ بعض علماء کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا آیات [illegible] ہوئی ہیں بلکہ سورۃ نور کی آیت ان آیات کی تفسیر و تشریح [illegible] ان آیات کا حکم مجمل ہے، لیکن اکثر ائمہ کا فیصلہ [illegible] آیات کا حکم آیت نور سے منسوخ ہو گیا ہے۔

نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

کتاب المساجد

(۱۸۹) مسجد کی تعمیر کا صلہ: حضرت عمرو رضہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جس نے اللہ کے ذکر و عبادت کے لئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔

دکھاوے کی مسجد بنانا

(۱۹۰) حضرت انس رضہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا، مسجد کی [illegible] ایک علامت ہے کہ لوگ دکھاوے کے لئے مسجدیں بنائیں گے اور ان پر فخر کریں گے۔

سب سے پہلی مسجد

(۱۹۱) حضرت ابوذر رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سے پوچھا کہ سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی، حضور نے فرمایا مسجد حرام، میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسی بنائی گئی؟ حضور نے فرمایا بیت المقدس، میں نے عرض کیا دونوں کی تعمیر کی تاریخ میں کتنا فرق ہے؟ حضور نے فرمایا چالیس سال کا۔

خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت

(۱۹۲) حضرت میمونہ رضہ فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے، اور خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کا ثواب اس سے بھی زیادہ ہے۔

بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی فضیلت

(۱۹۳) حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا جب حضرت سلیمان نے بیت المقدس کی تعمیر کی تو اللہ سے تین دعائیں مانگیں۔ (۱) [illegible] مرضی کے مطابق مقدمات فیصل کرنے کی سمجھ عطا فرما۔ [illegible] مجھے ایسی حکومت دے (یہ دونوں دعائیں قبول ہوئیں) [illegible] جو شخص اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آئے اسے پیدائش کے دن کی طرح گناہوں سے پاک کر دے۔

مسجد نبوی کی فضیلت و شرف

(۱۹۴) [illegible] فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے گھر اور منبر کے درمیان جو زمین ہے یہ جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور میرا منبر جنت پر کھڑا ہے۔ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنا تقویٰ پر رکھی گئی۔

مسجد قبا کی فضیلت

(۱۹۵) حضرت سہل رضہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد قبا میں نماز پڑھے گا، اسے عمرہ بجالانے کا ثواب ہوگا۔

ثواب کی خاطر کن مساجد کیلئے شد رحال جائز ہے

(۱۹۶) حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا تین مساجد کے سوا دوسری مساجد کے لئے شد رحال نہ کیا جائے۔ ایک مسجد حرام، دوسری مسجد نبوی، تیسری مسجد اقصیٰ۔

گرجا کو مسجد کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے

(۱۹۷) حضرت طلق رضہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور سے بیعت کی اور حضور کے پیچھے نماز پڑھی نماز کے بعد ہم لوگوں نے حضور سے درخواست کی کہ حضور ہمیں اپنے وضو کا پانی عطا فرمائیے، تاکہ ہم اپنے ہاں کے گرجا کو گرا کر اور زمین پر پانی چھڑک کر مسجد بنالیں، حضور نے پانی منگوایا، وضو کیا اور پانی ایک ڈول میں ڈال دیا، اور ڈول ہمیں دے کر فرمایا، اپنے ہاں واپس جاکر گرجا کو گرادو، اور زمین پر یہ پانی چھڑک کر مسجد بنالو۔

مسجد نبوی کی تعمیر

(۱۹۸) حضرت انس رضہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو بنی عمرو کے محلہ میں چودہ دن تک قیام فرمایا، ان چودہ دنوں میں جہاں کہیں نماز کا وقت ہوتا، حضور وہیں نماز پڑھ لیتے، یہاں تک کہ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھنے سے نہ رکتے، حضور ایک دن حضرت ابوایوب انصاری کے مکان کے سامنے کے حصہ میں تشریف لے گئے اور قبیلہ بنی نجار کے سرداروں کو بلا کر فرمایا، یہ زمین میرے پاس بیچ دو، ان لوگوں نے عرض کیا حضور! ہم آپ سے اس زمین کی قیمت نہیں لیں گے اور اسے حضور کی خدمت میں بلا کسی قیمت کے پیش

[illegible]

راوی کا بیان ہے کہ اس زمین میں ایک کھجور کے درخت کے علاوہ مشرکوں کی قبریں تھیں، اور کچھ کھنڈرات بھی تھے چنانچہ آپ کے حکم سے قبریں کھود دی گئیں، کھنڈرات صاف کئے گئے، اور کھجور کے درخت کو قبلہ کی طرف رکھ دیا گیا، حضورؐ اور صحابہؓ پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور فرما رہے تھے اے اللہ آخرت کی بھلائی ہی اصل بھلائی ہے۔ اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی بخشش فرما۔

انبیا اور بزرگوں کی قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت

(۱۹۹) حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت ابن عباس رضؓ دونوں فرماتے ہیں کہ جس بیماری میں حضورؐ کا وصال ہوا، اس میں حضورؐ اپنے چہرہ مبارک پر چادر ڈالے لیٹے تھے، حضورؐ کو جب گھبراہٹ محسوس ہوتی تو چہرہ مبارک سے چادر ہٹا کر فرماتے۔ یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔

مسجد میں آنے کی فضیلت

(۲۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا

[illegible] نے گھر میں یا ایک [illegible] مکان [illegible] ہے

عورتیں مسجد میں نماز پڑھ سکتی ہیں

(۲۰۱) حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے شوہر سے مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت مانگے تو اسے اجازت دے دینی چاہئے۔

مسجد کے آداب
پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی [illegible]

(۲۰۲) حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کوئی شخص کچا پیاز اور لہسن کھا کر ہماری مسجد میں [illegible] اس کی بدبو فرشتوں کو بری معلوم ہوتی ہے۔

(۲۰۳) حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ [illegible] مسجد میں آنیوالے لوگوں کو جنت البقیع کی طرف نکال دیا جاتا [illegible]

مسجد میں بصورت ضرورت خیمہ لگایا جا سکتا ہے

(۲۰۴) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ [illegible] خطرناک طور پر زخمی ہو گئے تو حضورؐ نے ان کی تیمار داری کے لئے [illegible]

ابن ماجہ شریف کامل اردو

(مترجم حضرت مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ [illegible] نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دو قاتل و مقتول پر ہنستا ہے [illegible] ایک نے دوسرے کو قتل کیا، اور دونوں جنت میں داخل [illegible] اس طرح کہ اس نے اللہ کی راہ میں یہ لڑائی کی [illegible] اور دوسرے نے توبہ کرلی۔ اسلام لے آیا اور اللہ کے راستے میں لڑا اور شہید ہو گیا جنت عرض میں باقی۔

(۱۵۷) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان کو اپنی گرفت میں لے کر فرمائے گا میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔

(۱۵۸) حضرت عباس بن عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں بطحا میں ایک ایسی جماعت کے ساتھ تھا جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے کہ آپ نے بادل کو دیکھا اور پوچھا تم اس کے کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا سحاب فرمایا اور مزن بھی (بادل) لوگوں نے عرض کیا جی مزن بھی۔ حضرت صدیق نے فرمایا اور عنان بھی (عنان بھی سحاب کا مترادف ہے) لوگوں نے کہا جی ہاں عنان بھی۔ آپ نے فرمایا تم اپنے اور آسمان [illegible] فاصلہ کیا سمجھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا حضور علم نہیں [illegible] نے فرمایا تم میں اور آسمان میں ۷۱ یا ۷۲ یا ۷۳ سال کی مسافت کا فاصلہ ہے، اور پھر اس پر سات آسمان ہیں اور ساتویں آسمان کے اوپر آٹھ پہاڑ ہیں، ان کی چوٹی اور [illegible] جتنا کہ ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے [illegible] ہے۔ پھر ان پر عرش ہے۔ اس عرش کے اوپر اور نیچے [illegible] بھی اتنا ہی بعد ہے جتنا ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے بیچ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے اوپر [illegible]

[illegible] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ [illegible] فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب آسمان میں [illegible] فرشتے [illegible]

کی بنا پر اپنے پروں کو نیچے کی طرف جھکا دیتے ہیں، اور جب ان کے دلوں پر سے رعب اور خوف دور ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا، ان کو دوسرے فرشتے جواب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حق بات ارشاد فرمائی اور وہ بلند اور بڑا ہے۔ حضور ؐ نے فرمایا اللہ کی بات کو تیز سماعت والے فرشتے سنتے ہیں، اور جو فرشتے اسے سن لیتے ہیں، وہ اپنے نچلے فرشتوں کو اس سے آگاہ کرتے ہیں۔ کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ اس اثنا میں جبکہ ایک اوپر کا فرشتہ نچلے فرشتہ کو یہ بات سناتا ہے تو اسے شہاب (شیطان) بھی سن لیتا ہے۔ اور یہ شیطان اس بات کو کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے، اور بسا اوقات وہ اوپر کے فرشتے کی بات نہیں سن پاتا۔ اور شیطان جو بات کاہن تک پہنچاتا ہے، اس میں سو جھوٹ اور ملا لیتا ہے۔

(۱۵۹) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کے لئے اٹھے، اور آپ نے پانچ باتیں بیان فرمائیں، فرمایا اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور نہ ہی سونا اس کے لئے شایان شان ہے، اللہ تعالیٰ میزان کو جھکاتا اور اونچا کرتا ہے۔ اس تک دنیا والوں کی دن کی کارگذاری رات کی کارگذاری سے پہلے پیش ہوتی ہے، اور اس کا حجاب اس کا جلال ہے، اور اگر یہ حجاب اٹھ جائے تو اس کے روئے مبارک کی شعاعیں اس کی تمام مخلوق کو جلا دیں۔

(۱۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہر وقت بھر پور رہتا ہے دن اور رات میں جو کچھ بھی خرچ ہوتا ہے اس سے اس میں کسی قسم کی کوئی کمی پیدا نہیں ہوتی۔ اللہ کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے، کبھی وہ اسے اوپر کی طرف اٹھاتا ہے اور کبھی نیچے کی طرف جھکاتا ہے۔ اس میں انسانی پیدائش کی ابتدا سے اب تک خرچ ہو رہا ہے مگر اس میں ابھی تک کوئی کمی نہیں ہوئی۔

(۱۶۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور وہ منبر پر کھڑے فرما رہے تھے

کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں زمین و آسمان ہیں۔ اور ان پر اس کا پورا قبضہ ہے۔ جب چاہتا ہے فراخ کرتا ہے اور جب چاہتا ہے گھٹاتا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے۔ میں جبار ہوں، کہاں ہیں وہ دوسرے جبار، کہاں ہیں وہ دوسرے متکبر۔ حضورؐ یہ فرما رہے تھے اور منبر پر کبھی ادھر ہوتے اور کبھی ادھر ہوتے۔ یہاں تک کہ مجھے منبر ہلتا نظر آیا اور میں ڈرا کہ کہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے نہ گر پڑیں۔

(۱۶۲) سمعان کلابی رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ تمام انسانی قلوب اللہ کے پنجے میں ہیں، وہ انہیں جدھر چاہے پھیر دے۔ چاہے حق پر قائم رکھے چاہے ناحق کی طرف راغب کر دے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، اے دلوں کو قائم رکھنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم رکھو۔

(۱۶۳) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تین چیزوں پر ہنستے ہیں۔ نماز کے لئے جب صف تیار ہوتی ہے۔ دوسرے جب کوئی شخص آدھی رات کو عبادت کرتا ہے۔ تیسرے اس شخص پر جو اپنے ساتھیوں کے فرار کے بعد بھی اللہ تعالےٰ کی خاطر لڑتا رہتا ہے۔

(۱۶۴) حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حج کے موسم میں لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو پیش فرمایا کرتے، اور کہا کرتے: کیا کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے جائے، کیونکہ قریش نے مجھے خدا کے کلام کی تبلیغ کی ممانعت کر دی ہے۔

(۱۶۵) حضرت ابو درداؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل یوم ھو فی شان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جو گناہ چاہتا ہے معاف کرتا ہے، جس کی مصیبت چاہتا ہے دور کرتا ہے، اور جس قوم کو چاہتا ہے، عروج دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔

(باقی آئندہ)

مفتاح الفتوح

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی عربی میں علم تصوف پر ایک لاجواب کتاب فتوح الغیب جسکی شرح حضرت عبدالحق محدث دہلوی نے کی ہے جو اردو میں پہلی مرتبہ شائع ہو رہی ہے
(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ اللہ تعالےٰ کا نعمت پہنچانا اپنے فضل سے بے واسطہ سبب تم کو اپنی حاجت میں پہنچنے کے لئے ہے، اور نیز تم کو ماسوا اللہ کی طرف میل کرنے سے باز رکھنا اور اپنے فضل وکرم سے تم کو ہمیشہ کے لئے راضی وخوش رکھنا منظور ہے۔ بس اب جبکہ پردہ اٹھا لیا گیا ہے اور اسباب ووسائل تمہاری نظر سے دور کر دیئے گئے اور غیر خدا سے میل باقی نہ رہا، اور تم اللہ تعالےٰ کے فضل وانعام پر راضی وخوش بھی ہوگئے ہو تو ہر خواہش وہر میلان نفس ومزہ مطلوب ومحبوب وغیرہ تمہارے دل سے سب دور کر دیئے گئے ومنقطع کر دیئے گئے اور بجز ارادت الٰہی کے تمہارے دل میں کچھ باقی نہ رہا تاکہ تم صرف اللہ کو چاہو یا جس چیز کو اللہ چاہے، اس چیز کو چاہو، جب اللہ تعالےٰ کو منظور ہوتا ہے کہ تمہارا رزق (جو تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے اور یقیناً تم کو پہنچنے والا ہے اور بجز تمہارے وہ رزق کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا) تمہاری طرف پہنچایا جائے تو پہلے تمہارے دل میں اس کی خواہش پیدا کرتا ہے، تب وہ رزق تمہاری طرف بھیج دیتا ہے۔ اور ہمیشہ بوقت حاجت بھیجتا رہتا ہے، اس کے بعد تم کو اس کے ادائے شکر کی توفیق عطا فرماتا ہے اور تم کو معلوم کرا دیتا ہے کہ یہ روزی اُسی کی طرف سے ہے اور وہی تمہاری طرف پہنچا بھی دیتا ہے، اور وہی تم کو رزق دیتا ہے۔

یہ اشارہ حقیقت شکر کی طرف ہے اور شکر دراصل یہی ہے کہ جان لیوے کہ یہ نعمت اللہ کی طرف سے ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے درگاہ پروردگار میں یہ عرض کی کہ خداوندا! تیری نعمتیں تو بے شمار ہیں۔ ان تمام نعمتوں کا شکر کیونکر ادا کروں حکم ہوا کہ یا داؤد اذا عرفت انہ منی فقد شکرتنی یعنی جب تم نے جان لیا اور پہچان لیا کہ نعمت میری ہی طرف سے ہے تو بس یہی شکر ادا کرنا ہوا، تم حقیقت شکر کو پہنچ گئے۔

حاصل کلام یہ کہ جب تمہارے دل سے اپنی ارادت وخواہش نکل جاتی ہے، اور بجز ارادت حق کے تمہارے دل میں کچھ نہیں رہ جاتا ہے، تب اللہ تعالےٰ تمہاری قسمت کی نعمت تم کو پہنچاتا ہے اور تم اس وقت اللہ تعالےٰ کا شکر کرتے ہو اور حق نعمت پہچانتے ہو اور اس بات کو جان جاتے ہو کہ نعمت خدا ہی کی طرف سے ہے، تب اللہ تعالےٰ تم میں شکر گذاری معرفت اور خلق سے باہر آنے کا علم اور نیز خلق سے اور خلق پر اعتماد اور اختلاط کرنے سے دوری وعلیحدگی اور دل کا ماسوا سے خالی ہونا اور زیادہ کرتا ہے۔ پھر جب علم ومعرفت اور رزاقیت کا یقین قوی طور پر تمہارے دل نشین ہوگیا اور معنی توکل کی حقیقت بھی یہی ہے۔ اور ساتھ ہی تمہارا شرح صدر بھی ہوگیا کہ بوقت مزاحمت اسباب اور وجود وساوس واوہام کے تنگ نہ ہو، اور یقین کا سلسلہ ہاتھ سے جانے نہ پاوے، تمہارے قلب کا نور بھی قوی ہوگیا کہ شک وشبہ کی تاریکی طاری نہ ہو اور جہل ونادانی کا پردہ جمال شہود کو ڈھانک نہ سکے۔ اور اللہ تعالےٰ سے تمہاری نزدیکی بھی زیادہ ہوگئی جو کہ نتیجہ ہے ماسوا سے بُعد وانقطاع کا اور نور علم ومعرفت یقین کا۔ اور تمہاری قدر ومنزلت وعزت بھی اللہ تعالےٰ کے حضور میں زیادہ ہوگئی بباعث حاصل ہونے رضا ومحبت حق کے جو متوکلوں سے متعلق ہے اور تمہارے بھیدوں کی حفاظت کا امانت دار ہونا بھی اللہ کے نزدیک زیادہ ہوگیا (جو بھید تم پر کشف ہوگا) تم کو قبل از وقت معلوم کرایا جائے گا کہ تمہارا نصیب وقسمت کب آوے گا، یہ بات تم پر کشف کرائی جائے گی کہ فلاں چیز تمہاری قسمت میں ہے اور تم کو پہنچنے والی ہے، خواہ بقید وقت یا بلا تعین وقت۔

اس کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ اسرار خداوندی کی حفاظت نہیں کرتے اور اسرار کی امانت داری کی اہلیت نہیں رکھتے وہ کشف اسرار کے سزاوار نہیں ہیں جس شخص پر کشف ہوتا ہے اور وہ شخص اس کی حفاظت نہیں کرتا اور امانت

واسطہ نہیں کرتا مآلاً خوکشی اس کے لئے وبال
جان ہو جاتا ہے۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری عزت و اثبات کرامت و تمہاری حرمت
کی بزرگی و تعظیم منظور ہے کہ اس لئے تم کو اپنی معلومات میں سے
بعد [illegible] و القا یہ بتلایا کہ فلاں نعمت میرے حضور سے تم کو
بطور عزت ملنے والی ہے۔ اور نیز اللہ تعالےٰ نے تم پر فضل و کرم اور
احسان کر کے اور ہدایت دیتا ہے۔ اور اپنی صفات لطفیہ سے
نعمت دیتا رہنمائی کرتا ہے۔ تاکہ دوسروں کی تعلیم و تکمیل ہو
کہ علم و یقین و کمال کا خاصہ یہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

وجعلنا منہم ائمۃ یہدون	اور ہم نے بنی اسرائیل میں سے
بامرنا لما صبروا وکانوا	امام بنائے جو ہمارے حکم سے
بآیاتنا یوقنون	رہنمائی کرتے ہیں جبکہ طریق

استقامت کے سلوک پر صبر کرتے اور ہماری نشانیوں (کتابوں
دلیلوں۔ امارت دین) پر یقین کرتے تھے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعت مولا پر
صبر کرنے والے اور اس کے احکام ربوبیت
پر یقین رکھنے والے دین کے امام اور ہادی

طریق یقین ہیں۔
اور یہ بھی فرمایا ہے کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم
سبلنا۔ جن لوگوں نے تقویت دین اسلام کے لئے اور
ہماری معرفت حاصل کرنے کے لئے اور ہم تک واصل ہونے کے
طریقہ پر چلنے کے لئے مجاہدہ کیا۔ قوت و طاقت کو مشغول کو
کام میں لائے اور جنگ کی اپنے نفس سے یا غیر سے تو ہم ہلاک
ان کو اپنی راہیں دکھاتے ہیں، اور اپنے قرب و وصول کے طریقہ
کی ہدایت بطور خیر و توفیق سلوک کے زیادہ کرتے ہیں، اور فرمایا
ہے واتقوا اللہ۔ اللہ سے تقوی کرو (ڈرو) اس کے امر و
نہی کی حفاظت کرو، ویعلمکم اللہ۔ تم کو اللہ تعالیٰ مصالح
دین و دنیا کے احکام کی تعلیم دلواتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل پر اور تقوی پر اللہ
تعالیٰ کی طرف سے تعلیم مترتب ہوتی ہے لیکن جن علوم
سے تقوی آتا ہے وہ خود سابق ہیں۔ اس لئے کہ وہ
علم وراثت ہے گویا علم وراثت ایک دوسرا علم ہی ہے
جو تقوی پر مترتب ہوتا ہے اور عمل کا مقصود وہی ہے
(باقی آئندہ)

ترمذی شریف کامل اُردو

(مترجمہ حضرت علامہ مفتی سید نذیر الحق صاحب قادری)

باب ۵۳ - ذکر چھونے سے وضو کرنیکا بیان

(۴۲) بسرہ بنت صفوان سے روایت ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا ذکر چھوا[1] اس کو بغیر وضو کئے نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔ اس باب میں حضرت ام حبیبہؓ، حضرت ابوایوبؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت اروی بنت انیس، حضرت عائشہ اور حضرت جابر وغیرہ سے روایت ہے۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے) کئی صحابہ اور کئی تابعینؒ کا یہی قول ہے (کہ ذکر چھونے کے بعد وضو کرنا چاہیئے) امام شافعیؒ، امام احمدؒ، اوزاعی اور اسحٰقؒ کا بھی یہی قول ہے۔ محمد بخاری کہتے ہیں کہ اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث ام حبیبہ کی ہے، مگر محمد ام حبیبہؓ کی حدیث کو صحیح نہیں سمجھے۔

باب ۵۴ - ذکر چھونے کے بعد وضو نہ کرنا

(۴۷) قیس بن طلق ابن علی حنفی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ (ذکر) آدمی کے گوشت کے (دوسرے) ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا[2] ہے۔ اس باب حضرت ابوامامہ سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں (بہت سے) صحابہؓ اور تابعین سے روایت ہے۔ ان کے نزدیک ذکر چھونے کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ کوفہ والوں کا اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کا بھی یہی قول ہے (اس باب میں یہ حدیث سب سے زیادہ اچھی اور حسن ہے دوسرے راویوں نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے)

باب ۵۵ - بوسہ لینے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔

(۵۵) حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کا بوسہ لیا، پھر بغیر وضو کئے نماز پڑھنے چلے گئے (اس کے راوی عروہ بن الزبیر کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رض سے کہا، وہ آپ ہی ہوں گی۔ حضرت عائشہ رض (یہ سنکر) ہنسنے لگیں، اسی طرح اور کئی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے روایت ہے۔ سفیان ثوری اور کوفہ والوں کا (یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رض اور ان کے اصحاب کا) یہی قول ہے کہ بوسہ لینے کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن امام مالکؒ ابن انس، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمدؒ اور اسحٰق کہتے ہیں کہ بوسہ لینے کے بعد وضو کرنا چاہیئے (بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) اصحاب نبی صلعم اور تابعین میں سے چند کا یہی قول ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں نے حضرت عائشہؓ کی حدیث پر اس لئے عمل نہیں کیا کہ وہ ان کے نزدیک صحیح نہیں (اسناد کے اعتبار سے) یحیٰی ابن سعید قطان نے اس حدیث کو ضعیف بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث نہ ہونے کے برابر ہے۔ محمد بن اسمٰعیل بھی اس حدیث کو ضعیف بتاتے ہیں، دوسرے راویوں سے بھی حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ان کا بوسہ لیا اور وضو نہیں کیا اور یہ روایت بھی صحیح نہیں۔ الغرض اس باب میں رسول اللہؐ سے کوئی صحیح روایت ثابت نہیں۔

"مترجم یہ کہتا ہے۔ امام ترمذی رہ کا یہ کہنا کہ اس باب میں رسول اللہؐ سے کوئی صحیح روایت نہیں محل نظر ہے، چنانچہ صاحب العلیب الشذی نے اس حدیث کی شرح میں صحیح حدیث لکھ دی ہے وہ یہ ہے۔ فروی ابو داؤد والنسائی من طریق الثوری عن ابی روق عن ابراھیم التیمی عن عائشہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقبل بعض نسائہ ولا یتوضا حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بی بیوں میں سے کسی کا بوسہ لیتے اور پھر وضو بھی نہ کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ اس باب میں امام اعظم رہ کا مسلک قابل اعتراض نہیں"

باب ۵۶ قے اور نکسیر سے وضو کرنے کا بیان

---

[1] ابن حجر کہتے ہیں کہ ایک روایت کی بنا پر غیر کا ذکر بھی اپنے ذکر کے مانند ہے۔ یہ حدیث امام شافعی پر مس ذکر سے وضو ٹوٹ جانے میں حجت ہے لیکن مقید ہے۔ یعنی جبکہ بلا حجاب چھوا جائے تو ناقض وضو ہے ورنہ نہیں۔ مترجم

[2] آثار السنن نبوی میں ہے کہ ایک شخص نے نماز میں مس ذکر کے متعلق رسول اللہؐ سے پوچھا آپ نے فرمایا (ترجمہ) پر وضو نہیں (وہ) تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ [illegible] ہے۔ اسی طرح اور بہت سے صحابہ سے ثابت ہے۔

(۷۶) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قے کی پھر وضو کیا (راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ثوبان سے دمشق کی مسجد میں ملاقات کی اور اس حدیث کا ذکر کیا (اس کے قائل معدان بن ابی طلحہ ہیں) انہوں نے کہا حضرت ابو الدرداء نے سچ کہا۔ میں نے (اس موقع پر) رسول اللہ کے لئے پانی گرایا تھا امام ترمذی کہتے ہیں کہ اصحاب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور تابعین میں سے کئی اہل علم کی یہ رائے ہے کہ قے اور نکسیر پھوٹنے کے بعد وضو کرنا چاہیئے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ، ابن مبارک، امام احمدؒ اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ لیکن بعض اہل علم نے (یہ بھی) کہا ہے کہ قے اور نکسیر کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ امام مالک اور امام شافعی کا یہی قول ہے حسین معلم نے اس حدیث کو جید بتلایا ہے اور حسین کی حدیث (حضرت ابو الدرداء والی حدیث) اس باب میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔

(نبیذ اس پانی کو کہتے ہیں جس میں کھجوریں بھگو رکھتے ہیں اس پانی میں کھجوروں کا مزہ اور رنگ آجاتا ہے مگر پانی پتلا رہتا ہو)

باب ۶۵۔ کھجوروں کے پانی سے وضو کرنے کا بیان

(۷۷) حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے حضورؐ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے برتن میں کیا ہے۔ میں نے جواب دیا، کھجوروں کا پانی۔ فرمایا پاک کھجوریں ہیں اور پاکیزہ پانی (ابن مسعودؓ کہتے ہیں) پھر آپ نے اس (پانی) سے وضو کیا۔ یہ حدیث صرف ابی زید عن عبد اللہ کے واسطے سے مروی ہے اور (ابو زید) اہل حدیث کے نزدیک مجہول ہے۔ ہم بھی اس حدیث کو اس روایت کے علاوہ اور کہیں نہیں پاتے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ کھجوروں کے پانی سے وضو جائز ہے (چنانچہ) سفیان ثوری وغیرہ کا یہی قول ہے۔ اور بعض اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے وضو نہ کرنا چاہیئے یہ قول امام شافعی کا امام احمد اور اسحق کہتے ہیں کہ اگر نبیذ کے سوا اور پانی نہ ہو تو اسی سے وضو کرے۔ اور پھر اگر تیمم ہی کرے تو میرے نزدیک اچھی بات ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ نبیذ سے وضو نہ کرنا چاہیئے۔ ان کا یہ قول کتاب اللہ سے قریب ہے (قرآن کے زیادہ مطابق ہے) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر پانی نہ ہو تو پاک شی کا قصد و ارادہ کرو (یعنی پاک شی سے تیمم کرو) اور نبیذ پانی نہیں ہے۔

موطا شریف اردو

(مترجمہ حضرت علامہ مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبرآبادی)

حالات جامع موطا حضرت امام مالک بن انس رح

نام و نسب } امام ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابو عامر بن عمرو بن حارث ابن غیمان المدنی۔

پیدائش } امام مالک رح کی ولادت با سعادت ۹۳ھ میں ہوئی۔

سکونت } آپ کی سکونت مدینہ طیبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھی۔

تعلیم و تربیت } امام مالک رح نے جب ہوش سنبھالا تو مدینہ میں فقہائے سبعہ کی علمی گرم بازاری شباب پر تھی۔ ابوبکر بن حارث متوفی ۹۴ھ خارجہ بن زید متوفی ۹۹ھ امام قاسم بن محمد متوفی ۱۰۶ھ سعید بن مسیب متوفی ۱۰۱ھ عبیداللہ بن عتبہ متوفی ۱۰۴ھ سالم بن عبداللہ متوفی ۱۰۶ھ سلیمان بن یسار متوفی ۱۰۷ھ یہ آخری فقیہہ تھے جن کے وصال پر امام صاحب کی عمر ۱۳-۱۴ سال کی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رض جو شریعت اسلامیہ کی رازداں تھیں ان کی آغوش تربیت اور علم شریعت میں ان کے برادر زادہ قاسم بن محمد مذکور الذکر اور ان کے بھانجے عروہ بن زبیر رض نے نشو و نما پائی تھی اور حضرت عبداللہ بن عمر رض جو کہ حضرت صلعم کے اعمال و سنن کے ایسے متبع اور واقف کار تھے کہ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، ان کے خلف ارشد سالم مذکور تھے، اور ان کے شاگرد باخلاص جناب نافع اور عبداللہ بن دینار رض اور حضرت ابی ہریرہ رض کے داماد حضرت سعید بن مسیب تھے اور زید رض بن ثابت کے صاحبزادے خارجہ، غرضکہ یہ فقہائے کرام معزز و جلیل القدر صحابہ کی اولاد یا ان کے تلامذہ تھے جب امام مالک نے علوم دین کی تحصیل کی تو اجلہ تابعین و تبع تابعین کا دور دورہ تھا حضرت امام الائمہ جعفر صادق رح سلیمان بن یسار۔ ربیع الرائے۔ محمد بن مسلم بن شہاب زہری عامر بن عبداللہ۔ ابو سہیل نافع بن مالک وغیرہ، ایک سے ایک بڑھ کر علوم مذہب کی خدمت کرنے والا تھا جن سے امام صاحب نے کسی نہ کسی نوع سے استفادہ حاصل کیا۔

امام مالک نے قرأت امام ابو رویم نافع بن عبداللہ متوفی ۱۶۹ھ سے حاصل کی۔ حدیث کی تحصیل حضرت نافع جو عبداللہ بن عمر رض کے آزاد کردہ غلام جو حدیث و روایت کے استاد و شیخ جن کی عمر کا بڑا حصہ حضرت عبداللہ بن عمر رض کی خدمت میں گذرا تھا۔ ان کے علاوہ حضرت عائشہ رض حضرت ام سلمہ رض حضرت ابی ہریرہ رض حضرت ابو سعید خدری وغیرہ سے بھی حدیث کی روایت انہوں نے کی ہے، جناب نافع رض کے علاوہ امام صاحب نے مدینہ کے دیگر شیوخ کبار سے بھی حدیث سیکھی، جن میں ممتاز لوگ یہ ہیں۔ محمد بن شہاب زہری رض، امام جعفر صادق رح، محمد بن منکدر رح، ہشام بن عروہ رض، محمد بن یحییٰ بن سعید انصاری رض، ابو حازم رض، یحییٰ بن سعید[1]

غرضکہ آپ نے کم عمری میں جملہ علوم میں تحصیل کر لی مگر زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس کوئی ظاہری سامان نہ تھا۔ اس لئے اپنے مکان کی چھت کی لکڑیاں ہی فروخت کر کے کتاب وغیرہ کے صرف میں لاتے تھے۔ قوت حافظہ ایسی پائی تھی کہ جو چیز آپ یاد کرتے وہ آخر دم تک خزانہ خیال میں باقی رہتی۔

درس و تدریس } ۱۷ سال کی عمر سے درس و تدریس میں لگ گئے۔ ستر ائمہ وقت نے آپ کو فتوے دینے کا اہل سمجھا۔ تب سے آپ نے فتویٰ دینا شروع کیا[2] آپ کے فتاوے اس پایہ کے ہوتے تھے کہ آپ کے اساتذہ بھی آپ ہی سے فتویٰ طلب کیا کرتے تھے۔

آپ کے درس میں حضرت امام شافعی رح، امام محمد بن ابراہیم اور ابن مبارک و سفیان ثوری و امام احمد بن حنبل وغیرہ مشائخ و حفاظ حدیث شریک ہوتے تھے، و تحصیل حدیث کرتے تھے۔ معن بن عیسیٰ اور یحییٰ بن یحییٰ اور عبداللہ بن مسلمہ قعنبی اور عبداللہ بن وہاب وغیرہ آپ کے تلامذہ سے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے امام بخاری اور امام مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور یحییٰ بن معین وغیرہ امامان حدیث نے تلمذ حاصل

[1] سیرت امام مالک ص ۱۱ [2] ابن خلکان ص ۵۴۵

کیا تھا اور فیوضات علمی سے مستفیض ہوتے تھے ۔

امام } عبد الرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں، سفیان ثوری حدیث میں امام ہیں اور سنت میں امام ہیں۔ اور اوزاعی سنت میں امام ہیں حدیث میں امام نہیں اور امام مالکؒ ان دونوں میں امام ہیں[1]۔

علمی مجلس } امام مالک کی نشست گاہ حضرت عمر فاروقؓ کی جائے جلوس تھی۔ آپ کے پاس علماء و فضلاء کا جمگھٹا ہر وقت لگا رہتا، آپ فرماتے تھے کہ میں نے تمام عمر کسی سفیہ کے ساتھ ہم نشینی نہیں کی۔

وقار و عظمت } آپ سے چھوٹی عمر کے لوگ تو لحاظ کرتے تھے۔ آپ کی عمر سے زیادہ عمر کے لوگ بھی علمی تجربہ رکھتے ہوئے امام صاحب کی قدر و منزلت کیا کرتے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے جو جلیل القدر امام ہیں باوجودیکہ ان سے ۱۳ برس عمر میں بڑے تھے، اور اعلیٰ مرتبہ بھی رکھتے تھے، مگر جب امام مالکؒ سے ملتے تو بے حد خلوص اور محبت سے ملتے۔

طریقہ درس } جب امام صاحب حدیث کا درس دینے کے لئے تیار ہوتے، تو خاص اہتمام ملحوظ رکھتے غسل کرکے لباس فاخرہ زیب جسم ہوتا، نہایت وقار اور خشوع و ادب کے ساتھ مسند نشین ہوتے[2] عود و عنبر کی انگیٹھیاں روشن ہو جاتیں، آپ کا لباس بھی عطر اور خوشبوؤں سے معطر ہوتا تھا۔ درس کے وقت مجلس پر عظمت و ہیبت ہوتی، بادشاہ کے دربار کے مانند یہ درس ہوتا تھا۔ کوئی کام خلاف شان ہو نہیں سکتا تھا، کوئی درس میں بات نہیں کر سکتا تھا۔ نگاہ اٹھا کر ادھر ادھر نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ایک مرتبہ تدریس حدیث میں امام مشغول تھے، کسی نہ کسی ذریعہ سے بچھو آپ کے لباس میں اندر چلا گیا اور آپ کے جسم پر نیش زنی کرنے لگا، مگر امام صاحب اسی سکون اور وقار کے ساتھ سلسلہ کلام جاری کئے ہوئے تھے، چشم و ابرو پر بل نہ تھا، درس حدیث میں خلل ڈالنا خلاف ادب خیال کرتے ہوئے اپنے کام میں لگے رہے۔ بعد ختم درس اٹھ کر اندرون خانہ جا کر لباس اتارا اور بچھو کو مارا۔

ایک دن امام مالک ابو حازم کی طرف سے گذرے، ابو حازم اس وقت بیٹھے ہوئے حدیث پڑھا رہے تھے۔ امام مالکؒ چالت دیکھ کر وہاں سے دور کر دور چلے گئے، کسی نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا، وہاں بیٹھنے کی جگہ دستی جو جا کر بیٹھتا۔ یہ خلاف ادب تھا کہ کھڑے ہوکر حدیث شریف سنتا[1]۔

امام یحییٰ ناقل موطا مدینہ منورہ میں ایک روز امام مالکؒ کے درس میں حاضر تھے کہ شور ہوا، ہاتھی آیا (عرب میں ہاتھی عجوبہ چیز ہے) اس آواز کے سننے پر درس ملتوی کر دیا، طلبا دیکھنے چلے گئے، مگر یحییٰ اسی اطمینان سے بیٹھے رہے، امام صاحب نے فرمایا کہ یحییٰ تمہارے ملک اندلس میں ہاتھی نہیں ہوتا، تم بھی جا کر دیکھ لو۔ ان کے دل میں اور ہی خیال بس رہا تھا، جواب دیا حضرت اندلس سے میں آپ کے دیکھنے اور علم سیکھنے کو آیا ہوں، نہ کہ ہاتھی دیکھنے کو خانما ہوا ہوں، یہ سنکر امام صاحب بہت محظوظ ہوئے[2]۔

کاشانہ } آپ کے مکان میں جہاں امام ممدوح کی نشست رہتی تھی، وہ نہایت پاک وصاف رہتا۔ اس میں چاروں طرف مسندیں بچھی رہتیں، اور ہر مسند پر تکیے مہیا رہتے۔ مجلس کا ادب یہ تھا کہ کوئی بلند آواز سے بات نہ کر سکتا۔

ادب } مدینہ شریف کا اس قدر پاس ادب تھا کہ سوار ہوکر کبھی مدینہ کی گلیوں میں نہ چلے۔ بڑھاپا آگیا تھا مگر پیدل ہی چلتے اس لئے کہ یہاں جسم پاک نبی کا مدفن ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ امام مالک پنجگانہ نماز کے لئے اور جمعہ کو مسجد میں آتے۔ جنازہ کے ساتھ جاتے بیماروں کی عیادت کرنے آپ مسجد میں جب بیٹھتے تو ارد گرد مجمع ہو جاتا تھا۔

بکر بن عبد اللہ صنعانی کہتے ہیں کہ ایک دن ہم امام مالکؒ کی خدمت میں گئے، اور انہوں نے ہم کو ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن کی روایت سے حدیث سنانی شروع کی۔ وہ تو بیان کرتے جاتے تھے اور ہم ان سے اور اور کہتے تھے، آخر انہوں نے یہ کہا کہ تم ربیعہ کی حدیث کو کیا کروگے، لو دیکھو وہ ربیعہ بھی اس محراب میں سوتے ہیں۔ یہ سنکر ہم دوڑ کر ربیعہ کے پاس گئے، اور ان کو جا کر جگایا، اور ان سے پوچھا کہ آپ ہی ربیعہ ہیں، انہوں نے کہا ہاں میں ہی ہوں۔ ہم نے کہا، آپ ہی سے امام مالک یہ حدیثیں بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا۔ ہاں۔ ہم نے کہا مالک تو آپ کی حدیث سے کس قدر فائدہ اٹھا رہے ہیں اور آپ اپنی حدیث سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ربیعہ نے کہا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ ایک مثقال دولت اونٹ کے ایک بوجھ علم سے بہتر ہے۔

(باقی آئندہ)

---

[1] اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۴۲ [2] وفات الاعیان [3] اکمال فی اسماء الرجال

[1] اکمال صفحہ ۱۲۷ [2] وفیات الاعیان صفحہ ۴۹۵

شرح دیوان حافظؒ

(از مدیر و معاون)

لعل سیراب بخوں تشنہ لب یار منست
از پئے دیدن او دادن جاں کار منست

ترجمہ:۔ سیراب لعل جو خون کا پیاسا ہے میرے یار کا لب ہے، اس کو دیکھنے کے لئے جان دیدینا میرا کام ہے۔

تشریح:۔ ایسا کم دیکھا ہوگا کہ سیراب چیز پیاسی ہو، لیکن میرے یار کے لب میں یہی کیفیت ہے کہ وہ ہر وقت سیراب رہتا ہے اور خون کا پیاسا بھی۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ لب یار کے دیدار کے لئے میں اپنا خون اس کے نذر کر دوں، یعنی اس پر اپنی جان قربان کر دوں۔

لب یار سے مراد محبوب حقیقی کی ذات ہے، اور مطلب یہ ہے کہ محبوب حقیقی اتنا بے نیاز ہے کہ کسی کی سر فروشی کی اس کو پروا نہیں ہے، لیکن محب صادق کا فرض یہ ہے کہ اس کی بے نیازی کا خیال نہ کرے، اور اس کی معرفت میں اپنی جان کو نثار کر دے۔ تاکہ فنا کے بعد حقیقی بقا حاصل ہو۔

ساربان رخت بدروازہ مبر کان سر کوہ
شاہ راہیست کہ منزل گہ دلدار منست

ترجمہ:۔ ساربان (شتربان) اسباب کو دروازہ پر نہ لے جا کیونکہ اس گلی کے کنارہ پر ایک شاہراہ (بڑا راستہ) ہے جہاں میرے محبوب کی قیام گاہ ہے۔

تشریح:۔ ساربان سے مراد قضا و قدر ہے، رخت سے سالک کی ہستی مراد ہے، اور دروازہ سے مراد سالک کی آنکھ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے ساربان یعنی قضا و قدر تو میری موہوم ہستی کو میری آنکھ میں پسندیدہ نہ بنا۔ اس لئے کہ آنکھ اس کام کے لئے نہیں ہے۔ یہ تو تجلیات ربانی کی جگہ ہے۔ یعنی سالک اپنی موہوم ہستی کو اپنی نظر سے دیکھ کر خوش نہ ہو۔ نظر اس کام کے لئے نہیں بلکہ یہ تو تجلیات الہٰی کی جگہ ہے۔

طبلۂ عطر گل و درج عبیر افشانش
فیض یک شمہ ز بوئے خوش عطار منست

ترجمہ:۔ عطر گل کا ڈبہ اور عبیر افشاں ڈبیہ میرے عطار کی خوشبو کا ذرا سا فیض ہے۔

تشریح:۔ گل سے مراد سالک اور عطر گل سے مراد سالک کا جو دہے۔ اور عبیر سے مراد سالک کی پیشانی کا پسینہ ہے، اور عطار یعنی عطر فروش سے مراد محبوب حقیقی یا حضورؐ کی ذات مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ سالک جب مرتبہ کمال کو پہنچ کر اخلاق الٰہی سے موصوف ہو جاتا ہے، تو اس کی ذات طبلہ (ڈبہ) عطر اور درج عبیر افشاں بن جاتی ہے۔ اور یہ ایک معمولی سا فیض ہے جو حضرت جل و علا کی ذات یا حضرت سرور کائنات کی ذات سے سالک کو پہنچتا ہے۔ اور جب سالک اس درجہ پر پہنچتا ہے تو خداوند تعالےٰ کی جانب سے فیض کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں۔

باغباں ہمچو نسیمم ز در خویش مراں
کآب گلزار تو از اشک چو گلنار منست

ترجمہ:۔ باغبان نسیم کی مانند مجھ کو اپنے دروازہ سے نہ نکال، اس لئے کہ تیرے باغ کی بہار میرے گلنار (یعنی سرخ) آنسوؤں کے سبب ہے۔

تشریح:۔ باغبان سے مراد ذات حق ہے۔ گلزار سے مراد نور الہٰی ہے مطلب یہ ہے کہ اے باغبان حقیقی مجھ کو اپنے وجود کے باغ سے نسیم کی مانند نہ نکال اس لئے کہ میرا وجود تیری صفت و ربوبیت کا مظہر ہے۔ یعنی اے پروردگار! جس طرح میں اپنے وجود میں تیرا محتاج تھا، مطلب یہ ہے کہ جب تک تو نے مجھ کو شرف وجود نہیں بخشا تھا تو بھی اپنی ربوبیت اور صفت کے اظہار میں اس امر کا محتاج تھا کہ مجھ کو وجود دے، اس لئے میں تیرے گلزار کی رونق ہوں، اور میرا وجود تیری ربوبیت اور صفت کا مظہر ہے۔ (باقی)

مذہبی معلومات

وحی ازروئے قرآن اور مدعی کا تضاد بیان

(از حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

شخص مذکور نے بکمال تفاخر قرآن پاک کی ان چند آیتوں سے جن میں بعض جانور اور بعض غیر پیغمبروں کی طرف وحی کی نسبت ہے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وحی "برمحل سوجھ بوجھ" اور "نفسانی تاثرات" کا نام ہے، حالانکہ برمحل سوجھ بوجھ سے مقصود وہ علم ہے جو انسان کو غور وفکر، استدلال اور ذاتی تجربہ ومشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے، اور وہ کسب ونظر اور حواس کا فیض ہے، اور صحت اور خطا دونوں کا مورد ہے، اور وحی اس علم کا نام ہے، جو خدا کی جانب سے بندہ کو بندہ کے غور وفکر اور تجربہ ومشاہدہ کے بغیر عطا ہوتا ہے، اور وہ سراپا یقین اور یکسر صحیح ہوتا ہے، جس میں خطا کا امکان ہی نہیں اور اس کو ہر خطا سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

وانہ لکتاب عزیز لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید (حم سجدہ ۵)

اور یہ وہ زبردست کتاب ہے کہ باطل جس کے نہ سامنے سے اس کے پاس پہنچ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے ایک حکمت والے

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربہم واحاط بما لدیہم واحصی کل شیء عددا (جن ۲۰)

خدا غیب کا دانا ہے وہ اپنے غیب کی بات کسی پر ظاہر نہیں کرتا لیکن رسولوں میں سے جس کو پسند کرے، تو وہ چلاتا ہے اس کے سامنے اور اس کے پیچھے سے نگہبان، تاکہ ظاہر کرے کہ ان رسولوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچا دیا اور اس نے اس کے پاس جو ہے اس کو گھیر رکھا ہے اور ہر چیز

مذہب انسان کی فطرت کی آواز ہے۔

کو گن لیا ہے۔

اور اسی لئے وہ الحق ہے، یعنی یقینی اور سچی۔

الحق من ربک فلا تکن من الممترین (آل عمران ۶۰)

یہ سچی بات تیرے پروردگار کی طرف سے ہے، تو تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

خاص قرآن پاک کی نسبت ہے۔

المر تلک آیت الکتاب والذی انزل الیک من ربک الحق ولکن اکثر الناس لا یومنون (رعد ۱)

یہ ہیں آیتیں کتاب کی، اور وہ چیز جو اتاری گئی ہے تیری طرف تیرے رب کی طرف سے وہ سچ اور یقینی ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق (سبا)

اور جن کو علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو تیری طرف تیرے پروردگار کی طرف سے اترا ہے، وہی حق ہے،

وانزلنا الیک الکتاب بالحق (مائدہ ۷)

اور ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری۔

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق (زمر ۱)

ہم نے تیری طرف یہ کتاب سچائی کے ساتھ اتاری۔

انا انزلنا علیک الکتاب للناس بالحق (زمر ۴)

ہم نے تجھ پر یہ کتاب لوگوں کے لئے سچائی کے ساتھ اتاری۔

اسی معنی کی اور بہت سی آیتیں قرآن پاک میں ہیں، ان سے واضح ہوگا کہ قرآن پاک کا یہ عمومی دعویٰ ہے کہ اس میں جو کچھ ہے وہ یکسر حق، تمام تر صداقت اور سراپا یقین ہے، یہ "انسانی سمجھ بوجھ" نفسانی تاثر اور یہود ونصاریٰ کے "مسروقہ مضامین" نہیں ہیں۔

سورہ ہود میں ایک آیت ہے، جو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاص اسی قسم کے خرافات نگار کی تردید میں ہے۔ ارشاد ہے:

فلا تک فی مریۃ منہ انہ الحق من ربک ولکن اکثر الناس لا یومنون ومن اظلم ممن افتری

تو اس کتاب کے اللہ کی طرف سے ہونے میں شک نہ کر، وہ بالکل ہی حق ہے، لیکن اکثر لوگوں کو ایمان نہیں اور اس

علی اللہ کذباً اولٰئک	شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا
یعرضون علی ربہم ویقول	جو خدا پر جھوٹ باندھے ایسے
الاشہاد ھٰؤلاء الذین	لوگ اپنے پروردگار کے روبرو
کذبوا علی ربہم الا لعنۃ	پیش کئے جائیں گے، اور گواہ
اللہ علی الظالمین الذین	کہیں گے کہ یہی وہ ہیں جو اپنے پروردگار
یصدون عن سبیل اللہ	پر جھوٹ جوڑتے تھے، ہاں
ویبغونھا عوجا وھم	ان ظالموں پر اللہ کی لعنت
بالآخرۃ ھم کفرون	جو اللہ کے راستے سے لوگوں
(ھود - ۲)	کو روکتے ہیں، اور اس راہ کو

وہ کج بنانا چاہتے ہیں، اور وہی آخرت کے منکر ہیں۔

اس شخص سے بڑھ کر دروغ گو اور کون ہوسکتا ہے، جو یہ دعویٰ کرے کہ خدا نے فرشتے کے ذریعہ مجھ پر کتاب نازل کی ہے حالانکہ وہ خود اس کی "ذاتی سمجھ بوجھ" اور "نفسانی تاثرات" کا نتیجہ ہے۔

اسی سورہ میں خاص قصص قرآنی کے سلسلہ میں حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کے بعد ارشاد ہے۔

تلک من انباء الغیب	یہ غیبی اطلاعوں میں سے ہے جن
نوحیھا الیک ما کنت	کو ہم تجھ پر وحی کرتے ہیں، تو نہ
تعلمھا انت ولا قومک	تو خود ان کو اس سے پہلے جانتا
من قبل ھذا (ہود - ۴)	تھا، اور نہ تیری قوم جانتی تھی

آپ نے دیکھا کہ قصص قرآنی ان غیبی اطلاعات میں سے ہیں جن سے نہ صرف یہ کہ اس وحی سے پہلے آپ کو واقفیت نہ تھی بلکہ ساری قوم عرب ان سے ناواقف تھی **غیبی اطلاعات** یہود و نصاریٰ کے مسموعات اور مسروقات نہیں، عرب کی گذشتہ قوموں کے حالات سنانے کے بعد ارشاد ہے۔

تلک القریٰ نقص علیک	ان آبادیوں کا تھوڑا حال
من انبائھا (اعراف - ۱۳)	ہم تم کو سناتے ہیں۔

یہ سنانے والا اور بتانے والا کون ہے؟ کیا خود خدا نہیں کیا اب بھی اس باطل نگار کے اس دعویٰ کی :-

" اس صورت میں الہام یا وحی سے مراد صرف وہ تاثرات ہوں گے، جو ایک انسان یا رسول کے دل و دماغ میں پیدا ہوتے ہیں، اور جنہیں وہ مروجہ زبان میں نہایت کامیابی و خوش اسلوبی سے ادا

کر دیتا ہے . . . قرآن مجید میں اسرائیلیات کا حصہ کوئی تاریخی حیثیت نہیں رکھتا، اور نہ اسے کلام مجید میں درج ہونے سے صحیح کہا جا سکتا ہے، عہد نبوی میں اس قسم کی روایتیں تورات و انجیل کے حوالے یہود و نصاریٰ کی طرف سے عام طور پر بیان کی جاتی تھیں، اور چونکہ توریت و انجیل کے الہامی ہونے کا غلط خیال پہلے ہی سے قائم تھا، اس لئے رسول اللہؐ نے بھی ان کو محض اعتبار و بصیرت کے لئے بیان کر دیا، اس سے کوئی بحث نہیں کہ وہ صحیح ہے یا غلط" سچائی کا کوئی ذرہ نصیب ہو سکتا ہے۔

مشرکین کا تو دعویٰ ہی یہ تھا کہ قرآن خدا کا کلام نہیں، اور نہ اس کو فرشتہ لاتا ہے، بلکہ محمدؐ اپنے جی سے گھڑ کر اور پرانے قصوں (اساطیر الاولین) کو سنکر بنا لیتے ہیں، اور جھوٹ خدا کی نسبت کر دیتے ہیں، اب اگر یہی بات ایک نام کا مسلمان کہتا ہے تو اس میں اور ابولہب اور ابوجہل وغیرہ میں فرق کیا ہے؟ قرآن مجید نے ان کے اسی اعتراض کو افترا علی اللہ (خدا پر جھوٹ باندھنا) کہہ کر ادا کیا ہے، اور اس کی جا بجا تردید کی ہے، کفار کہتے تھے :-

ان ھو الا رجل افتریٰ	محمدؐ ایک ایسا شخص ہے جو خدا
علی اللہ کذبا (مومنون)	پر جھوٹ باندھتا ہے۔
ام یقولون افتریٰ علی اللہ	کیا یہ کافر کہتے ہیں کہ پیغمبر نے
کذباً (شوریٰ)	خدا پر جھوٹ باندھا ہے۔

اس کے جواب میں خدا فرماتا ہے اے پیغمبر!

قل ان افتریتہ فعلیّ	کہہ دے اگر میں نے اس قرآن کو
اجرامی (ھود ۳)	خدا پر جھوٹ باندھا ہے تو اس

کا گناہ مجھ پر ہے۔

قل ان افتریتہ فلا تملکون	کہہ دے کہ اگر میں نے اس قرآن
لی من اللہ شیئا	کو خدا پر جھوٹ باندھا ہے
(احقاف)	تو تم اللہ کی طرف سے میرے واسطے

مالک نہیں۔

سورۃ انعام میں ہے :-

ومن اظلم ممن افتریٰ	اور اس سے بڑھ کر کون ظالم
علی اللہ کذباً او قال اوحی	ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھتا
الیّ ولم یوح الیہ شیٔ	ہے، اور جو کہتا ہے کہ مجھ پر وحی
(انعام - ۱۱)	بھیجی گئی ہے، حالانکہ اس پر

[1] یعنی یہ کہے کہ خدا نے مجھ پر کتاب اتاری، حالانکہ خدا نے نہیں اتاری، بلکہ خود گھڑ کر بنائی ہے، جیسا کہ مدیر نگار کا افترا نہ زعم باطل ہے۔

کوئی وحی نہیں آئی۔

کیا عجیب بات ہے کہ قرآن پاک تو اس افترا کی نفی کرتا ہے اور نام کا مسلمان اس کو رسولؐ کے لئے ثابت کرنے کی جرأت کرتا ہے، کفار کے اس دعوائے افترا علی اللہ کے جواب میں بے شمار آیتیں ہیں جن کا یہاں نقل کرنا بھی مشکل ہے۔

قرآن پاک میں لفظ وحی آسمان و زمین اور بعض جانوروں اور دوسرے غیر نبی انسانوں کی شان میں بھی آیا ہے۔ اس سے اس غلط نگار نے یہ نتیجہ نکالا ہے:۔

"وحی کے لغوی معنی اشارہ سریع یا انہام بالسرعۃ کے ہیں، اردو میں اس کا صحیح مفہوم "برمحل سوجھ بوجھ" کے فقرہ سے ظاہر کیا جا سکتا ہے ظاہر ہے کہ یہ قوت کسب و اکتساب سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ فطرتی ودیعت ہے، اس سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وحی "خدا کی دین" اور نتیجہ ہے اس ذہنی قوت کا جو فطرۃً انسان میں ودیعت کی گئی ہے، اور چونکہ یہ قوت انبیاء میں زیادہ پائی جاتی تھی اور ان کا ہر قول و فعل صرف نوع انسانی کی خدمت کے لئے ہوتا تھا، اس لئے یہ کہنا نادرست نہیں کہ ان کی ہر بات وحی کا نتیجہ تھی، اور ان کے منہ سے جو کچھ نکلتا تھا وہ اسی اشارہ خداوندی کے ماتحت ہوتا تھا۔ (جولائی صفحہ ۵۹)

کیا ان سطروں میں جو کچھ کہا گیا ہے، وہ وہی ہے۔ جو گذشتہ پرچہ میں بڑے عالمانہ ناز و تبختر سے اس کے قلم سے نکلا تھا، ذرا اس "عذر گناہ" کو اصل گناہ سے ملا کر دیکھئے کہ مسلمانوں کی گرفت سے گھبرا کر کہاں سے کہاں پہنچا ہے۔ اس کا اصل دعویٰ تو یہ تھا۔

"کلام مجید کو نہ میں کلام خداوندی سمجھتا ہوں، نہ الہام ربانی، بلکہ انسان کا کلام جانتا ہوں، اس صورت میں الہام یا وحی سے مراد وہ تاثرات ہوں گے، جو ایک انسان یا رسول کے دل و دماغ میں پیدا ہوتے ہیں، اور جنہیں وہ مروجہ زبان میں نہایت کامیابی سے ادا کر دیتا ہے"

آپ نے دیکھا پہلے اس نے وحی و الہام کے معنی انسانی تاثرات کے بتائے تھے، اور اب ترقی کر کے قرآن پاک کی ان آیتوں سے جن میں وحی کا لفظ ایک خاص معنی میں استعمال ہوا ہے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وحی کے معنی "برمحل سوجھ بوجھ" کے ہیں، حالانکہ ان دونوں کے درمیان آسمان و زمین کا فرق ہے، تاثرات غور و فکر کے بغیر واقعات کے انفعالی نتائج کا نام ہے، جو شاعر کے کام کی چیز ہے، اور جس کی قرآن نے اپنے سے نفی کی ہے، ماھو بقول شاعر یعنی قرآن شاعر کا کلام نہیں، یا یوں کہئے کہ تاثرات شاعرانہ کا نتیجہ نہیں اور "سمجھ بوجھ" انسانی غور و فکر کا ارادی نتیجہ ہے، اگر قرآن پاک سمجھ بوجھ اور انسانی غور و فکر کا ارادی نتیجہ ہوتا تو اس کی نسبت خدا کی طرف کر کے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کیا اسی افترا علی اللہ کے مرتکب نہیں ہوئے جس کا الزام کفار آپ پر لگاتے تھے۔

بہر حال اپنے مضمون کی دوسری منزل میں مدعی نے یہاں تک تو ترقی کی، کہ کسی نہ کسی معنی میں وہ قرآن پاک کو وحی و الہام ماننے پر اتر آیا، اور جس کے قلم سے ایک مہینہ پہلے یہ نکلا تھا کہ:۔

"کلام مجید کو نہ میں کلام خداوندی سمجھتا ہوں اور نہ الہام ربانی"

اس کے قلم سے ایک ہی مہینہ کے بعد یہ نکلا:۔

"اس لئے یہ کہنا درست نہیں، کہ ان کی ہر بات وحی کا نتیجہ تھی، اور ان کے منہ سے جو کچھ نکلتا تھا وہ اسی اشارہ خداوندی کے ماتحت ہوتا تھا"

(جولائی صفحہ ۵۹)

اشارہ خداوندی کے ماتحت جو چیز ہے کیا وہ غلط ہو سکتی ہے،

آگے چلئے اگست کے پرچہ میں کسی صاحب نے پوچھا کہ جب قرآن پاک انسانی کلام ہے تو اس کے دعوی اعجاز کے پھر کیا معنی ہوں گے، اس سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"یہ درست ہے کہ قرآن میں یہ بھی کہا گیا ہے، کہ رسول اللہؐ نے قرآن نہیں بنایا ام یقولون افتراہ) لیکن اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ رسول نے جو کچھ کہا ہے، وہ ہوائی باتیں نہیں، ما ینطق عن الھوی بلکہ وہ نتیجہ ہے اس وحی یا اس تائید غیبی کا جو ذہنی بلندی کی صورت میں رسول اللہؐ کی فطرت میں خدا کی طرف سے ودیعت کی گئی ہے" (صفحہ ۶۳)

لیجئے اب تو معاملہ یہاں تک آ گیا، کہ اس نے جس کے قلم سے یہ نکلا تھا کہ میں قرآن کو الہام خداوندی نہیں سمجھتا، اس نے برمحل سوجھ بوجھ سے ترقی کر کے وحی یا تائید غیبی کی منزل

تک رسائی حاصل کرلی، یہ غیب کی تائید اور غیب کی قوت کیا چیز ہے، کیا خدا ہی کی تعبیر نہیں، معاملہ آگے بڑھتا ہے، مولوی عبد الماجد صاحب کے جواب میں اُسی مہینہ کے پرچہ میں صفحہ پر اس کو یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑا :-

"میں کہتا ہوں کہ خدا "نطق وکلام" کی اُس صفت سے مبرا ہے، جو تمام انسانوں میں پائی جاتی ہے، اور قرآن مجید کو اس معنی میں خدا کا کلام کہنا خدا کی توہین ہے، اور یہ تصور وحدانیت کے سراسر منافی ہے"

کاش اس نے یہی کہا ہوتا، یہ کون نہیں کہتا کہ خدا نطق وکلام کی اُس صفت سے مبرا ہے، جو تمام انسانوں میں پائی جاتی ہے، اور قرآن مجید کو کلام خدا کہنا ان معنوں میں نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کلام کے ساتھ "نطق" کا لفظ اس منزل میں پہنچ کر کہاں سے شامل ہوگیا، نطق کا لفظ تو اب تک کہیں نہیں آیا ہے، اور نہ اس کا کسی کو دعویٰ ہے،

لیکن اسی کے ساتھ یہ رائے باطل بھی ہے :-

"میں کہتا ہوں کہ رسول کی عظمت اسی میں ہے کہ قرآن کو اشارہ خداوندی کے ماتحت رسول کے ذہن و دماغ کا نتیجہ سمجھا جائے" (صفحہ ۲۳)

"اشارہ خداوندی" جب مسلم ہے، اور یہ کوئی موثر چیز بھی ہے تو پھر رسول کے ذہن و دماغ کا کارنامہ کہاں رہا۔ مدعی اگر واقعی رسول کی عظمت کے لئے بے چین ہے تو رسول کی اس عظمت کے لئے وہ کیوں بے چین نہیں، کہ اس کو اس دعوے میں کہ جو کچھ وہ پیش کرتا ہے، وہ حرف بحرف اللہ تعالیٰ کا فرمودہ ہے، صادق اور راست باز یقین کرے، اور اس کو اس کے اس دعوی میں مفتری وکاذب نہ ٹھہرائے،

تاہم اس مقام پر اتنی ترقی اور ہوئی، کہ گویا وہ شخص جس نے یہ اعلان کیا تھا کہ میں قرآن کو خدا کا کلام نہیں مانتا اب یہ کہنے لگا کہ :-

"میں نے جون میں "آتش نمرود" پر بحث کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا کہ قرآن مجید اس معنی میں کلام ربانی نہیں ہے، جو عام طور پر سمجھے جاتے ہیں، (صفحہ ۵)

جون کے الفاظ اور اب اگست میں اس بیان کے الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے، کیا یہ ایک ہی شخص کے غیر متبدل عقیدہ کی تصریح ہے، بہرحال اس اگست کے عقیدہ سے معلوم ہوا کہ ہمارا مدعی اب کسی نہ کسی نوع میں قرآن مجید کو کلام ربانی ماننے کے لئے آمادہ ہے۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے

اب تمبر کا نمبر آتا ہے، اس میں کوئی طالب صفوی صاحب آتے ہیں رغنیمت ہے کہ "تمر زمانی" نہیں[1]) اس مضمون میں ایک عجیب غریب حدیث کا حوالہ ہے، جس کا صحاح میں تو پتہ نہیں، بہرحال جو کچھ بھی کہا ہے، اس سے مدعی اپنا اتفاق ان الفاظ میں ظاہر کرتا ہے :-

"وہ بعض متکلمین کی طرح قرآن کے مضمون و معانی کو اصل قرآن قرار دیتے ہیں، اور الفاظ کو حادث سمجھ کر رسول اللہ صلعم سے منسوب کرتے ہیں، بالکل یہی خیال میرا ہے" (صفحہ ۵۹)

بہت مناسب! آگے وہ صاحب قلم جو قصص قرآنی کو یہود و نصاریٰ کی سنی سنائی باتوں سے ماخوذ بتا رہا تھا، اب یہ کہتا ہے کہ

"اب رہا قصص قرآنی کا مسئلہ سو میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ ان کا تعلق وحی والہام سے نہیں ہے لیکن ضرور کہتا ہوں کہ ان کو تاریخی اہمیت نہیں دینی چاہیئے، بلکہ ان کی اس روایتی اہمیت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے جس کا تعلق درس، اعتبار و بصیرت سے ہے" (اگست صفحہ ۵۹)

کیا ان سطروں کا لکھنے والا اپنے قول میں صادق ہے؟ کیا اس نے یہ نہیں لکھا تھا :-

"کلام مجید کو نہ میں کلام خداوندی سمجھتا ہوں نہ الہام ربانی، بلکہ انسان کا کلام جانتا ہوں ...... کلام مجید میں اسرائیلیات کا حصہ کوئی تاریخی حیثیت نہیں رکھتا، اور نہ اُسے کلام مجید میں درج ہونے سے صحیح کہا جا سکتا ہے، عہد نبوی میں اس قسم کی روایتیں تورات و انجیل کے حوالہ سے یہود و نصاریٰ کی طرف سے عام طور پر بیان کی جاتی تھیں، اور چونکہ توریت و انجیل کے الہامی ہونے کا غلط خیال پہلے ہی سے قائم تھا، اس لئے رسول اللہ صلعم نے بھی انکو محض اعتبار و بصیرت کیلئے بیان کردیا"

[1] کہتے ہیں کہ پہلے نقاد آگرہ میں مدیر نگار اس شکل میں ظاہر ہوتے تھے

جب مدعی کے نزدیک پہلے قرآن کا تعلق وحی و الہام سے نہیں تھا، تو اس کے قصص کے حصہ کا بھی ظاہر ہے، کہ وحی و الہام سے کیونکر تعلق ہو سکتا ہے، کیا فاضل مدعی کا خیال اس تضاد بیان کی طرف منتقل ہوا؟ آخر اس "عدم حافظہ" کی وجہ کیا؟

پھر اس نمبر میں اس سے چند صفحے آگے جلسہ کے سوال میں پروفیسر نواب علی صاحب کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"میرے ان کے درمیان کلام اللہ کے عقیدہ میں بظاہر بہت کم اختلاف ہے، میں بھی قرآن مجید کو وحی و الہام کا نتیجہ سمجھتا ہوں لیکن صرف مطالب قرآن کی حد تک، اور ہر چند الفاظ قرآنی انسانی کلام ہیں، لیکن چونکہ وہ نتیجہ ہیں ایک مخصوص وجدان کا، اس لئے لفظی حیثیت سے بھی ان کا مرتبہ بہت بلند سمجھتا ہوں"

اس میں شک نہیں کہ قرآن میں جو قصص بیان کئے گئے ہیں، وہ اسرائیلیات سے مختلف ہیں لیکن بحیثیت مجموعی ان کو صحیح باور کرنے میں ہمیں عقل کو نظر انداز کرنا ضروری ہو جاتا ہے، اور یہی پہلو ہمیشہ میری نگاہ میں کھٹکتا ہے۔

وہ شخص جو چند ماہ پہلے کلام مجید کو نہ کلام الٰہی مانتا تھا نہ الہام خداوندی، وہ یہاں تک تو خدا خدا کر کے پہنچا کہ معانی و مطالب کی حد تک وہ اس کو وحی و الہام کا نتیجہ سمجھنے لگا، ہر چند کہ الفاظ میں اس کو شک ہے۔

تاہم وہی قصص قرآنی جن کی نسبت اسی پرچہ میں ابھی چند صفحے پہلے یہ کہہ چکا ہے:

اب رہا قصص قرآنی کا مسئلہ سو میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ ان کا تعلق وحی و الہام سے نہیں۔ صفحہ ۵۹

اب چند صفحوں کے بعد ان کی صحت اس کو پھر کھٹکنے لگی، اچھا تو کیا اب مدعی یہ کہتا ہے کہ قصص قرآنی کا تعلق وحی و الہام سے ہے؟ اگر یہ کہتا ہے تو پھر وحی و الہام کی باتوں میں اس کو شک کیوں ہے؟ اور پھر ان قصص کو یہود و نصاریٰ کے مسموعات سے ماخوذ دو ماہ پہلے کیوں بتا رہا تھا۔

بہرحال اب جب مدعی نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ وہ قرآن پاک کو معانی و مطالب کی حد تک وحی و الہام سمجھتا ہے، تو کیا ان معانی و مطالب میں قصص قرآنی بھی داخل ہیں یا نہیں؟ اگر داخل ہیں تو پھر وہ بھی وحی و الہام کی اطلاع کا نتیجہ ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ آیا قرآن کا دعویٰ منزل من اللہ ہونے کا مع اپنے الفاظ اور زبان کے ہے، یا صرف معانی و مطالب کی حد تک؟ اس بارہ میں قرآن پاک کے یہ الفاظ غور کے قابل ہیں

ارشاد خداوندی ہے:۔

انا انزلناہ قرانا عربیا (یوسف)	ہم نے اس کو عربی قرآن بنا کر اتارا،
وکذلک انزلناہ حکما عربیا (رعد ۵)	اور اسی طرح ہم نے اس کو عربی زبان میں حکم بنا کر اتارا۔
وکذلک انزلناہ قرانا عربیا (طہٰ)	اور اسی طرح ہم نے اس کو عربی قرآن بنا کر اتارا۔
انا جعلنہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون (زخرف)	بیشک ہم نے اس کو عربی قرآن بنایا تاکہ تم سمجھو،
وکذلک اوحینا الیک قرآنا عربیا (شوریٰ)	اور اسی طرح ہم نے عربی زبان میں قرآن تم پر اتارا۔

ان تمام آیتوں میں غور کیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک کو عربی زبان میں نازل فرمانے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور کسی زبان میں کوئی چیز ہو نہیں سکتی، جب تک اس کلام کے الفاظ خود اس زبان کے نہ ہوں، اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس کے تمام الفاظ بھی اللہ کی طرف سے وحی اور نازل ہیں۔ اس باب میں اب ایک آخری آیت پیش ہے، جو اس مسئلہ کے لئے قطعی فیصلہ کن ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:۔

وانہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین ۔ بلسان عربی مبین (شعراء-۱۱)	اور یہ قرآن پروردگار عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے، اس کو لے کر روح الامین تیرے دل کے اوپر اترا ہے۔ تاکہ تو ہو ڈر سنانے والوں میں سے بیان کرنے والی عربی زبان میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کو خدا نے اتارا ہے، روح الامین اس کو لے کر قلب نبوی پر اترا اور فصیح و بلیغ عربی زبان میں۔

یہ تو قرآن پاک کی آیتوں سے استشہاد تھا، لیکن چونکہ ہمارے مدعی کو "عقل" بہت پسند ہے، اور اسی سے مذہبیات میں بہت ڈرتا ہے، اس لئے اس سے یہ سوال دلچسپ ہوگا کہ کیا اس نے یہ غور کیا ہے، کہ مرتبہ علمیہ یا کلام فی النفس کے علاوہ جس کو کلام نفسی کہتے ہیں، معانی و مطالب جب ذہن انسانی میں خطور کریں گے، تو کیا وہ الفاظ کے لباس کے بغیر عریاں خیال میں

بھی آسکتے ہیں، کیا یہ صحیح نہیں کہ جس طرح مادیات شکل و صورت کے بغیر ظہور پذیر نہیں ہو سکتے، اسی طرح معنویات الفاظ پر دہ کے بغیر ظہور نہیں کر سکتے۔

یاد ہوگا کہ مدعی نے یہ سارا جھگڑا اس لئے مول لیا تھا کہ کسی صالح حسین مراد آبادی نے جو غالباً فرضی نام ہے، حضرت ابراہیمؑ کے آگ میں جلائے جانے کے قصے کی بابت یہ سوال کیا تھا کہ جب یہ قصہ قرآن پاک میں ہے تو ہم کو اس کی واقعیت پر یقین لانا چاہیئے، اس کے جواب میں مدعی نے یہ کہا کہ قرآن پاک نہ کلام الٰہی ہے نہ الہام ربانی اور نہ اس قصہ کے درج قرآن ہونے سے اس کی صداقت لازم آتی ہے، کیونکہ رسول اللہؐ نے توراۃ و انجیل کے قصوں کو سنکر اور ان کو الہامی سمجھ کر درج قرآن کر دیا ہے۔

اب جبکہ مدعی معانی و مطالب کی حد تک قرآن پاک کو وحی و الہام مان چکا ہے، تو یہ قصہ بھی جن لفظوں میں قرآن پاک میں ہے، وہ مطلب و معنی ہی کی حد تک سہی الہامی ٹھہرا اور جب الہامی ہوا تو پھر اس کی تصدیق سے اب کیونکر چارہ ہے؟ کیونکہ ظاہر ہے کہ واقعیت و عدم واقعیت کا تعلق مطالب و معانی سے ہے، نہ کہ الفاظ و عبارات سے، تو جب قرآن پاک مطالب و معانی کی حد تک وحی و الہام اور قوت غیبی کا نتیجہ ہوا تو اب اس منزل میں اس نہینہ پہنچ کر قرآن پاک کا ہر واقعہ مطلب و معنی کی حد تک یقینی، قطعی، ریب و شک سے بالاتر، اور اس کا ذریعہ علم وحی الٰہی، تنزیل ربانی، فرمودہ خداوندی، انسانی سمجھ بوجھ سے بری، اور مسموعات انسانی سے پاک و منزہ قرار پا گیا یا نہیں اور اگر نہیں تو مدعی کتنی ہی تاویلوں کے پردے ڈالے وہ اب بھی ایمان بالقرآن سے محروم ہے۔

مدعی نے ستمبر میں لکھا ہے کہ چند علماء ان کی تائید میں ہیں، جو الفاظ قرآنی کو محمد رسول اللہ صلعم کی تالیف بتاتے ہیں کیا مہربانی کر کے ان علماء کی تصنیفات کے حوالوں سے مطلع کیا جائیگا کیا وہ بھی صالح حسین مرادآبادی کی طرح کی ہستیاں تو نہیں ہیں؟

بہرحال اب ہماری درخواست ہے کہ مدعی جس منزل تک اس مہینہ میں پہنچ چکا ہے۔ اب آیندہ اس میں آگے کو اپنی ترقی وہ جاری رکھے یا نہیں، مگر خدا کے لئے وہ اب پیچھے نہ ہٹے، اور وہاں نہ پہنچ جائے جہاں وہ جون ۱۹۴۰ء میں تھا۔

وحی کے اقسام

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ یہ مدعی دلائل کی گرفت سے گھبرا کر جس منزل پر آگرا ہے، کیا یہاں بھی اس کے لئے پاؤں ٹیکنے کی جگہ ہے؟ اوپر بتلایا گیا ہے کہ مدعی کی غلطی کا منشا جیسا کہ وہ ظاہر کرتا ہے، وہ آیتیں ہیں جن میں جانوروں اور عام انسانوں، بلکہ شیطانوں تک وحی کی نسبت کی گئی ہے، اب ہم ان میں سے ایک ایک قسم کی آیت کو لے کر اس پر بحث کرتے ہیں، اور بتاتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے۔

وحی ربانی کی حقیقت

سب سے پہلے معلوم ہونا چاہیئے کہ وحی ربانی کے یعنی اس وحی کے جو خدا کی طرف سے ہوتی ہے معنی کیا ہیں، سو معلوم ہونا چاہیئے کہ وحی ربانی اس طریقۂ غیبی یا ذریعۂ غیبی کا نام ہے جس کے واسطہ سے انسان کے غور و فکر، کسب و نظر اور تجربہ و استدلال کے بغیر خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے محض اس کے فضل و عطا سے کوئی علم آتا ہے، اور آیات قرآنی اس پر گواہ ہیں، ہم یہاں پر ان آیتوں کو پیش کرتے ہیں جن میں قصص قرآنی کی نسبت سے وحی کا ذکر ہے۔

حضرت مریمؑ کے قصہ کے بعد ہے:۔

ذٰلك من انباء الغیب	یہ غیب کی خبروں میں سے جس کو
نوحیه الیك (آل عمران ۵)	ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔

حضرت نوحؑ کے قصہ کے بعد ہے:۔

تلك من انباء الغیب	یہ باتیں غیب کی خبروں میں سے
نوحیها الیك ماکنت تعلمها	ہیں ہم ان کو تیری طرف وحی
انت ولا قومك من قبل	کرتے ہیں، نہ تجھ کو اور نہ تیری
ھٰذا (ہود ۴)	قوم کو اس سے پہلے ان کا علم تھا۔

حضرت یوسفؑ کے قصہ کے بعد ہے:۔

ذٰلك من انباء الغیب	یہ غیب کی خبروں میں سے ہے
نوحیه الیك (یوسف ۱۱)	ہم تیری طرف اس کو وحی کرتے ہیں

وحی کی حقیقت کی جو تشریح مدعی نے اب تک کی ہے، وہ یہ ہے: "برمحل سوجھ بوجھ، نفسانی تاثر اور وجدان" ہر شخص سے جس میں عقل کا کوئی ذرہ ہے، یہ سوال ہے کہ دنیا کے تاریخی واقعات کا علم کسی شخص میں برمحل سوجھ بوجھ، نفسانی تاثر اور وجدان سے پیدا ہو سکتا ہے؟ یہ تو جب ہی معلوم ہو سکتے ہیں کہ یا تو وہ کسی سے سنے جائیں، یا کسی کتاب میں پڑھے جائیں، قرآن پاک نے ان دونوں طریقوں کی نفی کر دی ہے

ے اگر حقیقت میں مرادآباد میں کوئی صاحب اس نام کے ہیں جنہوں نے مدینہ نگار سے سوال کیا تھا تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے نام و نشان کو ظاہر کریں۔

اور یہاں پر ظاہر بھی کر دیا ہے کہ ان واقعات کا علم انسانی ذرائع سے نہیں، بلکہ غیب سے بذریعہ وحی ہوا ہے۔

انسانی ذریعۂ علم کے ان دونوں طریقوں کی نفی قرآن پاک کی حسب ذیل آیت میں ہے۔

وماکنت تتلوا من قبلہ	اس دعوائے نبوت یا نزول
من کتٰب ولا تخطہ بیمینک	قرآن) سے پہلے نہ تو کوئی کتاب
اذا لارتاب المبطلون	ہی پڑھتا تھا اور نہ اپنے ہاتھ
(عنکبوت ۵)	سے لکھتا تھا، ایسا ہوتا تو ان

باطل پرستوں کے لئے شبہ کی کوئی گنجائش بھی نکلتی۔

اب رہا یہود ونصاریٰ سے سنکر ان واقعات کا علم تو دوست ودشمن سب کو معلوم ہے کہ مکہ کی زندگی میں یہود ونصاریٰ سے آپ کی صحبت کسی طرح ثابت نہیں، اور نہ مکہ معظمہ میں ان کی آبادی تھی لے دے کر ایک بحیرا راہب کا افسانہ عیسائیوں کے پاس ہے جس سے جیسا کہ کہا جاتا ہے، سفر شام میں اپنے چچا کے ساتھ آپ کی ملاقات چند منٹ کے لئے ہوئی تھی، اور جس نے آپ کو دیکھ کر آپ کے چچا کو بھتیجے کی پیغمبری کی خوشخبری سنائی تھی، اگر دس بارہ برس کا یہ بچہ ان چند لمحوں کی ملاقات میں ایک شخص سے وہ سب کچھ سن سکا، اور ان کو سمجھ سکا، جو قرآن پاک کی دو دفتیوں کے درمیان ہے، تو یہ مافوق بشری طاقت بجائے خود آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

بہرحال اب عیسائی مناظرین سے معلومات حاصل کر کے ور مسلمان نیاز" بتائیں کہ آں حضرت صلعم نے کن یہودیوں اور عیسائیوں سے کہاں اور کب قصص قرآنی کے یہ معلومات حاصل کئے (نعوذ باللہ تعالےٰ)

وحی کے معنی کی تعیین کے بعد جو کہ غیبی تعلیم کا نام ہے، آیئے وحی کے بعض اقسام پر غور کریں۔

مدعی نے قرآن پاک کی ان اکثر آیتوں کو یکجا کر کے جن میں وحی کا لفظ ہے، یہ نتیجہ نکالا ہے کہ "وحی کے معنی ہیں" برمحل سوجھ بوجھ" اور یہ نتیجہ ہے اس ذہنی قوت کا جو فطرۃً انسان میں ودیعت رکھی گئی ہے۔" (جولائی صفحہ ۵۹)

اب آیئے دیکھیں کہ وحی کے یہ معنی کہاں کہاں صادق آتے ہیں، اس سلسلہ میں مدعی نے یہ خوب لکھا ہے:۔

"سب سے پہلی غلطی جو وحی کا مفہوم متعین کرنے میں روا رکھی گئی ہے، یہ ہے کہ وحی کو انبیاء ورسل کے لئے مخصوص سمجھ لیا گیا ہے، حالانکہ یہ حقیقت نہیں، غیر انبیاء بلکہ حیوانات وجمادات پر بھی وحی کا نازل ہونا قرآن سے ثابت ہے" (جولائی صفحہ ۵۹)

اے کاش یہ معلوم ہوتا کہ یہ غلطی کس نے روا رکھی ہے؛ کیا علماء اسلام میں سے کسی نے یہ کہا ہے کہ وحی بمعنی عام صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے، جس اختصاص کا ان کو دعویٰ ہے وہ اس قسم کی وحی کے متعلق ہے جو صرف انبیاء علیہم السلام کیلئے مخصوص ہے۔

قرآن پاک کی آیتوں سے یہ صاف ظاہر ہے کہ از روئے قرآن وحی کی تین قسمیں ہیں، وحی نوعی یا فطری، وحی شخصی یا جزئی اور وحی نبوی، اور تینوں کے الگ صفات اور لوازم ہیں، سب سے پہلے وحی نوعی یا فطری کو لیجئے جس سے مدعی کو سب سے زیادہ مغالطہ پیش آیا ہے یا مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔

وحی نوعی یا فطری

یہ وہ وحی ہے جو آسمان وزمین اور جانور اور جمادات بلکہ ہر نوع مخلوق کو ملی ہے اور جس کو اہل علم اصطلاح میں جبلت، یا بعض لوگ تسامح کر کے فطرت کے احکام نوعی کہہ دیتے ہیں۔ اس وحی کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس نوع کے تمام افراد کو یکساں ملتی ہے، مثلاً جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ پرندوں کے بچوں کا اڑنا، آبی جانوروں کا تیرنا، جانوروں کا چرنا اور چگنا، انسان کے بچوں کا دودھ پینا، بلی کے بچوں کا شکار کرنا، شہد کی مکھیوں کا پھولوں اور پھلوں کا رس چوسنا، اور اونچے اونچے درختوں اور پہاڑوں میں چھتے بنانا، اور شہد پیدا کرنا، یہ سب ان کے احکام نوعی کا اقتضا ہے، جو اول پیدائش میں قدرت نے ان کی طبیعتوں میں وحی کر دیا، جس کے ماننے پر وہ مجبور ہیں، اور جو عجائب قدرت میں ہیں، اور جن کو دیکھ کر عادی ہو جانے کی بنا پر آپ ان کو احکام فطرت کہتے ہیں، اور شوق سے کہئے، مگر یہ سمجھئے کہ احکام فطرت خود نہیں پیدا ہوتے ہیں، بلکہ خالق فطرت کے وہ وحی واحکام ہیں، جو ان کی نوع کی پیدائش کے پہلے ہی دن سے ان کو دے دیئے گئے ہیں۔

اس معنی کو پیش نظر رکھ کر اس آیت کو پڑھئے جو ہمارے مدعی کے لئے غلطی کا سرچشمہ بن گئی ہے۔

واوحی ربک الی النحل ان	اور تیرے رب نے شہد کی مکھی
اتخذی من الجبال بیوتاً	کو وحی کی کہ تو پہاڑوں، درختوں
ومن الشجر ومما یعرشون	اور چھتوں میں اپنے لئے گھر بنا
ثم کلی من کل الثمرات	پھر ہر قسم کے میووں سے کھا
فاسلکی سبل ربک ذللا	سو اپنے پروردگار کے (بقرہ)

یخرج من بطونها شراب — راستوں میں تابعدار ہو کر
مختلف الوانہ فیہ شفاءٌ — چل، اس کے پیٹ سے پینے کی
للناس ان فی ذلک لاٰیۃ — چیز، مختلف رنگوں کی جس میں
لقوم یتفکرون (نحل) — انسانوں کے لئے شفا ہے کچھ شک نہیں

ہے، اس واقعہ میں سوچنے والوں کے لئے (اللہ کی) نشانی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالے نے اپنے اس فطری حکم کو وحی کے لفظ سے ادا فرمایا ہے، جس کی تابعداری شہد کی مکھی کے ہر فرد پر واجب ہے، یہ شہد کی مکھی پر علم نوعی ہے، جس کو خدا نے آغاز خلقت ہی میں اس پر واجب ٹھہرا دیا ہے جس سے نافرمانی شہد کی مکھیوں کے بس کی بات نہیں، لیکن یہ علم شہد کی مکھی کو "برمحل سوجھ بوجھ" "نفسانی تاثرات" یا غور و فکر اور تجربہ و استدلال سے حاصل نہیں ہوا ہے۔

انسانوں میں پیدائش کے آغاز ہی میں نیکی و بدی خیر و شر فجور اور تقویٰ دونوں کی صلاحیتیں خالق فطرت کی طرف سے ودیعت رکھدی گئی ہیں، اور یہ وہ حکم ہے جو اول روز ان کو ہو چکا، اس لئے خدا نے اس کو بنا الہام فرمایا ہے۔

فالهمها فجورها وتقوٰها (شمس) — پھر ہر ایک کے جی میں ڈال دیا اس کی بدکاری، اور اسکی پرہیزگاری

دیکھئے کہ انسان کے اس حصول استعداد میں "برمحل سوجھ بوجھ" اور غور و فکر اور تجربہ و استدلال کو کوئی دخل نہیں،

آگے چلئے اللہ تعالے کی یہ وحی بے جانوں کو بھی پہنچی ہے زمین کو وحی ہے کہ اس کی پیٹھ پر قیامت تک جو کچھ ہوگا، وہ اپنی زبان قال یا زبان حال سے اس کا سارا افسانہ ایک دن دہرائے

۱ یومئذ تحدث اخبارها — اس دن زمین اپنے سب احوال
بان ربك اوحی لها — بتائے گی کیونکہ اس کے پروردگار
(زلزال) — نے اس کو وحی کر دیا۔

اب اسی حکم ازلی کے مطابق ہر آسمان اپنے کام کو انجام دے رہا ہے، اس میں آسمان کے "برمحل سوجھ بوجھ" "نفسانی تاثرات" غور و فکر اور تجربہ و استدلال کا کوئی محل نہیں،

وحی شخصی یا جزئی وحی کی دوسری قسم وہ ہے جو خواص امت کو اور وہ بھی از روئے قرآن انبیا علیہم السلام ہی کے سلسلہ میں ملی ہے، اور اس کا دوسرا اصطلاحی نام القاء، الہام (اصطلاحی معنوں میں) اور محدثیت اور مکلمیت ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو وحی ہوئی کہ بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو اور تم باطمینان رہو، دشمن اس کو ضرر نہیں پہنچا سکیں گے، اور ایک دن میں اس کو پیغمبر بناؤنگا فرمایا:۔

واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان — اور ہم نے موسیٰؑ کی ماں کی طرف
ارضعیہ، فاذا خفت علیہ — وحی کی کہ اس بچہ کو دودھ پلائے
فالقیہ فی الیم ولا تخافی — جا، پھر جب تجھ کو اس بچہ پر ڈر
ولا تحزنی انا رادوہ الیك — لگے، تو اس کو تو دریا میں ڈال
وجاعلوہ من المرسلین — دے، اور خوف نہ کھا، غم نہ کر
(قصص ۱) — ہم اس کو پھر تیری طرف لوٹا کر

لے آئیں گے اور ہم اس کو پیغمبر بنانے والے ہیں۔

ہم تھوڑی دیر کے لئے مان لیتے ہیں کہ یہاں حضرت موسیٰ کی ماں کی وحی، ان کی "برمحل سوجھ بوجھ" تھی، لیکن کیا برمحل سوجھ بوجھ سے یہ بھی اپنے بچہ کے متعلق ان کو معلوم ہو سکتا تھا کہ یہ لڑکا دریا میں ڈوب نہیں جائے گا، اور پھر میرے پاس آجائے گا، اور ایک دن پیغمبر ہوگا، یہ غیب کی خبر تو غیب کی اطلاع ہی سے معلوم ہو سکتی تھی، اس لئے یہ "برمحل سوجھ بوجھ" یا "نفسانی تاثرات" یہاں بھی وحی کا ترجمان نہیں، یہاں مقصود وحی کی وہ قسم ہے جس کو اصطلاح میں الہام کہتے ہیں خواہ وہ رویائے حق کے ذریعہ سے ہو، یا بیداری میں القاء فی القلب کی صورت میں ہو، یا دوسری شکل میں ہو،

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا الہام حواریوں کو ہوا، ارشاد ہے:۔

واذ اوحیت الی الحواریین — اور جب میں نے حواریوں کی
ان اٰمنوا بی وبرسولی — طرف وحی بھیجی کہ مجھ پر اور میرے
قالوا اٰمنا واشہد باننا — رسول پر ایمان لے آؤ، انہوں
مسلمون۔ (مائدہ ۱۵) — نے کہا ہم ایمان لائے اور تو

گواہ رہ کہ ہم مسلم و فرماں بردار ہیں۔

یہاں بھی اسی شخصی وحی کا ذکر ہے، جو الہام والقاء یا رویائے حق کی شکل میں حواریوں کو ملی، حدیثوں میں بھی آتا ہے کہ رویائے حقہ نبوت کے بہت سے اجزاء میں سے ایک جز ہے، جو ایک مرد مومن کو عطا ہوتا ہے، یہ بھی آتا ہے کہ منصب نبوت کے بغیر کچھ خواص امت ہیں جو بعض معاملات کے متعلق غیب سے خبر پاتے ہیں، یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔

غرض رویائے حقہ بھی اس قسم میں داخل ہے، شریعت میں بھی اس کا ایک کارنامہ ہے، اور اس کی اعلیٰ قسم یہ ہے کہ ملائکہ

کا تمثل اس کے سامنے ہوتا ہے، اور منادی غیب کی آواز اس کو سنائی دیتی ہے جیسا کہ حضرت مریمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی بیوی اور بعض دوسرے انبیا علیہم السلام کی بیویوں کے تذکروں میں قرآن میں ہے۔ مگر قرآن پاک میں اس وحی کا ذکر صرف انبیاء کے تعلق سے ہے، یعنی ان کی خاطر یہ اطلاع دوسروں کو دی گئی، اس لئے اس کا تعلق کسی خاص جزئی واقعہ سے ہے نہ کہ عموم تبلیغ امت سے۔ اور اسی سے ہم نے اس کا نام وحی قلعی اور وحی جزئی رکھا ہے۔

مگر آپ پھر بھی یہ دیکھ لیں کہ "برمحل سوجھ بوجھ" اور "نفسانی تاثرات" کا یہاں بھی کوسوں پتہ نہیں۔

وحی نبوی

اب آیئے اس وحی نبوی پر غور کریں جو کتاب الہی کے نزول کا ذریعہ ہے کہ اس کی نسبت قرآن کا فیصلہ کیا ہے، ہر چند کہ یہ بحث پہلے نمبر میں گذر چکی ہے مگر اقتضائے مقام کی وجہ سے اس کا اعادہ موزوں ہے قرآن پاک نے وحی نبوی اور کلام الہٰی کے اقسام کا ذکر اس آیت میں کیا ہے۔

وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء (شوریٰ۔ ۵)

اور کسی بشر کی تاب نہیں کہ اللہ اس سے دوبدو کلام کرے لیکن یہ کہ وہ الہام کردے یا پردہ کے پیچھے سے بات کرے، یا کوئی قاصد بھیجے، جو اللہ کے حکم سے اللہ جو چاہتا ہے، اس کا پیام اس کو پہنچا دے۔

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ کلام اللہ پاک نے ان میں سے اپنے نزول اور وحی کی صورت کیا بتائی ہے، چنانچہ قرآن پاک کا دعویٰ ہے،

قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ (بقرہ)

کہہ دے کہ جو جبریل کا دشمن ہے (تو وہ ہوا اس سے قرآن کی صداقت پر حرف نہیں آتا) کیونکہ اس نے (اے محمدؐ) تیرے قلب پر خدا کے حکم سے اس قرآن کو اتارا ہے۔

و انہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک (شعرا)

یہ قرآن سارے جہان کے پروردگار کی طرف سے اترا ہے اس کو روح الامین فرشتہ لے کر تیرے قلب پر اترا۔

قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق (نحل)

(اے رسول ان کے جواب میں) کہہ روح القدس نے تجھ سے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ اس کو اتارا ہے۔

وما ینطق عن الھویٰ ٥ ان ھو الا وحی یوحیٰ ٥ علمہ شدید القویٰ (نجم)

یہ رسول اپنی خواہش سے نہیں بولتا، بلکہ وہ تو وحی ہے، جو اس کو کی جاتی ہے، اس کو بڑی قوت والے نے سکھایا ہے۔

انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تومنون ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون ٥ تنزیل من رب العلمین ٥ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ٥ ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین (حاقہ)

بیشک یہ قرآن ایک بزرگ پیغام رساں کا بولا ہوا ہے، وہ کسی شاعر کا بولا نہیں، تم کم ایمان رکھتے ہو، اور نہ وہ کسی کاہن کا بولا ہے، تم کم نصیحت پکڑتے ہو، پروردگار عالم کا اتارا ہے اور اگر یہ رسول ہم پر (یعنی خدا پر) کچھ باتیں اپنی طرف سے بنا کر گھڑ لے، تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیں، پھر اس کی رگ گردن کو کاٹ دیں، پھر تم میں سے کوئی اس کو بچا نہ سکے۔

ان آیتوں میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی قسم کے باطل خیال لوگوں کی تردید کی گئی ہے، جو پیغمبر کے سامنے بھی گذرے ہیں، جو قرآن پاک کے "نفسانی تاثرات" اور "سمجھ بوجھ" کے ہونے کے قائل تھے، اس لئے فرمایا گیا کہ یہ شاعر کا کلام نہیں، کیونکہ وہ سراسر نفسانی تاثرات کا نتیجہ ہوتا ہے، اور نہ کسی سیانے کاہن کا کلام ہے، جو خوب سمجھ بوجھ کر اپنے کلام کو جوڑ توڑ کر سناتا ہے، بلکہ ایک بزرگ پیغام رساں کی زبان سے ادا ہوا، اور جو پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے، ساتھ ہی یہ دھمکی ہے کہ اگر یہ رسول اپنے نفسانی تاثر اور ذاتی سمجھ بوجھ سے کچھ کلام گھڑ لے تو ہم اس کا ہاتھ پکڑ لیں اور اس کو وہ سزا دیں کہ کوئی اس کو بچا نہ سکے۔

اللہ اکبر جس کلام کی یہ شان ہے، وہ ایک مدعی اسلام کی نظر میں محمد (صلعم) کا نفسانی تاثر اور انسانی سمجھ بوجھ قرار پاتا ہے، العیاذ باللہ

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:-

انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین ٥

بے شبہ یہ ایک بزرگ پیغام رساں کا کلام ہے جو قوت والا ہے، عرش والے خدا کے

وما صاحبکم بمجنون	یہاں ذی مرتبہ ہے، اس کا
ولقد راٰہ بالافق المبین	کہا مانا جاتا ہے، وہاں وہ
وما ھو علی الغیب بضنین	امانت دار ہے، تمہارا یہ رفیق
وما ھو بقول شیطٰن	(یعنی رسول اللہ صلعم) دیوانہ
رجیم (تکویر)	نہیں، اس نے اس پیغام رساں

کو آسمان کے کھلے کنارہ پر دیکھا، وہ غیب کی باتوں کو (جو اس کو بتائی جاتی ہیں) چھپاتا نہیں، اور نہ یہ شیطان راندے گئے کا کلام ہے۔

اس سے زیادہ تصریح کیا چاہیئے، اللہ تعالےٰ نے جبریل کے دل میں اس کو ڈالا، اور جبریل نے محمد رسول اللہ صلعم کے قلب مبارک پر نازل کیا، اور محمد رسول اللہ صلعم نے اپنی زبان فیض ترجمان سے اس کو بندوں تک پہنچایا، نہ یہ وحی فطری و نوعی ہے، ورنہ شہد کی مکھیوں کی طرح نوع انسانی کے تمام افراد اس میں شریک ہوتے، نہ وحی شخصی ہے، ورنہ تمام انسانوں کے لئے قابل تسلیم نہ ہوتی، بلکہ وحی نبوی ہے جو روح القدس کے ذریعہ نبی پر اتری، اور اس کے واسطے سے سب کیلئے واجب العمل ٹھیری۔

وحی شیطانی

اب ایک چیز وحی شیطانی رہ گئی جس کا اس معنی کے سوا کوئی اور قائل نہیں، قرآن پاک میں بطور طنز بے شبہ ایک دو جگہ ہے:-

وکذٰلک جعلنا لکل نبی	اور اسی طرح ہم نے ہر نبی
عدوًا شیٰطین الانس	کے واسطے کچھ دشمن بنائے
والجن یوحی بعضھم الیٰ	انسانوں اور جنوں کے شیطان
بعض زخرف القول غرورًا	ان میں کے بعض، بعض کے
(انعام ۱۴)	اندر ملمع کی ہوئی بات فریب

دینے کے لئے وحی کرتے ہیں۔

آگے چل کر پھر اسی سورہ میں ہے :-

وان الشیٰطین لیوحون	اور شیطان لوگ البتہ وحی
الیٰ اولیاۗئھم لیجادلوکم	کرتے ہیں، اپنے دوستوں
وان اطعتموھم انکم	کی طرف تاکہ وہ تم سے جھگڑیں
لمشرکون (انعام ۱۴)	اور اگر تم نے ان کا کہا مان لیا

تو بیشک تم بھی مشرک ہو۔

جس کو کسی زبان کے ادب کا ذرا بھی ذوق سلیم ہے، وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہاں وحی کا لفظ وسوسہ شیطانی کے لئے بطور طنز کے آیا ہے، اس قسم کے محاورے ہر زبان میں ہیں "ذات شریف" سے کون واقف نہیں، لفظ کتنا خوب صورت اور معنی کتنے کریہ ہیں، غرض اس کے یہ معنی نہیں کہ وحی کی نسبت قرآن نے شیطان کی طرف کی ہے، قرآن نے کئی جگہ یہ کہا ہے۔

فبشرھم بعذاب الیم	ان کافروں کو دردناک عذاب
(آل عمران، توبہ، انشقاق)	کی خوش خبری دے۔

عذاب کی خوش خبری، کیا شیطان کی وحی سے زیادہ عجیب نہیں، قرآن میں کافر دوزخی کو خطاب ہے، کہ اس کو عذاب کے وقت کہا جائے گا۔

ذق، انک انت العزیز الکریم	اس کا مزا چکھ تو تو بڑا غالب
(دخان)	اور عزت والا ہے۔

ایک دوزخی کو معزز، محترم و غالب کا خطاب ظاہر ہے کہ محض طعن و تقریع کے لئے ہے، کیونکہ وہ دنیا میں اپنے کو ایسا ہی سمجھتا تھا۔

بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کے لئے وسوسہ کے بجائے وحی کا لفظ بولنا محض طعن و توبیخ و تقریع کے لئے ہے، نہ کہ واقعہ!

قرآن انسان کی فطری قوت کا نتیجہ نہیں

اب ایک ایسی آیت پیش کی جاتی ہے، جس سے یہ ثابت ہوگا، کہ قرآن پاک کسی ودیعت شدہ فطری انسانی قوت کا نتیجہ نہیں، بلکہ غیب کی طرف سے وقتاً فوقتاً آنے ہوئے سچے خدائی پیغاموں کا نام ہے، ارشاد ہے :-

وکذٰلک انزلناہ قراٰنًا	اور اسی طرح ہم نے اس کتاب
عربیًا وصرفنا فیہ من	کو عربی قرآن کر کے اتارا، اور
الوعید لعلھم یتقون	اس میں طرح طرح کے ڈر کی
او یحدث لھم ذکرًا فتعٰلی	باتیں بیان کیں، تاکہ وہ پرہیزگار
اللہ الملک الحق ولا تعجل	ہوں یا ان کے لئے یاد پیدا
بالقراٰن من قبل ان	کرے تو بلند رتبہ ہے وہ بادشاہ
یقضیٰ الیک وحیہ وقل	برحق اور جلدی مت کر قرآن
رب زدنی علمًا (طہ ۶)	میں اس سے پہلے کہ اس کی وحی

تیری طرف پوری کر دی جایا کرے، اور کہہ اے میرے پروردگار، اور زیادہ دے مجھ کو علم۔

لفظ قرآنًا عربیًا یہاں بھی اور دوسری آیتوں میں بھی حال ہے جس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی عربیت خدا تعالےٰ کی طرف منسوب ہے، جس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ قرآن کے الفاظ بھی خدائے پاک کے ہیں۔

دوسری بات جو اس موقع کے مطابق ہے، یہ ہے کہ اس آیت میں رسول کو یہ حکم ہے کہ نزول قرآن کے وقت جلدی نہ کیجئے، جب تک اس کی وحی پوری نہ کر دی جایا کرے، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی وحی، وہ وحی فطری نہیں جو طبیعت انسانی میں ودیعت دائمی ہوتی ہے، بلکہ وہ وحی نبوی ہے جو وقتاً فوقتاً خدا کی طرف سے آتی رہی۔

کلامی مباحث | باقی مدعی نے جو کلامی مباحث چھیڑے ہیں، اور جن خطرناک علمی خدشوں میں وہ گرفتار رہے، ان کا جواب نہ اپنے اپنے اصول پر البیان نے مختصراً اور الفرقان نے مفصل دے دیا ہے، جو امید ہے کہ تشفی بخش ثابت ہوگا۔ اس سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ قرآن کی نسبت قولی خدا کی طرف رسول کی طرف اور عام انسانوں کی طرف کن کن معنوں میں ہوتی ہے۔

جعلی کاغذی سکہ | مدیر نگار کی خدمت میں آخری گذارش یہ ہے کہ دنیا بہت آگے نکل چکی ہے، علم بہت کچھ پھیل چکا ہے، ان کو تجربہ ہو چکا ہے کہ کاغذ کا جعلی سکہ بنانا آسان مگر اس کا چلانا بہت مشکل ہے۔ اس تجربہ سے ان کو سبق حاصل کرنا چاہیئے، فقط

احکام عید اضحیٰ

(از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب)

(۱) عید الاضحیٰ کی نماز بھی مثل نماز عید الفطر کے واجب ہے اور ترکیب اس نماز کی وہی ہے جو عید الفطر کی ہے۔ اور وقت اس کا آفتاب کے بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک ہے۔ البتہ اس نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے تاکہ اس کے بعد قربانی کرنے میں سہولت ہو۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے جس میں قربانی اور تکبیرات تشریق وغیرہ کے احکام بتلائے اس نماز کے لئے بھی راہ میں تکبیر کہتے جانا مستحب ہے اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر پڑھتا رہے تاکہ دونوں راستے گواہی دیں۔

(۲) عید کی نماز سے پہلے کچھ کھانا اچھا نہیں، اگرچہ حرام بھی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ بعد نماز کے قربانی میں سے کھائے۔

(۳) تکبیر تشریق ایک دفعہ ہر ایک نماز فرض کے بعد جو جماعت سے پڑھی گئی ہو کہنا واجب ہے۔ امام اور مقتدی سب ایک بار اسی طرح تکبیر کہیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد نویں ذی الحجہ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک۔

قربانی کے احکام

(۴) ہر ایک مسلمان پر آزاد ہو یا مقیم جس پر صدقہ فطر واجب ہے ایک بکرا یا بھیڑ یا دنبہ یا ساتواں حصہ گائے، بیل، بھینس، اونٹ کا قربانی کرنا واجب ہے اور ایک گائے بیل وغیرہ میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ اگر دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ آدمی شریک ہو کر پوری گائے کریں تب بھی درست ہے۔ بکرا بکری ایک برس کا پورا ہونا چاہئے اور گائے بیل بھینس دو برس کی اور اونٹ پانچ برس کا۔ اور گائے کی قربانی بہتر ہے بیل سے اور مینڈھا بہتر ہے بھیڑ سے اور بکرا بکری سے۔ وہ بہتر ہے جس کے انڈے نکال دئے ہوں (خصی)۔ دنبہ دنبی اور بھیڑ اور مینڈھا چھ ماہ سے زیادہ کا بھی درست ہے بشرطیکہ موٹا اور تیار ہو اور ایک برس کا معلوم ہوتا ہو۔

(۵) قربانی کا گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔ لیکن اگر کسی طرف پائے یا کھال بھی لگا دی جائے تو اندازہ سے بھی تقسیم کرنا درست ہے۔

(۶) شہر والے قربانی بعد نماز کے کریں اور اگر کسی عذر سے اس دن نماز ادا نہ ہوئی ہو تو جس وقت نماز کا وقت گذر جائے، اس وقت قربانی کرنا درست ہے یعنی بعد زوال کے اور دوسرے اور تیسرے دن نماز سے پہلے بھی قربانی درست ہے، یعنی اگر نماز عید کسی عذر سے قضا ہو گئی تو اگلے دن نماز سے پہلے بھی قربانی جائز ہے۔ اسی طرح بارھویں تاریخ کو بھی۔ اور گاؤں والوں کو صبح صادق ہونے کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔

(۷) قربانی کے دن تین ہیں۔ دسویں، گیارھویں، بارھویں ذی الحجہ مگر پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے پھر دوسرے دن پھر تیسرے دن۔ اور تیسرے دن غروب آفتاب سے پہلے قربانی ہو سکتی ہے۔

(۸) رات کو قربانی کرنا جائز ہے پسندیدہ اور بہتر نہیں۔

(۹) اپنی قربانی کو خود ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرانے کے وقت خود وہاں کھڑا ہو جانا بہتر ہے۔

(۱۰) قربانی کے وقت کوئی نیت زبان سے پڑھنا یا دعا پڑھنا ضروری نہیں، اگر صرف دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں کہا صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تب بھی قربانی درست ہے۔ لیکن اگر دعا جو آگے آتی ہے پڑھ لے تو بہتر ہے اور ثواب زیادہ ہے۔

(۱۱) جب قربانی کو قبلہ رخ لٹا دے تو یہ دعا پڑھے انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین لا شریک لہ وبذٰلک امرت وانا اول المسلمین۔

(۱۲) ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اللّٰہم تقبل منی کما تقبلت من حبیبک محمد وخلیلک ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام۔

(۱۳) بہتر یہ ہے کہ قربانی کا گوشت ایک تہائی غرباء و مساکین پر صدقہ کرے۔ ایک تہائی اپنے دوستوں کو دے اور ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے رکھ لے لیکن جس شخص کے کنبہ بہت ہو یا اور کوئی ضرورت ہو تو تمام گوشت خود خرچ کر سکتا ہے البتہ فروخت کرنا منع ہے۔

(۱۴) جس کے ذمہ قربانی واجب نہ تھی، اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور قربانی کا خریدا تو اس کے ذمہ اس کا قربانی کرنا واجب ہو گیا اس کو فروخت نہیں کر سکتا۔ اگر قربانی کے دن گذر گئے اور اس نے اس جانور کو ذبح نہیں کیا تو زندہ کو اللہ واسطے محتاجوں کو دے دینا چاہئے۔ نذر کرنے والے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۵) جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی کے دن گذر جائیں اور وہ قربانی نہ کرے تو قربانی کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہے۔

(۱۶) جس جانور کے سینگ پیدائشی نہ ہوں اس کی قربانی درست ہے اور اگر بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو تب بھی قربانی درست ہے اگر جڑ سے اکھڑ گیا ہو تو درست نہیں اور بدھیا کی قربانی بھی درست ہے، خواہ کوٹ کر بدھیا کیا گیا ہو یا نکال کر۔ اندھے اور کانے کی قربانی درست نہیں اور ایسے دبلے جانور کی قربانی بھی درست نہیں جس میں مغز نہ رہا ہو اور نہ ایسے لنگڑے کی جو مذبح تک نہ جا سکے اور نہ ایسے بیمار کی جس کی بیماری ظاہر ہو اور ایسے جانور کی جس کا تہائی سے زیادہ کان کٹا ہوا ہو یا تہائی سے زیادہ دم کٹی ہوئی ہو اور نہ اس کی جس کے بالکل کان نہ ہوں اور نہ اس کی جس کے دانت نہ ہوں البتہ اگر تھوڑے سے گر گئے اور زیادہ باقی رہ گئے تو جائز ہے۔

(۱۷) چرم قربانی کو بدون فروخت کرنے کے اپنے کام میں لا سکتا ہے یعنی ڈول وغیرہ اس سے بنا سکتا ہے۔ خود اس کو فروخت نہ کرنا چاہئے۔ لیکن اگر فروخت کر دیا تو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور اجرت قصاب کی قربانی میں سے دینا جائز نہیں اور عالمگیری میں ایک روایت ہے کہ چرم قربانی کو صدقہ کرنے کے لئے فروخت کرنا درست ہے۔

(۱۸) چرم قربانی یا اس کی قیمت کو کسی معاوضہ میں دینا مثلاً امام مسجد و موذن کو بسبب اس کی امامت و اذان کے دینا درست نہیں ہے اور طالب علم دین اس کے بہتر مصرف ہیں کہ اس میں دوہرا ثواب ہے۔ صدقہ کا اور اشاعت علم دین کا جیسا کہ وارد ہوا ہے الصدقۃ علی المسکین صدقۃ وھی علی ذی الرحم اثنتان صدقۃ وصلۃ طالب علم دین کی مدارات اور ان کے ساتھ ہر قسم کا سلوک کرنے کا حکم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید فرمایا ہے وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الناس لکم تبع وان رجالا یاتونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بھم خیرا رواہ الترمذی حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو خطاب کرکے ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام آدمی تمہارے تابع ہیں اور اطراف عالم سے تمہارے پاس بہت سے آدمی علم دین سیکھنے اور دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لئے آویں گے، سو جب وہ تمہارے پاس آویں تو میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔



أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔــلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتے لیکن جس کو چاہتے ہیں بے راہ کر دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں راہ پر ڈال دیتے ہیں اور تم سے تمہارے سب اعمال کی ضرور باز پرس ہوگی

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْۗءَ

اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ مت بناؤ کبھی کسی اور کا قدم جمنے کے بعد نہ پھسل جاوے پھر تم کو اس سبب سے کہ تم راہ خدا سے

بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ

مانع ہوئے تکلیف بھگتنا پڑے اور تم کو بڑا عذاب ہوگا اور تم لوگ عہد خداوندی کے عوض

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ

میں تھوڑا سا فائدہ مت حاصل کرو بس اللہ کے پاس کی جو چیز ہے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے اگر تم سمجھنا چاہو اور جو کچھ تمہارے

يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

پاس ہے وہ ختم ہو جاوے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہیگا اور جو لوگ ثابت قدم ہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر ان کو ضرور دیں گے

تفسیر.. واوفوا بعھد اللہ سے کانوا یعملون تک. اور تم اللہ کے عہد کو (یعنی جس عہد کے پورا کرنے کا شرعاً حکم ہے اس کو
پورا کرو (اس سے وہ نکل گیا جو خلاف شرع عہد ہو اور باقی سب عہود مشروعہ خواہ متعلق حقوق اللہ کے ہوں یا متعلق حقوق العباد
کے ہوں اس میں داخل ہو گئے) جبکہ تم اس کو (تخصیصاً یا تعمیماً) اپنے ذمہ کر لو (تخصیصاً یہ کہ تصریحاً اس کا التزام کر لیا تعمیماً یہ کہ ایمان ۶۴۹
لائے تو تمام احکام واجبہ کا التزام اس کے ضمن میں ہو گیا) اور (بالخصوص جن عہود میں قسم بھی کھائی ہو وہ زیادہ قابل اہتمام ہیں سو
ہیں بھی) قسموں کو بعد ان کے مستحکم کرنے کے (کہ اللہ کا نام لینے سے مستحکم ہو جاتی ہیں) مت توڑو اور تم (ان قسموں کی وجہ سے ان
عہود میں) اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو (یہ قید بعد توکیدہا اور قد جعلتم واقعی ہیں مقتضی ملوفاء پر تنبیہ کے لئے ان کی تصریح
کی گئی) بیشک اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو (خواہ وفاء یا نقض پس اسی کے موافق تم کو جزا وسزا دے گا) اور تم (نقض
عہد کر کے) اس (دیوانی مکہ میں رہنے والی) عورت کے مشابہ مت بنو جس نے اپنا سوت کاتنے پیچھے بوٹی بوٹی کر کے نوچ ڈالا کہ
(اس کی طرح) تم (بھی) اپنی قسموں کو (بعد درستی کے توڑ کر ان کو) آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ بنانے لگو کیونکہ قسم وعہد توڑنے سے
موافقین کو بے اعتباری اور مخالفین کو برانگیختگی پیدا ہوتی ہے. اور یہ اصل ہے فساد کی اور توڑنا بھی) محض اس وجہ سے کہ ایک گروہ
دوسرے گروہ سے (کثرت یا ثروت میں) بڑھ جاوے (یعنی مثلاً کفار کے دو گروہوں میں باہم مخالفت ہو اور تمہاری ایک سے صلح ہو جاوے
پھر دوسری طرف پلہ جھکتا ہوا دیکھ کر اس گروہ مصالح سے غدر کر کے دوسرے گروہ سے سازش کرنے یا مثلاً کوئی مسلمان ہو کر مسلمانوں
میں شامل ہوا اور پھر کافروں کی طرف زور دیکھا تو عہد اسلام کو توڑ کر مرتد ہو جاوے اور یہ جو ایک گروہ دوسرے سے بڑھا ہوا ہوتا
ہے یا دوسری کسی جماعت کے شامل ہونے سے بڑھ جاتا ہے تو) بس اس (زائد ہونے) سے اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے کہ
دیکھیں وفاء عہد کرتے ہو یا جھکتا پلہ دیکھ کر ادھر ڈھل جاتے ہو) اور جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے رہے (اور مختلف راہیں چلتے
رہے) قیامت کے دن ان سب (کی حقیقت) کو تمہارے سامنے (عملاً) ظاہر کر دے گا (کہ حق والوں کو جزا اور باطل والوں کو سزا
ہو جاوے گی آگے اس اختلاف کی حکمت بطور جملہ معترضہ کے اجمالاً بیان فرماتے ہیں) اور (ہر چند کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی قدرت
تھی کہ اختلاف نہ ہونے دیتے چنانچہ) اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتے لیکن (بمقتضائے حکمت
جس کی تفصیل وتعیین یہاں ضروری نہیں) جس کو چاہتے ہیں بے راہ کر دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں راہ پر ڈال دیتے ہیں (چنانچہ
منجملہ ہدایت کے وفائے عہد اور منجملہ ضلالت کے نقض عہد بھی ہے) اور (یہ نہ سمجھنا کہ جیسے دنیا میں گمراہوں کو پوری سزا نہیں

ہوتی ایسے ہی آخرت میں مطلق العنان رہیں۔ مگر ہرگز نہیں بلکہ قیامت میں) تم سے تمہارے سب اعمال کی باز پرس ہوگی اور جیسا
نقض عہد و قسم سے حسی ضرر ہوتا ہے جس کا اوپر بیان تھا اسی طرح اس سے معنوی ضرر بھی ہوتا ہے آگے اس کا ذکر ہے یعنی) تم
اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ مت بناؤ (یعنی قسموں اور عہدوں کو مت توڑو) کبھی (اس کو دیکھ کر کسی اور) کا قدم
جمنے کے بعد نہ پھسل جاوے (یعنی دوسرے بھی تمہاری تقلید کریں اور عہد شکنی کرنے لگیں) پھر تم کو اس سبب سے کہ تم (دوسروں
کے لئے) راہ خدا سے مانع ہوئے تکلیف بھگتنا پڑے (کیونکہ وفائے عہد راہ خدا ہے تم اس کے نقض کے سبب بن گئے اور یہی
ہے وہ معنوی ضرر کہ دوسروں کو بھی ناقض عہد بنایا) اور (وہ تکلیف یہ ہوگی کہ اس حالت میں) تم کو بڑا عذاب ہوگا اور جس طرح
گروہ غالب میں شامل ہو کر جاہ حاصل کرنے کی غرض سے نقض عہد ممنوع ہے جس کا اوپر ذکر ہوا اسی طرح تحصیل مال کی غرض سے
جو نقض ہو اس کی ممانعت فرماتے ہیں کہ اور تم لوگ عہد خداوندی کے عوض میں (دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ مت حاصل کرو (عہد خدا
کے معنے تو شروع آیت میں معلوم ہوئے اور ثمن قلیل سے مراد دنیا ہے کہ باوجود کثیر ہونے کے بھی قلیل ہے چنانچہ خود فرماتے
ہیں کہ) بس اللہ کے پاس کی جو چیز ہے (یعنی ذخیرہ آخرت) وہ تمہارے لئے (متاع دنیوی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم سمجھنا
چاہو (پس متاع آخرت کثیر ہوئی اور متاع دنیوی قلیل) اور (علاوہ تفاوت قلیل و کثیر کے دوسرا تفاوت فنا و بقا کا بھی ہے
چنانچہ) جو کچھ تمہارے پاس (دنیا میں) ہے وہ (ایک روز) ختم ہو جاوے گا (خواہ زوال سے یا موت سے) اور جو کچھ اللہ
کے پاس ہے وہ دائم رہے گا اور جو لوگ (وفائے عہد وغیرہ احکام دین پر) ثابت قدم ہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان
کا اجر (کہ وہی نعمت باقیہ مذکورہ ہے) ان کو ضرور دیں گے (پس وفائے عہد کر کے دولت کثیرہ غیر فانیہ کو حاصل کرو اور قلیل فانی
کے لئے نقض عہد مت کرو) ربط اوپر عمل خاص یعنی ایفاء عہد کا اجر اور فضل اور نقض عہد کی مذمت فرمائی تھی آگے آیت من عمل
میں اعمال صالحہ اور عامل صالح کی تعمیم ہے خواہ کوئی عمل صالح ہو اور خواہ عامل مذکر یا مونث کوئی ہو مذکور ہے اور چونکہ نقض عہد
اور اسی طرح تمام اعمال غیر صالحہ کا سبب اغواء شیطان ہے اس لئے اس کے بعد آیت فاذا قرأت الخ میں اس کے شر سے
۶۵۰ بچنے کا طریق ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دیں گے اور ان کے

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ

اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے ۔ تو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود سے اللہ کی

الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

پناہ مانگ لیا کریں ۔ یقیناً اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝

بس اس کا قابو تو صرف ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں

تفسیر:- من عمل صالحا سے بہ مشرکون تک (اور کچھ اجر و ثواب وفائے عہد ہی پر منحصر نہیں اور نہ کسی عامل کی تخصیص ہے
بلکہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ) جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو (کیونکہ کافر کے اعمال
صالحہ مقبول نہیں) تو ہم اس شخص کو (دنیا میں تو) بالطف زندگی دیں گے اور (آخرت میں) ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان
کا اجر دیں گے (اور جب عمل صالح کی فضیلت معلوم ہوئی اور اس میں کبھی کبھی شیطان کھنڈت ڈالا کرتا ہے چنانچہ نقض وفائے عہد

کے باب میں اغوا کرتا ہے کبھی دوسرے عمل صالح مثل قرأت قرآن کے باب میں اغوا کرتا ہے) تو (اے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم آپ اور آپ کے واسطہ اور مخاطب سن لیں کہ) جب آپ (کیسا ہی نیک کام کرنا چاہیں حتی کہ) قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان
مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں (یعنی دل سے خدا پر نظر رکھیں کہ حقیقت استعاذہ کی یہ اصلی واجب ہے اور
زبان سے بھی کہ یہ بیت قرأت میں مسنون ہے اور ہم پناہ مانگنے کا جس کا حاصل خدا پر نظر رکھنا ہے اس لئے حکم کرتے ہیں کہ) یقیناً اس
کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا (یعنی اس کا وسوسہ ان پر موثر نہیں ہوتا) جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر (دل سے) بھروسہ رکھتے ہیں
بس اس کا قابو تو صرف ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کی مخالفت کا قصد نہیں کرتے اسی لئے اللہ پر
ان کی نظر اور بھروسہ نہیں کیونکہ بھروسہ کا عزم تو قصد مخالفت کے وقت ہوتا) اور ان لوگوں پر قابو چلتا ہے) جو کہ اللہ کے ساتھ
شرک کرتے ہیں (یہ مشرکون مقابل آمنوا کے ہے اور یتولونہ مقابل یتوکلون کے) ف حیوۃ طیبہ سے یہ مراد نہیں کہ اس کو فقر یا
مرض کبھی نہ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اطاعت کی برکت سے اس کے قلب میں ایسا نور پیدا ہوگا جس سے وہ ہر حال میں شاکر و
صابر اور رضا و تسلیم سے مسرور رہے گا اور اصل جمعیت کی یہی ہے۔ اور استعاذہ میں قرآن کی تخصیص میں یہ نکتہ ہے کہ قرآن کے شان
سے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ سب سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت دوسرے اعمال کے اس میں شیطانی تصرف و وسوسہ
کم ہوتا ہے اسی لئے مشہور ہے کہ ع دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآن خوانند۔ اور بعض بعض آیات اور سورتوں میں با تخصیص کے
فرار شیطان کی تاثیر منقول ہے پس اس تخصیص میں نہایت مبالغہ ہو گیا کہ جب ایسے عمل میں بھی استعاذہ کا حکم ہے تو اور اعمال
صالحہ میں تو بدرجہ اولیٰ ضروری ہے اور استعاذہ سے جو اصل مقصود ہے توکل اس کے اعتبار سے امر اپنے حقیقی معنے وجوب
پر باقی ہے اور قابو کی نفی و اثبات کا حاصل گناہ کا صادر کرا دینا کرا سکنا ہے ربط اوپر منجملہ اصول کے توحید کا اور مضمون
اثبات رسالت میں اجمالاً کل فروع کا، اور تفصیلاً بعض فروع کا مضمون مذکور تھا آگے دوسری اصل یعنی رسالت کے متعلق
مخالفین کے شبہات کا جواب مع وعید کے مذکور ہے۔

۶۵۱ وَإِذَا بَدَّلْنَآ ءَايَةً مَّكَانَ ءَايَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوٓا إِنَّمَآ أَنتَ مُفْتَرٍ

اور جب ہم کسی آیت کو بجائے دوسری آیت کے بدلتے ہیں اور حالانکہ اللہ تعالیٰ جو حکم بھیجتا ہے اسکو وہی خوب جانتا ہے تو یہ لوگ

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ قُلْ نَزَّلَهُۥ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ

کہتے ہیں کہ آپ افترا کرنے والے ہیں بلکہ انہی میں اکثر لوگ جاہل ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کو روح القدس آپ کے رب کی طرف سے حکمت کے موافق

الَّذِينَ ءَامَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ○ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا

لائے ہیں تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور ان مسلمانوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہو جاوے اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے

يُعَلِّمُهُۥ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِى يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِىٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِينٌ ○

ہیں کہ انکو تو آدمی سکھلا جاتا ہے جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی ہے

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِـَٔايَٰتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ إِنَّمَا

جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے ان کو اللہ تعالیٰ کبھی راہ پر نہ لاویں گے اور ان کے لئے دردناک سزا ہوگی بس جھوٹ

يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِـَٔايَٰتِ اللَّهِ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْكَٰذِبُونَ ○

افترا کرنے والے تو یہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ ہیں پورے جھوٹے

تفسیر — واذا بدلنا سے هم الکذبون تک۔ اور جب ہم کسی آیت کو بجائے دوسری آیت کے بدلتے ہیں (یعنی ایک آیت کو لفظاً یا معنیً منسوخ کرکے اس کی جگہ دوسرا حکم بھیج دیتے ہیں) اور حالانکہ اللہ تعالے جو حکم (اولاً یا ثانیاً) بھیجتا ہے اس (کی مصلحت) کو وہی خوب جانتا ہے (باعتبار حالت مکلفین کے اول اور مصلحت تھی پھر اور مصلحت ہوگئی) تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ (خدا پر) افترا کرنے والے ہیں (کہ اپنے کلام کو اللہ کی طرف نسبت کردیتے ہیں ورنہ احکام خداوندی میں نسخ کیوں ہوتا۔ غرض وہ لوگ نسخ کو مستلزم نفی کلام اللہ کہتے ہیں گو عدم نسخ کو مستلزم ثبوت کلام اللہ نہ مانتے تھے، اللہ تعالے جواب دیتے ہیں کہ آپ مفتری نہیں ہیں) بلکہ ان ہی میں اکثر لوگ جاہل ہیں (کہ نسخ کو ملزوم اور نفی کلام اللہ کو لازم بلا دلیل مانتے ہیں) آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ (یہ کلام میرا بنایا ہوا نہیں بلکہ) اس کو روح القدس (یعنی جبرئیل علیہ السلام) آپ کے رب کی طرف سے حکمت کے موافق لائے ہیں (پس یہ اللہ کا کلام ہے اور تبدیل احکام بوجہ حکمت کے ہے اور یہ کلام اس لئے بھیجا گیا ہے) تاکہ ایمان والوں کو (ایمان پر) ثابت قدم رکھے اور ان مسلمانوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری (کا ذریعہ) ہو جاوے اس غایت کے بڑھانے سے تعریض ہوگئی کہ ایسی نافع چیز سے یہ مخالفین منتفع نہیں ہوتے) اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ (دوسری بات) یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھلا جاتا ہے (مراد اس سے ایک عجمی رومی نصرانی غلام یا لوہار ہے جس کا نام بلعام یا مقیس تھا۔ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں جی لگا کر سنتا تو حضور کبھی اس کے پاس جا بیٹھتے اور وہ انجیل وغیرہ کچھ جانتا تھا تو کافروں نے یہ ایک بات نکالی کہ حضور کو یہ سکھلا دیتا ہے۔ اللہ تعالے جواب دیتے ہیں کہ قرآن مجید تو مجموعہ لفظ و معنیٰ کا نام ہے سو اگر معنیٰ کی جزالت خارقہ کے ادراک کی تم کو تمیز نہیں تو الفاظ کی بلاغت خارقہ کو سمجھ سکتے ہو میں اگر فرض کر لیا جاوے کہ مضامین وہ شخص سکھلا دیتا ہے تو یہ تو سوچو کہ یہ الفاظ کہاں سے آگئے کیونکہ جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی ہے (اور عربی بھی ایسی کہ بلغاء عرب اس کے معارضے سے عاجز آگئے تو بیچارہ عجمی کب ایسی عبارت بنا سکتا ہے پھر کیسے احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ شخص آپ کو قرآن سکھلاتا ہو اور یہ احتمال کہ وہ مضامین سکھلا دیتا ہو اور آپ اپنے الفاظ میں ادا کر دیتے ہوں پہلے سے مدفوع ہے کیونکہ آپ کی بھی ایسی زبان نہ تھی پھر دوسرے بلغاء اس سے کیوں عاجز ہوگئے اس مقام پر صرف تہمت تعلیم کا رفع کرنا ہے سو تقریر مذکورہ بالا اس کے لئے کافی ٦٥٢
ہے آگے ان کے لئے تہدید ہے کہ) جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے (جیسے یہ لوگ آیات قرآنیہ کے منکر ہیں) ان کو اللہ تعالے کبھی راہ پر نہ لاویں گے اور ان کے لئے دردناک سزا ہوگی (اور یہ جو نعوذ باللہ آپ کو مفتری کہتے ہیں سو) بس جھوٹ افترا کرنے والے تو یہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے (چنانچہ نبی کو مفتری کہنا کتنا بڑا افترا ہے) اور یہ لوگ ہیں پورے جھوٹے (کیونکہ خلق پر جھوٹ لگانے سے خالق پر جھوٹ باندھنا اشد ہے جب کلام اللہ کا انکار کیا تو خدا پر جھوٹ باندھا کہ ان کی کہی ہوئی بات کو یوں کہا کہ نہیں کہی)۔ ف اور اعجمی کا اطلاق احیاناً غیر واضح وغیر مفہوم کلام پر بھی آتا ہے گو عربی ہو آیت میں یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ اس شخص کی تقریر خود کافی و وافی نہیں۔ آگے ربط اوپر کفار منکرین توحید و رسالت کے حق میں وعیدیں مذکور ہوئی ہیں آگے خاص ان کی وعید جو ایمان لا کر کافر ہو جاویں من کفر باللہ میں اور اس سے مکرہ کا استثناء الا من اکرہ میں مذکور ہے۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ

جو شخص ایمان لائے پیچھے اللہ کے ساتھ کفر کرے مگر جس شخص پر زبردستی کی جاوے بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو لیکن ہاں

شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ

جو جی کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالے کا غضب ہوگا اور ان کو بڑی سزا ہوگی یہ اس

بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور اس سبب سے ہوگا کہ اللہ تعالے کافروں

الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

کو ہدایت نہیں دیتا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر مہر لگادی ہے اور یہ لوگ

هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

بالکل غافل ہیں لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ بالکل گھاٹے میں رہیں گے

تفسیر من کفر باللہ سے ھم الخاسرون تک جو شخص ایمان لانے پیچھے اللہ کے ساتھ کفر کرے (اس میں کفر بالرسول بھی داخل ہے) مگر جس شخص پر زبردستی کی جاوے (کہ اگر تو کفر کا فلاں کلام یا فلاں کام نہ کرے گا تو تجھ کو قتل کردیں گے مثلاً) بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو (یعنی عقیدہ میں متزلزل نہ ہو وے اور اس قول یا فعل کو برا سمجھتا ہو تو وہ مستثنیٰ ہے کہ اس کو ظاہری کفر کا ارتکاب جائز ہے اور اس کے لئے وہ وعید آئندہ نہیں ہے) لیکن ہاں جو جی کھول کر (یعنی اس کو صحیح اور مستحسن سمجھ کر) کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان کو بڑی سزا ہوگی (اور یہ غضب وعذاب) اس سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور اس سبب سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافر لوگوں کو (جو کہ دنیا کو ہمیشہ آخرت پر ترجیح دیں) ہدایت نہیں کیا کرتا (یہ دو سبب الگ الگ نہیں بلکہ مجموعہ سبب ہے حاصل یہ ہے کہ چونکہ عزم فعل کے بعد عادۃ اللہ جاری ہے کہ خلق فعل ہو جاتا ہے اور اس خلق پر صدور فعل مرتب ہوتا ہے پس سبب عادی صدور فعل قبیح کا مجموعہ عزم و خلق ہے استحبوا میں عزم کی طرف اشارہ ہے اور لا یھدی میں خلق کی طرف) یہ وہ لوگ ہیں کہ (دنیا میں ان کے اصرار علی الکفر کی یہ حالت ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر لگادی ہے اور یہ لوگ (انجام سے) بالکل غافل ہیں (اس لئے) لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ بالکل گھاٹے میں رہیں گے ف احکام اکراہ کے مفصلاً کتب فقہ میں ملاحظہ کئے جاویں ربط اوپر کفر پر وعید تھی اصلی ہو یا ارتداد ہو آگے فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ایمان لے آویں تو یہ کفر اور اس کی وعید سب معاف اور رفع ہو جاویں گے۔ ۶۵۳

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا

پھر بیشک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے کہ جنہوں نے مبتلا ہونے کفر ہونے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور قائم رہے

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تو آپ کا رب ان کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے

تفسیر۔ ثم ان ربک سے لغفور رحیم تک۔ پھر اگر کفر کے بعد یہ لوگ ایمان لے آویں تو بیشک آپ کا رب ایسے لوگوں کیلئے کہ جنہوں نے مبتلا ہونے کفر ہونے کے بعد (ایمان لاکر) ہجرت کی پھر جہاد کیا اور (ایمان پر) قائم رہے (یعنی پھر نہیں پھرے) تو آپ کا رب (ایسے لوگوں کے لئے) ان (اعمال) کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے (یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کی برکت سے ان کے سب گناہ گذشتہ کفر وغیرہ معاف ہو جاویں گے اور رحمت الٰہیہ سے ان کو جنت اور اس میں بڑے بڑے درجے ملیں گے ف ہر چند کہ مغفرت و نفس رحمت صرف ایمان لانے سے ہو جاتی ہے مگر رحمت کاملہ کے درجات عالیہ بھی ملیں۔ اس کے لئے عادۃً اعمال کی بھی ضرورت ہے اور اگر آیت میں نفس رحمت مراد لی جاوے تب بھی مغفرت و رحمت کے لئے مجموعہ ایمان و اعمال کے سبب ہونے سے شرط ہونا لازم نہیں آتا خوب سمجھ لو۔ ربط اوپر کفار کے حق میں وعید اور مومنین کے حق میں وعدہ مذکور ہے آگے اس وعدہ و وعید کے ظہور کا وقت بتلاتے ہیں۔

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (ذکر یوم جزا)

جس روز ہر شخص اپنی ہی طرفداری میں گفتگو کرے گا اور ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا بدلہ ملیگا اور ان پر ظلم نہ کیا جاوے گا

تفسیر یوم تاتی سے لا یظلمون تک (یہ جزا و سزا مذکور اس روز واقع ہوگی) جس روز ہر شخص اپنی ہی طرفداری میں گفتگو کرے گا (اور دوسرے کو نہ پوچھے گا) اور ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا بدلہ ملے گا (یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی گو زیادتی ہو جاوے اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی گو کمی ہو جاوے) اور (یہی مطلب ہے اس کا کہ) ان پر ظلم نہ کیا جاوے گا (پس پورا لینے میں ایک جگہ زیادتی کی نفی ہے ایک جگہ کمی کی) **ف** اور اس سے شفاعت کی نفی کا شبہ نہ ہو کیونکہ وہ اپنی رائے سے نہ ہوگی بلکہ باذن ہے پس گویا وہ شافع کی طرف منسوب ہی نہیں اور یہاں اس گفتگو کا ذکر ہے جو اپنی رائے سے ہو۔ **ربط** اوپر کفر پر عذاب آخرت کی وعید ہے آگے بتلاتے ہیں کہ کفر پر دنیوی آفات کا نزول بھی بعید نہیں۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا

اور اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کی حالت عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ امن و اطمینان میں تھے ان کے کھانے پینے کی چیزیں بڑی

مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہنچا کرتی تھیں سو انہوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی حرکات

يَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۱۵۴

کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا اور ان کے پاس ان ہی میں کا ایک رسول بھی آیا سو اس کو انہوں نے جھوٹا بتایا تب ان کو عذاب نے

وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

پکڑا جبکہ وہ بالکل ہی ظلم پر کمر باندھنے لگے

تفسیر وضرب اللہ سے ھم ظلمون تک۔ اور اللہ تعالیٰ (وبال کفر پر متنبہ کرنے کے لئے) ایک بستی والوں کی حالت عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان میں (رہتے) تھے (اور) ان کے کھانے پینے کی چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہنچا کرتی تھیں سو (بجائے اس کے کہ اس حالت میں منعم حقیقی کا احسان ملتے اور اطاعت کرتے) انہوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی (یعنی خدا کے ساتھ شرک و کفر کیا) اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا (کہ جوع سے رزق رغد جاتا رہا اور خوف سے امن و اطمینان فوت ہوگیا) اور (اس سزا میں حق تعالیٰ کی طرف سے کچھ جلدی نہیں کی گئی بلکہ اول ان کی اصلاح کے واسطے) ان کے پاس ان ہی میں کا ایک رسول بھی (منجانب اللہ) آیا (جس کے صدق و امانت کا بوجہ ان ہی میں سے ہونے کے ان کو پورا حال معلوم تھا) سو اس (رسول) کو بھی انہوں نے جھوٹا بتایا تب ان کو عذاب (الٰہی) نے پکڑا جبکہ وہ بالکل ہی ظلم پر کمر باندھنے لگے **ف** اس کی توجیہ میں مفسرین کی دو تقریریں ہیں، ایک تو یہ کہ مکہ والوں کو یہ مضمون سنانا ہے اور قریہ سے مراد قریہ غیر معین ہے کیونکہ کفار سابقین کے تعریف میں ایسی حالت بہت سے قریوں کی ہو چکی ہے کہ نعمت حسی امن و رزق بھی تھا اور نعمت معنوی یعنی رسول بھی ہوا اور پھر کفر کیا اور مواخذہ کئے گئے پس مکہ والوں کو سناتے ہیں کہ تم اگر ایسا کرو گے تو یہی حال تمہارا ہوگا، چنانچہ جب وہ کفر سے باز نہ آئے تو بعضے سے قحط بھی پڑا اور مسلمانوں کے لشکروں کا ہر وقت اندیشہ بھی ان کے لئے طوق گردن ہوگیا اور بعض نے کہا ہے کہ قریہ سے مراد مکہ ہے اور مدینہ والوں کو یہ مضمون سنانا ہے کہ تم ایسے مت ہونا اور ان علماء نے اس آیت کو مدنی کہا

بعض اوقات کفر در دنیا موجب عذاب می باشد

ہے اور اختر نے عنوان میں غیر لازم اس لئے کہا کہ بعض اوقات کفر پر دنیا میں سزائے صریح وجلی نہیں ہوتی یوں تو قہر خدا
اور ناراضی خود بڑی سزا ہے مگر خفی ہے اور چونکہ یہاں دوام سزائے دنیوی کا دعویٰ نہیں کیا گیا اس لئے کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ہے
مقصود صرف ڈرانا ہے تو ضرر محتمل بھی تخویف کے لئے کافی ہے البتہ سزائے آخرت یقینی اور لازم ہے اور امن واطمینان
میں یہ فرق ہے کہ امن کی حقیقت ہے زوال خوف اعداء وغیرہم اور اطمینان اس امن کا اثر ہے یعنی سکون قلب جب خوف نہ
ہوگا سکون ہوگا ربط اوپر کفر و شرک کا وبال اخروی و دنیوی مذکور ہوا ہے آگے بطور تفریع کے بعض رسوم شرک وکفر سے
کہ وہ تحلیل وتحریم بالہوی ہے مع وعید منع فرماتے ہیں خواہ خطاب مسلمانوں کو ہو یا یہ معنے کہ تم ان کے سے کام مت کرنا خواہ
کفار کو ہو یہ معنے کہ ان کاموں کو ترک کردو۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

سو جو چیزیں اللہ نے تم کو حلال اور پاک دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت

تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ

کرتے ہو تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور جس

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو پھر جو شخص کہ بالکل بے قرار ہو جاوے بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ حد سے تجاوز کرنیوالا ہو تو اللہ بخش دینے

۹۵۵ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ

والا مہربانی کرنیوالا ہے اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی

لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا

چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگا دو گے بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ

يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا ٦

پاویں گے یہ چند روزہ عیش ہے اور ان کے لئے دردناک سزا ہے اور صرف یہود یوں پر ہم نے وہ

حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

چیزیں حرام کر دی تھیں جنکا بیان ہم اس کے قبل آپ سے کر چکے ہیں اور ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر زیادتی کیا

تفسیر فکلوا مما سے یظلمون تک رجب کفر و شرک کا اصلاً و فرعاً مذموم ہونا معلوم ہوگیا) سو جو چیزیں اللہ نے تم کو حلال اور پاک دی ہیں ان کو (حرام مت سمجھو کہ رسم شرک ہے بلکہ ان کو) کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم (واقع میں یا بزعم خود) اسی کی عبادت کرتے ہو (جیسے مسلمان واقع میں خدا کی عبادت کرتے تھے اور کفار اس کے مقصود بالذات ہونے کے مدعی تھے ما نعبدہم الا لیقربونا پس دونوں خطابوں پر معنے آیت کے واضح ہوگئے) تم پر تو (منجملہ ان اشیاء کے جن میں تم تشکیک کرتے ہو) صرف مردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور خنزیر کے گوشت (وغیرہ) کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو پھر جو شخص کہ (مارے فاقہ کے) بالکل بے قرار ہو جاوے بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ حد (ضرورت)

سے تجاوز کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ (اس کے لئے اگر وہ ان چیزوں کو کھالے) بخش دینے والا مہربانی کرنے والا ہے اور جن چیزوں کے بارہ میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعوے ہے (اور اس پر کوئی دلیل صحیح قائم نہیں) ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے (جیسا پارہ ہشتم کے ربع کے قریب آیات وجعلوا للہ الخ میں ان کے دعوے آچکے ہیں) جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگا دو گے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے موافق تو نہیں کہا بلکہ اس کے خلاف فرمایا ہے) بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پاویں گے (خواہ دارین میں یا آخرت میں) یہ (دنیا میں) چند روزہ عیش ہے اور (آگے مرنے کے بعد) ان کے لئے دردناک سزا ہے اور (یہ مشرکین مدعی ہیں ملت ابراہیمی کے سو اشیائے طیبہ ان کی شریعت میں تو حرام نہ تھیں البتہ بہت روز بعد ان اشیا میں سے) صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جن کا بیان ہم اس کے قبل (سورہ انعام میں) آپ سے کر چکے ہیں اور (ان کی تحریم میں بھی) ہم نے ان پر (صورۃً بھی) کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر (مخالفت اختیار کر کے) زیادتی کیا کرتے تھے (پس تحریم اشیا طیبہ مقصوداً تو کبھی نہیں ہوئی اور شریعت ابراہیمیہ میں عارض کی وجہ سے بھی نہیں ہوئی پھر تم نے کہاں سے اختراع کیا) ربط اوپر افترا علی اللہ کی مذمت اور اس پر وعید ہے، آگے ایمان و توبہ کا اس کے لئے مکفر ہونا فرماتے ہیں جیسا ابھی اوپر بھی ایسی ہی آیت اسی مناسبت سے آچکی ہے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا

پھر آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے جہالت سے برا کام کر لیا پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور اپنے اعمال درست کر لئے تو آپ

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

کا رب اس کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے

تفسیر ثم ان ربک سے لغفور رحیم تک۔ پھر آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے جہالت سے برا کام (خواہ کچھ بھی ہو) کر لیا پھر اس کے بعد توبہ کر لی (جو طریقہ توبہ کا مقرر ہے) اور (آئندہ کے لئے) اپنے اعمال درست کر لئے تو آپ کا رب اس (توبہ) کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے ربط اوپر شرک و کفر کے اصول و فروع یعنی انکار توحید و انکار رسالت و تحریم حلال و تحلیل حرام کا ابطال اور رد کیا گیا ہے، چونکہ مشرکین مکہ جن سے ان مضامین کا اول خطاب ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے اور اپنے کو ان کے طریقہ پر بتلاتے تھے اس لئے آگے مضامین مذکورہ کی تقویت کے لئے کان امۃ میں ابراہیم علیہ السلام کے مقتدائے خلق ہونا جس کا حاصل نبوت و رسالت ہے اور لم یک من المشرکین میں مع سیاق و سباق ان کا مشرک نہ ہونا کہ توحید ہے اور انما جعل السبت میں اشارۃً اشیا طیبہ کا ان کے یہاں حرام نہ ہونا اور قانتا کے عموم سے تحلیل حرام و تحریم حلال بالہویٰ دونوں کا نہ ہونا اور اجتباہ و ہداہ و آتیناہ میں اس طریقہ کی اور صاحب طریقہ کی فضیلت اور درمیان میں ثم اوحینا الیک میں جناب رسول اللہ صلعم کا اس طریقہ پر ہونا مع اثبات رسالت کے بیان فرماتے ہیں تاکہ ان کو اپنے طریقہ مخالفہ ملت ابراہیمیہ کے ترک کی اور حضور صلعم کے طریقہ موافقہ ملت ابراہیمیہ کے اختیار کی ترغیب ہو جس کے لوازم سے رسالت محمدیہ کے انکار سے بالخصوص باز آنا بھی ہے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ

بے شک ابراہیم بڑے مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے اللہ کی نعمتوں کے



اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جائیے ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے حضرت امام اعظم کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

اسلامی تعلیم

میں ملی اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہ بن سکتے ہیں پیدائش سے لے کر وقت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو [illegible] اس کتاب کا مطالعہ کے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں ہو سکتا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے [illegible] اسلامی زندگی [illegible] اسلامی تعلیم کے متعلق دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا [illegible] ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آ سکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب [illegible] علم الکلام [illegible] کی مستند کتابیں [illegible] سال کی محنت میں لکھا ہے ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے [illegible] چھپائی [illegible]

قیمت : تین روپے [illegible]

فہرست مضامین [illegible] میں ہمند کو بند کیا گیا ہے۔

کتاب العقائد عقائد کی تعریف عقائد کو کلام کہنے کی وجہ علم کلام کی تاریخ [illegible] ماخذ و علم کلام اعتقاد عقائد ضروری [illegible] خدا کا ایک ہونا [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	آمد ت کی شفاعت [illegible] [illegible] کا حال [illegible] کتاب الطہارت [illegible] اصطلاحات


پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر: سید عزیز حسن بقائی

آپ کے دانتوں سے خون اور پیپ نکلتا ہے

[illegible] ڈاکٹر [illegible] ہلتے ہوئے دانت کھانے اور اس کی جڑیں [illegible]
[illegible] دوا ایجاد نہ کر سکا۔ جیسے کہ ایک ہندوستانی طبیب نے ایجاد کر دی جس کا نام "طلسمی منجن" ہے۔
[illegible] تجربوں کے بعد یہ دعویٰ صحیح طور پر کیا جا سکتا ہے۔ کہ "طلسمی منجن" ہلتے ہوئے دانت کو اس کے مسوڑھے میں پتھر کی طرح سخت
کر دیتا ہے۔ دانت کو ہر بیماری سے محفوظ رکھتا ہے۔ بوڑھے آدمی جن کے دانت ہلتے ہوں اور کھانا پینا دشوار ہو۔ وہ اگر اس منجن کو ملتے
رہیں تو ان کے دانت آج کل کے نوجوانوں سے زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں۔ مسوڑھوں سے خون اور پیپ آنے کو پہلے ہی دن
بند کر دیتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ "طلسمی منجن" کوئی منجن نہیں۔ بلکہ دانتوں کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ بالکل صحیح نسخہ سے دیانتداری کے
ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔ اس نسخہ میں تقریباً "اڑتالیس" دوائیاں ہیں۔ جو علیحدہ علیحدہ دانتوں کے لئے بے حد مفید ہوتی ہیں۔ اور
پھر مجموعہ کا حال اور اس کا اثر تو لکھنا ہی عبث ہے اور جو چیز تجربہ میں آ جائے اور تحریر کے مطابق نکلے اس کی تعریف ہی کرنی بیکار ہے
استعمال کرنے والے خود جانتے ہیں کہ طلسمی منجن کی ایجاد نے تمام دنیا کو مات کر دیا ہے۔ منگانے والے حضرات بالکل مطمئن رہیں۔ جو کچھ لکھا
گیا ہے اس کا ایک ایک لفظ صحیح ہے۔ کیونکہ زنانہ دواخانہ کی عالمگیر شہرت اور مفید عام خدمات کے ہوتے ہوئے کسی اشتہار کے
ذریعہ پبلک کو دھوکا دینا مقصود نہیں۔

پس جو صاحب دانتوں کے کسی مرض میں مبتلا ہوں تو وہ اسے بے تکلف استعمال کریں۔ ایک شیشی طلسمی منجن کی قیمت صرف آٹھ آنہ
ہے۔ اور اس پر پارسل محصول سات آنے لگتا ہے۔ اور دو شیشی پر بھی محصول ڈاک سات آنے لگتا ہے۔

منجن کا بڑا بکس جس میں پانچ شیشی کا منجن ہوتا ہے۔ قیمت صرف دو روپے۔ اس بکس پر بھی محصول ڈاک سات
آنے (۷) ہی لگتا ہے۔ یہ بکس منگانے میں خریدار کو بہت کفایت رہتی ہے۔ کیونکہ دو روپے
میں پانچ شیشی کا منجن ملتا ہے اور محصول صرف سات آنے خرچ ہوتے ہیں منگانے کا پتہ:۔

جنرل منیجر زنانہ دواخانہ پی۔ ایس ۳۴ دہلی

بواسیر کا علاج

اور شرطیہ آرام۔ آرام نہ ہو تو قیمت واپس لے لیجئے۔ ایک
دو نہیں بلکہ سینکڑوں بواسیر کے مریضوں کو تندرست کر دیا گیا۔ اگر
کسی کو بواسیر کی بیماری ہے خواہ کسی قسم کی ہو صرف ایک شیشی
"انکول" دوا منگا کر استعمال کرے۔ اگر پہلے ہی دن دوا اپنا اثر نہ دکھائے
تو قیمت واپس۔ ایک شیشی سے مکمل آرام ہو جاتا ہے۔
ایک شیشی "انکول" کے ساتھ لگانے کی دوا "پائیلین" کی ایک
شیشی مفت ملتی ہے۔ قیمت ایک شیشی انکول صرف چار روپے
محصول ڈاک معاف ہے۔ "پائیلین" کی شیشی ہمراہ مفت ارسال
[illegible] ایک خط لکھ کر بذریعہ وی۔ پی۔ منگا لیجئے۔ منگانے کا پتہ:۔

جنرل منیجر زنانہ دواخانہ پی۔ ایس ۳۳ دہلی

زچہ خانہ کی خرابی

بہت دن پریشان کرتی ہے۔ جس عورت کا زچہ خانہ خراب ہو جاتا ہے
وہ بے چاری بہت ہی سخت مصیبت میں پھنس جاتی ہے۔ پیٹ بھی بڑھ
جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر دوا "ری می ٹول" استعمال کری جائے
تو زچہ خانہ کی تمام خرابیاں دور ہو جائیں۔ اور پیٹ اصلی حالت پہ
آ جائے "ری می ٹول" بہت مشہور اور موثر دوا ہے۔ متعدد عورتوں نے
استعمال کیا اور فائدہ اٹھایا۔ پیٹ کی حالت ٹھیک ہو گئی۔ اور تندرستی
اصل حالت میں آ گئی۔ ایک شیشی "ری می ٹول" کی قیمت صرف تین روپے
نو آنے ہے۔ اور محصول ڈاک اس پر سات آنے خرچ ہوتے
ہیں۔ منگانے کا پتہ:۔

لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ دواخانہ پی۔ ایس ۳۲ دہلی

آلہ نامردی عجیب ایجاد

یہ وہی علاجی آلہ ہے جس سے انسان ایک منٹ میں خواہ کیسا ہی نامرد ہو غضب کا طاقتور بن جاتا ہے اور وہ ضبط نہیں کر سکتا سائنس دانوں نے اس آلہ کو ایجاد کر کے دواؤں کو دور بھگا دیا۔ چند منٹ کے عمل سے حیران ہونا پڑتا ہے کہ جو بالکل ہی مایوس تھا نے وہ خوشی خوشی عیش کی گھڑیوں کو پورے امساک کے ساتھ گزار سکتے ہیں پہلے اس آلہ کی قیمت بہت زیادہ تھی اب بارہ روپے ہو گئی ہے جلد منگا لیجئے۔ محصول ڈاک ایک آلہ پر ایک روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ ایک آلہ برسوں کام دیتا ہے خود استعمال کیجئے اپنے دوستوں کو استعمال کرائیے۔ خراب نہیں ہوتا۔

پتہ۔ جرمنی ٹریڈ ایجنسی دریا گنج ۲۹ دھلی

جادو کی گھڑی [illegible]

یہ گھڑی یورپ کے ایک بے نظیر [illegible] کی ایجاد ہے [illegible] سرجرڈ گرانٹ [illegible] کا زور لگایا [illegible] گھڑی [illegible] دراتے ہوں جو کبھی خراب نہ ہوں اور مشینری ایسی لگائی جائے [illegible] چنانچہ ایسی گھڑی تیار ہو گئی اور دنیا کو حیران کر دیا کہ [illegible] دوسری گھڑی سے بے نیاز ہو جاتے [illegible] تمام عمر کے لئے بلا کھٹکے استعمال کر سکتا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ [illegible] معاوضہ میں گھڑی کی قیمت کچھ بھی نہیں ہے [illegible] کمپنی نے خود ہی اس کے [illegible] لائف گارنٹی [illegible] کہ وہ خود ذمہ دار ہے ایک گھڑی سے [illegible] کا نمونہ [illegible] ہے۔ اگر اس ہفتے کے اندر منگائی تو ہم [illegible] آپ کے آرڈر کی تعمیل ہو سکے۔ مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کیجئے۔

بی کے برادرس اینڈ کو فولادخان اسٹریٹ دہلی

اندرونی طاقت

درازی کے لئے آپ کو کسی سچی دوا کی تلاش ہے تو ——

طلا مقوی منگا کر استعمال کیجئے ایک ہفتہ میں فرق ظاہر ہو گا اور پندرہ روز میں طاقت فربہی درازی خاطر خواہ پیدا ہو گی یہی دوا ہے جس سے مستقل فائدہ ہو گا بشرطیکہ طلا مقوی کی ایک شیشی استعمال کر لی جائے چاہئے حیرت انگیز فوائد کی بدولت کافی مقبول ہو رہا ہے جس کی خوبیاں استعمال کرنے والوں پر اپنا سکہ جما رہی ہیں قیمت فی شیشی تین روپے دو آنے محصول ڈاک آٹھ آنے (۸)

برص کا علاج

جن لوگوں کے جسم پر برص کے داغ ہوں اور وہ علاج کر کے تھک چکے ہوں اور کسی دوا سے فائدہ نہ ہوا ہو ان کے لئے برص کے داغ کو دور کرنے کی صرف ایک ہی دوا **برصین** [illegible] ہے جس کے لگانے سے ہی صرف چند دنوں میں برص کے داغ دور ہو جاتے ہیں۔ اس دوا کے معجزنما اثرات کے سرٹیفکٹ موجود ہیں کہ یہ دوا برص کے [illegible] ہے قیمت فی شیشی پانچ روپے ڈاک خرچ علاوہ

ان دونوں دواؤں کے ملنے کا پتہ۔ **سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل [illegible]**

قیمت سالانہ [illegible]
اعلیٰ ایڈیشن
ارزاں ایڈیشن [illegible]
ممالک غیر سے
جس میں پرچہ ماہی [illegible]
اعلیٰ ایڈیشن
ارزاں ایڈیشن

پیشوا دہلی

جلد ۱۲ | بابت ماہ شوال [illegible] | نمبر ۱۱

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

گذشتہ مہینہ کی رپورٹ

[illegible] پیشوا جاری ہوا ہے، اس کو ایسی مالی مشکلات کبھی پیش [illegible] گذشتہ رمضان میں پیش آئی تھیں۔

[illegible] پیشوا کی مالی حالت کبھی بھی اچھی نہیں رہی۔ اور کوئی مہینہ الحمدللہ [illegible] کہ جس پرچہ پر لاگت دو روپے ہو، اور ایک روپیہ [illegible] وصول کی جائے۔ اور اس کو کسی والئی ریاست کی امداد حاصل [illegible] نقصان کی ضامن نہ ہو۔ یا رسالہ کا مالک متمول نہ ہو [illegible] ایسی ہی رہے گی، جیسی پیشوا کی رہی ہے۔ اور ان میں سے [illegible] ایک صورت بھی پیشوا کو حاصل نہیں۔

[illegible] کئی ماہ سے جنگ کی وجہ سے کاغذ کی قیمت دوگنی سے زیادہ [illegible] مصیبت یہ ہے کہ کتابوں کی فروخت بہت ہی کم ہو گئی [illegible] فروخت پیشوا کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتی ہے۔ [illegible] پیشوا کی زندگی کا راز صرف فروخت کتب میں [illegible] فروخت کتب تقریباً نہ ہونے کے [illegible] شائع کرنے میں زیادہ سے [illegible]

[illegible] اس کے پاس کئی ہزار [illegible] تو ایک مدت کے لئے بھی پیشوا کی مالی [illegible] کئی سال سے جاری ہے تو کاغذ [illegible]

کی وجہ سے لوگوں کی قوت خرید جاتی رہی ہے۔ اور اس کا اثر پیشوا پر [illegible] رہا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ قارئین کرام پیشوا کی مالی مشکلات کم [illegible] خانگی ضروریات کی طرح کم کرنے کی سعی کریں۔ اور اس کا بہترین [illegible] یہی ہے کہ پیشوا کے دفتر سے کتابیں خرید لیں بھی اپنی ضروریات [illegible] لیں۔ تاکہ جو کتب خانہ میرے پاس محفوظ سرمایہ کی صورت میں [illegible] ہو کر پیشوا کے نقصان کی تلافی کرتا رہے۔ اور مجھے پیشوا کے شائع کرنے میں [illegible] مشکلات پیش نہ آئیں۔

امید ہے کہ قارئین کرام میری اس گذارش احوال واقعی پر توجہ [illegible]

طارق نمبر کیوں شائع نہیں ہوا؟

اعلان کے مطابق پیشوا کا یہ پرچہ فاتح اسپین مجاہد [illegible] اعظم اعلیٰ اللہ مقامہم کے کارناموں سے لبریز ہونا چاہیے تھا۔ مگر افسوس [illegible] جن دو اہل قلم حضرات کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا وہ چونکہ مولوی [illegible] انہوں نے اپنی ذمہ داری کا مطلق خیال نہیں کیا۔ اور ایک صاحب نے [illegible] خلاف توقع بلا وجہ کام کرنے سے انکار کر دیا۔ دوسرے صاحب نے [illegible] تک ایک دو جن خطوط کا جواب دینے کی زحمت گوارا نہ فرمائی [illegible] اس کے کوئی چارہ نہ رہا کہ "طارق نمبر" کو اس مہینہ ملتوی کر دوں اور جس طرح ہو سکے پیشوا کو وقت پر شائع کر دوں۔

قارئین کرام کو مطمئن رہنا چاہیے کہ "طارق نمبر" خدا کے فضل سے آئندہ مہینہ ذی قعدہ [illegible] ہو گا۔ اور چونکہ تھوڑی دیر ہو گئی ہے اس لئے وہ ان تمام نمبروں سے [illegible] ہو گا۔ جو جلدی [illegible]

[illegible]

مسٹر ساورکر کا اندھا انصاف

سندھ کی منزل گاہ مسجد کا قصہ عرصہ سے حکومت اور مسلمانوں کے درمیان رسہ کشی کا باعث بنا ہوا ہے۔ مسلمان زیادہ سے زیادہ مگر پانچ سال سے اس مسجد کو حاصل کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں کئی ہزار مسلمانوں نے قید و بند کو دعوت دیکر مسجد پر قبضہ کر لیا ہے۔

سندھ کے وزیر اعظم مسلمان ہیں۔ خان بہادر ہیں جو چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔ گورنر اُن کے کام میں مداخلت نہیں کر سکتا اور مسلمانوں کا یہ مطالبہ حق بجانب بھی ہے کہ حکومت کو کوئی حق نہیں تھا کہ وہ مسجد پر قبضہ کرتی۔ اور اب جبکہ حالات درست ہو چکے ہیں اور مسلمان ہر طرف سے مایوس ہو کر قید و بند کو دعوت دے رہے ہیں تو مسٹر ساورکر صدر ہندو مہاسبھا نے اعلان کیا ہے کہ "مسجد کا قضیہ فیڈرل کورٹ کے سپرد کیا جائے۔ اور ستیہ گرہی مسلمانوں کے ساتھ سختی برتی جائے" حالانکہ اس مسجد کا ہندوؤں سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہندوؤں نے کبھی یہ دعوے نہیں کیا کہ اس مسجد پر کبھی ہندو قابض رہے یا اب وہ اپنا حق سمجھتے ہیں۔ مگر اس اندھے انصاف کو دیکھئے کہ آبیل مجھے مار والی ضرب المثل پر عمل کرنے کے لئے آپ کو اعلان بازی کی سوجھی۔

بہت خوب سندھ کی مسجد کے معاملہ میں اگر مہاسبھا کا یہ فارمولا صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مشورہ دہلی کے شیو مندری ہندوؤں کو مسٹر ساورکر نے کیوں نہیں دیا۔ جنہوں نے ڈیڑھ سال سے دہلی کے امن اور دہلی کے اتحاد کو اور دہلی کی تجارت کو برباد کر رکھا ہے اور اس شیو مندر سے متعلق کہ کسی ہندو کو بھی نہیں اور دہلی کی دو ہندو عدالتوں سے شیو مندر کا نہ ہونا ثابت ہو چکا ہے اور لاہور ہائیکورٹ میں اس کا اپیل زیر تجویز ہے۔ مگر ہندوؤں کی شورش اور قانون شکنی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کرایہ کے ٹٹو باہر سے لاکر صدقہ کے بکرے کی طرح بھینٹ چڑھائے جا رہے ہیں۔ اور اس کو اپنا حق سمجھا جا رہا ہے۔ اس حالت میں سوال کیا جا سکتا ہے کہ مسٹر ساورکر نے دلی گورنمنٹ کو وہ مشورہ کیوں نہیں دیا۔ جو وہ سندھ کی مسجد کے سلسلہ میں حکومت سندھ کو دے رہے ہیں۔ غالباً مہاسبھا کی لغت میں انصاف اور بلا تعصبی اسی کا نام ہے کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ مہاسبھائی پالیسی کا ماتم گسار (تیج) جو بڑی حد تک شیو مندر ایجی ٹیشن کا ذمہ دار ہے مسٹر ساورکر کے اس بیان کا خیر مقدم کر رہا ہے۔ کیا وہ اس دوغلی پالیسی کی کوئی وجہ بیان کر سکتا ہے؟

تیج کو مسلمانوں کا فکر

اخبار تیج مورخہ ۲۴۔ اکتوبر میں ایک بہت دلچسپ مقالہ مسٹر محمد علی جناح کے اس بیان پر شائع ہوا ہے جو انہوں نے لندن کے ڈیلی ہیرلڈ کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے کے اعلان پر دیا ہے۔

میں مسٹر جناح کے اس بیان سے متفق نہیں ہوں اور ان کے خیالات کو ہرگز اہمیت کے قابل نہیں سمجھتا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تیج جیسے کٹر مہاسبھائی آریہ سماجی سرمایہ پرست اخبار کو مسٹر جناح کے بیان پر تنقید کرنے کا کیا حق ہے؟

جس اخبار کی پیدائش ہی فرقہ پرستی کے لئے ہوئی ہو جس اخبار کا ایڈیٹر فرقہ پرست ہو جس اخبار نے ملک میں فرقہ پرستی کی آگ لگائی ہو اور جس اخبار کی زندگی ہی فرقہ پرستی اور سرمایہ داری کی آبیاری سے ہو رہی ہو جس اخبار نے اور اس کے ڈائرکٹر نے شیو مندر اور حیدرآباد جیسی فرقہ پرستانہ تحریکات کی رہنمائی کر کے ملک کی غلامی کی میعاد میں اضافہ کیا ہو۔ اس اخبار کو مسٹر محمد علی جناح جیسے بلند مقام لیڈر پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیئے۔ اور شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنے سے پہلے شیش محل کے انجام پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اس مقالہ میں بہت سی دلچسپ باتوں میں سے دو باتیں بہت ہی عجیب ہیں یعنی اگر ہندوستان مسلم انڈیا اور ہندو انڈیا میں تقسیم ہوا تو اس کے نتائج یہ ہوں گے۔

(۱) مسلمان مسلم انڈیا کی حفاظت نہ کر سکیں گے

(۲) ہندو اگر حملہ آور ہوئے تو مسلمان سلطنتیں ان کی امداد نہ کریں گی

اللہ اللہ مسلمانوں کی ہمدردی کا ہیضہ اس شخص کو ہو رہا ہے جو اول درجہ کا مہاسبھائی اور فرقہ پرستی میں سر سے پیر تک ڈوبا ہوا ہے اور ساورکر سے بھی بازی لیجانے میں ساعی ہے۔ اور جس نے اپنی پیدائش سے لے کر آج تک کبھی مسلمانوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور نہ اس سے آئندہ کبھی بھی اس کی توقع کی جا سکتی ہے۔

سنئے سوامی شردھانند آنجہانی کے جانشین مسلمان اگر ایسے ہی کمزور ہیں جیسا کہ آپ نے ان کو اس مقالہ میں سمجھا ہے تو ان کو اس دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اور قبل اس کے کہ وہ آپ جیسے فرقہ پرستوں کے رحم پر زندگی گذاریں ان کو مر جانا چاہیئے۔ مگر میرا خیال ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو ہندو قوم کو اور اپنے نفس کو فریب دیا ہے۔ ورنہ آپ خود بھی جانتے ہیں کہ مسلمان اتنے کمزور نہیں ہیں جتنا آپ نے ظاہر کیا ہے۔ وہ اس گئی گذری حالت میں بھی اپنی حفاظت خوب کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کا تناسب ایک اور تین کا ہے اور اس تناسب سے مہاشہ دیش بندھو جہاں اور جب چاہیں مسلمانوں کا مقابلہ کریں۔ نتائج اُن کے سامنے ایسے پہلے بھی آ چکے ہیں [illegible]

اور مقابلہ کے بعد بھی آ جائیں گے۔ اگر ان کی غلط فہمی رفع نہ ہوئی ہو تو ان کو کانگریسی وزارتوں کی ہندو مسلم فسادات کی سرکاری رپورٹوں پر غور کرنا چاہیئے۔ جہاں مسلمانوں نے اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی اکثریت کا کامیاب مقابلہ کیا ہے۔ اور اگر وہ چاہیں تو اس سے پہلے کی تاریخ پڑھ سکتے ہیں۔ جس وقت مسلمان حملہ آوروں کی تعداد کبھی دس ہزار سے زیادہ نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان کے مقابلہ میں دس لاکھ سے زیادہ ہندو ہوا کرتے تھے۔ پھر کیا ان ناقابل تردید تاریخی حقائق کی موجودگی میں بھی لالا شیو نند جی کو یہ کہنے کی ہمت ہوتی کہ مسلمان اپنی حفاظت نہیں کر سکتے؟ مسلمان خدا کے فضل سے نہ صرف اپنی حفاظت کر سکتے ہیں۔ بلکہ اگر ضرورت ہوئی تو وہ ہندوستان کی حفاظت بھی کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کر سکتے کہ اسلام نے ان کو اپنے ہمسایوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔

"ہندو اگر حملہ آور ہوں تو مسلمان سلطنتیں ان کی امداد کو تیار ہیں" کی لالہ جی کا پہ امداد کے لئے چین اور جاپان کی طرف دیکھکر بھی تو ہم بہت پیٹ رہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے مسلمان ہنوز کسی بیرونی اسلامی سلطنت کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ وہ ہندوؤں سے اپنی حفاظت رکھتے ہیں۔ اور ہندوؤں جیسی کمزور قوم سے حفاظت کے لئے مسلمانوں کو کسی اسلامی سلطنت سے درخواست کرنے کی ضرورت نہ پہلے کبھی آئندہ ہوگی۔

بہرحال لالہ جی کو مسلمانوں کے غم میں گھلنے کی ضرورت نہیں ان کو گاندھی جی کا مضمون اقلیت اور اکثریت پڑھنے کے بعد خود اپنی حالت کے وسائل پر غور کرنا چاہیئے اور اپنی حفاظت کے لئے برطانوی سنگینوں کی ہندوستان پر مسلط رکھنے پر حامی رہنا چاہیئے جیسا کہ وہ اب تک کرتے رہے ہیں اگر ہندو مہاسبھائی ہندوؤں کی ظالمانہ ذہنیت سے ہندوستان دو حصوں میں تقسیم بھی ہوا تو مسلمان مسلم انڈیا کی حفاظت کے لئے لالہ جی سے درخواست نہیں کریں گے۔

پیشوا کا رسول نمبر

قارئین کرام یہ سنکر خوش ہوں گے کہ اس سال کا رسول نمبر خطیب العصر حضرت علامہ سید جعفر میاں شاہ صاحب ندوی خطیب شاہی جامع گیپور رتحفہ مرتب فرما رہے ہیں جو مستان رسالت کے متوالوں کو روحانی شراب کی بوتلوں میں ملیگی۔

حضرت علامہ بہار کے علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ، ندوہ کے تعلیم یافتہ اور اسلامی ہند کے خطیب اعظم حضرت علامہ شاہ سلیمان صاحب قادری کے فرزند و جانشین اور صاحب تصنیف بزرگ ہیں وہ عرصہ سے پیشوا کے قلمی معاونین ہیں۔ اس لئے قارئین کرام ان سے بخوبی واقف ہوں گے۔ حضور آقائے دو جہاں کی سیرت کا بیان اور خطیب العصر کی زبان۔ کہ نہیں سکتا کہ اس میں کیا کچھ ہوگا۔ خوش نصیب ہوں گے پیشوا کے وہ خریدار جو خطیب العصر کی مرتبہ رسول نمبر پاک اس سال کے رسول نمبر میں انکے انداز میں ملاحظہ فرمائیں گے اور لطف یہ ہے کہ یہ گرانمایہ سیرت نبوی اسی ایک روپیہ سال میں آپ کے پاس پہونچے گی اور آپ کو تمام مروجہ میلاد ناموں سے بے نیاز کر دے گی اور اس سال کی میلاد کی مجالس میں پڑھنے کی سب سے بہتر سب سے مستند سب سے پُرکیف کتاب ہوگی۔ جو ۲۰ صفر کو دہلی سے شائع ہو جائے گی تاکہ آپ مجالس میلاد میں اس کو پڑھ سکیں۔

اس سال کے رسول نمبر میں کیا ہوگا۔ اس کے لئے آئندہ پرچہ کا انتظار کیجیے۔ جس میں مفصل خاکہ رسول نمبر کا شائع کر دیا جائیگا۔

وزارت پنجاب کا قابل فخر کارنامہ

جب سے پنجاب کو حکومت خود اختیاری ملی ہے اس وقت سے آج تک سر سکندر کی گورنمنٹ ڈھائی لاکھ روپیہ غریب اخبار نویسوں سے ضبطی اور طلبی ضمانت کی صورت میں وصول کر چکی ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب میں آزادی تحریر کا کیا حشر ہو رہا ہے

میں مسٹر جناح سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے سیاسی لفٹنٹ سر سکندر حیات کی گورنمنٹ کے اس شاندار کارنامہ پر از راہ انصاف غور فرمائیں اور دیکھیں کہ کس طرح پنجاب میں سول لبرٹی کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

چیلنج بازی

پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر فضل الحق وزیر اعظم بنگال میں دلچسپ چیلنج بازی ہو رہی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ وزیر اعظم بنگال نے کانگریسی حکومتوں میں مسلمانوں پر مظالم کا تذکرہ کیا۔ پنڈت جی نے اس سے انکار کیا۔ اب پنڈت جی اور مسٹر حق ان الزامات کی تحقیقات کریں گے۔ جو کانگریسی حکومتوں پر لیگی حلقوں میں لگائے جاتے ہیں۔

اگرچہ مسٹر حق نے ہمیشہ پُرجوش تقریروں کے بعد معذرت کی ہے۔ اور اپنی تقریروں میں وہ سنجیدگی اور متانت کو کھو بیٹھے ہیں۔ اور یہی اسپرٹ اس چیلنج بازی میں بھی کام کر رہی ہے مگر اس کے باوجود یہ مسئلہ اس مرتبہ ہمیشہ کے لئے طے ہو جانا چاہیئے۔

پنڈت جی جتنے خود شریف، انصاف پسند، غیر متعصب ہیں۔ بد قسمتی سے وہ اتنا ہی شریف، انصاف دوست اور تعصب سے بالاتر ہندو اور خصوصاً کانگریسی ہندوؤں کو سمجھتے ہیں اور یہی ان کی سب سے بڑی بھول ہے۔ جب سے کانگریس میں مسلمانوں نے حصہ لینا کم کیا ہے مہاسبھائی ہندوؤں نے زیادہ سے زیادہ کانگریس کے نظام پر قبضہ کیا ہے جس سے کانگریس میں شریف ہندوؤں کی طاقت کمزور ہو گئی۔ اور مسلمانوں کی طاقت نہ ہونے کے برابر ہوئی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے ساتھ کانگریس کمیٹیوں میں اور کانگریسی حکومتوں میں ظلم ہوا۔

... اور متعصب ہندوؤں نے کانگریس کے جھنڈے کو ہاتھ میں لیکر اپنی ... سے مسلمانوں کو بجا طور سے کانگریس سے بدظن کیا اور یہ اس طرح کی اتنی بڑی خدمت تھی کہ اس کی مثال کانگریس کی پچاس سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ اگر کانگریسی حکومتوں میں مہاسبھائی عنصر کی کثرت نہ ہوتی تو نہ مسلمانوں کے ساتھ زیادتی ہوتی نہ مسلمان کانگریس کے خلاف محاذ قائم کرتے نہ ملک میں فسادات ہوتے اور نہ کانگریس منسٹریوں پر وہ شرمناک الزامات لگائے جاتے جن میں سے اگر ایک بھی ثابت ہو گیا تو پوری کانگریس کی اور کانگریس کے رہنماؤں کی شاندار قربانیوں کی اخلاقی موت ہے۔ اور اس کی تمام تر ذمہ داری کانگریس کے مہاسبھائی عنصر پر ہے۔

بہرحال ضرورت ہے کہ روزمرہ کے فسادات اور شکایات کے ازالہ کے لئے پنڈت جی کے سامنے صحیح واقعات بلاکم و کاست پیش کئے جائیں اور افسانوں سے گریز کر کے پنڈت جی کے انصاف پر بھروسہ کیا جائے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جس وقت مسلمانوں پر ظلم و ستم کے صحیح واقعات پنڈت جی کے علم میں آئیں گے تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے اور ان مصائب کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائیگا۔

لیگ اور کانگریس کے ملاپ کی کوشش

ہز ایکسیلنسی وائسرائے کے اعلان پر جو لے دے ہوئی اس کے نتائج سے بچنے کے لئے مہاتما گاندھی، مسٹر جینا اور راجندر بابو کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے یکم نومبر کو ملاقات کا موقع دیا۔ ہز ایکسیلنسی سے ملنے سے پہلے مہاتما گاندھی اور صدر کانگریس نے مسٹر جینا سے آدھ گھنٹہ ملاقات کی۔ وہاں کیا باتیں ہوئیں اس کا کسی کو علم نہیں۔ اس کے بعد یہ تینوں حضرات وائسرائے سے ملنے کے لئے گئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ وہاں ملاقات ہوئی۔ بظاہر اس ملاقات کا حال بھی کسی کو نہیں معلوم۔ اگرچہ دونوں ملاقاتوں کے متعلق قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں اور سیاسی حلقے مطمئن ہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہ دونوں ملاقاتیں آج (۲۔ نومبر) تک بے نتیجہ رہیں اور سردست ہندو مسلمانوں کے ملاپ کی توقع قائم نہیں کی جا سکتی۔

مسٹر جینا اور مسٹر مشرقی

مسٹر مشرقی کی بے تکی اور بے ہنگام اور بے اصول سول نافرمانی کے سمجھوتہ کے لئے مسٹر جینا نے چند تجاویز حکومت یوپی کے سامنے پیش کیں۔ یوپی گورنمنٹ اس کو قبول کر لینے کے لئے تیار تھی۔ مگر مسٹر مشرقی نے ان کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے اخبار اصلاح میں مسٹر جینا کی شان میں حسب ذیل قصیدہ لکھا ہے۔

> مسٹر جینا کا منشا یہ تھا کہ وہ وائسرائے کو یہ بتا کر کہ خاکسار ان کے پیرو ہیں، مسلم لیگ کو جماعتی حیثیت سے فائدہ پہنچانا چاہتے تھے۔

بنز مسلم لیگ یوپی نے خاکسار تحریک کی حمایت میں سول نافرمانی کا جو فیصلہ کیا تھا اس کے متعلق مشرقی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ

> لیگی لیڈر ماں میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ اپنے فیصلہ پر عمل کر سکیں

مجھے یہ فیصلہ نہیں کرنا کہ مسٹر مشرقی سچے ہیں یا مسلم لیگ یوپی کے رہنما کیونکہ میں خود بھی مسلم لیگی لیڈروں کے متعلق ان کی بے عملی سے یہی رائے رکھتا ہوں مگر سوال یہ ہے کہ مسٹر جینا پر جو الزام لگایا گیا ہے وہ اگر صحیح ہے ... پر یہ ظاہر کر کے کہ "خاکسار جینا کے پیرو ہیں" مسٹر جینا لیگ کو فائدہ پہنچانا چاہتے تھے تو اس سے مسٹر مشرقی کو کیا نقصان پہنچتا تھا کہ وہ اپنی فوجی تنظیم سے اگر مسلم لیگ کی ہیبت بٹھا کر مسٹر جینا مسلمانوں کیلئے کچھ حاصل کرنا چاہتے تھے تو مشرقی صاحب کے پیٹ میں درد کیوں ہوا؟ جبکہ واقعات کے خلاف وہ مسلمانوں کو یہ کہکر دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ ان کی سول نافرمانی مسلمانوں کی حمایت میں ہے۔

ضرورت ہے کہ مسلمان مسٹر مشرقی کے قول اور عمل کو انصاف کے کانٹے میں تولیں اور قبل اس کے کہ وہ اپنی نبوت کو طاقت کے ذریعہ تسلیم کرانے کی حماقت کریں۔ خاکسار تحریک کو پوری طاقت اور تنظیم کے ساتھ فنا کر دیا جائے ورنہ قادیانی تحریک سے زیادہ یہ تحریک مسلمانوں کے مصائب کا باعث ہوگی۔

خدا سے غداری کا نیا فلسفہ

یادش بخیر! سرسکندر حیات خاں مسٹر جینا کے داہنے ہاتھ ہیں اور پنجاب کی نیم مسلم لیگی، نیم مہاسبھائی، نیم انگریزی حکومت کے چیف منسٹر ہیں اور دلچسپ تقریر کرنے میں بنگال کے شیر سے یہ پنجابی شیر کچھ آگے ہی جانا چاہتا ہے۔

ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ تمام ہندوستان میں رائج ہے۔ مگر جو قیامت پنجاب میں برپا ہے اور جس طرح احراری رہنماؤں کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں اس کا عشر عشیر بھی پورے ہندوستان میں نہیں ہو رہا۔ حتیٰ کہ بنگال میں بھی ابھی تک اس لا اینڈ آرڈر کا پہیہ نہیں چل رہا۔

جب پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں آزاد خیال ممبران نے اس پکڑ دھکڑ پر ریمارک کئے تو پنجاب کے سپاہیانہ لہجہ میں نہایت جوش و خروش سے آرڈی نینس کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا۔

> آرڈی نینس کی مخالفت کرنا نہ صرف ملک سے غداری کرنا ہے بلکہ خدا سے بھی غداری ہے۔

(زمزم ۲۰ رمضان صفحہ ۸ کالم ۲)

سب سے زیادہ خوشی اس کی ہے کہ آرڈی نینس کے طفیل سرسکندر حیات خاں کو خدا یاد آیا۔ اور اس کے بعد خدا سے غداری کے اس نئے فلسفہ سے دریافت کیا جا سکتا ہے کہ خدا نے ان کو اپنی نمائندگی کا حق کب دیا۔ یا آئی ایم او ڈبلیو ٹی یا پر اکسی؟

مسلم لیگ کے سب سے بڑے لیڈر اور دس کروڑ مسلمانان ہند کے قائد اعظم ... کے مسلمانوں کی مذہبی معلومات ہے کہ: ... درثے کا نام خدا سے غداری ہے۔ یہ تازہ الہام غالباً ڈاؤننگ سٹریٹ سے ہوا ہوگا۔ زندہ باد مسلم لیگ! پائندہ باد پنجاب۔

کانگریسی وزارتوں کے استعفے

کانگریس ہائی کمانڈ کے حکم سے آٹھ صوبوں کی کانگریسی وزارتوں نے استعفے دیدیئے اور باوجود کوشش کے بھی مسلم لیگ کے لیڈر اور دوسری اپوزیشن پارٹیاں وزارتیں بنانے میں ناکام رہیں اس لئے ساتوں صوبوں کے گورنروں نے صوبوں کے آئین کو معطل کردیا اور اپنے مشیر مقرر کرکے انکی مدد سے کام شروع کردیا اور ان مشیروں میں مسلم لیگ کے لیڈروں میں سے کسی کو مقرر نہیں کیا گورنروں نے جن لوگوں کو مشیر بنایا مسلم لیگی لیڈروں کو دیکھتے اس پر قوم پرور حلقوں میں اظہار مسرت ہی کیا جا رہا ہے۔

پیغمبروں کی تصویریں

پیشوا کے ایک خریدار صاحب نے کلکتہ سے ایک مرقع روانہ کیا ہے جس کے چاروں طرف کلام اللہ کی آیات ہیں۔ اور ذبیح اللہ کے واقعہ کو پیش کیا گیا ہے حضرت ابراہیم کے دست مبارک میں چھرا ہے حضرت اسمٰعیل کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے۔ حضرت جبرئیل آسمان سے نازل ہو کر حضرت اسمٰعیل کے بجائے دنبہ پیش کرتے ہیں۔"

خریدار صاحب کا بیان ہے کہ ایسی صدہا تصویریں بنگال میں موجود ہیں۔ مسلمان ان کی پرستش کرتے ہیں، ہاتھ جوڑ کر ہندوؤں کی طرح سر عقیدت جھکاتے ہیں۔ اگر کی بتیاں جلاتے ہیں!"

اگر نامہ نگار صاحب کا بیان درست ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ اس کو درست نہ مانا جائے تو شیر اسلام مسٹر فضل الحق کو مبارک ہو کہ ان کی حکومت میں پیغمبروں کی تصاویر کی فروخت اور عبادت ہو اور ان کی وہ فرض شناس پولیس اس پر کوئی توجہ نہ کرے۔ جو جمیعۃ علماء ہند کی تجویز کی ضبطی کے لئے بہت کافی شہرت رکھتی ہے۔

سچ ہے جس اسلامی حکومت میں بک آف نالج باوجود مسلمانوں کے مطالبہ کے ضبط نہ ہو اس میں پیغمبروں کی اس توہین پر کس کو توجہ کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اگر یہی تصاویر کسی کانگریسی صوبہ میں فروخت ہو رہی ہوتیں تو مسلم لیگ "اسلام خطرہ میں" کا نعرہ لگا کر فوراً جہاد شروع کردیتی مگر بنگال میں تو مسلم لیگ اور شیر اسلام کی حکومت ہے۔ اس لئے سب جائز۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر بنگال میں ایک مسلمان بھی زندہ ہے، تو اس کا فرض ہے کہ وہ پیغمبران اسلام کی اس کھلی ہوئی توہین کو روکنے کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ اور مسلم لیگ والوں کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اس وقت تک نہ چھوڑے جب تک ان تصاویر کو ضبط نہ کرالے۔

طبیہ کالج کو بچاؤ

طبیہ کالج شریف خانی خاندان کی تین پشتوں کی کمائی ہے۔ اور اس کا دواخانہ ان کے ذاتی اثر ورسوخ اور ایثار و قربانی سے ایک کروڑ روپے کی ملکیت کا تسلیم کیا جاتا ہے جو ایک نام نہاد ٹرسٹ کے زیر اہتمام ہے۔

اس ٹرسٹ میں حکیم اجمل خاں صاحب نے محض اپنی شرافت اور رواداری سے چند ہندوؤں کو بطور ممبر شریک کر لیا تھا جو حکیم صاحب کے زمانہ میں تو بھیگی بلی بنے رہے۔ لیکن ان کے انتقال کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح پاؤں پھیلا رہے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ ان کی تعداد مسلمانوں کے برابر کردی جائے۔ اور موجودہ دستورالعمل میں ان کے حسب منشا ترمیم کردی جائے۔ اور یہی چیز مقدمہ بازی کی ہے۔ جس پر اس وقت تک تقریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوچکا ہے۔

پہلے تو مقدمہ بازی دیوانی میں رہی۔ مگر اب تھوڑے عرصہ سے فوجداری مقدمات بھی شروع ہوگئے ہیں۔ جن میں ایک مسلمان مستغیث ہیں۔ مقدمہ زیر تحقیقات ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ مقدمہ کا فیصلہ کیا ہوگا۔ مگر اس مقدمہ بازی کو ختم کرنے کے لئے جو شرائط پیش کی جارہی ہیں، وہ اگر قبول کرلی گئیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ کالج اور دواخانہ ان مہاسبھائی ہندوؤں کے ہاتھ میں گیا، جو کٹر آریہ سماجی اور اول درجہ کے فرقہ پرست ہیں۔

افسوس ہے کہ حکیم جمیل خاں صاحب کو اچھے مشیر نہ ملے اور ان کے طرز عمل سے بعض ٹرسٹیوں کو شکایات پیدا ہوئیں۔ مگر یہ تو قیامت تک برداشت نہیں کیا جا سکتا کہ ٹرسٹ پر مہاسبھائی اور فرقہ پرست ہندوؤں کو مسلمانوں کی جگہ قابض کیا جائے

طبیہ کالج اور اس کا دواخانہ خالص اسلامی ادارے ہیں اگر جمیل خاں صاحب ٹھیک کام نہیں کرتے تو کام کرنے کے لئے کسی دوسرے مسلمان کو منتخب کیا جا سکتا ہے مگر ایک کروڑ روپیہ کی جاگیر کو کیونکر آریہ سماج کے حوالہ کیا جا سکتا ہے۔

میرے خیال میں غیر جانب دار مسلمان ٹرسٹیوں کا فرض ہے کہ وہ اس گتھی کو جلد از جلد سلجھائیں اور سب سے پہلے شمس العلماء سید صاحب امام جامع مسجد کے پاس جا کر ان کو سمجھائیں کہ وہ آریہ سماجی لیڈر ... کا ساتھ چھوڑ کر مسلمان ٹرسٹیوں کا ساتھ دیں اور اس مفید اسلامی ادارہ کو آریوں کے ہاتھوں میں جانے سے بچائیں ورنہ اگر وہ اسی طرح آریوں کا ساتھ دیتے رہے تو اس اسلامی ادارے کا آریوں کے ہاتھ میں جا کر جو حشر ہوگا وہ ظاہر ہے اور اس کی ذمہ داری سے امام جی بری نہیں کئے جا سکتے۔

میری زندگی کے پچاس سال

عمر کا وہ حصہ جس کو آجکل عمر طبعی کہا جا رہا ہے ۱۱۔ شوال کو پورا ہوگیا۔ یعنے ۱۱۔ شوال (جو ریاست کا یوم اشاعت ہے) کو میری عمر کے پچاس سال پورے ہوگئے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ!

یہ پچاس سال اگرچہ نصف صدی کہے جا سکتے ہیں۔ مگر میں جب چشم تصور سے کام لیتا ہوں۔ تو کل کی بات معلوم ہوتی ہے۔

میں دوستوں اور دشمنوں کی نظر میں ایک سلف میڈ انسان ہوں۔ کہا گیا

زندگی گزار رہا ہوں۔ اور میں کوئی وجہ نہیں پاتا۔ کہ اس کی تردید کروں۔ البتہ الفاظ نہیں پاتا۔ کہ اس لایزال و لم یزل کا شکریہ ادا کروں۔ جس نے ایک بے کس یتیم اور انتہائی سیہ کار اور بے عمل بندے کو عزت . . کی ان بلندیوں تک پہونچایا جہاں میری جیسی حیثیت وقابلیت کے انسان کا پہونچنا قطعی ناممکن تھا۔

گذشتہ پچاس سال پر نظر ڈالتا ہوں، تو صد ہا تجربات اپنے سامنے پاتا ہوں۔ ان میں دوستوں کا اخلاص، اور جاپانی دوستوں کی بے وفائیاں اور رشتہ داروں کا حسد، اور دشمنوں کی ایذا رسانیاں صرف اس لئے کہ خدائے قدوس نے اپنے فضل ذرہ نوازی سے مجھے کیوں نوازا!

میں نے اس عرصہ میں انسانوں کے پرکھنے کی انتہائی کوشش کی۔ سمجھنے کی سعی کی مگر دو آدمیوں کو باوجود سعی کے نہ سمجھ سکا جن کے لئے میں نے کافی قربانیاں کیں۔ اور کافی خطرات مول لئے۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) شمس العلماء حاجی سید احمد امام جامع مسجد دہلی

(۲) مسٹر دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست دہلی

ان کے علاوہ متعدد دوست اور رشتہ دار ہیں جنہوں نے احسان ناشناسی کا شریفانہ ثبوت دیا ہے اور جن کی دوست نوازیوں پر غور کرنے کے باوجود مجھے ایک دفعہ بھی ان کے جواز کی دلیل نہ مل سکی۔

میں نے اپنی پوری زندگی میں ناحق کا ساتھ نہیں دیا۔ مظلوم کا ساتھی رہا۔ اور اس کی وجہ سے مصائب و آلام میں مبتلا ہوا۔ معقولیت سے مجھے بچہ بھی قائل کر سکتا ہے مگر طاقت اور رسوخ کے آگے میں نے کبھی سر نہیں جھکایا اپنی غلطی کو تسلیم کر لینے میں مجھے کبھی عذر نہیں ہوا۔ کہ میں غلطیوں کو تسلیم کرنا اخلاقی فتح سمجھتا ہوں۔ اور انسانیت کا جوہر۔

آج جبکہ میری عمر کے پچاس سال پورے ہو چکے ہیں، سب سے پہلے خداوند قدوس سے تمام گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور اس کے بعد خدا کے ان بندوں سے معافی خواہ ہوں۔ جن کو میری زبان اور قلم سے نادانستہ کوئی رنج پہونچا ہو۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی رحمت کی چادر میں جگہ دے۔ اور اپنے دین اور اپنے بندوں کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

ایڈیٹر انجام کے خلاف مقدمہ

مسٹر محمد عثمان آزاد ایڈیٹر روزنامہ انجام کے خلاف یو پی گورنمنٹ نے زیر دفعہ ۱۵۳ الف (ملک معظم کی رعایا میں نفرت پھیلانا) مقدمہ قائم کیا ہے جس کی پہلی پیشی ہو چکی ہے۔

یہ مقدمہ ایک نظم پر قائم کیا گیا ہے۔ جو غازی آباد کے ایک پرجوش مسلم لیگی شاعر کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ نظم دہلی کے ایک عام جلسہ میں پڑھی گئی تھی اور اس جلسہ کی روئداد کے سلسلہ میں انجام میں چھپی۔ اس کے علاوہ شاعر نے یو پی اور دہلی اور دوسرے مقامات پر بھی اس نظم کو پڑھا۔ مگر یہ نظم کہیں قابل اعتراض نہیں سمجھی گئی۔ انجام غازی آباد سے شائع ہوتا ہے اور اس سے پہلے اس پر مقدمہ قائم کر کے یو پی گورنمنٹ واپس لے چکی ہے۔

مگر نہ معلوم کیا وجوہات ہیں کہ یو پی کی کانگریسی حکومت نے مستعفی دینے سے پہلے ایڈیٹر انجام پر مقدمہ قائم کرنا ضروری سمجھا۔

چونکہ مقدمہ عدالت میں ہے۔ اس لئے اس پر رائے زنی نہیں کی جا سکتی۔ تاہم ہماری دعا ہے کہ مسٹر آزاد اپنی بے گناہی عدالت میں ثابت کر سکیں

حج ٹریفک کی تقسیم

خدا کا شکر ہے کہ حاجیوں کے جہازوں کی آمد و رفت کا اعلان حکومت ہند نے کر دیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایک بہت دلچسپ فیصلہ حج ٹریفک کے سلسلہ میں کیا ہے۔

گذشتہ نصف صدی سے حج ٹریفک کا اجارہ ایک انگریزی کمپنی کو مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود دے دیا گیا تھا۔ مگر ۴ سال سے حج لائن میدان میں آئی۔ اور اس نے اس انگریزی کمپنی سے زبردست مقابلہ کیا اس حج لائن کے مشترکہ سرمایہ میں ہندو اور مسلمان دونوں شریک ہیں اور اس کے انتظام سے مسلمان مطمئن ہیں۔ تازہ اطلاع ہے کہ حکومت نے حج ٹریفک کے چار حصے کئے ہیں تین حصے انگریزی کمپنی کو۔ اور ایک حصہ دیسی کمپنی کو۔ ہم خوب سمجھتے ہیں۔ کہ دیسی کمپنی پر یہ پابندی اس کے اعلیٰ انتظام کے باوجود کیوں لگائی گئی ہے اور انگریزی کمپنی کی بدنظمی کے باوجود . . . اس انعام کا مستحق کیوں قرار دیا گیا ہے۔ آہ غلامی صد عیب!

اگر آج ہندوستان آزاد ہوتا تو کیا اس وقت بھی یہی فیصلہ ہوتا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

مسلمانان ہند کو چاہئے کہ وہ ٹرنر مارسین کمپنی کی شکایتوں کے خلاف اور زیادہ قوت سے احتجاج کریں۔ اسمبلی، پریس، پلیٹ فارم سے حکومت ہند کو مجبور کریں کہ وہ اس غیر منصفانہ سلوک کا جلد از جلد خاتمہ کرے

مسلمانوں کی درسگاہیں

مسلمانوں کی تین اہم درسگاہیں ہیں جن کو مالی امداد کی ضرورت ہے

(۱) دار العلوم دیوبند۔

(۲) ندوۃ العلماء لکھنو۔

(۳) جامعہ ملیہ دہلی

ان تینوں درسگاہوں کے منتظمین علی الترتیب حسب ذیل حضرات ہیں۔

(۱) حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی۔

(۲) حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی۔

(۳) ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔

افسوس ہے کہ تینوں درسگاہوں کی مالی حالت اچھی نہیں ہے۔ اور نہ کبھی مسلمانوں نے ان درسگاہوں کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے ان

کے منتظمین کو مالی پریشانیوں سے نجات دلانے کی کوشش کی
اگر مسلمانوں میں سمجھ ہوتی اور وہ روپیہ کا صحیح مصرف جانتے تو ان
بین الاقوامی شہرت کی درسگاہوں کو کبھی مالی مشکلات پیدا نہ ہوتیں۔ اگر وہ اپنے
اخراجات پر کنٹرول رکھتے ہوتے تو آج وہ افلاس کے گڑھے میں نہ گر رہے ہوتے
اگر ان کے اوقاف جو معاش اور خائن متولیوں کے قبضے میں نہ ہوتے تو آج
ان کی درسگاہوں کی یہ حالت نہ ہوتی۔
بہر حال اب جبکہ سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ مسلمان ان
درسگاہوں کے متعلق آخری فیصلہ کریں اور وہ یہ کہ یا تو ان درسگاہوں کو
زندہ رکھا جائے۔ یا ان کو بند کر دیا جائے۔ اگر ان کو زندہ رکھنا ہے تو پھر ان کی
زندگی کے لئے روپے کی طرف سے منتظمین کو مطمئن ہی کرنا ہوگا
اگرچہ کساد بازاری اور بے کاری کا زمانہ ہے۔ مگر پھر بھی جتنے جلدی
ممکن ہو سکے اپنے غیر ضروری اخراجات کو گھٹا کر جلد از جلد امداد کرنی چاہیئے

"دلی ٹاک" کے بعد

دلی میں گفت و شنید کی ناکامی کے بعد ہز ایکسلنسی وائسرائے نے وہ خط و
کتابت شائع کر دی جو کانگریس اور لیگ کے صدر صاحبان سے ہوئی تھی۔ جس
کا خلاصہ یہ ہے۔
(۱) جب تک حکومت ہندوستان کی آزادی کا اعلان نہ کرے کانگریس
کسی قسم کی امداد نہیں دے گی فرقہ وارانہ سمجھوتہ اعلان آزادی میں رکاوٹ نہیں
ہو سکتا۔ (مسٹر راجندر پرشاد صدر کانگریس)
(۲) چونکہ کوئی فرقہ وارانہ سمجھوتہ نہیں ہو سکا اس لئے کوئی مشترکہ اسکیم
نہیں بھیجی جا سکی (مسٹر جناح صدر مسلم لیگ)۔
اس کے بعد وائسرائے اور کانگریسی . . . . . .
رہنماؤں میں گفت و شنید ہوئی اور اس کے بعد وزیر ہند، صدر کانگریس، پنڈت
جواہر لال کے بیانات شائع ہوئے۔ جن میں سرکاری عہدیداروں نے . . . . .
ہندوستان کی آزادی کے اعلان میں مسلمانوں کو روڑا بتایا۔ اور کانگریسی رہنماؤں
نے چیلنج کیا کہ ہندو مسلمانوں کا سمجھوتہ ایک گھریلو معاملہ ہے۔ اس کا آزادی کے اعلان
سے کوئی واسطہ نہیں۔ آپ یہ اعلان کر دیجئے کہ ہندوستان کو جنگ کے بعد درجہ
نو آبادیات دے دیا جائے گا۔ پھر یہ کام ہمارا ہوگا کہ ہم مسلمانوں سے سمجھوتہ کریں
اور چونکہ مسلم لیگ بھی آزادی چاہتی ہے اسلئے وہ بھی اس اعلان کی مخالف نہیں ہے
حقیقت یہ ہے کہ کانگریسی لیڈروں نے نہایت ہوشیاری سے کام لے کر یہ
اعلان کیا ہے۔ اور برطانوی سیاست دانوں کے لئے راہ فرار مسدود کر دی ہے۔
اب حکومت کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ یہ اعلان
کرے کہ اگر ہندو مسلمان کوئی متحدہ اسکیم پیش کریں تو حکومت اس کو منظور کریگی
حکومت نے اقلیتوں کی آڑ محض مہاسبھائی کانگریسیوں کی بے ایمانی
کی وجہ سے لی ہے۔ اگر آج ہندو مسلمانوں کا سمجھوتہ ہو گیا ہوتا۔ اگر آج ہندوستان
کی اقلیتیں مطمئن ہوتیں، اگر آج ہندوؤں میں صحیح معنوں میں وطن پروری
اور رواداری ہوتی۔ تو حکومت اقلیتوں کے مسئلہ کی آڑ لے کر ہندوستان
کی آزادی کو تعویق میں ڈالنے کی جرأت نہ کرتی۔
بہر حال اب بھی وقت ہے کہ کانگریس کا مہاسبھائی عنصر پنڈت جواہر
لال نہرو کے راستہ میں کانٹے نہ بچھائے۔ اور پنڈت جی اور مسٹر جناح کو موقع
دے کہ وہ ہندوستان کیلئے اس نازک دور میں صحیح راہ عمل تلاش کریں۔
مگر ہو یہ رہا ہے کہ مہاسبھائی پالیسی کا ماتم گسار ملاپ سب سے زیادہ
ہندوؤں کو مشتعل کر رہا ہے اور مسٹر جناح کا مذاق اڑا کر ان پر فرقہ پرستی کی
گندگی اچھال رہا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہندو مسلمانوں میں تلخی کا پیدا
ہونا ہے۔
اگرچہ گاندھی جی نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا ہے۔ اور وہ نہیں چاہتے
کہ پنڈت جی اور مسٹر جناح میں جو گفتگوئے مصالحت جاری ہے۔ اس میں تلخی
پیدا ہو۔ مگر تیج جیسے مہاسبھائی فرقہ پرست، سرمایہ داروں کے ایجنٹ نہیں
چاہتے کہ ہندوستان کی دو بڑی قوموں میں اتحاد ہو اس لئے وہ روزانہ ایسے
سڑے ہوئے مضامین مسٹر جناح کے خلاف شائع کرتا ہے کہ جس سے مسلمان مشتعل
ہوں اور مصالحانہ گفتگو ناکام ہو جائے۔
اس لئے ضرورت ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو دہلی ٹاک کے بعد سے آج
تک کے تیج اخبار کے وہ آرٹیکل جو مسٹر جناح کے خلاف اس جاپانی قوم پرست نے
نے شائع کئے ہیں توجہ سے پڑھیں۔ اور خود ہی فیصلہ کریں کہ ایسے
اخبارات ملک کے لئے کیسی ناقابل برداشت ہیں اور اس قسم
کے لوگوں کا کانگریس کی حمایت میں لکھنا ملک کے لئے سب سے بڑی لعنت
ہے۔ کیونکہ مسلمان کانگریس میں کم شریک ہیں اس لئے ان کو نہیں معلوم کہ
کانگریسی کیسے ہوتے ہیں۔ وہ لالہ دیش بندھو جیسے مہاسبھائی کو کانگریسی سمجھ کر
کانگریس کے متعلق ایک رائے قائم کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہوتی ہے کہ مسلمانوں
کو کانگریس میں شریک نہیں ہونا چاہیئے!! اور اس کا اثر یہ ہے کہ آج ہندو
مسلمان بالکل علیحدہ ہیں، اور کانگریس کی سعی کے باوجود مسلمان کانگریس میں
شرکت سے گھبراتے ہیں اور جب تک مہاسبھائیوں کیلئے کانگریس کا پلیٹ فارم
کھلا رہے گا۔ اور لالہ دیش بندھو قسم کے مہاسبھائی اس پلیٹ فارم تک
پہونچ سکیں گے۔ اس وقت تک نہ ہندو مسلم اتحاد ہوگا۔ نہ کانگریس
میں مسلمانوں کے حقوق محفوظ ہوں گے۔ اور نہ مسلمان کانگریس میں شریک
ہوں گے۔

جمعۃ الوداع اور عید الفطر

امسال دہلی میں جمعۃ الوداع کا انتظام سال گذشتہ کے مقابلہ میں بہتر
تھا۔ جس کا کریڈٹ جامع مسجد کی منتظمہ کمیٹی کو نہیں تھا۔ بلکہ مسلم رضاکاروں
کو تھا۔ جس میں خصوصیت سے مسلم اسکاؤٹ قابل تذکرہ ہیں۔ جنہوں نے

جامع مسجد کے باہر سڑک پر صف بندی کے نشانات لگائے۔ گم شدہ بچوں اور اشیاء کو ان کے وارثان تک پہونچایا۔

جمعۃ الوداع میں دو لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی۔ مگر یہ سب مسلمان ان پردہ نشین ممبران کمیٹی کو بہ تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں سے علیحدہ رہنے کے لئے ایک دالان اپنے لئے اسی طرح محفوظ کر لیا تھا جس طرح تماشاگاہوں میں کچھ زیادہ دام دے کر ہر امیر اپنے لئے سیٹ ریزرو کرا لیتا ہے۔ تاکہ وہ جس وقت پہونچے اس کو جگہ مل جائے۔ یا بنی امیہ کے بادشاہ عوام کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے مقصورے بنوایا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ عوام پر ظلم و ستم کے نتائج سے آگاہ تھے اس لئے خدا کے دربار میں بھی اپنے تئیں غیر محفوظ سمجھتے تھے بہر حال ممبران کی مصلحت خواہ کچھ ہی ہو خدا کے دربار میں خدا کے گھر میں ممبران کا یہ امتیاز بے حد قابل ملامت ہے

اس سال عید پر ... وائسرائے بیگم کو اپنی امامت کی نمائش کے لئے مدعو کیا گیا۔ اور ایک ہزار مسلمان نمازیوں پر اللہ کے گھر کے دروازہ بند کئے گئے اور وسرائن صاحبہ کے انتظار میں عید کی نماز ایک گھنٹہ لیٹ ہوئی جیسا کہ سال گزشتہ ہوا تھا۔ اور میں نے اس سلسلہ میں پیشوا وحریت وغیرہ اخبارات میں لکھا اور اسمبلی میں سوالات کرائے۔ جن کے جوابات اگرچہ نہیں دئے گئے۔ مگر وہ بے اثر نہ رہے۔

اس سال فرش بھی سال گذشتہ سے زیادہ تھا۔ اور مسلمانوں کے مطالبات جامع مسجد کا ادارہ انتظام بہتر ہو رہا تھا۔ جس کی عید کے روز نماز سے پہلے اور نماز کے بعد اگرچہ مجھے مبارکبادیں دی گئیں۔ مگر میں اصلی مبارکباد کا مستحق عام مسلمانوں ہی کو سمجھتا ہوں کہ ان میں اتنی جرأت تو پیدا ہوئی کہ وہ اسلام کے نام پر ٹوڈیت کے چلتے پھرتے پوسٹر کے خلاف اپنی آواز بلند کر سکے۔

نیز میں شکرگزار ہوں۔ جامع مسجد کی منتظمہ کمیٹی کے ان ممبران کا جو پبلک کی آواز کو سننا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس اصلاح حال میں ان کا اور امام جی کا بہت دخل ہے اگرچہ وہ بادل ناخواستہ ہی کیوں نہ ہو۔

حریت پھر ملتوی

میری صحت جواب دے رہی ہے، مگر دماغی مصروفیت اور کاروباری مشکلات بڑھ رہی ہیں۔ خریداران پیشوا کی قوت خرید گھٹ رہی ہے۔ مگر پیشوا کے اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ کساد بازاری کے اس تباہ کن دور میں پیشوا کو زندہ رکھنے کے لئے خریداران پیشوا کو مستعدی سے نئے خریدار فراہم کرنے چاہیئے تھے اور خریداری کتب میں زیادہ سے زیادہ سرگرمی کا ثبوت دینا ضروری تھا۔ مگر ہوا اس کے بالکل برعکس۔ اس لئے حالات سے مجبور ہو کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ حریت کو پھر ملتوی کیا جائے۔ کیونکہ حریت میں اس وقت تک ایک ہزار روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے۔

لہٰذا حریت کے وہ خریدار جو حریت کے دوبارہ اجراء کے وقت تک انتظار نہیں کر سکتے۔ اپنا نمبر خریداری لکھ کر اگر چاہیں تو پیشوا کی قیمت میں حریت کا بقایا درج کرا لیں۔ اور اگر چاہیں تو کتابیں طلب کر کے اپنے حساب بے باق کر لیں

حریت میری صحت کے درست ہوتے ہی پھر نکلے گا۔ اور اس عرصہ میں جب ضرورت ہوگی۔ اس کو شائع کیا جائے گا اور جو لوگ اس عرصہ میں اپنی قیمت واپس نہ لیں گے۔ ان کو ارسال کیا جائے گا اور میعاد خریداری مہینوں کے اعتبار سے شمار نہ ہوگی، بلکہ اخبار کی اشاعتوں کے حساب سے شمار ہوگی۔

حیدرآباد کے مفتی اعلیٰ

جناب مولانا عبد القدیر صاحب بدایونی حیدرآباد کے مفتی اعظم ہیں۔ اور اس منصب کا ان کو ایک ہزار روپیہ ماہوار ملتا ہے۔ گویا وہ ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے شہ مفتی ہیں جو تاجدار دکن کے معتمد ہیں۔

یہ مفتی صاحب گزشتہ مہینہ دہلی آئے تھے۔ اور ان کی دعوت امام صاحب جامع مسجد کے دوست پیر جی عبد الصمد صاحب نے کی تھی۔ اور سنا گیا ہے کہ بیش قیمت تحائف بھی ان مفتی صاحب کی خدمت میں ...... پیش کئے گئے تھے۔

اگر یہ تحائف تحقیقات کی رپورٹ اپنے حق میں کرانے کے لئے دئے گئے تھے تو کھلی ہوئی رشوت ہے جس سے حیدرآباد کے مفتی کو بہت بلند ہونا چاہیئے اور اگر یہ بیش قیمت تحائف دوستانہ نذر تھی، تو اس سے پہلے کیوں نہیں دی گئی۔ جس کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔

میں پیر جی عبد الصمد صاحب اور مولوی عبد القدیر صاحب سے حیدرآباد کے اور تمام مسلمانوں کے مفاد کے لئے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ صحیح حالات شائع کریں تاکہ اعلیٰ حضرت سلطان العلوم حکیم السیاست کو اپنے ملازموں اور نمک خواروں کے متعلق صحیح واقعات کا علم ہو۔ اور دنیا کو معلوم ہو سکے۔ کہ ان جبہ پوشوں کی لغت میں سچ کے کیا معنے ہیں۔

مسٹر فیلڈن آ گئے

ایڈیٹر ریاست کو یہ سن کر افسوس ہوگا۔ کہ مسٹر فیلڈن کنٹرولر انگلستان سے آ گئے۔ جن کو ریاست اخبار براڈ کاسٹنگ کے ... سے علیحدہ کرنے اور ان کی جگہ کسی آئی۔ سی۔ ایس کے تقرر کو شائع کر چکا تھا۔

مسٹر فیلڈن کی واپسی پر توقع ہے کہ اب ریڈیو کے پروگرام درست ہوں گے۔ اور اردو زبان اور مسلمانوں کے ساتھ جو زیادتیاں ان کی عدم موجودگی میں ہوئی ہیں۔ ان کا ازالہ ہو جائے گا۔

خصوصاً ان کو دہلی اور لکھنؤ کے اسٹیشن پر زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کے خلاف بہت زیادہ شکایات ہیں۔

نسائی شریف کامل اردو

(مترجمہ حضرت مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۴۴) وضو اور غسل کے پانی کی مقدار۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُد (تقریباً ڈیڑھ سیر) سے وضو اور پانچ مُد سے غسل فرماتے۔

(۴۵) وضو کی نیت۔ حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(۴۶) حضورؐ کا اعجاز۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں عصر کی نماز کا وقت قریب تھا لیکن وضو کے لئے پانی نہ تھا۔ اِدھر اُدھر پانی کی بہت تلاش ہوئی مگر کہیں سے نہ ملا۔ اتنا پانی ضرور تھا جس سے حضورؐ وضو فرما سکیں۔ جب وہ پانی حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضورؐ نے اس میں اپنا مبارک ہاتھ ڈال دیا۔ دستِ مبارک کا اعجاز دیکھئے کہ حضورؐ کی انگلیوں سے پانی چشمہ کی طرح بہنے لگا۔ حضورؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وضو کرتے جائیں چنانچہ تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔

حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ اس موقعہ پر کتنے لوگ تھے۔ حضرت نے جواب دیا پندرہ سو۔

(۴۷) وضو کروانا۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ جنگ تبوک میں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا۔ حضورؐ نے وضو کرتے وقت دونوں موزوں پر مسح کیا۔

وضو کے آداب

(۴۸) ہر عضو کو ایک ایک بار دھونے کا جواز۔ حضرت ابن عباسؓ نے لوگوں کو وضو کا طریقہ بتایا اور وضو کے ہر ایک عضو کو ایک ایک بار دھویا۔

(۴۹) ہر عضو کو تین دفعہ دھونا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے وضو کرتے وقت ہر ایک عضو کو تین تین دفعہ دھویا اور فرمایا حضورؐ اسی طرح کرتے تھے۔

(۵۰) حضورؐ کا وضو۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھے حضورؐ نے چلتے چلتے اپنا عصا میری کمر سے چھوا اور مجھے اشارہ کرنے کے بعد راستہ سے ہٹ گئے۔ میں بھی حضورؐ کے ساتھ ہو لیا۔ حضورؐ ایک چٹیل میدان پر پہونچ کر رُک گئے۔ سواری بٹھائی اس سے اُترے اور قضائے حاجت کے ارادہ سے دُور نکل گئے، یہاں تک کہ میں حضورؐ کو دیکھ نہ سکا۔ قضائے حاجت کے بعد حضورؐ واپس تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا تمہارے پاس وضو کے لئے پانی ہے۔ میرے پاس پانی کی ایک چھاگل تھی میں اُسے لیکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وضو کرانے کی غرض سے حضورؐ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ حضورؐ نے دونوں ہاتھ دھوئے۔ منہ دھویا اور کلائیاں دھونے کا ارادہ فرمایا۔ مگر چونکہ حضورؐ ایک شامی جبہ پہنے ہوئے تھے جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ اس لئے جبّے کے نیچے کی طرف سے آپؐ نے ہاتھ اور کلائیاں باہر نکالیں اور انھیں دھویا۔ پھر پیشانی، عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔

(۵۱) ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا۔ ابن ابی اوس اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضورؐ کو اپنے ہاتھ تین تین دفعہ دھوتے دیکھا۔

حضرت عثمانؓ کا وضو

(۵۲) حُسنِ وضو کا صلہ۔ جناب حمرانؓ کہتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت عثمانؓ کو اس طرح وضو کرتے دیکھا کہ پہلے اُنھوں نے تین مرتبہ ہاتھ دھوئے، پھر کلی کی۔ ناک میں پانی ڈالا۔ پھر تین دفعہ مُنہ دھویا، پھر کہنیوں تک دونوں کلائیاں دھوئیں۔ پھر سر پر مسح کیا۔ پھر دونوں پاؤں تین دفعہ دھوئے۔ پاؤں دھوتے وقت پہلے دایاں پاؤں دھویا اور بعد میں بایاں۔ پھر فرمایا اس طرح جو بھی وضو کرے اور طمانیت قلب کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(۵۳) ناک کو اچھی طرح صاف کرنے کی تاکید۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص بھی وضو کرے اُسے چاہیئے کہ ناک میں اچھی طرح پانی چڑھا کر اسے صاف کر دے۔

(۵۴) روزہ کی حالت میں ناک میں پانی چڑھانا۔ حضرت لقیط بن صبرہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے وضو کرتے وقت ناک میں زور سے پانی چڑھانے کا حکم دیا۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کہ روزہ کی حالت میں اس طرح نہ کیا جائے۔ (یعنی احتیاط برتی جائے۔ مترجم)

(۵۵) نیند سے اُٹھنے کے بعد ناک صاف کرنا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کون و مکاںؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی بھی

سو کر اُٹھے اور وضو کرے تو اسے ناک کو تین دفعہ سنکنا چاہیئے۔ کیونکہ شیطان سونے کی حالت میں نتھنوں میں آرام کرتا ہے۔

(اس حدیث کے آخری الفاظ کا مفہوم سمجھ لینا ضروری ہے۔ موجودہ دور کے حکماء کا فیصلہ ہے کہ سوتے وقت ناک میں کچھ اس قسم کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جنھیں اگر صاف نہ کیا جائے تو صحت کے بگڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ حضور سرورِ کون و مکان نے غالباً اسی چیز کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مترجم)

(۵۶) حضرت علیؓ کا وضو ۔ عبد خیر فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علیؓ ابھی ابھی نماز سے فارغ ہوئے تھے، حضرت علیؓ نے پانی منگوایا۔ پانی لایا گیا، حضرت نے پانی سے تین دفعہ ہاتھ دھوئے۔ پھر سیدھے ہاتھ سے کلی کی، اور اس ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا۔ اس کے بعد تین دفعہ منہ دھویا۔ سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں تین تین دفعہ دھوئے اور فرمایا حضورؐ اس طرح وضو کیا کرتے تھے جو حضورؐ کا اتباع چاہتا ہے اسی طرح وضو کیا کرے۔

(۵۷) وضو کا بچا ہوا پانی پیا جا سکتا ہے ۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت علیؓ نے وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا۔ اور فرمایا رسول اللہؐ اسی طرح کیا کرتے۔

(۵۸) وضو کے بعض اعضاء کو دو دفعہ اور بعض کو تین دفعہ دھونا ۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح وضو کر سکتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا ہاں اور پانی منگوا کر، دو مرتبہ ہاتھ دھوئے۔ پھر کلی کی ناک میں پانی ڈالا اور ناک کو تین دفعہ سنکا۔ پھر تین دفعہ منہ دھویا۔ پھر دونوں ہاتھوں کی کلائیاں کہنیوں تک دو دو دفعہ دھوئیں۔ پھر اس طرح سر کا مسح کیا کہ دونوں ہاتھ پیشانی پر رکھ کر انھیں پیچھے کی طرف لے گئے، اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف پیشانی تک لائے۔ پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

(۵۹) وضو کے ہر عضو کو ایک ایک دفعہ دھونا ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضو کرتے دیکھا کہ حضورؐ نے دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر ایک ہی چلو سے کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا اور ایک ایک بار منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور سر اور کانوں کا ایک ہی مرتبہ مسح کیا۔

(۶۰) وضو کی فضیلت ۔ حضرت عبداللہ صنابحیؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وضو کرتے وقت مسلمان کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو ناک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب چہرہ دھوتا ہے تو چہرے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں

ابن ماجہ شریف کامل اردو

(مترجمہ جناب مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۳۰) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ کتاب اور دین دو ہی چیزیں ہیں۔ بس کتابوں میں سب سے بہتر کتاب قرآن مجید ہے اور دینوں میں سب سے بہتر دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہے۔ دین میں نئی چیزوں سے بچو کر دین میں جدت سب سے بڑی چیز ہے۔ ہر جدت بدعت ہے۔ اور بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ خبردار تمہارے دلوں میں شیطان طویل زندگی کی محبت نہ ڈال دے کہ یہ تمہارے دلوں کو سخت کر دے گی۔ خبردار ہر وہ چیز جو آنے والی ہے قریب ہے اور ہر وہ چیز جو گذر چکی ہے بعید ہے خبردار بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے ہی بدبخت پیدا ہوا اور سعید وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت پکڑے۔ خبردار مسلمان کا قتل کفر ہے اور اس کو گالی دینا فسق ہے کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن کے بعد تک ناراض رہے۔ خبردار جھوٹ سے بچو کہ جھوٹ سنجیدگی اور مذاق دونوں میں برا ہے کسی شخص کے لئے یہ اچھا نہیں کہ وہ اپنے بچے سے کچھ وعدہ کرے۔ اور اسے پورا نہ کرے جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف۔ خبردار سچائی نیکی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت میں۔ حضور فرمایا کرتے سچے تو سچ بولتے اور نیک کام کرتے ہیں۔ خبردار بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو اللہ کے نزدیک اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(۳۱) حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

هوالذی انزل علیك الكتاب منه آیات محكمات هن ام الكتاب وآخر متشابهات تا وما یذكر الا اولوا الالباب،

اور فرمایا اے عائشہ جب تم لوگ ان لوگوں کو دیکھو جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن سے اللہ نے منہ پھیر لیا پس ان سے بچو۔

(۳۲) حضرت ابی امامہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر وہ جن کے افراد آپس میں لڑ پڑے۔ قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ بل ہم قوم خصمون۔

(۳۳) حضرت حذیفہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے بدعتی کا نہ تو روزہ قبول فرماتے ہیں نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ توبہ اور نہ ہی فدیہ۔ یہ شخص اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح آٹے سے بال نکال دیا جاتا ہے۔

(۳۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے بدعتی کے اعمال اس وقت تک قبول نہیں کرتا۔ جب تک وہ توبہ نہیں کرتا۔

(۳۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے باطل پر ہوتے ہوئے جھوٹ چھوڑ دیا اس کے لئے اللہ تعالے جنت کے قریب ایک محل تیار کرتا ہے اور جس شخص نے حق پر ہوتے ہوئے جھگڑے سے اجتناب کیا اس کے لئے اللہ تعالے جنت کے وسط میں محل تیار کرتا ہے اور جس شخص نے اپنے اخلاق کو سنوارا اس کے لئے اللہ تعالے جنت کے اوپر کے حصہ میں محل تیار کرتا ہے۔

رائے اور قیاس سے اجتناب کا حکم

(۳۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں ختم کرے گا کہ اسے لوگوں سے چھین لے بلکہ اس طرح کہ علما کو ختم کر دے گا۔ پس جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیں گے۔ ان جاہلوں سے مسائل پوچھے جائیں گے۔ یہ فتوے دیں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(۳۷) حضرت ابوہریرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بغیر ثبوت اور علم شریعت کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ اسی کے سر ہوگا۔

(۳۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہ روایت فرماتے ہیں کہ علم تین قسم کے ہیں آیت محکمہ (قرآن) احکام مستنبط۔ اور جو ان کے علاوہ ہیں وہ غیر ضروری ہیں۔

(۳۹) حضرت معاذ بن جبل روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو ہدایت فرمائی کہ جب تک تمہیں کسی چیز کا صحیح علم نہ ہو اس کے متعلق فیصلہ نہ دو اور اگر تمہیں کوئی مشکل کام آپڑے تو توقف کرو یہاں تک کہ وہ سمجھ میں آجائے یا مجھ کو اس کے متعلق لکھو۔

(۴۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے حالات اس وقت تک اچھے رہے جب تک کہ ان میں غیروں اور باندیوں کی اولاد نہیں پیدا ہوئی۔ یہ پیدا ہوئی تو یہ خود بھی گمراہ ہوگئی اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا۔

ایمان کا بیان

(۴۱) حضرت ابوہریرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کچھ اوپر ساٹھ یا ستر قسم کا ہے سب سے کم درجہ کا ایمان یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار اور حیا بھی ایمان کی ایک قسم ہے۔ حضرت سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو ایک شخص کو سمجھاتے سنا کہ حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(۴۲) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ اور کوئی ایسا شخص دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا

(۴۳) حضرت ابو سعید روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالٰی مومنوں کو دوزخ سے نجات دیدے گا تو اس وقت یہ مومن اپنے ان بھائیوں کے لئے جنھیں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اس درجہ جھگڑا کریں گے۔ جتنا کوئی اس دنیا میں اپنے ساتھی کے لئے بھی نہ کرتا ہوگا۔ اور کہیں گے کہ اے اللہ یہ تو ہمارے بھائی ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ ہمارے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے یہ ہمارے ساتھ حج کیا کرتے تھے مگر تم انھیں دوزخ میں ڈال رہے ہو تو اللہ تعالٰی ان سے کہیں گے کہ اچھا جاؤ ان میں سے جن کو تم پہچان لو ان کو نکال لاؤ پس مومن ان کے پاس آئیں گے اور ان کو ان کے چہروں سے پہچان لیں گے کیونکہ ان کے چہروں کو آگ نے نہیں جلایا ہوگا ان میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے کہ ان کی پنڈلیوں تک آگ کا اثر پہنچا ہوگا بعض ان میں سے ایسے ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ پہنچی ہوگی پس مومن ان کو باہر نکال لیں گے اور کہیں گے اے اللہ ہم نے ان لوگوں کو نکال لیا جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا۔ اللہ تعالٰی فرمائیں گے اچھا ان لوگوں کو بھی نکال لاؤ جن کے دل میں دینار کے برابر بھی ایمان ہے۔ ان کو بھی نکال لاؤ جن کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہو۔ ان کو بھی کو نکال لاؤ جن کے دلوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔ ابو سعید نے فرمایا کہ جو شخص اس کی تصدیق نہ کرے اسے چاہئے کہ یہ آیت پڑھے۔

ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفہا ویؤت من

(۴۴) جندب بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت تھے جبکہ ہم جوان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قرآن حکیم سے پہلے ایمان کی تعلیم دی اس کے بعد قرآن حکیم سکھایا اس سے ہمارا ایمان بڑھ گیا۔

(۴۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں دو جماعتیں ایسی ہیں جن کے نصیب میں ایمان نہیں ہے ایک مرجیہ اور دوسری قدریہ۔

(۴۶) حضرت عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص سفید کپڑوں میں آیا اس شخص کے سر کے بال بہت سیاہ تھے اس شخص کے چہرے پر سفر کی کوئی علامت نہیں دکھائی دیتی تھی اور نہ ہم میں سے کوئی شخص اسے پہچانتا تھا یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گھٹنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھ گیا اور حضور کے زانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا اے محمدؐ فرمایئے اسلام کیا ہے؟ حضور نے فرمایا یہ ہے کہ تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرے اور نماز ادا کرے روزے رکھے، زکوٰۃ دے، حج کرے۔ اس شخص نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں، حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہمیں دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ یہ خود ہی پوچھتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے پھر اس شخص نے کہا اے محمد فرمایئے ایمان کیا ہے حضور نے فرمایا کہ تم اللہ اس کے فرشتوں پر اس کے نبیوں پر اس کی کتابوں پر یوم آخرت پر اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔ اس شخص نے کہا سچ فرمایا آپ نے پھر اس نے پوچھا اے محمد فرمایئے احسان کیا ہے حضورؐ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھتے ہو یا تم اگر اسے نہیں دیکھتے ہو تو وہ تمہیں دیکھتا ہے پھر پوچھا حضورؐ قیامت کب آئے گی تو حضور نے جواب دیا کہ مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا اس نے کہا حضورؐ اس کی علامات کیا ہیں حضورؐ نے فرمایا یہ کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی (راوی کہتے ہیں کہ) اس سے مراد یہ ہے کہ عجم عرب کو جنے) اور یہ کہ تو دیکھے گا کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم والا اور

ضروریاتِ دین

قلت و کثرت

(از مولانا عبدالرحمٰن صاحب نگرامی)

اس وقت ہندوستان کی آب و ہوا میں جو فاسد جراثیم پیدا ہو گئے ہیں، اور اس کی وجہ سے طرح طرح کے جو امراض ہمارے قومی جسم میں سرایت کر گئے ہیں، ان میں سے ایک مسلمانوں کی تعداد اور گنتی کی کمی زیادتی کا سوال بھی ہے۔ یہ سوال تو کل ہمارے اچھے اچھے دماغ رکھنے والوں کو پریشان کئے ہوئے ہے، اور اسی خطرہ اور ڈر نے ہمارے بڑے بڑے کاموں اور خصوصاً ملکی آزادی کے کام میں رکاوٹ ڈال رکھی ہے۔ بظاہر یہ خطرہ معلوم بھی سخت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ سات اور اکیس کے جھگڑے میں کون نہ کہے گا کہ جیت تو اکیس کی ہونی چاہیئے۔ اپنے اپنے جتھے کو بڑھانے کے دنیا میں سب ہی خواہشمند ہوتے ہیں۔ البتہ اس خواہش کے نیچے جو ڈر اور خوف چھپا ہوا ہے اس سے تو ہر ایمان رکھنے والا اور قرآن کریم کی تعلیموں کو جاننے والا انکار اور سخت انکار کرے گا۔ میدان جیتنے کے لئے گنتی کہاں کام آتی ہے۔ گنتی اس لئے بڑھاؤ کہ پروردگار کے حکم ماننے والی جماعت بڑھے۔ اس لئے نہیں کہ تم اس سے کوئی لڑائی فتح کرو گے۔ تاریخ موجود ہے دیکھ لو کہ تھوڑے آدمیوں نے جو کام کئے ہیں وہ بہتوں سے نہ بن سکے۔ خدا کے چند بندوں نے جو تبدیلی پیدا کی وہ بعد کو پھر تو ہزاروں سے نہ ہو سکی۔ بلکہ کبھی کبھی تو کثرت نے نقصان بھی پہونچایا ہے۔ کثرت کا خیال غرور اور لاپروائی پیدا کر دیتا ہے۔ حنین کی لڑائی میں جو ہوا قرآن کریم نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اذ اعجبتکم کثرتکم کہ جب تمہاری تعداد کی زیادتی نے تم میں گھمنڈ پیدا کر دیا پھر پروردگار نے پہلے شکست دی کہ اس گھمنڈ کا بدلہ ہو اور تب اس کی مہربانی نے فتح دلائی۔ حوصلہ اونچا ہو۔ ہمت بلند ہو۔ ایمان موجود ہو اور خدا کی تائید اور امداد کا ایسا بھروسہ ہو جو کسی طرح بھی توڑے نہ ٹوٹے۔ تو پھر شمار اور گنتی کی کوئی پوچھ نہیں۔ ہم جب اخباروں میں پڑھتے یا کبھی اپنے کانوں سے سنتے ہیں کہ کثرت تعداد رکھنے والی ہماری ہمسایہ قوم کے بہت سے نامی اور مشہور رہنما کیسے خوف اور ڈر کا اظہار کرتے ہیں اور طرح طرح کی تدبیریں بتا کر اپنی قوم کو بہادری کی دعوت دیتے ہیں تو ایک طرف ہمیں اس پر افسوس آتا ہے کہ یہ لوگ بزدلی کی اصل جڑ غلامی کو کھو دیتے ہوئے تو ہچکچاتے ہیں، پھر ان کی یہ پکار کیسے کامیاب ہو سکتی ہے؟ دوسری طرف ان کی حالت دیکھ کر قلت کا رونا رونے والوں پر ترس آتا ہے کہ وہ کثرت کے اس چلتے پھرتے سبق کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اور دیکھ کر عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ کیا تماشہ ہے کہ قلت کثرت سے خوف کھائے اور کثرت قلت سے سہمی ہوئی ہے۔ دونوں کے دل کمزوری اور بزدلی سے بھرے ہوئے ہیں۔ نہیں تو ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے مطمئن ہو کر تیسری طاقت سے جو صرف ان کے جسموں پر نہیں بلکہ روحوں پر مسلط ہے، چھٹکارا حاصل کرتے۔ ہندو بھائی بھی ہماری بات پر کان دھریں تو ان کے لئے بھی بہتر ہے اور مسلمانوں کو تو پورے زور سے ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ یہ ڈر اور خوف ہمارے ایمان پر ایک دھبہ ہے ہم سب کو کمزوری کی اصل بنیاد تک پہونچنا چاہیئے۔ ایک تو یہی غلامی ہے، اور دوسرے اپنے اندر کا اضمحلال اور خود اپنی طاقت پر اعتماد کا نہ ہونا اور مذہبی حیثیت سے دیکھا جائے تو ایمان کا صحیح نہ پایا جانا ہے۔ ہم مسلمانوں کو ان کی باتوں پر دھیان نہ دینا چاہیئے جو ان کے خلاف اپنے آدمیوں کو اکساتے رہتے ہیں۔ ہم کو اپنا کام اور وقت کا سب سے مقدم کام کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی قوم اپنی ترقی کی فکروں میں لگی ہے، اپنے کو بڑھا کر بھائی کے ساتھ نوع انسانی کی خدمت کرنا چاہتی ہے تو ہمارے لئے اس میں کوئی رنج کی بات نہیں۔ اور اگرچہ لوگ عقلمندی سے اپنی قومی بھلائی ہماری بُرائی ہی میں جانتے ہیں تو ہم بڑی خوشی سے انھیں ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ کیونکہ اول تو ہم جانتے ہیں ہندوستان کے دیس میں کوئی قوم ہمارا بُرا چاہ کر اپنی بھلائی نہیں پا سکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم اگر اپنی جگہ اچھے اور مضبوط کام کرنے والے ہیں تو پھر مشکل سے کوئی ہمیں نقصان پہونچا سکے گا۔ ہم یہ بات صاف دیکھ رہے ہیں کہ قلت وقت کی پکار ہمارے دلوں میں کیسا بُرا اثر کر رہی ہے اور واقعتاً یہ احساس دن بدن ہمارے دلوں میں اس طرح گھر کرتا جاتا ہے کہ اس سے ہماری قوتوں کو سخت صدمہ پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ اپنے ایک بزرگ مولانا مسعود علی ندوی کی یہ بات ہم کو بہت پسند آئی کہ لوگ اس لئے روتے ہیں کہ ہم ہندوستان میں صرف سات کروڑ ہیں اور میں غم کرتا ہوں کہ افسوس مسلمان سات کروڑ ہیں اگر وہ سات لاکھ ہوتے تو اچھے ہوتے کہ وہ منظم ہوتے، ان کا جوش ضائع نہ ہوتا، اور ان کی قوت عمل برباد نہ ہوتی۔ یہ ایک بڑی تاریخی حقیقت اور اسلامی شان و حوصلہ کی بات ہے۔ تو دس ہزار سونا سیروں کھوٹے ٹکڑوں سے بہتر ہے عالم کے واقعات نے بارہا اس کا ثبوت دیا ہے۔ مسلمانوں کا ماضی اس پر گواہ ہے اور مستقبل اس کی گواہی کیلئے تیار ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے ہمارے حال کی درستی مقدم ہے اور حال کی درستی کا غلامی کے بندھنوں کو توڑے بغیر کیا امکان ہے۔ احکام الٰہی کی واقفی اور دینی تعلیم کے ماتحت اضافہ کی خواہش بالکل دوسری چیز۔ اور خوف کھا کر اپنے کو دوگنا تگنا کرنے کی آرزو بالکل الگ ہے۔[۴۴]

[۴۴] افسوس ہے کہ جماعت علماء جس کو اس خطرہ سے سب کے مقابلہ میں کم اثر لینا چاہیئے تھا وہی اس سے زیادہ متاثر نظر آتی ہے اور یہ بھی ہماری بدبختیوں میں سے ایک بدبختی ہے۔

مسلمان اور جنگ

(از جناب مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ترجمان القرآن)

اسلام ایک اخلاقی ضابطہ کا نام ہے۔ وہ کسی خاص قوم یا گروہ کے مفاد اور اغراض کی خدمت کے لئے نہیں آیا ہے بلکہ اس لئے آیا ہے کہ انسان کی زندگی کو چند مستقل اخلاقی اصولوں کا پابند بنائے۔ مسلمان جس جماعت کا نام ہے اُس کا کام ہر حال اور ہر موقع پر اسلام کے ان اخلاقی اصولوں کی اطاعت کرنا ہے۔ اور دنیا میں اس کا مشن یہ ہے کہ نوع انسانی کے معاملات اور باہمی تعلقات کی تنظیم و ترتیب ان اصولوں پر کرے تاکہ آدم کی اولاد کو روحانی، اخلاقی اور مادی ارتقاء کے لئے ایک پُرامن فضا بہم پہنچ سکے۔ اس مشن سے قطع نظر کرکے اور ان اصولوں کی اطاعت سے آزاد ہوکر اگر مسلمان کسی معاملہ کو اپنے مفاد اور اپنی اغراض کے نقطۂ نظر سے دیکھیں اور اس لحاظ سے اپنے طرزِ عمل کے متعلق کوئی فیصلہ کریں کہ ہمارا اپنا فائدہ کس چیز میں ہے تو اُن کا یہ رویہ اُن کے مسلم ہونے کی حیثیت کے منافی ہوگا۔ گروہوں اور جماعتوں کا اپنی اپنی اغراض کے مطابق کام کرنا تو ایک عام طریقہ ہے جو قدیم ترین عہد جاہلیت سے چلا آرہا ہے، اور دنیا کی ساری قومیں اسی طریقہ پر چلتی رہی ہیں۔ اور چل بھی رہی ہیں۔ اگر اسی طریقہ کو جاری رکھنا مقصود ہوتا تو اسلام کے آنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، نہ مسلم کے نام سے ایک الگ گروہ اس غرض کے لئے بنانے کی کوئی حاجت تھی۔ کہ وہ جماعتی و قومی مفادات کے لئے باہم مسابقت و مزاحمت کرنے والے گروہوں میں ایک کا اور اضافہ کردے۔ اسلام کے آنے کا مقصد تو دنیا سے اس طریقہ کو مٹانا ہے۔ وہ اس لئے آیا ہے کہ خواہشات اور تمناؤں کے بجائے حق اور راستی کے مستقل اصول انسان کے طرز عمل کی رہنمائی کریں۔ دنیا کی ساری قوموں سے نکال کر اُس نے مسلمانوں کا ایک الگ گروہ اسی لئے بنایا ہے کہ وہ ان اصولوں کے نہ صرف خود مطیع ہوں۔ بلکہ دنیا میں انسانی زندگی کا نظام اُن پر قائم کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔ لہٰذا مسلمان اگر مسلمان ہوں تو ان کا کام ہر معاملہ میں یہ دیکھنا ہے کہ جن اخلاقی اصولوں کی تعلیم اسلام نے دی ہے ان کے لحاظ سے حق اور راستی کا طریقہ کیا ہے۔

جب کہ اسلام کسی قوم کی "پالیسی" کا نام نہیں بلکہ ایک خالص اخلاقی ضابطہ کا نام ہے تو کسی جنگ کے موقع پر یہ دیکھنا کہ لڑنے والے فریقوں میں کون کون سی قومیں ہیں، اور کس قوم سے مسلمانوں کے کسی خاص گروہ کا تعلق کس نوعیت کا ہے۔ اور کونسا پہلو اختیار کرنے سے اس گروہ کے مفاد کی بہتر خدمت کی جا سکتی ہے۔ یہ ہرگز اسلامی نقطۂ نظر نہیں ہو سکتا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے تو ہر جنگ کے موقع پر صرف یہ دیکھا جائے گا۔ اور بالکل بے لاگ طریقہ سے کامل راستبازی کے ساتھ دیکھا جائے گا کہ اُس کی اخلاقی حیثیت کیا ہے؟ فریقین کے مقاصد کیا ہیں؟ آیا ان میں ایک ظالم اور دوسرا مظلوم ہے یا دونوں ظالم ہیں؟ فریقین کے پیش نظر اپنی اغراض ہی ہیں یا ان میں سے کوئی حق کا حامی بھی ہے؟ ہر فریق کی کامیابی کا امکان فرض کرتے ہوئے جن نتائج کی توقع کی جاتی ہے۔ آیا کسی کی کامیابی کے نتیجہ میں حق بھی قائم ہوتا ہے یا نہیں، یا بہرحال نتیجہ یہی نکلنے والا ہے کہ ایک نئی قسم کا ظلم دنیا میں چھا جاتا رہے؟ یہی سوالات ہیں جن کی تحقیق پر مسلمان کے طرز عمل کا فیصلہ منحصر ہے، اور تحقیق کے معنی محض فریقین کے بیانات اور اعلانات کو دیکھنا نہیں ہے بلکہ حقیقی واقعات کو پوری طرح جانچنا ہے۔ پھر اس بے لاگ تحقیق میں جو پہلو برحق ثابت ہو مسلمان کا کام اسی پہلو کو اختیار کرنا ہے۔ بلا لحاظ اس کے کہ ایسا پہلو اختیار کرنے میں خود مسلمانوں کو ذاتی حیثیت سے کس نقصان کا خطرہ یا کس فائدہ کی اُمید ہے۔

مگر یہ ظاہر بات ہے کہ ایسی تحقیق کے لئے اولین شرط آزادیٔ رائے ہے۔ آدمی کو اولاً یہ آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ واقعات کو بے لاگ طریقے سے جانچ کر دیکھ سکے۔ اور ان پر بحث کرسکے۔ ثانیاً اُس کو یہ آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ وہ راستبازی کے ساتھ واقعات کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد جس نتیجہ پر پہونچ سکے اُس کے حق میں فیصلہ کرسکے۔ "تحقیق" اور "فیصلہ" کا یہ بالکل ابتدائی مفہوم ہے جس کو ہر معقول آدمی جانتا ہے۔ جہاں آدمی کو یہ آزادی حاصل نہ ہو وہاں تحقیق اور فیصلہ کے الفاظ قطعاً بے معنی ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی مقدمہ میں ایک فریق آپ سے یہ کہے کہ واقعات کا جو پہلو میری تائید میں ہے اُس کو تم جتنا چاہو نمایاں کرسکتے ہو۔ لیکن دوسرے پہلو پر بحث کرنے کا تمہیں حق نہیں ہے اور فیصلہ کے بارے میں بھی تمہارے لئے صرف یہ راستہ کھلا ہے کہ میرے حق میں فیصلہ کرو۔ دوسری طرف جانے کا راستہ میں تم کو نہ دوں گا، تو کوئی شخص جو اخلاقی ذمہ داری کا ذرہ برابر بھی احساس رکھتا ہو، ایسے مقدمہ کی مسل کو ہاتھ لگانے کے لئے بھی تیار نہ ہوگا۔ وہ اس صورت میں مجبوراً فیصلہ صادر کرنے کا بار اپنے سر لینے کے بجائے اس بات کو ترجیح دے گا کہ مسل کو خود ان فریق صاحب ہی کے سامنے رکھ دے اور اُن سے کہہ دے کہ آپ خود اپنے حق میں جو فیصلہ چاہیں ثبت فرمالیں۔

موجودہ جنگ کے معاملہ میں یہ بات تو بالکل صاف ہے کہ جرمنی کی نازی جماعت اسلامی نقطۂ نظر سے ہرگز حق بجانب نہیں ہے۔ اس کا فلسفۂ زندگی اس کے اصول اخلاق۔ اس کا طرز سیاست اور اس کے وہ نظریات جو دوسری قوموں کے مقابلہ میں ظالمانہ قوم پرستی کے اور خود اپنی قوم میں آمریت مطلقہ کی حامل ہیں، سب کے سب بلا شائبہ شک و ریب اُن اصولوں کے خلاف واقع ہوئے ہیں جنہیں اسلام لے کر آیا ہے اور اُن کی کامیابی بھی اسلامی نقطۂ نظر سے انسانیت کے لئے خطرناک ہے۔ لہٰذا اگر سوال صرف یہی ہو کہ ان اصولوں کو مٹانے کے لئے اور ان کی حمایت کرنے والی جماعتوں کو زک دینے کے لئے لڑنا جائز ہے یا نہیں تو مسلمانوں میں ایسی جنگ کے جواز کے متعلق دو رائیں ہرگز نہیں ہوسکتیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ برطانیہ اور فرانس اُن کے مقابلہ میں کس لئے برسرِ پیکار ہیں؟ یہ اُن کو مٹا کر کیا چیز قائم کرنا چاہتے ہیں؟ اُن کے پیشِ نظر جنگ کا محض منفی پہلو ہی ہے یا کوئی مثبت پہلو بھی ہے؟ اور اگر کوئی مثبت پہلو ہے تو وہ کیا ہے؟ یہاں بکثرت ایسے لوگ موجود ہیں جو پچھلے تجربات اور حال کے واقعات کی بنا پر اُن بیانات کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، جو اس سلسلہ میں دونوں حکومتوں کی طرف سے شائع کئے گئے ہیں۔ اُن کے شکوک کو دور کرنے کی صورت صرف یہ ہے کہ جزائر برطانیہ اور ملک فرانس کی حدود سے باہر جن زمینوں اور قوموں پر اس وقت تک برطانوی اور فرانسیسی امپیریلزم قائم ہے اُن کو آزاد کیا جائے اور ہر قوم کو خود اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے آزاد و خود مختار چھوڑ دیا جائے۔

سیدھی بات بالکل صاف ہے۔ اگر یہ جنگ نازی ازم کے مقابلہ میں امپیریلزم کی حفاظت کے لئے ہے تو مسلمان دونوں کو ایک درجہ میں رکھتا ہے۔ اور ایک کو دوسری پر ترجیح دینے کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔ اور اگر یہ فی الواقع جبر کی حکمرانی کو مٹا کر قوموں کو آزادی کی نعمت بخشنے اور بین الاقوامی عدل قائم کرنے کے لئے ہے تو اس غرض کے لئے لڑنا مسلمان کا اخلاقی فرض ہے۔ بشرطیکہ ان مقاصد کا زبانی اعلان نہیں بلکہ عملی ثبوت دیا جائے۔

اسلام کوئی انوکھا اور نرالا قانونِ اخلاق لے کر نہیں آیا ہے۔ بلکہ اُسی قانونِ اخلاق کی حمایت کرنے آیا ہے جس کو انسانی فطرت جانتی پہچانتی ہے، اور جس کے اصول ہر معقول، حق پسند انسان کے دل کو اپیل کرتے ہیں۔ اس قانونِ اخلاق کی رو سے جنگ اور خونریزی ایک برائی ہے جس کو مجبوراً صرف ایسے حالات میں جائز یا فرض قرار دیا جاتا ہے جب کہ ظلم کو مٹا کر عدل قائم کرنے کے لئے ایسا کرنا ناگزیر ہو۔ ظلم کی تعریف کیا ہے؟ اور عدل سے کیا مراد ہے؟ ان دونوں چیزوں کی بھی صاف صاف تصریح قرآن اور سنتِ رسول میں کر دی گئی ہے۔ ایک با اصول جماعت ہونے کی حیثیت سے مسلمان کا کام یہ ہے کہ ظلم اور عدل کا جو معیار اسلام کے اصولِ اخلاق میں مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے لحاظ سے فیصلہ کرے کہ آیا کشت و خون جیسے ایک امرِ خطیر کا ارتکاب کرنا چاہیئے یا نہیں اور جب وہ اپنے اصول کے مطابق اس کا فیصلہ کرے تو اس کو خالص حق پسندی کے جذبہ سے میدان میں اترنا چاہیئے۔ اس کے دل میں صرف یہ نیت ہونی چاہیئے کہ جس چیز کو اللہ اور اُس کے رسول نے ظلم کہا ہے اس کو مٹانا ہے اور جس چیز کو اللہ اور اُس کا رسول عدل کہتا ہے اسکے قائم کرنا ہے۔ اس کے سوا اپنے کسی ذاتی یا جماعتی فائدے کی نیت کا شائبہ تک اس کے قلب میں نہ ہونا چاہیئے، ورنہ وہ خود ظلم اور فساد کا مجرم ہو جائے گا۔ کیونکہ اسلام کی رُو سے اپنی یا اپنی قوم کی، یا کسی دوسرے شخص یا قوم کی اغراض کے لئے لڑنا ظلم و فساد ہے۔ اسلام کرایہ کے سپاہی پیدا کرنے کے لئے نہیں آیا ہے کہ ہر شخص اُجرت دے کر مسلمان کو جس غرض کے لئے چاہے اور جس کے خلاف چاہے لڑوا لے۔ ممکن ہے کہ مزدوری اسپرٹ کا نام کچھ لوگوں نے مارشل اسپرٹ رکھ لیا ہو۔ مگر کوئی فلسفہ اخلاق، جو فلسفہ اخلاق جیسے باوقعت نام سے پکارے جانے کے لائق ہو، ایسے لوگوں کو باخلاق انسان نہیں سمجھتا جو کسی اخلاقی جذبہ کے تحت نہ لڑتے ہوں بلکہ صرف اس لئے لڑتے ہوں کہ ان کو لڑنے کی اُجرت ملتی ہے۔ اخلاق کی نگاہ میں ایسے لوگوں کی حیثیت اُن پالتو درندوں کی سی ہے جو اپنے پالنے والوں کی طرف سے دوسرے جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ اسلام اس سے بہت بالا ہے کہ وہ انسانوں میں ایسی مارشل اسپرٹ پیدا کرنا چاہے۔

جنگ کے سلسلہ میں جو طرزِ عمل ہندوستان کی کانگریسی جماعت نے اختیار کیا ہے، اس کا یہ حصہ بلاشبہ نہایت معقول اور حق بجانب ہے کہ برطانوی حکومت کو اپنے برسرِ حق ہونے کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اور وہ ثبوت یہی ہو سکتا ہے کہ یہ حکومت خود امپیریلزم سے دستبردار ہو جائے۔ لیکن اس کا دوسرا حصہ جس میں وہ ہندوستان کے لئے مغربی طرز کی ڈیموکریسی کا مطالبہ کرتی ہے۔ نہ معقول ہے اور نہ اسے کسی طرح حق بجانب ہی کہا جا سکتا ہے۔ حال میں کانگریس ورکنگ کمیٹی نے جو ریزولیوشن پاس کیا ہے اور جس کی تصدیق آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے کی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ۔

"کانگریس کا بنیادی مقصد جو اس کی تمام مساعی کے اندر کارفرما رہا ہے یہ ہے کہ باشندگانِ ہند خود مختار ہوں اور ہندوستان میں ایک ایسی آزاد جمہوری حکومت قائم ہو جس میں تمام اقلیتوں کے حقوق اور مفاد برقرار اور محفوظ ہوں"

خط کشیدہ فقرے پر غور کرنے سے یہ بات صاف عیاں ہو جاتی ہے کہ کانگریس کے لیڈر اب تک جمہوریت کے اُسی پرانے، بوسیدہ تخیل کو لئے بیٹھے ہیں جس کی دھجیاں دنیا میں بکھر چکی ہیں اور بکھر رہی ہیں وہ ابھی تک جمہوریت کے معنی یہی سمجھے جا رہے ہیں کہ اسٹیٹ محض کثیر التعداد قوم کا ہو اور ملک کی قلیل التعداد قوموں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو کہ یا تو وہ وطنی قومیت کے اندر اپنے آپ کو گم کر دیں یا پھر "اقلیتوں" کی حیثیت میں رہنا قبول کریں جس کو قبول کرنے کے بعد وہ اسٹیٹ میں حصہ دار اور شریکِ سلطنت نہیں قرار پاتیں بلکہ عملاً محکوم بن جاتی ہیں، خواہ اُن کے حقوق اور مفاد کی حفاظت کا کتنا ہی یقین دلایا جائے۔ جمہوریت کا یہ نظریہ دنیا میں بہت سے تلخ تجربات کے بعد غلط اور منبع ظلم و فساد ثابت ہو چکا ہے۔ جہاں کہیں ایک سے زیادہ قومیں رکھنے والے ملک میں اس نظریہ کے مطابق جمہوری نظامِ حکومت قائم کیا گیا۔ وہاں وہ نہ صرف یہ کہ ناکام ہوا، بلکہ اکثر مواقع پر اپنے ساتھ ملک کی آزادی کو بھی لے کر ڈوب گیا۔ ہر جگہ سادہ لوح اندھوں نے اس امرِ واقعی کو جانتے بوجھتے نظر انداز کر دیا کہ ان کے ملک میں کئی قومیں بستی ہیں، اور محض ایک جغرافی رقبہ میں رہنے کی وجہ سے پوری آبادی کو ایک نیشن قرار دیکر

جمہوریت کے وہ اصول نافذ کر دے جو صرف ایک قوم ہی کے لئے موزوں ہو سکتے ہیں۔ لیکن تجربہ نے بتا دیا کہ ساون کا اندھا بن حقیقت کی طرف سے آنکھیں بند کرتا ہے وہ آخرکار بہت تلخ حقیقت بن کر ایسے وقت میں اسکی آنکھوں کو زبردستی کھولتی ہے جب کہ بسا اوقات آنکھیں کھلنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بس کانگریس کے لیڈروں میں اگر کوئی ہوشمند دانا و بینا آدمی موجود ہے تو میں اس سے کہوں گا کہ جمہوریت کے اس غیر حقیقی اور ثابت شدہ غلط نظریہ کو اپنے دماغ سے نکال دو، اور اُن پرانے خیالات کے بجائے، جن کو برسوں پہلے تم نے اپنے انگریز استادوں سے مستعار لیا تھا نئے تجربات اور عقلِ عام کی روشنی میں ایک نیا آرڈر بنانے کی فکر کرو۔ اسی میں تمہاری اور ہندوستان کی خیر ہے۔ ورنہ یا تو آزادی وطن کا خواب تعبیر نکلنے سے پہلے ہی پریشان ہو جائے گا، یا حسنِ اتفاق سے تعبیر نکل بھی آئی تو "اگر با ندشے ماند شبے دیگر نمی ماند"۔

کس قدر افسوسناک بات ہے کہ برطانوی حکومت سے تو تم انصاف اور راستی کا مطالبہ کرتے ہو مگر خود بے انصافی اور ناراستی پر مصر ہو۔ اگر انگریز قوم کو ہندوستان کی مرضی کے خلاف اُس پر حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے تو ہندو قوم کو اس ملک کے غیر ہندو لوگوں پر اُن کی مرضی کے خلاف حکمراں ہونے کا کیا حق ہے؟ محض تعداد میں کثیر ہونا اس بات کو حق بجانب نہیں کر دیتا کہ جو لوگ تم سے تعداد میں کم ہیں۔ اُن پر تمہاری مرضی مسلط ہو۔ یہ چیز جمہوریت کے بنیادی تصور کے منافی ہے۔ جس لعنت میں اس کا نام جمہوریت رکھا گیا ہے وہ جلا دینے کے قابل ہے۔ بہتر ہے تم خود اپنے ہاتھ سے اُس کو جلا دو، ورنہ زمانہ خود اس میں آگ لگا دے گا اور اس کی پروا نہ کرے گا کہ جو ہاتھ اس لعنت کو پکڑے ہوئے ہے وہ آنچ سے محفوظ رہتا ہے یا نہیں۔

عقل، انصاف اور راستی کا تقاضا یہ ہے اور یہی صحیح جمہوریت بھی ہے کہ ہندوستان میں بین الاقوامی وفاق کے اصول پر ایک ایسا جمہوری نظام بنایا جائے جس میں کسی قوم کی حیثیت "محفوظ اقلیت" کی نہ ہو بلکہ اسٹیٹ کے حصہ دار کی ہو، ہر قوم کو اپنے اندرونی معاملات کی تنظیم کے لئے حکومت کے اختیارات خود استعمال کرنے کا حق دیا جائے، اور وفاقی اسٹیٹ کا دائرۂ اثر صرف اُن معاملات تک محدود رہے جو سب قوموں کے مشترک مفاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے اس نئے تخیل کو اپنی کتاب "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ دوم" میں صفحہ ۳۰ سے ۴۳ تک کافی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ لہٰذا یہاں اس کو دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ میں کانگریس کے لیڈروں کو بھی اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور مسلم لیگ کے لیڈروں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ براہِ کرم اس نازک موقع پر غلط طریقوں سے مسلمانوں کی نمائندگی نہ فرمائیے بلکہ ایک معقول اور منصفانہ بنیاد پر معاملات کو اس طرح طے کرنے کی کوشش کیجئے کہ مسلمان اور ملک کی دوسری قلیل التعداد قوموں کو اُن کے جائز حقوق بھی مل جائیں اور وہ آزادیٔ وطن کی راہ کا روڑا نہ بننے پائیں۔

بدقسمتی سے تمام مسلمان قومیں خواہ وہ آزاد ہوں یا محکوم، اس وقت قومیت کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ٹرکی، ایران، مصر، عراق، افغانستان سب اپنی اپنی قومی مملکتوں کے اندر دروازے بند کئے بیٹھے ہیں۔ اور ان کو صرف اپنے حدود قومی کے تحفظ کی فکر ہے۔ ہندوستان اور دوسرے محکوم ممالک کے مسلمان بھی اپنے قومی مفاد کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ حالت اگر یونہی برقرار رہی تو اندیشہ ہے کہ آخرکار ان لڑنے والے ازموں میں سے کوئی نہ کوئی ازم تمام یا اکثر اسلامی ممالک میں گھس آئے گا اور ان کا وہی حشر ہوگا جو روسی ترکستان کا ہو چکا ہے۔ کاش! کوئی ذریعہ ایسا ہو کہ خود فراموش مسلمانوں کو پھر یاد آ جائے کہ اُن کے پاس بھی ایک آئیڈیالوجی موجود ہے جو دنیا کو فتح کرنے کی طاقت رکھتی ہے جو دنیا میں آئی ہی اس لئے تھی کہ اس پر چھا جائے اور اس پر فرمانروائی کرے۔ "مسلمان" کے نام سے ایک بین الاقوامی جماعت بنائی ہی اس لئے گئی تھی کہ وہ اس آئیڈیالوجی کو لے کر اُٹھے اور زمین کی ساری پہنائیوں پر محیط ہو جائے۔ اب کہ دنیا قوموں اور سلطنتوں کی لڑائی سے ہٹ کر خود مجرد نظریات اور افکار کی لڑائی پر اُتر آئی ہے مسلمان کے لئے موقع ہے کہ وہ اپنے نظریات و افکار کو لیکر میدانِ مقابلہ میں بڑھے۔ اس بنیاد پر اگر وہ لڑے گا تو خواہ ٹینک اور ہوائی جہاز ایک مرتبہ اس کی ساری زمین کو برباد اور اسکی آبادی کو تہس نہس ہی کیوں نہ کر دیں۔ بہرحال جبتک دنیا میں ایک مسلمان بھی زندہ ہے اس کے لئے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ آخرکار بازی جیت کر رہے گا۔ لیکن آئیڈیالوجی کی بنیاد چھوڑ کر نری قومیت کی بنیاد پر لڑنے کی صورت میں کوئی توقع نہیں کہ اس کے قدم ان طاقتوں کے مقابلہ میں ٹھہر سکیں گے جنھوں نے اٹھارہ دن کے اندر پولینڈ جیسی ایک یوروپین سلطنت کو صفحۂ دنیا سے محو کر کے رکھ دیا۔ مسلمانوں کے پاس لے دے کر جو تین چار آزاد حکومتیں موجود ہیں اُن کی مجموعی طاقت بھی شاید پولینڈ کے برابر نہیں ہے۔

ہندوستان کے تنگ حدود سے باہر دنیا کے وسیع عرصۂ کارزار میں موجودہ جنگ نے ایک اور اہم مسئلہ بھی پیدا کر دیا ہے جو مسلمانوں کو دعوتِ فکر و عمل دے رہا ہے اس وقت دنیا میں مسابقت اور کشمکش درحقیقت قوموں کے درمیان نہیں بلکہ فلسفۂ زندگی اور اصول اجتماع کے مختلف نظریات (آئیڈیالوجیز) کے درمیان ہے ایک طرف سرمایہ دارانہ جمہوریت ہے اور دوسری طرف فاشزم اور نازی ازم ہے تیسری طرف کمیونزم ہے۔ یہ تینوں دنیا کی حکمرانی کے لئے برسرِ پیکار ہیں۔ اگرچہ سردست ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موخر الذکر دو طاقتوں نے پہلی طاقت کو شکست دینے کے لئے باہم ساز باز کر لیا ہے مگر یہ امر یقینی ہے کہ بعد میں خود اُن کے درمیان بھی ایک فیصلہ کن کشمکش ہوگی اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آخرکار کس نظریہ کو غلبہ نصیب ہوگا۔ اس خوفناک طوفان میں اُن قوموں کے لئے بقا و ثبات کا کوئی امکان نظر نہیں آتا جن کے پاس قومیت کے سوا کچھ نہیں ہے جو کوئی ایسی آئیڈیالوجی نہیں رکھتیں جسے لیکر وہ دنیا پر چھا جانے کے

خلاصہ موضوعات کبیر ملا علی قاری

معہ تاریخ تدوین حدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از جناب مولانا انتظام اللہ صاحب شہابی اکبر آبادی

التماس

خدا کے فضل و کرم سے ہمارا پیشولے اردو میں کتب احادیث کا ترجمہ منتقل کر دیا ہے اور روز بروز نئے نئے تراجم آتے ہیں اور آئندہ اردو میں عربی کا تمام ذخیرہ منتقل ہوجائے گا بڑا افسوس ہے اب تک نہ تو تاریخ حدیث پر کوئی جامع کتاب اردو میں لکھی گئی۔ اور نہ موضوعات حدیث پر صحیح حدیث کا سیا جب ہی معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی حدیثیں بھی شائع ہوں علمائے متقدمین نے موضوع احادیث کے مجموعہ شائع کر دیئے ہیں ان کے تراجم کی بھی سخت ضرورت ہے چنانچہ میں اپنے دوست حافظ مولوی سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی کی فرمائش پر خلاصہ موضوعات ملا علی قادری کا ترجمہ معہ تاریخ تدوین حدیث مرتب کرکے پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ اردو داں حضرات اس ترجمہ سے سچی اور جھوٹی حدیثوں کو سمجھ سکیں گے اور مولوی صاحبان کی بے اصول بیانوں سے نکلیں گے۔

آخر میں اہل علم سے درخواست ہے کہ اگر مجھ سے سہواً غلطی ہوگئی ہو تو معاف فرمائیں اور اس سے مجھے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کرسکوں۔ وما توفیقی الا باللہ

انتظام اللہ شہابی دائرۂ معارف قرآنیہ آگرہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تدوین حدیث آغاز نبوت سے تیرہ برس تک احکام و فرائض بہت ہی کم تھے صرف نماز فرض ہوئی تھی وہ بھی مختصر یعنی ظہر، عصر، عشاء ان سب میں صرف دو دو رکعتیں فرض تھیں سنہ ۲ھ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے علامہ ابن اثیر کے بقول سنہ ۹ھ میں زکوٰۃ اور حج فرض ہوا غرض آغاز نبوت سے ایک مدت تک نماز کے سوا اور کوئی حکم صادر نہ ہوا تھا۔ اس لئے ان کے متعلق حدیث یا روایت کی ضرورت پیش نہیں آئی صحابہ مسائل و احکام کے متعلق زیادہ دریافت کرتے ہوئے ڈرتے تھے قرآن مجید میں حکم تھا۔

لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم لا تسؤکم

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کے اصحاب سے کسی قوم کو بہتر نہیں پایا کہ تمام زمانہ نبوت میں صرف تیرہ مسئلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے جو سب قرآن میں مذکور ہیں[۱]۔ اگر کوئی خاص ضرورت لاحق ہوئی تو حضور سے پوچھ لیا کرتے بچہ لوگوں نے لکھنا شروع کیا قرآن مجید نازل

[۱] مسند دارمی

ہو رہا تھا۔ قرآن، ورقوں میں ہاتھی لکھا جا رہا تھا التباس نہ ہوجائے تو حضور نے حکم دیا کہ لاتکتبوا عنی شیئا الا القرآن مجھ سے بجز قرآن کے کوئی چیز نہ لکھی جائے فمن کتب عنی شیئا غیر القرآن جس نے علاوہ قرآن کے کوئی شے لکھی ہو فلیمحہ وہ مٹا دی جائے۔

پھر تو صحابہ قرآن مجید کی سورۃ و آیات کے لکھنے پر متوجہ ہوگئے حفظ بھی کرتے اور ہڈی، کھجور کے پتے وغیرہ پر لکھتے رہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن ثابت کو بلاتے اور جو سورت نازل ہوتا وہ ان سے فرماتے اور وہ لکھ لیتے قرآن مجید قریب قریب ختم ہو چکا تھا کہ بعض وقت ضرورتیں پیش آتی رہیں حضور سے پوچھ کر لوگ لکھنے بھی لگے حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ کی روایت سے ہے کہ جب قوم عبد القیس کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار رہتے ہیں سوائے مقدس مہینوں کے حاضر خدمت نہیں ہوسکتے تو آپ نے نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کے احکام بیان فرمانے کے بعد ان سے کہا خود (تم لوگ) ان باتوں کو خوب محفوظ رکھو یعنی اچھی طرح سے یاد کرلو اور جو لوگ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں۔ ان کو یہ باتیں صحیح صحیح پہنچا دو[۱]۔ فتح مکہ پر خطبۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے پر لکھوا دیا گیا[۲]۔

ابن حزم حاکم نسائی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک بڑی تحریر اہل یمن کو بھیجی تھی جس میں بہت سے مسائل آگئے تھے حضور کی تحریر شوہر کی دیت میں سے بیوی کے حق کے متعلق ضحاک بن سفیان کے پاس تھی، اسی طرح ایسی ہی ایک تحریر قبیلہ زہیر کو دی اور وائل بن حجر جب اپنے وطن اپنے جانے لگے۔ تو ان کو حضور نے ایک نامہ لکھوا کر دیا جس میں نماز، روزہ، ربوا، شراب اور دیگر احکام تھے۔ (طبرانی صغیر[۳])

اور نامہ جات وغیرہ جو سلاطین عالم کے نام بھیجے گئے۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص کبھی حضور سے اجازت لے کر جو آپ سے سنتے وہ قلم بند کر لیتے یہی کتاب الصادقہ تھی کے نام سے کتب حدیث میں مذکور ہے[۴]۔ صلح نامہ حدیبیہ حضرت علی نے لکھا تھا اس کی نقل قریش کو دی اور حضور کے پاس بھی رہی۔ عمرو بن حزم ؓ کو آنحضرت صلعم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ایک تحریر لکھ کر حوالہ کی جس میں فرائض صدقات وغیرہ کے متعلق ہدایات تھی (کنز العمال صفحہ ۱۴۱)

[۱] بخاری باب کتاب العلم [۲] دارمی (عن عبد اللہ بن عمرو بن عاص) [۳] طبقات الصادقہ دیکھی (ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۱۲۵) یہ الصادقہ عبد اللہ بن عمر کے پوتے عمرو بن شعیب کے پاس موجود تھا (ترمذی ۱۱۳ و ۱۲۶) و طبقات ہدارس ص ۳۴ [۴] ابو داؤد و مسند ابن حنبل ۲ ابن سعد حفاظ ذہبی ص ۱۷۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جانشین رسول ہوئے۔ سب سے پہلے علم کا زمانہ یہ تھا کہ قرآن مجید حفاظ جو صحابہ نے آنحضرت کے مطابق کیا تھا اور متفرق جگہ ہڈی کاغذ چمڑہ وغیرہ پر حضور کے حکم سے لکھا ہوا تھا۔ یکجا نقل کرا دیا۔[1]

حضرت انسؓ جب بحرین جانے لگے تو آپ کے پاس ایک یادداشت زکوٰۃ کے احکام پر مشتمل تھی۔[2] عہد صدیقی کی حالت یہ تھی حافظ عماد الدین نے مسند صدیق میں بروایت حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری کے حضرت عائشہؓ کی روایت سے یہ لکھا ہے کہ میرے والد (ابوبکر صدیقؓ) نے پانسو حدیثیں پیغمبر خدا صلعم کی جمع کی تھیں پس ایک شب وہ نہایت بے چین ہوئے اور حد سے زیادہ مغموم ہیں نے پوچھا کہ پریشانی کا سبب کیا ہے تو آپ نے کہا وہ حدیثیں جو میں نے جمع کی تھیں لے آ جب میں لے گئی تو آگ منگا کر انھیں جلا ڈالا جب میں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں مر جاؤں۔ اور یہ حدیثیں میرے پاس رہ جاویں اور شاید میں نے اعتبار ان آدمیوں کا روایت میں کیا ہو۔ جو درحقیقت لائق اعتبار نہ ہوں۔ اور وثوق ان باتوں کا کریں جو دراصل صحیح نہ ہوں"

آپ کے عہد میں احادیث کی اشاعت ہونے لگی تو آپ گھبرا گئے۔ روک ٹوک کرنے لگے۔ مراسل ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد صحابہ کو جمع کر کے یہ کہا کہ تم رسول خدا کے بارے میں ایسی حدیثیں بیان کر رہے ہو جن میں ایک دوسرے کی تنقیض۔ اور تمہارے بعد جو لوگ پیدا ہوں گے وہ اس سے بڑھ کر اختلاف کریں گے اس لئے رسول خدا کے بارے میں کسی امر کی روایت ذکر و اور اگر کوئی تم سے کچھ پوچھے تو یہ کہہ دو خدا کی کتاب ہمارے درمیان ہے اس لئے جو کچھ اس میں حلال ہے اس کو حلال سمجھو اور جو کچھ حرام ہے اس کو حرام سمجھو۔ اسی احتیاط کا نتیجہ تھا کہ خود حضرت ابوبکرؓ سے بقول امام شافعی سترہ حدیثیں مروی ہیں مگر صحاح میں ۱۴۲ مسند میں ۸۰[3] یہ وہ ذات گرامی ہے جو سب سے اول رسول اللہ پر ایمان لائے آخر وقت تک ازلی خدمت اقدس میں رہے آپ کو صرف چند حدیثیں یاد تھیں۔ یہ تھی احتیاط اور صداقت کہ کوئی بات رسول اللہ صلعم سے غلط منسوب نہ ہو جائے۔ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم مقرر ہوئے تو آپ دانستہ قرآن کے مقابل میں اشاعت حدیث کو روکتے تھے علامہ ذہبی نے طبقات الحفاظ میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ اس خوف سے کہ حدیث بیان کرنے والا رسول اللہ کی طرف غلط روایت منسوب نہ کرے صحابہ کو ہمیشہ حکم دیتے تھے کہ حدیثیں کم بیان کیا کریں"

قرظہ بن کعب مع دیگر صحابہ کے عراق جانے لگے تو حضرت عمرؓ نے خود ان کی مشایعت کی اور ان سے پوچھا کہ جانتے ہو میں کیوں تمہارے ساتھ آیا ہوں لوگوں نے کہا ہماری عزت افزائی کے لئے

فرمایا کہ ہاں ایک اور مقصد ہے وہ یہ کہ جہاں جا رہے ہو وہاں لوگ قرآن

[1] اتقان (بروایت حارث محاسبی)، [2] احکام زکوٰۃ حضور صلعم کے ارشاد فرمائے ہوئے تھے یا مرتب کرائے تھے اسکی نقل ابوبکر صدیق کے پاس تھی اور ان کے بیان سے ابوبکر بن عمرو بن حزم کے خاندان میں تھی دار قطنی کتاب الزکوٰۃ ۲۰۹، [3] توجیہ النظر الی اصول الاثر صفحہ ۱۲ بحوالہ مناقب الشافعی از امام رازی [4] الندوہ رجب ۱۳۳۲ھ۔

مذہبی معلومات

اسلام کا معاشی نظام

(از جناب مولانا ابو الاقبال محمد جمیل احمد صاحب سیوہاروی)

اسلام نے جائداد منقولہ وغیرہ منقولہ میں شخصی ملکیت اور اس ملکیت میں مالکانہ تصرفات کا حق ایک محدود دائرہ میں تسلیم کیا ہے اور اسلام کے بیان کردہ ذرائع آمدنی مثلاً تجارت، وراثت، ہبہ، مزدوری، کاشتکاری وغیرہ وغیرہ ذرائع سے جو دولت بھی حاصل ہوتی ہے اس پر شخصی ملکیت کا قانون نافذ ہوجاتا ہے اور پھر اسی شخصی ملکیت کے نتیجہ میں عشر و زکوٰۃ، مہر و نفقات خراج وغیرہ مختلف ٹیکس تمام پر عائد ہوتے ہیں اور جس طرح جائداد غیر منقولہ میں ہے اسلام کا قانون ملکیت نافذ ہے چنانچہ اسلام کے متفقہ اور مشہور قانون شفعہ کی بنیاد اسی پر قائم ہے قرآن عظیم نے سورہ الکہف میں جس باغ کا تذکرہ فرمایا ہے اس کی ملکیت باغ کے زمینداروں کی جانب فرمائی ہے اور اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ اسلام نے شخصی ملکیت کو آئینی حیثیت سے تسلیم کیا ہے لیکن اسی کے ساتھ کتاب و سنت اور ائمہ کے اجماعی مذہب کے پیش نظر یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام نے شخصی ملکیت کو تسلیم کرنے کے ساتھ ہر موقعہ پر دو اصول ملحوظ رکھے ہیں۔

اوّل یہ کہ دولت کی پیداوار کے ذرائع کسی ایک ہی طبقہ میں سمٹ کر نہ رہ جائیں

دوسرے یہ کہ شخصی اور ذاتی سرمایہ میں بھی عوام کا مستقل اور معقول حصہ آئینی حیثیت سے موجود رہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے کیلا تکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (تاکہ دولت تمہارے سرمایہ داروں میں سمٹ کر نہ رہ جائے) اور فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم (اور تمہاری دولت میں غریب اور فقیر کا بھی حق ہے) نیز داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ توخذ من اغنیائھم وترد الی فقرائھم (دولت مندوں سے لے کر غریبوں میں بانٹ دیا جائے۔

ایک اور مقام پر قرآن عظیم نے فرمایا ہے۔ الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم (سورہ توبہ) جو لوگ سونے اور چاندی کو سرمایہ بنا کر رکھتے ہیں اور اس کو خدا کے بتلائے ہوئے راستہ میں قوم کے (ضرورت مند طبقہ پر) خرچ نہیں کرتے ہیں ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے اس ارشاد ربانی کی بنا پر اسلام کے ایک مشہور صحابی ابوذر غفاری کا عقیدہ یہ تھا کہ معمولی ضروریات زندگی کے علاوہ اسلام میں قطعاً سرمایہ داری جائز نہیں ہے (امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ اس مسئلہ میں حضرت ابوذرؓ کے تقریباً ہمنوا تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ وہ معمولی ضروریات کو چار ہزار درہم یعنی مروجہ سکے سے تخمیناً ایک ہزار روپیہ سالانہ میں محدود سمجھتے تھے۔ اس سے زائد سرمایہ اُن کے نزدیک بھی جائز نہ تھا بلکہ اس کو قوم کے ضرورت مند طبقہ پر صرف کر دینا ضروری تھا۔ اسلام کی مشہور شخصیت امام ضحاک ان معمولی ضروریات کا تخمینہ اساسی کچھ زیادہ یعنی دو ہزار ۔ اور زیادہ فرماتے ہیں۔ (اتحاف السادۃ جلد ہشتم شرح احیاء العلوم صفحہ)

لیکن یہ واضح رہے کہ ان حضرات کا یہ اختلاف اصولی نہ تھا بلکہ اپنے اپنے تجربہ کے مطابق ضروریات زندگی کو دیکھتے ہوئے ایک تخمینہ تھا جسے ہر شخص ہر زمانہ میں جس طرح چاہے کر سکتا ہے۔

جمہور علماء اسلام کے نزدیک یہ متفق علیہ ہے کہ قرآن عظیم نے اس سرمایہ کی شدید مذمت کی ہے جس میں سے قوم کے ضرورت مند افراد کے لئے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کی معقول مقدار نہ نکالی جائے۔

جائداد غیر منقولہ کے بارے میں مالکانہ تصرفات کے لحاظ سے ائمہ اسلام کا حسب ذیل اقوال مذکور ہیں۔

امام حسنؒ، طاؤسؒ اور اصمؒ کے نزدیک جائداد صحرائی میں کسی ایک شخص کو صرف اتنی زمین ہی پر کاشت کرنے کا حق ہے جتنی زمین میں وہ بذات خود کاشت کر سکے اس سے فاضل آدمی کو بلا معاوضہ دوسروں کو دیدینا ضروری ہے (طحاوی جلد دوم حواشی الموطا للامام محمد وغیرہ)

امام جعفر صادق علیہ السلام کے خیال میں خود کاشت کی اس زمین کا تعین حکومت کی تجویز پر منحصر ہے۔ (مبسوط سرخسی جلد ۳ صفحہ ۲۳)

امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ ایک مقررہ لگان کے بعد زمیندارہ کو جائز سمجھتے ہیں (طحاوی وغیرہ)

دیگر علمائے کے نزدیک لگان اور بٹائی کی دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (عالمگیریہ و عام کتب)

لیکن ان تمام حضرات کے نزدیک کاشتکار زبردست مراعات کا ہر وقت مستحق ہے مثلاً آفات سماوی وارضی کی بنا پر بقدر نقصان لگان خود بخود کم یا معاف ہوتا رہے گا۔ ایک ہی سال کا لگان رہتے ہوئے بعض حادثات کی بنا پر مدت کاشت کا معاہدہ سے زائد ہو سکے گی وغیرہ وغیرہ۔ (عالمگیریہ و قاضی خان)

جائداد غیر منقولہ میں ملکیت کے لحاظ سے ذیل کی قسم کی اراضی ذاتی ملکیت کے ماتحت نہیں آسکتی۔

(۱) وہ چراگاہ جو آبادی کے متصل ہو۔

(۲) وہ زمین جس کے درختوں کی لکڑی جلانے کے کام میں آئے۔

(۳) نمک کی کان۔

(۴) معدنیات

(فتاویٰ عالمگیریہ، کتاب احیاء الموات)

مستقل طور پر اسلام نے چار چیزوں میں ہر انسان کا اشتراکی حق تجویز کیا ہے (۱) قدرتی پانی (۲) خودرو گھاس (۳) کان کا نمک (۴) جلانے کی لکڑیاں جو خودرو درختوں سے لی جائیں اور آگ۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے الناس شرکاء فی ثلث فی الماء والکلاء والنار۔ تمام انسان ان تینوں چیزوں میں باہم شریک ہیں، پانی میں گھاس میں، آگ میں (ہدایہ)۔ ابوداؤد کی روایت میں اس سوال کے جواب میں کہ ما الشیء الذی لا یحل منعہ یعنی وہ کیا چیز ہے جس کا روکنا جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ الملح یعنی نمک۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ آگ سے مراد وہ خودرو درخت ہیں جن کی لکڑی جلانے کے کام میں آئے۔

اسلام نے سونے چاندی کے زیور اور نقد اور سامان تجارت میں زکوٰۃ یعنی سرمایہ کا چالیسواں حصہ عوام اور قوم کے حاجتمند طبقہ کے لئے سالانہ ٹیکس کی حیثیت سے مسلمانوں کے ذمہ تجویز کیا ہے۔ زکوٰۃ کا فلسفہ یا اس تجویز کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ اسلام دولت کو محفوظ سرمایہ بننے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک شخص (مسلمان) اپنی ابتدائی عمر میں چالیس لاکھ، چالیس کروڑ یا کسی بڑے سے بڑے سرمایہ کا مالک بنتا ہے تو اسلام کے قانون زکوٰۃ کے ماتحت از روئے حساب سالانہ چالیسواں حصہ نکالتے رہنے کے اعتبار سے یہ تمام کا تمام سرمایہ تقریباً پچاس سال کے اندر اندر اس کے ہاتھ سے نکل کر عوام تک پہنچ جاتا ہے کیا معلوم ہے کہ انسان کی عمر طبعی ساٹھ یا پینسٹھ سال ہوتی ہے اور پندرہ سال تک وہ ایک غیر مختار ہونے کی حیثیت سے دوسروں کی سرپرستی میں گذارتا ہے لہذا ہوش اور خود مختاری کے اس پورے دور میں پچاس سال تک اسلام ایک مسلمان کو یہ اجازت تو دیتا ہے کہ وہ حدود شرعیہ میں رہ کر قیام زندگی کے لئے اس سرمایہ سے فائدہ حاصل کر سکے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ دولت کی کسی بھی مقدار کو محفوظ سرمایہ بنا کر چھوڑ دے بلکہ فی اموالھم حق معلوم ان کے مال میں غریبوں کا حق ہے کے قانون کی بنا پر ایک سرمایہ دار اپنی عمر طبعی سے پہلے ہی اس مال کو عوام تک پہنچا دینے پر مجبور ہے واضح رہے کہ سرمایہ کی مثال میں یہ مقدار جمہور کے خیال کے پیش نظر ہے دراصل ابوذر غفاریؓ اور علی مرتضیٰؓ وغیرہ حضرات کے مسلک کے پیش نظر تو سرمایہ کی ایک محدود و معین مقدار کے علاوہ باقی کل سرمایہ عوام کی ملکیت ہے۔

مسلمانوں کی پیداوار میں بارانی اور آبپاشی کے فرق سے دسواں اور بیسواں حصہ (عشر) عوام کا حق تجویز کیا گیا ہے۔

مویشیوں کی تعداد اور مختلف اصناف کے لحاظ سے مختلف حصہ زکوٰۃ کے نام سے عوام کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

تلقی اور احتکار یعنی تجارت کے وہ طریقے جو عوام پر اثر انداز ہوں اور جن سے سامان ضرورت کی نا جائز گرانی کے انتظار میں روک لیا جائے یا اس طرح کسی تجارتی چیز کے نرخ پر اس طرح قابو پا لینا جس سے عوام متاثر ہوتے ہوں یہ تجارت کے یہ تمام پہلو اسلام میں قانوناً جرم ہیں اور حکومت کے ذمہ ان کی نگرانی تجویز کی گئی ہے۔

(ہدایہ و قاضیخان و عام کتب)

اگر عوام پر کوئی حادثہ آجائے یا وہ سخت مفلس ہو جائیں تو سرمایہ داروں کو بلا قیمت سامان زندگی مہیا کرنے پر مجبور کیا جائے گا

(الحسبۃ فی الاسلام لابن تیمیہؒ)

اسی طرح کسی معاشی حادثہ کو روکنے یا عوام کو پریشانی سے محفوظ رکھنے کے لئے سرمایہ داروں کی دولت کو جبراً صرف کرنا ضروری ہوگا۔

(فتاویٰ عالمگیریہ بیان کری الانہار کتاب الشرب)

اسلام کے مذکورہ بالا نظریات کی روشنی میں جو اجمالی طور پر پیش کئے گئے ہیں حسب ذیل نتیجہ برآمد ہے۔

"اسلام نے شخصی ملکیت کو تسلیم کرنے کے باوجود ہر موقع پر سرمایہ میں عوام کا معقول حصہ تجویز کیا ہے حتیٰ کہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نے اپنے معاشی نظام میں عوام کی ضروریات کا بہت بڑی حد تک سرمایہ داروں کو ذمہ دار قرار دیا ہے"

لہذا ان تمام امور کے پیش نظر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اسلام کے نظام معیشت کو اگرچہ موجودہ عہد کی غیر فطری اور ناکام اشتراکیت یا انسانیت سوز سرمایہ داری کی اصطلاح سے معنون کرنا درست نہیں ہے تاہم اس نے کافی حد تک اعتدال کے ساتھ اشتراکی ضروریات کو پورا کر دیا ہے"

مسلمانوں کی تباہی کی ذمہ داری کس پر ہے؟

(از جناب مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ترجمان القرآن)

قرآن مجید میں ایک قاعدہ کلیہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے کہ کسی قوم کو خواہ مخواہ برباد کر دے درانحالیکہ وہ صالح اور نیکوکار ہو۔

وماکان ربک لیهلک القری بظلم واهلها مصلحون (۱۱-۱۰) اور تیرا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے تباہ کر دے حالانکہ ان کے باشندے نیک عمل کرنے والے ہوں

ہلاک اور برباد کر دینے سے مراد صرف یہی نہیں کہ بستیوں کے بستیاں الٹ دیئے جائیں، اور آبادیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے، بلکہ اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قوموں کا شیرازہ بکھیر دیا جائے ان کی اجتماعی قوت توڑ دی جائے ان کو محکوم مغلوب اور ذلیل و خوار کر دیا جائے۔ قاعدہ مذکور کی بنا پر بربادی اور ہلاکت کی جملہ اقسام میں سے کوئی قسم بھی کسی قوم پر نازل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ خیر و صلاح کے راستے کو چھوڑ کر، شر و فساد اور سرکشی و نافرمانی کے طریقوں پر نہ چلنے لگے اور اس طرح خود اپنے اوپر ظلم نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قاعدہ کو ملحوظ رکھ کر جہاں کہیں کسی قوم کو مبتلائے عذاب کرنے کا ذکر فرمایا ہے، وہاں اس کا جرم بھی ساتھ ساتھ بیان کر دیا ہے، تاکہ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ وہ ان کی اپنی شامت اعمال ہے جو ان کی دنیا اور آخرت دونوں کو خراب کرتی ہے فکلا اخذنا بذنبه ... وماکان الله لیظلمهم ولکن کانوا انفسهم یظلمون (۲۹-۴)

دوسری بات جو اس قاعدے سے نکلتی ہے یہ ہے کہ ہلاکت و بربادی کا سبب انفرادی شر و فساد نہیں ہے بلکہ اجتماعی اور قومی شر و فساد ہے۔ یعنی اعتقاد اور عمل کی خرابیاں اگر متفرق طور پر افراد میں پائی جاتی ہوں، لیکن مجموعی طور پر قوم کا دینی و اخلاقی معیار اتنا بلند ہو کہ افراد کی برائیاں اس کے اثر سے دبی رہیں، تو خواہ افراد علیحدہ علیحدہ کتنے ہی خراب ہوں، قوم بحیثیت مجموعی سنبھلی رہتی ہے، اور کوئی فتنہ عام برپا نہیں ہوتا جو پوری قوم کی بربادی کا موجب ہو، مگر جب اعتقاد اور عمل کی خرابیاں افراد سے گزر کر پوری قوم میں پھیل جاتی ہیں، اور قوم کا دینی احساس اور اخلاقی شعور اس درجہ ماؤف ہو جاتا ہے کہ اس میں خیر و صلاح کے بجائے شر و فساد کو پھلنے اور پھولنے کا موقع ملنے لگے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت ایسی قوم سے پھر جاتی ہے، اور وہ عزت کے مقام سے ذلت کی طرف گرنے لگتی ہے، یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ کا غضب اس پر بھڑک اٹھتا ہے اور اس کو بالکل تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں اس کی بکثرت مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

قوم نوح کو اس وقت برباد کیا گیا ہے جب اعتقاد و عمل کی خرابیاں ان کے اندر جڑ پکڑ گئیں، اور زمین میں پھیلنے لگیں، اور یہ امید باقی نہ رہی کہ اس شجر خبیثہ سے کبھی کوئی اچھا پھل بھی پیدا ہوگا۔ تب حضرت نوح نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا۔

رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا انک ان تذرهم یضلوا عبادک ولایلدوا الا فاجرا کفارا۔ (۷۱-۲)
میرے پروردگار زمین پر کافروں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی نسل سے جو پیدا ہوگا بدکار اور منکر حق ہی پیدا ہوگا۔

قوم عاد کو اس وقت تباہ کیا گیا جب شر اور فساد نے ان کے دلوں میں یہاں تک گھر کر لیا کہ شریر اور مفسد اور ظالم ان کی قوم کے لیڈر اور حاکم بن گئے اور ان میں خیر و صلاح کے لئے نظام اجتماعی میں کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔

وتلک عاد جحدوا بایات ربهم وعصوا رسله واتبعوا امر کل جبار عنید (۱۱-۵)
اور یہ عاد ہیں جنہوں نے اپنے رب کے احکام سے انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر جبار دشمن حق کا اتباع کیا۔

قوم لوط کو اس وقت ہلاک کیا گیا جب ان کا اخلاقی شعور اتنا باطل ہو گیا اور ان میں بے حیائی یہاں تک بڑھ گئی کہ علانیہ مجلسوں اور بازاروں میں فواحش ہونے کا احساس باقی ہی نہ رہا۔

أئنکم لتأتون الرجال وتقطعون السبیل وتأتون فی نادیکم المنکر۔ (۲۹-۳)
(لوط نے کہا) کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو، بستیوں میں لوگوں کو چھیڑتے اور ستاتے ہو اور اپنی محفلوں میں بدکاریاں کرتے ہو۔

اہل مدین پر اس وقت عذاب نازل ہوا جب پوری قوم خائن اور بدمعاملہ اور بے ایمان ہو گئی۔ کم تولنا اور زیادہ لینا کوئی عیب نہ رہا، اور قوم کا اخلاقی احساس یہاں تک فنا ہو گیا کہ جب ان کو اس عیب پر ملامت کی جاتی تو شرم سے سر جھکا لینے کے بجائے وہ الٹا اس ملامت کرنے والے پر ملامت کرتے، اور ان کی سمجھ میں نہ آتا کہ ان میں کوئی ایسا عیب بھی ہے جو ملامت کے قابل ہو وہ اپنی بدکاریوں کو برا نہ سمجھے بلکہ انہیں برا کہنے والے ہی کو برا اور لائق سرزنش خیال کرتے۔

ویقوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط ولاتبخسوا الناس اشیاءهم ولاتعثوا فی الارض مفسدین۔ قالوا یشعیب مانفقه کثیرا مما تقول وانا لنراک فینا ضعیفا ولولا رهطک لرجمناک (۱۱-۸)
(شعیب علیہ السلام نے کہا) اور اے میری قوم کے لوگو! انصاف کے ساتھ ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے شعیب! تیری باتیں تو کیا ہے ان میں سے تو اکثر ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ اور ہم تو تجھے اپنی قوم میں کمزور پاتے ہیں اور اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا تو تجھے سنگسار کر دیتے۔

بنی اسرائیل کو ذلت اور غضب و لعنت الٰہی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ اس وقت صادر ہوا جب انھوں نے بدی اور ظلم اور حرام خواری کی طرف

لیکن شروع کیا، ان کی قوم کے پیشوا اسمعت پرستی کے مرض میں مبتلا ہوگئے ان میں گناہوں کے ساتھ رواداری پیدا ہوگئی اور ان میں کوئی گروہ ایسا نہ رہا جو عیب کو عیب کہنے والا اور اس سے روکنے والا ہوتا۔

وترى كثيرا منهم يسارعون	تو ان میں سے اکثر کو دیکھتا ہے کہ گناہ اور
في الاثم والعدوان و	اور حد سے تجاوز اور حرام خوری کی
اكلهم السحت لبئس ما	کی طرف لپکتے ہیں یہ کیسی بری حرکتیں
كانوا يعملون لولا ينهاهم	تھیں جو وہ کرتے تھے کیوں نہ ان کے
الربانيون والاحبار عن	مشائخ اور علماء نے ان کی بری باتیں
قولهم الاثم واكلهم السحت	کہنے اور حرام کے مال کھانے سے منع کیا
لبئس ما كانوا يصنعون	یہ بہت برا درگذر تھا جو وہ کرتے تھے
لعن الذين كفروا من	بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا
بني اسرائيل على لسان	ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے
داؤد وعيسى ابن مريم	لعنت کرائی گئی۔ اس لئے کہ انھوں نے
ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون	سرکشی کی اور وہ حد سے گذر جاتے تھے
كانوا لا يتناهون عن منكر	وہ ایک دوسرے کو برے افعال سے
فعلوه (۵ : ۱۱)	نہ روکتے تھے۔

اس آخری آیت کی تفسیر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو احادیث منقول ہیں وہ قرآن حکیم کے مقصد کو اور زیادہ واضح کردیتی ہیں سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور نے فرمایا

"بنی اسرائیل میں جب بدکاری پھیلنی شروع ہوئی تو حال یہ تھا کہ ایک شخص اپنے بھائی یا دوست یا ہمسایہ کو برا کام کرتے دیکھتا تو اس کو منع کرتا اور کہتا کہ اے شخص خدا کا خوف کر مگر اس کے بعد وہ اسی شخص کے ساتھ گھل مل کر بیٹھتا اور یہ بدی کا مشاہدہ اس کو اس بدکار شخص کے ساتھ میل جول اور کھانے پینے میں شرکت سے نہ روکتا جب ان کا یہ حال ہوگیا تو ان کے دلوں پر ایک دوسرے کا اثر پڑ گیا۔ اور اللہ نے سب کو ایک رنگ میں رنگ دیا اور ان کے پیغمبر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے ان پر لعنت کی۔"

راوی کہتا ہے کہ جب حضور سلسلہ تقریر میں اس مقام پر پہنچے تو جوش میں آگئے اور فرمایا:-

"قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم پر لازم ہے کہ نیکی کا حکم کرو اور بدی سے روکو اور جس کو برا فعل کرتے دیکھو تو اس کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے راہ راست کی طرف موڑ دو اور اس معاملہ میں ہرگز رواداری نہ برتو، ورنہ تمہارے دلوں پر بھی ایک دوسرے کا اثر ڈالے گا۔

اور تم پر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جس طرح بنی اسرائیل پر کی۔"

اعتقاد اور عمل کے فساد کا حال وبائی امراض ابتدا میں چند کمزور افراد پر حملہ کرتا ہے اگر آب و ہوا اچھی ہو، حفظان صحت کی تدابیر درست ہوں، نجاستوں اور کثافتوں کو دور کرنے کا کافی انتظام ہو، اور مرض سے متاثر ہونے والے مریضوں کا بروقت علاج کردیا جائے، تو مرض وبائے عام کی صورت اختیار کرنے نہیں پاتا اور عام لوگ اس سے محفوظ رہتے ہیں لیکن اگر طبیب غافل ہوں۔ حفظان صحت کا محکمہ بے پروا ہو، صفائی کے منتظم نجاستوں اور کثافتوں کے روادار ہوجائیں۔ تو رفتہ رفتہ مرض کے جراثیم فضا میں پھیلنے لگتے ہیں اور آب و ہوا میں سرایت کرکے اس کو اتنا خراب کردیتے ہیں کہ وہ صحت کے بجائے مرض کے لئے سازگار ہوجاتی ہے۔ آخر کار جب بستی کے عام افراد کو ہوا، پانی، غذا، لباس مکان غرض کوئی چیز گندگی اور سمیت سے پاک نہیں ملتی تو ان کی قوت حیات جواب دینے لگتی ہے، اور ساری کی ساری آبادی وبائے عام میں مبتلا ہوجاتی ہے پھر قوی سے قوی افراد کے لئے بھی اپنے آپ کو مرض سے بچانا مشکل ہوجاتا ہے، خود طبیب اور صفائی کے منتظم اور صحت عامہ کے محافظ بیماری میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اور وہ لوگ بھی ہلاکت سے محفوظ نہیں رہتے جو اپنی حد تک حفظان صحت کی تدبیریں اختیار کرتے ہیں اور دوائیں استعمال کرتے رہتے ہیں کیونکہ ہوا کی سمیت، پانی کی گندگی، وسائل غذا کی خرابی، اور زمین کی کثافت کا ان کے پاس کیا علاج ہوسکتا ہے۔

اسی پر اخلاق و اعمال کے فساد اور اعتقاد کی گمراہیوں کو بھی قیاس کرلیجئے علماء قوم کے طبیب ہیں۔ حکام اور اہل دولت، صفائی اور حفظان صحت کے ذمہ دار ہیں قوم کی غیرت ایمانی اور حاسہ اخلاقی بمنزلہ قوت حیات Vitality ہے، اجتماعی ماحول کی حیثیت وہی ہے جو ہوا پانی غذا اور لباس و مکان کی ہے، اور حیات قومی میں دین و اخلاق کے اعتبار سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وہی مقام ہے جو صحت جسمانی کے اعتبار سے حفظان صحت کی تدابیر کا ہے۔ جب علماء اور اولی الامر اپنے اصلی فرض یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑ دیتے ہیں، اور شر و فساد کے ساتھ رواداری برتنے لگتے ہیں تو گمراہی اور بد اخلاقی قوم کے افراد میں پھیلنی شروع ہوجاتی ہے اور قوم کی غیرت ایمانی ضعیف ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ سارا اجتماعی ماحول فاسد ہوجاتا ہے۔ قومی زندگی کی فضا خیر و صلاح کے لئے ناسازگار اور شر و فساد کے لئے سازگار ہوجاتی ہے لوگ نیکی سے بھاگتے ہیں اور بدی سے نفرت کرنے کی بجائے اس کی طرف کھینچے لگتے ہیں، اخلاقی شعور الٹ جاتی ہیں، عیب ہنر بن جاتے ہیں، اور ہنر عیب۔ اس وقت گمراہیاں اور بد اخلاقیاں خوب پھلتی پھولتی ہیں۔ اور بھلائی کا کوئی بیج برگ و بار لانے کے قابل نہیں رہتا، زمین ہوا اور پانی سب اس کو پرورش کرنے سے انکار کردیتے ہیں

کیونکہ لوگوں کی ساری قومیں اشجار خبیثہ کو نشو و نما دینے کی طرف مائل ہوجاتی ہیں جب کسی قوم کا یہ حال ہوجاتا ہے، تو پھر وہ عذاب الہٰی کی مستحق ہوجاتی ہے اور اس پر ایسی عام تباہی نازل ہوتی ہے جس سے کوئی نہیں بچتا. خواہ وہ خانقاہوں میں بیٹھا عبادت گذاری ہی کیوں نہ کر رہا ہو.

اس کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے.

واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ (۸-۳)

بچو اس فتنہ سے جو صرف ان ہی لوگوں کو مبتلائے مصیبت نہ کریگا جنھوں نے تم میں سے ظلم کیا ہے.

ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ بدی کو اپنے سامنے نہ ٹھیرنے دو، کیونکہ اگر تم بدی سے رواداری کروگے اور اس کو پھیلنے دوگے تو اللہ کی طرف سے عذاب عام نازل ہوگا. اور اس کی لپیٹ میں اچھے اور برے سب آجائینگے خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ:.

ان اللہ لا یعذب العامۃ بعمل الخاصۃ حتی یروا المنکر بین ظہرانیھم وھم قادرون علی ان ینکروہ فلا ینکروہ فاذا فعلوا ذالک عذب اللہ الخاصۃ والعامۃ

اللہ خاص لوگوں کے عمل پر عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا مگر جب وہ اپنے سامنے بدی کو دیکھیں اور اس کو روکنے پر قدرت رکھنے کے باوجود اس کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ خاص اور عام سب کو مبتلائے عذاب کردیتا ہے

قوم کی اخلاقی اور دینی صحت کو برقرار رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ اس کے ہر فرد میں غیرت ایمانی اور حاسۂ اخلاقی موجود ہو، جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جامع لفظ حیا سے تعبیر فرمایا ہے. یہ حیا دراصل ایمان کا ایک جز ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے ان الحیاء من الایمان. بلکہ ایک موقع پر جب حضور سے عرض کیا گیا کہ حیا دین کا ایک جز ہے، تو آپ نے فرمایا. بل ھو الدین کلہ، یعنی وہ پورا دین ہے.

حیا سے مراد یہ ہے کہ بدی اور معصیت سے نفس میں طبعی طور پر انقباض پیدا ہو اور دل اس سے نفرت کرے جس شخص میں یہ صفت موجود ہوگی وہ نہ صرف قبائح سے اجتناب کرے گا. بلکہ دوسروں میں بھی اس کو برداشت نہ کرسکے گا. وہ برائیوں کے دیکھنے کا روادار نہ ہوگا. ظلم اور معصیت سے مصالحت کرنا اس کے لئے ممکن نہ ہوگا جب اس کے سامنے قبائح کا ارتکاب کیا جائے گا. تو اس کی غیرت ایمانی جوش میں آجائے گی اور وہ اس کو ہاتھ سے یا زبان سے مٹانے کی کوشش کرے گا، یا کم از کم اس کا دل خواہش سے بے چین ہوجائے گا. کہ اس برائی کو مٹا دے گا.

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان

تم میں سے جو کوئی بدی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹادے اور اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو زبان سے اور اگر یہ بھی نہ کرسکتا ہو تو دل سے اور یہ ضعیف ترین ایمان ہے

جس قوم کے افراد میں عام طور پر یہ صفت موجود ہوگی اس کا دین محفوظ رہے گا اور اس کا اخلاقی معیار کبھی نہ گر سکے گا، کیونکہ اس کا ہر فرد دوسرے کے لئے محتسب اور نگراں ہوگا اور عقیدہ و عمل کے فساد کو اس میں داخل ہونے کے لئے کوئی راہ نہ مل سکے گی.

قرآن مجید کا مقصد دراصل ایسی ہی ایک آئیڈیل سوسائٹی بنانا ہے. جس کا ہر فرد اپنے قلبی رجحان اور اپنی فطری غیرت و حیاء اور خالص اپنے ضمیر کی تحریک پر احتساب اور نگرانی کا فرض انجام دے اور کسی اجرت کے بغیر خدائی فوجدار بنا پھرے

وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا

اور اس طرح ہم نے تم کو ایک عادل و معتدل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر نگراں رہو اور رسول تم پر نگراں رہے.

اسی لئے بار بار مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور بدی سے روکنا تمہارا قومی خاصہ ہے جو ہر مومن مرد اور عورت میں متحقق ہونا چاہئے.

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ

تم بہترین قوم ہو جسے لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے. تم نیکی کا حکم کرتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو.

والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر (۹-۹)

مومن مرد اور عورت ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیکی کا حکم کرتے اور بدی سے روکتے ہیں.

الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحٰفظون لحدود اللہ

وہ نیکی کا حکم کرنے والے اور بدی سے روکنے والے اور حدود الہٰی کی حفاظت کرنے والے ہیں.

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں ہم اگر زمین میں حکومت بخشیں گے تو یہ نماز قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے اور بدی سے روکیں گے.

اگر مسلمانوں کا یہ حال ہو تو ان کی مثال اس بستی کی سی ہوگی جس کے باشندے ہیں صفائی اور حفظان صحت کا احساس ہو وہ نہ صرف اپنے جسم اور اپنے گھر کو صاف پاک رکھے، بلکہ بستی میں جہاں کہیں غلاظت اور نجاست دیکھے اس کو دور کردے، اور کسی جگہ گندگی و کثافت کے رہنے کا روادار نہ ہو. ظاہر ہے کہ ایسی بستی کی آب و ہوا پاک و صاف رہے گی. اس میں امراض کے جراثیم پرورش نہ پاسکیں گے. اور اگر شاذ و نادر کوئی شخص کمزور اور مریض الطبع ہوگا بھی تو اسکا ہر وقت علاج ہوجائے گا. یا کم از کم اس کی بیماری محض شخصی بیماری ہوگی، دوسروں تک متعدی ہوکر وبائے عام کی صورت نہ کرسکے گی.

لیکن اگر مسلمانوں کی قوم اس بلند درجہ پر نہ رہ سکے، تو قوم کی دینی و اخلاق صحت کو برقرار رکھنے کے لئے کم از کم ایک ایسا گروہ تو ان میں ضرور موجود رہنا چاہئے

جو ہر دفعہ اسی خدمت پر مستعد رہے اور اعتقادی گندگیوں اور اخلاق و اعمال کی نجاستوں کو دور کرتا رہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر	تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلانے والی ہو۔ نیکی کا حکم دے اور بدی سے روکے۔

یہ جماعت علماء اور اولی الامر کی جماعت ہے جس کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں منہمک رہنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا شہر کے محکمہ صفائی و حفظان صحت کا اپنے فرض پر مستعد رہنا ضروری ہے اگر یہ لوگ اپنے فرض سے غافل ہو جائیں اور قوم میں ایسی جماعت بھی باقی نہ رہے جو بھلائی کی طرف دعوت دینے والی اور منکرات سے روکنے والی ہو، تو دین و اخلاق کے اعتبار سے اس بستی کی ہلاکت یقینی ہے جس میں صفائی و حفظان صحت کا کوئی انتظام نہ ہوگا۔ اگلی قوموں پر جو تباہیاں نازل ہوئی ہیں وہ اسی لئے ہوئی ہیں کہ ان میں کوئی گروہ بھی ایسا باقی نہ رہا تھا جو ان کو برائیوں سے روکتا اور خیر و صلاح پھیلانے کی کوشش کرتا۔

فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیۃ ینھون عن الفساد فی الارض الا قلیلا ممن انجینا منھم (ھود ۱۱)	تم سے پہلے کی قوموں میں کم از کم ایسے اہل فضل ہی کیوں نہ ہوئے جو زمین میں فساد سے روکنے والے ہوتے بجز چند آدمیوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچا کر نکال دیا۔
لولا ینھاھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت	کیوں ان کے علما اور مشائخ نے ان کو بری باتیں کہنے اور حرام خوری کرنے سے باز رکھا۔

پس قوم کے علما و مشائخ اور اولی الامر کی ذمہ داری سب سے بڑی ذمہ داری ہے وہ صرف اپنے ہی اعمال کے جواب دہ نہیں ہیں۔ بلکہ پوری قوم کے اعمال کی جواب دہی بھی ایک بڑی حد تک ان پر عائد ہوتی ہے۔ ظالم جفاکار اور عیش پسند امراء اور ایسے امراء کی خوشامدیں کرنے والے علماء و مشائخ کا تو خیر کہنا ہی کیا ہے۔ ان کا جو کچھ حشر خدا کے یہاں ہوگا اس کے ذکر کی حاجت نہیں لیکن جو امراء اور علماء و مشائخ اپنے محلوں اور اپنے حجروں اور اپنی خانقاہوں میں بیٹھے ہوئے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کی داد دے رہے ہیں۔ وہ بھی خدا کے یہاں جواب دہی سے نہیں بچ سکتے۔ کیوں کہ جب ان کی قوم پر ہر طرف سے گمراہی اور بد اخلاقی کے طوفان امڈے چلے آ رہے ہوں، تو ان کا کام یہ نہیں ہے کہ گوشوں میں سر جھکائے بیٹھے رہیں، بلکہ ان کا کام یہ ہے کہ مرد میدان بن کر نکلیں۔ اور جو کچھ زور اور اثر اللہ نے ان کو عطا کیا ہے اس کو کام میں لا کر اس طوفان کا مقابلہ کریں۔ طوفان کو دور کر دینے کی ذمہ داری بے شبہ ان پر نہیں۔ مگر اس کے مقابلہ میں اپنی پوری امکانی قوت صرف کر دینے کی ذمہ داری تو یقیناً ان پر ہے اگر وہ اس سے دریغ کریں گے تو ان کی عبادت و ریاضت اور شخصی پرہیزگاری ان کو یوم الفصل کی جواب دہی سے بری نہ کرے گی۔ آپ محکمہ صفائی کے اس افسر کو کبھی بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے جس کا حال یہ ہو کہ شہر میں تو وبا پھیل رہی ہو اور ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہوں مگر وہ اپنے گھر میں بیٹھا خود اپنی اور اپنے بال بچوں کی جان بچانے کی تدبیر کر رہا ہو۔ عام شہری اگر ایسا کریں تو چنداں قابل اعتراض نہیں، لیکن محکمہ صفائی کا افسر ایسا کرے تو اس کے مجرم ہونے میں شک نہیں کیا جا سکتا۔

اطاعت اور اسلام

(از مولانا محمد عثمان صاحب فارقلیط دہلوی)

دنیا میں بعض ایسی چیزیں بھی ہیں جن کا تصور ہر وقت ہمارے دماغ میں رہتا ہے اور طبیعت اُن کو بہت ہی مرغوب اور محبوب رکھتی ہے۔ لیکن جس قدر وہ معروف و مشہور ہوتی ہیں اسی قدر ہم اُن کی حقیقتوں سے ناواقف ہوتے ہیں اور یہ ناواقفیت اس قدر شدید ہوتی ہے کہ کوئی مجہول سی مجہول چیز بھی جہل و نادانی میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر ہم واقف بھی ہوتے ہیں تو یہ معرفت اعتراف کی سرحد سے آگے نہیں بڑھتی اور عمل کے گوشے اس سے یکسر خالی نظر آتے ہیں۔ سچائی دنیا کا کتنا قیمتی اور مشترکہ جوہر ہے۔ امانت اور ایفائے عہد فضل و کمال کے کیسے درخشاں موتی ہیں۔ مکارم اخلاق نے دیگر شعبے دنیا کی جانی بوجھی ہوئی چیزوں میں کس قدر مشہور اور مسلمہ صداقتیں ہیں۔ مگر عملی دنیا میں اور فضل و کمال کے بازاروں میں یہی خصائل سب سے زیادہ گراں، سب سے زیادہ محجوب و مستور اور سب سے زیادہ فراموش شدہ حقیقتیں ہیں۔ ایسی حقیقتیں جو تسلیم و اعتراف کی حد تک آفتاب سے زیادہ روشن مگر عمل کے دائرہ میں رات سے زیادہ تاریک اور سراپا ظلمات ہیں۔

ان ہی مشہور و معروف مگر مستور و محجوب چیزوں میں سے ایک لفظ "اسلام" بھی ہے غیروں کا کوئی گلہ نہیں بلکہ افسوس اس بات کا ہے کہ خود مسلمان بھی "اسلام" کی حقیقت سے ناآشنا اور عملاً اس کی گرفت سے باہر ہیں۔ کون مسلمان ہے جس کو لفظ اسلام اپنی جان و مال سے زیادہ محبوب نہ ہو، کون مسلم ہے جو اس پر قربان ہونے کو دنیا کی سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی تصور نہ کرتا ہو اور کون وہ کشتۂ توحید ہے جو اسلام کا نام سُن کر سیماب وار مضطرب نہ ہو جائے۔ مگر کتنے ہیں جو اس کی حقیقت کے شناسا اور اس کی معنوی کائنات سے آگاہ ہیں؟ کتنوں کو خبر ہے، کہ اس ایک لفظ اسلام میں زندگی کے کتنے چشمے اُبل رہے ہیں اور تمام روحانی اور جسمانی نظام کس طرح اُس کے گرد، گردش کر رہا ہے؟ بلاشبہ مسلمان کے لئے لفظ اسلام سے بڑھ کر اور کوئی چیز جانی بوجھی ہوئی نہیں ہو سکتی مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کی نظروں سے جس چیز کی حقیقت سب سے زیادہ پوشیدہ اور مستور ہے۔ وہ یہی اسلام ہے! لطف یہ ہے کہ اس کی معرفت نہ تو مشکل اور عسیر الفہم ہے اور نہ استطاعت سے باہر کہ عقل اس کا ادراک ہی نہ کر سکے۔ بلکہ وہ اس قدر سادہ اور آسان چیز ہے جتنا کہ ہر فطری اور ضروری چیز کو ہونا چاہیئے۔

اسلام کے آخر کیا معنی ہیں؟ اس کے معنی ہیں اطاعت۔ فرمانبرداری گردن نہادن۔ خدمت و چاکری! آپ کہیں گے کہ یہ کون سے نئے معنی ہوئے جس کے ادراک سے مسلمان محروم ہیں؟ مگر شاید یہ نہیں معلوم کہ دورِ انحطاط و تنزل میں ہر معروف چیز سب سے زیادہ مجہول نظر آتی ہے اور ہر ضروری شے سب سے زیادہ غیر ضروری تصور کر لی جاتی ہے اور اسکی شخصیت سب کی نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔

اسلام کے معنی اطاعت و انقیاد کے ہیں، وہ اطاعت جس پر فطرت کا نظام مبنی ہے اور جس کی وسعت اور گیرائی سے فرش سے لے کر عرش تک کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ یہی انقیاد و تسلیم کا وہ قانون ہے جو ہم کو کائنات کی ہر چیز میں نظر آتا ہے اور جس نے ربط و استحکام، ترتیب و قیام اور زندگی کے مختلف مظاہر پیدا کر رکھے ہیں۔ آفتاب و ماہتاب ایک خاص قانون کے تحت اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ زمین اور اس کی قوتیں کسی حاکم کی اطاعت میں سرگرم عمل ہیں۔ چرند و پرند اور ہر سانس لینے والی چیز ایک ڈھنگ اور ایک رفتار سے اپنی فرمانبرداری کا ثبوت دے رہی ہے۔ یہاں تک کہ انسان کی تکوینی اور تخلیقی طاقتیں بھی تسلیم و رضا کے قانون میں نشو و نما پا رہی ہیں، ان تمام اشیاء کی انقیادی حرکات میں جو چیز مشترک ہے وہ اطاعت اور تسلیم و رضا ہی کی روح ہے جس نے تعمیر و تشکیل کے صدہا مظاہر پیدا کر دئے ہیں۔

اسلام نے اس اطاعت و فرمانبرداری کو لفظ "اسلام" سے تعبیر کیا ہے اور انسان جیسی فرزانہ ہستی کو بتایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اسی اطاعت کی ناقابل شکست زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔

افغیر دین اللّٰہ یبغون وله اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعاً وکرھاً والیه یرجعون۔ (آل عمران ۹)	کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہیں؟ (اللہ کا دین تو یہ ہے کہ) زمین و آسمان میں جو بھی چیز ہے وہ اسی کی فرمانبرداری میں لگی ہوئی ہے اور اسی کی طرف سب کو رجوع کرنا ہے۔

یہی اطاعت جس کا نام اسلام ہے ایک مسلم کا حسن و جمال۔ اس کی زندگی کا نصب العین اور اس کی نیکیوں کا سنگ بنیاد ہے۔

ومن احسن دیناً ممن اسلم وجھه لله وھو محسن (نساء رکوع ۱۸)	اس سے بڑھ کر کس شخص کی دینی حیثیت اعلیٰ ہو سکتی ہے جو اطاعتِ الٰہی میں اپنا سر خم کر دے اور نیکی کے راستہ پر قدم رکھتا چلا جائے۔

اسلام جس اطاعت اور فرمانبرداری کا طالب ہے وہ صرف یہی نہیں ہے کہ بعض احکام کی تعمیل کر لی اور چھٹی مل گئی بلکہ اطاعت سے مراد وہ اطاعت ہے جس کا جلوہ مسلم کی زندگی کے ہر گوشہ میں نظر آئے ہر نظام اس کی روشنی سے چمک اٹھے اور ہماری حیات فکری و عملی اطاعت کے سانچہ میں ڈھل کر سراپا اطاعت و انقیاد بن جائے۔

صحابہ کرام کی زندگی کیا تھی؟ صرف اطاعت و فرمانبرداری!

لا میں خادم سب تھے مگر مخدوم بننے کا خیال کسی کو بھی نہ تھا مطیع سب تھے۔ مطاع صرف ایک ہی تھا۔ چاکری اور گردن نہادن کا نمونہ سب تھے، مگر سرداری کے لئے صرف ایک ہی کا ہاتھ پکڑ لیا گیا تھا۔ وہ سب اپنے آپ کو محکوم سمجھتے تھے، مگر حکم و سلطانی کی باگ کسی ایک وجود گرامی کے ہاتھ میں تھی۔ اس اطاعت اور تسلیم و رضا کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا ہر خادم، مخدوم بنا، ان کا ہر مطیع، پیشوائی کے لائق ٹھہرا، ان کے ہر محکوم پر سرداری کا تاج رکھا گیا اور ان کے ہر مقتدی کو امامت و قیادت کی عزت ملی۔

اسلام چاہتا ہے کہ ہر مسلم کی زبان سے سمعنا واطعنا نکلے اور ہر مومن کے عمل و ارادہ پر اطاعت کا رنگ چڑھ جائے۔ کہ یہی حقیقی زندگی یہی کی عزت اور یہی پائدار کامیابی ہے۔

انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ و رسولہ لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا واطعنا و اولئک ہم المفلحون (نور رکوع ۷)	مسلمانوں کی شان یہ ہے کہ جب ان کو خدا اور رسول کی طرف فیصلے کے لئے بلایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور تسلیم کر لیا اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

گویا اطاعت، اسلامیت کی شناخت ہے اور جہاں اسلامیت کی شناخت یہ کہ وہاں سب کچھ ہو سکتا ہے مگر اطاعت نہیں ہو سکتی۔

واذا دعوا الی اللہ و رسولہ لیحکم بینہم اذا فریق منہم معرضون (۴۷)	جب ان کو فیصلے کے لئے اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان میں سے ایک فریق اس سے گریز کرتا ہے۔

اطاعت یہ نہیں ہے کہ اپنے مطلب کے لئے سمعنا واطعنا کا شور بلند کیا جائے یا صرف زبان سے اقرار کرکے اس کو عمل کے دائرہ سے خارج کر دیا جائے اطاعت یہ ہے کہ خواہ جان جائے یا رہے، مال و دولت برباد ہو یا باقی رہے۔ عزت و آبرو خاک میں ملے یا محفوظ رہے مگر امام و قائد کے حکم سے سرتابی نہ کی جائے کہ ہم اپنی کل کائنات کے ساتھ اس کے ہاتھ پر فروخت ہو چکے ہیں۔

دنیا میں کامیابی کا سہرا اس فوج کے سر بندھا ہے جو اپنے سرعسکر کے ہر اشارہ پر کٹ مری ہے۔ ہر تحریک اسی وقت پروان چڑھی ہے جب اس کے چلانے والے پر پوری قوم قربان ہو چکی ہے، ہر عمارت کی تکمیل اسی وقت ظہور میں آئی ہے جب ہزاروں اینٹیں اس کی بنیادوں میں روپوش ہو چکی ہیں، غرض دنیا میں ہر قوم کو قربانیوں، فرمانبرداریوں اور سمعنا واطعنا کی صداؤں کے بعد ہی کامیابی کی جھلک نظر آئی ہے۔ یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اپنے سردار سے سرکشی کرنے والی فوج نے کبھی کوئی قلعہ فتح کیا ہو اور بغیر اطاعت و قربانی کے کوئی تحریک اپنی آخری منزل پر پہنچی ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سوائے کامیابی کے کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا اور بے سروسامانی کی حالت میں انھوں نے وہ ساری منزلیں طے کیں جن کے تصور کے لئے بھی ہمت و جرأت کی ضرورت ہے مگر یہ سب کچھ ان کو صرف اطاعت و فرمانبرداری اور تسلیم و رضا کے صدقہ میں حاصل ہوا! اس کے ثبوت میں یہاں صرف ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ صحابہ کی اطاعت کا کیا حال تھا۔

خوزستان اور جلولا کی فتح کے بعد جب صحابہ نے عراق عجم کو بھی فتح کر لیا تو یزدجرد بہت ہی برہم ہوا اور تین ہزار برس کی شوکت کو پامال ہوتا ہوا دیکھ کر اس نے نہاوند میں اپنی فوجیں جمع کیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے تیاری کی اور اس مہم کے لئے آپ نے حضرت نعمان بن مقرن کو سرعسکر منتخب فرما کر تیس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ کوفہ سے روانہ کر دیا۔ نہاوند کے قریب جب اسلامی فوجیں خیمہ زن ہوئیں تو دونوں طرف جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئیں ایرانیوں نے میدان جنگ میں پہلے ہی سے ہر طرف گوکھرو بچھا دیئے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو آگے بڑھنا مشکل ہو گیا۔ ایرانی ٹھٹ کے ٹھٹ جوش سے باہر نکلے اور اس بندوبست کے لئے کہ کوئی شخص پیچھے ہٹنے نہ پائے گوکھرو بچھا دیئے .... یہاں تک کہ وہ گوکھرو کی سرحد سے نکل آئے اب اس واقعہ کو علامہ شبلی کی زبان سے سنئے۔

> "جونہی عجمی زد پر آئے انھوں نے حملہ کرنا چاہا لیکن نعمان نے روکا، عجمی جو برابر تیر برسا رہے تھے اس سے سینکڑوں ہزاروں مسلمان کام آئے لیکن افسر کی یہ اطاعت تھی کہ زخم کھاتے تھے اور ہاتھ روکے کھڑے تھے" (الفاروق صفحہ ۱۸۱)

غور کرو ایرانیوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ عربوں کو نیست و نابود کر دیں انھوں نے میدان جنگ میں گوکھرو بچھا دیئے ہیں کہ دشمن (مسلمان) ایک قدم بھی نہ اٹھا سکیں۔ وہ حملہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کی زد پر آ جاتے ہیں اسلامی سپہ سالار مسلمانوں کو حملہ کرنے سے روکتا ہے ایرانی تیروں کی بارش کر رہے ہیں اور ہزاروں صحابہ جام شہادت نوش کر رہے ہیں صحابہ حملہ کرنے کے لئے بیتاب ہیں مگر نہیں کرتے؟ زخم کھا رہے ہیں۔ مگر تلوار تک نہیں اٹھاتے۔ سینکڑوں جانیں خاک و خون میں تڑپ رہی ہیں مگر مقابلہ میں تمام ہاتھ شل ہیں)۔ کیوں؟ اس لئے کہ سردار کا حکم نہیں ہے اور فوج کی اطاعت کا یہ حال ہے کہ مرنا گوارا ہے مگر امیر کے حکم سے سرتابی کرنے کا خیال تک کرنا اس کیلئے ناممکن ہے اگر حضرت نعمان فوج کو آخر تک حملہ کرنے کا حکم نہ دیتے تو ساری اسلامی فوج کٹ جاتی مگر اطاعت امیر کے خیال سے یہ کبھی نہ ہوتا کہ حفاظت جان کا بہانہ بنا کر ایک ذمہ دار افسر کی اطاعت سے سرتابی کرنے پر آمادہ ہو جاتی۔

یہ ہے "اسلام" یا دوسرے لفظ میں اطاعت و فرماں برداری! کہ ہزاروں شہید ہو گئے اور دشمن کے تیروں سے سینے چھلنی کرا لئے مگر کیا مجال کہ اس نازک وقت میں اپنے امیر، اپنے سردار، اور اپنے قائد کے خلاف ایک قدم بھی اٹھاتے اور چند جانوں کو بچا کر ان برکات سے محروم ہو جاتے

جو سمنا و اطعنا کی بدولت کل قوم کو ملنے والی تھی!

ظاہر میں صحابہ کرام کا یہ عمل خودکشی کے مرادف نظر آتا ہے مگر یقین کیجئے کہ اسلام نے اس ہلاکت کو اطاعت کے صدقہ میں ضروری ٹھہرایا ہے اطاعت اصل سے اسلام کی بنیاد ہے، سیاست کی روح رواں ہے، اصل حیات کے لئے ایک نہیں ہزاروں جانیں قربان کی جاسکتی ہیں تاکہ لاکھوں جانیں محفوظ رہیں درخود درائی اور سرکشی کے جراثیم کی پرورش کسی درجہ میں بھی نہ ہوسکے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت کی ہے اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ

علی المرء المسلم السمع والطاعة فیما احب وکره الا ان یؤمر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة (بخاری مسلم)	ہر مسلمان پر اطاعت فرض ہے خواہ اس کو پسند آئے یا نہ آئے البتہ معصیت کے کاموں میں اطاعت نہیں ہے جب کسی بُری بات کا حکم کیا جائے تو نہ اس کا سننا روا ہے نہ اس پر عمل کرنا

اطاعت کی اس سے بڑھ کر اور کیا اہمیت ہوگی کہ اگر امیر غلام ہے تو ہر آزاد کو اس کے سامنے سر خم کر دینا چاہئیے۔ اگر امیر حبشی ہے تو ہر حسین و جمیل کو اس کے سامنے اپنے اختیارات کی سپر ڈال دینی چاہئیے۔ رسالت مآب کا ارشاد ہے۔

اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی (بخاری)	سنو اور اطاعت کرو خواہ تمہارا امیر غلام حبشی ہی کیوں نہ ہو

سردار کی اطاعت سے سرگرانی اسلام کی نظر میں سب سے بڑی معصیت ہے۔ کیونکہ اس سے تعمیر و نظام کی پوری مشنری بیکار ہوجاتی ہے اور انارکی اور طوائف الملوکی انسانوں کو بغاوت پر آمادہ کر دیتی ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سردار کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اس کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے۔

من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی (بخاری مسلم)	جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے سردار کی پیروی کی اس نے میری پیروی کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری ہی نافرمانی کی۔

دیکھو حضور نے اس حدیث میں پہلے اپنی اطاعت کی اہمیت ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میری اطاعت خدا کی اطاعت اور میری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ پھر امیر یا سردار کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اس کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا۔ گویا امیر کی اطاعت حضور کی اطاعت اور حضور کی اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے وبالعکس۔ قرآن کریم نے بھی جہاں اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں اولوالامر کی اطاعت کو بھی مسلمانوں پر فرض کر دیا ہے۔

یا ایها الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔	اے ایمان والو! اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے امیروں کے بھی فرمانبردار رہو۔

ان تصریحات سے واضح ہوگیا کہ اسلام نے قائدین امت کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم کیوں دیا ہے اور اس نظام کے ساتھ مسلمانوں کی روحانی و سیاسی زندگی کو کیوں وابستہ کر دیا ہے، اسلام کا یہ نظام آپ کو ہر شعبہ میں نظر آئے گا کیونکہ دین قیم کی ہر اینٹ اسی بنیاد پر قائم ہے اگر اس کو ایک لمحہ کے لئے بھی نظر انداز کر دیا جائے تو پھر تعمیر کا کوئی خاکہ اور اجتماع عناصر کا کوئی نقشہ تیار نہیں ہوسکتا۔

نماز باجماعت کی اہمیت پر غور کرو۔ ہر مسلمان دن میں پانچ وقت اطاعت کا سبق حاصل کرتا ہے۔ نماز کے وقت امام آگے ہے اور مقتدی پیچھے دست بستہ صف بصف کھڑے ہیں۔

امام تکبیر کے ساتھ خدا کے دربار میں حاضر ہوتا ہے، مقتدی بھی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ امام رکوع میں جاتا ہے، پھر رکوع سے سر اٹھا کر خدا کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہے، مقتدی بھی امام کی حرکت کے ساتھ اپنی حرکت شروع کرتے ہیں۔ اور اول سے آخر تک اسی کی متابعت میں اپنے وجود کو وقف کر دیتے ہیں۔ کیا مجال کہ امام رکوع میں ہو اور مقتدی سجدہ میں چلے جائیں یا امام سجدہ میں ہو اور نمازی سلام پھیر کر اپنی عبادت سے فارغ ہوجائیں اگر کوئی شخص ایسا کربھی لے تو اس کی نماز بالاتفاق باطل ہوجائے گی۔ گویا اس نے خدا کی عبادت کی ہی نہیں!

افسوس اسی بات کا ہے کہ جس قوم کو دن میں پانچ مرتبہ اطاعت و فرمانبرداری کا سبق دیا جاتا ہے وہ دنیا میں سب سے زیادہ خود پرست آزاد او خود درائی اور بے راہ روی کا مجسمہ ہے۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ کسی کا پیرو ہو کر نہ رہے۔ اور آزادی کے ساتھ اجتماعی نظام پر تیر چلاتا رہے۔ ہر شخص کو امام و قائد بننے کا شوق ہے۔ مگر فوجی سپاہی بننے کا کسی کو خیال نہیں۔ ہر فرد مخدوم بننا چاہتا ہے لیکن نہیں سوچتا۔ کہ بغیر خدام کے مخدوم بننا محال ہے۔ ہر شخص اپنی جگہ راعی و حاکم ہے۔ حالانکہ راعی کا وجود رعیت کے وجود پر موقوف ہے۔ ہر شخص کی خواہش ہے کہ وہ مطاع ہو مگر جب کوئی مطیع ہی نہ ہو تو مطاع کہاں سے آئے گا۔ ہر مومن کے دل میں تڑپ ہے کہ وہ عمارت کی سب سے بلند چوٹی پر نصب کیا جائے، حالانکہ عمارت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بنیادوں میں ہزاروں اینٹیں دفن ہوں اور روپوش ہو کر عمارت کو اپنے سر پر اٹھا لیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ہر شخص ایک مستقل رائے کا مالک ہے۔ اور اپنی رائے کو قربان کرنا اپنی توہین تصور کرتا ہے۔

ایک جاہل سے جاہل اور غبی سے غبی بھی جب کسی سیاسی معاملہ پر تبصرہ کرے گا تو اس شان سے کہ وہ سیاست کا امام ہے۔ وہ اس کا تصور بھی نہیں کرے گا کہ اس میدان میں کوئی سیاسی قائد بھی موجود ہے جس کی رہنمائی کے ہم سب محتاج ہیں۔ کیونکہ خود رائی کے مرض نے اور سرکشی کے نفس امارہ نے اس کو بتا دیا ہے کہ اس میدان کا تو ہی شہسوار ہے، اور قیادت کی صف اول میں تیرا ہی حصہ ہے۔

مذہبی معاملات میں دیکھو تو یہ ابتری اور بھی زیادہ نمایاں نظر آئے گی اور ہر شخص جو شریعت مقدسہ کے اصول و مبادی سے بھی ناواقف ہے اچھے سے اچھے عالم کو شکست دینے پر آمادہ نظر آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ ہر شخص خود ہی مطاع۔ مخدوم اور قائد بننا چاہتا ہے اس لئے سارے ہندوستان میں ایک بھی قائد و مطاع موجود نظر نہیں آتا۔ اور کسی کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس کو متفقہ مذہبی یا سیاسی قیادت حاصل ہے! جب حالت یہ ہو کہ ایک ایک فرد لیڈر اور رہنما بنا بیٹھا ہو اور اپنے افکار و خیالات ہی کو وحی آسمانی اور قول فیصل تصور کرتا ہے تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ پوری قوم میں ایک بھی رہنما موجود نہ ہو اور اس سرے سے اُس سرے تک تمام فوج قائد کی سرپرستی سے محروم ہو جائے۔

مسلمانوں کو چونکہ خود رائی اور خود پسندی نے اطاعت و انقیاد کی برکتوں سے محروم کر دیا ہے۔ اس لئے ان کو بہت آسانی سے گمراہ کیا جا سکتا ہے اور دشمن ان کی دیانت کو بہت آسانی سے خرید سکتے ہیں سول نافرمانی کے زمانہ میں راقم الحروف کو دہلی کا ایک واقعہ اب تک یاد ہے۔ ایک محلہ میں چند مسلمان پارچہ فروشوں کی دو دکانیں تھیں جن پر کانگریس کی طرف سے پکٹنگ لگایا گیا۔ چونکہ رضا کاروں میں کچھ مسلمان بھی تھے اس لئے مسلمانوں کی دو کانوں پر ان ہی کا تعین کرنا مناسب سمجھا گیا لیکن کبھی کبھی ہندو رضا کار بھی اس خدمت کے لئے بھیجدئے جاتے تھے۔ محلہ والوں نے رضا کاروں کا ہر طرح سے مقابلہ کیا۔ مگر پکٹنگ برابر جاری رہا آخر محلہ والوں نے مسلم رضا کاروں سے کہا کہ کانگریس تو خالص ہندوؤں کا ایک سیاسی ادارہ ہے جسمیں مسلمانوں کو خواہ مخواہ پھانسنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کانگریسی لیڈر جیلوں میں بھی جاتے ہیں تو ان کو مزے اُڑانے کے لئے اے کلاس ملتی ہے مگر رضا کاروں کو سی کلاس میں چکی پیسنے پر مجبور رہنا پڑتا ہے جب یہ رضا کار جیل سے باہر آتے ہیں تو ان کو نہ کانگریسی لیڈر منہ لگاتے ہیں اور نہ ان کے بال بچوں کی خبر لی جاتی ہے۔ غرض رضا کاروں کی کوئی پوزیشن نہیں نہ وہ لیڈر بن سکتے ہیں نہ امیر و کبیر۔ بلکہ اور زیادہ مفلس اور مقروض ہو جاتے ہیں۔

غرض اس قسم کا سبق اُن کو پڑھایا گیا اور کئی روز تک ان کے دماغ میں اسی قسم کی باتیں بٹھلائی گئیں۔ آخر رضا کاروں پر ان کا جادو چل ہی گیا اور اُنھوں نے پکٹنگ اٹھا کر اپنے گھروں کی راہ لی۔

اس کے بعد کانگریس نے ہندو رضا کار بھیجے۔ جنھوں نے اسی شان کے ساتھ اپنا فرض ادا کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ محلہ والوں کو اپنی فسوں کاری کا تجربہ ہو چکا تھا۔ اس لئے اُنھوں نے ان رضا کاروں پر بھی وہی منتر پڑھنے شروع کئے اور ان کو سمجھانے میں مشغول ہو گئے۔ رضا کار خاموشی کے ساتھ ان کے سارے دلائل سنتے رہے اور کسی بات کی تردید نہیں کی تاہم پکٹنگ برابر جاری رہا۔ اور ایک رضا کار بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ جب محلہ والے کچھ مایوس سے ہوئے تو انھوں نے رضا کاروں سے کہا۔ "میاں تم ہماری باتوں کا کوئی جواب نہیں دیتے اگر ہماری باتیں غلط ہیں تو تم کو جواب دینا چاہیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے رضا کار تم سے زیادہ سمجھدار تھے کہ معقول باتوں کو سنکر اور اصل حقیقت سمجھ کر اپنے گھر بیٹھ رہے"۔ رضا کاروں میں سے ایک نے اپنے ناصح مشفق کو جو جواب دیا وہ سننے کے قابل ہے۔ اُس نے کہا "ہمیں اس سے بحث نہیں کہ آپ صحیح فرماتے ہیں یا غلط۔ نہ ہمیں اس بات سے سروکار ہے کہ ہمارا یہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ کانگریس نے ہم کو پکٹنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور مہاتما گاندھی کی ہدایت کے مطابق دیا ہے اس لئے ایک سپاہی کی طرح ہمارا فرض ہے کہ ایسا ہی کریں۔ اگر آپ کو سمجھانا ہے تو گاندھی جی کو جا کر سمجھائیے۔ یا مقامی کانگریس کے سکرٹری کے پاس چلئے اور اُن کو قائل معقول کیجئے۔ ہمارا کام سمجھنا نہیں ہے بلکہ پکٹنگ کرنا ہے۔ اس وقت ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ آپ اپنا فرض ادا کیجئے"۔

اس جواب سے محلہ والوں کا جادو اور فسوں باطل ہو گیا۔ اور اس وقت تک پکٹنگ جاری رہا جب تک کہ رضا کاروں میں سے ایک ایک گرفتار ہو کر جیل نہ چلا گیا۔

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ سول نافرمانی کی تحریک مفید تھی یا مضر۔ محلہ والوں کے دلائل معقول تھے یا نامعقول اور رضا کاروں کو کانگریس نے گمراہ کیا تھا یا وہ صحیح معنی میں رضا کارانہ خدمات بجا لا رہے تھے بحث اس سے ہے اور دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ اطاعت امیر اور اصول کی پیروی کتنی بڑی قربانی اور کتنا صحیح مسلک اور نصب العین ہے! اس جواب پر غور کرو کہ "ہم تو محض سپاہی ہیں جس کام پر لگا دیا اس کو انجام دے رہے ہیں۔ اگر سمجھانا ہے تو ہمارے سردار کو سمجھاؤ کیونکہ ہم سمجھنے کے لئے نہیں بلکہ اپنا فرض ادا کرنے کے لئے آئے ہیں"

غور کرو کیا اسلام اپنے متبعین کو یہی نہیں کہتا کہ تم اپنے سردار کے ماتحت رہو۔ اپنی آرا کو اس کی آرا پر قربان کر دو۔ اپنے اختیارات اسی کے ہاتھ میں دیدو۔ اور اس کی اطاعت ہی میں اپنی زندگی سمجھو!

اگر اسلام نے یہ کہا تو کیا غلط کہا؟ جرمنی میں بڑے بڑے جلیل القدر لوگوں کو پھانسی کیوں دیدی گئی۔ ترکی میں ارباب کمال اور فوجی افسروں کو دار پر کیوں چڑھا دیا گیا۔ روس میں جو کچھ ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ آخر یہ کیوں اور کس لئے؟ صرف نظام کی حفاظت، وحدت خیال کی ترقی اور ابتری اور انتشار کے انسداد کے لئے۔ جب سیاسیات کے لئے یہ سب کچھ گوارا کیا جاسکتا ہے تو مذہب کے لئے اس چیز کو برداشت نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ مذہب بھی وہ جو بیک وقت دین و دنیا کی رہنمائی و روحانی اصلاح کی پوری صلاحیت رکھتا ہے اور اس کے ثبوت میں جس نے بہت سے واقعات تاریخ کے حوالے کردئے ہیں۔

جب ہم مسلمانوں کی حالت پر غور کرتے ہیں تو سوائے افسوس کے اور کچھ نہیں بن پڑتا۔ ایک طرف ہمارے علماء اور لیڈر ہیں جو عام مسلمانوں کی بے راہ روی اور جماعتی انتشار پر ماتم سرا ہیں۔ دوسری طرف عام لوگ اپنے لیڈروں اور رہناؤں کی جانوں کو رو رہے ہیں۔ ان پر غداری اور ایمان فروشی کا الزام لگا رہے ہیں اور ان کو قوم وملت کی تباہی کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں جو نکتہ چینی اور خوردہ گیری کو چھوڑ کر حق وانصاف کی خاطر محض اللہ کے واسطے وحدۃ کلمہ کے لئے اپنے آرام کو ترک کردے۔ نظم ملت۔ اطاعت واتفاق اور وحدۃ کی روح پھونکنے کے لئے اپنے نفس پر موت وارد کرے اور قوم کو اس مرض سے نجات دلانے کی سبیل نکالے جس کا نام نکتہ چینی، الزام تراشی۔ خود رائی اور خود بینی ہے کہ اسی مرض نے ہزاروں شہسواروں کو آگے بڑھنے سے روک رکھا ہے۔ اور اس کی بدولت فعال جماعتیں شرم وندامت کے دریا میں روپوش ہوچکی ہیں۔

عوام کا عذر یہ ہے کہ اگر علماء آپس میں متحد ہوجائیں تو ہمارا متحد ہونا کچھ مشکل نہیں ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ ایک عالم کچھ کہتا ہے دوسرا کچھ کہتا ہے۔ ایک لیڈر دوسرے لیڈر کو گرانے پر تلا ہوا ہے اور ایک رہنما دوسرے رہنما کی پگڑی اُچھالنے میں مشغول ہے۔ اب بتاؤ ہم کس کی بات مانیں اور کس کی بات رد کریں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جن امور میں علماء یا لیڈروں کا اتفاق ہے کیا عام مسلمان ان کی تعمیل کر رہے ہیں؟ سب علماء کہتے ہیں کہ اسراف مت کرو۔ بیاہ شادی کے مواقع پر کفایت اور دوراندیشی سے کام لو۔ کیا عوام کی طرف سے اس نصیحت کا خیر مقدم کیا جاتا ہے؟ تمام لیڈر متفق ہیں کہ دیسی کپڑا استعمال کرو۔ اور دیسی صنعتوں کو ترقی دے کر زنانہ پن اور نزاکت کو اپنے دماغ سے نکال دو۔ کیا عوام نے ان ارشادات کو کبھی گوش ہوش سے سنا۔ اور ان کی تعمیل کرکے علماء اور لیڈروں کا ہاتھ بٹایا؟ جب متفق علیہ مسائل میں ہماری خود رائی کا یہ عالم ہے تو اختلافی امور کی آڑ پکڑ کر اطاعت سے انحراف کرنا شرارت نہیں تو اور کیا ہے؟

ضرورت اس بات کی نہیں کہ نئے نئے لیڈر اور علماء پیدا کئے جائیں بلکہ اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کی انارکی دور کی جائے۔ ان میں وحدۃ خیال کی روح پھونکی جائے اور اطاعت کے گرم خون سے ان کے تن نیم جاں میں حرکت و زندگی پیدا کی جائے کہ یہی چیز قومی حیات کی بنیاد ہے۔

فاتحانِ ہند

محمد بن قاسم

(از جناب مولوی سید محمد ادریس صاحب ایم اے)

تقریباً تیرہ سو سال پیشتر کا ذکر ہے کہ سرزمین ہندوستان پر جور و استبداد کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ اشرف المخلوقات انسان ظلم و ستم کی بھاری زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا مطلق العنانی حکمران طبقہ کا موروثی حق بن چکا تھا۔ محکوم اور غریب طبقہ اُن کو اپنا معبود سمجھتا۔ اور ان جبابرہ کے سامنے سر بسجود ہونا معیوب نہیں خیال کرتا تھا۔ نہ اُن کی قدمبوسی سے کسی کے جذبۂ خودداری کو ٹھیس لگتی تھی۔

مذہبی تعلیم ایک خاص طبقہ تک محدود تھی۔ ادنیٰ طبقہ کا انسان اگر "وید مقدس" کا ایک منتر بھی پڑھ جاتا تو اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ پلا دینے کا حکم تھا۔ برہمن سخت سے سخت جرم کا مرتکب کیوں نہ ہوتا۔ اس کی ذات قصاص اور سزایابی کی حدود سے بالاتر سمجھی جاتی تھی۔ مندروں اور دیگر مقدس مقامات میں نیچ ذات کے انسانوں کا داخلہ قطعی بند تھا۔

عورتیں دنیا کی تمام آرام و آسائش سے محروم تھیں۔ وراثت کے باب میں اُن کا کسی قسم کا کوئی حق نہ تھا۔ خواہ وہ کتنی کمسنی ہی میں رانڈ ہو جاتیں لیکن دوسری شادی کرنے کے حق سے وہ قطعاً محروم تھیں۔ جب اُن کے شوہر مر جاتے تو ان بیکسوں پر دنیا تاریک ہو جاتی۔ اس لئے وہ آنیوالی مصیبتوں کے بھیانک منظر سے ڈر کر اپنے شوہروں کے ساتھ اپنی پیاری جان کو بھی قربان کر دیتیں۔ اور اس طرح قبل اس کے کہ دنیا اُن کو منحوس اور بدبخت کہہ کر نظر انداز کردے وہ خود دنیا کو الوداع کہہ کر شوہر کی چتا میں ستی ہو جاتی تھیں۔

اس تاریک دور میں جزیرۂ عرب میں اسلام کا ضیا پاش آفتاب نصف النہار پر تھا۔ اور اس کی تعلیم صحرا نشین اور بادیہ نورد بدوؤں میں تہذیب اور مساوات کی وہ روح پھونک چکی تھی جس نے نہ صرف ملک عرب کو روم و ایران کی ملوکانہ استبداد و شخصیت پرستی کی لعنت سے بچایا۔ بلکہ قوت ایمانی۔ خلوص نیت۔ اخلاق حسنہ اور اطاعت احکام خداوندی نے ان بے سرو سامانوں میں وہ طاقت پیدا کر دی کہ وہ غریبوں اور بیکسوں کی ہمدردی کے لئے مساوات کا علم اُٹھا کر تقریباً نصف صدی میں ایران روم۔ مصر۔ افریقہ اور اسپین پر چھا گئے۔

فتوحات اسلامیہ کا یہ سلسلہ جس قدر بڑھتا گیا اسی قدر عرب تاجروں کو اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے موقعہ ملتا رہا۔ ہندوستان کے ساتھ اُن کا جو تاجرانہ تعلق زمانۂ قدیم سے چلا آ رہا تھا وہ مکران کے فتح ہو چکنے کے بعد اور زیادہ استوار ہوا اور سندھ کے ساحلی مقامات میں عرب تاجر بخوف و خطر آنے جانے لگے۔

جب حضرت عمر فاروقؓ کے مبارک زمانہ میں بصرہ کی چھاؤنی بسائی گئی تو اس کو مرکز قرار دیتے ہوئے عربوں نے مشرقی سائبیریا تک کو تجارت کے لئے جولانگاہ بنایا۔ پھر حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ممالک مقبوضہ کی حفاظت کے لئے جنگی بیڑہ بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی جس نے بحری سفاس پر دجلہ و فرات کا راستہ کھول دیا۔ اور مسلمانان عرب کی عالی حوصلگی اور بلند ہمتی نے بصرہ سے چل کر سواحل ہندوستان کا رُخ کیا۔ یہ لوگ کراچی اور سورت ہوتے ہوئے ملیبار تک جایا کرتے تھے۔ چونکہ اُن کے جہاز بادبانی تھے۔ اس لئے ہمیشہ کنڈ کے کنارے کنارے چلا کرتے تھے۔

حملہ کے اسباب

حکمرانان سندھ سے عربی تاجروں کا یہ بڑھتا ہوا اقتدار نہ دیکھا گیا اس لئے اُن کو مختلف طریقوں سے دق کرنا شروع کیا۔ ان پر بھاری بھاری ٹیکس لگائے۔ اور اُن کے تجارتی سفر پر بے جا قیود عائد کئے۔ جب یہ قانونی تدبیر بھی کارگر ثابت نہ ہوئیں تو بحری لیڈروں کے ذریعہ ان کے جہاز لوٹے گئے۔ اور سوداگروں کو مزید تاوان ادا کرنے کے لئے محبوس رکھا گیا۔

اس زمانے میں خلافت اسلامیہ بنو اُمیہ کے قبضے میں تھی۔ اور ولید بن عبدالملک جیسا مدبر اور ہوشمند بادشاہ سریر آرائے خلافت تھا۔ اس نے عراق کے وائسرائے حجاج بن یوسف ثقفی کو حکم دیا کہ عربی تاجروں کی حفاظت کے لئے ہر ممکن تدبیر عمل میں لائی جائے۔

اتفاق سے انہی دنوں محمد بن ہرون نُمری نے جزیرۂ یاقوت (غالباً سیلون) سے مسلمان تاجروں کی بیوہ عورتیں اور یتیم بچے سرکاری طور پر حجاج کے پاس بھیج دیئے۔ تاکہ انہیں اپنے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا جائے جب یہ کشتیاں نواحی سندھ میں پہنچیں تو دیبل کے لٹیروں نے کشتیوں میں سوار ہو کر بیچ سمندر میں مال و اسباب لُوٹ لیا۔ اور عورتوں کو پکڑ کر لے گئے۔ اثنائے دار و گیر میں ایک بڑھی عورت نے پکار کر کہا: "یا حجّاج" (اے حجاج ہماری امداد کر) یہ جملہ کیا تھا، صاعقہ آسمانی تھا جس وقت حجاج کو خبر ہوئی۔ تو فرط جوش سے اُٹھ کر کہا وَ اَلَبّیْکَ (حاضر ہوں)

سندھ کی تمام حکومت اس زمانہ میں راجہ داہر کے ہاتھ میں تھی۔ حجاج نے اس کو کہلا بھیجا کہ ان مسلمان عورتوں کو رہا کر کے میرے پاس بھیج دو اس نے جواب دیا کہ جن لوگوں نے عربی جہاز لوٹے ہیں وہ میری حدود سلطنت سے باہر

جنگلوں میں بستے ہیں۔ اس نے میں اُن کو رہائی دلانے سے معذور ہوں (بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ قیدی راجہ کے پایۂ تخت برہمن آباد کے سنٹرل جیل میں پڑے سڑ رہے تھے)

مسلمانوں کا پہلا حملہ

اس پر حجاج نے بُدیل بن طہفہ کو سندھ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ مگر وہ پہلے ہی معرکہ میں مارا گیا۔ تب حجاج نے اپنے نوجوان عم زاد بھائی محمد بن قاسم کو اس فتنے کے انسداد کے لئے منتخب کیا۔ جو صرف سترہ سالہ نوخیز جوان تھا۔ سترہ سال کی عمر۔ اٹھتی جوانی کھیل کود کے دن۔ اور ایسی زبردست بہم پرنام زندگی! سچ ہے کہ قدرت جس کو اہم ملکی معاملات سلجھانے اور عظیم الشان انقلاب برپا کرنے کے لئے چنتی ہے۔ تو اس کے دل و دماغ میں دنیا ہی جوہر بھی ودیعت رکھ دیتی ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

ساس الجیوش لسبع عشرۃ حجۃ
ولداتہ عن ذاک فی اشغال

"محمد سترہ سال کی عمر میں سپہ سالار بنا۔ جب کہ اس کے ہم عمر ابھی کھیل کود میں مصروف تھے"

محمد بن قاسم اس وقت فارس کا حاکم اعلیٰ تھا۔ حجاج کا حکم ملا کہ تمہیں مملکت سندھ پر حفاظتی اور مدافعانہ حملہ کرنے کے لئے نامزد کیا جاتا ہے۔ اس لئے لشکر جمع ہونے اور سامان سفر مکمل ہونے تک شیراز آ کر قیام کرو۔

چونکہ دُور و دراز کا سفر تھا۔ اس لئے حجاج نے اس لشکر کو تمام ضروری چیزیں فراہم کر دیں۔ یہاں تک کہ سوئی دھاگہ جیسی معمولی چیزیں بھی سپاہیوں کو سرکاری طور پر دے دی گئیں۔ نیز دھنکی ہوئی روئی میں سرکہ جذب کرا کے دے دیا گیا تاکہ بوقت ضرورت سپاہیوں کو سالن کا کام دے سکے۔ اور ہندوستان کی کمزور آب و ہوا۔ خاصکر ساحلی مقامات کی زہریلی گیسوں کے حملہ سے محفوظ رہیں۔ انتظامات مکمل ہونے پر محمد بن قاسم بارہ ہزار فوج لیکر شیراز سے روانہ ہوا۔ اور مکران۔ پنجگور اور لس بیلہ ہوتا ہوا جمعہ کے دن دیبل پہنچا۔ یہاں وہ بحری بیڑہ بھی اُن سے آ ملا۔ جس میں سامان رسد اور آلات حرب کے علاوہ کافی فوج بھی بھیجی گئی تھی۔ بندرگاہ پر فوج اور بیڑہ تقریباً ساتھ ہی پہونچے۔

فتح دیبل

محمد بن قاسم نے فوج کی حفاظت کے لئے کیمپ کے گرد خندق کھدوائی۔ پھر فوجوں کے دستے الگ الگ مقامات پر متعین کئے۔

دیبل میں ایک بہت بڑا مندر تھا جس پر سُرخ جھنڈا لہرایا کرتا تھا اس جھنڈے کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ جب تک یہ اپنی جگہ قائم ہے اس شہر کو کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے مسلمانوں نے سب سے پہلے اسی کو نشانہ بنانا چاہا۔ مگر حجاج جیسا بلند حوصلہ اور تجربہ کار حاکم باوجود اس قدر بعد مسافت کے یہ نہیں چاہتا تھا کہ محمد اپنی رائے سے محاذ جنگ قائم کرے۔ چنانچہ محمد نے میدانِ جنگ کا مکمل نقشہ بنا کر حجاج کے پاس بھیج دیا جس کے جواب میں حجاج نے لکھا۔

انصب العروس۔ واقصر منہا قائمۃ ولتکن مما یلی المشرق
ثم ادع صاحبہا فمرہ ان یقصد برمیتہ للدقل۔

"عروس نامی منجنیق کو نصب کرو۔ اور اس کا شرقی پایہ کم کر دو اور توپچی کو ہدایت کر دو کہ سب سے پہلے مندر کے جھنڈے کو نشانہ بنائے"

منجنیق اتنا بڑا تھا جس میں پانچ پانچ سو آدمی کام کیا کرتے تھے جب حکم حجاج حسب عروس کے ذریعے گولہ باری کی گئی تو پہلے ہی گولہ پر وہ جھنڈا ٹوٹ کر گر پڑا۔ جس سے اہل شہر سراسیمہ ہو کر دست بدست لڑائی لڑنے کے لئے باہر نکل آئے۔ مگر شکست کھا کر دوبارہ قلعہ بند ہونے پر مجبور ہوئے۔ تیروں کی بوچھاڑ میں مسلمان سیڑھیاں لگا کر فصیل پر چڑھ گئے۔ اور دل ہلا دینے والی لڑائی لڑ کر شہر پر قابض ہوئے۔ داہر کا مقرر کردہ مقامی حاکم موقع پا کر بھاگ نکلا اور بقیۃ السیف سپاہیوں کو ہتھیار رکھ دینے کے بعد امان ملی۔ محمد بن قاسم نے یہاں ایک چھاؤنی بنائی۔ جس میں چار ہزار فوج مستقل طور پر مقرر کی گئی۔

صلح بیرون و سدوسان

اسلامی لشکر دیبل سے چل کر بیرون پہونچا۔ مگر اہل بیرون نے دو برہمنوں کو عراق بھیجکر حجاج سے پہلے ہی صلح کر لی تھی۔ اس لئے انھوں نے مسلمانوں کا عزت و احترام کے ساتھ استقبال کیا۔ اور شہر میں لے جا کر اُن کی ضیافت کی۔ وہاں سے سیوستان اور سہوان ہوتا ہوا محمد بن قاسم نیرون پہونچا تو محمد بن مصعب کو ایک دستۂ فوج کے ساتھ سدوسان (سیوستان) کی طرف بھیجا۔ جو مصالحت سے فتح ہوا۔ اور وہاں کے چار ہزار جاٹ برضا و رغبت اسلامی لشکر میں بھرتی ہو گئے۔ جو ہندو ہونے کے باوجود اخیر دم تک مسلمانوں کی طرف سے لڑتے رہے۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جس قوم کا آج یہ عقیدہ ہو کہ غیر مذاہب والوں کے ساتھ چھو جانے سے کپڑے ناپاک اور جسم پلید ہو جاتا ہے اُن کے اسلاف پر اسلام کا جادو کس طرح چل گیا۔ کہ وہ اپنے ملک اور اپنی قوم کے خلاف مسلمان سُورماؤں کے ساتھ مل کر شمشیر زنی کے جوہر دکھلاتے رہے۔

جنگ داہر

پھر محمد بن قاسم نے نیرون کے پاس سے پل باندھ کر دریا کو عبور کیا جہاں سندھ کے برخود غلط اور مغرور راجہ داہر سے مقابلہ ہوا۔ داہر کی فوج تقریباً چالیس ہزار زرہ پوش مسلح سپاہیوں اور ساٹھ ہاتھیوں پر مشتمل تھی۔ اسلامی لشکر کی تعداد کل پندرہ ہزار تھی جن میں نصف سے زائد سندھ کے جاٹ تھے۔ جو محمد بن قاسم کی خوش اخلاقی اور منکسر مزاجی، نیک نیتی اور پاک باطنی، خلوص اور بے ریائی کی تیز دھار والی تلوار سے گھائل ہو کر مسلمانوں کی طاقت بڑھا رہے تھے۔ صبح کے وقت دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں۔ گھمسان کا رن پڑا۔

شام تک برابر لڑائی جاری رہی۔ راجہ داہر ہاتھی سے اتر کر نہایت جرأت و شجاعت کے ساتھ لڑتا رہا۔ مگر بالآخر مارا گیا۔ اس کے قتل ہوتے ہی سندھی فوج میں بھاگڑ پڑ گئی۔ اور مسلمانوں نے تعاقب کرکے اُن کے حوصلے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پست کر دیئے۔

داہر کے قتل ہو جانے پر ملک سندھ کی قسمت محمد بن قاسم کے ہاتھ آگئی۔ اب وہ اس وسیع علاقے کا واحد حکمران تھا۔

محمد بن قاسم نے آگے بڑھ کر راور پر دھاوا بول دیا۔ یہاں مہاراجہ داہر کی رانی رہتی تھی۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ مسلمان یہاں بھی آپہنچے۔ تو سارا مال اور کل زیورات جمع کرکے آگ میں ڈال دیا۔ اور پھر خود بھی اپنی لونڈیوں اور سہیلیوں سمیت آگ میں کود کر ستی ہو گئی۔

فتح ملتان

پھر برہمن آباد۔ ساوندری۔ بسمد۔ الرور۔ (قدیم روہڑی) اور سکہ ہوتا ہوا دریائے بیاس کو عبور کرکے محمد بن قاسم ملتان پہنچا۔ معمولی لڑائی لڑکر اہلِ ملتان نے محصور ہونے کو ترجیح دی۔ یہ محاصرہ ایک طویل عرصے تک قائم رہا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا توشہ ختم ہو چکا اور وہ گدھوں کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھانے پر مجبور ہوئے۔

ملتان میں دریائے بسمد سے ایک نہر کاٹ کر لائی گئی تھی جس کے پانی پر شہر والوں کا گزران تھا۔ ایک دن کسی ملتانی نے ان سے آکر کہا کہ جب تک اس نہر کا پانی شہر میں جاتا ہے اہلِ ملتان کو تمہارے محاصرہ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی اس پر مسلمانوں نے نہر کے پانی کا رُخ شہر کی طرف سے بدل دیا جس سے مجبور ہوکر اہلِ ملتان نے ہتھیار رکھ دیئے۔

یہاں ہندوؤں کا ایک عظیم الشان اور متبرک مندر تھا۔ سندھ کے تمام باشندے اس سے عقیدت رکھتے تھے۔ دُور دراز سے یہاں آکر طواف کرتے۔ بال منڈواتے۔ چڑھاوے چڑھاتے۔ نذریں پیش کرتے اور مرادیں مانگا کرتے تھے۔ اس مندر میں ایک بُت تھا جس کے متعلق مشہور تھا کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کا مجسمہ ہے۔ اس مندر میں مسلمانوں کو اس قدر سونا ملا جس سے ۱۰ مربع گز مکان بالکل بھر گیا۔ اس لئے اُنھوں نے ملتان کو بیت الذہب (سونے کا گھر) کے نام سے موسوم کیا۔

محمد بن قاسم نے ملتان کو اشاعتِ اسلام کا مرکز قرار دیا۔ جہاں سے زمانۂ مابعد میں جلیل القدر علماء اور مشائخ کی بدولت اسلام نے خوب ہاتھ پاؤں پھیلائے۔ اور رفتہ رفتہ تمام ہندوستان میں پھیل کر مسلمانوں نے ایک مستقل قوم کی حیثیت اختیار کر لی فجزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔

حجاج کی وفات

یہ مقولہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ "کیا اے را زوال" آج جس کو عروج حاصل ہے کل اس کو زوال کی پُرخار وادیوں میں ٹھوکریں کھانی ہیں۔ آج کی خوشی او شادمانی کل کے مصائب و آلام کا پیش خیمہ ہیں۔ ترقی کے ساتھ تنزل اور آرام و راحت کے ساتھ تکلیف و رنج لازم ہیں۔ خدا کی قدرت اور نیرنگی دیکھئے۔ ابھی ملتان کی فتح مکمل ہو ہی چکی تھی کہ محمد بن قاسم کے سرپرست اور زبردست حامی حجاج بن یوسف کے انتقال کی خبر پہنچی۔ محمد نے سلسلۂ جنگ کو روک دیا اور سودہڑی آکر مفتوحہ علاقہ کے نظم و نسق میں مشغول ہوا۔

مگر قدرت کو اس بیدار مغز اولوالعزم۔ ذہین اور دانش مند نوجوان کی ابھی مزید آزمائش منظور تھی۔ چنانچہ حجاج کے انتقال کے بعد ہی امیر المؤمنین ولید بن عبدالملک نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور تختِ خلافت اس کے بھائی سلیمان بن عبدالملک کو سپرد کیا گیا۔ جو حجاج بن یوسف اور اُس کے متعلقین کا سخت دشمن تھا۔ کیونکہ حجاج نے اپنے اثر و رسوخ کی بدولت سلیمان کو استحقاقِ خلافت سے محروم کرنے کی کوشش کی تھی۔ سلیمان نے تختِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی محمد بن قاسم کو معزول کرکے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو سندھ کا حاکم مقرر کیا۔ جس نے آتے ہی محمد کو گرفتار کرکے صالح بن عبدالرحمٰن کے پاس روانہ کر دیا۔ جو حجاج کے بعد عراق کا حاکمِ اعلیٰ تھا۔

محمد نے جب اپنی حُسنِ خدمات کا یہ بے ڈھب صلہ دیکھا اور آنے والے خوفناک واقعات کا بھیانک نقشہ اس کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا تو اُس نے یہ چبھتا ہوا شعر بطور تمثیل پڑھا ؎

اضاعونی و ای فتیً اضاعوا لیوم کریھۃ وسداد ثغر

"اُنھوں نے مجھ سے جنگ آزما اور محافظِ سرحدات نوجوان کو اپنے ہاتھوں ضائع کر دیا"

جس وقت محمد بن قاسم پابجولاں ہندوستان سے جانے لگا تو آجکل کے متعصبانہ نظریہ کے مطابق ہندوستانیوں کو اس جرأت آزما سپہ سالار کی بربادی پر کسی قسم کی خوشی نہیں ہوئی۔ نہ ملکِ سندھ میں اس قید و بندگی تقریب پر چراغاں کئے گئے۔ بلکہ بقول بلاذری۔

فبکیٰ اھل الھند علیٰ محمد وصوروہ بالکیرج

"اہلِ ہند محمد کی جدائی پر زار زار رونے لگے اور بطور یادگار اس کا مجسمہ مقام کیرج (قدیم کراچی) میں نصب کیا گیا"

جب محمد بن قاسم واسط پہنچا تو صالح کی خون آشام فطرت نے اُسے دربارِ خلافت میں حاضر ہونے کا بھی موقعہ نہ دیا۔ بلکہ وہیں اُسے زندان میں ڈال کر محبوس کر دیا۔ وہاں محمد نے یہ چند شعر پڑھے ہیں۔ جن کے حرف حرف سے شجاعت اور حسرت کا ممزوج جذبہ ٹپکتا ہے ؎

"اگر آج میں واسط کی سرزمین میں آہنی طوق و غل میں جکڑا ہوا ہوں (تو کیا پروا ہے) میں نے ہمیشہ فارسی پہلوانوں کو ڈرایا اور اپنے مقابل کو قتل کرکے چھوڑا ہے"

[illegible] اور سکسکیوں کے گھوڑے ہمارے علاقہ میں داخل نہ ہو سکتے اور نہ کوئی آدمی میرا حاکم بنتا"

افسانے

بے غرض دوست

(از جناب سید اکبر حسینی صاحب آسند)

(۱) خذیمہ بن بشر کے نام سے کون واقف نہیں جس نے محتاجوں بیواؤں اور یتیموں کی دستگیری و حاجت روائی میں اپنی کثیر دولت لٹا دی. کسی سائل کو اپنے دروازہ سے خالی نہیں پھیرا. اس کا دسترخوان اعزہ و اقربا کے علاوہ احباب و مسافرین کے لئے بھی الوانِ نعمت سے چنا ہوا رہتا تھا.

اس کی دولت تو پھر بھی محدود تھی. اس دریا دلی اور بے اندازہ مصارف کی خزانۂ قارون بھی مشکل سے تاب لا سکتا تھا. آخر سرمایہ ختم ہو گیا.

وہ جاں نثاری کا دعوے کرنے والے دوست جو مگس خوانِ اغنیا بنا کرتے تھے اور بھونرے کی طرح پھولوں سے رس چوس کر الگ ہو جاتے ہیں. خذیمہ سے بھی کنارہ کش ہو گئے اور جس مکان میں رات کا زیادہ حصہ جانے تک خاصی چہل پہل رہا کرتی تھی. ویران سا نظر آنے لگا کیونکہ صرف خذیمہ اور اس کی رفیقۂ حیات فقر و فاقہ کی صعوبتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے باقی رہ گئے تھے. اور نوکر چاکر بھی برسوں نمک کھانے اور سینکڑوں انعام پانے کے باوجود طوطا چشمی کر گئے.

جب کبھی بیوی دل گرفتہ اور رنجیدہ ہوتی یا دنیا کی بیوفائی اور اپنی ناعاقبت اندیشی کا شکوہ زبان پر لاتی تو خذیمہ نہایت متانت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے اس کے نازک لبوں پر مہرِ سکوت لگا دیتا.

کار ساز ما بفکر کار ما ۔۔۔ فکر ما در کار ما آزار ما

(۲) دریائے فرات و دجلہ کے درمیانی خطہ پر جس کو جزیرہ کہتے تھے خلیفہ سلیمان ابن عبد الملک کی جانب سے نیک دل خدا ترس اور فیاض اکرم حاکم مقرر تھا حسبِ معمول وہ معززین اور افسرانِ اعلےٰ کے ساتھ گفت و شنید کر رہا تھا. کہ دورانِ گفتگو میں کسی نے خذیمہ کی فیاضی. سیر چشمی کے بعد قناعت پسندی و عزلت گزینی کا تذکرہ کیا. اور دوستوں کی بے وفائی. ملازمین کی کور نمکی اور اعزہ و اقربا کی بے اعتنائی ایسے مؤثر الفاظ میں بیان کی کہ اکرم پر رقت طاری ہو گئی. اس وقت تو آنسو پی کر چپ ہو گیا لیکن رات میں جب ہر طرف تاریکی پھیل گئی. چار ہزار اشرفیوں کی تھیلی ساتھ لئے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا. اور اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کیا کہ کہاں جا رہا ہے اور کیوں؟

خذیمہ کے مکان کے قریب وہ گھوڑے سے اتر گیا. اور آگے بڑھ کر دروازہ کھٹکھٹایا. وہ فوراً سے چونک کر حیران و پریشان باہر آیا ہے. اور اجنبی کو دروازہ پکڑا ہوا دیکھ کر اس خیال سے کہ کوئی محتاج ہے "سخت شرمندہ تھا. کیونکہ آج اس کا چوتھا فاقہ تھا. مگر اکرم نے وہ تھیلی آگے بڑھاتے ہوئے کہا. "اس میں جو حقیر رقم ہے اس کو قبول فرمایئے اور حسبِ دل خواہ خرچ کیجئے."

خذیمہ کو اپنے کھیلنے کا یہ [illegible] ی موقعہ تھا اس لئے وہ دیتیں کرنے لگا. اگر اکرم نے باصرار تمام تھیلی حوالے کرتے ہوئے واپس ہونا چاہا. خذیمہ کو سخت حیرت تھی کہ اس قدر کثیر رقم عطا کرنے والا کون ہوگا کیونکہ نام و نشان دریافت کرنے کی خواہش پر اکرم نے جواب دیا "اگر میں نام و نمود چاہتا تو آدھی رات گئے تمہارے پاس کیوں آتا"

مگر خذیمہ نے پھر بھی مجبور کیا تو اس نے جواب دیا "مجھے دستگیرِ بیکساں کہتے ہیں خذیمہ یہ عرض کرتا ہی رہا کہ میری تشفی نہیں ہوئی اور صراحت کی جائے. مگر یہ نیک خیال حاکم معذرت خواہی کے ساتھ واپس ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر گھر کا رخ کیا

(۳) اسی رات جب اکرم کی بیوی کی اتفاقاً آنکھ کھلی بستر پر اکرم کو نہ پا کر سخت حیرانی اور پریشانی کے عالم میں اٹھ بیٹھی. مکان کا گوشہ گوشہ ڈھونڈا اور اسی بیم و رجا کے عالم میں بیٹھی تھی کہ اکرم داخل ہوا. اور اس کے دریافت کرنے پر کہ "جس کام کے لئے گیا تھا اگر وہ ظاہر کہنے کے قابل ہوتا تو پھر اس طرح خفیہ پر انجام دینے کی کیا ضرورت تھی بہتر ہے کہ اس کو راز ہی رکھا جائے" مگر یہ بات مشہور ہے جب وہ کسی طرح راضی نہ ہوئی اور لمحہ بہ لمحہ اصرار بڑھتا ہی گیا تو مجبور ہو کر اس نے سارا واقعہ اپنی شریکِ زندگی پر ظاہر کر دیا مگر ساتھ ہی اس کو قسم دی کہ راز طشت از بام نہ ہو.

(۴) اس نعمتِ خداداد پر خذیمہ کی شکر گزاری کا یہ عالم تھا کہ بارگاہ صمدیت میں دوگانہ پر دوگانہ گزار رہا تھا. کہ نرسنگی میں جب اس کی بیوی بیدار ہوئی اٹھ بیٹھی. روشنی کیا رہتی کہ مکان کا چپہ چپہ ڈھونڈ رہی تھی. جب ٹٹولتی اور پکارتی بڑھی تو خذیمہ نے دعا ختم کی اور خوشخبری سناتے ہوئے چراغ روشن کرنے کو کہا مگر وہاں تیل کا قطرہ بھی نہ رہا تھا کمال بے چینی اور اشتیاق کے عالم میں پہاڑ سی گھڑیاں گذار کر صبح کی اور بعد نماز فجر تھیلی کو الٹنے کے بعد سب سنہری سکوں کا ڈھیر نظر آیا ان کی مسرت و ابتہاج کی انتہا نہ تھی.

یہ دولت کثیر ہاتھ لگنے کے بعد چونکہ اہلِ وطن سے کافی تجربہ حاصل کر چکا تھا. اس لئے دار السلطنت دمشق روانہ ہونے کی تیاریاں کرنے لگا. وہاں پہنچ کے کچھ عرصہ بعد جزیرہ کے متمول اور معزز شخص کی حیثیت سے بارگاہ سلطانی میں باریابی بھی حاصل ہوئی.

خلیفہ سلیمان ابن عبد الملک نے شایانِ شان مدارات کی اور عرصۂ دراز تک غائب رہنے کی وجہ دریافت کی. اس نیک و نہاد اور صاف طینت خذیمہ نے سارا واقعہ من و عن کہہ سنایا سلطان نے بھی اس سے حد درجہ متاثر

سوکر فرمایا۔

مرد ے از غیب بروں آید و کار ے بکند

واقعی ایسی بے لوث ہستیاں لائق صد تحسین و آفریں ہیں جو نام و نمود سے بے نیاز اور ریاکاری سے کہیں دور ہیں اپنا دامن آلودہ نہیں کرتے۔ اگر کبھی اس سے ملاقات ہو جائے تو مجھ سے ضرور ملانا۔ میں اس کو الطاف شاہانہ سے سرفراز کروں گا۔

(۵) زمانہ ایک طرح کبھی جاتا نہیں عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

اکرم جو نیک نامی اور خوش اطواری کے سبب لائق حکام میں شمار ہوتا تھا۔ اور خلیفہ جس کو خاص وقعت سے دیکھتا تھا قطرۂ اشک کے مانند آنکھوں سے گر گیا اور سلطان نے خفگی و ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے اس کو معزول کیا۔ اور اس کی جگہ خدیجہ عالم جزیرہ مقرر ہوا

(۶) اکرم نے اس کی اطلاع پاکر افسران۔ اُمرا اور معززین کی معیت میں اس نئے گورنر کا شایان شان استقبال کیا۔ اور خاطر مدارت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا خدیجہ نے گورنری کا چارج حاصل کرتے وقت جب نقدی کی تنقیح کی تو یہ معلوم ہوا کہ اکرم بعلت غبن ہی خدمت سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ اکرم نے اس کمی کو پورا کرنے کا اقرار کر ور خدیجہ نے جب اور گنجائش سے اس کی تکمیل کرنی چاہی تو اکرم نے جواب دیا۔

جناب عالی قانوناً اور نے داشتے کی حیثیت جدا گانہ نہیں اس لئے علت غبن کی جو سزا تجویز کی جائے گی۔ میں اس کو برداشت کرنے کے لئے ہر طرح آمادہ ہوں۔

عام لوگوں کی طرح اس کو بھی قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔ اس طرح خدیجہ گورنر ہوا اور اکرم اسیر بلا

اکرم کی بیوی قسمت کی نیرنگی۔ خانماں بربادی۔ اور کس مپرسی کے سبب بیمار اس سے پہلے ہی تھی۔ کچھ دنوں بعد جب ہوش ٹھکانے ہوئے اس کو اپنے شوہر کا وہ واقعہ یاد آیا۔ جواب تک سربستہ تھا اور تقریباً بھولا جا چکا تھا۔

اس نے خادمہ کو طلب کر کے سخت تاکید کی کہ وہ خاص پیغام صرف گورنر صاحب کو گوش گذار کرے اور کسی کو اس کی خبر نہ ہو۔ وفا شعار خادمہ جس کو اکرم اور اس کی بیوی کی تکلیف گمشتوں رلاتی تھی۔ اسی وقت روانہ ہوئی۔ مگر دربان اور حاجب نے روک دیا۔ اطلاع کرائی گئی اور اجازت حاصل کرنے کے بعد بار یاب ہوئی۔

خدیجہ مجلس مشاورت منعقد کئے گفت و شنید میں مصروف تھا۔ ایک معمولی حیثیت والی عورت کی تخلیہ کے لئے درخواست اور داستہ عانے اس کو ذرا بھی بے چین نہیں کیا۔ سب رخصت ہوئے تو خادمہ نے کہا

"جناب عالی! اگر کوئی شخص اپنے پرائے کی نظر بچا کر آدھی رات کے وقت کسی کی دستگیری کرے تو کیا اس کی سزا قید سخت ہوگی؟"

خدیجہ حیرت زدہ۔ ٹکٹکی باندھے اس کی صورت تکنے لگا۔ چہرہ زرد پڑ گیا۔ اور اپنی نشست سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچا۔ اور خود کو سنبھالتے ہوئے کہا: جو کچھ کہنا چاہتی ہو۔ صاف صاف کہو تاکہ میں یہ معمہ سمجھ سکوں

خادمہ۔ صرف صاف تو کہہ رہی ہوں۔ کہ نیکی کا بدلہ بدی ہوا ہے تو ہے بے آقا اکرم کی نیرنگی آپ کی کوئی شکایت نہیں۔

خدیجہ کی آنکھوں میں وہ سارا واقعہ پھر گیا۔ اور سمجھ گیا کہ خزانہ شاہی سے جو رقم کم ہوئی وہ۔ اشرفیاں تھیں جو اس کی دستگیری کے لئے نکالی گئی تھیں

خادمہ کو رخصت کرتے ہوئے۔ خدیجہ نے سیدھے جیل خانہ کا رُخ کیا۔

اکرم جو اس حالت میں بھی صبر و شکر سے وقت گذار رہا تھا۔ کیا جانتا تھا کہ اس کی عدم موجودگی میں اس رفیقہ پر کیا کیا ستم ڈھائے گی۔ خدیجہ کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر ندامت و انفعال سے سرنگوں ہو گیا۔ خدیجہ سے ضبط نہ ہو سکا آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی اور بڑھ کر اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔ افسوس! اے دستگیر بیکساں افسوس!

اکرم نے حیران و ششدر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا: "اس سے مطلب؟"

خدیجہ نے اس کی طرف سر نیاز خم کئے ہوئے کہا۔ آپ کی دستگیری اور میری محسن کشی!

اکرم کو قید و بند سے آزاد کرتے ہوئے خدیجہ نے کہا اس سزا اور اس تکلیف کا مستحق میں ہوں اور یہ سب مجھے برداشت کرنا چاہئے۔

مگر اکرم نے کہا۔ معاف کیجئے آپ کا اس میں کیا قصور ہے مقدر میں تغیر و تبدل کسی انسانی طاقت سے ممکن نہیں۔ ع۔

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

خدیجہ نے بیش قیمت پوشاک طلب کر کے اکرم کو پہنائی اور دونوں گھر پہنچے۔

کچھ دنوں بعد خدیجہ اور اکرم بارگاہ سلطانی میں پہنچے۔ خلیفہ نے اس اچانک آمد کی وجہ دریافت کی تو خدیجہ نے عرض کیا

"غریب نواز! خوش قسمتی سے مجھے وہ دستگیر بیکساں مل گیا جس کی ملاقات کا حضور کو بھی اشتیاق تھا۔ اس لئے آستان بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا۔"

"بہت خوب بتاؤ وہ مبارک ہستی کون ہے۔ میں اس سے ضرور ملوں گا"

سلطان نے کہا اکرم اسی وقت حاضر کیا گیا جو فرط ندامت و خجالت میں عرق عرق ہوا جا رہا تھا۔

خدیجہ نے پھر اس واقعہ کو بالاجمال دہرایا تو سلطان نے خوش ہو کر اسے گلے لگایا اور اپنے قریب بٹھاتے ہوئے کہا: "اکرم تمہارے ایثار اور یہ جذبات ہمدردی بیشک لائق صد تحسین ہیں۔ خزانہ شاہی کی جو رقم خدیجہ کی امداد میں صرف ہوئی۔ اس کا یہی مصرف حقیقت میں درست تھا تم کو بلا وجہ مصائب گوناگوں کا سامنا ہوا جس کا مجھے افسوس ہے۔ خلیفہ نے اکرم کو خلعت

گمشدہ محبوب

از جناب حامد اللہ افسر بی۔ اے۔

سیٹھ فاروق بمبئی کے مشہور تاجروں میں سے تھے ان کے مال و متاع کا اندازہ مشکل تھا۔ ان کی دولت و ثروت ضرب المثل تھی ان کے مقدر کی قسم کھائی جاتی تھی مٹی میں ہاتھ ڈالتے تو سونا ہو جاتی سیٹھ فاروق بمبئی کی سب سے بڑی جہاز رانی کمپنی کے مالک تھے اور ایک بین الاقوامی بنک کے سب سے بڑے حصہ دار تھے۔ بمبئی کے علاوہ ان کی ایک کپڑے کی مل احمد آباد میں چل رہی تھی اور وہاں کا مشہور ترین دیا سلائیوں کا کارخانہ انہیں کے روپیہ سے چل رہا تھا

سیٹھ فاروق یوں تو بمبئی کے روشن خیال طبقہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن بخیل اور متکبر مشہور تھے ان سے کسی کو فیض نہ تھا۔

کبھی ایک پیسہ بھی خیرات نہ کرتے۔ خدا کے غریب اور نادار بندوں کا ان تک پہنچ کا گذر نہ تھا۔ ہاں کاروبار آنا جانا ان کے ہم مرتبہ اور ان سے کم مال و دولت والے تو جو مفلس تھے ان آدمیوں کو سفر حجاز کے اخراجات دیتے۔ جدہ تک جہازوں کا کرایہ نہ لیتے۔ بڑے بڑے مال و اسباب خرید کر دیتے مگر سیٹھ فاروق لس سے مس نہ ہوتے ان کے یہاں دیا رہتا۔ لینے دینے والوں کا گذر نہ تھا ان کے نزدیک روپیہ کا بیجا صرف اس سے زیادہ اور کوئی نہ تھا اس کے برخلاف سیٹھ فاروق کی بیوی بڑی ملنسار اور خیر کی پتلی تو وہ ایک غریب گھرانے کی بیٹی تھی مگر بہت کشادہ طبیعت اور خلق و دوست کبھی کسی کو مصیبت میں نہ دیکھ سکتی دوسروں کو آرام پہونچانے کے لئے خود تکلیفیں برداشت کرتی۔ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک رہتی وہ رحم اور ہمدردی کا مجسمہ تھی۔

گھر کے اخراجات میں سیٹھ فاروق بہت تنگ دل تھے۔ جو کھانا وہ کھاتے تھے۔ جو ان کی سی مل کا مزدور آسانی سے اس کے اخراجات برداشت کر سکتا تھا۔ ہندوستان کے قدیم رشیوں اور دنیا سے قطع تعلق کرنے والوں کی خوراک کے متعلق اکثر روایتیں مشہور ہیں۔ سیٹھ فاروق کا مطمع نظر جہاں تک کھانے پینے کا تعلق ہے یہی روایتیں تھیں اب رہی یہ بات کہ وہ کپڑوں پر کسی صورت کا صرف نہ کر سکتا تھا۔ سوا اس کی ذمہ داری کچھ تو آجکل کی سوسائٹی کی پست اور بدتر حالت تھی اور کچھ وہ نامناسب اور بیجا تبدیلی ضرورتیں تھیں جن کے بغیر جسم و جان کو برقرار رکھنا مشکل تھا۔

نوزانہ باوجود اپنی تمام نیکیوں کے زندگی کے اس بلند معیار تک نہ پہونچ سکتی تھی۔ اس کی صحت اچھی نہ تھی۔ وہ گھر میں تنہا تھی کوئی بات کرنے والا نہ تھا کوئی دل بہلانے والا نہ تھا۔ میاں بیوی کے مزاج اور طبیعت میں بعد المشرقین تھا۔ دونوں کے دل ایک دوسرے سے کوسوں دور تھے انس و محبت کا پتہ نہ تھا۔ نوزانہ کی یہ حالت تھی کہ جب سیٹھ فاروق گھر میں آتا تو وہ گھبرانے لگتی، اور دل ہی دل میں دعائیں کرتی کہ کوئی تیسرا آدمی آجائے چاہے وہ کوئی ملازم ہی کیوں نہ ہو۔ جب دو آدمیوں کے درمیان گفتگو مشکل معلوم ہوتی ہے تو تیسرا آدمی اس مشکل کو آسان کر دیتا ہے۔

نوزانہ اور فاروق ایک ستار کے دو ایسے تار تھے جو ہم آہنگ اور ہم ساز نہ ہو سکتے تھے۔

(۲)

جنگ یوروپ کو ختم ہوئے ابھی چند مہینے گزرے تھے دنیا اقتصادی الجھنوں میں گرفتار تھی بڑے بڑے زبردست بنکوں کی بنیادیں ہل رہی تھیں اور نئی نئی قسم کے کاغذی سکہ جاری ہو رہے تھے۔ کہ یکایک سیٹھ فاروق کے بین الاقوامی بنک کا دیوالہ نکل گیا۔ بنک لمیٹڈ تھا۔ گو نام کے لئے چند حصہ دار اور بھی تھے مگر اس کے روح رواں اور کرتا دھرتا سیٹھ فاروق ہی تھے ساری ملیں اور کارخانیں اسی بھینٹ میں ختم ہو گئے۔ تمام جائداد ہاتھ سے نکل گئی قسمت کا لکھا نہیں ٹلتا جو ہونا ہے وہ ہو کر رہتا ہے کسے خبر تھی کہ جو شخص تاجروں کا بادشاہ کہلاتا ہے وہ آن کی آن میں فقیر ہو جائے گا۔ کون جانتا تھا کہ جس شخص کے ذریعہ سے ہزاروں بندگان خدا کا پیٹ پلتا ہے۔ وہ خود ایک نان شبینہ کا محتاج ہو جائے گا۔ مگر خدا کی مرضی میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ اس کی حکمتیں انسانی فہم و ادراک سے بالا تر ہیں۔

چار روز سے سیٹھ فاروق کا بمبئی میں پتہ نہیں سارے بمبئی میں کہرام مچ رہا تھا کوئی یہ کہتا تھا۔ کوئی کچھ۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔ اکثر لوگوں کا خیال یہ تھا کہ شاید کارخانے اور جائداد اور نقد روپیہ مطالبات کے لئے کافی نہ تھا اور خود سیٹھ کی ذات معرض خطرہ میں تھی اس لئے وہ روپوش ہو گیا۔ لیکن حقیقت یہ نہ تھی مطالبات کی پوری رقم ادا ہو جانے کے بعد ایک مکان بچ گیا تھا نوزانہ پر اس تمام واقعات کا بڑا گہرا اثر ہوا۔ مال و متاع کے جانے کا اسے غم نہ تھا کہ اس نے امیری کی کبھی بہار نہ دیکھی تھی۔ کارخانوں اور بنک اور جائداد کے نہ رہنے کا اسے صدمہ نہ تھا کہ یہ چیزیں اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتی تھیں اور اس کے نزدیک گویا تھی ہی نہیں اسے جو کچھ غم تھا وہ سیٹھ فاروق کی روپوشی کا تھا نوزانہ اور سیٹھ فاروق کی شادی کو بیس برس سے زیادہ ہو گئے تھے آپس میں محبت نہ تھی لیکن کوئی خاص اختلاف بھی نہ تھا مدت کے ساتھ نے جہاں بے حسی پیدا کر دی تھی وہاں ایک قسم کی ہمدردی اور رفاقت بھی موجود تھی۔ پتھر میں بھی رفتہ رفتہ مٹی کا گھڑا اپنی جگہ پیدا کر لیتا ہے خلاف امید جدائی نے عورت کے سینے میں محبت کے خاموش جذبات کو مشتعل کر دیا۔ زندگی کی خزاں میں شباب کی بہار رنگ لائی۔

نوزانہ پچھتا رہی تھی میں نے ان کی قدر نہ جانی میں نے ان کی کوئی خدمت نہ کی۔ گھر میں سکھ اور چین نصیب ہوتا تو وہ آج اس طرح دنیا میں خود کو تنہا سمجھ کر کہیں چلے نہ جاتے مال و متاع آنی جانی چیز ہے اس کا نہیں اتنا غم نہ ہوتا —— مگر نہیں اب ایسا نہ ہوگا اب وہ آئیں گے تو زندگی ایسی پھیکی بے مزہ اور بے پر لطف نہ ہوگی مگر میں اب بغیر ان کے اس گھر میں کیونکر رہوں۔ در و دیوار پھاڑ کھانے کو آتے ہیں۔ خدا جانے اب وہ کب آئیں گے۔ ممکن ہے کہ میرے منہ میں خاک، وہ کبھی نہ آئیں اب میں کیا کروں کہاں جاؤں ——" نہیں اپنے باپ کے ہاں میں کبھی نہ جاؤں گی۔ میں اپنی زندگی کے مالک اپنی امیدوں کے مرکز سے جدا نہ رہ سکوں گی۔ ان کا پتہ کس سے پوچھوں۔ مگر پتہ تھی کیا ضرورت ہے تلاش و جستجو اور طلب صادق کو پتہ کی حاجت نہیں پردہ" اب پردہ کس کے لئے کروں محبت کی جو گن کو پردہ سے کیا واسطہ۔

رات کا وقت تھا۔ ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ نئے چاند کی ہلکی روشنی خاموشی سے کھڑکی کے راستہ کمرے میں اس طرح داخل ہو رہی تھی۔ جیسے کوئی اجنبی غلطی سے کسی گھر میں داخل ہو گیا ہو اور پھر اپنی اس حرکت پر خجل اور پشیمان ہو۔ اور نوزانہ سیٹھ فاروق کے بستر پر ان تکیوں کو آخری مرتبہ آنکھوں سے لگا رہی تھی۔ جن میں سے اس کے پیارے شوہر کے سر کی بھینی بھینی خوشبو نے اس کے دل و دماغ تک پہونچ کر آتش شوق ملاقات کو اور بھڑکا دیا تھا۔

—————*—————

(۱۳)

اس واقعہ کو پانچ سال کا عرصہ گزر گیا۔ لوگ سیٹھ فاروق کا نام تک بھول گئے۔ گویا وہ کبھی دنیا میں تھا ہی نہیں۔ رات بھر کی بارش کے بعد صبح نمودار ہوئی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ شبک اور ہلکی ہلکی لطیف ہوا نہا کر آ رہی ہے۔ سورج کی شعاعوں نے شاہ پور کے بازاروں کی دیواروں پر ایسا ملمع کر دیا تھا۔ جس میں زندگی کی جھلک معلوم ہوتی تھی ایک میوہ فروش میلا سا تھیلا لٹکائے ہاتھ میں انگور کی پٹاریاں لئے ہوئے کابل کا میوہ بیچتا پھر رہا تھا۔ اس کی پیشانی پر نماز کی پابندی اور سجدوں کی کثرت کا نورانی نشان تھا۔ اور چہرے پر مسرت اور راحت کا اثر نمایاں تھا۔ یہ سیٹھ فاروق تھا۔

شاہپور سورت کے قریب ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ سندھی مسلمانوں کی کثرت ہے۔ آبادی کا کچھ حصہ پارسی۔ اور مارواڑی پر مشتمل ہے۔

فاروق نے شاہپور میں اپنا نام بدل دیا تھا۔ داڑھی بڑھالی تھی اور لباس میں کافی تبدیلی ہو گئی تھی فاروق کو عارف کے نام سے قصبہ کا بچہ بچہ جانتا تھا۔ اس کے زہد و اتقا عبادت و ریاضت اور محبت و خدا ترسی کا چرچا تھا خلق خدا کی خدمت اور نفع رسانی کو وہ خدا کی عبادت سمجھتا تھا۔ دن میں دو گھنٹہ پھل اور مختلف میوے جات گلیوں میں پھیری لگا کر فروخت کرتا تھا۔ اول اول اس کو چار پانچ گھنٹہ تک گشت لگانا پڑا۔ لیکن اب اس کے گھر سے نکلتے ہی لوگ جوق جوق ٹوٹ پڑتے ہیں اور وہ بہت جلد سودا فروخت کر کے اپنی جھونپڑی میں داخل ہو جاتا ہے۔ میوہ فروشی سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ اس کے گزارے کے لئے کافی ہے۔

عارف کو بھی راحت نصیب تھی اس کی سادہ زندگی مسرت و شادمانی سے ہمکنار تھی۔ لیکن ایک تکلیف دہ خیال نے اس کی خوشی کو ملال سے بدل دیا تھا۔ وہ نورانہ کے لئے بے چین تھا اسے رہ رہ کر خیال آتا تھا۔ کہ میں نے کم سخن نورانہ پر ظلم کیا ہے وہ میرے ساتھ آرام و آسائش کی زندگی کبھی نہ بسر کر سکی اور وطن چھوڑتے وقت بھی میری خود غرضی نے مجھے اس کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا عارف ایک مرتبہ بھیس بدل کر بمبئی گیا بھی تھا۔ لیکن وہاں نورانہ کا کچھ پتہ نہ چلا۔ صرف یہ معلوم ہوا کہ سیٹھ فاروق کے غائب ہونے کے بعد ہی وہ کہیں چلی گئی۔

محبت کا جذبہ بھی کیسی عجیب چیز ہے۔ شباب کے بے چین دن خاموشی اور سکون سے گزار دیئے۔ برسوں اس کے سامنے بھی لب کشا نہ ہوا۔ لیکن زندگی کی خزاں میں جدائی کے پردوں سے نکلا اور دونوں کو تڑپا دیا۔

(۱۴)

ایک روز کا ذکر ہے کہ عارف میوہ فروش صبح کی نماز کے بعد بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا۔ ایک عورت میلے اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنے اور ایک پرانی چادر اوڑھے گھونگھٹ نکالے ہوئے آئی۔ اور گڑگڑا کر اس سے کہنے لگی۔ عارف خدا نے تیری آواز میں اثر دیا ہے ہزاروں بندگان خدا تیرے ممنون احسان ہیں تو خدا کا نیک اور مقبول بندہ ہے۔ میں دکھیاری ہوں اور مصیبت کی ماری ہوں میرا خاوند پانچ برس سے لاپتہ ہے۔ تو خدا سے دعا کر کہ وہ میرے مالک میری آرزوؤں کے مرکز میری امیدوں کے سہارے میرے عزیز شوہر کو مجھ سے ملا دے۔ میں شہر شہر اور قصبے قصبے اس کی تلاش میں سرگرداں پھر رہی ہوں۔ مگر اس کا کہیں پتہ نہیں۔ خدا کے لئے مجھ پر رحم کر۔ میری دنیا لٹ گئی ہے۔ میرا گھر اجڑ گیا ہے۔ میری روح بیتاب ہے۔ میرا دل پاش پاش ہو گیا ہے مجھے امید ہے کہ خدا تیری سن لے گا۔ اور میرے دل کی مراد بر آئے گی۔ یہ نورانہ تھی۔

عارف نے نورانہ کی آواز نہ پہچانی۔ اور خدا جانے کیوں نہ پہچانی شاید یہ وجہ ہو کہ اس طرح نورانہ کا وہاں آنا اس کے سان و گمان میں بھی نہ تھا شاید یہ وجہ ہو کہ مصیبتوں کے ہجوم نے نورانہ کی آواز پر بھی کچھ اثر کیا ہو۔ مگر اتنا ضرور ہوا کہ عارف کے دل پر چوٹ سی لگی اس کے جذبات کی عجیب کیفیت تھی۔ اس نو وارد عورت کی گفتگو سے اسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ خود کہیں کھو گیا ہے۔ اس کے دل پر اس کے دماغ پر اس کے حافظہ پر سب پر اثر تھا۔ اس کی یہ حالت تھی کہ جیسے کوئی کسی چیز کو کہیں رکھ کر بھول گیا ہو اور کسی طرح اس کا حافظہ کام نہ دیتا ہو۔ آخر اس نے اپنے جذبات پر کچھ قابو حاصل کر کے کہا۔

بی بی۔ بی بی۔ تم کہاں سے آئی ہو۔ کہاں کی رہنے والی ہو۔ تمہارے خاوند کا نام کیا ہے۔ وہ کیوں چلا گیا۔

نورانہ نے یہ آواز ضرور کہیں سنی ہے وہ جھجکی۔ مگر پھر سنبھل کر بولی۔ خدا کے نیک اور رحم دل بندے میرے خاوند کا نام سیٹھ فاروق ہے "سیٹھ فاروق! کون! کیا تو نورانہ ہے! نورانہ! نورانہ!"

جیسے تو عارف میوہ فروش سمجھ رہی ہے۔ وہ خود تیرا بچھڑا ہوا خاوند سیٹھ فاروق ہے"

نسیم سحر کے ہلکے ہلکے جھونکے اس کی جھونپڑی کے صحن والے چھوٹے چھوٹے پودوں سے اٹکھیلیاں کھیل رہے تھے۔ سونے کے پانی میں ڈوبی ہوئی نرم و نازک کرنیں درختوں کی سب سے اونچی شاخوں پر اپنا جال پھیلا رہی تھیں میوہ نغمہ ہائے جانفزا میں مست تھے۔ اور ایک مدت کی چھوٹی ہوئی بیوی اپنے پیارے شوہر کے قدموں پر پڑی ہوئی تھی۔

عام فہم، مفید، اور سستی کتابیں

ذیل میں جن کتابوں کا اشتہار دیا جا رہا ہے وہ تعداد میں بہت کم ہیں، اور ان کی قیمتوں میں کافی تخفیف کر دی گئی ہے۔ یعنی بعض کتابوں کی قیمتیں پچاس فیصدی تک گھٹا دی گئی ہیں۔ اگر ان کتابوں کی طلبی میں غفلت برتی گئی، تو پھر یہ کم قیمت پر بھی نہ مل سکیں گی کیونکہ ان میں سے بعض کا صرف ایک ہی نسخہ ہے۔ اور کاغذ کی گرانی کی وجہ سے سر دست سالہا سال ان کے دوبارہ چھپنے کی توقع نہیں ہے۔ اس لئے آج ہی ان کو طلب کر لیجئے۔ کوئی آرڈر ایک روپے سے کم کا نہ بھیجئے۔ کیونکہ ہر کی کتاب پر بھی وہی محصول خرچ ہوتا ہے جو ایک روپے کی کتابوں پر۔ اگر ممکن ہو سکے تو ایک صاحب کئی خریداروں سے قیمت وصول کر کے بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ اس طرح اور بھی رعایت ہو سکے گی۔

سیج و راحت۔ خواتین کی جنس کا فلسفہ بہترین طریقے سے بتایا گیا ہے اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۸ صفحے قیمت ۱۲

جہاں آرا۔ مغل شہنشاہ جہان بادشاہ کی چہیتی بیٹی جہاں آرا بیگم کی سوانح عمری ضخامت ۲۵ صفحے قیمت ۱

زبدۃ التصوف۔ تصوف پر حضرت خواجہ مبارک کا رسالہ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۳۵ صفحے قیمت ۶

امیر المومنین۔ مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی کا معرکۃ الآرا ناول قیمت ۴

چھپائی جو ہر۔ کوثر چاند پوری کے بے مثل افسانوں کا مجموعہ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت ۲

درس معاشرت۔ ایڈیٹر پیشوا کے منتخب اصلاحی افسانوں کا مجموعہ قیمت ۶

میزان عمل۔ تصوف پر حضرت امام غزالی کی بے مثل تصنیف قیمت ۱۲

غازی انور پاشا۔ خالد وقت حضرت غازی انور پاشا شہید کی مکمل سوانح عمری قیمت ۲

سرکار کا دربار۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری بچوں کے لئے قیمت ۴

رسول اکرمؐ۔ بچوں کی سمجھ اور عقل کے مطابق رسالت مآب کی پوری سیرت قیمت ۴

اسلامی دسترخوان۔ مسلمانوں کو کیا کھانا چاہئے اور کیونکر پکانا چاہئے قیمت ۶

دیوان مجروح۔ مشہور شاعر حضرت غالب کے جانشین میر مہدی مجروح کا نایاب اور مکمل دیوان قیمت ۱۲

طاہرہ بیگم۔ مولانا عبدالحلیم شرر کی مشہور اور نایاب تصنیف قیمت ۱۲

تذکرۂ صابر۔ حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر کلیری کی سوانح عمری ضخامت ۹۰ صفحے قیمت ۷

قتل بہرام۔ بہرام ڈاکو کے حیرت انگیز کارنامے دلچسپ پیرائے میں ضخامت ایک سو صفحے قیمت ۸

مسلمانوں کی زندگی۔ گذشتہ اور موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے حالات پر تبصرہ ضخامت ۶۸ صفحے قیمت ۲

افسانہ ثریا۔ تہذیب کی سرگذشت نئے اور دلچسپ انداز میں ضخامت ۲۵ صفحے قیمت ۸

عبرت کدہ۔ آٹھ اخلاقی افسانوں کا دلچسپ اور سبق آموز مجموعہ ضخامت ۹۰ صفحے قیمت ۶

مذہبی معلومات۔ عورتوں اور بچوں کے لئے مذہبی معلومات کا گنجینہ ضخامت ۱۱۲ صفحے قیمت ۸

مسلمان بچوں کے لئے۔ دین کی آسان باتیں آسان اردو میں ضخامت ۶۰ صفحے قیمت ۴

جہنم کا سفرنامہ۔ جہنم کی دلچسپ سرگذشت عبرت ناک پیرائے میں ضخامت ۴۰ صفحے قیمت ۴

عہد شباب۔ عربی زبان کی مشہور کتاب کا آزاد ترجمہ ضخامت ۴۰ صفحے قیمت ۸

نمازوں کا بیان۔ عورتوں اور بچوں کے لئے نماز پر جامع کتاب ضخامت ۶۰ صفحے قیمت ۴

تردست دلہن۔ چند شریف گھرانوں کے دلچسپ حالات مصنفہ قاری سرفراز حسین دہلوی قیمت ۲

مشاہدہ۔ ورزش جسمانی پر عورتوں کے لئے بے مثل کتاب ضخامت ۵۰ صفحے قیمت ۱۲

فلورع شباب۔ شباب کے زمانہ میں عورتوں کو کیا کرنا چاہئے ضخامت ۳۰ صفحے قیمت ۱۲

اسہل القرآن۔ عربی سکھانے کا جدید قاعدہ ضخامت ۰ صفحے قیمت ۲

کمپان سلطنت۔ مولانا شرر کی مشہور تصنیف شاہان دہلی کی رعایا نوازی پر ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۱

میاں بیوی کے فرائض۔ میاں بیوی کے فرائض پر مذہبی بحث ضخامت ۴۴ صفحے قیمت ۲

توبہ۔ توبہ کی حقیقت اور فضائل پر مکمل بحث ضخامت ۱۱۲ صفحے قیمت ۶

مجموعہ نظم شبلی۔ مولانا شبلی کی وجد آفریں نظموں کا مجموعہ ضخامت ۴۰ صفحے قیمت ۴

خواجہ معین الدینؒ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی سوانح عمری ضخامت ۰ صفحے قیمت ۱

فلورا فلورنڈا۔ مولانا شرر لکھنوی کا مشہور ناول ضخامت ۲۸۸ صفحے قیمت ۸

شب کی آٹھ بہاریں۔ آٹھ دلہنوں کی پہلی رات کے حالات ضخامت ۱۱۲ صفحے قیمت ۸

تاریخ راجگان ہند۔ ہندوستان کی قدیم اقوام کے مکمل حالات بڑا سائز ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۴

آغاز اسلام۔ ۔۔۔ سی کی لکھی ہوئی بچوں اور عورتوں کے لئے رسول مقبول کی سیرت قیمت ۱۲

اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر۔ مصنفہ مولانا شبلی ضخامت ۱۵۰ صفحے قیمت ۴

تعلیم نامہ۔ بچوں کو اردو زبان اور تربیت دینے کا استاد ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۴

گلزار محمدی۔ حضور رسول مقبول اور اولاد رسول کا تذکرہ ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت ۴

حجۃ الواعظین۔ وعظ سکھانے کی بے مثل کتاب ضخامت ۱۰۰ صفحے قیمت ۱۲

مضمون نگاری۔ مضمون نگاری سکھانے کی کتاب ضخامت ۴۸ صفحے قیمت ۸

اردو طبیعہ۔ مفرد دیسی دواؤں کے خواص اور ان کی عمریں ختم ہونے کا حال ضخامت ۰ صفحے قیمت ۴

اولاد کی تربیت۔ مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت پر بے مثل کتاب قیمت ۱۲

عشرہ مبشرہ۔ ان اصحاب رسول اللہ کے حالات جن کو زندگی میں جنتی ہونے کی بشارت ملی۔ قیمت ۱۲

اصحاب بدر۔ ان ۳۱۳ صحابہ کرام کے حالات جنہوں نے بدر کی لڑائی میں حصہ لیا ضخامت ۰ صفحے قیمت ۴

مقالات شبلی۔ مولانا شبلی کے علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ ضخامت ۱۲۰ صفحے قیمت ۸

دوکانداری۔ دوکانداری کے تمام گر گاہک سے بات چیت کرنے کے ڈھنگ بتائے گئے ہیں قیمت ۴

خونی قلعہ۔ ترکی کے نامور سردار امیر قرا خان کے شجاعانہ کارناموں کا تذکرہ ضخامت ۰ صفحے قیمت

سیرۃ نعمان۔ حضرت امام اعظم کی مکمل سوانح عمری ضخامت ۱۸۰ صفحے قیمت ۸

جنت کا سفرنامہ۔ بچیوں اور بچوں کے دلگداز خطوط ضخامت ۴۰ صفحے قیمت ۴

تصویر معاشرت۔ مولانا راشد الخیری کے اصلاحی افسانوں کا مجموعہ ضخامت ۱۱۲ صفحے قیمت ۸

تعلیم و تربیت۔ بچوں کی تعلیم و تربیت پر بہت اچھی کتاب ضخامت ۴۰ صفحے قیمت ۴

اسلامی معاشرت۔ اسلامی معاشرت کو تمام مذہبوں سے بہتر ثابت کیا ہے ضخامت ۴۰ صفحے قیمت ۲

عروج کابل۔ افغانستان کی ابتدائی حالت سے عہد امان اللہ تک کے حالات قیمت ۶

نماز کے عملی فائدے۔ حضرت علامہ رشید رضا کی کتاب کا سلیس ترجمہ ضخامت ۰ صفحے قیمت ۱

افشائے راز نہاں۔ امریکہ کی دو ہزار دوشیزہ کنواریوں کی عشق پسندیوں کے حالات قیمت ۸

چار انقلابی۔ چار انقلابیوں کی دلچسپ اور سنسنی خیز سرگذشت ضخامت ۲۰۸ صفحے قیمت ۸

سسلی میں اسلام۔ مولانا شرر کی تصنیف ہے صقلیہ میں اسلام کی تاریخ ہے ضخامت ۲۲ صفحے قیمت ۱

آئین برطانیہ۔ برطانوی سلطنت کے نظم و نسق پر بہترین کتاب ضخامت ۹۴ صفحے قیمت ۴

ضحاک۔ مولانا اختر شیرانی کا لکھا ہوا ڈرامہ ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۲

ضروری کہانیاں۔ قرون وسطی کے ہندو مسلمان کس طرح رہتے تھے ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۶

نظارۂ شرب۔ پیارے مدینہ کی چالیس پیاری چیزیں ضخامت ۲۰ صفحے قیمت ۴

آداب مجلس۔ بدتمیز، بد مزاج اور نالائق لڑکوں کو مجلسی سلیقہ سکھانے والی کتاب قیمت ۸

تذکرۂ عزیزیہ۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے حالات ضخامت ۰ صفحے قیمت ۲

جواہرات سے تولنے کے قابل چند خاص مجربات

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ بازاری دواؤں نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

SEXOL TILA

سیکسول طلا

جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے یا غلط صحبت یا عیاشی اور کثرت جماع سے اپنی جوانی برباد کرلی ہے [illegible]

[illegible] سیکسول طلا سے بہتر طلا دنیا کے پردہ پر نہیں ہے۔ اس کے ایک ہفتہ کے استعمال سے [illegible]

[illegible]

[illegible] قیمت ایک [illegible] والی شیشی [illegible]

سیکسول ٹانک پلز

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سیکسول ریٹینشن پلز

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ:۔ ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوافروشان اردو بازار نمبر ۳ جامع مسجد دہلی

اور اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی (اُن کے ساتھ ساتھ رہے گی چنانچہ یہاں تو غرق ہوئے اور وہاں دوزخ نصیب ہوگا) بُرا انعام ہے جو ان کو دیا گیا ف سلطان مبین سے مراد یا تو عصا اور ید بیضاء ہے جو منجملہ آیات تسعہ کے جو پارہ نہم کے ربع پر مذکور ہیں اعظم ہیں اور یا موسیٰ علیہ السلام کی تقریر بلیغ ہے جو فرعون کے سامنے دربارہ توحید کے اُنھوں نے فرمائی ربط اوپر کئی قصے مذکور ہوئے منجملہ اُن کے فوائد کے ایک فائدہ تائید تہدید ہے دنیا کے اعتبار سے بھی اور آخرت کے اعتبار سے بھی آگے اس پر متنبہ فرماتے ہیں اور ضمناً مقابلہ میں مؤمنین کا فائز المرام ہونا ذکر فرماتے ہیں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

یہ اُن بستیوں کے بعض حالات تھے جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں بعضی بستیاں تو ان میں قائم ہیں اور بعض کا بالکل خاتمہ ہو گیا اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا

وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

لیکن اُنھوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا سو اُن کے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر پوجتے تھے اُن کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے

مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ

جب آپ کے رب کا حکم آپہنچا اور اُلٹا اُن کو نقصان پہنچایا اور آپ کے رب کی داروگیر ایسی

اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

ہی ہے جب وہ کسی بستی والوں پر داروگیر کرتا ہے جبکہ وہ ظلم کیا کرتے ہوں بلاشبہ اُس کی داروگیر بڑی الم رساں سخت ہے ان واقعات میں اُس شخص کے لئے بڑی

لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ

عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو وہ ایسا دن ہوگا کہ اس میں تمام آدمی جمع کئے جاویں گے اور وہ سب کی حاضری

مَّشْهُوْدٌ ۝ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ۝ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

کا دن ہے اور ہم اُس کو صرف تھوڑی مدت کے لئے ملتوی کئے ہوئے ہیں جس وقت وہ دن آوے گا کوئی شخص بدون خدا کی اجازت کے بات نہ

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝

کرسکے گا پھر اُن میں بعضے تو شقی ہوں گے اور بعضے سعید ہوں گے سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ پکار پڑی رہے گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا

ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو

يُرِيْدُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

پورے طور سے کرسکتا ہے اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے جب تک آسمان

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ عَطَاۗءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا

و زمین قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا سو جس چیز کی یہ پرستش کرتے ہیں اُس کے بارہ

يَعْبُدُ هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا

میں ذرا شبہ نہ کرنا یہ لوگ بھی اسی طرح عبادت کر رہے ہیں جس طرح ان کے قبل ان کے باپ دادا عبادت کرتے تھے اور ہم یقیناً

لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝

ان کا حصہ ان کو پورا پورا بے کم و کاست پہنچا دیں گے

تذکیر عواقب دنیویہ کفر ذلک سے شدید تک :- تذکیر عواقب اُخرویہ کفر :- ان فی ذٰلک سے غیر منقوص تک

تفسیر :- یہ (جو کچھ اوپر قصص میں مذکور ہوا) ان (غارت شدہ) بستیوں کے بعض حالات تھے جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں (سو) بعض بستیاں تو اُن میں (اب بھی) قائم ہیں (مثلاً مصر کہ بعد ہلاک فرعونیوں کے آباد رہا) اور بعض کا بالکل خاتمہ ہو گیا اور (ہم نے جو ان مذکورہ بستی والوں کو سزائیں دیں سو) ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا (کہ بلا قصور سزا دی ہو جو کہ صورۃً ظلم ہے) لیکن اُنھوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا (کہ ایسی حرکتیں کیں جن سے مستوجب سزا ہوئے) سو اُن کے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر پوجتے تھے اُن کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے جب آپ کے رب کا حکم عذاب کے لئے آپہنچا (کہ اُن کو عذاب سے بچا لیتے) اور (فائدہ تو کیا پہنچاتے اور) اُلٹا اُن کو نقصان پہنچایا (یعنی سبب نقصان کے ہوئے کہ اُن کی پرستش کی بدولت سزایاب ہوئے) اور آپ کے رب کی دارو گیر ایسی ہی (سخت) ہے جب وہ کسی بستی والوں پر دارو گیر کرتا ہے جبکہ وہ ظلم (و کفر) کیا کرتے ہوں بلاشبہ اُس کی دارو گیر بڑی الم رساں (اور) سخت ہے (کہ اُس سے سخت تکلیف پہنچتی ہے اور اُس سے بچ نہیں سکتا) ان واقعات میں اُس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو (وجہ عبرت ظاہر ہے کہ جب دنیا کا عذاب ایسا سخت ہے حالانکہ یہ دار الجزا نہیں تو آخرت کا جو کہ دار الجزاء ہے کیسا سخت ہوگا) وہ (یعنی آخرت کا دن) ایسا دن ہوگا کہ اُس میں تمام آدمی جمع کئے جاویں گے اور وہ سب کی حاضری کا دن ہے اور وہ دن گو اب تک آیا نہیں لیکن اس سے کوئی اُس کے آنے میں شک نہ کرے آوے گا ضرور، ہم اُس کو صرف تھوڑی مدت کے لئے (بعض مصلحتوں سے) ملتوی کئے ہوئے ہیں (پھر) جس وقت وہ دن آوے گا (مارے ہیبت کے لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ) کوئی شخص بدوں خدا کی اجازت کے بات تک (بھی) نہ کر سکے گا (ہاں جب پروانگی ہوگی اور جواب طلب کرنا بھی پروانگی میں داخل ہے اُس وقت البتہ منہ سے بات نکلے گی خواہ وہ بات مقبول ہو یا مقبول نہ ہو سو اس حالت میں تو سب اہل موقف شریک، پھر آگے) اُن میں (یہ فرق ہوگا کہ) بعضے تو شقی (یعنی کافر) ہوں گے اور بعضے سعید (یعنی مومن) ہوں گے سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اُس میں اُن کی چیخ پکار پڑی رہے گی (اور) ہمیشہ ہمیشہ کو اُس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں (یہ محاورہ ہے ابدیت کے لئے اور کوئی نکلنے کی سبیل نہ ہوگی) ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے اُس کو پورے طور سے کر سکتا ہے (مگر باوجود قدرت کے یہ یقینی ہے کہ خدا یہ بات نہ چاہے گا اس لئے نکلنا بھی نصیب نہ ہوگا) اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے (اور) وہ اُس میں (داخل ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں (گو جانے کے قبل کچھ سزا گناہوں کی بھگتی ہو وہ بھی جنت سے کبھی نہ نکلیں گے) ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے (مگر یہ یقینی ہے کہ خدا یہ بات کبھی نہ چاہے گا پس نکلنا بھی کبھی نہ ہوگا بلکہ) وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا (اور جب کفر کا وبال اوپر کی آیتوں سے معلوم ہو چکا) سو (اے مخاطب) جس چیز کی یہ پرستش کرتے ہیں اُس کے بارے میں ذرا شبہ نہ کرنا (بلکہ یقین رکھنا کہ اُن کا یہ عمل موجب سزا ہے بوجہ باطل ہونے کے اور باطل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ) یہ لوگ بھی اسی طرح (بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل) عبادت (غیر اللہ کی) کر رہے ہیں جس طرح ان کے قبل ان کے باپ دادا عبادت کرتے تھے (اور امر خلاف دلیل باطل اور موجب سزا ہوتا ہے) اور ہم یقیناً (قیامت کو) ان کا حصہ (عذاب) ان کا پورا پورا بے کم و کاست پہنچا دیں گے ربط اوپر قصص مذکورہ سے پہلے آیت فلعلک تارک الخ میں آپ کی تسلی اور آیت ولئن اخرنا عنہم العذاب الخ میں اجمالاً تاخیر عذاب کی حکمت اور آیت الا یوم یاتیہم الخ میں اپنے وقت پر عذاب کا وقوع اور آیت ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت واخبتوا الخ میں امتثال اوامر کی ترغیب اور فضیلت یہ سب مضامین مذکور تھے آگے قصص اور اُس کے متعلقات کے بعد پھر انھیں مضامین کی طرف عود ہے ع

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ

اور ہم نے موسیٰ ؑ کو کتاب دی تھی سو اُس میں اختلاف کیا گیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو ان کا

بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ ۝ وَإِنَّ كُلًّا لَمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ

فیصلہ ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ اس کی طرف سے ایسے شک میں ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے اور بالیقین سب کے سب ایسے ہی ہیں کہ آپ کا رب ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا حصہ دے گا

إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا

وہ بالیقین اُن کے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے تو آپ جس طرح کہ آپکو حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور وہ لوگ بھی جو کفر سے توبہ کرکے آپ کے ہمراہ ہیں اور دائرہ سے ذرا مت نکلو

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ

یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے اور ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے اور خدا کے سوا کوئی تمہارا

اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ ۝ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ

رفاقت کرنے والا نہ ہو پھر حمایت تو تمہاری ذرا بھی نہ ہو اور آپ نماز کی پابندی رکھیے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ

بے شک نیک کام مٹا دیتے ہیں بُرے کاموں کو یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے اور صبر کیا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ

لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝

نکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے

عود بمضامین تسلیہ وحکمت تاخیر عذاب وتیقن وقوع آں بوقت خود وترغیب امتثال اوامر۔ تفسیر:- ولقد اٰتینا سے اجر المحسنین تک ۔ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی تھی سو اُس میں (بھی مثل قرآن کے) اختلاف کیا گیا (کہ کسی نے مانا کسی نے نہ مانا یہ کوئی آپ کے لئے نئی بات نہیں ہوئی پس آپ مغموم نہ ہوں) اور (یہ منکرین ایسے مستحق عذاب ہیں کہ) اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھیر چکی ہے (کہ پورا عذاب ان کو آخرت میں دوں گا) تو جس چیز میں یہ اختلاف کر رہے ہیں، ان کا (قطعی) فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا (یعنی وہ عذاب موعود واقع ہو جاتا) اور یہ لوگ (باوجود قیام براہین کے ابھی تک) اس (فیصلہ یعنی عذاب موعود) کی طرف سے ایسے شک میں (پڑے) ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے (کہ ان کو عذاب کا یقین ہی نہیں آتا شک کا مطلب یہی ہے) اور (کسی کے شک وانکار سے یہ عذاب ٹلے گا نہیں بلکہ) بالیقین سب کے سب ایسے ہی ہیں کہ آپ کا رب ان کو ان کے اعمال (کی جزاء) کا پورا پورا حصہ دے گا وہ بالیقین اُن کے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے (جب ان کی سزا کا معاملہ آپ سے کچھ سروکار نہیں رکھتا) تو آپ (اور مسلمان اپنے کام میں لگے رہیں وہ کام یہ ہیں کہ آپ) جس طرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے (راہ دین پر) مستقیم رہیے اور وہ لوگ بھی (مستقیم رہیں) جو کفر سے توبہ کرکے آپ کی ہمراہی میں ہیں اور دائرہ (دین) سے ذرا مت نکلو یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے اور (اے مسلمانو) ان ظالموں کی (یا جو ان کی مثل ہوں اُن کی) طرف (باعتبار دوستی یا شرکت احوال واعمال کے) مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے اور (اس وقت) خدا کے سوا تمہارا کوئی رفاقت کرنے والا نہ ہو پھر حمایت تو ذرا بھی نہ ہو (کیونکہ رفاقت تو حمایت سے سہل ہے جب وہ نہ ہو تو اس کا تو کب احتمال ہے) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر (یعنی اول اور آخر میں) اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک نیک کام (نامۂ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو یہ بات (کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں) ایک (جامع) نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے (کیونکہ ہر نیکی اس قاعدہ کلیہ میں داخل ہے پس اس سے ہر نیکی کی رغبت ہونا چاہئے) اور (ان منکرین کی طرف سے جو معاملات پیش آتے ہیں اُن پر) صبر کیا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے (پس صبر بھی اعلیٰ درجہ کی نکوکاری ہے اس کا پورا اجر ملے گا) ف دن کے دو سروں سے مراد بعض کے نزدیک فجر اور عصر ہے اور بعض کے نزدیک دو سروں سے مراد دو حصے اول کا اور آخر کا اول کے حصے میں صبح کی نماز ہے آخر کے حصہ میں ظہر اور عصر اور رات کے حصوں سے مراد مغرب اور عشا کا وقت پس ایک قول پر اس آیت میں پانچوں نمازیں مراد ہیں اور ایک قول پر بجز ظہر کے چار نمازیں اور ظہر دوسری آیت میں مذکور ہے سورۂ روم میں ہے وحین تظہرون شاید چار کی تخصیص ذکر میں خاص اہتمام کے لئے ہو کہ فجر اور عشاء کا وقت نوم کا ہے عصر کا وقت مشغولی کاروبار کا مغرب کا وقت کھانے کا گھر میں آنے کا بخلاف ظہر کے وقت کے کہ بالکل فراغت کا ہوتا ہے چونکہ اصل میں ان احکام کا سنانا اوروں کو مقصود ہے

اس لئے اُن کی حالت کی رعایت سے یہ تخصیص ہوئی ہو واللہ اعلم اور سیئات سے مراد آیت صغائر ہیں اور تحقیق اس مسئلہ کی شروع پارہ
پنجم تحت آیت ان تجتنبوا الخ کے آگے گزر چکی ہے ربط اوپر قصص میں امم مہلکہ کے وبال ونکال کا حال مذکور ہوا تھا آگے اُس کا سبب
قریب کہ اُن کی نافرمانی ہے اور سبب بعید کہ مشیت وحکمت ہے مذکور ہے اور اول کے بیان سے اہتمام اکرم اور ثانی کے بیان سے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ و دفع غم منظور ہے۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ
تو جو اُمتیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں اُن میں ایسے سمجھدار لوگ نہ ہوئے جو کہ ملک میں فساد پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے
إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ۝
کہ جن کو ہم نے بچا لیا تھا اور جو لوگ نافرمان تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے اُسی کے پیچھے پڑے رہے اور جرائم کے خوگر ہو گئے
وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ۝ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ
اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور اُن کے رہنے والے اصلاح میں لگے ہوں اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو سب
النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ
آدمیوں کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا اور ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو اور اللہ تعالیٰ نے
خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝
ان لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگی کہ میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے دونوں سے بھر دوں گا

۵۱ سبب قریب و بعید ہلاک امم سابقہ۔ تفسیر: فلولا کان سے اجمعین تک: (اور اوپر جو امم مہلکہ کے قصص مذکور
ہوئے) تو (وجہ اُس کی یہ ہوئی کہ) جو اُمتیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں اُن میں ایسے سمجھدار لوگ نہ ہوئے جو کہ (دوسروں کو) ملک میں
فساد (یعنی کفر و شرک) پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے کہ جن کو اُن میں سے ہم نے (عذاب سے) بچا لیا تھا (کہ وہ تو البتہ
جیسے خود کفر و شرک سے تائب ہو گئے تھے اوروں کو بھی منع کرتے رہتے تھے اور ان ہی دونوں عمل کی برکت سے وہ عذاب سے بچ گئے
تھے باقی اور لوگ چونکہ خود ہی کفر میں مبتلا تھے اُنھوں نے اوروں کو بھی منع نہ کیا) اور جو لوگ نافرمان تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے
اُسی کے پیچھے پڑے رہے اور جرائم کے خوگر ہو گئے (کہ اُس سے باز ہی نہ آئے خلاصہ مطلب یہ کہ نافرمانی تو اُن میں عام طور پر رہی اور
منع کرنے والا کوئی ہوا نہیں اس لئے سب ایک ہی عذاب میں مبتلا ہوئے ورنہ کفر کا عذاب ہوتا اور فساد کا خاص عذاب ہوتا جو منع نہ کرنے
کے غیر مفسد بھی مفسد ہونے میں شریک قرار دیئے گئے اس لئے جو عذاب مجموعہ کفر و فساد پر نازل ہوا وہ بھی عام رہا) اور (اس سے ثابت
ہو گیا کہ) آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور اُن کے رہنے والے (اپنی اور دوسروں کی) اصلاح میں لگے
ہوں (بلکہ جب بجائے اصلاح کے فساد کریں اور فساد کرنے والوں کو منع نہ کریں اُس وقت عذاب خاص کے مستحق ہو جاتے ہیں) اور
اگر اللہ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا (یعنی سب کو مومن کر دیتا لیکن بعض حکمتوں سے ایسا منظور نہ ہوا اس لئے
دین کے خلاف مختلف طریقوں پر ہو گئے) اور (آئندہ بھی) ہمیشہ اختلاف (ہی) کرتے رہیں گے مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو
(وہ دین کے خلاف طریقہ اختیار نہ کرے گا) اور (اس اختلاف کا غم یا تاسف یا تعجب نہ کیجئے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسی
واسطے پیدا کیا ہے (کہ ان میں اختلاف رہے) اور (اختلاف کے لئے پیدا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ) آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگی کہ
میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے دونوں سے بھر دوں گا (اور خود اس کی حکمت یہ ہے کہ جس طرح مرحومین میں صفت رحمت کا ظہور
ہوا مغضوبین میں صفت غضب کی ظاہر ہو پھر اس ظہور کی حکمت یا اُس حکمت کی حکمت اللہ ہی کو معلوم غرض اس ظہور کی حکمت سے
جہنم میں جانا بعضوں کا ضرور اور جہنم میں جانے کے لئے وجود کفار کا ہونا ضروری اور وجود کفار کے لئے اختلاف لازم یہ وجہ ہے سب کے مسلمان
نہ ہونے کی) ف مراد اس اختلاف سے اختلاف بعد الاتفاق ہے پس آیت کان الناس امۃ واحدۃ سے اس آیت کا کچھ تعارض نہیں کیا ایک

سے احتمالات اور دوسری سے عدم اختلاف معلوم ہوتا ہے وجہ عدم تعارض تغایر دونوں کے زمانوں کا ہے اور تخصیص اہل الرائے کی اس لئے کی کہ جب انہوں نے منع نہ کیا تو اوروں کا منع نہ کرنا تو بدرجۂ اولیٰ معلوم ہو گیا اور اس آیت سے جو ظاہراً شبہ ہوتا ہے کہ اصل وجہ ہلاک کی کفر تھا نہ کہ عدم النہی اس کا جواب ثنائے ترجمہ میں تقریر خلاصہ مطلب سے معلوم ہو گیا کہ عدم نہی مطلق عذاب کا سبب نہیں بلکہ عذاب خاص کا ربط اوپر کی عنہ یعنی واقعات قصص کی علت وحکمت مذکور تھی آگے حکایت یعنی بیان قصص کی حکمت مذکور ہے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ

اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور ان قصوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پہنچا ہے جو خود بھی راست ہے اور مسلمانوں کے لئے نصیحت اور یاددہانی ہے

بیان بعض حکمتہائے حکایت قصص ۔ **تفسیر** وکلا نقص سے للمومنین تک :۔ اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں (ایک فائدہ بیان قصص کا تو یہ ہوا جس کا حاصل آپ کو تسلی دینا ہے) اور ان قصوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی راست (اور واقعی) ہے اور مسلمانوں کے لئے (برے کاموں سے روکنے کو) **ف** حق صفت ذاتیہ ہے آیات قرآنیہ کی جو قصص پر مشتمل ہیں اور موعظہ اور ذکری اس کی صفات اضافیہ ہیں جن میں ایک زاجر اور ایک آمر ہی **ربط** اوپر مجموعہ سورت میں توحید اور رسالت اور بعث اور حقانیت قرآن اور وعد و وعید کے اثبات اور شبہات کی نفی سے اتمام دعوت اور الزام حجت کا حق کافی و وافی ادا کر دیا گیا اب جو لوگ اس پر بھی نہ مانیں ان سے
۵۳ آخری کلام کرکے سورت کو ختم کیا جاتا ہے۔

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی عمل کر رہے ہیں اور تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ

اور آسمانوں اور زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں ان کا علم خدا ہی کو ہے اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے تو آپ اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر بھروسہ رکھئے

۲ ع ۱۰ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور آپ کا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو

خاتمہ کلام بالدالخصام ۔ **تفسیر** قل للذین سے عما تعملون تک :۔ اور جو لوگ (باوجود ان حجج قاطعہ کے بھی) ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ (بس تم سے الجھنا نہیں) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہے ہیں اور (ان اعمال کے نتیجہ کے) تم (بھی) منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں (سو عنقریب حق و باطل کھل جاوے گا) اور آسمانوں اور زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں ان کا علم خدا ہی کو ہے (تو بندوں کے اعمال تو غیب بھی نہیں ان کا علم تو بدرجۂ اولیٰ حق تعالیٰ کو ہے) اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے (یعنی علم و اختیار دونوں کے ساتھ موصوف ہے پھر اس کو کیا مشکل ہے اگر اعمال کی جزا و سزا دے دے اور جب وہ ایسا علم و اختیار رکھتا ہے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسی کی عبادت کیجئے (جس میں تبلیغ بھی داخل ہے) اور اسی پر بھروسہ رکھئے (اگر تبلیغ میں کسی اذیت کا احتمال ہو یہ بیچ میں بطور جملہ معترضہ کے آپ سے خطاب فرما دیا آگے پھر وہی اوپر کا مضمون ہے یعنی) اور آپ کا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو (جیسا کہ اوپر علم غیب سے اعمال کا علم بدرجۂ اولیٰ ثابت ہو گیا)

سورۃ یوسف مکیۃ وھی مائۃ واحدی عشرۃ ایۃ واثنا عشر رکوعًا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سورۃ یوسف مکیۃ ، ایماءٓ ۃ واحدی عشرۃ اٰیۃ کذا فی البیضاوی ۔ خلاصہ سورت کا ظاہر ہے کہ تقریبًا تمام تر مشتمل ہے قصہ حضرت یوسف علیہ السلام پر اور اس کے آغاز سے پہلے قرآن کی حقیقت جس میں وہ قصہ بیان ہوا ہے اور اس کے ختم سے پیچھے اول توحید کا مضمون اور اس کے اخلال پر وعید پھر رسالت کی بحث اور اُس کے منکرین کی بدانجامی کی اجمالی حکایت اور ایسی حکایات وقصص کا موجب عبرت ہونا اور قرآن میں جس میں یہ قصص ہیں حق ہونا مذکور ہے اور اسی پر سورت ختم ہے پس زیادہ حصہ سورت کا قصص پر مشتمل ہے جس کے بیان کی حکمت سورت سابقہ کی اخیر کی آیت وکلا نقص الخ میں مذکور ہوئی تھی اور کچھ حصہ سورت کا اصول دین میں ہے جس میں کفار کی مخالفت کرنے کی وجہ سے جو آپ کو غم تھا اُس کے ازالہ اور تسلی کے لئے یہ قصہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے اخوان کی مخالفت سے کوئی ضرر نہیں پہنچا بلکہ انجام کار دینی ترقی کا سبب ہو گیا اور اسی طرح آپ کو آپ کی قوم کی مخالفت مضرنہ ہو گی پس مناسبت دونوں سورتوں کی اور خود اجزاء سورت کی بھی اس تقریر سے مستفاد ہو گئی اور چونکہ ارتباط اجزاء قصہ میں جو بڑا حصہ سورت کا ہے محتاج بیان نہیں اس لئے مثل دیگر مقامات کے اُن میں تقریر ربط کی مستقلاً بیان نہ کی جاوے گی اور شان نزول اس کا درمنثور میں ابن عباس رضہ سے اس طرح مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کو ہم کو کوئی قصہ سنا دیں تو خوب ہو اس پر یہ قصہ نازل ہوا اور خازن میں بروایت ضحاک ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ یہود نے آپ سے یہ قصہ پوچھا تھا (یعنی امتحانًا) اس پر یہ آیات الرٰ الخ نازل ہوئیں واللہ اعلم اور اس قصہ کے متعلق تین فائدے مظنون ہیں اول یہ کہ اُس کو احسن القصص کیوں فرمایا اُس کی وجہ روح المعانی میں مختصر الفاظ میں یہ لکھی ہے کہ وہ مشتمل ہے ان امور پر حاسد و محسود مالک و مملوک، شاہد و مشہود عاشق و معشوق حبس و اطلاق خصب و جدب ذنب و عفو فراق و وصال سقم و صحت حل و ارتحال۔ ذل و عز اور نیز مفید ہے ان امور کو قضاء و قدر کا کوئی دافع اور مانع نہیں ہے جس کو خدا تعالیٰ کوئی چیز پہنچانا چاہیں کوئی روک نہیں سکتا۔ حسد سے حاسد ہی کو نقصان و خذلان پہنچتا ہے۔ صبر مفتاح الفرج ہے تدبیر کرنا عقل کی بات ہے اصلاح امور معاش میں عقل کام کی چیز ہے وغیر ذلک اھ دوم اور قصے کچھ کچھ بیان کئے گئے یہ بالاستیعاب ۵۲
بیان کیا گیا۔ اُس کی وجہ روح میں جلال رح سیوطی سے یہ لکھی ہے۔ کہ یہ صحابہ رضہ کی درخواست پر نازل ہوا اس لئے بسط و تمام کے ساتھ بیان کیا گیا تاکہ ان کا مقصود کہ استیطاب ہے حاصل ہو جاوے اور احاطہ سے ان کو راحت اور سیری ہو اھ سوم اس قصہ کو مثل دوسرے قصوں کے مکرر نہیں لائے اس کی وجہ میرے نزدیک فائدہ دوم پر متفرع ہے۔ کیونکہ اور قصوں میں چونکہ استیعاب نہیں ہے اس لئے ہر مقام کے مناسب مختلف فوائد کے لئے کچھ کچھ اجزاء لائے گئے گو ان میں بعض اجزاء مشترک بھی ہوں مگر مقصود اجزاء متبانیہ اور اجزائے مشترک کے فوائد متبانیہ ہیں۔ بخلاف اس قصہ کے کہ سب اجزاء اور سب فوائد ایک جگہ مجتمع کر دئیے گئے اس لئے اس میں تکرار نہیں اور روح میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اور قصص میں مقصود زجر ہے معاصی پر اور تقبیح ہے مناہی کی اور ان کا اہتمام بالشان ہونا مقتضی ہے تکرار کو بخلاف اس قصہ کے جیسا کہ ظاہر ہے اور یہی دونوں وجہ قصہ اصحاب کہف اور قصہ ذی القرنین اور قصہ موسیٰ مع الخضر علیہما السلام اور قصہ ذبح کے غیر مکرر ہونے میں بھی جاری ہیں واللہ اعلم۔

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

الرا یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو

تَعْقِلُوْنَ ۞ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ

ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے اس کے ذریعہ سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے

اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ق وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ

ہیں اور اس کے قبل آپ محض بے خبر تھے واقف

لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۞

قابل ذکر ہے

حقیت قرآن وتمہید قصہ۔ الٓرا سے لمن الغافلین تک :۔ الٓر (اس کے معنے تو اللہ کو معلوم ہیں) یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی (جس کے الفاظ اور معانی اور لفظ بہت صاف ہیں) ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم (بوجہ اہل لسان ہونے کے اولاً بلا واسطہ اور لوگ تمہارے واسطے سے) سمجھو اور سمجھیں ہم نے جو یہ قرآن (جس کی صفت اوپر مذکور ہوئی) آپ کے پاس بھیجا ہے اس (کے بھیجنے) کے ذریعہ ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس (ہمارے بیان کرنے) کے قبل آپ (اس سے) محض بے خبر تھے (کیونکہ نہ کوئی کتاب آپ نے پڑھی تھی نہ کسی صاحب کتاب سے حاصل کیا تھا اور عوام میں ایسی کامل صحت کے ساتھ مشہور نہ تھا پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ قرآن وحی ہے۔

اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

جبکہ یوسفؑ نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں اُن کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے

رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ۝ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا

دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا پس وہ تمہارے لئے

لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ

کوئی خاص تدبیر کریں گے بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے اور اسی طرح تمہارا رب تم کو منتخب کریگا

وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ

اور تم کو خوابوں کی تعبیر کا علم دیگا اور تم پر اور یعقوبؑ کے خاندان پر اپنا انعام کامل کریگا جیسا اس کے قبل تمہارے دادا پر دادا یعنی ابراہیم و اسحٰق

كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ ۱۵

پر اپنا انعام کامل کر چکا ہے واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے

آغاز قصہ و خواب گفتن یوسف علیہ السلام و جواب دادن یعقوب علیہ السلام۔ اذ قال یوسف سے علیم حکیم تک۔ وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والد (یعقوب علیہ السلام) سے کہا کہ ابا میں نے (خواب میں) گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں ان کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے (جواب میں) فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا (کیونکہ بوجہ خاندان نبوت میں ہونے کے وہ اس کی تعبیر جانتے ہیں۔ گو ظناً سہی کہ گیارہ ستارے گیارہ بھائی ہیں اور سورج باپ بوجہ اعظمیت اور چاند ماں بوجہ اصغریت یا بالعکس بہ سبب تذکیر و تانیث لفظی کے اور سجدہ سے اصلی مراد انقیاد) پس (یہ سمجھ کر) وہ تمہاری (ایذا رسانی کے) لئے کوئی خاص تدبیر کریں گے (یعنی ان میں سے اکثر کہ دس بھائی علاتی تھے۔ اور حقیقی بنیامین سے گو اندیشہ ضرر نہیں۔ لیکن شاید ان کے منہ سے نکل جاوے پھر فتنہ ہو) بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے۔ (اس لئے بھائیوں کے دل میں وسوسے ڈالے گا) اور (جس طرح خدا تم کو یہ عزت دے گا کہ سب تمہارے منقاد ہوں گے) اسی طرح تمہارا رب تم کو اور دوسری عزتیں بھی دے گا کہ تم کو نبوت کے لئے منتخب کرے گا اور تم کو (علوم دقیقہ بھی دے گا مثلاً) خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا اور (اس کے علاوہ اور نعمتیں دے کر بھی) تم پر اور یعقوبؑ کے خاندان پر اپنا انعام کامل کرے گا جیسا اس سے قبل تمہارے دادا پر دادا یعنی ابراہیم و اسحٰق (علیہما السلام) پر اپنا انعام کامل کر چکا ہے واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے (ہر ایک کے مناسب فیض عطا فرماتا ہے) ف یہاں چند امور قابل تحقیق ہیں اول یہ دیکھنا غالباً حالت خواب میں تھا کیونکہ اکثر اطلاق رؤیا کا خواب پر آتا ہے۔ دوم یہ کل بارہ بھائی تھے۔ دو حقیقی اور دس علاتی۔ علاتیوں سے خوف ایذا رتھا۔ اور حقیقی سے یہ کہ منہ سے نکل جاوے سوم بھائیوں کا تعبیر سمجھنا مناسبت خاندان نبوت سے تھا پس ان کا ولی یا نبی ہونا لازم نہیں آتا اور ظناً تھا اس لئے تاویل الاحادیث کے شرف کا مشترک ہونا لازم نہیں آتا چہارم یہ کیداس غرض سے ہونا ضرور نہیں کہ یہ تعبیر واقع نہ ہو بلکہ تعبیر تو بالیقین واقع ہوگی۔ مگر حسد سے ایذا دیں گے۔ گو اس کے بعد پھر وقوع تعبیر ضروری ہے پنجم یہ بشارتیں یعقوب علیہ السلام نے جو دیں یا تو اس خواب سے سمجھ یا وحی سے ششم بھائیوں کے مشابہ کواکب ہونے سے ان کی نبوت ثابت نہیں ہوئی۔ کیونکہ نورانیت صحابیت سے بھی ہو سکتی

[illegible] ... وہ وقت ... ہو کر کامل بھائی ہے اور اسی طرح آل یعقوب ہو سکتی ان کا اتباع ہیں ...
... اختلاف عمل سے اس کی خصوصیات مختلف ہونگی پس مقصود مطلق نعمت ہیں۔ اشتراک سے تماثل ضرور نہیں دوسرے آل ...
... بواسطہ بھی ہو سکتا ہے سو ان کی اولاد میں آگے بہت نبی ہوئے ختم اتمام نعمت میں اپنا ذکر تواضعاً نہیں فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ○ اِذْ قَالُوْا

یوسف کے اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں دلائل موجود ہیں ان لوگوں کے لئے جو پوچھتے ہیں وہ وقت قابل ذکر ہے

لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا

جبکہ ان بھائیوں نے یہ گفتگو کی کہ یوسف اور ان کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ ۨاقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ

واقعی ہمارے باپ کھلی غلطی میں ہیں یا تو یوسف کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی سرزمین میں ڈال آؤ تو تمہارے باپ کا رخ

وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ○ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا

تمہاری طرف ہو جاوے گا اور تمہارے سب کام بن جاویں گے انہیں میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ

يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ

یوسف کو قتل مت کرو اور ان کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو تاکہ ان کو کوئی راہ چلتا نکال لیجاوے اگر تم کو کرنا ہے

معاملہ اخوان یوسف علیہ السلام با او۔ لقد کان سے کنتم فعلین:۔ یوسف (علیہ السلام) کے اور ان کے (علاتی) بھائیوں کے قصہ میں (خدا کی قدرت اور (آپ کی نبوت کے) دلائل موجود ہیں ان لوگوں کے لئے جو (آپ سے ان کا قصہ) پوچھتے ہیں (کیونکہ یوسف علیہ السلام کی بیکسی اور بے بسی سے اس سلطنت و رفعت کو پہونچا دینا یہ خدا ہی کا کام تھا۔ اس سے مسلمانوں کو جو کہ کسی قصے کے خواہاں تھے عبرت اور تقویت ایمان حاصل ہوگی اور یہود کو کہ انھوں نے خصوصیت کے ساتھ یہ قصہ پوچھا تھا دلیل نبوت کی مل سکتی ہے اگر غور کریں) وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ ان (علاتی) بھائیوں نے (باہم بطور مشورہ کے) یہ گفتگو کی کہ (یہ کیا بات ہے کہ) یوسف ؑ اور ان کا (حقیقی بھائی (بنیامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ (وہ دونوں بوجہ کم عمری کے ان کا کچھ کاروخدمت بھی نہیں کر سکتے اور) ہم ایک جماعت کی جماعت ہیں۔ (کہ اپنی قوت اور کثرت کی وجہ سے ان کی ہر طرح کی خدمت بھی کرتے ہیں تو ہم زیادہ عزیز ہونے چاہئیں) واقعی ہمارے باپ (اس مقدمہ میں) کھلی غلطی میں ہیں (لیکن یوسف علیہ السلام کے ہوتے ہوئے تو امید رکھو مت کہ تم زیادہ عزیز ہو سکو اور بنیامین سے جو محبت ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ یوسف ؑ کے حقیقی بھائی ہیں تو اصل میں خاطرداشت یوسف ہی کی مقصود ہے اور واجبیت میں اصل یہی ہیں تو ان کو کسی تدبیر سے باپ کے پاس سے ہٹانا چاہئے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ) یا تو یوسف کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی (دور دراز) سرزمین میں ڈال آؤ (دونوں صورتوں میں باپ سے جدا ہو جاویں گے) تو (پھر) تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاوے گا۔ اور تمہارے سب کام بن جاویں گے انہیں میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف ؑ کو قتل مت کرو (قتل کرنا بہت بڑی بات ہے۔ ہاں دوسری شق کا مضائقہ نہیں) اور (اس کی صورت یہ ہے کہ) ان کو کسی (ایسے) اندھیرے کنوئیں میں ڈالدو (جس میں پانی بھی زیادہ نہ ہو کہ ڈوبنے کا ڈر ہو۔ ورنہ وہ تو قتل ہی ہے اور ویلک ہر کسی کو اطلاع بھی نہ ہو کیونکہ اندھیرا کنواں ہے اور رہ گزر سے بھی بہت دور نہ ہو) تاکہ ان کو کوئی راہ چلتا نکال لے جاوے اگر تم کو (یہ کام) کرنا ہے (تو اس طرح کرو غرض سب کا اتفاق اسی رائے پر ہو گیا اور سب نے مل کر باپ سے) کہا کہ ابا اس کی کیا وجہ ہے کہ یوسف کے بارے میں آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے (اور کبھی ان کو ہمارے ساتھ کہیں نہیں بھیجتے) حالانکہ ہم ان کے (دل و جان سے) خیر خواہ ہیں (سو ایسا نہ چاہیئے بلکہ) آپ ان کو کل کے روز ہمارے ساتھ (جنگل) کو بھیجئے کہ ذرا وہ کھاویں کھیلیں اور ہم ان کی پوری حفاظت رکھیں گے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (مجھ کو ساتھ بھیجنے سے دو امر مانع ہیں) ایک حزن ایک خوف حزن تو یہ کہ) مجھ کو یہ بات غم میں ڈالتی ہے کہ اس کو تم (میری آنکھوں کے سامنے سے) لیجاؤ اور (خوف یہ کہ ...

وہ کتابیں جو بچوں اور بیویوں کو ہنرمند اور سلیقہ شعار بناتی ہیں

ماں باپ کی فکر دور ہو گئی

کیونکہ بچی کی بہبود و تربیت کے لئے ایک ایسی کتاب جاری کی گئی ہے جس میں بچیوں کو پڑھنے لکھنے پر شوق دلانے اور پڑھائی کی طرف مائل کرنے، لڑکیوں کو ہنرمند بنا دینے اور جوان کو نیک بیوی اور ایسا ہنرمند اور ایسا خوش خلق بنا دینے کی تدبیریں بتائی گئی ہیں، اور بتایا گیا ہے کہ ایسی ہی بچی گھر کو جنت بنا سکتی ہے اور شوہر کو خوش رکھ سکتی ہے۔ اس کتاب کا نام بچی کی کہانی ہے، اس کی زبان نہایت صاف اور مہذب ہے اور اسلامی طرز بیان ہے کہ بچہ ہو یا بوڑھا، مرد ہو یا عورت ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کتاب بچیوں کو ہنرمند اور سلیقہ شعار بنانے میں لاجواب ہے۔ فہرست مضامین بطور خاکہ حسب ذیل ہے۔ کاغذ، کتابت، طباعت اعلیٰ درجہ کی۔ قیمت صرف آٹھ آنے، علاوہ محصول۔

نورجہاں بیگم کی نشو و نما	نورجہاں نے ملا کو بھی سلام کیا	بادشاہ سوتے کیوں کر ہوا	چاند کی خبریں	نور لڑکیوں کو رنگت آتا ہے؟
نورجہاں بیگم کو کسی استانی کے حوالے کرنے کا مشورہ	مدرسے کی لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ	بادشاہ کو بادشاہ کس نے بنایا	دنیا کی پیدائش اور اس کی گولائی	نورجہاں نے کتاب پڑھ کر سنائی
نئی روشنی نے لڑکیوں کو تیر بنا دیا ہے	مدرسے کی لڑکیوں نے نورجہاں کو کیوں گھیرا	دنیا کی عمر اور انسان کی عمر	زمین کی گردش اور اس کے نتائج	تھوڑے ہی دنوں میں شہزادی کے قدم
	جس کے اعمال نیک ہیں وہی شریف ہے	نورجہاں عالم حیرت میں	زمین کی گولائی کا ثبوت	نورجہاں نے کہانی کہہ کر سنائی
	بڑوں کا ادب	نورجہاں نے پڑھنا شروع کر دیا	چاند گرہن اور سورج گرہن کے اسباب	کامیاب لڑکے کی کمائی
آج کل کے عالموں کی بیویاں	غریب ہونا ذلت کی بات نہیں	گڑیوں کا کھیل اور جہیز کیا جانا	قوت کشش	حکومت کس کے دم سے قائم ہے
استانی قدسیہ بیگم کے حالات	انسان انسان کیوں برابر نہیں	قرآن پاک کا ترجمہ	انسان حیوان بھی برابر ہوئے	نجات کا راستہ
افسر جہاں بیگم کے گھرانے کا تذکرہ	فرق مراتب کی بنیاد کس پر ہے	قرآن پاک کا سبق	اسلام اور دولت کی تقسیم	موجودہ حالات کی ذمہ داری
افسر جہاں بیگم میر ریاض الدین کے گھر چلی گئیں	انسانی کتابیں سچ کہتی ہیں یا علماء	نورجہاں نے نماز شروع کر دی	اسلام اور بادشاہ	سامان تعیش کا استعمال
بچوں کی قدر بہت بڑی خوبی ہے	فرق مراتب کے معنے	کائنات کا ذرہ ذرہ عبادت کرتا ہے	کونسلیں دہریت کی ٹکسالیں ہیں	سات سہیلیوں کی انجمن
نورجہاں کی بسم اللہ	دنیا میں امیری اور غریبی کی ابتداء	نماز کی فضیلت	سب سے زیادہ عاجز کون ہے	الوداع ہمشیرہ جہاں اسکالرشپ
	عالم و علوم کی ابتداء کیونکر ہوئی	روزہ کی برکات، مدرسہ کا پہلا دن	زمین سورج کے گرد کس طرح گردش کرتی ہے	

ہر گھر اطمینان و سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے

اور اس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ ماں باپ اپنی لڑکیوں کو اور شوہر اپنی بیویوں کو ہماری کتاب **گھر والی کی تربیت** پڑھائیں

اس کے پڑھنے کے بعد ہر بیوی دنیا کے نشیب و فراز سے باخبر ہو جائے گی اور معلوم کر لے گی کہ کس طرح شریف بیویاں اپنے گھروں کو اطمینان و سکون کا گہوارہ بنا سکتی ہیں اور اپنی تدبیروں سے دنیا ہی میں کس طرح جنت کے مزے حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ کوئی خشک پند و نصیحت کی کتاب نہیں بلکہ کام کی باتوں کو افسانے کے معقول عام فہم پیرائے میں اس خوبی سے دکھلایا ہے کہ کوئی شخص چاہے وہ کتنا ہی کم علم ہو اور کتنا ہی کم ذوق ہو ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔ قیمت آٹھ آنے۔ بطور خاکہ مختصر فہرست مضامین دی جاتی ہے تاکہ کتاب کا خاکہ ذہن نشین ہو جائے۔ اچھی لکھائی چھپائی چکنا کاغذ ضخامت ایک سو صفحے قیمت ہر

جاہل بیوی کا طوفان بے تمیزی	نیک بی بی کا قصہ	مائیوں بٹھانے کے حربے	چوتھی کی رسم کیونکر ادا کی گئی	روزہ نماز کی فضیلت
تربیت یافتہ بیوی کیا کرتی ہے	سوہن شاہ کے دربار میں عالم آرا کی حاضری	انسانی خدیجہ بیگم کی معقول تجویزیں	نورجہاں سسرال کو رخصت ہوئیں جہیز کی تفصیل	اسلام سے پہلے عورت کی دردناک حالت
بیوقوف بیوی کی حمایت	سوہن شاہ کے درباریوں کی خوشامد	انسانی خدیجہ بیگم کی تجویزیں منظور ہوئیں	جدائی کا دردناک نظارہ	عورت پر اسلام کے بڑے بڑے احسانات
گھر والوں کے بڑے بڑے اختلافات کی ابتداء	شاہ صاحب نے خود طلب فرمایا	شادی بیاہ کے لئے قرض لینا گناہ ہے	نورجہاں نے گھر کا انتظام سنبھالا	عورتیں اسلام کو ...
میاں بیوی میں ...	شاہ صاحب کی کرامات	نورجہاں مائیوں بیٹھ گئی	نورجہاں کی گھر خوبصورتی سے ...	بیگموں کی ...
بیوی کی بدتمیزی ...	سوہن شاہ صاحب کا کرامتی ارشاد	دلہنوں کو کس طرح رہنا چاہئے	نورجہاں کے خیالات و اعتقادات	...
بیوی نے بھی خوب ...	آسمانی نکاح کی تیاریاں	بیویوں کو کس طرح رہنا چاہئے	سامان خورد و نوش کا حساب	عالم آرا کا خبث باطن
... گھر والوں کی نظر میں	عالم آرا کی سسرال میں بھی خبر ہو گئی	گنڈا، تعویذ، ٹونے، ٹوٹکے	حساب رکھنے کے خوشگوار نتائج	مظلوم بیوہ کی بے کسی
ماں نے بیٹے کو سمجھایا	کریم بیگم نورجہاں سے بھی بدگمان ہو گئی	بیویوں کی کامیابی کے اصول	آمد خرچ کا حساب اور خلیفہ ...	نورجہاں خواب دیکھ کر بیقرار ہو گئی
... ساس کے ساتھ ... بیوی کا سلوک	گھر کی ... نورجہاں کی تعریف کی	بیوہ اور بیواؤں کو کس طرح رہنا چاہئے	نورجہاں نے گھر کو ... سنبھالا، سوتیلی کا خوف	نورجہاں نے نندوں کی شادیاں کیں
عالم آرا کا طلاق ...	... کو دیکھ کر نصیحت ...	اولاد کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داریاں	پرچار، عالم آرا کی تازہ شرارت	ڈاکٹر منیم شادی کے لئے کیوں راضی ہو گئے
...	نورجہاں کو عالم آرا کی شادی کا ...	میاں بیوی کی بدمزگی کے اسباب	جس میں چنگاری ...	چاروں طرف بغض و عداوت کی آگ
...	یاد آ گیا۔	میاں بیوی میں غلط فہمی کی عام وجہ	انگریزی مدرسوں کی طالبات کی ...	بھڑک گئی، علاقہ میں طاعون پھیلا
ایک شاہ صاحب ...	شادی بیاہوں کے کھانے اور ...	آپس کی غلط فہمی کو جلد سے جلد دور کرو	اسلام کا جامع ضابطہ معاشرت	آخری منزل حیات
... کے لئے دعا کرو۔	جہیز کا بیکار کاٹھ کباڑ	نورجہاں کی تقریب نکاح کی کارروائی	انسان دو چیزوں کا مرکب ہے	آنکھوں کے سامنے جیتے جاگتے شوہر کی شہادت

ہمارے گھروں کی رونق اور خوش حالی کا دارومدار

... اور عمدہ انتظام خانہ داری کا دارومدار بیویوں کی ان معلومات پر ہے جو انہیں اس سلسلہ میں ہونی چاہئیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جو ... کے تمام شعبوں کی ضروری تعلیم دے سکتی۔ یہ کمی ہماری نئی اور بے حد مفید کتاب

تعلیم خانہ داری

نے بدرجہ اتم پوری کر دی ہے۔ اس میں خانہ داری کے تمام شعبوں سے بحث کی گئی ہے اور ... عنوانات کے ماتحت کفایت شعاری کے ساتھ گھر کے نہایت کامیاب نظام قائم کرنے کی آسان اور عملی تدبیریں اور ترکیبیں بتائی گئی ہیں۔ پھر زبان اس قدر صاف اور سلیس ہے کہ ہر بیوی بآسانی سمجھ سکتی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب و تسوید میں عنوان ... کی تمام تقریباً ستر انگریزی، اردو، ہندی کتابوں سے ... لی گئی ہے اور جو ترکیبیں اور تدبیریں بتائی گئی ہیں ان میں اپنے ملک اور قوم، زمانہ، رواج اور ضروریات کو ہر قدم پر پیش نظر رکھا ... ہے ... ترکیب پر سینکڑوں روپیہ خرچ کر کے عمل کیا گیا ہے ... روپے صرف کر کے مسلمان بیویوں کے لئے یہ نعمت غیر مترقبہ تیار کی گئی ہے جو گھروں کو بارونق اور خوشحال بنا دینے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگی ... فہرست مضامین درج کی جاتی ہے تاکہ کتاب کا فائدہ ذہن نشین ہو سکے۔

خلفائے راشدینؓ

خلافت راشدہ کے متعلق تیرہ سو سالہ عربی اور فارسی کے ایک لاکھ صفحات پر مورخانہ و محققانہ تبصرہ

مسودۂ کائنات کی چودہ سو برس کی تاریخ کے متعلق حکومت الٰہیہ کا قیام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ اول، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفۂ دوم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفۂ سوم، حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفۂ چہارم، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ پنجم کے عہد ہائے خلافت کے مکمل و مفصل تبصرے اور مدلل حالات اگر کسی ایک کتاب میں پڑھنا چاہتے ہیں تو صرف "خلفائے راشدین" ہے جو مورخ اسلام حضرت علامہ آفاقی صاحب کے بیس سالہ مطالعۂ تاریخ و سیرت کا نچوڑ ہے۔ شروع میں ہر خلیفہ کی مفصل سوانح عمری ہے اس کے بعد ان کے عہد حکومت کی فتوحات اور خدمات اور ان کا طریق حکومت اور ان کے زمانہ کی اصلاحات اور ملکی اور تمدنی ترقیات، اخوت و مساوات کے روح پرور نظارے، صحابہ کرام کی پرجوش خدمات، تبلیغ اسلام کے حیرت انگیز نظارے، غرضیکہ ہر خلیفہ کے عہد کی اتنی مکمل اور اتنی مشرح اور اتنی مدلل تاریخ ہے، اس سے پہلے کوئی کتاب دنیا کی کسی ایک زبان میں یکجا شائع نہیں ہوئی اور خلفائے راشدین کے پڑھنے کے بعد کوئی کتاب ان کے حالات اور ان کی خدمات اسلام کے متعلق تلاش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ضخامت پانسو صفحے بھی [illegible] قیمت [illegible] مجلد [illegible] ... سال کی محنت کے بعد شائع ہوئی ہے اور یہ شائع ہوتے ہی [illegible] فوراً طلب کریں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ بکثرت فروخت ہو رہی ہے ... پڑھنے سے ہی حاصل ہوگا تاہم کتاب کا خاکہ سمجھنے کے لئے ہم ذیل میں مختصر فہرست مضامین درج کرتے ہیں

ملنے کا پتہ:- [illegible] رسالہ [illegible] جامع مسجد دہلی

اسلامی تعلیم نامور علماء کرام کی نظر میں

اسلامی تعلیم کی عظمت اور افادیت عام کی اہمیت کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ جماعت کی نفیس ہندوستان کے چوٹی کے علماء کرام کی رائیں پڑھیں۔ اور غور کریں کہ اتنے واجب الاحترام اور مقدس علماء جس کو آپ متفقہ طور پر تعریف کر رہے ہیں وہ کتنی اہم اور عام مسلمانوں کے لئے اس کا مطالعہ کتنا ضروری اور مفید ہوگا۔

ہمارے لئے یہ بہت ممکن تھا کہ ہم اس کتاب کی تعریف میں آئے ہوئے ہزاروں خطوط شائع کر دیتا۔ مگر عوام کی رائے اور مشہور اور مستند مقتدیان عظام کی رائے میں بڑا فرق ہے۔ اس لئے بہت ہی مختصر طور پر علماء کرام اور مقتدیان عظام میں سے چند مخصوص بزرگان ملت کی قابل صد احترام آراء کا خلاصہ پیش کرتا ہوں تاکہ اسلامی تعلیم کی اہمیت اور اس کے فاضل مصنف کی سلیقہ قابلیت اور محنت کا اندازہ ہو سکے۔ یہ کسی جاہل اور بدعتی کے لکھے ہوئے اوراق نہیں ہیں۔ جو آپ کے عقائد کو خراب کرنے کا باعث ہوں۔ بلکہ اسلامی تعلیم کے مصنف حضرت علامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلیٰ ہیں۔ جن کی مذہبی تحقیقات اور علمی استعداد کی مندرجہ ذیل نامور علماء کرام بھی تصدیق کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیم کا مفصل اشتہار ٹائیٹل کے صفحہ آخری پر ملاحظہ فرمائیں۔ اسلامی تعلیم کی قیمت جلدوں کے لحاظ سے حسب ذیل ہے۔

اسلامی تعلیم کی چھپائی اور لکھائی بہت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور کاغذ پیشوا کے ٹائیٹل جیسا فیروزی چکنا ولائتی ہے ضخامت سات سو صفحے قیمت بلا جلد تین روپے مجلد چار سوا تین روپے مجلد چرمی پشتہ قسم اعلیٰ ساڑھے تین روپے خاص ایڈیشن کا عمدہ بڑھیا مجلد چرمی پشتہ قسم خاص سنہری کام چار روپے محصول ہر جلد پر نو آنے فرمائش لکھتے وقت یہ ضرور لکھئے کہ کس قیمت کی کتاب بھیجی جائے۔

حجۃ الاسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا سید انور شاہ صاحبؒ کا ارشاد

ہے کہ "اسلامی تعلیم حنفی عقائد پر بہت کامیاب تصنیف ہے۔ اردو میں فقہی مسائل کو دلچسپ اور مستند طریقہ سے پیش کرنے کی بڑی ضرورت تھی۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے اسلام کی اس سب سے بڑی ضرورت کو پورا کیا۔

مفتی اعظم حضرت علامہ کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کا ارشاد

فرماتے ہیں "کتاب کے اس اڈیشن میں بہ نسبت سابق بہت کچھ ترقی کی گئی ہے اور بہت بڑا مذہبی ذخیرہ اردو میں جمع کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا عبد الباری کے جانشین حضرت مولانا عبد الوالی قطب میاں صاحب

فرنگی محل صدر جمعیۃ علماء کانپور، ارشاد فرماتے ہیں "ایسی جامع کتاب فقہ و عقائد کے مسائل پر اردو میں میری نظر سے نہیں گزری، تمام مسائل مستند اور معتبر کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ایسی مفید کتاب کی سلیس اردو میں بہت ضرورت تھی، اختلافی مسائل سے حتی الامکان احتراز کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیم کو مسلمانوں کے لئے تمام ہندوستان کی یونیورسٹیوں کے کورس میں داخل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحبؒ قادری پھلواری صدر بزم صوفیہ

ارشاد فرماتے ہیں "اردو زبان میں فقہ اسلامی پر بہترین کتاب ہے مصنف نے مسائل کے بیان کرنے میں صحیح مسلک حنفیہ کا پورا خیال رکھا ہے۔ ایک سیدھی فہم اردو خواں جس نے عربی بالکل نہ پڑھی ہو اس کتاب کو اگر بغور پڑھ لے تو اپنی فقہی معلومات میں وہ عام مولویوں سے کسی طرح کم نہیں رہے گا۔ اس کتاب سے نئے تعلیم یافتہ ہو یا پرانی کو بھی بہت مدد ملے گی اسلامی تعلیم اردو زبان میں [illegible] ایک جامع مستند کتاب ہے اس کی ہر ایک بات مستند [illegible]

محیی التبلیغ سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ ارشاد فرماتے ہیں

اسلامی تعلیم اردو میں عقائد اور عبادات پر بہترین کتاب ہے۔ جو لوگ کم فرصتی یا عربی اور فارسی سے ناواقفیت کی وجہ سے فقہی مسائل کی مستند کتاب نہیں پڑھ سکتے ہیں ان کو اسلامی تعلیم اپنے مطالعہ میں رکھنی چاہیے۔

خطیب اعظم حضرت مولانا عبد الماجد صاحب قادری بدایونی کا ارشاد

اسلامی تعلیم کو پڑھا۔ اگرچہ حال اور دینیات کے نام سے [illegible] کتاب ہے اسلامی فقہ کے کتب [illegible] ایک کتاب اسلامی تعلیم [illegible] بلکہ حنفی عقائد پر اردو میں اتنی جامع مستند اور مکمل کتاب [illegible] نہیں گزری۔

جمعیۃ علماء ہند کانپور کے ناظم حضرت مولانا عبد الحامد صاحب قادری بدایونی

ارشاد فرماتے ہیں "میں نے اس کتاب کا اکثر حصہ اپنے مطالعہ میں رکھا۔ بلاشبہ احکام و ضروریات اسلام کے لئے اردو میں اسلامی تعلیم سے زیادہ جامع کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ ایک مسلمان کو ضروریات دینی و احکام مذہبی کے سلسلہ میں جن مطالب کی ضرورت ہوتی ہے، وہ سب اسلامی تعلیم میں بخوبی مل جاتے ہیں۔

اسلامی تعلیم کو مذہبی انسائیکلوپیڈیا کہنا بےجا نہیں ہے فاضل مصنف نے نہایت تحقیق اور محنت سے ہر قسم کے مسائل بہترین طریقہ سے جمع کر دئے ہیں۔ میری دلی کوشش ہے کہ اسلامی تعلیم کو داخل نصاب کرانا چاہیے۔

حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی مدیر معارف ارشاد فرماتے ہیں

اسلامی تعلیم میں اسلام کے عقائد و عبادات وغیرہ کے مسائل سوال و جواب کے طور پر جمع کئے گئے ہیں کتاب کے جو اوراق نظر سے گزرے ہیں ان میں مسائل کے جوابات کو قرین صواب پایا۔ کتاب کے آخر میں قرآن مجید اور احادیث نبی کریم سے اسلامی اخلاق کو پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کی ترتیب متداول فقہی ابواب پر مشتمل ہے۔

مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی بی اے مدیر صدق لکھتے ہیں کہ

اردو خواں مسلمانوں کے لیے مسائل شریعت کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے بحیثیت مجموعی کتاب مفید اور قابل قدر ہے اور ہر مسلمان گھر میں رہنے کے قابل ہے۔

قوم پرور علماء ہند کا اخبار مدینہ لکھتا ہے

اسلامی تعلیم میں اہم مسائل کے علاوہ جزئی اور فروعی مسائل بھی شرح و بسط کے ساتھ درج کئے گئے ہیں کتاب اس قدر جامع اور تمام مسائل پر حاوی ہے کہ فقہی مسائل کا شائق اس کے مطالعہ سے بڑی حد تک تسکین پا جاتا ہے موجودہ دور میں جبکہ خیالات و اخلاق [illegible] نے قوت ایمانی کو کمزور کر دیا ہے اور مسائل کے استفتا اور ان سے واقفیت کا احساس باطل ہوتا جا رہا ہے اسلامی تعلیم کے مطالعہ سے اس قسم کے شکوک و شبہات کا بڑی خوبی سے ازالہ ہو جاتا ہے

ایڈیٹر صاحب اخبار سچ کی رائے

ہے کہ اسلامی تعلیم مسائل فقہ کی ایک جامع کتاب ہے جس کے [illegible] عقائد و اعمال کے تمام ضروری مسائل آ جاتے ہیں زبان سلیس [illegible]



سلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جائیے ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

اسلامی تعلیم

صرف اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہ بن سکتے ہیں۔ پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے۔ اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے۔ اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل ہے۔ اسلامی تعلیم کے متعلق دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آسکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلیٰ نے بڑے بڑے ذخیرہ حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاوے کی مستند کتابیں دیکھ کر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ

قیمت تین روپے (...)

فہرست مضامین پڑھیے اور اندازہ کیجیے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے۔

[illegible]

کتاب الطہارت

باب الوضوء و غسل و تیمم ... مسائل تفصیل

نیت و دعاؤں کی تفصیل

تفرق مسائل

دعاؤں و ترکیب کے احکام

مسائل تعزیت نوحہ کرنا ماتم کرنا سیاہ لباس پہننا

صدقہ و ہبہ کے مسائل

طلاق کنایہ کی تعریف و احکام

کتاب الصلوٰۃ

کتاب الصوم

کتاب الحج

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الجنائز

کتاب النکاح

کتاب الطلاق

کتاب الذبائح

کتاب الاشربۃ والاطعمۃ

کتاب اللباس

کتاب الحقوق

کتاب المیراث

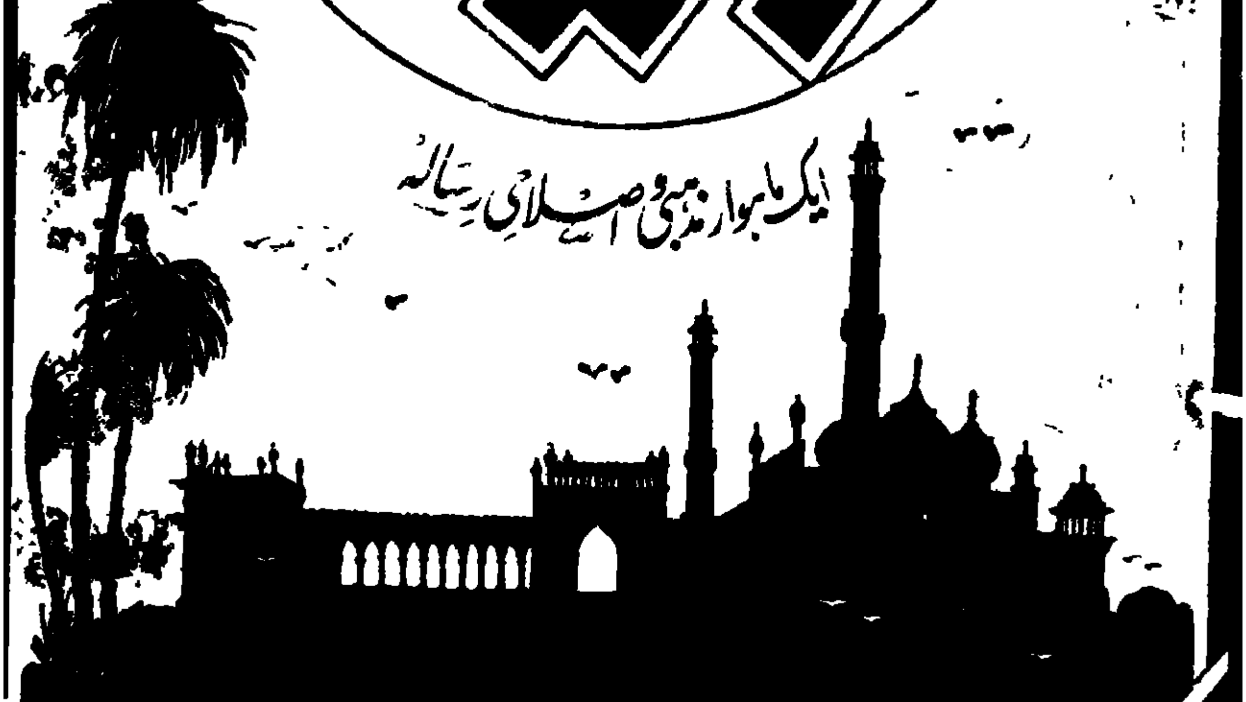
ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

پیشوا

ذی الحجہ ۵۸ھ

16-12

ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ



سالانہ چندہ دو روپے | ایڈیٹر: سید عزیز حسن بقائی | قیمت فی پرچہ ۳ آنہ

(۵) شہید ملت حضرت مولانا مظہر الدینؒ کا اخبار وحدت دہلی لکھتا ہے

مولانا حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا و جریدہ حریت دہلی ملک میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کا زورِ قلم دور دور تک شہرت حاصل کر چکا ہے اور ان کی متعدد تصنیفات ملک میں کافی مقبول ہو چکی ہیں۔ لیکن ان کی تصنیف "کربلا کے بعد" اردو لٹریچر میں ایک قابل قدر تاریخی کتاب کی حیثیت سے بھی سادہ مگر پُر زور و پُر اثر انشا پردازی۔ ایک عمدہ نمونہ کی حیثیت سے بھی ایک نہایت اہم اضافہ ہے۔ اور ہم حافظ صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انھوں نے اردو داں پبلک کے سامنے واقعہ کربلا کے بعد کی تاریخ کا ایک ایسا شاہکار پیش فرمایا ہے، جو ایک بہت بڑی کمی کو پورا کرنے والا ہے کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ واقعہ کربلا کے متعلق متعدد مستند و غیر مستند کتابیں اردو زبان میں موجود ہیں، لیکن واقعہ کربلا کے بعد کے حالات و واقعات اور اسلامی تاریخ کی رفتار پر ان حالات و واقعات کے اثر پر روشنی ڈالنے والی ادبی مستند کتاب اردو زبان میں اب تک موجود نہ تھی۔

بہرحال "کربلا کے بعد" تصنیف حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی کی تصانیف میں ایک امتیاز رکھتی ہے اور اس قابل ہے کہ ہر لائبریری میں جگہ پائے۔ پھر ہر شخص جسے اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے دلچسپی ہے اس کے لئے اس کتاب کا مطالعہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

آخر میں ہم اس کتاب کی ایک خصوصیت کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتے اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ کاغذ کی قیمتیں تقریباً دوگنی ہو گئی ہیں۔ تین سو ساٹھ صفحہ کی یہ کتاب جو بہت عمدہ سفید کاغذ پر چھپی ہے، ڈیڑھ روپیہ میں کیوں کر فروخت کی جا سکتی ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ اس قیمت پر یہ کتاب فروخت کرنے میں منیجر صاحب رسالہ پیشوا کو یقینی طور پر نقصان کا سامنا کرنا پڑے، اور ہمارا مشورہ ہے کہ وہ اس صفحہ تا صدی قیمت پر اتنا اضافہ ضرور کر دیں کہ ان کے مقصود کی تکمیل کے ساتھ ساتھ وہ اسلامی تاریخ کے صحیح حصص آسان زبان میں مسلمانوں کے روبرو پیش کر رہا ہے وہ خسارہ سے بھی محفوظ ہیں۔

(روزنامہ وحدت دہلی ۴ دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۲ کالم ۴)

(۶) حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی رائے:۔

اسلامی تاریخ کی بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سانحہ کربلا کے حالات اور کربلا کے بعد کے حالات بہت تفصیل سے لکھے گئے ہیں مگر بہت کم کتابیں ایسی ہیں جن کا طرز بیان بے طرف، اور غیر جانب دار کہا جا سکے۔ حالانکہ تاریخ کے لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ مؤلف اور مورخ اپنے عقیدہ اور اپنی رائے کو تاریخی واقعات میں خلط ملط نہ کر دے اور تاریخ افسانہ جن کر نہ رہ جائے۔ کربلا کے بعد کے واقعات اور عباسی سلطنت کے حالات یورپین مورخوں نے بھی لکھے ہیں جن کو اپنی تحقیقات کی صحت کا بڑا غرور ہوتا ہے مگر وہ بھی اس تعصب سے نہ بچ سکے۔

حافظ سید بقائی کی اس تالیف کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ واقعات درست ہیں اور ذاتی رائے سے ملوث نہیں ہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ بے ضرورت اور مشتبہ واقعات کو ترک کیا گیا ہے۔ تیسری خوبی یہ ہے کہ اختصار کے باوجود بہت کچھ بیان کیا گیا ہے اور زبان بھی بہت سلیس اور عام فہم ہے۔ تاریخ سے دلچسپی لینے والے حضرات کے لئے اس کتاب اصل میں چھٹی صدی ہجری تک کے واقعات ہیں

(منادی نظام المشائخ ۶ دسمبر ۱۹۳۹ء)

(۷) مسلم لیگ کا پُرجوش ترجمان اخبار انجام دہلی لکھتا ہے۔

یہ کتاب میرے عزیز دوست اور دہلی کے مشہور رسالہ پیشوا کے ایڈیٹر حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی کی تازہ تالیف ہے کربلا کے واقعات پر عربی فارسی انگریزی میں نہایت بے احتیاطی کے ساتھ صدہا کتابیں سنی اور شیعہ مسلم اور غیر مسلم اہل قلم نے لکھی ہیں جن میں زیادہ جذبات سے کام لیا گیا ہے۔ مگر کربلا کے واقعات کی مستند کیونکر ہوئی اور کربلا کے بعد آل رسول پر کیسے ہولناک مظالم ہوئے ان سے اردو لٹریچر خالی تھا۔

ہمیں خوشی ہے کہ اس کتاب میں کربلا سے پہلے کربلا میں اور کربلا کے بعد واقعات پر نہایت محققانہ نظر ڈالی گئی ہے اور یہ صحیح واقعات کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو اس سے پہلے اردو میں ناپید تھا۔ اور ان تمام داغوں سے قطعاً پاک ہے جو اس قسم کی کتابوں میں ایک صنف مزاج اہل قلم کو نظر آئیں۔

کتاب کے تین حصے ہیں اول میں خلفائے راشدین اور بنو امیہ کے عہد کے تمام واقعات آ گئے ہیں۔ حصہ دوم میں بنو عباس کے عہد کی تاریخ ہے حصہ سوم میں بنو فاطمہ کی ان حکومتوں کے حالات لکھے ہیں جو انہوں نے اپنے ہاتھ سے قائم کی اور ان تینوں حصوں میں ان مظالم کو نہایت تفصیل اور تحقیق سے بیان کیا گیا ہے جو بنو امیہ اور بنو عباس کے بادشاہوں نے توڑے۔ کتاب اپنی جامعیت اور تحقیق کے لحاظ سے واقعات کربلا پر ایک انسائیکلوپیڈیا ہے جس کی تالیف پر ہم اپنے دوست کو مبارکباد دیتے ہیں اور مسلمانوں سے اس کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں۔ (سہ روزہ انجام ۲۶ ستمبر)

ریاستی مسلمانوں کا باتصویر اخبار دین دنیا دہلی لکھتا ہے:۔

سانحہ کربلا اور کربلا کے بعد کے دردناک اور تاریخی حالات پر یہ ایک نہایت ہی مستند کتاب ہے جس کو تاریخ کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ مؤلف نے انتہائی کوشش کی ہے کہ بیان کو ان جذباتی اور خیالی واقعات سے پاک رکھا جائے جو عموماً اس موضوع کی کتب میں بہت نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ سانحہ کربلا اور کربلا کے بعد کے واقعات پر اس وقت تک بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں لیکن اس تالیف پر گہری نظر ڈالنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ کتاب نہایت محنت سے مرتب کی گئی ہے اور تمام واقعات ان اہم کتب سے اخذ کئے گئے ہیں جن کو اسلامی تاریخ میں ... کو تو، اس میں حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ اور بنو عباس کی حکومتوں کے وہ تمام درج ہیں جن کو تعلق واقعہ کربلا سے ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ ایک نہایت مستند

معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھے اگر معانی نہ بھی معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معنی ضرور معلوم ہو جائیں۔ عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت زیادہ طلب تھا۔ اس کے ابتدائی صرف و نحو ہی کی پیچیدگی دیتے ہیں معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلہ سے بچا کر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے اور ہر شخص تھوڑے تامل سے ایک ایک سبق روزانہ پڑھنے تو تین مہینہ میں وہ خاصا قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے اور اس کے بعد نماز میں بھی ترجمہ ذہن ہوتی ہیں اس کا اندازہ کیجئے۔ قیمت ۸ر محصول ۳ر

شرح رباعیات عمر خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب فلسفی اور مشہور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات یورپ اور امریکہ میں مختلف طریقوں اور رنگ برنگ کی ایجادوں کے ساتھ شائع ہوئی ہیں لیکن اس مشہور حکیم کے مبسوط اور مفصل سوانح حیات ابھی تک گوشہ گمنامی میں چھپے ہوئے تھے۔ بڑی تلاش و جستجو کے بعد ان کے حالات فراہم کئے ہیں اور رباعی کے تحت میں عمر خیام کی بہت سی رباعیوں کی شرح نہایت عمدہ پیرایہ اور انداز میں لکھی گئی ہے جس میں عمر خیام کا فوٹو اور تقریباً ایک درجن رباعیوں کو مصور کیا گیا ہے جو اردو میں پہلی چیز ہے۔ قیمت صرف دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔

اسکول ماسٹر

جو [illegible] سے ماری ہو طلبا انگریزی میں کرو دیں جو ماسٹر صاحب کے انگریزی میں گفتگو کرنا جانتے ہیں اور [illegible] حطاوکتابت نہیں کرسکتے۔ [illegible] ضرور مطالعہ کرنا چاہئے اردو کے ساتھ [illegible] اور [illegible] [illegible] اور [illegible] ضرورت ہے [illegible] مدرسہ [illegible] بہت عمدہ عمل ہے پھر آپ کیوں نہیں یہ کتاب منگالیتے جو آپ کے انداز تعلیم کو یکتا اور بالکل اپ ٹو ڈیٹ بنادیں یہ تین حصے ہیں اور تینوں یک جا۔ قیمت ۱۲ر محصول ۴ر

کتاب التعویذات

یا علاج روحانی، از مجدد المفسرین قبلہ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خاں کی تعلیم کے ایک بیس مخفی کی کتاب ہے، اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کی تمام سورتوں کے اعمال اور تعویذ ہیں اس لئے [illegible] یا [illegible] ضرورت ایسی نہیں [illegible] کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو مصنف کی قابلیت اور تبحر علمی اس کے صحیح اور مجرب ہونے کا ضامن ہے، ہر عمل تیر بہدف ہے دین و دنیا کی ہر ضرورت بھلا اس ذریعہ پوری ہو سکتی ہے قیمت ۱ر محصول ۸ر

بڑی سوانح رسول مقبول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان، صحت تاریخ، خوبی کاغذ، صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے۔ تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لے کر وفات تک کے حالات بہ تشریح بسط درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بے حد بصیرت افروز ہے کتاب کشادہ ہے اور آپ نے رسول مقبول کی بہت سو انحمریاں پڑھی ہوں گی لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کردے گا ضخامت ۵۰۰ صفحات قیمت ۱۲ر محصول ۴ر

چھیانوے اولیاء

کے حالات ان کی کرامات ان کے ملفوظ ان کی تعلیمات ان کی والہانہ تبلیغ اسلام ان کے اسرار باطنیہ ان کی روحیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے اس کا نام بھی تذکرۃ الاولیاء ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں اس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی ہیں عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی، حجاز کے بھی ہیں یمن کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور مشرق بعید کے بھی۔ یہ کتاب حدار سیدہ لوگوں کا بھی آئینہ ہے۔ بڑی تقطیع کے ۵۰۰ صفحات ہیں قیمت صرف ۵ر محصول ۴ر

تفسیر موضح القرآن

اردو تفسیر سے حضرت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کی عرق ریزی کا شاہکار نامہ اور ایسی تفسیر جس کو ہر دور کے مفسر نے اپنی شمع راہ بنایا ہے اب بھی ایسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی اس کے قدردان اب بھی اسی کو ڈھونڈتے ہیں [illegible] [illegible] اور [illegible] تفسیر نہیں [illegible] کی تقطیع کے ۲۰۰ صفحے ہیں۔ قیمت

مجلد تین روپے [illegible]

محصول ڈاک عہ

رہبر کامل

یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نہایت مختصر مگر جامع سیرت ہے جو ایک خاص طرز اور نئے رنگ میں لکھی گئی ہے اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ حضور نے انسانی زندگی کے کس کس شعبہ میں ہماری کامل رہنمائی فرمائی ہے۔

قریباً پچیس پہلو اس میں آپ پڑھئے اور سبق حاصل کیجئے۔

قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

علاوہ محصول ڈاک

میلاد اکبر

حضرت اکبر میرٹھی کا وہ مقبول عام میلاد نامہ جو عاشقان رسول کے حرز جان بنا رہتا ہے یہ ایسے والہانہ انداز میں لکھا گیا ہے کہ پڑھنے والا اور سامع وجد سے جھومنے لگتا ہے، جدید ایڈیشن میں بہت ہی دلنشین اور پُر اثر نعتوں کا اضافہ کیا گیا ہے اور مصنف نے یہ جدت کی ہے کہ قیام میلاد کے سلسلہ میں علماء مصر و ہند کے فتوے بھی اس میں شامل کر دئے ہیں اس کی ضخامت ۲۴۰ صفحات ہیں گویا ایک ایک ورق محبت رسول کا مجموعہ ہے پہلے اس کی قیمت ۱۲ر تھی اب ہمارے ہاں ۲ر محصول

تفسیر حسینی کامل

اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی، کاغذ گلیز، پورے کلام اللہ کی پوری مدلل و مشرح تفسیر ہے قرآن فہمی کے لئے اس سے بہتر اور اس سستی تفسیر ملنی مشکل ہے۔

پیشوا سے دوگنا سائز ہے جدید مفسرین اس کو سامنے رکھ کر ہی تفسیر لکھتے ہیں۔ بہت ہدیہ ہوتی ہے۔ اگر قرآن شریف پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی یہ تفسیر منگائیے قیمت

سات روپے (عـہ)

علاوہ محصول ڈاک

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے پیارے رسول کریم تک جس قدر پیغمبر گذرے ہیں اور جو قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۰۰ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیاء کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے پر ہوں گے انہیں پڑھ کر کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضیات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے

رعایتی قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

محصول ڈاک آنے (۸ر)

تفسیر سورۂ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی ہے جو کہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ سمجھایا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے ماخوذ ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے حقائق ذہن نشین کیا گیا ہے یہ تفسیر بہت اہم ہے اور ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۴ر

(ملنے کا پتہ۔ رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی)

آفتاب رسالت

سوانح اعظم آغا رفیق صاحب بلند شہری یادگار دو جہاں رسول خدا کے بہت بیش حالات مضمون میں پہلا حصہ ۔ ا صفحات اس میں [illegible] تاریخ عرب اور بعثت رسول سے پہلے کی حالات ہیں دیکھو ولادت او طفولیت رسول صلعم ۴۴ صفحات اس میں پوری رسالت کے جزو [illegible] کے حالات مثل بلوغت شادی تبلیغ [illegible] سیاسی تبصرات اور متفرق واقعات کا ذکر [illegible] حضور کی معاشرت اور ازواج مطہرات کے حالات قیمت ہر دو حصے ۴۴۲ صفحات صرف [illegible] خلفائے راشدین [illegible]

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن حضور ہی کا ہے اسلام نے جو منازل ترقی قرون اولی میں طے کئے وہ دوسرے قرون میں [illegible] کے ساتھ نہیں ہوئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اول [illegible] ملاحظہ فرمائیے اس تاریخ میں [illegible] [illegible] کتاب [illegible] آنحضرت کی وفات [illegible] خلافت راشدین [illegible] حالات [illegible] ترقی اسلام غزوات اسلامی [illegible] اسلامی نظام حکومت سب تفصیل [illegible] امام حسن اور حضرت امام حسین کی [illegible] قیمت [illegible]

مسدس حالی

عالم اسلام میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سرسید مرحوم نے کہا ہے کہ خدا کے سامنے یہی کتاب لے کر جاؤں گا یہ مسدس اسلام کی پہلی کتاب ہے اور مد و جزر اسلام سے لاکھوں کی تعداد میں چھپی اور فروخت ہوئی زیر اشتہار ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھپائی تصاویر ہے ، ابتدا میں ایک بڑا دیباچہ ہے جس [illegible] گویا نثر مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے جو [illegible] مسدس پڑھایا جائے تو ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے ۔ ۰۰۲ صفحات ضخامت ۔ قیمت ۲ ر

محصول ڈاک ۶ ر

میاں بیوی کے فرائض

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر ہو سکتے ہیں یہ کتاب آپ کو میاں بیوی کے فرائض بتائے گی آپ کا گھر جنت بن سکتا ہے ، اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے جب احکام اسلام اور خدا کے بتائے ہوئے رستے پر چلے یہ اسلامی جوڑہ ایک عمدہ جوڑہ ہوگا جس سے آئندہ بہترین نسلیں پیدا ہونگی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اس میں دونوں کے فرائض شرعی بتائے گئے ہیں اس کے ان پر عامل ہونے کے بعد کبھی لڑائی نہ ہوگی ۔

قیمت [illegible] آنے محصول ۲ ر

تذکرہ اولیائے ہند

[illegible] ہندوستان [illegible] اولیائے کرام [illegible] [illegible] خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی کتاب [illegible] ان حالات و کرامات کے ساتھ اقوال [illegible] [illegible] بھی شامل ہے [illegible] یہ کتاب اپنی جگہ خود صاحب تصرف ہے کیونکہ [illegible] ذریعہ مالا مال ہو گیا اگر یہ کتاب [illegible] مطالعہ سے گزرے گی تو ان کے دماغ چمکدار ہیروں سے پر ہو جائیں گے ، قیمت [illegible]

محصول ۲ ر

[illegible] سب سے بڑی کتاب

[illegible] واعظوں کے لئے [illegible] [illegible] کی دوسری سب کتابوں [illegible] [illegible] ایک بیان [illegible] [illegible] خصوص [illegible] [illegible] اور اکابر بزرگان امت کی [illegible] کے متعلق طرز حیات حکایتوں اور واقعات کی صورت میں [illegible] کی تحقیق کی بہت مشہور کتاب ہے قیمت چار روپے محصول عہ ر

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات جن مشکلات کے لئے بڑی اکسیر ہے لیکن شرط یہ ہے کہ [illegible] سند رجہ شرائط کے ساتھ ہی پڑھی جائے اس کے [illegible] اثرات بیان کرے [illegible] دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات [illegible] آنکھ رہتی [illegible] ایک فریضہ ہے کہ اس [illegible] رسول خدا کی زیارت مشرف ہو سکتا ہے [illegible] کیا [illegible] سب ترجمہ ہے ۴۴۴ صفحات کی ضخامت ہے ۔

قیمت اصل ایک روپیہ ۔

رعایتی مجلد ۱۰ ر محصول عہ ر

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کا کئی سال سے انتظار تھا پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جاتی ہے اور وہ اپنی غیر مسلم سہیلیوں کو بڑے ذوق سے یہ کتاب سناتی ہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بہت شوق سے یہ کتاب پڑھتے ہیں کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو خلاف عقل کہا جائے ۔ نثر کے ساتھ نظمیں بھی آمنہ کے لال میں ہیں یہی کتاب مولانا کا معتبر شہکار ہے اور آمنہ کے لال میں واقعات کا انتخاب بہت صحت کے ساتھ ہوا ہے قیمت عہ ر محصول ۲ ر

دینی تعلیم

یہ ۴۴۴ صفحوں کی کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام ابو یوسف [illegible] ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان سلیس اور بامحاورہ ترجمہ ہے یہ کتاب ہم فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق آداب معاشرت [illegible] لباس شکار دیوانی فوجداری [illegible] زراعت تجارت حکومت صنعت [illegible] [illegible] حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو ۔ قیمت مجلد عہ ر محصول ۲ ر

سائیں انکھیاں پھیریاں سویری ملک جہاں

اگر بابا کبیر [illegible] اس کے دوسرے کی بھی تصویر دیکھنا ہو تو کتاب

آہ مظلوم پڑھئے بدنصیب عورتوں کی المناک زندگی کا خونچکاں منظر ہے ۔ آہ جس عورت کے سر سے اس کے [illegible] کا سایہ اٹھ گیا اس کے لئے سوائے [illegible] ظلم کی [illegible] غم سن کر کلیجہ منہ کو آئے گا ۔ یہ حضرت علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ۔

قیمت ۸ ر محصول ۴ ر

شب عروسی باتصویر

پڑھنے کے بعد شب عروسی کی سب باتیں معلوم ہو جائیں گی شادی کے وقت عموماً دوستوں کو کچھ نہ کچھ تحفہ دیا جاتا ہے اگر آپ اپنے دوستوں کو ایسے موقعہ پر کوئی بہترین تحفہ دینا چاہتے ہیں تو صرف یہ کتاب دیجئے ۔ شب عروسی اصلی [illegible] زندگی کا پہلا ورق ہے یا تکمیل انسانیت کی پہلی سیڑھی ہے اگر اس کتاب کے بعد اس [illegible] پر قدم رکھا جائے گا تو وہ ایک مبارک قدم ہوگا کہ انسان کی یہ فطری محبت ہمیشہ برقرار رہیگی ۔ قیمت ایک روپیہ ہے جو اس کے منافع پر سو مرتبہ صدقہ ہے ۔

(محصول ۴ ر)

عورت باتصویر

پھولوں کی سیج پر حسن کی جتیاں دیکھنے سے پہلے جسم ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب آپ عورت پڑھیں اس کتاب میں یورپ امریکہ کی بہترین جنسی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت میں نسوانی زندگی کا زور ہے عورت کے پوشیدہ اعضاء جسم عورت کی فطرت زینت عورت کی تربیت عورت کا حسن کی [illegible] چونکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو دو سو کے قریب رنگین عکسی فوٹو ہیں ہیں لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ قیمت دو روپے محصول ۲ ر

دس سال میں ہزاروں بوڑھے نوجوان بن گئے

ہمارا دواخانہ دس سال سے نہایت کامیابی کے ساتھ پبلک کی جو خدمت کر رہا ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے اگر آپ بری عادتوں میں مبتلا ہو کر یا کثرت جماع سے قبل از وقت بوڑھے ہو گئے ہیں اور اپنے جوہر حیات کو برباد کر کے وقت پر شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے تو

سیکسول ٹانک پلز

استعمال کر کے قدرت کا کرشمہ دیکھئے جو بہترین دوا ثابت ہو چکی ہے انشاء اللہ اس کے چند روز کے استعمال سے نئی زندگی اور جوانی پیدا ہوگی جو آپ تعجب کریں گے کہ آپ کیا تھے اور کیا بن گئے زیادہ اشتہاری مبالغہ نہیں بلکہ دس سال کی کامیاب خدمت کے بعد تحریر کرتے ہیں یقین کیجئے سیکسول ٹانک پلز سے بہتر دوا ان بتانے والی اور کوئی دوا آپکو دستیاب نہیں ہو سکتی۔ قیمت سولہ گولی والی شیشی دو روپے بتیس گولی والی شیشی تین روپے بارہ آنے (بتیس) پونے چار روپے علاوہ محصول ڈاک۔

اگر خلاف فطرت فعل یا جوانی کی بری حرکتوں کی وجہ سے عضو مخصوص بیکار ہو چکا ہے۔ بے حسی۔ لاغری اور نامردی کا شکار ہو کر دنیاوی مسرتوں سے بے بہرہ اور زندگی سے لاچار ہو رہے ہیں۔ تو سیکسول ٹانک پلز کے ساتھ استعمال کیجئے جو عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو دور کر کے مردہ رگوں میں جوانی کی روح اس قدر پیدا کرتا ہے کہ برداشت کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس کی پوری تعریف کرنے میں تہذیب مانع ہے۔ منگا کر مشاہدہ کیجئے دوستوں کو تعریف

سیکسول طلاء

کرنے پر آپ مجبور ہوں گے۔ قیمت چھوٹی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے۔ بڑی شیشی دو روپے آٹھ آنہ ہے۔ محصول ڈاک علاوہ سیکسول ٹانک پلز ۳۲ گولی والی شیشی اور سیکسول طلاء کی بڑی شیشی مکمل کورس ہے جس کے استعمال کے بعد آپ کو تمام عمر کسی دوا کی ضرورت نہ رہے گی۔

امساک کیلئے سیکسول رٹینیو پلز

کو کافی شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ جو نخیہ چند بات کو بر انگیختہ کر کے دعوے کے ساتھ عیش کی گھڑیاں طویل کر دیتی ہیں۔ قیمت ایک درجن ایک روپیہ بارہ آنے۔ دو درجن کی شیشی تین روپے چار آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔ سیکسول رٹینیو پلز کے ساتھ اگر

آلۂ تسخیر زن

استعمال کیا جائے تو سونے پر سہاگہ کا کام دے گا۔ ضرورت نہ ہو گر محبوبہ آپ کا دم نہ بھرنے لگے تو استعمال کے بعد بھی قیمت واپس۔ آسانی سے استعمال ہوتا ہے۔ بالکل بے ضرر ہے۔ منگا کر لطف اٹھائیے۔ دو روپے آٹھ آنے۔

مانع حمل

ہر سال بچہ پیدا ہونے کی مشکلات سے بچنے کے لئے۔ جو ہمی کا تیار کردہ ہڑ کا خاص آلہ ہے ضروریات کے وقت استعمال کرنے سے حمل قرار نہیں پاتا۔ ترکیب استعمال نہایت آسان۔ سو فی صدی کامیاب عرصہ دراز تک کام دیتا ہے۔ قیمت اعلیٰ قسم دو روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

ورجینول

نئی شادی کا لطف اٹھانے کے لئے ضرورت کے وقت ذرا سی دوا استعمال کی جاتی ہے جس سے ہر رات شب عروسی معلوم ہوتی ہے۔ عورتیں ناراض خاوند کو اپنا بنا لیتی ہیں۔ غلط ثابت ہونے پر قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک۔

نوٹ بیرون ہندوستان سے فرمائش کے ہمراہ پوسٹل آرڈر بھیجنا ضروری ہے محصول ڈاک ایک دوا کے لئے بھی آٹھ آنہ ہے۔ اور تمام ادویات کا بھی آٹھ آنہ ہی ہوگا۔

تمام دوائیں منگانے کا پتہ

ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوا فروشان اردو بازار جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون ۹۴۴۲۰

مجالس میلاد کے لئے

سب سے بہتر۔ ستند۔ روح پرور۔ وجد آفریں

پیشوا کا رسول نمبر ہوگا جو

شمس العلماء حضرت مولانا شبلی نعمانی کے شاگرد رشید

حضرت علامہ سید جعفر شاہ صاحب ندوی پھلواری نے

تصنیف کیا ہے!

خمستان رسالت کا چھلکتا ہوا ساغر

اگر آپ دنیا چاہتے ہیں تو پیشوا کے خریدار ہو جایئے۔ اور اگر خریدار ہیں تو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو خریدار بنا کر اس رسالت پناہ کی تبلیغ میں شریک ہونے کا ثواب حاصل کیجئے تا دوستوں اور غیر مسلم دوستوں میں بغرض تبلیغ مفت تقسیم کیجئے۔ جامع اور اہم سوانح تحقیق، روح پرور، موعظانہ نکات، شستہ انداز بیان، صرف یہی سیرت نمبر میں ہوگا، جو نہایت محنت اور تلاش سے مرتب کیا گیا ہے۔ انداز بیان وہی مولانا شبلی کا ہے۔ (مولانا شبلی کی سیرت کی قیمت چالیس روپے ہے) اور وہی معلومات آپ کو پیشوا سے ایک ... ۱۲ ... نسب سے لیکر وفات تک (۲۳ سال) کے مکمل حالات۔ اس رسول نمبر میں ہے جو خریداران پیشوا کو مفت دیا جائیگا اور جو خریدار نہیں ہیں ان کو ... قیمت میں ملے گا۔ اس سال کسی میلاد خواں یا کسی مولوی کو ... سنانے کیلئے ... ربیع الاول کی بارہ راتوں کے لیے بارہ مجلسیں پیشوا کے رسول نمبر سے پڑھ کر سنایئے ... آپکے سامنے ... مختصر فہرست حسب ذیل ہے

پہلی مجلس	مکمل تبلیغ ...	**تیسری مجلس**	کی تجارت	... حالات علی کی تربیت	... رسول اور ...	... کی شہادت
سنت الٰہی	میدان تبلیغ کی ...	طائف ... کر تبلیغ	... خلافت الصدیق	عمل با مواخات کا ...	... واقعات جنگ	حضرت اکرم ...
ولادت نبوی	اور مخالفت ...	اہل طائف کے مظالم اور	اور غار ثور	ایک خانہ ... مسجد ...	قیدیان بدر اور عباس	... کا فضل
شہادت	ابو طالب سے سوال ...	حضرت اکرم کی استقامت	تلاش رسول اور ...	کی تعمیر	کا اسلام	ابو طلحہ کی شجاعت
حضرت عبد المطلب	ایجاد ستم	[illegible]	پر تشدد	تعمیرات ... کی تعمیر	قیدیوں کے ساتھ سلوک	[illegible]
اور ابو طالب	حضرت اکرم پر مظالم	[illegible]	[illegible]	... کی تعمیر	قیدیوں ...	[illegible]
مفر ...	**دوسری مجلس**	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	ہجرت حبشہ ...	[illegible]	[illegible]	**سنہ ۲ ہجری**	[illegible]	[illegible]
شغل تجارت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	... ہجرت	[illegible]
[illegible]	جعفر ... کی تقریر ...	[illegible]	[illegible]	... قریش کا خط ...	غزوہ قتل	[illegible]
[illegible]	نجاشی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	غزوہ سویق	اور صحابیات کی خدمت
[illegible]	چھوٹی تدبیر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	**پانچویں مجلس**	غزوہ حمراء الاسد
... سود کا ...	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		... تعاقب کی ...
بعثت سے قبل دنیا کی حالت	ابو طالب اور ...	... کی دعوت تبلیغ	[illegible]	قریش کی سازش ...	غزوہ بنو قینقاع	دفن شہدا اور ... حمزہ
... آب	حمزہ کا ایمان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	**سنہ ۳ ہجری**	...
تاجیوں کی ...	عمر کا اسلام	... مظالم ...	ایک نکتہ	... قوت اور ...	غزوہ احد	**چھٹی مجلس**
...	کعبہ پر ... نماز	کا آنا	[illegible]	... کی حالت ...	احد کی صف آرائی	**سنہ ۴ ہجری**
... غار حرا ...	... شعب	حضرت ابو بکر کی ہجرت	ابو ایوب کا گھر ...	[illegible]	قریش کی صف بندی	سریہ ابو سلمہ
پہلا ...	ابی طالب	اور روانگی	... کا ...	**معرکہ بدر**	آغاز جنگ	سریہ ابن انیس
خدیجہ رض کی فراست	مصیبت اور اس کے ...	... کی دلچسپ ہجرت	**چوتھی مجلس**	... قافلہ پر ...	حمزہ رض کی دردناک شہادت	واقعہ بیر معونہ اور عامر کا
ورقہ بن نوفل کا بیان	آزادی کے بعد تبلیغی سرگرمی	ہجرت نبوی	**سنہ ۱ ہجری**	قریش کی آمد	حنظلہ کی ... شہادت	فریب
ایمان خدیجہ رض ...	ابو طالب کا انتقال	قریش کی سازش قتل	مواخات	رسول کا ... مشورہ طلبی	فاش غلطی کا نتیجہ اور ...	واقعہ رجیع ...
خدیجہ رض کے بعد	ایمان ابو طالب ...	... کو گھیر ...		اور روانگی	اور جان نثاریاں	

... کی عجیب مثال
... کی قربانی اور ...
زید کی شہادت ...
غزوہ بنو نضیر
غزوہ ذات الرقاع
غزوہ بدر ثانیہ
سنہ ۵ ہجری
غزوہ دومۃ الجندل
غزوہ مریسیع یا بنی مصطلق
ام المومنین جویریہ بنت ...
... کا عقد
نکاح ام المومنین جویریہ رض
کے مصالح
... عبداللہ بن عبداللہ کا ایمان
اور رسول کی رحمت
افک ... اور برأت
ام المومنین حضرت عائشہ رض
ساتویں مجلس
جنگ احزاب یا خندق
خندق کی کھدائی ...
...
شکم پر پتھر باندھنے کی ...
...

ضروریات دین

وقت پیتواؤں نے ایک ... دیا ہے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم ... میں اہم مسائل کو لیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کو اسلام ... مسلمانوں عورتوں اور بچوں کو پڑھانے دینی ضروریات کو مسلموں ... ... وکیل، تجارت پیشہ، مذہب سے واقف ... ہی کم وقت میں اصل اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے ... قیمت ...

معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ عربی اتنی ضرور جانتے ہوں کہ وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکیں۔ اگر معلم عربی معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معنی ضرور ... ہو جاتے ہیں۔ عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا اس کی ابتدائی صرف ... کی بیزار دیتی ہے۔ معلم عربی میں اس انداز سے عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ... ماہ ... قرآن کا مفہوم سمجھنے لگے، اور ان کے بعد نمازیں بھی پرکیف ہو جاتی ... اس کا اندازہ کیجئے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۴/

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجربہ کی مخصوص ترکتاب جواہر خمسہ کیلئے تیر بہدف ہیں، اس کے پانچ حصے ہیں اور ایک ہی جگہ ہیں۔ حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ ... سورۂ یٰسین کے مجرب اعمال ونقوش ہیں حصہ دوم میں اسماء باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن کی ہر سورت کے اعمال وخواص حصہ سوم میں موکلات کے تابع ہونے کے اعمال درج ہیں حصہ چہارم اذکار کے لئے مخصوص ہے جس میں ... ضربوں کے طریقے ہیں پانچویں حصہ میں اشغال ہیں اور آخر میں متفرق نقوش ہیں بڑی مجرب اور پچاس سال سے مقبول ہے۔ قیمت ... محصول

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر ہے ... کہ اسکے صدر ... کے ساتھ اسکو پڑھا جائے اس کے اوصاف بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اسکی کوئی ضرورت کبھی اٹکی نہیں رہتی۔ اس کے عامل رسول کریم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ پھر بھی کیسی ہی نعمت کیا ہے۔ وظائف وادعا کے سلسلہ میں بے نظیر کتاب ہے۔ اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر بلاکوں سے چھپی ہے۔ قیمت مجلد ... ایڈیشن قیمت ... علاوہ محصول ڈاک

چھیانوے اولیاء

کے حالات، ان کی کرامات انکے خلق، انکی تعلیمات انکی والہانہ تبلیغ اسلام، ان کے اسرار باطنی کی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے۔ اس کا نام بھی تذکرۃ الاولیاء ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں۔ وہیں ہندوستان کے بھی ہیں، اور ایران کے بھی، عراق کے بھی ہیں شام کے بھی، حجاز کے بھی ہیں، یمن کے بھی ہیں ... قریب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی۔ یہ کتاب ... لوگوں کا مجلی آئینہ ہے۔ بڑی تقطیع کے ... صفحات قیمت صرف ... محصول ڈاک ۱۱/

امام ابو حنیفہ رح

کے حالات پڑھیے جنفی مسلمانوں کے لئے ضروری چیز ہے۔ جن کی نسبت پر وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بیخبر رہنا نہایت نامناسب ہے۔ سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے۔ امام صاحب کے حالات ہیں۔ علمی کارناموں، مناظروں اور فقہی مسائل معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے۔ فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے نکات بیان ہوئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں دراصل یہ امام صاحب کا بہ الامتیاز فن بھی ہے ضخامت ... صفحات ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
رسالہ

پیشوا دہلی

مقام اشاعت
دہلی
اردو بازار جامع مسجد

پیشوا قومی ہفتہ کی ۱۱ تاریخ کو
[illegible] سال سے [illegible]
[illegible] ہوتا ہے
قیمت سالانہ [illegible]
[illegible] ایڈیشن [illegible]
[illegible] ایڈیشن [illegible]
[illegible]
[illegible]
اعلیٰ ایڈیشن [illegible]
[illegible]

جلد ۱۷ || ذی الحجہ سنہ [illegible]ھ || نمبر ۱۱

شذرات

از [illegible] حسن بقائی

مسٹر جناح، مشرقی، اور اسلامی تعلیمات

[illegible] آسانی بات [illegible] بدتمیزی [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی نادانی سے مسلمان قوم کا بڑا حصہ مسٹر محمد علی جناح کی لیڈری [illegible] کر رہا ہے۔ اور مسٹر مشرقی [illegible] مسلمانوں کے [illegible] ہیں۔

ان دونوں حضرات کو اسلام سے جو کچھ تعلق ہے وہ ان کے عقیدہ اور اعلانوں سے ظاہر ہے اور ان اعلانات میں سب سے اہم اعلان [illegible] کے بنیادی اصول جمہوریت اور قومیت متحدہ کی مخالفت، اور [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] علمی اور مذہبی حیثیت سے نظر ثانی ضروری ہے۔ اس مسئلہ کی [illegible] حضرت علامہ ابو الکلام آزاد دہلوی کے وہ دونوں مضامین [illegible] جو [illegible] کے پیشوا کے [illegible] میں شائع ہو رہے ہیں۔ وہ جن میں قرآن و حدیث سے اسلامی جمہوریت اور قومیت متحدہ کی تائید کی گئی ہے، اور [illegible] کی مخالفت کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اعمال خلفائے راشدین و صحابہ کرام سے ثابت کی گئی ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں عنوانات کے موافق اور مخالف پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی جائے۔ اس لئے دوسرے [illegible] سے درخواست کرتا ہوں کہ [illegible] ان دونوں اصول پر مدلل مضامین مرحمت فرمائیں، خواہ ان کے خیالات مسٹر جناح کی [illegible]

[illegible] حضرت علامہ ابو الکلام آزاد کے مضامین کی تائید میں ہوں [illegible] اور [illegible] غلط ثابت کئے جائیں [illegible] [illegible] کو تحقیق ہونا چاہیئے [illegible] مضامین [illegible] الحدیث نمبر کیوں شائع نہیں [illegible]

[illegible] معقول [illegible]

[illegible] حالات [illegible] حضرت غازی کی [illegible] اور [illegible] قرار پا چکے تھے اور باوجود انتہائی کوشش کے بھی وقت پر مرتب نہ کر سکے۔ اس لئے میں نے سیرت غازی کے مسودہ کے انتظار میں پیشوا کی اشاعت میں دیر ہو جانے کے خوف سے انتظار نہیں کیا۔ اور ایک دوسرے اہم مسئلہ اسلام اور جمہوریت [illegible] اسلام اور قومیت متحدہ پر حضرت علامہ ابو الکلام آزاد کے مضامین شائع [illegible]

سیرت غازی صلاح الدین کا مسودہ میرے پاس آ چکا ہے [illegible] انشاء اللہ [illegible] اعلان کرنا ضروری ہے کہ محرم کا پرچہ یقینی صورت [illegible] غازی صلاح الدین نمبر ہوگا انشاء اللہ [illegible] ثبوت [illegible] اس سے قارئین کرام کو مطمئن رہنا چاہیئے۔ اور محرم کے پرچہ [illegible] کا انتظار کرنا چاہیئے جس میں اسلام کے اس نامور مجاہد اور [illegible] کے حالات ہوں گے، جنہوں نے اکثریت (عیسائی) [illegible] اسلامی [illegible] پر [illegible] فتح پائی، اور جس نے یورپ کی متحدہ طاقت کو

رسید عزیز حسن بقائی ڈائریکٹر پرنٹر پبلشر [illegible] دفتر پیشوا جامع مسجد سے شائع کیا

اپنے مٹھی بھر سپاہیوں سے پاش پاش کر دیا، اور ثابت کر دیا کہ فتح اور شکست، عزت اور ذلت کے لئے اکثریت اور اقلیت کے افسانے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

پیشوا کا نادار فنڈ

افسوس ہے کہ گذشتہ اشاعت میں ان رقوم کا اعلان درج نہ ہو سکا جو دفتر پیشوا میں نادار مسلمانوں کے لئے وصول ہوئیں۔ جن بھائیوں نے اپنے مال میں اپنے غریب مسلمان بھائیوں کو شریک کیا ہے اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔

(۱) جناب محترم عبدالحلیم صاحب ⎫
(۲) جناب محترم شیخ عبدالکریم صاحب ⎭ ...

یہ چندہ ان تمام رقوم کا خرچ میری مرضی سے تابع کر دیا گیا ہے۔ اس لئے میں اس رقم کو ان نادار مسلمانوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں، جو پیشوا کے پڑھنے کے شائق ہیں۔ مگر ناداری کی وجہ سے پیشوا خرید نہیں سکتے۔

اس کل رقم سے گیارہ حضرات کے نام پیشوا مفت جاری ہو سکتا ہے۔ اس لئے مساجد کے وہ پیش امام صاحبان جو یہ اسلامی وعدہ کریں کہ وہ پیشوا کے مضامین نمازیوں کو پڑھ کر سنا دیا کریں گے۔ اور مسجد میں پیشوا کو مطالعہ کے لئے رکھدیں گے اُن کے نام پیشوا ایک سال کے لئے مفت جاری ہوگا۔ پہلے جو درخواستیں آئیں گی، اُن کے نام پرچہ جاری ہوگا۔

پیشوا کا پندرھواں سال

خدا کا شکر ہے کہ اس مہینہ پیشوا کا پندرھواں سال ختم ہو رہا ہے، اس عرصہ میں پیشوا پر کیا بیتی؟ وہ ملک اور قوم کے لئے کس درجہ مفید ثابت ہوا؟ اس کو حق پرستی کے جرم میں اپنوں اور غیروں نے کیسی سزائیں دیں؟ اُس نے تالیف، تصنیف اور ترجمہ کے ذریعہ مسلمانوں کے سامنے کیسی مفید اہم اور کم قیمت کتابیں پیش کیں؟ ان سب پر تنقید کا فرض قارئین کرام کا ہے۔

میری بساط میں جو تھا، وہ کیا، اور جو کچھ کیا، اس پر مجھے کوئی فخر نہیں۔ میں آئندہ پیشوا کے ذریعہ کیا کرنا چاہتا ہوں! یہ ایک طویل داستان ہے۔ کیا کر سکوں گا، اُس کا علم اُس حی القیوم خدا کو ہے، جو انسانی ارادوں کی تکمیل اپنے غیبی ہاتھ سے کیا کرتا ہے۔

اس جلد کے خاتمہ پر سب سے پہلے اس خداوند لایزال ولم یزل کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جس نے اپنے فضل ذرہ نوازی سے پیشوا کو تبلیغ اسلام، اور احکام اسلام کی اشاعت اور کلمہ حق کی توفیق بخشی۔ اور اس کے بعد پیشوا کے ان قارئین کرام کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے پیشوا کے کڑوے سچ کو برداشت کیا، اور جو ابتدائے اشاعت سے میرے رفیق کار ہیں۔ اور جن کی رفاقت سے میں پندرہ سال سے پیشوا شائع کر رہا ہوں۔ اور آج جب کہ حق پرستی کے جرم میں کانگریسیوں اور لیگیوں نے پیشوا کو بند کرنے اور اس کو موت کے گھاٹ اتارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ پیشوا خدا کے فضل کے بعد اپنی حق پسند خریداروں کی امداد اور اعانت سے زندہ ہے اور خدا جب تک چاہے گا زندہ رہے گا۔ یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی ط

سال آئندہ کے لئے میرے ذہن میں جو پروگرام ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) محرم۔ یہ پرچہ حضرت غازی سلطان صلاح الدینؒ کی سیرت اور اُن کے شاندار مجاہدانہ کارناموں سے لبریز ہوگا جس میں صلیب و ہلال کے وہ روح پرور اور ایمان افروز معرکے دکھائے جائیں گے جس سے مسلمانان ہند کے دل سے اکثریت (ہندو) کا خوف دور ہوگا۔

(۲) صفر اور ربیع الاول۔ یہ دو مہینہ کا پرچہ حسب دستور سیرت رسول پاکؐ کا مجموعہ ہوگا، جو اپنی جامعیت کے اعتبار سے گذشتہ تمام رسول نمبروں سے بہتر ہوگا۔ اس کے مؤلف بہار کے صوفی مشرب عالم حضرت علامہ سید جعفر میاں شاہ صاحب ندوی ہیں (مفصل اشتہار صفحہ ۲۰ پر پڑھئے)

(۳) ربیع الثانی۔ یہ پرچہ حضرت غازی سلطان محمود غزنویؒ کی پاکیزہ سیرت اور مجاہدانہ کردار کا حامل ہوگا۔ اور حضرت سلطان کے ان سترہ حملوں کا حامل ہوگا۔ جو اُنھوں ہندوستان پر خدمت اسلام کے لئے، اور متحدہ ہندو سنگٹھن کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے۔ اس سے بھی ہندو اکثریت کا خوف مسلمانوں کے دل سے دور ہوگا۔

(۴) جمادی الاول۔ یہ پرچہ اُن فقرائے اسلام کے حالات میں شائع ہوگا جن کے حالات گزشتہ فقرائے اسلام نمبر میں درج نہ ہو سکے تھے اس سے حقیقی تصوف اور عاملین تصوف کے اعمال و وظائف سے مسلمانوں کو واقفیت ہوگی۔

(۵) جمادی الثانی۔ کا پرچہ آل رسول نمبر ہوگا۔ جس میں حضور سرور کائناتؐ کی آل پاک کے حالات ہوں گے۔ (گذشتہ آل رسول نمبر کے بعد کے حالات کا سلسلہ)

(۶) رجب۔ کا پیشوا معینؒ نمبر ہوگا جس میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے حالات و اقوال اور اوراد و وظائف ہوں گے۔

(۷) شعبان:۔ کا پرچہ حضرت غازی سلطان شہاب الدین غوریؒ کے حالات میں ہوگا جس میں آپ کے مجاہدانہ حملوں اور راجہ اجمیر سے لڑائی کے مفصل حالات ہوں گے اس سے بھی مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ اکثریت (ہندو) کی کیا حقیقت ہے۔

(۸) رمضان کا پرچہ قرآن نمبر ہوگا، جس میں قرآن حکیم کے متعلق ایسے مضامین ہوں گے جو اس سے پہلے اردو میں ناپید تھے۔

(۹) شوال۔ کا پرچہ ابدالی نمبر ہوگا، جو حضرت غازی احمد ابدالی

کے کارناموں اور متحدہ ہندوستان کو پانی پت کے میدان میں شکست دینے کے مکمل حالات بتائے گا۔ اس سے بھی اکثریت (ہندوؤں) کی قلعی کھلے گی۔

(۱۰) ذی قعدہ کا پیشوا شہدائے بدر کے حالات پر مشتمل ہوگا جس سے معلوم ہوگا کہ اقلیت اور اکثریت کی حقیقت کیا ہے۔

(۱۱) ذی الحجہ کے پیشوا میں ان صحابہ کرام کے حالات ہوں گے جن کو عشرہ مبشرہ کے مقدس خطابات ملے۔

ان تمام ارادوں کی تکمیل صرف خداوند قدوس کے فضل پر ہے۔

بلیک میلر کی ڈائری

آئندہ اشاعت سے پیشوا میں ایک مشہور بلیک میلر کی ڈائری درج کی جانے گی جو جرنلزم کی تاریخ کا ایک سیاہ باب ہوگا۔ وہ ہندوستان کے ریاستی مصلحین کی بداعمالیوں کا ایک دلچسپ، مگر سبق آموز مرقع ہے جس میں بتایا جائے گا کہ کس طرح اصلاح کے نام پر ریاستوں کو بلیک میل اور روائٹ میل کیا جاتا ہے۔ ۔ ۔ کس طرح رات کے سیاہ پردے میں شریف اور معقول کالج گرل کی عصمت پر یہ خودکاشتہ مصلحین ڈاکہ ڈال کر شراب کے نشہ میں مدہوش ہو کر ڈاکے ڈالتے ہیں اور پھر بعد کو مگرمچھ کی طرح آنسو بہا کر عیاش امراء کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہیں، اور کس طرح یہ ملک سے غداری کر کے جاسوسی کی خدمات انجام دیتے ہیں اور کس طرح حکام کی خوشامدیں کر کے اُن کو پارٹیاں دیکر اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے

امید ہے کہ قارئین کرام ان خودکاشتہ مصلحین اور خودساختہ لیڈروں کی خفیہ تاریخ بہت دلچسپی سے مطالعہ کریں گے۔

سندھ کی تاریخی مسجد کی پکار

مسلمانوں کے عہد عروج کی یادگار ہندوستان میں کھنڈرات ہیں، جن میں نمایاں ترین مساجد اسلامیہ ہیں، اور ان مساجد میں سے ایک قدیم تاریخی مسجد شہید گنج کو ۵۶ فیصدی مسلمان ۱۳ فیصدی سکھوں کے پنجے سے نہ نکال سکے۔ ویالیتنی متقبل ھٰذا وکنت نسیاً منسیاً

اب دوسری مسجد منزل گاہ کی باری ہے جس پر حکومت سندھ کا قبضہ ہے۔ اور اب اس میں داخلہ کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے، اور اگر مسلمان اپنی قومی خصلت کے مطابق غل مچا کر خاموش بیٹھ گئے تو اس کا بھی انہدام یقینی ہے۔ (خاکم بدہن)

یہ دونوں صوبے (پنجاب و سندھ) آبادی کے لحاظ سے اسلامی صوبے ہیں، ان میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اول الذکر (پنجاب) کے ۱۳ فیصدی سکھ مسجد شہید گنج کو گوردوارہ شہید گنج بنا چکے ہیں، موخرالذکر (سندھ) میں ۱۰ فیصدی ہندو مسجد منزل گاہ میں مسلمانوں کو عبادت کا حق دینے کے لئے تیار نہیں۔ جس کی وجہ صرف مسلمانوں کے غدار اور بے ایمان اور بزدل لیڈر ہیں۔ پنجاب کے عوام نے بھی شہید گنج کے لئے بے مثال قربانیاں کیں۔ اور سندھ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ مگر ان خود غرض اور خائن لیڈروں نے دونوں جگہ پیٹھ دکھائی۔ نتیجہ سامنے ہے۔

بہرحال جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ سندھ کی وہ تاریخی مسجد مسلمانوں کو پکار رہی ہے جس نے محراب و منبر کو مسلمان وزیر اعظم نے صدائے تکبیر و تحمید سے محروم کر رکھا ہے۔ اس مسجد کے عاشق محافظ زندان فرنگ میں ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔ زخمی شفاخانوں میں کراہ رہے ہیں۔

مگر سخت تعجب کی بات ہے کہ مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی مدعی بننے والی مسلم لیگ اس سانحہ اور حشیانہ حادثہ پر خاموش ہے۔ مسلم لیگ انگریزوں سے تو یہ کہتی ہے کہ ہندوستان میں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کی بات کہے۔ اور مظلوم مسلمانوں اور مسجد کی داد گذاری کے لئے کسی قسم کی جدوجہد کرے۔ حالانکہ مسلمانوں نے دکس ... ر کانگریس، اپنا انتخابی نتیجہ جیت چکی ہے۔ مگر مسلم لیگ کے قائد اعظم خاموش ہیں۔ جو کانگریسی حکومتوں کے مظالم کے لئے رائل کمیشن کا مطالبہ کر رہے ہیں نیز مسلمان گرفتاران بلا مسلم لیگ کے ڈکٹیٹر مسٹر جناح کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ کب اُن کی مدد پیروی کے لئے سندھ آتے ہیں۔

افسوس ہے کہ جو تجویز گذشتہ اشاعت میں مسٹر جناح کی خدمت میں پیش کی تھی، اور وہ اُن کو بذریعہ تار بھی دی گئی تھی، اُس کو انھوں نے قبول نہیں کیا۔ ورنہ آج منزل گاہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا ہوتا۔

بہرحال مسجد کے عاشق خدا کے گھر کی حفاظت میں شہید ہو گئے۔ مگر اُن کے اہل و عیال، زخمی اور اسیر سب مسلمانوں کی ہمدردی کے مستحق ہیں، امداد ان کا انتظام کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔ اگر مسلم لیگ غافل ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے مسلمان بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی مظلومیت پر خاموش رہیں۔ انھیں اُٹھنا چاہئے اور پوری طاقت سے ستم رسیدوں کی امداد کرنی چاہیے۔ اور اس وقت تک چین نہیں لینا چاہئے جب تک منزل گاہ واگذار نہ ہو جائے، بے گناہ رہا نہ ہو جائیں، شہدا کا خونبہا وصول نہ ہو۔

حریت کے خریدار

حریت کے خریداروں میں سے جن صاحب نے اطلاع دی، اُن کا حساب صاف کر دیا گیا۔ کسی نے کتابیں طلب کریں۔ کسی نے پیشوا کی میعاد میں اضافہ کرایا، اور اس طرح خداوند قدوس کے فضل سے حقوق العباد سے مجھے سبکدوشی حاصل ہوئی۔ اور اردو اخبارات میں یہ شاید دوسری مثال ہوگی کہ کسی اخبار کو ملتوی کرنے کے بعد اُس کے خریداروں کا بقایا ادا کیا گیا ہو۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ

جب پیشوا نہ پہونچے

تو آپ یقین کر لیجئے کہ آپ کا رسالہ ڈاکخانہ کے ملازموں نے چرا لیا۔

کیونکہ پیشوا ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ تک ہر حالت میں پابندیٔ وقت دہلی سے شائع ہو جاتا ہے۔ اور پورے پندرہ سال میں ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ پرچہ کسی مہینہ کا شائع نہ ہوا ہو۔ یا کسی خریدار کو قصداً یا سہواً نہ بھیجا ہو۔

ڈاکخانہ کی بد انتظامی اور اس لوٹ پر متعدد مرتبہ اسمبلی میں سوال کرایا گیا۔ ہزار ہا مرتبہ دہلی کے ڈاکخانہ کو لکھا گیا۔ صدہا مرتبہ پوسٹ ماسٹر جنرل اور ڈائرکٹر جنرل کو توجہ دلائی گئی۔ ثبوت بہم پہنچائے گئے۔ مگر آج تک اس شریف ملازموں کا کوئی انتظام اس محکمہ کے افسران بالا نہ کرسکے۔ جو بڑی بڑی تنخواہیں اس پوسٹیج کی فروخت سے وصول کرتے ہیں جو غریب ہندوستانیوں کی جیب پر ناقابل برداشت بوجھ ہے۔ ایسی لاپروائی یا فرض ناشناسی ہندوستان کے کسی محکمہ میں نہ ہوگی جیسی ڈاکخانہ میں ہے۔ اور چونکہ بدقسمتی سے پیشوا ایک اردو کا مذہبی رسالہ ہے جو صرف مسلمانوں کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ اور ڈاکخانہ کے اسٹاف میں اکثریت ہمارے بھائی ہندوؤں کی ہے، جنکو پیشوا میں ہمیشہ رگید اجاتا ہے، اس لئے بھی ڈاکخانہ میں جو شکایتیں کی جاتی ہیں اُن کا کوئی تسلی بخش نتیجہ نہیں نکلتا۔ ممکن ہے میری رائے غلط ہو مگر واقعہ یہ ہے کہ سزا ئی نہیں ہوتی۔

جب ایک کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ کے عہد حکومت میں اور اس محکمہ میں جو پبلک کا محکمہ کہا جاتا ہے یہ اندھیر ہے۔ تو اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دوسرے محکموں میں کیا حالت ہوگی!

بہرحال شکایتوں کے ازالہ سے مایوس ہونے کے باوجود قارئین کرام میں سے جب کسی خریدار کے پاس چاند کی ۱۱ تاریخ تک پیشوا نہ پہونچے تو دیر سویر کا خیال کرکے ۱۵ اگری تاریخ کو ایک شکایتی کارڈ معہ نمبر خریداری کے پیشوا کے دفتر کو لکھیں۔ اور دوسرا کارڈ پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور کو بر ... کی کا لکھیں۔ اگر نمبر خریداری شکایتی خط پر ہوگا تو شکایت کنندہ ... اور حساب رجسٹر سے چاک کرکے پرچہ دوبارہ بلا قیمت محصول لگاکر بھیجدیا جائیگا۔ ورنہ نمبر خریداری نہ لکھنے کی صورت میں چونکہ پچاس ہزار ناموں میں سے شکایت کنندہ کا نام حافظہ کی مدد سے تلاش کرنا کسی انسان کے لئے قطعی ناممکن ہے۔ اس لئے کارکنان پیشوا ایسے تمام شکایتی خطوط کی تعمیل کرنے سے معذور رہتے ہیں۔ اور شکایت کنندہ کو دوہری شکایت ہوتی ہے۔ ان کا شر کا نقصان ہوتا ہے۔ اور پیشوا کے دفتر سے بدگمانی الگ ہوتی ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ نمبر خریداری ہر حالت میں لکھا جائے۔

ترکی میں قیامت کبریٰ

۲۸ دسمبر ۳۹ء کو مشرقی اناطولیہ میں ایک ایسا تباہ کن زلزلہ آیا کہ ۲ گھنٹہ میں پچاس ہزار مجاہد نہایت بیکسی کے عالم میں فنا کے گھاٹ اتر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جو اگر جنگ میں شریک ہوتے تو پانچ لاکھ پر بھاری تھے۔

چونکہ اتفاق سے اس وقت برٹش گورنمنٹ اور ترکوں میں دوستی ہے۔ اس لئے ذوذی قسم کے مسلمانوں اور مسلمان ریاستوں کے مجبور محکوموں کو بھی رلیف فنڈ میں امدادی رقوم بھیجنے میں کوئی دقت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ریاستوں میں سب سے پہلے ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال نے ایک ہزار پونڈ کا عطیہ ٹرکش رلیف فنڈ میں مرحمت فرمایا اور اعلیٰحضرت حضور نظام نے اپنی روایتی سخاوت کے مطابق ۱۰ لاکھ روپیہ ٹرکش رلیف فنڈ میں دیکر مسلمانان ہند کے سر کو عالم اسلامی میں بلند کیا۔ جزاھم اللہ خیر الجزا۔

اگر قربانی کی کھالوں کی قیمت وصول کرنے کا کام دیانتداروں کے ہاتھ میں ہو تو ایک معقول رقم عید الضحیٰ پر جمع ہوسکتی ہے۔

امید ہے کہ جو سرکاری یا نیم سرکاری ادارے ٹرکش رلیف فنڈ جمع کررہے ہیں وہ اس اہم تجویز کے لئے ابھی سے سرگرم عمل ہوں گے۔

مگر ۱۹۰۶ء سے قومی کاموں میں عملی حصہ لینے کے بعد جو تلخ تجربہ مسلمان کارکنوں کا مجھے ہوا ہے اس کی بنا پر افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان کارکنوں میں اسی فیصدی غیر مخلص اور خائن ہوتے ہیں اس کا انتظام ضروری ہے۔

میری رائے میں رقم بھیجنے کا محفوظ ترین طریقہ یہ ہے کہ صوبوں کے گورنروں اور چیف کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کے ذریعہ ہز ایکسلنسی السفیر کے ٹرکش رلیف فنڈ نئی دہلی میں رقوم بھیجی جائیں۔

۲۲ دسمبر کا یوم روزگاری

مسٹر محمد علی جینا نے ۲۲ دسمبر کو کانگریسی وزارتوں کے مستعفی ہونے پر یوم رستگاری منانے کا اعلان کیا تھا۔ اس اعلان نے اتنی اہمیت اختیار کی کہ کانگریسی رہنماؤں کے علاوہ قوم پرور اور غیر جانبدار مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی۔ حتیٰ کہ لیگ کے ترقی پسند رہنماؤں نے بھی مسٹر جینا سے اختلاف کیا۔ نیز وزیر ہند نے بھی لیگ کی حمایت کرنے کے باوجود مسٹر جینا کے اس قدم کو غلط قرار دیا۔ مگر ان سب مخالفتوں کے باوجود مسٹر جینا نے ضد اور خود پسندی کے جذبہ سے اپنے دوستوں اور مخلصوں اور غیر جانبدار صلح پسندوں کی رائے کو بھی ٹھکرا دیا۔ اور ۲۲ دسمبر کو یوم رستگاری منایا گیا جسکو میں یوم روزگاری کہتا ہوں۔ کیونکہ اگر یوپی میں مسٹر خلیق الزماں اور نواب اسمٰعیل خاں کو وزارت میں شامل کرلیا جاتا۔ اور سرحد میں مسٹر اورنگ زیب خاں کو شامل کیا جاتا اور سی پی میں ایک مسلمان وزیر لے لیا جاتا تو نہ اسلام خطرہ میں ہوتا اور نہ مسٹر جینا کو یوم روزگاری منانے کی ضرورت پیش آتی۔

اس یوم روزگار کا نتیجہ یہ نکلا کہ پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر جینا میں مصالحت کی جو گفتگو ہو رہی تھی وہ ختم ہوگئی اور مسٹر فضل الحق وزیر بنگال نے جو چارج شیٹ کانگریسی وزراء پر لگائے تھے اُن کی تحقیقات ملتوی

مذہبی معلومات

جمہوریت اور اسلام

(از حضرت علامہ ابو الکلام آزاد دہلوی مدیر البلاغ)

یا صاحبی السجن ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ؕ ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا انتم و آباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان ؕ ان الحکم الا للہ ؕ امر الا تعبدوا الا ایاہ ؕ ذلک الدین القیم و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۱۲ : ۴۰)

اے یاران مجلس! بہت سے مالک اور آقا بنالینا اچھا ہے یا ایک ہی خدائے قہار؟ کہ تم نے جن کو اس واحد کو چھوڑ کر دوسرے معبود و حاکم بنا رکھا ہے وہ اسکے سوا کیا ہیں کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے پیشروؤں نے گھڑ لئے ہیں۔ حالانکہ خدا نے تو ان کے لئے کوئی سند بھی نہیں۔ اے گمراہو یقین کرو کہ تمام جہان میں حکومت صرف اس مالک حقیقی کیلئے ہے اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کے آگے جھکو۔ یہی دین اسلام کا سیدھا راستہ ہے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے

انسان کے تمام اخلاقی فضائل و محاسن اور علو و شرف کا اصلی منبع توحید ہے۔ اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جس قدر تذلل و تعبد اور انکسار و ابتہال کے ساتھ جھکاتا ہے، اتنا ہی خدا کی پیدا کی ہوئی تمام کائنات کے آگے سربلند و معزز کر دیتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت، اور خدا کے سوا کوئی ہستی اسکے دل کو مرعوب و محکوم نہیں کر سکتی۔ وہ ایک چوکھٹ پر سر جھکا کر، اور تمام بندگیوں اور فرمانبرداریوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور ایک کا ہو کر سب کو اپنا بنا لیتا ہے۔

اسلام اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا، اور (ان الحکم الا للہ) کی صدا کے ساتھ حکومت، خاندان، نسب، رسم و رواج اور تمیز قوم و مرز و بوم کی وہ تمام بیڑیاں کٹ کر گر گئیں، جن کے بوجھ سے نوع انسانی کے پاؤں شل ہو گئے تھے۔ لیکن یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ آج صدیوں سے اس کے پیرو اپنے اندر اس حریت بخش تعلیم کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے۔ ان کے تمام اعمال یکسر نفس و اوہام اور انسان و اجسام کی غلامی و تعبد کا نمونہ ہیں، اور وہ جن بیڑیوں کو کاٹنے آئے تھے، اُن سے زیادہ بوجھل کڑیاں آج خود اُن کے پاؤں کا زیور ہیں۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است!

پھر کیا ایک ہی ملت دو متضاد نتائج پیدا کر سکتی ہے؟ اور کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے اُس کے وسط و آخر کے مقابلے میں غلط اور پُر فریب تو نہیں ہیں؟ اور اگر نہیں ہیں، تو کیا اسلام کی دعوت کی گھڑی چند ابتدائی سالوں ہی تک کے لئے کی گئی تھی؟

یہ وہ سوالات ہیں جو قدرتی طور سے اس موقعہ پر پیدا ہوتے ہیں۔

گذشتہ نصف صدی سے زائد عالم اسلامی کی نئی بیداری آزادی و حریت کے ولولوں سے معمور رہی ہے۔ علی الخصوص پچھلے چند سالوں کے اندر تمام اسلامی ممالک میں جمہوریت اور آزادی کی تحریکیں پیدا ہوئیں، اور بار بار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام خود اپنے اندر جمہوریت اور مساوات کے اصول رکھتا ہے، اور یہ جو کچھ ہوا، اس کی تعلیم کا اصلی منشا اور اقتضا تھا۔

اسلام کے ماضی و حال کا جب مقابلہ کیا جائے گا تو اس طرح کے خیالات کا پیدا ہونا قدرتی ہے۔ ایک ضعیف و لب گور بیمار اگر اپنی صحت و توانائی کے عہد کی طاقت آزمائیوں کو بیان کرے تو عجب نہیں کہ سننے والے اُسکے نحیف و زار چہرے کو دیکھکر تسلیم کرنے میں متامل ہوں۔ مسلمان آج اپنے بڑھاپے کے انحطاط و اضمحلال میں مبتلا ہیں، اُنکے قویٰ مضمحل ہو چکے، اور انکے چہرے پر رونق و شگفتگی کی جگہ، افسردگی اور مُردنی چھا گئی ہے۔ پھر اُن کے "ذکر جوانی در عہد پیری" کو آج کون بغیر شک و شبہ کے تسلیم کریگا؟ گری ہوئی دیواروں اور شکستہ اینٹوں کا ڈھیر ممکن ہے کبھی ایک قصر چہل ستون ہو، مگر اس وقت تو ایک مٹی کے ڈھیر سے زیادہ نہیں۔

فتادم دام بر کنجشک و شادم، یاد آں ہمت
کہ گر سیمرغ می آمد بدام، آزاد می کردم

تاہم جستجو کرنی چاہیئے کہ اسلام کی جمہوریت اور آزادانہ روح کی نسبت آج جو کچھ کیا جاتا ہے وہ یورپ کے اثر سے پیدا کی ہوئی تاویلیں اور انقلاب فرانس کی بخشی ہوئی حریت کا عکس مستعار ہیں یا خود اسلام اپنے روز پیدائش ہی سے اس روح کو اپنے اندر رکھتا تھا۔

ایک دوسرا گروہ } علاوہ بریں اس جستجو و تفحص کے لئے متذکرۂ صدر

خیالات سے بھی بڑھکر ایک اور خیال محرک ہے۔

اسلام کے متعلق یورپ اور مسیحیت کی ضلالت اندیشی عام ہے۔ اس نے ابتک جو کچھ سمجھا ہے اور ظاہر کیا ہے وہ تمام تر مجموعۂ افترا و اکاذیب ہے، وہ اس جسم کے کسی خال و خط کے دیکھنے ہی میں غلطی نہیں کرتا، بلکہ اس کی نظر میں از سرتا پا اس کی ہیئت و صورت مکروہ ہے۔ پس اگر اسلام کی تعلیم حریت کے متعلق وہ اس طرح کے خیالات رکھتا ہو تو یہ چنداں عجیب و مستبعد نہیں۔

لیکن بدبختی یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کے سمجھنے میں "بدبختی" غیروں سے زیادہ خود اپنوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔

گذشتہ چوتھائی صدی کے اندر ایران اور ترکی اور دوسری اسلامی حکومتوں کے اندر جمہوریت کی تحریکیں بار آور ہوئیں اور نظامِ حکومت شخصی استبداد حکمرانی کی جگہ دستوری و آئینی طرزِ حکومت برقرار پایا۔ اس قسم کے انقلابات قدرتی طور پر امن و سکون حاصل کرنے کیلئے ایک زمانۂ بلند کے محتاج ہوتے ہیں۔ بیمار آدمی کو گو بہتر سے بہتر نسخہ علاج مگر اس کے استعمال کے نتائج کے لئے انتظار ناگزیر ہے۔

جبلہ بن ایہم غسانی ایک عیسائی شاہزادے نے عہدِ فاروقی میں اسلام قبول کیا تھا۔ طواف کعبہ کے موقع پر اس کی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آگیا۔ جبلہ نے اُس کے منہ پر ایک تھپڑ کھینچ مارا۔ اُس نے بھی برابر کا جواب دیا۔ جبلہ غصہ سے بیتاب ہوگیا اور حضرت عمرؓ کے پاس آکر شکایت کی۔ آپ نے سنکر کہا کہ تم نے جیسا کیا تھا ویسی ہی اسکی سزا بھی پائی۔ اُس نے کہا

"ہمارے ساتھ کوئی گستاخی کرے تو اُس کی سزا قتل ہے"

مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا

"ہاں جاہلیت میں ایسا ہی تھا۔ لیکن اسلام نے شریف و رذیل اور پست و بلند کو ایک کر دیا"

جبلہ اس ضد میں عیسائی ہوگیا۔ اور روم بھاگ گیا، لیکن خلیفۂ اسلام نے مساواتِ اسلامی کی قانون شکنی گوارا نہ کی۔

خود آنحضرتؐ کا اسوۂ حسنہ } مساواتِ قانونی کو چھوڑکر اسلام کی عام طرزِ مساوات پر غور کرنا چاہیئے۔ آنحضرتؐ تمام مسلمانوں کے آقا و سردار تھے۔ تاہم آپ نے عام مسلمانوں سے اپنے لئے کبھی کوئی زیادہ زیادہ امتیاز نہیں چاہا۔

ایک سفر میں کھانا پکانے کے لئے صحابہ نے کام تقسیم کر لئے تو جنگل سے لکڑیاں لانے کی خدمت سرورِ کائناتؐ نے خود اپنے ذمہ لی۔

حضرت انسؓ دس برس خدمتِ نبوی میں رہے۔ لیکن اُن کا بیان ہے کہ اس مدت طویل میں میں نے جتنی خدمت آپ کی اُس سے زیادہ آپ نے میری کی۔ مساوات کا یہ عالم تھا کہ ما قال لی فی شیٔ لما فعلت یعنی تحکمانہ کام لینا یا جھڑکی دینا تو بڑی بات ہے۔ کبھی آپ نے اتنا بھی نہ کہا کہ فلاں کام یوں سے یوں کیوں کیا؟

غلام اور آقا } ایک صحابی نے اپنے غلام کو مارا تو آپ نے فرمایا۔

"یہ تمہارے بھائی ہیں، جن کو خدا نے تمہارے ہاتھ میں دیا ہے جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ"

اسلام نے نہایت شدت کے ساتھ اس سے روکا کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو خواہ وہ کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا کیوں نہ سمجھا جاتا ہو "غلام" اور "باندی" کہے، کیونکہ سب خدا ہی کے غلام ہیں۔ اسی طرح غلاموں کو فرمایا کہ اپنے مربیوں کو آقا نہ کہیں کہ مساواتِ اسلامی میں اس سے فرق آتا ہے۔

ایک بار ایک صحابی نے آنحضرتؐ کو ان الفاظ سے خطاب کیا کہ "اے آقائے من" آپ نے فرمایا "مجھکو آقا نہ کہو۔ آقا تو ایک ہی ہے یعنی خدا!"

صحابہ کا طرزِ عمل } خلفائے راشدین جو تعلیم اسلامی کے زندہ پیکر تھے، اُن کا بھی ہمیشہ یہی طرزِ عمل رہا۔ حضرت عمرؓ اور اُن کا غلام سفرِ بیت المقدس میں باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ بیت المقدس کے جب قریب پہونچے تو غلام کی باری تھی غلام نے عرض کیا کہ آپ سوار ہوں کہ شہر نزدیک آگیا۔ آپ نے نہ مانا، اور آخر خلیفۂ اسلام بیت المقدس میں اس طرح داخل ہوا کہ اُس کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی، اور اونٹ پر اُس کا غلام سوار تھا! حالانکہ یہ وہ وقت تھا جب کہ تمام شہر خلیفۂ اسلام کی شان و عظمت کا تماشا دیکھنے کے لئے اُمنڈ آیا تھا۔ یہ واقعہ مشہور ہے تفصیل کی ضرورت نہیں۔

واقعہ اجنادین میں رومی سپہ سالار نے ایک جاسوس مسلمانوں کے دریافت حال کے لئے معسکرِ اسلام میں بھیجا۔ جاسوس اسلام کے ان سچے متوالوں کو دیکھکر جب واپس آیا تو رومی سپہ سالار سے ایک تحیر کے عالم میں بول اٹھا۔

هم بالليل رهبان	یہ لوگ راتوں کو استغراق عبادت میں
وبالنهار فرسان	راہب ہوتے ہیں مگر دن کو شہسوار اگر انکا

لو سرق ابن ملکھم قطعوہ، واذا ذلی رجموہ	شاہزادہ بھی چوری کرے تو ہاتھ کاٹ ڈالیں۔ اور اگر زنا کرے تو اسے بھی رجم کریں

یہ خصائص مسلم کی اصلی تصویر تھی:

مساوات قانونی کی ایک مثال : قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری میں ماخوذ ہوئی۔ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرنے کے لئے حضرت اسامہؓ کو آمادہ کیا۔ جن کو آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ لیکن جب اس واقعہ کے متعلق اسامہؓ نے آپ سے سفارش کی تو آپ نے لوگوں کو جمع کرکے فرمایا۔

انما اھلک الذین قبلکم، انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ، واذا سرق فیھم الوضیع، اقاموا علیہ الحد و ایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت، لقطعت یدھا (بخاری الشفاعۃ فی الحدود)	اے لوگو! تم سے پہلے قومیں اس لئے ہلاک کی گئیں کہ جب اُن میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا (چوری کا ذکر صرف خصوصیت واقعہ کی بنا پر ہے ورنہ اس سے مراد عام جرائم ہیں) تو لوگ اسکو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اسے سزا دیتے۔ لیکن خدا کی قسم، اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی ضرور کاٹے جاتے۔

یہ ہے اسلام کی فرمانروائی کی اصلی تصویر، اور یہ ہے وہ مساوات کی حقیقی تعلیم، جس کے ساتھ اعمال نبوت کا اُسوۂ حسنہ بھی پیش کر دیا گیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ انقلاب فرانس نے یورپ کو استبداد و تسلط اور امتیاز افراد سے نجات دلائی۔ اور اس نے معلوم کیا کہ ہر انسان بحیثیت انسان ہونے کے انسان ہے۔ اگرچہ وہ سر پر تاج، اور ہاتھ میں عصائے حکومت رکھتا ہو۔ لیکن بایں ہمہ آج بھی جبکہ تمام یورپ سے شخصی فرمانروائی کا جنازہ اُٹھ چکا ہے، جب کہ قانون کی عزت سب سے بالاتر سمجھی جاتی ہے۔ جبکہ مساوات و آزادی کے غلغلوں سے اس کا گوشہ گوشہ گونج رہا ہے۔ ایک نظیر بھی ایسی پیش کی جا سکتی ہے جسمیں فرمانروائے وقت نے ایسے صاف اور سچے لفظوں میں مساوات انسانی کا اعلان کیا ہو، اور خود اپنے اوپر اس کا نمونہ پیش کرنے کے لئے آمادہ ہو؟

انگلستان میں بادشاہ قانون کا تابع بیان کیا جاتا ہے اور امریکہ و فرانس میں پریسیڈنٹ ایک عارضی مشورہ فرمائے حکومت سے زیادہ نہیں۔ لیکن اگر واقعات و نظائر کے جمع کرنے پر متوجہ ہوں تو صدہا واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قانون نے اس دور مدنیت و آزادی میں بھی اعلیٰ و ادنیٰ اور بادشاہ و رعایا کا ویسا ہی فرق قائم رکھا ہے جیسا کہ ہندوستان میں (منو) کے زمانہ میں تھا۔ یا دورِ مظلمہ کی اُن انسانی پرستش گاہوں کے عہد میں، جس کو آج تاریخ لعنت و نفرین کے ساتھ یاد کرتی ہے۔

ہم کو یورپ کی اُن عدالتوں کا نشان دو، جہاں بادشاہ وقت ایک معمولی فرد رعایا کے دعوے کی جواب دہی کے لئے آکر کھڑا ہو کیونکہ ہم نہ صرف مدینے کی اُس سادہ عدالت کدہ مسجد ہی میں، بلکہ دمشق اور بغداد کے پُر شوکت عدالت خانوں میں بھی ایسا ہی دیکھتے ہیں۔ ہم کو وہ قانون بتلاؤ جس نے چوری کی سزا سپاہی کے لڑکے کی طرح بادشاہ کی لڑکی کو بھی دینی چاہی ہو۔ کیونکہ عرب کے اُس فخر دین بادشاہ کا اعلان ہم پڑھ رہے ہیں جو بادشاہتوں کو مٹانے کے لئے آیا تھا۔

کیا آج بھی قانون علانیہ ادنیٰ و اعلیٰ میں تمیز نہیں کرتا؟ کیا کل کی بات نہیں ہے کہ انگلستان میں ایک مدعی کے جواب میں پارلیمنٹ نے اعلان کیا تھا کہ بادشاہ عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتا؟ اور نہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ عدالت اس کے نام سمن جاری کر سکتی ہے؟ یہ اعلان ہی نہیں ہے بلکہ قانون ہے۔ کیونکہ قانون نے باایں ہمہ ادعائے مساوات، بادشاہ کو عدالت کی حاضری سے بری اور مستثنیٰ کر دیا ہے۔

صدیوں کی جد و جہد کے بعد دنیا کا آج ماحصل حریت اس سے زیادہ نہیں۔ پھر وہ دعوت کیسی مقدس و محترم، اور وہ مریدین اللہ ہاتھ کیسا عظیم و جمیل تھا۔ جس نے چھٹی صدی کی تاریکی میں حقیقی حریت و مساوات انسانی کا چراغ روشن کیا، اور اعلان کر دیا کہ:

"لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت، لقطعت یدھا"

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خلیفۂ اول کا اعلان اور مساوات کا تخیلِ عمومی } حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کی جو پہلی تقریر کی تھی اس کے حسب ذیل فقرے پڑھو۔

وان اقواکم عندی الضعیف حتیٰ اخذ لہ بحقہ، وان اضعفکم عندی القوی حتیٰ اخذ منہ الحق (ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۹)	تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کروں۔ اور جو ضعیف ہے وہ قوی ہے تا آنکہ میں اسکو اس کا حق نہ دلوا دوں۔

اس مساوات کی تعلیم نے پیروانِ اسلام کے قلب و دماغ کو حریت و مساوات کے تخیل سے لبریز کر دیا تھا۔ فارس کی لڑائی میں جب مغیرہ بن شعبہ ایرانی سپہ سالار کے پاس سفیر بن کر گئے اور تخت پر اس کے برابر بیٹھ گئے تو درباریوں نے یہ سوءِ ادب دیکھکر تخت سے اُتار دیا تھا اُن کے مُنہ سے کس بیباکی کے ساتھ یہ الفاظ نکلے ہیں۔

انا نحن معشر العرب لایتعبد بعضنا بعضا (الطبری ص ۱۰۰)	ہم مسلمانوں میں تو ایک دوسرے کو غلام سمجھنے کا دستور نہیں ہے۔ یہ تمہارا کیا حال ہے۔

امتدادِ زمانہ نے خصوصیاتِ اسلام بہت کچھ مٹا دئے۔ تاہم اس واقعہ سے کون انکار کرسکتا ہے کہ آج بھی مہذب ترین ممالک میں سیاہ و سپید قومیں اپنی عبادتگاہوں میں ایک دوسرے کے ساتھ صف میں نہیں بیٹھ سکتیں۔ لیکن مساجدِ اسلامیہ میں ایک ادنیٰ ترین مسلمان ایک امیر اللوا بلکہ شاہِ افغانستان و ایران وغیرہ کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہوتا ہے، اور کوئی اسکو اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ کیا ان تعلیمات و واقعات کے بعد بھی کہا جاسکتا ہے کہ اسلام میں جمہوریت و مساوات نہیں؟ اور اس بارے میں وہ آج یورپ سے درسِ حریت لینے کا محتاج ہے؟

نظامِ جمہوری کا تیسرا رکن!

امام یا خلیفہ کا تقرر (انتخاب عام سے ہو) اس بحث کو ہم دو حصوں میں اور دوسروں پر حقوق میں اسکو کوئی ترجیح نہو} بیان کریں گے۔

(۱) تاریخ شاہد ہے کہ خلفائے راشدین میں سے کسی کا تقرر بحق وراثت یا باستبداد رائے نہیں ہوا بلکہ مجمع عام میں مہاجرین و انصار کی کثرتِ رائے سے (جو بمنزلہ ارکانِ خاص تھے) اور عام مسلمانوں کے قبول سے ہوا (جو بمنزلہ ارکانِ عام تھے) حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب نشستگاہِ بنو ساعدہ میں حضرت عمرؓ کی تحریک، مہاجرین و انصار کی تائید، اور عامۂ مسلمین کی پسندیدگی سے ہوا۔ حضرت عمرؓ کا انتخاب حضرت ابوبکرؓ کی تحریک، مہاجرین و انصار و عامۂ مسلمین کی تائید و قبول سے ہوا۔ حضرت عثمانؓ کو حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف وغیرہ کی ایک مجلسِ نیابی کے انتخاب اور عام اہلِ مدینہ کے مشورہ سے خلیفہ بنایا گیا۔ اسی طرح حضرت امیرؑ اہلِ مصر و اہلِ مدینہ کی تجویز و قبول سے خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت عمرؓ نے تو صاف فرما دیا "لاخلافۃ الاعن مشورۃ" (کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۹) یعنی خلافت صرف عام مشورہ سے طے ہوسکتی ہے، شریعت میں اسکے تعین کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔

واقعۂ تحکیم میں حضرت امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ کی معزولی میں بھی قوم ہی کی رائے سے مدد لینی پڑی، گو اسمیں امیر معاویہ کے نائب نے مکر و خدع سے کام لیا تھا۔ اور قوم کو دھوکا دیا جاچکا تھا۔

حضرت امیرؑ کی تصریح } امیر معاویہ نے حضرت امیر علیہ السلام کو لکھا تھا کہ تم کو خلیفہ کس نے بنایا؟ حضرتؑ جواب میں فرماتے ہیں۔

انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر وعمر و عثمان وعلی ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد۔ وانما الشوری للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذلك رضی، فان خرج من امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ما خرج منه، فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المومنین۔ (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۷ مصر)	جس قوم نے ابوبکر و عمر و عثمان کی بیعت کی تھی، اور جن شرائط پر بیعت کی تھی اُسی نے، اُنہی شرائط پر میری بھی بیعت کی جو مجلس انتخاب میں موجود ہو اُس کو حق نہیں کہ اپنی رائے پر اڑا رہے۔ اور جو غیر حاضر ہو اُس کو حق نہیں کہ اپنی غیر حاضری کی بنا پر انتخابِ عام کو رد کردے۔ حق مشورہ مہاجرین و انصار کو ہے۔ اگر وہ کسی ایک شخص پر متفق الرائے ہوجائیں اور اسکو امام مقرر کردیں تو یہ انکی رضائے عام پر دال ہے۔ پس اگر کوئی اُنکی متفق علیہ رائے سے کسی طعن یا بدعت کے سبب علیحدہ ہو تو اُن پر واجب ہوگا کہ جس سے وہ علیحدہ ہوا اس کے قبول پر مجبور کیا جائے۔ اگر وہ اب بھی نہ مانے تو اجماع رائے مسلمین کی مخالفت کی بنا پر اُس سے جنگ کریں۔"

حقیقت یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے ان چند فقروں میں انتخابِ خلافت و جمہوریت کے تمام ارکان کی بہترین تفصیل کردی ہے۔ اور ایسی تفصیل جس سے بہتر تفصیل آج بھی نہیں ہوسکتی۔

یزید کی خلافت سے انکار } امیر معاویہ کے عامل نے جب یزید کی نسبت مدینے میں خطبہ پڑھا اور کہا کہ خلافت کے لئے امیر المومنین یزید حسبِ سنت اسلام خلیفہ ہوتے ہیں۔ تو فوراً ایک مسلمان نے کھڑے ہوکر علانیہ کہدیا کہ تم جھوٹے ہو۔ اسلام سے اس استبداد اور وراثت کو کیا تعلق؟ یوں کہو کہ وہ شاہانِ روم و فارس کی طرح بادشاہ ہوتا ہے۔ یہ واقعہ تمام تاریخوں میں موجود اور مشہور ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی رئیس کا تقرر اگر بشکلِ انتخاب نہ ہو تو وہ مسلمانوں کے نزدیک امام اسلام نہیں ہوسکتا تھا بلکہ قیصر و کسرائے اسلام

سمجھا جاتا تھا۔ آنحضرتؐ نے اپنی مشہور حدیث میں اسی قسم کی حکومت کو "ملک عضوض" فرمایا ہے۔ اسی لئے حضرت عمرؓ نے انتقال کے وقت اعلان فرما دیا تھا کہ میرے بیٹے عبد اللہ کا خلافت میں کوئی حصہ نہیں۔

بنو امیہ } خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کا دور حکومت شروع ہوتا ہے جنھوں نے نظام حکومت اسلامی کی بنیادیں متزلزل کر دیں۔ تاہم جب انہی میں قامع بدعت، محی السنتہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ پیدا ہوئے تو گو حسب سنت "ملک عضوض" سلیمان بن عبد الملک نے شخص اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا تاہم چونکہ از روئے شریعت اسلام کسی امام کے نصب کے لئے اس قدر کافی نہ تھا، اس لئے اعلان مسجد عام میں فرما دیا "مسلمانو! چونکہ از روئے اسلام تمہارے انتخاب سے میرا تعین نہیں ہوا۔ اس لئے میں خلیفہ نہیں ہوں۔ تمہیں حق ہے کہ میرے سوا کسی اور کا انتخاب کرو۔

اُن کے اصل الفاظ یہ تھے۔

ایھا الناس انی ابتلیت بھذا الامر من غیر رائ منی ولا طلبة ولا مشورة من المسلمین وانی قد خلعت ما فی اعناقکم من بیعتی فاختاروا لانفسکم غیری	لوگو! میں اپنی رائے اور خواہش اور مسلمانوں کے عام مشورہ کے بغیر امارت کے عذاب میں مبتلا ہوگیا ہوں۔ اس لئے میں تم کو اپنی بیعت کے بارے سبکدوش کردیتا ہوں۔ اب تم اپنی رائے میں بالکل مختار ہو میرے سوا جس کو چاہو اپنا امام بنالو۔

طریق بیعت بقیہ شوریٰ ہے } جس طرح ارتقائے انسانی کے بعد بھی گذشتہ اعضائے اثریہ کا وجود باقی رہ گیا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح گو بعد کی اسلامی حکومتوں سے خصوصیات حکومت اسلامیہ ایک ایک کرکے رخصت ہوگئیں۔ تاہم گذشتہ طرز حکومت کے بعض اعضائے اثریہ کا وجود اب تک باقی ہے۔ میری مراد اُس سے "بیعت" ہے۔ بیعت کے یہ معنی ہیں کہ تمام افراد ملک اپنے اپنے حکام شہر کے دربار میں جمع ہوکر بادشاہ کی حکومت تسلیم کرلینے کا اقرار کریں۔ اور دار الحکومت میں بھی عہدہ داران کبار مثلاً وزراء، سرداران فوج، قضاۃ، امراء، حکام، اور اعیان بلد، بادشاہ کے حضور میں آکر اعتراف حکومت و وعدۂ اطاعت کریں۔ دولت امویہ، دولت عباسیہ اور تمام اسلامی سلطنتوں میں ہمیشہ اس پر عمل رہا۔ ہندوستان کی دولت مغلیہ کی تاریخ اس پر شاہد ہے۔ اور ٹرکی میں ہر نئے سلطان کی تخت نشینی کے بعد اولین دربار بیعت کا ہوتا تھا۔

فقہا و متکلمین } فقہا و متکلمین اسلام نے "امامت و حکومت" کی جو شرطیں قرار دی ہیں، اُن سے بھی مسئلہ "انتخاب امام" پر روشنی پڑتی ہے۔ گو انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے طریق انتخاب کو اصول قرار دے کر لکھا ہے۔ تاہم انتخاب اور شوریٰ کو اصول اسلامی تسلیم کرتے ہیں۔

قاضی ماوردی المتوفی ۴۵۰ھ لکھتے ہیں۔

الامامة تنعقد بوجھین احدھما باختیار اھل الحل والعقد، والثانی بعھد الامام من قبل	خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے ایک تو ملک کے اہل الرائے اشخاص کے انتخاب سے، دوسرے اس سے کہ امام سابق خود کسی کا نام متعین کر دے۔
(الاحکام السلطانیہ ص ۵ مصر)	

علامہ تفتازانی "شرح مقاصد" میں لکھتے ہیں۔

وتنعقد الامامة بطرق احدھا بیعة اھل الحل والعقد من العلماء واولو الرؤساء ووجوہ الناس (بیعت امامت)	خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے ایک یہ کہ معززین قوم، رؤسا اور علماء وغیرہ اہل الرائے اشخاص بیعت کریں۔

سید سند اور قاضی عضد الدین مواقف و شرح مواقف میں جو عقائد اہل سنت کی موثق ترین تصنیف ہے لکھتے ہیں۔

وانھا (الامامة) تثبت بالنص من الرسول ومن الامام السابق بالاجماع وتثبت ایضا ببیعة اھل الحل والعقد عند اھل السنة والجماعة والمعتزلة والصالحیة من الزیدیة (ص ۷۰۲)	خلافت، رسول اور امام سابق کی تعیین سے اجماعاً، اور اہل حل و عقد ملک کی بیعت سے منعقد ہوتی ہے۔ اہل سنت و جماعت، معتزلہ اور صالحیہ، زیدیہ کے نزدیک ایسا ہی ہے۔

دوسری جگہ اسی کتاب میں مذکور ہے۔

وللامة خلع الامام وعزلہ بسبب یوجبہ مثل ان یوجد منہ ما یوجب اختلال احوال المسلمین وانتکاس امور الدین کما کان لھم نصبہ واقامة	قوم کو حق حاصل ہے کہ کسی سبب سے خلیفہ کو معزول کرادے۔ مثلاً اس سبب سے کہ مسلمانوں کے حالات اور امور دین کے انتظامات و تدابیر اس کے باعث خلل پذیر ہوجائیں جس طرح کہ اُس کو

لا نسنقامها واعلاؤ تمادان ادی خلعه الی الفتنه احتمل ادنی المضرتین (ص ۲۰۰)

خلیفہ کے تقرر و انتخاب کا حق امورِ اسلامیہ کے انتظام و ترقی کے لئے تھا اسی طرح معزولی کا بھی ہے اور اس کی معزولی سے

فتنہ برپا ہو تو پھر معزولی اور خلل احوال مسلمین، ان دونوں میں سے جس کا ضرر کم ہو اس کو برداشت کر لیا جائے گا؟

عام کتب عقائد موجودہ اور نظام حکومت اسلامیہ } یہ موقع نہیں کہ ان تصریحات متکلمین و اصحاب عقائد کی نسبت زیادہ بحث کی جائے۔ تاہم چند اشارات ضروری ہیں۔

(۱) کتب کلام و عقائد میں اصل اصول شوریٰ و اجماعِ امت و انتخابِ امام و عدم تشخص و تعیینِ شخصی کو صاف طور پر لکھا ہے اور گو اس سے اُن کا مقصود نظامِ حکومتِ اسلامیہ کی تعبیر نہ تھا۔ بلکہ زیادہ تر فریقانہ بحث و جدل اور خلافت راشدہ کا اثبات۔ تاہم اصول مشورہ و جمہوریت کے اکثر مباحث اس کے ضمن میں آ گئے۔

لیکن اس میں شک نہیں کہ جس اہمیت و وسعت کے ساتھ اس بحث کو کتب عقائد و کلام بل جمیع مدونات اسلامیہ میں ہونا چاہیئے تھا۔ اور ایک ایسے اصولی اور بنیادی مسئلہ کے لئے جس توجہ و اعتنا کی ضرورت تھی، اگر اس کو پیشِ نظر رکھئے تو نہایت درد و افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ لکھا گیا وہ کافی نہیں۔ اور جس نظر اہمیت کا وہ مستحق تھا، اس نظر سے عام طور پر آئمۂ اسفار و اساطین قوم نے اُسے نہ دیکھا۔

لیکن اس اغماض سے نفسِ مسئلہ کی اہمیت کی تضعیف صحیح نہ ہوگی۔ بلکہ دراصل یہ حالت بھی مثل اور بہت سی حالتوں کے، نتیجہ ہے بنی اُمیہ کے اس تسلط اور احاطۂ مستبدہ کا، جس کے اثر سے ہمارے ہر فن کا لٹریچر متاثر ہوا۔ اور بدقسمتی سے عقائد و کلام کے تو بہت سے گوشے ہیں، جن سے اس کی صدائے بازگشت آج تک آ رہی ہے۔ بنی امیہ کی سب سے پہلی بدعت، اور اسلام و مسلمین پر اُن کا اولین ظلم یہ تھا کہ نظامِ حکومتِ اسلامیہ کا تختہ یکسر اُلٹ دیا۔ اور خلافت راشدۂ جمہوریۂ صحیحہ کی جگہ مستبدہ و ملک عضوض کی بنیاد ڈالی۔ یہ انقلاب بہت شدید تھا اور بہت مشکل تھا کہ ملک کو اُس پر راضی کیا جائے۔ صحابۂ کرام ابھی موجود تھے۔ اور خلافت راشدہ کے واقعات بچے بچے کی زبان پر تھے، اس لئے اس احساسِ اسلامی کو مٹانے کے لئے تلوار سے کام لیا گیا، اور جس نے قوتِ حق و معروف سے زبان کھولی اس کو زورِ شمشیر و خنجر سے چپ کرایا گیا۔ رفتہ رفتہ احساس منقلب اور خیالات پلٹنے لگے، اور حقیقت روز بروز مستور و محجوب ہوتی گئی۔

ان کے بعد بنی عباس آئے۔ اس میدان میں یہ بھی اُن کے دوش بدوش تھے۔ تصنیف و تالیف اور تدوین علوم اسلامیہ کا عروج ہوا تو وہ اثر مخفی موجود تھا۔ اور کام کر رہا تھا۔ یہ جو امام اور خلیفہ کے حق خلافت کے لئے فسق و معصیت کو بھی مضر نہیں سمجھتے۔ تو یہ کتاب و سنت کا اثر تو نہیں ہو سکتا، جو "واجعلنا للمتقین اماما" کی دعا تلقین کرتا ہے؟ پھر اگر یزید اور ولید کی خلافت کی صحت منوانا اس سے مقصود نہ تھا تو اور کیا تھا؟

(۲) ان تصریحات میں تم دیکھتے ہو کہ انتخاب خلیفہ کے لئے انتخابِ عام و مشورۂ اہل حل و عقد کے ساتھ خلیفۂ سابق کی تعیین کو بھی ایک شکل صحیح قرار دیا ہے۔ دراصل اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتخاب کی مثال پیش نظر ہے۔ لیکن غور کیجئے تو حضرت عمرؓ کے لئے گو حضرت ابوبکرؓ نے تحریک کی، لیکن اس پر تمام ارباب حل و عقد، اور پھر عامۂ مسلمین نے پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس لئے وہ بھی تعیینِ شخصی نہیں۔ بلکہ بمنزلۂ انتخابِ عام کے تھا۔

اس بنا پر نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اسلام نے سوا انتخابِ عام کے اور کوئی صورت تعیین خلفا یا ولی عہدی وغیرہ کی قرار نہیں دی ہے۔ اور اس لئے کتب عقائد کی تقسیم و تعدد طرق نصب امام بالکل غیر ضروری ہے۔

حضرات امامیہ گو امامت و خلافت کے لئے اجماعِ امت نہیں تسلیم کرتے۔ تاہم اُن کا ایک فرقہ (جارودیہ زیدیہ) حقِ امامت کو آلِ حسن و حسین صلوٰۃ اللہ علیہما میں محدود قرار دینے کے باوجود بھی آلِ طاہرین میں سے ایک کا انتخاب حوالۂ شوریٰ کرتا ہے۔

ان تشریحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں جمہوریت کا جزءِ اعظم مفقود ہے؟

دوسری بحث

مساوات حقوق و مال } یہاں تک اس بحث کا پہلا ٹکڑا تھا، اب ہم دوسرے ٹکڑے پر نظر ڈالتے ہیں۔

اسلام میں خلفاء کو عزت و احترام دینی کے علاوہ حقوق انتظامی و مالی میں کوئی تفوق و ترجیح نہ تھی۔ "تاریخ اسلام کا یہ ایک مشہور و مسلم واقعہ ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے تواتر عمل کافی ہے۔ تاہم سلسلۂ بیان کے لئے چند اشارات کئے جائیں گے۔

انک لعلی خلق عظیم } گزشتہ سطور میں ظاہر کیا جا چکا ہے کہ

آنحضرت صلعم کا عام مسلمانوں کے ساتھ طرزِ عمل کیسا تھا؟ اور کس مساویانہ حیثیت سے وہ تمام مسلمانوں سے ملتے تھے! سیرت نبوی کے بے شمار واقعات میں سے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو اس مساوات سے مستثنیٰ ہو۔ وہ ہمیشہ لوگوں میں اس قدر مل جل کر بیٹھتے تھے، جیسے اُس مجلس کا ایک عام ممبر اور ہمیشہ فرماتے "خدایا میں غریب ہوں، مجھکو غریبوں میں زندہ رکھ، اور غریبوں ہی کے زمرہ میں اُٹھا، کھانے کے وقت آپ اس طرح بیٹھتے، جس طرح ایک معمولی غلام۔ اور پھر فرطِ انکسار سے فرماتے۔ میں خدا کا غلام ہوں، اُسی طرح کھاتا ہوں جس طرح ایک غلام کھاتا ہے": اللہ اکبر

اُدھر اللہ سے واصل، اُدھر مخلوق میں شامل
مقام اُس برزخِ کبریٰ میں تھا حرفِ مشدد کا

خلیفۂ اسلام کے اختیارات حضرت ابو بکرؓ نے اوّل خلافت میں جو سب سے پہلی تقریر کی اُس کے بعض فقرے یہ ہیں۔

ایھا الناس! قد ولیت امرکم ولست بخیرکم	لوگو! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا ہوں گو میں تم سے بہتر نہیں ہوں، لوگو: میں
ایھا الناس! انا متبع ولست بمبتدع، فان احسنت فاعینونی، و ان زغت فقوموني	پیروی کرنے والا ہوں، کوئی نئی بات کرنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک کام کروں تو مجھے مدد دو، اور اگر میں کج ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو۔

(ابن سعد ج ۳ ص ۱۲۹)

فتح شام کے بعد ایک مجلس شوریٰ میں ایک مسئلہ کی نسبت جب اختلاف آرا ہوا، تو حضرت عمر فاروقؓ نے ایک طویل خطبہ دیا۔ اس کے چند الفاظ یہ ہیں۔

فانی واحد کاحدکم ولست اریدان تتبعوا هذا الذی اهوی	کیونکہ میں بھی تم میں سے ایک کے برابر ہوں۔ میرا منشا یہ نہیں کہ میں جو چاہتا ہوں اُس کو تم بھی مان لو

(کتاب الخراج قاضی ابو یوسف ص ۱۰)

"کاحدکم" کے لفظ پر غور کرو، آجکل اکثر موقعوں پر پریسیڈنٹ کی رائے دو ووٹوں کے برابر ہوتی ہے، یا اُس کو حق ویٹو حاصل ہوتا ہے، لیکن حضرت فاروقؓ نے صاف کہہ دیا کہ گو میں خلیفۂ وقت ہوں۔ تاہم میری رائے تمام اعضاء شوریٰ کی طرح صرف ایک ووٹ ہی کا حکم رکھتی ہے، اس سے زائد نہیں۔

اس سے پہلے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ "انا متبع ولست بمبتدع" یعنی اسلامی فرماں روا اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتا کہ وہ احکامِ کتاب وسنت کو ظاہر کرے۔ اور اُن کے عمل درآمد کے لئے بمنزلہ ایک محتسب کے ہو، خود اُس کو کوئی رائے دینے کا حق نہیں۔

کیا آج یورپ کی بہتر سے بہتر جمہوریت میں کوئی اس کی نظیر مل سکتی ہے؟ فتدبروا وتفکروا یا اولی الالباب

خلیفۂ وقت کے مصارف شخصی حکمرانی کا سب سے زیادہ ظالمانہ اور بدترین منظر یہ ہے کہ قوم اور ملک کی دولت صرف ایک فرد واحد کے آرام و تعیش کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اور جبکہ اللہ کے ہزاروں بندوں کو تن ڈھانپنے کے لئے بدتر سے بدتر غذا بھی میسر نہیں آتی۔ تو وہ سونے کے تخت پر لعل و جواہر کے دانوں سے کھیلتا ہے۔

پس جمہوریۂ صحیحہ کا ایک نہایت اہم رکن یہ ہونا چاہیے کہ حصولِ عزوجاہ اور خرچ مال و دولت کے لحاظ سے عام رعایا اور والیِ ملک کا درجہ ایک کر دیا جائے۔ اور کوئی ممتاز اور فوق العادۃ حق اُسے حصولِ مال و تسلطِ خزینہ کا نہ دیا جائے۔

اگر یہ سچ ہے تو دنیا کو رونا چاہیئے کہ اب تک اس کی بدبختی ختم نہیں ہوئی۔ وہ حریت و مساوات کے نعرے جو نئے تمدن کی فضا کو ہمیشہ طوفانی رکھتے ہیں۔ افسوس کہ ابھی اصلیت و حقیقت کے حصول کے محتاج ہیں۔ انسانی آزادی کا وہ فرشتہ جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انقلابِ فرانس کے پروں سے زمین پر اُترا، گو بہت حسین ہے، مگر پورا کامیاب نہیں۔ آج بھی یورپ کو حریت کا سبق لینے کی ضرورت ہے، آج بھی وہ دینِ مساوات کا محتاج ہے۔ آج بھی اُسے مضطرب ہونا چاہیئے۔ تاکہ نوعِ انسانی کے احترام کے مسئلے کو حل کرے۔ اور خدا کے یکساں اور ہم درجہ بندوں کو تفریق و امتیاز و نیوی کی لعنت سے چھڑانے کی معرفت حاصل کرے۔

یہ سب کچھ اُسے اسلام ہی سکھا سکتا ہے وہ کل کی تاریکی کی طرح آج کی روشنی میں بھی اُس کا محتاج ہے۔ کیونکہ انسانی مسئلہ کے حل کی روشنی صرف اُسی کے پاس ہے؟

یورپ کہتا ہے کہ مساوات اور حریت کا وہ معلّم ہے۔ ہم اُس کو سچ مان لیتے ہیں۔ لیکن پھر یہ کیا ہے، جو اب تک بادشاہوں کے سروں پر نظر آتا ہے؟ یہ کس کی دولت ہے، جو تاجِ شاہی کے ہیروں میں دفن کی جاتی ہے؟

وہ سر بفلک عمارتیں، وہ عظیم الشان محل و ایوان، وہ انسانی ترقی

کے بہتر سے بہتر وسائل تعیش، اور ذرائع آرام و راحت جو آج بھی اُس کے پادشاہوں اور پریسیڈنٹوں کے لئے لازمی سمجھے جاتے ہیں، کہاں سے آتے ہیں۔ اور کن کا خون ہے، جن کے قطروں سے عظمت و کبریائی کی یہ چادر رنگی جاتی ہے؟

اگر یورپ نے مساواتِ انسانی کا راز پالیا ہے، تو پھر اب تک پادشاہ و رعیت کے حقوق و امتیازات میں یہ فرق کیوں ہے؟

یورپ کی مساوات یہ ہے کہ پادشاہ کے ہاتھ سے مطلق العنانی کی باگ چھین لے۔ مگر اسلام صرف اتنے ہی کو کافی نہیں سمجھتا۔ بلکہ وہ اُنکے سروں پر سے تاج، اور اُن کے نیچے سے تخت بھی کھینچ کر اُلٹ دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی انسان کو محض خلیفۂ وقت ہونے کی بنا پر یہ حق دینا جائز نہیں رکھتا کہ لاکھوں انسانوں کے سر پر ٹوپیاں ہوں۔ مگر اس ایک کا سر ہیروں اور موتیوں سے لیا جائے۔

مدینے کا وہ قدوس پادشاہ چٹائی پر سوتا تھا، اور اُس کے جسم مبارک پر داغ پڑجاتے تھے، اُس کے جانشین عین اُس وقت، جبکہ روم و عجم کے تخت اُلٹنے کے لئے حکم دینے والے تھے پھٹے کملوں کو جسم پر رکھتے تھے، اور پتوں کی جھونپڑی کے نیچے سوتے تھے۔

آج یورپ کے پادشاہوں میں سے صرف شاہِ انگلستان کی اُن تنخواہوں پر نظر ڈالو جو دوسرے پادشاہوں کے مقابلہ میں بہت کم بتائی جاتی ہیں۔

[illegible]

شاہِ انگلستان کی تنخواہ

جیب خرچ	۱۱۰۰۰	پاؤنڈ ماہوار
ملازموں کی تنخواہ	۱۲۵۸۰۰	پاؤنڈ ماہوار
گھر کا خرچ	۱۹۳۰۰۰	پاؤنڈ ماہوار
محلاتِ شاہی کی آرائش کے لئے	۲۰۰۰۰	پاؤنڈ ماہوار
انعامات و خیرات کے لئے	۱۳۲۰۰	پاؤنڈ ماہوار
متفرق اخراجات	۸۰۰	پاؤنڈ ماہوار
میزانِ کل	۴۷۰۰۰۰	پاؤنڈ ماہوار
بحساب روپیہ	۷۰۵۰۰۰۰	روپیہ ماہوار

اس میں شہزادہ ویلز کے تین لاکھ اور دیگر شاہزادوں کی رقوم شامل نہیں ہیں ستر لاکھ پچاس ہزار روپیہ صرف پادشاہ کی ذاتِ خاص کے لئے ہے۔

اب ذرا دیکھو کہ اسلام نے مسلمانوں کے پادشاہ کے لئے کیا تنخواہ رکھی ہے! اور خود اُن کا مطالبہ اپنی تنخواہ کی نسبت کیا تھا!

خلیفۂ اسلام کے مصارف } حضرت عمرؓ نے ایک موقع پر خود ہی اپنے مصارف بتلا دیے۔

أخبركم بما يستحل لي منه حلتان: حلة في الشتاء و حلة في القيظ، وما احج عليه واعتمر من الظهر۔ وقوتي وقوت اهلي كقوت رجل من قريش ليس باغناهم ولا بافقرهم۔ ثم انا بعد رجل من المسلمين يصيبني ما اصابهم (ابن سعد ج ۳ ق ۱)	میں خود بتاتا ہوں کہ بیت المال سے مجھے کتنا لینا جائز ہے، دو جوڑے کپڑے ایک جاڑے کے لئے اور ایک گرمی کا ایک سواری جس پر حج اور عمرہ ادا کروں اور قریش کے ایک متوسط الحال آدمی کے اخراجات طعام کے برابر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے اخراجات طعام اسکے بعد میں ایک ادنیٰ مسلمان ہوں جو اُنکا حال ہے وہی میرا حال ہے۔

حضرت معاذ کی تصریح اور خلافتِ اسلامی کی اصلی تصویر } معاذ بن جبل ایک بڑے پایہ کے صحابی ہیں۔ روم کے دربار میں سفیر بن کر گئے تھے، رومی سرداروں نے قیصر کے جاہ و جلال اور اعزاز و اختیارات سے اُن کو مرعوب کرنا چاہا۔ یہاں مسلمانوں پر دوسرا ہی رنگ چھایا ہوا تھا جن کے دلوں میں جلالِ خداوندی کا نشیمن ہو اُن کی نظروں میں اس طلسم زخارفِ دنیوی کی کیا وقعت ہوسکتی ہے؟ حضرت معاذ نے امیرِ عرب کے اختیارات کی جن الفاظ میں تصویر کھینچی وہ حسبِ ذیل ہے۔

اميرنا رجل منا، ان عمل فينا بكتاب ديننا وسنة نبينا قررناه علينا وان عمل بغير ذلك عزلناه عنا وان هو سرق قطعنا يده، وان زنا جلدناه۔ وان شتم رجل منا شتمه بما شتمه وان جرحه اقاده من نفسه ولا يحتجب منا، ويتكبر علينا ولا يستاثر علينا في فيئنا الذي افاءه الله علينا۔ وهو كرجل منا۔ (فتوح الشام ازدی ص ۱۰۵ کلکتہ)	ہمارا خلیفہ ہم میں کا ایک فرد ہے، اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر کے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اس کو اپنا خلیفہ باقی رکھیں، ورنہ اس کو معزول کر دیں۔ اگر وہ سرقہ کرے تو اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں۔ اگر زنا کرے تو اسکو سنگسار کر دیں، اگر وہ ہم میں سے کسی کو گالی دے تو وہ بھی برابر کی گالی دے، اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اس کا بدلہ دینا پڑے۔ وہ ہم سے چھپ کر قصر و ایوان میں نہیں بیٹھتا۔ وہ ہم سے غرور و تکبر نہیں کرتا وہ تقسیم غنیمت میں اپنے کو ہم پر ترجیح نہیں دیتا۔ وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا رتبہ رکھتا ہے، اور بس۔

ان الفاظ کو غور سے پڑھو۔ کیا اس سے واضح تر، اس سے روشن تر اس سے صحیح تر، اس سے موثر تر الفاظ میں جمہوریت کی حقیقت ظاہر کی جا سکتی ہے؟ کیا حکومت عام کی اس سے بہتر نوعیت ہو سکتی ہے؟ کیا مساوات زمی اور عدم تفوق و ترجیح افراد کی اس سے بہتر مثال تاریخ عالم پیش کر سکتی ہے؟ اللہ بنی امیہ سے انصاف کرے، جنھوں نے اسلام کی اس مقدس تصویر مساوات کو اپنی کثافت اغراض و نفس سے ملوث کر دیا، اور اس کی بڑھتی ہوئی قوتیں عین دور عروج میں پامال مفاسد و استبداد ہو کر رہ گئیں۔ ضلوا فاضلوا۔ فویل لھم ولاتباعھم۔

اللہ اللہ! آج دنیا کی ایک وہ قومیں ہیں جن کے پاس کچھ نہ تھا پر آج انھوں نے حاصل کیا، اور ایک ہم ہیں کہ خزانے کے خزانے لیکر آئے تھے، مگر آج سوائے ذکر عیش کے خود عیش کا کہیں وجود نہیں۔

آئندہ و گزشتہ تمنا و حسرت ست
یک کاشکے بود کہ بصد جا نوشتہ ایم

شرک فی الصفات} کلمات تعظیم و تبجیل کے عجیب و غریب القاب ہیں۔ جو ملوک و سلاطین عالم کے ناموں کے پہلے نظر آتے ہیں۔ اور جن کے بغیر ذات شاہانہ کی طرف اشارہ کرنا بھی سوء ادب کی اخیر حد ہے۔ مگر بے ریح خلافت اسلامیہ میں انکی مثال ڈھونڈھنا بیکار ہو گا۔ ایک ادنیٰ مسلمان آتا ہے اور "یا ابوبکر" اور "یا عمر" کہکر پکارتا ہے، اور وہ خوشی سے جواب دیتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ جو الفاظ تعظیمی استعمال ہو سکتے ہیں، وہ "خلیفہ رسول اللہ" اور "امیر المومنین" ہیں۔ اور جو مدح نہیں بلکہ واقعہ ہے۔ امرا و حکام ملک بھی انہی الفاظ سے خلفا کو خطاب کرتے تھے۔

خود آنحضرت (صلعم) کی بھی یہی حالت تھی۔ آپ اپنی نسبت لفظ آقا (سید) تک سننا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک معمولی بدوی آتا تھا اور "یا محمد" کہہ کر خطاب کرتا تھا۔ ایک بار ایک بدوی حاضر ہوا، اور دوڑتا ہوا خدمت نبوی میں آگے بڑھا۔ آپ نے فرمایا۔ "تم مجھسے ڈرتے ہو؟ میں اُس ماں کا بیٹا ہوں جو قدید (ایک معمولی عربی کھانا) کھاتی تھی (یعنی ایک معمولی عورت کا بیٹا ہوں)

سبحان اللہ

چہ عظمت دادہ یارب بخلق آں عظیم الشاں
کہ "انی عبدہ" گوید بجائے قول "سبحانی"

ایک صحابی نے اپنے بیٹے کو خدمت نبوی میں بھیجنا چاہا۔ اُس نے باپ سے پوچھا کہ اگر حضور اندر تشریف فرما ہوں تو میں کھونکر آواز دونگا۔ باپ نے کہا۔

"جان پدر! کاشانۂ نبوت دربار قیصر و کسریٰ نہیں ہے۔ حضور کی ذات تجبر و تکبر سے بلند ہے۔ آپ اپنے جاں نثاروں سے ترفع نہیں کرتے۔"

اللھم صل علیٰ افضل الرسل واکملھم محمد، وعلیٰ افضل المسلمین واکملھم آله الابرار و اصحابه الاخیار۔

ماضی و حال} یہ حالت تو تاریخ اسلام کی افضل ترین ہستی سے کر اُس کے خلفاء جانشین تک کی تھی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں آج بادشاہتوں اور ریاستوں کو چھوڑکر، صرف اپنی قوم کے اُن لوگوں کو دیکھو جن کے پاس جائداد کا کوئی حصہ یا چاندی سونے کے کچھ سکے جمع ہو گئے ہیں، اُن میں بہت سے لوگ دولت کو تمام فضیلتوں کا منبع قرار دیتے ہیں، اور اس لئے لیڈری اور پیشوائی کے بھی مدعی ہیں۔ ان میں بہت سے فراعنہ اور نمارود قوم کو ایسے ملیں گے جن کا نام اگر ان خطابوں سے الگ کرکے زبان سے نکالا جائے جو ان کے شیطانی خبث غرور نے گھڑ لئے ہیں، یا حکومت کی خوشامد و غلامی کا اصطباغ لے کر حاصل کئے ہیں تو اُن کے چہرے مارے غیظ و غضب کے درندوں کی طرح خونخوار ہو جاتے ہیں، اور چارپایوں کی طرح ہیجان غصہ و غلظت کو روک نہیں سکتے۔

رسول خدا اور اُن کے جانشین اپنے تئیں محض ایک متبع کتاب و سنت سمجھتے تھے، اور ایک معمولی باشندۂ مدینہ کے برابر قرار دیتے تھے۔ وہ پکار پکار کر کہتے تھے کہ میں اسی وقت تک تمہارا امیر ہوں جب تک حق و شریعت کے مطابق چلوں، اور اگر میں کجروی اختیار کروں تو تم مجھکو سیدھا کر دو۔ پھر آجکل کے ان بدترین نسل فراعنہ سے کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ کیا مرض اور کیا مردودیت ہے؟ اگر اُن کو خود اپنے لئے اسلام عزیز نہیں تو کیا اپنی قوم کے اسلام کو بھی کفر سے بدلنا چاہتے ہیں؟

کیا وہ بھول گئے کہ اُن کے مخاطب وہ لوگ ہیں، جنھوں نے خلفاء رسول کو اُن کے ناموں سے پکارا۔ اُن کو بات بات پر ٹوکا۔ اُن پر سخت سے سخت اعتراض کئے۔ اُن کو خطبہ دیتے ہوئے روک دیا۔ اور اُس رسول کی امت ہیں جس نے ایک موقعہ پر اپنے جاں نثاروں کو اپنی تعظیم کے لئے بھی کھڑے ہونے سے روک دیا تھا۔ اور فرمایا تھا

کہ لا تقوموا کما لا عاجم یعنی عجم کے تملق پرستوں کی طرح میری تعظیم نہ کرو۔ کہ اسلام کی توحید اس سے مبرا ہے۔ پھر کیا ہے جس نے اُن کے نفس کو مغرور کر دیا ہے، اور وہ کونسا ورثۂ عظمت و جلال ہے، جو تکبر و غروری کی طرح ان کو اپنے مورث اعلیٰ فرعون و نمرود سے ملا ہے! اگر دولت کا گھمنڈ ہے تو مجھے اس میں شک ہے، نہ اُن کے پاس جبل کی طرح دولت بھی کثیر ہے، اگر اپنے اُن پرستاروں اور مصاحبوں کا انھیں غرور ہے جو غلامی اور دولت پرستی کی غلاظت کے کیڑے ہیں تو میں یہ باور کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں پاتا۔ کہ وہ دنیا کی مغرور و مستبد پادشاہتوں سے بھی بڑھ کر اپنے غلاموں اور پرستاروں کا حلقہ اپنے ارد گرد رکھتے ہیں۔ بہر حال خواہ کچھ ہو۔ مگر میری آواز کا ہر سامع آج انھیں اُنکی قوت و ناکامی کا پیام پہنچا دے۔ اب ان کی تباہی و بربادی کا آخری وقت آگیا۔ وہ دنیا جس نے بحر احمر میں فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق ہوتے دیکھا تھا۔ اور جو اس طرح کے ان گنت تماشے ہزاروں دیکھ چکی ہے۔ وقت آگیا ہے کہ ہندوستان کے اندر بحر حریت و صداقت میں جس کی موجیں نہ صرف نام ہی میں بلکہ حقیقت میں اُمڈ ہونگی۔ ان مغرور اور متمرد لیڈروں کے غرق ہونے کا بھی تماشہ دیکھ لے۔

اذا جآء موسیٰ والقی العصا
فقد بطل السحر والساحرا

واستکبر ھو وجنودہ	اور فرعون اور اس کے لشکر نے زمین پر ظلم و استبداد
فی الارض لغیر الحق	کے ساتھ بہت گھمنڈ کیا اور وہ نادان سمجھے کہ
وظنوا انھم الینا لا یرجعون	مرنیکے بعد گویا انہیں ہماری طرف لوٹنا ہی نہیں ہے۔
فاخذناہ وجنودہ	پس ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو بالآخر
فنبذناھم فی الیم	اپنے دستِ قدرت سے پکڑ لیا۔ اور سمندر کی
فانظر کیف کان	موجوں میں پھینک دیا۔ پھر دیکھو کہ حق سے منحرف
عاقبۃ الظالمین ؟ وجعلنا	ہونیوالوں کا کیسا بُرا انجام ہوتا ہے۔ ہم نے
ھم ایمۃ یدعون	فرعونیوں کو انسانوں کی پیشوائی اور لیڈری
الی النار ویوم القیمۃ	تو دی تھی مگر وہ ایسے لیڈر رہتے جو ہدایت و رہنمائی
لا ینصرون (۲۸-۴۲)	کی جگہ قوم کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے قیامت

کے دن ان کی پیشوائی کی حقیقت معلوم ہو جائیگی جبکہ کوئی انکا مددگار اور حامی نہ ہوگا۔

ہم نے آغاز تحریر میں اُس سیاسی انقلاب پر ایک اجمالی نظر ڈالی تھی جو ظہورِ اسلام سے عالم انسانیت میں طاری ہوا۔ ہم نے اُسر و غلامی اور استبداد و حکم ذاتی کی وہ بیڑیاں دیکھی تھیں، جن کے ذریعے انسانیت کے پاؤں جکڑ دیے گئے تھے۔ پھر چھٹی صدی عیسوی کے آغاز میں ہم نے اُس حریہ حریت الٰہیہ کو بلند کرتے ہوئے دیکھا جو جبل (بو قبیس) کی فانوس میں ڈھالا گیا تھا، مگر اس کی چوٹیوں پر سے چمکا تھا۔ بالآخر وہ چمکا اور بلند ہوا۔ اور پھر اس زور و قوت سے اُن بیڑیوں پر گرا کہ "الحکم للہ العظیم الکبیر" کے ایک ہی ضربہ بے امان و آہن پاش میں ان کے تمام آہنیں حلقے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گئے۔ اور خدا کے بندوں کے پاؤں اُس کی طرف دوڑنے کے لئے آزاد ہو گئے۔

وقاتلوھم حتی	اور ظالموں سے مقاتلہ کرو یہانتک کہ اللہ کی سرزمین
لا تکون فتنۃ	ظلم و معصیت اور ماسوائے اللہ پرستی کے فتنہ سے
وتکون الدین	پاک ہو جائے۔ اور شریعت و حکم کا تمام تسلط صرف اللہ
کلہ للہ (۲-۱۸۹)	ہی کے لئے ہو جائے کیونکہ اس کے سوا دنیا میں حکم و

تسلط کسی کو سزاوار نہیں؛ وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا، کذٰلک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تھتدون۔ (۳:۱۰۰)[1]

اس کے بعد ہم نے موجودہ عہد جمہوریت اور آئین پر نظر ڈالی اور اس کے نظام و اساس کی جستجو و سراغ میں نکلے۔ ہم کو چند اصول بتائے گئے۔ جن کی تاسیس کا فخر وادعا موجودہ "عصر منور کا" بنیادی شرف اور اساس امتیاز ہے۔ لیکن ہم نے مڑ کر دیکھا تو تیرہ سو برس پیشتر کے گزرے ہوئے "دورِ ظلمت" میں ایک ہاتھ نظر آیا۔ جو اسی مصباح فروزندہ حریت و جمہوریت کی ضیا و نورانیت سے تمام ظلمت کدۂ عالم کی تاریکی کا تنہا مقابلہ کر رہا تھا۔

بالآخر وہ فتحیاب ہوا۔ ظلمتِ انسانی پر نورِ الٰہی نے نصرت پائی۔ اور وہی آفتاب ارشاد و ہدایت ہے جس سے کسب انوار و تجلیات کر کے آج دنیا کے تمام گوشوں نے اپنے اپنے چراغ روشن کرتے ہیں۔

[1] یہ آیت کریمہ سورۂ عمران کے اُس رکوع کی ہے جسمیں خدا تعالیٰ نے ظہورِ دعوت اسلامی وجود حضرت رحمۃ اللعالمین کو اپنا سب سے بڑا احسان و لطف قرار دیا ہے۔ اور اس نعمت کی قدر و منزلت کی طرف دنیا کو توجہ دلائی ہے۔ اسی سلسلے میں فرمایا کہ ظہور دعوتِ اسلامی سے پہلے تم لوگوں کی حالت شدت کفر و ضلالت اور اُسر و غلامی سے ایسی تھی گویا ایک آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے۔ مگر اللہ نے حضرت رحمۃ اللعالمین کو بھیجکر تمہیں اس ہلاکت سے بچا لیا اور اسی طرح وہ تمہارے سامنے اپنی قدرت و حکمت کی نشانیاں کھولتا ہے تاکہ تم راہ پاؤ۔

یک چراغیست دریں خانہ کراز پرتوِ آں
ہر کجا می نگری، انجمنے ساختہ اند!

یاایھا الذی انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا (۳۳-۴۵)	اے پیغمبر! ہم نے تم کو دنیا کے لئے گواہی دینے والا۔ سلطنتِ الہٰی کے قیام کا بشارت دہندہ۔ ظلم و عصیاں کے نتائج سے ڈرانے والا۔ انسانوں کی غلامی سے نجات اور اللہ کی وفاداری کی دعوت دینے والا اور مختصر یہ کہ ہرہر ع کی تاریکیوں کو مٹانے کے لئے ایک روشن ومنور چراغ بناکر دنیا میں مبعوث فرمایا!

وہ چراغ جو انسانی ہاتھوں سے بلند کئے گئے ہیں بجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ خود انسان کے چراغ حیات کو قرار نہیں پر جو "سراج منیر" اللہ کے مقدس و غیر فانی ہاتھوں سے روشن ہوا ہے اس کی نورانیت کے لئے کبھی اطفاء و زوال نہیں ہوسکتا۔

اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح (۲۴-۳۵)	اللہ ہی کی لازوال روشنی سے آسمان و زمین کی روشنی ہے اسکے نور (ہدایت و نبوت) کی مثال ایسی سمجھو جیسے ایک (بلند درجہ) طاق ہے اور اس پر ایک منور و فروزندہ چراغ روشن ہے

اللھم صل وسلم علیہ وعلیٰ آلہ الوصلین الیہ

مشہور انقلاب فرانس کے مصائب و شدائد کے بعد (جو یورپ میں حریت و جمہوریت کے مذبح کی سب سے بڑی اور آخری قربانی تھی) موجودہ جمہوریت کا اصلی دور شروع ہوتا ہے ہم نے بتلایا تھا کہ اس دور کے اساس اولین پانچ دفعات ہیں، جیسا کہ مشہور فرانسیسی مورخ CH.SEIGNOBOS نے اپنی تاریخ "انقلاب تمدن" میں تصریح کی ہے۔

(۱) استیصال حکم مطلق و ذاتی۔ یعنی حق حکم و ارادہ اشخاص کی جگہ افراد کے ہاتھ میں جائے۔ شخص، ذات، اور خاندان کو تسلط و حکم میں کوئی دخل نہ ہو۔ اسی کے ذیل میں پریسیڈنٹ کا انتخاب بھی آگیا جس کو اسلام کی اصطلاح میں خلیفہ کہتے ہیں۔ اس کے انتخاب میں کسی حق خاندانی کو دخل نہیں۔ ملک انتخاب کرے، اور اسی کو حق عزل و نصب ہو۔

(۲) مساوات عام جس کی بہت سی قسمیں ہیں۔

مساوات جنسی، مساوات خاندانی، مساوات مالی، مساوات قانونی، مساوات ملکی و شہری وغیرہ وغیرہ۔ اسی بنا پر پریسیڈنٹ کو بھی عام باشندگان ملک پر کوئی تفوق و ترجیح نہ ہو۔

(۳) خزانۂ ملکی (باصطلاح اسلام بیت المال) ملک کی ملکیت ہو، پریسیڈنٹ کو اس پر کوئی ذاتی حق تصرف نہ ہو۔

(۴) اصولِ حکومت "مشورہ" ہو۔ اور قوت حکم و ارادہ افراد کی اکثریت کو ہو، نہ کہ ذات و شخص۔

(۵) حریت رائے و خیال اور مطبوعات (پریس) کی آزادی اسی کے تحت میں ہے۔

یہی اصول اساسی ہیں جن کو پروفیسر (والسن ریٹی) نے انگلستان کے نظام حکومت کی مشہور و زیر درس کیمبرج تاریخ میں بیان کیا ہے۔

لیکن جمہوری نظام حکومت کے یہ اصلی عناصر نہیں ہیں۔ اگر ان کی تحلیل و تفرید کی جائے۔ تو بہت سے مرکبات الگ ہو جائیں گے۔ اور آخر میں صرف ایک ہی عنصر بسیط باقی رہے گا۔ جو دفعہ (۱) میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی

"قوت و حکم و ارادہ اشخاص و ذوات کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بلکہ جماعت و افراد کے قبض و تسلط میں"

مختصر لفظوں میں اس کی تعبیر اس ایک جملہ میں ہوسکتی ہے کہ "نفی حکم ذاتی و مطلق"

باقی چار دفعات میں جو امور بیان کئے گئے ہیں، وہ سب کے سب اسی کے ذیل میں آجاتے ہیں۔ مساوات حقوق، مالی و قانونی، اصول مشورہ و انتخاب، عدم اختیار تصرف خزانہ ملکی، حریت آزاد، مطبوعات وغیرہ وغیرہ، سب "نفی حکم ذاتی و مطلق" ہی کی تفسیر ہیں۔

موجودہ جمہوریت و حریت کا پہلا سال ۱۷۸۹ء سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ ۱۴ جولائی سے (انقلاب فرانس) کی تحریک کا آغاز ہوا۔ اور رجال انقلاب نے مشہور قلعہ (باسٹیل) پر قبضہ کرلیا۔

یہ زمانہ اگرچہ انسانی جذبات کی شورش و طوائف الملوکی کا ایک ہیجانی دور تھا، اور ایک عہد کے اختتام کے بعد اور دوسرے کے آغاز سے پہلے ایسا ہونا ضروری ہے۔ تاہم ایک "جمعیتہ وطنیہ" موجود تھی۔ جو اس وقت تمام اعمال و امور انقلاب کی حکومت اپنے ہاتھوں میں رکھتی تھی۔ اور یہ برابر قائم رہی۔ تاآنکہ ۱۷۹۱ء میں اُس نے فرانس کے پہلے دستور کا اعلان کیا۔

یہ جمعیتہ انقلاب سے پہلے ۱۷ جون ۱۷۸۹ء کو قائم ہوئی تھی، اور تمام دورِ انقلاب اسی کے زیر حکومت رہا۔

(واقعۂ باسٹیل) کے بعد ۴ اگست کی شب کو جمعیتہ نے اپنا مشہور "منشورِ انقلاب" شائع کیا تھا جس نے تاریخ میں اولین "فرمانِ حریت"

کے لقب سے جگہ پائی ہے۔ اور اس میں انقلاب کی تکمیل کا اعلان تھا، اور دنیا کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ شاہد حریتہ جو اپنی رونمائی میں انسانی خون اور لاش کی پہلی قربانی قبول کر چکی ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ برقعہ اُلٹ دے اور دنیا کے سامنے اپنا نظارۂ امن عام کر دے۔

اس منشور میں سب سے پہلے نظام حکومت قدیمہ کی بعض خصوصیات بتلائی تھیں، پھر مقصد انقلاب کی تصریح کی تھی۔ آخر میں اعلان عام تھا کہ پچھلے عہد کے تمام اعمال و آثار آئندہ کے لئے کالعدم قرار دیئے جائیں۔

اس منشور میں لکھا تھا کہ قدیم نظام حکومت کا سب سے بڑا عذاب انسانیت پر یہ تھا کہ بادشاہ کا تسلط جزو کل پر حاوی تھا۔ اور اُس کو "رئیس مطلق" کی حیثیت بغیر کسی مراقبہ و مسئولیت کے حاصل تھی۔

پھر اس کے بعد آئندہ حالت کی الفاظ ذیل میں تصریح کی تھی۔

"جمعیتہ وطنیہ نے جو کچھ کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اُس نے حکومت مطلقہ سے بادشاہ کو محروم کر دیا۔ وہ ملک و ملت کو اس کا مستحق قرار دیتی ہے۔

آج کے دن سے حکومت مطلقہ منہدم ہو گئی۔ اور اہل وطن میں باہم امتیاز و فضیلت کا دور ختم ہو گیا۔ اب ملک بادشاہ سے، اور وطنیہ عدم مساوات سے آزاد ہے۔

جمعیتہ وطنیہ گزشتہ زمانے کے اُن تمام آثار و اعمال کو کالعدم قرار دیتی ہے جن کی وجہ سے حریت و مساوات اور حقوق عامہ کو ایک ادنیٰ سے ضرر کا بھی احتمال ہے۔

اب نہ ارباب عزو دولت کے لئے کوئی امتیاز باقی رہا، نہ زمینداروں کے لئے حق فضیلت و استیلا۔ وراثت سے کوئی حق پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ طبقات و مدارج کا اختلاف کوئی شے ہے۔ تمام القاب و خطابات جو کل تک لوگوں کو حاصل تھے، آج کے دن سے یقین کیا جائے کہ بالکل بیکار و کالعدم ہو گئے ہیں۔

محض وراثت کی بنا پر کسی کو حکومت سے وظیفہ نہیں مل سکتا۔ کسی جماعت کو یا کسی فرد واحد کو ایک ادنیٰ سا بھی امتیاز اُن قوانین عامہ سے بری ہونے کا نہیں جو ہر فرانسیسی پر نافذ ہوں گے"

مبادی حریت } لیکن اب تک نظام حکومت کا کوئی قانون مرتب نہیں ہوا تھا، ایک مجلس تشریع (واضع قوانین) قائم کی گئی تھی تاکہ فرانس کا دستور مرتب کرے۔ اس مجلس نے وضع قوانین سے پہلے بطور مبادی دستور و حریت کے چند دفعات مرتب کیں، اور انہی کو تمام نظامات و قوانین کا اساس و اصل الاصول قرار دیا۔

یہ مبادی حریت ایک اعلان کی صورت میں قلمبند کئے گئے تھے۔ اور ۱۷۸۹ء میں چھپ کر جمعیتہ کی طرف سے شائع ہوئے تھے۔

حقوق انسانی کا یورپ میں اعلان } ان مبادیات کا خلاصہ یہ تھا۔

"انسان آزاد پیدا ہوتا ہے، اور آزادی ہی کے لئے زندہ رہتا ہے۔ تمام انسان بلحاظ حقوق مساوی ہیں۔

حقوق طبیعی پانچ ہیں۔ حریت۔ تملک، امن، مقاومتہ۔

(حریت) کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو قدرت حاصل ہو کہ ہر اس کام کو کر سکے، جسے بغیر کسی دوسرے کو نقصان پہونچائے وہ کر سکتا ہو۔

(تملک) سے مقصود اپنی ملکیت صحیح و قانونی کے قبض و تصرف کے کامل حق کا ملنا ہے۔ یعنی ہر شخص اپنی املاک کا مالک ہو اور کوئی اُس سے چھین نہ سکے۔

(امن) سے مقصود یہ ہے کہ ہر شخص اپنی جگہ پر محفوظ و بے خطر ہو، اور صرف قانون کی خلاف ورزی ہی کی ایک صورت ایسی ہو، جو اس کے امن میں خلل ڈال سکے۔

(مقاومتہ) سے مقصود جور و ظلم اور حملہ و اقدام مجرمانہ کی مقاومت ہے۔ یعنی ہر شخص اپنی حفاظت کے وسائل اختیار کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ ظلم و جور کے خلاف احتجاج (پروٹسٹ) کر سکے۔

قانون ارادۂ عامہ کا مظہر ہے۔ پس ہر وطنی کو حق ہو کہ وہ ذاتی طور پر یا بتوسط وکلا مجلس اعلیٰ (سینٹ) میں شرکت کر سکے۔

ہر وطنی بلحاظ وطنی ہونے کے یکساں حکم سے موثر ہو، اس بنا پر ہر شخص کے لئے ممکن ہو کہ وہ بڑے سے بڑے عہدے کو اور اعلیٰ سے اعلیٰ وظیفہ کو حسب اقتدار و اہلیت حاصل کر سکے۔

کسی انسان کے لئے کسی حالت میں جائز نہ ہو کہ وہ کسی انسان کو قید کر سکے۔ یا اور کوئی ایسا ہی سلوک کر سکے۔ اِلّا انہی صورتوں میں جو قانون نے مقرر کر دی ہوں، اور اسی طریقہ پر، جو اُس نے قرار دیدیا ہو، کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو اپنی رائے کے اظہار سے روکے۔ اگرچہ وہ دینی ہو۔ اور عام اعتقادات دینیہ کے مخالف۔ البتہ اُس صورت میں اُس کا اظہار روکا جا سکتا ہے جب کہ وہ قانون کے لحاظ سے امن عامہ کے لئے مضر ہو۔

ہر وطنی کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنی رائے و فکر کے مطابق گفتگو کرے اور لکھے پڑھے، یا چھاپ کر شائع کرے۔

اسی طرح ہر وطنی کو حق تو زیع و اشاعت حاصل ہے۔

"حق تملک" ایک مقدس حق ہے۔ کسی شخص کی طاقت نہیں کہ وہ کسی کی ملکیت اس سے چھین سکے۔ البتہ مصالح عامہ سب پر مقدم ہیں لیکن اس کے لئے بھی جب تک قانونی صورت نہ ہو کوئی شخص اپنی ملکیت سے دست بردار ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

موجودہ تحریک انقلاب کے مبادی مقاصد میں سے ہے کہ "حق حکم و تسلط" اشخاص کو نہیں بلکہ امت اور ملک کو حاصل ہو۔ جمیع ابنا وطن اپنے تمام حقوق میں مساوی ہو جائیں۔ حریت سے متمتع ہوں اور ہر طرح مامون و مطمئن رہیں۔ پس امت فرانساوی کا شعار وطنی حریت مساوات، اور اخوت قرار پایا ہے"

یہ ایک حقیقت ہے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کا سنگ بنیاد مجلس تشریعی فرانس کا یہی اعلان تھا۔ تاریخ نے اسے "اعلان حقوق الانسان" کے لقب محترم سے محفوظ رکھا ہے۔ اور ہمیشہ محفوظ رکھیگی۔

ہم نے اس حصہ بیان کو اس لئے کسی قدر طول دیا، تاکہ انقلاب فرانس کی انتہائی حد حریت و جمہوریت سامنے آجائے۔ نیز اندازہ کیا جا سکے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کے خلاصۂ امور و مبادی نظام و اساس کیا کیا ہیں؟

یہ انقلاب فرانس کے تلاش حریت و مساوات اور جستجوئے حقوق انسانی کی انتہائی سرحد تھی۔ یہی مبادی حریت ہیں۔ جن کو انسانی آزادی کے سب سے آخری سوال کے جواب میں آج یورپ تبلا سکتا ہے۔

اس اعلان مبادی حریت میں بھی دراصل وہی ایک اصل اصول حریت اس کی ہر دفعہ کے اندر موجود ہے۔ جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ تمام دفعات کا اگر خلاصہ ایک جملہ میں کرنا چاہیں تو صرف یہی ہوگا کہ "السلطنة للامة" یعنی حق حکم و تسلط صرف امت ہی کے لئے ہے۔

چنانچہ اس کے بعد یہی اصل اصول فرانس کی تمام دستوری اور جمہوری جماعات کے پیش نظر رہا۔ انقلاب سے پہلے فرانس میں پارلیمنٹری حکومت موجود تھی۔ لیکن شاہی حقوق و تسلط اور کلیسا کا عالمگیر استبداد اس درجہ قوی تھا کہ دراصل ایک شخصی تخت شاہنشاہی حکومت مقیدہ کے نام سے حکمرانی کر رہا تھا۔

انقلاب کے بعد رجال انقلاب میں تفریق ہو گئی۔ ایک گروہ ملوکی مگر دستوری و مقید حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔ گروہ غالب یہی تھا، اور اس کے سامنے انگلستان کے دستور کا نمونہ تھا۔ دوسرا گروہ خالص جمہوری حکومت کے نظام بناتا تھا۔ یہ جماعت اگرچہ قلیل تھی، مگر عوام اور کاشتکاروں پر اس کا اثر حاوی تھا۔ ۱۰۔ اگست ۱۷۹۲ء کو اس جماعت نے پیرس کے دیہاتیوں سے شورش کرا کے مجلس کو مجبور کیا کہ وہ ایک ایسے نئے دستور کا اعلان کر دے، جو بادشاہ کے وجود سے بالکل مستغنی ہو۔

اس غرض سے ایک نئی مجلس کا انتخاب ہوا۔ منتخبہ مجلس نے ایک سب کمیٹی قائم کی جس کے اکثر اعضا مشہور انقلابی مصنف جان روسو ROUSSEDU[1] کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اسی اصل اصول کو تمام نظام و قوانین کا محور قرار دیا کہ "السلطنة للشعب وحدہ" حکم و تسلط صرف قوم ہی کے لئے ہے۔ اور ایک نیا نظام مرتب کیا جو ملکیت (شاہی شوکت) سے بالکل خالی تھا۔ یہ نظام تاریخ انقلاب میں "دستور ۱۷۹۳ء" کے لقب سے مشہور ہے۔

لیکن دوسرے سال یہ دستور بھی قائم نہ رہا۔ یہ دور انقلاب درحقیقت انسانی جذبات کی شورش، اذہان کی طوائف الملوکی اور طبیعت انسانی کے مطالبات مفرطہ کا ایک ہیجانی دور تھا۔ فرانسیسی قوم جو مدت سے معطل تھی، سوچ سکتی تھی۔ مگر کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ لوگوں کی مثال (بقول وکٹر ہیوگو (VICTOR HUGO) بالکل ان قیدیوں کی سی ہو گئی تھی، جو مدت العمر قید خانہ میں رہ کر آزاد ہوئے ہوں۔ اور جیل کے احاطے سے نکل کر جب آسمان کی کھلی فضا کے نیچے پہنچیں تو حیران ہو کر رہ جائیں کہ اب انھیں کیا کرنا چاہیئے؟"

یہ حالت قدرتی ہے اور ہمیشہ ایک دور کے اختتام اور دوسرے کے آغاز کا درمیانی حصہ دنیا نے ایسی ہی حالتوں میں کاٹا ہے۔ فرانس بھی اسی میں مبتلا تھا۔ دستور مرتب ہوتے تھے، اور پھر

[1] جان جاک روسو مشہور فرانسیسی مصنف اور انقلاب فرانس کے محرکین اولین میں سے ہے۔ ۱۷۶۲ء میں اس نے اپنے افکار سیاسیہ ایک کتاب کی صورت میں شائع کئے۔ جس میں ہر طرح کے استبداد دینی و ملوکی کو ظلم و معصیت بتلایا تھا، اور جمہوری حکومت کی اہل فرانس کو ترغیب دی تھی۔ جمہوری حکومت کے اس نے مفصد نظام مرتب کئے تھے اور سب کا اولین اصول قوم کے تمام طبقات و جماعات میں مساوات قرار دیا تھا۔ ۱۷۱۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۷۸ء میں بعالم دیوانگی وفات پائی۔ نغمات موسیقیہ کو بصورت ارقام و خطوط مدون کرنے کا وہی موجد ہے۔

نئے دستور کا مطالبہ کیا جاتا تھا جو حتیں تعبیر کی جاتی تھیں۔ اور پھر ڈھائی جاتی تھیں۔ ۱۷۹۵ء میں نئے دستور کا اعلان ہوا۔ اور ۱۷۹۵ء تک قائم رہا۔ اسی اثنا میں فرانس اور یورپ میں جنگ شروع ہو گئی۔ جس کی بنا پر معرکہ در اصل فرانس کا انقلابِ حکومت ہی تھا۔ اس بیرونی مصروفیت سے اندرونی نزاعات کی قوت معاً گھٹ گئی۔ یہاں تک کہ حالات نے ایک دوسرے انقلاب کا صفحہ الٹا۔ اور ملوکیت جو فرانس سے چلی گئی تھی، پھر دوبارہ جا لی گئی۔

اب تک سررشتۂ حکومت ڈائرکٹروں کی ایک جماعت کے ہاتھ میں تھا، اور مختلف ارادی و تشریعی اور نیابتی و انتخابی مجالس قائم تھیں۔ اب انھوں نے دیکھا کہ زیادہ عرصے تک حکومت اپنے قبضے میں نہ رکھ سکیں گے۔ وضع ملکی کو کسی نہ کسی طرح جنگی جہت سے فائدہ اٹھا کر بدل دینا چاہیئے۔ اسی سیاست کا نتیجہ وہ انقلاب ثانی تھا جو ۱۰ نومبر ۱۷۹۹ء کو وقوع میں آیا۔ اور مشہور فاتح یورپ (نپولین بونا پارٹ) کی اعانت سے پانچ سو نائبین ملک کی مجلس فوجی قوت سے توڑ دی گئی۔ اور اس طرح عہد (کرامویل) کی تاریخ انگلستان کا پھر اعادہ ہوا جس نے شخصیت کو شکست دیکر، پھر خود اپنی شخصیت سے ملک کی جمہوریت کو شکست دی تھی۔

اب ایک نئی مجلس اس غرض سے منتخب کی گئی کہ نئے نظام و دستور کو مرتب کرے۔ چنانچہ آٹھویں سال انقلاب کا دستور شائع کیا گیا۔ یہ دستور فی الحقیقت (بونا پارٹ) کا گھڑا ہوا ایک کھلونا تھا۔ جو فرانس کو بہلائے رکھنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ بظاہر ایک جمہوریت قائم کی گئی جسمیں دستورِ جمہوری کے تمام اعضاء و جوارح موجود تھے مگر دماغ کی جگہ ایک قنصل کا عہدہ قائم کیا گیا۔ جو بیس برس کے لئے نامزد کیا جائے گا۔ اور جو جمہوریت کی طرف سے فرانس پر حکومت کرے گا۔ تمام عمال کا تعین۔ تمام فوج کی قیادت، صلح و جنگ کا اختیار، تمام ارادی و تنفیذی قوی کا سررشتۂ آخری، اس کے سپرد کر دیا گیا۔ اسکی معاونت کے لئے دو نائب بھی رکھے گئے مگر فی الحقیقت وہ اپنے تمام کاموں میں ایک خود مختار حکمراں اور شہنشاہ مطلق تھا۔

اس جمہوری شہنشاہی کے تخت پر (نپولین بونا پارٹ) متمکن ہوا۔ یہ سب کچھ ہوا، لیکن انقلابِ فرانس اپنا کام پورا کر چکا تھا۔ فرانس پر یہ دور بھی گزر گیا۔ اس کے بعد ملوکیت و مطلق العنانی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ تمام یورپ میں "نظامِ مقیدہ" کی حکومت داخل ہوئی۔

فرانس میں بھی انگریزی نظامِ دستوری قائم کیا گیا۔ با ایں ہمہ آخر میں فتح جمہوریت ہی کو ہوئی۔ اور وہی انقلابِ فرانس کا قائم کردہ اصل اصول بغیر کسی تغیر کے تمام قوانین کا بنیاد قرار پایا۔ کہ "السلطۃ للشعب وحدہٗ"

یورپ کے دیگر حصص میں اگرچہ اس انقلاب کا اثر ملوکیہ مقیدہ سے آگے نہ بڑھا، مگر فی الحقیقت ہر دستور و نظامِ حکومت میں بعنوان مختلفہ یہی اصل الاصول کام کر رہا ہے۔

تنبیہ:- اس مضمون میں جا بجا حکومت مقیدہ، ملوکیہ، دستوری وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ "حکومت مقیدہ" سے مقصود وہ نظامِ حکومت ہے جس میں گو بادشاہ کے حقوق و تسلطِ حکم کو برقرار رکھا گیا ہو۔ لیکن قانون و آئین کی پابندی کے ساتھ حکومت کی جائے "ملوکیہ مقیدہ" سے بھی وہی مقصود ہے۔ "دستوری" سے مقصود پارلیمنٹری حکومت ہے۔ جس میں بادشاہ قانون و جماعت کے ماتحت ہو۔ اور یہ نظام انگریزی کے لقب سے مشہور رہے۔ صرف "ملکیہ" سے مراد حکم مطلق یا شخصی حکومت ہے۔ "جمہوری" وہ نظامِ حکومت بادشاہ کے وجود سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ حکومت صرف ملک کی اکثریت کرتی ہے۔ اور نظمِ اداری کے لئے ایک شخص باسم صدر منتخب کر لیا جاتا ہے۔ یہی طرزِ حکومت آجکل امریکہ اور فرانس اور بعض چھوٹی چھوٹی جمہوریتوں کا ہے۔

آج کل کی اصطلاح کے مطابق اسلام ملکیۂ مقیدہ یا نظامِ دستوری انگلستان کے مطابق حکومت قرار نہیں دیتا، جیسا کہ غلطی سے بعض لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ اس کا نظام خالص جمہوری اور شائبۂ تشخص و ملکیت سے کلیتہً پاک ہے۔ کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

"انقلاب فرانس" یورپ کی موجودہ جمہوریت و حریت کا سرچشمہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہم نے مختصر طور پر اس کے اعلانات و اساسات کی تشریح کی تاکہ آیندہ مباحث کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ گزشتہ صفحات میں فرانس کا جو "منشورِ حریت" نقل کیا ہے اور جس میں مبادی حریت و مساوات بیان کئے گئے ہیں، اس سے اگر تشریح قوانین و تکرار مقاصد و اعادۂ مطالب کو الگ کر دیا جائے تو اصل اصول نظامِ جمہوریت کے وہی چند دفعات رہجاتے ہیں۔ جن کو اس مضمون کے اولین حصہ میں ہم نے بیان کیا تھا۔ یعنی بصورت تقسیم مواد۔ منع حکم ذاتی، مساوات عمومی، انتخاب رئیس، اور اصول شوریٰ۔ یہی چار دفعات اصل اصول قرار دئے جا سکتے ہیں۔ اگر ان عناصر مرکبہ کی بھی تفرید کی جائے تو پھر صرف ایک ہی اصل الاصول آخر میں باقی رہ جائے گا۔ یعنی "منع حکم مطلق و ذاتی"

یا "السلطۃ للشعب وحدہ" یعنی حق تسلط صرف قوم ہی کو حاصل ہے۔

احکام اسلامیہ و نظام خلافت راشدہ } انہی دفعات اربعۂ نظام جمہوریت کو پیش نظر رکھ کر ہم نے احکام اسلامیہ و اعمال سلفین اولین کا تفحص کیا تھا، اور ایک ایک دفعہ پر ترتیب وار بحث کی تھی۔ گو بحث اجمالی اور نظر سرسری تھی۔ تاہم حسب ذیل نتائج تک پہنچنے میں ضرور رہنمائی ہوگی۔

(۱) اسلام ہر قسم کے ذاتی و شخصی تسلط کی نفی مطلق کرتا ہے۔ اس نے روز اول ہی سے جو نظام حکومت قائم کیا، وہ خالص جمہوری اور شائبۂ شخصیت سے پاک تھا۔ تصریحات کلام اللہ اور سنت سلفین اول سے بغیر کسی توجیہ و تاویل کے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت جمہور کی ملک ہے، ذات اور خاندان کو اس میں دخل نہیں۔ یہی اصول خلاصۂ نظام جمہوریہ حاضرہ ہے۔

(۲) نفی حکم ذاتی کا پہلا نتیجہ مساوات عمومی افراد و بشر ہے۔ یعنی خاندانی، ملکی، قومی، اور مالی امتیازات کوئی شے نہیں۔ اسلام نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا: لیس لاحد علی احد فضل الا بالدین والتقویٰ۔ کسی ایک انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت نہیں ہو سکتی۔ الا اس کی دینی فضیلت اور حسن عمل۔

(۳) نظام جمہوریہ کا تیسرا رکن رئیس جمہوریہ اور اس کا تقرر بذریعہ انتخاب ہے۔ رئیس جمہوریت کو اسلام خلیفہ کہتا ہے۔ اور "اجماع" سے مقصود قوت اکثریت انتخاب ہے۔

(۴) اسی ضمن میں تکمیل جمہوریت صحیحہ کے لئے ضرور تھا۔ کہ خود رئیس جمہور کو عام افراد ملک کے مقابلے میں کوئی امتیاز خاص حاصل نہ ہو۔ مساوات حقیقی کے یہی معنی ہیں کہ جس شخص کو رئیس جمہوریت منتخب کیا گیا ہے وہ اپنے تمام حقوق قانون و مال میں بھی مثل ایک عام باشندۂ شہر کے نظر آئے۔ پس اس حیثیت سے بھی تفصیلی نظر ڈالی گئی۔ تو اسلام کا خلیفہ اس شان میں سامنے آیا کہ پھٹی ہوئی چادر اور دو وقت کی غذا کے سوا اس کے پاس اور کچھ نہ تھا۔

ان مباحث کے ضمن میں ہم پر اس سے بھی زیادہ خصائص الٰہیہ اسلامیہ کا انکشاف ہوا۔ ہم نے صرف یہی نہیں دیکھا کہ جو کچھ آج جمہوریت و حریت، اور مساوات و آئین کے نام سے دکھلایا جا رہا ہے، وہ سب کچھ اسلام کے پاس موجود ہے۔ بلکہ یہ بھی نظر آیا کہ موجودہ عصر تمدن کے یہ تمام مناظر فخر اب تک اس حقیقت عظمیٰ و اصلیت کبریٰ سے خالی ہیں، جن کو تیرہ سو برس پہلے وہ ظاہر کر چکا ہے۔

یورپ کی ناکام جستجوئے مقصد اور انقلاب فرانس کی ناکامی } حریت صحیحہ اور اسلام کے تعلق پر بحث کرتے ہوئے دو پہلو پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک پہلو بحث کا یہ ہے کہ آج یورپ کے بازار حریت میں بہتر سے بہتر جو متاع دکھلائی جا سکتی ہے، وہ ہمارے امانت خانوں میں تیرہ سو برس سے موجود ہے۔

دوسرا حصہ وہ ہے جہاں نظر آتا ہے کہ صرف وہ متاع ناقص ہی نہیں، بلکہ اس سے بھی اعلیٰ و اشرف اشیاء ہمارے پاس موجود ہیں۔

ہم نے گزشتہ مباحث میں اس دوسرے حصۂ بحث پر بھی کہیں کہیں نظر ڈالی ہے۔ اور اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) اسلام نے اپنے نظام حکومت سے بکلی بادشاہ کے وجود کو خارج کر دیا اور ایک کامل جمہوریت قائم کی جس میں صرف ایک پریسیڈنٹ باسم خلیفہ رکھا گیا ہے۔ برخلاف اس کے یورپ میں جمہوریت کی تحریک اب تک پوری طرح کامیاب نہ ہو سکی۔

اس کا بڑا حصہ اب تک تاج و تخت فرماں روائی کے آگے عاجزی کرنے پر مجبور ہے۔ امریکہ اور فرانس صرف یہی دو بڑی جمہوریتیں انقلاب فرانس کا کامیاب نتیجہ ہیں۔ ان کے علاوہ چند چھوٹی چھوٹی جمہوریتیں ہیں۔ مگر انکا شمار بڑے ملکوں میں نہیں۔

(۲) انقلاب کی اصلی روح مساوات ہے۔ اور صرف شاہی اقتدار و تسلط کے روک دینے ہی سے جمہوریت صحیحہ قائم نہیں ہو سکتی۔ تاوقتیکہ دنیائے بشر میں مساوات حقیقی قائم نہ ہو۔ اس بنا پر گو فرانس کے انقلاب نے شاہی اقتدار کی مطلق العنانی سے دنیا کو نجات دلا دی۔ تاہم وہ مساوات حقیقی کے قیام میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مختلف درجات و طبقات امت کا اختلاف بدستور باقی ہے۔ دولت کے اقتدار کی لعنت سے اب تک دنیا نے نجات نہیں پائی۔ اور تیز رفتاری و اعلیٰ کے عذاب الیم کی زنجیر اب تک اس کے پاؤں میں پڑی ہے۔

(۳) یہ کیا ہے کہ اب تک بادشاہ ہے، جو ملکی خزانے سے کروڑوں روپیہ لیتا، اور باوجود ایک عام باشندۂ شہر ہونے کے عام باشندوں سے ارفع و اعلیٰ رہتا ہے!

اب تک وہ عظمت و جبروت کے اس عرش مقدس پر متمکن ہے جہاں تک زمین کے عام باشندوں کی رسائی نہیں؟

اس کی آبادی اب تک ان امیروں کے ایوانوں سے زیادہ ہو

جو چاندی سونے کے گھمنڈ میں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ پھر وہ مساوات کہاں ہے جس کے فرشتے نے تمام اکناف یورپ کو اپنے پردوں میں چھپا لیا ہے۔

لیکن اسلام نے روز اول ہی مساوات کی حقیقی تصویر دنیا کو دکھا دی۔ اس کا اولین قدوس بادشاہ جس طرح زندگی بسر کرتا تھا تم پڑھ چکے ہو، اس کے خلفائے صاف کہہ دیا کہ حلتان و قوتی و قوت اہلی۔ یعنی مجھکو صرف دو جوڑے کپڑے کے اور اپنی اور اپنے اہل و عیال کی مایحتاج غذا چاہیئے اور بس۔

حضرت ختم المرسلینؐ نے قبیلۂ مخزوم کی ایک عورت کی نسبت رؤسار قریش سے، حضرت (ابوبکرؓ) نے اپنی خلافت کی اولین مجلس میں حضرت (معاذؓ) نے سردار رومی کے آگے۔ (مغیرہ بن شعبہ) نے ایرانی سپہ سالار کے آگے۔ اور واقعہ اجنادین میں رومی سپہ سالار کے سامنے اس کے مخبر نے جو تقریریں کی تھیں، اُن کو تمام گزشتہ صفحات میں پڑھو، اور پھر مساوات یورپ کا مساوات اسلامی سے مقابلہ کرو۔

(۳) لیکن مساوات کے بھی مختلف درجے، اور اسکی مختلف قسمیں ہیں۔ یہ سچ ہے کہ انقلاب فرانس نے اپنے اعلان حریت میں تمام ابنار وطن کو مساوی قرار دیا۔ لیکن کیا تم ابنار آدم کو بھی درجہ و حقوق میں مساوی قرار دے سکا! وہ عدم مساوات جو اک محدود رقبہ زمین میں ہو، زیادہ مستحق نفرین ہے۔ یا وہ جو تمام دنیا اور دنیا کی تمام قوموں میں پھیلا ہوا ہو؟ اگر تم ایک سرزمین کے رہنے والوں کو ایک درجہ میں رکھنا چاہتے ہو تو یہ دنیا کے دکھ کا اصلی علاج تو نہوا۔ دنیا اُس مساوات کے لئے تشنہ ہے جو ابنار وطن کی طرح مختلف وطنوں اور قوموں کا امتیاز بھی مٹا دے۔ اور اسود و ابیض، مشرق و مغرب، متمدن و غیر متمدن غرضکہ خدا کے تمام بندوں کو ایک درجے میں لا کر کھڑا کر دے۔ تم ابھی ابھی انقلاب فرانس کی سرگذشت سے فارغ ہوئے ہو۔ تم نے وہ اعلان حریت پڑھا ہے، جس کو تاریخ عظمت کے ساتھ اپنے سینے سے لگائے رکھتی ہے۔ لیکن کیا اس میں اول سے لیکر آخر تک کسی جگہ بھی اس مساوات کا ذکر ہے جو کسی خاص سرزمین کو نہیں بلکہ تمام عالم کو اپنا پیغام نجات سناتا ہو؟ اس کی ہر دفعہ کو بکرر پڑھ لو۔ تم ہر جگہ "وطن" ہی کا نام پاؤ گے۔ اور انقلاب فرانس کا بلند سے بلند مساوات کا تخیل اس سے زیادہ نہ ہوگا۔ کہ "فرانس" کا ہر باشندہ ایک دوسرے کے برابر ہو جائے۔

لیکن خدا کی زمین جو صرف فرانس اور یورپ ہی کی اقوام سے آباد نہیں ہے۔ اپنے اس زخم کے لئے کہاں ڈھونڈے۔ جس نے ایک قوم اور وطن کو دوسری قوم اور وطن پر فضیلت دیدی ہے۔

یورپ سے اس کو تسکین نہیں مل سکتی۔ لیکن اسلام کا ہاتھ اس کو مرہم بخش سکتا ہے۔ اُس نے صرف اپنے وطن اور سرزمین ہی کو مساوات باہمی کا حقدار نہیں سمجھا۔ بلکہ اس کا اعلان ایک عالمگیر مساوات کا فرمان تھا۔ جبکہ اس نے کہا کہ

یا ایھا الناس ! انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوبًا وقبائل لتعارفوا، ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (۴۹ : ۱۳)	اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت کے اتحاد سے پیدا کیا۔ اور تم کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں تقسیم کر دیا۔ لیکن اس اختلاف قوم و نسل سے کوئی امتیاز و شرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے مقصود صرف یہی کہ تم باہم ایک دوسرے سے شناخت کئے جاؤ ورنہ تم میں سب سے زیادہ اللہ کے آگے افضل وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی اور نیک اعمال ہے۔

تو اس کا اعلان مساوات صرف مکہ اور حجاز ہی کے لئے نہ تھا بلکہ تمام عالم کے لئے تھا۔

اسلام صرف وطن ہی کی محبت لے کر نہیں آیا۔ اس کے پاس تمام عالم کے عشق کا پیغام ہے۔ اُس نے جو کچھ کیا تمام عالم کے لئے کیا، اور صرف وہی تھا جو یہ کر سکا۔ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا (۳۴ : ۲۳) دنیا کا خدا "رب العالمین" تھا جس کی ربوبیت عامہ میں کوئی خصوصیت وطن و مقام نہیں۔ پس اس کا پیغام امن و نجات بھی "رحمۃ للعالمین" ہو کر آیا کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (۲۱ : ۱۰۷)

(۴) اگر یورپ مساوات انسانی کے اصلی راز کو پا لیتا تو اشتراکیت اور فسطائیت کی بنیاد نہ پڑتی۔ امرار کے اقتدار، دولت کی ظالمانہ تقسیم، طبقات عامہ کی تذلیل و تحقیر، ارباب اقتدار کا استبداد، جماعات و افراد کا قانونی امتیاز، یہ اور اسی طرح کے اسباب ہیں، جن کی وجہ سے اشتراکیت کی بنیاد پڑی اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

رجوع بہ مباحث بقیہ } پس ان مباحث کے بعد اب ہمارے لئے صرف ایک ہی منزلیں اور باقی رہ گئی ہیں۔

(۱) حکم "مشورہ" اور "اصول شورار اسلامیہ" اس کے ضمن میں اُن آیات کریمہ پر ایک مفسرانہ نظر ڈالنی چاہیئے جن میں حکم شوریٰ دیا گیا ہے۔

حریت اور حیات اسلامی
قرآن حکیم کی تصریحات

یا ایہا الذین آمنوا | مسلمانو! تم انصاف پر قائم رہو اور (زمین
کونوا قوامین بالقسط | میں) خدا کے گواہ رہو۔ گو یہ گواہی خود
شہداء للہ ولو علی | تمہارے اپنے نفس یا والدین یا عزیز و
انفسکم او الوالدین | اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔
والاقربین (نساء) |

اگر یہ صحیح ہے کہ قومی زندگی کی جان اخلاق ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ اخلاق کی جان حریت رائے، استقلال فکر، اور آزادی ضمیر ہے لیکن اخلاق ملی کی یہ روح ہلاکت و خطرات کی موت سے گھری ہوئی ہے۔ حفت الجنۃ بالمکارہ اس آب حیات سے مستفیض ہونے کے لیے زہر کا پیالہ بھی پینا پڑتا ہے۔ الموت جسر الی الحیوۃ

قوم کے نظام اخلاق و نظام عمل کے لئے اس سے زیادہ کوئی خطرناک امر نہیں کہ موت کا خوف، شدائد کا ڈر، عزت کا پاس، تعلقات کے قیود، اور سب سے آخر قوت کا جلال و جبروت، افراد کے افکار و آراء کو مقید کر دے۔ ان کا آئینۂ ظاہر، باطن کا عکس نہ ہو ان کا قول اُن کے اعتقاد و قلب کا عنوان نہ ہو۔ اُن کی زبان اُن کے دل کی سفیر نہ ہو۔ یہ وہی چیز ہے جس کو اسلام کی اصطلاح میں "نفاق" اور "کتمانِ حق" کہتے ہیں۔ اور جس سے زیادہ مکروہ اور مبغوض شے خدائے اسلام کی نظر میں کوئی نہیں۔ اسلام کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک خصوصیت کبریٰ یہ ہے کہ اس کی ہر تعلیم موضوع بحث کے تمام کناروں کو محیط ہوتی ہے۔ ہم نے تورات کے اسفار دیکھے ہیں، زبور کی دعائیں پڑھی ہیں، سلیمان (ع) کے امثال نظر سے گزرے ہیں۔ یسوع کی تعلیمات اخلاقیہ کے وعظ سنے ہیں۔ ہم نے ان میں ہر جگہ خاکساری، انکساری، تحمل ظلم، درگزر، تسامح۔ اور عفو و کرم کے دلفریب اور سراب صفت مناظر کا تماشا دیکھا ہے۔ لیکن کیا اُن میں اُن اصول اخلاق کا بھی پتہ لگتا ہے، جو قوموں میں خودداری، سربلندی، اور حق گوئی کا جوہر پیدا کرتے ہیں؟ جن کی نظر میں مقابلۂ حق آقا و غلام بادشاہ و گدا، عالم و جاہل، قریب و بعید اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود اپنا نفس اور غیر سب برابر نظر آتا ہے۔ جن کی راستگوئی، حریت پسندی، اور حق پرستی کی عروۃ الوثقیٰ کو نہ تو تلوار کاٹ سکتی ہے نہ

آگ جلا سکتی ہے۔ اور نہ محبت و خوف کا دیو توڑ سکتا ہے۔

فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ | کیونکہ اس نے وہ مضبوط قبضہ پکڑا ہے
التی لا انفصام لہا (بقرہ) | جس کے لئے کبھی ٹوٹنا ہے ہی نہیں

اسلام ایک طرف مسلمانوں کی تعریف یہ قرار دیتا ہے کہ

المسلم من سلم المسلمون | مسلمان وہ ہے [illegible]
من لسانہ و یدہ | [illegible] مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو

[illegible] مسلمانوں کی حقیقت [illegible] ہے کہ اگر خدا و شیطان، حق و باطل [illegible] و منکر [illegible] ہو تو وہ رضائے خدا، نصرت حق [illegible] اور دعوت خیر کے لیے

لا یخافون لومۃ | [illegible]
لائم | [illegible]

[illegible] کا یہ ہونا چاہیے۔ لیکن دیکھا جاتا ہے کہ آج ہمارے [illegible] ہمارے دل [illegible] کا [illegible] اور ہمارا باطن [illegible] کا مجاہد بن گیا ہے۔ حالانکہ [illegible] صاف حکم دیا گیا تھا۔

کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ | [illegible] کے گواہ بن کر
ام تقولون ما لا تفعلون | تم وہ کہتے ہو جو [illegible]
تخشونہم فاللہ [illegible] | [illegible] اور خدا [illegible]
احق ان تخشوہ | [illegible]

تسامح اور قول حق! عفو و درگزر، عیب کو [illegible] چشم پوشی کرنا۔ بلاشبہ ایک بہترین وصف ہے [illegible] کی پولیس ان تسامحات اخلاق پر عمل شروع کر دے، یا بڑے بڑے مجرموں کی طاقت سے مرعوب ہو کر اپنے فرائض میں کوتاہی کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تھوڑے ہی دنوں میں نظام و امن درہم و برہم ہو جائے گا۔ اور معمورۂ شہریت کا ڈھیر بن جائے گا۔ ہر آزاد رائے و حرالفکر انسان خدا کی آبادی کا کوتوال ہے۔ اُس کا فرض ہے کہ ہر غلط رو کو روک دے۔ ہر خطا کار کو ٹوک دے۔ اور اعانت حق و نصرت خیر کے لئے ہر تن آمادہ رہے۔ تاکہ حق و باطل کے جور و ستم سے اور نور ظلمت کے حملہ سے محفوظ رہے۔ اور سوسائٹی کا شیرازۂ نظام منتشر نہ ہو جائے۔

شریعت اسلامیہ نے اسی خاص فرض کا نام امر بالمعروف و نہی عن المنکر قرار دیا ہے۔ اور ملت اسلامیہ کا خاص وصف یہ بیان کیا ہے کہ

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر	تم بہترین قوم ہو جو دنیا میں لوگوں کے لئے منہ بنائی گئی۔ اچھی باتوں کی ہدایت کرتے ہو اور بُری باتوں سے منع کرتے ہو
ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون (آل عمران)	تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دے۔ اچھی باتوں کی ہدایت کرے۔ بری باتوں سے روکے۔ اور یہی گروہ کامیاب ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ} غلط ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ صداقت اور حق گوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، دعوت الی الخیر اور منع عن الشر کے سلسلے میں اگر دوسروں کے حرکات و افعال کا نقد کیا جائے تو وہ اُس تجسس احوال غیر کا ملزم ہوگا۔ جس کو قرآن نے منع کیا ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ۔ ان اللہ تواب رحیم (حجرات)	مسلمانو! بہت بدگمانیاں کرنے سے اجتناب کیا کرو۔ دوسروں کے حالات کی جاسوسی کیا کرو۔ ایک دوسرے کی پیچھے میں بدگوئی نہ کرو۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ کسی بھائی کی لاش پڑی ہو اور تم اس کا گوشت نوچ نوچ کھاؤ؟ کیا تم کو گھن نہ آئے گی؟ خدا کا خوف کرو۔ خدا توبہ قبول کرنے والا اور رحمت والا ہے۔

لیکن اس سے مراد وہ شخصی حالات ہیں جو امور دین اور مصالح ملت میں موثر نہ ہوں۔ ورنہ فریضۂ امر معروف اور نہی منکر کے لئے کیا چیز باقی رہ جائے گی؟ اور معاشرت کی اصلاح۔ معائب کے ازالہ اور منکرات کے ابطال کے لئے کونسا ہتھیار ہمارے پاس ہوگا؟ اگر ہمارے علمائے محدثین حدیث میں روایت کے معائب و اخلاق کی تنقید نہ کرتے اور حق کے مقابلے میں بڑے بڑے ارباب عمائم اور جابرۂ حکومت کے زور و قوت سے مرعوب ہو جاتے تو کیا آج ہمارے پاس اقوال حقہ کے بجائے صرف روایات کاذبہ کا ایک ڈھیر نہ ہوتا!

اس سلسلہ میں ہم کو یہ بھی بالاعلان کہنا چاہیئے کہ سب سے پہلی ہستی جس سے سب سے پہلے محاسبہ کرنا چاہیئے، جس کے افعال کی سب سے پہلے مذمت کرنی چاہیئے وہ خود اپنی ہستی ہے۔ بہادر وہ نہیں ہے جو میدان قتال میں دشمن سے انتقام لے۔ جب تم کسی دوسرے کی اخلاقی صورت کی ہجو کر رہے ہو تو ذرا اپنے دل کے آئینہ میں بھی دیکھ لو۔ کہ خود تمہاری صورت تو ویسی نظر نہیں آتی؟ جب حق کے اظہار کے لئے تمہاری زبان دلائل کا انبار لگا رہی ہو تو جھانک کر دیکھ لو کہ کہیں تمہارے خزن دل میں تو یہ جنس موجود نہیں ہے کیونکہ

لم تقولون مالا تفعلون۔ (الصف)	کیوں کہتے ہو جو تم خود کرتے نہیں!
کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون (الصف)	خدا کو یہ بات نہایت ناپسند ہے کہ جو کہ جو تمہارا قول ہو وہ فعل نہ ہو۔
اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (بقرہ)	تم دوسروں کو تو نیکی کی بات بتاتے ہو لیکن خود اپنے کو بھول جاتے ہو

اس لئے مسلمان کا ظاہر و باطن ایک ہو، وہ زبان سے جس کا اقرار کرتا ہو دل سے اس کا اعتقاد بھی رکھتا ہو۔ ورنہ وہ منافق ہے جو

یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم (آل عمران)	منہ سے وہ بات کہتا ہے جو اس کے دل میں نہیں ہے

حریت رائے اور قول حق کی تعریف} حریت رائے اور قول حق کیا شے ہے؟ اس کا جواب آیات سابقہ نے بتلایا ہے۔ یعنی جو بات حقیقتاً صحیح ہو، دل سے اس کا اعتقاد۔ زبان سے اس کا اقرار۔ اور ہاتھ سے اس پر عمل۔ اگر غلطی سے حق کی ماہیت اس سے مخفی ہو تو جب اُسکا علم ہو اپنی غلطیوں کا اعتراف کرلے۔ نیز اگر اس حق کا معارض اور اس صداقت کا دشمن ہو تو اس کی عظمت و جبروت سے اُس کے ہاتھ میں رعشہ، اس کے پاؤں میں لغزش۔ اس کی زبان میں لکنت، اور اس کے قلب میں خوف نہ ہو۔ سوسائٹی کی شرم اور اقارب و احباب کی محبت اس کی زبان حق کو اور اس کے دست صداقت شعار کو بیکار نہ کر دے۔ دولت و مال کی حرص اور عزت و جاہ کی طلب اُس کی جادۂ حریت پرستی اور راہِ صداقت پسندی میں سنگ گراں بن کر حائل نہ ہو۔ اغراض ذاتی اور ہوائے نفسانی کے سحر سے مسحور نہ ہو۔ رضائے خدا اور طلبِ حق کے سوا اُس کا کوئی مطلوب نہ ہو کہ غیر حق پرستی میں بھی شرک ہے۔ وان الشرک لظلم عظیم

ہر مسلمان کو فطرتاً آزاد گو اور حق پرست ہونا چاہئے	ہر مسلم موحد ہے اور ہر موحد آستانۂ احد کے سوا تمام آستانوں سے بے نیاز اور

واحد القہار کے سوا ہر ہستی سے بے خوف ہے۔ اس لئے وہ فطرتاً اپنے کسی قول و فعل میں آزادی و حق گوئی سے نہیں ڈرتا۔ صحابۂ کرام کو دیکھو کہ یہ خاک نشین قیصر و کسریٰ کے دربار میں بے دھڑک جاتے ہیں۔

ودقاقم و حریر کی مسندوں کو اُلٹ کر زمین پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ قریش دربار جو روم و ایران کا سجدہ گاہ تھا، برچھی کی انی اور گھوڑوں کے سموں سے ان کے جبروت و استبداد کے پرزے اُڑا دئے گئے۔

جن درباروں میں زبان کی حرکت بھی سوءِ ادب تھی وہاں حمایتِ حق کے لئے ٹوٹے ہوئے قبضے اور چیتھڑوں سے بندھی ہوئی تلوار جنبش میں آجاتی ہے۔ اور پھر کیوں ایسا نہ ہو جب کہ ایک موحد کا اعتقاد یہ ہے کہ

لا نافع ولا ضار الا اللّٰہ	خدا کے سوا نفع و ضرر کسی کے اختیار میں نہیں
مسلم خدا کا گواہ صادق ہے	ہر مسلم خدا کی طرف سے دنیا میں ایک گواہ صادق اور شاہد حال ہے کہ۔
وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطًا لتکونوا شہداء علی الناس (البقرہ)	خدا نے تم کو ایک شریف قوم بنایا ہے تاکہ لوگوں پر گواہ رہو

کیا اس سے زیادہ کوئی بدبخت ہو سکتا ہے جس کو خدا نے محکمۂ عالم میں اپنی طرف سے گواہ بنا کر بھیجا ہو۔ اور وہ اس حق کی گواہی سے خاموش رہے یا اس کے اخفا کی کوشش کرے۔

ومن اظلم ممن کتم شہادۃ عندہ من اللّٰہ (البقرہ)	اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس کے پاس خدا کی کوئی گواہی ہو اور وہ اسکو چھپائے

کیونکہ مسلم کے خدا کا حکم ہے کہ۔

ولا تکتموا الشہادۃ (البقرہ)	شہادت ربانی کا اخفا نہ کرو
ادائے شہادت ربانی اور حریت رائے ایک شے ہے	پس جو شخص شہادت ربانی کا اخفا نہیں کرتا اور خدا کی طرف سے جو

علم اس کے قلب میں القا کیا گیا ہے، وہ علی الاعلان اور بلا خوف لومۃ لائم اس کا اظہار کرتا ہے، وہی ہے جس کو دنیا صادق اللہجہ، مستقل الفکر، حر الضمیر، اور آزاد گو کہتی ہے۔ پھر کیا جو شخص حر الضمیر اور آزاد گو نہیں وہ، وہ نہیں جو شہادت کو چھپاتا ہے، اور حق کی گواہی سے اعراض کرتا ہے، حالانکہ وہ وجود اقدس جو عالم الغیب والشہادۃ ہے بالتصریح فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للّٰہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیًا او فقیرًا فاللّٰہ اولیٰ بہما فلا تتبعوا الہوٰی ان تعدلوا وان تلوٗا او تعرضوا فان اللّٰہ کان بما تعملون خبیرًا (نساء)	مسلمانو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو اور خدا کی طرف سے حق کے شاہد رہو، گو یہ شہادت خود تمہاری ذات کے یا تمہارے اعزہ و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اور وہ خواہ دولت مند ہوں یا فقیر، اللہ ان کا خیرخواہ ہے۔ شہادت میں انکی پرواہ نہ کرو کہ خدا دونوں کو بس کافی ہو اور نفسانی خواہش کی پیروی کر کے حق سے انحراف نہ کرو، اگر تم باطل انحراف کروگے یا دبی زبان سے شہادت دوگے تو جان رکھنا کوئی امر مخفی نہیں وہ تمہارے ہر عمل سے واقف ہے۔

اللہ اکبر۔ آج مسلمان خدا کے اتنے بڑے فرض کو بھولے ہوئے ہیں۔ وہ مسلمان جن کو صرف ایک سے ڈرنا تھا، اب ہر ایک سے ڈرنے لگے ہیں۔ وہ اظہارِ حق میں دولت مند سے ڈرتے ہیں کہ شاید اُس کی جیب کرم بار کی چند چھینٹیں ہمارے دامنِ مقصود میں کبھی پڑ جائیں۔ اے دولت کے دیوتاؤں سے ڈرنے والو! کیا تم تک رزاقِ عالم کا یہ فرمان نہیں پہونچا کہ۔

نحن نرزقہم وایاکم (الانعام) ہم ہی جو انکو اور تم کو، دونوں کو رزق پہنچاتے ہیں۔

وہ حمایتِ حق کے لئے کمزوروں کا ساتھ نہیں دیتے۔ لیکن اے کمزوروں کی مدد نہ کرنے والو! جانتے ہو کہ کمزوروں کا سب سے بڑا مددگار کون ہے۔

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلہم ائمۃ ونجعلہم الوارثین (القصص)	ہم ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جو دنیا میں کمزور سمجھے گئے ہیں اور انھیں کو اب دنیا کا پیشرو اور زمین کا وارث بنائیں گے۔

وہ حکومت کی تلوار سے ڈرتے ہیں۔ مگر اے حکومت کی تلوار سے ڈرنے والو! کیا تم نے نہیں سنا کہ حق پرستانِ مصر نے فرعون کو کیا کہا تھا۔

فاقض ما انت قاض انما تقضی ہٰذہ الحیٰوۃ الدنیا (طٰہٰ)	تو جو کر سکتا ہے وہ کر گزر، اور تو بجز اس کے کہ ہماری اس قلیل دنیوی زندگی کو ختم کر دے اور کر ہی کیا سکتا ہے؟

ہمارا دل کیوں آزاد نہیں؟ ہم حق کے کیوں حامی نہیں؟ ہم استقلالِ فکر کے کیوں طالب نہیں؟ تقلیدِ اشخاص کی زنجیروں کو کیوں ہم اپنے پاؤں کا زیور سمجھتے ہیں۔ ہم طوقِ غلامی کو تمغائے شرف کیوں جان رہے ہیں؟ اس لئے کہ حسنِ اعتقاد کو ہم نے معصومیت کے مدۃ المنتہیٰ تک پہونچا دیا ہے۔ حالانکہ ایک ہی ہے (یعنی خدا) جس کی ذات ہر نقص سے پاک اور ہر خطا سے مبرا ہے، اور ایک ہی جماعت ہے (یعنی انبیا) جو گناہوں سے معصوم بنائی گئی ہے۔ اور پھر اس لئے کہ غیر کی محبت نے ہمارے احساسِ حق کو مسلوب کر لیا ہے، حالانکہ

وہ جو سراپا محبت ہے۔ اس کی رضا جوئی میں ہر محبت علیہم نتیجۂ عداوت ہے۔ اور اس لئے کہ ہم دنیا کے ذرہ ذرہ سے خوف کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک ہی ہے جس کا آسمان وزمین میں خوف ہے۔ یعنی وہ جو دنیا کے ذرہ ذرہ پر قابض ہے۔ اور اس لئے کہ انسانوں سے ہم کو طمع خیر ہے۔ حالانکہ خیر کی کنجیاں صرف ایک ہی کے ہاتھ میں ہیں۔

بہرحال اکثر عداوت اور ضد بھی حق بینی سے محروم کر دیتی ہے۔ حالانکہ [illegible] حق پرست اپنے نفس سے بھی انتقام لیتا ہے اور حق سننے سے دشمن کا بھی ساتھ دیتا ہے

موانع حق گوئی } ہم نے بتایا کہ وہ کیا چیزیں ہیں جو ہماری زبان کو حق گوئی [illegible] پاؤں کو حق طلبی سے باز رکھتی ہیں۔ ناجائز حسن اعتقاد، محبت باطل، خوف و طمع، اور عداوت، قرآن مجید نے [illegible] نہایت شدت کے ساتھ ان موانع حریت اور عوائق حق کو بیان کیا ہے۔ اور تنبیہ کی ہے کہ کیونکر ہم ان سے بچ کر رہ سکتے ہیں۔

ناجائز حسن اعتقاد } حسن اعتقاد کوئی بری شے نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے سوا [illegible] اس انسان کو اتنا رتبہ دینا کہ اس کا ہر قول و فعل آئین تسلیم اور معیار صحت ہو، [illegible] شرک [illegible] ہے۔ اعیان کرام کی عزت انسان کا ایک جوہر ہے لیکن [illegible] حیثیت سے حکمرانی [illegible] استفادہ [illegible] حکم [illegible] الا للہ [illegible] نصاریٰ کو جو پوپ اور قسیسین کے احکام کو بلا حجت تسلیم کرتے تھے، اور ان کے اقوال و اعمال کو بری عن الخطا اور خارج از نقد سمجھتے تھے۔ یہ نہیں کہا

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ (توبہ) } نصاریٰ نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو خدا بنا لیا ہے۔

اور کیا قرآن نے ان کو دعوت توحید اس طرح نہیں دی؟

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ (آل عمران) } اے آسمانی کتاب والو! آؤ ایک امر جو ہم میں تم میں اصولاً متفق علیہ ہے اس پر عمل کریں کہ ہم صرف خدا ہی کو پوجیں، اور کسی کو اسکا شریک نہ بنائیں۔ اور نہ خدا کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو خدا بنائیں

ایک دوسرے کو خدا بنانا کیا ہے؟ یہ ہے کہ ہم اپنے قوائے فکر کو معطل کر دیں۔ اور حق و باطل کا معیار صرف اشخاص معتقد فیہ کے غیر باقی و غیر معصوم حکموں کو قرار دیدیں۔ ہماری پچھلی چند صدیوں کا زمانہ ایک بہترین مثال ہے۔ جب ہم پر رعب ناموں سے مرعوب ہو جاتے تھے اور جب ہم حق و باطل کا معیار افراد کی شخصیت قرار دیتے تھے۔ تمام امور سے قطع نظر کر کے دیکھو کہ ہمارے علوم و فنون کو اس سے کتنا نقصان پہونچا۔ ہر علم و فن میں ہمارا وجود، وجود معطل رہ گیا۔ زبانیں تھیں، لیکن بولتے نہ تھے، دل تھے مگر سمجھتے نہ تھے۔ تید تحریر میں جو چیز آگئی وہ نسخ کے لائق نہ تھی۔ ہر کتاب مخلوق جو کسی خالق تکن کی طرف منسوب تھی، صداقت و معصومیت کا پیکر تھی۔ ہر سابق العہد وجود انسانی، بعد کے آنے والوں کی عقول و افکار پر حکومت کرتا تھا۔ الغرض ہر سابق ہستی کا حکم اس قدیم ہستی کے حکم کی طرح تسلیم کیا جاتا تھا، جس کی شان یہ ہے کہ۔

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ } باطل نہ اس کے آگے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے آسکتا ہے۔

ضروریاتِ دین

اسلام اور قومیت

(از حضرت علامہ ابوالکلام صاحب آزاد دہلوی)

چھٹی صدی عیسوی میں جب اسلام کا ظہور ہوا تو دنیا کے قدم قبیلہ و وطنیت سے آگے نہیں بڑھے تھے۔ اسلام کا ظہور عرب میں ہوا اور عرب کی آبادی قبیلوں کا مجموعہ تھی۔

ہر قبیلہ اپنی نسلی حیثیت کے دائرہ کے اندر محدود تھا اور اس باہر کی کوئی وقعت قبول نہیں کرتا تھا۔ ان تنگ دائروں کے اعتقاد سے فخر و غرور، نسل انسانی کی تحقیر و تذلیل اور باہم گر غلبہ و تسلط کے جو مہلک جذبات پیدا ہو جایا کرتے ہیں وہ سب کے سب اس شدت و قوت کے ساتھ ان کے خمیر میں سرایت کر چکے تھے۔ کہ شاید ہی کسی قوم کی تاریخ میں اس کی نظیر مل سکے۔ ان میں ان کا ہر فرد اپنے قبیلہ کے نسلیات سے بڑھ کر دنیا کی کوئی عظمت و کبریائی تسلیم نہیں کرتا تھا۔ سینکڑوں ہزاروں جانیں آن کی آن میں قربان ہو جاتی تھیں، تاکہ قبیلہ کے شرف و غرور کو صدمہ نہ پہنچے۔ یہ معاملہ اس درجہ معلوم و مسلم ہے کہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حماسہ میں آج بھی اُن کے اشعار پڑھتے ہیں۔ تو جذبات نسل و نسب کی شدت و حرارت سے دل و دماغ تنور کی طرح گرم ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کسی قوم کی شاعری ان جذبات میں عرب جاہلیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

عربی میں قبیلہ، خاندان، نسل اور مکان کی اس حد بندی کے اعتقاد اور اس کے غلو کو "عصبیت" سے تعبیر کرتے تھے۔ اس عصبیت کی پہلی بنیاد عربیت پر تھی۔ یعنی غیر عرب کے مقابلہ میں عرب کی فضیلت اور اس کے بعد عربیت میں بھی ہر قبیلہ اپنے نسلی امتیاز کے غرور سے سرگرداں تھا۔

عرب سے باہر بھی دنیا کا تمام آباد حصہ قبیلہ اور وطن سے زیادہ وسیع دائرہ کوئی نہیں رکھتا تھا۔ رومی تمدن نے رومی قومیت کی بنیادیں استوار کی تھیں۔ لیکن اس کی بنیاد بھی نسل اور وطن ہی پر تھی۔ سسلی کے حاکم نے جب ایک رومانی کو گرفتار کر کے دُرے سے پڑوایا [illegible] ... رومانی ہوں، مشہور رومی خطیب [illegible] ... حاکم کے خلاف تقریر کرتے ہوئے کہا تھا: ایک رومانی [illegible] ... پٹ جاتا ہے۔ وہ نہ تو درد [illegible] ... کی شکایت کرتا ہے نہ روتا دھوتا ہے۔ صرف اس جملہ کی تکرار کرتا ہے کہ میں رومانی ہوں۔ اے مجلس اعضاء! اس مظلوم کو یقین تھا کہ میں اپنے آپ کو رومانی کہہ کر ساری تکلیفوں اور اذیتوں سے بچا سکتا ہوں کیونکہ ابھی تھوڑے دن کی بات ہے کہ رومانی ہونا کسی انسان کے لئے حفاظت و عزت کی سب سے بڑی ضمانت تھی۔ سسرو کی قانونی تقریروں میں سب سے زیادہ صحیح تقریر تسلیم کی گئی ہے۔ سسرو نے صرف اس پر زور دیا کہ وہ رومانی تھا [illegible] انسان تھا۔ اسے انسانیت کا نہیں رومانیت کا استغراق تھا۔

اسلام کا لفظ نظر یکسر نیا تھا۔ اسلام ان منزلوں میں رک نہ سکا۔ اس نے ان تمام رشتوں اور رشتوں کی بنیادوں سے انکار کر دیا۔ جو انسان کے ہم و نظر کی کوتاہیوں نے بنا رکھے تھے۔ وہ نسل، وطن، جنس، رنگ، زبان کسی غیر حقیقی رشتے کو تسلیم نہ کر سکا۔ اُس نے انسان کو صرف ایک ہی رشتے کی دعوت دی۔ انسانیت اور انسانی برادری کے عالمگیر رشتہ کی۔

یا ایھا الناس	اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک
انا خلقنکم من	عورت سے پیدا کیا ہے۔ پھر ایسا کیا کہ تمہیں مختلف قوموں
ذکر و انثیٰ وجعلنکم	اور قبیلوں کی صورت دیدی۔ یہ بہت سے گروہوں
شعوبا و قبائل	اور ملکوں میں بکھر گئے، لیکن قوموں اور قبیلوں کا یہ
لتعارفوا ان اکرمکم	اختلاف صرف اس لئے ہوا تاکہ ایک گروہ دوسرا
عند اللہ اتقکم ان	گروہ پہچانا جا سکے۔ باقی رہی یہ بات کہ انسان کے شرف
اللہ علیم خبیر	و عزت کا معیار کیا ہے تو اس کی بنیاد یہ طرح طرح کی
(۴۹: ۱۳)	گروہ بندیاں نہیں ہیں، بلکہ انسان کی عملی زندگی ہے،
	اللہ کے حضور سب سے زیادہ وہی شریف ہے جو سب سے
	زیادہ اپنے کاموں میں پرہیزگار ہے۔

اس آیت کی ساری روح "لتعارفوا" کے لفظ میں ہے۔ اس لفظ

نے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ انسانوں کے ...
کے جتنے بھی طبقے بنے ہیں خواہ وہ نسل کی بنا پر بنے ہوں یا وطن وغیرہ کی بنا پر، ان کی قدر و قیمت صرف اتنی ہے کہ باہم کر پہچان کا ذریعہ ہیں۔ اس سے زیادہ کوئی اثر نہیں رکھتے۔ تمام کرۂ ارضی پر پھیلی ہوئی نسل انسانی کے لئے ضروری تھا کہ مختلف حلقوں اور گروہوں میں منقسم ہو جائے۔ اور جب منقسم ہو گئی تو ناگزیر ہوا کہ ایک گروہ کو دوسرے سے پہچاننے کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ تعارف پیدا ہو جائے، یہ تمام حلقے تعارف کا ذریعہ ہیں۔ یہ قریشی ہے، یہ عربی ہے، یہ آرین ہے، یہ منگولین ہے۔ اس طرح ہر جماعت کی پہچان ہو جاتی ہے۔ لیکن اس تقسیم میں نہ تو کوئی امتیاز ہے، نہ یہ کوئی حقیقی تقسیم ہے۔ حقیقی امتیاز صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہ انسان کی سعی و عمل کا امتیاز ہے۔

اب تمام نسل انسانی ایک سطح اور ایک صف میں کھڑی ہو گئی، حقیقت کسی کو بلندی نہیں دیتی۔ لیکن اس کو جو اپنے عمل سے شرف و رفعت کا استحقاق ثابت کر دے

جو بڑھ کے خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اُسی کا ہے

وحدت انسانی کی طرف دعوت } رشتۂ انسانیت کی وحدت و اخوت کی طرف ان لفظوں میں اشارہ کر دیا کہ خلقنا کم من ذکر و انثیٰ تمام نوع انسانی ایک ہی نسل، ایک ہی خاندان، ایک ہی گھرانا ہے۔ پس جب فی الحقیقت نہ تو نسل میں امتیاز ہوا کہ نسل ایک ہی ہے۔ نہ وطن میں تفریق ہوئی کہ وطن بھی سب کا ایک ہی کرۂ ارضی ہے تو پھر ان میں کا ایک گروہ دوسرے گروہ سے کیوں الگ ہو؟ کیوں ایک ہی خاندان اور ایک ہی گھرانے کے رشتہ دار ایک دوسرے سے کٹ کر غیر اور اجنبی بن جائیں۔

اس بارے میں اسلام کی بنیادی تصریحات اس درجہ مشہور و معلوم ہیں کہ ان کے یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہیں، مقصود صرف اشارہ ہے۔ منجملہ ان قرآنی تصریحات کے جو انسانی وحدت کا اعلان کرتی ہیں وہ تمام آیتیں ہیں، جن میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مجمع انسانی کی اصل وحدت تھی۔ تفرقہ و گمراہی اور فطرت الٰہی سے دوری کا نتیجہ ہے۔

وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا ولولا کلمۃ سبقت من ربک لقضی بینہم فیما فیہ یختلفون (۱۰-۱۹)

اسلام کے داعی اول کی تعلیم اور عمل کا جو کچھ حال تھا وہ بھی محتاج بیان نہیں۔ آپ نے نسل و جنس کے غرور و ننگ نظری کو عصبیت

... فرمایا کہ

... منا	... ہم میں سے نہیں جو نسل و قوم کے تعصب کی طرف دعوت دے ... ہم میں سے نہیں جو
من دعی الی العصبیۃ لیس	اس تعصب کی بنا پر کسی دوسرے ...
منا من قاتل علی العصبیۃ	سے لڑائی لڑے۔

حجۃ الوداع یعنی اس حج کے موقعہ پر جو آپ ... حج تھا، آخری خطبہ وصیت دیتے ہوئے فرمایا

لا فضل لعربی علی	آج کے ... سے نسل و قومیت کے ... سارے
عجمی ولا لعجمی علی عربی	امتیازات مٹ گئے اب نہ کسی عرب کو عرب ہونے
کلکم ابناء آدم	کی وجہ سے عجمی پر فضیلت ہو سکتی ہے نہ عجمی کو عربی پر تفضیل
(بیہقی)	اسی کے لئے ہے جو اپنے عمل میں فضیلت رکھتا ہو۔
لیس لاحد فضل علی	تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور اسی لئے سب
احد الا بالدین وتقوی	ایک ہی صف میں اور ایک ہی درجہ کے ہیں
الناس کلہم بنو آدم	
وآدم من تراب (ابوداؤد)	

اسلام کی دعوت میں انسانی وحدت و اخوت کی حقیقت کو کس درجہ اہمیت حاصل تھی؟ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ آنحضرت (صلعم) سے جو دعائیں پانچ وقت کی نمازوں میں ثابت ہیں اُن میں سے ایک دعا یہ ہے۔

زید بن ارقم نامی ایک راوی کہتے ہیں کہ آپ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے تھے۔

(کان رسول اللہ صلعم یقول فی دبر کل صلوٰۃ)

اللہم ربنا ورب	خدایا ہمارا اور ساری کائنات ہستی کا پروردگار میں
کل شیء۔ انا شہید	گواہ ہوں کہ صرف تو ہی پروردگار عالم ہے، تیرے سوا کوئی
انک الرب وحدک	نہیں۔ خدایا! ہماری اور ساری ہستی کا پروردگار میں گواہ
لا شریک لک۔ اللہم	ہوں کہ محمد اس سے زیادہ نہیں ہیں کہ تیرا بندہ ہیں اور تیرا
ربنا ورب کل شیء	رسول ہے۔ خدایا! ہمارا اور تمام ہستی کا پروردگار میں
انا شہید ان العباد	گواہ ہوں کہ تیرے سارے بندے آپس میں بھائی بھائی
کلہم اخوۃ	ہیں۔ انہوں نے کتنے ہی تفرقے پیدا کر دیئے ہیں۔ لیکن تو نے
(مسند امام احمد و ابوداؤد)	ان سب کو ایک رشتۂ انسانیت میں جوڑ دیا ہے۔

غور کرو اس دعا میں یکے بعد دیگرے تین شہادتیں ہیں۔ پہلی پروردگار عالم کی توحید و ربوبیت کی ہے۔ دوسری رسولؐ کی رسالت

[illegible] دونوں شہادتیں اسلام کے دینی عقائد کی بنیاد [illegible]
[illegible] اب ان دو اہم ترین عقیدوں کی شہادت کے [illegible]
[illegible] جس بات کی دی جاتی ہے۔ ضروری ہے [illegible]
[illegible] اس [illegible] کہ ان دونوں [illegible]
[illegible] العباد [illegible]
[illegible] انسانی [illegible]
[illegible] گواہی [illegible]
[illegible] رسالت برحق ہے اسی طرح [illegible]
[illegible] جاتی ہیں۔ [illegible]
[illegible] جھٹلا دیا ہو [illegible]
[illegible] توحید اور رسالت کے بعد [illegible]
[illegible] کرنا چاہتے تھے وہ انسان کی برادری تھی۔

لفظ شہادت کی توضیح | اس موقع پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن اسلام کی بولی میں شہادت کے لفظ کے ساتھ جب کسی عقیدے کا اظہار کیا جاتا ہے تو اس کی ایک خاص حیثیت ہوتی ہے۔ یہ موقع تفصیل کا نہیں۔ مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ شہادت کے معنی گواہی دینے کے ہیں۔ اور یہ اسی وقت دی جاسکتی ہے جب کہ دو باتیں موجود ہوں۔ ایک یہ کہ جس بات کی گواہی دی جائے اس پر گواہ کو پورا پورا یقین ہو۔ ایسا یقین جیسا اپنی آنکھ سے دیکھی بھالی چیز پر ہوتا ہے۔ دوسری یہ کہ وہ کوئی ایسی بات ہو جس کی سچائی اور حقیقت پوشیدہ ہوگئی ہو اور دنیا میں عام طور پر اُسے جھٹلایا جارہا ہو۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس پر گواہی دے کر اسے نمایاں اور عالم آشکارا کردیا جائے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کے لئے شہادت کا لفظ موزوں نہ ہوگا، اظہار خیال کے لئے دوسرے الفاظ کافی ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے شہادت کے لفظ کے ساتھ جن جن امور کا اعلان کیا ہے وہ تمام تر وہی ہیں، جو عقائد و ایمان کی بنیادی سچائیاں ہیں، اور جن کی حقیقت انسان کے جہل و گمراہی سے اس درجہ پوشیدہ ہوگئی تھی کہ ان کے جھٹلانے پر تمام دنیا نے اتفاق کرلیا تھا۔ ضرورت تھی کہ ان کے لئے نوعِ انسانی کے دل و زبان سے از سر نو گواہی دلوائی جائے تاکہ ایک طرف اُن کے یقین و اعتقاد کا اعلان ہوجائے اور دوسری طرف اُن کے جھٹلانے کی تکذیب ہوجائے۔ پھر اس شہادت کے بھی مراتب اور اقسام ہیں۔ لیکن اُن کی تشریح کا یہ موقع نہیں۔

اب غور [illegible] جس طرح توحید اور رسالت کا اقرار لفظ شہادت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ٹھیک اُسی طرح انسانی برادری کی [illegible] اس سے تین باتیں واضح ہوگئیں
[illegible] انسانی برادری کا قیام اس درجہ
[illegible] کا لفظ اختیار کیا گیا
[illegible] دونوں کے اقرار کے لئے
[illegible] بیان وصف [illegible]
[illegible] قرار دیا ہے۔
[illegible] کے سب زیادہ سے
[illegible] ایک گواہ
[illegible] بیت [illegible]

[illegible] تھی اور چونکہ جھٹلائی جارہی تھی اس لئے ضرورت تھی کہ اس پر گواہی دی جائے۔ اور اس کی گواہی ہمیشہ کے لئے قائم کردی جائے۔

قدیم امتیازات کی تنسیخ | انسان کی عالمگیر اخوت کی راہ میں سب سے بڑی روک چار چیزیں تھیں، نسل۔ وطن۔ رنگت۔ زبان۔ انہی چار امتیازات کی بنا پر الگ الگ حلقے بنائے گئے تھے۔ اور انسانیت کا ایک دائرہ بے شمار چھوٹے چھوٹے دائروں میں بٹ گیا تھا۔ اسلام نے نہ صرف ان چاروں سے انکار کیا بلکہ اُن کے خلاف اس درجہ واضح اور قطعی اعلان کردیئے کہ کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ "نسل" کی نسبت صاف صاف کہہ دیا کہ سب کی نسل ایک ہی ہے۔ "وطن" کی نسبت کہہ دیا کہ عرب ہو یا عجم سب ایک ہی خدا کی زمین کے باشندے ہیں۔ "زبان" اور "رنگت" کی نسبت فیصلہ کردیا کہ یہ خدا کی حکمت اور قدرت کی نشانیاں ہیں۔ کسی جگہ کی آب و ہوا۔ دوسرا رنگ کہیں ایک خاص طرح کی زبان اور ادائے مطلب کے لئے وجود میں آگئی کہیں دوسری زبان۔ لیکن یہ اختلافات انسان کے امتیاز و تفرقہ کی بنیادیں نہیں ہیں۔

پھر اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے اعمال کا جو نظام تیار کیا اس کے ہر گوشہ کی وضع و قطع ایسی رکھی جس کے ساتھ امتیاز نسل و قوم جمع ہی نہیں ہوسکتا۔ روزانہ اعمال و عبادات میں ایسی چیزیں رکھدی گئیں کہ ہمیشہ انسانی وحدت و مساوات کا عملی اعتراف ہوتا رہے۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج سب میں یہ روح کام کررہی ہے۔

نے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ انسانوں کے گروہوں اور جماعتوں کے جتنے بھی حلقے بنے ہیں خواہ وہ نسل کی بنا پر بنے ہوں یا وطن و جنس کی بنا پر۔ ساری قدر و قیمت صرف اتنی ہے کہ باہم گر پہچان کا ذریعہ ہیں۔ اس سے زیادہ کوئی اثر نہیں رکھتے۔ تمام کرۂ ارضی پر پھیلی ہوئی نسلِ انسانی کے لئے ضروری تھا کہ مختلف حصوں اور گروہوں میں منقسم ہو جائے۔ اور جب منقسم ہو گئی تو ناگزیر ہوا کہ ایک گروہ کو دوسرے سے پہچاننے کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ تعارف پیدا ہو جائے، یہ تمام حلقے تعارف کا ذریعہ ہیں۔ یہ افریقی ہے، یہ عربی ہے، یہ آرین ہے، یہ منگولین ہے۔ اس طرح ہر جماعت کی پہچان ہو جاتی ہے۔ لیکن اس تقسیم میں نہ تو کوئی امتیاز ہے، نہ یہ کوئی حقیقی تقسیم ہے حقیقی امتیاز صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہ انسان کی سعی و عمل کا امتیاز ہے۔

اب تمام نسلِ انسانی ایک سطح اور ایک صف میں کھڑی ہوئی، حقیقت کسی کو بلندی نہیں دیتی۔ لیکن اس کو جو اپنے عمل سے شرف و رفعت کا استحقاق ثابت کرے

جو بڑھ کے خود اٹھا لے ہاتھ میں پیمانہ اسی کا ہے

وحدتِ انسانی کی طرف دعوت } رشتۂ انسانیت کی وحدت واخوت کی طرف ان لفظوں میں اشارہ کر دیا کہ خلقناکم من ذکر و انثیٰ تمام نوعِ انسانی ایک ہی نسل۔ ایک ہی خاندان، ایک ہی گھرانا ہے۔ پس جب فی الحقیقت نہ تو نسل میں امتیاز ہوا کہ نسل ایک ہی ہے۔ نہ وطن میں تفریق ہوئی کہ وطن بھی سب کا ایک ہی کرۂ ارضی ہے تو پھر ان میں کا ایک گروہ دوسرے گروہ سے کیوں الگ ہو؟ کیوں ایک ہی خاندان اور ایک ہی گھرانے کے رشتہ دار ایک دوسرے سے کٹ کر غیر اور اجنبی بن جائیں۔

اس بارے میں اسلام کی بنیادی تصریحات اس درجہ مشہور و معلوم ہیں کہ اُن کے یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ مقصود صرف اتنا ہے منجملہ ان قرآنی تصریحات کے جو انسانی وحدت کا اعلان کرتی ہیں وہ تمام آیتیں ہیں، جن میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مجمعِ انسانی کی اصل وحدت تھی۔ تفرقہ و گمراہی اور فطرتِ الٰہی سے دوری کا نتیجہ ہے۔

وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا ولولا کلمت سبقت من ربک لقضی بینھم فیما فیہ یختلفون (۱۹-۲۱)

اسلام کے داعی اول کی تعلیم اور عمل کا جو کچھ حال تھا وہ بھی محتاجِ بیان نہیں۔ آپ نے نسل و جنس کے غرور و تنگ نظری کو عصبیت جاہلیت سے تعبیر کیا اور بار بار اعلان کر دیا کہ

لیس منا من دعا الی العصبیۃ لیس منا من قاتل علی العصبیۃ لیس منا من مات علی العصبیۃ	یعنی وہ ہم میں سے نہیں جو نسل و قوم کے تعصب کی طرف دعوت دے۔ وہ ہم میں سے نہیں جو اس تعصب کی بنا پر کسی دوسری جماعت سے لڑائی لڑے۔

حجۃ الوداع یعنی اس حج کے موقعہ پر جو آپ کی زندگی کا آخری حج تھا، آخری خطبۂ وصیت دیتے ہوئے فرمایا۔

لا فضل لعربی علیٰ عجمی ولا لعجمی علیٰ عربی کلکم ابناء آدم (صحیحین)	آج کے دن سے نسل و قومیت کے سارے امتیازات مٹ گئے، اب نہ کسی عرب کو عرب ہونے کی وجہ سے عجمی پر فضیلت ہو سکتی ہے نہ عجمی کو عربی پر۔ فضیلت اسی کے لئے ہے جو اپنے عمل میں فضیلت رکھتا ہو۔
لیس لاحد فضل علیٰ احد الا بالدین و تقویٰ الناس کلھم بنو آدم و آدم من تراب (رواہ البخاری)	تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور اسی لئے سب ایک ہی صف میں اور ایک ہی درجے کے ہیں

اسلام کی دعوت میں انسانی وحدت و اخوت کی حقیقت کو کس درجہ اہمیت حاصل تھی؟ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ آنحضرت (صلعم) سے جو دعائیں پانچ وقت کی نمازوں میں ثابت ہیں اُن میں سے ایک دعا یہ ہے۔

زید بن ارقم نامی ایک راوی کہتے ہیں کہ آپ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے تھے۔

(کان رسول اللہ صلعم یقول فی دبر کل صلوٰۃ)

اللھم ربنا ورب کل شی۔ انا شھید انک الرب وحدک لا شریک لک، اللھم ربنا ورب کل شی انا شھید ان العباد کلھم اخوۃ (مسند امام احمد و ابو داؤد)	خدایا ہمارا اور ساری کائنات ہستی کا پروردگار! میں گواہ ہوں کہ صرف تو ہی پروردگار عالم ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں۔ خدایا! ہماری اور ساری ہستی کا پروردگار میں گواہ ہوں کہ محمد اس سے زیادہ نہیں ہے کہ تیرا بندہ ہے اور تیرا رسول ہے۔ خدایا! ہمارا اور تمام ہستی کا پروردگار! میں گواہ ہوں کہ تیرے سارے بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اُنھوں نے کتنے ہی تفرقے پیدا کر دئے ہیں۔ لیکن تو نے ان سب کو ایک رشتۂ انسانیت میں جوڑ دیا ہے۔

غور کرو اس دعا میں یکے بعد دیگرے تین شہادتیں ہیں۔ پہلی پروردگار عالم کی توحید و ربوبیت کی ہے۔ دوسری رسولؐ کی رسالت

اور بند کی گئی ہے۔ یہ دونوں شہادتیں اسلام کے دینی عقائد کی بنیاد اور اولین اصول ہیں۔ اب ان دو اہم ترین عقیدوں کی شہادت کے ساتھ ہی تیسری شہادت جس بات کی دی جارہی ہے۔ ضروری ہے کہ وہ بھی اسلام کے نقطۂ نگاہ سے اس درجہ اہم ہو کہ ان دونوں کے بعد تیسری جگہ پا سکے۔ وہ کیا ہے؟ ان العباد کلھم اخوۃ خدایا اگرچہ انسانوں نے تیری بنائی ہوئی انسانی برادری تیھو کر طرح طرح کی نئی برادریاں اور رشتے بنا رکھے ہیں۔ لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ جس طرح تیری خدائیت اور تیرے رسولؐ کی رسالت برحق ہے اُسی طرح یہ بھی برحق ہے کہ سارے انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اُنھوں نے جہل و محجوبیت سے گو ہی یہ مقدس رشتہ بھلا دیا ہو لیکن یہ رشتہ حقیقی ہے اور قائم ہے۔

داعئ اسلام توحید اور رسالت کے بعد جس حقیقت کا اعلان عام کرنا چاہتے تھے، وہ انسان کی برادری تھی۔

لفظ شہادت کی توضیح } اس موقع پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ قرآن اسلام کی بولی میں "شہادت" کے لفظ کے ساتھ جب کسی عقیدے کا اظہار کیا جاتا ہے تو اس کی ایک خاص حیثیت ہوتی ہے۔ یہ موقع تفصیل کا نہیں۔ مختصراً یوں سمجھنا چاہیئے کہ شہادت کے معنی گواہی دینے کے ہیں۔ اور یہ اُسی وقت دی جاسکتی ہے جب کہ دو باتیں موجود ہوں۔ ایک یہ کہ جس بات کی گواہی دی جائے اس پر گواہ کو پورا پورا یقین ہو۔ ایسا یقین جیسا اپنی آنکھ سے دیکھی بھالی چیز پر ہوتا ہے۔ دوسری یہ کہ وہ کوئی ایسی بات ہو جس کی سچائی اور حقیقت پوشیدہ ہوگئی ہو اور دنیا میں عام طور پر اُسے جھٹلایا جارہا ہو۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس پر گواہی دے کر اسے نمایاں اور عالم آشکارا کر دیا جائے، اگر ایسا نہیں ہے تو اس کے لئے شہادت کا لفظ موزوں نہ ہوگا، اظہار خیال کے لئے دوسرے الفاظ کافی ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے شہادت کے لفظ کے ساتھ جن جن امور کا اعلان کیا ہے وہ تمام تر وہی ہیں، جو عقائد و ایمان کی بنیادی سچائیاں ہیں، اور جن کی حقیقت انسان کے جہل و گمراہی سے اس درجہ پوشیدہ ہوگئی تھی کہ ان کے جھٹلانے پر تمام دنیا نے ایکا کر لیا تھا۔ ضرورت تھی کہ ان کے لئے نوع انسانی کے دل و زبان سے از سر نو گواہی دلوائی جائے تاکہ ایک طرف اُن کے یقین و اعتقاد کا اعلان ہو جائے اور دوسری طرف اُن کے جھٹلانے کی تکذیب ہو جائے۔ پھر اس شہادت کے بھی مراتب اور اقسام ہیں۔ لیکن اُن کی تشریح کا یہ موقع نہیں۔

اب غور کرو کہ اس دعا میں جس طرح توحید اور رسالت کا اقرار لفظ "شہادت" کے ساتھ کیا گیا ہے، ٹھیک اُسی طرح انسانی برادری کی حقیقت پر بھی شہادت دی گئی ہے۔ اس سے تین باتیں واضح ہوگئیں:

اول یہ کہ اسلام کے نزدیک انسانی برادری کا قیام اس درجہ اہم تھا کہ اس کے اقرار کے لئے بھی شہادت کا لفظ اختیار کیا گیا، جو اُس نے ایمان و عقائد کی بنیادی صداقتوں کے اقرار کے لئے بھی شہادت کا لفظ اختیار کیا گیا۔ جو اُس نے ایمان و عقائد کی بنیادی صداقتوں کے اقرار کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ ایک ایسی بات ہے جس کے لئے زیادہ سے زیادہ مضبوط یقین و ایمان مطلوب تھا۔ ایسا یقین جو ایک گواہ گواہی دیتے ہوئے کسی بات کی واقعیت پر رکھتا ہے۔

تیسرے یہ کہ یہ ایک ایسی حقیقت تھی جو ہر طرف جھٹلائی جارہی تھی۔ اور چونکہ جھٹلائی جارہی تھی اس لئے ضرورت تھی کہ اس پر گواہی دی جائے۔ اور اس کی گواہی ہمیشہ کے لئے قائم کر دی جائے۔

قدیم امتیازات کی تنسیخ } انسان کی عالمگیر اخوت کی راہ میں سب سے بڑی روک چار چیزیں تھیں۔ نسل۔ وطن۔ رنگت۔ زبان۔ انہی چار امتیازات کی بنا پر الگ الگ حلقے بنائے گئے تھے۔ اور انسانیت کا ایک دائرہ بے شمار چھوٹے چھوٹے دائروں میں بٹ گیا تھا۔ اسلام نے نہ صرف ان چاروں سے انکار کیا بلکہ اُن کے خلاف اس درجہ واضح اور قطعی اعلان کر دیئے کہ کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ "نسل" کی نسبت صاف صاف کہہ دیا کہ سب کی نسل ایک ہی ہے۔ "قوم" کی نسبت کہہ دیا کہ عرب ہو یا عجم سب ایک ہی خدا کی زمین کے باشندے ہیں۔ "زبان" اور "رنگت" کی نسبت فیصلہ کر دیا کہ یہ خدا کی حکمت اور قدرت کی نشانیاں ہیں۔ کسی جگہ کی آب و ہوا۔ دوسرا رنگ کہیں ایک خاص طرح کی زبان ادائے مطلب کے لئے وجود میں آگئی۔ کہیں دوسری زبان۔ لیکن یہ اختلافات انسان کے امتیاز اور تفرقہ کی بنیادیں نہیں ہیں۔

پھر اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے اعمال کا جو نظام تیار کیا اس کے ہر گوشہ کی وضع و قطع ایسی رکھی جس کے ساتھ امتیاز نسل و قوم جمع ہی نہیں ہو سکتا۔ روزانہ اعمال و عبادات میں ایسی چیزیں رکھدی گئیں کہ ہمیشہ انسانی وحدت و مساوات کا عملی اعتراف ہوتا ہے۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج سب میں یہ روح کام کر رہی ہے۔

انسانی اخوت کے کام و نفوذ کا ایک پورا انتظام ہے۔ جو اسپرٹ ہر فرد کو مجبور کر دیتا ہے کہ اس حقیقت کا اقرار کرے۔ اس کے ساتھ برائیاں خود کر دے۔ اس کے یقین و ایمان کی عملی تصویر بن جائے۔ اس بارے میں بے شمار چیزیں ہوتے اور بیان کرنے کی ہیں۔ لیکن یہاں یہ ذکر ضمناً آگیا ہے۔ اس لئے صرف اشارے پر اکتفا کیا گیا۔

اسلامی تعلیمات کا اثر اسلام کو اپنی اس دعوت میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ انسانی برادری کا گذشتہ حلقہ قائم ہو گیا یا نہیں۔ اس مفصل بیان کی تو گنجائش نہیں۔ لیکن تاریخ اور مشاہدہ کا یہ فیصلہ بلا نزاع مسلم ہے کہ

(۱) عرب کی نسلی اور وطنی عصبیت پر ایسی کاری ضرب لگی ہے کہ وہ پھر سر نہ اٹھا سکی۔

(۲) عرب سے باہر وہ جہاں جہاں پہنچا ایک ایسی انسانی اخوت کی دعوت دی جو وطنی اور نسلی امتیاز سے بالاتر تھی۔ اس کے ساتھ ہوگا آٹھویں صدی عیسوی میں جب یورپ کی اجتماعی زندگی عائلہ اور قبیلہ کی سرحد سے آگے نہیں بڑھی تھی اسلام اسپین اور فرانس میں انسانی اخوت کا پیغام سنا رہا تھا۔

(۳) اس نے ایک عالمگیر معاشرتی نظام قائم کر دیا۔ جو ہر طرح کے نسلی و وطنی تعصبات سے بالاتر ہے۔ اور جس کی بنیاد انسانی اخوت و وحدت پر ہے۔

(۴) قرون وسطیٰ (مڈل ایجز) کے بعد یورپ کے تمدن کا نیا دور شروع ہوا۔ اور اس نے قومیت و جنسیت کا صور اس زور سے پھونکا کہ تمام دنیا اس کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھی۔ اب "انسانیت" کی راہ میں جنسیت و قومیت کی کڑی حائل ہو گئی ہے لیکن اسلام نے اب سے تیرہ سو برس پہلے یہ تمام کڑیاں طے کر لی تھیں۔

(۵) اگر کہا جائے کہ اسلام کی دعوت سے بھی انسانیت کا عام حلقہ پیدا نہ ہو سکا، بلکہ "اسلامیت" کا ایک نیا حلقہ بن گیا۔ تو یہ صحیح ہے۔ لیکن چند حقیقتیں تسلیم کرنا پڑیں گی۔

اولاً یہ کہ قصور زمانے کی استعداد کا ہے۔ نہ کہ اسلام کی دعوت کا۔ مختلف وجوہ سے دنیا کا عملاً منزل انسانیت تک پہنچنے کے لئے ابھی بڑا وقت درکار تھا۔ ثانیاً اگرچہ اسلامیت کا ایک نیا حلقہ پیدا ہو گیا مگر کیسا وسیع حلقہ! ایسا وسیع حلقہ کہ اس وقت تک تمام اجتماعی حلقوں میں سب سے زیادہ وسیع حلقہ یہی ہے۔ بلاشبہ وہ بھی ایک چار دیواری کھینچنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن کیسی چار دیواری؟ اس درجہ وسیع چار دیواری کہ دنیا کے تمام بنائے ہوئے احاطے اس کے پھیلاؤ کے اندر آگئے۔ اس نے کسی گوشے کسی دائرے کسی ہیئت اجتماعیہ (سوسائٹی) کو بھی اپنی چار دیواری سے باہر رہنے نہیں دیا۔ اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ کم از کم اسلام کی دعوت نے انسانی اجتماع کا ایک ایسا دائرہ پیدا کر دیا جو نوع انسانی کے تمام پچھلے دائروں سے اوپر اور صرف ایک ہی دائرہ مطلقہ انسانیہ سے نیچے ہے، وہ انسان کو تمام نچلے درجوں سے بلند کر کے ایک ایسی سطح تک پہنچا دیتا ہے جہاں سے صرف ایک قدم آگے بڑھنا رہ جاتا ہے۔ حالانکہ دنیا کی تمام قوموں کے لئے ابھی منزلوں کی منزلیں باقی ہیں۔

اس اعتبار سے اگر گذشتہ اجتماع کی تمام کڑیوں (امومتہ۔ ابوۃ۔ عائلہ۔ قبیلہ۔ بلدیہ۔ وطنیہ۔ قومیت و جنسیت۔ براعظمیت یا تقسیم طبعا جغرافیہ۔ انسانیہ وارضیہ) پر نظر ڈالی جائے تو ان میں ایک نئی کڑی اسلامیت بڑھا دینی پڑے گی۔ اور اس سلسلۂ ارتقاء کی نو منزلوں کی جگہ دس منزلیں بن جائیں گی۔

اسلامیت کی سرحد انسانیت کی سرحد سے متصل ہے۔ اگر دنیا چاہے تو صرف ایک قدم میں منزل مقصود تک پہنچ جا سکتی ہے۔

خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھئے۔ ورنہ آپ کے خط کی تعمیل نہ ہو گی۔

منیجر پیشوا

عدم تشدد یا صبر

(از حضرت علامہ سعید احمد صاحب ایم اے فاضل دیوبند پروفیسر عربی کالج)

ہندوستان کے موجودہ عالمِ بے بسی و مجبوری میں تشدد پر کچھ لکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی طائرِ قفس کا اپنے صیاد کی طرف کسی ہولی چونچ اور ٹوٹے ہوئے پنجوں سے اشارہ کرنا، یا کسی شیرِ عرین کا قفس میں بند ہونے کی حالت میں آزاد شیر کی طرح گونجنا اور غرانا۔ لیکن گاندھی جی جو اس زمانہ میں عدم تشدد کے سب سے بڑے داعی ہیں انھوں نے گزشتہ ڈیڑھ دو ماہ میں اپنے اس عقیدہ کی اس زور و شور سے تبلیغ و اشاعت کی ہے کہ ہمارے بعض نوجوان بھی اُس سے متاثر ہو گئے ہیں۔ اگر گاندھی جی اس نظریے کو اپنے یا اپنی قوم تک ہی محدود رکھتے تو ہمیں اس سے تعرض کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن انھوں نے اپنے بعض جدید مضامین میں قرآن مجید کا اور بعض قومی کارکن مسلمانوں کے عمل کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اور اس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اُن کے "عدم تشدد" کے نظریہ کی تائید خود اسلام کی تعلیمات سے ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ گاندھی جی اس مسئلہ میں صحیح راستہ پر نہیں ہیں۔ اور انھوں نے اسلام کی تعلیمات کو درمیان میں رکھ کر ایک ایسی جرأت کی ہے جو اُن کو نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اس لئے "تشدد" کے بارے میں اسلام کا جو نظریہ ہے، ہم ذیل میں اُس کو نہایت مختصر طریقہ سے بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ گاندھی جی اور اُن کے ہم عقیدہ لوگوں کو جو غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ دور ہو سکے۔

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اسلام دنیا کا سب سے زیادہ مکمل اور فطری مذہب ہے۔ اُس نے جو عالمگیری حاصل کی اُس کا راز صرف اس حقیقت میں مضمر ہے کہ اُس کی تعلیمات کی بنیاد ایسے محکم اصول پر قائم ہے جو انسان کے نفسیاتی احساسات اور اُس کے فطری و طبعی رجحانات میں کوئی تصادم پیدا نہیں کرتے۔ بلکہ اُنکو ایک ہموار سطح پر لاکر معتدل بنا دیتے ہیں۔ فلسفۂ اخلاق کے پیش نظر دنیا کی تمام اچھائیوں کی بنیاد عدالت پر قائم ہے۔ اور عدالت کے معنی ہیں کسی چیز کی نسبت کوئی حکم لگاتے وقت اُس کی جانب افراط و تفریط میں ایک ایسا توازن و تناسب قائم رکھنا جس کی وجہ سے اُس چیز کے تمام پہلوؤں میں ہم آہنگی اور یکسانیت پیدا ہو جائے۔

آپ اسلام کی تمام تعلیمات کو فرداً فرداً دیکھ جائیے، آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ سب کی سب خواہ انفرادی زندگی سے متعلق ہوں یا اجتماعی زندگی سے اسی عدالت پر قائم ہیں۔ اُن سے ذرا ہٹئے تو آپ کا قدم افراط میں جا پڑے گا۔ یا تفریط کے غار میں آپ اوندھے منہ گر پڑیں گے۔ اسی رعایت عدالت کی بنیاد پر اُس نے لوگوں کو دعوت دی کہ اگر تم حقیقی امن و امان چاہتے ہو تو وہ تمھیں صرف اسلام کے سایہ میں مل سکتا ہے۔

قرآن مجید میں بار بار فتنہ و فساد پھیلانے کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ اور لوگوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ صلح، صفائی اور امن و آشتی کے ساتھ رہیں۔ ارشاد ہے:

ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ تم زمین میں فساد پھیلاتے مت پھرو

ولا تتبع سبیل المفسدین۔ آپ فساد پردازوں کے راستہ پر نہ چلئے

ان اللہ لا یحب المفسدین۔ تحقیق اللہ تعالیٰ فتنہ پردازوں کو پسند نہیں کرتا

ایک مقام پر فتنہ پردازوں کی چند علامتیں بیان کرنے کے بعد آخر اُن کی مذمت کی گئی ہے۔

ومن الناس من یعجبک	اور بعض لوگ ایسے ہیں جن کی باتیں دنیا کی زندگی
قولہ فی الحیٰوۃ الدنیا	میں آپ کو بھلی معلوم ہوں گی اور وہ اپنے دل کے
ویشھد اللہ علیٰ ما	خیال پر خدا کو گواہ ٹھیراتے ہیں، لیکن (دراصل)
فی قلبہ وھو الد الخصام	وہ دشمنوں میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہیں۔ اور
واذا تولیٰ سعیٰ فی الارض	جب وہ آپ کے پاس سے لوٹ کر جاتے ہیں تو
لیفسد فیھا ویھلک	زمین میں اِدھر سے اُدھر پھرتے ہیں کہ وہ فساد پیدا
الحرث والنسل واللہ	کریں اور کھیتوں اور انسان کی نسل کو ہلاک کر ڈالیں۔
لا یحب الفساد	اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

فتنہ و فساد کی اس شدید مذمت کے ساتھ ساتھ اسلام نے یہ بتایا کہ انسان کی جان اس دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی شے ہے۔ اس کا احترام کرنا چاہئے۔ اور بے خطا قتل کر دینے کو سب سے بڑی معصیت قرار دیا۔

لیکن اسلام انسان کی فطرت سے اغماض نہیں کر سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ انسان انسان ہے۔ فرشتہ نہیں۔ اس میں کسب خیر و شر دونوں کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ وہ جس طرح اپنے ملکوتی صفات کی وجہ سے انسان کہلانے کے باوجود مخدوم ملائک بن سکتا ہے، ٹھیک اسی طرح کبھی وہ اپنی قوت شہوی و غضبی سے اس درجہ مغلوب ہو جاتا ہے کہ وعظ و پند کے تمام حربے اُس کے لئے بے سود ثابت ہوتے ہیں۔ اور خدا اور اس کے

احکام سے منحرف ہو کر کبھی اُس کی عقل وفہم پر گمراہی کے ایسے تاریک اور توبرتو پردے پڑجاتے ہیں کہ ارشاد و ہدایت کی تمام کوششیں اُن کے اُٹھانے میں ناکام رہتی ہیں۔ وہ اپنی شہوات و خواہشات کا غلام بن کر، اور انسانیت و شرافت کے تمام لوازم وآداب سے باغی ہو کر اللہ کی زمین میں فتنہ وفساد کا ہنگامہ گرم کردیتا ہے۔ اور امن و صلح کی آبادی کو انسانوں کے خون سے رنگین کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ اس مرحلہ پر پہنچ کر اسلام حکم دیتا ہے کہ جبر کا مقابلہ جبر سے کرو۔ جو تمہارے منہ پر بے قصور و بے خطا طمانچہ رسید کرتا ہے۔ تم بھی اُس کے منہ پر طمانچہ رسید کردو۔ اسلام کی تعلیم کے اکمل اور عین مطابق فطرت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ایسے مواقع پر وہ ایک طرف تو یہ حکم دیتا ہے کہ طمانچہ کا جواب طمانچہ سے دو۔ تاکہ اُس کو دوبارہ ایسی حرکت کرنے کی جرأت نہ ہو۔ اور دوسری طرف وہ کہتا ہے کہ زیادتی ہرگز مت کرو۔ ارشاد ہے۔

ان اللّٰہ لا یحب المعتدین۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا

اسلام اُس ماہر ڈاکٹر کی طرح ہے جو مریض کے کسی عضو میں مادۂ فاسد دیکھ کر کوشش کرتا ہے کہ اس عضو کو باقی رکھتے ہوئے ہر ممکن سے ممکن طریقہ پر اُس مادہ کا اخراج کردے۔ لیکن اگر اُس کی یہ تمام کوششیں بیکار رہتی ہیں تو اُسے لامحالہ اُس عضو کو کاٹنا پڑتا ہے۔ اس عمل سے مریض کو یقیناً تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس کے جسمانی تناسب میں فرق بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ تمام صعوبتیں صرف اس لئے برداشت کرلی جاتی ہیں کہ مریض کی بھلائی، اور اس کی عام صحت برقرار رکھنے کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہتا۔ پس اسی طرح سوسائٹی کے بعض شریر افراد یا انسانی جماعت کا ایک شریر گروہ اس مادۂ فاسد کی طرح پھیلنے اور بڑھنے لگے تو اس کے انسداد کے لئے ایک آخری کوشش اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ اُس پر عمل جراحی کیا جائے۔ تاکہ اس کا اثر متعدی ہو کر دوسروں تک نہ پہنچے۔ جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا۔ قتل شریعت اسلام میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ لیکن اگر فتنہ کے انسداد کے لئے تمام ارشاد و وعظ کی کوششیں ناکام ہو چکی ہوں تو پھر اسلام حکم دیتا ہے کہ مسلمانوں کو تلوار کے زور سے اس کا سر قلم کردینا چاہیئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:۔

والفتنۃ اشد من القتل۔ اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔

ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب۔ اے عقل والو قصاص میں تمہاری زندگی ہے

قرآن کے اس حکم کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی امر منکر کو دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ سے روک دے۔ اور اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے اُس کو روکنے کی کوشش کرے۔ اور اگر یہ بھی اس کے بس میں نہیں ہے تو پھر کم از کم دل سے ہی اُس کو بُرا سمجھنا چاہیئے، اور یہ سب سے کمزور درجہ کا ایمان ہے۔

اسلام کی ان تعلیمات کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمان اگر دنیا میں شر و فساد اور ظلم و تعدی پاتے ہیں تو اُن کو امن و امان قائم کرنے اور رفاہ انسانی فلاح و بہبود کی خاطر اُس فتنہ کا سد باب کرنا چاہیئے۔ اور اُس کے لئے ہر ممکن ذرائع سے کام لینا چاہیئے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اور چارہ کار باقی نہ رہے تو انھیں جبر اور تشدد سے اُس کا استیصال کردینا چاہیئے۔ اس طریق عمل سے چند شریر جانیں ضرور تلف ہونگی۔ لیکن عام انسانی سوسائٹی امن و عافیت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم آخر وقت تک ظالموں سے رفق و ملاطفت کا برتاؤ کرتے رہو۔ اور کسی حالت میں بھی اُن پر جبر نہ کرو۔

یہ ہے اسلام کی صحیح تعلیم۔ اب اس کے مقابلہ میں گاندھی جی کا نظریۂ عدم تشدد دیکھیے تو اُس کا ماحصل یہ ہے کہ کسی حکومت کے ہاتھ میں خواہ کتنی ہی طاقت و قوت ہو اُس کو کسی وقت بھی شر و فساد کے استیصال کے لئے جبر و تشدد کا استعمال جائز نہیں ہے۔ اُس کو کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ لطف اور مدارات سے فتنہ پروروں پر اخلاقی دباؤ ڈالے۔ اور اُن کے ظلم و جبر کے مقابلہ میں اُس کی طرف سے کوئی جابرانہ کارروائی ہرگز نہ ہونی چاہیئے ؎

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا!

گاندھی جی کا جو نظریہ ہے وہ اُس کی تائید میں خواہ کیسے ہی فلسفیانہ دلائل پیش کریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ کبھی کسی قوم میں دائمی طور پر قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ اس نظریہ کا مقصد یہ ہے کہ عدم تشدد کی راہ سے ظالم و جابر پر اخلاقی دباؤ ڈالا جائے۔ اور اس طرح اُس سے حق بات کا اعتراف کرایا جائے۔ لیکن یہ صرف وہیں ہو سکتا ہے جہاں روح میں زندگی اور اخلاق میں کوئی بیداری موجود ہو۔ وہ لوگ جو پتھر سے زیادہ سخت دل ہو گئے ہوں، اور جن پر اخلاقی و روحانی موت طاری ہو چکی ہو اُن سے کسی اخلاقی دباؤ سے متاثر ہونے کی توقع ایسی ہے جیسی کسی دیوار سے رونے یا کسی پتھر سے ہنسنے کی۔ اگر ایک چٹان آگ

الحاح وزاری سے اثر پذیر ہو کر آپ کے راستہ سے نہیں ہٹتی تو آپ کے پاس آگے بڑھنے کے لئے اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ آپ زبردستی اس کو وہاں سے دور کر دیں۔

کسی چیز کی حقیقت یا اس کے حسن پر فلسفیانہ نقطۂ نگاہ سے بحث کرنا اس بحث سے بالکل مختلف ہوتا ہے، جو اس کے عملی امکانات کو سامنے رکھ کر کی جائے۔ بسا اوقات انسان فلسفہ کی عینک سے کسی چیز کو دیکھتا ہے تو وہ اسے بڑی خوبصورت نظر آتی ہے۔ لیکن جب انسانی ذہنیت کا اقتضا شدید ہوتا ہے تو خود اس سے اس کے نظریہ کے خلاف افعال سرزد ہونے لگتے ہیں۔ یاد ہوگا، اب سے بارہ تیرہ سال پہلے کی بات ہے، گاندھی جی نے اپنے آشرم کے ایک سخت بیمار بچھڑے کو ایک زہریلی دوا کے انجکشن سے ہلاک کروا دیا تھا۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ بچھڑا انتہا درجہ بیمار تھا۔ اور اس کی زندگی کی کوئی توقع باقی نہیں رہی تھی۔ اس لئے میں نے یہ مناسب جانا کہ اسے ہلاک کروا کر اس کو بیماری کی مصیبت سے نجات دلا دوں۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ اگر اس بچھڑے کی طرح بعض انسانوں پر اتفاقی موت طاری ہو جائے اور ان سے ان کے بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہی ہو تو ان کو گولی کا نشانہ بنا دینا خلاف عدل و انصاف ہوگا۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام نے جس تشدد کو نہ صرف جائز بلکہ واجب قرار دیا ہے اس کا استعمال اسی وقت جائز ہے جب کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں طاقت و قوت ہو، اور وہ عظیم الشان جماعتی نقصان کے بغیر اس کو کام میں لا سکتے ہوں۔ ورنہ اگر مسلمان کسی ملک میں انتہا درجہ مغلوب و محکوم ہوں تو اسلام ان کے لئے یہ جائز نہیں رکھتا کہ وہ انفرادی طور پر تشدد کا استعمال کر کے اپنی جماعت کو عظیم نقصان میں مبتلا کر دیں۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس طرح کے تشدد سے الگ رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ خود مختارانہ طاقت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور جب طاقت حاصل ہو جائے تو وہ ظالموں کی سرکوبی کر کے اس سے غریبوں، مظلوموں اور بے بسوں کی حفاظت اور ایک عالمگیر امن و امان قائم کرنے کا کام لیں۔

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید {اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت ہیبت ہے}

اسی قسم کے موقع کے لئے فرمایا گیا ہے، اور جب تک انہیں طاقت حاصل ہو صبر اور استقلال سے کام لینا چاہیئے۔ گاندھی جی جس چیز کو عدم تشدد کہتے ہیں وہ وقتی اعتبار سے اسلامی اصطلاح کے ماتحت صبر پر تو منطبق ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ جس وسیع معنی میں "عدم تشدد" کا اطلاق کرتے ہیں اسلام کو اس سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

گاندھی جی نے خان عبدالغفار خاں کا حوالہ دے کر تحریر کیا ہے کہ وہ نماز روزہ کے بڑے پابند ہیں، اور سچے مسلمان ہیں، لیکن اس کے باوجود نظریہ عدم تشدد کے قائل ہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر خان صاحب اس نظریہ کو اسی تفصیل کے ساتھ قبول کرتے ہیں جو آپ بیان کرتے رہتے ہیں تو قبول کریں۔ بہرحال یہ واضح امر ہے کہ کسی مسلمان کے پابند نماز و روزہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فعل یا عقیدہ اسلام کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ ورنہ اگر یہ صحیح نہیں ہے تو کیا خان صاحب کے فرزند ارجمند نے سول میرج ایکٹ کے ماتحت جو ایک پارسی لڑکی سے شادی کی ہے اس کو بھی اسلامی اور شرعی طور پر جائز کہا جائے گا؟

اخیر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ہم میں اور گاندھی جی میں اختلاف صرف اس وقت سے تعلق ہے جب کہ ہمارے پاس حکومت اور طاقت ہو۔ ورنہ بحالات موجودہ تشدد کے بارے میں ہمارا اور ان کا طرز عمل ایک ہی ہے۔ فرق اگر ہے تو یہی کہ ہم دینی اصطلاح کے مطابق اپنی موجودہ غیر متشددانہ حالت کو صبر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور وہ ایک خاص نظریہ کے پابند ہونے کے باعث اسے "عدم تشدد" کہتے ہیں۔ ہم جب بھی آزاد ہوں گے دیکھا جائے گا۔ اس وقت تو ہم سب کا مشترک عمل یہ ہے:

بے کاری جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل
جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی!

(غالب)

خلاصہ موضوعات کبیر ملا علی قاری

معہ

تاریخ و تدوین حدیث

(از جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب انشہابی اکبرآبادی)
(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲)

آپ کے وقت میں لوگوں نے کثرت سے روایت کرنا چاہیں تو آپ نے توبیخ فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود۔ ابو درداؓ و ابو مسعود کو کثرت سے حدیثیں بیان کرنے پر قید کر دیا۔ اور آپ فرماتے تھے کہ اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ حدیث کی روایت کرنے میں مجھ سے کچھ کمی و بیشی ہو جائے گی تو میں حدیث بیان کرتا۔ حضرت عمرؓ کو ایک احادیث کے مجموعہ کی ترتیب کا بھی خیال ہوا۔ مگر ارادہ کو ملتوی کیا۔ آپ کی روک ٹوک اور ضبط و احتیاط سے حدیثیں کم روایت کی گئیں۔ مگر یہ ہر قسم کے احتمالات سے بے داغ تھیں۔ آپ کے بعد احادیث کو وسعت ہوئی لیکن اعتماد اور قوت کا وہ پایہ نہ رہا۔

حضرت عثمانؓ نے عنانِ خلافت ہاتھ میں لی قبل کی فتوحات فاروقی سے یہود۔ نصاریٰ۔ مجوس۔ مانی مذہب کے پیروکار وغیرہ داخل اسلام ہوئے۔ ضرورتیں بڑھیں۔ اس اعتبار سے احادیث نے وسعت پائی۔ اُدھر بعض جلیل القدر صحابہ تدوین حدیث کی عمارت قائم کر رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جن کو خدا نے فطرت سلیم اور ذوق علم اور اس کی تلاش و جستجو کی تڑپ عطا کی تھی۔ اُنھوں نے عرب کے گوشہ گوشہ سے حدیث کا ایک ایک دانہ چن چن کر یک جا جمع کر لیا تھا۔ جو کتاب ابن عباسؓ کے نام سے مشہور ہے۔ سعید بن جبیر آپ کی روایات لکھا کرتے۔ (دارمی) انس بن مالکؓ کے پاس لکھا ہوا مجموعہ تھا۔ اس مجموعہ کو جنگ میں رکھا کرتے۔ احد صحابہ سے جب کبھی کوئی حدیث بیان کرتا تو خوف زدہ ہو جاتے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے متعلق خاطب بیان کرتے ہیں کہ عثمان سے بہتہ حالانکہ آنحضرت صلعم کی حدیثوں کو کوئی دوسرا بیان کرنے والا نہیں تھا، جب روایت کرنے لگتے تو نہایت سنبھل کر اور جانچکر لیکن پھر بھی اُن کا یہ حال تھا کہ جب حدیث اس طرح بیان کرتے تھے ڈرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تلامذہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ سال سال بھر تک اُن کے پاس روزانہ درس میں حاضر ہوتے۔ لیکن کسی دن قال رسول اللہ صلعم نہیں سنتے۔ اگر سنتے تو اُن پر لرزہ چڑھنے لگتا۔ یہ مقامات علمی میں حضرت عمرؓ کے ترتیب یافتہ تھے روایت میں سختی کرتے اور اپنے شاگردوں کو ڈانتے رہتے تھے کہ الفاظ حدیث کو محفوظ رکھنے میں بے پروائی نہ کریں۔ ان کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن ایک کتاب نکال کر لائے اور قسم کھا کر کہا یہ خود عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے (جامع ۱۷)

دوسری طرف ایسے صحابہ، جیسے جناب ابوہریرہ، ان کو روایت حدیث سے دلچسپی تھی۔ حضرت عمرؓ کی آنکھ بند ہوتے ہی ایسے بزرگوں نے بلا احتیاط کے ارشاد فرمانا شروع کر دیا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ جس نے مردہ کو غسل دیا اس پر بھی غسل لازم ہے۔ جب حضرت عائشہؓ نے سنا تو فرمایا او ینجس موتی المسلمین کیا کہیں مُردے مسلمانوں کے بھی نجس ہو جاتے ہیں۔

لہ الانساب الاشراف ا: علامہ بلاذری ٹہ طبقات ابن سعد سہ مسند دحاکم ۃ موسیٰ ابن عباس فی طلب العلم تذکرہ ابن عباس ٹہ تقیید العلم از علامہ خطیب بغدادی ٹہ کتاب العلل ترمذی

(نوٹ) سلمیٰ ایک خاتون کہتی ہیں کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو دیکھا کہ وہ ابو رافع آنحضرت صلعم کے غلام سے آنحضرتؐ کے کارنامے لکھا کرتے تھے۔ ابن سعد ۲ ص ۱۲۳، واقدی لکھتے ہیں کہ منذر بن ساوی رئیس عمان کے نام جو حضورؐ کا خط تھا وہ ابن عباسؓ کی کتابوں کے ساتھ میں نے دیکھا (زاد المعاد) غزوہ بدر کا مفصل حال عروہ بن زبیر نے لکھکر خلیفہ عبدالملک کو بھیجا۔ طبری ۵۔۱۲ لہ طبقات ابن سعد سہ طبقات ابن سعد سہ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد صفحہ ۷۷ سہ رسالہ میں او صاہ علامہ جلال الدین سیوطی۔

جناب نے فرمایا من لم یوتر فلا صلوٰۃ لہ کہ بے وتر کے نماز نہیں ہوتی۔ جب حضرت عائشہؓ نے یہ سنا تو فرمایا کہ کس نے آنحضرتؐ سے ایسا سنا ہے۔ ابھی تو کچھ زمانہ نہیں گزرا کہ ہم پیغمبر خدا کی بات بھول گئے۔ آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ من جاء بالصلوٰۃ الخمس یوم القیٰمۃ حافظا علیٰ وضوئھا و مواقیتھا و رکوعھا و سجودھا و لم ینقص منہ شیئا کان لہ عند اللہ عہد ان لا یعذ بہ۔

امام طحاوی نے ابو حسان سے روایت کی ہے کہ قبیلہ بنی عامر کے دو شخصوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا کہ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ تین چیزوں کی نحوست لی جاتی ہے۔ گھر میں عورت میں۔ گھوڑے میں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ابو ہریرہؓ کو یاد نہیں رہا کہ وہ پیغمبر خدا صلعم کے پاس آئے اور آنحضرت صلعم یہ فرما رہے تھے کہ خدا یہودیوں کو مارے، وہ کہتے ہیں کہ نحوست تین چیزوں میں لی جاتی ہے۔ گھر، عورت، اور گھوڑے میں مگر ابو ہریرہ نے آخر کے لفظ سنے اول کے لفظ نہیں سنے۔

کثیر الروایت ہونے پر ابو ہریرہ سے ابو سلمہ نے پوچھا کہ آپ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی اسی طرح حدیثیں روایت کیا کرتے تھے بولے کہ نہیں، ورنہ عمرؓ درے سے خبر لیتے

عروہ بن زبیر سے روایت ہے، حضرت عائشہؓ نے کہا تم تعجب نہیں کرتے، ابو ہریرہ میرے حجرے کے ایک طرف بیٹھے حدیث بیان کرنے لگے، رسول اللہ صلعم سے میں سن رہی تھی۔

میں تسبیح پڑھ رہی تھی۔ اور قبل اس کے کہ میں ان کو ٹوکوں اور ان کی تردید کروں، وہ میرے فارغ ہونے سے پہلے ہی چل دیئے، اگر میں ان کو پاتی تو اس کا رد کرتی۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم نے اس طرح حدیثیں بیان نہیں کیں جس طرح تم بیان کرتے ہو۔ (مسلم)

جناب کعب احبار جو مسیت ترمز خرفات اسرائیلیات ہیں اور قیامت تک جس کے رہین منت مفسرین کرام رہیں گے وہ بھی جناب ابو ہریرہ کی حدیث سے گھبرا جاتے تھے۔ چنانچہ جناب ابو ہریرہ نے یہ روایت فرمائی۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا تھا، معلوم نہ ہوا وہ کہاں گیا۔ اور میں سمجھتا ہوں شاید وہ گروہ چوہوں میں مسخ ہو گئے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو جب چوہوں کے سامنے اونٹ کا دودھ رکھو تو وہ نہیں پیتے۔ اور جب بکری کا دودھ رکھو تو پی لیتے ہیں (مسلم)

کعب احبار نے ابو ہریرہؓ سے تعجب سے پوچھا کہ کیا تم نے واقعی رسول اللہ صلعم سے سنا۔ انھوں نے کہا ہاں۔ پھر انھوں نے پوچھا، پھر کئی بار پوچھا، ابو ہریرہ نے کہا تو کیا میں توریت پڑھتا ہوں۔ (مسلم)

(باقی آئندہ)

(نوٹ) کثیر الروایات صحابی ہیں۔ اور جو جناب ابو ہریرہ کو ہے اور ۷ھ (یعنی وہ خیبر کے زمانہ میں آئے اور داخل اسلام ہوئے۔ اصحاب صفہ میں شامل ہوئے۔ آخر عمر میں مروان بن حکم کی جانب سے مدینہ کے حاکم تھے۔ مسلم نے لکھا ہے ایک حدیث ہے۔

جب ابو ہریرہؓ کو مروان نے خلیفہ مقرر کیا مدینہ میں تو وہ نماز میں کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے، پھر جب وہ نماز پڑھ چکے اور سلام پھیرا تو مسجد والوں کی طرف منہ کیا اور کہا قسم اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تم میں سے سب سے زیادہ مشابہ ہوں رسول اللہ صلعم سے (مسلم) ان کے کثیر روایت بیان کرنے سے معاصرین صحابہ نالاں تھے۔

کثیر الروایات میں حسب ذیل بزرگوار مشہور ہیں جنھوں نے حسب ذیل تعداد میں احادیث روایت کی ہیں[۱]

حضرت ابو ہریرہ ۵۳۷۴ ساڑھے تین سال شرف صحبت میں رہے

حضرت عبداللہ بن عباس ۲۶۶۰

حضرت عائشہ صدیقہ ۲۲۱۰

حضرت عبداللہ بن عمر ۱۶۳۰

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ۱۵۴۰

حضرت انس بن مالک ۱۲۸۶ دس سال

حضرت ابو سعید خدری ۱۱۷۰

حضرت عبداللہ بن مسعود ۸۴۸

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص صاحب الصادقہ ۷۰۰

حضرت علی بن ابی طالب ۵۸۶ ۳۰ سال کی عرصہ ہمراہ رہے

حضرت عمر بن خطاب ۵۳۹ پہلے لوگ سے ہیں

عشرہ مبشرہ

حضرت ابو بکر صدیق ۱۴۲ اولین اسلام سے ساتھ ہیں۔

حضرت عثمان غنی ۱۴۶ 〃

حضرت طلحہ 〃

حضرت زبیر ۳۸ 〃

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف 〃

ازواج مطہرات

حضرت ام سلمہ ۳۷۸　　حضرت ام حبیبہ ۶۵

حضرت حفصہ ۶۰　　حضرت میمونہ ۴۶

(باقی آئندہ)

[۱] طبرانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۰ (امام مکحول سے بھی یہ روایت آئی ہے) تذکرۃ الحفاظ

نِسائی شریف کامِل اُردو

(مترجمہ حضرت مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۶۱) عمامہ پر مسح کرنا۔ حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ اُنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عمامہ پر مسح کرتے دیکھا۔

(۶۲) حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی اور عمامہ پر مسح کیا۔

(۶۳) عمامہ پر مسح کا طریقہ۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں ہم سفر میں تھے، حضورؐ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر حضورؐ نے وضو کیا اور پیشانی اور عمامہ کے دونوں کناروں پر مسح کیا۔

(۶۴) پاؤں دھوتے وقت ایڑیوں کو اچھی طرح دھونا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، افسوس ہے ان لوگوں کی حالت پر جو وضو کرتے وقت ایڑیوں کو خشک چھوڑ دیتے ہیں۔

(۶۵) دائیں طرف کی فضیلت۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ جہاں تک ممکن ہوتا ہر کام دائیں طرف سے شروع کرتے، کنگھی کرتے تو بھی دائیں طرف سے شروع کرتے۔ جوتے پہنتے تو بھی پہلے دایاں پاؤں جوتے میں ڈالتے۔

(۶۶) دونوں پاؤں کو اچھی طرح مل کر دھونا۔ حضرت عبد الرحمن قیسیؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضورؐ کے ساتھ سفر میں تھا۔ حضورؐ نے وضو فرمایا اور منہ ہاتھ دھونے کے بعد دونوں پاؤں ہاتھوں سے خوب مل کر دھوئے۔

(۶۷) انگلیوں پر خلال کرنا۔ حضرت لقیط بن صبرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، وضو اچھی طرح کیا کرو۔ اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں اچھی طرح خلال بھی کیا کرو۔

(۶۸) موزوں پر مسح کرنا۔ حضرت جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا

(اس باب میں اور بھی بہت سے اکابر صحابہ نے اسی مضمون کی حدیثیں روایت فرمائی ہیں)

(۶۹) موزوں پر مسح کرنے کی مدت۔ حضرت صفوانؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن اور رات موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات کی۔

(۷۰) ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کیا کرتے لیکن فتح مکہ کے دن حضورؐ نے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا حضورؐ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا کیا سبب ہے، حضورؐ نے فرمایا میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے (تاکہ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا جواز معلوم ہو جائے)

(۷۱) وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے دینا۔ حضرت سفیانؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ جب وضو کر چکتے تو اپنی شرمگاہ پر پانی سے چھینٹے دیتے۔

(۷۲) وضو کا بچا ہوا پانی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جناب ابو حیہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو وضو کرتے دیکھا۔ حضرت نے وضو کرنے کے بعد بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا۔ اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔

ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں بطحیٰ میں حضورؐ کی رفاقت میں تھا حضرت بلالؓ نے اس موقعہ پر حضورؐ کے وضو سے بچا ہوا پانی نکالا۔ لوگ شوق و ذوق کی تصویر بنے اس پانی کو لینے کے لئے ہر طرف سے دوڑ پڑے،

(۷۳) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میری بیماری میں حضورؐ عیادت کو تشریف لائے، حضرت ابوبکرؓ بھی ساتھ تھے۔ میں بیہوش تھا۔ حضورؐ نے وضو کیا، اور وضو سے بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا۔

(۷۴) وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ حضرت اُسامہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا ارشاد ہے وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی اور نہ ہی چوری کے مال کا صدقہ قبول کیا جاتا ہے۔

(۷۵) بار بار وضو کرنا ٹھیک نہیں۔ حضرت ابن عاصؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس ایک بدوی حاضر ہوا۔ اور وضو کی ترتیب پوچھی، حضورؐ نے ہر عضو کو تین تین دفعہ دھو کر اُسے وضو کا طریقہ سکھایا۔ اور فرمایا جو اس طریقے

ابن ماجہ شریف کامل اردو

(مترجمہ مولانا رشید اختر صاحب ندوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۴۷) یہی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ بھی روایت فرماتے ہیں۔ مگر اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ پانچ چیزیں ہیں جن کا علم اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں ہے۔ پھر حضورؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔

(۴۸) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایمان معرفت قلب، زبان سے اقرار اور ارکان اسلام پر عمل کا نام ہے۔

(۴۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لئے وہی چیز نہ پسند کرے جسے وہ اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔

(۵۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم مجھے اپنی اولاد، ماں، باپ اور ساری کائنات سے زیادہ عزیز نہیں رکھو گے۔

(۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا خدا کی قسم تم میں سے کوئی شخص بھی اُس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا جب تک ایمان نہیں لائے گا۔ اور تم اُس وقت تک مومن نہیں بنو گے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو گے۔ کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کو اگر تم کر لو تو آپس میں محبت کرنے لگو، یعنی ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو۔

(۵۲) حضرت عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اُسے قتل کرنا کفر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا کو محض اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑا اور تنہا اسی کی عبادت کی اور نماز پڑھی، زکوٰۃ دی اور مر گیا، اللہ اس سے راضی ہو گیا۔ حضرت انسؓ نے فرمایا اور یہی ہے دین اللہ کا جس کے لئے پیغمبر آئے اور اپنے رب کی طرف سے اس کی تبلیغ کی۔ قرآن حکیم میں سورۂ براءۃ کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ اور ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین۔

(۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت نہ دیں اور نماز نہ پڑھیں اور زکوٰۃ نہ دیں۔

(۵۴) حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے۔

تقدیر کا بیان

(۵۵) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو سچائی سچے ہیں) فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص جو پیدا ہوتا ہے پہلے اپنی ماں کے پیٹ میں بلا کسی تشکیل کے چالیس دن تک رہتا ہے، پھر وہ غلیظ خون کی صورت اختیار کرتا ہے۔ پھر گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے۔ پھر اس کے پاس اللہ تعالیٰ اپنا فرشتہ بھیجتا ہے اور اُسے چار باتوں کے لکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اور کہتا ہے اس کے عمل، اس کی اجل، اس کا رزق، اس کا بد یا نیک ہونا لکھ دو۔ پس خدا کی قسم تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو جنت والوں کے کام کرتا ہو۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے مابین ایک ہاتھ کا فرق رہ جائے۔ مگر اُس پر اس کی تقدیر سبقت لے جاتی ہے۔ اور وہ دوزخیوں کے سے کام کرنے لگتا ہے اور تم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جو دوزخیوں کے سے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور دوزخ کے مابین ایک ہاتھ کا فرق رہ جائے۔ مگر اس پر اس کی تقدیر

بخاری شریف کامل

مکررات کو حذف کر کے کامل بخاری شریف کا سلیس عام فہم اردو میں ترجمہ
اچھی لکھائی چھپائی ضخامت پانسو صفحے نا روے کا کاغذ
قیمت بلا جلد ایک روپیہ مجلد پارچہ ایک روپیہ چار آنہ
مجلد چرمی پشتہ عہ اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ
مجلد پارچہ عا مجلد چرمی پشتہ سنہری کام عہ خاص
ایڈیشن اعلیٰ درجہ کا فیروزی کاغذ مجلد چرمی پشتہ
اعلیٰ عا

بڑی مسلم شریف کامل

ہر دو جلد

عہد رسالت کی مکمل تاریخ سرکار دو جہاں کی زبان مبارک سے
پوری مسلم شریف کا سلیس اردو ترجمہ۔ اچھی لکھائی چھپائی
ضخامت آٹھ سو صفحے رف کاغذ قیمت بلا جلد عا
مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی پشتہ عہ اعلیٰ ایڈیشن سفید
چکنا کاغذ مجلد پارچہ تین روپے آٹھ آنے خاص
ایڈیشن چکنا فیروزی کاغذ مجلد پارچہ للعہ چرمی پشتہ
للعہ

دنیا کے سب سے بڑے
سرفروش راہِ آزادی

حضرت امام حسین علیہ السلام کا ماڈل کیریکٹر

اگر آپ ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں اور حضرت کے وہ رُوح پرور اور وجد آفریں خطبے جو میدانِ جنگ میں آپ نے دیے پڑھنا چاہتے ہیں تو آج ہی کتاب سیدہ کا لال عرف مظلومِ کربلا منگا لیجیے جس میں خلافتِ اوّل سے لیکر کربلا تک کے مفصل اور سچے واقعات نہایت الم انگیز قلم سے لکھے گئے ہیں، کربلا کے شہدائے کرام کے ۱۲ مقدس مزارات کے عکسی بلاک اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۰۰ صفحے سے زیادہ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ
محصول ڈاک چھ آنے

بڑی مشکوٰۃ شریف

کامل ہر دو جلد۔ حدیث کی گیارہ کتابوں کا سلیس اردو ترجمہ اور ضروری مقامات کی تشریح بھی کی گئی ہے

ضخامت ایک ہزار صفحات سے زیادہ

قیمت بلا جلد تین روپے مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ عہ
علاوہ محصول ڈاک

انتخاب صحاح ستہ

حدیث کی چھ کتابوں کا سلیس اور عام فہم اردو میں ترجمہ

معہ اصل عربی
اچھی لکھائی چھپائی ضخامت قریباً پانسو صفحے

قیمت بلا جلد ۱۲ مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ عہ یہی کتاب چکنے کاغذ پر بلا جلد عہ مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ عہ

ملنے کا پتہ
منیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝

برس اور ایسے سخت آویں گے جو کہ اُس ذخیرہ کو کھا جاویں گے جس کو تم نے ان برسوں کے واسطے جمع کر کے رکھا ہوگا ہاں مگر تھوڑا سا جو رکھ چھوڑو

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ۝ ع ۱۲

پھر اس کے بعد ایک برس ایسا آوے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں شیرہ بھی نچوڑیں گے

تفسیر: (قال تزرعون سے تعصرون تک) اور بادشاہ (مصر) نے (بھی ایک خواب دیکھا اور ارکان دولت کو جمع کر کے ان سے) کہا کہ میں (خواب میں کیا) دیکھتا ہوں کہ سات گائیں فربہ ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھا گئیں اور سات بالیں سبز ہیں اور اُن کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں (اور اُن خشک بالوں نے اسی طرح اُن سات سبز پر لپٹ کر اُن کو خشک کر دیا) اے دربار والو اگر تم (خواب کی) تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارہ میں مجھ کو جواب دو وہ لوگ کہنے لگے کہ (اول تو یہ کوئی خواب نہیں جس سے آپ فکر میں پڑیں یوں ہی) پریشان خیالات ہیں اور (دوسرے) ہم لوگ (صرف امور سلطنت میں ماہر ہیں) خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے (دو جواب اس لئے دیئے کہ اول جواب سے بادشاہ کے قلب سے پریشانی اور وسواس دور کرنا ہے اور دوسرے جواب سے اپنا عذر ظاہر کرنا ہے خلاصہ یہ کہ اول تو ایسی خواب قابل تعبیر نہیں، دوسرے ہم اس فن سے واقف نہیں) اور ان (مذکورہ) دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا (وہ مجلس میں حاضر تھا) اس نے کہا اور مدت کے بعد اس کو (یوسف علیہ السلام کی وصیت کا) خیال آیا میں اس کی تعبیر کی خبر لائے دیتا ہوں آپ لوگ مجھ کو ذرا جانے کی اجازت دیجئے (چنانچہ دربار سے اجازت ہوئی اور وہ قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور جا کر کہا) اے یوسف اے صدق مجسم آپ ہم لوگوں کو اس (خواب) کا جواب (یعنی تعبیر) دیجئے کہ سات گائیں موٹی ہیں اُن کو سات دبلی گائیں کھا گئیں اور سات بالیں ہری ہیں اور اُس کے علاوہ (سات) خشک بھی ہیں (کہ ان خشک کے لپٹنے سے وہ ہری بھی خشک ہو گئیں آپ تعبیر بتلایئے) تاکہ میں (جنہوں نے مجھ کو بھیجا ہے) اُن لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں (اور بیان کروں) تاکہ (اس کی تعبیر اور ان سے آپ کا حال) اُن کو بھی معلوم ہو جاوے (تعبیر کے موافق عملدرآمد کریں اور آپ کی خلاصی کی کوئی صورت نکلے) آپ نے فرمایا کہ (ان سات فربہ گایوں اور سات سبز بالوں سے مراد پیداوار اور بارش کے سال ہیں پس) تم سات سال متواتر (خوب) غلہ بونا پھر جو فصل کاٹو اس کو بالوں ہی میں رہنے دینا تاکہ گھن نہ لگ جاوے ہاں مگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے (وہ بالوں میں سے نکالا ہی جاوے گا) پھر اس (سات برس) کے بعد سات برس ایسے سخت (اور قحط کے) آویں گے جو کہ اس (تمامتر) ذخیرہ کو کھا جاویں گے۔

۴۹ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْــَٔلْهُ مَا بَالُ

اور بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ پھر جب اُنکے پاس قاصد پہنچا آپ نے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اس سے دریافت کر کہ

النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ

اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے میرا رب اُن عورتوں کے فریب کو خوب جانتا ہے کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے

رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ

جب تم نے یوسف سے اپنے مطلب کی خواہش کی عورتوں نے جواب دیا کہ حاش للہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات نہیں معلوم ہوئی

امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْــٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

عزیز کی بی بی کہنے لگی کہ اب تو حق بات ظاہر ہو ہی گئی میں نے ہی اُن سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی اور بیشک وہی سچے ہیں یوسف علیہ السلام

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ۝

نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام محض اس وجہ سے تاکہ عزیز کو یقین کیساتھ معلوم ہو جاوے کہ میں نے اسکی عدم موجودگی میں اسکی آبرو میں دست اندازی نہیں کی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں

تفسیر۔ (وَقَالَ سے الخَاطِئِینَ تک) جس کو تم نے ان برسوں کے واسطے جمع کر کے رکھا ہوگا ہاں مگر تھوڑا سا جو (بیج کے واسطے) رکھ چھوڑو گے (وہ البتہ بچ جاوے گا اور ان خشک بالوں اور خشک گایوں سے اشارہ ان سات سال کی طرف ہے) پھر اس (سات برس) کے بعد ایک برس ایسا آوے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں (بوجہ اس کے کہ انگور کثرت سے پھلیں گے) شیرہ بھی نچوڑیں گے (اور شرابیں بنویں گے)

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ

اور میں اپنے نفس کو بری نہیں بتلاتا نفس تو بری ہی بات بتلاتا ہے بجز اس کے جس پر میرا رب رحم کرے بلاشبہ میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت

رَّحِیْمٌ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ

والا ہے اور بادشاہ نے کہا کہ اُن کو میرے پاس لاؤ میں اُن کو خاص اپنے لئے رکھوں گا پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو بادشاہ

لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝

نے کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج سے بڑے معزز اور معتبر ہو یوسف نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کردو میں حفاظت رکھوں گا اور خوب واقف ہوں

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا

اور ہم نے ایسے طور پر یوسف کو ملک میں با اختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت متوجہ کر دیں

مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ٥

اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھ کر ہے ایمان

وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ ع

اور تقوی والوں کے لئے

تفسیر۔ (وَمَآ سے لے کر یَتَّقُوْنَ تک) (غرض وہ شخص تعبیر لے کر دربار میں پہنچا) اور (جا کر بیان کیا) بادشاہ نے (جو سنا تو آپ کے علم و فضل کا معتقد ہوا اور) حکم دیا کہ اُن کو میرے پاس لاؤ (چنانچہ یہاں سے قاصد چلا) پھر جب اُن کے پاس (وہ) قاصد پہنچا (اور پیغام دیا تو) آپ نے فرمایا کہ (میں جب تک میرا اُس تہمت سے بری ہونا اور بے قصور ہونا ثابت نہ ہو جاویگا نہ آؤں گا) تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اُس سے دریافت کر کہ تجھ کو خبر ہے) اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے (مطلب یہ تھا کہ اُن کو بلا کر میرا حال متعلق اُس واقعہ کے جس میں مجھ کو قید کی گئی تفتیش کیا جاوے۔ اور عورتوں کے حال سے مراد اُن کا واقف یا ناواقف ہونا ہے حال یوسف علیہ السلام سے اور اُن عورتوں کی تخصیص شاید اس لئے کی ہو کہ اُن کے سامنے زلیخا نے اقرار کیا تھا ولقد راودته عن نفسه فا ستعصم) میرا رب ان عورتوں کے فریب کو خوب جانتا ہے (یعنی اس کو تو معلوم ہی ہے کہ زلیخا کا مجھ پر تہمت لگانا کید تھا۔ مگر عند الناس بھی اسکی تنقیح ہو جانا مناسب ہے چنانچہ بادشاہ نے اُن عورتوں کو حاضر کیا اور کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف (علیہ السلام) سے اپنے مطلب کی خواہش کی (یعنی ایک نے خواہش کی اور بقیہ نے اُس کی اعانت کی کہ اعانت بھی مثل فعل کے ہے۔ اُس وقت تم کو کیا تحقیق ہوا شاید بادشاہ نے اس طور پر اس لئے پوچھا ہو کہ مجرم سمجھے کہ بادشاہ کو وقوع مراودت کی اطلاع ہے تو تعیین کی بھی اطلاع ہوگی اور اس حالت میں انکار نہ چل سکے گا۔ پس اس طرح اقرار کرے) عورتوں نے جواب دیا کہ حاشا للہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات نہیں معلوم ہوئی (وہ بالکل پاک صاف ہیں شاید زلیخا کا وہ اقرار اس لئے ظاہر نہ کیا ہو کہ مقصود زیادہ نزاہت یوسف علیہ السلام کا اثبات بھی ہوں اور وہ حاصل ہو گیا یا زلیخا کے روبرو ہونے سے حیا یا احتمال عداوت مانع ہوا ہو) عزیز کی بی بی (جو کہ حاضر تھی) کہنے لگی کہ اب تو حق بات (سب پر) ظاہر ہو ہی گئی (اب اخفاء بیکار ہے سچ یہی ہے کہ) میں نے اُن سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی (نہ کہ انھوں نے جیسا میں نے اول کہدیا تھا ما جزاء الخ) اور بیشک (اس بات میں کہ ہی راودتنی الخ) وہی سچے ہیں۔ اور غالباً ایسے امر کا اقرار کر لینا مجبوری ہی کی حالت میں زلیخا کو پیش آیا۔ غرض تمام صورت مقدمہ اور اظہارات اور ثبوت نزاہت یوسف علیہ السلام کا ان کے پاس کہلا کر بھیجا اس وقت) یوسف علیہ السلام

نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام (جو میں نے کیا) نفس اس وجہ سے تا کہ وہ عزیز کو زائد الیقین کے ساتھ معلوم ہو جاوے کہ میں نے اُس کی عدم موجودگی میں اُس کی آبرو میں دست اندازی نہیں کی اور یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا (چنانچہ زلیخانے عزیز کی حرمت میں خیانت کی تھی کہ دوسرے پر نگاہ کی خدا نے اُس کی قلعی کھول دی۔ بس یہی غرض یہ تھی) اور (باقی) میں اپنے نفس کو (بالذات) بری (اور پاک) نہیں بتلاتا (کیونکہ) نفس تو (ہر ایک کا) بُری ہی بات بتلاتا ہے بجز اُس (نفس) کے جس پر میرا رب رحم کرے (اور اُس میں امر بالسوء کا مادہ ہی نہ ہو جیسا انبیاء کے نفوس ہوتے ہیں مطمئنہ جن میں یوسف علیہ السلام کا نفس بھی داخل ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ میری نزاہت و عصمت میرے نفس کا ذاتی کمال نہیں کہ تخلف محال ہو بلکہ رحمت و عنایت الٰہیہ کا اثر ہے۔ اس لئے وہ امر بالسوء نہیں کرتا ورنہ جیسے

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ

اور یوسف کے بھائی آئے پھر یوسف کے پاس پہنچے سو یوسف نے اُن کو پہچان لیا اور اُنھوں نے یوسف کو نہیں پہچانا اور جب یوسف نے

بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ

اُن کا سامان تیار کر دیا تو فرما دیا کہ اپنے علاتی بھائی کو بھی لانا تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے

وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝

زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں اور اگر تم اُس کو میرے پاس نہ لائے تو نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا

تفسیر (وَجَآءَ سے تَقْرَبُوْنِ تک) اور دن کے نفوس ہیں ویسا ہی میرا ہوتا) بلا شبہ میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے (یعنی اوپر جو نفس کی دو قسمیں معلوم ہوئیں امارہ اور مطمئنہ سو امارہ اگر توبہ کرلے تو اُس کی مغفرت فرمائی جاتی ہے۔ اور مرتبہ توبہ میں وہ لوامہ کہلاتا ہے اور جو مطمئنہ ہے وہ کمال اُس کا لازم ذات نہیں بلکہ عنایت و رحمت کا اثر ہے پس امارہ کے توبہ کرنے پر عفو کا ظہور ہوتا ہے اور مطمئنہ میں رحیم کا یہ تا یہ مضمون ۱۱
ہوا یوسف علیہ السلام کی تقریر کا باقی یہ امر کہ یہ صورت اثبات نزاہت کی بعد رہائی کے بھی تو ممکن تھی، پھر رہائی پر اس کو مقدم کیوں رکھا، اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جتنا یقین اس ترتیب میں ہو سکتا ہے اس کے خلاف میں نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ دلائل کی دلالت تو مشترک ہے لیکن اس صورت مجوزہ میں یہ امر زائد ہے کہ بادشاہ اور عزیز سمجھ سکتے ہیں کہ جب بدون تبریہ کے یہ رہا ہونا نہیں چاہتے حالانکہ ایسی حالت میں رہائی اعز مطلوب و اکرم مرغوب ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو اپنی نزاہت و براءت کا کامل یقین ہے، اس لئے اُس کے ثابت ہو جانے کا اُن کو پورا اطمینان ہے بقول مشہور آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک، اور ظاہر ہے کہ ایسا کامل یقین بری ہی کو ہو سکتا ہے نہ کہ ملوث کو یہ ساری باتیں بادشاہ نے سنیں) اور (یہ سن کر اُس) بادشاہ نے کہا کہ اُن کو میرے پاس لاؤ میں اُن کو خاص اپنے (کام کے) لئے رکھوں گا (اور عزیز سے اُن کو لے لوں گا کہ اُس کے ماتحت نہ رہیں گے چنانچہ لوگ اُن کو بادشاہ کے پاس لائے) پس جب بادشاہ نے اُن سے باتیں کیں (اور باتوں سے اور زیادہ فضل و کمال آپ کا ظاہر ہوا) تو بادشاہ نے (اُن سے) کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج (سے) بڑے معزز اور معتبر ہو (بعد اس کے اس خواب کی تعبیر کا ذکر آیا اور بادشاہ نے کہا کہ اتنے بڑے قحط کا اہتمام بڑا بھاری کام ہے یہ انتظام کس کے سپرد کیا جاوے) یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کر دیجئے (اُن کی) حفاظت (بھی) رکھوں گا اور (آمد و خرچ کے انتظام اور اُس کے حساب کتاب کے طریقہ سے بھی) خوب واقف ہوں (چنانچہ بجائے اس کے کہ اُن کو کوئی خاص منصب دیتا مثل اپنے پورے اختیارات ہر قسم کے دیدئے گویا حقیقت میں بادشاہ یہی ہو گئے گو برائے نام وہ بادشاہ رہا اور یہ عزیز کے عہدہ سے مشہور ہوئے چنانچہ ارشاد ہے) اور ہم نے ایسے (عجیب) طور پر یوسف (علیہ السلام) کو ملک میں با اختیار بنا دیا کہ اُس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں (جیساکہ بادشاہوں کو آزادی ہوتی ہے یعنی یا تو وہ وقت تھا کہ کنوئیں میں محبوس تھے پھر عزیز کی ماتحتی میں مقید رہے پھر جیل خانہ میں رہے اور یا آج یہ خود مختاری اور آزادی عنایت ہوئی بات یہ ہے کہ) ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت متوجہ کر دیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے (یعنی دنیا میں بھی نیکی کا اجر ملتا ہے کہ حیوٰۃ طیبہ عطا فرماتے ہیں خواہ تنعم میں یسار کے جیسا یوسف علیہ السلام کے سب تھا اور خواہ تنعم میں عسار کے کہ قناعت و رضا جس سے عیش لذیذ میسر ہوتا ہے عطا فرماتے ہیں یہ تو اجر دنیا میں ہوا) اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ

بڑھ کر ہے ایمان اور تقویٰ والوں کے لئے۔ منقول ہے کہ عزیز اُسی زمانہ میں مر گیا، اور زلیخا سے یوسف علیہ السلام کا نکاح ہو گیا واللہ اعلم

قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ

بولے ہم اس کے باپ سے اس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو ضرور کریں گے اور یوسف نے اپنے نوکروں سے کہہ دیا کہ اُن کی پونجی

فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ فَلَمَّا رَجَعُوا

ان ہی کے اسباب میں رکھ دو تاکہ جب اپنے گھر جاویں تو اس کو پہچانیں شاید پھر دوبارہ آویں غرض جب لوٹ کر اپنے

إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

باپ کے پاس پہنچے بولے اے ابا ہمارے لئے غلہ کی بندش کر دی گئی سو آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ ہم غلہ لاسکیں اور ہم اس کی

قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنْتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ

پوری حفاظت رکھیں گے یعقوب نے فرمایا کہ بس میں اس کے بارہ میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارہ میں

وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ

تمہارا اعتبار کر چکا ہوں سو اللہ سب سے بڑھ کر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو ان کی پونجی بھی ان کو

قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ ۵

واپس کر دی گئی کہنے لگے کہ اے ابا اور ہم کو کیا چاہئے یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دی گئی اور اپنے گھر والوں کے واسطے رسد لادیں گے اور ایک اونٹ

كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ۝ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا ۵ ع

کا بوجھ غلہ اور زیادہ لاویں گے یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے یعقوب نے فرمایا کہ اس وقت تک ہرگز تمہارے ہمراہ نہ بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر

مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ

مجھکو پکا قول نہ دو گے کہ تم اس کو ضرور ہی لے آؤ گے ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے سو جب وہ قسم کھا کر اپنے باپ کو قول دے چکے تو انہوں نے فرمایا

مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ

کہ ہم لوگ جو کچھ بات چیت کر رہے ہیں یہ سب اللہ ہی کے حوالے اور یعقوب نے فرمایا کہ اے میرے بیٹو سب کے سب ایک ہی دروازے سے مت جانا بلکہ

مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ

علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا اور خدا کے حکم کو میں تم سے نہیں ٹال سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا ہے اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرنے والوں کو

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ ۖ مَا كَانَ يُغْنِي

بھروسہ رکھنا چاہئے اور جب جس طرح اُن کے باپ نے کہا تھا اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہو گیا اُن کے باپ

عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو

کو اُن سے خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا لیکن یعقوب کے جی میں ایک ارمان تھا جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا اور وہ بلا شبہ

عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ع

بڑے عالم تھے باوجہ کہ ہم نے اُن کو علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے

تفسیر۔ (قَالُوْا سے یَعْلَمُوْنَ تک) (غرض یوسف علیہ السلام نے بااختیار ہو کر غلہ کاشت کرانا اور جمع کرانا شروع کیا اور سات برس کے بعد قحط شروع ہوا یہاں تک کہ دور دور سے یہ خبر سنکر کہ مصر میں سلطنت کی طرف سے غلہ فروخت ہوتا ہے جوق جوق لوگ آنا شروع ہوئے اور (کنعان میں بھی قحط ہوا تو) یوسف (علیہ السلام) کے بھائی (بجز بنیامین کے غلہ لینے مصر میں) آئے پھر یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے سو یوسف (علیہ السلام) نے (تو) اُن کو پہچان لیا اور اُنھوں نے یوسف (علیہ السلام) کو نہیں پہچانا (کیونکہ اُن میں تغیر کم ہوا تھا نیز یوسف علیہ السلام کو اُن کے آنے کا خیال اور قوی احتمال بھی تھا پھر نووارد سے پوچھ بھی لیتے ہیں اور شناسا لوگوں کو تھوڑے پتہ سے اکثر پہچان بھی لیتے ہیں بخلاف یوسف علیہ السلام کے اُن میں چونکہ مفارقت کے وقت بہت کم عمر تھے۔ تغیر بھی زیادہ ہوگیا تھا اور اُن کو یوسف علیہ السلام کے ہونے کا احتمال بھی نہ تھا پھر حکام سے کوئی پوچھ بھی نہیں سکتا کہ آپ کون ہیں یوسف علیہ السلام کا معمول تھا کہ ہر شخص کے ہاتھ غلہ صرف بقدر حاجت فروخت کرتے تھے چنانچہ ان کو بھی جب فی آدمی ایک اونٹ غلہ داموں کی عوض ملنے لگا تو اُنھوں نے کہا کہ ہمارا ایک علاتی بھائی اور ہے اُس کو باپ نے اس وجہ سے کہ اُن کا ایک بیٹا گم ہوگیا تھا اپنی تسلی کیلئے رکھ لیا ہے اُس کے حصہ کا بھی ایک اونٹ غلہ زیادہ مول دیدیا جاوے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ قانون کے خلاف ہے اگر اُس کا حصہ لینا ہے وہ خود آکر لے جاوے۔ غرض اُن کے حصہ کا غلہ اِن کو دلوا دیا) اور جب یوسف (علیہ السلام) نے ان کا سامان (غلہ کا) تیار کر دیا تو (چلتے وقت) فرما دیا کہ (اگر یہ غلہ خرچ کرکے اب کے آنے کا ارادہ کرو تو) اپنے علاتی بھائی کو بھی (ساتھ) لانا (تاکہ اُس کا حصہ بھی دیا جا سکے) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں (پس اگر تمہارا وہ بھائی آوے گا اُس کو بھی پورا حصہ دوں گا اور اس کی خوب خاطر داشت کروں گا۔ جیسا تم نے اپنے ساتھ دیکھا غرض آنے میں تو نفع ہی نفع ہے) اور اگر تم (دوبارہ آئے اور) اُس کو میرے پاس نہ لائے تو (میں سمجھوں گا کہ تم مجھکو دھوکہ دے کر غلہ زیادہ لینا چاہتے تھے تو اُس کی سزا میں) نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا۔ (پس اُس کے نہ لانے میں یہ نقصان ہوگا کہ تمہارے حصہ کا غلہ بھی سوخت ہو جاوے گا) وہ بولے (دیکھئے) ہم (اپنی حد امکان تک تو) اُس کے باپ سے اُس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو (یعنی کوشش اور درخواست) ضرور کریں گے (آگے باپ کے اختیار میں ہے) اور (جب وہاں

۴ سے ہاتھ چلنے لگے تو) یوسف (علیہ السلام) نے اپنے نوکروں سے کہہ دیا کہ اِن کی جمع پونجی (جس کے عوض انھوں نے غلہ مول لیا ہے) ان (ہی) کے اسباب میں (چھپا کر) رکھ دو تاکہ جب اپنے گھر جاویں تو اُس کو (جب وہ اسباب میں سے نکلے) پہچانیں شاید (یہ احسان و کرم دیکھ کر) پھر دوبارہ آویں (چونکہ یوسف علیہ السلام کو ان کا دوبارہ آنا اور ان کے بھائی کا لانا منظور تھا۔ اس لئے کئی طرح سے اُس کی تدبیر کی اول وعدہ کیا کہ اگر اُس کو لاؤ گے تو اس کا بھی حصہ ملے گا دوسرے وعید سنادی کہ اگر نہ لاؤ گے تو اپنا حصہ بھی نہ پاؤ گے تیسرے دام جو کہ نقد کے علاوہ کوئی اور چیز تھی واپس کر دے دو خیال سے ایک یہ کہ اس سے احسان و کرم پر استدلال کرکے پھر آویں گے۔ دوسرے اس لئے کہ شاید ان کے پاس اور دام نہ ہوں۔ اور اس لئے پھر نہ آسکیں اور جب یہ دام ہوں گے ان ہی کو لے کر پھر آسکتے ہیں) غرض جب لوٹ کر اپنے باپ (یعقوب علیہ السلام) کے پاس پہنچے کہنے لگے اے ابا (ہماری بڑی خاطر ہوئی اور غلہ بھی ملا مگر بنیامین کا حصہ نہیں ملا بلکہ بدون بنیامین کے ساتھ لیجائے ہوئے آئندہ بھی) ہمارے لئے (مطلقاً) غلہ کی بندش کر دی گئی سو (اس صورت میں ضروری ہے کہ) آپ ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ (دوبارہ غلہ لانے سے جو امر مانع ہے وہ مرتفع ہو جاوے اور) ہم (پھر) غلہ لا سکیں اور اگر ان کے بھیجنے سے آپ کو کوئی اندیشہ مانع ہے تو اُس کے متعلق یہ عرض ہے کہ) ہم ان کی پوری حفاظت رکھیں گے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بس (رہنے دو) میں اس کے بارہ میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف) کے بارہ میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں (یعنی دل تو میرا گواہی دیتا نہیں مگر تم کہتے ہو کہ بدون اس کے گئے ہوئے آئندہ غلہ نہ ملے گا اور وہ عادۃً موقوف علیہ ہے قوام بدن و حیات جسمانی کا جس کی تحصیل فرض ہے) سو (خیر اگر لے ہی جاؤ گے تو) اللہ (کی سپردہی) سب سے بڑھ کر نگہبان ہے (میری نگہبانی سے کیا ہوتا ہے) اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے (میری محبت اور شفقت سے کیا ہوتا ہے) اور (اس گفتگو کے بعد) جب اُنھوں نے اپنا اسباب کھولا تو (اُس میں) ان کی جمع پونجی (بھی) ملی کہ ان ہی کو واپس کر دی گئی کہنے لگے کہ اے ابا (لیجئے) اور ہم کو کیا چاہئے یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دی گئی (ایسا کریم بادشاہ ہے اور اس سے زیادہ کس عنایت کا انتظار کریں یہ عنایت بس ہے۔ اس کا مقتضا بھی یہی ہے کہ ایسے کریم بادشاہ کے پاس پھر جانا اور وہ موقوف ہے بھائی کے ساتھ لے جانے پر اس لئے اجازت ہی دیدیجئے ان کو ساتھ لے جاویں گے) اور اپنے گھر والوں کے واسطے (اور) رسد لادیں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھیں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور زیادہ لادیں گے (کیونکہ جس قدر اس وقت

کھانے ہیں یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے (جلدی ختم ہو جاوے گا پھر اور ضرورت ہوگی اور اس کا ملنا موقوف ہے ان کے لے جانے پر) یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا
کہ (خیر اس حالت میں بھیجنے سے انکار نہیں لیکن) اُس وقت تک ہرگز اس کو تمہارے ہمراہ نہ بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھ کو پکا قول نہ دو گے کہ
تم اس کو ضرور لے ہی آؤ گے ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے (چنانچہ سب نے اس پر قسم کھائی) سو جب وہ قسم کھا کر اپنے باپ کو قول دے چکے تو
انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جو کچھ بات چیت کر رہے ہیں یہ سب اللہ کے حوالے (یعنی وہی ہمارے قول و قرار کا گواہ ہے کہ سُن رہا ہے اور وہی اس
قول کو پورا کر سکتا ہے پس اس کہنے سے دو غرض ہوئیں اول اُن کو اپنے قول کے خیال رکھنے کی ترغیب اور تنبیہ کہ اللہ کو حاضر و ناظر سمجھنے سے یہ بات
ہوتی ہے اور دوسرے اس تدبیر کا منتہی تقدیر کو قرار دینا کہ توکل کا حاصل ہے اور اس کے بعد بنیامین کو ہمراہ جانے کی اجازت دیدی۔ غرض دوبارہ
مصر کے سفر کو مع بنیامین سب تیار ہوئے) اور (چلتے وقت) یعقوب (علیہ السلام) نے (ان سے) فرمایا کہ اے میرے بیٹو (جب مصر میں پہنچو تو) سب کے
سب ایک ہی دروازے سے مت جانا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا اور (یہ محض ایک تدبیر ظاہری ہے بعض مکروہات مثل نظر بد وغیرہ سے بچنے
کی باقی) خدا کے حکم کو تم پر سے نہیں ٹال سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا (چلتا) ہے (باوجود اس تدبیر ظاہری کے دل سے) اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی پر
اور بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے (یعنی تم بھی اُسی پر بھروسہ رکھنا تدبیر پر نظر مت کرنا غرض سب رخصت ہو کر چلے) اور جب (مصر پہنچ کر
جس طرح اُن کے باپ نے کہا تھا (اسی طرح شہر کے) اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہو گیا (باقی) اُن کے باپ کو اُن سے (یہ تدبیر بتلا کر)
خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا (تاکہ اُن پر کسی قسم کا اعتراض یا اس تدبیر کے نافع نہ ہونے سے اُن پر شبہ لازم آوے چنانچہ خود انہوں نے ہی فرما دیا تھا
ما اغنی عنکم الخ) لیکن یعقوب (علیہ السلام) کے جی میں (اس تدبیر میں) ایک ارمان (آیا) تھا جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا اور وہ بلاشبہ
بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے ان کو علم دیا تھا (وہ علم کے خلاف تدبیر کا اعتقاد مؤثر حقیقی کب کر سکتے تھے صرف اُن کے اُس قول کی وجہ ہی
عملاً ایک تدبیر کا ارتکاب تھا جو کہ مشروع و محمود ہے) لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے (بلکہ جہل سے تدبیر کو مؤثر حقیقی اعتقاد کر لیتے ہیں) ف
بعض کتب میں لکھا ہے کہ اول بار میں یوسف علیہ السلام نے بنیامین کا حصہ دیدیا تھا مگر آگے کے لئے روک دیا تھا کہ بدون بنیامین کے غلہ لینے مت
آنا ورنہ بالکل نہ ملے گا واللہ اعلم ایک سوال اس مقام پر یہ پیدا ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جس طرح اپنے بھائی کے بلانے کی تدبیر کی یعقوب
علیہ السلام کے بلانے کا اہتمام کیوں نہ فرمایا خواہ اپنے حال کی صاف اطلاع کر کے خواہ کسی تدبیر سے اُس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو وحی سے معلوم ۵
ہو گیا ہوگا کہ ابھی ملاقات مقدر نہیں ہے یا کوئی اور مصلحت خفی ہو ایک سوال یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام بھی مشاہیر میں سے تھے اور یوسف
علیہ السلام بھی۔ پھر خبر کیسے مخفی رہی روح المعانی میں ختم قصہ پر یہ جواب دیا ہے کہ یہ امر غلبۂ قدرت سے منجملہ خوارق عادات ہے ایک سوال یہ ہے کہ
یعقوب علیہ السلام جب ان بیٹوں کا تجربہ کر چکے تھے تو حضرت بنیامین کو خطرہ میں ڈالنا کب جائز تھا اُس کا جواب توضیح ترجمہ هل امنکم الخ
سے ظاہر ہے کہ نہ بھیجنے میں ضرر یقینی تھا اور بھیجنے میں ضرر متوہم تھا جس کا تدارک بھی قسم وغیرہ سے ہو گیا تھا پس بھیجنا جائز بلکہ ضروری ہوا ایک
سوال یہ ہے کہ پہلی بار جو یہ غلہ لینے گئے تھے اُس وقت یہ وصیت کیوں نہیں فرمائی گئی لا تدخلوا من باب واحد الخ اس کے دو جواب
دیئے گئے ہیں ایک یہ کہ اُس وقت مصر والے ان کو پہچانتے نہ تھے کسی نے التفات بھی نہ کیا تھا اور ایک بار جانے سے جو یوسف علیہ السلام
نے ان کے ساتھ عنایت کا خاص برتاؤ کیا تو اُن پر نظریں پڑنے لگیں اور تھے سب وجیہ و شکیل اس لئے نظر بد اور حسد کا بہت ہی چیزوں کا
اُن پر احتمال ہوا، دوسرے یہ کہ زیادہ مقصود بنیامین کی حفاظت تھی اور پہلی بار وہ ساتھ نہ تھے ایک سوال یہ ہے کہ ظاہر قرآن کے الفاظ
ما کان یغنی الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی تدبیر نافع نہیں ہوئی حالانکہ بالیقین حسد و نظر بد وغیرہ جن کو اجتماع و تفرق
فی الدخول سے تعلق ہے یہ امور واقع نہیں ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تدبیر نافع ہوئی اور یہ صورت تعارض کی ہے جواب یہ ہے
کہ نافع نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصل مقصود یعقوب علیہ السلام کا یہ تھا کہ ان پر کوئی حادثہ واقع نہ ہو کچھ تخصیص حسد وغیرہ کی نہ تھی لیکن
ان کے ذہن میں وہ امور آئے جو واقع ہونے والے نہ تھے اور اُن ہی کی تدبیر بتلادی اور جو امور مقدر تھے وہ ذہن میں بھی نہ آئے اور واقع ہو

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا

اور جب یہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں سو یہ لوگ جو کچھ کرتے رہے ہیں اُس کا رنج مت

يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ

کرنا پھر جب یوسف نے اِن کا سامان تیار کر دیا تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا پھر ایک

مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ○ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ○

پکارنے والے نے پکارا کہ اے قافلہ والو تم ضرور چور ہو وہ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ

انھوں نے کہا کہ ہم کو بادشاہی پیمانہ نہیں ملتا اور جو شخص اس کو حاضر کرے اس کو ایک بار شتر غلہ ملے گا اور میں اس کا

لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ○ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗ

ذمہ دار ہوں یہ لوگ کہنے لگے کہ بخدا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم لوگ ملک میں فساد پھیلانے نہیں آئے اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں اُن

اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ○ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ

لوگوں نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا انھوں نے جواب دیا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جس شخص کے اسباب میں ملے پس وہی شخص

نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ○ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ

اپنی سزا ہم لوگ ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں پھر یوسف نے اپنے بھائی کے تھیلے سے قبل تلاشی کی ابتدا اول دوسرے بھائیوں کے تھیلوں سے

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

کی پھر اس کو اپنے بھائی کے تھیلے سے برآمد کر لیا ہم نے یوسف کی خاطر اس طرح تدبیر فرمائی یوسف اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے قانون کی رو سے نہیں

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ○ 55

لے سکتے تھے مگر یہ ہے کہ اللہ ہی کو منظور تھا ہم جس کو چاہتے ہیں خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں اور تمام علم والوں سے بڑھ کر ایک بڑا علم والا ہے

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِىْ نَفْسِهٖ وَلَمْ

کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی تو اس کا ایک بھائی بھی اس کے پہلے چوری کر چکا ہے پس یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے

يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ○ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا

سامنے ظاہر نہیں کیا یعنی یوں کہا کہ اس درجہ میں تم تو اور بھی زیادہ برے ہو اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کا اللہ ہی کو خوب علم ہے کہنے لگے اے عزیز اس کے ایک بہت

الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

بوڑھا باپ ہے سو آپ اس کی جگہ ہم میں سے ایک کو رکھ لیجیے ہم آپ کو نیک مزاج دیکھتے ہیں

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ع

یوسف نے کہا ایسی بات سے خدا بچاوے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کر رکھ لیں اس حالت میں تو ہم بڑے بے انصاف سمجھے جاویں گے

تفسیر (وَلَمَّا دَخَلُوْا سے اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ تک) اور جب یہ لوگ (یعنی برادران یوسف) یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے (اور بنیامین کو پیش کر کے کہا کہ ہم آپ کے حکم کے موافق اُن کو لائے ہیں) اُنھوں نے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا (اور تنہائی میں اُن سے) کہا کہ میں تیرا بھائی (یوسف) ہوں سو یہ لوگ جو کچھ (بدسلوکی) کرتے رہے ہیں اُس کا رنج مت کرنا۔ (کیونکہ اب تو اللہ نے ہم کو ملا دیا اب سب غم بھلا دینا چاہیے۔ یوسف علیہ السلام کے ساتھ بدسلوکی تو ظاہر اور مشہور ہے۔ رہا بنیامین کے ساتھ سو یا تو اُن کو بھی کچھ تکلیف دی ہو ورنہ یوسف علیہ السلام کی جدائی کیا اُن کے حق میں کچھ کم تکلیف ہے پھر دونوں بھائیوں نے مشورہ کیا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ بنیامین یوسف علیہ السلام کے پاس رہیں کیونکہ ویسے رہتے ہیں تو اور بھائیوں کا بوجہ عہد و سوگند کے اصرار ہوگا ناحق کا جھگڑا ہوگا اور پھر اگر وجہ بھی ظاہر ہو گئی تو راز کھلا اور اگر مخفی رہی تو یعقوب علیہ السلام

[illegible] پھر ... کا سبب ... علیہ السلام نے فرمایا تدبیر تو ہے مگر ذرا تمہاری بدنامی ہے بنیامین نے کہا
کچھ پروا نہیں غرض اُن میں یہ امر قرار پاگیا اور (دستور کے موافق سب کو غلہ دے کر اُن کی رخصت کا سامان درست کیا گیا) پھر جب یوسف (علیہ السلام)
نے اُن کا سامان (غلہ اور روانگی کا) تیار کر دیا تو (خود یا کسی معتمد کی معرفت) پانی پینے کا برتن (کہ وہی پیمانہ غلہ دینے کا بھی تھا) اپنے بھائی کے
اسباب میں رکھدیا پھر (جب یہ لاد پھاند کر چلے تو یوسف علیہ السلام کے حکم سے پیچھے سے) ایک پکارنے والے نے پکارا کہ اے قافلہ والو تم
ضرور چور ہو وہ ان (تلاش کرنے والوں) کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے (جس کی چوری کا ہم پر شبہ ہوا) اُنھوں نے
کہا کہ ہم کو بادشاہی پیمانہ نہیں ملتا (وہ غائب ہے) اور جو شخص اُس کو (لاکر حاضر کرے اُس کو ایک بار شتر غلہ (بطور انعام کے خزانہ سے)
ملے گا (اور یا یہ مطلب ہو کہ اگر خود چور بھی مال دیدے تو عفو کے بعد انعام پائے گا) اور میں اُس (کے دلوانے) کا ذمہ دار ہوں (غالباً یہ نظم
اور یہ وعدہ انعام بحکم یوسف علیہ السلام ہوگا) یہ لوگ کہنے لگے کہ بخدا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم لوگ ملک میں فساد پھیلانے (جس میں چوری کا
بھی داخل ہے) نہیں آئے اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں (یعنی ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے) اُن (ڈھونڈنے والے) لوگوں نے کہا اچھا
اگر تم جھوٹے نکلے (اور تم میں سے کسی پر سرقہ ثابت ہو گیا) تو اُس (چور) کی کیا سزا اُنھوں نے (موافق شریعت یعقوب علیہ السلام کے) جواب
دیا کہ اُس کی سزا یہ ہے کہ وہ جس شخص کے اسباب میں ملے پس وہی شخص اپنی سزا (یعنی چوری کی عوض میں خود اُس کی ذات کو صاحب مال اپنا
غلام بنالے) ہم لوگ ظالموں (یعنی چوروں) کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (یعنی ہماری شریعت میں یہی مسئلہ اور عمل ہے غرض یہ امر باہم طے ہو
کے بعد اسباب اُتروایا گیا) پھر (تلاشی کے وقت) یوسف (علیہ السلام نے (خود یا کسی معتمد کی معرفت) اپنے بھائی کے (اسباب کے) تھیلے
سے قبل تلاشی کی ابتداء اول دوسرے بھائیوں کے (اسباب کے) تھیلوں سے کی پھر (اخیر میں) اُس (برتن) کو اپنے بھائی کے (اسباب کے)
تھیلے سے برآمد کر لیا ہم نے یوسف (علیہ السلام) کی خاطر سے اس طرح (بنیامین کے رکھنے کی) تدبیر فرمائی (وجہ اس تدبیر کی یہ ہوئی کہ) یوسف
اپنے بھائی کو اُس بادشاہ (مصر) کے قانون کی رو سے نہیں لے سکتے تھے (کیونکہ اُس کے قانون میں کچھ تادیب و جرمانہ تھا) مگر یہ ہے کہ
اللہ ہی کو منظور تھا (اس لئے یوسف علیہ السلام کے دل میں یہ تدبیر آئی اور اُن لوگوں کے منہ سے یہ فتویٰ نکلا اور اس مجموعہ سے تدبیر
۵ راست آگئی اور چونکہ یہ حقیقتہً استرقاق نہ تھا بلکہ بنیامین کی خوشی سے صورت استرقاق کی تھی اس لئے استرقاق حر کا شبہ لازم نہیں آیا اور
گو یوسف علیہ السلام بڑے عالم عاقل تھے مگر پھر بھی ہمارے القاء تدبیر کے محتاج تھے وجہ یہ کہ کسی کا علم ذاتی اور محیط نہیں ہے بلکہ) ہم جس کو چاہتے ہیں
(علم میں) خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں (پس سب کا علم مستفاد بھی ہوا اور محدود بدرجات متناہیہ بھی ہوا) اور تمام علم والوں سے بڑھ کر ایک
بڑا علم والا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کہ اُس کا علم ذاتی بھی ہے اُس میں یہ بھی فوقیت ہے اور محیط بالکل بھی ہے یہ بھی فوقیت ہے پس جب علم مخلوق ناقص
ٹھیرا اور علم خالق کامل لامحالہ مخلوق اپنے علم و تدبیر میں محتاج ہوگا تعلیم و القاء خالق کا اس لئے کدنا اور الا ان یشاء اللہ کہا گیا حاصل یہ
کہ جب ان کے اسباب سے وہ برتن برآمد ہوا اور بنیامین روک لئے گئے تو وہ سب بڑے شرمندہ ہوئے اور) کہنے لگے کہ (صاحب) اگر اس نے
چوری کی تو (تعجب نہیں کیونکہ) اس کا ایک بھائی (بھاوہ) بھی (اسی طرح) اس کے پہلے چوری کر چکا ہے (جس کا قصہ درمنثور میں اس طرح لکھا
ہے کہ یوسف علیہ السلام کو اُن کی پھوپھی پرورش کرتی تھیں جب ہوشیار ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے لینا چاہا وہ چاہتی بہت تھیں اُنھوں نے
ان کا رکھنا چاہا اس لئے اُنھوں نے اُن کی کمر میں ایک پٹکا کپڑوں کے اندر باندھ کر مشہور کر دیا کہ پٹکا گم ہو گیا اور سب کی تلاشی لی تو ان کی کمر
میں نکلا اور اُس شریعت کے قانون کے موافق اُن کی پھوپھی کے قبضہ میں رہنا پڑا یہاں تک کہ اُن کی پھوپھی نے وفات پائی پھر یعقوب علیہ السلام
کے پاس آگئے اور ممکن ہے کہ یہ صورت استرقاق کی بھی یوسف علیہ السلام کی رضامندی سے ہوئی ہو اس لئے یہاں بھی استرقاق حر لازم نہیں
ہر چند کہ قرائن و اخلاق یوسفیہ میں ذرا تامل کرنے سے آپ کی برأت اس فعل سے یقیناً معلوم تھی مگر بنیامین پر جو بھائیوں کو غصہ تھا اُس میں یہ
بات بھی کہدی) پس یوسف (علیہ السلام) نے اس بات کو (جو آگے آتی ہے) اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اُس کو اُن کے سامنے (زبان
سے) ظاہر نہیں کیا یعنی (دل میں یوں کہا کہ اس (چوری کے) درجہ میں تم تو اور بھی زیادہ بُرے ہو (یعنی ہم دونوں بھائیوں سے تو حقیقت میں فعل
کی صادر نہیں ہوئی اور تم نے تو اتنا بڑا کام کیا کہ کوئی مال غائب کرتا ہے تم نے آدمی غائب کر دیا کہ مجھ کو باپ سے بچھڑا دیا اور ظاہر ہے کہ آدمی
کی چوری مال کی چوری سے زشت تر ہے) اور جو کچھ تم (ہم دونوں بھائیوں کے متعلق) بیان کر رہے ہو (کہ ہم سارق ہیں) اس (کی حقیقت)
کا اللہ ہی کو خوب علم ہے (کہ ہم چور نہیں ہیں جب بھائیوں نے دیکھا کہ انھوں نے بنیامین کو ماخوذ کر لیا اور اس پر قابض ہو گئے تو براہ
خوشامد) کہنے لگے اے عزیز اس (بنیامین) کے ایک بہت بوڑھا باپ ہے (اور وہ اس کو بہت چاہتا ہے اس کے غم میں خدا جانے کیا

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی